

نئے اضافوں کے ساتھ

عالمِ اسلام میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

ثبوتِ حاضریں!

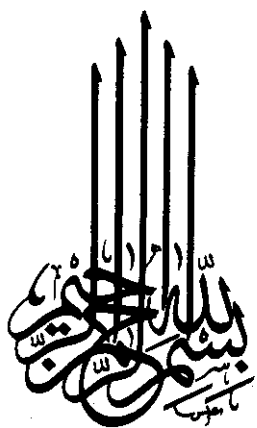
قادیانی مَذہب کے عقائد و عَزَام، مَضَحکہ خیزیوں، تضادِ بیانیوں
اور کذب و ریا پر مبنی ناقابلِ تردید اور ہوش رُبا عکسِ شہادتیں

4

ترتیبِ تحقیق

محمد متین خالد





ثبوتِ قادیانیت
مخاضِ پرین!



”ثبوت حاضر ہیں“

یہ کتاب، اپنے اندر

قادیانی مذہب کے بانی

آنجمانی، مرزا غلام احمد قادیانی

اس کے بیٹوں، اس کے نام نہاد خلیفوں اور دیگر اہم قادیانیوں کی

مستند تصانیف اور اخبارات و رسائل کی

قابل اعتراض اور دل آزار کفریہ عبارتوں کی عکسی نقول لیے ہوئے ہے

قادیانی جراثیم کے یہ ثبوت

اتنے واضح ہیں کہ دنیا کی کسی بھی عدالت میں

ان عکسی دستاویزات کی صداقت کو چیلنج کرنا

کسی بھی قادیانی کے لیے ممکن نہیں ہے

میں اس کتاب میں درج

تمام حوالوں اور عکسی نقول کے مصدقہ ہونے

کی ذمہ داری قبول کرتا ہوں

اور قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ سمیت

دنیا کے تمام قادیانیوں (بشمول لاہوری گروپ) کو

چیلنج کرتا ہوں کہ

اگر اس کتاب میں موجود، کوئی بھی عکس غیر حقیقی ہو،

یا میری طرف سے کسی بھی نوع کی ترمیم ہوئی ہو، کسی قسم کا اضافہ کیا گیا ہو، یا

ایک بھی خانہ ساز حوالہ پایا جائے

تو میں اس کے لیے ہر قسم کی سزا پانے کے لیے تیار ہوں!

بصورت دیگر انہیں ضد اور ہٹ دھرمی چھوڑ کر آخرت کی فکر کرتے

ہوئے اسلام کی آغوش میں آ جانا چاہیے

ہے کسی قادیانی میں اخلاقی جرأت جو میرے اس چیلنج کو قبول کرے؟

محمد متین خالد

نئے اضافوں کے ساتھ

عالمِ اسلام میں اپنی نوعیت کی منفرد کتب

قادیانیت ثبوتِ حاضر ہیں!

قادیانی مَذہب کے عقائد و عَزائم، مَضحکہ خیزیوں، تضادِ بیانیوں
اور کذب و ریا پر مبنی ناقابلِ تردید اور ہوش رُبا عکسِ شہادتیں

جلد چہارم

مکتبہ مبینہ خالد

علم و فن پبلشرز

الحمد مارکیٹ 40- اردو بازار، لاہور،

فون: 7352332-7232336-8405100



جملہ حقوق محفوظ

ثبوت حاضریں! جلد چہارم

تقریباً

علم و فن پبلشرز

محمد نوید شاہین ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

جوہر رحمانیہ پرنٹرز، لاہور

فصل کیانی

تاج کمپوزنگ سنٹر، لاہور

(نئے اضافوں کے ساتھ) 2011ء

900/- روپے

نام کتب

مصنف

ناشر

قانونی مشیر

مطبع

سرورق

کمپوزنگ

سن اشاعت

قیمت

علم و فن پبلشرز

الحمد مارکیٹ 40- اردو بازار، لاہور،

فون: 7352332-7232336-8405100



انتساب

بے شمار مسائل اور لاتعداد مشکلات کے باوجود ”ثبوت حاضر ہیں!“ ایسی ضخیم و وسیع کتاب کا تیار ہو جانا میرے لیے ایک خوشگوار حیرت سے کم نہیں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم، اہل علم حضرات کی سرپرستی اور جید بزرگوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ میں نے اس پر خار وادی کو نہایت صبر و استقامت سے عبور کیا۔ ان حضرات کی ذاتی دلچسپی، محبت و شفقت، مسلسل رابطہ اور حوصلہ افزائی میرے لیے نہایت محرک ثابت ہوئی۔ میں اس کتاب کا انتساب اپنے اہل علم محسنین اور ذی وقار بزرگوں حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ، شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ، حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ، جناب صاحبزادہ طارق محمودؒ، حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ، حضرت مولانا محبت اللہ مدظلہ، حضرت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی مدظلہ، حضرت پیر سید محمد امین الحسنات شاہ مدظلہ، حضرت مولانا ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمیؒ، حضرت مولانا حافظ خان محمد قادری مدظلہ، حضرت مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ، حضرت مولانا مفتی احمد علی مدظلہ، حضرت مولانا عبدالرحمن یعقوب باوا مدظلہ، جناب صاحبزادہ رشید احمد مدظلہ، حضرت مولانا حافظ عبدالرحمن مدظلہ، محترم سید محمد کفیل شاہ بخاری مدظلہ، محترم الیاس ستار مدظلہ، محترم پروفیسر محمد اقبال جاوید مدظلہ اور محترم حافظ شفیق الرحمن مدظلہ کے نام کرتے ہوئے ایسی روحانی خوشی محسوس کر رہا ہوں جو ایک طرف ناقابل بیان ہے تو دوسری جانب میرے ایمان و ایقان کو ایک نئی جلا بخش رہی ہے۔

دم عارف نسیم محمد ہے
اسی سے ریشہ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میر
شانی سے کلیسی دو قدم ہے

ترتیبِ عناوین

	چیلنج	•
	انتساب	•
32	توجہ فرمائیں	•
33	فہرستِ ٹائٹل کتب	•
37	قادیانی طلسم ہوشربا کی چند جھلکیاں	•
45	تقریرِ قلم	•
	شفیق مرزا	
	محمد متین خالد	

51

قادیانیت انگریز کا خود کاشتہ پودا

View Proof

57	REPORT OF MISSIONARY FATHERS	☐
66	مرزا قادیانی کا قلم..... حضرت علیؑ کی تلواریں؟	☐
66	ہمارے قلم رسول اللہ ﷺ کی تلواریں کے برابر ہیں	☐
67	خاندانی خدمات	☐
67	قدیم خیر خواہ خاندان	☐
68	والد کی خدمات	☐
69	میرا باپ، بھائی اور میں	☐
70	باپ بڑا یا بیٹا؟	☐
70	قادیانی بزرگوں کا کارنامہ	☐

- 71 قدیم خدمت گزار ☐
- 71 بزرگوں سے زیادہ خدمات ☐
- 72 خود کاشتہ پودا ☐
- 73 ہم اور ہماری اولاد پر فرض ☐
- 73 کیریئر سٹوڈنٹ ☐
- 77 ممانعت جہاد کی کتابیں، بے نظیر کارگزاری ☐
- 79 20 سالہ بے نظیر خدمات ☐
- 80 لا جواب سروس ☐
- 81 شکرگزاری ☐
- 81 خدا تعالیٰ سے عہد ☐
- 82 پچاس الماریاں ☐
- 83 پچاس ہزار کتابیں، رسائل اور اشتہارات ☐
- 84 مجھے فخر ہے! ☐
- 84 16 برس سے..... حق واجب ٹھہر لیا ☐
- 85 19 برس سے..... اپنا وقت بسر کیا ☐
- 85 22 برس سے..... اپنے ذمہ فرض کر رکھا ہے ☐
- 86 سلطنت برطانیہ..... نعمت الہی، نعمت عظمیٰ ☐
- 86 گورنمنٹ برطانیہ..... ابر رحمت ☐
- 87 سلطنت برطانیہ..... باران رحمت ☐
- 88 انگریزی سلطنت، ایک رحمت اور برکت ☐
- 88 گورنمنٹ انگریزی کا زمانہ..... روحانی اور جسمانی برکات کا مجموعہ ☐
- 88 برٹش گورنمنٹ میں آسمان، زمین سے نزدیک ہو گیا ☐

- 89 سرکار انگریزی پھل دار درخت کی طرح ہے □
- 89 راحت کا جام □
- 92 گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور اطاعت کا 60 سالہ درس □
- 93 اسلام کو دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت سے ملی □
- 93 حدیثوں سے انگریز سلطنت کی تعریف ثابت ہوتی ہے □
- 94 انگریزی گورنمنٹ بمقابلہ رومی گورنمنٹ □
- 94 رگ دریشہ میں شکرگزاری □
- 95 خدا کی پسند □
- 96 سچی خیر خواہی □
- 96 سخت جاہل، نادان اور تالائق مسلمان □
- 97 گورنمنٹ کی وفاداری □
- 98 لعنت □
- 98 مرزا قادیانی، حرز سلطنت □
- 99 سلطنت برطانیہ..... امن و راحت کی پناہ گاہ □
- 99 گورنمنٹ برطانیہ کے لیے پناہ اور تعویذ □
- 99 حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ سے بڑھ کر □
- 100 اللہ کی قسم !!! □
- 100 اعتقاد اور یقین □
- 101 ملکہ وکٹوریہ کی حکومت کے سائے میں □
- 101 تلوار □
- 102 قادیانی تلوار □
- 102 ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض ہے جیسا کہ خدا کا □

- 103 خدا کا شکر □
- 103 سکون، نہ مکہ میں نہ مدینہ میں □
- 103 مکہ و مدینہ والے میرے لیے درعدوں کی طرح ہیں □
- 104 مکہ معظمہ سے لندن بہتر! (نعوذ باللہ) □
- 104 مرزا قادیانی کو مسیح اور مہدی ماننے کا نتیجہ؟ □
- 105 قادیانی بیعت کی شرط □
- 106 قادیانی جماعت کے لیے ضروری فصاحت □
- 106 قادیانی اصول، ہدایتیں اور تعلیم □
- 107 قادیانی مذہب اور عقیدہ □
- 107 ہر قادیانی کا عقیدہ □
- 108 حق بات کو ظاہر کرنا فرض ہے □
- 109 ہمارا فرض ہے □
- 109 قادیانی جماعت..... انگریز کی وقار جماعت □
- 110 انگریز کی نمک پروردہ جماعت □
- 110 مسلمانوں کی پاسوسی □
- 111 ”قابل توجہ گورنمنٹ از طرف مہتمم کاروبار محمد یزید حسین جعفر“ □
- 113 پڑا سرا روضی آرڈر □
- 114 سچا بھڑ □
- 115 جمعہ کے خطبات میں انگریز کا شکریہ □
- 115 انگریز کے لیے چندہ □
- 116 محکمہ طرف لوگ □
- 117 طفیل آزادی کو غنیمت سمجھو □

- 117 میرا دعا ☐
- 118 قادیانی حکمت عملی؟؟؟ ☐
- 119 وہ نبی بھی کیسا نبی ہے؟ ☐
- 120 قادیانی عہد ☐
- 121 خون کا آخری قطرہ ☐
- 121 حرامی اور بدکار آدمی ☐
- 121 گورنمنٹ انگریزی کارزق مقسوم ☐
- 122 بندوق کا جہاد؟ ☐
- 122 دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ ☐
- 125 میں سچ کچھ کہتا ہوں ☐
- 126 میں ایک حکم لے کر آیا ہوں ☐
- 126 خلیفہ جو جنگ کا حکم نہ دے ☐
- 127 دین کے لیے لڑنا حرام ہے ☐
- 127 خدا تعالیٰ کا الہام؟ ☐
- 128 جہاد، خدا کے حکم سے بند ☐
- 129 جہاد ختم ☐
- 129 اسلام کے دوحے ☐
- 129 اولی الامر سے مراد..... انگریز حکمران ☐
- 131 رسول دنیا میں مطیع ہو کر نہیں آتا ☐
- 132 نیا فرقہ ☐
- 132 فرقہ احمدیہ ☐
- 133 قادیانیت فرقہ جدیدہ ☐

- 133 برٹش گورنمنٹ کا وفادار اور جانثار فرقہ □
- 133 ایک نیا فرقہ □
- 135 مرزا قادیانی کی تعلیمات سے انسان کسرا بن جاتا ہے □
- 135 باادب گذارش! □
- 136 ملکہ معظمہ کا واسطہ □
- 136 ستارہ قیصرہ □
- 148 اللہ کی روح میرے اندر بولتی ہے □
- 149 اے قیصرہ و ملکہ معظمہ! □
- 151 مبارک، مبارک، مبارک!! □
- 152 مبارک ہو □
- 152 اے موحده صدیقہ، تجھے آسمان سے بھی مبارک باد □
- 154 مہربانی کے مینہ سے پرورش □
- 154 یا اللہ انگریزوں کے چہرے آخرت میں بھی نورانی اور منور فرما! □
- 155 خدا تعالیٰ برطانوی حکومت کو ہر ایک شر سے محفوظ رکھے! □
- 155 اللہ انگریز حکومت کو تکلیف (عذاب) میں نہ ڈالے گا □
- 156 یا اللہ! ملکہ معظمہ کے دل میں الہام کر □
- 156 ملکہ وکٹوریہ، مرزا قادیانی کے گھر میں □
- 157 انگریز فرشتہ □
- 157 انگریزی الہامات □
- 158 قلم کی طاقت کمزور ثابت ہوئی □
- 159 مرزا قادیانی کی تحریروں پڑھ کر شرم آتی ہے □
- 159 قادیانی حکومت کی پلاننگ □

- 160 گورنمنٹ کی پٹو جماعت □
- 160 قادیانی جماعت..... انگریزوں کی ایجنٹ □
- 161 مرزا قادیانی کی حفاظت □
- 162 قرآن سے دوسرے درجہ پر □
- 162 تائید الہی سے لکھے گئے رسائل □
- 163 میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی روح بولتی ہے □
- 163 خدا کا کلام □
- 163 خزانہ مدفونہ □
- 164 شجاعت □
- 164 کوئی اندر سے تعلیم دیتا ہے □
- 168 علامہ اقبالؒ اور فقہ قادیانیت □
- 169 شیخ اولرد فرنگی رامرید □
- 172 آں ز ایراں بود دایں ہندی نژاد □
- 173 کہ از تیغ و سپر بیگانہ ساز و مرد غازی را!! □
- 175 نبوت □
- 175 مہدی برحق □
- 175 امامت □
- 176 جہاد □
- 177 درس غلامی □
- 178 آزاد قادیانی ریاست کا اعلان □
- 180 تصویریں بولتی ہیں! □
- 182 مرزا قادیانی کی تصویر □

183

حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام

View Proof

185

حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور قرآن مجید



186

اللہ تعالیٰ کی قدرت پر اعتراض کرنا؟



186

کافر اور دہریہ کون؟



188

پہلی آیت



191

دوسری آیت



197

تیسری آیت



199

مسح صلیب پر چڑھایا گیا



202

چوتھی آیت



205

پانچویں آیت



206

چھٹی آیت



207

مرزا قادیانی کا موقف



212

ساتویں آیت



215

آٹھویں آیت



215

نویں آیت



216

دسویں آیت



217

گیارہویں آیت



218

بارہویں آیت



219

تیرھویں آیت



225

حیات عیسیٰ علیہ السلام اور احادیث مبارکہ



228

پہلی حدیث



- 233 دوسری حدیث □
- 236 تیسری حدیث □
- 237 چوتھی حدیث □
- 238 پانچویں حدیث □
- 242 چھٹی حدیث □
- 243 ساتویں حدیث □
- 244 آٹھویں حدیث □
- 245 نویں حدیث □
- 247 دسویں حدیث □
- 248 گیارہویں حدیث □
- 249 خبیث کون؟ □
- 250 بیس ہزار روپے تاوان! □
- 250 آسمان سے □
- 251 احادیث کے چھوڑنے سے □
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی نشانیاں □
- 252 (احادیث مبارکہ کی روشنی میں)
- 259 حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام اور صحابہ کرام □
- 264 حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام پر اجماعِ امت □
- 270 13 صدیوں کے مجددین کی قادیانی فہرست □
- 274 اجماعی عقیدہ سے انکار باعث لعنت ہے □
- 274 اجماعی عقیدہ ماننا فرض ہے □
- 274 اجماعی عقیدے کا انکار کرنے والے پر اللہ کی لعنت □

- 274 اکابرین اسلام نے ہر زمانہ میں قرآن مجید کو تحریف معنوی سے محفوظ رکھا ☐
- 275 حیات عیسیٰ علیہ السلام 13 سو برس سے ☐
- 276 کچھل صدی کے بڑے بڑے بزرگوں اور اولیاء کا عقیدہ ☐
- 277 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول کی حکمت ☐
- 287 اصلی مسیح اور نقلی مسیح: انجیل کیا کہتی ہے؟ ☐
- 292 دس ہزار سے زیادہ مسیح ☐
- 292 مرزا قادیانی کس کا مثیل؟ ☐
- 295 حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مرزا قادیانی میں مشابہت؟؟؟ ☐
- 299 حضرت امام مہدی ☐
- 307 حضرت امام مہدی اور مرزا قادیانی میں مشابہت؟؟؟ ☐
- 311 میں مہدی نہیں ہوں..... مرزا قادیانی کا اعتراف ☐
- 312 مہدی کا وجود ایک فرضی وجود ہے ☐
- 312 میں کسی خونی مہدی کا قائل نہیں ہوں ☐
- 313 مہدی کے بارے میں تمام حدیثیں ناقابل اعتبار ہیں ☐
- 313 مہدی کفار سے جنگ کرے گا، یہ باتیں صحیح نہیں ☐
- 313 نہ میں جہاد کا قائل اور نہ ایسے مہدی کو ماننے والا ☐
- 314 میں وہ مہدی نہیں ہوں ☐
- 314 پہلے بھی مہدی آئے، ممکن ہے آئندہ بھی آئیں ☐
- 314 مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ☐
- 315 خونی مہدی ☐
- 316 دجال ☐

- 322 دجال، مرزا قادیانی کی نظر میں □
- 322 حضور نبی کریم ﷺ کی توہین □
- 323 دجال کا گدھا اور ریل گاڑی □
- 323 دجال..... پادریوں کا گروہ □
- 323 دجال..... اس زمانے کے پادری □
- 323 دجال سے مراد جھوٹوں کا گروہ □
- 324 دجال..... خدا کے کلام میں تحریف کرنے والا □
- 324 دجال سے مراد..... بااقبال قومیں □
- 324 دجال سے مراد..... عیسائیت کا بھوت □
- 324 پادری سب سے بڑے دجال □
- 325 دجال اکبر..... پادریوں کا فتنہ □
- 325 دجال معبود..... پادریوں کا گروہ □
- 326 دجال..... شیطان کا اسم اعظم □
- 326 شیطان..... دجال □
- 326 ناس سے مراد..... دجال □
- 327 پرلے درجے کا جامل □
- 327 دجال ایک جماعت ہے..... منہم □
- 327 میری جماعت..... منہم □
- 327 مرزا قادیانی کی دجالیت..... حدیث میں تحریف □
- 329 اصل حدیث □
- 330 اعتراف □
- 331 دجال اور مرزا قادیانی میں مشابہت □

337

حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام اور قادیانیت

View Proof

339

قرآن وحدیث کے مخالف اعتقاد رکھنے والا

□

340

صدق و کذب آزمانے کے لیے..... قرآن

□

341

ہمارا مذہب

□

341

حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے

□

342

حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے

□

342

حضرت مسیح آسمانوں پر جا بیٹھے

□

343

نزول مسیح کی پیش گوئی، قرآن مجید میں

□

343

نزول مسیح کی پیش گوئی، انجیل میں

□

343

مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اوّل درجہ کی پیش گوئی ہے

□

344

مسیح موعود کے آنے کی خبر تواتر سے ہے

□

344

حضرت مسیح کے آنے سے متعلقہ احادیث کا جھوٹ ہونا ناممکن ہے

□

345

تواتر کیا ہے؟

□

345

متواترات سے انکار کو یا اسلام کا انکار ہے

□

345

دو نبی آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور کسی زمانہ میں زمین پر اتریں گے

□

345

مسیح موعود کے بارے میں پیش گوئی ابتدا سے مسلمانوں کے رگ و

□

346

ریشہ میں داخل ہے

□

346

تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ آنے والا شخص عیسیٰ بن مریم ہوگا

□

346

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے پر تمام صدیوں کے

□

347

بزرگوں کا عقیدہ تھا

□

347

کمال تحقیق اور تدقیق

□

348

مکرمین اسلام کو لا جواب کرنے والی کتاب

□

- 348 براہین احمدیہ: اثبات حقانیت قرآن و صداقت دین اسلام □
- 349 براہین احمدیہ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر لکھا □
- جو شخص براہین احمدیہ میں درج دلائل کو توڑے، اسے دس ہزار □
- 349 روپے انعام □
- 349 اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہر و باطن حضرت رب العالمین ہے □
- 350 براہین احمدیہ: حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کی گئی □
- 351 براہین احمدیہ: حضور نبی کریم ﷺ کا اظہار پسندیدگی □
- 353 براہین احمدیہ: تفسیر قرآن جسے حضرت علیؑ نے تالیف کیا □
- 353 براہین احمدیہ میں درج تمام دلائل قرآن مجید سے لیے گئے ہیں □
- 354 اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے صحیح معنی مجھ پر ظاہر کیے □
- 354 اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ میں فرماتا ہے □
- 355 ہم نے اس کتاب میں اپنے قیاس سے کوئی دلیل نہیں لکھی □
- 355 تین سو مضبوط اور محکم عقلی دلائل پر مشتمل کتاب □
- 356 براہین احمدیہ کے فوائد □
- 356 مجھے اللہ تعالیٰ ہر ایک خطا سے محفوظ رکھتا ہے □
- 356 کبھی کسی کتاب میں قرآن وحدیث کے خلاف نہیں لکھا □
- 357 میں وہی کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے □
- 357 ملہم کی زبان ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے □
- خدا کی قسم مجھے قرآن کے حقائق و معارف ہر ایک شخص سے بڑھ □
- 358 کر سمجھائے گئے ہیں □
- 358 خدا تعالیٰ سے الہام پانے والے بغیر بلائے نہیں بولتے □
- 358 روح القدس کی قدسیت ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی ہے □

- 358 میں علوم لدنیہ و آیات سماویہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجدد ہوں □
- 359 مجددان نعمتوں کا وارث ہوتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں □
- 359 میں از خود کوئی کام نہیں کرتا □
- 360 مجھے اندر سے تعلیم ملتی ہے □
- 360 مجھ سے لغزش ہو جائے تو رحمت الہی جلد اس کا تدارک کر لیتی ہے □
- 360 اقرار کے بعد انکار □
- 361 اہم نکات □
- 366 براہین احمدیہ: بڑی تحقیقات کے بعد تالیف کی گئی □
- 367 خدا کا رسول □
- 369 مرزا قادیانی کی قلابازیاں □
- 369 الہام: مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے □
- 370 قرآن میں وفات مسیح □
- 371 وفات مسیح پر 3 آیتیں □
- 371 وفات مسیح پر 30 آیتیں □
- 372 صحیح بخاری میں □
- 374 اب وفات مسیح کا نسخہ □
- 375 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر؟؟؟ □
- 375 حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے وطن گلیل میں فوت ہوئے □
- 375 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلاد شام میں موجود ہے □
- 376 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر یروشلم میں ہے □
- 377 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ہے □
- 379 مرزا قادیانی: مثیل مسیح موعود ہونے کا دعویٰ □

- 380 مثیل مسیح کے دعویٰ میں کیا حرج ہے؟ □
- 380 کم فہم لوگ مجھے مسیح موعود سمجھتے ہیں، وہ کذاب ہیں □
- 381 فقط مثیل مسیح □
- 381 میرے جیسے دس ہزار مثیل مسیح □
- 381 قرآن مجید میں مسیح موعود سے مراد مثیل مسیح □
- 384 مرزا قادیانی: مسیح موعود بننے کی تیاریاں □
- 384 تم مسیح بنو خدا کے لیے □
- 384 مخالفت کا شور □
- 385 بار بار الہام کی بنا پر مسیح موعود ہونے کا اعلان □
- 386 ”میں مسیح موعود ہوں“..... مرزا قادیانی کا دعویٰ □
- 386 میں مسیح موعود ہوں □
- 386 میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ہے □
- 387 میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں مسیح موعود ہوں □
- 387 خدا نے مجھے مسیح موعود بنا کر بھیجا □
- 388 خدا نے مجھے مسیح ابن مریم بنایا □
- 388 خدا نے وعدہ کے مطابق اپنے مسیح موعود کو پیدا کیا □
- 388 قرآن مجید کی آیت کی رو سے..... □
- 388 نبی ماری! □
- 389 کیا مرزا قادیانی مسیح موعود ہے؟؟؟ □
- 403 مرزا قادیانی عیسیٰ ابن مریم کیسے بنا؟ □
- 403 اللہ کا بچہ □
- 404 اللہ مرد، مرزا عورت؟ □

- 404 خدا سے نہانی تعلق □
- 404 حاملہ □
- 405 مرزا قادیانی کو دروازہ □
- 405 مرزا قادیانی عیسیٰ ابن مریم کیسے بنا؟ □
- 406 بغیر باپ کے □
- 407 عیسیٰ علیہ السلام کی مانند..... جو قریش میں سے نہ ہو □
- 407 عیسیٰ علیہ السلام کی مانند..... جو قریش میں سے ہو □
- 408 المسیح الدجال کی حقیقت □
- 409 ہندوؤں کا اصول □
- 409 ”سلطان القلم“ کا دعویٰ □
- 410 مرزا غلام احمد قادیانی..... ابن غلام مرتضیٰ یا ابن مریم؟؟؟ □
- 410 میرا نام غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ ہے □
- 410 میں مسیح ابن مریم نہیں ہوں □
- 410 مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں □
- 411 خدا نے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا □
- 411 خدا نے مجھے مسیح ابن مریم بنایا □
- 411 میں جھوٹا ہوں □
- 412 ابن مریم سے اصل ہی کا آنا ثابت ہوتا ہے □
- 412 مسلمانوں کا اتفاق کہ آنے والا عیسیٰ ابن مریم ہوگا □
- 412 احادیث کے چھوڑنے سے □
- 413 قادیانی تاویلات □
- 414 مریم اور عیسیٰ سے مراد مرزا قادیانی □

- 414 دمشق سے مراد قادیان □
- 415 قادیان میں یزیدی لوگ □
- 415 انا انزلہ قریباً من القادیان کی انوکھی تفسیر □
- 415 منارہ □
- 416 منارۃ المسح کے لیے چندہ □
- 417 اور حدیث پوری ہو گئی □
- 417 صحیح مسلم کی حدیث □
- 418 زرد رنگ کی چادریں یا بیماریاں □
- 418 مقام لد کہاں ہے؟ □
- 418 لد سے مراد لدھیانہ □
- 419 یاجوج و ماجوج □
- 421 رفع و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام..... مرزا قادیانی کی اہم تشریحات □
- 421 خدا کا مسح سے وعدہ □
- 421 قرآن شریف صاف کہتا ہے □
- 422 اپنی طرف اٹھاؤں گا □
- 422 تجھ کو پوری نعمت دوں گا □
- 423 تجھے کامل اجر بخشوں گا □
- 423 میں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤں گا □
- 424 عیسیٰ پیدا ہو گیا □
- 424 میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا نمونہ ہوں □
- 425 اللہ نے حضرت عیسیٰ کو زندہ کر کے اپنے پاس آسمان پر بلا لیا □
- 425 معراج کی رات نبی کریم ﷺ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات □

- 425 حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھوڑی سی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے □
- 426 روح اور جسم لازم و ملزوم ہیں □
- 426 حضرت عیسیٰ کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی □
- 426 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا احادیث صحیحہ کے عین مطابق ہے □
- 427 آسمان سے □
- 427 مسیح آسمان سے نازل ہوگا □
- 429 مرزا قادیانی نے عقیدہ بدل لیا □
- 429 میرا بھی یہی اعتقاد تھا جو مسلمانوں کا تھا لیکن..... □
- 430 میں نے براہین احمدیہ میں غلط عقیدہ اپنی رائے کے طور پر لکھ دیا تھا □
- 430 حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ، سرسری بیرونی کی وجہ سے □
- 431 حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا رسمی عقیدہ □
- 432 خدا نے مجھے بار بار سمجھایا کہ عیسیٰ فوت ہو گیا ہے □
- 432 قرآن کے مخالف الہام □
- 433 قرآنی عقیدہ الہاموں نے چھڑا دیا □
- 433 خاص الہام □
- 434 شیطانی الہامات کا ہونا حق ہے □
- 434 مناقض باتوں کو براہین احمدیہ میں جمع کر دیا □
- 434 حجب الخواص انسان □
- 435 میں بارہ برس تک غافل رہا □
- 435 اس وحی کو سمجھ نہ سکا جو مجھے مسیح موعود بتاتی ہے □
- 436 میں نے اپنا عقیدہ 10 سال تک چھپائے رکھا □
- 436 کمینہ کون؟ □

- 437 جھوٹ بولنا، کتوں کا طریقہ □
- 437 انکار کی نجاست □
- 437 خنزیر سے زیادہ پلید جو حق کی گواہی چھپائے □
- 437 مرزا قادیانی کا استدراج □
- 438 حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت کا دعویٰ □
- 438 پہلے مسیح سے بڑھ کر □
- 438 پیٹ میں باتیں □
- 438 حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت □
- 440 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توجہن □
- 442 نعوذ باللہ □
- 442 حضرت عیسیٰ علیہ السلام گالیاں دیتے تھے □
- 443 حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل چرا کر لکھی □
- 443 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی معجزہ نہیں □
- 443 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کی حقیقت □
- 444 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مکر و فریب □
- 444 حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کٹرے کوڑے □
- 444 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئیاں □
- 444 حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیتے تھے □
- 445 شراب کی تحم ریزی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کی □
- 445 شراب اور افیون □
- 445 شراب اور خدائی کا دعویٰ □
- 446 مسیح کا چال چلن □

- 446 حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کنجریاں □
- 447 شراب اور فاحشہ عورتیں □
- 448 کاش ایسا شخص دنیا میں نہ آیا ہوتا! □
- 449 حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سوروں کا شکار □
- 449 کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی سور بھی کھایا تھا؟ □
- 449 اخلاقی تعلیم؟ □
- 450 دماغ میں خلل □
- 450 دیوانہ □
- 450 حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایک شرمناک بہتان □
- 451 میں نے جو کچھ لکھا، وہ یہودیوں کے الفاظ ہیں □
- 452 حضرت مریم علیہا السلام کی توہین □
- 453 حضرت مریم علیہا السلام کی صدیقیت؟؟؟ □
- 453 حضرت مریم کی اولاد؟ □
- 454 حضرت مریم علیہا السلام کا دوسرا نکاح؟ □
- 454 حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب سے نکاح سے پہلے تعلق □
- 454 نکاح سے دو ماہ بعد (نعوذ باللہ) □
- 455 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سچا سفیر □
- 455 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنی □
- 456 کنجر اور ولد الزنا بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں □
- 456 جھوٹ بولنا اور گواہ کھانا ایک برابر ہے □
- 457 حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت کا دعویٰ □
- 457 میری زندگی کو مسیح ابن مریم کی زندگی سے اشد مشابہت ہے □

- 457 میرے اندر یسوع مسیح کی روح ہے □
- 457 میں عیسیٰ مسیح کے اخلاق کے ساتھ ہم رنگ ہوں □
- 458 مجھے ابن مریم سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے □
- 458 مجھے مسیح ابن مریم کا جامہ پہنایا گیا ہے □
- 458 مجھے حضرت مسیح کی روحانی شکل، خواہ اور طبیعت پر بھیجا گیا ہے □
- 458 میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پہلی زندگی کا نمونہ ہوں □
- 459 میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں بھائی ہیں □
- 461 نزول عیسیٰ علیہ السلام کا علم □
- 461 نبی کریم ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت نہ کھلی □
- 462 اللہ تعالیٰ نے نزول عیسیٰ کا واقعہ صحابہ کرام سے چھپائے رکھا □
- 462 صحابہ کرام اور تابعین نزول عیسیٰ پر مجمل ایمان رکھتے تھے □
- 462 اللہ تعالیٰ نے نزول عیسیٰ کی حقیقت مجھ پر منکشف کی □
- 464 حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ مرزا قادیانی کی نظر میں □
- 464 پہلا موقف □
- 464 نزول مسیح کا عقیدہ ایمانیات میں نہیں ہے □
- 465 نزول مسیح کا عقیدہ کوئی اہم امر نہیں □
- 465 نزول عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ پر کوئی گناہ نہیں □
- 466 حیات و وفات مسیح علیہ السلام ایک ادنیٰ سی بات ہے □
- 467 دوسرا موقف □
- 467 حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ شرک عظیم ہے □
- 467 حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ گپ ہے □
- 468 نزول عیسیٰ علیہ السلام کے قائل مسلمان گمراہ ہیں □

- 468 حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ گمراہی ہے ☐
- 468 حیات عیسیٰ علیہ السلام کا قائل کافر ہے ☐
- 469 نزول عیسیٰ علیہ السلام میں عیسائیوں کا فائدہ ہے ☐
- 469 عقیدہ حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام جھوٹا ہے ☐
- 469 اسلام کی زندگی اور موت ☐
- 469 اعتراف ☐
- 471 پیش گوئیاں مسیح موعود ☐
- 471 مسیح موعود شادی کرے گا ☐
- 473 نامرد ☐
- 473 محبت کے وقت ☐
- 473 حالت مردی کا لہدم ☐
- 474 قادیانی دیا گرا ☐
- 475 مسیح موعود حج کرے گا ☐
- 475 مسیح موعود نبی کریم ﷺ کی قبر میں دفن ہوگا ☐
- 476 تاویل کے بارے میں مرزا قادیانی کا فیصلہ ☐
- 477 مرزا قادیانی اور حج ☐
- 478 مسیح موعود کا فرض؟ ☐
- 479 ہمارا حج ☐
- 480 میں ابھی فارغ نہیں ☐
- 480 پہلے میری بیعت کریں! ☐
- 481 پہلا فرض تبلیغ ہے، حج نہیں ☐
- 482 حج نہیں کیا..... گھر کی گواہی ☐

- 482 آمدن ☐
- 483 ہم بزدل نہیں ہیں ☐
- 484 اے مرزا، تو خدا کا پہلوان ہے ☐
- 484 اے مرزا، تو مت ڈر ☐
- 484 خدا تجھے بچائے گا ☐
- 484 ہم تیرے محافظ رہیں گے ☐
- 485 دجال مکہ مدینہ میں داخل نہ ہوگا ☐
- 486 حیات عیسیٰ علیہ السلام پر ایک زبردست دلیل ☐
- 486 حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر زعمہ موجود ہیں ☐
- 489 دودھ دینے والا بکرا ☐
- 490 قانون قدرت ☐
- 491 چولہ آسمان سے نازل ہوا ☐
- 492 گورو نانک کے چولہ کی فرضی تصویر ☐
- 492 حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ☐
- 493 بلا عنوان ☐
- 494 دہریہ اور فلسفی لوگ ☐
- 494 فرقہ ضالہ نچریہ ☐

495

حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر
قادیانی اعتراضات اور اُن کے جوابات

View Proof

498

قادیانی اعتراض نمبر 1

501

قادیانی اعتراض نمبر 2

503	قادیانی اعتراض نمبر 3	☐
504	قادیانی اعتراض نمبر 4	☐
504	قادیانی اعتراض نمبر 5	☐
505	قادیانی اعتراض نمبر 6	☐
505	قادیانی اعتراض نمبر 7	☐
507	قادیانی اعتراض نمبر 8	☐
509	قادیانی اعتراض نمبر 9	☐
510	قادیانی اعتراض نمبر 10	☐
510	قادیانی اعتراض نمبر 11	☐
514	قادیانی اعتراض نمبر 12	☐
515	قادیانی اعتراض نمبر 13	☐
517	قادیانی اعتراض نمبر 14	☐
518	قادیانی اعتراض نمبر 15	☐
519	قادیانی اعتراض نمبر 16	☐
519	قادیانی اعتراض نمبر 17	☐
524	قادیانی اعتراض نمبر 18	☐
526	قادیانی اعتراض نمبر 19	☐
527	قادیانی اعتراض نمبر 20	☐
529	قادیانی اعتراض نمبر 21	☐
530	قادیانی اعتراض نمبر 22	☐
532	قادیانی اعتراض نمبر 23	☐
534	قادیانی اعتراض نمبر 24	☐

- 535 قادیانی اعتراض نمبر 25 ☐
- 536 قادیانی اعتراض نمبر 26 ☐
- 538 قادیانی اعتراض نمبر 27 ☐
- 542 قادیانی اعتراض نمبر 28 ☐
- 544 قادیانی اعتراض نمبر 29 ☐
- 547 قادیانی اعتراض نمبر 30 ☐
- 547 قادیانی اعتراض نمبر 31 ☐

549

حق کے متلاشی قادیانیوں سے ایک
دردمندانہ درخواست

View Proof

599

عکسی شہادتیں

View Proof

- 601 مجھے ضرور پڑھیے!!! ☐
- 601 مناظرہ کی کتاب ☐
- 601 زبانی تبلیغ نہیں بلکہ تحریر پیش کرنی چاہیے ☐
- 601 غور و فکر کرنے کی نصیحت ☐
- 602 مسخ شدہ لوگوں کی علامت ☐
- 602 تعصب ☐



توجہ فرمائیں!

اس کتاب کے 5 ابواب ہیں۔

ہر باب ایک مختلف موضوع کا مکمل احاطہ کرتا ہے۔

ان ابواب کے شروع میں قادیانی مذہب کے عقائد و عزائم، ہرزہ سرائیوں، معتمد خیریوں، تضاد بیانوں اور کذب و ریاء پر مبنی تحریروں کو نمبر شمار لگا کر ایک خاص ترتیب سے درج کیا گیا ہے۔

پھر کتاب کے آخر میں اسی ترتیب کے ساتھ اصل قادیانی کتب کے عکس دے دیے گئے ہیں۔ مثلاً ”قادیانیت، انگریز کا خود کاشتہ پودا“ کے باب میں حوالہ نمبر 11 کا عکسی ثبوت، کتاب کے آخر میں حوالہ نمبر 11 کے تحت فراہم کر دیا گیا ہے۔

اصل قادیانی کتابوں کے ناسل کا عکس ہر حوالہ کے ساتھ بار بار دینے کے بجائے صرف ایک دفعہ دیا گیا ہے، اس کے لیے دیکھیے صفحہ نمبر 33 تا 36 اہم معترضہ قادیانی تحریروں کو نمایاں کرنے کے لیے ان کے گرد موٹی آؤٹ لائن لگادی گئی ہے۔

قادیانی کتب سے پورے صفحے کا عکس دینے سے قادیانیوں کا یہ اعتراض بھی ختم ہو جاتا ہے کہ ان کی گستاخانہ اور متنازع فیہ عبارات سیاق و سباق سے ہٹ کر بیان کی جاتی ہیں۔

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ اس کتاب میں موجود قابل اعتراض، دل آزار اور توہین آمیز قادیانی عبارات پڑھتے وقت کثرت سے استغفار کریں۔ شکر یہ!



فہرست مائثل کتب

صفحہ نمبر

603	تذکرہ مجموعہ وحی والہامات (مرزا قادیانی)	□
604	مکتوبات احمد جلد اول (مرزا قادیانی)	□
605	مکتوبات احمد جلد دوم (مرزا قادیانی)	□
606	ملفوظات جلد اول (مرزا قادیانی)	□
607	ملفوظات جلد دوم (مرزا قادیانی)	□
608	ملفوظات جلد سوم (مرزا قادیانی)	□
609	ملفوظات جلد چہارم (مرزا قادیانی)	□
610	ملفوظات جلد پنجم (مرزا قادیانی)	□
611	مجموعہ اشتہارات جلد اول (مرزا قادیانی)	□
612	مجموعہ اشتہارات جلد دوم (مرزا قادیانی)	□
613	سیرت المہدی جلد اول (مرزا بشیر احمد ایم اے)	□
614	سیرت المہدی جلد دوم (مرزا بشیر احمد ایم اے)	□
615	سیرت المہدی جلد سوم (مرزا بشیر احمد ایم اے)	□
616	ریویو آف دیلیجنز، کلمۃ الفصل (مرزا بشیر احمد ایم اے)	□

- 617 انجام آتھم (مرزا قادیانی) □
- 618 شخصہ حق (مرزا قادیانی) □
- 619 براہین احمدیہ (چهار حصص) (مرزا قادیانی) □
- 620 ست بچن (مرزا قادیانی) □
- 621 مواہب الرحمن (مرزا قادیانی) □
- 622 ازالہ اوہام (مرزا قادیانی) □
- 623 کشتی نوح (مرزا قادیانی) □
- 624 اربعین (مرزا قادیانی) □
- 625 براہین احمدیہ حصہ پنجم (مرزا قادیانی) □
- 626 نزول اسحٰ (مرزا قادیانی) □
- 627 نور الحق (مرزا قادیانی) □
- 628 چشمہ معرفت (مرزا قادیانی) □
- 629 حقیقت الوحی (مرزا قادیانی) □
- 630 آئینہ کمالات اسلام (مرزا قادیانی) □
- 631 اعجاز احمدی (مرزا قادیانی) □
- 632 ضرورت الامام (مرزا قادیانی) □
- 633 تحفہ الندودہ (مرزا قادیانی) □
- 634 الہدیٰ (مرزا قادیانی) □
- 635 خطبہ الہامیہ (مرزا قادیانی) □
- 636 تذکرہ الشہادتین (مرزا قادیانی) □

- 637 حملۃ البشری (مرزا قادیانی) □
- 638 حقیقت الہدی (مرزا قادیانی) □
- 639 تحفہ گولڑویہ (مرزا قادیانی) □
- 640 ایام الصلح (مرزا قادیانی) □
- 641 شہادۃ القرآن (مرزا قادیانی) □
- 642 سراج منیر (مرزا قادیانی) □
- 643 کشف الغطاء (مرزا قادیانی) □
- 644 تریاق القلوب (مرزا قادیانی) □
- 645 البلاغ (مرزا قادیانی) □
- 646 کتاب البریہ (مرزا قادیانی) □
- 647 دافع البلاء (مرزا قادیانی) □
- 648 سر الخلافہ (مرزا قادیانی) □
- 649 توضیح مرام (مرزا قادیانی) □
- 650 ایک غلطی کا ازالہ (مرزا قادیانی) □
- 651 تحفہ بغداد (مرزا قادیانی) □
- 652 الاستفتاء (مرزا قادیانی) □
- 653 ستارہ قیصرہ (مرزا قادیانی) □
- 654 لیکچر لاہور (مرزا قادیانی) □
- 655 لیکچر لدھیانہ (مرزا قادیانی) □
- 656 تحفہ قیصریہ (مرزا قادیانی) □

- 657 رسالہ معیار الحمد اہب (مرزا قادیانی) □
- 658 گورنمنٹ انگریزی اور جہاد (مرزا قادیانی) □
- 659 لحةجة النور (مرزا قادیانی) □
- 660 سرمہ چشم آریہ (مرزا قادیانی) □
- 661 سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب (مرزا قادیانی) □
- 662 نور القرآن (مرزا قادیانی) □
- 663 نسیم دعوت (مرزا قادیانی) □
- 664 مسیح ہندوستان میں (مرزا قادیانی) □
- 665 فتح اسلام (مرزا قادیانی) □
- 666 اتمام الحجۃ (مرزا قادیانی) □
- 667 راز حقیقت (مرزا قادیانی) □
- 668 چشمہ مسیحی (مرزا قادیانی) □
- 669 اسلامی اصولوں کی فلاسفی (مرزا قادیانی) □
- 670 احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟ (مرزا قادیانی) □
- 671 انوار خلافت، انوار العلوم جلد 3، (مرزا بشیر الدین محمود) □
- 672 حقیقت النبوة، انوار العلوم جلد 2 (مرزا بشیر الدین محمود) □
- 673 سیرت مسیح موعود (مرزا بشیر الدین محمود) □
- 674 اسلامی قربانی (قاضی یار محمد قادیانی) □
- 675 تاریخ احمدیت جلد چہارم (دوست محمد شاہد قادیانی) □



قادیانی طلسم ہوشربا کی چند جھلکیاں

28 مئی 2010ء کو جب پاکستان بھارتی ایٹمی دھماکوں کے جواب میں یوم بکیر منا رہا تھا عین اس روز لاہور میں دو قادیانی عبادت گاہوں پر دہشت گردوں کا اچانک حملہ بے حد افسوسناک اور وطن عزیز کے ایچ کو قوموں کی برادری میں داغدار کرنے کی ایک ایسی کوشش تھی جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے کیونکہ اسلامی تعلیمات، بابائے قوم محمد علی جناح کے ارشادات اور آئین ملکی کے مطابق تفاوت مذہب و ملت اور رنگ و نسل کے ہر امتیاز کے بغیر تمام شہریوں کے جان و مال کا تحفظ کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے اور اسے یہ فریضہ پوری قوت سے ادا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرنا چاہئے کہ اس بارے میں دو آراء ہو ہی نہیں سکتیں۔ لیکن اس سانحہ کی آڑ میں قادیانیوں نے اپنی تجوریوں کے منہ کھول کر اخبارات و جرائد میں قومی اسمبلی میں گیارہ روز کی طویل آزادانہ بحث کے بعد کی جانے والی آئینی ترامیم کے خلاف مکررہ پروپیگنڈے کا طوفان کھڑا کر کے انہیں دستور پاکستان ہی سے نکال باہر کرنے کی جو سعی مذموم شروع کر دی اور اس کام کو آگے بڑھانے کے لئے نام نہاد لیبرل ترقی پسند دانشوروں اور امریکی اشیر واد سے چلنے والی اباحت پسند این جی اووز کو اپنے ساتھ ملا کر نہ صرف اپنے حق میں مظاہرے کرانے کا اہتمام کیا بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان غلاماں کے مرجھائے ہوئے ایک فرد کو خضاب و خندہ سے مرصع کر کے ٹی وی چینلوں سے جس انداز میں پاکستانی عوام سے خطاب کرنے کا موقع فراہم کیا اور انہوں نے جس طرح اپنے آبائی عقائد کو چھپاتے ہوئے اپنی امت کو ”مسلمان“ ثابت کرنے کے لئے تلخیص سے کام لیا۔ اس سے گوبلہ تو کیا اس کے آباد اجداد کی رو جس بھی شرمسار ہو کر رہ گئیں اور ہر پاکستانی مسلمان یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ کہیں یہ سارا ڈرامہ بھی قادیانی مفادات کو تقویت دینے کے لئے ہی تو تلخ نہیں کیا گیا تھا کیونکہ اسے جس طریقے سے قادیانیت کی تبلیغ کے لئے استعمال کیا گیا اس

سے تو یوں لگتا تھا جیسے قادیانیوں کو اس بات کا کھلا لائسنس دے دیا گیا ہے کہ وہ اپنی ارتدادی سرگرمیوں کو از سر نو تیز کر کے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کو اس زور سے اپنے حق میں استعمال کریں کہ اس سیلاب بلا خیز میں سب کچھ بہہ کر رہ جائے۔ زرداری حکومت کی دینی حیات سے محرومی کی وجہ سے اگر کسی قادیانی ذہن میں یہ خناسیت موجود ہے کہ وہ اس نادر موقع سے فائدہ اٹھا سکتا ہے تو اسے فی الفور اس سے نجات حاصل کر لیتی چاہئے کیونکہ پاکستان میں بسنے والے مٹھی بھر سیکولر عناصر ہی کیا امریکہ، برطانیہ، اسرائیل اور بھارت سب مل کر بھی آئین پاکستان سے یہ ترمیم ختم نہیں کر سکتے کیونکہ انہیں اس بات کا بخوبی علم ہے کہ اگر اس نے ایسی کوئی ناپاک جسارت کی تو پھر چناب نگر کے دوزخی مقبرے میں قادیانیت کی گلی سڑی ہڈیاں بھی محفوظ نہیں رہیں گی۔ لیکن اگر فرض محال کے طور پر مان بھی لیا جائے کہ وہ ایسا کرنے میں کبھی کامیاب ہو سکتے ہیں تو پھر بھی ان کے امت مسلمہ میں شامل ہونے کا دور دور تک کوئی امکان نہیں کیونکہ قرآن حکیم دو ٹوک الفاظ میں حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی، دین اسلام کو آخری دین اور فرقان حمید کو آخری کتاب قرار دے چکا ہے۔ اس لئے مرزا غلام احمد کی امت اس کے اضافات و احلام کو جمع کر کے اور انہیں مجموعہ الہامات شمار کر کے ”تذکرہ“ کے نام سے خواہ کتنی بھی کتابیں شائع کر ڈالے۔ وہ ایسی ہزار کوششوں کے باوجود اسے زمرہ انبیاء میں شامل نہیں کر سکتی کیونکہ جب قرآن مجید نہایت واضح الفاظ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دے چکا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زبان فیض ترجمان سے بنفس نفیس لائمی بعدی کہہ کر اس کی یہ تشریح کر چکے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں تو پھر کسی ظلی بروزی، غیر تشریحی یا ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی ہونے کے کسی دعویدار کی کوئی گنجائش ہی موجود نہیں اور جو کوئی بھی اپنی مسخ شدہ ذہنیت کے تحت ان اصطلاحات سے مسلمانوں کو فریب دے کر انہیں مدینے کی روح پرور فضاؤں سے نکال کر چناب نگر کی غجر، ویران اور شور زدہ زمین کے سپرد کرنا چاہتا ہے، اسے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر مسلمانوں نے اپنی تمام تر کمزوریوں کے باوجود اسوۂ حسنی اور مسلمہ کذاب کی ”نبوت“ کو پرکھ کی حیثیت نہیں دی تو وہ مسلمہ کا دیان سے بھی اس سے مختلف سلوک نہیں کرے گی اور قادیانی خود یہ سوچ لیں کہ اگر امریکہ و برطانیہ کی تمام تر حمایت کے باوجود وہ پاکستان اور جنوبی افریقہ میں ریاستی و عدالتی سطح پر غیر مسلم قرار پا جانے کے بعد انڈونیشیا، ملائیشیا اور بنگلہ دیش میں بھی

اسی حشر سے دوچار ہونے والے ہیں تو پھر انہیں خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ جو پودا اپنی جنم بھومی سے اکھاڑ کر پھینک دیا جاتا ہے، کسی دوسری زمین پر اس کا پھولنا پھلنا تو درکنار، پھوٹنے کا مرحلہ بھی نہیں آتا۔ اس لئے کہ جلسازی بہر حال جلسازی ہوتی ہے اور اس کی حقیقت ایک نہ ایک روز ضرور کھل کر رہتی ہے۔

قادیا نیت کے لئے اپنے ذہنوں میں نرم گوشہ رکھنے والوں کو یہ بھی غور کرنا چاہئے کہ اگر فوج اور پولیس کی جعلی وردی پہن کر اپنے آپ کو ان اداروں سے منسوب کرنے والا ریاستی عتاب سے نہیں بچ سکتا تو ظلی بروزی اور غیر تشریحی نبوت کا لبادہ اوڑھ کر اپنے آپ کو صف انبیاء میں کھڑا کرنے والا غضب الہی سے کیسے بچ سکتا ہے؟

مجھے اس بات سے آگاہی ہے کہ بعض مصوفین نے مبشرات پر مشتمل خوابوں اور رویا و کشف کو نبوت غیر تشریحی سے تعبیر کیا ہے لیکن وہ اس اصطلاح کو ولایت کے معنوں میں ہی استعمال کرتے رہے ہیں اور کبھی اسے نبوت کے مقام تک نہیں لائے لیکن مرزا غلام احمد اور اس کے پیروکاروں نے اسے جس طرح نبوت کی ایک قسم بنا کر پیش کیا ہے اس کی کوئی مثال اہل تصوف تو کیا، ان کی طرف منسوب کی جانے والی شطیحات تک میں موجود نہیں اور خود بانی قادیانیت نے اپنی کتاب ”نور الحق“ میں اسے انہی معنوں میں استعمال کیا ہے لیکن جب ذیابیطس اور مراقبہ عوارض نے گھیر کر اس پر خطبہ عظمت کی ایک ایسی کیفیت طاری کر دی کہ وہ اپنے آپ کو لک خطاب العزۃ کے تحت اعزازی طور پر نبی کے لقب سے سرفراز کئے جانے سے آگے بڑھ کر میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں کے نعرے لگانے لگا اور اس کے مریدوں نے نعوذ باللہ اس کی آمد کو محمد رسول اللہ کی آمد ثانی سے تشبیہ دینے میں بھی کوئی قباحت محسوس نہ کی اور وہ اسلام کے دو بنیادی عقائد ختم نبوت اور جہاد دونوں کا انکار کر کے الہامی بنیادوں پر اہل فرہنگ کی غلامی کو آزادی پر ترجیح دینے پر فخر کرنے لگا تو اس پر حریت پسند مسلمان اس سے صرف یہی کہہ سکتے تھے

سنو اے ساکنان ارض پستی

عیا کیا آ رہی ہے آسمان سے

کہ آزادی کا اک لمحہ ہے بہتر

غلامی کی حیات جاوداں سے

لیکن وہ اپنی خوئے غلامی میں اس قدر پختہ تھا کہ 1857ء کی جنگ آزادی کو غدر،
مفسدہ اور انگریز سے برسرِ پیکار مجاہدین کو حرام زادہ تک لکھتے ہوئے بھی کوئی عار اس کے قلب و
ذہن کے قریب تک پہنچنے کی جرأت نہیں کرتی تھی۔ اور ایسا ہو بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ جو شخص
تاج و تخت ہند قیصر کو مبارک ہو مدام
ان کی شاہی میں، میں پاتا ہوں رفاہ روزگار

کا ورد کرتے ہوئے تحفہ قیصریہ اور ستارہ قیصریہ ایسے ”قصیدے“ لکھ کر اہل فرنگ
کی تعریف و توصیف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے اور ان کے لیے رحمت اور مہربان
حکومت کے الفاظ استعمال کرنے میں کوئی باک محسوس نہ کرتا ہو اور ان کے مقاصد کو آگے
بڑھانے کے لیے جہاد کو منسوخ اور حرام قرار دے کر اپنے آپ کو غیر تشریحی نہیں بلکہ باقاعدہ
صاحب شریعت انبیاء کی صف میں شامل کرنے کی ناپاک جدوجہد کرنے میں مصروف ہو، اس
کے بارے میں یہ کیسے گمان کیا جاسکتا ہے کہ وہ انگریز کی غلامی سے سرتابی کی جرأت کر کے
عوام کو آزادی کا درس دے گا؟ قرآن کریم کے فرمان کے مطابق تو نبی کا بنیادی کام ہی یہ ہوتا
ہے کہ وہ ان کے ذہنوں کو جکڑ کر رکھے والے تمام طوق و سلاسل کو توڑ کر انہیں آزادی کی راہ پر
گامزن کرتا ہے۔ لیکن قادیان کا یہ نام نہاد نبی بڑا عجیب ہے کہ وہ لوگوں کو آزادی کی جانب
دعوت دینے کی بجائے ان کو غلامی کی تلقین کرنے میں عافیت محسوس کر رہا ہے۔ اس نوع کے
غلام ابن غلام قومی آزادی کی تحریکوں کے لیے جتنا بڑا خطرہ ہیں، ان کے بارے میں کچھ کہنے
کی ضرورت نہیں کہ یہ سب ظاہر و باہر ہے۔

ہمارے بعض سیکولر کالم نگار کہتے ہیں کہ 1965ء کی جنگ میں تو قادیانی جرنیلوں
نے بڑی قربانی دی تھیں اور آخر ملک نے اکنور تک پہنچ کر بہت بڑا معرکہ سر کر لیا تھا۔ تاریخ
سے ناواقف ان لکھاریوں کو اس بات کا علم نہیں کہ ایوب خاں اور ذوالفقار علی بھٹو دونوں کو
اپنے دامِ مہرگ زمیں پھنسا کر کشمیر میں مداخلت کا بیجوانے پر آمادہ کرنے والے بھی قادیانی
ہی تھے اور اپنے ”جنتی کی تعلیمات سے بھی ان کے انحراف کرنے کا سبب یہی تھا کہ وہ سب
مرزا غلام احمد کے ایک ”کشف“ کو پورا کرنے کے لئے کشمیر کی گلی سے ہو کر قادیان جانے کی
تمنا اپنے دل میں بسائے بیٹھے تھے اور اس جنگ کا ہی یہ ثمر تھا کہ پاکستان اپنی ترقی کی منزل
سے 50 برس پیچھے چلا گیا اور آج قادیانی نہ صرف اسرائیل میں اپنا مشن چلا رہے ہیں بلکہ

بھارت میں بھی نئی دہلی کے حکمرانوں سے نت نئی مراعات لے رہے ہیں لیکن افغانستان، کشمیر اور فلسطین تینوں جگہوں پر چلنے والی قومی آزادی کی تحریکوں کے وہ مخالف ہیں اور مسئلہ کشمیر اور فلسطین دونوں کو الجھانے میں انہوں نے جو کردار ادا کیا ہے اس کو نظر انداز کرنا ممکن نہیں۔

میاں افتخار الدین نے اسمبلی کے طور پر اپنے تاریخی خطاب میں کہا تھا کہ ظفر اللہ خاں نے اپنی بے معنی اور طویل تر تقریروں سے مسئلہ فلسطین کو الجھا کر رکھ دیا اور یہی بات برنگ دگر کرتے ہوئے ذوالفقار علی بھٹو نے کہا کہ ظفر اللہ خاں نے مسئلہ فلسطین کا بیڑا غرق کرنے میں کوئی کمی نہیں کی، اسے کرنا بھی یہی کچھ تھا کیونکہ جو شخص قومی آزادی کی لذت سے ہی آشنا نہیں، وہ آزادی اور جہاد کی قدر و قیمت کیا جانے، اسی پس منظر میں یاد آیا کہ ایک دفعہ انجینئر ملک یونیورسٹی لاہور میں ایک فلسطینی نوجوان سے میری اس موضوع پر بات ہو رہی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم اپنے ملک میں قادیانیوں کو کس نظر سے دیکھتے ہو تو اس نے کہا کہ ہم قومی آزادی کے ان دشمنوں کو یہودیوں سے بدتر سمجھتے ہیں کہ وہ کلمے دشمن ہیں اور یہ جیسے منافق، جو مشرق وسطیٰ میں آتے ہی اس لئے ہیں کہ جاسوسی کر کے اپنے آقا یان ولی نعمت کا حق نمک ادا کر سکیں اور وہ یہ فریضہ اپنی مذہبی ذمہ داری سمجھ کر ادا کرتے ہیں، اس لئے ان پر اعتبار کرنا ممکن نہیں۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم ایک مرتبہ جب امریکہ کے دورے پر گئے تو امریکی حکام سے پاکستان کے ایٹمی پروگرام پر بات چیت کے دوران سی آئی اے کے ذمہ داران نے ان کے سامنے ایسے ایسے انکشافات کئے کہ جنرل مرحوم انکشت بدعواں ہو کر رہ گئے۔ واپس آ کر انہوں نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ سب کچھ ڈاکٹر عبدالسلام کا کیا دھڑا تھا جنہوں نے ڈایا گرام تک امریکہ کے حوالے کر دیئے تھے۔ جس پر اسے فوری طور پر چٹا کر دیا گیا تو اس نے اٹلی میں ایک جدید سائنسی ادارہ بنا کر اس میں دھڑا دھڑا قادیانیوں کو بھرتی کر لیا تا کہ وہ داشتہ آید بکار کے طور پر آئندہ کی ضروریات کے کام آئیں۔

سیاسی، سفارتی اور مذہبی محاذ پر قادیانیوں کی یہ قلابازیاں مسلسل جاری ہیں اور مرزا غلام احمد کی ”مدریجی نبوت“ سے لے کر اب تک اس کی مثالیں جگہ جگہ بکھری نظر آتی ہیں۔ بہت کم قادیانیوں کو اس بات کا علم ہے کہ مرزا ناصر احمد نے ایک بار ترنگ میں آ کر منڈی بہاء الدین کی قادیانی عبادت گاہ میں یہ دیا کھیاں بھی دے دیا تھا کہ آخری زمانے میں جس نے آنا تھا، وہ مرزا غلام احمد کی صورت میں آچکا ہے اور اب اس کے بعد کوئی نہیں آئے گا۔

اس زمانے میں منڈی بہاء الدین میں مقیم قادیانی مربی مجھ سے خاصی کھلی ڈلی گفتگو کر لیتے تھے۔ کہنے لگے کہ اس موقع پر میرے دل میں فوراً یہ خیال آیا کہ ”حضرت صاحب“ سے کہوں کہ اگر یہی کچھ کرنا تھا اور نبوت کو ”حضرت مسیح موعود“ پر ہی ختم کرنا تھا تو پھر ”اجرائے نبوت“ کا پنگا لینے کی ضرورت تھی نہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کی بجائے نبیوں کی مہر کر کے نبوت کی نکال کھولنے کا کوئی فائدہ۔ لیکن میں اپنی گزارہ لادنس والی ملازمت کے چلے جانے کے خوف سے دبک کر بیٹھا رہا کہ اس عمر میں کوئی دوسری ملازمت مل سکتی ہے نہ نئے تعلقات ہی بنائے جاسکتے ہیں لیکن یہی بات دوسرے کئی حاضرین کے لئے بھی تعجب کا باعث بنی اور انہوں نے وہاں پر موجود ”مورکھ احمدیت“ مولوی دوست محمد شاہد کو آڑے ہاتھوں لیا جو اس ناگہانی صورتحال سے بڑی مشکل سے جان چھڑا کر بھاگے۔ اس قسم کے مضحکہ خیز تماشوں سے قادیانی امت کی پوری تاریخ بھری پڑی ہے لیکن اس کے باوجود وہ سوچنے سمجھنے کے لئے تیار نہیں اور نحن علی ملتہ آباءنا کی پرانی روش پر پوری ہٹ دھری سے قائم رہ کر اپنے ”پیدائشی احمدی“ ہونے پر فخر کرتے رہتے ہیں حالانکہ کوئی شخص خواہ پیدائشی طور پر رہتی توازن سے محروم ہو یا اس کے بعد اس حالت کو جانچنے تو یہ دونوں کیفیتیں کسی طرح موجب انکار نہیں ہو سکتیں۔ ان تاویلات نے قادیانیوں کے ذہنوں کی برین واشنگ کر کے انہیں کس طرح کو نوا قرۃ خاسین کی صف میں لاکھڑا کیا ہے، اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج جسمانی کو تو خلاف عقل قرار دیتے ہوئے اسے ایک خواب، رویا اور کشف سمجھتے ہیں لیکن مرزا غلام احمد کے سرخی کے چیمینٹوں والے ”کشف“ کو حقیقی خیال کرتے ہیں اور اس اجمال کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ مرزا غلام احمد نے خوابیدگی کی حالت میں یہ منظر دیکھا کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور کوئی فائل دستخطوں کے لئے پیش کر رہا ہے جس پر ذات باری نے اپنے دستخط کرنے کے لئے قلم اٹھا کر اسے سرخ روشنائی سے بھری ہوئی دوات میں ڈبویا تو اس کی نب پر بہت زیادہ مواد لگ گیا جو چھڑکا گیا تو اس کے چیمینٹے عالم بیداری میں بھی مرزا غلام احمد کی چادر پر پڑے ہوئے تھے۔ بعد میں یہ چادر اس کے ایک ”صحابی“ عبداللہ سنوری نے لے لی جو آج بھی قادیانی امت نے سنبھال کر رکھی ہوئی ہے اور کوئی قادیانی یہ سوچنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کرتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معراج مبارک اگر بھول ان کے ایک خواب تھا تو خواب پر تو کوئی امتحان بھی اعتراض نہیں کر سکتا، زبان و بیان کے

ماہر اکابرین قریش جن میں سے ہر فرد انسان ہونے کے ناطے خواب دیکھتا تھا، وہ اس پر کیسے معترض ہو سکتے تھے؟ اعتراض تو وہ کسی غیر معمولی اور خارق عادت واقعہ پر ہی کر سکتے تھے۔ پیغمبر گمراہوں کا بے شکستہ کے اس معجزاتی سفر کو قادیانی ماننے کے لئے تیار نہیں مگر مرزا غلام احمد کے سرخی کے چھینٹوں والے خواب کو حقیقت پر محمول کرنے کو وہ نہ صرف ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں بلکہ انہیں اس میں کوئی بات خلاف عقل بھی نظر نہیں آتی۔ مرزا غلام احمد نے اپنی پہلی بیگم حرمت بی بی کی بے حرمتی کرنے کے بعد اسے ایک معلقہ کی طرح چھوڑ دینے کے بعد اپنے ہی خاندان کی ایک رشتہ دار لڑکی محمدی بیگم سے نکاح کے لئے جتنی جدوجہد کی، جس قدر آہیں بھریں، جس قدر پیشگوئیاں کیں اور اس آسانی نکاح کو زمین پر وقوع پذیر کرنے کے لئے جو کچھ کیا، وہ اس شخص کی اخلاقی حالت، نفسیات اور سماجی شعور پر ایک افسوسناک تبصرہ ہے لیکن ان ساری کوششوں کے باوجود وہ مرزا غلام احمد کے ہاتھ نہ اسکی اور قادیانی امت کے ناظر اصلاح و ارشاد قاضی نذیر آنجمانی کو مجبور اس کی یہ تاویل کرنا پڑی کہ یہ حضرت صاحب کی اجتہادی غلطی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کے بارے میں مرزا غلام احمد وہی عقیدہ رکھتا تھا جو جمہور مسلمانوں کا ہے اور اس کا اظہار اس نے اپنی متعدد کتب میں اتنے زور اور تواتر سے کیا ہے کہ اس کو نظر انداز کرنا ممکن نہیں۔ لیکن پھر جب مرزا غلام احمد کے دل میں خود ”منصب نبوت“ پر براجمان ہونے کی خواہش انگڑائیاں لینے لگی اور حقیقۃ الوحی میں ایک سو سے زائد دس روپے کی آمد کے بارے میں ہونے والے ”الہامات“ نے ان کی معاش کو بھی خاصا مضبوط کر دیا تو پھر انہوں نے فوراً اپنا پینتر ابدل کر وفات مسیح کا اعلان کرنا شروع کر دیا اور کہا کہ میں کیا کروں خدا کی طرف سے بارش کی طرح نازل ہونے والی وحی نے مجھے اپنے پرانے موقف پر قائم نہیں رہنے دیا اور اب قادیانی اجرائے نبوت سے بھی کہیں زیادہ وفات مسیح کا راگ الاپ رہے ہیں کہ اگر اصل مسیح یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی امت مسلمہ کے معتقدات میں ایک مرکزی حیثیت کی حامل رہے گی تو پھر مرزا غلام احمد قادیانی کو عقل مسیح بنانے کے لیے نہ قادیان کا جعلی منارۃ المسیح کام دے گا اور نہ ہی قادیان دمشق بن سکے گا۔ آخر قادیانی کب تک یہ اجتہادی غلطیاں کرتے چلے جائیں گے۔ میں نے تو ان چند سطور میں قادیانی طلسم ہوشربا کی چند جھلکیاں آپ کو دکھائی ہیں۔ تاہم اگر آپ ان بھول بھلیوں کی ذرا تفصیل سے سیر کرنا چاہتے ہیں تو برادر محمد متین خالد کی کتاب ”ثبوت حاضر ہیں“ کا مطالعہ

کریں اور مرزا غلام احمد کی کتابوں کے متعلقہ حوالہ جات کی عکسی تصاویر کے ساتھ دیکھیں کہ اس ”تابخہ روزگار“ کو تاریخ اسلام اور حضور کی سوانح سے اتنی ”گہری واقفیت“ ہے کہ اسے نہ یہ علم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی اور والدہ ماجدہ کی وفات کب ہوئی اور نہ یہ شناسائی کہ آپ کے کتنے بیٹے تھے۔ مان لیا کہ اس کا حافظہ کسی قدر کمزور تھا لیکن اگر اس نے حضور کے بیٹوں کی تعداد گیارہ تک پہنچا ہی دی تھی تو کسی مرید کو ہی اس کی اصلاح کر دینی چاہئے تھی یا کم از کم اس کی مدد کے لئے مامور فرشتے ٹیپی ٹیپی کو ہی بچ کر کے عین وقت پر پہنچ کر اسے اس سنگین غلطی سے متنبہ کر دینا چاہئے تھا۔ گو جھوٹ کے پاؤں تلاش کرنے کے لئے بہر طور کچھ وقت چاہئے لیکن کوئی عذر رنگ تراشنے کے لئے 105 برس کی مدت کچھ کم نہیں۔ محمد متین خالد نے اپنی تحقیقی کتاب میں اس حوالے سے اتنا کچھ اکٹھا کر دیا ہے کہ میں بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ انہوں نے تن تنہا وہ کام کر دکھایا ہے جو مالی وسائل پر اجارہ داری رکھنے والے اداروں اور جماعتوں کو کرنا چاہئے تھا لیکن شاید تقدیر کا چلن یہی ہے کہ وہ افراد ہی سے کام لیتی اور پھر جماعتیں اس سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔

شفیق مرزا

لاہور

Email: shafiqmirza@live.com



نفیر قلم

اس بات میں ذرا سا بھی شک و شبہ نہیں کہ قادیانی مذہب موجودہ دور کے قتلوں کا سرخیل ہے۔ دجل و کذب اور تاویل و حیلہ میں اس کا کوئی ثانی نہیں۔ اگر اس بات میں کوئی ابہام ہو تو آپ قادیانی مذہب کا بالاسطحیاب مطالعہ کر لیں۔ آپ خود بخود اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ پورا قادیانی لٹریچر الحاد و منکرات اور فسق و اباحت سے بھرا پڑا ہے۔ ایسے شر انگیز، گمراہ کن اور سو قیانہ عقائد و نظریات صرف کسی خنزیر اور عقربی گروہ کے ہی ہو سکتے ہیں۔ قادیانی نبوت کی غرض و غایت اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ مسلمانوں کو ان کے اصل مرکز سے برگشتہ کر دیا جائے اور یہی قادیانی مذہب کی ایجاد کا اصل مقصد ہے۔ قادیانی جماعت کا بانی آنجنابی مرزا غلام احمد قادیانی بڑے فخریہ انداز سے اپنی ایک کتاب میں لکھتا ہے کہ وہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ انگریز کی غلامی کو موجب رحمت، اس کی اطاعت کو اسلام کا حصہ، اس کی حکومت کو نعمت الہی، اس کے زمانے کو روحانی برکات کا مجموعہ، اس سے وفاداری کو حرز جان، اس سے جنگ کرنے والوں کو بدکار اور حرامی، اس کے سایہ حکومت کو خدا تعالیٰ کی پناہ اور اس کے وجود کو مکہ اور مدینہ سے افضل قرار دیتا ہے۔

امت مسلمہ کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی ہیں۔ وہ آسمانوں پر زندہ موجود ہیں اور قرب قیامت دوبارہ اس دنیا میں آسمان سے نازل ہوں گے۔ مرزا قادیانی نے کئی دوسرے دعاوی کے ساتھ ساتھ یہ دعویٰ بھی کیا کہ وہ وہی مسیح ہے جس کے دوبارہ دنیا میں آنے کا وعدہ قرآن و حدیث میں کیا گیا ہے۔ پوچھا گیا کہ آپ کیسے وہی مسیح ہیں؟ وہ تو ابن مریم ہیں جنہوں نے آنا ہے اور آپ ابن چراغ بی بی ہیں۔ جواب میں مرزا قادیانی نے کہا کہ وہ فوت ہو گئے ہیں، ان کی جگہ میں آ گیا ہوں۔ بس یہی وہ نظریہ ہے جس پر قادیانی معتقدات کی بوسیدہ عمارت کھڑی ہے۔

یوں تو ہر قادیانی اپنی بے مثل خباثت کے لحاظ سے پورے باون گز کا ہوتا ہے لیکن بحث و مباحثہ کے دوران وہ اس سے کہیں زیادہ ثابت ہوتا ہے۔ اس کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ وہ دوسروں سے اپنی گفتگو یا بحث کا آغاز ”وفات مسیح علیہ السلام“ کے موضوع سے کرے۔ دراصل یہ ایک ایسا ٹیکنیکل موضوع ہے کہ ایک عام اور سادہ خاطر مسلمان قرآن و حدیث سے لاعلمی اور ناقص مطالعہ کی بنا پر اس حوالے سے زیادہ مدلل گفتگو نہیں کر سکتا۔ جبکہ ایک عام قادیانی کی بھی اس خاص موضوع پر بھرپور تیاری ہوتی ہے اور یوں وہ ایک عامی مسلمان پر نفسیاتی فتح بزم خود حاصل کر لیتا ہے۔ اس کے برعکس کسی بھی قادیانی سے گفتگو، بحث یا مناظرہ کے شروع میں اگر یہ کہہ دیا جائے آج ”مرزا قادیانی کی شخصیت و کردار“ پر بات ہوگی تو یقین جانیے قادیانی مربیوں کے اوسان خطا اور ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں بلکہ بعض تو اس قدر طیش میں آ جاتے ہیں کہ گویا گالی سے ان کی تواضع کر دی گئی ہے۔ قادیانی مربی کبھی اس موضوع پر بات کرنے کے لیے رضا مند نہیں ہوتے بلکہ صاف انکار کر دیتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ قادیانیوں کو تنہائی میں بیٹھ کر اس اہم نکتہ پر ضرور غور کرنا چاہیے۔ مگر نہ لطیفہ ہے کہ آنجنابی مرزا قادیانی دعویٰ تو کرے نبوت و رسالت کا لیکن بحث کی جائے حیات و وفات مسیح علیہ السلام پر۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسئلہ حیات مسیح سے مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت و رسالت کا کیا تعلق ہے؟

قادیانی جماعت اپنے ماننے والوں کو تاویلات کے گورکھ دھندے، روحانی تعبیرات کے زینہ پہچاں اور خود ساختہ الہامات، ردیاء و کشف کے دام میں الجھا کر بھٹکانے کا فریضہ، وظيفہ سمجھ کر ادا کر رہی ہے۔ قادیانی نو جوانوں کی اکثریت اپنے مذہب قادیانیت کو محض وراثت میں وصول کرنے کے سبب اسے سینے سے لگائے ہوئے پھر رہی ہے۔ انہیں سرے سے معلوم ہی نہیں کہ قادیانیت فی الحقیقت ہے کیا؟ نہ انہوں نے کبھی معروضی پیمانوں کو معیار مان کر اپنے آبائی نظریاتی اثاثے کے بودے پن پر غور کیا ہے۔ بقول فاضل: ”باپ دادا نے کچے انگور کھائے اور اولاد کے دانت کھٹے کیے۔“ میں پورے دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر قادیانی تمام تر تعصبات اور نفرتوں کو بھلا کر انتہائی غیر جانبداری سے مرزا قادیانی کی تمام کتابوں کو نہایت تدبر اور عمیق نظری سے پڑھیں تو ان شاء اللہ! وہ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ وفات مسیح کا مسئلہ محض ایک دھوکہ ہے جو انگریز کی شہ پر چایا گیا۔ خود مرزا قادیانی اپنی عمر کے 52 سال

نیک اس عقیدے کی تبلیغ و اشاعت کرتا رہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں، قرب قیامت دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ ان کی آمد سے پوری دنیا میں اسلام پھیل جائے گا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے بقول خود مذکورہ عقیدہ قرآن و حدیث سے لیا اور جب وفات مسیح کا شوشہ چھوڑا تو کہا، مجھے خاص الہام ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔

ضرورت اس بات کی تھی کہ سیاسی محاذ پر قادیانیت برٹش مگلہ جوڑ اور وفات مسیح کے قادیانی عقیدہ کو اصل حقائق کی روشنی میں مکمل طور پر آشکار کیا جائے۔ زیر نظر کتاب انہی بنیادی موضوعات پر محیط ہے۔ میں نے اپنے تئیں یہ کتاب نہایت عرق ریزی اور محنت شاقہ سے تیار کی ہے جو ناقابل تردید دلائل و براہین، چشم کشا انکشافات، حیرت انگیز حوالہ جات اور عبرت آموز حقائق کے لحاظ سے اپنی جامعیت و نوعیت کی پہلی کتاب ہے۔ مجھے یہ اعتراف کرنے میں کوئی باک نہیں کہ میں نے اس کتاب کی تیاری کے سلسلہ میں اہل علم حضرات کی تحریروں سے خوب استفادہ کیا ہے۔ اصحاب علم و دانش، بالخصوص علماء کرام پر یہ امر مخفی نہیں کہ حیات و وفات مسیح علیہ السلام کے موضوع پر قادیانی تبلیسی سوالات کا مسکت جواب دینا کس قدر مشکل ہے اور یہ ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ میں نے اس دشوار ترین موضوع کو نہایت آسان اور سلیس انداز میں اس طرح پیش کیا ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ایک عام طالب علم بھی اس موضوع پر کما حقہ معلومات حاصل کر کے قادیانی اعتراضات اور شبہات کا منہ توڑ جواب دے سکے گا۔ (انشاء اللہ) اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ کتاب کو خوب سے خوب تر بنانے کے لیے اپنی قیمتی آراء ضرور ارسال کریں۔ شکریہ!

خاکپائے مجاہدین ختم نبوت

ماتین خاں

لاہور

Email: mateenkh@gmail.com







قادیانیّت
ثبوتِ حاضرین!



أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ. وَاللّٰهُ أَعْلَمُ
بِأَعْدَائِكُمْ وَكَفَى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَكَفَى بِاللّٰهِ نَصِيرًا. لَعَنَتُ اللّٰهُ عَلَى الْكٰفِرِينَ.
أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ. وَلَا حَوْلَ وَلَا
قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْغَبَاثِ.



پھول بغیر کانٹے کے نہیں ہوتا۔ آپ کتنا ہی نیک کام کیوں نہ
کریں، نکتہ چیں اپنی نیش زنی سے باز نہیں آتے۔ کسی کے عیب
تلاش کرنے والے کی مثال اُس مکھی جیسی ہے جو سارا
خوبصورت جسم چھوڑ کر صرف زخم پر ہی بیٹھتی ہے۔ چاند کو دیکھ کر
کتے بھونکا کرتے ہیں اور بھونک بھونک کر یونہی اپنے آپ کو تھکا
دیتے ہیں۔ حسد کا کوئی علاج نہیں۔ امیر المومنین حضرت علی کرم
اللہ وجہہ کا قول زریں ہے: حاسد کے لیے یہی سزا کافی ہے کہ
جب تم خوش ہوتے ہو تو وہ افسردہ ہو جاتا ہے۔

حسد حسد کی آگ میں ہر دم جلا کرے
وہ شمع کیا بجھے، جسے روشن خدا کرے

ثبوت حاضر ہیں!



اللہ تعالیٰ کی رضا اور دین اسلام کی بقا کے لیے اپنی جسمانی طاقت و توانائی کو راہ خدا میں بے دریغ صرف کرنا شریعت کی اصطلاح میں جہاد کہلاتا ہے۔ اس کے برعکس اگر لڑائی میں مال و زر کا حصول، قوت و شوکت کی نمود، سامان حرب کی نمائش، شجاعت و مردانگی کا اظہار، سلطنت و حکومت کی توسیع، شہرت و ناموری کا شوق، لشکر کشی کا غلغلہ یا دوسروں کو زیر کرنے کا جنون پیش نظر ہو، تو پھر یہ جہاد نہیں ہوگا بلکہ جنگ ہوگی جو دینی نقطہ نگاہ سے بے مقصد ہے۔ اسلام میں وہ لڑائی معرکہ حق و باطل اور جنگ و قتال، جہاد ہے جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی خوشنودی کے لیے لڑی جائے۔ مدعا اور مقصد فقط دین اسلام کی سر بلندی ہو۔ ایسی لڑائی دنیاوی، نفسانی اور شیطانی خواہشات و اغراض سے یکسر پاک ہو۔ اس راہ میں لڑنے والے کا صرف ایک ہی نصب العین، ایک ہی جذبہ، ایک ہی شوق اور ایک ہی دلولہ ہو کہ اس کا مالک حقیقی اس سے راضی ہو جائے۔ بقول علامہ اقبالؒ

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

ایمان کے بعد اہم ترین فرض، دشمنان اسلام کے خلاف جہاد ہے۔ جہاد، بنیادی قانونِ خداوندی، دین اسلام کا اہم ستون اور عبادت ہے۔ عقیدہ جہاد کو اسلام میں بنیادی اہمیت حاصل ہے کیونکہ جہاد کی انفرامیت یہ ہے کہ وہ کفر اور اسلام میں تمیز کرتا ہے۔ جہاد ہی ایسا عمل ہے جو دین کی ترویج و ترقی اور سر بلندی کا باعث بنتا ہے۔ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک جہاد تمام عبادتوں سے افضل عبادت ہے۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پر جہاد کی یہ عظیم عبادت مسلمانوں پر فرض کی گئی ہے۔

□ ”(مسلمانو!) تم پر قتال فرض کر دیا گیا ہے۔ وہ تمہیں (طبعاً) ناگوار تو ہوگا، مگر عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بخلی ہو۔ اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو

بھلی لگے اور وہ تمہارے لیے معز ہو۔ اور (ان باتوں کو) اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے۔“ (البقرہ: 216)

□ ”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اللہ کا قرب ڈھونڈو اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا کرو، امید ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے۔“ (المائدہ: 35)

□ ”مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر (پکا) ایمان لائیں، پھر شک و شبہ نہ کریں اور اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے رہیں۔ (اپنے دعویٰ ایمان میں) یہی سچے اور راست گو ہیں۔“ (الحجرات: 15)

□ ”پس جو لوگ آخرت کو خریدنا اور اس کے بدل میں دنیا کی زندگی کو بیچنا چاہتے ہیں، ان کو چاہیے کہ اللہ کی راہ میں جنگ کریں اور جو شخص اللہ کی راہ میں جنگ کرے پھر شہید ہو جائے یا غلبہ پائے، ہم عنقریب اس کو بڑا ثواب دیں گے۔“ (النساء: 74)

□ ”اور ان کافروں سے قتال کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین (اسلام) پورے کا پورا اللہ کے لیے ہو جائے۔“ (الانفال: 39)

□ ”نکلو خواہ ہلکے ہو یا جو جمل اور جہاد کرو اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے، اگر تم جانتے ہو تو یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔“ (التوبہ: 41)

جہاد کی فرضیت اور اہمیت کے بارے میں حضور نبی الملاحم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی چند احادیث مبارکہ پیش ہیں:

□ ”جو شخص فقط اس لیے لڑے تاکہ اللہ کے نام کا بول بالا رہے بس وہی جہاد ہے۔“ (مسلم)

□ ”میری امت کا ایک گروہ اللہ کے حکم کے مطابق قتال کرتا رہے گا، یہ لوگ اپنے دشمنوں پر چھائے رہیں گے، جس کسی نے ان کی مخالفت کی۔ وہ انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ قیامت آجائے گی اور وہ اسی راہ پر قائم ہوں گے۔“ (صحیح مسلم)

□ ”ایک صحابی نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے افضل ہجرت کون سی ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین ہجرت جہاد کی ہجرت ہے۔ صحابی نے پوچھا کہ جہاد کیا چیز ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاد یہ ہے کہ تم بوقت مقابلہ کفار سے لڑو اور اس راستے میں نہ خیانت کرو اور نہ بزدلی دکھاؤ۔“ (کنز العمال)

□ ”حضرت ابو ہریرہؓ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جنت میں سو درجے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کیا ہے۔ دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ (بخاری) (اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لیے کتنا بلند مقام مہیا کیا ہے)!

□ ”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، میں دوست رکھتا ہوں اس بات کو کہ اللہ کی راہ میں شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں۔“ (بخاری و مسلم)

□ ”حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ دین قائم رہے گا۔ اس حالت میں کہ مسلمانوں کی ایک جماعت اس کے لیے جنگ کرتی رہے گی حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔“ (مسلم)

□ ”حضرت سہیل بن حنیفؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے خلوص دل کے ساتھ شہادت کی درخواست کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے شہید کے مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے خواہ وہ اپنے بستر پر ہی کیوں نہ فوت ہوا ہو۔“ (مسلم)

□ ”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مرجعہ مر جائے اور اس نے کبھی جہاد نہیں کیا اور نہ اس سلسلہ میں کبھی خواہش کا اظہار کیا تو وہ نفاق (منافقت) کے ایک پہلو پر مرتا ہے۔“ (مسلم)

□ ”حضرت انسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مشرکوں کے خلاف جہاد کرو۔ اپنے مالوں کے ساتھ، اپنی جانوں کے ساتھ، اپنی زبانوں کے ساتھ۔“ (ابوداؤد، نسائی)

□ ”حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت کے دروازے تلوار کے سائے کے تلے ہیں۔“ (مسلم)

1857ء کی جنگ آزادی میں انگریزی استعمار اپنے تمام مظالم، جبر و استبداد کے باوجود ہندوستانی مسلمانوں کے جذبہ جہاد کے سامنے سہرا انداز ہو گیا تھا۔ انگریزوں کی پریشانی کا اندازہ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر (W.W.Hunter) کی کتاب ”ہندوستانی مسلمان“ (THE INDIAN MUSALMANS) سے لگایا جاسکتا ہے۔

30 مئی 1871ء کو وائسرائے لارڈ میونے جو کہ ڈرامائی حکومت کا آرٹسٹ سیکرٹری تھا، ایک مقامی سول ملازم ڈبلیو۔ ڈبلیو۔ ہنٹر کو اس سگلتے مسئلہ پر ایک رپورٹ تیار کرنے کو کہا: ”کیا مسلمان برطانوی حکومت کے خلاف بغاوت کے لیے اپنے ایمان کی وجہ سے مجبور ہیں؟“ ہنٹر کو حقیقت حال تک رسائی کے لیے تمام خفیہ سرکاری دستاویزات کی جانچ پڑتال کی اجازت دے دی گئی۔ ہنٹر نے 1871ء میں ”ہندوستانی مسلمان۔ کیا وہ اپنے ایمان کی وجہ سے شعوری طور پر ملکہ کے خلاف بغاوت کے لیے مجبور ہیں؟“ کے عنوان سے اپنی رپورٹ شائع کی۔ اس نے اسلامی تعلیمات خصوصاً جہادی تصور، نزول مسیح و مہدی کے نظریات وغیرہ پر بحث کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالا:

”مسلمانوں کی موجودہ نسل اپنے معتقدات کی رو سے موجودہ صورتحال (جیسی کہ ہے) کو قبول کرنے کی پابند ہے، مگر قانون (قرآن) اور پیغمبروں (کے تصورات) کو دونوں طریقوں سے یعنی وفاداری اور بغاوت کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ہندوستان کے مسلمان ہندوستان میں برطانوی راج کے لیے پہلے بھی خطرہ رہے ہیں اور آج بھی ہیں اور اس دعویٰ کی کوئی پیش گوئی نہیں کر سکتا کہ یہ باغی اڈہ (شمال مغربی سرحد) جس کی پشت پناہی مغربی اطراف کے مسلمانوں کے جتنے کر رہے ہیں، کسی کی رہنمائی میں وہ قوت حاصل کرے گا جو ایشیائی قوموں کو اکٹھا اور قابو کر کے ایک وسیع محاربہ Crescentado کی شکل دے دے۔“

(The Indian Musalmans by W.W.Hunter)

اس کے علاوہ وہ مزید لکھتا ہے:

”ہماری مسلمان رعایا سے کسی بھی پڑجوش وفاداری کی توقع رکھنا عبث ہے۔ تمام قرآن مسلمانوں کے بطور فاتح نہ کہ مفتوح کے طور پر تصورات سے لبریز ہے۔ مسلمانان ہند ہندوستان میں برطانوی راج کے لیے ہمیشہ کا خطرہ ہو سکتے ہیں۔“

(The Indian Musalmans by W.W.Hunter)

سابق برطانوی وزیر اعظم ولیم ایورٹ گلڈسٹون (William Ewart Gladstone) نے اپنے ہاتھ میں قرآن مجید لہرا کر برطانوی پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا:

”جب تک یہ قرآن مسلمانوں کے ہاتھوں یا ان کے قلوب و اذان میں موجود

رہے گا، اس کے تصور جہاد کی وجہ سے یورپ، اسلامی مشرق پر اولاً تو اپنا غلبہ و تسلط قائم نہیں کر سکتا اور اگر قائم کر لے تو وہ اسے برقرار رکھنے میں زیادہ دیر تک کامیاب نہیں رہ سکتا۔ حتیٰ کہ خود یورپ کا اپنا وجود بھی اسلام کی جانب سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔“

(اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یورپی سازشیں از علامہ جلال العالم)

اس سے پہلے انگلستان گورنمنٹ نے 1869ء کے اوائل میں برٹش پارلیمنٹ کے ممبروں، برطانوی اخبارات کے ایڈیٹروں اور چرچ آف انگلینڈ کے نمائندوں پر مشتمل ایک وفد سرولیم کی زیر قیادت ہندوستان میں بھیجا تا کہ اس بات کا کھوج لگایا جاسکے کہ ہندوستانی مسلمانوں کو کس طرح رام کیا جاسکتا ہے؟ ہندوستانی عوام اور بالخصوص مسلمانوں میں، وفاداری کیونکر پیدا کی جاسکتی ہے؟ برطانوی وفد ایک سال ہندوستان میں رہا اور حالات کا جائزہ لیا۔ اسی سال وائٹ ہال لندن میں اس وفد کا اجلاس ہوا، جس میں ہندوستانی مشنریز کے اہم پادری بھی تھے۔ کمیشن کے سربراہ سرولیم نے بتایا:

□ ”مذہبی نقطہ نظر سے مسلمان کسی دوسری قوم کی حکومت کے زیر سایہ نہیں رہ سکتے۔ ایسے حالات میں وہ جہاد کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ ان کا یہ جوش کسی وقت بھی انھیں ہمارے خلاف ابھار سکتا ہے۔“

اس وفد نے "The Arrival of British Empire in India" (ہندوستان میں برطانوی سلطنت کی آمد) کے عنوان سے دو رپورٹیں لکھیں، جس میں انھوں نے لکھا: ”ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی اور مذہبی پیشواؤں کی اندھا دھند پیروی کا رہے۔ اگر کوئی ایسا شخص مل جائے جو الہامی سند پیش کرے تو ایسے شخص کو حکومت کی سرپرستی میں پروان چڑھا کر اس سے برطانوی مفادات کے لیے مفید کام لیا جاسکتا ہے۔“

انگلستانی وفد کی رپورٹ ملاحظہ فرمائیں:

REPORT OF MISSIONARY FATHERS

"Majority of the population of the country blindly follow their "Peers" their spiritual leaders. If at this stage, we succeed in finding out some who

would be ready to declare himself a Zilli Nabi (apostolic prophet) then the large number of people shall rally round him. But for this purpose, it is very difficult to persuade some one from the Muslim masses. If this problem is solved, the prophethood of such a person can flourish under the patronage of the Government. We have already overpowered the native governments mainly pursuing a policy of seeking help from the traitors. That was a different stage, for at that time, the traitors were from the military point of view. But now when we have sway over every nook of the country and there is peace and order every where we ought to undertake measures which might create internal unrest among the country."

(Extract from the Printed Report. India Office Library. London)

ترجمہ: ”ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے پیروں اور روحانی رہنماؤں کی اندھی تقلید کرتی ہے۔ اگر اس میں کوئی ایسا شخص مل جائے، جو غلط نبوت (حواری نبی) کا اعلان کرے، اپنے گرد پیروکاروں کو اکٹھا کرے لیکن اس مقصد کے لیے اس کو عوام کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا، اس شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں پروان چڑھا کر برطانوی حکومت کے لیے مفید کام لیا جاسکتا ہے۔ ہم نے مقامی حکومتوں کو پہلے ہی ایسی ہدایات دی ہوئی ہیں کہ غداروں سے معاونت حاصل کی جائے، اس وقت مسلح غداری ہوئی تھی اور صورت حال اور تھی، لیکن اب ہم نے ہندوستان کے طول و عرض میں ایسے انتظامات کر لیے ہیں، ملک میں ہر طرف امن و امان ہے۔ ملک کی اندرونی بد امنی سے نمٹنے کے لیے ایسے اقدامات کیے جا چکے ہیں جو ملک میں اندرونی بد امنی پیدا کریں گے۔“

(مطبوعہ رپورٹ سے ایک اقتباس: انڈیا آفس لائبریری، لندن)

رپورٹ کو مد نظر رکھ کر تاج برطانیہ کے حکم پر ایسے موزوں اور باعتبار شخص کی تلاش شروع ہوئی، جو برطانوی حکومت کے استحکام اور عملداری کے تحفظات میں الہامات کا ذمہ

رچا سکے، جس کے نزدیک تاج برطانیہ کے مراسلات، وحی کا درجہ رکھتے ہوں، جو ملکہ معظمہ کے لیے رطب اللسان ہو، برطانوی حکومت کی قصیدہ گوئی اور مدح سرائی جس کی نبوت کا دیباچہ ہو۔ برطانوی شد دماغوں نے ہندوستان میں ایسے شخص کے انتخاب کے لیے ہدایات جاری کیں۔ پنجاب کے گورنر نے اس کام کی ڈیوٹی ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے ذمہ لگائی۔ چنانچہ ”برطانوی معیار“ کے مطابق نبی کی تلاش کا کام شروع ہوا۔ آخر کار قرعہ قال قادیان ضلع گورداسپور کے رہائشی مرزا غلام احمد قادیانی کے نام نکلا۔

□ ”برطانوی ہند کی سنٹرل اٹلی جنس کی روایت کے مطابق ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے چار اشخاص کو انٹرویو کے لیے طلب کیا۔ ان میں سے مرزا غلام احمد قادیانی نبوت کے لیے نامزد کیے گئے۔“ (تحریک ختم نبوت از آغا شورش کاشمیری)

مرزا قادیانی، مٹھی سے نبوت تک کیسے پہنچا؟ اس مختصر مکر دلچسپ کہانی کو جناب ابوہریرہ اپنے الفاظ میں یوں لکھتے ہیں:

”مرزا غلام احمد کی ابتدائی زندگی کے حالات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے معمولی سی دینی تعلیم حاصل کی۔ آپ کے والد نے سکھوں کے عہد میں چھن جانے والی جاگیروں کی بازیابی کے لیے مقدمات قائم کر رکھے تھے اور انگریز کے تعاون سے ان پر دوبارہ قابض ہونے کی فکر میں 1864ء میں آپ نے انگریز سے مل ملا کر آپ کو سیالکوٹ کی کچہری میں اہلحد (منشی) کی ملازمت دلوا دی۔ اس دوران آپ نے یورپی مشنریوں اور بعض انگریز افسران سے تعلقات پیدا کیے اور مذہبی مباحث کی آڑ میں باہمی میل جول کو بڑھایا۔

1868ء کے لگ بھگ سیالکوٹ میں ایک عرب محمد صالح وارد ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے پاس حرمین شریفین کے بعض مفتیان کرام کا ایک فتویٰ تھا، جس میں ہندوستان کو دارالحرب ثابت کیا گیا تھا۔ انگریز کے مجبروں نے آپ کو اعتماد میں لے کر گرفتار کرادیا۔ آپ پر دو الزامات عائد کیے گئے۔ ایک امیگریشن ایکٹ کی خلاف ورزی اور دوسرے برطانوی حکومت کے خلاف جاسوسی کرنا تھا۔ سیالکوٹ کچہری کے یہودی ڈپٹی کمشنر پارکینسن (Parkinson) نے تفتیش کا آغاز کیا۔ وہ ان تمام لوگوں کو گرفتار کرنا چاہتا تھا، جن سے نووارد عرب کا رابطہ تھا۔ دوران تفتیش ایک ایسے آدمی کی ضرورت پڑی، جو عربی کے مترجم کے طور پر کام کر سکے۔ (مجدد اعظم صفحہ 42 از ڈاکٹر بشارت احمد لاہوری قادیانی) یہ خدمت مرزا غلام احمد قادیانی نے

ادا کی اور عرب دشمن اور برطانیہ نوازی کی وہ مثال پیش کی کہ پارکلسن آپ کا گرویدہ ہو گیا۔ ایک اور واقعہ جسے مرزا قادیانی کی زندگی میں سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے، وہ پادری بٹلر ایم۔ اے کی لندن واپسی ہے۔ یہ پادری برطانوی انٹیلی جنس کا ایک اہم رکن تھا اور مبلغ کے روپ میں کام کر رہا تھا۔ مرزا صاحب نے مذہبی بحث کی آڑ میں ان سے طویل ملاقاتیں کیں اور برطانوی راج کے قیام کے لیے اپنی ہر قسم کی خدمات پیش کیں۔ 1868ء میں بٹلر ولایت جانے سے پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خفیہ بات چیت ہوئی اور معاملات کو حتمی صورت دی گئی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے صاحبزادے مرزا محمود اپنی تصنیف ”سیرت مسیح موعود“ میں لکھتے ہیں:

□ ”ریورنڈ بٹلر ایم۔ اے، جو سیالکوٹ مشن میں کام کرتے تھے اور جن سے حضرت مرزا صاحب کے بہت سے مباحثات ہوتے رہتے تھے، جب ولایت واپس جانے لگے تو خود کچھری میں آپ کے پاس ملنے کے لیے چلے آئے اور جب ڈپٹی کمشنر صاحب نے پوچھا، کس طرح تشریف لائے تو ریورنڈ مذکور نے کہا، صرف مرزا صاحب کی ملاقات کے لیے! اور جہاں آپ بیٹھے تھے، وہیں سیدھے چلے گئے اور کچھ دیر بیٹھ کر واپس چلے گئے۔“

(سیرت مسیح موعود از مرزا بشیر الدین محمود صفحہ 12)

ایک خطبے میں مرزا محمود نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

□ ”اس وقت پادریوں کا بہت رعب تھا لیکن جب سیالکوٹ کا انچارج مشنری ولایت جانے لگا تو حضرت صاحب کو ملنے کے لیے خود کچھری آیا۔ ڈپٹی کمشنر اسے دیکھ کر اس کے استقبال کے لیے آیا اور دریافت کیا کہ آپ کس طرح تشریف لائے۔ کوئی کام ہو تو ارشاد فرمائیں مگر اس نے کہا، میں صرف آپ کے اس منشی سے ملنے آیا ہوں۔ یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ آپ کے مخالف بھی تسلیم کرتے تھے کہ یہ ایک ایسا جوہر ہے جو قابل قدر ہے۔“

(روزنامہ ”الفضل“ قادیان، 24 اپریل 1934ء)

اسی سال 1868ء میں مرزا قادیانی بغیر کسی معقول ظاہری وجہ کے اہلہد کی نوکری سے استعفیٰ دے کر قادیان چلا گیا اور تصنیف و تالیف کے کام میں لگ گیا۔“

(قادیان سے اسرائیل تک از ابو مدثر)

عالمی تحریک مسیحیت، برطانوی سیاست میں یہودیوں کا دخل، خصوصاً ان کا

وزرائے اعظم کے عہدے تک پہنچنا، اسلامیان عالم کی سیاسی و معاشی زبوں حالی، ہندوستانی مسلمانوں کی حصول آزادی کے لیے جدوجہد اور انگریز کے سیاسی اور مذہبی تحریک کاری کے لیے خطرناک عزائم، جو علی الترتیب ہنٹر رپورٹ اور مشنری فادرز رپورٹ سے عیاں ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک غدار خاندان کے فرد مرزا غلام احمد قادیانی کا یہودی افسروں اور جاسوس مشنری اداروں کے سربراہوں سے روابط اور ان کا پارکینسن کی شہ اور بٹلر کی اشیر باد پر نوکری چھوڑ کر نام نہاد اصلاحی تحریک کا آغاز کرنا..... یہ سب واقعات اس عظیم سیاسی سازش کی طرف اشارہ کرتے ہیں، جو مذہبی روپ دھار کر ”احمدیت“ کی صورت میں منظر عام پر آئی۔

قادیانیت ایک ایسی جارحیت پسند سیاسی تحریک ہے جس نے اپنے مخصوص سیاسی عزائم پر مذہبیت کا پردہ ڈال رکھا ہے۔ اسلام اور پاکستان کے خلاف جتنی تحریکیں کام کر رہی ہیں، ان میں قادیانی تحریک سب سے زیادہ منظم اور فعال ہے۔ مجددیت، محدثیت، ظلی، بروزی، تشریحی اور غیر تشریحی نبوت، وفات مسیح، الہامات، پیش گوئیاں وغیرہ پر مشتمل ایک پرچ اور پراسرار نظام کی آڑ میں اس تحریک کا خدوخال نمایاں نہیں ہوتا۔ اس تحریک کے مذہبی بہروپ کے پس پردہ دراصل وہی روح کام کر رہی ہے جو بالعموم زیر زمین کام کرنے والی خطرناک تحریکوں میں ہوتی ہے۔

بقول آغا شورش کاشمیری ”قادیانی“ مذہب کی پناہ لیتے لیکن سیاست کا ناکھ کھیلے ہیں۔ جب کوئی ان کے سیاسی عزائم کا محاسبہ کرتا ہے تو وہ مذہب کے حصار میں بیٹھ کر ”ہم اقلیت ہیں“ کا نادر بجا دیتے اور عالمی ضمیر کو معاونت کے لیے پکارتے ہیں جس سے حقائق نا آشنا دنیا سمجھتی ہے کہ پاکستان کے ”جنونی مسلمان“ گویا اپنی ایک چھوٹی سی اقلیت کو کچل دینا چاہتے ہیں۔ مرزائی امت کے شاطرین حد درجہ عیار ہیں، کوئی شخص اس پر غور نہیں کرتا کہ جب قادیانی ایک مذہبی امت بن کر اپنے سیاسی اقتدار کے لیے سعی و سازش کرتے ہیں تو وہ انہی بنیادوں پر اس امت کے افراد کو اپنے محاسبہ کا حق کیوں نہیں دیتے جس امت میں نقب لگا کر انہوں نے اپنی جماعت بنائی ہے؟ عجیب بات ہے کہ قادیانی امت کا مذہبی محاسبہ کیا جائے تو وہ سیاسی پناہ تلاش کرتے ہیں، سیاسی محاسبہ کریں تو وہ مذہبی اقلیت ہونے کا تحفظ چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کے ساتھ یہ مذاق ناروا ہے کہ ایک ایسی جماعت جو اس کے وجود کو قطع کر کے تیار ہوئی ہے، وہ اصل وجود کو اپنے اعضاء و جوارح کی حفاظت کا حق دینا نہیں چاہتی اور جو عارضہ

ان کو قادیانی سرطان کی شکل میں ماردینا چاہتا ہے، اس کے علاج سے روکتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں سے اپنے الگ ہونے کا اعلان سب سے پہلے خود قادیانیوں نے کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو نہ ماننے والے کافر قرار دیئے گئے۔ اُن کے بچوں، عورتوں، معصوموں اور بوڑھوں کا جنازہ پڑھنے سے روک دیا گیا۔ انہیں زانیہ عورتوں کی اولاد، کیتوں کے بچے اور ولد الزنا تک کہا گیا۔ مسلمانوں نے تو اس سے بہت دیر بعد محاسبہ شروع کیا اور انہیں اپنے سے خارج قرار دیا۔..... جب مرزائی خود مسلمانوں سے الگ اُمت کہلاتے ہیں تو پھر انہیں مسلمانوں میں شامل رہنے پر اس وقت اصرار کیوں ہوتا ہے جب مسلمان ان کے الگ کر دینے کا مطالبہ کرتے اور انہیں اقلیت قرار دیتے ہیں؟ آخر کیا وجہ ہے کہ قادیانی مذہبی اور معاشرتی طور پر عقیدۂ مسلمانوں سے الگ رہتے لیکن سیارۂ ان کا پند نہیں چھوڑتے۔ اس کی واحد وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس طرح وہ مسلمانوں کے حقوق و مناصب پر ہاتھ صاف کرتے اور ان کی ریاست پر حکمران ہونا چاہتے ہیں یا پھر انہیں مٹا کر اپنا سیاسی نقشہ مرتب کرنے کی جدوجہد میں ہیں۔

ایک خطرناک صورت حال جو ہمارے ہاں پیدا ہو چکی ہے، یہ ہے کہ ہمارے مغرب زدہ طبقے نے جس کے متعلق علامہ اقبالؒ نے سید سلیمان ندوی کو لکھا تھا کہ میں ڈکٹیٹر بن جاؤں تو سب سے پہلے اس طبقہ کو ہلاک کر دوں۔ ابھی تک نہ قادیانی مذہب کو سمجھنے کی ضرورت محسوس کی ہے کہ وہ خود مذہب سے بیگانہ ہو رہا ہے اور نہ وہ قادیانی اُمت کے سیاسی عزائم کی معزتوں سے آگاہ ہے۔ وہ بھی سمجھتا ہے کہ ایک چھوٹی سی اقلیت کو مسلمانوں کے کٹ ملائیک کر رہے ہیں۔ وہ ان کی چکی داڑھی دیکھ کر اور ان کے تبلیغی اداروں کی روداد سن کر انہیں مسلمان سمجھتا ہے، کیونکہ اُس کے اپنے ظاہری و باطنی وجود سے اسلام خارج ہو چکا ہے۔

ان لوگوں سے بجا طور پر سوال کیا جاسکتا ہے کہ مسلمان ایک وحدت کا نام ہیں اور یہ وحدت ختم نبوت کے تصور سے استوار ہوئی ہے۔ اگر کوئی اس وحدت کو توڑتا ہے اور ختم نبوت کی مرکزیت کو نظمی و بروزی کی آڑ میں اپنی طرف منتقل کرنا چاہتا ہے تو کیا اُس کا وجود خطرناک نہیں، باغی کون ہے؟ وہ یا محاسب؟ کیا اپنی قوی سرحدوں کی حفاظت کرنا جرم ہے یا مذہبی جارحیت؟ بعض لوگ رواداری کا سبق دیتے ہیں، لیکن وہ رواداری کے معنی نہیں جانتے۔ اگر رواداری کے معنی غیرت، حمیت، عقیدے، مسلک اور اپنے شخصی یا اجتماعی وجود سے دستبردار

ہو جانے کے ہیں تو یہ معافی کہاں ہیں اور کس تحریک، داعی، پیغمبر اور نظام نے بتلائے ہیں۔
 قادیانیوں کے باب میں مسلمانوں کا معاملہ ذاتی نہیں، اجتماعی ہے اور اس کے عناصر اور بعد میں
 غیرت و وحیت، عقیدہ و مسلک شامل ہیں۔“

جموں مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی برٹش حکومت کا خود کاشتہ پودا تھا۔ انگریز نے
 اپنے نظریہ ضرورت کے تحت قادیانی تحریک کو پروان چڑھایا۔ جناب مرتضیٰ احمد میکش رقمطراز ہیں:
 ”قادیانیت، برطانیہ کی استعماری سیاست کا ایک خود کاشتہ پودا ہے یعنی ایک ایسی
 سیاسی تحریک ہے جو انگریزوں کے مقبوضہ ہندوستان میں ایک ایسی مذہبی جماعت پیدا کرنے
 کے لیے شروع کی گئی جو سرکار برطانیہ کی وفاداری کو اپنا جزو ایمان سمجھے، غیر اسلامی حکومت یا
 غیر مسلم حکمرانوں کے استیلا کو جائز قرار دے اور ایک ایسے ملک کو شرعی اصطلاح میں دارالحرب
 سمجھنے سے عقیدہ کا ابطال کرے جس پر کوئی غیر مسلم قوم اپنی طاقت و قوت کے بل پر قابض ہو
 گئی ہو۔ انگریز حکمرانوں کی قہاریت اور جہاریت کو مسلمان از روئے عقیدہ دینی، اپنے حق
 میں اللہ کا بھیجا ہوا عذاب سمجھتے تھے اور ان کی رضا کارانہ اطاعت کو گناہ تصور کرتے تھے۔
 انگریز حکمران، مسلمانوں کے اس جذبے اور عقیدے سے پوری طرح آگاہ تھے۔ لہذا انھوں
 نے اس سرزمین میں ایک ایسا ”پیغمبر“ کھڑا کر دیا جو انگریزوں کو اولی الامر منکم کے تحت
 میں لا کر ان کی اطاعت کو مذہباً فرض قرار دینے لگا اور ان کے پاس ہندوستان کو دارالحرب
 سمجھنے والے مسلمانوں کی خبری کرنے لگا۔ جس طرح باغبان اپنے خود کاشتہ پودے کی
 حفاظت و آبیاری میں بڑے اہتمام سے کام لیتا ہے، اسی طرح سرکار انگریزی نے مرزائیت کو
 فروغ دینے کے لیے مرزائی جماعت کی پرورش کرنا اپنی سیاسی مصلحتوں کے لیے ضروری سمجھا
 اور اس فرقہ کے پیروؤں سے خبری، جاسوسی اور حکومت کے ساتھ جذبہ وفاداری کی نشرو
 اشاعت کا کام لیتی رہی۔“ (پاکستان میں مرزائیت از مرتضیٰ خاں میکش)

مرزا قادیانی کا انگریزوں کا ٹاؤٹ ہونا اور جہاد کی مخالفت کرنا ایک ناقابل تردید
 حقیقت ہے۔ قادیانی مذہب میں انگریزوں کی اطاعت جزو ایمان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس
 فتنہ کی پرورش اور حفاظت، انگریز نے خود کی اور انہیں ہر طرح کی مراعات سے نوازا اور
 انہیں مسلمانوں کے غیظ و غضب سے بچایا۔ آج بھی اس مذہب کے ماننے والوں کی ہمدردیاں
 یہود و نصاریٰ کے ساتھ ہیں اور ان کی ہمدردیاں قادیانیوں کے ساتھ ہیں۔ دونوں کا مقصد

اسلامی تعلیم اور یک جہتی کو تار تار کرنا ہے۔ یہود و نصاریٰ اور قادیانیوں کا باہمی گٹھ جوڑ ”الکفر ملة واحدة“ کی بہترین مثال ہے۔

اسلامی عقائد میں یہ عقیدہ تواتر کے ساتھ منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ قرآن و حدیث میں ان کی کئی ایک نشانیاں بیان ہوئی ہیں۔ ان نشانیوں میں ایک نشانی یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد پر دین اسلام پوری دنیا میں پھیل جائے گا۔ کوئی شخص کافر نہ رہے گا اور جہاد ختم ہو جائے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:

□ حدثنا اسحق قال اخبرنا يعقوب بن ابراهيم قال حدثنا ابي صالح عن ابي شهاب ان سعيد بن المسيب سمع ابو هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكماً عدلاً فيكسر الصليب و يقتل الخنزير و يضع الحرب و يفيض المال حتى لا يقبله احد حتى تكون المسجدة الواحدة خير من الدنيا وما فيها. ثم يقول ابي هريرة رضي الله عنه فانزلوا شتم و ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته. (بخاری و مسلم)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہؓ روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یقیناً ابن مریم تمہارے درمیان حاکم عادل ہو کر اتریں گے پس صلیب توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، اور جنگ ختم کر دیں گے، مال کی اس قدر کثرت ہو جائے گی کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ دنیا اور دنیا بھر کے سب مال و متاع سے ایک بچہ (قدر و قیمت کے لحاظ سے) اچھا معلوم ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے تھے کہ اگر تم نزول عیسیٰ علیہ السلام کی دلیل اس ارشاد نبوی کے ساتھ قرآن سے چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو: ”ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته“ کیونکہ اس میں صاف طور پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جتنے اہل کتاب ہیں، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے۔

اس حدیث کا سہارا لیتے ہوئے آنجنابی مرزا قادیانی نے انگریز کی شہ پر اپنے عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میرے آنے سے جہاد کی فرضیت ختم ہوگئی ہے۔ حالانکہ حدیث مبارکہ میں ابن مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے آنے کا ذکر ہے جبکہ مرزا قادیانی ابن

چراغ بی بی ہے۔ ابن مریم سے چراغ بی بی مراد لینا قادیانی تاویلات کی ادنیٰ مثال ہے۔
مرزا قادیانی نے کہا:

□ ”میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیشگوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔“

(تحفہ گلڑویہ (ضمیمہ) صفحہ 118 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 295 از مرزا قادیانی)
□ ”میں بھی خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نبیوں نے وعدہ دیا ہے اور میری نسبت اور میرے زمانہ کی نسبت توریت اور انجیل اور قرآن شریف میں خبر موجود ہے۔“

(دافع البلاء صفحہ 22 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 238 از مرزا قادیانی)
□ ”مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 526 طبع جدید از مرزا قادیانی)
□ ”اب سے زمینی جہاد بند ہو گیا ہے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا جیسا کہ حدیثوں میں پہلے لکھا گیا تھا کہ جب مسیح آئے گا تو دین کے لیے لڑنا حرام کیا جائے گا۔ سو آج سے دین کے لیے لڑنا حرام کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو دین کے لیے تلوار اٹھاتا ہے اور غازی نام رکھ کر کافروں کو قتل کرتا ہے، وہ خدا اور اس کے رسول کا، نافرمان ہے۔ صحیح بخاری کو کھولو اور اس حدیث کو پڑھو کہ جو مسیح موعود کے حق میں ہے یعنی یضع الحوب جس کے یہ معنی ہیں کہ جب مسیح آئے گا تو جہادی لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ مسیح آچکا اور یہی ہے جو تم سے بول رہا ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 408 طبع جدید از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی اور اس کے جانشینوں کی مستند تحریروں سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ انہیں امت مسلمہ کے ماضی سے کوئی عقیدت ہے نہ اس کے حال سے کوئی دلچسپی۔ مستقبل کی تو بات ہی نہ کیجیے۔ ہماری اور ان کی امنگوں میں کوئی یکسانیت ہے نہ یکجہتی۔ ملت اسلامیہ کے دشمنوں کو وہ اپنا مربی اور سرپرست سمجھتے رہے۔ جس انگریز نے برصغیر میں اسلامی اقتدار کا چراغ گل کیا، ہماری تہذیبی قدروں کو روندنا لاکھوں بے گناہ مسلمانوں اور علمائے کرام کو قتل کیا، کیا کسی مسلمان کے دل میں ان دشمنان اسلام کے لیے خیر سگالی کے

جذبات پائے جاسکتے ہیں؟ لیکن افسوس ہے کہ مرزا قادیانی ان کے تعلق 'مدح سرائی' دعائیں، خیر سگالی کے جذبات اور ان کے بچہ استبداد کو مضبوط کرنے کے لیے مسلسل تقریری اور تحریری کاوشیں کرتا رہا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

□ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِلُوْا الْيَهُودَ وَالنَّصٰرَىٰ اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٌ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَاِنَّهُمْ مِنْهُمْ ۖ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (المائدہ: 51)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو شخص انہیں اپنا دوست بنائے گا تو وہ انہی میں سے ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

اس قرآنی تعلیم کے برعکس یہود و نصاریٰ سے دوستی، ان کی پر جوش حمایت اور جہاد کی ممانعت کے سلسلہ میں مرزا قادیانی کی بے شمار تحریروں میں سے صرف چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں اور غور کریں کہ وہ اسلام دشمنی میں کس طرح اپنے جذبات اور خدمات کے لیے ان کی ایک نگاہ التفات کے لیے بے تاب تھا۔

حرم والوں سے کیا نسبت بھلا اس قادیانی کو وہاں قرآن اترتا ہے، یہاں انگریز اترے ہیں

مرزا قادیانی کا قلم..... حضرت علیؑ کی تلوار؟

(1) ”اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سلطان القلم اور میرے قلم کو ذوالفقار علی فرمایا۔ اس میں یہی سر ہے کہ زمانہ جنگ و جدل کا نہیں ہے، بلکہ قلم کا زمانہ ہے۔“
(ملفوظات احمد جلد اول، صفحہ 151، طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 676 پر)

ہمارے قلم رسول اللہ ﷺ کی تلواروں کے برابر ہیں

(2) ”اس وقت ہمارے قلم رسول اللہ ﷺ کی تلواروں کے برابر ہیں۔“
(ملفوظات جلد اول صفحہ 114 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 677 پر)

۔ بتایا ایک ہی ایلیس آگ سے تو نے
بنائے آگ سے اس نے دو صد ہزار ایلیس

خاندانی خدمات

(3) ”میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا، جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گرینٹن صاحب کی تاریخ ریسائن پنجاب میں ہے، اور 1857ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹیاٹ خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں، مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے کم ہو گئیں مگر تین چٹیاٹ جمہوریت سے چھپ چکی ہیں، ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔ اور جب تمہوں کے گزر پر مفیدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔“

(کتاب البریہ صفحہ 6۲3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 4۶۲۴ از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 678 تا 680 پر)

View Proof

قدیم خیر خواہ خاندان

(4) ”ہماری یہ محسن گورنمنٹ ہر ایک طبقہ اور درجہ کے انسانوں بلکہ غریب سے غریب اور عاجز سے عاجز خدا کے بندوں کی ہمدردی کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ اس ملک کے پرندوں اور چرندوں اور بے زبان مویشیوں کے بچاؤ کے لیے بھی اس کے عدل گستر قوانین موجود ہیں۔ اور ہر ایک قوم اور فرقہ کو مساوی آنکھ سے دیکھ کر ان کی حق رسی میں مشغول ہے تو اس انصاف اور داد گستری اور عدل پسندی کی خصلت پر نظر کر کے یہ عاجز بھی اپنی ایک تکلیف کے رفع کے لیے حضور گورنمنٹ عالیہ میں یہ عاجزانہ عریضہ پیش کرتا ہے اور پہلے اس

سے کہ اصل مقصود کو ظاہر کیا جائے، اس محسن اور قدر شناس گورنمنٹ کی خدمت میں اس قدر بیان کرنا بے گل نہ ہوگا کہ یہ عاجز گورنمنٹ کے اس قدیم خیر خواہ خاندان میں سے ہے جس کی خیر خواہی کا گورنمنٹ کے عالی مرتبہ حکام نے اعتراف کیا ہے اور اپنی چشموں سے گواہی دی ہے کہ وہ خاندان ابتدائی انگریزی عملداری سے آج تک خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ میں برابر سرگرم رہا ہے۔ میرے والد مرحوم میرزا غلام مرتضیٰ اس محسن گورنمنٹ کے ایسے مشہور خیر خواہ اور دلی چال نثار تھے کہ وہ تمام حکام جوان کے وقت میں اس ضلع میں آئے، سب کے سب اس بات کے گواہ ہیں کہ انہوں نے میرے والد موصوف کو ضرورت کے وقتوں میں گورنمنٹ کی خدمت کرنے میں کیا پایا۔ اور اس بات کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ انہوں نے 1857ء کے مفسدہ کے وقت اپنی تھوڑی حیثیت کے ساتھ پچاس گھوڑے مع پچاس نو جوانوں کے اس محسن گورنمنٹ کی امداد کے لیے دیئے اور ہر وقت امداد اور خدمت کے لیے کمر بستہ رہے یہاں تک کہ اس دنیا سے گذر گئے۔ والد مرحوم گورنمنٹ عالیہ کی نظر میں ایک معزز اور ہر دلعزیز رئیس تھے جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی۔“

View Proof

(تریاق القلوب صفحہ 359 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 487، 488 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 681، 682 پر)

مرزا غلام احمد قادیانی ہر لحاظ سے انگریز حکومت کی خدمت اور برطانوی مفادات کے تحفظ کے لیے موزوں اور قابل اعتماد شخص تھا کیونکہ اس کا خاندان شروع ہی سے برطانوی سامراج کی خدمت اور کاسہ لیس میں مشہور تھا۔ مرزا قادیانی کے والد مرزا غلام مرتضیٰ نے 1857ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کے خلاف 50 گھوڑے مع سواروں کے انگریزوں کی مدد کے لیے دیے تھے، جبکہ مرزا قادیانی کا بھائی مرزا غلام قادر معروف سفاک اور ظالم جنرل نکلسن کی فوج میں شامل رہا تھا اور اس نے مسلمانوں کے خون میں ہاتھ رنگے تھے۔ انگریزوں کی وفاداری اور تابع فرمائی میں مرزا قادیانی اعتراف کرتا ہے:

والد کی خدمات

(5) ”میرا باپ مرزا غلام مرتضیٰ اس نواح میں ایک نیک نام رئیس تھا اور گورنمنٹ کے

اعلیٰ افسروں نے پرزور تحریروں کے ساتھ لکھا کہ وہ اس گورنمنٹ کا سچا مخلص اور وفادار ہے۔ اور میرے والد صاحب کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور ہمیشہ اعلیٰ حکام عزت کی نگاہ سے ان کو دیکھتے تھے اور اخلاق کریمانہ کی وجہ سے حکام ضلع اور قسمت کبھی کبھی ان کے مکان پر ملاقات کے لیے بھی آتے تھے کیونکہ انگریزی افسروں کی نظر میں وہ ایک وفادار رئیس تھے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ ان کی اس خدمت کو کبھی نہیں بھولے گی کہ انہوں نے 1857ء کے ایک نازک وقت میں اپنی حیثیت سے بڑھ کر پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس سوار اپنے عزیزوں اور دوستوں میں سے مہیا کر کے گورنمنٹ کی امداد کے لیے دیئے تھے۔ چنانچہ ان سواروں میں سے کئی عزیزوں نے ہندوستان میں مردانہ دار لڑائی مفدوں سے کر کے اپنی جانیں دیں۔ اور میرا بھائی مرزا غلام قادر مرحوم تموں کے تین کی لڑائی میں شریک تھا اور بڑی جاں فشانی سے مدد دی۔ غرض اسی طرح میرے ان بزرگوں نے اپنے دن سے، اپنے مال سے، اپنی جان، اپنی متواتر خدمتوں سے، اپنی وفاداری کو گورنمنٹ کی نظر میں ثابت کیا۔ سو انہیں خدمات کی وجہ سے میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ رے خاندان کو معمولی رعایا میں سے نہیں سمجھے گی اور اس کے اس حق کو کبھی غنیمت نہیں کرے گی جو بڑے فتنے کے وقت میں ثابت ہو چکا ہے۔“

(کشف الغطاء صفحہ 4، مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 180 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 683 پر)

میرا باب، بھائی اور میں

(6) ”اور میرا باب اسی طرح خدمات میں مشغول رہا، یہاں تک کہ پیرانہ سالی تک پہنچ لیا اور سفر آخرت کا وقت آ گیا اور اگر ہم اس کی تمام خدمات لکھنا چاہیں تو اس جگہ سامانہ سکیں اور ہم لکھنے سے عاجز رہ جائیں۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرا باب سرکار انگریزی کے مراحم کا ہمیشہ امیدوار رہا اور عند الضرورت خدمتیں بجالاتا رہا، یہاں تک کہ سرکار انگریزی نے اپنی خوشنودی کی چھٹیاں سے اس کو معزز کیا اور ہر ایک وقت اپنے عطاؤں کے ساتھ اس کو خاص فرمایا اور اس کی غمخواری فرمائی اور اس کی رعایت رکھی اور اس کو اپنے خیر خواہوں اور مخلصوں

میں سے سمجھا۔ پھر جب میرا باپ وفات پا گیا تب ان خصلتوں میں اس کا قائم مقام میرا بھائی ہوا جس کا نام مرزا غلام قادر تھا اور سرکار انگریزی کی عنایات ایسی ہی اس کے شامل حال ہو گئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں اور میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہو گیا پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں ان کے نقش قدم پر چلا اور ان کی سیرتوں کی پیروی کی اور ان کے زمانہ کو یاد کیا۔“

(نور الحق حصہ اول صفحہ 27، 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 37، 38 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 685، 684 پر)

[View Proof](#)

باپ بڑا یا بیٹا؟

(7) ”میں اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکتا کہ اس گورنمنٹ محسنہ انگریزی کی خیر خواہی اور ہمدردی میں مجھے زیادتی ہے یا میرے والد مرحوم کو۔ بیس برس کی مدت سے میں اپنے دلی جوش سے ایسی کتابیں زبان فارسی اور عربی اور اردو اور انگریزی میں شائع کر رہا ہوں جن میں بار بار یہ لکھا گیا ہے کہ مسلمانوں پر یہ فرض ہے جس کے ترک سے وہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہوں گے کہ اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ اور دلی جان نثار ہو جائیں اور جہاد اور خونی مہدی کے انتظار وغیرہ بیہودہ خیالات سے جو قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتے، دست بردار ہو جائیں۔“
(مجموعہ اشتہارات جلد دوم، صفحہ 355 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 686 پر)

[View Proof](#)

قادیانی بزرگوں کا کارنامہ

(8) ”الم يفكر اننا ذرية ابناء الفلذوا اعمارهم في خدمات هذه الدولة.“
ترجمہ: ”کیا گورنمنٹ اتنا غور نہیں کرتی کہ ہم انہی بزرگوں کی اولاد ہیں۔ جنہوں نے اپنی عمریں حکومت برطانیہ کی خدمت میں صرف کر دیں۔“
(انجام آتھم صفحہ 283 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 283 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 687 پر)

[View Proof](#)

قدیم خدمت گزار

(9) ”اور گورنمنٹ پر پوشیدہ نہیں کہ ہم قدیم سے اُس کی خدمت کرنے والے اور اُس کے ناصح اور خیر خواہوں میں سے ہیں اور ہر ایک وقت پر دلی عزم سے ہم حاضر ہوتے رہے ہیں۔ اور میرا باپ گورنمنٹ کے نزدیک صاحب مرتبہ اور قابل تحسین تھا اور اس سرکار میں ہماری خدمات نمایاں ہیں اور میں گمان نہیں کرتا کہ یہ گورنمنٹ کبھی ان خدمات کو بھلا دے گی۔ اور میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ ابن میرزا عطاء محمد رئیس قادیان اس گورنمنٹ کے خیر خواہوں اور مخلصوں میں سے تھا اور اس کے نزدیک صاحب مرتبہ تھا اور صدر نشین بالین عزت سمجھا گیا تھا اور یہ گورنمنٹ اس کو خوب پہچانتی تھی اور ہم پر کبھی کوئی بدگمانی نہیں ہوئی بلکہ ہمارا اخلاص تمام لوگوں کی نظروں میں ثابت ہو گیا اور حکام پر کھل گیا۔ اور سرکار انگریزی اپنے ان حکام سے دریافت کر لیوے جو ہماری طرف آئے اور ہم میں رہے اور ہم نے ان کی آنکھوں کے سامنے کیسی زندگی بسر کی اور کس طرح ہم ہر ایک خدمت میں سبقت کرنے والوں کے گروہ میں رہے۔“

(نور الحق صفحہ 36، 37، مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 36، 37 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 688، 689 پر)

View Proof

بزرگوں سے زیادہ خدمات

(10) ”میں بذات خود سترہ برس سے سرکار انگریزی کی ایک ایسی خدمت میں مشغول ہوں کہ درحقیقت وہ ایک ایسی خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ کی مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ میرے بزرگوں سے زیادہ ہے اور وہ یہ کہ میں نے بیسیوں کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ چنانچہ میں نے یہ کتابیں بصرف زر کثیر چھاپ کر بلاد اسلام میں پہنچائی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا بہت سا اثر اس ملک پر بھی پڑا ہے اور جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں۔ وہ ایک ایسی جماعت تیار ہوتی جاتی

ہے کہ جن کے دل اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی سے لبالب ہیں۔ ان کی اخلاقی حالت اعلیٰ درجہ پر ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام اس ملک کے لیے بڑی برکت ہیں اور گورنمنٹ کے لیے دلی جان نثار۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 66، 67 طبع جدید، از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 690، 691 پر)

View Proof

خود کاشتہ پودا

(11) ”سرکار دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے بکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں، اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔ لہذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمات گزشتہ کے لحاظ سے سرکار دولتمدار کی پوری عنایات اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں تاہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبروریزی کے لیے دلیری نہ کر سکے۔“

View Proof

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 198 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 692 پر)

کھا رہا ہوں غم بے مہری آقائے فرنگ
سترہ سال سے یہ غم ہی مرا ناشتہ ہے
سوکھ جائے نہ کہیں میری نبوت کا درخت
یہ وہ پودا ہے جو سرکار کا خود کاشتہ ہے

ہم اور ہماری اولاد پر فرض

(12) ”ہم پر اور ہماری ذریت پر یہ فرض ہو گیا کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گزار رہیں۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 132 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 166 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 693 پر)

View Proof قنہ ملت بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلمانوں کو سلاطین کا پرستار کرے

کیریکٹر سرٹیفکیٹ

قارئین کرام! مرزا قادیانی کے خاندان کی انگریز حکومت سے وفاداری کے اعتراف میں برٹش حکومت نے انہیں کئی ایک تعریفی خطوط لکھے۔ ان خطوط کی نقول درج ذیل حوالہ کے عکسی ثبوت میں ضرور ملاحظہ کریں۔

(13) ”سر لیبل گریفن صاحب نے بھی اپنی کتاب تاریخ ریسمان پنجاب میں میرے والد صاحب اور میرے بھائی مرزا غلام قادر کا ذکر کیا ہے اور میں ذیل میں ان چھٹیاں حکام بالا دست کو درج کرتا ہوں جن میں میرے والد صاحب اور میرے بھائی کی خدمات کا کچھ ذکر ہے۔“

(1)

Translation of Certificate of J. M. Wilson

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan

Chief of Qadian

I have persued your application reminding me of your and your family's past services and rights. I am well aware that since the introduction of the

British Govt, you and your family have certainly remained devoted faithful and steady subjects and that your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the British Govt will never forget your family's rights and services which will receive due consideration when a favourable opportunity offers itself. You must continue to be faithful and devoted subjects as in it lies the satisfaction of the Govt, and welfare. 11.6.1849. Lahore.

نقل مراسلہ (ولسن صاحب) نمبر 352

تہور پناہ شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان حفظہ

عزیزہ شامشہر بریاد دہانی خدمات و حقوق خود و خاندان خود بملاحظہ حضور ایں جانب در آمد۔ ما خوب میدانیم کہ بلا شک و شبہ خاندان شما از ابتدائے دخل و حکومت سرکار انگریزی جاں نثار و فاکیش ثابت قدم ماندہ آید و حقوق شما در اصل قابل قدر اند۔ بہر پنج تسلی و تشفی دا رید۔ سرکار انگریزی حقوق و خدمات خاندان شما ہرگز فراموش نہ خواہد کرد۔ بموقع مناسب بر حقوق و خدمات شما غور و توجہ کردہ خواہد شد۔ باید کہ ہمیشہ ہوا خواہ و جاں نثار سرکار انگریزی بمانند۔ کہ دریں امر خوشنودی سرکار و بہبودی شما متصور است۔

نقطہ: المرقوم 11 جون 1849ء مقام لاہور انارکلی

جناب مرزا غلام مرتضیٰ خان صاحب رئیس قادیان

(ترجمہ اردو): ”میں نے تمہاری درخواست کا بغور جائزہ لیا ہے جس نے مجھے تمہاری اور تمہارے خاندان کی ماضی کی خدمات اور حقوق یاد دلادیے ہیں۔ مجھے بخوبی علم ہے کہ تم نے قیام سے لے کر تم اور تمہارا خاندان یقیناً خلص، وفادار اور ثابت قدم رہے۔ تمہارے حقوق واقعی قابل لحاظ ہیں۔ تمہیں ہر لحاظ سے پرامید اور مطمئن رہنا

چاہیے کہ حکومت برطانیہ تمہارے خاندانی حقوق اور خدمات کو کبھی فراموش نہیں کرے گی اور جب بھی کوئی سازگار موقع آیا، ان کا خیال کیا جائے گا۔ تم بعینہ سرکار انگریزی کا ہوا خواہ اور جانثار رہو کیونکہ اسی میں سرکار کی خوشنودی اور تمہاری بہبود ہے۔"

بتاریخ: 11 جون، 1849ء

(2)

Translation of Mr. Robert Casts Certificate

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan

Chief of Qadian

As you rendered great help in enlisting sowars and supplying horses to Govt in the mutiny of 1857 and maintained loyalty since its beginning up to date and thereby gained the favour of Govt. A Khilat worth Rs. 200/- is presented to you in recognition of good services and as a reward for your loyalty.

Moreover in accordance with the wishes of Chief Commissioner a conveyed in his No. 576. Dt. 10th August 1858. this parwana is addressed to you as a token of satisfaction of Govt. for your fidelity and repute.

نقل مراسلہ رابرٹ کسٹ صاحب بہادر کشنر لاہور تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان بعافیت باشند۔

از آنجا کہ ہنگام مفدہ ہندوستان موقوعہ 1857ء از جانب آپ کے رفاقت و خیر خواہی و مدد دہی سرکار دولتمدار انگلیشیہ درباب نگاہداشت سواران و بہم رسانی اسپاں بخوبی بمحضہ

ظہور پہنچی۔ اور شروع مفسدہ سے آج تک آپ بدل ہوا خواہ سرکار رہے اور باعث خوشنودی سرکار ہوا۔ لہذا جلد دے اس خیر خواہی اور خیر سگالی کے ضلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب فٹا چٹھی صاحب چیف کمشنر بہادر نمبری 576 مورخہ 10 اگست 1858ء پر روانہ ہذا با کھار خوشنودی سرکار و نیک نامی و وفاداری بنام آپ کے لکھا جاتا ہے۔
مرقومہ: تاریخ 20 ستمبر 1858ء

(3)

Translation of Sir Robert Egerton Financial Commr's:

Murasala dt. 29 June 1876.

My dear firend

Ghulam Qadir,

I have persued your letter of the 2nd instant and deeply regret the death of your father Mirza Ghulam Murtaza who was a great well wisher and faithful Chief of Govt.

In consideration of your family services will esteem you with the same respect as that bestowed on your loyal father. I will keep in mind the restoration and welfare of your family when a favourable opportunity occurs.

نقل مراسلہ نقل کمشنر پنجاب

مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر رئیس قادیان حفظہ

آپ کا خط دو ماہ حال کا لکھا ہوا حضور ایں جانب میں گزرا۔

مرزا غلام مرتضیٰ صاحب آپ کے والد کی وفات سے ہم کو بہت افسوس ہوا۔ مرزا

غلام مرتضیٰ سرکار انگریزی کا اچھا خیر خواہ اور وفادار رئیس تھا۔

ہم آپ کی خاندانی لحاظ سے اسی طرح عزت کریں گے جس طرح تمہارے باپ

وفادار کی، کی جاتی تھی۔ ہم کو کسی اچھے موقعہ کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور پابجائی کا خیال رہے گا۔

المرقوم 29 جون 1876ء راقم سربراہٹ انجرن صاحب بہادر فاضل کمشنر پنجاب“

(کشف الغطاء صفحہ 9 تا 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 180 تا 185 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 694 تا 699 پر)

قادیانیت پہ کر سکتا ہے وہی اعتقاد
مقل جاں میں ہے جس کی شعلہ زن جوش جہاد
جو رہا ہے عمر بھر زندانی زلف فرنگ
جس کو انگریزوں نے دی رہ رہ کے اس جذبے کے داد

ممانعت جہاد کی کتابیں، بے نظیر کارگزاری

(14) ”پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد و تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں، ان سب میں سرکار انگریزی کی الاماعت اور ہمدردی کے لیے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں نہایت موثر تقریریں لکھیں۔ اور پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اسی امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لیے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزار ہا روپیہ خرچ ہوئے اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا۔ کیا اس قدر بڑی کارروائی اور اس قدر دور دراز مدت تک ایسے انسان سے ممکن ہے جو دل میں بغاوت کا ارادہ رکھتا ہو؟ پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ امن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لیے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے پوری استقامت سے کام لیا، کیا اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں، کوئی نظیر ہے؟ اگر میں نے یہ اشاعت گورنمنٹ انگریزی کی سچی خیر خواہی

سے نہیں کی تو مجھے ایسی کتابیں عرب اور بلادِ شام اور روم وغیرہ بلادِ اسلامیہ میں شائع کرنے سے کس انعام کی توقع تھی؟ یہ سلسلہ ایک دو دن کا نہیں بلکہ برابر سترہ سال کا ہے اور اپنی کتابوں اور رسالوں کے جن مقامات میں، میں نے یہ تحریریں لکھی ہیں، ان کتابوں کے نام مع ان کے نمبر صفحات کے یہ ہیں، جن میں سرکارِ انگریزی کی خیر خواہی اور اطاعت کا ذکر ہے:-

نمبر	نام کتاب	تاریخ طبع	نمبر صفحہ
1	برائین احمدیہ حصہ سوم	1882ء	الف سے ب تک (شروع کتاب)
2	برائین احمدیہ حصہ چہارم	1884ء	الف سے د تک ایضاً
3	آریہ دھرم (نولس) دربارہ توسیع دفعہ 298	22 ستمبر 1895ء	57 سے 64 تک آخر کتاب
4	التماس شامل آریہ دھرم ایضاً	22 ستمبر 1895ء	1 سے 4 تک آخر کتاب
5	درخواست شامل آریہ دھرم ایضاً	22 ستمبر 1895ء	69 سے 72 تک آخر کتاب
6	خط دربارہ توسیع دفعہ 298	21 اکتوبر 1895ء	1 سے 8 تک
7	آئینہ کمالات اسلام	فروری 1893ء	17 سے 20 تک اور 511 سے 528 تک
8	نور الحق حصہ اول (اعلان)	1311ھ	23 سے 54 تک
9	شہادۃ القرآن (گورنمنٹ کی توجہ کے لائق)	22 ستمبر 1893ء	الف سے ع تک آخر کتاب
10	نور الحق حصہ دوم	1311ھ	49 سے 50 تک
11	سر الخلافہ	1312ھ	71 سے 73 تک
12	اتمام الحج	1311ھ	25 سے 27 تک

13	حملۃ البشری	1311ھ	39 سے 42 تک
14	تختِ قیصریہ	25 مئی 1897ء	تمام کتاب
15	ست بچن	نومبر 1895ء	153 سے 154 تک
16	انجامِ آئیم	جنوری 1897ء	283 سے 284 تک آخر کتاب
17	سراجِ منیر	مئی 1897ء	صفحہ 74
18	مکمل تبلیغ مع شرائط بیعت	12 جنوری 1889ء	صفحہ 4 حاشیہ اور صفحہ 6 شرط چہارم
19	اشتہارِ قابلِ توجہ گورنمنٹ اور عام اطلاع کے لیے	27 فروری 1895ء	تمام اشتہار یکطرفہ
20	اشتہارِ دربارہ سفیر سلطان روم	24 مئی 1897ء	1 سے 3 تک
21	اشتہارِ جلسہ احباب برِ جشنِ جولائی بمقامِ قادیان	23 جون 1897ء	1 سے 4 تک
22	اشتہارِ جلسہ شکرِ شکرِ جشنِ جولائی حضرت قیصرہ دام ظلہا	7 جون 1897ء	تمام اشتہار یک ورق
23	اشتہارِ مطلقِ بزرگ	25 جون 1897ء	صفحہ 10
24	اشتہارِ لائقِ توجہ گورنمنٹ مع ترجمہ انگریزی	10 دسمبر 1894ء	تمام اشتہار 1 سے 7 تک

(کتاب البریہ صفحہ 8۵۵ مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 6۹۵۶ از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 703۵۷00 پر)

View Proof

20 سالہ بے نظیر خدمات

(15) ”یہ گورنمنٹ ہمارے مال اور خون اور عزت کی محافظ ہے اور اس کے مبارک قدم

سے ہم جلتے ہوئے تور میں سے نکالے گئے ہیں۔ یہ کتابیں ہیں جو میں نے اس ملک اور عرب اور شام اور فارس اور مصر وغیرہ ممالک میں شائع کی ہیں۔ چنانچہ شام کے ملک کے بعض عیسائی فاضلوں نے بھی میری کتابوں کے شائع ہونے کی گواہی دی ہے اور میری بعض کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ اب میں اپنی گورنمنٹ محنت کی خدمت میں جرأت سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ بست سالہ میری خدمت ہے جس کی نظیر برٹش انڈیا میں ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کر سکتا۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 355 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 704 پر)

View Proof

لا جواب سروس

(16) ”میرے اس دعویٰ پر کہ میں گورنمنٹ برطانیہ کا سچا خیر خواہ ہوں، دو ایسے شاہد ہیں کہ اگر سول ملٹری جیسا لاکھ پرچہ بھی ان کے مقابلہ پر کھڑا ہو، تب بھی وہ دروغگو ثابت ہوگا۔ (اول) یہ کہ علاوہ اپنے والد مرحوم کی خدمت کے، میں سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض اور جہاد حرام ہے۔

دوسری یہ کہ میں نے کئی کتابیں عربی فارسی تالیف کر کے غیر ملکوں میں بھیجی ہیں جن میں برابر یہی تاکید اور یہی مضمون ہے۔ پس اگر کوئی نااعلیٰ یہ خیال کرے کہ سولہ برس کی کارروائی میری کسی نفاق پر مبنی ہے تو اس بات کا اس کے پاس کیا جواب ہے کہ جو کتابیں عربی و فارسی، روم اور شام اور مصر اور مکہ اور مدینہ وغیرہ ممالک میں بھیجی گئیں اور ان میں نہایت تاکید سے گورنمنٹ انگریزی کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں، وہ کارروائی کیونکر نفاق پر محمول ہو سکتی ہے۔ کیا ان ملکوں کے باشندوں سے بجز کافر کہنے کے کسی اور انعام کی توقع تھی؟ کیا سول ملٹری گزٹ کے پاس کسی ایسی خیر خواہ گورنمنٹ کی کوئی اور بھی نظیر ہے؟ اگر ہے تو پیش کریں۔ لیکن میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جس قدر میں نے کارروائی گورنمنٹ کی خیر خواہی کے لیے کی ہے، اس کی نظیر نہیں ملے گی۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 462 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 705 پر)

View Proof

شکر گزاری

(17) ”وہ تقریر جو دُعا اور شکر گزاری جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند میں سنائی گئی جس پر لوگوں نے بڑی خوشی سے آمین کے نعرے مارے، وہ چھ زبانوں میں بیان کی گئی تا ہمارے پنجاب کے ملک میں جس قدر مسلمان کسی زبان میں دسترس رکھتے ہیں، اُن تمام زبانوں سے شکر ادا ہو۔ اُن میں سے ایک اُردو میں تقریر تھی جو شکر اور دُعا پر مشتمل تھی جو عام جلسہ میں سنائی گئی اور پھر عربی اور فارسی اور انگریزی اور پنجابی اور پشتو میں تقریریں قلمبند ہو کر پڑھی گئیں۔ اُردو میں اس لیے کہ وہ عدالت کی بولی اور شاعری تجویز کے موافق دفتروں میں رواج یافتہ ہے اور عربی میں اس لیے کہ وہ خدا کی بولی ہے جس سے دُنیا کی تمام زبانیں نکلیں اور جو اُمّ اللاتہ اور دُنیا کی تمام زبانوں کی ماں ہے جس میں خدا کی آخری کتاب قرآن شریف خلقت کی ہدایت کے لیے آیا۔ اور فارسی میں اس لیے کہ وہ گزشتہ اسلامی بادشاہوں کی یادگار ہے۔ جنہوں نے اس ملک میں قریباً سات سو برس تک فرمانروائی کی۔ اور انگریزی میں اس لیے کہ وہ ہماری جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور اس کے معزز ارکان کی زبان ہے جس کے عدل اور احسان کے ہم شکر گزار ہیں۔ اور پنجابی میں اس لیے کہ وہ ہماری مادری زبان ہے جس میں شکر کرنا واجب ہے اور پشتو میں اس لیے کہ وہ ہماری زبان اور فارسی زبان میں ایک برزخ اور سرحدی اقبال کا نشان ہے۔

اسی تقریب پر ایک کتاب شکر گزاری جناب قیصرہ ہند کے لیے تالیف کر کے اور چھاپ کر اُس کا نام تحفہ قیصریہ رکھا گیا اور چند جلدیں اس کی نہایت خوبصورت مجلد کرا کے اُن میں سے ایک حضرت قیصرہ کے حضور میں بھیجنے کے لیے بخند مت صاحب ڈپٹی کمشنر بھیجی گئی اور ایک کتاب بحضور وائسرائے گورنر جنرل کشور ہند روانہ ہوئی اور ایک بحضور جناب نواب لیفٹیننٹ گورنر پنجاب بھیج دی گئی۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 114، 115 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 706، 707 پر)

View Proof

خدا تعالیٰ سے عہد

(18) ”میں صاحب مال اور صاحب املاک نہیں تھا بلکہ میں ان کی وفات کے بعد اللہ جلہانہ کی طرف جھک گیا اور ان میں جا ملا جنہوں نے دنیا کا تعلق توڑ دیا اور میرے رب نے

اپنی طرف مجھے کھینچ لیا اور مجھے نیک جگہ دی اور اپنی نعمتوں کو مجھ پر کامل کیا اور مجھے دنیا کی آلودگیوں اور کمزوریات سے نکال کر اپنی مقدس جگہ میں لے آیا اور مجھے اس نے دیا جو کچھ دیا اور مجھے ملہموں اور مہرثوں میں سے کر دیا۔ سو میرے پاس دنیا کا مال اور دنیا کے گھوڑے اور دنیا کے سوار تو نہیں تھے بجز اس کے کہ عمدہ گھوڑے قلموں کے مجھ کو عطا کیے گئے اور کلام کے جواہر مجھ کو دیے گئے اور وہ نور مجھ کو عطا ہوا جو مجھے لغزش سے بچاتا اور راست روی کے آثار مجھ پر ظاہر کرتا ہے۔ پس اس الہی اور آسمانی دولت نے مجھے غنی کر دیا اور میرے افلاس کا تدارک کیا اور مجھے روشن کیا اور میری رات کو منور کر دیا اور مجھے منعموں میں داخل کیا۔ سو میں نے چاہا کہ اس مال کے ساتھ گورنمنٹ برطانیہ کی مدد کروں۔ اگرچہ میرے پاس روپیہ اور گھوڑے اور فخریں تو نہیں اور نہ میں مالدار ہوں۔ سو میں اس کی مدد کے لیے اپنے قلم اور ہاتھ سے اٹھا اور خدا میری مدد پر تھا اور میں نے اسی زمانہ سے خدا تعالیٰ سے یہ عہد کیا کہ کوئی مبسوط کتاب بغیر اس کے تالیف نہیں کروں گا جو اس میں احسانات قیصرہ ہند کا ذکر نہ ہو اور نیز اس کے ان تمام احسانوں کا ذکر ہو جن کا شکر مسلمانوں پر واجب ہے۔“

(نور الحق حصہ اول صفحہ 28، 29 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 38، 39 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 708، 709 پر)

View Proof

۔ قادیانیت سے پوچھا کفر نے تو کون ہے؟
نہں کے بولی آپ ہی کی دہر با سالی ہوں میں

پچاس الماریاں

(19) ”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے

دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔“

(تربیاق القلوب صفحہ 27، 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 155، 156 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 710، 711 پر)

View Proof

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد ”انگریز“ بخشنده

مرزا قادیانی کی تقریباً 100 کے قریب کتب ہیں جس میں اپنی ذات اور اپنے آباء و اجداد کی تعریف میں تقریباً نصف سے زیادہ صفحات سیاہ کر دیے ہیں اور بقیہ 1/4 حصہ میں گورنمنٹ برطانیہ کی تعریف، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بازاری آوازے، توہین انبیائے کرام، شعائر اسلامی کی اہانت، بزرگان دین کے اقوال میں تحریف، مخالفین کو گالیاں، غیر مذہب پر غیر شریفانہ جملے اور اپنی نام نہاد وحی والہامات پر خرچ کیے۔ مرزا قادیانی کی ان تمام تصانیف کے لیے ایک عام الماری کا 1/4 حصہ کافی ہے۔ مگر ”سلطان القلم“ کا دعویٰ ہے کہ اس نے انگریز کی اطاعت اور ممانعت جہاد کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ اس سے 50 الماریاں بھر سکتی ہیں۔ ہمارا دنیا کے تمام قادیانیوں کو چیلنج ہے کہ وہ ہمیں مرزا قادیانی کی پچاس الماریوں پر مشتمل کتابوں کی فہرست فراہم کریں، ہم انہیں منہ بولا انعام دیں گے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ قیامت تک کوئی قادیانی ہمارے چیلنج قبول کرنے کی جرأت نہ کر سکے گا۔ مرزا قادیانی کے اس جھوٹ کو ثابت کرنا کسی قادیانی کے بس میں نہیں۔ قادیانیوں کے لیے یہ لمحہ فکریہ ہے!

طوق استعمار مغرب خود کیا زیب لگو

اور گواہ اس پر ہیں مرزا کی پچاس الماریاں

پچاس ہزار کتابیں، رسائل اور اشتہارات

(20) ”مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی، وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کیے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی ہچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا

شکر گزار اور دعا گو ہے۔“

(ستارہ قیصرہ صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 114 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 712 پر)

[View Proof](#)

مجھے فخر ہے!

(21) ”یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اُردو فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا، اشاعت کر دی گئی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیے جو تاہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا پھر میں اس قدر خدمت کر کے جو بائیس برس تک کرتا رہا ہوں۔ اس محسن گورنمنٹ پر کچھ احسان نہیں کرتا کیونکہ مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ اس بابرکت گورنمنٹ کے آنے سے ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ایک لوہے کے جلتے ہوئے خور سے نجات پائی ہے۔ اس لیے میں مع اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ یا الہی! اس مبارک قیصرہ ہند دام ملکہ کو دیرگاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ۔ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کر۔“

(ستارہ قیصرہ صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 114، از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 713 پر)

[View Proof](#)

16 برس سے..... حق واجب ٹھہرا لیا

(22) ”میں ایک گوشہ نشین آدمی تھا جس کی دنیوی طریق پر زندگی نہیں تھی اور نہ اس کے کمال اسباب مہیا تھے۔ تاہم میں نے برابر 16 برس سے یہ اپنے پر حق واجب ٹھہرا لیا

کہ اپنی قوم کو اس گورنمنٹ کی خیر خواہی کی طرف بلاؤں اور ان کو بچی اطاعت کی طرف ترغیب دوں۔ چنانچہ میں نے اس مقصد کی انجام دہی کے لیے اپنی ہر ایک تالیف میں یہ لکھنا شروع کیا کہ اس گورنمنٹ کے ساتھ کسی طرح مسلمانوں کو جہاد درست نہیں۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ بار بار اس بات پر زور دیا کہ چونکہ گورنمنٹ برطانیہ، برٹش انڈیا کی رعایا کی محسن ہے، اس لیے مسلمان ہند پر لازم ہے کہ نہ صرف اتنا ہی کریں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے مقابل پر بدادوں سے زکیں بلکہ اپنی بچی شکرگزاری اور ہمدردی کے نمونے بھی گورنمنٹ کو دکھلاویں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 459، طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 714 پر)

[View Proof](#)

19 برس سے اپنا وقت بسر کیا

(23) ”یہ تو میرے باپ اور میرے بھائی کا حال ہے اور چونکہ میری زندگی فقیرانہ اور درویشانہ طور پر ہے، اس لیے میں ایسے درویشانہ طرز سے گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی اور امداد میں مشغول رہا ہوں۔ قریباً انیس برس سے ایسی کتابوں کے شائع کرنے میں، میں نے اپنا وقت بسر کیا ہے جن میں یہ ذکر ہے کہ مسلمانوں کو سچے دل سے اس گورنمنٹ کی خدمت کرنی چاہیے اور اپنی فرمانبرداری اور وفاداری کو دوسری قوموں سے بڑھ کر دکھانا چاہیے اور میں نے اسی غرض سے بعض کتابیں عربی زبان میں لکھیں اور بعض فارسی زبان میں اور ان کو دور دور ملکوں تک شائع کیا۔ اور ان سب میں مسلمانوں کو بار بار تاکید کی اور معقول وجہ سے ان کو اس طرف جھکایا کہ وہ گورنمنٹ کی اطاعت بدل دجان اختیار کریں۔“

(کشف الغطاء صفحہ 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 185 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 715 پر)

[View Proof](#)

22 برس سے اپنے ذمہ فرض کر رکھا ہے

(24) ”میں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کو بلاد عرب یعنی حرمین اور شام اور مصر وغیرہ میں بھی بھیج دوں کیونکہ اس کتاب کے صفحہ 152 میں جہاد کی مخالفت میں ایک مضمون لکھا گیا ہے اور میں نے بائیس برس سے اپنے ذمہ یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں

جہاد کی ممانعت ہو، اسلامی ممالک میں ضرور بھیج دیا کرتا ہوں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 533 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 716 پر)

View Proof

دنیا کو ہے اس مہدی برحق کی ضرورت
ہو جس کی جگہ زلزلہ عالم افکار

سلطنت برطانیہ..... نعمت الہی، نعمت عظمیٰ

(25) ”بالآخر یہ بات بھی ظاہر کرنا ہم اپنے نفس پر واجب سمجھتے ہیں کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یہ حق واجب ہے کہ بنظر ان احسانات کے جو سلطنت انگلشیہ سے اس کی حکومت اور آرام بخش حکمت کے ذریعہ سے عامہ خلایق پر وارد ہیں۔ سلطنت ممدوحہ کو خداوند تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور مثل اور نعماء الہی کے، اس کا شکر بھی ادا کریں۔ لیکن پنجاب کے مسلمان بڑے ناشکر گزار ہوں گے، اگر وہ اس سلطنت کو جو ان کے حق میں خدا کی ایک عظیم الشان رحمت ہے، نعمت عظمیٰ یقین نہ کریں۔“

View Proof

(برائین احمدیہ جلد اول تا چہارم صفحہ 140 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 140 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 717 پر)

اور غور کیجیے کہ چودہ سو سال سے جس مسیح کی آمد کی خوش خبری مسلمانوں کے کانوں میں گونج رہی ہے، معاذ اللہ، کیا وہ ایسا ہی مسیح ہے کہ جو صلیب پر ستوں اور اسلامی حکومتوں کے دشمنوں کا مداح و ثنا خواں ہو، ان کے شکر اور دعا میں مع اپنی تمام امت کے رطب اللسان ہو، اسلامی حکومتوں کے زوال پر چراغاں کرنے والا ہو، اور مسلمانوں کے قاتلوں کو مبارک باد کے تار دینے والا ہو۔ مسیح کا کام تو کفر کی حکومت کو ختم کرنا ہے، نہ کہ دشمنان اسلام کی تائید اور حمایت کرنا اور ان کی بقاء اور ترقی کے لیے دل و جان سے دعا کرنا اور ان کے سایہ کو سایہ رحمت سمجھنا۔

گورنمنٹ برطانیہ..... ابر رحمت

(26) ”یہ بات قطعی اور فیصلہ شدہ ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ مسلمانان ہند کی محسن ہے کیونکہ سکھوں کے زمانہ میں ہمارے دین اور دنیا دونوں پر مصیبتیں تھیں۔ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ

کوڈور سے ابر رحمت کی طرح لایا اور ان مصیبتوں سے اس گورنمنٹ کے عہد دولت نے ایک دم میں ہمیں چھوڑا دیا۔ پس اس گورنمنٹ کا شکر نہ کرنا بد ذاتی ہے اور جو شخص ایسے احسانات دیکھ کر پھر نفاق سے زندگی بسر کرے اور سچے دل سے شکر گزار نہ ہو تو بلاشبہ کافر نعمت ہے۔ ہماری ایمانداری کا یہ تقاضا ہونا چاہیے کہ ہم نہ دل سے اقرار کریں کہ درحقیقت یہ گورنمنٹ ہماری محسن ہے۔ ہم اس گورنمنٹ کے قدم مینٹ لروم سے ہزاروں بلاؤں سے بچے اور ہمیں وہ آزادی ملی جس کے ذریعہ سے ہم دین اور دنیا دونوں درست کر سکتے ہیں۔ پس اگر اب بھی ہم اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ نہ ہوں تو خدا تعالیٰ کے سامنے ناشکرے ٹھہریں گے۔ یہ وہ تمام باتیں ہیں جن کو میں نے مختلف کتابوں میں شائع کیا اور سولہ برس تک برابر میں اس خدمت کو بجالاتا رہا۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 460, 459 طبع جدید از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 719, 718 پر)

View Proof

سلطنت برطانیہ..... باران رحمت

(27) ”یہ بات بھی ظاہر کرنا ہم اپنے نفس پر واجب سمجھتے ہیں کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یہ حق واجب ہے کہ بنظر ان احسانات کے کہ جو سلطنت انگلیشیہ سے اس کی حکومت اور آرام بخش حکمت کے ذریعہ سے عامہ خلائق پر وارد ہیں۔ سلطنت ممدوحہ کو خداوند تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور محل اور نعماء الہی کے، اس کا شکر بھی ادا کریں۔ لیکن پنجاب کے مسلمان بڑے ناشکر گزار ہوں گے اگر وہ اس سلطنت کو جو ان کے حق میں خدا کی ایک عظیم الشان رحمت ہے، نعمت عظمیٰ یقین نہ کریں۔ ان کو سوچنا چاہیے کہ اس سلطنت سے پہلے وہ کس حالت پر ملالت میں تھے اور پھر کیسے امن و امان میں آ گئے۔ پس فی الحقیقت یہ سلطنت ان کے لیے ایک آسانی برکت کا حکم رکھتی ہیں جس کے آنے سے سب تکلیفیں ان کی دور ہوئیں اور ہر ایک قسم کے ظلم اور تعدی سے نجات حاصل ہوئی اور ہر ایک ناجائز روک اور مزاحمت سے آزادی میسر آئی۔ کوئی ایسا مانع نہیں کہ جو ہم کو نیک کام کرنے سے روک سکے یا ہماری آسائش میں غفلت ڈال سکے۔ پس حقیقت میں خداوند کریم و رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لیے

ایک بار ان رحمت بھیجا ہے جس سے پودہ اسلام کا پھر اس ملک پنجاب میں سرسبز ہوتا جاتا ہے اور جس کے فوائد کا اقرار حقیقت میں خدا کے احسانوں کا اقرار ہے۔“
(براین احمد یہ حصہ اول تا چہارم صفحہ 140، مندرجہ روحانی خزائن جلد 1، صفحہ 140 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 720 پر)

View Proof

انگریزی سلطنت، ایک رحمت اور برکت

(28) ”سو یہی انگریز ہیں جن کو لوگ کافر کہتے ہیں جو تمہیں ان خونخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں اور ان کی تلوار کے خوف سے تم قتل کیے جانے سے بچے ہوئے ہو۔ ذرا کسی اور سلطنت کے زیر سایہ رہ کر دیکھ لو کہ تم سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ سو انگریزی سلطنت تمہارے لیے ایک رحمت ہے، تمہارے لیے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے۔ پس تم دل و جان سے اس سپر کی قدر کرو۔“
(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 709 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 721 پر)

View Proof

گورنمنٹ انگریزی کا زمانہ..... روحانی اور جسمانی برکات کا مجموعہ
(29) ”بعد اس کے گورنمنٹ انگریزی کا زمانہ آیا۔ یہ زمانہ نہایت ہدایت آمین ہے اور کچ تو یہ ہے کہ اگر ہم خالصہ قوم کی عملداری کے دنوں کو امن عامہ اور آسائش کے لحاظ سے انگریزی عملداری کی راتوں سے بھی برابر قرار دیں تو یہ بھی ایک ظلم اور خلاف واقعہ ہوگا۔ یہ زمانہ روحانی اور جسمانی برکات کا مجموعہ ہے۔ اور آنے والی برکتیں اس کی ابتدائی بہار سے ظاہر ہیں۔“
(لیکچر لاہور صفحہ 30 مندرجہ روحانی خزائن، جلد 20 صفحہ 176، از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 722 پر)

View Proof

برٹش گورنمنٹ میں آسمان، زمین سے نزدیک ہو گیا

(30) ”گورنمنٹ کو یہ فخر ہونا چاہئے کہ اس ملک میں اور اس کے زمانہ بادشاہت میں خدا اپنے بعض بندوں سے وہ تعلق پیدا کر رہا ہے کہ جو قصوں اور کہانیوں کے طور پر کتابوں میں لکھا

ہوا ہے۔ اس ملک پر یہ رحمت ہے کہ آسمان زمین سے نزدیک ہو گیا ہے۔ ورنہ دوسرے ملکوں میں اس کی نظیر نہیں!“

(سراج منیر صفحہ 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 23، از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 723 پر)

View Proof

سرکار انگریزی پھل دار درخت کی طرح ہے

(31) ”سرکار انگریزی اس درخت کی طرح ہے جو پھلوں سے لدا ہوا ہو۔ اور ہر ایک شخص جو میوہ چینی کے قواعد کی رعایت سے اس درخت کی طرف ہاتھ لبا کرتا ہے تو کوئی نہ کوئی پھل اس کے ہاتھ میں آ جاتا ہے۔ ہماری بہت سی مرادیں ہیں جن کا مرجع اور مدار خدائے تعالیٰ نے اس گورنمنٹ کو بنا دیا ہے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ رفتہ رفتہ وہ ساری مرادیں اس مہربان گورنمنٹ سے ہمیں حاصل ہوں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 548 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 724 پر)

View Proof

راحت کا جام

(32) ”چیک ہم اس سلطنت برطانیہ کے زیر سایہ پوری آزادی سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور اس حکومت کی مہربانی سے ہمارے اموال، ہماری جائیں، ہماری ملت اور ہماری عزتیں ظالموں کے ہاتھوں سے محفوظ ہیں۔ پس ہم پر واجب ہے کہ ہم اس کی مہربانی کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ اس نے ہم کو اپنی عمدہ خصال کی وجہ سے راحت کا جام پلایا ہے، تہ دل سے اس کا شکریہ ادا کریں اور ہم پر یہ بھی واجب ہے کہ ہم اس کے دشمنوں (مسلمانوں) کو تلواریں کی چمک دکھائیں اور اس کے خلاف نہیں بلکہ اس کی خاطر اپنے غصہ کی آگ کو بجھ جائیں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 417 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 725 پر)

View Proof

1857ء میں مرزا قادیانی کوئی ناسمجھ طفل نہیں تھا بلکہ بھرپور جوان تھا اور 1857ء

میں انگریزوں نے اپنی کامیابی کے بعد مسلمانوں سے کیا سلوک کیا؟ اس سے وہ ناواقف نہیں

ہو سکتا تھا۔ خاص کر جب ہر طرف ایک ایک درخت کے ساتھ کئی کئی مسلمانوں کی لاشیں لگی ہوتی تھیں۔ اب جس حکومت کو مرزا قادیانی ”خدا کی رحمت“ قرار دیتا تھا، اس کے ماتحت مسلمانوں کی حالت زار بھی ملاحظہ کرتے چلیں۔

1857ء کی جنگ آزادی میں برصغیر کے عوام کی ناکامی کے بعد تہذیب و تمدن کے علمبرداروں نے تہذیب کو برہنہ کر دیا۔ شرافت کا منہ نوچ لیا۔ جیا کے نقاب کو تار تار کر دیا۔ پردہ پوش خواتین کو گھروں سے نکال کر بالوں سے پکڑ کر عریاں گھسیٹے ہوئے گورے ٹامیوں کے کیمپوں میں پہنچا دیا گیا۔ جس مسلمان کو دیکھا اس کو غدار سمجھ کر سولی پر چڑھا دیا یا توپ دم کر دیا۔ ان نظاروں کو دیکھ کر ظہیر دہلوی نے کہا تھا:

جسے دیکھا حاکم وقت نے کہا یہ بھی قابل دار ہے

1857ء کی جدوجہد آزادی کی ناکامی کے بعد انگریزوں نے جو مظالم کیے، وہ اتنے شدید تھے کہ پورے ہندوستان پر خوف و ہراس طاری ہو گیا۔ انبالہ سے دہلی تک کوئی درخت ایسا نہ تھا جس پر کسی مسلمان کی لاش نہ لگتی ہو۔

زینت دار بنانا تو کوئی بات نہیں

نعرہ حق کی کوئی اور سزا دیجیے!

ہزاروں بے قصور مسلمانوں کو انگریزوں نے مار ڈالا۔ ان کے بدنوں کو ٹھیکنوں سے چھیدا جاتا تھا۔ مسلمانوں کو ننگا کر کے اور زمین سے باندھ کر سر سے پاؤں تک جلتے ہوئے تانبہ کے ٹکڑوں سے بری طرح داغ دیا جاتا اور انہیں سور کی کھالوں میں سی دیا جاتا۔ ہزاروں مسلمان عورتوں نے فوج کے خوف سے کنوؤں میں چھلانگ لگا دی۔ یہاں تک کہ پانی میں ڈوب گئیں۔ جب زندہ عورتوں کو کنوؤں سے نکالنا چاہا تو انہوں نے کہا ہمیں گولیوں سے مار ڈالو، نکالو نہیں، ہم شریف گھروں کی بہو بیٹیاں ہیں۔ ہماری عزت خراب نہ کرو۔ بعض مسلمانوں نے اپنی عورتوں کو قتل کر کے خودکشی کر لی۔

بقول حضرت مولانا محمد اقبال رنگونی: ”مستوط دہلی کے بعد مسلمانوں پر جو گزری ہے وہ تاریخ میں محفوظ ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ دور دیکھا ہے۔ وہ اس وقت بچہ نہ تھا کہ اسے کچھ بھی معلوم نہ ہو اور اس کے بعد گزرنے والا ہر دن ہندوستان کے باشندوں بالخصوص مسلمانوں کے لیے قیامت کا منظر بنا ہوا تھا اور قدم قدم پر ہوش ربا اور روح فرسا واقعات رونما

ہور ہے تھے اور یہ سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا جا رہا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا اسی غلامی اور جبر و تسلط کے دور سے تعلق ہے۔ یہ زیادتی اور نا انصافی کا زمانہ ہے مگر ایک مدعی نبوت اس دور غلامی کو رحمت و برکت کا زمانہ بتاتا ہے اور ظالموں و جاہلوں کے قصیدے اور نغصے گا گا کر ملت اسلامیہ کو ان کا غلام رہنے کی تعلیم و تاکید کرتا ہے۔“

13 اپریل 1919ء کو بیساکھی کے روز جلیانوالہ باغ کے احتجاجی جلسہ میں جنرل ڈائر نے نہتے لوگوں پر انگریز سپاہیوں کے کئی دستوں کے ساتھ دھاوا بول دیا۔ جلیانوالہ باغ کو فوج نے چاروں طرف سے گھیر لیا اور بغیر کسی انتخاب کے پڑا من عوام پر اندھا دھند گولیاں برسانا شروع کر دیں۔ نو جوان گولیاں کھا کھا کر گرتے تھے اور ان کی جگہ اور نو جوان آ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے جلیانوالہ باغ میں خون انسانی کی عیاں بہنے لگیں۔ زخمی تڑپتے اور کراہتے ہوئے نظر آنے لگے، جو لوگ اس آتش بازی سے جاں بچانے کے لیے بھاگے، وہ جلیانوالہ باغ کے کنوئیں میں گر کر جاں بحق ہو گئے۔ جلیانوالہ باغ میں ہر طرف لاشیں بکھری پڑیں تھیں اور کنواں لاشوں سے اٹ گیا تھا۔ ڈائر نے جس وحشت و بربریت کا مظاہرہ کیا، اس نے 1857ء کے میجر ہڈسن اور کرنل نیل کے ظلم و ستم کی داستان خونچکاں کی یاد تازہ کر دی۔ میجر ہڈسن وہ خونخوار بھیڑیا تھا جس نے مغل شہزادوں کے سر کاٹ کر ان کا چلو بھر خون پیا تھا اور ان شہزادوں کے سروں کو ایک طشت میں لگا کر ہندوستان کے آخری مغل شہنشاہ بہادر شاہ ظفر کی خدمت میں پیش کیا تھا اور کرنل نیل وہ شیطان صفت بدطیبت وحشی درعدہ تھا جس نے 1857ء میں مسلم خواتین کو بے لباس کر کے ان کے لواحقین کو ان سے برا بھلا کرنے پر مجبور کیا تھا اور جب ان مجاہدوں نے انکار کیا تو انھیں بڑی بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔ بعد ازاں ان شریف زادیوں کو وحشی ٹامیوں کے حوالے کر دیا گیا اور پھر جو ہوا سو ہوا حتیٰ کہ وہ ہمیشہ کی نیند سو گئیں۔

اگر مرزا قادیانی ان ستم رانیوں اور وحشت و بربریت کے باوجود انگریزی سلطنت کو ”رحمت خداوندی“ سمجھتا تھا تو پھر پچارے چنگیز اور ہلاکو تو خواہ مخواہ میں بدنام ہیں۔ وہ تو انگریز کے مقابلے میں رحمت کے بہت بڑے فرشتے تھے کیونکہ انھوں نے کبھی شریف زادیوں کو نکال کر کے ان کے لواحقین کو ان سے بدکاری کرنے پر مجبور نہیں کیا تھا حالانکہ وہ کورے وحشی تھے اور ”مہذب“ انگریز کے مقابلے میں تہذیب و تمدن جیسی کوئی چیز ان کے پاس سے نہ

گزری تھی۔ کئے ہوئے سروں کے مینار، انسانی خون کی بہتی ہوئی ندیاں، کراہتے ہوئے زخموں کا ترپنا، بے بس عورتوں کی چیخ و پکار اور جلے ہوئے شہروں کی اڑتی ہوئی راکھ، چنگیز اور ہلاکو کی فوجوں کے دل پسند مناظر تھے لیکن ان کی قتل و غارت کی ساری تاریخ میں ایک واقعہ بھی نہیں جہاں انھوں نے بے بس عورتوں کو برہنہ کر کے ان کے لواحقین کو ان سے فعل بد کرنے پر مجبور کیا ہو لیکن یہ تنگ انسانیت، طغرائے امتیاز صرف اس سلطنت کو حاصل ہوا جو مرزا قادیانی کی نگاہ میں ”رحمت خداوندی“ تھی اور جس کے وہ عمر بھر قصیدے پڑھتا رہا۔ اگر یہ رحمت تھی تو یہ نہیں لعنت کس کو کہتے ہیں؟

دنیا کی سب سے بڑی مکار، ظالم، اسلام دشمن، حضور خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی عزت و ناموس پر ہر روز نئی یورش کرنے والی اور مسلمانوں کے خون سے صدیوں ہولی کھیلنے والی انگریز حکومت کو، ٹھیک اس وقت جب اس کے ہاتھ ہندوستان کے ہزاروں علما اور مجاہدین حریت کے خون سے رنگین تھے اور اس لمحے جب یہ حکومت اسلام کو صفہ ہستی سے مٹا دینا اور ملت اسلامیہ کے وجود کو ختم کرنے کے لیے پوری مسلم دنیا پر حملہ آور تھی، مرزا قادیانی یہ یقین دلاتا ہے:

گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور اطاعت کا 60 سالہ درس

(33) ”دوسرا امر قابل گزارش یہ ہے کہ میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں، اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں کہ تا مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں جو ان کو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں..... اور میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں پر میری تحریروں کا بہت ہی اثر ہوا ہے اور لاکھوں انسانوں میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔

اور میں نے نہ صرف اسی قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کر کے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا کہ ہم لوگ کیونکر امن اور آرام اور آزادی سے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور ایسی کتابوں کے

چھاپنے اور شائع کرنے میں ہزار ہا روپیہ خرچ کیا گیا مگر بائیں ہند میری طبیعت نے کبھی نہیں چاہا کہ ان متواتر خدمات کا اپنے حکام کے پاس ذکر بھی کروں۔“
(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 190-191 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 727، 726 پر)

View Proof

بتوں سے تجھ کو امیدیں، خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

اسلام کو دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت سے ملی

(34) ”ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے اس بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔ تم چاہو، دل میں مجھے کچھ کہو، گالیاں نکالو یا پہلے کی طرح کافر کا فتویٰ لکھو۔ مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے دل میں بغاوت کے خیالات رکھنا یا ایسے خیال جن سے بغاوت کا احتمال ہو سکے، سخت بد ذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔“
(تریاق القلوب صفحہ 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 156 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 728 پر)

View Proof

حدیثوں سے انگریز سلطنت کی تعریف ثابت ہوتی ہے

(35) ”یہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح حکم ہو کر آئے گا اور وہ اسلام کے تمام فرقوں پر حاکم عام ہوگا۔ جس کا ترجمہ انگریزی میں گورنر جنرل ہے۔ سو یہ گورنری اُس کی زمین کی نہیں ہوگی۔ بلکہ ضرور ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کی طرح غربت اور خاکساری سے آوے، سو ایسا ہی وہ ظاہر ہوا۔ تا وہ سب باتیں پوری ہوں جو صحیح بخاری میں ہیں کہ یضع الحوب یعنی وہ مذہبی جنگوں کو موقوف کر دے گا اور اس کا زمانہ امن اور صلح کاری ہوگا۔ جیسا کہ یہ بھی لکھا ہے کہ اس کے زمانہ میں شیر اور بکری ایک گھاٹ سے پانی پئیں گے اور سانپوں سے بچے کھلیں گے۔ اور بھیڑیے اپنے حلوں سے باز آئیں گے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ایک ایسی سلطنت کے زیر سایہ پیدا ہوگا جس کا کام انصاف اور عدل گستری ہوگا۔ سو ان حدیثوں سے صریح اور کھلے طور پر انگریزی سلطنت کی تعریف ثابت ہوتی ہے کیونکہ وہ مسیح اسی

سلطنت کے ماتحت پیدا ہوا ہے اور یہی سلطنت ہے جو اپنے انصاف سے سانپوں کو بچوں کے ساتھ ایک جگہ جمع کر رہی ہے اور ایسا امن ہے کہ کوئی کسی پر ظلم نہیں کر سکتا۔ اس لیے مجھے جو میں مسیح موعود ہوں، زمین کی بادشاہت سے کچھ تعلق نہیں۔“

(تزیان القلوب صفحہ 16، 17 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 144، 145 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 729، 730 پر)

View Proof

انگریزی گورنمنٹ بمقابلہ رومی گورنمنٹ

(36) ”جب کوئی موقع میرے مخالفوں کو ملا ہے، انہوں نے میرے کچل دینے اور ہلاک کر دینے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا اور کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ مگر خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے ہر آگ سے بچایا، اسی طرح جس طرح پر وہ اپنے رسولوں کو بچاتا آیا ہے۔ میں ان واقعات کو مد نظر رکھ کر بڑے زور سے کہتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ بمقابلہ اس رومی گورنمنٹ سے بہتر ہے جس کے زمانہ میں مسیح کو دکھ دیا گیا۔ پیلاطوس گورنر جس کے رو برو پہلے مقدمہ پیش ہوا وہ دراصل مسیح کا مرید تھا۔ اور اس کی بیوی بھی مرید تھی۔ اس وجہ سے اس نے مسیح کے خون سے ہاتھ دھوئے مگر باوجود اس کے کہ وہ مرید تھا اور گورنر تھا اُس نے اس جرأت سے کام نہ لیا جو کپتان ڈگلس نے دکھائی۔ وہاں بھی مسیح بے گناہ تھا اور یہاں بھی میں بے گناہ تھا۔ میں سچ کہتا ہوں اور تجربہ سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو حق کے لیے ایک جرأت دی ہے۔ پس میں اس جگہ پر مسلمانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان پر فرض ہے کہ وہ سچے دل سے گورنمنٹ کی اطاعت کریں۔ یہ بخوبی یاد رکھو کہ جو شخص اپنے محسن انسان کا شکر گزار نہیں ہوتا، وہ خدا تعالیٰ کا شکر بھی نہیں کر سکتا۔ جس قدر آسائش اور آرام اس زمانہ میں حاصل ہے، اس کی نظیر نہیں ملتی۔“

(لیکچر لدھیانہ صفحہ 23، 24 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 271، 272 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 731، 732 پر)

View Proof

رگ وریشہ میں شکر گزاری

(37) ”یہ عاجز صاف اور مختصر لفظوں میں گزارش کرتا ہے کہ باعث اس کے کہ گورنمنٹ

انگریزی کے احسانات میرے والد بزرگوار مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم کے وقت سے آج تک اس خاندان کے شامل حال ہیں، اس لیے نہ کسی تکلف سے بلکہ میرے رگ و ریشہ میں شکر گزاری اس معزز گورنمنٹ کی سائی ہوئی ہے۔ میرے والد مرحوم کی سوانح میں سے وہ خدمات کسی طرح الگ ہو نہیں سکتیں۔ جو وہ خلوص دل سے اس گورنمنٹ کی خیر خواہی میں بجالائے۔ انہوں نے اپنی حیثیت اور مقدرت کے موافق ہمیشہ گورنمنٹ کی خدمت گزاری میں اس کی مختلف حالتوں اور ضرورتوں کے وقت وہ صدق اور وفاداری دکھائی کہ جب تک انسان سچے دل اور تہ دل سے کسی کا خیر خواہ نہ ہو، ہرگز دکھائی نہیں سکتا۔“

(شہادۃ القرآن صفحہ 82، مندرجہ روحانی خزائن جلد 6، صفحہ 378 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ 733 پر)

View Proof

خدا کی پسند

(38) ”جلسہ جولائی کی مبارک تقریب پر ہر ایک شخص پر واجب ہے کہ ملکہ معظمہ کے احسانات کو یاد کر کے مخلصانہ دعاؤں کے ساتھ مبارکباد دے۔ اور حضور قیصرہ ہندو انگلستان میں شکر گزاری کا ہدیہ گزارے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ میرے لیے خدا نے پسند کیا کہ میں آسمانی کارروائی کے لیے ملکہ معظمہ کی پُر امن حکومت کی پناہ لوں۔ سو خدا نے مجھے ایسے وقت میں اور ایسے ملک میں مامور کیا جس جگہ انسانوں کی آبرو اور مال اور جان کی حفاظت کے لیے حضرت قیصرہ مبارکہ کا عہد سلطنت ایک فولادی قلعہ کی تاثیر رکھتا ہے۔ جس امان کے ساتھ میں نے اس ملک میں بود و باش کر کے سچائی کو پھیلایا۔ اس کا شکر کرنا میرے پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ اور اگرچہ میں نے اس شکر گزاری کے لیے بہت سی کتابیں اردو اور عربی اور فارسی میں تالیف کر کے اور ان میں جناب ملکہ معظمہ کے تمام احسانات کو جو برٹش انڈیا کے مسلمانوں کے شامل حال ہیں، اسلامی دنیا میں پھیلائی ہیں۔ اور ہر ایک مسلمان کو سچی اطاعت اور فرمانبرداری کی ترغیب دی ہے۔ لیکن میرے لیے ضروری تھا کہ یہ تمام کارنامہ اپنا جناب ملکہ معظمہ کے حضور میں بھی پہنچاؤں۔“

(تختہ قیصریہ صفحہ 3، مندرجہ روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 255 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 734 پر)

View Proof

پہلی خیر خواہی

(39) ”جس گورنمنٹ کے زیر سایہ خدا نے ہم کو کر دیا ہے یعنی گورنمنٹ برطانیہ جو ہماری آبرو اور جان اور مال کی محافظ ہے اُس کی پہلی خیر خواہی کرنا اور ایسے مخالف امن امور سے دور رہنا جو اس کو تشویش میں ڈالیں۔ یہ اصول ملتہ ہیں جن کی محافظت ہماری جماعت کو کرنی چاہیے اور جن میں اعلیٰ سے اعلیٰ نمونے دکھلانے چاہئیں۔“
(کتاب البریہ صفحہ 14، مندرجہ روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 14 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 735 پر)

View Proof

سخت جاہل، نادان اور تالاق مسلمان

(40) ”ہر ایک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہیے کہ اس وقت انگریزوں کی فتح ہو۔ کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت تالاق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے بھی ناشکر گزار ہیں۔ کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور پارہے ہیں، وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پاسکتے، ہرگز نہیں پاسکتے۔“
(ازالہ اوہام صفحہ 510 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 373 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 736 پر)

View Proof

بروزی ہے نبوت قادیاں کی
برازی ہے خلافت قادیاں کی
عداوت حق سے، باطل سے محبت
ہے اتنی ہی حقیقت قادیاں کی
نصاری کی پرستش کے سب اسرار
سکھاتی ہے شریعت قادیاں کی

(مولانا ظفر علی خاں)

گورنمنٹ کی وفاداری

(41) ”ایک اور خاص بات ہے جس کا بیان کر دینا بھی نہایت ضروری ہے کیونکہ اس کے متعلق بھی حضرت صاحب نے بار بار تاکید فرمائی ہے۔ میں نے پچھلے جلسہ پر اس کے متعلق بیان کیا تھا۔ اور وہ گورنمنٹ کی وفاداری ہے۔ اس گورنمنٹ کے ہم پر بڑے بڑے احسان ہیں۔ میں نے حضرت مسیح موعود کے منہ سے بارہا سنا ہے کہ اس گورنمنٹ کے ہم پر اتنے احسان ہیں کہ اگر ہم اس کی وفاداری نہ کریں اور اسے مدد نہ دیں تو ہم بڑے ہی بے وفا ہوں گے۔ میں بھی یہی کہتا ہوں کہ گورنمنٹ کی وفاداری ہمیں دل و جان سے کرنی چاہیے۔ میں اگر کسی سے کوئی ایسی بات سنتا ہوں جو گورنمنٹ کے خلاف ہوتی ہے تو کانپ جاتا ہوں۔ کیونکہ اس قسم کی کوئی بات کرنا بہت ہی نمک حرای ہے۔ یہ بات اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے کہ اگر یہ گورنمنٹ نہ ہوتی تو نہ معلوم ہمارے لیے کیا کیا مشکلات ہوتیں۔ ابھی چند دنوں کا ہی ذکر ہے کہ ہمارے مالا بار کے احمدیوں کی حالت بہت تشویشناک ہو گئی تھی۔ ان کے لڑکوں کو سکولوں میں آنے سے بند کر دیا گیا۔ ان کے مردے دفن کرنے سے روک دیے گئے۔ چنانچہ ایک مردہ کئی دن تک پڑا رہا۔ مسجدوں سے روک دیا گیا۔ تجارت کو بند کر دیا لیکن اس گورنمنٹ نے ایسی مدد کی ہے کہ اگر ہماری اپنی سلطنت بھی ہوتی تو بھی ہم اس سے زیادہ نہ کر سکتے اور وہ یہ کہ گورنمنٹ نے احمدیوں کی تکلیف دیکھ کر اپنے پاس سے زمین دی ہے کہ اس میں مسجد اور قبرستان بنالو لیکن وہاں کاروبار اس پر بھی باز نہیں آیا اور اس نے یہ سوال اٹھایا کہ یہ زمین تو میری ہے، میں نہیں دیتا اور یہ بھی لکھا کہ خبردار! اگر تم نے اس پر کوئی عمارت بنائی تو سزا پاؤ گے اور یہ بھی کہا کہ تم لوگ حاضر ہو کر بتاؤ کہ کیوں تمہیں بائیکاٹ نہ کر دیا جائے کیونکہ علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ تم مسلمان نہیں ہو۔ اس پر احمدیوں نے گورنمنٹ کی خدمت میں درخواست دی تو..... ڈپٹی کمشنر صاحب نے یہ حکم دیا کہ اگر اب احمدیوں کو کوئی تکلیف ہوئی تو مسلمانوں کے جتنے لیڈر ہیں، ان سب کو نئے قانون کے ماتحت ملک بدر کر دیا جائے گا۔ اس طرح کا حکم کسی کے منہ سے نہیں نکل سکتا مگر اسی کے منہ سے جس کے دل میں بنی نوع انسان کی ہمدردی ہو تو یہ تازہ سلوک اس گورنمنٹ نے تمہارے مالا باری بھائیوں کے ساتھ کیا ہے اور جو کسی کے بھائی پر احسان کرتا ہے، وہ اسی پر کرتا ہے۔ پس جب مالا باری

احمدی ہمارے بھائی ہیں تو ہمیں گورنمنٹ کا کس قدر احسان مند ہونا چاہیے۔ پھر مارشس میں ہمارے ایک مبلغ گئے ہیں جو جہاں لیکچر دینا چاہتے، غیر احمدی بند کروا دیتے۔ آخر انھوں نے گورنمنٹ سے سرکاری ہال کے لیے درخواست کی تو وہاں کے گورنر نے حکم دیا کہ آپ ہفتہ میں تین دن اس ہال میں لیکچر دے سکتے ہیں۔ گویا گورنمنٹ نے ہفتہ کے نصف دن ہمارے مبلغ کو دیے اور نصف اپنے لیے رکھے۔ پس جو گورنمنٹ ایسی مہربان ہو، اس کی جس قدر بھی فرمانبرداری کی جائے، تھوڑی ہے۔“

(انوار خلافت صفحہ 65، 66 مندرجہ انوار العلوم جلد 3 صفحہ 152، 153 از مرزا بشیر الدین محمود)
(عکس صفحہ نمبر 737، 738 پر)

لعنت

□ ”جو (فحش) کتاب ازالہ اوہام میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی یہ تحریر پڑھتا ہے کہ ہر ایک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہیے کہ اس وقت انگریزوں کی فتح ہو، کیونکہ یہ لوگ ہمارے (یعنی قادیانی صاحبان کے) محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل، اور سخت نادان، اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے بھی ناشکر گزار ہیں، اس سے زیادہ بے ایمان اور کون فحش ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا مسیح تو کہتا ہے کہ ہر ایک مسلمان کو انگریزوں کی کامیابی کے لیے دعا کرنی چاہیے، اور یہ کہتا ہے کہ دعا کی کیا ضرورت ہے، انگریزوں کو شکست ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ میں تو ایسے احمدی کو لعنتی انسان سمجھتا ہوں، اور میں تو یقین رکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کی دعا بہر حال قبول ہو گئی۔ اگر اللہ تعالیٰ کا منشا کسی اور بڑی حکمت کے تحت اس دعا کو قبول کرنے کا نہ بھی ہو، تو ابھی اس فحش پر لعنت پڑ جائے گی کیونکہ اس نے اپنے آپ کو اس صف میں کھڑا کیا جو خدا تعالیٰ کے مسیح کے دشمنوں کی ہے۔“

(قادیانی غلیظہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، روزنامہ الفضل قادیان جلد 28 نمبر 127 مورخہ 5 جون 1940ء)

مرزا قادیانی، حرز سلطنت

(42) ”اب گورنمنٹ شہادت دے سکتی ہے کہ اس کو میرے زمانہ میں کیا کیا فتوحات

نصیب ہوئیں۔ یہ الہام سترہ برس کا ہے۔ کیا یہ انسان کا فعل ہو سکتا ہے؟ غرض میں گورنمنٹ کے لیے بمنزلہ حرزِ سلطنت ہوں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 69 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 739 پر)

[View Proof](#)

سلطنت برطانیہ..... امن و راحت کی پناہ گاہ

(43) ”جعل لی السلطنة البريطانية ربوة امن و راحة و مستقراً حسناً فالحمد لله.“

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ نے میرے لیے سلطنت برطانیہ کو ربوہ، امن و راحت کی پناہ گاہ

بنایا ہے اور یہ ٹھہرنے کی اچھی جگہ ہے اور اس پر خدا کی حمد و ثناء ہے۔“

(حقیقت الوحی، ضمیمہ، الاستقاء صفحہ 46، مندرجہ روحانی خزائن، جلد 22 صفحہ 668، از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 740 پر)

[View Proof](#)

گورنمنٹ برطانیہ کے لیے پناہ اور تعویذ

(44) ”پس میں یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ میں ان خدمات میں یکساں ہوں اور میں یہ کہہ سکتا

ہوں کہ میں ان تائیدات میں یگانہ ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کے لیے

بطور ایک تعویذ کے ہوں اور بطور ایک پناہ کے ہوں جو آفتوں سے بچاؤے اور خدا

نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ خدا ایسا نہیں کہ ان کو دکھ پہنچاؤے اور تو ان

میں ہو۔ پس اس گورنمنٹ کی خیر خواہی اور مدد میں کوئی دوسرا شخص میری نظیر اور مثل نہیں

اور عنقریب یہ گورنمنٹ جان لے گی، اگر مردم شناسی کا اس میں مادہ ہے۔“

(نور الحق صفحہ 33، مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 44، 45، از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 741، 742 پر)

[View Proof](#)

حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ سے بڑھ کر

(45) ”اس مبارک گورنمنٹ کے زمانہ کو اگر اس امن کے زمانہ سے مشابہت دیں جو

حضرت نوح علیہ السلام کے وقت میں تھا تو یہ زمانہ بلا وجہ اس کا مثل غالب ہوگا۔“
(ازالہ اوہام صفحہ 58 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 131 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 743 پر)

View Proof

اللہ کی قسم!!!

(46) ”اور ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں سلطنت برطانیہ کا عہد بخشا اور اس کے ذریعہ سے بڑی بڑی مہربانیاں اور فضل ہم پر کیے۔ ہم نے اس سلطنت کے آنے سے انواع اقسام کی نعمتیں پائیں۔ ہماری قوم نے علم اور تہذیب سیکھی اور بہائم کی زندگی سے ٹکٹا انہیں نصیب ہوا اور حیوانی جذبوں سے نکل کر انسانی کمالات پر پہنچنا میسر آیا۔ سو ہمیں اس گورنمنٹ کے طفیل امید اور فکر سے بڑھ کر امن اور امان ملا..... اور یہ سلطنت ہر میدان میں تمہاری مدد کو کھڑی ہوئی اور تمہارے یاروں اور دوستوں اور مکانوں کی نسبت خوب سلوک کیا اور ثابت کر دیا کہ وہ تمہاری پناہ اور جائے امن ہے۔ اب تم پر اس کے احسان کے حقیقی ثابت ہیں..... سو مناسب ہے کہ اس گورنمنٹ کے شکر ادا کرنے میں اور ذکر و تذکرہ میں گو نگے اور بیہوش نہ بن جاؤ۔ اس لیے کہ احسان کا بدلہ احسان ہے۔ اور شکر سے غفلت کرنا کفران ہے۔ اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ سلطنت تمہارے لیے بڑا امن بخش تعویذ ہے اور اس کے ہوتے کسی خود پوش مددگار کی ہمیں ضرورت نہیں۔ اور حقیقت میں ساری حمدیں خدا کے لیے ہیں جس نے ہمیں ایسا قیصر عطا فرمایا جو ہمارے حال کی خبر گیری اور پرداخت میں کوئی قصور اور کوتاہی نہیں کرتا اور کوشش کرتا ہے کہ ہمیں پستی سے باہر لائے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 542 تا 544 طبع جدید از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 744 تا 746 پر)

View Proof

اعتقاد اور یقین

(47) ”اے نادانوں! گورنمنٹ انگریزی کی تعریف تمہاری طرح قلم سے منافقانہ نہیں نکلتی۔ بلکہ میں اپنے اعتقاد اور یقین سے سے جانتا ہوں کہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے فضل سے اس

گورنمنٹ کی پناہ ہمارے لیے بالواسطہ خدا تعالیٰ کی پناہ ہے۔ اس سے زیادہ اس گورنمنٹ کی ہر امن سلطنت ہونے کا اور کیا میرے نزدیک ثبوت ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ پاک سلسلہ اسی گورنمنٹ کے ماتحت برپا کیا ہے۔ وہ لوگ میرے نزدیک سخت نمک حرام ہیں جو حکام انگریزی کے رو برو ان کی خوشامدیں کرتے ہیں۔ ان کے آگے گرتے ہیں اور پھر گھر میں آ کر کہتے ہیں کہ جو شخص اس گورنمنٹ کا شکر کرتا ہے، وہ کافر ہے۔ یاد رکھو، اور خوب یاد رکھو کہ ہماری یہ کارروائی جو اس گورنمنٹ کی نسبت کی جاتی ہے، منافقانہ نہیں ہے۔ وَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ بلکہ ہمارا یہی عقیدہ ہے جو ہمارے دل میں ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 148 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 747 پر)

View Proof

ملکہ وکٹوریہ کی حکومت کے سائے میں

(48) ”اعملوا ایہا الاخوان اننا قد نجونا من ایدی الظالمین فی ظل دولہ
 ہذہ المکیلۃ..... الی نصرنا فی حکومتها کنضارہ الارض من ایام التہتان۔“
 ترجمہ: ”اے بھائیو! جانو کہ ہم نے ملکہ وکٹوریہ کی حکومت کے سائے میں ظالموں
 کے ہاتھوں نجات پائی ہے۔ ہم اس حکومت کے سایہ میں اس طرح سرسبز ہوتے ہیں جیسے
 زمین، موسم بہار میں سرسبز ہوتی ہے۔“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 517 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 517 از مرزا قادیانی)
 (عکس صفحہ نمبر 748 پر)

View Proof

تکوار

(49) ”ولو لاهیة سیف ملہ عدل سلطنتہ البرطانیہ لحت الناس علی
 سفک دمی۔“
 ترجمہ: ”اور اس تکوار کی ہیبت نہ ہوتی جو سلطنت برطانیہ نے سونت رکھی ہے تو لوگ
 میرا خون کر دیتے۔“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 18 از مرزا قادیانی)
 (عکس صفحہ نمبر 749 پر)

View Proof

قادیانی تلوار

□ ”حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) فرماتے ہیں کہ میں مہدی موعود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری تلوار ہے جس کے مقابلہ میں ان علما کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو کیوں خوشی نہ ہو۔ عراق، عرب ہو یا شام، ہم ہر جگہ اپنی تلوار (انگریز) کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔“

(قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، روزنامہ الفضل قادیان جلد 6 نمبر 42 صفحہ 9 مورخہ 7 دسمبر 1918ء)

ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض ہے جیسا کہ خدا کا

(50) ”ہمارے نظام بدنی اور امور دنیوی میں خدا تعالیٰ نے اس قوم میں سے ہمارے لیے گورنمنٹ قائم کی اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں۔ اس لیے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دُعا کے اور کیا ہے۔ سو ہم دُعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر یک شر سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اس کا شکر کرنا۔ سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جس کو خدائے تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے۔ درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آ جاتا ہے۔“

(شہادۃ القرآن صفحہ 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 750 پر)

خدا کا شکر

(51) ”ہم دنیا میں فروتنی کے ساتھ زندگی بسر کرنے آئے ہیں اور نئی نوع کی ہمدردی اور اس گورنمنٹ کی خیر خواہی جس کے ہم ماتحت ہیں یعنی گورنمنٹ برطانیہ ہمارا اصول ہے۔ ہم ہرگز کسی مفید اور نقص امن کو پسند نہیں کرتے اور اپنی گورنمنٹ انگریزی کی ہر ایک وقت میں مدد کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں جس نے ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ ہمیں رکھا ہے۔“
(کتاب البریہ صفحہ 17، مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 18 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 751 پر)

View Proof اور اک تو ہے کہ تیرا سایہ بھی نجس

سکون، نہ مکہ میں نہ مدینہ میں

(52) ”میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا، اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا، تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کروں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے، نہ مدینہ میں، اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔“

(تریاق القلوب صفحہ 28، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 156 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 752 پر)

View Proof

مکہ و مدینہ والے میرے لیے درندوں کی طرح ہیں

(53) ”تقدیم سے میں نے اپنی بہت سی کتابوں میں بار بار یہی شائع کیا ہے کہ اس گورنمنٹ کے ہمارے سر پر احسان ہیں کہ اس کے زیر سایہ ہم آزادی سے اپنی خدمت تبلیغ پوری کرتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ ظاہری اسباب کی رو سے آپ کے رہنے کے لیے اور بھی ملک ہیں اور اگر آپ اس ملک کو چھوڑ کر مکہ میں یا مدینہ میں یا قسطنطنیہ میں چلے

جائیں تو سب ممالک آپ کے مذہب اور مشرب کے موافق ہیں لیکن اگر میں جاؤں تو میں دیکھتا ہوں کہ وہ سب لوگ میرے لیے بطور درندوں کے ہیں۔“

(براہین احمدیہ، حصہ پنجم ضمیمہ صفحہ 128 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 294 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 753 پر)

View Proof

مکہ معظمہ سے لندن بہتر! (نعوذ باللہ)

(54) ”میرے خیال میں مذاہب کے پرکھنے اور جانچنے اور کھرے کھوٹے میں تمیز کرنے کے لیے اس سے بہتر کسی ملک کے باشندوں کو موقع ملنا ممکن نہیں۔ جو ہمارے ملک پنجاب اور ہندوستان کو ملا ہے۔ اس موقع کے حصول کے لیے پہلا فضل خدا تعالیٰ کا گورنمنٹ برطانیہ کا ہمارے اس ملک پر تسلط ہے۔ ہم نہایت ہی ناسپاس اور منکر نعت ٹھہریں گے۔ اگر ہم سچے دل سے اس محسن گورنمنٹ کا شکر نہ کریں جس کے بابرکت وجود سے ہمیں دعوت اور تبلیغ اسلام کا وہ موقع ملا جو ہم سے پہلے کسی بادشاہ کو بھی نہ مل سکا کیونکہ اس علم دوست گورنمنٹ نے اظہار رائے میں وہ آزادی دی ہے جس کی نظیر اگر کسی اور موجودہ عملداری میں تلاش کرنا چاہیں تو لا حاصل ہے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ ہم لنڈن کے بازاروں میں دین اسلام کی تائید کے لئے وہ وعظ کر سکتے ہیں جس کا خاص مکہ معظمہ میں میرا آنا ہمارے لئے غیر ممکن ہے۔“

(رسالہ معیار المذاہب صفحہ 2، 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 460، 461 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 754، 755 پر)

View Proof

مرزا قادیانی کو مسیح اور مہدی ماننے کا نتیجہ؟

(55) ”میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے، ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔“ (مجموعہ اشتراکات جلد دوم صفحہ 196 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 756 پر)

View Proof

دینا میں اب عی نہیں تلوار کارگر ہے

لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں
 مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود و بے اثر
 تیغ و تنگ دست مسلمان میں ہے کہاں؟
 ہو بھی تو دل ہیں موت کی لذت سے بے خبر
 کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل
 کہتا ہے کون اس کو مسلمان کی موت مر

ملت اسلامیہ کے لیے ”غلامی“ بہت بری لعنت اور خدا کا بہت بڑا غضب ہے اور
 اس پر قانع ہو جانا گویا عذاب الہی اور لعنت خداوندی پر قناعت کر لینے کے مترادف ہے۔ یہی
 وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو دعوت حق دیتے ہوئے پہلا مطالبہ یہ کیا کہ بنی
 اسرائیل کو اپنی غلامی سے آزاد کر دے تاکہ وہ میرے ساتھ ہو کر آزادانہ توحید الہی کے پرستار رہ
 سکیں اور ان کی مذہبی زندگی کے کسی شعبہ میں بھی جابرانہ اور کافرانہ اقتدار حائل نہ رہ سکے۔
 لیکن یہاں ملاحظہ کیجیے! جھوٹا مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی کس فخر کے ساتھ انگریزوں کا
 طوق غلامی اپنے گلے میں ڈالتا ہے۔ حیف..... صد حیف!!!

قادیانی بیعت کی شرط

(56) ”اس تمام تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے
 ثبوت پیش کیے ہیں، صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بدل و جان خیر خواہ ہوں
 اور میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی بندگان خدا کی میرا اصول
 ہے اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے۔“

(کتاب البریہ صفحہ ۹) مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 10 از مرزا قادیانی
 (عکس صفحہ نمبر 757 پر)

”نہی انگریز کی غلامی کو رحمت اور نعمت قرار دیتا ہو، اس کی تعلیمات میں (من حیث
 القوم) مسلمانوں کو درپیش مسائل کا حل تلاش کرنا ایسا ہی ہے جیسے ”چیل کے گھونسلے میں

”ماس“ تلاش کرنا۔ حضور نبی رحمت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو حکومت، طاقت، شجاعت اور غیرت عطا کی لیکن چودھویں صدی کے ”ہنرستانی“ نے تمام عمر قوم کو غلامی کا درس دیا۔ اگر مرزا قادیانی کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کا درد ہوتا تو وہ کبھی اپنی قوم کو اغیار کی غلامی کا سبق نہ پڑھاتا۔ لیکن وہ تو تمام عمر منارہ المسیح اور بہشتی مقبرہ کی آڑ میں دولت اکٹھی کرنے کی فکر میں سرگرداں رہا۔ قوم کی فکرتھی ہی کب اور ہوتی بھی تو کیونکر؟ اس نبوت کو کس چیز سے تعبیر کیا جائے جو قوم کی غلامی کی زنجیروں کو اور زیادہ مضبوط کرے۔

قادیانی جماعت کے لیے ضروری نصیحت

(57) ”چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں، جن سے بغاوت کی بو آتی ہے، بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبائع میں پیدا ہو جائے گا، اس لیے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو، جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں، جو بفضلہ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے، نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں، جو قریباً سولہ برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے ذہن نشین کرنا آیا ہوں، یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں، کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے۔ ان کی کُل حمایت میں ہمارا فرقہ احمدیہ چند سال میں لاکھوں تک پہنچ گیا ہے اور اس گورنمنٹ کا احسان ہے کہ اس کے زیر سایہ ہم ظالموں کے پنجہ سے محفوظ ہیں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 708 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 758 پر)

View Proof

قادیانی اصول، ہدایتیں اور تعلیم

(58) ”اب میں نے جو کچھ میرے اصول اور ہدایتیں اور تعلیم تھی۔ سب گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں ظاہر کر دیں۔ میری ہدایتوں کا خلاصہ یہی ہے کہ صلح کاری اور غربی سے زندگی بسر کرو اور جس گورنمنٹ کے ہم ماتحت ہیں یعنی گورنمنٹ برطانیہ اس کے سچے خیر خواہ

اور تابعدار ہو جاؤ۔ نہ نفاق اور دنیا داری سے۔ آخر دعا پر ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کا اقبال دن بدن بڑھاوے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم سچے دل سے اس کے تابعدار اور امن پسند انسان ہوں۔ آمین!

راقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان 27 دسمبر 1898ء
(کشف الغطاء صفحہ 37 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 213 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 759 پر)

View Proof

قادیانی مذہب اور عقیدہ

(59) ”میں نے اپنی قلم سے گورنمنٹ کی خیر خواہی میں ابتدا سے آج تک، وہ کام کیا ہے جس کی نظیر گورنمنٹ کے ہاتھ میں ایک بھی نہیں ہوگی اور میں نے ہزار ہا روپیہ کے صرف سے کتابیں تالیف کر کے ان میں جا بجا اس بات پر زور دیا ہے کہ مسلمانوں کو اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی چاہیے اور رعایا ہو کر بغاوت کا خیال بھی دل میں لانا نہایت درجہ کی بد ذاتی ہے اور میں نے ایسی کتابوں کو نہ صرف برٹش انڈیا میں پھیلایا ہے بلکہ عرب اور شام اور مصر اور روم اور افغانستان اور دیگر اسلامی بلاد میں محض لٹی نیت سے شائع کیا ہے نہ اس خیال سے کہ یہ گورنمنٹ میری تنظیم کرے یا مجھے انعام دے کیونکہ یہ میرا مذہب اور میرا عقیدہ ہے جس کا شائع کرنا میرے پر حق واجب تھا۔“

(انجام آتھم صفحہ 68 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 68، از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 760 پر)

View Proof

ہر قادیانی کا عقیدہ

(60) ”آج کی تاریخ تک تیس ہزار کے قریب یا کچھ زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے، جو برٹش انڈیا کے متفرق مقامات میں آباد ہے اور ہر ایک شخص، جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے، اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعاً حرام ہے کیونکہ مسیح آچکا۔ خاص کر میری تعلیم کے لحاظ سے اس گورنمنٹ انگریزی کا

سچا خیر خواہ اس کو بننا پڑتا ہے۔“

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ضمیر، صفحہ 6، 7، مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 28، 29 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 761، 762 پر)

مرزا قادیانی کے تمام الہامات، ملفوظات اور تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ غلامی پر قناعت کرو اور دن رات انگریزی حکومت کے گن گاتے رہو۔

پہلی ہے مغربی تہذیب کے آغوشِ عشرت میں
نبوت بھی رسی ہے پیمر بھی رسیلا ہے
نصاری کی رضا جوئی ہے مقصد اس نبوت کا
اور ابطالِ جہادِ انجارج مقصد کا وسیلا ہے

خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لئے ایک نعمت تھی جو مدت دراز کی تکلیفات کے بعد ہم کو ملی۔
اس لیے ہمارا فرض تھا کہ اس نعمت کا بار بار اظہار کریں۔“

(کتاب البریہ صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 340، از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 763 پر)

View Proof

جونبوت قوم کے افراد کو آغوش غلامی میں سلانے کی کوشش کرے، انہیں مظلوم اور
مجہول بنانے کی راہ پر گامزن ہو، انہیں مسلسل غلامی کے ”فضائل“ یاد کروائے، وہ نبوت قوم
کے لئے برگِ حشیش نہیں تو اور کیا ہے؟

وہ نبوت ہے مسلمان کے لیے برگِ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

ہمارا فرض ہے

(62) ”بے شک ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس گورنمنٹ محسنہ کے سچے دل سے خیر خواہ ہوں
اور ضرورت کے وقت جان فدا کرنے کو بھی طیار ہوں۔“

(الباغ صفحہ 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 400 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 764 پر)

View Proof

قادیانی جماعت..... انگریز کی وفادار جماعت

(63) ”جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے۔ وہ ایک ایسی کچی جٹس
اور خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی نظیر
مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لیے ایک وفادار فوج ہے، جن کا خدا باطن،
گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے۔“

(ستارہ قیسریہ صفحہ 12 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 264، قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 765 پر)

View Proof

چڑھتے ہوئے سورج کے پجاری ذرا سن لیں
سورج کسی سر پہ کبھی سایہ نہیں کرتا

انگریز کی نمک پروردہ جماعت

(64) ”غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیک نامی حاصل کردہ اور موردِ مراحم گورنمنٹ ہیں۔“
(مجموعہ اشتہارات جلد سوم، صفحہ 20، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 766 پر)

View Proof

مسلمانوں کی جاسوسی

1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد مسلمانوں میں یہ بحث چھڑ گئی چونکہ مسلمانوں کی اسلامی حکومت ختم ہو گئی ہے اور ہندوستان پر انگریز قابض ہو گیا ہے، اب شرعی لحاظ سے ہندوستان کی حیثیت کیا ہے؟ دارالحرب یا دارالسلام؟ اگر دارالحرب ہے تو اب مسلمانوں پر (شرائطِ نماز جمعہ پوری نہ ہونے کی وجہ سے) نماز جمعہ فرض نہ رہا اور اگر دارالسلام ہے تو نماز جمعہ کی فرضیت بدستور قائم ہے۔ یہ بحث کچھ عرصہ چلتی رہی۔ بعد ازاں یہ قرار پایا کہ نماز جمعہ بھی ادا کیا جائے اور نماز ظہر بھی پوری پڑھی جائے۔ بعض لوگوں نے جمعہ کے روز نماز ظہر کو ترک کر دیا تھا اور بعض لوگ صرف نماز ظہر پڑھتے تھے۔ جن لوگوں کی یہ رائے تھی کہ ہندوستان کے دارالحرب ہونے کی وجہ سے نماز جمعہ اب فرض نہیں رہی اور صرف نماز ظہر ہی پڑھنی چاہیے، انگریز بہادر کے نزدیک ایسے تمام مسلمان حکومت کے باغی تھے۔ انگریز کے محکمہ جاسوسی کا فرض تھا کہ ایسے لوگوں پر گہری نظر رکھے تاکہ مستقبل میں وہ اکٹھے اور منظم ہو کر حکومت کے لیے کوئی مشکلات پیدا نہ کریں۔ حکومت کے ایسے باغیوں کی نشاندہی کے لیے مرزا قادیانی نے یہ ڈیوٹی اپنے ذمہ لی۔ اس سلسلہ میں اس نے ایک اشتہار شائع کیا جس میں گورنمنٹ برطانیہ کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ مسلمان حکومت کے ساتھ باغیانہ رویہ رکھتے ہیں۔ اس کی شناخت یہ ہے کہ جو لوگ نماز جمعہ نہیں پڑھتے، وہ سرکاری باغی اور ”دہشت گرد“ سمجھے جائیں۔ اس ”نیک“ کام کے لیے مرزا قادیانی نے باقاعدہ ایک گوشوارہ تیار کر کے

ہندوستان بھر میں اپنے تمام مریدوں میں تقسیم کیا اور حکم دیا کہ وہ اس گوشوارہ میں ایسے تمام مسلمانوں کے کوائف درج کر کے قادیان بھجوائیں جو اپنے اپنے علاقوں میں نماز جمعہ کے لیے مسجد نہیں آتے تاکہ باغیوں کے یہ نام انگریز بہادر کی خدمت میں پیش کر کے وہ اس کی بارگاہ میں سرخرو ہو سکے۔ اب آپ اس اشتہار کی عبارت ملاحظہ فرمائیں جو مسلمانوں کی جاسوسی کی غرض سے مرزا قادیانی نے شائع کر کے اپنے مریدوں میں تقسیم کیا:

(65) ”قابل توجہ گورنمنٹ از طرف مہتمم کاروبار تجویز تعطیل جمعہ

میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے لیے ایسے نا فہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کیے جائیں جو درپردہ اپنے دلوں میں برٹش اغایا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں اور ایک چھپی ہوئی بغاوت کو اپنے دلوں میں رکھ کر اسی اندرونی بیماری کی وجہ سے فرضیت جمعہ سے منکر ہو کر اس کی تعطیل سے گریز کرتے ہیں۔ لہذا یہ نقشہ اسی غرض کے لیے تجویز کیا گیا کہ تا اس میں اُن ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں کہ جو ایسے باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں۔ اگرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برٹش اغایا میں مسلمانوں میں ایسے آدمی بہت ہی تھوڑے ہیں جو ایسے مفیدانہ عقیدہ کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھتے ہوں۔ لیکن چونکہ اس امتحان کے وقت بڑی آسانی سے ایسے لوگ معلوم ہو سکتے ہیں، جن کے نہایت مخفی ارادے گورنمنٹ کے برخلاف ہیں۔ اس لیے ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ کی پالیسی کل خیر خواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو ان شریر لوگوں کے نام ضبط کیے جائیں جو اپنے عقیدہ سے اپنی مفیدانہ حالت کو ثابت کرتے ہیں کیونکہ جمعہ کی تعطیل کی تقریر پر ان لوگوں کا شناخت کرنا ایسا آسان ہے کہ اس کی مانند ہمارے ہاتھ میں کوئی بھی ذریعہ نہیں۔ وجہ یہ کہ جو ایک ایسا شخص ہو جو اپنی نادانی اور جہالت سے برٹش اغایا کو دارالحرب قرار دیتا ہے، وہ جمعہ کی فرضیت سے ضرور منکر ہوگا اور اسی علامت سے شناخت کیا جائے گا کہ وہ درحقیقت اس عقیدہ کا آدمی ہے۔ لیکن ہم گورنمنٹ میں باادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے

نقشے ایک پولیٹیکل راز کی طرح اُس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی اور بالفضل یہ نقشے جن میں ایسے لوگوں کے نام مندرج ہیں گورنمنٹ میں نہیں بھیجے جائیں گے۔ صرف اطلاع دہی کے طور پر ان میں سے ایک سادہ نقشہ چھپا ہوا جس پر کوئی نام درج نہیں فقط یہی مضمون درج ہے، ہمراہ درخواست بھیجا جاتا ہے اور ایسے لوگوں کے نام معہ پتہ و نشان یہ ہیں:۔“

[illegible]

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 555 تا 557 طبع جدید از سرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 767 تا 769 پر)

آنجنابی مرزا قادیانی مسلمانوں کے خلاف انگریز کے لیے جاسوسی کا کام ”مفت“

نہیں کرتا تھا بلکہ وہ ان خدمات کے لیے بھاری معاوضہ حاصل کرتا تھا۔ اس سلسلہ میں مرزا

قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے اپنی کتاب ”سیرۃ المہدی“ میں لکھتا ہے:

پڑا سرار منی آرڈر

(66) ”مرزا دین محمد صاحب ساکن ننگر وال ضلع گورداسپور نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعودؑ نے مجھے صبح کے قریب جگایا اور فرمایا کہ مجھے ایک خواب آیا ہے۔ میں نے پوچھا کیا خواب ہے؟ فرمایا: میں نے دیکھا ہے کہ میرے تخت پوش کے چاروں طرف نمک چٹا ہوا ہے۔ میں نے تعبیر پوچھی تو کتاب دیکھ کر فرمایا کہ کہیں سے بہت سا روپیہ آئے گا۔ اس کے بعد میں چار دن یہاں رہا۔ میرے سامنے ایک منی آرڈر آیا، جس میں ہزار سے زائد روپیہ تھا۔ مجھے اصل رقم یاد نہیں۔ جب مجھے خواب سنائی تو ملاوٹ اور شرٹن ہت کو بھی بلا کر سنائی۔ جب منی آرڈر آیا تو ملاوٹ اور شرٹن ہت کو بلایا اور فرمایا کہ لو بھیجی یہ منی آرڈر آیا ہے، جا کر ڈاکخانہ سے لے آؤ۔ ہم نے دیکھا تو منی آرڈر بھیجنے والا کا پتہ اس پر درج نہیں تھا۔ حضرت صاحب کو بھی پتہ نہیں لگا کہ کس نے بھیجا ہے۔“

View Proof

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 101، 102 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 771، 770 پر)

مرزا بشیر احمد کی مذکورہ روایت کے مطابق مرزا قادیانی کو ایک ہزار روپے سے زائد کا منی آرڈر موصول ہوا۔ اگر اسے ہزار روپے بھی سمجھ لیا جائے تو آج کے تقریباً 64 لاکھ روپے بنتے ہیں۔ میں نے یہ حساب اس طرح لگایا ہے کہ مرزا بشیر احمد ایم اے کے مطابق اس زمانے میں ایک روپیہ کا سولہ کلو گوشت آتا تھا۔ (سیرت المہدی جلد اول صفحہ 182 از مرزا بشیر احمد ایم اے) آج کل گوشت 400 روپے فی کلو ہے۔ اس حساب سے سولہ کلو گوشت 6 ہزار 4 سو روپے مالیت کا بنتا ہے اور 6 ہزار 4 سو کو ایک ہزار سے ضرب دی جائے تو 64 لاکھ بنتا ہے۔ اس دور میں انگریز کے علاوہ ایسا کون نخی تھا جو مرزا قادیانی کو اس کی ”خصوصی خدمات“ کے عوض 64 لاکھ روپے دے اور اپنا نام بھی پوشیدہ رکھے؟

قادیانیوں سے سوال ہے کہ وہ بتائیں کہ رقم بھیجنے والا کون تھا اور اس نے یہ رقم

کس مقصد کے لیے بھیجی؟؟؟

۔ وہ جو کہتے ہیں بسائے ہیں چمن ہزاروں ہم نے
ان سے پوچھو کہ اجاڑے ہیں گلستاں کتنے؟

سچا منجر

(67) ”درخواست بحضور نواب گورنر جنرل و وائسرائے کشور ہند بالقابہ بمبراد منظوری تعطیل جمعہ: یہ عرضداشت مسلمانان برٹش انڈیا کی طرف سے جن کے نام ذیل میں درج ہیں، بحضور جناب گورنر جنرل ہند دام اقبالہ اس غرض سے بھیجی گئی ہے کہ تاگور نمٹ عالیہ معروضات ذیل پر توجہ فرما کر تمام برٹش انڈیا کے مسلمانوں کے لیے جمعہ کی تعطیل منظور فرما دے۔ وجوہات عرضداشت یہ ہیں.....

یہ کہ تمام نیک دل اور پاک طبع مسلمان جو گورنمنٹ عالیہ کے سچے خیر خواہ ہیں، التزام جمعہ کی رسم کو اس محسن گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی اور دلی وفاداری کے لیے ایک علامت ٹھہراتے ہیں۔ مگر بعض دوسرے نالائق نام کے مسلمان جن کی تعداد قلیل ہے، اس ملک برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دے کر اپنے خود تراشیدہ خیالات کے زور سے جمعہ کی فرضیت سے منکر ہیں۔ کیونکہ ان کا گمان ہے جو برٹش انڈیا دارالحرب ہے اور دارالحرب میں جمعہ فرض نہیں رہتا۔ پس کچھ شک نہیں کہ جمعہ کی تعطیل سے ایسے بد باطن کمال صفائی سے شناخت کیے جائیں گے۔ کیونکہ اگر باوجود تعطیل کے پھر بھی وہ جمعہ کی نمازوں میں حاضر نہ ہوئے تو یہ بات کھل جائے گی کہ درحقیقت وہ نالائق اس گورنمنٹ کے ملک کو دارالحرب ہی قرار دیتے ہیں۔ تبھی تو جمعہ کی پابندی سے عدا گریز کرتے ہیں۔ سو اس صورت میں یہ مبارک دن نہ صرف مسلمانوں کی عبادات خاصہ کا ایک دن ہو گا بلکہ گورنمنٹ کے لیے بھی ایک سچے منجر کا کام دے گا اور ایک معیار کی طرح کھرے اور کھوٹے میں فرق کر کے دکھاتا رہے گا۔ چنانچہ اس درخواست پر بھی صرف انہیں سچے خیر خواہوں کے دستخط درج ہیں جو اس ملک کو دارالحرب قرار نہیں دیتے۔ اور دلی سچائی سے گورنمنٹ کی حکومت کو قبول کر لیا ہے اور اپنے لیے سراسر برکت اور رحمت سمجھا ہے اور کچھ شک نہیں کہ جمعہ کی تعطیل سے ایسے لوگ جو غلطیوں میں پڑے ہوئے ہیں، اثر پذیر بھی ہوں گے اور گورنمنٹ کے دلی خیر خواہ بہت ترقی پذیر ہوں گے اور بد

باطن تارک الجمعہ بڑی آسانی سے شناخت کیے جائیں گے۔ یہ بات دوبارہ گورنمنٹ کو یاد دلائی جاتی ہے کہ ایک جمعہ ہی مسلمانوں میں اس بات کی علامت ہے کہ کون شخص اس ملک گورنمنٹ کو دارالحرب قرار دیتا ہے اور کون اس کی نفی کرتا ہے۔ سو جو شخص گورنمنٹ برطانیہ کی رعیت ہو کر جمعہ کی فرضیت کا قائل ہے اور اس کا ترک کرنا معصیت سمجھتا ہے، وہ ہرگز اس ملک کو دارالحرب قرار نہیں دے گا اور سچے دل سے گورنمنٹ کا خیر خواہ ہوگا لیکن جو شخص برٹش انڈیا میں جمعہ کی فرضیت کا منکر ہے، وہ درپردہ اس ملک کو دارالحرب قرار دیتا ہے اور سچا خیر خواہ نہیں۔ سو جمعہ ان دونوں فریقوں کے پرکھنے کے لیے ایک معیار ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 551، 552 طبع جدید از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 772، 773 پر)

View Proof

جمعہ کے خطبات میں انگریز کا شکریہ

(68) ”ہم رعایا کی یہ بھی تمنا ہے کہ جس طرح اسلامی ریاستوں میں ان سلاطین کا شکر کے ساتھ خطبہ میں ذکر ہوتا ہے جو مذہبی امور میں قرآن کے فشا کے موافق مسلمانوں کو آزادی دیتے ہیں۔ ہم بھی جمعہ کی تعطیل کے شکریہ میں اور بلاد کے مسلمانوں کی طرح یہ دائمی شکر جمعہ کے ممبروں پر اپنا وظیفہ کر لیں کہ سرکار انگریزی نے علاوہ اور مراحم اور الطاف کے ہم پر یہ بھی عنایت کی نظر کی جو ہمارے دینی عظیم الشان دن کو جو مدت سے اس ملک برٹش انڈیا میں مردہ کی طرح پڑا تھا، پھر نئے سرے سے زندہ کر دیا۔ سو بلاشبہ یہ ایسا احسان ہوگا کہ مسلمانوں کی ذریت کبھی اس کو فراموش نہیں کرے گی اور اسلامی تاریخ میں ہمیشہ عزت کے ساتھ یہ شکر ادا کیا جائے گا۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 553 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 774 پر)

View Proof

انگریز کے لیے چندہ

(69) ”ہم نے اس مبارک عید کے موقع پر گورنمنٹ کے احسانات کا ذکر کر کے اپنی جماعت کو جو اس گورنمنٹ سے دلی اخلاص رکھتی اور دیگر لوگوں کی طرح منافقانہ زندگی بسر کرنا گناہ عظیم سمجھتی ہے، توجہ دلائی کہ سب لوگ تہ دل سے اپنی مہربان گورنمنٹ کے لیے دُعا کریں

کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس جنگ میں جو ٹرینوال میں ہو رہی ہے، فتح عظیم بخشے اور نیز یہ بھی کہا کہ حق اللہ کے بعد اسلام کا اعظم ترین فرض ہمدردی خلائق ہے اور بالخصوص ایسی مہربان گورنمنٹ کے خادموں سے ہمدردی کرنا کارِ ثواب ہے جو ہماری جانوں اور مالوں اور سب سے بڑھ کر ہمارے دین کی محافظ ہے۔ اس لیے ہماری جماعت کے لوگ جہاں جہاں ہیں، اپنی توفیق اور مقدور کے موافق سرکارِ برطانیہ کے ان زخمیوں کے واسطے جو جنگ ٹرینوال میں مجروح ہوئے ہیں، چندہ دیں۔ لہذا بذریعہ اشتہار لہذا اپنی جماعت کے لوگوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ہر ایک شہر میں فہرست مکمل کر کے اور چندہ کو وصول کر کے یکم مارچ سے پہلے مرزا خدا بخش صاحب کے پاس بمقام قادیان بھیج دیں کیونکہ یہ ڈیوٹی ان کے سپرد کی گئی ہے۔ جب آپ کا روپیہ مع فہرستوں کے آجائے گا تو اس فہرست چندہ کو اس رپورٹ میں درج کیا جائے گا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ ہماری جماعت اس کام کو ضروری سمجھ کر بہت جلد اس کی تکمیل کرے۔ والسلام، راقم، مرزا غلام احمد از قادیان، 10 فروری 1900ء۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 363، 364 طبع جدید از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 775، 776 پر)

View Proof

تنگ ظرف لوگ

(70) ”میں ہرگز نہیں چاہتا کہ مذہبی امور میں اس قدر غصہ بڑھایا جائے کہ مخالفوں کے حملوں کو قانونی جرائم کے نیچے لا کر گورنمنٹ سے ان کو سزا دلائی جائے یا ان سے کینہ رکھا جائے بلکہ میرا اصول یہ ہے کہ مذہبی مباحثات میں صبر اور اخلاق سے کام لینا چاہیے۔ اسی وجہ سے جب عام مسلمانوں نے مصنف کتاب ”امہات المؤمنین“ کے سزا دلانے کے لیے انجمن حمایت اسلام کے ذریعے سے گورنمنٹ میں میموریل بھیجے تو میں نے ان سے اتفاق نہیں کیا بلکہ ان کے برخلاف میموریل بھیجا اور صاف طور پر لکھا کہ مذہبی امور میں اگر کوئی رنج و دہ امر پیش آوے تو اسلام کا اصول غناور درگزر ہے۔ قرآن ہمیں صاف ہدایت کرتا ہے کہ اگر مذہبی گفتگو میں سخت لفظوں سے تمہیں تکلیف دی جائے تو تنگ ظرف لوگوں کی طرح عدالتوں تک مت پہنچو اور صبر اور اخلاق سے کام لو۔ قرآن نے ہمیں صاف کہا ہے کہ عیسائیوں

سے محبت اور خلق سے پیش آؤ اور نیکی کرو۔“

(کشف الغطاء صفحہ 10، 11 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 186، 187 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 777، 778 پر)

[View Proof](#)

طفیلی آزادی کو غنیمت سمجھو

(71) ”یہ بھی تو سوچو کہ پادری صاحبوں کا مذہب ایک شاعی مذہب ہے۔ لہذا ہمارے ادب کا یہ تقاضا ہونا چاہیے کہ ہم اپنی مذہبی آزادی کو ایک طفیلی آزادی تصور کریں، اور اس طرح پر ایک حد تک پادری صاحبوں کے احسان کے بھی قائل رہیں۔ گورنمنٹ اگر ان کو باز پرس کرے تو ہم کس قدر باز پرس کے لائق ٹھہریں گے۔ اگر سبز درخت کاٹے جائیں تو پھر خشک کی کیا بنیاد ہے۔ کیا ایسی صورت میں ہمارے ہاتھ میں قلم رہ سکے گی؟ سو ہوشیار ہو کر طفیلی آزادی کو غنیمت سمجھو اور اس محسن گورنمنٹ کو دعائیں دو جس نے تمام رعایا کو ایک ہی نظر سے دیکھا۔“

(البلاغ صفحہ 24 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 392 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 779 پر)

[View Proof](#)

میرامدعا

(72) ”گذشتہ دنوں میں، میں نے بھی مسلمانوں میں ایسی تحریروں سے ایک جوش دیکھ کر چند دفعہ ایسی تحریریں شائع کی تھیں جن میں ان سخت کتابوں کا جواب کسی قدر سخت تھا۔ ان تحریروں سے میرامدعا یہ تھا کہ عوض معاوضہ کی صورت دیکھ کر مسلمانوں کا جوش رک جائے۔ سو اگرچہ اس حکمت عملی کی تحریروں سے مسلمانوں کو فائدہ تو ہوا اور وہ ایسے رنگ کا جواب پا کر ٹھنڈے ہو گئے۔“

(مجموعہ اشتہارات، جلد سوم صفحہ 250، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 780 پر)

[View Proof](#)

قادینانی حکمت عملی؟؟؟

(73) ”اب میں اپنی گورنمنٹ محنت کی خدمت میں جرات سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ بہت سالہ میری خدمت ہے جس کی نظیر برٹش انڈیا میں ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کر سکتا۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قدر لمبے زمانہ تک کہ جو میں برس کا زمانہ ہے، ایک مسلسل طور پر تعلیم مذکورہ بالا پر زور دیتے جانا کسی منافق اور خود غرض کا کام نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کا کام ہے جس کے دل میں اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی ہے۔ ہاں میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نیک نیتی سے دوسرے مذاہب کے لوگوں سے مباحثات بھی کیا کرتا ہوں۔ اور ایسا ہی پادریوں کے مقابل پر بھی مباحثات کی کتابیں شائع کرتا رہا ہوں۔ اور میں اس بات کا بھی اقرار کرتا ہوں کہ جبکہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہو گئی اور حد اعتدال سے بڑھ گئی اور بالخصوص پرچہ ”نور افشاں“ میں جو ایک عیسائی اخبار لدھیانہ سے نکلتا ہے، نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں..... تو مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے یہ اندیشہ دل میں پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے، ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو۔ تب میں نے ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کے دبانے کے لیے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے۔ تا سرِ بلع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں کوئی بے امنی پیدا نہ ہو۔ تب میں نے بمقابلہ ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی، چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی کیونکہ میرے کائناتش نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش والے آدمی موجود ہیں، ان کے غیظ و غضب کی آگ بجھانے کے لیے یہ طریق کافی ہوگا۔ کیونکہ عوض معاوضہ کے بعد کوئی گدہ باقی نہیں رہتا۔ سو یہ میری پیش بینی کی تدبیر صحیح نکلی۔ اور ان کتابوں کا یہ اثر ہوا کہ ہزار ہا مسلمان جو پادری عماد الدین وغیرہ لوگوں کی تیز اور گندی تحریروں سے اشتعال میں آچکے تھے، یکدم فہم ان کے اشتعال فرو ہو گئے۔ کیونکہ انسان کی یہ عادت ہے کہ جب سخت الفاظ کے مقابل پر اس کا عوض دیکھ لیتا ہے تو اس کا وہ جوش نہیں رہتا۔ بائیں ہمہ میری تحریر پادریوں کے مقابل پر

بہت نرم تھی گویا کچھ بھی نسبت نہ تھی۔ ہماری محسن گورنمنٹ خوب سمجھتی ہے کہ مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے نبی ﷺ کو گالی دے تو ایک مسلمان اُس کے عوض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دے کیونکہ مسلمانوں کے دلوں میں دودھ کے ساتھ ہی یہ اثر پہنچایا گیا ہے کہ وہ جیسا کہ اپنے نبی ﷺ سے محبت رکھتے ہیں ایسا ہی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت رکھتے ہیں۔ سو کسی مسلمان کا یہ حوصلہ ہی نہیں کہ تیز زبانی کو اس حد تک پہنچائے جس حد تک ایک متعصب عیسائی پہنچا سکتا ہے اور مسلمانوں میں یہ ایک عمدہ سیرت ہے جو فخر کرنے کے لائق ہے کہ وہ تمام نبیوں کو جو آنحضرت ﷺ سے پہلے ہو چکے ہیں، ایک عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام سے بعض وجہ سے ایک خاص محبت رکھتے ہیں۔ جس کی تفصیل کے لیے اس جگہ موقع نہیں۔ سو مجھ سے پادریوں کے مقابل پر جو کچھ وقوع میں آیا، یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا۔“

(تزیان القلوب صفحہ 361 تا 363 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 489 تا 491 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 781 تا 783 پر)

View Proof

1927ء میں لاہور کے ایک ہندو پبلشر راجپال نے دنیا کی عظیم ترین، پاکیزہ ترین ہستی، محبوب خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے خلاف ایک نہایت دلا زار کتاب شائع کی جس میں آپ ﷺ کی ذات گرامی کی بے حد توہین کی گئی تھی۔ اس کتاب کی اشاعت پر پورے عالم اسلام میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ اس گستاخی کو برداشت نہ کرتے ہوئے ایک محبت رسول غازی علم الدین شہیدؒ نے 16 اپریل 1929ء کو لٹھوں راجپال کو قتل کر دیا۔ غازی علم الدین شہیدؒ کے اس کارنامے کو پوری ملت اسلامیہ نے سراہا۔ لیکن قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے اس واقعہ کی ناصرف مذمت کی بلکہ راجپال کے خاندان کے ساتھ تعزیت بھی کی۔ مرزا بشیر الدین نے اپنی ایک تقریر میں کہا:

وہ نبی بھی کیسا نبی ہے؟

(74) ”اسی طرح اس قوم کا جس کے جو شیلے آدمی قتل کرتے ہیں، خواہ انبیاء کی توہین کی وجہ

سے ہی وہ ایسا کریں، فرض ہے کہ پورے زور کے ساتھ ایسے لوگوں کو دبائے اور ان سے اظہار برأت کرے۔ انبیاء کی عزت کی حفاظت قانون شکنی کے ذریعہ نہیں ہو سکتی، وہ نبی بھی کیسا نبی ہے جس کی عزت کو بچانے کے لیے خون سے ہاتھ رگھنے پڑیں، جس کے بچانے کے لیے اپنا دین تباہ کرنا پڑے۔ یہ سمجھنا کہ محمد رسول اللہ کی عزت کے لیے قتل کرنا جائز ہے، سخت نادانی ہے.....

وہ لوگ (غازی علم الدین شہید، قاتل) جو قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں، وہ بھی مجرم ہیں اور اپنی قوم کے دشمن ہیں اور جو ان کی پیٹھ ٹھونکتا ہے، وہ بھی قوم کا دشمن ہے۔ میرے نزدیک تو اگر یہی شخص (راج پال کا) قاتل ہے جو گرفتار ہوا ہے تو اس کا سب سے بڑا خیر خواہ وہی ہو سکتا ہے جو اس کے پاس جاوے اور اسے سمجھائے کہ دنیاوی سزا تو تمہیں اب ملے گی ہی، لیکن قبل اس کے کہ وہ ملے، تمہیں چاہیے، خدا سے صلح کر لو۔ اس کی خیر خواہی اسی میں ہے کہ اسے (غازی علم الدین شہید کو) بتایا جائے کہ تم سے غلطی ہوئی ہے۔“

(خطبہ جمعہ مرزا محمود خلیفہ قادیان مندرجہ روزنامہ الفضل قادیان جلد 16 نمبر 82 صفحہ 9، 8 مورخہ 19 اپریل 1929ء)

(عکس صفحہ نمبر 784 پر)

دیکھ اپنی صفوں میں کھڑے رشدی کے مقلد
ابلیس کو ٹھہراتا ہے کیا مورد الزام

غرض کہ یہ قادیانی اصول قرار پایا کہ رسول اللہ ﷺ یا اہل بیت کی شان میں خواہ کتنی ہی بے ادبی اور گستاخی کی جائے، ضبط و تحمل سے کام لیا جائے، آف تک نہ کی جائے اور اگر کوئی اس سلسلہ میں غیرت ایمانی میں اپنی جان پر کھیل جائے تو اس کو اور اس کے ہمدردوں کو مجرم گردان کر مطعون کیا جائے..... لیکن مرزا قادیانی اور ان کے خاندان کے بارے میں یہ اصول بالکل الٹ گیا اور قرار پایا کہ قانونی چارہ جوئی کی جائے اور اگر جان بھی لی جائے تو اس کی تائید و تحسین کی جائے۔

قادیانی عہد

□ ”جماعت احمدیہ کو اس کے مخالفین خواہ کتنا ہی غلطی خوردہ سمجھیں، گمراہ قرار دیں، لیکن اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ یہ جماعت حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو خدا کا سچا

رسول اور نبی یقین کرتی ہے اور اس کا ہر ایک فرد سب سے اوّل دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اعلان کرتا ہوا جہاں یہ اقرار کرتا ہے کہ آپ کی تعلیم اور آپ کے احکام کے مقابلے میں وہ ساری دنیا کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔ وہاں یہ بھی عہد کرتا ہے کہ آپ کی حرمت اور آپ کی تقدیس کے لیے اگر اپنی جان بھی دینا پڑے گی تو دریغ نہیں کرے گا۔“
(روزنامہ الفضل قادیان جلد 17 نمبر 80 صفحہ 3 مورخہ 15 اپریل 1930ء)

خون کا آخری قطرہ

□ ”سب سے پہلی اور مقدم چیز جس کے لیے ہر احمدی کو اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے میں دریغ نہیں کرنا چاہیے وہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اور سلسلہ (قادیانیت) کی چمک ہے۔“
(قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر مندرجہ روزنامہ الفضل قادیان جلد 23 نمبر 43 صفحہ 5 مورخہ 20 اگست 1935ء)

حرامی اور بدکار آدمی

(75) ”بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے، یا نہیں؟ سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے، اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔“

(شہادت القرآن صفحہ 84، مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 785 پر)

View Proof

گورنمنٹ انگریزی کا رزق مقسوم

(76) ”تموڑا عرصہ گزرا ہے کہ بعض صاحبوں نے مسلمانوں میں۔۔۔ مضمون کی

بابت کہ جو حصہ سوم کے ساتھ گورنمنٹ انگریزی کے شکر کے بارے میں شامل ہے، اعتراض کیا اور بعض نے خطوط بھی بھیجے اور بعض نے سخت اور درشت لفظ بھی لکھے کہ انگریزی، عملداری کو دوسری عملداریوں پر کیوں ترجیح دی؟ لیکن ظاہر ہے کہ جس سلطنت کو اپنی شائستگی اور حسن انتظام کے رُو سے ترجیح ہو، اس کو کیونکر چھپا سکتے ہیں۔ خوبی باعتبار اپنی ذاتی کیفیت کے خوبی ہی ہے، گودہ کسی گورنمنٹ میں پائی جائے۔ الحکمة ضالة المؤمن الخ۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ اسلام کا ہرگز یہ اصول نہیں ہے کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہ کر اُس کا احسان اٹھاوے، اُس کے ظلِ حمایت میں باطن و آسائش رہ کر اپنا رزق مقسوم کھاوے۔ اُس کے انعامات متواترہ سے پرورش پاوے پھر اُسی پر عقرب کی طرح نیش چلاوے اور اُس کے سلوک اور مرؤت کا ایک ذرہ شکر نہ بجالاوے۔“

(براہین احمدیہ حصہ اول تا چہارم صفحہ 2، مندرجہ روحانی خزائن جلد 1، صفحہ 316 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 786 پر)

View Proof

بندوق کا جہاد؟

(77) ”جنگ سے مراد تلوار، بندوق کا جنگ نہیں۔ کیونکہ یہ تو سراسر نادانی اور خلاف ہدایت قرآن ہے جو دین کے پھیلانے کے لیے جنگ کیا جائے، اس جگہ جنگ سے ہماری مراد بانی مباحثات ہیں جو نرمی اور انصاف اور معقولیت کی پابندی کے ساتھ کیے جائیں۔ ورنہ ہم ان تمام مذہبی جنگوں کے سخت مخالف ہیں جو جہاد کے طور پر تلوار سے کیے جاتے ہیں۔“ (تریاق القلوب صفحہ 2، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 130 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 787 پر)

View Proof

سرد جو حق و باطل کی کارزار میں ہے
تو حرب و ضرب سے بیگانہ ہو تو کیا کہیے

دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ

(78) ”اب جھوڑو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آگیا مسج جو دیں کا امام ہے
 دیں کے لیے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
 اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
 اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
 دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
 منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

View Proof

(تحفہ گلروہ ضمیمہ صفحہ 42، مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 77، 78 از مرزا قادیانی)
 (عکس صفحہ نمبر 788، 789 پر)

نامور ادیب اور دانشور جناب پروفیسر یوسف سلیم چشتی لکھتے ہیں:

”اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے تلوار چلانا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی ممنوع تھا (“لا اکراه فی الدین”) اور آج بھی ممنوع ہے اور اسلام کی حمایت اور حفاظت کے لیے تلوار اٹھانا، ابتدائے اسلام میں بھی جائز تھا، آج بھی جائز ہے اور قیامت تک جائز رہے گا۔ مرزا قادیانی سے جو غلطی دانستہ یا نادانستہ طور پر سرزد ہوئی، وہ یہ تھی کہ اس نے اسلامی جہاد کے غلط معنی دنیا کے سامنے پیش کیے۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
 دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال

ان دونوں مصرعوں میں جو لفظ ”اب“ آیا ہے اگرچہ ادبی زاویہ نگاہ سے اس کی تکرار بہت مذموم ہے لیکن مرزا قادیانی کی، اسلام سے ناواقفیت کا ثبوت دینے کے لیے بہت کافی ہے یعنی ان کا مطلب یہ ہے کہ دین کے لیے جنگ و قتال پہلے جائز تھا اب جائز نہیں ہے۔ کس قدر عظیم الشان مغالطہ ہے جو اس نے دنیا کو دیا! کاش اسے تاریخ و فلسفہ اسلام سے واقفیت ہوتی! دین کی اشاعت کے لیے جہاد کرنا پہلے کب جائز تھا؟ جو تم آج ناجائز قرار دے رہے ہو؟ اسلام پہلے کب بذور شمشیر پھیلایا گیا جو آج تم ناصح مشفق بن کر اس کی ممانعت کر رہے ہو؟ اگر جوع الارض کو تسکین دینے کے لیے یا ملوکیت اور شہنشاہیت قائم کرنے کے لیے یا بے گناہ اقوام کو غلام بنانے کے لیے جہاد کیا جائے تو وہ جہاد ہی کب ہے؟ وہ تو غارت گری ہے۔ خود علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

جنگ شایان جہاں غارت گری است

جنگ مومن سب پیغمبری است

تعب ہوتا ہے تعلیم یافتہ قادیانی حضرات پر کہ یہ لوگ کیونکر اس سفسطہ کا شکار ہو سکتے ہیں؟ کیا قادیانیوں میں کوئی ایسا روشن خیال انسان نہیں جو اسلامی فلسفہ و تاریخ کا مطالعہ کر کے اس مغالطہ کی دلدل سے باہر نکل سکے؟ قرآن مجید کا مطالعہ کرنے سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو سکتی ہے کہ اسلام میں جہاد کا معنی اور مفہوم کیا ہے؟ جنگ اور قتال اگر اس کا محرک ہو، ملک گیری اور استعماری حکمت عملی ہو تو یہ بات اسلام میں کبھی بھی جائز نہ تھی۔ پھر مرزا قادیانی اپنے اس ”الہامی شعر“ میں کس چیز کو حرام قرار دے رہا ہے؟ اسی بات کو نا، جو پہلے ہی سے حرام ہے تو حرام کو حرام قرار دینا یہ کون سی دانشمندی ہے؟ اور اگر ان کا مطلب یہ ہے کہ خطرہ کے وقت بھی مسلمانوں کا اپنے مذہب کی حمایت میں تلوار اٹھانا حرام ہے تو وہ مذہب اسلام سے اپنی ناواقفیت کا ثبوت دے رہا ہے۔ ان دونوں صورتوں میں سے قادیانی حضرات جو صورت پسند کریں اختیار فرمائیں، مرزا قادیانی کی علمی اور مذہبی پوزیشن بہر حال حزرزل ہو جائے گی۔ اگر پہلی صورت صحیح ہے تو مرزا قادیانی مغالطہ کا مرکب ثابت ہوا اور دوسری صورت کو تسلیم کیا جائے تو اسلام کے اصولوں سے کورنا نظر آتا ہے۔

اسی لیے حکیم الامت علامہ اقبال نے مسلمانوں کو مرزا قادیانی اور مرزائیت دونوں کی غلط تعلیمات سے محفوظ کر لینے کے لیے اسرار خودی میں اس حقیقت کو آشکار فرما دیا ہے کہ اسلام میں جہاد کے معنی یہ ہیں کہ مسلمان کی زندگی کا مقصد وحید اعلائے کلمۃ اللہ ہے اور اگر کوئی طاقت مسلمان کو اس کے اس مذہبی فریضہ کی تکمیل سے باز رکھنا چاہے یا اس میں مزاحمت کرے تو وہ حق و صداقت کی حمایت میں تلوار اٹھا سکتا ہے۔ لیکن وہ جہاد جس کا مقصد جوع الارض ہو، تسخیر ممالک ہو یا قتل و غارت گری ہو اسلام میں بالکل حرام ہے۔ چنانچہ علامہ فرماتے ہیں:

ہر کہ خنجر بھر غیر اللہ کشید

تج او در سینہ او آرمید

اب جو شخص بھی مرزا قادیانی کے مذکورہ بالا شعر کو پڑھے گا وہ لامحالہ یہی سمجھے گا کہ دین کی اشاعت کے لیے پہلے اسلام میں جنگ و قتال جائز تھا یعنی نعوذ باللہ قرون اولیٰ میں اسلام کی اشاعت اس کے ماکیزہ اصولوں کی وجہ سے نہیں بلکہ تلوار کے زور سے ہوئی اور تیرہ

سوسال کے بعد جا کر مرزا قادیانی نے اس بات کو حرام قرار دیا ہے۔

معلوم نہیں مرزا قادیانی نے جہاد کے متعلق یہ غلط خیال کیوں پھیلایا۔ شاید حکومت برطانیہ کی نظروں میں عزت حاصل کرنے کے لیے، ورنہ یہ ایک حقیقت ہے کہ دین کی اشاعت کے لیے تلوار چلانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی جائز نہ تھا اور نہ قرآن مجید کی اس صریح آیت کی موجودگی میں (لا اکواہ فی الدین) کسی کو بزورِ شمشیر مسلمان کرنا جائز ہو سکتا ہے اور اسلام تو سرتاپا معقولیت پسند مذہب ہے۔ وہ کب اس بات کو روارکھ سکتا ہے کہ لوگوں کو تلوار کے زور سے مسلمان بنایا جائے۔

اگر دین کے لیے جنگ و قتال، مرزا قادیانی سے پہلے حلال ہوتا تو ڈاکٹر آرنلڈ جو ایک سچا مسیحی تھا اور یقیناً مسلم نہ تھا کس طرح اپنی مشہور کتاب ”پرچنگ آف اسلام“ مرتب کر سکتا تھا؟ اس کتاب میں اس منصف مزاج عیسائی نے اسلامی تاریخ کی بناء پر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچا دی ہے کہ اسلام اپنی ابتداء سے آج تک تلوار کے زور سے نہیں پھیلا۔“ (علامہ اقبال اور فتنہ قادیانیت از محمد متین خالد)

میں سچ سچ کہتا ہوں

(79) ”جب مسیح موعود ظاہر ہو جائے گا تو سنی جہاد اور مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ کیونکہ مسیح نہ تلوار اٹھائے گا اور نہ کوئی اور زمینی ہتھیار ہاتھ میں پکڑے گا بلکہ اُس کی دعا اُس کا حربہ ہوگا۔ اور اُس کی عقد ہمت اُس کی تلوار ہوگی۔ وہ صلح کی بنیاد ڈالے گا اور بکری اور شیر کو ایک ہی گھاٹ پر اکٹھے کرے گا۔ اور اس کا زمانہ صلح اور نرمی اور انسانی ہمدردی کا زمانہ ہوگا۔ ہائے افسوس! کیوں یہ لوگ غور نہیں کرتے کہ تیرہ سو برس ہوئے کہ مسیح موعود کی شان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے کلمہ بضع الحرب جاری ہو چکا ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ مسیح موعود جب آئیگا تو لڑائیوں کا خاتمہ کر دے گا۔ اور اسی کی طرف اشارہ اس قرآنی آیت کا ہے۔ تضع الحرب اوزارہا۔ یعنی اس وقت تک لڑائی کرو جب تک کہ مسیح کا وقت آجائے۔ یہی تضع الحرب اوزارہا ہے۔ دیکھو صحیح بخاری موجود ہے جو قرآن شریف کے بعد اصح الکتاب مانی گئی ہے۔ اس کو غور سے پڑھو۔ اے اسلام کے عالمو اور مولویو! میری بات

سنو! میں سچ کچ کہتا ہوں کہ اب جہاد کا وقت نہیں ہے۔ خدا کے پاک نبی کے مافرمان مت بنو۔ مسیح موعود جو آنے والا تھا آچکا اور اس نے حکم بھی دیا کہ آئندہ مذہبی جنگوں سے جو تلواریں اور کشت و خون کے ساتھ ہوتی ہیں، باز آ جاؤ تو اب بھی خوریزی سے باز نہ آنا اور ایسے وعظوں سے منہ بند نہ کرنا طریق اسلام نہیں ہے۔ جس نے مجھے قول کیا ہے وہ نہ صرف ان وعظوں سے منہ بند کرے گا بلکہ اس طریق کو نہایت بُرا اور موجب غضب الہی جانے گا۔“

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ 9.8 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 19.8 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 791، 790 پر)

View Proof

میں ایک حکم لے کر آیا ہوں

(80) ”دیکھو میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں، وہ یہ ہے کہ اب سے تلواریں کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔ اور یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی، بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے۔ صحیح بخاری کی اُس حدیث کو سوچو جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے۔ کہ یضع الحوب یعنی مسیح جب آئے گا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔ سو میں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ ان نیالائے کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں۔“

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ 15 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 15 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 792 پر)

View Proof

خلیفہ جو جنگ کا حکم نہ دے

(81) ”اور جس وقت کہ وعدہ مشابہت خلافت کے دونوں سلسلہ میں تھا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے نون ثقیلہ کے ساتھ موکد کیا گیا تھا، اس بات نے تقاضا کیا کہ سلسلہ محمدیہ کے آخر میں وہ خلیفہ آئے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی مانند ہو۔ کس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام کے خلیفوں میں سے آخری خلیفہ تھے۔ جیسا کہ بیان ہوا اور واجب ہوا کہ یہ خلیفہ جو خاتم الخلفاء ہے، قریش میں سے نہ ہو دے اور تلواریں نہ اٹھائے اور جنگ کا حکم

نہ کرے، تاکہ مشابہت پوری ہو جائے۔“

(خطبہ الہامیہ صفحہ 83، 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 83، 84، از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 793، 794 پر)

View Proof

دین کے لیے لڑنا حرام ہے

(82) ”اب سے زمینی جہاد بند ہو گیا ہے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا جیسا کہ حدیثوں میں پہلے لکھا گیا تھا کہ جب مسیح آئے گا تو دین کے لیے لڑنا حرام کیا جائے گا۔ سو آج سے دین کے لیے لڑنا حرام کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو دین کے لیے تلوار اٹھاتا ہے اور غازی نام رکھ کر کافروں کو قتل کرتا ہے، وہ خدا اور اس کے رسول کا، نافرمان ہے۔ صحیح بخاری کو کھولو اور اس حدیث کو پڑھو کہ جو مسیح موعود کے حق میں ہے یعنی یضع الحوب جس کے یہ معنی ہیں کہ جب مسیح آئے گا تو جہادی لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ سو مسیح آچکا اور یہی ہے جو تم سے بول رہا ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 401 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 795 پر)

View Proof

حالانکہ ارشادِ خداوندی ہے۔

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ. (البقرہ: 193)

ترجمہ: ”اور ان (کافروں) سے جنگ کرتے رہو حتیٰ کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور دین (یعنی زندگی اور بندگی کا نظام عملاً) اللہ ہی کے تابع ہو جائے۔“

حضور نبی اکرم ﷺ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا:

لَنْ يَبْرَحَ هَذَا الدِّينُ قَاتِلًا عَلَيْهِ عَصَابَةُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ
حتى تقوم الساعة. (صحیح مسلم)

”دین ہمیشہ قائم رہے گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت قیامت تک جہاد کرتی رہے گی۔“

خدا تعالیٰ کا الہام؟

(83) ”میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اول درجہ کا خیر خواہ

گورنمنٹ انگریزی کا ہوں کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اول درجہ کا بنا دیا ہے۔
(1) اول والد مرحوم کے اثر نے (2) دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے (3) تیسرے
خدا تعالیٰ کے الہام نے۔“

(تریاق القلوب صفحہ 363 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 491 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 796 پر)

View Proof

حقیقت قادیاں کی پوچھ لیجیے امن جوسی سے
نکوکاری کے پردے میں یہ کاری کا حیلہ ہے
یہ وہ قلیس ہے، ابلیس کو خود ناز ہے جس پر
مسلمانوں کو اس رندے نے اچھی طرح پھیلا ہے
پلی ہے مغربی تہذیب کے آغوشِ عشرت میں
نبوت بھی رسیا ہے، پیبر بھی رسیلا ہے
نصارت کی رضا جوئی ہے مقصد اس نبوت کا
اور ابطال جہاد انجام مقصد کا وسیلا ہے
(مولانا ظفر علی خاں)

جہاد، خدا کے حکم سے بند

جہاد کی ممانعت کے بارے مرزا قادیانی نے کہا:

(84) ”آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا، خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 408 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 797 پر)

قادیانیوں سے سوال ہے کہ وہ خدا کے اس حکم کی نشاندہی فرمادیں کہ جس سے وہ

View Proof

انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا، خدا کے حکم سے بند ہو گیا؟؟؟

حکوم کے الہام سے اللہ بچائے
عارف گر اقوام ہے وہ صورت چنگیز

جہاد ختم

(85) ”جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کیے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں بچوں اور بڑھوں اور عورتوں کو قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لیے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔“
(اربعین نمبر 4 صفحہ 101 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 443 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 798 پر)

View Proof

اسلام کے دو حصے

(86) ”سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں، یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں، دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے..... سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔“
(شہادت القرآن صفحہ 84، 85 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380، 381 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 800، 799 پر)

یہاں مرزا قادیانی نے ”ظالموں“ کا لفظ مسلمانوں کے لئے استعمال کیا حالانکہ مسلمان برطانوی سامراج کے منہجے استبداد میں بے بسی کی زندگی بسر کر رہے تھے اور اس حقیقت کا علم مرزا قادیانی کو بخوبی تھا۔

View Proof

اولی الامر سے مراد..... انگریز حکمران

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں کو ارشاد ہے:

”أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ.“ (النساء: 59)

(ترجمہ): ”اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی، اور اطاعت کرو رسول (ﷺ) کی اور حاکموں کی جو تم میں سے ہوں۔“

مرزا قادیانی نے اس آیت کی تشریح میں لکھا:

(87) ”جسمانی سلطنت میں بھی یہی خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک قوم میں ایک امیر اور بادشاہ ہو اور خدا کی لعنت ان لوگوں پر ہے جو تفرقہ پسند کرتے ہیں اور ایک امیر کے تحت حکم نہیں چلتے۔ حالانکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے۔ اسی لیے میری فصاحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں۔“

(ضرورۃ الامام صفحہ 23 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 493 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 801 پر) **View Proof**

قرآن مجید نے تو خدا، رسول ﷺ اور جماعت مومنین میں سے ان حکام کی اطاعت کو فرض قرار دیا ہے جنہیں کچھ اختیارات تفویض کیے گئے ہوں۔ لیکن مرزا قادیانی نے قرآن کریم کی معنوی تخریف کر کے کفار کی اطاعت کو فرض قرار دے دیا۔ مرزا قادیانی سے تو جرمنی کا مشہور و معروف شاعر گوٹے بھی قرآن دانی میں کہیں آگے تھا اور اس کی سوچ اسلام کے مطابق تھی۔ مرزا قادیانی اپنے دعویٰ نبوت کے باوجود انگریز کی اطاعت کے شرک میں سر تاپا غرق تھا لیکن گوٹے نے جب قرآن حکیم پڑھا تو بے اختیار پکار اٹھا ”اس کا پڑھنے والا کبھی کسی کا غلام نہیں ہو سکتا۔“

مرزا قادیانی نے قرآنی آیت کا صرف اتنا حصہ لیا جس کو وہ توڑ مروڑ سکتا تھا اور آیت کے اس حصے کو چھوڑ دیا جو اس کی مذکورہ تخریف کا بھانڈا بیچ چورا ہے پھوڑ دیتا ہے۔ پوری آیت یہ ہے:

”یاایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر

منکم فان تنازعتم فی شئء فردوه الی اللہ والرسول ان

کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر ذلک خیر و احسن

تاویلاہ (النساء: 59)

ترجمہ: اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو (اپنے
ذیشان) رسول کی اور حاکموں کی جو تم میں سے ہوں پھر اگر جھگڑنے لگو
تم کسی چیز میں تو لوٹا دو اسے اللہ اور (اپنے) رسول (کے فرمان) کی
طرف اگر تم ایمان رکھتے ہو، اللہ پر اور روز قیامت پر یہی بہتر ہے اور
بہت اچھا ہے اس کا انجام۔“

آیت کا خط کشیدہ فقرہ مرزا قادیانی کمال عیاری سے چھوڑ گیا کیونکہ یہ وہ ہڈی تھی
جو اس کے حلق سے اتر نہ سکتی تھی۔ سوال یہ ہے کہ اگر انگریز اولی الامر تھے تو ان سے نزاع
کی صورت میں کس کی طرف رجوع کیا جاتا؟ ظاہر ہے کہ انگریز تو مسلمانوں کے خدا اور رسول
کریم ﷺ کو مانتے نہیں تھے۔ لہذا مسلمانوں کے خدا اور رسول کی طرف تو رجوع ہو نہیں سکتا
تھا۔ شاید ایسی صورت میں مرزا قادیانی کے ذہن میں خدا اور رسول سے مراد ملکہ برطانیہ اور
سیکرٹری آف سٹیٹ ہوں کیونکہ انگریز کی حکومت میں تو انہی کی طرف رجوع ہو سکتا تھا۔

شورش فقیہہ شہر کے چہرے کی ”آب و تاب“

قرآن کی آیتوں کے لہو کی دلیل ہے

انگریز کا عہد سیاسی شرک کا دور تھا کیونکہ انگریز کی حکومت غیر اللہ کی حکومت تھی۔
انگریز کو اولی الامر میں داخل کرنا قرآن حکیم کی وہ بدترین تحریف ہے جس سے برا تغیر و تبدل
شاید یہودیوں نے بھی توریت میں نہ کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے اس قدر بے خونی.....؟ نبوت تو
کجا اس دیدہ دلیری کے ساتھ تو مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی میل نہیں کھاتا۔ معلوم نہیں
قادیانیوں کے پاس اس کا کیا جواب ہے؟ حالانکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

رسول دنیا میں مطیع ہو کر نہیں آتا

(88) ”خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کوئی رسول دنیا میں مطیع اور محکوم ہو کر نہیں آتا

بلکہ وہ مطاع اور صرف اپنی اس وحی کا مفعول ہوتا ہے جو  پر بذریعہ جبرئیل نازل ہوتی ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 576 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 411 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 802 پر)

نیا فرقہ

(89) ”میں خدا سے پاک الہام پا کر یہ چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کے اخلاق اچھے ہو جائیں اور وحشیانہ عادات دور ہو جائیں اور نفسانی جذبات سے ان کے سینے دھوئے جائیں۔ اور ان میں آہستگی اور سنجیدگی اور حلم اور میانہ روی اور انصاف پسندی پیدا ہو جائے۔ اور یہ اپنی اس گورنمنٹ کی ایسی اطاعت کریں کہ دوسروں کے لیے نمونہ بن جائیں اور یہ ایسے ہو جائیں کہ کوئی بھی فساد کی رگ ان میں باقی نہ رہے۔ چنانچہ کسی قدر یہ مقصود مجھے حاصل بھی ہو گیا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ دس ہزار یا اس سے بھی زیادہ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو میری ان پاک تعلیموں کے دل سے پابند ہیں اور یہ نیا فرقہ مگر گورنمنٹ کے لیے نہایت مبارک فرقہ برٹش انڈیا میں زور سے ترقی کر رہا ہے۔ اگر مسلمان ان تعلیموں کے پابند ہو جائیں تو میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ فرشتے بن جائیں اور اگر وہ اس گورنمنٹ کی سب قوموں سے بڑھ کر خیر خواہ ہو جائیں تو تمام قوموں سے زیادہ خوش قسمت ہو جائیں۔ اگر وہ مجھے قبول کر لیں اور مخالفت نہ کریں تو یہ سب کچھ انھیں حاصل ہوگا۔“

(تربیان القلوب صفحہ 264، 265 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 492، 493 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 803، 804 پر)

View Proof

فرقہ احمدیہ

(90) ”اس فرقہ کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ اس لیے رکھا گیا کہ ہمارے نبی ﷺ کے دو نام تھے۔ ایک محمد ﷺ۔ دوسرا احمد ﷺ۔ اور اسم محمد جلالی نام تھا۔ اور اس میں یہ غلطی پیش کوئی تھی کہ آنحضرت ﷺ ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دیں گے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صداہا مسلمانوں کو قتل کیا۔ لیکن اسم احمد جمالی نام تھا، جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت ﷺ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے۔“

سو خدا نے ان دونوں ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اول آنحضرت ﷺ کی مکہ کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر اور ہیکبائی کی تعلیم تھی۔ اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمد کا ظہور ہوا۔ اور مخالفتوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔ لیکن یہ

پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کرے گا۔ اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔“
(تریاق القلوب صفحہ 399، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 527 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 805 پر)

[View Proof](#)

قادیانیت، فرقہ جدیدہ

(91) ”میں گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ فرقہ جدیدہ جو برٹش انڈیا کے اکثر مقامات میں پھیل گیا ہے جس کا میں پیشوا اور امام ہوں۔ گورنمنٹ کے لیے ہرگز خطرناک نہیں ہے اور اس کے اصول ایسے پاک اور صاف اور امن بخش اور صلح کاری کے ہیں کہ تمام اسلام کے موجودہ فرقوں میں اس کی نظیر گورنمنٹ کو نہیں ملے گی۔ جو ہدایتیں اس فرقہ کے لیے میں نے مرتب کی ہیں جن کو میں نے ہاتھ سے لکھ کر اور چھاپ کر ہر ایک مرید کو دیا ہے کہ ان کو اپنا دستور العمل رکھے۔ وہ ہدایتیں میرے اس رسالہ میں مندرج ہیں جو 12 جنوری 1889ء میں چھپ کر عام مریدوں میں شائع ہوا ہے جس کا نام بحکیل تبلیغ مع شرائط بیعت ہے۔“
(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 195 طبع جدیدہ، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 806 پر)

[View Proof](#)

برٹش گورنمنٹ کا وفادار اور جانثار فرقہ

(92) ”میں زور سے کہتا ہوں اور میں دعویٰ سے گھرنٹ کی خدمت میں اعلان دیتا ہوں کہ باعتبار مذہبی اصول کے مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ کا اول درجہ کا وفادار اور جانثار بھی نیا فرقہ ہے جس کے اصولوں میں سے کوئی اصول گھرنٹ کے لیے خطرناک نہیں۔“
(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 193 طبع جدیدہ، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 807 پر)

[View Proof](#)

ایک نیا فرقہ

(93) ”چونکہ مسلمانوں کا ایک نیا فرقہ جس کا پیشوا اور امام اور پیر یہ راقم ہے پنجاب

اور ہندوستان کے اکثر شہروں میں زور سے پھیلتا جاتا ہے اور بڑے بڑے تعلیم یافتہ مہذب لہر معزز عہدہ دار اور نیک نام رئیس اور تاجر پنجاب اور ہندوستان کے اس فرقہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں اور عموماً پنجاب کے شریف مسلمانوں کے نو تعلیم یاب جیسے بی اے اور ایم اے، اس فرقہ میں داخل ہیں اور داخل ہو رہے ہیں اور یہ ایک گروہ کثیر ہو گیا ہے جو اس ملک میں روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ اس لیے میں نے قرین مصلحت سمجھا کہ اس فرقہ جدیدہ اور نیز اپنے تمام حالات سے جو اس فرقہ کا پیشوا ہوں، حضور لقیٹ گورنر بہادر کو آگاہ کروں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 188 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 808 پر) فرقہ داریت دین کے لئے زہر قاتل ہے۔ اسلام اس کی شدید مذمت کرتا ہے۔ حیرانی ہے کہ مرزا قادیانی ”فرقہ احمدیہ“ کے نام سے ایک نیا فرقہ بنا کر کس قدر اترارہا ہے۔ اسے یہ بھی نہیں معلوم کہ جو شخص اسلام میں کوئی فرقہ بناتا ہے، قرآن مجید اُسے مشرک گردانتا ہے جیسا کہ اس آیت سے واضح ہے۔

View Proof

□ مُبَيِّنَ إِلَيْهِ وَآثْقُوهُ وَآقِمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيعًا كُلُّ

جَزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۝ (الروم: 31، 32)

ترجمہ: ”(اے غلامانِ مصطفیٰ ﷺ تم بھی اپنا رخ اسلام کی طرف کرلو) اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اور ڈرو اس سے اور قائم کرو نماز کو اور نہ ہو جاؤ (ان) مشرکوں میں سے، جنہوں نے پارہ پارہ کر دیا اپنے دین کو اور خود فرقہ فرقہ ہو گئے۔ ہر گروہ جو اس کے پاس ہے، وہ اسی پر خوش ہے۔“

ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ کرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو فرقہ داریت پھیلانے والوں سے لاتعلقی رہنے کا ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيعًا أُولَٰئِكَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ
أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝

(الانعام: 159)

ترجمہ: ”بے شک وہ جنہوں نے تفرقہ ڈالا اپنے دین میں اور ہو گئے کئی کئی فرقے (اے

محبوب!) نہیں ہے آپ کا ان سے کوئی تعلق۔ ان کا معاملہ صرف اللہ ہی کے حوالے ہے پھر وہ بتائے گا انہیں جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔“

مرزا قادیانی کی تعلیمات سے انسان کھسرا بن جاتا ہے

(94) ”یہ نیا فرقہ مگر گورنمنٹ کے لیے نہایت مبارک فرقہ برٹش انڈیا میں زور سے ترقی کر رہا ہے۔ اگر مسلمان ان تعلیموں کے پابند ہو جائیں تو میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ فرشتے بن جائیں۔ اور اگر وہ اس گورنمنٹ کی سب قوموں سے بڑھ کر خیر خواہ ہو جائیں تو تمام قوموں سے زیادہ خوش قسمت ہو جائیں۔ اگر وہ مجھے قبول کر لیں اور مخالفت نہ کریں تو یہ سب کچھ انہیں حاصل ہوگا اور ایک نیکی اور پاکیزگی کی روح ان میں پیدا ہو جائے گی۔ اور جس طرح ایک انسان خوجہ ہو کر گندے شہوات کے جذبات سے الگ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح میری تعلیم سے ان میں تبدیلی پیدا ہوگی۔“

View Proof

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 357، 358 طبع جدید، از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 810، 809 پر)

۔ خواجگی میں کوئی مشکل نہیں رہتی باقی

پختہ ہو جاتے ہیں جب خوجے غلامی میں غلام!

باادب گذارش!

(95) ”اے قادر خدا! اس گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کو ہماری طرف سے ٹیک جزا دے اور اس سے نیکی کر جیسا کہ اس نے ہم سے نیکی کی۔ آمین!“

کشف الغطاء یعنی ایک اسلامی فرقہ کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے بخسور گورنمنٹ عالیہ اس فرقہ کے حالات اور خیالات کے بارے میں اطلاع اور نیز اپنے خاندان کا کچھ ذکر اور اپنے مشن کے اصولوں اور ہدایتوں اور تعلیموں کا بیان اور نیز ان لوگوں کی خلاف ذائقہ باتوں کا رد جو اس فرقہ کی نسبت غلط خیالات پھیلاتے ہیں اور یہ مؤلف تاج عزت جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈال کر بخدمت

گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کے اعلیٰ افسروں اور معزز حکام کے بادوب گزاریش کرتا ہے کہ براہ
غریب پروری و کرم گستری اس رسالہ کو اول سے آخر تک پڑھا جائے یا سن لیا جائے۔“
(کشف الغطاء ٹائٹل پیج مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 177 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 811 پر)

[View Proof](#)

ملکہ معظمہ کا واسطہ

(96) ”میں تاج عزت عالیجناب حضرت مکرمہ معظمہ قیسرہ ہند دام اقبالہا کا
واسطہ ڈالتا ہوں کہ اس رسالے کو ہمارے عالی مرتبہ حکام توجہ سے اول سے آخر تک پڑھیں۔“
(کشف الغطاء صفحہ 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 179 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 812 پر)

[View Proof](#)

پانی پانی کر مئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ من تیرا نہ تن

ستارہ قیسرہ

”ستارہ قیسرہ“ مرزا قادیانی کا ایک خط ہے جو اس نے 25 مئی 1897ء کو ملکہ
وکتوریہ (ولیمہ برطانیہ) کی ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر تحریر کیا۔ بعد ازاں 20 جون 1897ء کو
قادیان میں ملکہ وکتوریہ کی ڈائمنڈ جوبلی کی تقریب پر جلسہ بھی کیا گیا جس میں مرزا قادیانی
نے ملکہ کی شان میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے۔ دنیا میں ذلیل سے ذلیل تر خوشامدی
بھی کسی شخص کی ایسے خوشامد نہیں کرے گا جو ماہر چالوسیات مرزا قادیانی نے ایک کافرہ
عورت کی شان میں کی۔ اس کا ایک ایک لفظ قادیانیت کی ذلت و رسوائی پر خدائی مہر ہے۔
”ستارہ قیسرہ“ کے صفحات کا عکس پڑھ کر آپ خود اعجازہ کریں کہ کیا کوئی شریف آدمی
کسی کی اتنی چالوسی کر سکتا ہے چہ جائیکہ نبوت کا دعویدار..... (معاذ اللہ) اس کے تصور

سے بھی ہماری روح کا نعتی ہے۔ ہمارے خیال میں اس خط کا عنوان ”ستارہ قیصرہ“ کے بجائے ”بادشاہیاں قائم رہیں تے بھاگ لگے رہیں“ ہونا چاہیے تھا۔ ملاحظہ کیجیے.....!

”الحمد لله والمنه

(97)

کہ

یہ رسالہ مبارکہ جس میں حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ دام اقبالہا کی برکات کا ذکر ہے۔ اور یہ بیان ہے کہ جناب ملکہ محمودہ کے عہد عدالت مہد میں اور ان کے نہایت روشن ستارہ کی تاثیر سے انواع اقسام کی زمینی اور آسمانی برکتیں ظہور میں آئی ہیں۔ منطبع ہو کر انہی وجوہ کی مناسبت سے نام اس کا

ستارہ قیصرہ

رکھا گیا۔

بھضور عالی شان قیصرہ ہند ملکہ معظمہ

شہنشاہ ہندوستان و انگلستان

ادام اللہ اقبالہا

سب سے پہلے یہ دعا ہے کہ خدائے قادر مطلق اس ہماری عالی جاہ قیصرہ ہند کی عمر میں بہت بہت برکت بخشے اور اقبال اور جاہ و جلال میں ترقی دے اور عزیزوں اور فرزندوں کی عافیت سے آنکھ ٹھنڈی رکھے۔ اس کے بعد اس عریفہ کے لکھنے والا جس کا نام مرزا غلام احمد قادیانی ہے جو پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان نام میں رہتا ہے جو لاہور سے تحینہ بقا صلا ستر میل مشرق اور شمال کے گوشہ میں واقع اور گورداسپورہ کے ضلع میں ہے۔ یہ

عرض کرتا ہے کہ اگرچہ اس ملک کے عموماً تمام رہنے والوں کو بوجہ ان آراموں کے جو حضور قیصرہ ہند کے عدل عام اور رعایا پروری اور داد گستری سے حاصل ہو رہے ہیں اور بوجہ ان تدابیر امن عامہ اور تجاویز آسائش جمیع طبقات رعایا کے جو کروڑہا روپیہ کے خرچ اور بے انتہا فیاضی سے ظہور میں آئی ہیں، جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا سے بقدر اپنی فہم اور عقل اور شناخت احسان کے درجہ بدرجہ محبت اور دلی اطاعت ہے اور بجز بعض قلیل الوجود افراد کے جو میں گمان کرتا ہوں کہ در پردہ کچھ ایسے بھی ہیں جو وحشیوں اور درندوں کی طرح بسر کرتے ہیں لیکن اس عاجز کو بوجہ اس معرفت اور علم کے جو اس گورنمنٹ عالیہ کے حقوق کی نسبت مجھے حاصل ہے۔ جس کو میں اپنے رسالہ تحفہ قیصریہ میں مفصل لکھ چکا ہوں۔ وہ اعلیٰ درجہ کا اخلاص اور محبت اور جوش اطاعت حضور ملکہ معظمہ اور اس کے معزز انسروں کی نسبت حاصل ہے جو میں ایسے الفاظ نہیں پاتا جن میں اس اخلاص کا اندازہ بیان کر سکوں۔ اسی سچی محبت اور اخلاص کی تحریک سے جشن شصت سالہ جو ملی کی تقریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصرہ ہند دام اقبالہا کے نام سے تالیف کر کے اور اس کا نام تحفہ قیصریہ رکھ کر جناب ممدوحہ کی خدمت میں بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے عزت دی جائے گی۔ اور امید سے بڑھ کر میری سرفرازی کا موجب ہوگا اور اس امید اور یقین کا موجب حضور قیصرہ ہند کے وہ اخلاق فاضلہ تھے جن کی تمام ممالک مشرقیہ میں دھوم ہے اور جو جناب ملکہ معظمہ کے وسیع ملک کی طرح وسعت اور کشادگی میں ایسے پیش ہیں جو ان کی نظیر دوسری جگہ تلاش کرنا خیال محال ہے۔ مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی میں ممنون نہیں کیا گیا اور میرا کائنات ہرگز اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ وہ ہدیہ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ حضور ملکہ معظمہ میں پیش ہوا ہو۔ اور پھر میں اس کے جواب سے ممنون نہ کیا جاؤں۔ یقیناً کوئی اور باعث ہے جس میں جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کے ارادہ اور مرضی اور علم کو کچھ دخل نہیں لہذا اس حسن ظن نے جو میں حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں۔ دوبارہ مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ کی طرف جناب ممدوحہ کو توجہ دلاؤں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں۔ اسی غرض سے یہ عریضہ روانہ کرتا ہوں اور میں حضور عالی حضرت جناب قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں یہ چند الفاظ بیان کرنے کے لیے جرات کرتا ہوں کہ میں پنجاب کے ایک معزز خاندان مغلیہ میں سے ہوں اور سکھوں

کے زمانہ سے پہلے میرے بزرگ ایک خود مختار ریاست کے والی تھے اور میرے پردادا صاحب مرزا گل محمد اس قدردانا اور مدبر اور عالی ہمت اور نیک مزاج اور ملک داری کی خوبیوں سے موصوف تھے کہ جب دہلی کے چٹنائی بادشاہوں کی سلطنت باعث نالیاقتی اور عیاشی اور سستی اور کم ہمتی کے کمزور ہو گئے تو بعض وزراء اس کوشش میں لگے تھے کہ مرزا صاحب موصوف کو جو تمام شرائط بیدار مغزی اور رعایا پروری کے اپنے اندر رکھتے تھے اور خاندان شاعی میں سے تھے، دہلی کے تخت پر بٹھایا جائے لیکن چونکہ چٹنائی سلاطین کی قسمت اور عمر کا پیالہ لبریز ہو چکا تھا، اس لیے یہ تجویز عام منظوری میں نہ آئی اور ہم پر سکھوں کے عہد میں بہت سی سختیاں ہوئیں اور ہمارے بزرگ تمام دیہات ریاست سے بے دخل کر دیے گئے اور ایک ساعت بھی امن کی نہیں گزرتی تھی اور انگریزی سلطنت نے قدم مبارک کے آنے سے پہلے ہی ہماری تمام ریاست خاک میں مل چکی تھی اور صرف پانچ گاؤں باقی رہ گئے تھے اور میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم جنھوں نے سکھوں کے عہد میں بڑے بڑے خدمات دیکھے تھے۔ انگریزی سلطنت کے آنے کے ایسے خطر تھے جیسا کہ کوئی سخت پیا سا پانی کا خطر ہوتا ہے اور پھر جب گورنمنٹ انگریزی کا اس ملک پر دخل ہو گیا تو وہ اس نعمت یعنی انگریزی حکومت کی قائمی سے ایسے خوش ہوئے کہ گویا ان کو ایک جواہرات کا خزانہ مل گیا اور وہ سرکار انگریزی کے بڑے خیر خواہ جاں نثار تھے۔ اسی وجہ سے انھوں نے ایام غدر 1857ء میں پچاس گھوڑے مع سواران بہم پہنچا کر سرکار انگریزی کو بطور مدد دیے تھے اور وہ بعد اس کے بھی ہمیشہ اس بات کے لیے مستعد رہے کہ اگر پھر بھی کسی وقت ان کی مدد کی ضرورت ہو تو بدل و جان اس گورنمنٹ کو مدد دیں۔ اور اگر 1857ء کے غدر کا کچھ اور بھی طول ہوتا تو وہ سوار تک اور بھی مدد دینے کو تیار تھے۔ غرض اس طرح ان کی زندگی گزری اور پھر ان کے انتقال کے بعد یہ عاجز دنیا کے شغلوں سے بالکل علیحدہ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف مشغول ہوا۔ اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی، وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کیے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا

دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا، اشاعت کر دی گئی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیے جو نا فہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا اور میں اس قدر خدمت کر کے جو بائیس برس تک کرتا رہا ہوں۔ اس محسن گورنمنٹ پر کچھ احسان نہیں کرتا کیونکہ مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ اس بابرکت گورنمنٹ کے آنے سے ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ایک لوہے کے جلتے ہوئے تنور سے نجات پائی ہے۔ اس لیے میں مع اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ یا الہی! اس مبارک قیصرہ ہند دام ملکہ کو دیرگاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ۔ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کر۔

میں نے تحفہ قیصریہ میں جو حضور قیصرہ ہند کی خدمت میں بھیجا گیا۔ یہی حالات اور خدمات اور دعوات گزارش کیے تھے اور میں اپنی جناب ملکہ معظمہ کے اخلاق وسیعہ پر نظر رکھ کر ہر روز جواب کا امیدوار تھا اور اب بھی ہوں۔ میرے خیال میں یہ غیر ممکن ہے کہ میرے جیسے دعا گو کا وہ عاجزانہ تحفہ جو بوجہ کمال اخلاص خون دل سے لکھا گیا تھا۔ اگر وہ حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پیش ہوتا، تو اس کا جواب نہ آتا بلکہ ضرور آتا ضرور آتا۔ اس لیے مجھے بوجہ اس یقین کے کہ جناب قیصرہ ہند کے پڑحمت اخلاق پر کمال وثوق سے حاصل ہے۔ اس یاد دہانی کے عریضہ کو لکھنا پڑا۔ اور اس عریضہ کو نہ صرف میرے ہاتھوں نے لکھا بلکہ میرے دل نے یقین کا بھرا ہوا زور ڈال کر ہاتھوں کو اس پڑارادت خط کے لکھنے کے لیے چلایا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خیر اور عافیت اور خوشی کے وقت میں خدا تعالیٰ اس خط کو حضور قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پہنچا دے اور پھر جناب مہودہ کے دل میں الہام کرے کہ وہ اس کچی محبت اور سچے اخلاص کو جو حضرت موصوفہ کی نسبت میرے دل میں ہے۔ اپنی پاک فراست سے شناخت کر لیں اور رعیت پروری کے رو سے مجھے پر رحمت جواب سے ممنون فرما دیں اور میں اپنی عالی شان جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی عالی خدمت میں اس خوشخبری کو پہنچانے کے

لیے بھی مامور ہوں کہ جیسا کہ زمین پر اور زمین کے اسباب سے خدا تعالیٰ نے اپنی کمال رحمت اور کمال مصلحت سے ہماری قیصرہ ہند دام اقبالہا کی سلطنت کو اس ملک اور دیگر ممالک میں قائم کیا ہے تاکہ زمین کو عدل اور امن سے بھرے۔ ایسا ہی اس نے آسمان سے ارادہ فرمایا ہے کہ اس شہنشاہ مبارکہ قیصرہ ہند کے دلی مقاصد کو پورا کرنے کے لیے جو عدل اور امن اور آسودگی عامہ خلافت اور رفع فساد اور تہذیب اخلاق اور وحشیانہ حالتوں کا دور کرنا ہے۔ اس کے عہد مبارک میں اپنی طرف سے اور غیب سے اور آسمان سے کوئی ایسا روحانی انتظام قائم کرے جو حضور ملکہ معظمہ کے دلی اغراض کو مدد دے اور جس امن اور عافیت اور صلح کاری کے باغ کو آپ لگانا چاہتی ہیں۔ آسمانی آپاشی سے اس میں امداد فرمادے۔ سو اس نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق جو مسیح موعود کے آنے کی نسبت تھا۔ آسمان سے مجھے بھیجا ہے۔ تا میں اس مرد خدا کے رنگ میں ہو کر جو بیت اللحم میں پیدا ہوا اور ناصربہ میں پرورش پائی۔ حضور ملکہ معظمہ کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول ہوں اس نے مجھے بے انتہا برکتوں کے ساتھ چھوڑا اور اپنا مسیح بنایا تا وہ ملکہ معظمہ کے پاک اغراض کو خود آسمان سے مدد دے۔

اے قیصرہ مبارکہ خدا تجھے سلامت رکھے۔ اور تیری عمر اور اقبال اور کامرانی سے ہمارے دلوں کو خوشی پہنچا دے اس وقت تیرے عہد سلطنت میں جو نیک نعتی کے نور سے بھرا ہوا ہے۔ مسیح موعود کا آنا خدا کی طرف سے یہ گواہی ہے کہ تمام سلاطین میں سے تیرا وجود امن پسندی اور حسن انتظام اور ہمدردی رعایا اور عدل اور داد گستری میں بڑھ کر ہے۔ مسلمان اور عیسائی دونوں فریق اس بات کو مانتے ہیں کہ مسیح موعود آنے والا ہے۔ مگر اسی زمانہ اور عہد میں جبکہ بھیڑیا اور بکری ایک ہی گھاٹ میں پانی پئیں گے اور سانپوں سے بچے کھلیں گے۔ سوائے ملکہ مبارکہ معظمہ قیصرہ ہند وہ تیرا ہی عہد اور تیرا ہی زمانہ ہے۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جو تعصب سے خالی ہو، وہ سمجھ لے، اے ملکہ معظمہ! یہ تیرا ہی عہد سلطنت ہے جس نے درعدوں اور غریب چرندوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ راست باز جو بچوں کی طرح ہیں، وہ شریر سانپوں کے ساتھ کھیلتے ہیں اور تیرے پڑامن سایہ کے نیچے کچھ بھی ان کو خوف نہیں۔ اب تیرے عہد سلطنت سے زیادہ پڑامن اور کونسا عہد سلطنت ہوگا جس میں مسیح موعود آئے گا۔ اے ملکہ معظمہ! تیرے وہ پاک ارادے ہیں جو آسمانی مدد کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ اور تیری نیک نعتی کی کشش ہے۔ جس سے آسمان رحمت کے ساتھ زمین کی طرف جھٹکا جاتا ہے۔ اس

لیے تیرے عہد سلطنت کے سوا اور کوئی بھی عہد سلطنت ایسا نہیں ہے جو مسیح موعود کے ظہور کے لیے موزوں ہو، سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا۔ کیونکہ نور نور کو اپنی طرف کھینچتا اور تاریکی تاریکی کو کھینچتی ہے۔ اے مبارک اور بااقبال ملکہ زمان! جن کتابوں میں مسیح موعود کا آنا لکھا ہے۔ ان کتابوں میں صریح تیرے پُر امن عہد کی طرف اشارات پائے جاتے ہیں مگر ضرور تھا کہ اسی طرح مسیح موعود دنیا میں آتا۔ جیسا کہ ایلیا بنی یوحنا کے لباس میں آیا تھا یعنی یوحنا ہی اپنی خواہر طبیعت سے خدا کے نزدیک ایلیا بن گیا۔ سو اس جگہ بھی ایسا ہی ہوا کہ ایک کو تیرے بابرکت زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کی خواہر طبیعت دی گئی۔ اس لیے وہ مسیح کہلایا اور ضرور تھا کہ وہ آتا کیونکہ خدا کے پاک نوشتوں کا ملنا ممکن نہیں۔ اے ملکہ معظمہ، اے تمام رعایا کی فخریہ، قدیم سے عادت اللہ ہے کہ جب شاہ وقت نیک نیت اور رعایا کی بھلائی چاہنے والا ہو تو وہ جب اپنی طاقت کے موافق امن عامہ اور نیکی پھیلانے کے انتظام کر چکتا ہے اور رعیت کی اندرونی پاک تبدیلیوں کے لیے اس کا دل درد مند ہوتا ہے۔ تو آسمان پر اس کی مدد کے لیے رحمت الہی جوش مارتی ہے اور اس کی ہمت اور خواہش کے مطابق کوئی روحانی انسان زمین پر بھیجا جاتا ہے اور اس کا دل ریفارمر کے وجود کو اس عادل بادشاہ کی نیک نیتی اور ہمت اور ہمدردی عامہ خلافت پیدا کرتی ہے۔ یہ تب ہوتا ہے کہ جب ایک عادل بادشاہ ایک زمینی منہی کی صورت میں پیدا ہو کر اپنی کمال ہمت اور ہمدردی بنی نوع کے رو سے طبعاً ایک آسانی منہی کو چاہتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں ہوا کیونکہ اس وقت کا قیصر روم ایک نیک نیت انسان تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ زمین پر ظلم ہو اور انسانوں کی بھلائی اور نجات کا طالب تھا۔ تب آسمان کے خدا نے وہ روشنی بکھینچی والا چاند ناصرہ کی زمین سے چڑھایا یعنی عیسیٰ مسیح۔ تا جیسا کہ ناصرہ کے لفظ کے معنی عبرانی میں طراوت اور تازگی اور سرسبزی ہے۔ یہی حالت انسانوں کے دلوں میں پیدا کرے سوائے ہماری پیاری قیصرہ ہند خدا تجھے دیرگاہ تک سلامت رکھے۔ تیری نیک نیتی اور رعایا کی نئی ہمدردی اس قیصر روم سے کم نہیں ہے۔ بلکہ ہم زور سے کہتے ہیں کہ اس سے بہت زیادہ ہے کیونکہ تیری نظر کے نیچے جس قدر غریب رعایا ہے۔ جس کی تو اے معظمہ قیصرہ ہمدردی کرنا چاہتی ہے اور جس طرح تو ہر ایک پہلو سے اپنی عاجز رعیت کی خیر خواہ ہے۔ اور جس طرح تو نے اپنی خیر خواہی اور رعیت پروری کے نمونے دکھائے ہیں۔ یہ کمالات اور برکات گزشتہ

قیصروں میں سے کسی میں بھی نہیں پائے جاتے۔ اس لیے تیرے ہاتھ کے کام جو سراسر نیکی اور
 نیازی سے رنگین ہیں۔ سب سے زیادہ اس بات کو چاہتے ہیں کہ جس طرح تو اے ملکہ
 معظمہ اپنی تمام رعیت کی نجات اور بھلائی اور آرام کے لیے درد مند ہے۔ اور رعیت پروردی
 کی تدبیروں میں مشغول ہے۔ اسی طرح خدا بھی آسمان سے تیرا ہاتھ بٹا دے۔ سو یہ مسیح موعود
 جو دنیا میں آیا۔ تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے خدا
 نے تیرے عہد سلطنت میں دنیا کے درد مندوں کو یاد کیا اور آسمان سے اپنے مسیح کو بھیجا اور وہ
 تیرے ہی ملک میں اور تیری ہی حدود میں پیدا ہوا دنیا کے لیے یہ ایک گواہی ہو کہ تیری زمین
 کے سلسلہ عدل نے آسمان کے سلسلہ عدل کو اپنی طرف کھینچا اور تیرے رحم کے
 سلسلہ نے آسمان پر ایک رحم کا سلسلہ بپا کیا اور چونکہ اس مسیح کا پیدا ہونا حق اور باطل کی
 تفریق کے لیے دنیا پر ایک آخری حکم ہے جس کے رو سے مسیح موعود حکم کہلاتا ہے اس لیے
 ناصرہ کی طرح جس میں تازگی اور سرسبزی کے زمانہ کی طرف اشارہ تھا اس مسیح کے گاؤں کا نام
 اسلام پور قاضی ماجھی رکھا گیا۔ تا قاضی کے لفظ سے خدا کے اس آخری حکم کی طرف اشارہ
 ہو۔ جس سے برگزیدوں کو دائمی فضل کی بشارت ملتی ہے اور تا مسیح موعود کا نام جو حکم ہے۔ اس
 کی طرف بھی ایک لطیف ایما ہو اور اسلام پور قاضی ماجھی اس وقت اس گاؤں کا نام رکھا گیا
 تھا۔ جبکہ بابر بادشاہ کے عہد میں اس ملک ماجھ کا ایک بڑا علاقہ حکومت کے طور پر سیرے
 بزرگوں کو ملا تھا اور پھر رفتہ رفتہ یہ حکومت خود مختار ریاست بن گئی۔ اور پھر کثرت استعمال سے
 قاضی کا لفظ قادی سے بدل گیا اور پھر اور بھی تغیر پا کر قادیاں ہو گیا۔ غرض ناصرہ اور اسلام پور
 قاضی کا لفظ ایک بڑے بڑے معنی نام ہیں۔ جو ایک ان میں سے روحانی سرسبزی پر دلالت کرتا
 ہے۔ اور دوسرا روحانی فیصلہ پر جو مسیح موعود کا کام ہے اے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند! خدا تجھے اقبال
 اور خوشی کے ساتھ عمر میں برکت دے۔ تیرا عہد حکومت کیا ہی مبارک ہے کہ آسمان سے خدا کا
 ہاتھ تیرے مقاصد کی تائید کر رہا ہے۔ تیری ہمدردی رعایا اور نیک نیتی کی راہوں کو فرشتے
 صاف کر رہے ہیں۔ تیرے عدل کے لطیف بخارات بادلوں کی طرح اٹھ رہے ہیں تا تمام
 ملک کو رشک بہار بنادیں۔ شریر ہے وہ انسان جو تیرے عہد سلطنت کا قدر نہیں کرتا اور بدذات
 ہے۔ وہ نفس جو تیرے احسانوں کا شکر گزار نہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ تحقیق شدہ ہے کہ دل کو دل سے
 راہ ہوتا ہے۔ اس لیے مجھے ضرورت نہیں کہ میں اپنی زبان کی لفاظی سے اس بات کو ظاہر کروں

کہ میں آپ سے دلی محبت رکھتا ہوں۔ اور میرے دل میں خاص طور پر آپ کی محبت اور عظمت ہے۔ ہماری دن رات کی دعائیں آپ کے لیے آپ رواں کی طرح جاری ہیں اور ہم نہ سیاست قہری کے نیچے ہو کر آپ کے مطیع ہیں بلکہ آپ کی انواع و اقسام کی خوبیوں نے ہمارے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے اے بابر کت قیصرہ ہند، تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں۔ جس پر تیری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تار پر ہیز گاری اور نیک اخلاقی اور صلح کاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔ اے عالی جناب قیصرہ ہند! مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہے کہ ایک عیب مسلمانوں میں اور ایک عیب عیسائیوں میں ایسا ہے۔ جس سے وہ کئی روحانی زندگی سے دور پڑے ہوئے ہیں اور وہ عیب ان کو ایک ہونے نہیں دیتا۔ بلکہ ان میں باہمی پھوٹ ڈال رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں یہ دو مسئلے نہایت خطرناک اور سراسر غلط ہیں کہ وہ دین کے لیے تلوار کے جہاد کو اپنے مذہب کا ایک رکن سمجھتے ہیں اور اس جنون سے ایک بے گناہ کو قتل کر کے ایسا خیال کرتے ہیں کہ گویا انھوں نے ایک بڑے ثواب کا کام کیا ہے۔ اور گو اس ملک برٹش انڈیا میں یہ عقیدہ اکثر مسلمانوں کا بہت کچھ اصلاح پذیر ہو گیا ہے۔ اور ہزار ہا مسلمانوں کے دل میری باتیں تیس سال کی کوششوں سے صاف ہو گئے ہیں۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ بعض غیر ممالک میں یہ خیالات اب تک سرگرمی سے پائے جاتے ہیں۔ گویا ان لوگوں نے اسلام کا مغز اور عطر لڑائی اور جبر کو ہی سمجھ لیا ہے۔ لیکن یہ رائے ہرگز صحیح نہیں ہے۔ قرآن میں صاف حکم ہے کہ دین کے پھیلانے کے لیے تلوار مت اٹھاؤ۔ اور دین کی ذاتی خوبیوں کو پیش کرو اور نیک نمونوں سے اپنی طرف کھینچو اور یہ مت خیال کرو کہ ابتدا میں اسلام میں تلوار کا حکم ہوا کیونکہ وہ تلوار دین کو پھیلانے کے لیے نہیں کھینچی گئی تھی۔ بلکہ دشمنوں کے حملوں سے اپنے آپ کو بچانے کے لیے اور یا امن قائم کرنے کے لیے کھینچی گئی تھی۔ مگر دین کے لیے جبر کرنا کبھی مقصد نہ تھا افسوس کہ یہ عیب غلط کار مسلمانوں میں اب تک موجود ہے۔ جس کی اصلاح کے لیے میں نے پچاس ہزار سے کچھ زیادہ اپنے رسالے اور مبسوط کتابیں اور اشتہارات اس ملک اور غیر ملکوں میں شائع کیے ہیں اور امید رکھتا ہوں کہ جلد تر ایک زمانہ آنے والا ہے کہ اس عیب سے مسلمانوں کا دامن پاک ہو جائے گا۔

دوسرا عیب ہماری قوم مسلمانوں میں یہ بھی ہے کہ وہ ایک ایسے خونی مسیح اور خونی مہدی کے منتظر ہیں۔ جو ان کے زعم میں دنیا کو خون سے بھر دے گا۔ حالانکہ یہ خیال سراسر غلط ہے۔ ہماری معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کوئی لڑائی نہیں کرے گا اور نہ تلوار اٹھائے گا۔ بلکہ وہ تمام باتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خو اور خلق پر ہوگا اور ان کے رنگ سے ایسا رنگین ہوگا کہ گویا ہو بہو وہی ہوگا۔ یہ دو غلطیاں حال کے مسلمانوں میں ہیں۔ جن کی وجہ سے اکثر ان کے دوسری قوموں سے بغض رکھتے ہیں مگر مجھے خدا نے اس لیے بھیجا ہے کہ ان غلطیوں کو دور کر دوں، اور قاضی یا حکم کا لفظ جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔ وہ اسی فیصلہ کے لیے ہے۔

اور ان کے مقابل پر ایک غلطی عیسائیوں میں بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ مسیح جیسے مقدس اور بزرگوار کی نسبت جس کو انجیل شریف میں نور کہا گیا ہے۔ نفوذ باللہ لعنت کا لفظ اطلاق کرتے ہیں۔ اور وہ نہیں جانتے کہ لعن اور لعنت ایک لفظ عبرانی اور عربی میں مشترک ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ ملعون انسان کا دل خدا سے ہٹکی برگشتہ اور دور اور مجبور ہو کر ایسا گندہ اور ناپاک ہو جائے۔ جس طرح جذام سے جسم گندہ اور خراب ہو جاتا ہے۔ اور عرب اور عبرانی کے اہل زبان اس بات پر متفق ہیں کہ ملعون یا لعنتی صرف اسی حالت میں کسی کو کہا جاتا ہے جبکہ اس کا دل درحقیقت خدا سے تمام تعلقات محبت اور معرفت اور اطاعت کے توڑ دے اور شیطان کا ایسا تابع ہو جائے کہ گویا شیطان کا فرزند ہو جائے۔ اور خدا اس سے بیزار اور وہ خدا سے بیزار ہو جائے اور خدا اس کا دشمن اور وہ خدا کا دشمن ہو جائے۔ اسی لیے لعین شیطان کا نام ہے۔ پس وہی نام حضرت مسیح علیہ السلام کے لیے تجویز کرنا اور ان کے پاک اور منور دل کو نفوذ باللہ شیطان کے تاریک دل سے مشابہت دینا اور وہ جو بقول ان کے خدا سے نکلا ہے۔ اور وہ جو سراسر نور ہے۔ اور وہ جو آسمان سے ہے۔ اور وہ جو علم کا دروازہ اور خدا شناسی کی راہ اور خدا کا وارث ہے۔ اسی کی نسبت نفوذ باللہ یہ خیال کرنا کہ وہ لعنتی ہو کر یعنی خدا سے مردود ہو کر اور خدا کا دشمن ہو کر اور دل سیاہ ہو کر اور خدا سے برگشتہ ہو کر اور معرفت الہی سے ناہینا ہو کر شیطان کا وارث بن گیا۔ اور اس لقب کا مستحق ہو گیا جو شیطان کے لیے خاص ہے یعنی لعنت۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے کہ اس کے سننے سے دل پاش پاش ہوتا ہے اور بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔ کیا

خدا کے مسیح کا دل خدا سے ایسا برگشتہ ہو گیا جیسے شیطان کا دل؟ کیا خدا کے پاک مسیح پر کوئی ایسا زمانہ آیا۔ جس میں وہ خدا سے بیزار اور درحقیقت خدا کا دشمن ہو گیا۔ یہ بڑی غلطی اور بڑی بے ادبی ہے قریب ہے جو آسمان اس سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ غرض مسلمانوں کے جہاد کا عقیدہ مخلوق کے حق میں ایک بداندیشی ہے اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ خود خدا کے حق میں بداندیشی ہے۔ اگر یہ ممکن ہے کہ نور کے ہوتے ہی اندھیرا ہو جائے۔ تو یہ بھی ممکن ہے کہ نعوذ باللہ کسی وقت مسیح کے دل نے لعنت کی زہرناک کیفیت اپنے اندر حاصل کی تھی۔ اگر انسانوں کی نجات اسے بے ادبی پر موقوف ہے، تو بہتر ہے کہ کسی کی بھی نجات نہ ہو۔ کیونکہ تمام گنہگاروں کا مرنا بہ نسبت اس بات کے اچھا ہے کہ مسیح جیسے نور اور نورانی کو گمراہی کی تاریکی اور لعنت اور خدا کی عداوت کے گڑھے میں ڈوبنے والا قرار دیا جائے۔ سو میں یہ کوشش کر رہا ہوں کہ مسلمانوں کا وہ عقیدہ اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ اصلاح پذیر ہو جائے اور میں شکر کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ان دونوں اردوں میں کامیاب کیا ہے۔ چونکہ میرے ساتھ آسانی نشان اور خدا کے معجزات تھے۔ اس لیے مسلمانوں کے قائل کرنے کے لیے مجھے بہت تکلیف اٹھانی نہیں پڑی۔ اور ہزار ہا مسلمان خدا کے عجیب اور فوق العادۃ نشانوں کو دیکھ کر میرے تابع ہو گئے۔ اور وہ خطرناک عقائد انھوں نے چھوڑ دیے۔ جو وحشیانہ طور پر ان کے دلوں میں تھے۔ دوسرا گروہ ایک سچا خیر خواہ اس گورنمنٹ کا بن گیا ہے جو برٹش انڈیا میں سب سے اوّل درجہ پر پر جوش اطاعت دل میں رکھتے ہیں۔ جس سے مجھے بہت خوشی ہے۔ وہ عیسائیوں کا یہ عیب دور کرنے کے لیے خدا نے میری وہ مدد کی ہے جو میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں شکر کر سکوں۔ اور وہ یہ ہے کہ بہت سے قطعی دلائل اور نہایت پختہ وجوہ سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ خدا نے اس پاک نبی کو صلیب پر سے بچا لیا اور آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے نہ مر کر بلکہ زندہ ہی قبر میں غشی کی حالت میں داخل کیے گئے۔ اور پھر زندہ ہی قبر سے نکلے جیسا کہ آپ نے انجیل میں خود فرمایا تھا کہ میری حالت یونس نبی کی حالت سے مشابہ ہوئی۔ آپ کی انجیل میں الفاظ یہ ہیں کہ یونس نبی کا معجزہ میں دکھاؤں گا۔ سو آپ نے یہ معجزہ دکھلایا کہ زندہ ہی قبر میں داخل ہوئے۔ اور زندہ ہی نکلے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو انجیلوں سے ہمیں معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ ایک بڑی خوشخبری جو ہمیں ملی ہے، وہ یہ ہے کہ دلائل قاطعہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر

سری نگر کشمیر میں موجود ہے۔ اور یہ امر ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ آپ یہودیوں کے ملک سے بھاگ کر نصیبین کی راہ سے افغانستان میں آئے اور ایک مدت تک کوہ نعمان میں رہے اور پھر کشمیر میں آئے اور ایک سو بیس برس کی عمر پا کر سری نگر میں آپ کا انتقال ہوا اور سرینگر محلہ خان یار میں آپ کا مزار ہے۔ چنانچہ اس بارے میں میں نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ہے۔ مسیح ہندوستان میں۔ یہ ایک بڑی فتح ہے۔ جو مجھے حاصل ہوئی ہے اور میں جانتا ہوں کہ جلد تر یا کچھ دیر سے اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ یہ دو بزرگ قومیں عیسائیوں اور مسلمانوں کی جو مدت سے پھڑکی ہوئی ہیں، باہم شہر و شکر ہو جائیں گی۔ اور بہت سے نزاعوں کو خیر باد کہہ کر محبت اور دوستی سے ایک دوسرے سے ہاتھ ملائیں گی چونکہ آسمان پر یہی ارادہ قرار پایا ہے۔ اس لیے ہماری گورنمنٹ انگریزی کو بھی قوموں کے اتفاق کی طرف بہت توجہ ہو گئی ہے۔ جیسا کہ قانون سڈیشن کے بعض دفعات سے ظاہر ہے۔ اصل بعید یہ ہے کہ جو کچھ آسمان پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک تیاری ہوتی ہے۔ زمین پر بھی ویسے ہی خیالات گورنمنٹ کے دل میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ غرض ہماری ملکہ معظمہ کی نیک نیتی کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے آسمان سے یہ اسباب پیدا کر دیے ہیں کہ دونوں قوموں عیسائیوں اور مسلمانوں میں وہ اتحاد پیدا ہو جائے کہ پھر ان کو دو قوم نہ کہا جائے۔

اب اس کے بعد مسیح علیہ السلام کی نسبت کوئی عقل مند یہ عقیدہ ہرگز نہیں رکھے گا کہ نعوذ باللہ کسی وقت ان کا دل لعنت کی زہر ناک کیفیت سے رنگین ہو گیا تھا کیونکہ لعنت مصلوب ہونے کا نتیجہ تھا۔ پس جبکہ مصلوب ہونا ثابت نہ ہوا بلکہ یہ ثابت ہوا کہ آپ کی ان دعاؤں کی برکت سے جو ساری رات باغ میں کی گئی تھیں اور فرشتے کی اس شفا کے موافق جو پلاطوس کی بیوی کے خواب میں حضرت مسیح کے بچاؤ کی سفارش کے لیے ظاہر ہوا تھا۔ اور خود حضرت مسیح علیہ السلام کی اس مثال کے موافق جو آپ نے یونس نبی کا تین دن مچھلی کے پیٹ میں رہنا اپنے انجام کار کا ایک نمونہ ٹھہرایا تھا آپ کو خدا تعالیٰ نے صلیب اور اس کے پھل سے جو لعنت ہے۔ نجات بخشی اور آپ کی یہ دردناک آواز کہ ایللی ایللی لما سہتانی۔ (ترجمہ یہ ہے کہ اے میرے خدا! تو نے کیوں مجھے چھوڑ دیا)۔ یہ بات کسی طرح قبول کے لائق نہیں اور اس امر کو کسی دانشمند کا کاشنفس قبول نہیں کرے گا کہ خدا تعالیٰ کا تو یہ ارادہ معمم ہو کہ مسیح کو پھانسی دے۔ مگر اس کا فرشتہ خواہ خواہ مسیح کے چھوڑانے کے لیے تڑپتا پھرے۔ کبھی پلاطوس کے دل میں مسیح کی محبت ڈالے اور اس کے منہ سے یہ کہلاوے کہ میں یسوع کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا

اور کبھی پلاطوس کی بیوی کے پاس خواب میں جاوے اور اس کو کہے کہ اگر یسوع مسیح چھانسی مل گیا تو پھر اس میں تمہاری خیر نہیں ہے۔ یہ کیسی عجیب بات ہے کہ فرشتہ کا خدا سے اختلاف رائے) جناب الہی میں سنی گئی یہ وہ کھلا کھلا ثبوت ہے جس سے ہر ایک حق کے طالب کا دل بے اختیار خوشی کے ساتھ اچھل پڑے گا۔ سو بلاشبہ یہ ہماری ملکہ معظمہ قیسرہ ہند کی برکات کا ایک پھل ہے۔ جس نے حضرت مسیح علیہ السلام کے دامن کو تحیثاً انیس سو برس کی بیچا تہمت سے پاک کیا۔ اب میں مناسب نہیں دیکھتا کہ اس عریضہ نیاز کو طول دوں۔ گو میں جانتا ہوں کہ جس قدر میرے دل میں یہ جوش تھا کہ میں اپنے اخلاص اور اطاعت اور شکر گزاری کو حضور قیسرہ ہند دام ملکہ میں عرض کروں۔ پورے طور پر میں اس جوش کو ادا نہیں کر سکا۔ ناچار دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان کا مالک اور نیک کاموں کی نیک جزا دیتا ہے۔ وہ آسمان پر سے اس محسنہ قیسرہ ہند دام ملکہ کو ہماری طرف سے نیک جزا دے اور وہ فضل اس کے شامل حال کرے جو نہ صرف دنیا تک محدود ہو۔ بلکہ بھی اور دائمی خوشحالی جو آخرت کو ہوگی، وہ بھی عطا فرما دے اور اس کو خوش رکھے اور ابدی خوشی پائے کے بس کے لیے۔ یا مان مہیا کرے۔ اور اپنے فرشتوں کو حکم کرے کہ تا اس مبارک قدم ملکہ معظمہ کو کہ اس قدر مخلوقات پر نظر رحم رکھے والی ہے۔ اپنے اس الہام سے منور کریں جو بجلی کی چمک کی طرح ایک دم میں دل میں نازل ہوتا اور تمام محن سینہ کو روشن کرتا اور فوق الخیال تبدیلی کر دیتا ہے۔ یا الہی ہماری ملکہ معظمہ قیسرہ ہند کو ہمیشہ ہر ایک پہلو سے خوش رکھ اور ایسا کر کہ تیری طرف سے ایک بالائی طاقت اس کو تیرے ہمیشہ کے نوروں کی طرف کھینچ کر لے جائے اور دائمی اور ابدی سرور میں داخل کرے کہ تیرے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ آمین! اور سب کہیں کہ آمین!

20 اگست 1899ء الملتس

خاکسار مرزا غلام احمد قادیان ضلع گورداسپور، پنجاب“

(ستارہ قیسرہ صفحہ 18 تا 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 109 تا 126 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 813 تا 829 پر)

اللہ کی روح میرے اندر بولتی ہے

(98) ”وہ خدا جو آسمان پر ہے جو دل کے خیالات کو جانتا ہے جس کے الہام سے میں

نے اس عریضہ کو لکھا ہے۔ وہ میرے ساتھ ہوگا اور میرے ساتھ ہے۔ وہ مجھے اس گورنمنٹ عالیہ اور قوموں کے سامنے شرمندہ نہیں کرے گا۔ اسی کی روح ہے جو میرے اندر بولتی ہے۔ میں نہ اپنی طرف سے بلکہ اس کی طرف سے یہ پیغام پہنچا رہا ہوں تا سب کچھ جو اتمام حجت کے لیے چاہیے، پورا ہو۔ یہ سچ ہے کہ میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ اس کی طرف سے کہتا ہوں اور وہی ہے جو میرا مددگار ہوگا۔

بالآخر میں اس بات کا بھی شکر کرتا ہوں کہ ایسے عریضہ کو پیش کرتے کے لیے میں بجز اس سلطنت محسنہ کے اور کسی سلطنت کو وسیع الاخلاق نہیں پاتا اور گو اس ملک کے مولوی ایک اور کفر کا فتویٰ بھی مجھ پر لگائیں۔ مگر میں کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ ایسے عرائض کے پیش کرنے کے لیے عالی حوصلہ، عالی اخلاق صرف سلطنت انگریزی ہے۔ میں اس سلطنت کے مقابل پر سلطنت روم کو بھی نہیں پاتا جو اسلامی سلطنت کہلاتی ہے۔ اب میں اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری محسنہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو عمر دراز کر کے ہر ایک اقبال سے بہرہ ور کرے اور وہ تمام دعائیں جو میں نے اپنے رسالہ ستارہ قیصرہ اور تحفہ قیصرہ میں ملکہ موصوفہ کو دی ہیں، قبول فرما لے اور میں امید رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ محسنہ اس کے جواب سے مجھے شرف فرما لے گی۔ والد دعا۔“

عریضہ خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

الرقوم 27 ستمبر 1899ء

(تزیان القلوب صفحہ 371، 372 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 499، 500 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 831، 830 پر)

View Proof

اے قیصرہ و ملکہ معظمہ!

(99) ”میں نہ اپنے نفس سے اور نہ اپنے خیال سے بلکہ خدا سے مامور ہوں کہ جس گورنمنٹ کے سایہ عطوفت کے نیچے، میں امن کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہوں۔ اس کے لیے دعا میں مشغول رہوں اور اس کے احسانات کا شکر کروں۔ اور اس کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھوں اور جو کچھ مجھے فرمایا گیا ہے، نیک نیتی سے اس تک پہنچاؤں۔ لہذا اس موقعہ جو ملی پر جناب ملکہ معظمہ کے ان متواتر احسانات کو یاد کر کے جو ہماری جان اور مال اور آبرو کے شامل حال

ہیں۔ ہدیہ شکرگزاری پیش کرتا ہوں اور وہ ہدیہ دعائے سلامتی و اقبال ملکہ مدوحہ ہے جو دل سے اور وجود کے ذرہ ذرہ سے نکلتی ہے۔

اے قیصرہ و ملکہ معظمہ! ہمارے دل تیرے لیے دعا کرتے ہوئے جناب الہی میں جھکتے ہیں اور ہماری روچیں تیرے اقبال اور سلامتی کے لیے حضرت احدیت میں سجدہ کرتی ہیں۔ اے اقبال مند قیصرہ ہند! اس جوہلی کی تقریب پر ہم اپنے دل اور جان سے تجھے مبارکباد دیتے ہیں اور خدا سے چاہتے ہیں کہ خدا تجھے ان نیکیوں کی بہت بہت جزا دے۔ جو تجھ سے اور تیری بابرکت سلطنت سے اور تیرے امن پسند حکام سے ہمیں پہنچی ہیں۔ ہم تیرے وجود کو اس ملک کے لیے خدا کا ایک بڑا فضل سمجھتے ہیں اور ہم ان الفاظ کے نہ ملنے سے شرمندہ ہیں۔ جن سے ہم اس شکر کو پورے طور پر ادا کر سکتے۔ ہر ایک دعا جو ایک سچا شکر گزار تیرے لیے کر سکتا ہے، ہماری طرف سے تیرے حق میں قبول ہو۔ خدا تیری آنکھوں کو مرادوں کے ساتھ ٹھنڈی رکھے اور تیری عمر اور صحت اور سلامتی میں زیادہ سے زیادہ برکت دے اور تیرے اقبال کا سلسلہ ترقیات جاری رکھے اور تیری اولاد اور ذریت کو تیری طرح اقبال کے دن دکھا دے۔ اور فتح اور ظفر عطا کرتا رہے۔ ہم اس کریم و رحیم خدا کا بہت بہت شکر کرتے ہیں۔ جس نے اس مسرت بخش دن کو ہمیں دکھایا اور جس نے ایسی محسنہ رعیت پر در داد گستر بیدار مغر ملک کے زیر سایہ ہمیں پناہ دی اور ہمیں اس کے مبارک عہد سلطنت کے نیچے یہ موقعہ دیا کہ ہم ہر ایک بھلائی کو جو دنیا اور دین کے متعلق ہو، حاصل کر سکیں اور اپنے نفس اور اپنی قوم اور اپنے نئی نوع کے لیے چنی ہوئی ہمدردی کے شرائط بجالائیں اور ترقی کی ان راہوں پر آزادی سے قدم مار سکیں۔ جن راہوں پر چلنے سے نہ صرف ہم دنیا کی کمزورتوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں بلکہ ابدی جہان کی سعادتیں بھی ہمیں حاصل ہو سکتی ہیں۔

جب ہم سوچتے ہیں کہ یہ تمام نیکیاں اور ان کے وسائل جناب قیصرہ ہند کی عہد سلطنت میں ہم کو ملی ہیں اور یہ سب خیر اور بھلائی کے دروازے اسی ملکہ معظمہ مبارک کے ایام بادشاہت میں ہم پر کھلے ہیں تو اس سے ہمیں اس بات پر قوی دلیل ملتی ہے کہ جناب قیصرہ ہند کی نیت رعایا پروری کے لیے نہایت نیک ہے کیونکہ یہ ایک مسلم مسئلہ ہے کہ بادشاہ کی نیت رعایا کے اندرونی حالات اور ان کے اخلاق اور چال چلن پر بہت اثر رکھتی ہے۔ یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جب کسی حصہ زمین پر نیک نیت اور عادل بادشاہ حکمرانی کرتا ہے تو خدا تعالیٰ کی

یہی عادت ہے کہ اس زمین کے رہنے والے اچھی باتوں اور نیک اخلاق کی طرف توجہ کرتے ہیں اور خدا اور خلقت کے ساتھ اخلاص کی عادت ان میں پیدا ہو جاتی ہے۔ سو یہ امر ہر ایک آنکھ کو بدیہی طور پر نظر آ رہا ہے کہ برٹش انڈیا میں اچھی حالتوں اور اچھے اخلاق کی طرف ایک انقلاب عظیم پیدا ہو رہا ہے اور وحشیانہ جذبات ملکوتی حالات کی طرف انتقال کر رہے ہیں اور نئی ذریعہ نفاق کی جگہ اخلاص کو زیادہ پسند کرتی جاتی ہے اور لوگوں کی استعدادیں سچائی کے قبول کرنے کے لیے بہت نزدیک آتی جاتی ہیں۔ انسانوں کی عقل اور فہم اور سوچ میں ایک بڑی تبدیلی پیدا ہو گئی ہے اور اکثر لوگ ایک سادہ اور بے لوث زندگی کے لیے تیار ہو رہے ہیں۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عہد سلطنت ایک ایسی روشنی کا پیش خیمہ ہے جو آسمان سے اتر کر دلوں کو روشن کرنے والی ہے۔ ہزاروں دل اس طرح پر راستی کے شوق میں اُچھل رہے ہیں کہ گویا وہ ایک آسانی مہمان کے لیے جو سچائی کا نور ہے، پیشوائی کے طور پر قدم بڑھاتے ہیں۔ انسانی قوتی کے تمام پہلوؤں میں اچھے انقلاب کا رنگ دکھائی دیتا ہے اور دلوں کی حالت اس عہد زمین کی طرح ہو رہی ہے جو اپنا سبزہ نکالنے کے لیے پھول گئی ہو۔ ہماری ملکہ معظمہ اگر اس بات سے فخر کریں تو بجا ہے کہ روحانی ترقیات کے لیے خدا اسی زمین سے ابتدا کرنا چاہتا ہے جو برٹش انڈیا کی زمین ہے۔ اس ملک میں کچھ ایسے روحانی انقلاب کے آثار نظر آتے ہیں کہ گویا خدا بہتوں کو سفلی زندگی سے باہر نکالنا چاہتا ہے۔ اکثر لوگ بالطبع پاک زندگی کے حاصل کرنے کے لیے میل کرتے جاتے ہیں اور بہت سی روئیں عہد تعلیم اور عہد اخلاق کی تلاش میں ہیں اور خدا کا فضل امید دے رہا ہے کہ وہ اپنی ان مردوں کو پائیں گے۔“

(تحدہ قیسریہ صفحہ 14 تا 16 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 266 تا 268 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 832 تا 834 پر)

بھروسہ کر نہیں سکتے غلاموں کی بصیرت پر
کہ دنیا میں فقط مردانِ ح کی آنکھ ہے بینا

مبارک، مبارک، مبارک!!

(100) ”یہ بریفہ مبارکبادی اس شخص کی طرف سے ہے جو یسوع مسیح کے نام پر طرح

طرح کی بدعتوں سے دنیا کو چھوڑانے کے لیے آیا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ امن اور نرمی کے ساتھ دنیا میں سچائی قائم کرے۔ اور لوگوں کو اپنے پیدا کنندہ سے کچی محبت اور بندگی کا طریق سکھائے۔ اور اپنے بادشاہ ملکہ معظمہ سے جس کی وہ رعایا ہیں، کچی اطاعت کا طریق سمجھائے، اور بنی نوع میں باہمی کچی ہمدردی کرنے کا سبق دیوے۔ اور نفسانی کینوں اور جوشوں کو درمیان سے اٹھائے۔ اور ایک پاک صلح کاری کو خدا کے نیک نیت بندوں میں قائم کرے۔ جس کی خفاقی طوئی نہ ہو اور یہ نوشتہ ایک ہدیہ شکر گزاری ہے۔ کہ جو عالی جناب قیصر ہند ملکہ معظمہ والی انگلستان و ہند دامت القابہا کے حضور میں بتقریب جلسہ جوہلی شصت سالہ بطور مبارکباد پیش کیا گیا ہے۔ مبارک! مبارک!! مبارک!!

(تحفہ قیصریہ صفحہ 1، مندرجہ روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 253 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 835 پر)

View Proof

مبارک ہو

(101) ”تاج و تخت ہند قیصر کو مبارک ہو مدام

ان کی شاعی میں، میں پاتا ہوں رفاؤ روزگار“

(براہین احمدیہ جلد پنجم صفحہ 111 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 141 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 836 پر)

View Proof

اے موحده صدیقہ، تجھے آسمان سے بھی مبارک باد

(102) ”اُس خدا کا شکر ہے جس نے آج ہمیں یہ عظیم الشان خوشی کا دن دکھلایا۔ کہ ہم

نے اپنی ملکہ معظمہ قیصرہ ہند و انگلستان کی شصت سالہ جوہلی کو دیکھا۔ جس قدر اس دن کے آنے سے مسرت ہوئی، کون اس کو اندازہ کر سکتا ہے؟ ہماری محنت قیصرہ مبارک کو ہماری طرف سے خوشی اور شکر سے بھری ہوئی مبارکباد پہنچے، خدا ملکہ معظمہ کو ہمیشہ خوشی سے رکھے!

وہ خدا جو زمین کو بنانے والا اور آسمانوں کو اونچا کرنے والا اور چمکتے ہوئے سورج

اور چاند کو ہمارے لیے کام میں لگانے والا ہے۔ اس کی جناب میں ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ

ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو جو اپنی رعایا کی مختلف اقوام کو کنارِ عاطفت میں لیے ہوئے ہے جس کے ایک وجود سے کروڑ ہا انسانوں کو آرام پہنچ رہا ہے۔ تادیرِ گاہ سلامت رکھے۔ اور ایسا ہو کہ جلسہ جوہلی کی تقریب پر (جس کی خوشی سے کروڑ ہا دل برلش اٹھایا اور انگلستان کے جوش نشاط میں ان پھولوں کی طرح حرکت کر رہے ہیں جو نسیمِ صبا کی ٹھنڈی ہوا سے گھفتہ ہو کر پرندوں کی طرح اپنے پروں کو ہلاتے ہیں) جس زورِ شور سے زمین مبارکباد کے لیے اچھل رہی ہے۔ ایسا ہی آسمان بھی اپنے آفتاب و ماہتاب اور تمام ستاروں کے ساتھ مبارکبادیاں دیوے۔ اور عنایتِ صمدی ایسا کرے کہ جیسا کہ ہماری عالی شان محسنہ ملکہ معظمہ والی ہند و انگلستان اپنی رعایا کے تمام بوزھوں اور بچوں کے دلوں میں ہر دلحزیز ہے۔ ویسا ہی آسمانی فرشتوں کے دلوں میں بھی ہر دلحزیز ہو جائے۔ وہ قادر جس نے بیشارِ دنیوی برکتیں اس کو عطا کیں۔ دینی برکتوں سے بھی اسے مالا مال کرے۔ وہ رحیم جس نے اس جہان میں اس کو خوش رکھا، اگلے جہان میں بھی خوشی کے سامان اس کے لیے عطا کرے۔ خدا کے کاموں سے کیا بعید ہے کہ ایسا مبارک وجود جس سے کروڑ ہا بلکہ بے شمار نیکی کے کام ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اس کے ہاتھ سے یہ آخری نیکی بھی ہو جائے کہ انگلستان کو رحم اور امن کے ساتھ انسان پرستی سے پاک کر دیا جائے۔ تافرشتوں کی رُو جس بھی بھول اٹھیں۔ کہ اے موحّدہ صدیقہ تجھے آسمان سے بھی مبارکباد جیسا کہ زمین سے!!“

(تختہ قیصریہ صفحہ 3، 2 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 254، 255 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 837، 838 پر)

View Proof

غلامی اور ٹکومانہ زندگی کا سب سے بڑا اثر یہ ہوتا ہے کہ ہمت و عزم کی روح پست ہو کر رہ جاتی ہے۔ انسان اس ناپاک زندگی کے ذلت آمیز امن و سکون کو نعمت سمجھنے، حقیر راحتوں کو سب سے بڑی عظمت تصور کرنے اور جدوجہد کی زندگی سے پریشان و حیران نظر آتا ہے۔ آنجنابی مرزا قادیانی نے ملکہ و کٹوریہ کے دربار سے اپنے لیے جس ذلت آمیز طریقے سے بھکھا مانگی، اس سے تو بڑے بڑے رذیل گداگروں کے سر بھی شرم سے جھک گئے ہوں گے۔ درج ذیل حوالہ بطور خاص اس حقیقت کا شاہد ہے:

مہربانی کے مینہ سے پرورش

(103) ”ہم اس سلطنت کے سایہ کے نیچے بڑے آرام اور امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور شکر گزار ہیں اور یہ خدا کا فضل اور احسان ہے، جو اس نے ہمیں کسی ایسے ظالم بادشاہ کے حوالہ نہیں کیا جو ہمیں پیروں کے نیچے کچل ڈالتا اور کچھ رحم نہ کرتا بلکہ اُس نے ہمیں ایک ایسی ملکہ عطا کی ہے جو ہم پر رحم کرتی ہے اور احسان کی بارش سے اور مہربانی کے مینہ سے ہماری پرورش فرماتی ہے اور ہمیں ذلت اور کمزوری کی پستی سے اوپر کی طرف اٹھاتی ہے۔“
(نور الحق حصہ اول صفحہ 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 6 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 839 پر)

View Proof

یا اللہ انگریزوں کے چہرے آخرت میں بھی نورانی اور منور فرما!
(104) ”گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے۔ یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے۔ یہ سلطنت مسلمانوں کے لیے آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے۔ خداوند رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لیے ایک باران رحمت بھیجا، ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعی حرام ہے۔ اسلام کا ہر گز یہ اصول نہیں کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہ کر اس کا احسان اٹھاوے۔ اس کے ظل حمایت میں باطن و آسائش رہ کر اپنا مقوم دکھاوے، اس کے انعامات متواترہ سے پرورش پاوے۔ پھر اسی پر عقرب کی طرح نیش چلاوے اور دعا سے بھی انھوں نے اس گورنمنٹ کو بہت دفعہ یاد کیا ہے۔ ان کی آخری دعا ان کے اشتہار مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر میں جس کی بیس ہزار کاپی چھپوا کر ہند اور انگلینڈ میں انھوں نے شائع کرنی چاہی ہے، یہ کلمات دعائیہ مرقوم ہیں۔ انگریز جن کی شائستہ اور مہذب اور با رحم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملات سے ہمنون کر کے اس بات کے لیے دلی جوش بخشا ہے کہ ہم ان کے دین و دنیا کے لیے دلی جوش سے بہبودی اور سلامتی چاہیں تا ان کے گورے و سپید منہ جس طرح دنیا میں خوبصورت ہیں، آخرت میں بھی نورانی و منور ہوں۔“

(شہادت القرآن صفحہ 92 تا 97 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 388 تا 393 از مرزا غلام احمد قادیانی)
(عکس صفحہ 840 تا 845 پر)

View Proof

خدا تعالیٰ برطانوی حکومت کو ہر ایک شر سے محفوظ رکھے!

(105) ”ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں۔ اس لیے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہے۔ سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر ایک شر سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اس کا شکر کرنا۔“

(شہادت القرآن صفحہ 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 846 پر)

View Proof

اللہ انگریز حکومت کو تکلیف (عذاب) میں نہ ڈالے گا

(106) ”براہین احمدیہ کے صفحہ 241 میں ایک پیش گوئی گورنمنٹ برطانیہ کے متعلق ہے۔

اور وہ یہ ہے۔ وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم. انما تولوا ظم وجه الله۔ یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ اس گورنمنٹ کو کچھ تکلیف پہنچائے حالانکہ تو اُن کی عملداری میں رہتا ہو۔ جدھر تیرا منہ خدا کا اسی طرف منہ ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ مجھے اس گورنمنٹ کی پُر امن سلطنت اور ظل حمایت میں دل خوش ہے اور اس کے لئے میں دُعا میں مشغول ہوں کیونکہ میں اپنے اس کام کو نہ کہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں نہ روم میں نہ شام میں نہ ایران میں نہ کابل میں، مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے دُعا کرتا ہوں۔ لہذا وہ اس الہام میں اشارہ فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے اقبال اور شوکت میں تیرے وجود اور تیری دُعا کا اثر ہے اور اس کی فتوحات تیرے سبب سے ہیں۔ کیونکہ جدھر تیرا منہ ادھر خدا کا منہ ہے۔

اب گورنمنٹ شہادت دے سکتی ہے کہ اس کو میرے زمانہ میں کیا کیا فتوحات نصیب ہوئیں۔ یہ الہام سترہ برس کا ہے۔ کیا یہ انسان کا فعل ہو سکتا ہے؟ غرض میں گورنمنٹ کے لئے بمنزلہ حُرّ سلطنت ہوں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 69، طبع جدید، از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 847 پر)

View Proof

یا اللہ! ملکہ معظمہ کے دل میں الہام کر

(107) ”میں اس (اللہ تعالیٰ) کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی، جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے، مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصر ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے، اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔

اب میں حضور ملکہ معظمہ میں زیادہ مصدع اوقات ہونا نہیں چاہتا اور اس دعا پر یہ عریضہ ختم کرتا ہوں کہ اے قادر و کریم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظمہ کو خوش رکھ جیسا کہ ہم اس کے سایہ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔ اور اس سے نیکی کر جیسا کہ ہم اس کی نیکیوں اور احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں اور ان معروضات پر کریما نہ توجہ کرنے کے لیے اس کے دل میں آپ الہام کر کہ ہر ایک قدرت اور طاقت تجھی کو ہے۔“ آمین ثم آمین **الملتمس**

حاکسار: میرزا غلام احمد از قادیان“

(تختہ قیصریہ صفحہ 31، 32 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 283، 284 از مرزا غلام احمد)
(عکس صفحہ 849، 848 پر)

ملکہ کو ملہم بنانے کی آرزو کے پیچھے کوئی اور قصہ معلوم ہوتا ہے۔ شاید اکبر لہ

آبادی کا یہ شعر اشاریہ ترتیب دے سکے:

میں بھی گرجو بیٹ ہوں، تو بھی گرجو بیٹ
علی مباٹے ہوں ذرا پاس آ کے لیٹ

ملکہ و کٹوریہ، مرزا قادیانی کے گھر میں

(108) ”صبح حضرت اقدس کو یہ رویا ہوئی ہے کہ حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند سلمہا اللہ تعالیٰ کو یا حضرت اقدس کے گھر میں رونق افروز ہوئی ہیں۔ حضرت اقدس رویا میں عاجز راقم

عبدالکریم کو جو اس وقت حضور اقدس کے پاس بیٹھا ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت ملکہ معظمہ کمال شفقت سے ہمارے ہاں قدم رنجہ فرما ہوئی ہیں اور دو روز قیام فرمایا ہے۔ ان کا کوئی شکر یہ بھی ادا کرنا چاہیے۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 280 طبع چہارم، از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 850 پر)

View Proof

مرزا قادیانی نے انگریزوں کی اس قدر چالپوسی اور اطاعت کی کہ اسے خواب میں فرشتے بھی انگریز نظر آتے تھے۔

انگریز فرشتہ

(109) ”ایک فرشتہ کو میں نے 20 برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا۔ صورت اس کی انگریزوں کے تھی اور میز کرسی لگائے ہوئے بیٹھا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں۔ اس نے کہا ہاں میں درشنی آدمی ہوں۔“
(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 69 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 851 پر)

View Proof

انگریزی الہامات

1. "You must do what I told you. (110)
2. Though all men should be angry but God is with you. He shall help you. Words of God cannot exchange.
3. I shall help you.
4. You have to go Amritsar.
5. He halts in the Zilla Peshawar."

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 92 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 852 پر)

View Proof

مرزا قادیانی کے خدا کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ ضلع کی انگریزی Zilla نہیں بلکہ

District ہوتی ہے۔

- 1- "I love you. I am with you. Yes I am happy. (111)
- 2- Life of pain. I shall help you. I can, what I will do. We can, what we will do. God is coming by His army. He is with you to kill enemy. The days shall come when God shall help you. Glory be to the Lord.
- 3- God maker of earth and heaven."

(ہقیقۃ الوحی صفحہ 304 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 316 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 853 پر)

کاش مرزا قادیانی نے انگلش کی ٹیوشن پڑھی ہوتی!

View Proof

(112) "ایک دفعہ کی حالت یاد آئی ہے کہ انگریزی میں اول یہ الہام ہوا۔ آئی لو یو یعنی میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔ پھر یہ الہام ہوا۔ آئی ایم وڈ یو یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں پھر الہام ہوا۔ آئی شیل ہیپلپ یو یعنی میں تمہاری مدد کروں گا۔ پھر الہام ہوا آئی کیمن ویٹ آئی ول ڈو۔ یعنی میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔ پھر بعد اس کے بہت ہی زور سے جس سے بدن کانپ گیا یہ الہام ہوا۔ وی کیمن ویٹ وی ول ڈو۔ یعنی ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے اور اس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے۔"

(برائین احمدیہ صفحہ 480 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 571، 572 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 854، 855 پر)

View Proof اس میں کیا شک ہے، یقیناً انگریز ہی تمہارے سر پر کھڑا بولتا تھا۔

قلم کی طاقت کمزور ثابت ہوئی

(113) "یہ کام بجز خدائی ہاتھ کے انجام پذیر ہوتا نظر نہیں آتا۔ اسی واسطے ہم نے ہتھیاروں یعنی قلم کو چھوڑ کر دعا کے واسطے یہ مکان (حجرہ) بنوایا ہے کیونکہ دعا کا میدان خدا نے بڑا وسیع رکھا ہے اور اس کی قبولیت کا بھی اس نے وعدہ فرمایا ہے..... ساٹھ یا بیسٹھ سال عمر سے گزر چکے ہیں۔ موت کا وقت مقرر نہیں۔ خدا جانے کس وقت آ جاوے اور کام

ہمارا ابھی بہت باقی پڑا ہے۔ ادھر قلم کی طاقت کمزور ثابت ہوئی ہے۔ ربی سیف، اس کے واسطے خدا تعالیٰ کا اذن اور فشا نہیں ہے۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 191، 192 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 856، 857 پر)

View Proof

قارئین کرام! آخر میں آپ قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی اس تحریر کو پڑھیں جو اس نے عام قادیانی کے خیالات کے اظہار کے طور پر لکھا ہے:

مرزا قادیانی کی تحریریں پڑھ کر شرم آتی ہے

□ ”حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے فخریہ لکھا ہے کہ میری کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں، میں نے گورنمنٹ کی تائید نہ کی ہو۔ مگر مجھے غصہ ہے کہ میں نے غیروں سے نہیں بلکہ احمدیوں (قادیانیوں) کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے، میں انہیں احمدی ہی کہوں گا کیونکہ تاہینا بھی آخر انسان ہی کہلاتا ہے کہ ہمیں حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی ایسی تحریریں پڑھ کر شرم آ جاتی ہے۔ انہیں شرم کیوں آتی ہے، اس لیے کہ ان کی اندر کی آنکھ نہیں کھلی۔“

(روزنامہ الفضل قادیان جلد نمبر 20 شمارہ نمبر 3 مقررہ 7 جولائی 1932ء)

مرزا محمود کو کہنا تو یہ چاہیے تھا کہ ابھی ان میں کچھ غیرت موجود ہے۔ لہذا وہ مرزا کی تحریریں پڑھ کر شرم محسوس کرتے ہیں لیکن جس کی اندر اور باہر کی آنکھ بند ہو چکی ہو، اس کو شرم آنے کا کیا سوال؟ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے: ”حقیقت تو یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں، ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہوتے ہیں۔“ (انج: 46)

قادیانی حکومت کی پلاننگ

□ ”ایک صاحب نے عرض کیا کہ بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ انگریزوں کی سلطنت کی حماقت اور ان کی کامیابی کے لیے حضرت مسیح موعود نے کیوں دعائیں کیں۔ حضور (مرزا بشیر الدین محمود) بھی ان کی کامیابی کے لیے دعا کرتے ہیں اور اپنی جماعت کے لوگوں کو جنگ میں مدد دینے کے لیے بھرتی ہونے کا ارشاد فرماتے ہیں، حالانکہ انگریز مسلمان نہیں۔ اس کے جواب میں حضور (مرزا بشیر الدین محمود) نے جو ارشاد فرمایا، اس کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

”فرمایا، اس سوال کا جواب قرآن حکیم میں موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو نظارے دکھائے گئے، ان میں ایک یہ تھا کہ ایک گری ہوئی دیوار بنا دی گئی جس کی وجہ بعد میں یہ بیان کی گئی کہ اس کے نیچے خزانہ تھا جس کے مالک چھوٹے بچے تھے۔ دیوار اس لیے بنا دی گئی کہ ان لڑکوں کے بڑے ہونے تک خزانہ کسی اور کے ہاتھ نہ لگے اور ان کے لیے محفوظ رہے۔ دراصل حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی جماعت کے متعلق پیش گوئی ہے، جب تک جماعت احمدیہ نظام حکومت سنبھالنے کے قابل نہیں ہوتی، اس وقت تک ضروری ہے کہ اس دیوار (انگریزوں کی حکومت) کو قائم رکھا جائے تاکہ یہ نظام کسی ایسی طاقت کے قبضہ میں نہ چلا جائے جو احمدیت کے مفادات کے لیے زیادہ معرور اور نقصان رساں ہو۔ جب جماعت میں قابلیت پیدا ہو جائے گی اس وقت نظام اس کے ہاتھ میں آجائے گا۔ یہ وجہ ہے انگریزوں کی حکومت کے لیے دعا کرنے اور ان کو فتح حاصل کرنے میں مدد دینے کی۔“

(روزنامہ الفضل قادیان 3 جنوری 1945ء)

تعب ہے ایک طرف فتویٰ یہ ہے کہ اب جہاد منسوخ ہو گیا ہے اور دوسری جانب عمل یہ ہے کہ فرنگی کی فوج میں بھرتی ہو کر مسلمانوں کے خلاف ”جہاد“ کرو!

گورنمنٹ کی پٹھو جماعت

□ ”ہماری جماعت وہ جماعت ہے جسے شرع سے ہی لوگ کہتے چلے آئے کہ یہ خوشامدی جماعت، گورنمنٹ کی پٹھو ہے، بعض لوگ ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہم گورنمنٹ کے جاسوس ہیں۔ پنجابی محاورہ کے مطابق ہمیں جھولی چک اور نئے زمینداری محاورہ کے مطابق ہمیں ٹوڈی کہا جاتا ہے۔“

(قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، روزنامہ ”الفضل“ قادیان، 11 نومبر 1934ء)

قادیانی جماعت..... انگریزوں کی ایجنٹ

□ ”دنیا ہمیں انگریزوں کا ایجنٹ سمجھتی ہے۔ چنانچہ جب جرمنی میں احمدیہ عمارت کے افتتاح کی تقریب میں ایک جرمن وزیر نے شمولیت کی تو حکومت نے اس سے جواب طلب کیا

کہ کیوں تم ایسی جماعت کی کسی تقریب میں شامل ہوئے جو انگریزوں کی ایجنٹ ہے۔“
(قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، روزنامہ الفضل قادیان جلد 22 نمبر 54 مورخہ یکم نومبر 1934ء)

□ ”ڈاکٹر سید محمود جو اس وقت کانگریس کے سیکرٹری ہیں، ایک دفعہ قادیان آئے اور انہوں نے بتایا کہ پنڈت جواہر لال صاحب نہرو جب یورپ کے سفر سے واپس آئے تو انہوں نے اسٹیشن پر اتر کر جو باتیں سب سے پہلے کیں، ان میں سے ایک یہ تھی کہ میں نے اس سفر یورپ میں یہ سبق حاصل کیا ہے کہ اگر انگریزی حکومت کو ہم کمزور کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس سے پہلے احمدیہ جماعت کو کمزور کیا جائے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ہر شخص کا یہ خیال تھا کہ احمدی جماعت انگریزوں کی نمائندہ اور ان کی ایجنٹ ہے۔“
(قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، مندرجہ روزنامہ الفضل قادیان جلد 23 نمبر 31 صفحہ 7-8 مورخہ 6 اگست 1935ء)

دعویٰ نبوت کے بعد مرزا قادیانی، ہمیشہ انگریز پولیس کی حفاظت میں رہتا تھا جس کی وجہ سے وہ مسلمانوں کے غیظ و غضب سے بچا رہتا تھا۔ اس سلسلہ میں ایک حوالہ ملاحظہ کیجیے!

مرزا قادیانی کی حفاظت

(114) ”میاں معراج الدین صاحب عمرے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود ایک مقدمہ فوجداری کی جوابدہی کے لیے جہلم کو جا رہے تھے۔ یہ مقدمہ کرم دین نے حضور اور حکیم فضل الدین صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب کے خلاف توہین کے متعلق کیا ہوا تھا۔ اس سفر کی مکمل کیفیت تو بہت طول چاہتی ہے۔ میں صرف ایک چھوٹی سی لطیف بات عرض کرتا ہوں جس کو بہت کم دوستوں نے دیکھا ہوگا۔

جب حضور لاہور ریلوے اسٹیشن پر گاڑی میں پہنچے تو آپ کی زیارت کے لیے اس کثرت سے لوگ جمع تھے، جس کا اندازہ محال ہے کیونکہ نہ صرف پلٹ فارم بلکہ باہر کا میدان بھی بھرا ہوا تھا اور لوگ نہایت منتوں سے دوسروں کی خدمت میں عرض کرتے تھے کہ ہمیں ذرا

چہرہ کی زیارت اور درشن تو کر لینے دو۔ اس اثنا میں ایک شخص جن کا نام فشی احمد الدین صاحب ہے (جو گورنمنٹ کے پنشنر ہیں اور اب تک بفضلہ زندہ موجود ہیں اور ان کی عمر اس وقت دو تین سال کم ایک سو برس کی ہے لیکن قوی اب تک اچھے ہیں اور احمدی ہیں) آگے آئے جس کھڑکی میں حضور بیٹھے ہوئے تھے وہاں گورہ پولیس کا پہرہ تھا اور ایک سپرنٹنڈنٹ کی حیثیت کا افسر اس کھڑکی کے عین سامنے کھڑا مگرانی کر رہا تھا کہ اتنے میں حرات سے بدھ کر فشی احمد الدین صاحب نے حضور سے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ یہ دیکھ کر فوراً اس پولیس افسر نے اپنی تلوار کو ابلے رخ پر اس کی ٹکائی پر رکھ کر کہا کہ پیچھے ہٹ جاؤ۔ اس نے کہا کہ میں ان کا مرید ہوں اور مصافحہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس افسر نے جواب دیا کہ اس وقت ہم ان کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں، ہم اس لیے ساتھ ہیں کہ بٹالہ سے جہلم اور جہلم سے بٹالہ تک بحفاظت تمام ان کو واپس پہنچا دیں۔ ہمیں کیا معلوم ہے کہ تم دوست ہو یا دشمن۔ ممکن ہے کہ تم اس بھیں میں کوئی حملہ کرو اور نقصان پہنچاؤ۔ پس یہاں سے فوراً چلے جاؤ۔“

(سیرت الہدی جلد سوم صفحہ 288، 289 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 858، 859 پر)

View Proof

انگریز کی حمایت اور جہاد کی مخالفت کے سلسلہ میں کی گئی تحریری کوششوں کے بارے میں مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

قرآن سے دوسرے درجہ پر

(115) ”کلما قلت من کمال بلاغی فی البیان۔ لہو بعد کتاب اللہ القرآن۔“ ترجمہ: ”جو کچھ میں نے اپنی کمال بلاغت بیانی سے کہا ہے تو وہ کتاب اللہ قرآن مجید سے دوسرے درجہ پر ہے۔“

(لجۃ النور صفحہ 128 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 464 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 860 پر)

View Proof

تائید الہی سے لکھے گئے رسائل

(116) ”یہ رسائل جو لکھے گئے ہیں تائید الہی سے لکھے گئے ہیں۔ میں ان کا نام وحی اور

الہام تو نہیں رکھتا۔ مگر یہ تو ضرور کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی خاص اور خارق عادت تائید نے یہ رسالے میرے ہاتھ سے نکلوائے ہیں۔“

(سراخلاصہ صفحہ 101، 102 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 415، 416 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 861، 862 پر)

[View Proof](#)

میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی روح بولتی ہے

مرزا قادیانی کا الہام ہے:

(117) ”اعلموا ان فضل الله معي وان روح الله ينطق في نفسي“

ترجمہ: ”جان لو کہ اللہ کا فضل میرے ساتھ ہے اور اللہ کی روح میرے ساتھ بول رہی ہے۔“

(انجام آتھم صفحہ 176 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 176 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 863 پر)

[View Proof](#)

خدا کا کلام

(118) ”یہ کلام جو میں سناتا ہوں، یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے جیسا کہ قرآن اور

توریت خدا کا کلام ہے۔“

(کشتی نوح صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 95 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 864 پر)

[View Proof](#)

خزائن مدفونہ

(119) ”اور خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے کہ میں ان خزائن مدفونہ کو دنیا پر ظاہر کروں

اور ناپاک اعتراضات کا کچھ جو ان درختوں جواہرات پر تھوپا گیا ہے۔ اس سے ان کو پاک

صاف کروں۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 38 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 865 پر)

[View Proof](#)

- (120) ”وہ خزان جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی طے امیدوار“
(برائین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 117 مندرجہ روحانی خزان جلد 21 صفحہ 147، از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 866 پر)

[View Proof](#)

شجاعت

- (121) ”سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ
لیا کریں کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے۔“
(ملفوظات جلد چہارم، صفحہ 361 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 867 پر)

[View Proof](#)

کوئی اندر سے تعلیم دیتا ہے

- (122) ”یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی
اعجاز نہائی کو انشا پر دازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی میں یا اردو
میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔“
(نزول آسح صفحہ 56 مندرجہ روحانی خزان جلد 18 صفحہ 434 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 868 پر)

مرزا قادیانی کا مزید کہنا ہے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا بلکہ وہی کچھ کہتا ہے جو
اُسے اللہ تعالیٰ وحی کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کی نام نہاد وحی ملاحظہ فرمائیں

[View Proof](#)

□ وما ينطق عن الهوى. ان هو الا وحى يوحى.

(تذکرہ مجموعہ وحی الہامات طبع چہارم، ص 309، 321 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کا مزید کہنا ہے:

□ ”وہب لی علوماً مقدسة نقيه ومعارف صافية جليلة و علمنى ما لم

يعلم غيرى من المعاصرين.“

ترجمہ: ”اللہ نے مجھے پاک مقدس علوم نیز صاف و روشن معارف عطا کیے۔ اور وہ

کچھ سکھایا جو میرے سوا کسی اور انسان کو اس زمانے میں معلوم نہ تھا۔“

(انجام آتھم صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 175 از مرزا قادیانی)

□ ”میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے، اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لیے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے، جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشی ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 563 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 403 از مرزا قادیانی)

□ ”میں زمین کی باتیں نہیں کہتا کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔“

(پیغام صلح صفحہ 47 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 485 از مرزا قادیانی)

□ ”میں تو ایک حرف بھی نہیں لکھ سکتا۔ اگر خدا تعالیٰ کی طاقت میرے ساتھ نہ ہو۔ بارہا لکھتے لکھتے دیکھا ہے کہ ایک خدا کی روح ہے جو تیر رہی ہے۔ قلم تھک جایا کرتی ہے مگر اندر جوش نہیں تھکتا۔ طبیعت محسوس کیا کرتی ہے کہ ایک ایک حرف خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 483 (طبع جدید) از مرزا قادیانی)

□ ”اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے، وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں۔ اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کے لیے آب حیات کا حکم رکھتی ہے، دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 104 از مرزا قادیانی)

□ ”میں اپنے نفس سے کچھ نہیں کہتا بلکہ وہی کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ میرے دل میں ڈالتا ہے۔“

(تذکرہ الشہادتین صفحہ 79 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 79 از مرزا قادیانی)

□ ”تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا ہے۔ تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں۔“

(حقیقت الوحی صفحہ 106 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 106 از مرزا قادیانی)

□ ”وان الله لا يتركني على خطا طرفه عين و يعصمني من كل مین و يحفظني من سبل الشياطين.“

ترجمہ: ”اور اللہ تعالیٰ ایک پلک جھپکنے کے برابر بھی مجھے خطا پر قائم نہیں رہنے دیتا اور مجھے ہر ایک خطا سے محفوظ رکھتا ہے اور شیاطین کے راستوں سے میری حفاظت کرتا ہے۔“
(نور الحق صفحہ 86 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 272 از مرزا قادیانی)

□ ”انا واكتبنا فی کتاب شیئنا یخالف النصوص القرانیہ او الحدیثیہ وما تفوهنا به یوما من الدهر.“

ترجمہ: ”میں نے کسی کتاب میں کبھی کوئی چیز قرآن و حدیث کی تصریحات کے خلاف نہیں لکھی۔“ (حملۃ البشری صفحہ 72 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 285)

□ ”والله یعلم انی ماقلت الا ما قال الله تعالیٰ ولم اقل کلمة قط مخالفه وما مسها قلمی فی عمری.“

ترجمہ: ”خدا جانتا ہے کہ میں جو کچھ کہتا ہوں، وہ وہی کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے اور میں نے کوئی کبھی ایسا کلمہ تک نہیں کہا جو خلاف خداوند تعالیٰ ہو اور مخالفت خداوندی میرے قلم سے کبھی سرزد نہیں ہوتی۔“

(حملۃ البشری صفحہ 10 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 186 از مرزا قادیانی)

□ ”اور باعث تہایت دیجہ قانی اللہ ہونے کے اس کی زبان ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے اور اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہوتا ہے اور اگرچہ اس کو خاص طور پر الہام بھی نہ ہو تب بھی جو کچھ اس کی زبان پر جاری ہوتا ہے، وہ اس کی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ 16 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 18 از مرزا قادیانی)

□ ”مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک روح پر غلبہ دیا گیا ہے۔“

(سراج منیر صفحہ 39 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 41 از مرزا قادیانی)

□ ”جو لوگ خدائے تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں وہ بغیر بلائے نہیں بولتے اور بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے، اور بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں کرتے۔ اور اپنی طرف سے کسی قسم کی دلیری نہیں کر سکتے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 197 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 197 از مرزا قادیانی)

□ ”اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربہ سے یہ معلوم ہے کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت

اور ہر دم اور ہر لمحہ بلا فصل ہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے۔“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 93 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 93 از مرزا قادیانی)

□ ”جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں، وہ نرے استخوان

فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ ﷺ اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ

ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں اُن تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی

ہیں اور ان کی باتیں از قبیل جو شیدن ہوتی ہیں نہ محض از قبیل کوشیدن۔ اور وہ حال سے بولتے

ہیں نہ مجرد قال سے۔ اور خدا تعالیٰ کے الہام کی تجلی ان کے دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک

مشکل کے وقت روح القدس سے سکھائے جاتے ہیں اور ان کی گفتار اور کردار میں دنیا پرستی

کی لمبونی نہیں ہوتی کیونکہ وہ ہلکی مصفا کیے گئے اور تمام و کمال کھینچے گئے ہیں۔“

(فتح اسلام صفحہ 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 17 از مرزا قادیانی)

□ ”انہی امر یکلمنی ربی..... و یعلمنی من لدنہ و یعلمنی ادبی و یوحی

الی رحمۃ منہ فاتبع ما یوحی..... وما کان لی ان اترك سبیله و اختار

طرقا شئی. و کلمتا قلت قلت من امرہ. وما فعلت شیئا عن امری. وما التزیت

علی ربی الاعلیٰ وقد خاب من التری.“

(ترجمہ) ”میں وہ مرد ہوں کہ خدا میرے ساتھ گھنگھو کرتا ہے اور خزانہ خاص سے

تعلیم دیتا ہے۔ اپنے ادب سے مجھ کو ادب سکھاتا ہے۔ اپنی رحمت سے مجھ پر وحی بھیجتا ہے۔

پس میں اس وحی کی پیروی کرتا ہوں اور مجھے کیا ہے کہ میں اس کی راہ کو چھوڑ دوں اور دوسرے

راستے کو اختیار کروں اور جو میں نے کہا ہے اس کے حکم سے کہا ہے۔ میں از خود کوئی کام نہیں

کرتا اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ نہیں باندھتا۔ ہلاک ہوا وہ جس نے افترا کیا۔“

(مواہب الرحمن صفحہ 5 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 221 از مرزا قادیانی)

□ ”اذاں جملہ ایک عصمت بھی ہے جس کو حفظ الہی سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور یہ

عصمت بھی فرقان مجید کے کامل تابعین کو بطور خارق عادت عطا ہوتی ہے۔ اور اس جگہ عصمت

سے مراد ہماری یہ ہے کہ وہ ایسی نالائق اور مذموم عادات اور خیالات اور اخلاق اور افعال سے

محفوظ رکھے جاتے ہیں جن میں دوسرے لوگ دن رات آلودہ اور لوث نظر آتے ہیں۔ اور اگر

کوئی لغزش بھی ہو جائے تو رحمت الہی جلد ہی اُن کا تدارک کر لیتی ہے۔“

(برآین احمد صفحہ 514 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 536 از مرزا قادیانی)

علامہ اقبالؒ اور فتنہ قادیانیت

ترجمان حقیقت حضرت علامہ محمد اقبالؒ بیسویں صدی کے شہرہ آفاق دانشور، عظیم روحانی شاعر، اعلیٰ درجہ کے مفکر اور بلند پایہ فلسفی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عہد ساز انسان بھی تھے۔ ایسی زندہ و جاوید ہستیاں صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔ ان کا دل ملت اسلامیہ کے ساتھ دھڑکتا تھا۔ وہ انسانیت کی اعلیٰ قدروں کے وارث تھے۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے انحطاط اور تنزل کی گھاٹی کی طرف تیزی سے گرتے ہوئے عالم اسلام کے تین مضحل میں ایک نئی روح پھونکی اور اسے انقلاب کی راہ دکھائی۔

علامہ اقبالؒ کے حوالے سے یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ وہ انسانی خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ اعلیٰ تعلیم یافتہ، راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ جہاں تک قادیانیت کا تعلق ہے تو اس حوالے سے تو وہ محرم راز درون خانہ تھے۔ انہوں نے جب بظہر غائر دیکھ لیا کہ مرزائی خود تو مرتد اور کافر ہیں ہی، لیکن علمۃ المسلمین کو بھی مرتد بنانے کے لیے کوشاں ہیں اور ”چہ دلاور است وز دے کہ بکف چراغ دارد“ کے صداق اسلام کا لبادہ اوڑھ کر انہیں گمراہ کر رہے ہیں تو وہ اپنی اسلامی غیرت و حمیت اور محبت رسولؐ کے حوالے سے برداشت نہ کر سکے۔ انہوں نے انتہائی زیر کی اور ژرف نگاہی سے اس اہم مسئلے کا جائزہ لیا اور اپنے تاثرات امت مسلمہ کے سامنے واضح انداز میں پیش کر دیئے۔

عاشق رسولؐ علامہ اقبالؒ کو اس بات پر کامل یقین تھا کہ حضرت محمد عربیؐ کی ذاتِ اقدس پر رسالت و نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا، آپ خاتم النبیین ہیں، آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا، اگر کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو وہ نہ صرف کاذب و مفتری بلکہ واجب القتل ہے۔

حضرت علامہ اقبالؒ کو اس بات کا کھل ادراک تھا کہ ملت اسلامیہ کو جن فتنوں نے سب سے زیادہ نقصان پہنچایا، ان میں سب سے خطرناک فتنہ قادیانیت کا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے قادیانیوں کی ملت اسلامیہ کے خلاف بڑھتی ہوئی سازشوں کو شدت کے ساتھ محسوس کیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے خطبات، مضامین، توضیحات اور خطوط کے ذریعے قادیانیت کی سرکوبی کی اور اس تحریک کے عالم اسلام پر دینی، معاشی اور تمدنی اثرات اور ان کے منفی نتائج سے

امت مسلمہ کو آگاہ کیا۔ علامہ اقبالؒ کو یہ منفرد اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے حکومت کو سب سے پہلے یہ مطالبہ پیش کیا کہ قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے کیونکہ یہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر ملت اسلامیہ کی اجتماعیت کو پارہ پارہ کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے اندر رہ کر ایک نئی امت تشکیل دے رہے ہیں۔

مولانا محمد حسین عرشی امرتسری حضرت علامہ محمد اقبالؒ سے اپنی ایک خصوصی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”آخری عمر میں قریباً ہر محبت میں مرزا غلام احمد قادیانی کا ذکر آ جاتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ سلطان ٹیپو (شہید) کے جہاد حریت سے انگریز نے اعزازہ کیا کہ مسئلہ جہاد اس کی حکومت کے لیے ایک مستقل خطرہ ہے۔ جب تک شریعت اسلامیہ سے اس مسئلے کو خارج نہ کیا جائے، انگریز کا مستقبل مطمئن نہیں۔ چنانچہ اسی زمانہ سے مختلف ممالک کے علماء کو آلہ کار بنانا شروع کیا۔ ہندوستانی علماء سے بھی ایسے فتاویٰ حاصل کیے گئے، لیکن ایک منصوص قرآنی مسئلہ کو مٹانے کے لیے علماء کو نا کافی سمجھ کر ایک جدید نبوت کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جس کا بنیادی مسئلہ بھی ہو کہ اقوام اسلامیہ میں فتح جہاد کی تبلیغ کی جائے۔ احمدیت کے اسباب وجوہ پر آج تک جو کچھ لکھا گیا ہے، اس کی وقعت سطحیت سے زیادہ نہیں اس کا حقیقی سبب اسی ضرورت کا احساس تھا۔“

(اقبال پر 15 مقالات، مرتب: پروفیسر احسان الہی سالک، ایس اے بخاری)

شاعر مشرق، حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ مرزا قادیانی کی انگریزی نبوت کے بارے میں فرماتے ہیں:

شیخ اولرد فرنگی رامرید

عمر من پیغمبرے ہم آفرید
آنکہ در قرآن بغیر از را ندید

تن پرست و جاہ مست و کم نمک
اندرویش بے نصیب از لا الہ

در حرم زاد و کلیسا را مرید
پردہ ناموس ما را پر درید

دامن اور را گرفتن اہلبی است
سینہ او از دل روشن تہی است

الغذرا! از گرمی گفتار او
الغذرا! از حرف پہلو وار او

شیخ او لرد فرنگی را مرید
گرچہ گوید از مقام بایزید

گفت دین را رونق از تکلوی است
زندگانی از خودی محرومی است

دولت اغیار را رحمت شمرد
رقصہا گرد کلیسا کرد و مُرد

(مشتوی پس چہ باید کرد)

(ترجمہ)

- 1- میرے زمانے نے ایک نئی بھی پیدا کیا
جس کو اپنے سوا قرآن میں کچھ نظر نہ آیا
- 2- خود پسند ، عزت چاہنے والا ، کوتاہ نظر
اس کا دل لا الہ سے خالی ہے
- 3- مسلمانوں کے گھر پیدا ہوا اور عیسائیوں کا غلام بنا
اس نے ہماری ناموس کے پردے کو چاک کرایا
- 4- اس سے عقیدت رکھنا حماقت ہے
اس کا سینہ دل کی روشنی سے خالی ہے
- 5- اس کی چرب زبانی سے بچو
اس کی چالبازانہ باتوں سے بچو
- 6- اس کا بھر شیطان اور فرنگی کا غلام ہے
اگرچہ وہ کہتا ہے کہ میں بایزید کے مقام سے بول رہا ہوں
- 7- وہ کہتا ہے کہ غلامی میں ہی دین کی رونق ہے
اس کی زندگی خودی سے محروم ہے

8- غیروں کی دولت کو وہ رحمت جانتا ہے
اس نے مگر جا کے گرد رقص کیا اور مر گیا

آں ز ایراں بود وایں ہندی نژاد

رفت ازو آں مستی و ذوق و سرور
دین او اندر کتاب و او بگور!

محبش با عمر حاضر در گرفت!
حرف دیں را از دو ”پیغمبر“ گرفت!

آں ز ایراں بود وایں ہندی نژاد
آں ز حج بیگنہ و ایں را جہاد!

تا جہاد و حج نماز از واجبات
رفت جاں از بیکر صوم و صلوات!

روح چوں رفت از صلوة و از صیام
فرد نامہوار و ملت بے نظام!

سینہ ہا از گرمی قرآن تہی
از چشیں مرداں! چہ اسید ہی!

از خودی مرد مسلمان در گذشت
اے خضر دستے کہ آب از سر گذشت

(جاوید نامہ)

(ترجمہ)

- 1- وہ مستی اور ذوق و سرور ہو چکا ہے۔ دین اب کتاب ہی میں رہ گیا ہے۔ مسلمان مر چکا ہے۔
- 2- وہ عصر حاضر کی محبت اختیار کر چکا ہے اب وہ دو جعلی پیغمبروں سے دین سیکتا ہے۔
- 3- ان میں سے ایک (بہاء اللہ) ایرانی ہے اور دوسرا (مرزا قادیانی) پہلے نے حج منسوخ کر دیا اور دوسرے نے جہاد۔
- 4- جب جہاد اور حج واجب نہ رہے تو صوم و صلوة کی روح بھی ختم ہو گئی۔
- 5- نماز روزے کی روح جاتی رہی تو فرد بے لگام ہو گیا اور ملت بے نظام۔
- 6- سینے حرارت قرآن پاک سے خالی ہو گئے۔ ایسے لوگوں سے بھلائی کی کیا امید؟
- 7- مسلمان نے خودی ترک کر دی۔ اے خضر! مدد کو پہنچ۔ پانی سر سے گزر گیا۔

کہ از تیغ و سپر بیگانہ سازد مرد غازی را!

من آں علم و فراست با پرکا ہے نمی گیرم
کہ از تیغ و سپر بیگانہ سازد مرد غازی را

بہر نرنے کہ ایں کالا بگیری سودمند افتد
بزدور بازوئے حیدر بدہ ادراک رازی را

اگر یک قطرہ خوں داری اگر مٹت پرے داری
بیامن باتو آموزم طریق شاہبازی را

اگر ایں کار را کار نفس دانی چہ نادانی!
دم شمشیر اندر سینہ باید نے نوازی را

(ترجمہ)

- 1- میری نظر میں اس علم و حکمت کی قیمت گھاس کے ایک ٹکے کے برابر بھی نہیں جو مرد غازی کو اس کی تلوار اور ڈھال (عملی جہاد) سے بے خبر کر دے۔
- 2- جس بھاد سے بھی تو یہ سودا خریدتا ہے، تیرے لئے سود مند ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوت بازو کے عوض، امام فخر الدین رازی کی فہم و فراست چھوڑ دے۔ (ایسا علم کس کام کا جو مسلمان کو عملی جہاد سے روک دے)۔
- 3- اگر تو خون کا ایک قطرہ رکھتا ہے (عمل کی رمت باقی ہے) اور اگر تو پردوں کی مٹھی رکھتا ہے (ہمت پرواز بھی ہے) تو میرے پاس آ۔ میں تجھے شاہبازی (دنیا پر حکمرانی) کے اصول سمجھا دوں گا۔
- 4- (اور) اگر تو اس کام (زندقہ گزارنا) کو سانس کا کام سمجھتا ہے تو یہ تیری کیسی نادانی ہے۔ بانسری بجانے کے لئے (عام سانس کی نہیں) تلوار کی طاقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ (جس طرح بانسری بجانے کے لئے صرف سانس پھونکنا ہی کافی نہیں، اس کے لئے سینے میں قوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح عملی زندقہ میں جان قربان کر دینے کی تمنا کرنا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے لئے جان ہتھیلی پر رکھنا ضروری ہے)۔

نبوت

میں نہ عارف، نہ مجدد، نہ محدث، نہ فقیہ
مجھ کو معلوم نہیں کیا ہے نبوت کا مقام
ہاں مگر عالم اسلام پہ رکھتا ہوں نظر
فاش ہے مجھ پہ ضمیر فلکِ نیلی قام
”وہ نبوت ہے مسلمان کے لیے برگِ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام“

(ضربِ کلیم)

مہدی برحق

سب اپنے بنائے ہوئے زرداں میں ہیں محبوس
خاور کے ثوابت ہوں کہ افروغ کے سیار
بہرانِ کلیسا ہوں کہ شیخانِ حرم ہوں
نے جدتِ گرفتار ہے، نے جدتِ کردار
ہیں اہل سیاست کے وہی گھنہ خم و بچ
شاعر اسی اقلاسِ تخیل میں گرفتار
دنیا کو ہے اس مہدی برحق کی ضرورت
ہو جس کی نگہ زلزلہ عالم افکار

(ضربِ کلیم)

امامت

تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میری طرح صاحبِ اسرار کرے

ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے
موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر زُبحِ دوست
زندگی تیرے لیے اور بھی دشوار کرے
دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلواریں کرے
فتنہ ملتِ بیضا ہے امامت اُس کی
جو مسلمانوں کو سلاطین کا پرستار کرے

(ضربِ کلیم)

جہاد

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلواریں کارگر
لیکن جنابِ شیخ کو معلوم کیا نہیں
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود و بے اثر
تج و تفنگ دستِ مسلمانوں میں ہے کہاں؟
ہو بھی تو دل ہیں موت کی لذت سے بے خبر
کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل
کہتا ہے کون اس کو مسلمانوں کی موت مر
تعلیم اس کو چاہیے ترکِ جہاد کی
دنیا کو جس کے بیچہ خونیں سے ہو خطر
باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کر
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے
مشرق میں جگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر

حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگزر

(ضربِ کلیم)

ہو بندۂ آزاد اگر صاحب الہام
ہے اُس کی نگہ فکر و عمل کے لیے مہمیز
معلوم کے الہام سے اللہ بچائے
عارت گر اقوام ہے وہ صورتِ چگیز

(ضربِ کلیم)

درسِ غلامی

ہند میں حکمت دیں کوئی کہاں سے سکھے
نہ کہیں لذتِ کردار نہ افکارِ عمیق
خود بدلتے نہیں، قرآن کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق
ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب
کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق

(ضربِ کلیم)

آزاد قادیانی ریاست کا اعلان

اس عنوان سے روزنامہ ”نوائے وقت“ اپنے ادارہ میں لکھتا ہے:

”ایک نوزائجنسی کی رپورٹ کے مطابق قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر نے قادیانیوں کی آزاد ریاست قائم کرنے کے لیے ایک نورکنی کمیٹی تشکیل دے دی ہے جس کے سربراہ وہ خود ہوں گے۔ یہ کمیٹی جسے تین سال کا عرصہ دیا گیا ہے، اس کا ہیڈ کوارٹر لندن میں قائم کر دیا گیا ہے۔ مرزا طاہر نے آزاد قادیانی ریاست کا اعلان کرتے ہوئے اسے پاکستان کے علاقوں شکر گڑھ، سیالکوٹ اور بھارت کے علاقے قادیان اور اس سے ملحقہ کشمیری علاقے پر مشتمل قرار دیا ہے۔ پاکستان میں اقلیتوں کو پوری آزادی حاصل ہے اور ان کے حقوق کی پاسداری، آئین کا حصہ ہے، لیکن اس کا یہ مطلب بھی ہرگز نہیں کہ ”بازی بازی بارلش بابا ہم بازی“ کے مصداق اب مملکت خداداد پاکستان کی ایک اقلیت ”قادیانی جماعت“ اس کے وجود سے بھی کھینے لگے۔ بھارت کے علاقوں کو کسی مجوزہ قادیانی ریاست میں شامل سمجھنے کا جواب تو بھارت ہی دے سکتا ہے، لیکن جہاں تک پاکستان کے سیالکوٹ اور شکر گڑھ کے علاقوں کو مجوزہ قادیانی ریاست کا حصہ قرار دینے کا اعلان ہے تو یہ براہ راست پاکستان کے وجود کو نقصان پہنچانے کے مذموم ارادے کا اظہار ہے۔ بالخصوص ایسے حالات میں جبکہ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر نے قادیانی ریاست کے قیام کے لیے ایک کمیٹی کا اعلان کرنے کے ساتھ اس کا ہیڈ کوارٹر لندن میں قائم کر دیا۔ لندن میں قادیانی خلیفہ کا قیام اور وہاں سے پاکستان توڑنے کی سازش کا آغاز کرنے کا واضح مطلب یہ ہے کہ قادیانیت اپنے موجد کی گود میں بیٹھ کر اس کی نئی آشریاد کے ساتھ اس مذموم پروگرام کا آغاز کر چکی ہے۔ جس پودے کو برطانیہ نے مسلمانان برصغیر کو سیاسی و مذہبی نقصان پہنچانے کے لیے کاشت کیا تھا، وہ 1974ء کے فیصلے کے بعد اگرچہ سربریدہ ہو چکا تھا، لیکن اب پھر اسی برطانیہ کی آبیاری سے نئے برگ و بار لانے

پر ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ حکومت پاکستان مرزا طاہر کے خلاف کارروائی کرے اور برطانیہ سے بھی پوچھے کہ آخر اس نے ایسے لوگوں کو کیوں پناہ دے رکھی ہے جو وہاں بیٹھ کر پاکستان توڑنے کے پروگرام بناتے اور خواب دیکھتے ہیں۔ جب تک علماء دین اور مذہبی تنظیمیں قادیانوں کی اسلام اور پاکستان دشمنی کی باتیں کرتی تھیں تو حکومت اور کئی حلقے یہ تصور کرتے تھے کہ یہ ہمارے مذہبی حلقوں کی مذہبی انتہا پسندی ہے، لیکن اب جبکہ قادیانی جماعت کے سربراہ نے سرزمین پاکستان کے ایک حصے کو قادیانی سٹیٹ میں شامل کرنے کا اعلان کر دیا ہے تو یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ قادیانی اور قادیانیت، پاکستان سے وفادار نہیں۔“

(روزنامہ ”نوائے وقت“ لاہور، 5 دسمبر 2000ء)

پوسٹ مارٹم

قبلہ		قادیان	☆
اعصابی مرکز		ربوہ	☆
ترہتی کیمپ		تل ایب	☆
آماجگاہ		لندن	☆
استاد		ماسکو	☆
پناہ گاہ		جرمنی	☆
اور		واشنگٹن	☆
اس کا بینک ہے			

تصویریں بولتی ہیں



اسرائیل میں قادیانی جماعت کی موجودگی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ قادیانی مذہبی نہیں بلکہ ایک خالص سیاسی جماعت ہے۔ یہودی دوسرا بنیا ہے جو کبھی خسارے کا سودا نہیں کرتا۔ اسرائیل نے قادیانیوں کو اپنے نظریاتی ملک میں جو مذہبی آزادی دے رکھی ہے، وہ اس کے اصول اور قواعد و ضوابط کے صریحاً خلاف ہے۔ قادیانی جماعت یہودی ٹکڑوں پر پلنے والا استعماری پٹھو ہے۔ صدقہ اطلاعات کے مطابق اسرائیلی فوج میں کئی سو قادیانی شامل ہیں جو فلسطینی مسلمانوں پر ظلم و تشدد میں پیش پیش رہتے ہیں۔ قادیانیوں اور اسرائیل کے باہمی تعلقات اور روابط کا اندازہ قومی اخبارات میں 22 فروری 1985ء کے ”یروشلم پوسٹ“ کے حوالے سے چھپنے والی اس تصویر سے لگایا جاسکتا ہے، جس میں دو قادیانی مبلغوں کو اسرائیلی صدر کے ساتھ نہایت مودب انداز میں ملاقات کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ اس تصویر میں اسرائیل میں سبکدوش ہونے والے قادیانی سربراہ شیخ شریف امینی نئے سربراہ شیخ محمد حمید کا اسرائیل کے صدر سے تعارف کروا رہے ہیں۔ اس موقع پر شیخ شریف نے قادیانیوں کو اسرائیل میں مکمل مذہبی آزادی دینے پر اسرائیلی حکومت کی تعریف کی اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ یہ تصویر قادیانیوں کی اسلام دشمنی اور یہود دوستی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔



اسرائیلی صدر شیمن پیریز (Shimon Peres) نے ستمبر 2007ء میں اسرائیل کے شہر کبابیر (Kababir) میں واقع قادیانی عبارت گاہ کا دورہ کیا۔ اس موقع پر اسرائیلی صدر نے قادیانی جماعت کے اراکین سے خطاب کرتے ہوئے انہیں بین الاقوامی طور پر ہر ممکن امداد اور تعاون کا یقین دلایا۔



یہ ملکہ وکٹوریہ کی تصویر ہے جس کی تعریف و توصیف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا تے ہوئے نبوت کے دعویدار آنجمنی مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں کے ہزاروں صفحات سیاہ کیے

مرزا قادیانی کی تصویر

یہ مرزا قادیانی کی تصویر ہے جس کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی اور رسول ہے، تمام انبیاء کرام کا مجموعہ ہے، بلکہ خود محمد رسول اللہ ہے (نعوذ باللہ) اللہ کا نبی اپنے دور میں تمام انسانوں سے زیادہ خوبصورت اور حسین و جمیل ہوتا ہے۔ وہ اپنے حسن کی زکوٰۃ تقسیم کرے تو پوری کائنات صاحب حیثیت ہو جائے۔



آپ خود فیصلہ کریں کہ کیا نبی اس شکل کے ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے خود مبعوث کیا ہو اور ان کی موت بیت الخلا میں ہوئی ہو۔ (نعوذ باللہ) ہمیں تو یہ رنجیت سنگھ کی تصویر لگتی ہے۔ (مہاراجا رنجیت سنگھ سے معذرت کے ساتھ)!



ثبوتِ حاضر ہیں!

حیات و نزول
حضرت عیسیٰ علیہ السلام



حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور قرآن مجید

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات، رفع اور نزول کا عقیدہ ایک اسلامی اور بنیادی عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ کی بنیاد قرآن مجید اور حضور خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے وہ بے شمار ارشادات ہیں جو مجموعی اور معنوی حیثیت سے حد تو اتر کو پہنچ گئے ہیں۔ اس بنیاد پر تمام صحابہ کرامؓ، تابعین عظام، تبع تابعین، آئمہ مجتہدین، مفسرین، محدثین، فقہاء، متکلمین، صوفیا کرام اور جملہ اہل اسلام اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے اپنی قدرت کاملہ سے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ہی آسمانوں پر اٹھالیا ہے اور قرب قیامت آپ ہی کا نزول ہوگا۔ اس پر تمام اہل اسلام کا اجماع ہے۔ اکابرین اسلام نے اس کو عقائد میں جگہ دی ہے۔ سو اس عقیدہ کا انکار کفر ہے۔

حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے کم علم اور ناقص مطالعے کے حامل عام لوگ جلد مغالطے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ قرآن مجید کی کئی آیات اس اہم مسئلہ کو کھول کر بیان کرتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جسمانی موت طاری نہیں ہوئی بلکہ وہ آسمان پر زندہ اٹھالیے گئے ہیں۔ ان کی حیات طیبہ جس کی ابتدا ان کی پیدائش کے وقت سے ہوئی تھی، آج تک زندہ و جاری ہے اور اس وقت تک مسلسل رہے گی جب تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لا کر عام انسانوں کی طرح طبعی موت سے ہمتا رہیں ہو جاتے۔ دراصل قادیانی فتنہ نے اس اہم مسئلہ کو اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعے یہ کہہ کر الجھا دیا کہ ایسا ہونا قانون قدرت کے خلاف ہے۔ اس سے ہمارے کم پڑھے لکھے مسلمان فوری متاثر ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ اس مسئلہ میں بجائے فلسفیانہ موٹھا گفٹوں اور باطل تاویلات کے، یہ دیکھنا چاہیے کہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا اور پھر قرب قیامت زمین پر واپس آنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟ اگر نہ ہاں۔ قرآن و حدیث سے ثابت ہو

جائے تو پھر جس قادر مطلق نے اسے آسمان پر اٹھایا ہے اور لوگوں کے لیے اسے نشانِ قدرت ٹھہرایا ہے، اس کو یقیناً یہ قدرت بھی حاصل ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہر خطرے اور معرشتے سے حفاظت فرمائے اور اپنے ہاں ان کا پورا پورا خیال رکھے۔ اس سلسلہ میں آنجہانی مرزا قادیانی کی تحریروں کے مندرجہ ذیل اقتباسات قابلِ غور ہیں:

اللہ تعالیٰ کی قدرت پر اعتراض کرنا؟

(123) ”یہ بات ہم مکرر لکھنا چاہتے ہیں کہ قدرتِ اللہ پر اعتراض کرنا خود ایک وجہ سے انکارِ خدائے تعالیٰ ہے کیونکہ اگر خدائے تعالیٰ کی قدرتِ مطلقہ کو نہ مانا جائے اور حسبِ اصول تنازعِ آریہ صاحبان یہ اعتقاد رکھا جائے کہ جب تک زید نہ مرے، مگر ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس صورت میں تمام خدائی اس کی باطل ہو جاتی ہے بلکہ اعتقاد صحیح اور حق یہی ہے کہ پریش کو سربِ شکستِ مان اور قادرِ مطلق تسلیم کیا جائے اور اپنے ناقص ذہن اور ناقص تجربہ کو قدرت کے بے انتہا اسرار کا محکِ امتحان نہ بنایا جائے ورنہ ہمہ دانی کے دعویٰ پر اس قدر اعتراض وارد ہوں گے اور ایسی غجائیں اٹھانی پڑیں گی کہ جن کا کچھ ٹھکانا نہیں۔ انسان کا قاعدہ ہے کہ جو بات اپنی عقل سے بلند تر دیکھتا ہے اس کو خلافِ عقل سمجھ لیتا ہے حالانکہ بلند تر از عقل ہونا شے دیگر ہے اور خلافِ عقل ہونا شے دیگر۔“

(سرمہ چشمِ آریہ صفحہ 63، 64 مندرجہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 111، 112 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 870، 869 پر)

کافر اور دہریہ کون؟

(124) ”در حقیقت کوئی شخص خدا کو شناخت نہیں کر سکتا جب تک اس حد تک اُس کی معرفت نہ پہنچ جائے کہ وہ اس بات کو سمجھ لے کہ خدا کے بیشمار کام ایسے ہیں کہ جو انسانی طاقت اور عقل اور فہم سے بالاتر اور بلند تر ہیں اور اس مرتبہ معرفت سے پہلے یا تو انسان محض دہریہ ہوتا ہے اور خدا کے وجود پر ایمان ہی نہیں رکھتا اور یا اگر خدا کو مانتا ہے تو صرف اس خدا کو مانتا ہے کہ جو اس کے خود تراشیدہ دلائل کا ایک نتیجہ ہے نہ اس خدا کو جو اپنی تجلی سے اپنے تئیں آپ ظاہر کرتا ہے اور جس کی قدرتوں کے اسرار اس قدر ہیں کہ انسانی عقل ان کا احاطہ نہیں کر سکتی۔“

جب سے خدا نے مجھے یہ علم دیا ہے کہ خدا کی قدرتیں عجیب در عجیب اور عظیم در عظیم اور ویرا
الورالایدرک ہیں، تب سے میں ان لوگوں کو جو فلسفی کہلاتے ہیں، بکے کافر سمجھتا ہوں اور چھپے
ہوئے دہریہ خیال کرتا ہوں۔“

View Proof

(چشمہ معرفت صفحہ 269 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 281 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 871 پر)

اس سے ثابت ہو گیا کہ قانون قدرت کی آڑ میں حیات عیسیٰ علیہ السلام پر اعتراض
کرنا دراصل باطنی کفر اور دہریت کا سبب ہے۔ امام رازی کا قول ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی
قدرتوں کو عقل کے پیمانہ پر ناپنا چاہتا ہے، وہ کھلے طور پر گمراہ ہے۔ پس جو شخص حضرت عیسیٰ
(علیہ السلام) کے بحمدِ غرضی رفع الی السماء کا اس لیے منکر ہے کہ عقلی فلسفہ اس کا انکار کرتا
ہے تو اس کا یہ دعویٰ نہ ہاں دلیل اور علم و یقین کی جگہ محض جہل، ظن اور انکل کے ماتحت ہے
اور ایسے حضرات کے لیے پھر عالم غیب کی تمام ماورائے عقل باتوں، مثلاً وحی، فرشتہ، جنت،
جہنم، حشر، معاد، معجزہ وغیرہ کو خلاف عقل کہہ کر جھٹلا دینا چاہیے۔ قرآن مجید نے انہی جیسے
منکرین حق کے متعلق صاف صاف مکتذین کا لقب تجویز کر دیا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ سے زائد انبیاء کرام میں سے صرف
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس بات کے لیے کیوں منتخب کیا کہ انھیں زندہ آسمانوں پر اٹھایا اور
قرب قیامت آپ کو نازل فرمانے کا وعدہ فرمایا؟ پھر آپ کے نزول میں کیا حکمت کارفرما ہو
سکتی ہے؟ اکابرین اسلام کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم مطلق ہیں۔ اس کی حکمتوں کو کوئی نہیں جان
سکتا، تاہم اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا: ”فعل
الحکیم لا یخلو عن الحکمة“ یہ الگ بات ہے کہ اس کی حکمتوں کو ہم پوری طرح نہ پا
سکیں۔ البتہ بعض حضرات محدثین نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے اسرار اور اس کی
حکمتیں بیان فرمائی ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی حکمت پر کچھ روشنی دلوں کے
اطمینان کا باعث بنتی ہے۔

علامہ حافظ بدر الدین العینی لکھتے ہیں:

ترجمہ:..... ”اگر کہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے میں کیا حکمت ہے

اور اس خصوصیت کی کیا وجہ ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی کئی وجوہات ہیں:

1- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے یہود کے اس باطل خیال کا رد کرنا ہے کہ

انھوں نے عیسیٰ کو قتل کر دیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کا جھوٹ واضح کر دیا اور یہ بتا دیا کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی یہود کو قتل کریں گے۔

2- حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور ﷺ کی امت کی (عالی شان) صفت دیکھی تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ان کو بھی اس امت میں شامل فرمادے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور ان کو آسمان پر زندہ رکھا۔ یہاں تک کہ آپ آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔ دین اسلام کی تجدید کریں گے۔ اس وقت دجال نکلا ہوا ہوگا۔ آپ اس کو قتل کریں گے۔

3- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول یہود و نصاریٰ کی تکذیب اور ان کے باطل دعوؤں کی کجی کے اظہار اور ان کے قتل کے لیے ہوگا۔

4- ان امور مذکورہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت کی وجہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مجھے سب سے زیادہ تعلق عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے ہے کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔ پس دوسرے انبیائے کرام کی بہ نسبت ان کو قرب زمانی حاصل ہے اس لیے آپ نزول کے زیادہ مستحق تھے۔“

اب ہم قرآن مجید سے حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیان کرتے ہیں۔
تفصیلات کے لیے براہ کرم تفاسیر سے رجوع کیجیے۔

پہلی آیت

وَمَكْرُؤًا وَّمَكْرَ اللَّوْهِ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ. (آل عمران: 54)

(ترجمہ) ”اور تدبیر کی ان کافروں نے اور تدبیر کی اللہ تعالیٰ نے اور

اللہ کی تدبیر سب سے بہتر ہے۔“

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں: ”مکر کہتے ہیں لطیف و خفیہ تدبیر کو۔ اگر وہ اچھے مقصد کے لیے ہو، تو اچھا ہے اور برائی کے لیے ہو تو برا ہے۔ اسی لیے وَلَا يَجْنِي الْمَكْرَ الْمَسِيءُ میں مکر کے ساتھ ”مسی“ کی قید لگائی اور یہاں خدا کو ”خیر الماكرين“ کہا۔ مطلب یہ ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف طرح طرح کی سازشیں اور خفیہ تدبیریں شروع کر دیں۔ حتیٰ کہ بادشاہ کے کان بھر دیے کہ یہ شخص (معاذ اللہ) لہجہ ہے،

توریت کو بدلنا چاہتا ہے، سب کو بے دین بنا کر چھوڑے گا۔ چنانچہ اس نے مسیح علیہ السلام کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ ادھر یہ ہو رہا تھا اور ادھر حق تعالیٰ کی لطیف و خفیہ تدبیر ان کے توڑ میں اپنا کام کر رہی تھی، بیشک خدا کی تدبیر سب سے بہتر اور مضبوط ہے جسے کوئی نہیں توڑ سکتا۔“ (تفسیر عثمانی)

”یہودا اسکریوتی“ جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے 12 خاص حواریوں میں سے تھا، یہودیوں سے تیس (30) روپے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑ لانے کے لیے مرکزی کردار ادا کیا۔ (متی: باب 26 فقرہ 14 تا 26) اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل میں تبدیل کر دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی کمال قدرت سے آسمان پر اٹھالیا۔ جب دوسرے لوگ گھر میں گھسے تو انھوں نے اس شخص کو مسیح سمجھ کر قتل کر دیا۔ جب مقتول کو اچھی طرح دیکھا تو کہنے لگے اس کا چہرہ تو مسیح کے چہرے سے مشابہ ہے اور باقی بدن ہمارے ساتھی کا معلوم ہوتا ہے۔ بعض نے کہا کہ اگر یہ مقتول مسیح ہے تو ہمارا آدی کہاں گیا اور اگر یہ مقتول ہمارا آدی ہے تو مسیح کہاں ہے؟ غرض کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ۔ صحیح علم کسی کو بھی نہیں تھا۔ چنانچہ یہود و نصاریٰ کے تمام فرقے غلط فہمیوں اور اشتباہ کا شکار ہیں اور صرف جھوٹے گمان کی اتباع کرتے ہیں۔ یہ تمام قصہ موجودہ انجیل اربعہ میں موجود ہے۔ حوالہ کے لیے دیکھیے۔

(1) متی باب 26 فقرہ 51، 67، 68، باب 27 فقرہ 2، 5، 26، 35

(2) مرقس باب 14 فقرہ 65، باب 15 فقرہ 1 تا 32

(3) یوحنا باب 18 فقرہ 12 تا 24، باب 19 فقرہ 1 تا 35

(4) لوقا باب 23 فقرہ 33، باب 24 فقرہ 7، 8

امام فخر الدین رازیؒ جو قادیانوں کے نزدیک چھٹی صدی کے مجدد ہیں، اپنی تفسیر، تفسیر بیبر جلد 7 صفحہ 69، 70 میں لکھتے ہیں:

”اور یہود کا مکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ تھا کہ انھوں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ کا مکر یہود سے..... سو اس کی کئی صورتیں ہوئیں..... ایک صورت یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور یہ اس طرح ہوا کہ یہود کے ایک بادشاہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا اور جبرائیل علیہ السلام ایک گھڑی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جدا نہ ہوتے تھے اور یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا وَأَيُّدُنَا“

سمجھ کر اس کو قتل کیا اور سولی پر چڑھایا اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر تدبیر فرمانے والے ہیں۔ کوئی تدبیر اللہ کی تدبیر کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پریشانی دور کرنے کے لیے یہ فرمایا کہ اے عیسیٰ! تم گھبراؤ نہیں، بے شک میں تم کو تمہارے ان دشمنوں سے بلکہ اس جہان ہی سے پورا پورا لے لوں گا۔ اور بجائے اس کے کہ یہ ناخبتار تجھ کو پکڑ کر لے جائیں اور صلیب پر چڑھائیں، میں تجھ کو اپنی پناہ میں لے لوں گا اور آسمان پر اٹھاؤں گا کہ جہاں کوئی پکڑنے والا پہنچ ہی نہ سکے اور تجھ کو ان ناپاک اور گندوں سے نکال کر پاک، مطہر اور معطر جگہ میں پہنچا دوں گا کہ یہ ناخبتار تجھ کو بے عزت کر کے تیرے اور تیرے دین کے اتباع سے لوگوں کو روکنا چاہتے ہیں۔ اور میں اس کے بالمقابل تیرے پیروؤں کو تیرے کفر کرنے والوں پر قیامت تک غالب اور فائق رکھوں گا۔ تیرے خدام اور غلام ان پر حکمران ہوں گے اور یہ ان کے محکوم اور باج گزار ہوں گے۔ قیامت کے قریب تک یونہی سلسلہ رہے گا کہ نصاریٰ ہر جگہ یہود پر غالب اور حکمران رہیں گے اور اپنی ذلت و مسکنت اور حضرت مسیح بن مریم کے نام لیواؤں کی عزت و رفعت کا مشاہدہ کرتے رہیں گے اور اندر سے تلملاتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ جب قیامت قریب آجائے گی اور دجال کو جیل خانہ سے چھوڑ دیا جائے گا تاکہ یہود بے بہبود اپنی عزت اور حکومت قائم کرنے کے لیے اس کے ارد گرد جمع ہو جائیں تو یکا یک عیسیٰ علیہ السلام بصد جاہ و جلال آسمان سے نازل ہوں گے اور دجال کو جو یہود کا بادشاہ بنا ہوا ہوگا، اس کو تو خود اپنے دست مبارک سے قتل فرمائیں گے اور باقی یہود کا قتل و قتال اور اس جماعت کا بالکل تکیہ استیصال امام مہدی اور مسلمانوں کے سپرد ہوگا۔ دجال کے متبعین کو جن جن کو قتل کیا جائے گا۔ نزول سے پہلے یہود اگرچہ حضرت مسیح علیہ السلام کے غلام اور محکوم تھے مگر زندہ رہنے کی تو اجازت تھی مگر حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کے بعد زندہ رہنے کی بھی اجازت نہ رہے گی۔ ایمان لے آؤ! یا اپنے وجود سے بھی دستبردار ہو جاؤ اور نصاریٰ کو حکم ہوگا کہ میری الوہیت اور اہمیت کے عقیدہ سے تاب ہو جاؤ اور مسلمانوں کی طرح مجھ کو اللہ کا بندہ اور رسول سمجھو اور صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کو ختم کریں گے اور سوائے دین اسلام کے کوئی دین قبول نہ فرمائیں گے۔ الغرض نزول کے بعد اس طرح تمام اختلافات کا فیصلہ فرمائیں گے جیسا کہ آئندہ آیت میں اس طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ پھر تم سب کو میری طرف لوٹنا ہے، پس اس وقت میں تمہارے اختلافات

کا فیصلہ کروں گا۔ وہ فیصلہ یہ ہو گا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے یہود کا یہ زعم باطل ہو جائے گا کہ ہم نے حضرت مسیح علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ۔ اور نصاریٰ کا یہ زعم باطل ہو گا کہ وہ خدا یا خدا کے بیٹے ہیں اور حیات مسیح علیہ السلام کے مسئلہ کا فیصلہ ہو جائے گا اور روزِ روشن کی طرح تمام عالم پر یہ واضح ہو جائے گا کہ عیسیٰ علیہ السلام اسی جسدِ غصری کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے، اور اسی جسم کے ساتھ آسمان سے اترے ہیں۔

یہ آیت اس بات پر زبردست اور محکم دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم و روح کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں کیونکہ آیت میں لفظ عیسیٰ مراد ہے۔ فقط جسم اور نہ ہی فقط روح بلکہ جسم مع الروح یعنی زندہ عیسیٰ۔ ہر چار ضمیروں کے خطاب کے مخاطب وہی ایک عیسیٰ زندہ بعینہ ہے کیونکہ ضمیر خطاب معرفہ ہے اور بوجہ تقدیم عطف و تاخیر ربط اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ چاروں واقعات (تونی، رفع، تطہیر، غلبہ تابعین) قیامت سے پہلے پہلے بعینہ حضرت عیسیٰ زندہ کے ساتھ ہو جائیں گے اور صیغہ اسم فاعل آئندہ کے لیے بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ جیسے قرآن میں ہے: ”وَأَنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جَوْزًا“ (کہف: 8) ”اور ہم ہی بنانے والے ہیں ان چیزوں کو جو زمین پر ہیں (ویران کر کے) چٹیل میدان، غیر آباد۔“

اب غور کیجیے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح مبارک کو نکال کر آسمان پر لے جایا جاتا تو اس صورت میں آپ کا جسم اطہر تو زمین پر ہی رہتا اور اس صورت میں دو طرح کا امکان تھا۔ اول تو یہ کہ آپ کا جسم مبارک یونہی زمین پر پڑا رہتا، جس میں ایک معظم و مکرم نبی کے جسد اطہر کی توہین تھی اور دوسرا امکان یہ تھا کہ بنی اسرائیل انھیں اپنے ناپاک ہاتھوں سے دفن کرتے، لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ بھی گوارا نہ ہوا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے انھیں زندہ آسمان پر اٹھالیا۔

حکیم نور الدین قادیانی نے اپنی کتاب فصل الخطاب لمقدمۃ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ 314 پر آیت وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنُوا بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے۔ ”اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا۔ ساتھ اس کے پہلے موت اس کی کے اور دن قیامت کے ہو گا اور ان کے گلوہ۔“

یاد رہے کہ یہ اس شخص کا ترجمہ ہے جو مسیحیت مرزا کا سب سے بڑا حامی بلکہ بانی تھا۔

علماء و مفسرین کے نزدیک متوفیک کا مادہ ”وفی“ ہے یعنی جب یہ مادہ باب تفعّل میں چلا جائے تو اس کے حقیقی معنی پورا پورا لینے کے ہوں گے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اتوفیت الثمن“ بعض دفعہ یہ لفظ موت اور نیند کے معنی میں بھی مجازاً استعمال ہوتا ہے جبکہ وہاں کوئی قرینہ موجود ہو جیسے ”هو الذی یتوفکم بالیل“ (وہی (اللہ) ہے جو پورالے لیتا یا قبضہ میں کر لیتا ہے تمہیں رات کو) (الانعام: 60) اسی طرح ”اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والشی لم تمت فی منامہا“ ترجمہ: اللہ تعالیٰ جانوں کو ان کی موت کے نزدیک قبض کر لیتا ہے اور جو ابھی نہیں مرے، ان کی جان نیند میں قبض کر لیتا ہے۔ (الزمر: 42) ”وَالَّتِی لَمْ تَمُتْ“ کے لیے بھی لفظ ”توفی“ بولا گیا۔ یعنی ایک جانب یہ صراحت کی جارہی ہے کہ یہ وہ جانیں (نفوس) ہیں جن کو موت نہیں آتی اور دوسری جانب یہ بھی بصراحت کہا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نیند کی حالت میں ان کے ساتھ ”توفی“ کا معاملہ کرتا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ فاعل ہے۔ ”متوفی“ اور نفس انسانی مفعول ہے۔ موت اور نوم میں لفظ توفی کا استعمال قرآن کریم ہی نے شروع کیا ہے۔ جاہلیت والے تو عموماً اس حقیقت سے ہی نا آشنا تھے کہ موت یا نوم میں خدا تعالیٰ کوئی چیز آدمی سے معطل کر لیتا ہے۔ اس لیے لفظ توفی کا استعمال موت و نوم پر ان کے یہاں مروج نہ تھا۔ قرآن کریم نے موت وغیرہ کی حقیقت پر روشنی ڈالنے کے لیے اول اس لفظ کا استعمال شروع کیا تو اسی کو حق ہے کہ موت و نوم کی طرح اخذ روح مع البدن کے نادر مواقع میں بھی اسے استعمال کر لے۔ مگر پھر بھی کسی صورت سے ”توفی بمعنی موت“ صحیح نہیں ہے ورنہ تو قرآن کا جملہ ”وَالَّتِی لَمْ تَمُتْ“ نعوذ باللہ مہمل ہو کر رہ جائے گا۔

یہ آیات اس بات کی صریح دلیل ہیں کہ ”متوفی“ کا حقیقی معنی موت نہیں ہے، اگر اس کا حقیقی معنی موت ہوتا تو موت اور توفی کا مقابل درست نہ تھا۔ یہاں آیت میں توفی کے ساتھ موت اور عدم موت دونوں جمع ہو رہی ہیں۔ یتوفکم باللیل میں وفات تو ہے مگر موت نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نیند کی حالت میں روح کو اپنے قبضہ میں لے لیتے ہیں مگر پھر بیداری کے وقت لوٹا دیتے ہیں جبکہ موت میں روح قبضے میں تو لے لی جاتی ہے مگر اسے لوٹایا نہیں جاتا۔ چنانچہ متوفیک میں وفات بمعنی موت نہیں اور نہ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت ہوتی ہے۔ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے:

□ ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامہ (ابن کثیر، ابن جریر)

(ترجمہ): بے شک عیسیٰ علیہ السلام پر موت واقع نہیں ہوئی اور وہ تمہاری طرف قیامت پہنچنے سے پہلے دوبارہ آئیں گے۔

لیکن اگر مرزائیوں کے مطابق توفی بمعنی موت کے لیا جائے تو پھر ان کے ذمہ ہے کہ وہ اس وعدے کا ایسا لفظ ماضی سے دکھائیں جو منجانب اللہ ہو۔ میرا یہ دعویٰ ہے کہ کوئی مرزائی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں لفظ توفی کو بے سند ماضی قرآن حکیم میں سے قیامت تک نہیں دکھا سکے گا۔ گویا ثابت ہوا اگر تو فی کا مطلب موت ہوتا تو پہلے تین وعدوں کی طرح یہ وعدہ بھی جلد اور بلا توقف پورا ہونا ضروری تھا اور پہلے وعدوں کی طرح اس کے ایسا کا ثبوت بھی قرآن حکیم سے ملنا ضروری تھا مگر ایسا نہیں ہوا، لہذا ثابت ہوا کہ تو فی کا مطلب یہی تھا کہ پورا پورا لے کر یعنی مع جسم اور روح آسان پر اٹھائیں گے اور یہ وعدہ بھی قرآن کی رو سے پورا ہو چکا ہے۔ قرآن مجید میں ”حیات“ کے مقابلے میں ”وفات“ کا لفظ کہیں نہیں آیا بلکہ ہر جگہ حیات کا مقابل موت کو قرار دیا ہے۔

مذکورہ بالا تشریح سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ ”توفی“ کے حقیقی معنی ”موت“ کے ہرگز نہیں۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل آیات نہایت قابل غور ہیں۔

(1) لم توفی کل نفس ما کسبت۔ (البقرہ: 281)

ترجمہ: پھر پورا پورا دے دیا جائے گا ہر نفس کو جو اس نے کمایا ہے۔

(2) وتوفی کل نفس ما عملت (النحل: 111)

ترجمہ: اور پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ہر نفس کو جو اس نے کیا ہوگا۔

(3) فیوفیہم اجورہم۔ (آل عمران: 57)

ترجمہ: تو اللہ پورے پورے دے گا انہیں اُن کے اجر۔

(4) وانما توفون اجور کم یوم القیمة۔ (آل عمران: 185)

ترجمہ: اور پوری مل کر رہے گی تمہیں تمہاری مزدوری قیامت کے دن۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ تو فی اور موت یقیناً مترادف الفاظ نہیں ہیں اور تو فی کے حقیقی معنی ”موت“ نہیں بلکہ ”پورا“ لینا یا قبض کر لینا“ ہیں۔ قرآن مجید سے اس کی ایک واضح دلیل یہ بھی ہے کہ پورے قرآن مجید میں کسی ایک جگہ بھی موت کا فاعل اللہ تعالیٰ کے سوا

اور کسی کو قرار نہیں دیا گیا مگر اس کے برعکس توفی کا فاعل متعدد مقامات پر ملائکہ (فرشتوں) کو ٹھہرایا گیا۔ (دیکھیے النساء: 97، الانعام: 61، سجدہ: 11، الانفال: 50)

ویسے اگر اس مقام پر لفظ توفی کا معنی موت بھی کر لیا جائے تو پھر بھی ہمیں قطعاً معسر نہیں۔ کیونکہ پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بقول اس آیت مبارکہ میں تقدیم و تاخیر مانی جائے گی۔ جیسا کہ تفسیر ابی السعود، تفسیر خازن اور تفسیر کبیر وغیرہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ تفسیر موجود ہے کہ اب تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور آسمان سے اترنے کے بعد تجھے موت دوں گا۔

قادیانیوں کا کہنا ہے کہ مذکورہ آیت میں ہر چہار فقرے ترتیب طبعی سے بیان کیے گئے ہیں چونکہ متوفیک پہلے لکھا اور و افعلک بعد میں، اس لیے وفات پہلے ہونا ضروری ہے، پھر رفع ہو۔ قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ عربی فن کی کتابوں یعنی علم نحو، علم اصول، علم بلاغت اور علم ادب کی تمام کتب میں یہ درج ہے کہ واؤ ترتیب کے لیے نہیں ہوتی۔ مرزا قادیانی نے بھی اسی اصول کو مان رکھا ہے۔

□ ”یہ ضروری نہیں کہ حرف واؤ کے ساتھ ہمیشہ ترتیب کا لحاظ واجب ہو۔“

(تزیان القلوب حاشیہ صفحہ 326 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 454 از مرزا قادیانی)

اور اس بات کا سب سے بڑا ثبوت خود قرآن پاک میں موجود ہے۔ فرمایا گیا یمریم ائنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین ۵ نیز فرمایا واللہین بیبتون لربہم سجداً وقیاماً ۱۱ (مومنون) صاف ظاہر ہے کہ سجدہ رکوع سے پہلے ہوتا ہے نہ سجدہ قیام سے پہلے ہوتا ہے۔ قرآن مجید سے ہی ایک اور مثال پیش ہے:

”واوحینا الی ابراہیم واسمعیل واسحق یعقوب والاسباط و عیسیٰ

و ایوب و یونس و ہرون و سلیمان۔“ (النساء: 163)

اس ترتیب قرآنی کو سامنے رکھا جائے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دور حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام سے پہلے بنتا ہے حالانکہ زمانہ جانتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ حضور علیہ السلام یعنی ہمارے پیارے نبی ﷺ کے علاوہ باقی تمام انبیاء و رسل علیہ السلام کے بعد ہے جبکہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر اس آیت میں ان انبیاء سے پہلے ہے۔ قرآن مجید میں ایسا کسی جگہوں پر ہے کہ کسی بات کا تذکرہ ایک بات سے پہلے ہے جبکہ اس کا وقوع بعد میں ہوتا ہے۔

تیسری آیت

□ فَمَا نَقْضِهِمْ مِّثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِآيَاتِ اللَّهِ وَقَتْلِهِمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (نساء: 155-158)

(ترجمہ) ”ان کو جو سزا ملی، سوا ان کی عہد شکنی پر اور منکر ہونے پر اللہ کی آیتوں سے اور قتل کرنے پر پیغمبروں کا ناحق اور اس کہنے پر کہ ہمارے دل پر غلاف ہے۔ سو یہ نہیں بلکہ اللہ نے مہر کر دی ان کے دل پر کفر کے سبب سوا ایمان نہیں لاتے مگر کم۔ اور ان کے کفر پر اور مریم پر بڑا طوفان باندھنے پر اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا۔ اور انھوں نے نہ اس کو مارا اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن وہی صورت بن گئی، ان کے آگے اور جو لوگ اس میں مختلف باتیں کرتے ہیں تو وہ لوگ اس جگہ شبہ میں پڑے ہوئے ہیں، کچھ نہیں ان کو اس کی خبر صرف اٹکل پر چل رہے ہیں اور اس کو قتل نہیں کیا بے شک۔ بلکہ اس کو اٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف اور اللہ ہے زیر دست حکمت والا۔“

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں یہود بے بہود کے لمحوں و مغضوب اور مطرود و مردود ہونے کے کچھ وجوہ و اسباب ذکر کیے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ پس ہم نے یہود کو متعدد وجوہ کی بنا پر مورد لعنت و غضب بنایا۔ (1) نقض عہد کی وجہ سے (2) اور آیات الہی کی تکذیب اور انکار کی وجہ سے۔ (3) اور خدا کے پیغمبروں کو بے وجہ محض عناد اور دشمنی کی بنا پر قتل کرنے کی وجہ سے (4) اور اس قسم کے متکبرانہ کلمات کی وجہ سے کہ مثلاً ہمارے قلوب علم اور حکمت کے ظرف ہیں ہمیں تمہاری ہدایت اور ارشاد کی ضرورت نہیں۔ ان کے قلوب علم اور حکمت اور رشد و ہدایت سے اس لیے بالکل خالی ہیں کہ اللہ نے ان کے عناد اور تکبر کی وجہ سے ان کے دلوں پر

مہر لگا دی ہے، جس کی وجہ سے قلوب میں جہالت اور ضلالت بند ہے، اوپر سے مہر لگی ہوئی ہے اندر کا کفر باہر نہیں آ سکتا اور باہر سے کوئی رشد اور ہدایت کا اثر اندر نہیں داخل ہو سکتا۔ (پس اس گروہ میں سے کوئی ایمان لانے والا نہیں مگر کوئی شاذ و نادر جیسے حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے رفقاء) (5) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کفر و عداوت کی وجہ سے۔ (6) اور حضرت مریم علیہا السلام پر عظیم بہتان لگانے کی وجہ سے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اہانت اور تکذیب کو بھی مستلزم ہے۔ اہانت تو اس لیے کہ کسی کی والدہ کو زانیہ اور بدکار کہنے کے معنی یہ ہیں کہ وہ شخص ولد الخرا ہے اور العیاذ باللہ نبی کے حق میں ایسا تصور بھی بدترین کفر ہے اور تکذیب اس طرح لازم آتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ سے حضرت مریم علیہا السلام کی برأت اور نزاہت ثابت ہو چکی ہے اور تہمت لگانا برأت اور نزاہت کا صاف انکار کرنا ہے۔ (7) اور ان کے اس قول کی وجہ سے کہ جو بطور تفاخر کہتے تھے کہ ہم نے مسیح بن مریم جو رسول اللہ ہونے کے مدعی تھے، ان کو قتل کر ڈالا۔ نبی کا قتل کرنا بھی کفر ہے بلکہ ارادہ قتل بھی کفر ہے اور پھر اس قتل پر فخر کرنا، یہ اس سے بڑھ کر کفر ہے اور حالانکہ ان کا یہ قول کہ ہم نے مسیح بن مریم کو قتل کر ڈالا، بالکل غلط ہے۔ ان لوگوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ سولی چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا اور جو لوگ حضرت مسیح کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں، وہ سب شک اور تردد میں پڑے ہوئے ہیں اور ان کے پاس کسی قسم کا کوئی صحیح علم اور صحیح معرفت نہیں سوائے گمان کی بیرونی کے کچھ بھی نہیں۔ خوب سمجھ لیں کہ امر قطعی اور یقینی ہے کہ حضرت مسیح کو کسی نے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف یعنی آسمان پر اٹھالیا اور ایک اور شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شبیہ اور ہم شکل بنا دیا اور حضرت عیسیٰ سمجھ کر اسی کو قتل کیا اور صلیب پر چڑھایا اور اسی وجہ سے یہود کو اشتباہ ہوا اور پھر اس اشتباہ کی وجہ سے اختلاف ہوا۔ اور یہ سب اللہ کی قدرت اور حکمت سے کوئی بعید نہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑے غالب اور حکمت والے ہیں کہ اپنی قدرت اور حکمت سے نبی کو دشمنوں سے بچالیا اور زندہ آسمان پر اٹھایا اور ان کی جگہ ایک شخص کو ان کے ہم شکل بنا کر قتل کرایا اور تمام قاتلین کو قیامت تک اشتباہ اور اختلاف میں ڈال دیا۔

قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی پر نص صریح ہیں۔ قادیانی کہتے ہیں کہ رفع سے مراد وہ موت ہے جو عزت کے ساتھ ہو، جیسا کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ازالہ اوہام صفحہ 599 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 423 پر لکھا۔

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ قادیانیوں کی مذکورہ بالا باطل تاویل کا

جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وعدہ بلا توقف و بجلد رفع کا تھا۔ اگر قادیانیوں کے معنی صحیح ہوں تو مطلب یہ ہوا کہ مسیح اسی وقت عزت کے ساتھ مر گیا تھا اور کون نہیں جانتا کہ یہ یہود کی تائید ہے۔ چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام اس زمانے میں فوت نہیں ہوئے، جیسا کہ مرزا قادیانی کو بھی اقرار ہے۔ لہذا اس وقت جو رفع ہوا وہ یقیناً زندہ آسمان پر اٹھایا جانا تھا۔

اس کے علاوہ رفع کے معنی عزت کی موت لینے، نہ صرف بوجہ تمام کتب لغت کے خلاف ہونے کے مردود ہیں۔ بلکہ اس میں یہ نقص ہے کہ کلام ربانی درجہ فصاحت سے گر جاتا ہے کیونکہ دوسری آیت میں رافعک سے پہلے مُنَوِّفِک کا وعدہ موجود ہے اور توفی کے معنی جیسا کہ کتب عربیہ اور تحریرات مرزا سے کسی چیز کو پورا پورا لینے کے ہیں۔ پس یہ کہنا کہ زندہ اٹھالیا، پھر ساتھ ہی یہ کہنا کہ عزت کی موت دے کر اٹھالیا۔ یہ متضاد کلام خدا کی شان سے بعید ہے۔ اگر کہا جائے کہ مُنَوِّفِک کے معنی بھی موت ہیں تو بھی خلاف فصاحت ہے کیونکہ جو بات ایک لفظ (موت) سے ادا ہو سکتی تھی اس کو دو فقروں میں بیان کرنا بھی شانِ بلاغت پر دھبہ ہے۔ حاصل یہ کہ یہود کہتے تھے کہ ہم نے مسیح علیہ السلام کو مار دیا۔ ان کے جواب میں یہ کہنا کہ ہاں مار تو دیا تھا مگر یہ عزت کی موت ہے۔ یہود کی تردید نہیں بلکہ تصدیق ہے حالانکہ خداوند تعالیٰ اس عقیدہ کو لعنتی قرار دیتا ہے جو قادیانیوں کو مبارک ہو۔“ (قادیانی شبہات کے جوابات از مولانا اللہ وسایا)

خود مرزا قادیانی عیسائیوں کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھائے جانے کا قائل تھا۔ اس کا کہنا ہے۔

مسیح صلیب پر چڑھایا گیا

(125) ”مسیح پر جو یہ مصیبت آئی کہ وہ صلیب پر چڑھایا گیا اور کلیں اس کے اعضا میں ٹھوکی گئیں جن سے وہ غشی کی حالت میں ہو گیا یہ مصیبت درحقیقت موت سے کچھ کم نہیں تھی۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 302 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 302 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 872 پر)

(126) ”اور اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم باذن و حکم الہی المسیح نبی کی طرح اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے گواہ المسیح کے درجہ کاملہ سے کم رہے ہوئے تھے کیونکہ المسیح کی لاش نے بھی معجزہ دکھلایا کہ اس کی ہڈیوں کے ٹکٹے سے ایک مردہ زندہ ہو گیا مگر چوروں کی لاشیں مسیح کے جسم کے ساتھ ٹکٹے سے ہرگز زندہ نہ ہو سکیں۔ یعنی وہ دو چور جو مسیح کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 257 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 257 از مرزا قادیانی)

(نکس صفحہ نمبر 873 پر) **View Proof**

(127) ”حضرت مسیح بروز جمعہ بوقت عصر صلیب پر چڑھائے گئے تھے، جب وہ چند گھنٹہ کیلوں کی تکلیف اٹھا کر بیہوش ہو گئے اور خیال کیا گیا کہ مر گئے تو یک دفعہ سخت آندھی اٹھی۔“ (نزول المسیح صفحہ 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 396 از مرزا قادیانی)

(نکس صفحہ نمبر 874 پر) **View Proof**

جموٹے مدعی نبوت بہاء اللہ ایرانی اور سرسید احمد خاں کی پیروی کرتے ہوئے طحہ قادیان آنجہانی مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا اور سولی دی گئی اور آپ بے جان مردہ سے ہو گئے لیکن اس وقت آپ علیہ السلام کی موت واقع نہیں ہوئی، نص قرآنی و قولہم اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ کے بالکل خلاف ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا جانا تسلیم کرنا نصف نصرانیت قبول کر لینے کے برابر ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ رب العزت کا یہ فرمان یاد رکھنا چاہیے۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِرْ مِنْ وَّ مَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ. (الکہف: 29)

ترجمہ: ”اور فرمائیے حق تمہارے رب کی طرف سے ہے پس جس کا جی چاہے، وہ ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے کفر کرتا رہے۔“

مولانا رفیق دادوریؒ لکھتے ہیں:

”لاہور میں یہ خبر آنا فانا مشہور ہو گئی کہ قادیان کے خانہ ساز مسیح نے حسب مصداق کل شی یوجع الی اصلہ (ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے) حضرت مسیح علیہ السلام کی

مصلوبیت کا نصرانی عقیدہ علیٰ رؤس الاشهاد تسلیم کر لیا ہے۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی ان دنوں لاہور آئے ہوئے تھے۔ ان ایام میں مولوی صاحب کی رگوں میں حمیت اسلامی کے ساتھ جوانی کا خون جوش مار رہا تھا۔ یہ اطلاع سن کر ضبط نہ کر سکے اور سیدھے مرزا قادیانی کی قیام گاہ (واقعہ احمدیہ بلڈنگ لاہور) میں پہنچ کر پورے اسلامی جلال کے ساتھ باز پرس شروع کر دی۔ خود ساختہ موعود نے بہترے جتن کیے کہ کسی طرح یہ بلا ٹل جائے۔ لیکن مولوی صاحب کی گرفت بہت سخت تھی، کسی طرح نجات نہ ملی۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب نے یہ دریافت کیا تھا کہ کلام الہی کی اس آیت کے کیا معنی ہیں۔ واذا كففت بنی اسرائیل عنک (اے عیسیٰ ابن مریم! اس احسان کو بھی یاد کیجیے کہ میں نے بنی اسرائیل کو آپ پر قابو نہ پانے دیا) مولوی صاحب نے فرمایا کہ اگر یہود نے حضرت مسیح علیہ السلام کو گرفتار کر کے تازیانے لگائے، طمانچے مارے اور ہر ممکن سے ممکن رسوائی کے بعد آپ کو سولی پر چڑھایا اور آپ کے ہاتھوں اور پیروں پر میخیں ٹھوکی گئیں تو خدائے دود کا یہ احسان کیا معنی رکھتا ہے؟ اس سوال پر مرزا قادیانی کا ناٹھہ بند ہو گیا اور بجز دفع الوقتی کے چارہ کار نہ دیکھ کر کہا کہ اس اعتراض کا کل جواب دیا جائے گا۔ لیکن خوش قسمتی سے دوسرے دن راعی ملک عدم ہو کر جواب کی تلخ ذمہ داری سے از خود مخفی حاصل کر لی۔

(رئیس قادیان از رفیق دلاوری)

جبکہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے:

(128) ”قرآن شریف کے عجائبات اکثر بذریعہ الہام میرے پر کھلتے رہتے ہیں اور اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ تفسیروں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 158 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 258 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 875 پر)

شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ اپنی شہرہ آفاق تفسیر قرآن

”بیان القرآن“ میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

”اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔“

مرزا کی اس آیت سے استدلال کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں رفع سے مراد ہے کہ روح کا اٹھالینا، ان کا یہ کہنا اس لیے غلط اور باطل ہے کہ ”بل دفعہ اللہ الیہ“ میں کلام سابق سے اضراب ہے، کلام سابق میں جس چیز کی نفی کی ہے ”میل“ سے اضراب کر کے اس چیز کا اثبات کیا ہے، کلام سابق میں مذکور ہے کہ یہود نے کہا تھا کہ ہم نے عیسیٰ کو قتل کیا ہے اور ان کو سولی دی ہے، ان کا دعویٰ یہ تھا کہ ہم نے حضرت عیسیٰ کے جسم مع روح کو قتل کیا ہے اور ان کے جسم مع روح کو سولی دی ہے، کیونکہ روح کو قتل کرنا اور اس کو سولی دینا غیر معقول ہے اور نہ یہ یہود کا دعویٰ تھا۔ پس ”میل“ سے پہلے جسم مع روح کو قتل کرنے کا ذکر تھا تو ”میل“ کے بعد جسم مع روح کے رفع اور اس کے اٹھانے کا ذکر ہے اور اس کو صرف روح کے رفع اور اٹھانے پر محمول کرنا سیاق و سباق اور قواعد نحو کے خلاف ہے اور غلط اور باطل ہے۔ لہذا اس آیت سے واضح ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ کے جسم مع روح کو آسمان کی طرف اٹھالیا گیا۔“ (تبیان القرآن جلد دوم صفحہ 705)

اس میل نے مرزائیوں کے سب میل دیے نکال
اے کاش میل کے میل کو بھی سمجھا کرے کوئی
اس میل کے نکل جانے سے سیدھے کٹی ہوئے
جن کی یہ آرزو تھی کہ ہمیں سیدھا کرے کوئی

چوتھی آیت

وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَآ لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ
شَهِيدًا. (نساء: 159)

(ترجمہ) ”اور سب ہی اہل کتاب اس (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی موت سے پہلے ان پر ضرور ایمان لے آئیں گے اور قیامت کے دن وہ ان کے بارہ میں شہادت دیں گے۔“
گذشتہ آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کا ذکر تھا، جس سے طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ اب رفع الی السماء کے بعد کیا ہوگا؟ زیر نظر آیت میں اس کا جواب مذکور ہے کہ وہ اس وقت تو آسمان پر زندہ ہیں مگر قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے اور اس وقت تمام اہل کتاب ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے اور تقریباً 45

سال دنیا میں رہ کر انتقال فرمائیں گے اور روضہ اقدس میں مدفون ہوں گے جیسا کہ احادیث مبارکہ میں مذکور ہے اور یہود بے بہود جو ان کے قتل کے مدعی ہیں، ان کو اپنی آنکھوں سے زندہ دیکھ کر اپنی غلطی پر ذلیل اور نادم ہوں گے۔

گذشتہ آیات میں حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ یہود کے کفر اور عداوت کا ذکر تھا۔ اس آیت میں ان کے ایمان کا ذکر ہے کہ رفع الی السماء سے پہلے اگرچہ یہود حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت سے منکر تھے، مگر نزول من السماء کے بعد تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے اور ان کی نبوت کی تصدیق کریں گے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے کہ آئندہ زمانے میں کوئی شخص اہل کتاب میں سے باقی نہ رہے گا مگر عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے سے پہلے ان کی نبوت و رسالت پر ضرور بالضرور ایمان لے آئے گا۔ رفع الی السماء سے پہلے تکذیب اور عداوت تھی، نزول کے بعد تصدیق اور محبت ہوگی اور پھر اس سب کے بعد قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام ان کی تصدیق و تکذیب اور محبت اور عداوت کی شہادت دیں گے تاکہ شہادت کے بعد فیصلہ سنا دیا جائے۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں، قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے اور ان کی وفات سے پہلے تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے اس کے بعد ان کی وفات ہوگی۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طبعی وفات کے لیے موت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس آیت میں قبل موقہ یعنی ”اس کی موت سے پہلے“ استعمال ہوا ہے۔

مسیح ابن مریم کے مقتول و مصلوب نہ ہونے اور صحیح سالم آسمان پر اٹھالیے جانے کی بات جو آج قرآن کے ذریعہ بیان کی جا رہی ہے، اس کی یہود و نصاریٰ کو بھی اس وقت مشاہدہ سے تصدیق ہو جائے گی، جب مسیح بن مریم اس دنیا میں پھر بھیجے جائیں گے اور یہیں آنے کے بعد وفات پائیں گے اور جو اہل کتاب اس وقت زندہ اور باقی ہوں گے، وہ حضرت مسیح کی وفات سے کچھ پہلے ان کی حیات ہی میں ان پر ایمان لے آئیں گے۔ یعنی یہودی جو ہمیشہ ان کے منکر اور دشمن رہے اور معاذ اللہ ان کو ولد الزنا تک کہتے رہے، وہ اپنے اس خبیث کفر سے توبہ کر کے ان پر ایمان لے آئیں گے اور ان کو اللہ کا سچا نبی و رسول اور برگزیدہ بندہ مان لیں گے۔ اسی طرح نصاریٰ بھی جنہوں نے ان کو خدا اور خدا کا بیٹا اور خدا کا بیٹا بنایا تھا۔

وہ بھی اپنے اس مشرکانہ عقیدہ سے توبہ کر کے ان کو اللہ کا مقرب بندہ اور نبی و رسول مان لیں گے اور یہ دونوں گروہ اس دین محمدی کے حلقہ بگوش ہو جائیں گے جس کے اس وقت حضرت مسیح بن مریم داعی و منادی اور علمبردار ہوں گے۔

آگے فرمایا گیا ہے: ”یوم القیمة یکون علیہم شہیدا“ یعنی پھر قیامت کے دن حضرت مسیح ان ایمان لانے والے اہل کتاب کے بارہ میں اللہ کے حضور میں شہادت دیں گے جس طرح سارے نبی و رسول اپنی اپنی امتوں کے بارے میں شہادت دیں گے۔

حضور ﷺ کی ہجرت مدینہ منورہ میں ہوئی۔ اس لیے کہ آپ کے اجزائے جسمیہ مدینہ منورہ کی مبارک اور مقدس زمین سے لیے گئے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہجرت آسمان پر ہوئی اس لیے کہ ان کے اجزائے جسمیہ آسمان سے جبریل امین لے کر آئے تھے اور جہاں سے کسی کے اجزائے جسمیہ آتے ہیں، وہیں اس کی ہجرت ہوتی ہے اور ہجرت کے بعد واپسی ضرور ہوتی ہے۔ دیکھیے حضور نبی کریم ﷺ ہجرت کے کچھ عرصہ بعد مکہ فتح کرنے کے لیے تشریف لائے اور اہل مکہ آپ پر ایمان لائے۔ اس طرح عیسیٰ علیہ السلام بھی فتح اسلام کے لیے ضرور تشریف لائیں گے اور اہل کتاب آپ پر ایمان لائیں گے۔

قادیانی خلیفہ حکیم نور الدین مذکورہ بالا آیت کا ترجمہ یوں کرتا ہے:

”کوئی نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا۔ ساتھ اس کے پہلے موت اس کی کے اور دن قیامت کے ہوگا اور ان کے گواہ۔“ (فصل الخطاب لقدمۃ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ 314)

اس ترجمہ میں حکیم نور الدین نے ”قبل موتہ“ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کی ہے۔

حضرت مولانا محمد حفظ الرحمن سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ کتاب ”قصص القرآن“ میں لکھتے ہیں:

”یہ بات خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ سورہ آل عمران اور سورہ مائدہ کی طرح اس جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے لفظ ”تونی“ نہیں بولا گیا بلکہ بصراحت لفظ ”موت“ استعمال کیا گیا ہے، یہ کیوں؟ صرف اس لیے کہ ان دونوں مقامات پر جس حقیقت کا اظہار مقصود ہے اس کے لیے ”تونی“ ہی مناسب ہے۔ اس جگہ چونکہ براہ راست ”موت“ ہی کا ترجمہ مطلوب ہے اور اس حالت کا ذکر ہے جس کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام بھی

”کل نفس ذائقة الموت“ کا مصداق بننے والے ہیں، اس لیے یہاں ”موت“ کو بصراحت لانا ہی از بس ضروری تھا اور یہ مزید برہان ہے اس دعویٰ کے لیے کہ آل عمران اور مائدہ میں لفظ ”موت“ کی جگہ ”توفی“ کا اطلاق بلاشبہ خاص مقصد رکھتا ہے ورنہ جس طرح ان دونوں مقامات پر ”توفی“ کا اطلاق کیا گیا تھا، اسی طرح یہاں بھی کیا جاتا، یا جس طرح اس جگہ لفظ ”موت“ کا اطلاق کیا گیا ہے، اسی طرح ان دونوں مقامات پر بھی لفظ موت ہی کا استعمال ہونا چاہیے تھا۔ مگر قرآن عزیز کے ان دقیق اسالیب بیان کے فرق کا فہم، طالبین حق کا ہی حصہ ہے نہ کہ مرزائے قادیانی اور مسٹر لاہوری جیسے اصحاب زلیخ کا جو اپنی خاص اغراض ذاتی کے پیش نظر پہلے ایک نظریہ ایجاد کر لیتے ہیں اور بعد ازاں اس سلسلہ کی تمام آیات قرآنی کو اسی کے سانچے میں ڈھال کر اس کا نام ”تفسیر قرآن“ رکھتے ہیں۔“ (قصص القرآن حصہ چہارم صفحہ 130)

پانچویں آیت

إِنَّ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَآئِيلَ ۚ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُقُونَ ۚ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُون ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۚ وَلَا يَصْلَحْ لَكُمُ الشَّيْطَانُ إِنَّهُ لَكُمْ عَلُوٌّ مُّبِينٌ
(زخرف: 59 تا 62)

(ترجمہ) ”وہ کیا ہے ایک بندہ ہے کہ ہم نے اس پر فضل کیا اور کھڑا کر دیا اس کو بنی اسرائیل کے واسطے اور اگر ہم چاہیں نکالیں تم میں سے فرشتے، رہیں زمین میں تمہاری جگہ۔ اور وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نشانی ہیں قیامت کی۔ سو، اس میں شک مت کرو اور میرا کہا مانو، یہ ایک سیدھی راہ ہے اور نہ روک دے تم کو شیطان، وہ تو تمہارا دشمن ہے صریح۔“
اس آیت کی تشریح میں علامہ ابن کثیرؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”اور بے شک وہ (عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کی علامت ہیں یعنی قیامت کی آمد اور اس کے وقوع کی نشانی اور دلیل ہیں۔ حضرت مجاہدؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت کا دن برپا ہونے سے پہلے آنا قیامت (کے قرب) کی علامت اور نشانی ہے اور اسی طرح اس کی یہ تفسیر حضرت ابو ہریرہؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت ابو العالیہؓ

حضرت ابومالکؓ، حضرت عمرؓ، حضرت حسنؓ (بصری)، حضرت قتادہؓ اور حضرت ضحاکؓ (بن مزاحم) وغیرہم سے بھی مروی ہے اور آنحضرت ﷺ سے متواتر احادیث کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امام عادل اور منصف حاکم بن کر نازل ہونے کی خبر دی ہے۔“ (تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 132 و 133)

قرآن کریم کی ان آیات مبارکہ کے ہر ہر جملہ میں تاکید الفاظ کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور آمد کا بالکل واضح ثبوت ہے اور پھر حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ جیسے ترجمان قرآن اور جلیل القدر صحابہ کرامؓ اور معتبر و مستند تابعینؓ کی تفسیر اس پر مستزاد ہے اور احادیث متواترہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد اور نزول اپنی جگہ حق ہے۔ اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو قیامت کی نشانی بتلایا گیا ہے، اس کا مطلب یہی ہے کہ آخری زمانہ میں قیامت سے پہلے ان کا نزول اس کی خاص نشانی اور علامت ہے۔ صحیح مسلم شریف میں حضرت حذیفہ بن اسید الغفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر قیامت سے پہلے ظاہر ہونے والی اس کی خاص اور اہم دس نشانیاں ہم لوگوں کو بتلائیں اور اس سلسلے میں آپ ﷺ نے دجال اور دلیۃ الارض کے ظہور کا اور سورج کے مغرب کے سمت سے طلوع ہونے کا بھی ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا: ”ونزول عیسیٰ بن مریم“ (صحیح مسلم جلد 2 صفحہ 393) یعنی عیسیٰ بن مریم کا نازل ہونا بھی قیامت کی خاص نشانیوں میں سے ہے۔

چھٹی آیت

وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَٰئِيلَ عَنْكَ إِذْ جِئْتَهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ (المائدہ: 110)

(ترجمہ) ”اور جب روکا میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے جب تُو لے کر آیا ان کے پاس نشانیاں تو کہنے لگے جو کافر تھے ان میں، اور کچھ نہیں یہ تو جادو ہے صریح۔“ اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میری نعمتوں کو یاد کریں کہ جب یہودیوں کو آپ سے میں نے روک رکھا جب آپ ان کے پاس فیصلہ کن دلائل و

براہین اور رسالت، اللہ تعالیٰ سے لے کر آئے تو انھوں نے آپ کی تکذیب کی، جادوگری کا اتہام لگایا، آپ کے قتل و پھانسی کے درپے ہوئے، میں (اللہ تعالیٰ) نے ان سے آپ کو بچایا اور اپنی طرف اٹھالیا اور ان کی بدی سے آپ کو پاک کیا اور ان کے شر سے محفوظ رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان انعامات کا تذکرہ آپ کے آسمان دنیا پر اٹھائے جانے کے بعد کیا یا قیامت کے دن ان انعامات کا تذکرہ فرمائیں گے۔ (اگر قیامت کے دن فرمائیں گے تو پھر اذ قال اللہ بصیغہ ماضی کیوں فرمایا؟) اس کی تعبیر ماضی سے اس لیے فرمائی کہ یہ یقینی امر ہے جو ہر حال میں ہوگا (یعنی قیامت کے دن یہ کلام الہی عیسیٰ علیہ السلام سے ہوگا) یہ وہ غیب کے اسرار ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو مطلع فرمادیا۔“ (تفسیر ابن کثیر جلد 1 صفحہ 115)

قارئین کرام! جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود نے قتل کرنے کی کوشش کی اور قتل کا مکمل انتظام کر لیا۔ بعینہ اسی طرح بنو نضیر کے یہود نے آنحضرت ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بال بال محفوظ رکھا۔ جیسا کہ تمام مفسرین نے سورۃ مائدہ آیت 11 کے تحت لکھا ہے۔ قادیانی حضرت، ابن کثیر (جنہیں وہ مجدد مانتے ہیں) کی تفسیر کو اس آیت کے تحت میں ملاحظہ کریں۔ جس طرح کف کا لفظ آنحضرت ﷺ کے لیے استعمال ہوا۔ بعینہ وہی لفظ واذ کففت بنی اسرائیل عنک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے استعمال ہوا۔ آنحضرت ﷺ کو یہود کے شر سے محفوظ رکھنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرنے کا حکم ہوا۔ اس طرح عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کے شر سے محفوظ رکھنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا حکم فرمائیں گے اور اپنا انعام یاد کرائیں گے۔

مرزا قادیانی کا موقف

□ ”اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا تھا۔ اذ کففت بنی اسرائیل عنک یعنی یاد کرو وہ زمانہ جب کہ بنی اسرائیل کو جو قتل کا ارادہ رکھتے تھے، میں نے تجھ سے روک دیا۔ حالانکہ تو اتر قوی سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہودیوں نے گرفتار کر لیا تھا اور صلیب پر پہنچ دیا تھا لیکن خدا نے آخر جان بچا دی۔ پس یہی معنی اذ کففت کے ہیں۔“ (ضمیمہ نزول المسیح صفحہ 151 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 528، از مرزا قادیانی)

□ اسی مضمون کو مرزا قادیانی دوسری جگہ اس طرح لکھتا ہے:

”پھر بعد اس کے مسیح علیہ السلام ان کے حوالہ کیا گیا اور اس کو تازیانے لگائے گئے اور جس قدر گالیاں سننا اور فقیہوں اور مولویوں کے اشارہ سے طمانچے کھانا اور ہنسی اور ٹھنسنے اڑائے جانا اس کے حق میں مقدر تھا، سب نے دیکھا۔ آخر صلیب دینے کے لیے تیار ہوئے..... تب یہودیوں نے جلدی سے مسیح علیہ السلام کو دو چوروں کے ساتھ صلیب پر چڑھا دیا۔ تا شام سے پہلے ہی لاشیں اتاری جائیں۔ مگر اتفاق سے اسی وقت ایک سخت آندھی آ گئی..... انھوں نے تینوں مصلوبوں کو صلیب پر سے اتار لیا..... سو پہلے انھوں نے چوروں کی ہڈیاں توڑیں..... جب چوروں کی ہڈیاں توڑ چکے اور مسیح علیہ السلام کی نوبت آئی تو ایک سپاہی نے یوں ہی ہاتھ رکھ کر کہہ دیا کہ یہ تو مر چکا ہے۔ کچھ ضرور نہیں کہ اس کی ہڈیاں توڑی جائیں، اور ایک نے کہا میں ہی اس لاش کو دفن کروں گا..... پس اس طور سے مسیح زندہ بچ گیا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 380 تا 382 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 295، 297، از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی نے مزید تشریح یوں کی ہے:

□ ”مسیح علیہ السلام پر جو مصیبت آئی کہ وہ صلیب پر چڑھایا اور کیلیں اس کے اعضا میں ٹھونکی گئیں، جن سے وہ غشی کی حالت میں ہو گیا۔ یہ مصیبت درحقیقت موت سے کچھ کم نہ تھی۔“ (ازالہ اوہام صفحہ 392 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 302، از مرزا قادیانی)

□ ”اب بھی خدا تعالیٰ کا وہ غصہ نہیں اُترا جو اس وقت بھڑکا تھا جبکہ اس ”وجہ“ نبی کو گرفتار کرا کر مصلوب کرنے کے لیے کھوپڑی کے مقام پر لے گئے تھے اور جہاں تک بس چلا تھا، ہر ایک قسم کی ذلت پہنچائی تھی۔“

(تختہ گولڑیہ صفحہ 107 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 200، از مرزا قادیانی)

□ ”جب حضرت مسیح نے یہودیوں کو ایلیا کے نزول کے بارے میں ان کے خیال کے موافق تسلی بخش جواب نہ دیا تو یہودیوں نے مسیح پر بہت ٹھٹھا مارا اور ان کا نام لٹھ رکھا گیا اور اکثر لوگوں نے ان کو مارا اور ان کے منہ پر تھوکا اور کوڑے بھی لگے اور اپنے خیال میں بڑی بے عزتی کی۔“

(انجام آختم ضمیمہ صفحہ 23 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 307 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی ملعون کے ان 5 حوالہ جات سے ذیل کے نتائج اخذ ہوتے ہیں:-

- 1- عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کیا گیا۔
- 2- عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر کھینچا گیا۔
- 3- عیسیٰ علیہ السلام یہود کے حوالہ ہوئے۔
- 4- عیسیٰ علیہ السلام کو تازیانے (کوڑے) لگائے گئے۔
- 5- عیسیٰ علیہ السلام نے گالیاں سنیں۔
- 6- عیسیٰ علیہ السلام کو طمانچے مارے گئے۔
- 7- عیسیٰ علیہ السلام سے ٹھٹھا دہنی ہوئی۔
- 8- عیسیٰ علیہ السلام چوروں کے ساتھ صلیب دیے گئے۔
- 9- عیسیٰ علیہ السلام پر مصیبت آئی۔
- 10- عیسیٰ علیہ السلام کے اعضا میں کیلیں ٹھوکی گئیں۔
- 11- عیسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو گئے۔
- 12- عیسیٰ علیہ السلام کی یہ مصیبت موت سے کم نہ تھی۔
- 13- عیسیٰ علیہ السلام وجیہ نبی کو گرفتار کیا گیا۔
- 14- عیسیٰ علیہ السلام کو ہر قسم کی ذلت پہنچائی تھی۔
- 15- عیسیٰ علیہ السلام کا نام ملحد رکھا گیا۔
- 16- عیسیٰ علیہ السلام کو لوگوں نے مارا۔
- 17- عیسیٰ علیہ السلام کے منہ پر تھوکا گیا۔ (نعوذ باللہ!)
- 18- عیسیٰ علیہ السلام کو کوڑے لگائے گئے۔
- 19- عیسیٰ علیہ السلام کی بڑی بے عزتی کی گئی۔

چودھویں صدی کے کذاب اعظم مرزا قادیانی کی عبارتوں سے یہ 19 نتائج برآمد ہوئے۔ اس قادیانی تفسیر پر مزید حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں۔ کیا اس کے بعد بھی خدا کو یہ حق پہنچتا ہے کہ یوں کہے۔ بالفاظ مرزا قادیانی ”یاد کردہ زمانہ جب بنی اسرائیل کو جو قتل کا ارادہ رکھتے تھے، میں نے تجھ سے روک لیا۔“ (نزول المسیح صفحہ 153 مندرجہ روایتی خزائن جلد 18 صفحہ 529، از مرزا قادیانی)

اس آیت کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرماتے ہیں۔ اذکر نعمتی یعنی یاد کر میری نعمتیں۔ انھیں نعمتوں میں سے ایک نعمت بنی اسرائیل سے حضرت مسیح علیہ السلام کو پہناتا بھی ہے۔ دنیا جہان میں ایسے موقعوں پر سکڑوں دفعہ ایک انسان دوسروں کے نزعہ سے بال بال بچ جاتا ہے۔ پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بال بال بھی بچ گئے ہوتے تب بھی اس پہنانے کو مخصوص طور پر بیان کرنا باری تعالیٰ کی شانِ عالی کے لائق نہ تھا۔ ایسا بچ جانا عام بات ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزانہ رنگ اور عجیب طریقہ سے یہود کے درمیان سے بچ کر آسمان پر چلا جانا ایک خاص نعمت ہے، جس کو باری تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے بیان کر کے شکر یہ کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ ورنہ اگر مرزا قادیانی کا بیان اور تفسیر صحیح تسلیم کر لی جائے تو کیا اس نعمت کے شکر یہ کے مطالبہ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوں کہنے میں حق بجانب نہ ہوں گے؟ یا اللہ یہ بھی آپ کا کوئی مجھ پر احسان تھا کہ تمام جہان کی ذلتیں اور مصائب مجھے پہنچائی گئیں۔ میرے جسم میں میضیں ٹھوکی گئیں۔ میں نے ”ایلی ایلی لہما سبقتنی!!“ کی صدائیں دیں۔ یعنی اے میرے خدا! اے میرے خدا! تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ہے؟ پھر بھی تیری غیرت جوش میں نہ آئی۔ اندھیری رات میں وہ مجھے مردہ سمجھ کر پھینک گئے۔ میرے حواریوں نے چوری چوری میری مرہم پٹی کی۔ میں یہود کے ڈر سے بھاگا بھاگا ایران اور افغانستان کے دشوار گزار پہاڑوں میں ہزار مشکلات کے بعد درہ خیبر کے راستہ پنجاب، یو، پی، خیپال پہنچا اور وہاں کی گرمی کی شدت برداشت نہ کر سکنے کے سبب کوہ ہمالیہ کے دشوار گزار دروں میں سے گرتا پڑتا سری نگر پہنچا۔ وہاں 87 برس گنتی کی زندگی بسر کر کے مر گیا اور وہیں دفن کر دیا گیا۔ اس میں آپ نے کون سا کمال کیا کہ مجھے نعمت کے شکر یہ کا حکم دیتے ہیں؟ کیا یہ کہ میری جان جسم سے نہ نکلے دی اور اس حالت کا شکر یہ مطلوب ہے؟ سبحان اللہ واہ رے آپ کی خدائی! ہاں ایسی ذلت سے پہلے اگر میری جان نکال لیتا تو بھی میں آپ کا احسان سمجھتا۔ اب کون سا احسان ہے؟ اگر تُو کہے کہ میں نے تیری جان بچا کر صلیب پر مرنے اور اس طرح لمحون ہونے سے بچالیا تو اس کا جواب بھی سن لیں۔

- 1- کیا تیرا معصوم نبی اگر صلیب پر مر جائے تو واقعی حیران کن قانون ہے کہ وہ لعنتی ہو جاتا ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر جان بچانے کے کیا معنی؟
- 2- باوجود اپنی اس تدبیر کے جس پر آپ مجھ سے شکر یہ کا مطالبہ چاہتے ہیں، یہودی

اور عیسائی مجھے ملعون ہی سمجھتے ہیں۔ آپ کی کس بات کا شکریہ ادا کروں؟
 3۔ اگر آپ کے ہاں نعوذ باللہ ایسا ہی عجیب قانون ہے کہ ہر معصوم مظلوم بھانسی پر
 چڑھائے جانے اور پھر مرجانے پر ملعون ہو جاتا ہے اور آپ نے مجھے لعنتی موت
 سے بچانا چاہا تو معاف کریں اگر میں یوں کہوں کہ آپ کا اختیار کردہ طریق کار صحیح
 نہ تھا جیسا کہ نتائج نے ثابت کر دیا۔ اگر مجھے اپنی مزمومہ لعنتی موت سے بچانا تھا تو
 کم از کم یوں کرتے کہ ان کی گرفتاری سے پہلے مجھے موت دے دیتے تاکہ میری
 اپنی امت تو ایک طرف یقیناً یہودی بھی میری لعنتی موت کے قائل نہ ہو سکتے۔ پس
 مجھے بتایا جائے کہ میں کس بات کا شکریہ ادا کروں؟

معاذ اللہ، ثم معاذ اللہ یہ ہے وہ قدرتی جواب جو قیامت کے دن حضرت عیسیٰ
 علیہ السلام کے ذہن میں آنا چاہیے، بشرطیکہ مرزا قادیانی کے موقف کو درست تسلیم کر لیا
 جائے۔ ہاں اسلامی تفسیر کو صحیح تسلیم کر لیں تو وہ حالت یقیناً قابل ہزار شکر ہے۔ ہزار ہا یہود قتل
 کے لیے تیار ہو کر آتے ہیں، مکان کو گھیر لیتے ہیں، مکر و فریب کے ذریعہ گرفتاری کا مکمل سامان
 کر چکے ہیں، موت حضرت مسیح علیہ السلام کو سامنے نظر آتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، انہی
 متوفیک و رافعک الی۔ یعنی ”اے عیسیٰ علیہ السلام) میں تجھ پر قبضہ کرنے والا ہوں
 اور آسمان پر اٹھانے والا ہوں۔“ پھر اس وعدہ کو اللہ تعالیٰ پورا کرتے ہیں اور یوں اعلان
 کرتے ہیں۔ وابلناہ بروح القدس یعنی ہم نے مسیح علیہ السلام کو جبرائیل فرشتہ کے ساتھ
 مدد دی (جو انہیں اٹھا کر دشمنوں کے زمرہ سے بچا کر آسمان پر لے گئے) دوسری جگہ اس وعدہ کا
 ایفا یوں مذکور ہے: وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ (یعنی بات ہے کہ یہود نے حضرت مسیح
 علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ اٹھا لیا اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر) اسی ایفا وعدہ اور معجزانہ
 حفاظت کو بیان کر کے شکریہ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اس آیت میں واذ کففت بنی اسرائیل
 عنک یعنی اے عیسیٰ علیہ السلام! یاد کر ہماری نعمت کو جب ہم نے تم سے بنی اسرائیل کو روک
 لیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر واجب ہے کہ گردن مارے احسان کے جھکا دیں اور یوں عرض
 کریں۔ رب اوزعنی ان اشکر نعمتک الی انعمت علی۔ یا اللہ! مجھے توفیق دے کہ
 میں واقعی تیری معجزانہ نعمتوں کا شکریہ ادا کروں۔

ساتویں آیت

إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ
عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِى الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۝ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى
الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ (آل عمران: 45، 46)

(ترجمہ) ”جب کہا فرشتوں نے اے مریم! اللہ تجھ کو بشارت دیتا ہے اپنے ایک
حکم کی جس کا نام مسیح ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا، مرتبہ والا دنیا میں اور آخرت میں اور اللہ کے
مقربوں میں۔ اور باتیں کرے گا لوگوں سے گوارے میں بھی اور ادھیر عمر میں بھی اور صالحین
میں سے ہوگا۔“

اس آیت مبارکہ میں حضرت مریم علیہا السلام کو بطور بشارت کہا گیا ہے کہ وہ لڑکا
(عیسیٰ علیہ السلام) دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی باعزت، بآبرو اور باوجاہت ہوگا۔ قابل
توجہ الفاظ یہاں وَجِيهًا فِى الدُّنْيَا کے ہیں۔ ان الفاظ سے صاف عیاں ہے کہ اس سے مراد
صرف دنیوی وجاہت ہی ہے، جیسا کہ خود الفاظ ڈکے کی چوٹ اعلان کر رہے ہیں۔ پھر دنیوی
وجاہت سے بھی وہ معمولی وجاہت مراد نہیں ہو سکتی جو دنیا میں کروڑ ہا انسانوں کو حاصل ہے۔
اس سے کوئی خاص وجاہت (عزت مراد ہے) ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دنیوی وجاہت
سے خاص کرنا اور اس کی بشارت کو خصوصیت کے ساتھ بطور پیشگوئی بیان کرنا شانِ باری تعالیٰ
کے لائق نہیں۔ حضرت مریم علیہا السلام کو معمولی دنیوی وجاہت سے قبل از وقت اطلاع دینا
قرین قیاس نہیں۔ روحانی وجاہت کا یقین تو حضرت مریم علیہا السلام کو کلمہ منہ اور وَجِيهًا
فِى الْآخِرَةِ اور غلاماً ذکیا وغیرہ خطابات ہی سے حاصل ہو گیا تھا۔ ہاں وَجِيهًا فِى الدُّنْيَا
کے الفاظ کے اضافہ سے یقیناً باری تعالیٰ کا یہ مقصود تھا کہ اے مریم! اس دنیا میں اپنی قوم سے
چند روز بدسلوکی کے بعد ہم انھیں تمام جہان کی نظروں میں باعزت کریں گے۔ اب سوال پیدا
ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو واقعہ صلیب تک دنیوی وجاہت حاصل تھی، یا نہ؟ اس کا جواب
مرزا قادیانی کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ کیجیے:

□ ”وَجِيهًا فِى الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ“ دنیا میں بھی مسیح علیہ السلام کو اس کی زندگی میں وجاہت
یعنی عزت، مرتبہ، عظمت، بزرگی ملے گی اور آخرت میں بھی۔ اب ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ

السلام نے ہیرودیس کے علاقہ میں کوئی عزت نہیں پائی بلکہ غایت درجہ کی تحقیر کی گئی۔“

(مسح ہندوستان میں صفحہ 53 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 53، از مرزا قادیانی)

قارئین محترم! مرزا قادیانی کو جس زمانہ میں ابھی مسیح، عیسیٰ علیہ السلام، ابن مریم، بنے کا شوق نہیں چرایا تھا، تو اس زمانہ میں اس کا بھی وہی عقیدہ تھا جو ایک ارب چالیس کروڑ مسلمانان عالم کا ساڑھے چودہ سو سال سے چلا آ رہا ہے۔ براہین احمدیہ (جسے مرزا قادیانی اپنی الہامی کتاب کہتا ہے) میں مجدد و محدث کا دعویٰ کرنے کے بعد مرزا قادیانی یوں لکھتا ہے:

۱۔ ”هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ“

”یہ آیت جسمانی اور سیاست مکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش کی گئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح ﷺ دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔“

(براہین احمدیہ صفحہ 499-498 خزائن جلد 1 صفحہ 593، از مرزا قادیانی)

□ ”عَسَىٰ دِينُكُمْ أَن يُرَحِّمَكُمُ عَلَيْكُمْ إِنَّ غَلَبْتُمْ عَلَيْنَا..... یہ آیت اس مقام

میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے..... تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لیے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج و نادرست کا نام و نشان نہ رہے گا اور جلال الہی گمراہی کے خم کو اپنی جلی قہری سے نیست و نابود کر دے گا۔“

(براہین احمدیہ صفحہ 505 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 601، 602، از مرزا قادیانی)

قارئین کرام! یہ ہے وہ وجاہت جس کی طرف اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو توجہ دلا رہے ہیں۔ چونکہ ابھی تک یہ وجاہت حضرت مسیح علیہ السلام کو حاصل نہیں ہوئی، پس معلوم ہوا کہ وہ ابھی تک دنیا میں نازل بھی نہیں ہوئے اور بقول مرزا قادیانی ”نزول جسمانی رفع جسمانی کی فرع ہے۔“ (ازالہ صفحہ 269 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 236) اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع بھی ثابت ہو گیا۔ مرزا قادیانی یہ لکھتا ہے:

”انجیل کے بعض اشارات سے پایا جاتا ہے کہ حضرت مسیح بھی جو رو کرنے کی فکر میں تھے مگر تھوڑی سی عمر میں اٹھائے گئے ورنہ یقین تھا کہ اپنے باپ داؤد کے نقش قدم پر چلتے۔“ (آئینہ کلمات اسلام صفحہ 283 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 283 از مرزا قادیانی)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع اپنی تفسیر معارف القرآن جلد 2 صفحہ 62، 63 پر لکھتے ہیں۔
 ”اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک صفت یہ بھی بتلائی ہے کہ وہ بچپن کے گہوارے میں جب کوئی بچہ کلام کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا، اس حالت میں بھی کلام کریں گے، جیسا کہ دوسری آیت میں مذکور ہے کہ جب لوگوں نے ابتداء ولادت کے بعد حضرت مریم علیہا السلام پر تہمت کی بنا پر طعن کیا، تو یہ نومولود بچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بول اٹھے، اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ..... اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جب وہ ”کہل“ یعنی ادھیڑ عمر کے ہوں گے، اس وقت بھی لوگوں سے کلام کریں گے۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ بچپن کی حالت میں کلام کرنا تو ایک معجزہ اور نشانی تھی، اس کا ذکر تو اس جگہ کرنا مناسب ہے مگر ادھیڑ عمر میں لوگوں سے کلام کرنا تو ایک ایسی چیز ہے جو ہر انسان مومن، کافر، عالم، جاہل کیا ہی کرتا ہے۔ یہاں اس کو بطور وصف خاص ذکر کرنے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں؟ اس سوال کا ایک جواب تو وہ ہے جو بیان القرآن کے خلاصہ تفسیر سے سمجھ میں آیا کہ مقصد اصل میں حالت بچپن ہی کے کلام کا بیان کرنا ہے، اس کے ساتھ بڑی عمر کے کلام کا ذکر اس غرض سے کیا گیا کہ ان کا بچپن کا کلام بھی ایسا نہیں ہوگا جیسے بچے ابتدا میں بولا کرتے ہیں بلکہ عاقلانہ، عالمانہ، فصیح و بلیغ کلام ہوگا، جیسے ادھیڑ عمر کے آدمی کیا کرتے ہیں۔ اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعہ اور اس کی پوری تاریخ پر غور کیا جائے تو اس جگہ ادھیڑ عمر میں کلام کرنے کا تذکرہ ایک مستقل عظیم فائدہ کے لیے ہو جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اسلامی اور قرآنی عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا ہے۔ روایات سے یہ ثابت ہے کہ ان کو اٹھانے کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر تقریباً تیس پینتیس سال کے درمیان تھی جو عین عقوان شباب کا زمانہ تھا، ادھیڑ عمر جس کو عربی میں کہل کہتے ہیں، وہ اس دنیا میں ان کی ہوئی ہی نہ تھی، اس لیے ادھیڑ عمر میں لوگوں سے کلام جیسی ہو سکتا ہے جبکہ وہ پھر دنیا میں تشریف لائیں، اس لیے جس طرح ان کا بچپن کا کلام معجزہ تھا، اسی طرح ادھیڑ عمر کا کلام بھی معجزہ ہی ہے۔“

آٹھویں آیت

وَإِذْ عَلَّمْنَاكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ . (المائدہ: 110)

(ترجمہ) ”اور جب سکھائی میں نے تمہیں کتاب اور حکمت (کی باتیں) اور توریت اور انجیل اور جب تو بناتا تھا گارے سے پرندے کی سی صورت۔“

قرآن مجید میں جہاں کہیں آنحضرت ﷺ کے لیے یَعْلَمُہُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ کا لفظ آیا ہے، امت کے اجتماعی فہم قرآن کے مطابق کتاب والحکمة سے مراد قرآن و سنت ہے۔ اب سورہ مائدہ آیت 110 اور آل عمران کی آیت 48 میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے لیے بھی جہاں تورات وانجیل کے علم دیے جانے کا ذکر ہے وہاں کتاب والحکمة سے مراد بھی قرآن و سنت کا علم دیا جانا مذکور ہو تو یہ نہ صرف قرین قیاس بلکہ قرآن کی قرآنی تفسیر قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس لیے کہ کتاب والحکمة معروف ہے۔ بدیں وجہ عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری پر انہیں قرآن و سنت کا علم دیا جائے گا۔ وہ کسی سے قرآن و سنت کا علم حاصل نہیں کریں گے بلکہ قرآن و سنت کا علم بذریعہ الہام والقا من جانب اللہ ان کو عطا کیا جائے گا۔ اس لحاظ سے مذکورہ بالا آیات سیدنا مسیح علیہ السلام کے نزول کی دلیلیں قرار پائیں گی۔ یہ صرف ہماری رائے نہیں بلکہ قدیم مفسرین نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے۔

نویں آیت

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ . (الصف: 9)

(ترجمہ) ”اسی نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر تاکہ اس کو غلبہ دے ہر دین پر اور پڑے برا مانیں مشرک۔“

اس آیت سرایا انعام و ہدایت میں دین اسلام کو جملہ دینوں پر ایک نمایاں غلبہ دینے کا وعدہ دیا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ یہ غلبہ کاملہ حضرت مسیح ابن مریم کے نزول کے زمانہ میں ہوگا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ بت پرستی کا دوبارہ زور شور نہ ہو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں تو جب آیت **هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ نَارِلَ** ہوئی اس وقت سمجھ چکی تھی کہ دین کا غلبہ پورا ہو چکا۔ فرمایا تحقیق بات یہ ہے کہ اس کا غلبہ عنقریب پھر ہوگا جتنا عرصہ اللہ چاہے گا (مسح ابن مریم کے زمانہ میں نزول کے بعد) پھر خدا ایک پاک ہوا بھیجے گا جس سے ہر وہ مومن جس کے دل میں رائی کے دانہ برابر بھی ایمان ہوگا، مر جائے گا۔ **فَيَنْقُیْ مَنْ لَا خَيْرَ فِيهِ فَلْيَزِجْوْهُنَّ إِلَى دِينِ آبَائِهِمْ** پس باقی رہ جائیں گے ایسے شخص جن میں ذرہ بھر بھی بھلائی نہ ہوگی پس وہ جگ جائیں گے اپنے آبائی دین بت پرستی کی طرف۔“ (صحیح مسلم)

الغرض اس آیت کی تفسیر، حدیث مبارکہ سے عیاں ہے کہ حضرت مسح ابن مریم زندہ ہیں جو آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔ ان کے ہاتھ سے دین اسلام جملہ مذاہب پر پھر غلبہ حاصل کرے گا۔

اس کی مزید تائید مرزا قادیانی کی تحریر سے کی جاتی ہے:

□ ”**هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ**۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست مکی کے طور پر حضرت مسح علیہ السلام کے حق میں یہ پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسح کے ذریعے ظہور میں آئے گا، اور جب حضرت مسح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع اقطار میں پھیل جائے گا۔“ (براہین احمدیہ صفحہ 498، 499 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 593)

دسویں آیت

وَأَيُّدُهُ يَبْرِؤُحَ الْقُلُوبِ۔ (البقرہ: 253)

(ترجمہ) ”اور ہم نے مسح کو جبرائیل کے ساتھ تائید دی۔“

اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ حضرت مسح علیہ السلام کو بوقت محسوری آسمان پر لے جانے کو حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے جیسا کہ سابقاً بردایت ابن عباسؓ جن کو ”علم قرآن بہ“ دیا نبوی ﷺ حاصل تھا، مذکور ہو چکا ہے۔ اسی کی طرف قرآن مجید میں بار بار توجہ دلائی گئی

ہے۔ تفصیل اس کی یوں ہے کہ اگرچہ تمام انبیاء کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آتے رہے، مگر اس طرح کا واقعہ کسی نبی کے ساتھ پیش نہیں آیا جیسا مسیح علیہ السلام کے ساتھ، یعنی یہ کہ جبرائیل علیہ السلام انھیں دشمنوں کے زخموں سے نکال کر آسمان پر لے گئے ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ خاص مسیح علیہ السلام کے متعلق آیات میں بار بار آیا ہے۔ اَیْلٰدُنَاہُ بِرُوحِ الْقُدُسِ۔ ”ہم نے مسیح علیہ السلام کو جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ تائید دی۔“

اسی طرح خدا تعالیٰ قیامت کے دن مسیح علیہ السلام کو یہ انعام یاد دلانے گا۔ اِذْ اَیْلٰدُنْکَ بِرُوحِ الْقُدُسِ (مائدہ: 110) ”اے عیسیٰ علیہ السلام وہ وقت یاد کر جب میں نے تجھے روح القدس سے تائید بخشی یعنی آسمان پر زندہ اٹھالیا۔“ (تفسیر کبیر جلد 1 صفحہ 226)

گیارہویں آیت

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَ ذُرِّیَّةً (الرعد: 38)
 (ترجمہ) ”اور بھیج چکے ہیں ہم کتنے رسول تھے پہلے اور ہم نے دی تھی ان کو بیویاں اور اولاد۔“

نصاری، یہود اور خود قادیانیوں کو اعتراف ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے نکاح نہیں کیا۔ مرزا قادیانی کی بدباطنی ملاحظہ ہو۔ شرافت سر پیٹ کر رہ جاتی ہے جب مرزا قادیانی سیدنا مسیح علیہ السلام کے نکاح نہ ہونے کے واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

□ ”مردی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے۔ بچہ ہونا کوئی اچھا صفت نہیں جیسے بہرہ اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازواج سے محبی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے۔“

(نور القرآن نمبر 2 صفحہ 17 مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 392، از مرزا قادیانی)

سیدنا مسیح علیہ السلام کے متعلق بڑے سے بڑے یہودی نے بھی یہ یکواں نہیں کیا اور ان کے نکاح نہ کرنے کی یہ وجہ نہیں بتائی جو مرزا قادیانی ملعون نے بیان کی۔ لیکن بہر حال اس حوالہ سے یہ ثابت ہوا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے نکاح نہیں کیا۔ جب نکاح نہیں ہوا تو

اولاد کا سوال ہی نہیں؟ لیکن اس کے باوجود اولاد نہ ہونے کا قادیانی حوالہ بھی ملاحظہ ہو:

□ ”ظاہر ہے کہ دنیوی رشتوں کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی آل نہ تھی۔“

(تریاق القلوب صفحہ 235 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 363، از مرزا قادیانی)

قارئین! مرزا قادیانی کے دجل و بدزبانی پر لعنت بھیجیں۔ آیت قرآنی اور حدیث

نبوی ﷺ کے بموجب توجہ فرمائیں کہ نکاح رب کریم کا حکم اور انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی پہلی زندگی (قبل از رخ) میں نکاح نہیں کیا تو اس حکم باری تعالیٰ اور سنت انبیاء علیہم السلام پر عمل ان کے نزول من الہما کے بعد ہوگا۔

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ ينزل عيسى بن مريم الى

الارض فيتزوج ويولد له. (مشکوٰۃ صفحہ 480 باب نزول عیسیٰ بن مریم)

(ترجمہ): ”حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام جب زمین پر تشریف لائیں گے تو شادی کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی۔“ لیجیے اس حدیث شریف نے مذکورہ بالا آیت مبارکہ (شادی و اولاد) کے بموجب کہ حکم الہی اور سنت انبیاء علیہم السلام پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا عمل مبارک نزول من الہما کے بعد ہوگا۔

یہاں ایک اور حوالہ پیش کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی نے لکھا:

□ ”چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی کہ یتزوج ویولد له یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔“

(ضمیمہ انجام آقلم صفحہ 53 حاشیہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 337، از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی نے اپنے دجل سے اس حدیث کو محمدی بیگم پر فٹ کرنا چاہا۔ اللہ تعالیٰ

نے اسے ذلیل کیا کہ وہ پوری نہ ہوئی۔ تاہم اس حدیث شریف (کہ عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد شادی کریں گے، اولاد ہوگی) کی صحت مرزا قادیانی کے حوالہ بالا سے بھی ثابت ہوگئی۔

بارہویں آیت

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّي

إِلَهِينَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ط قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ؕ إِنْ كُنْتُ فَلَنُفْعِلَهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ط تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ؕ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ط وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ (المائدہ: 116-117)

(ترجمہ) ”اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہے گا اللہ تعالیٰ (نصاری کو جھٹلانے کے لیے) کہ اے عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم (ان نصاریٰ میں جو تثلیث کا عقیدہ تھا، اس کا کیا سبب ہوا) کیا تو نے ہی کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی علاوہ خدا کے معبود قرار دے لو۔ عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے (توبہ توبہ)!! میں تو آپ کو (شریک سے) منزه سمجھتا ہوں۔ (جیسا کہ آپ واقع میں بھی اس سے پاک اور منزه ہیں، تو ایسی حالت میں) مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا کہ جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہ تھا۔ اگر میں نے کہا ہوگا تو آپ کو اس کا علم ہوگا۔ (مگر جب آپ کے علم میں بھی یہی ہے کہ میں نے ایسا نہیں کہا تو پھر میں اس بات سے بری ہوں) آپ تو میرے دل کے اندر کی بات کو بھی جانتے ہیں اور میں آپ کے علم میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا۔ تمام غیبوں کے جاننے والے آپ ہی ہیں۔ (سو جب اپنا اس قدر عاجز ہوتا اور آپ کا اس قدر کامل ہوتا مجھ کو معلوم ہے تو شرکت خدائی کا میں کیونکر دعویٰ کر سکتا ہوں) میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا۔ مگر صرف وہی جو آپ نے مجھے ان سے کہنے کو فرمایا تھا۔ (یعنی) یہ کہ تم اللہ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ (یا اللہ) میں ان پر گواہ تھا۔ جب تک ان میں موجود رہا۔ پھر جب آپ نے مجھے اٹھا لیا۔ تو صرف آپ ہی ان کے احوال پر نگہبان رہے۔ (اس وقت کی مجھ کو کچھ خبر نہیں کہ ان کی گمراہی کا سبب کیا ہوا اور کیوں کر ہوا) اور آپ ہر چیز کی خبر رکھتے ہیں۔“

تیرھویں آیت

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ. (المائدہ: 75)

(ترجمہ) ”نہیں ہے مسیح مریم کا بیٹا مگر رسول، گزر چکے اس سے پہلے بہت رسول۔“

اس آیت کو مرزا قادیانی نے وفات مسیح علیہ السلام کی دلیل کے طور پر بیان کیا ہے۔ نہ صرف اسی آیت کو بلکہ جس قدر آیات سے حیات عیسیٰ علیہ السلام ثابت ہے، ان سب میں تحریف کر کے مرزا قادیانی نے وفات مسیح علیہ السلام ثابت کرنے کی سعی لا حاصل کی ہے۔ اسی کو کہتے ہیں ”چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔“ (وہ چور کتنا دلیر ہے جو ہاتھ میں چراغ لیے ہو، چوری اور سینہ زوری)۔

اس آیت کی تفسیر میں ہم بہت طوالت اختیار نہیں کریں گے۔ صرف اجمالی بحث پر اکتفا کریں گے۔

1- لفظ ”خلت“ خلو یا خللاء سے مشتق ہے۔ اس کے معنی ہیں علیحدہ ہو جانا، نہ کہ مرجانا۔ اسی لیے تنہائی کو خلوت کہتے اور مقام تنہائی کو بیت الخلاء۔ اس لفظ کا استعمال زندوں پر بھی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واذا خلو الی شیطانیہم (البقرہ: 14) اور جب وہ اپنے شیطانوں کے پاس علیحدہ ہوتے ہیں۔ واذا خلو عضوا علیکم الانامل من الغیظ (آل عمران: 119) اور جب وہ علیحدہ ہوتے ہیں تو تم پر غصے سے اپنی انگلیاں کاٹنے ہیں۔ ان دونوں آیتوں میں زندوں پر خلوت کا استعمال ہوا ہے۔ ثابت ہوا کہ خلوت کا استعمال زندوں پر بھی ہوتا ہے۔ (سبحان اللہ) یہ اعجاز قرآنی ہے کہ ایسا لفظ فرمایا جو دونوں پر مستعمل ہے۔ لہذا معنی یہ ہوا کہ حضور ﷺ سے پہلے تمام رسول تشریف لے جا چکے ہیں خواہ وفات پا کر یا آسمان پر جا کر۔ اگر خلوت کا معنی صرف مرجانا ہی کیا جائے تو پھر بیت الخلاء کا نام یقیناً قادیانیوں کے ہاں مردہ خانہ ہوگا۔

2- امام جلال الدین سیوطی اپنی تفسیر جلالین صفحہ 104 میں زیر آیت فرماتے ہیں:

”مَالْمَسِيحِ ابْنِ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ فَهُوَ يَمْعُزِي مِثْلَهُمْ وَلَيْسَ بِاللّٰهِ كَمَا زَعَمُوا وَلَا لَمَّا مَضَى“ ”نہیں ہے مسیح علیہ السلام ابن مریم مگر ایک رسول۔ اس سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ پس وہ بھی ان کی طرح گزر جائے گا اور وہ اللہ نہیں ہے جیسا کہ نصاریٰ خیال کرتے ہیں اور اگر وہ خدا ہوتا تو نہ گزر جاتا (چونکہ وہ بھی دوسرے نبیوں کی طرح گزر جائے گا۔ اس لیے خدا نہ ہوا)۔

3- امام فخر الدین رازی اپنی شہرہ آفاق تفسیر میں فرماتے ہیں:

”ای ما هو الا رسول من جنس الرسل اللّٰہین خلوا من قبلہ جاء بایات من اللّٰہ کما اتوا بها فلها فان کان اللّٰہ ابرا الا کمہ والابرص واحیا الموتی علی یدہ

فقد احيا العصا وجعلها حية تسمى و فلق البحر على يد موسى و ان كان خلق من غير ذكر فقد خلق ادم من غير ذكر ولا انثى۔“ (تفسیر کبیر جلد 6: 117 صفحہ 61)

”یعنی نہیں عیسیٰ علیہ السلام مگر ایک رسول، ایسے ہی جیسے کہ ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کی طرف سے ایسے ہی معجزات لے کر آئے تھے کہ جن کی مثل وہ پہلے رسول بھی لائے تھے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ نے مادر زاد اندھوں اور برص والوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر اچھا کیا اور مردوں کو ان کے ہاتھ پر زندہ کر دیا تو موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر عصا کو زندہ کر کے اڑدہا بتا دیا اور سمندر کو پھاڑ دیا تھا اور اگر وہ بغیر باپ کے پیدا کیے گئے تو آدم علیہ السلام ماں باپ دونوں کے بغیر پیدا کیے گئے تھے۔“

اس عبارت سے صاف عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت (خدائی) کے خلاف ان کے صرف رسول ہونے کا اعلان کر رہے ہیں۔ اگر قادیانی عقیدہ درست تسلیم کر لیا جائے تو پھر اللہ تعالیٰ ضرور عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو پیش کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے خلاف دلیل پکڑتے۔ کسی شخص کے مرجانے کا ثبوت اس کے مخلوق ہونے کا بہترین ثبوت ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ مانتے ہوئے ان کی رسالت اور معجزات کو گندہ نبیوں اور ان کے معجزات کا نمونہ قرار دے رہے ہیں۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہوتے تو اللہ تعالیٰ ضرور یوں استدلال کرتے کہ ”تم جانتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور ظاہر ہے کہ خدا فوت نہیں ہو سکتا۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی خدا نہیں بن سکتے۔“

مگر اللہ تعالیٰ یوں دلیل بیان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے بھی ان کی طرح رسول گزر چکے ہیں۔ یہ کوئی انوکھے رسول نہیں ہیں۔

ذیل میں ہم اپنے بیان کی تصدیق مرزا قادیانی کی زبان سے کراتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا ترجمہ ملاحظہ کیجیے:

”یعنی مسیح صرف ایک رسول ہے، اس سے پہلے نبی فوت ہو چکے ہیں۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 603 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 425)

اس ترجمہ میں مرزا قادیانی کی زبان سے خود اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر ایسے الفاظ

نکلوادیے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی کا بجاگ وکل اعلان کر رہا ہے۔
 ”ایک رسول ہے۔“ کے الفاظ پر غور فرمائیں۔ پھر مرزا قادیانی دوسرے رسولوں اور حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام میں فرق یہ بیان کر رہا ہے کہ دوسرے رسول تو فوت ہو چکے ہیں۔ جس سے
 لازمی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ مسیح فوت نہیں ہوئے۔ ہاں دوسرے نبیوں کی طرح فوت ہو جانا ان
 کے لیے بھی مقدر ہے جو اپنے وقت پر پورا ہو کر رہے گا۔

سورۃ آل عمران: 144 میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۖ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ

اس کے معنی مرزا قادیانی یوں کرتا ہے۔

”محمد ﷺ صرف ایک نبی ہیں۔ ان سے پہلے سب نبی فوت ہو گئے ہیں۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 606 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 427)

اب غور طلب بات یہ ہے کہ دونوں آیتیں حضرت رسول کریم ﷺ پر نازل ہوئی
 تھیں۔ دونوں کا طرز بیان ایک ہے۔ دونوں کا مقصد ایک ہے۔ دونوں کے الفاظ ایک ہیں۔
 فرق اگر ہے تو یہ کہ ایک آیت میں المسیح ابن مریم مذکور ہے۔ تو دوسری میں محمد ﷺ
 مرقوم ہیں۔ اندریں حالات جو معنی اور تفسیر دوسری آیت میں رسول کریم ﷺ کے متعلق کریں
 گے، وہی پہلی آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق سمجھیں گے۔ چنانچہ مرزا قادیانی بھی
 ازالہ اوہام صفحہ 329 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 267 پر ہمارے اصول کو صحیح تسلیم کر چکا
 ہے۔ تارکین کرام مفصل وہاں دیکھ سکتے ہیں۔ پس اگر کلام اللہ کی آیت ما محمد الا رسول
 کے نازل ہونے کے وقت (نعوذ باللہ) رسول کریم ﷺ فوت ہو چکے تھے تو ما المسیح ابن
 مریم الا رسول کے نزول کے وقت ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات تسلیم کرنے سے ہرگز
 ہرگز انکار نہیں۔ لیکن اگر ما محمد الا رسول کے نزول کے وقت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
 زندہ بحمدہ الحصری موجود تھے تو یحییٰ اسی دلیل سے ما المسیح ابن مریم الا رسول کی آیت
 سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات جسمانی ثابت ہو جائے گی۔ کون نہیں جانتا کہ رسول
 کریم ﷺ نزول کی آیت کے وقت زندہ تھے۔ پس جس دلیل سے رسول کریم ﷺ کی حیات کا
 ثبوت ملتا ہے، اسی دلیل سے حضرت مسیح علیہ السلام کا زندہ ہونا بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔

تادیانی ”خلت“ کے معنی ”موت“ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ اس لفظ کا اور کوئی معنی نہیں۔ حالانکہ مذکورہ آیت سے چند آیات بیشتر ایک آیت میں لفظ خلت استعمال ہوا ہے۔
 قد خلت من قبلکم سنن فسیرو فی الارض فانظروا کیف کان عاقبہ
 المکذبین۔ (آل عمران: 137)

ترجمہ: ”گزر چکے تم سے پہلے (قوموں کے عروج و زوال کے) قاعدے، پس سیر کرو زمین میں اور (اپنی آنکھوں سے) دیکھو کہ کیا انجام ہوا (دعوت حق کو) جھٹلانے والوں کا۔“
 تادیانی بتائیں کہ کیا یہاں خلت کا معنی موت ہو سکتا ہے؟ اگر ہو سکتا ہے تو اس آیت کا ترجمہ کریں اور اگر نہیں ہو سکتا اور ہرگز نہیں ہو سکتا تو زیر بحث آیت میں لفظ خلت کا معنی بھی موت نہیں ہو سکتا۔ کیا تادیانی بتا سکتے ہیں کہ گذشتہ 13 صدیوں کے مجددین، مفسرین (جن کے ناموں پر قادیانیوں اور مسلمانوں میں اتفاق ہے) میں سے کسی ایک نے بھی اس جگہ خلت کا معنی موت کیا ہو۔

اس طرح قرآن مجید میں ایک اور مقام پر ہے۔

کذلک ارسلنک فی امۃ قد خلت من قبلہا۔ (الرعد: 30)

ترجمہ: (اے رسول کریم ﷺ) اس طرح بھیجا ہم نے آپ کو ایک امت میں۔
 گزر چکی ہیں اس سے پہلے کئی امتیں۔

کیا اس جگہ خلت کے معنی یہ ہیں کہ پہلی امتیں سب کی سب صفہ ہستی سے مٹ چکی ہیں۔ ان کا نام و نشان تک نہیں؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ اس دنیا میں یہود و نصاریٰ وغیرہ موجود ہیں۔ خود قرآن مجید انھیں یا اہل الکتاب، اہل توریت، اہل انجیل کہہ کر یاد کرتا ہے۔ بہر حال خلت کا معنی موت کر کے اس سے وفات مسیح مراد لینا قرآن و حدیث کا انکار اور اسلامی عقائد و تعلیمات سے بغاوت کے مترادف ہے۔

لفظ خلت کی تشریح میں مندرجہ ذیل قرآنی آیات بھی قابل توجہ ہیں:

1- وَقَدْ خَلَّتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثَلُتُ۔ (الرعد: 6)

ترجمہ: ”اور (ان نادانوں کو یاد نہیں کہ) گزر چکے ہیں ان سے پہلے نزول عذاب

کے کئی واقعات۔“

2- سُنَّةُ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ. (الفَتْح: 23)

ترجمہ: یہ اللہ کا دستور ہے جو پہلے سے چلا آتا ہے۔

3- وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ. (الحجر: 13)

ترجمہ: ”اور گزر چکی ہے پہلوں کی یہی روش۔“

لہذا مذکورہ بالا آیات کی تشریح سے ثابت ہوا کہ ختم نبوت کے عقیدہ کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رفع الی السماء، ان کی حیات اور پھر زمین پر نزول بھی قطعی اور محکم دلائل سے ثابت ہے جو کسی تاویل کا محتاج نہیں۔

ابن مریم زندہ ہے حق کی قسم
آسمانِ ثانی پر ہیں محرم
رفع ان کا ثبات ہے قرآن سے
اور نازل ہوں گے وہ آسمان سے
وہ ابھی داخل نہیں اموات میں
ہے یہی آیات بیانات میں



حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام اور احادیث مبارکہ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت و فلاح کے لیے جو کچھ ارشاد فرمایا، اس کی تعبیر و تشریح حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی احادیث مبارکہ کے بغیر ممکن نہیں۔ احادیث رسول ﷺ ہمیں قرآنی احکام کی عملی تصویر مہیا کرتی ہیں۔ صلوٰۃ، زکوٰۃ، حج، عمرہ، صوم وغیرہ یہ محض الفاظ ہیں۔ عربی لغات ہمیں ان الفاظ کے وہ معانی نہیں بتاتیں جو شریعت میں مطلوب ہیں۔ پس اگر احادیث رسول ﷺ موجود نہ ہوں تو ہمارے پاس قرآن مجید کے معانی، شریعت کے مطابق متعین کرنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں درجنوں آیات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقوال اور افعال کی بھر دی کا حکم دیا ہے۔ لہذا آپ ﷺ کے افعال کی اتباع قیامت تک کے مسلمانوں پر واجب ہے۔ احادیث شریفہ کو اگر معتبر نہ مانا جائے تو نہ صرف یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ کی دی ہوئی ہدایات سے ہم محروم ہوں گے بلکہ قرآن مجید کی دی ہوئی ہدایات سے بھی ہم کھل طور پر مستفید نہ ہو سکیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لیے قرآن نازل فرمایا اور اس کی تشریح و تفسیر حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد کر دی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

□ وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیهم ولعلہم یتفکرون۔

(النحل: 44)

ترجمہ: ہم نے آپ (ﷺ) کی طرف ذکر (قرآن مجید) نازل فرمایا تاکہ آپ (اسے) کھول کر لوگوں کو بیان کریں کہ ان کی طرف کیا احکام نازل کیے گئے ہیں تاکہ وہ غور و فکر کریں۔

اسلام میں حدیث کی آئینی و دستوری حیثیت اور حجیت کے بارے حضور نبی کریم ﷺ کے فکر انگیز ارشادات ملاحظہ کیجیے:

□ عن العرياض بن ساريه قال قام رسول الله فقال الحسيب
احدكم متكناً على اريكته يظن ان الله لم يحرم شيئاً الا ما في
هذا القرآن، الا واني والله قد امرت ووعظت ونهيست عن
اشياء انهما كمثل القرآن او اكثرهم. (مسكوة، ابی داؤد)

حضرت عریاض بن ساریہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ میں
کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: کیا گمان کرتا ہے، تم میں سے ایک شخص، اپنے پنگ پر تکیہ لگائے
ہوئے، کہ اللہ نے اور کوئی چیز حرام ہی نہیں کی، بجز ان چیزوں کے جو قرآن میں حرام کی گئی
ہیں؟ آگاہ رہو، کہ قسم خدا کی کہ میں نے حکم دیے ہیں اور میں نے نصیحتیں کی ہیں اور میں نے
روکا ہے، بہت سی چیزوں سے کہ وہ قرآن ہی کی طرح ہیں، بلکہ اس سے بھی زائد۔

□ عن المقدم بن معدی كرب قال قال رسول الله ﷺ الا
اني اديت القرآن و مثله معه الا يوشك رجل شعبان على
اريكته يقول عليكم بهذا القرآن فما وجدتم فيه من حلال
فاجلوه وما وجدتم فيه من حرام فاحرموه و انما حرم رسول
الله كما حرم الله. (مسكوة، ابی داؤد، ابن ماجہ)

حضرت مقدم بن معدی کرب سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد
فرمایا: خبردار رہو، یقیناً مجھے قرآن بھی عطا ہوا ہے اور قرآن ہی کے مثل ایک اور چیز، خبردار رہو،
عنقریب ایک حکم سیر آدی اپنے حزین و آراستہ پنگ یا صوفے پر بیٹھ کر کہے گا کہ بس قرآن
ہی کا (اتباع) فرض ہے۔ قرآن ہی کے حلال کیے ہوئے کو حلال، اور قرآن ہی کے حرام کیے
ہوئے کو حرام تسلیم کرو۔ حالانکہ اللہ کے رسول نے جو کچھ حرام کیا ہے، وہ بھی ایسا ہی ہے، جیسا
کہ اللہ نے حرام کیا ہو۔

□ عن ابی رافع قال قال رسول الله ﷺ القين احدكم متكناً
على اريكته ياتبه الامر من امرى مما امرت به او نهيت عنه
فيقول لا ادرى، ما وجدنا في كتاب الله اتباعه.

حضرت ابو رافع سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میں تم میں
سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ اپنے پنگ پر تکیہ لگائے بیٹھا ہو، اس کے سامنے امر و نہی

کے بارے میں میرا حکم پیش ہو اور وہ کہے، میں اسے نہیں جانتا، ہم تو جو کچھ کتاب اللہ میں پائیں گے، اسی پر عمل کریں گے۔“

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ منکرین حدیث قادیانی، پردیزی وغیرہ پر تکلف امیرانہ زندگی گزارتے ہوں گے اور خوب پیٹ بھر کر آراستہ و پیراستہ تختوں، مسندوں پر نرم و نازک تکیوں سے ٹیک لگا کر احادیث کا رد اور انکار کریں گے۔ سچے اللہ کے خبر صادق حضرت محمد ﷺ کی یہ پیشگوئی لفظ بہ لفظ پوری ہو رہی ہے۔ آج بنگلوں میں ٹھاٹھ سے رہنے والے اور فراغت و خوشحالی و عیش و نشاط سے زندگی گزارنے والے لوگ حدیث کی حجیت کا انکار کرتے ہیں اور صرف قرآن کو حجت قرار دیتے ہیں۔

شیخ المفسرین حضرت علامہ حافظ ابن کثیرؒ تحریر فرماتے ہیں:

”حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے کئی احادیث تواتر کے ساتھ منقول ہیں کہ آپؐ نے خبر دی کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے آسمان سے نازل ہوں گے۔“ (تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 132)

معلوم ہوا کہ نزول مسیح کی احادیث کو تواتر کا درجہ حاصل ہے۔ اس سلسلہ میں علامہ خالد محمود لکھتے ہیں:

”آنحضرت ﷺ سے جو حدیثیں تواتر کے ساتھ منقول ہیں، ان کی تکذیب بھی حضور ﷺ کی تکذیب ہے۔ سو حدیث متواتر سے ثابت ہونے والے جملہ امور پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان میں سے کسی ایک کا انکار کفر ہے۔ ان میں سے کسی ایک کا انکار کر دیا جائے تو انسان مسلمان نہیں رہتا۔ ایمان، حضور ﷺ کو آپؐ کی جملہ تعلیمات میں سچا ماننے کا نام ہے۔ ایمان کے لیے آپ ﷺ کی سب تعلیمات کو ماننے کی قید ہے، کفر کے لیے کسی ایک کا انکار بھی کافی ہے۔“ (آثار الہیہ جلد 2 صفحہ 128)

تمام امت مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قرب قیامت زمین پر نازل ہوں گے، جیسا کہ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ سے 30 سے زائد صحابہ کرامؓ روایت کر رہے ہیں۔ احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور اس کے بعد ان کے کارناموں اور ذمہ داریوں کی 209 نشانیاں بڑے واضح الفاظ میں بیان کی گئی ہیں۔ 70 سے زائد ان احادیث کو

تواتر کا درجہ حاصل ہے۔ ان میں سے چند ایک احادیث مبارکہ پیش کی جاتی ہیں:

پہلی حدیث

(1) حدثنا اسحق اخبرنا يعقوب بن ابراهيم حدثنا ابي عن صالح عن ابي شهاب ان سعيد بن المسيب سمع ابو هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكماً عدلاً فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الحرب ويفيض المال حتى لا يقبله احد حتى تكون المسجدة الواحدة خير من الدنيا وما فيها. ثم يقول ابي هريرة رضي الله عنه واقرو وان شتم وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيداً.

(صحیح بخاری، جلد اول صفحہ 490، حدیث نمبر 3448، مسلم جلد 1 صفحہ 87)

(ترجمہ) ”حضرت ابو ہریرہؓ روایت بیان کرتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یقیناً ابن مریم تم میں حاکم عادل ہو کر اتریں گے، پس صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جنگ ختم کر دیں گے، مال کی اس قدر کثرت ہو جائے گی کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ دنیا اور دنیا بھر کے سب مال و متاع سے ایک سجدہ اچھا معلوم ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے تھے کہ اگر تم نزول عیسیٰ علیہ السلام کی دلیل اس ارشاد نبویؐ کے ساتھ قرآن سے چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو: ”وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيداً“ کیونکہ اس میں صاف طور پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جتنے اہل کتاب ہیں، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے۔ اور قیامت کے دن وہ ان کے بارہ میں شہادت دیں گے۔“

اس حدیث مبارکہ کو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ دونوں نے روایت کیا ہے۔ محدثین کی اصطلاح میں یہ ”متفق علیہ“ حدیث ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے اس آیت کا مطلب وہی سمجھا اور بیان کیا ہے جو اوپر لکھا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ مطلب انھوں نے

رسول اللہ ﷺ کی تلقین و تعلیم سے سمجھا ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کردہ اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں:-

- 1- قرب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مسئلہ قرآن کریم میں ذکر کیا گیا ہے۔
- 2- حضور نبی کریم ﷺ کے وہ تمام ارشادات جو نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہیں، وہ قرآن کریم کی ہی شرح و تفسیر ہیں۔
- 3- جس عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا قرآن کریم اور ارشادات نبویہ ﷺ میں ذکر ہے، اس سے وہی حضرت عیسیٰ بنفس نفیس مراد ہیں، نہ کہ کوئی اور مراقی یا انگریزی مسیح یا خود ساختہ ابن مریم۔

- 4- حضرت ابو ہریرہؓ کا حلقہ درس مسجد نبوی میں ہوتا تھا اور وہ ہزاروں کے مجمع میں علی رؤس الاشہاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر قرآن کریم اور حدیث نبوی کے حوالے باصرار و تکرار پیش کرتے تھے، مگر کسی صحابیؓ اور کسی تابعیؓ نے ان کو اس پر نہیں ٹوکا، اور یہ ممکن نہیں تھا کہ کوئی غلط بات نعوذ باللہ مسجد نبوی میں بیٹھ کر علی رؤس الاشہاد قرآن و حدیث کے حوالے سے کہی جائے اور صحابہ و تابعینؓ کی پوری جماعت میں ایک آدمی بھی انھیں ٹوکنے والا نہ اٹھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کے تمام ہم عصر صحابہ و تابعین کا یہی عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں آسمان سے نازل ہوں گے اور انھوں نے قرآن مجید اور حضور نبی کریم ﷺ سے یہی عقیدہ اخذ کیا تھا۔

مذکورہ بالا حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ قریب المرگ ہونے کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد اور آپ سے ملنے کے متنی تھے۔ ایک موقع پر حضرت ابو ہریرہؓ نے اصحاب سے فرمایا: ”کیا تم مجھے نہیں دیکھتے ہو کہ میں بالکل بوڑھا ہو چکا ہوں؟ میری ہنسی کی ہڈیاں بڑھاپے کے سبب مل جانے کے قریب ہیں۔ میری تمنا یہ ہے کہ میری موت اُس وقت تک نہ آئے جب تک کہ میں آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) سے مل نہ لوں اور میں اُن کو نبی کریم ﷺ کا احادیث سناؤں اور آپ میری تصدیق کریں۔ اگر میں ملاقات سے پہلے مرجاؤں اور تمہاری اُن سے ملاقات ہو جائے تو اُن کی خدمت میں میرا سلام عرض کر دینا۔“

اس حدیث مبارکہ میں صلیب کو توڑ ڈالنے اور خنزیر کو ہلاک کر دینے کا مطلب یہ

ہے کہ عیسائیت ایک الگ دین کی حیثیت سے ختم ہو جائے گی۔ دین عیسوی کی پوری عمارت اس عقیدے پر قائم ہے کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو (نعوذ باللہ) صلیب پر ”لغت“ کی موت دی جس سے وہ انسان کے گناہ کا کفارہ بن گیا۔ انبیاء علیہ السلام کی امتوں کے درمیان عیسائیوں کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ انھوں نے صرف عقیدے کو لے کر خدا کی پوری شریعت رد کر دی، حتیٰ کہ خنزیر تک کو حلال کر لیا، جو تمام انبیاء کی شریعتوں میں حرام رہا ہے۔ پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آ کر خود اعلان کر دیں گے کہ نہ میں خدا کا بیٹا ہوں، نہ میں نے صلیب پر جان دی، نہ میں کسی کے گناہ کا کفارہ بنا تو عیسائی عقیدے کے لیے سرے سے کوئی بنیاد ہی باقی نہ رہے گی۔ اسی طرح جب وہ بتائیں گے کہ میں نے تو نہ اپنے پیروؤں کے لیے خنزیر حلال کیا تھا اور نہ ان کو شریعت کی پابندی سے آزاد ٹھہرایا تھا تو عیسائیت کی دوسری امتیازی خصوصیت کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ اس حدیث میں قسم کھا رہے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں تاویل نہیں ہو سکتی۔ اس کا معنی و مطلب وہی ہے جو اس کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ اس میں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر ارشاد فرما رہے ہیں کہ: (حضرت عیسیٰ) ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے یعنی وہی ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے۔

□ جن کو اللہ تعالیٰ نے بن باپ پیدا کیا۔

□ جن کا ذکر قرآن میں ہے۔

□ جن پر اللہ تعالیٰ نے انجیل نازل فرمائی۔

□ جن کو ساری دنیا رسولاً الی بنی اسرائیل کی حیثیت سے جانتی ہے۔

مندرجہ بالا تشریح سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام ہی دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے نہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی ابن چراغ بی بی اور نہ ہی اس سے مراد ”مثیل مسیح“ ہے۔ مثلاً اگر کوئی یہ کہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ولد حکیم مرتضیٰ مدعی نبوت و مسیحیت جو 26 مئی 1908ء کو ”دوبائی بیضہ“ میں جلا ہو کر نہایت عبرتناک حالت میں مرا تو اس سے مراد یقیناً وہی مرزا غلام احمد قادیانی ہی سمجھا جائے گا نہ کہ اس کا کوئی مثیل۔ قرآن حکیم میں ”عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام“ مذکور ہے اور احادیث میں بلا استثنا ”مسیح ابن مریم علیہ السلام“ یا صرف ”ابن مریم علیہ السلام“ کے الفاظ موجود ہیں۔ پھر یہاں تو حدیث مذکور میں

آنحضرت ﷺ قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ ”ابن مریم علیہ السلام“ اتریں گے، اصول یہ ہے کہ جو بات قسم اٹھا کر کہی جائے اس سے صرف ظاہری معنی مراد لیے جاتے ہیں۔ وہاں کسی قسم کی تاویل اور استثنا نہیں چل سکتا۔ آنجمانی مرزا قادیانی نے خود یہ اصول بیان کیا ہے۔

چنانچہ وہ لکھتا ہے:

(129) ”والقسم يدل على ان الخبر محمول على الظاهر لا تاويل فيه ولا استثناء والا فایى فائدة كانت فى ذكر القسم۔

(ترجمہ) ”اور قسم کھا کر کوئی بات کہنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ کئی ہوئی بات ظاہر پر محمول ہے۔ اس میں نہ کوئی تاویل ہے اور استثناء ورنہ قسم کھانے کا فائدہ کیا ہے۔“

(حماۃ البشری صفحہ 14 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 192 (حاشیہ) از مرزا قادیانی)

[View Proof](#) (عکس صفحہ نمبر 876 پر)

آنحضرت ﷺ مذکورہ حدیث میں قسم کھا رہے ہیں کہ ”ابن مریم“ نازل ہوں گے اور مرزا قادیانی بھی قسم کھا کر کہتا ہے کہ ”میں وہی مسیح موعود ہوں جن کے آنے کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی ہے۔“ مرزا قادیانی کے الفاظ ملاحظہ کیجیے:

(130) ”میں نے پہلے بھی اس اقرار مفصل ذیل کو اپنی کتابوں میں قسم کے ساتھ لوگوں پر ظاہر کیا ہے اور اب بھی اس پر چہ میں، اس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے ان احادیث صحیحہ میں دی ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ وکفی بالله شہیداً۔

(الراقم: مرزا غلام احمد عفا اللہ عنہ واید، 17 اگست 1899ء)

(ملفوظات جلد اول، صفحہ 218 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 877 پر)

یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ ایک مسلمان کو کس کی خبر پر اعتماد کرنا چاہیے؟ آنحضرت ﷺ کی خبر پر یا مرزا قادیانی کی خبر پر (جبکہ مرزا قادیانی کے دعوے کا غلط ہونا

[View Proof](#)

ثابت ہو چکا ہے)۔

گذشتہ صفحات میں تحریر کیا جا چکا ہے کہ آنے والے مسیح کا نام ”عیسیٰ“ ہوگا جبکہ مرزا

قادیانی کا نام ”غلام احمد تھا“۔ کہاں ”غلام احمد“ اور کہاں ”عیسیٰ“ فرق صاف ظاہر ہے۔ مسیح علیہ السلام کی والدہ محترمہ کا نام ”مریم صدیقہ“ ہے جبکہ مرزا قادیانی کی ماں کا نام ”چراغ بی بی“۔ مسیح علیہ السلام نازل ہوں گے جبکہ مرزا قادیانی ماں کے پیٹ سے برآمد ہوا۔ اس بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا قادیانی ہرگز وہ ”مسیح موعود“ نہیں جس کی خبر حضور نبی کریم ﷺ نے دی تھی۔

قادیانی بتائیں:

□ کیا ”وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته“ (نساء: 159) قرآن مجید کی آیت ہے یا نہیں؟

□ کیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو مکرمین حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کو اس حدیث پر ایمان لانے کے لیے اس آیت کے پڑھنے کو فرماتے ہیں تو خود ان کا اور باقی صحابہ کرام کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زعمہ ہونے اور قرب قیامت آسمان سے نزول ہونے پر ایمان تھا یا نہیں؟

مذکورہ بالا حدیث کو مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ”ازالہ اوہام“ کے صفحہ 201 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 198 پر نقل کیا ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم، عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے۔ اس کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کہتا ہے کہ ”ابن مریم مر گیا حق کی قسم“! (ازالہ اوہام صفحہ 413 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 513 از مرزا قادیانی) یعنی ایک بنی شخصیت کے متعلق حضور ﷺ فرماتے ہیں: کہ وہ نازل ہوں گے (زعمہ ہیں) جبکہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ وہ مر گئے ہیں، نازل نہیں ہوں گے۔ اب قادیانی خود فیصلہ کریں کہ کس کی قسم سچی ہے، حضور خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یا ملعون آنجسانی مرزا قادیانی کی؟

مرزا قادیانی کی زبان درازی اور شقاوت قلبی دیکھیے کہ اس نے مذکورہ حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و نزول کے بارے میں تشریح کا نہ صرف بُرا منایا بلکہ حضرت ابو ہریرہ کے متعلق ایسی ہرزہ سرائی کی کہ عبداللہ بن سبا کو بھی شرمندہ کر گیا۔

”جیسا کہ ابو ہریرہؓ فرماتا تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا۔“ □

(انجاز احمدی صفحہ 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 127 از مرزا قادیانی)

”جو شخص قرآن شریف پر ایمان لاتا ہے اس کو چاہیے کہ ابو ہریرہؓ کے قول کو ایک ردی ستار کی طرح پھینک دے۔“ □

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 410 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 410 از مرزا قادیانی)

□ ”بعض کم تدبر کرنے والے صحابی جن کی درایت اچھی نہیں تھی (جیسے ابو ہریرہؓ)..... اکثر باتوں میں ابو ہریرہؓ بوجہ اپنی سادگی اور کم درایت کے ایسے دھوکوں میں پڑ جایا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک صحابی کے آگ میں پڑ جانے کی پیشگوئی میں بھی اس کو یہی دھوکہ لگا تھا اور آیت و ان من اهل الكتب الا لیومنن به قبل موته کے ایسے الٹے معنی کرتا تھا جس سے سننے والے کو ہنسی آتی تھی۔“ (حقیقۃ الوحی صفحہ 34 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 36 از مرزا قادیانی)

دوسری حدیث

(2) عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الانبیاء اخوة العلات دینہم واحد و امہاتہم شتی وانا اولی الناس بعیسی ابن مریم لانہ لم یکن بینی و بینہ نبی و انہ نازل فاذا رایتموہ فاعرفوہ فاتہ رجل مربوع الی الحمرة والبیاض سبط کان راسہ یقطروان لم یصصبہ بلل بین ممصرتین فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر و یضع الجزیة و یعطل الملل حتی یہلک اللہ فی زمانہ الملل کلہا غیر الاسلام و یہلک اللہ فی زمانہ المسیح الدجال الکذاب و تقع الامنة فی الارض حتی ترتع الابل مع الاسد جمیعا و النمر مع البقر و اللناب مع الغنم و یلعب الصبیان و الغلمان بالحدیث لا یضر بعضهم بعضا فیمکث ما شاء اللہ ان یمکث ثم یتوفی فیصلی علیہ المسلمون و ینفنونہ. (مسند احمد جلد 2 صفحہ 437)

(ترجمہ) ”امام احمد بن حنبلؒ اپنی مسند میں ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمام انبیاء علانی بھائی ہیں، مائیں مختلف یعنی شریعتیں مختلف ہیں اور دین یعنی اصول شریعت سب کا ایک ہے اور میں، عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سب سے

زیادہ قریب ہوں اس لیے کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نمی نہیں۔ یقیناً وہی نازل ہوں گے جب ان کو دیکھو تو پہچان لینا۔ وہ میانہ قد ہوں گے، رنگ ان کا سرخ اور سفیدی کے درمیان ہوگا۔ ان پر دورنگے ہوئے کپڑے ہوں گے، سر کی یہ شان ہوگی کہ گویا اس سے پانی ٹپک رہا ہے۔ اگرچہ اس کو کسی قسم کی تری نہیں پہنچی ہوگی، صلیب کو توڑیں گے، جزیہ کو اٹھائیں گے۔ سب کو اسلام کی طرف بلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں سوائے اسلام کے تمام مذاہب کو نیست و نابود کر دے گا اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں مسیح دجال کو قتل کرائے گا۔ پھر تمام روئے زمین پر ایسا امن ہو جائے گا کہ شیراونٹ کے ساتھ اور چیتے گائے کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چرنے لگیں گے اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلنے لگیں گے۔ سانپ ان کو نقصان نہ پہنچائیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال ٹھہریں گے پھر وفات پائیں گے اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔“

(نوٹ) (1) مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود نے اپنی کتاب ”حقیقت المسوۃ“ صفحہ 192 مندرجہ انوار العلوم جلد 2 صفحہ 508 پر اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ (2) خود مرزا قادیانی نے ”ازالہ اوہام“ صفحہ 594 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 420 پر اس حدیث کے بعض حصے نقل کر کے اس کی تصحیح و تصدیق کی بلکہ اس سے استدلال بھی کیا ہے۔

مرزا قادیانی کے مرید خدا بخش مرزائی نے ایک کتاب ”عمل مصفی“ لکھی، اس کی جلد اول میں صفحہ 162 سے 165 تک تیرہ صدیوں کے مجددین کی فہرست نقل کی ہے۔ اس فہرست میں اس روایت منقولہ بالا کو نقل کرنے والے مرزائیوں کے حلیم شدہ مجددین سے امام احمد بن حنبل، ابن کثیر، علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ جلال الدین سیوطی، یہ چار مجدد اس روایت کو نقل کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی اور اس کا بیٹا اس روایت کو حلیم کرتے ہیں۔ قادیانیوں سے درخواست ہے کہ وہ اس حدیث مبارکہ کو بغور پڑھیں، غور کریں اور سوچیں کہ ان نشانوں کا کس پر اطلاق ہوتا ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یا مرزا قادیانی پر؟ پھر انصاف سے بتائیں کہ کیا آنحضرت ﷺ کی ذکر کردہ یہ علامتیں مرزا قادیانی میں پائی گئیں؟ اگر نہیں..... اور یقیناً نہیں..... تو مرزا قادیانی کو مسیح موعود قرار دینا کس طرح صحیح ہوگا؟

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے بارے میں جو وضاحت اور تفصیل اور ان کے نزول کے بعد زمانے کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ کچھ یوں ہے۔

- 1- ”ابن مریم“ (ابن چراغ بی بی نہیں) نازل ہوں گے۔
- 2- وہی عیسیٰ علیہ السلام جن کے اور آنحضرت ﷺ کے درمیان کوئی نمی نہیں ہوا۔
- 3- عیسیٰ علیہ السلام، صلیب کو پاش پاش کریں گے، خنزیر کو قتل کریں گے۔
- 4- عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں سب مذاہب ہلاک ہو جائیں گے۔
- 5- عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایسا امن قائم ہو جائے گا کہ شیر، اونٹ کے ساتھ اور چھتے گائیوں کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چرنے لگیں گے۔
- 6- پھر ان کی وفات ہوگی۔

اس حدیث کو بار بار پڑھیے اور دل تھام کر فیصلہ کیجیے کہ کیا مرزا قادیانی کے زمانے میں دنیا کا یہی نقشہ تھا؟ کیا تمام مذاہب ہلاک ہو گئے؟ اور کیا صرف ایک اسلام رہ گیا؟ یہاں تو یہ حال ہے کہ تمام مذاہب تو کیا ہلاک ہوتے خود قادیانی جماعت دو حصوں میں تقسیم ہے اور قادیانی جماعت میں مزید انتشار اور افتراق کی خبریں آرہی ہیں۔ حدیث میں فرمایا گیا کہ جب اصلی مسیح ”ابن مریم علیہ السلام“ نازل ہوں گے تو دو آدمیوں میں تو کیا دو درندوں کے درمیان بھی عداوت نہیں ہوگی۔ دنیا امن و امان کا گہوارہ بن جائے گی، جنگیں ختم ہو جائیں گی لیکن مرزا قادیانی کی سبز قدمی سے اب تک دو عالمی جنگیں ہو چکی ہیں اور تیسری کی تلوار سر پر لٹک رہی ہے۔ اخبارات اٹھا کر دیکھ لیجیے روزانہ کتنے انسانوں کے خون سے یہ زمین رنگین ہو رہی ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی ہرگز وہ ”مسح موعود“ نہیں جس کے آنے کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی تھی۔

یہاں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ اس حدیث مبارکہ میں حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ”یقیناً حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہی نازل ہوں گے۔ جب تم ان کو دیکھو تو (میری بتائی ہوئی نشانیوں کے پیش نظر) انہیں پہچان لینا۔“ یعنی قرب قیامت جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے تو مسلمان انہیں حضور نبی کریم ﷺ کی بتائی ہوئی نشانیوں کی بنیاد پر فوراً پہچان لیں گے۔ وہاں کوئی جھگڑا یا بحث نہ ہوگی کہ یہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نہیں ہیں اور نہ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس بات کا اعلان کریں گے کہ میں وہی عیسیٰ ابن مریم ہوں جس کا وعدہ قرآن و حدیث میں ہے بلکہ وہ اپنی نشانیوں کے سبب فوراً پہچانے جائیں گے۔ اس کے برعکس آنجنابی مرزا قادیانی تمام عمر مختلف تاویلات کا سہارا لے

کر یہ ڈھنڈورا پیٹتا رہا کہ میں ہی وہ مسیح موعود ہوں جس کے آنے کا قرآن وحدیث میں وعدہ کیا گیا ہے کیونکہ وہ تمام نشانیاں اللہ تعالیٰ نے ایک الہام کے ذریعے مجھے عطا کر دی ہیں۔ اپنے خود ساختہ الہام کو قرآن وحدیث پر ترجیح دینا ایک لمحہ کا ہی کام ہو سکتا ہے۔

تیسری حدیث

(3) قال الحسن: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لليهود ان عيسى لم يمت وانه راجع اليكم قبل يوم القيامة.

(ابن کثیر جلد 2 صفحہ 40 (زیر آیت انی متوفیک)۔ ابن جریر جلد 3 صفحہ 289، درمنثور جلد 2 صفحہ 36)

(ترجمہ) ”امام حسن بصریؒ سے مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود سے ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی نہیں مرے، وہ قیامت کے قریب تمہاری طرف ضرور لوٹ کر آئیں گے۔“

(نوٹ) یہ روایت حافظ ابن کثیرؒ اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے نقل فرمائی۔ دونوں اکابرین قادیانیوں کے نزدیک مجدد ہیں اور ابن جریرؒ کو مرزا قادیانی نے ”آئینہ کمالات اسلام“ صفحہ 168 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 168 پر یکس المفسرین تسلیم کیا ہے اور دوسری جگہ اپنی کتاب ”چشمہ معرفت“ میں لکھا ہے: ”ابن جریر نہایت معتبر اور آئمہ حدیث میں سے ہے۔“ (چشمہ معرفت حاشیہ صفحہ 250 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 261) غرض تینوں اکابر قادیانیوں کے نزدیک مسلمہ ہیں۔

یہود (جو انا قتلنا المسیح سے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل تھے، ان کو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ان عیسیٰ لم یمت یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے۔ اس حدیث میں راجع کا لفظ صراحتہً موجود ہے۔ جس کے معنی واپس آنے والے کے ہیں۔ محاورہ یہ لفظ اسی وقت استعمال ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص کسی دوسری جگہ گیا ہو اور پھر وہاں سے واپس آئے۔

قادیانی اس حدیث پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر یہ معتبر حدیث ہے تو اس کو صحاح ستہ میں ہونا چاہیے تھا۔ اس کے جواب میں قادیانیوں نے پوچھنا چاہیے:

(1) مرزا قادیانی نے ضمیمہ ”انجام آقہم“ حاشیہ صفحہ 53 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11

صفحہ 337 میں جو حدیث یتزوج ویولدہ درج کی اور کمال ڈھٹائی سے اُسے اپنے اوپر منطبق کیا، وہ صحاح ستہ میں کہاں ہے؟

(2) ”ہقیقۃ الوحی“ صفحہ 194 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 202، حاشیہ، ”چشمہ

معرفت“ صفحہ 314 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 329 میں مرزا قادیانی نے جو روایت کسوف خسوف در رمضان تحریر کی ہے، وہ صحاح ستہ میں کس جگہ ہے؟

(3) ضمیمہ ”انجام آقلم“ صفحہ 41 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 325 میں مرزا

قادیانی نے جو اثر خروج مہدی از کدہ درج کیا ہے، وہ صحاح ستہ کی کس کتاب میں ہے؟

(4) کتاب ”مسح ہندوستان میں“ صفحہ 53، 54 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ

53، 54 میں مرزا قادیانی نے جو تین روایات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیاحت سے متعلق

تحریر کی ہیں، وہ صحاح ستہ میں کہاں موجود ہیں؟

چوتھی حدیث

(4) ابوہریرۃ یحدث عن النبی ﷺ قال قال رسول اللہ ﷺ والذي نفسي

بيده ليهلن ابن مريم يفتح الروحاء حاجبا او معتمرا او ليشيها.

(صحیح مسلم حدیث نمبر 316، جلد 1 صفحہ 408)

”حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے

اس پاک ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ضرور ابن مریم (حضرت عیسیٰ

علیہ السلام) روا (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام) کی گھاٹی میں حج یا عمرہ یا دونوں کی

لبیک (تلبیہ) پکاریں گے ایک ہی ساتھ۔“

یہ حدیث مبارکہ مسلم شریف میں درج ہے۔ مسلم شریف میں احادیث مبارکہ کا صحیح

ہونا مرزا قادیانی کے نزدیک بھی درست ہے۔ (دیکھیے: ازالہ اوہام صفحہ 884 مندرجہ روحانی

خزائن جلد 3 صفحہ 582)

اس حدیث مبارکہ میں حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر فرمایا ہے کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ضرور بر ضرور تشریف لائیں گے۔ قسم کے بارے میں مرزا قادیانی کا

کہتا ہے کہ کسی مضمون کو قسم اٹھا کر بیان کرنا اس بات پر گواہ ہے کہ اس میں کوئی تاویل کی جائے نہ اشتنا بلکہ اس کو ظاہر پر ہی محمول کیا جائے ورنہ قسم اٹھانے کا فائدہ کیا ہوا؟“

(حلمۃ البشریٰ صفحہ 14، مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 192 حاشیہ، از مرزا قادیانی)

پھر اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں آ کر حج بیت اللہ کریں گے اور خود ادا کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد اس قدر امن قائم کر لیں گے کہ کوئی امر انھیں حج کرنے سے روک نہ سکے گا۔ پھر وہ ایسی تمام بیماریوں سے بھی محفوظ رہیں گے جو حج کرنے سے مانع ہو سکتی ہیں۔ اس حدیث میں مذکور لفظ فی الروحا سے مراد فی الروحا ہی ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام ہے۔ مرزا قادیانی نے حج یا عمرہ تو درکنار فی الروحا کبھی خواب میں بھی نہ دیکھا ہوگا۔

پانچویں حدیث

(5) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کیف انتم

اذا نزل ابن مریم من السماء لیکم وامامکم منکم۔ (بیہقی، جلد اول، صفحہ 166)

(ترجمہ) ”حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم

فرماتے ہیں: (اے مسلمانو!) اُس وقت تمہارا کیا عالم ہوگا (خوشی کے باعث) جب عیسیٰ بن مریم آسمان سے تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔“

(نوٹ) امام بیہقی قادیانیوں کے نزدیک مسلمہ مجدد ہیں۔ ان سے مسند احمد کی

روایت میں لفظ ”من السماء“ کے الفاظ کی صراحت مذکور ہے۔ اس حدیث مبارکہ سے یہ بات

ثابت ہو گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، نہ کہ ماں کے پیٹ

سے۔ بس مرزا قادیانی کا ماں کے پیٹ سے برآمد ہو کر صبح ہونے کا دعویٰ کرنا غلط ثابت ہوتا

ہے۔ اس حدیث پاک سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی

ؑ دو الگ الگ شخصیات ہیں۔ احادیث مبارکہ میں ان دونوں مقدس شخصیات کی علیحدہ

علیحدہ نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نزول عیسیٰ کے سلسلہ میں اپنی زبان مبارک سے لفظ

”من السماء“ فرما کر سیکڑوں سال بعد پیدا ہونے والے قادیانی اعتراضات کا قلع قمع فرما

دیا۔ اس کے باوجود بد بخت مرزا قادیانی کا کہنا ہے: ”صحیح حدیثوں میں تو آسمان کا لفظ بھی نہیں۔“ (ازالہ اوہام صفحہ 60 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 132) ”اور یہ بھی سوچ لو کہ صحیح حدیثوں میں آسمان سے اترنے کا بھی کہیں ذکر نہیں۔“ (ازالہ اوہام صفحہ 283 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 244)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: ينزل اخي عيسى بن مريم من السماء (کنز العمال جلد 14 صفحہ 619) مرزا قادیانی نے اس روایت کو نقل کیا مگر بددیانتی کی مثال ملاحظہ کریں کہ لفظ ”سما“ غائب کر گیا۔ (حملۃ البشری صفحہ 146 و صفحہ 148 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 312، 314 از مرزا قادیانی) اس کے علاوہ مرزا قادیانی کی یہ تحریر بھی ملاحظہ کیجیے۔ ان المسيح ينزل من السماء بجميع علومه۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے کامل علوم کے ساتھ نازل ہوں گے۔ (آئینہ کمالات صفحہ 409 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 409 از مرزا قادیانی) اس عبارت میں نزول بھی ہے اور سما بھی۔ قادیانیوں سے پوچھنا چاہیے کہ یہ ”سما“ کا لفظ مرزا قادیانی کہاں سے لے آیا۔ اس طرح ازالہ اوہام میں بھی ”سما“ یعنی آسمان سے نازل ہونا موجود ہے: ”صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔“ (ازالہ اوہام صفحہ 81 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 142 از مرزا قادیانی) خود مرزا قادیانی کا یہ اقبالی اعتراف موجود ہے کہ ”براہین احمدیہ میں، میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔“ (ہقیقۃ الوحی صفحہ 152 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 153 از مرزا قادیانی)۔ مسیح موعود کی خصوصیات کے بارے میں مرزا قادیانی لکھتا ہے: ”اب حدیثوں پر نظر غور کرنے سے بخوبی یہ ثابت ہوتا ہے کہ آخری زمانہ میں ابن مریم اترنے والا ہے جس کی تعریفیں لکھی ہیں کہ وہ گندم گون ہوگا اور بال اس کے سیدھے ہوں گے اور مسلمان کہلائے گا اور مسلمانوں کے باہمی اختلافات دور کرنے کے لئے آئے گا اور مغز شریعت جس کو وہ بھول گئے ہوں گے انہیں یاد دلانے گا اور ضرور ہے کہ وہ اس وقت نازل ہو جس وقت انتہاء تک شر اور فتن پہنچ جائیں اور مسلمانوں پر تنزل کا زمانہ ہو جو یہودیوں پر ان کے آخری دنوں میں آیا تھا۔“ (ازالہ اوہام صفحہ 359 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 459 از مرزا قادیانی) اس عبارت میں مرزا قادیانی اعتراف کرتا ہے کہ آخری زمانہ میں ابن مریم

(ابن غلام مرتضیٰ نہیں) اترنے والا ہے، وہ یہ بھی اعتراف کرتا ہے کہ ابن مریم نازل ہوں گے۔ اب ظاہر بات ہے کہ اوپر سے اترنا اور نازل ہونا ہوتا ہے، نہ کہ ماں کے پیٹ سے۔ اب مرزا قادیانی نہ اترتا اور نہ نازل ہوا بلکہ ماں کے پیٹ سے برآمد ہوا لہذا وہ اپنی اس تحریر کے مطابق بھی جھوٹا ہے۔

انجیل برنباس میں جس کے معجز ہونے پر مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ”سرمہ چشم آریہ“ کے صفحہ 239، 243 مندرجہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 287، 293 پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا درج ہے۔

□ ”یا رب بخشش والے! اے رحمت میں غنی! تو اپنے خادم کو قیامت کے دن اپنے رسول کی امت میں ہونا نصیب فرما۔“ (انجیل برنباس باب 212 آیت 14)

اس کی روشنی میں مذکورہ بالا حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ اے لوگو گھبراؤ نہیں تمہارے لیے خوشی اور مسرت کا مقام ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا اولوالعزم رسول بھی تمہاری طرح میرا امتی بن کر رہے گا۔ اس سے امت محمدی کو اس کے عالی مرتبہ ہونے کی بشارت کا اعلان ہے اور واقعی ہمارا ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امت محمدیہ میں شامل ہو کر حضور نبی کریم ﷺ کے دین کی خدمت کریں گے۔

”امامکم منکم“ کے حوالہ سے مرزا قادیانی کی درج ذیل تحریر نہایت قابل غور ہے۔

(131) ”اور اگر یہ کہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امتی کر کے کہاں پکارا گیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ صحیح بخاری کی وہ حدیث دیکھو جس میں امامکم منکم موجود ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ منکم کے خطاب کے مخاطب امتی لوگ ہیں جو آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے دنیا کے اخیر تک ہوتے رہیں گے۔ اب ظاہر ہے کہ جب مخاطب صرف امتی لوگ ہیں اور یہ امتیوں کو خوشخبری دی گئی کہ ابن مریم جو آنے والا ہے، وہ تم میں سے ہی ہوگا اور تم میں سے ہی پیدا ہوگا تو دوسرے لفظوں میں اس فقرے کے یہی معنی ہوئے کہ وہ ابن مریم جو آنے والا ہے، کوئی نئی نہیں ہوگا بلکہ فقط امتی لوگوں میں سے ایک شخص ہوگا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 292 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 249 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 878)

اس عبارت میں مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ ”وہ ابن مریم جو آنے والا ہے، کوئی نئی نہیں ہوگا بلکہ فقط امتی لوگوں میں سے ایک شخص ہوگا۔“ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آنے والا مسیح موعود نئی نہیں ہوگا بلکہ صرف ایک عام امتی ہوگا۔ اس لحاظ سے مرزا قادیانی کا دعویٰ مسیح موعود خود بخود باطل ہو جاتا ہے کیونکہ اس کا نہ صرف مہدی، مسیح موعود بلکہ نئی اور رسول ہونے کا بھی دعویٰ ہے۔

مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

□ ”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نئی اور رسول ہیں۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 447، طبع جدید، از مرزا قادیانی)

□ ”خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور

تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔“

(اربعین نمبر 3 صفحہ 36، مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 426 از مرزا قادیانی)

□ ”سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“

(دافع البلاء صفحہ 11، مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 231 از مرزا قادیانی)

□ ”جس طرح فرعون کے پاس رسول بھیجا گیا تھا وہی الفاظ ہم کو بھی الہام ہوئے

ہیں کہ تو بھی ایک رسول ہے جیسا کہ فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا گیا تھا۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 17، طبع جدید، از مرزا قادیانی)

□ ”تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے، وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہر حال جب

تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے، قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لیے نشان ہے۔“

(دافع البلاء صفحہ 14، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 230 از مرزا قادیانی)

□ ”اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں سیری جان ہے کہ اسی نے

مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نئی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے نپکارا ہے اور

اس نے سیری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچے ہیں۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ 387، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 503 از مرزا قادیانی)

□ ”وقل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔“

اور کہہ دو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔

(تذکرہ مجموعہ دینی مقدس والہامات صفحہ 292، طبع چہام، از مرزا قادیانی)

□ ”انا ارسلنا الیکم رسولاً شاعداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً۔“

”ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے، اسی رسول کی مانند جو فرعون کی طرف

بھیجا گیا تھا۔“

(ہقیقۃ الوحی صفحہ 102 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 105 از مرزا قادیانی)

چھٹی حدیث

(6) عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکت خمساً واربعین سنۃ ثم یموت فیلفن معی فی قبری فاقوم انا و عیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر۔ (مشکوٰۃ صفحہ 480 باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام)

(ترجمہ) ”حضرت عبد اللہ بن عمرو، رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ

فرمایا رسول کریم ﷺ نے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم، زمین کی طرف نازل ہوں گے۔ پس نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی اور پینتالیس برس تک رہیں گے، پھر فوت ہوں گے اور میرے پاس میرے مقبرہ میں دفن ہوں گے۔ پھر میں اور عیسیٰ ابن مریم ایک ہی مقبرہ سے اٹھیں گے، ابو بکر و عمر کے درمیان۔“

یہ حدیث امام ابن جوزی نے بیان کی ہے جو قادیانیوں کے نزدیک چھٹی صدی میں تجدید دین کے لیے مبعوث ہوئے تھے اور ان کے منکر کا کافر اور فاسق ہونا قادیانیوں کے نزدیک مسلم ہے۔ (دیکھیے شہادۃ القرآن صفحہ 408 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 344)

پھر اس حدیث کی صحت کو خود مرزا قادیانی اور اس کی جماعت نے اپنی مندرجہ ذیل کتابوں میں بڑے زور سے صحیح تسلیم کیا ہے۔ (ضمیمہ انجام آقلم صفحہ 53 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 337، کشتی نوح صفحہ 15 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 16، نزول اسحٰی صفحہ 3 مندرجہ

روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 381، حقیقۃ الوحی صفحہ 307 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 320۔ ضمیمہ حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ 51 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 674۔ عمل معنی جلد 2 صفحہ 441-440) مرزا قادیانی کے علاوہ خود مرزا بشیر الدین محمود نے بھی اس حدیث کی صحت کو اپنی کتاب ”انوار خلافت“ کے صفحہ 50 (مندرجہ انوار العلوم جلد 2 صفحہ 114، از مرزا بشیر الدین محمود) پر قبول کیا ہے۔

قارئین محترم! قادیانی کتب سے جب ثابت ہو چکا کہ یہ حدیث، رسول کریم ﷺ کے مبارک الفاظ ہیں تو اب جو قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی کا انکار کرے، کیا وہ مسلمان ہو سکتا ہے؟ پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے حضرت مسیح کا نام عیسیٰ نہیں بلکہ عیسیٰ بن مریم فرمایا۔ پھر ان کا آسمان سے زمین پر نازل ہونا فرمایا۔ پھر نزول کے بعد ان کی شادی کا ہونا فرمایا۔ پھر فوت ہونا اور مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کے قریب دفن ہونا فرمایا۔ ان نشانوں میں سے ایک بھی نشانی مرزا قادیانی میں نہیں پائی جاتی۔ کیا قادیانی غیر جانبدار ہو کر ان نکات پر غور کریں گے؟

ساتویں حدیث

(7) عن عائشة قالت قلت يا رسول الله انى ارى انى اعيش بعدك فتاذن لى ان ادفن الى جنبك! فقال: وانى لك بذلك اموضع! مافيه الا موضع قبرى وقبرا بى بکرو عمرو عيسى ابن مریم۔

(کنز العمال جلد 14 صفحہ 620، حدیث نمبر 39728)

(ترجمہ) ”حضرت امی عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ (میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں) بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ میں آپ ﷺ کے بعد زندہ رہوں گی۔ کیا آپ مجھے اپنے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کس طرح ممکن ہے کیونکہ وہاں تو صرف میری (آنحضرت ﷺ) ابو بکرؓ، عمر فاروقؓ اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی قبور کی جگہ ہے۔“

قارئین کرام! جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بیوی اور اولاد کا نہ ہونا ثابت

ہے، اسی طرح کرہ ارضی پر ان کی قبر بھی نہیں ہے بلکہ رسول کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق آپ ﷺ کے روضہ مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے قبر کی جگہ خالی پڑی ہے۔ اگر وہ فوت ہو گئے ہوتے تو رسول کریم ﷺ اپنے پہلو میں ان کے دفن کے لیے جگہ نہ چھڑوا جاتے۔ پس ثابت ہوا کہ ابھی تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔

اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں قادیانوں سے پوچھا جاسکتا ہے کہ اگر مرزا قادیانی سچا مسیح تھا تو اسے مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے قریب دفن ہونا چاہیے تھا۔ خود مرزا قادیانی کی ایک پیش گوئی ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اے مرزا، تو مکہ میں مرے گایا مدینہ میں۔ (تذکرہ مجموعہ الہامات و وحی مقدس صفحہ 503 طبع چہارم از مرزا قادیانی) لیکن سب جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی براعزمتھ روڈ لاہور پر واقع احمدیہ بلڈنگ کی لیٹرین میں عبرتناک موت کا شکار ہوا اور ریل گاڑی (بقول مرزا قادیانی، دجال کی سواری) پر اس کی نعش قادیان لے جائی گئی جہاں وہ دفن ہوا۔

مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

□ ”اس (حدیث) کے معنی کو ظاہر پر ہی حل کریں تو ممکن ہے کہ کوئی مثل سچ ایسا بھی ہو جو آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 471 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 352، از مرزا قادیانی)

آٹھویں حدیث

(8) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لن تهلك أمة أنا في أولها و عيسى بن مريم في آخرها والمهدي في وسطها.

(کنز العمال جلد 14 صفحہ 266 حدیث 38671)

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور خاتم النبیین ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

(ترجمہ) ”وہ امت کبھی ہلاک نہیں ہوگی جس کے اوّل میں میں ہوں اور آخر میں

عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور درمیان میں مہدی علیہ الرضوان۔“

(نوٹ) علامہ جلال الدین سیوطی قادیانیوں کے نزدیک مجدد ہیں۔ یہ ان کی بیان

کردہ روایت ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امت محمدیہ میں آئیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام علیحدہ علیحدہ شخصیات ہیں۔

نویں حدیث

(9) حدثني المثنى قال: ثنا اسحاق ثنا ابن ابي جعفر عن ابيه عن الربيع في قوله (الم الله لا اله الا هو الحي القيوم) قال ان النصراني اتوا رسول الله ﷺ فخاصموه في عيسى ابن مريم وقالوا له من ابوه وقالوا على الله الكذب والبهتان لا اله الا هو لم يتخذ صاحبة ولا ولدا فقال لهم النبي ﷺ الستم تعلمون انه لا يكون ولد الا وهو يشبه اياه؟ قالوا بلى قال الستم تعلمون ان ربنا حي لا يموت وان عيسى ياتي عليه الفناء؟ قالوا بلى قال الستم تعلمون ان ربنا قيم على كل شئ يكلوه و يحفظه و يرزقه؟ قالوا بلى قال فهل يملك عيسى من ذلك شيئا؟ قالوا لا قال افلستم تعلمون ان الله عز وجل لا يخفى عليه شئ في الارض ولا في السماء؟ قالوا بلى قال فهل يعلم عيسى من ذلك شيئا الا ما علم؟ قالوا لا قال فان ربنا صور عيسى في الرحم كيف شاء فهل تعلمون ذلك؟ قالوا بلى قال الستم تعلمون ان ربنا لا ياكل الطعام ولا يشرب الشراب ولا يحدث الحدث؟ قالوا بلى قال الستم تعلمون ان عيسى حملته امراة كما تحمل المرأة ثم وضعت كما تضع المرأة ولدها ثم غذى كما يغذى الصبي ثم كان يطعم الطعام و يشرب الشراب و يحدث الحدث قالوا بلى قال فكيف يكون هذا كما زعمتم قال فعرفوا انهم ابوا الاجحودا فانزل الله عز وجل الم الله لا اله الا هو الحي القيوم. (ابن جرير جلد 3، صفحہ 163)

(نوٹ) ابن جریر قادیانیوں کے نزدیک رئیس المفسرین اور علامہ سیوطی مجدد ہیں۔

ان دونوں کی یہ بیان کردہ روایت ہے۔

(ترجمہ) ”ربیع سے (قرآنی آیت) الم الله لا اله الا هو الحي القيوم کی

تفسیر میں منقول ہے کہ جب نجران کے نصاریٰ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے بارے میں آپ ﷺ سے مناظرہ اور مکالمہ شروع کیا اور یہ کہا کہ اگر حضرت مسیح ابن اللہ نہیں تو پھر ان کا باپ کون ہے حالانکہ وہ خدا لاشریک، بیوی اور اولاد سے پاک اور منزہ ہے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے یہ ارشاد فرمایا کہ تم کو خوب معلوم ہے کہ بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے۔ انھوں نے کہا کیوں نہیں! بے شک ایسا ہی ہوتا ہے (یعنی جب یہ تسلیم ہو گیا کہ بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے تو اس قاعدہ سے حضرت مسیح علیہ السلام بھی خدا کے مماثل اور مشابہ ہونے چاہئیں حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ خدا بے مثل ہے۔) (یس کہ مثلہ شیء ولم یکن له کفوا احد)

رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ ہمارا پروردگار حی لایموت ہے یعنی زندہ ہے کبھی نہ مرے گا اور عیسیٰ علیہ السلام پر موت اور فنا آنے والی ہے (اس جواب سے صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں مرے نہیں بلکہ زمانہ آئندہ میں ان پر موت آئے گی) نصاریٰ نجران نے کہا، بے شک صحیح ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ ہمارا پروردگار ہر چیز کا قائم رکھنے والا تمام عالم کا نگہبان اور محافظ اور سب کا رزاق ہے۔ نصاریٰ نے کہا بے شک۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی کیا ان چیزوں کے مالک ہیں؟ نصاریٰ نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ اللہ پر زمین اور آسمان کی کوئی شے پوشیدہ نہیں۔ نصاریٰ نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی بھی یہی شان ہے؟ نصاریٰ نے کہا نہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رحم مادر میں جس طرح چاہا بنایا۔ نصاریٰ نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کو خوب معلوم ہے کہ اللہ نہ کھانا کھاتا ہے نہ پانی پیتا ہے اور نہ بول و براز کرتا ہے۔ نصاریٰ نے کہا بے شک۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ عورتوں کی طرح ان کی والدہ مطہرہ حاملہ ہوئیں اور پھر مریم صدیقہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جنتا۔ جس طرح عورتیں بچوں کو جنتا کرتی ہیں۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کو بچوں کی طرح غذا بھی دی گئی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کھاتے بھی تھے، پیتے بھی تھے اور بول و براز بھی کرتے تھے۔ نصاریٰ نے کہا بے شک ایسا ہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر عیسیٰ علیہ السلام کس طرح خدا کے بیٹے ہو سکتے ہیں؟ نصاریٰ نجران نے حق کو خوب پہچان لیا مگر دیدہ و دانستہ اتباع حق سے انکار کیا۔ اللہ عزوجل

نے اس بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ **الم الله لا اله الا هو المحي القيوم**۔
 اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے عیسائیوں کے
 سامنے اسلامی عقائد بیان فرمائے۔ آپ ﷺ نے عیسائیوں کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ جی و قیوم ہے
 اور ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اس پر موت نہیں آئے گی جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق
 ارشاد فرمایا کہ ان پر فنا یعنی موت آئے گی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ
 السلام فوت ہو گئے تھے تو آپ عیسائیوں سے یہ ارشاد فرماتے کہ اللہ تعالیٰ جی و قیوم ہے جبکہ
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ اس سے آپ ﷺ کی دلیل مزید پختہ ہو جاتی مگر
 آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فنا یعنی موت آئے گی۔ اس بات کی دلیل
 ہے کہ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ و حیات ہیں۔

دسویں حدیث

(10) وعن جابر ان امرأة من اليهود بالمدينة ولدت غلاما ممسوحة عينه
 طالعة نابه فاشفق رسول الله ﷺ ان يكون الدجال فوجده تحت قطيفة يهيمهم
 فاذا نته امه فقالت يا عبد الله هذا ابو القاسم فخرج من القطيفة فقال رسول الله
 ﷺ مالها قاتلها الله لو تركه لبين فذكر مثل معنى حديث ابن عمر فقال عمر
 بن الخطاب انن لي يا رسول الله فاقتله فقال رسول الله ﷺ ان يكن هو
 فلست صاحبه انما صاحبه عيسى ابن مريم والايكن هو فليس لك ان تقتل
 رجلا من اهل العهد فلم يزل رسول الله ﷺ مشققا انه هو الدجال. رواه في
 شرح السنة. (مشکوٰۃ صفحہ 479 باب قصۃ ابن صیاد)

(ترجمہ) ”حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ مدینہ میں ایک یہودی
 عورت کے ہاں ایک لڑکا (ابن صیاد) پیدا ہوا جس کی ایک آنکھ صاف تھی اور جس کا کیلہ باہر
 کو نکلا ہوا تھا تو رسول اللہ ﷺ کو یہ خطرہ ہوا کہ کہیں یہ وہی دجال نہ ہو۔ پھر ایسا ہوا کہ
 آپ ﷺ نے اس کو ایک چادر میں لپیٹا ہوا دیکھا کہ اس میں پڑا کچھ گنگنا رہا تھا۔ اس کی ماں
 نے (آنحضرت ﷺ کو دیکھ کر) اس کو خبردار کر دیا کہ اے عبد اللہ! دیکھو یہ ابوالقاسم آگئے

ہیں، پس وہ اپنی چادر سے باہر نکل آیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کا ناس کرے۔ اگر یہ اس کو اطلاع نہ دیتی تو یہ اپنا معاملہ خود ہی بیان کر دیتا۔ پھر راوی نے حضرت عمرؓ والی حدیث کا قصہ بیان کیا کہ حضرت عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھ کو اجازت دیجیے میں اس کو قتل کر دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر یہ وہی دجال ہے تو تم اس کے قاتل نہیں ہو، اس کو تو عیسیٰ علیہ السلام بن مریم علیہ السلام قتل کریں گے اور اگر یہ وہ نہیں تو ایسے بچہ کا قتل کرنا خیر کی بات نہیں جو ہمارے عہد میں داخل ہو (یعنی ہماری ذمی رعایا ہے)۔“

صحیح بخاری میں جو حدیث مبارکہ مذکور ہے، اس کا ترجمہ ہے: ”حضرت عمر فاروقؓ نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ ﷺ اجازت دیں تو میں اس کی گردن اتار دوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! اگر یہ وہی (دجال) ہے تو تم اسے قتل نہیں کر سکتے۔ (اس لیے کہ دجال کو عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے) اور اگر یہ وہ (دجال) نہیں تو اس کے قتل میں تمہاری بھلائی نہیں۔“

مرزا قادیانی بھی یہی لکھتا ہے:

□ ”آنحضرت نے عمر کو قتل کرنے سے منع کیا اور فرمایا اگر یہی دجال ہے تو اس کا صاحب عیسیٰ بن مریم ہے جو اسے قتل کرے گا۔ ہم اسے قتل نہیں کر سکتے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 225، مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 213، از مرزا قادیانی)
ثابت ہوا کہ حضرت مسیح زعہ آسمان پر موجود ہیں جو زمین پر اتر کر دجال کو قتل کریں گے۔ اب مرزا قادیانی نے دجال کے جو مضحکہ خیز معنی، تاویلات اور تشریحات کی ہیں، اسے پڑھ کر آدمی اپنا سر پکڑ لیتا ہے۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے اس کتاب کا باب ”دجال اور مرزا قادیانی۔“

گیارہویں حدیث

(11) عن عبد الله ابن مسعود عن النبي ﷺ قال لقيت ليلة امري بي ابراهيم و موسى و عيسى قال فذاكروا امر الساعة فردوا امرهم الى ابراهيم فقال لا علم لي بها فردوا الامر الى موسى فقال لا علم لي بها فردوا الامر الى

عيسى فقال اما وجبتها فلا يعلم احد الا الله ذلك و فيما عهد الى ربي عز وجل ان الدجال خارج قال ومعى قضيان فاذا رآنى ذاب كما يذوب الرصاص قال فيهلكه الله حتى ان الحجر و الشجر ليقول يا مسلم ان تحتى كافر افتعال فاقتله قال فيهلكهم الله. (مسند احمد، جلد اول ابن ماجه صفحہ 366)

(ترجمہ) ”حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے شب معراج میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات کی تو وہ قیامت کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ پس انھوں نے اس معاملہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رجوع کیا (کہ وہ وقت قیامت کے بارے میں کچھ بتائیں) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف رجوع کیا تو انھوں نے بھی فرمایا کہ مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف رجوع کیا تو انھوں نے فرمایا جہاں تک وقت قیامت کا معاملہ ہے تو اس کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔ یہ بات تو اتنی ہی ہے۔ البتہ جو عہد، پروردگار نے مجھ سے کیا ہے، اس میں یہ ہے کہ دجال نکلے گا اور میرے پاس دو باریک سی نرم تلواریں ہوں گی۔ پس وہ مجھے دیکھتے ہی راگ (یا سیسہ) کی طرح پھٹنے لگے گا پس اللہ اس کو ہلاک کرے گا۔ یہاں تک کہ پتھر اور درخت بھی کہیں گے کہ اے مرد مسلم میرے نیچے کافر چھپا ہوا ہے، آ کر اسے قتل کر دے۔ چنانچہ اللہ ان سب (کافروں) کو ہلاک کر دے گا۔“

اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں قادیانیوں سے پوچھا جاسکتا ہے کہ اس حدیث شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جن باتوں کا ذکر کیا ہے۔ کیا مرزا قادیانی کے دور میں وہ باتیں پوری ہونئیں؟

خبیث کون؟

عجیب بات ہے کہ اگر مرزا قادیانی کوئی بات کہے تو قادیانی اس پر آنکھیں بند کر کے ایمان لے آتے ہیں لیکن جب حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان سامنے آئے تو جرح کرتے ہوئے دلائل و ثبوت طلب کیے جاتے ہیں۔ یہی وہ بے ایمانی ہے جو ہر قادیانی کو وراثت میں ملی ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

”کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو

جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو“

(تحفہ گولڈویہ ضمیمہ صفحہ 42 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 178 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 879 پر)

View Proof

بیس ہزار روپے تاوان!

(133) ”غرض ان لوگوں نے یہ عقیدہ اختیار کر کے چار طور سے قرآن شریف کی مخالفت کی ہے۔ اور پھر اگر پوچھا جائے کہ اس بات کا ثبوت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے؟ تو نہ کوئی آیت پیش کر سکتے ہیں اور نہ کوئی حدیث دکھلا سکتے ہیں۔ صرف نزول کے لفظ کے ساتھ اپنی طرف سے آسمان کا لفظ ملا کر عوام کو دھوکہ دیتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ کسی حدیث مرفوعہ متصل میں آسمان کا لفظ پایا نہیں جاتا اور نزول کا لفظ محاورات عرب میں مسافر کے لیے آتا ہے اور نزیل مسافر کو کہتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ملک کا بھی یہی محاورہ ہے کہ ادب کے طور پر کسی وارد شہر کو پوچھا کرتے ہیں کہ آپ کہاں اترے ہیں؟ اور اس بول چال میں کوئی بھی یہ خیال نہیں کرتا کہ یہ محض آسمان سے اترتا ہے۔ اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کر دو تو صحیح حدیث تو کیا وضعی حدیث بھی ایسی نہیں پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰؑ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے۔ اگر کوئی حدیث پیش کرے۔ تو ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ تک تاوان دے سکتے ہیں اور توبہ کرنا اور تمام اپنی کتابوں کا جلا دینا اس کے علاوہ ہوگا۔ جس طرح چاہیں تسلی کر لیں۔“

(کتاب البریہ صفحہ 207، 208، مندرجہ روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 225، 226 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 880، 881 پر)

View Proof

آسمان سے

(134) ”صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں

کے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 81 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 142 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 882 پر)

View Proof

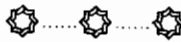
آخر میں قادیانی حضرات سے درخواست ہے کہ وہ تحقیق کر لیں کہ مذکورہ بالا احادیث صحیح ہیں یا موضوع؟ اگر قادیانی یہ فیصلہ کر لیں کہ یہ احادیث صحیح ہیں تو ان میں کسی مثل مسیح کا نہیں، صرف حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام کا ذکر ہے اور وہ نسل انسانی میں ایک ہی شخصیت ہیں۔ یہ وہی عیسیٰ علیہ السلام ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ یہ وہی عیسیٰ ہیں جن کے نزول کی خبر احادیث مبارکہ میں ہے۔ یہ وہی عیسیٰ ہیں جو حضرت مریم علیہا السلام کے بطن سے پیدا ہوئے۔ یہ وہی عیسیٰ ہیں جو بغیر باپ کے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے نفخہ جبرائیل سے پیدا ہوئے۔ یہ وہی عیسیٰ ہیں جن پر انجیل نازل ہوئی۔ لہذا مثل مسیح کا نظریہ ایک دھوکہ سلسلہ ہے۔ اگر قادیانیوں کے نزدیک یہ احادیث موضوع ہیں تو قصہ ہی ختم ہو گیا۔ پھر نہ کسی مسیح نے آنا ہے اور نہ کسی مثل مسیح نے آنا ہے۔

قصہ کوتاہ شد ورنہ درد سر بسیار بود

احادیث کے چھوڑنے سے

”اب سوچ کر دیکھ لو کہ احادیث کے چھوڑنے سے اسلام کا کیا باقی رہ جاتا ہے۔“

(شہادۃ القرآن صفحہ 5 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 301 از مرزا قادیانی)



حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی نشانیاں (احادیث مبارکہ کی روشنی میں)

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام علیہم السلام مبعوث ہوئے اور انھیں اللہ تعالیٰ نے بے شمار اور منفرد معجزات سے نوازا، مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات مقدسہ اس لحاظ سے یگانہ ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت کا واقعہ معجزانہ طور پر ہوا۔ آپ کا زندہ آسمان پر جانا بھی خارق عادت اور حیرت انگیز معجزہ کی حیثیت میں وقوع پذیر ہوا، اور قیامت کے قریب آپ کا نزول بھی ایک زبردست معجزانہ حیثیت کا حامل ہوگا۔

حضرت مسیح موعود کا نام عیسیٰ علیہ السلام، کنیت ابن مریم، لقب مسیح، کلمۃ اللہ، روح اللہ ہوگا۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام مریم ہوگا۔ قرآن مجید کے مطابق آپ بغیر والد کے محض قدرت خداوندی سے پیدا ہوئے۔ آپ کے نانا کا نام عمران علیہ السلام، آپ کے ماموں کا نام ہارون (ہارون سے مراد ہارون علیہ السلام نہیں کیونکہ وہ تو حضرت مریم سے بہت پہلے گزر چکے تھے بلکہ ان کے نام پر حضرت مریم نے بھائی کا نام ہارون رکھا گیا تھا۔) آپ کی نانی کا نام امراۃ عمران (حنہ) ہے۔ آپ کی نانی محترمہ نے یہ نذر مانی تھی کہ اس حمل سے جو بچہ پیدا ہوگا، وہ بیت المقدس کے لیے وقف کروں گی لیکن جب اس حمل سے لڑکی پیدا ہوئی تو انھوں نے یہ نذر پیش کیا کہ یہ عورت ہونے کی وجہ سے وقف کے قابل نہیں۔ پھر انھوں نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا۔ حضرت مریم علیہا السلام کی خصوصیات میں یہ چیزیں شامل ہیں کہ وہ ہمیشہ شیطان سے محفوظ رہیں۔ ان کی نشوونما بھی ایک کرامت ہے کہ وہ ایک دن میں ایک سال کی ہو گئیں۔ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی رزق آتا تھا۔ فرشتے ان سے ہمکلام ہوتے تھے۔

حضرت مریم علیہا السلام، اللہ تعالیٰ کے نزدیک بے حد مقبول تھیں۔ وہ حیض سے پاک تھیں۔ تمام دنیا کی موجودہ عورتوں سے افضل تھیں۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا وقت ہوا تو حضرت مریم ایک گوشہ میں چلی گئیں۔ ان پر پردہ ڈال دیا گیا۔ پھر ان کے پاس انسانی شکل میں ایک فرشتہ آیا۔ فرشتے نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی خبر دی۔ حضرت مریم نے اس خبر پر بے حد تعجب کا اظہار کیا اور کہا کہ مرد کی صحبت کے بغیر کیسے بچہ پیدا ہوگا؟ فرشتے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ پر یہ سب آسان ہے۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بغیر کسی مرد کے ساتھ صحبت کے، حاملہ ہوئیں۔ دردِ زہ کے وقت ایک کھجور کے درخت کے نیچے چلی گئیں۔ حضرت مریم اپنی عفت و عصمت، حیا و پاکیزگی اور لوگوں کی تہمت سے پریشان ہوئیں تو ایک فرشتے نے آواز دی کہ گھبراؤ نہیں۔ حضرت مریم ولادت کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گود میں اٹھا کر گھر لے آئیں۔ ان کی قوم نے ان پر طرح طرح کی تہمتیں اور الزامات لگائے اور بدنام کیا، جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تائیدِ نبی سے گود میں کلام کیا اور فرمایا کہ میں نبی ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام وجہ الشکل، درمیانے قد و قامت اور سفید سرخی مائل رنگت کے ہوں گے۔ ان کے سر کے بالوں کی لمبائی دونوں شانوں تک ہوگی۔ ان کے بالوں کا رنگ بہت سیاہ، چمکدار جیسے نہانے کے بعد ہوتے ہیں۔ بال سیدھے یعنی پیچدار نہ ہوں گے۔ صحابہ کرامؓ میں سے حضرت عروہ بن مسعودؓ کے مشابہ ہوں گے۔ آپ کی خوراک لوبیا اور جو چیزیں آگ پر نہ بکھیں، ہوں گی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے خصائص و معجزات میں یہ بات شامل ہے کہ وہ بحکم خداوندی مُردوں کو زندہ کرتے۔ برص کے بیمار کو تندرستی دیتے۔ بحکم خداوندی مادرِ زاد اندھے کو شفا بخشنے، مٹی کی چڑیوں میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے جان ڈالتے۔

یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کی اور کفار کے نزعہ کے وقت آپ کو آسمان پر زندہ اٹھالیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قربِ قیامت پھر آسمان سے واپس زمین پر تشریف لائیں گے۔ نزول کے وقت آپ کے جسم پر زرد رنگ کی دو چادریں ہوں گی۔ جن میں سے ایک کوتہ بند بنا کر باندھا ہوا ہوگا، دوسرے چادر کے طور پر اوڑھ رکھا ہوگا جب سر جھکائیں گے تو اس سے چاندی کے موتی کی طرح پانی کے قطرے نکلیں گے۔ آپ کے سر پر ایک لمبی ٹوپی ہوگی۔ آپ زہرہ پہنیں گے۔ حضرت عیسیٰ

علیہ السلام نزول کے وقت دونوں ہاتھ فرشتوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے اتریں گے۔ آپ کے ہاتھ میں ایک حربہ ہوگا جس سے دجال کو قتل کریں گے۔ اس وقت جس کسی کافر پر آپ کے سانس کی ہوا پہنچ جائے گی، وہ مر جائے گا۔ آپ کے سانس کی ہوا اتنی دور تک پہنچے گی، جہاں تک آپ کی نظر جائے گی۔ آپ کا نزول ملک دمشق میں ہوگا۔ دمشق کی مرکزی جامع مسجد کے شرقی (سفید) مینارہ کے قریب ہوگا۔ آپ کا نزول صبح کے وقت ہوگا۔ مسلمانوں کی ایک جماعت جو دجال سے لڑنے کے لیے جمع ہوئے ہوں گے، ان کی تعداد آٹھ سو مرد اور چار سو عورتیں ہوں گی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے چند منٹ پہلے یہ لوگ نماز فجر کے لیے اپنی صفیں درست کر رہے ہوں گے۔ اس وقت اس جماعت کے امام حضرت مہدی ہوں گے۔ حضرت مہدی علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امامت کے لیے بلائیں گے، مگر وہ انکار کریں گے۔ جب حضرت مہدی پیچھے ہٹنے لگیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر انھیں امام بنائیں گے۔ پھر حضرت مہدی نماز پڑھائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پچاس سال تک دنیا میں قیام فرمائیں گے۔ آپ نکاح کریں گے۔ آپ کا نکاح حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں ہوگا۔ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ جذام کے وفد سے فرمایا: ”تمہارا آنا مبارک ہو اور قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک مسیح علیہ السلام تمہاری قوم میں نکاح نہ کریں اور ان کے اولاد پیدا نہ ہو۔“ قبیلہ جذام قوم شعیب بنی کی ایک شاخ ہے اور قوم شعیب کا حضرت موسیٰ کا سرال ہونا قرآن حکیم (سورۃ قصص: 26 تا 28) سے ثابت ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہونے کے بعد قبیلہ جذام کی کسی خاتون سے نکاح فرمائیں گے اور ان کے اولاد بھی ہوگی۔ اس طرح اس قبیلہ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سرال ہونے کا شرف بھی حاصل ہو جائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اولاد بھی ہوگی۔ ایک روایت کے مطابق آپ کے دو صاحبزادے ہوں گے۔ ایک کا نام محمد اور دوسرے کا نام موسیٰ رکھیں گے۔ نزول کے بعد حضرت مسیح موعود صلیب توڑیں گے۔ یعنی صلیب پرستی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے یعنی نصرانیت کو مٹائیں گے۔ آپ نماز سے فارغ ہو کر مسجد کا دروازہ کھولوائیں گے

تو سامنے دجال نظر آئے گا۔ پھر آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دجال اور یہودیوں کے ساتھ جہاد کریں گے۔ آپ دجال کو ارض فلسطین میں مقام لد پر قتل کریں گے۔ (باب لد ایک پہاڑی ہے جو شام میں واقع ہے، بعض محققین کہتے ہیں کہ ”لد“ (Lydda) ”ملک شام اور موجودہ اسرائیل کی سرحد پر آخری شہر ہے۔ بعض کے نزدیک یہ یروشلم کے ایک گاؤں کا نام ہے جبکہ بعض کے نزدیک یہ فلسطین کا ایک مقام ہے۔ یہ مقام آج کل یہودیوں کے تسلط میں ہے۔ تل ابیب سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر اس مقام پر نام نہاد اسرائیلی حکومت کا ایک بڑا فوجی ایئر پورٹ بھی ہے اور لد عی کے نام سے مشہور ہے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈیڑھ ہزار سال پہلے اس وقت لد کا ذکر فرمایا تھا جب اسرائیل نامی کسی ریاست کا کوئی وجود بھی نہ تھا۔ تحقیق جدید سے پتہ چلتا ہے کہ اسرائیل میں واقع ”مقام لد“ پر گدھے کی شکل میں ایک ایسا چھوٹا مگر جدید ترین طیارہ تیار کیا جا رہا ہے جو اسرائیلی ماہرین کے مطابق دنیا کا تیز رفتار طیارہ ہوگا اور جس کے پڑ، گدھے کے کان سے مشابہ ہوں گے جن کے درمیان چالیس ہاتھوں جتنا فاصلہ ہوگا، مزید تفصیلات کے لیے انٹرنیٹ پر کسی بھی سرچ انجن کی مدد سے یہ ہوش رہنا تحقیقی مواد حاصل کیا جاسکتا ہے۔) اس کے بعد تمام دنیا مسلمان ہو جائے گی۔ جو یہودی باقی ہوں گے، جن جن کو قتل کر دیے جائیں گے۔ کسی یہودی کو کوئی چیز پناہ نہ دے سکے گی۔ یہاں تک کہ درخت اور پتھر بول اٹھیں گے کہ ہمارے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے۔ اس وقت اسلام کے سوا تمام مذاہب مٹ جائیں گے۔ اور جہاد موقوف ہو جائے گا کیونکہ کوئی کافر ہی نہ رہے گا اور اس لیے جزیہ اور خراج کا حکم بھی باقی نہ رہے گا۔ مال و زر لوگوں میں اتنا عام ہو جائے گا کہ کوئی (صدقہ یا زکوٰۃ کی شکل میں) قبول نہ کرے گا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت مہدی نماز کی امامت کریں گے، بعد میں تمام نمازوں اور دیگر معاملات کی امامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقام فوج الروحاء میں تشریف لے جائیں گے۔ حج یا عمرہ یا دونوں کریں گے۔ رسول کریم ﷺ کے روضہ اقدس پر بھی حاضری دیں گے۔ آپ ﷺ عیسیٰ علیہ السلام کو سلام کا جواب دیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرآن و سنت پر خود بھی عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی اس پر چلائیں گے۔ ہر قسم کی دینی اور دنیوی برکات نازل ہوں گی۔ سب کے دلوں سے بغض و حسد اور کینہ نکل جائے گا۔ ایک انار اتنا بڑا ہوگا کہ ایک جماعت کے لیے کافی ہوگا۔ ایک دودھ دینے والی اونٹنی لوگوں کی ایک جماعت

کے لیے کافی ہوگی۔ ایک بکری ایک قبیلہ کے لیے کافی ہوگی۔ ہر ڈنک والے زہریلے جانور کا ڈنک وغیرہ نکال لیا جائے گا، یہاں تک کہ اگر ایک بچہ سانپ کے منہ میں ہاتھ دے گا تو وہ اس کو نقصان نہ پہنچائے گا۔ ایک لڑکی شیر کے دانت کھول کر دیکھے گی اور وہ اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچا سکے گا۔ بھیڑیا، بکریوں کے ساتھ ایسا رہے گا جیسا کتا ریوڑ کی حفاظت کے لیے رہتا ہے۔ ساری زمین امن و امان سے اس طرح بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے۔ صدقات کا وصول کرنا چھوڑ دیا جائے گا۔ یہ برکات سات سال تک رہیں گی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے پہلے ایک رومی لشکر مقام اعماق یا اوبقی میں اترے گا۔ ان سے جہاد کے لیے مدینہ سے ایک لشکر چلے گا۔ یہ لشکر اپنے زمانہ کے بہترین لوگوں کا مجمع ہوگا۔ اس جہاد میں لوگوں کے تین کھڑے ہو جائیں گے۔ ایک تہائی حصہ شکست کھائے گا۔ ایک تہائی شہید ہو جائے گا۔ اور ایک تہائی فتح پائیں گے۔ قحطی فح ہو جائے گا۔ جس وقت وہ مال غنیمت تقسیم کرنے میں مشغول ہوں گے تو خرد و جال کی غلط خبر مشہور ہو جائے گی۔ لیکن جب لوگ ملک شام واپس آئیں گے تو دجال نکل آئے گا۔ عرب اس زمانہ میں بہت کم ہوں گے اور اکثر بیت المقدس میں ہوں گے۔ مسلمان دجال سے بچ کر انٹنی نامی گھاٹی میں جمع ہو جائیں گے۔ اس وقت مسلمان سخت فقر و فاقہ میں مبتلا ہوں گے۔ اس وقت اچانک ایک مناد آواز دے گا کہ تمہارا فریاد رس آ گیا۔ لوگ تعجب سے کہیں گے کہ یہ تو کسی پیٹ بھرے ہوئے کی آواز ہے۔

مسلمانوں کا ایک لشکر ہندوستان سے جہاد کرے گا اور اس کے بادشاہوں کو قید کرے گا۔ یہ لشکر اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول و مغفور ہوگا۔ جس وقت یہ لشکر واپس ہوگا تو عیسیٰ علیہ السلام کو ملک شام میں پائے گا۔ شام و عراق کے درمیان دجال نکلے گا۔ فتنہ دجال اتنا سخت ہوگا کہ تاریخ انسانی میں اس سے بڑا فتنہ نہ کہی ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔ اس لیے تمام انبیائے کرام اپنی اپنی امتوں کو اس سے خبردار کرتے رہے۔ مگر اس کی جتنی تفصیلات رسول کریم ﷺ نے بتائیں، کسی اور نبی نے نہیں بتلائیں۔ وہ پہلے نبوت کا اور اس کے بعد خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ اس کی پیشانی پر کافراں صورت میں لکھا ہوگا۔ ک۔ ف۔ ر۔ جسے ہر مومن پڑھ سکے گا، خواہ لکھنا پڑھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔ دجال جوان ہوگا اور عبدالعزیز بن قطن کے مشابہ ہوگا۔ رنگ گندی اور بال چھدار ہوں گے۔ دونوں آنکھیں عیب دار ہوں گی۔ وہ بائیں آنکھ سے کانٹا

ہوگا۔ دجال کی رفتار بادل اور ہوا کی طرح تیز ہوگی۔ تمام دنیا میں پھر جائے گا کوئی جگہ باقی نہ رہے گی جہاں وہ نہ پہنچے۔ البتہ حرمین شریفین مکہ و مدینہ اس کے شر سے محفوظ رہیں گے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے ہر راستے پر فرشتوں کا پہرہ ہوگا، جو دجال کو اندر نہ گھسنے دیں گے۔ جب دجال مکہ و مدینہ سے دفع کر دیا جائے گا تو ظریب احمر میں سب (کھاری زمین) کے ختم پر جا کر ٹھہرے گا۔ اس وقت مدینہ میں تین زلزلے آئیں گے جو منافقین کو مدینہ سے نکال پھینکیں گے اور تمام منافق مرد عورت دجال کے ساتھ جا ملیں گے۔ اس کے ساتھ ظاہری طور پر جنت و دوزخ ہوگی مگر حقیقت میں اس کی جنت دوزخ، دوزخ جنت ہوگی۔ اس کے زمانہ میں ایک دن سال بھر کے برابر، دوسرا مہینہ بھر کے برابر، اور تیسرا ہفتہ کے برابر ہوگا اور پھر باقی ایام اسی طرح معمول کے مطابق ہوں گے۔ دجال ایک گدھے پر سوار ہوگا جس کے دونوں کانوں کا درمیانی فاصلہ چالیس ہاتھ ہوگا۔ اس کے ساتھ شیطین ہوں گے جو لوگوں سے کلام کریں گے۔ جب وہ بادل سے کہے گا تو فوراً بارش ہو جائے گی اور جب چاہے گا تو قحط پڑ جائے گا۔

دجال مادر زاد اندھے اور برص کے مریض کو تندرست کر دے گا۔ زمین کے پوشیدہ خزانوں کو حکم دے گا تو فوراً باہر آ کر اس کے پیچھے ہو جائیں گے۔ دجال ایک نوجوان آدمی کو بلائے گا اور تلواریں سے اس کے دو ٹکڑے درمیان سے کر دے گا اور پھر اس کو بلائے گا تو وہ صحیح سالم ہو کر ہنستا ہوا سامنے آ جائے گا۔ دجال کے ساتھ 70 ہزار یہودی ہوں گے جن کے پاس جزاؤ تلواریں اور سانج ہوں گے۔ لوگوں کے تین گروہ ہو جائیں گے۔ ایک گروہ دجال کا اتباع کرے گا۔ ایک گروہ اپنی کاشتکاری میں لگا رہے گا اور ایک گروہ دریائے فرات کے کنارے پر اس کے ساتھ جہاد کرے گا۔ مسلمان ملک شام کی بستیوں میں جمع ہو جائیں گے اور دجال کے پاس ایک ابتدائی لشکر بھیجیں گے۔ اس لشکر میں ایک شخص ایک سرخ یا سیاہ وسفید گھوڑے پر سوار ہوگا اور یہ سارا لشکر شہید ہو جائے گا۔ ان میں سے ایک بھی واپس نہ آئے گا۔ دجال جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو اس طرح کھٹکنے لگے گا جیسے نمک پانی میں۔ اس وقت تمام یہودیوں کو شکست ہوگی۔ حدیث شریف کے مطابق حضور نبی کریم ﷺ نے سورۃ الکہف کی ابتدائی آیات کو دجال سے تحفظ کا ذریعہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ یا جوج ماجوج کو نکالے گا جن کا سیلاب تمام عالم کو گھیرے گا۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام مسلمانوں کو پہاڑ طور پر جمع فرما دیں گے۔ یا جوج ماجوج کی فوج کا ابتدائی حصہ جب دریائے طبریہ پر گزرے گا تو

سب دریا کو پی کر صاف کر دے گا۔

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا جوج و ماجوج کے لیے بد دعا فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے گلوں میں ایک گلی نکال دے گا جس سے سب کے سب آہستہ آہستہ مر جائیں گے۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو لے کر جبل طور سے زمین پر اتریں گے مگر تمام زمین یا جوج و ماجوج کے مردوں کی بدبو سے بھری ہوئی ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دعا کریں گے کہ بدبو نابود ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا جس سے تمام زمین دھل جائے گی۔ پھر زمین اپنی اصلی حالت پر ثمرات و برکات سے بھر جائے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو فرمائیں گے کہ میرے بعد ایک شخص کو خلیفہ بنائیں جس کا نام مقعد ہے۔ اس کے بعد آپ کی وفات ہو جائے گی۔ نبی کریم ﷺ کے روضہ اطہر میں چوتھی قبر آپ کی ہوگی۔ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم ارشاد کے لیے مقعد کو خلیفہ بنائیں گے۔ پھر مقعد کا بھی انتقال ہو جائے گا۔ پھر لوگوں کے سینوں سے قرآن اٹھایا جائے گا۔ یہ واقعہ مقعد کی وفات سے تقریباً تیس سال بعد ہوگا۔ اس کے بعد قیامت کا حال ایسا ہوگا، جیسے کسی پورے نو مہینہ کی حاملہ کو معلوم نہیں، کب ولادت ہو جائے۔ اس کے بعد قیامت کی بالکل قریبی علامات ظاہر ہوں گی۔



حیات عیسیٰ علیہ السلام اور صحابہ کرامؓ

اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن مجید میں جس عقیدہ کو بیان کیا ہو اور حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے متواتر احادیث میں جس عقیدہ کو وضاحت کے ساتھ ارشاد فرمایا ہو، ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا عقیدہ اس کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی مبارک صحبت سے براہ راست فیض پانے والے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ و مسلک یہی تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور وہ قرب قیامت میں دوبارہ اس زمین پر تشریف لائیں گے۔

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ لکھتے ہیں:

”اس امت مرحومہ پر قوم عاد اور ثمود کی طرح عذاب تو نہیں لیکن فتنے ہیں جن سے نکلنے کا راستہ سوائے کتاب و سنت کے کچھ نہیں اور کتاب و سنت تک رسائی بغیر حضرات صحابہؓ و تابعینؓ کے ناممکن ہے۔ اس لیے کہ صحابہؓ اور تابعینؓ ہی کے ذریعے ہم تک کتاب و سنت پہنچی۔ نبی اور امت کے درمیان میں صحابہؓ واسطہ ہیں اور ایسا واسطہ ہیں کہ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ لہذا قرآن و حدیث کا وہی مطلب معتبر ہوگا جو حضرات صحابہؓ اور تابعینؓ نے سمجھا۔ سوائے حضرات انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے، دنیا میں صحابہ کرامؓ جیسا نور علم، نور فہم اور نور تقویٰ، اولین میں سے کسی کو میسر آیا اور نہ آخرین میں سے کسی کو حاصل ہوا۔ پس اگر صحابہ کرامؓ کی تفسیر اور شرح معتبر نہیں تو پھر کسی کی بھی معتبر نہیں۔ خدا کی قسم! اگر ایک صحابی کے نور علم، نور فہم اور نور تقویٰ کی زکوٰۃ نکالی جائے اور کل عالم پر تقسیم کی جائے تو دنیا کا ہر فرد علم و فہم کا امیر اور دولت مند بن جائے۔“

(کلمۃ اللہ فی حیات روح اللہ المعروف حیات عیسیٰ علیہ السلام از مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ)

حضرات صحابہ کرامؓ کی روایات اور اقوال سے ثابت ہے کہ وہ تمام حضرات، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول کے قائل تھے۔ صحابہ کرامؓ کی روایات ہزار ہا لوگوں نے سنیں اور ان سے کوئی دوسرا مخالف قول منقول نہیں۔ آپؐ گذشتہ باب میں پڑھ چکے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی ایک کثیر تعداد کے ساتھ حضرت عمر فاروقؓ کو ابن صیاد کے قتل سے اس بنا پر منع فرمادیا تھا کہ دجال کو حضرت عیسیٰ ابن مریم قتل کریں گے، اور حضرت عمرؓ نے اس کے جواب میں خاموشی اختیار کی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ نے نبی کریم ﷺ کا عقیدہ حیات و نزول مسیح علیہ السلام قبول کیا اور اس بارے میں کتب حدیث میں متعدد روایات موجود ہیں اور ان سب روایات کو احاطہ تحریر میں لانا بھی خاصا مشکل کام ہے۔ جن حضرات کو تحقیق کرنی ہو، وہ احادیث کے ذخیرہ بے بہا میں غواصی کر سکتے ہیں۔

یہ بات بھی یاد رہے کہ جب حضور سرور کائنات ﷺ صحابہ کرامؓ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور قرب قیامت آسمان سے زمین پر دوبارہ نزول کی خبر دے رہے تھے تو تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرامؓ میں سے کسی ایک نے بھی جواباً یہ نہیں کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو وفات پا چکے ہیں۔ آپ ان کے نزول کی خبر کیسے دے رہے ہیں؟ یاد رکھیے! جن بنیادی اسلامی عقائد کا دار و مدار ایمان اور ہدایت پر ہے، قرآن و حدیث نے انہیں اپنی پوری تفصیل کے ساتھ کھول کر بیان کر دیا ہے تاکہ ان کے متعلق کسی قسم کا شک و شبہ یا ابہام باقی نہ رہے۔ قرآن و حدیث میں جہاں بھی حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا ہے، اس سے مراد حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہی ہیں۔ یہاں کسی معیل مسیح کی آمد کا ذکر نہیں۔ فرض کیجیے، اگر خدا نخواستہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی جگہ قادیان کے آنجنابی مرزا غلام احمد قادیانی نے آنا ہوتا تو قرآن و حدیث میں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح) اس کی تمام نشانیاں بیان ہوتیں۔ قرآن و حدیث کو مسلمانوں سے کیا بھر ہے کہ جس چیز پر ان کے ایمان و کفر کا مدار ہے، اسے پوشیدہ یا گول مول انداز میں بیان کیا جاتا۔ قرآن و حدیث کے علاوہ خود صحابہ کرامؓ کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام زندہ و حیات ہیں اور قرب قیامت وہی دوبارہ دنیا میں نزول فرمائیں گے۔

صحابہ کرام کے اجماع کی اہمیت کے بارے میں مرزا قادیانی کا کہنا ہے:-

”صحابہ کا اجماع وہ چیز ہے جس سے انکار نہیں ہو سکتا۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ 5 صفحہ 203 حاشیہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 376، از مرزا قادیانی)

”شرعی حجت صرف صحابہ کا اجماع ہے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ 5 صفحہ 234 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 410، از مرزا قادیانی)

”اجماع کے خلاف عقیدہ رکھنے والے پر خدا کی لعنت اور اس کے فرشتوں کی لعنت۔“

(انجام آتھم صفحہ 144 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 144، از مرزا قادیانی)

”اور صحابہ کا اجماع حجت ہے جو کبھی منکالت پر نہیں ہوتا۔“

(تزیین القلوب صفحہ 147 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 461 حاشیہ، از مرزا قادیانی)

”جو شخص بعد صحابہ کے کسی مسئلہ میں اجماع کا دعویٰ کرے، وہ کذاب ہے۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ 44 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 44، از مرزا قادیانی)

جن حضرات صحابہ کرام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و نزول کی روایات یا

اقوال ثابت ہیں، ان میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ، حضرت ابن

عباسؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابوالعالیہؓ، حضرت ابو

مالکؓ، حضرت عکرمہؓ، حضرت عثمان بن ابی العاصؓ، حضرت ابوالاماتہ الباہلیؓ، حضرت ام

المومنین عائشہ صدیقہؓ، ام المومنین حضرت صفیہؓ، حضرت حذیفہ بن اسیدؓ، حضرت انسؓ، حضرت

عبداللہ بن سلامؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور حضرت نعلہ انصاریؓ خصوصی طور پر شامل ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

حدثنا اسحق اخبرنا يعقوب بن ابراهيم حدثنا ابي عن صالح عن ابي

شهاب ان سعيد بن المسيب سمع ابو هريره رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله

عليه وسلم والذي نفسي بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكماً عدلاً

فيكسر الصليب و يقتل الخنزير و يضع الحرب و يفيض المال حتى لا يقبله

احد حتى تكون السجدة الواحدة خير من الدنيا وما فيها. ثم يقول ابي

هريرة رضي الله عنه واقرو وان شئتم و ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته و يوم

القيامة يكون عليهم شهيداً.

(صحیح بخاری، جلد اول صفحہ 490، حدیث نمبر 3448، مسلم جلد 1 صفحہ 87)

(ترجمہ) ”حضرت ابو ہریرہؓ روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

نے ارشاد فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یقیناً ابن مریم تم میں حاکم عادل ہو کر اتریں گے، پس صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جنگ ختم کر دیں گے، مال کی اس قدر کثرت ہو جائے گی کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ دنیا اور دنیا بھر کے سب مال و متاع سے ایک سجدہ اچھا معلوم ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے تھے کہ اگر تم نزول عیسیٰ علیہ السلام کی دلیل اس ارشاد نبویؐ کے ساتھ قرآن سے چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو: ”وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيداً“ کیونکہ اس میں صاف طور پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جتنے اہل کتاب ہیں، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے۔ اور قیامت کے دن وہ ان کے بارہ میں شہادت دیں گے۔“

حضرت ابو ہریرہؓ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حسب قرآنی وعدہ و پیشگوئی ”وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں سے نازل ہوں گے اور ان کے فوت ہونے سے پہلے سب اہل کتاب کا ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔“

حضرت ابو ہریرہؓ تمام دنیا کے مسلمانوں کو حیات عیسیٰ علیہ السلام کے ثبوت میں قرآنی آیت ”وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيداً“ (النساء: 159) پڑھنے کی تلقین کرتے ہیں۔ تمام کتب حدیث یا ان کی شرح میں لکھی جانے والی کتب کو پڑھ جائیے، کہیں کوئی ایسی روایت نہ ملے گی، جہاں صحابہ کرامؓ سمیت کسی محدث یا مفسر نے حضرت ابو ہریرہؓ کے اس قول کی تردید کی ہو۔

قصہ ابن صیاد کے حوالہ سے حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مع صحابہ کرامؓ، ابن صیاد کو دیکھنے گئے۔ ابن صیاد کے بارے میں صحابہ کرامؓ کو شبہ تھا کہ کہیں یہی شخص دجال نہ ہو۔ وہاں حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے اجازت

دیں۔ میں اسے ابھی قتل کر دوں۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عمر! اگر یہ ابن صیاد، دجال ہے تو پھر تو اسے قتل نہ کر سکے گا کیونکہ دجال کا قتل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ہو گا۔“ اس پر کسی بھی صحابی رسول ﷺ نے یہ اعتراض نہیں کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو فوت ہو گئے ہیں۔ اب وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے۔ لہذا ان کا دجال کو قتل کرنا چہ معنی دار؟ اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور دنیا میں دوبارہ نزول کے قائل تھے۔

اس بات کو ذہن نشین رکھنا بھی نہایت ضروری ہے کہ تمام صحابہ کرام اہل لسان عرب تھے۔ قرآن مجید اور اس کے مفہیم کو خوب اچھی طرح سمجھتے تھے، زیادہ تر مسائل قرآن مجید ہی سے مستنبط فرمایا کرتے تھے۔ جب بھی کوئی مسئلہ پیش آتا، ان کے ذہن میں فوراً اس سے متعلق قرآنی آیت منعکس ہو جاتی اور اس کی روشنی میں مسئلہ کا حل تلاش کر لیتے تھے، اور ویسے بھی قرآن مجید کی تلاوت ان نفوس طیبہ کا معمول تھا، اور تلاوت قرآن مجید کے دوران انہی متوفیک، فلما توفیتی اور قد خلت وغیرہ کلمات مبارکہ ان کے ورد زبان رہتے تھے، لیکن اس کے باوجود وہ پاک طینت ہستیاں رفع عیسیٰ علیہ السلام کی بھی قائل تھیں اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی پختہ یقین رکھتی تھیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان آیات کا وہ مطلب ہرگز نہیں ہے جو قادیانی پیش کر کے حیات و رفع عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کرتے ہیں۔

اگر فلما توفیتی و متوفیک کے معنی اخراج روح اور خلت کے معنی موت ہوتے تو مذکورہ بالا متواتر روایات ان نفوس مبارکہ سے نقل ہو کر کبھی نہ آتیں، جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء اور ان کے زمین پر تشریف لانے کی خبر دی گئی ہے۔ اور اگر ”توفی“ کے معنی ”موت“ ہی کے ہوتے تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک دور میں اس کے خلاف معنی کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء اور نزول علی الارض کا عقیدہ رکھنے والے لوگوں کی تردید ضرور کی جاتی۔ لیکن اس کے برعکس براہ راست اور بلا واسطہ حضرت نبی کریم ﷺ کی پاکیزہ و نورانی مجلس میں حاضر ہو کر اسلامی عقائد و اعمال اور قرآن مجید کی تعلیم و تنہیم اور عملی تربیت حاصل کرنے والے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے توفی کا معنی موت نہیں کیا بلکہ اٹھائے جانے کا کیا ہے۔



حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام پر اجماعِ امت

لغت میں اجماع متفق ہونے کو کہتے ہیں۔ لغوی معنی کے اعتبار سے اتفاق اور اجماع ایک ہی چیز ہیں مگر اصطلاح شریعت میں ایک خاص قسم کے اتفاق کو اجماع کہا جاتا ہے۔ جس کی تعریف یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کسی زمانہ کے فقہاء اور مجتہدین کا کسی حکم شرعی پر متفق ہو جانا اجماع ہے۔

جن امور دین پر امت کا ایک بڑا گروہ یا کثیر جماعت ہر زمانہ میں بیان کرتے چلے آئے ہوں اور وہ ان میں مسلسل جاری و ساری رہے ہوں، ان سب امور و احکام کو متواتر کہتے ہیں۔ تمام تابعین، تبع تابعین، محدثین، مفسرین، مجددین، صوفیائے کرام، اہل تحقیق، علمائے حق، اہل لغت، مترجمین، اہل تاریخ اور تمام اکابر میں امت اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور اخیر زمانہ میں نازل ہوں گے جیسا کہ قرآن مجید اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ یہ عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے۔ اس عقیدہ کا منکر بالاتفاق کافر ہے۔

”حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

لن تجتمع امتی علی الضلالہ

(ترجمہ) میری امت گمراہی پر ہرگز جمع نہ ہوگی۔ (مسند احمد)

ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن علی بن یوسف الحبان اندلسی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:-

”یعنی تمام امت کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ

موجود ہیں اور اخیر زمانہ میں نازل ہوں گے جیسا کہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔“
(تفسیر بحر المحیط جلد 2، صفحہ 473)

حضرت ابی جعفر بن محمد بن طلیل بطبری اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:-

□ ”اس پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں میں زندہ ہیں۔ وہ زمین پر نازل ہو کر دجال کو قتل کریں اور اسلام کی تائید کریں گے۔“ (تفسیر جامع البیان صفحہ 52)

□ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں: ”ونزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء حق کائن“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا حق ہے اور صحیح ہے۔ (فقہ اکبر صفحہ 22)

□ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کا قبل از قیامت نکلنا اور اترنا برحق ہے۔ (مسند امام احمد)

□ امام مالکؒ نے فرمایا کہ لوگ اس حالت میں کھڑے ہوں گے کہ اقامت نماز سنتے ہوں گے کہ اچانک ان کو ایک بادل ڈھانک لے گا۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام یقیناً اس وقت اتریں گے۔ (اکمال المعلم، شرح صحیح مسلم)

□ علامہ زرقانی ماکفیؒ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ بن مریم اتریں گے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کے موافق حکم صادر فرمائیں گے بوجہ الہام یا اطلاع فیوض نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے یا جیسا کہ منظور خدا ہوگا۔ آپ کتاب و سنت سے استخراج فرمائیں گے۔ (شرح مواہب قسطلانی)

□ شیخ اسلام حرانیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اوپر اٹھائے جانے سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ آدمی بمعہ جسم آسمان پر جا سکتا ہے، اس لیے کہ عیسیٰ علیہ السلام بمعہ جسم اوپر اٹھائے گئے اور عنقریب آسمان سے اتریں گے اور یہ ایسا امر ہے جس پر نصاریٰ بھی مسلمانوں کے ساتھ متفق ہیں کیونکہ نصاریٰ بھی مسلمانوں کی طرح مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور عنقریب اتریں گے۔

□ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کتاب الاعلام میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اتریں گے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کے ساتھ حکم فرمائیں گے جیسا کہ صحیح حدیثوں میں آیا ہے اور اس پر اجماع منعقد ہوا ہے۔ (کتاب الاعلام)

□ عطاء ابن ابی رباحؒ لکھتے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے تو کوئی یہودی اور نصرانی نہ ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے۔ (تفسیر توحید ص 11)

□ امام طبریؒ فرماتے ہیں کہ ”وَإِنَّهُ لَعَلَّمَكُمُ اللَّسَاعَةَ“ سے مراد یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے دنیا میں اتریں گے۔ (تفسیر ابن جریر)

□ علامہ ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کی طرف اتریں گے پھر شادی کریں گے اور ان کی اولاد ہوں گی اور 45 برس رہیں گے پھر فوت ہوں گے اور مدینہ منورہ میں مدفون ہوں گے۔ (مشکوٰۃ شریف، باب نزول عیسیٰ ابن مریم)

□ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ (مدارج النبوة)

□ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اہل تفسیر اور محدثین کا اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ اسی جسم سے اٹھائے گئے۔ (تلخیص الحمیر)

□ علامہ بدر الدین عینیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتر کر دجال کو قتل کریں گے۔ (عمدة القاری، شرح صحیح بخاری)

□ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر آسمان سے اتریں گے۔ (ارشاد الساری، شرح صحیح بخاری)

□ حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھالیا گیا، آسمان سے زمین پر اتریں گے اور کتاب سنت کے ساتھ حکم کریں گے۔ (حافظ ابن قیم)

□ علامہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے منارہ مشرقی پر اتریں گے۔ (مرقاۃ)

□ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا اور دجال کو قتل کرنا احادیث صحیحہ کی رو سے اہل سنت والجماعت کے نزدیک بالکل حق ہے (صحیح مسلم، حاشیہ نووی)۔

□ شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ تفسیر قرآن میں لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں جب یہود میں دجال پیدا ہوگا، تب اسی جہاں میں آکر اُسے ماریں گے۔ (موضح القرآن)

□ شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ، تفسیر قرآن میں لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کاندھوں پر نکیہ لگائے آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی منارے پر رونق افروز ہوں گے۔ (بر حاشیہ علامات قیامت)

□ مولانا عبدالحق صاحب حقانیؒ لکھتے ہیں کہ بوقت شب ملائکہ حضرت مسیح علیہ السلام

کو آسان پر لے گئے تھے اور آپ آسان پر زندہ ہیں۔ (عقائد الاسلام)

دوسری بات جو اتنی ہی وضاحت کے ساتھ ان احادیث سے ظاہر ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کا یہ دوبارہ نزول نبی ہو کر آنے والے شخص کی حیثیت سے نہیں ہوگا، نہ ان پر وحی نازل ہوگی، نہ وہ خدا کی طرف سے کوئی نیا پیغام یا نئے احکام لائیں گے، نہ وہ شریعت محمد ﷺ میں کوئی اضافہ یا کوئی کمی کریں گے، نہ ان کو تجدید دین کے لیے دنیا میں لایا جائے گا، نہ وہ آکر لوگوں کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دیں گے اور نہ وہ اپنے ماننے والوں کی ایک الگ امت بنائیں گے، وہ صرف ایک کارِ خاص کے لیے بھیجے جائیں گے، اور وہ یہ ہوگا کہ دجال کے فتنے کا استیصال کر دیں۔ اس غرض کے لیے وہ ایسے طریقے سے نازل ہوں گے کہ جن مسلمانوں کے درمیان ان کا نزول ہوگا، انہیں اس امر میں کوئی شک نہ رہے گا کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم ہی ہیں، جو رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئیوں کے مطابق ٹھیک وقت پر تشریف لائیں گے۔ وہ آکر مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہو جائیں گے۔ جو بھی مسلمانوں کا امام اُس وقت ہوگا، اسی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ علمائے اسلام نے اس مسئلے کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

□ علامہ تفتازانی شرح عقائد نسفی میں لکھتے ہیں: ”یہ ثابت ہے کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ اگر کہا جائے کہ آپ ﷺ کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا ذکر احادیث میں آیا ہے تو ہم کہیں گے کہ ہاں آیا ہے، مگر وہ حضرت محمد ﷺ کے تابع ہوں گے، کیونکہ ان کی شریعت تو منسوخ ہو چکی ہے۔ اس لیے نہ ان کی طرف وحی ہوگی اور نہ وہ احکام مقرر کر گے بلکہ رسول اللہ ﷺ کے نائب کی حیثیت سے کام کریں گے۔ (شرح عقائد نسفی)

□ علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں کہتے ہیں۔ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو وہ اپنی سابق نبوت پر باقی ہوں گے، بہر حال اس سے معزول تو نہ ہو جائیں گے۔ مگر وہ اپنی پچھلی شریعت کے پیرو نہ ہوں گے، کیونکہ وہ ان کے اور دوسرے سب لوگوں کے میں منسوخ ہو چکی ہے۔ اب وہ اصول اور فروع میں اس شریعت کی پیروی پر مکلف نہ ہوں گے۔ لہذا ان پر نہ اب وحی آئے گی اور نہ انہیں احکام مقرر کرنے کا اختیار ہوگا، بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نائب اور آپ کی امت میں امت محمدیہ کے حاکموں میں سے ایک حاکم حیثیت سے کام کریں گے۔ (تفسیر روح المعانی)

□ امام فخر الدین رازیؒ اس بات کو اور زیادہ وضاحت کے ساتھ اس طرح بیان کرتے ہیں: ”انبیاء علیہم السلام کا دور حضرت محمد ﷺ کی بعثت تک تھا۔ جب آپ ﷺ مبعوث ہو گئے تو انبیاء علیہم السلام کی آمد کا زمانہ ختم ہو گیا۔ اب یہ بات بعید از قیاس نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد حضرت محمد ﷺ کے تابع ہوں گے۔ (تفسیر کبیر)

اور جو بھی اس وقت مسلمانوں کا امیر ہوگا، اسی کو آگے رکھیں گے، تاکہ اس شے کی کوئی ادنیٰ سی گنجائش بھی نہ رہے کہ وہ اپنی سابقہ پیغمبرانہ حیثیت کی طرح اب پھر پیغمبری کے فرائض انجام دینے کے لیے واپس آئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ کسی جماعت میں اگر اللہ کا پیغمبر موجود ہو تو نہ اُس کا کوئی امام دوسرا مفضّل ہو سکتا ہے اور نہ امیر۔ پس جب وہ مسلمانوں کی جماعت میں آ کر محض ایک فرد کی حیثیت سے شامل ہوں گے تو یہ گویا خود بخود اس امر کا اعلان ہوگا کہ وہ پیغمبر کی حیثیت سے تشریف نہیں لائے ہیں اور اس بناء پر ان کی آمد سے مہر نبوت کے ٹوٹنے کا قطعاً کوئی سوال پیدا نہ ہوگا۔

□ امام ابو جعفر طحاویؒ عقیدۃ الطحاویہ میں فرماتے ہیں: ”وَنُومِنُ بِخُرُوجِ الدِّجَالِ وَنَزُولِ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ مِنَ السَّمَاءِ“ اور ہم ایمان لاتے ہیں، دجال کے نکلنے اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے پر۔ (عقیدۃ الطحاویہ صفحہ 35)

□ امام ابن عطیہ مالکیؒ فرماتے ہیں کہ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور وہ آخری زمانہ میں نزول فرمائیں گے اور اس اجماع کی بنیاد احادیث متواترہ ہیں۔ (المحرر المحیط جلد 2 صفحہ 472)

□ قاضی عیاض مالکیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اور نازل ہو کر دجال کو قتل کرنا، اہل سنت والجماعت کے ہاں حق اور صحیح ہے۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور کوئی عقلی دلیل اس کے خلاف نہیں۔ پس اس کو ماننا لازم ہے۔ ہاں بعض معتزلہ اور جہمیہ نے اس کا انکار کیا ہے۔ (نووی شرح صحیح مسلم صفحہ 4 جلد 2)

□ امام اہل سنت و جماعت امام ابوالحسن اشعریؒ فرماتے ہیں کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا۔ (کتاب الابانہ صفحہ 46)

□ علامہ تفتازانیؒ فرماتے ہیں کہ احادیث صحیحہ سے امام مہدی کا ظہور اور عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ثابت ہے۔ (شرح مقاصد صفحہ 307)

□ علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ علامات قیامت میں سے دجال کا نکلنا اور عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا ہے۔ یہ سب حق ہے اور نصوص صحیحہ صریحہ سے ثابت ہے۔

(المسائرۃ صفحہ 26 جلد 2)

□ امام عبدالحکیمؒ فرماتے ہیں: ”ونزوله الى الارض واستقراره عليها قد ثبت باحادیث صحیحہ بحیث لم یبق فیہ شبهة ولم یختلف فیہ احد“ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا زمین کی طرف اور ان کا ٹھہرنا اس پر تحقیق ثابت ہوا ہے صحیح حدیثوں کے ساتھ، اس طریقہ سے کہ ان میں کوئی شبہ نہیں اور اس میں کسی ایک نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ (عبدالحکیم علی النجیالی صفحہ 142)

□ علامہ سفارینیؒ فرماتے ہیں کہ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور اہل شریعت میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ اس کا انکار صرف فلاسفہ اور ملاحدہ نے کیا ہے اور ان کے انکار سے اجماع پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور اس بات پر بھی امت کا اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد شریعت محمدی ﷺ کے مطابق عمل کریں گے۔ اگرچہ آپ نبوت کی صفت سے بھی متصف ہوں گے۔

(شرح عقیدہ سفارینی صفحہ 90 جلد 2)

اہل اسلام کے نزدیک ہر صدی میں مجدد یا مجددین کا ہونا صحیح ہے۔ آنجنابی مرزا قادیانی نے بھی اس موقف کی تائید کی ہے۔ وہ لکھتا ہے:

□ ”خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہر ایک صدی کے سر پر وہ ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جو دین کو تازہ کرے گا اور اس کی کمزوریوں کو دُور کر کے پھر اپنی طاقت پر اسے لے آئے گا۔“ (آئینہ کلمات اسلام صفحہ 340 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 340 از مرزا قادیانی)

□ ”مجدد کا علوم لدنیہ و آیات ساریہ کے ساتھ آنا ضروری ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 79 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 179 از مرزا قادیانی)

قادیانیوں کی ایک نہایت اہم کتاب ”عسل مصفی“ ہے، جس کا مصنف مرزا قادیانی کا خاص مرید مرزا خدا بخش قادیانی ہے۔ یہ کتاب قادیانی جماعت کے نزدیک ایک مایہ ناز کتاب ہے۔ آنجنابی مرزا قادیانی، مرزا بشیر الدین محمود، مولوی محمد علی قادیانی لاہوری اور دیگر اہم قادیانی ”عسل مصفی“ پر فخر کرتے رہے ہیں۔ یہ کتاب روزانہ جتنی لکھی جاتی، وہ

باقاعدہ ایک محفل میں مرزا قادیانی کو سنائی جاتی، اگر کبھی وہ اتفاقاً مرزا قادیانی کو نہ سنا تو مرزا قادیانی بڑے اہتمام کے ساتھ اس کے متعلق استفسار کرتا کہ آج تم نے مجھے اس کتاب کا مسودہ کیوں نہیں سنایا، غرضیکہ یہ پوری کتاب مرزا غلام احمد قادیانی نے پورے اہتمام کے ساتھ سنی، گویا یہ قادیانیت کی مصدقہ کتاب ہے اور اس کے اندر جو مجددین کی فہرست ہے، وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک بھی مسلم مجددین ہیں۔

مرزا خدا بخش قادیانی اپنی اس کتاب کے صفحہ 6، 7 پر لکھتا ہے کہ میری اس کتاب کو حکیم نور الدین بھیروی، مولوی عبدالکریم سیالکوٹی، مولوی محمد احسن امروہی نے نہایت ہی پسند فرمایا۔ آگے لکھتا ہے:

□ ”حضرت مرزا غلام احمد قادیانی رئیس قادیان مسیح موعود مہدی موعود نے بھی اس ناچیز رسالے کو عزت کی نگاہ سے دیکھا اور اس کے سننے سے اظہار خوشی فرمایا۔ سو دوسری وجہ جو اس کتاب کے لکھنے کی محرک ہوئی، وہ یہی ہے کہ خود ہادی امام میری ناچیز خدمت کو نظر قبولیت سے دیکھتے ہیں۔“ (عسل معنی: جلد اول صفحہ 7)

مرزا خدا بخش قادیانی نے اس کتاب میں از خود مرزا قادیانی کو چودھویں صدی کا مجدد بنانے کے لیے تیرہ صدیوں کے مجددین کی فہرست شائع کی جو مندرجہ ذیل ہے:

(135) ”پہلی صدی میں اصحاب ذیل مجدد تسلیم کیے گئے ہیں

(1) عمر بن عبدالعزیز (2) سالم (3) قاسم (4) کھول

علاوہ ان کے اور بھی اس صدی کے مجدد مانے گئے ہیں چونکہ جو مجدد جامع صفات حسنہ ہوتا ہے وہ سب کا سردار اور فی الحقیقت وہی مجدد فی نفسہ مانا جاتا ہے اور باقی اس کی ذیل سمجھے جاتے ہیں، جیسے انبیائے بنی اسرائیل میں ایک نبی بڑا ہوتا تھا تو دوسرے اس کے تابع ہو کر کارروائی کرتے تھے۔ چنانچہ صدی اول کے مجدد متصف بجمع صفات حسنہ حضرت عمر بن عبدالعزیز تھے۔ (نجم الثاقب: ج 2 صفحہ 9 قرۃ البعین، مجالس اللابرار)

دوسری صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(1) امام محمد بن ادریس ابو عبد اللہ شافعی (2) احمد بن محمد بن ضہیل شیبانی (3) یحییٰ بن

عون غطفانی (4) اہلب بن عبدالعزیز بن داؤد قیس (5) ابو عمرو مالکی مصری (6) خلیفہ مامون رشید بن ہارون (7) قاضی حسن بن زیاد حنفی (8) جنید بن محمد بغدادی صوفی (9) اہل بن ابی اہل بن رحمہ الشافعی (10) بقول امام شعرانی حارث بن اسعد عباسی ابو عبد اللہ صوفی بغدادی (11) اور بقول قاضی القضاۃ علامہ یعنی احمد بن خالد اللہلال ابو جعفر حنبلی بغدادی۔ (نجم الثاقب: ج 2 صفحہ 14 قرۃ العین، مجالس الامراء)

تیسری صدی کے مجددین

(1) قاضی احمد بن شریح بغدادی شافعی (2) ابوالحسن اشعری مکلم شافعی (3) ابو جعفر طحاوی ازوی حنفی (4) احمد بن شعیب (5) ابو عبد الرحمن نسائی (6) خلیفہ مقتدر باللہ عباسی (7) حضرت ثعلبی صوفی (8) عبید اللہ بن حسین (9) ابوالحسن کرخی و صوفی حنفی (10) امام قمی بن محمد قرطبی مجدد ائلس اہل حدیث۔

چوتھی صدی کے مجددین

(1) امام ابو بکر باقلانی (2) خلیفہ قادر باللہ عباسی (3) ابو حامد اسفرانی (4) حافظ ابویس (5) ابوبکر خوارزمی حنفی (6) بقول شاہ ولی اللہ محمد بن عبد اللہ المعروف بالحاکم نیشاپوری (7) امام بیہقی (8) حضرت ابوطالب ولی اللہ صاحب قوت القلوب جو طبقہ صوفیا سے ہیں (9) حافظ احمد بن علی بن ثابت خلیفہ بغداد (10) ابواسحاق شیرازی (11) ابراہیم بن علی بن یوسف فقیہ الحمد۔

پانچویں صدی کے مجدد اصحاب

(1) محمد بن محمد ابو حامد امام غزالی (2) بقول یعنی و کرمانی حضرت راعونی حنفی (3) خلیفہ مستظہر بالدین مقتدی باللہ عباسی (4) عبد اللہ محمد بن محمد انصاری ابواسامعیل ہروی (5) ابو طاہر سلفی (6) محمد بن احمد ابوبکر شمس الدین سرخسی فقیہ حنفی۔

چھٹی صدی کے مجددین

(1) محمد بن عبد اللہ فخر الدین رازی (2) علی بن محمد (3) عزالدین بن کثیر (4) امام رافعی شافعی صاحب زبدہ شرح شفا (5) یحییٰ بن حبش بن میرک حضرت شہاب الدین سہروردی

شہید امام طریقت (6) یحییٰ بن اشرف بن حسن محی الدین لوذی (7) حافظ عبدالرحمن ابن جوزی۔
ساتویں صدی کے مجدد اصحاب

(1) احمد بن عبدالحلیم نقی الدین ابن تیمیہ حنبلی (2) تقی الدین ابن دقاق العید (3)
شاہ شرف الدین مخدوم بہائی سندھی (4) حضرت معین الدین چشتی (5) حافظ ابن القیم جوزی
شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد بن القیم الجوزی ورعی دمشقی حنبلی (6) عبداللہ بن
اسعد بن علی بن سلیمان بن خلّاج ابو محمد عقیف الدین یافعی شافعی (7) قاضی بدر الدین محمد بن
عبداللہ اصبہلی حنفی دمشقی۔

آٹھویں صدی کے مجددین

(1) حافظ علی بن حجر عسقلانی شافعی (2) حافظ زین الدین عراقی شافعی (3) صالح
بن عمر بن ارسلان قاضی بلقینی (4) علامہ ناصر الدین شاذلی بن سنت میل۔

نویں صدی کے مجدد اصحاب

(1) عبدالرحمن کمال الدین شافعی معروف بہ امام جلال الدین سیوطی (2) محمد بن
عبدالرحمن سخاوی شافعی (3) سید محمد جوہوری مہدی اور بقول بعض دسویں صدی کے مجدد ہیں۔

دسویں صدی کے مجدد اصحاب یہ ہیں

(1) ملا علی قاری (2) محمد طاہر نقی گجراتی، محی الدین محی السنہ (3) حضرت علی بن
حسام الدین معروف بہ علی متقی ہندی کی۔

گیارہویں صدی کے مجددین

(1) عالم گیر بادشاہ غازی اورنگ زیب (2) حضرت آدم صوفی (3) شیخ احمد بن
عبدالاحد بن زین العابدین فاروقی سرہندی معروف باامام ربانی مجدد الف ثانی۔

بارہویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(1) محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان نجدی (2) مرزا مظہر جان جاناں دہلوی (3) سید
عبدالقادر بن احمد بن عبدالقادر حسنی کوکیانی (4) حضرت احمد شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی
(5) امام شوکانی (6) علامہ سید محمد بن اسماعیل امیر یمن (7) محمد حیات بن ملاز یہ سندھی مدنی۔

تیرہویں صدی کے مجددین

(1) سید احمد بریلوی (2) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (3) مولوی محمد اسماعیل شہید دہلوی (4) بعض کے نزدیک شاہ رفیع الدین صاحب بھی مجدد ہیں (5) بعض نے شاہ عبدالقادر کو مجدد تسلیم کیا ہے۔ ہم اس کا انکار نہیں کر سکتے کہ بعض ممالک میں بعض بزرگ ایسے بھی ہوں گے جن کو مجدد مانا گیا ہو اور ہمیں اطلاع نہ ملی ہو۔“

(عسل مصفیٰ از مرزا خدا بخش قادیانی صفحہ 117 تا 120) (عکس صفحہ نمبر 883 تا 886 پر)

View Proof

یاد رہے مجدد وہی ہو سکتا ہے جو اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ قرآن و حدیث کا علم رکھتا ہو۔ مزید براں مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

”جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں، وہ نرے استخوان فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ ﷺ اور روحانی طور پر آنجنابؐ کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں ان تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں اور ان کی باتیں از قبیل جو شیدن ہوتی ہیں۔“

(فتح اسلام صفحہ 10 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 7 از مرزا قادیانی)

قادیانیوں کی طرف سے شائع کردہ مجددین کی اس فہرست میں کوئی ایک بھی مجدد ایسا نہیں ہے جو حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا منکر یا اجرائے ختم نبوت کا قائل ہو۔ قادیانی اس تصور سے بھی بھاگتے ہیں۔ بعض دفعہ قادیانی مبلغین جو حوالہ پیش کرتے ہیں، ان میں اپنی مرضی کی کانٹ چھانٹ اور تحریف ہوتی ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان بزرگوں میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو امت مسلمہ کے اس متفقہ عقیدہ کے خلاف اپنا علیحدہ موقف رکھتا ہو۔

قادیانی کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی چودھویں صدی کا مجدد ہے۔ اب یہ کیسی عجیب بات ہے کہ تیرہ صدیوں کے تمام مجددین (جن کی تعداد قادیانی فہرست کے مطابق 81 بنتی ہے) کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور قرب قیامت آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے جبکہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر تیرہ صدیوں کے مجددین حق پر ہیں تو اکیلا مرزا قادیانی حق پر نہیں ہے۔ اور اگر مرزا قادیانی حق پر ہے تو گزشتہ تیرہ صدیوں کے تمام مجددین حق پر نہ ہوئے۔ سو

صاحبان علم و انصاف خود فیصلہ کریں کہ گذشتہ تیرہ صدیوں کے مجددین سچے ہیں یا مرزا قادیانی۔ جبکہ اجماع امت کے حوالے سے مرزا قادیانی کا قول ہے:

اجماعی عقیدہ سے انکار باعث لعنت ہے

(136) ”کسی اجماعی عقیدہ سے انکار و انحراف موجب لعنت کلی ہے۔“

(انجام آتھم صفحہ 144 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 144 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 887 پر)

[View Proof](#)

اجماعی عقیدہ ماننا فرض ہے

(137) ”غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ

امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں، ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم

آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔“

(ایام الصلح صفحہ 87 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 323 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 888 پر)

[View Proof](#)

اجماعی عقیدے کا انکار کرنے والے پر اللہ کی لعنت

(138) ”جو شخص اس شریعت میں ایک ذرہ کا اضافہ کرے، یا اس میں کمی کرے، یا کسی

اجماعی عقیدہ کا انکار کرے تو اس پر اللہ، اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ یہی میرا

اعتقاد ہے اور یہی میرا مقصود ہے اور یہی میرا مدعا ہے۔ مجھے اپنی قوم سے اصول اجماعی میں

کوئی اختلاف نہیں۔“

(انجام آتھم صفحہ 144 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 144 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 889 پر)

[View Proof](#)

اکابرین اسلام نے ہر زمانہ میں قرآن مجید کو تحریف معنوی سے محفوظ رکھا

مرزا قادیانی قرآنی آیت ”انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ (الحجر: 9)“

کی تفسیر میں لکھتا ہے:

(139) ”سو خدا تعالیٰ نے بموجب اس وعدہ کے چار قسم کی حفاظت اپنے کلام کی کی۔ اول حافظوں کے ذریعہ سے اس کے الفاظ اور ترتیب کو محفوظ رکھا اور ہر ایک صدی میں لاکھوں ایسے انسان پیدا کیے جو اس کے پاک کلام کو اپنے سینوں میں حفظ رکھتے ہیں۔ ایسا حفظ کہ اگر ایک لفظ پوچھا جائے تو اس کا اگلا پچھلا سب بتا سکتے ہیں اور اس طرح پر قرآن کو تحریف لفظی سے ہر ایک زمانہ میں بچایا۔ دوسرے ایسے ائمہ اور اکابر کے ذریعہ سے جن کو ہر ایک صدی میں فہم قرآن عطا ہوا ہے۔ جنہوں نے قرآن شریف کے اجمالی مقامات کی احادیث نبویہ کی مدد سے تفسیر کر کے خدا کے پاک کلام اور پاک تعلیم کو ہر ایک زمانہ میں تحریف معنوی سے محفوظ رکھا۔ تیسرے متکلمین کے ذریعہ سے جنہوں نے قرآنی تعلیمات کو عقل کے ساتھ تطبیق دے کر خدا کے پاک کلام کو کوتاہ اندیش فلسفیوں کے استحقاف سے بچایا ہے۔ چوتھے روحانی انعام پانے والوں کے ذریعہ سے جنہوں نے خدا کی پاک کلام کو ہر ایک زمانہ میں معجزات اور معارف کے منکروں کے حملہ سے بچایا ہے۔“

(ایام الصلح صفحہ 62، مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 288 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 890 پر)

View Proof

مرزا قادیانی کے ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ جو شخص امت کے اجماعی عقیدہ کا منکر ہو، اس پر خدا کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور سارے انسانوں کی لعنت۔ ایسا ملعون اور ازلی بد بخت بے ایمان ہے، اسلام سے برگشتہ ہے۔ اس کے باوجود مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

حیات عیسیٰ علیہ السلام..... 13 سو برس سے

□ ”ایک دفعہ ہم دلی میں گئے تھے۔ ہم نے وہاں کے لوگوں سے کہا کہ تم نے تیرہ سو برس سے یہ نسخہ استعمال کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو مدفون اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر بٹھایا۔ یہ نسخہ تمہارے لیے مفید ہوا یا مضر..... مگر اب دوسرا نسخہ ہم بتاتے ہیں، وہ استعمال کر کے دیکھو اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات شدہ مان لو۔“

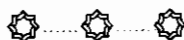
(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 579 طبع جدید از مرزا قادیانی)

پچھلی صدی کے بڑے بڑے بزرگوں اور اولیاء کا عقیدہ

□ ”پچھلی صدیوں میں قریباً سب دنیا کے مسلمانوں میں مسیح کے زندہ ہونے پر ایمان رکھا جاتا تھا اور بڑے بڑے بزرگ اس عقیدہ پر فوت ہوئے..... حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے دعویٰ سے پہلے جس قدر اولیاء، صلحا گزرے ہیں، ان میں سے ایک بڑا گروہ (ایک بڑا گروہ ہی نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کا..... ناقل) عام عقیدہ کے ماتحت حضرت مسیح کو زندہ خیال کرتا تھا۔“

(حقیقۃ النبوة، صفحہ 142، انوار العلوم، جلد 2 صفحہ 463، 464، از مرزا بشیر الدین محمود)

اب انصاف فرمایا جائے کہ مرزا قادیانی خود اپنے اقرار سے ملعون، بے ایمان اور برگشتہ از اسلام ہوا یا نہیں؟



حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول کی حکمت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و نزول کی حکمت، اللہ رب العزت ہی بہتر جانتے ہیں۔ بہر حال ہر دور کے علمائے کرام نے اپنی مومنانہ فہم و فراست کے ساتھ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس پر خوب لکھا ہے: اس موضوع پر مولانا محمد حفظ الرحمن سیوہارویؒ کی تحریر نہایت پُر مغز اور فکر انگیز ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

”اللہ تعالیٰ کی حکمتوں اور اس کی مشیت کی مصلحتوں کا احاطہ عقل انسانی کے لیے ناممکن ہے اور مخلوق، خالق کائنات کے اسرار و حکم پر عبور بھی کیسے کر سکتی ہے؟ تاہم علمائے امت، فراست مومن اور علم حق کی راہ سے دین اور احکام دین کے اسرار و مصالح پر قلم فرسائی کرتے اور اپنی محدود دسترس کے مطابق اس موضوع پر علمی حقائق کا اظہار کرتے آئے ہیں۔

اسلامی دور کی علمی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ دور اول میں علم الاسرار کی امامت کا شرف حضرت عمر بن الخطاب، حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہم) کو حاصل تھا، اور اس کے بعد اگرچہ ہر ایک صدی میں دو چار علماء ربانی اس کے ماہر و محقق رہے ہیں لیکن خصوصیت کے ساتھ خلیفہ اموی حضرت عمر بن عبدالعزیز، امام ابو حنیفہ، علامہ عزالدین بن عبدالسلام مصری، حافظ ابن تیمیہ، امام غزالی، سید مرتضیٰ زبیدی اور شاہ ولی اللہ دہلوی کو اس علم سے خاص مناسبت تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں اُن کو فطری ملکہ عطا فرمایا تھا۔ بہر حال حکمت کی حیثیت لطائف و نکات کی ہوتی ہے اور اس کو دلیل و حجت کا مرتبہ نہیں دیا جاسکتا، اس لیے زیر بحث مسئلہ میں بھی ”حکمت و مصلحت“ کا ذکر اسی نقطہ نظر سے سمجھنا چاہیے۔ واللہ اعلم بالصواب!

(1) یہود بنی اسرائیل اپنی مذہبی کتابوں کی پیشینگوئیوں اور بشارتوں میں یہ پڑھ چکے

تھے کہ ان کو دو شخصیتوں ”مسح ہدایت“ اور ”مسح ضلالت“ سے سابقہ پڑے گا، اس لیے وہ خطر تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ”مسح ہدایت“ کا ظہور کب ہوتا ہے۔ لیکن شوی قسمت کہ جب مسح ہدایت کا ظہور ہوا تو انہوں نے بغض و حسد کی راہ سے اس کو ”مسح ضلالت“ کہہ کر رد کر دیا اور صرف یہی نہیں بلکہ آمادہ قتل ہو گئے اور چونکہ قتل انبیاء ان کا دستور رہا تھا، اس لیے وہ اس پر ہر وقت جری رہتے تھے۔ پس جبکہ وہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح ان کے قتل کے بھی قائل ہو گئے تو یہ تعجب خیز بات نہ ہوئی کہ جب مسح ضلالت (دجال) کا خروج ہو تو یہود اس کو مسح ہدایت کہہ کر قوی حیثیت سے اس کے پیرو ہو جائیں کیونکہ مذہبی تعلیم کے پیش نظر ان پر مسح ہدایت کا اتباع ضروری تھا اور جب وہ مسح ہدایت کو مسح ضلالت کہہ کر قتل کر چکے تو اب مسح ضلالت کو ہی اس کے دعوے کے مطابق مسح ہدایت تسلیم کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے مگر مشیت الہی فیصلہ کر چکی تھی کہ مسح ضلالت کی گمراہی کا فتنہ چونکہ عظیم الشان ہوگا اور وہ اول خدا کی کا دعویٰ کرے گا اور اس کے بعد مسح ہدایت بنے گا۔ اس لیے اس کا خروج قیامت کے قریب ہی ہونا چاہیے جو دور فتن یعنی فتنوں کی آماجگاہ ہوگا، اس لیے حکمت الہی کا یہ بھی منشا ہوا کہ ”مسح ہدایت“ کو یہود کے فتنہ سے اس طرح بچا لیا جائے کہ وہ اس کو ہاتھ بھی نہ لگا سکیں اور جب وہ وقت آچنچے کہ مسح ضلالت اپنی گمراہی کا علم بلند کرے تو مسح ہدایت ملاء اعلیٰ سے کائنات ارضی پر اترے اور یہود بنی اسرائیل جو کہ بہ تعداد کثیر مسح ضلالت کے پیرو ہو رہے ہوں گے، اپنی آنکھوں سے حق و باطل کا مشاہدہ کر لیں اور جب مسح ہدایت کے مقدس ہاتھوں سے مسح ضلالت کا خاتمہ ہو جائے تو ”جاء الحق وزحق الباطل ان الباطل كان زهوقاً“ حق یقین بن کر اُن کی نگاہوں کے سامنے آجائے اور اس طرح قبول حق کے ماسوا ان کے لیے دوسرا چارہ کار باقی ہی نہ رہے اور یا پھر وہ بھی مسح ضلالت کے ساتھ ”فی النار“ کر دیے جائیں۔

نیز یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ ادیان و ملل کی تاریخ میں صرف یہودی ایک ایسی جماعت ہے جس نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو بھی قتل کرنے سے ہاتھ نہیں روکا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یہود نے جن انبیاء کے خون ناحق سے ہاتھ رنگے تھے، وہ صرف ”نبی“ ہی تھے جو ”علماء امتی کا بنیاء بنی اسرائیل“ کا مصداق تھے مگر کوئی صاحب شریعت رسول اُن کے اس قتل ناحق کا مظلوم نہیں بنا تھا۔ اس لیے یہ پہلا موقع تھا کہ انہوں نے ایک جلیل القدر رسول (عیسیٰ بن مریم) کو قتل کرنے کا نہ صرف ارادہ کیا بلکہ دنیوی

اسباب کے لحاظ سے مکمل تیاری کر لی تھی۔ تب مشیت حق نے یہ فیصلہ کیا کہ مسیح ہدایت کو اس طرح بچالیا جائے کہ خود یہود کو بھی محسوس ہو جائے کہ وہ مسیح بن مریم پر دسترس نہ پاسکے، لہذا فیصلہ مشیت بروئے کار آیا اور حضرت مسیح کو طلاءِ اعلیٰ کی جانب اٹھالیا گیا اور تمام دنیوی اسباب بچ ہو کر رہ گئے۔ لیکن اس احساس کے باوجود چونکہ حقیقت حال تک نہ پہنچ سکے اور ظن و گمان ہی کے قعر میں پڑے رہے۔ گواہی بات رکھنے کے لیے مشہور یہی کرتے رہے کہ ہم نے مسیح ابن مریم کو قتل کر دیا۔ ادھر قلعین مسیح ہدایت (نصاری) کی بدبختی دیکھتے کہ کچھ عرصہ کے بعد پولوس نے ان میں عقیدہ تثلیث و کفارہ کی بدعت پیدا کر کے یہود کے گھڑے ہوئے افسانہ صلیب کو بھی داخل عقیدہ کر دیا، اور اب یہود و نصاریٰ دونوں جماعتیں اس گمراہی میں مبتلا ہو گئیں کہ عیسیٰ بن مریم صلیب پر چڑھا کر قتل کر دیے گئے۔ تب قرآن عزیز نے نازل ہو کر حق و باطل کے درمیان فیصلہ سنایا اور حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق دونوں جماعتوں نے جو دو الگ الگ رُخ اختیار کیے تھے اور پھر ایک مسئلہ میں دونوں کا اتفاق بھی ہو گیا تھا، ان سب کے متعلق علم یقین کے ذریعہ حقیقت حال کو واضح کر دیا اور دونوں کی گمراہی کو واضح کر کے قبول حق کے لیے دعوت دی مگر جماعتی حیثیت سے دونوں نے انکار کر دیا اور حضرت مسیح سے متعلق اپنے اپنے گمراہ کن عقیدہ پر قائم رہے مگر عالم الغیب و الشہادہ، چونکہ ان حقائق کا ان کے وقوع سے قبل عالم و دانہ تھا، اس لیے اس کی حکمت کا یہ بھی تقاضا ہوا کہ مسیح ہدایت کو کائناتِ ارضی پر اس وقت دوبارہ بھیجا جائے جب مسیح ضلالت کا بھی خروج ہو چکے تاکہ یہود و نصاریٰ کے سامنے حقیقت حال مشاہدہ کے درجہ میں روشن ہو جائے۔ یہود آنکھوں سے دیکھ لیں کہ جس کے قتل کے مدعی تھے، قدرتِ الہی کے کرشمے کی بدولت وہ بعیدِ حیات موجود ہے اور نصاریٰ نادم ہوں کہ حضرت مسیح کی جی پیروی چھوڑ کر جو گمراہ کن عقیدہ اختیار کیا تھا، وہ سر تا پا باطل اور بیچ تھا اور اس طرح ہدایت و ضلالت کے معرکہ میں حق کی سر بلندی اور باطل کی ہستی کا دونوں مشاہدہ کر کے قرآن عزیز کی تصدیق پر مجبور ہو جائیں اور دونوں جماعتیں ”ایمان حق“ کو برضا و رغبت اختیار کر لیں اور اپنے باطل ”مذہب پر سرسار و سرنگوں ہو جائیں۔ چونکہ ان دونوں جماعتوں کے علاوہ ہدایت و ضلالت کا یہ مشاہدہ و مظاہرہ دوسرے اہل باطل بھی کریں گے، اس لیے وہ بھی حلقہٴ گوشِ اسلام ہو جائیں گے اور اس طرح احادیثِ صحیحہ کے مطابق اس زمانہ میں کائناتِ ارضی کا صرف ایک ہی مذہب ہوگا اور وہ ”اسلام“ ہوگا۔

”هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی

الدین کلہ“ (القب: 9)

(2) ادیان و نسل کی تاریخ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور معاندین حق کے درمیان ”سنۃ اللہ“ کے دو مستقل دور رہے ہیں۔ پہلا دور حضرت نوح علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت لوط علیہ السلام پر ختم ہوتا ہے، اس دور میں سنۃ اللہ یہ رہی کہ جب قوموں نے اپنے پیغمبروں کی صدائے حق پر کان نہ دھرا بلکہ برابر اس کا تسخر کرتی اور اس کے پیغام حق کے آڑے آتی رہیں، تب اللہ تعالیٰ کے عذاب نے ان کو ہلاک کر دیا اور دوسروں کے لیے ان کو باعث عبرت و بصیرت بنا دیا۔ اور دوسرا دور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضور خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ تک پہنچا ہے۔ اس دور میں سنت اللہ کی خصوصیت یہ رہی ہے کہ جب اعداء حق اور دشمنان دین نے کلمہ حق کی مخالفت پر اصرار کیا، اپنے پیغمبروں کو ایذا دی اور ان کے ساتھ تسخر کو اپنا نصب العین بنا لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان قوموں کو ہلاک کرنے کی بجائے اپنے پیغمبروں کو یہ حکم دیا کہ وہ خدا کی راہ میں وطن چھوڑ دیں اور ہجرت کر جائیں، چنانچہ حضرت ابراہیم پہلے پیغمبر ہیں جنہوں نے قوم کے سامنے یہ اعلان کیا: ”انی مهاجر الی ربی ط انہ هو العزیز الحکیم۔“ (العنکبوت: 26) اور عراق سے شام کی جانب ہجرت فرما گئے۔

پھر یہی صورت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیش آئی اور وہ بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر مصر سے شام کو ہجرت کر گئے مگر فرعون اور اس کے لشکریوں نے چونکہ مزاحمت کی اور ہجرت کے بھی آڑے آئے، اس لیے وہ بحر قلزم میں غرق کر دیے گئے۔

اور یہی صورت حضور نبی اکرم حضرت محمد ﷺ کو پیش آئی کہ جب قریش مکہ نے اذیت، تسخر، دین حق کے ساتھ تصادم اور اعمال وین کی مزاحمت میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا تب مشیت الہی کا فیصلہ ہوا کہ آپ ﷺ مکہ سے مدینہ کو ہجرت کر جائیں، چنانچہ ہر قسم کی نگرانی اور مکان کے ہر طرف محاصرہ کے باوجود کرمہ قدرت سے آپ ﷺ محفوظ و مامون مدینہ طیبہ ہجرت کر گئے۔

”سنۃ اللہ“ کے اسی دور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت ہوئی اور ان کی قوم بنی اسرائیل نے ان کے ساتھ اور ان کی دعوت حق کے ساتھ بھی وہ چہب کچھ کیا جو معاندین حق اور دشمنان دین اپنے پیغمبروں کے ساتھ کرتے رہے تھے اور ان میں ایک یہ خصوصیت زیادہ

تھی کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام سے قبل چند انبیاء کو قتل کر چکے تھے اور اب حضرت مسیح کے قتل کے درپے تھے، اسی کے ساتھ یہ مسطورہ بالا حقیقت بھی فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ یہود، مسیح ہدایت اور مسیح ضلالت، دو مسیح کے منظر تھے اور حضرت عیسیٰ بن مریم کو مسیح ضلالت قرار دے کر آج بھی مسیح ہدایت کے منظر ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کا یہ فیصلہ ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ہجرت، کائنات ارضی کی بجائے ملاء اعلیٰ کی جانب ہو تاکہ مقررہ وقت آنے پر وہ مسیح ہدایت اور مسیح ضلالت کے درمیان مشاہدہ سے امتیاز کر سکیں اور ایک جانب اگر مسیح ہدایت کو مسیح ہدایت سمجھیں تو دوسری جانب قرآن کے فیصلہ حق کی صداقت و حقانیت کو دیکھ کر دین حق ”اسلام“ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں اور ساتھ ہی نصاریٰ کو بھی اپنی جہالت اور یہود کی کورانہ تقلید پر ندامت ہو اور وہ بھی تعلیم قرآن کی صداقت پر یقین و اعتقاد کے ساتھ شہادت دینے پر آمادہ ہو جائیں۔

کچھ عجیب صورت حال ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اور حضور خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کے درمیان دعوت و تبلیغ حق، اور معاندین کی جانب سے حق کی معاندت و مخالفت، اور پھر اس کے نتائج و ثمرات میں بہت سی زیادہ مشابہت پائی جاتی ہے، دونوں کی اپنی قوم نے دونوں کو جھٹلایا، دونوں کی قوموں نے سازش قتل کے بعد مکانوں کا محاصرہ کیا، قدرت حق کے کرہمہ اعجاز نے دونوں کو دشمنوں کی دسترس سے ہر طرح محفوظ رکھا، دونوں کے لیے ہجرت کا معاملہ پیش آیا، البتہ نبی اکرم ﷺ کی بعثت چونکہ بعثت عامہ تھی اور اس کی دعوت و تبلیغ کے لیے ذات اقدس ﷺ کا کرہ ارضی پر قیام مسلسل ضروری تھا، اس لیے مکہ سے مدینہ کو ہجرت کا حکم ہوا اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام چونکہ قوم کو دعوت حق پہنچا چکے تھے اور ایک خاص مقصد عظیم کے پیش نظر ان کا مدت مدید کے بعد کائنات ارضی پر موجود ہونا ضروری تھا، اس لیے اُن کو ہجرت ارضی کی بجائے ہجرت سماوی پیش آئی۔ پھر جس طرح حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے زمانہ کے قائد ضلالت ”امیہ بن خلف“ کو اپنے حربہ سے قتل کیا، عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) بھی قوم کے مسیح ضلالت، دجال کو قتل کریں گے اور جس طرح نبی اکرم ﷺ کو ہجرت کے بعد آپ ﷺ کے وطن مکہ پر قدرت حق نے اقتدار عطا فرمادیا، عیسیٰ بن مریم کا نزول بھی شام عی کے اس مشہور شہر میں ہوگا جس سے اپنی قوم کی معاندانہ سازشوں کی بنا پر ملاء اعلیٰ کی جانب ہجرت پیش آئی تھی اور بیت المقدس، دمشق اور شام کے پورے ملک پر یہود کے علی الرغم ان

کی حکومت ہوگی۔

(3) حضرت مسیح علیہ السلام سے پہلے قتل انبیاء علیہم السلام نے یہود کو اس درجہ گستاخ اور بے باک بنا دیا تھا کہ وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ کسی ہستی کے متعلق یہ فیصلہ کہ وہ نبی صادق ہے یا جہتی کاذب، ہمارے ہاتھ میں ہے اور جس کو ہم اور ہمارے فقیہ ”کاذب“ قرار دے دیں، وہ واجب القتل ہے۔ چنانچہ اسی زعمِ باطل میں انہوں نے عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کو مسیح ضلالت کہا اور ان کے فقیہوں نے قتل کا فتویٰ صادر کر دیا۔ حالانکہ یہ وہ جلیل القدر ہستی تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں اس پایہ کا کوئی پیغمبر مبعوث ہی نہیں ہوا تھا اور اس نے جدید پیغام حق (انجیل) کے ذریعہ روحانیت کی مردہ کھیتی میں دوبارہ جان ڈال دی تھی، تب اللہ تعالیٰ کی مشیت کا فیصلہ ہوا کہ ہمیشہ کے لیے بنی اسرائیل کے اس زعمِ باطل کو پاش پاش کر دیا جائے اور دکھایا جائے کہ رب العالمین، خالق کائنات جس کی حفاظت کا وعدہ کر لے، کائنات کی کوئی ہستی یا مجموعہ کائنات بھی اس پر دسترس نہیں پاسکتی، چنانچہ یہ قدرت نے اس وقت اس مقدس ہستی کو جسدِ عنصری کے ساتھ ملاءِ اعلیٰ کی جانب اٹھالیا جبکہ مکان کے محاصرہ کے ساتھ دشمنوں نے اس کی حفاظتِ جان کے تمام وسائلِ دنیوی مسدود کر دیے تھے۔ پھر اس واقعہ نے ایک نئی صورت پیدا کر دی، وہ یہ کہ مذاہب کی تاریخ میں صرف حضرت مسیح علیہ السلام ہی کی شخصیت ایسی ہے جن کے قتل و عدم قتل کے متعلق حق و باطل کے درمیان سخت اختلاف پیدا ہوا اور یہود و نصاریٰ کے باہم واقعہ صلیب و قتل پر اتفاق کے باوجود دو باطل اور متضاد عقائد کی کھشکھش نظر آنے لگی۔

یہود، قتل و صلیب کی وجہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک وہ ”مسیح ضلالت“ تھے اور نصاریٰ وجہ صلیب، یہ بتاتے ہیں کہ وہ خدا کے بیٹے تھے جو کائنات کے گناہوں کا کفارہ بننے کے لیے بھیجے گئے۔ تھے تاکہ پاپی دنیا پاپ سے پاک ہو جائے اور صدیوں بعد جب قرآن نے ”امر حق“ کو واضح اور مسیح بن مریم سے متعلق حقیقتِ حال کو روشن کیا، تب بھی دونوں جماعتوں نے جماعتی حیثیت سے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ لہذا قدرتِ حق کا فیصلہ ہوا کہ خود مسیح بن مریم علیہا السلام ہی وقت موعود پر نازل ہو کر قرآن کے فیصلہ کی تصدیق کر دیں اور یہود و نصاریٰ کے باطل عقائد کا خود بخود اس طرح خاتمہ ہو جائے اور اس کے بعد عیسیٰ اہل کتاب کو شرک و باطل کی پیردی کے لیے کوئی مجالش باقی نہ رہے اور خدا کی حجت ان پر تمام ہو جائے۔

نیز جبکہ اللہ تعالیٰ نے کائنات ہست و بود کے لیے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ خدا کی ہستی کے ماسوا ہر ایک وجود کو فنا اور موت ہے ”کل نفس ذائقۃ الموت“ ”کل شیء ہالک الا وجہہ“ اور یہ ظاہر ہے کہ ملاءِ اعلیٰ اور عالم قدس مقام موت نہیں ہے بلکہ مقام حیات ہے۔ اس لیے از بس ضروری ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام بھی موت کا ذائقہ چکھیں اور اس کے لیے کائنات ارضی پر اتریں تاکہ زمین کی امانت زمین ہی کے سپرد ہو، اس لیے ”حیات و رفع“ کے بعد ”نزول ارضی“ مقدر ہوا۔

(4) قرآن عزیز میں ”یثاق انبیاء“ سے متعلق یہ ارشاد باری ہے:-

واذ اخذ اللہ میثاق النبین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتصرنہ ط قال ءاقررتم واخلتکم علی ذلکم اصری ط قالوا اقررنا ط قال فاشہدوا وانا معکم من الشہدین ۝ (آل عمران: 81)

”اور وہ وقت قابل ذکر ہے جبکہ اللہ نے نبیوں سے (یہ) عہد لیا کہ جب تمہارے پاس (خدا کی جانب سے) کتاب اور حکمت آئے پھر ایسا ہو کہ تمہاری موجودگی میں ایک رسول (محمد ﷺ) آئے جو تصدیق کرتا ہو اُن کتابوں کی جو تمہارے پاس ہیں، ضرور تم اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا، اللہ نے کہا: کیا تم نے اقرار کیا؟ انہوں نے جواب دیا ہاں ہم نے اقرار کیا، اللہ نے کہا: پس تم اپنے اس عہد پر گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔“

آل عمران کی ان آیات میں حسب تفسیر حضرت ابن عباسؓ اس عہد و پیمان کا تذکرہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ازل میں خاتم الانبیا حضرت محمد ﷺ کے متعلق انبیا و رسل (علیہم السلام) سے لیا، قرآن کے اسلوب بیان کے مطابق اگرچہ یہ خطاب انبیا و رسل کی معرفت ان کی امتوں سے تھا کہ ان میں سے جو امتیں خاتم الانبیا ﷺ کا زمانہ مبارک پائیں تو ان پر ایمان لائیں اور دعوت حق میں اُن کی نصرت و یادوری کریں۔ چنانچہ ہر ایک پیغمبر نے اپنے اپنے دور میں تعلیم حق کے ساتھ ساتھ خدا کے اس وعدہ کو بھی یاد دلایا اور ان میں سے اہل حق نے وعدہ دیا اور اقرار کیا کہ ضرور اُن پر ایمان لائیں گے اور پیغام حق میں اُن کی مدد کریں گے۔

تو یہ ”یثاق النہیین“ اگرچہ اس طرح پورا ہوتا رہا، تاہم ازل میں چونکہ اس عہد و یثاق کے اوّل مخاطب حضرات انبیاء و رسل تھے، اس لیے اس یثاق کی عملی حیثیت کا تقاضا تھا کہ خود انبیاء و رسل میں سے بھی کوئی نبی یا رسول اس عہد و یثاق کا عملی مظاہرہ کر کے دکھائے تاکہ یہ خطاب اولین براہِ راست بھی موثر ثابت ہو مگر ”تم جاءکم رسول“ میں باقاعدہ عربیت خطاب تھا، ان تمام انبیاء و رسل سے جو ذاتِ اقدس سے پہلے اس کائناتِ ارضی میں مبعوث ہونے والے تھے کیونکہ ازل ہی میں محمد ﷺ کے لیے یہ مقرر ہو چکا تھا ”ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین“ پس حضرت محمد ﷺ کی صفت ”خاتم النبیین“ اور ازل سے مقدر ”یثاق النہیین“ کا اجتماع صرف اسی ایک شکل میں ممکن تھا کہ انبیاء سابقین میں سے کوئی ایک پیغمبر بعثت محمد ﷺ کے بعد نزول فرمائیں اور وہ اور ان کی امت دنیائے انسانی کے سامنے خاتم الانبیاء ﷺ پر ایمان لائیں اور ”دین حق“ کی مدد و نصرت کا مظاہرہ کریں تاکہ ”کتو منن بہ و لتصرفنہ“ کا وعدہ حق پورا ہو۔

یہ حقیقت بخوبی عیاں ہو چکی ہے کہ اگرچہ تمام انبیاء و رسل اپنے اپنے زمانہ میں حضرت محمد ﷺ کی بشارات دیتے چلے آتے تھے لیکن یہ خصوصیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کے حصہ میں آئی کہ وہ ذاتِ اقدس ﷺ کی بعثت کے لیے تمہید اور براہِ راست مناد و مبشر بنے اور بنی اسرائیل کو تعلیم حق دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا: ”اننی رسول اللہ الیکم مصلحاً لهما بین یدی من التورۃ و مبشراً بموسول یاتی من بعد اسمہ احمد (القف: 6)“ اور حقیقت یہ ہے کہ خاتم انبیاء بنی اسرائیل (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) ہی کا یہ حق تھا کہ وہ حضور خاتم الانبیاء و الرسل ﷺ کی بعثت کا ”مناد“ اور مبشر“ ہو، اس لیے حکمت ربانی کا یہ فیصلہ ہوا کہ یثاق النہیین کے وقار کے لیے ان ہی کو منتخب کیا جائے اور اس معاملہ میں وہی تمام انبیاء و رسل کی نمائندگی کریں تاکہ امتوں کی جانب سے ہی نہیں بلکہ براہِ راست انبیاء و رسل کی جانب سے وفاء عہد کا عملی مظاہرہ ہو سکے، اسی حقیقت کے پیش نظر حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

”وانا اولی الناس بعیسی ابن مریم لانه لم یکن بینی و بینہ نبی“

ترجمہ: ”اور میں، عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سب سے زیادہ قریب ہوں اس لیے کہ

میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں۔“ (مسند احمد جلد 2 صفحہ 437)

مگر قرآن چونکہ خدا کا آخری پیغام ہے اور ”انا لہ لحافظون“ کے وعدہ الہی نے

رہتی دنیا تک اس کو تحریف سے محفوظ کر دیا ہے اس لیے قدرتی طور پر اس کی تعلیم کے ثمرات دوسرے انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کے مقابلہ میں مدت طویل تک اپنا کام کرتے رہیں گے اور اس کی روشنی سے قلوب کو گرمانے اور طاعت ربانی کے لیے ”علماء امت“ انبیاء بنی اسرائیل کی طرح خدمت حق انجام دیتے رہیں گے۔ لیکن جب بعثت محمد ﷺ کو گزرے ہوئے بہت ہی طویل عرصہ ہو جائے گا اور امت مرحومہ کے عملی قوتی اور اجتماعی اعضا میں انتہائی اضطلال پیدا ہو کر یہ کیفیت ہو جائے گی کہ ان کی بیداری اور تیز روی کے لیے صرف علماء حق کی روحانیت ہی کافی ثابت نہیں ہوگی، وہ وقت اس کا متقاضی ہوگا کہ کوئی ”قائم بالحجة“ ان کو سنبھالے اور اس لیے مشیت الہی نے مقدر کیا کہ جو ہستی (عیسیٰ بن مریم) انبیاء و رسل کے یثاق ازل کی نمائندگی کے لیے مامور ہے، اس کا ایسے ہی وقت نزول ہو اور وہ امت محمد ﷺ کے درمیان رہ کر ذات اقدس ﷺ کی نیابت اور امت کی امامت کا فرض انجام دے اور ”لنؤمنن بہ ولتصرونہ“ کا عملی مظاہرہ کر کے دکھائے۔

اب کرشمہ قدرت دیکھیے کہ ازل کے ان مقدرات نے جو کہ علماء اعلیٰ سے تعلق رکھتے تھے، کائنات ارضی میں کس طرح اپنی بساط بچھائی؟ بنی اسرائیل اپنے جلیل القدر پیغمبر کے قتل کے لیے سازش کھل کر چکے ہیں، شاعی دستہ چہار جانب سے مکان کو محصور کیے ہوئے ہے، مگر قدرت حق اپنا کام اس طرح نہیں کرتی کہ معجزانہ کرشمہ کے ذریعہ ان کو محفوظ وہاں سے نکال کر خدا کی وسیع زمین کے دوسرے حصہ میں ”ہجرت“ کر ادیتی، نہیں بلکہ ہوا یہ کہ اُن کو علماء اعلیٰ کی ہجرت کے لیے محفوظ و مامون زندہ اٹھالیا اور سازش و محصور کرنے والوں کو ظن و ریب کی دلدل میں پھنسا کر ان کے خسر الدنیا و الآخرة کا بخان عطا کر دیا اور پھر ارضی انسان کے ارضی احکام کے لیے وہ وقت مقرر کر دیا جو ”یثاق النہیین“ کی نمائندگی کے لیے موزوں تھا، یہی ہے وہ حقیقت جس کو زبان وحی ترجمان نے اس طرح ظاہر فرمایا: ”والذی نفسی بیدہ لیو شکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا“ اور اسی کو نص قرآن نے یوں واضح کیا ہے: ”وانہ لعلم للساعة“ (زخرف: 61)

پھر یہ ہستی یثاق انبیاء و رسل کی نمائندگی کا اس طرح حق ادا کرے گی کہ جب اس کا نزول ہوگا تو اس کرشمہ قدرت کو دیکھ کر مسلمانوں کے قلوب، تصدیق قرآن اور تازگی ایمان سے روشن ہو جائیں گے اور وہ حق یقین کے درجہ میں یقین کریں گے کہ بلاشبہ راہ مستقیم صرف

”اسلام“ ہی ہے اور خبر صادق ﷺ کی جس طرح یہ خبر صادق نکلی، عالم غیب سے متعلق اس کی تمام خبریں اسی طرح حق اور بلاشبہ حق ہیں، اور نصاریٰ بحیثیت قوم اپنے باطل عقیدہ ”تثلیث و تکفارہ“ پر تادم و شرمسار ہوں گے اور قرآن اور محمد ﷺ پر ایمان لانے کو اپنے لیے راہ نجات اور راہ سعادت یقین کریں گے اور یہود جب مسیح ہدایت اور مسیح ضلالت کے معرکہ حق و باطل کا مشاہدہ کر لیں گے اور مسیح ہدایت کے نزول سے اپنے دعویٰ قتل و صلیب کے ملعون عقیدہ کو باطل پالیں گے تو اب ان کو بھی ”ایمان بالحق“ کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہے گا اور مسیح ضلالت کے رہنا کے علاوہ سب ہی ”مسلم“ بن جائیں گے۔ یہی ہے قرآن کی وہ خبر صادق ”وان من اهل الكتب الا ليوث منن به قبل موته“ مسلمانوں میں ایمان کی تازگی و کفایت، نصاریٰ اور یہود میں تبدیلی عقائد کا حیرت انگیز انقلاب دیکھ کر اب مشرک جماعتوں پر بھی قدرتی اثر پڑے گا اور ساتھ ہی خدا کے مقدس پیغمبر کے زبردست روحانی اثرات کا فرما ہوں گے اور نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ بھی حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں گے اور اس طرح وحی ترجمان، حامل قرآن حضرت محمد ﷺ کا یہ ارشاد اپنی صداقت کو نمایاں کرے گا۔ **ویدعو الناس الى الاسلام ويهلك الله في زمانه الملل كلها الا الاسلام ويهلك الله في زمانه الدجال۔**

اس تفصیل سے یہ بھی روشن ہو گیا کہ قرآن اور احادیث کی تصریحات ثابت کر رہی ہیں کہ اگر اس فرض کی انجام دہی کے لیے کوئی جدید نبی مبعوث ہوتا تو ایک جانب نبی اکرم ﷺ کا خصوصی شرف ”خاتم النبیین“ باقی نہ رہتا اور دوسری جانب ”میشاق النبیین“ کے خطاب اولین کا عملی مظاہرہ عالم وجود میں نہ آتا کیونکہ وہ ہستی بہر حال حضرت محمد ﷺ کی امت ہی میں سے ہوتی۔ البتہ سابقہ نبی کی آمد تقلاً اور عقلاً دونوں حیثیت سے شرف خصوصی خاتم النبیین کے لیے بھی قاصر نہیں ہے اور ”میشاق النبیین“ کو بھی پورا کرتی ہے۔“

(قصص القرآن از مولانا محمد حفظ الرحمن سیوہاروی)



اصلی مسیح اور نقلی مسیح: انجیل کیا کہتی ہے؟

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ قرآن حکیم اہل کتاب کے تمام اختلافات کا فیصلہ کرنے کے لیے بطور حکم آیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

وما انزلنا علیک الكتاب الا لتبیین لهم الذی اختلفوا فیہ وهدی ورحمة لقوم یومنون۔ (النحل: 64)

(ترجمہ) ”اور ہم نے اتاری تھی پر کتاب اس واسطے کہ کھول کر سنادے تو ان کو وہ چیز کہ جس میں جھگڑ رہے ہیں اور سیدھی راہ سمجھانے کو اور واسطے بخشش ایمان لانے والوں کے۔“

مرزا قادیانی نے بھی مندرجہ بالا آیت سے یہی استدلال کیا ہے۔ (ازالہ اوہام مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 453-454، براہین احمدیہ حصہ اول مندرجہ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 234) مرزا قادیانی کے نزدیک بھی یہ اصول مسلم ہے کہ قرآن کریم چونکہ اہل کتاب کے مختلف فیہ مسائل کی تسفیح کے لیے آیا ہے۔ اس لیے اگر وہ اہل کتاب کے کسی عقیدہ کی تردید نہ کرے تو اس کا سکوت ہی تائید سمجھا جائے گا۔ چنانچہ اس کی تائید میں مرزا قادیانی ایک جگہ لکھتا ہے:

□ ”اب ہم دیکھتے ہیں کہ واقعہ صلیب سے متعلق قرآن شریف کیا کہتا ہے۔ اگر یہ خاموش ہے تو پتا چلا کہ یہود و نصاریٰ اپنے خیالات میں حق پر ہیں۔“ (ریویو آف ریلیجنس اپریل 1919ء شمارہ نمبر 9 جلد 18 صفحہ 149-150)

ان دونوں باتوں سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کی حیثیت اہل کتاب کے لیے حکم کی ہے اور قرآن کریم کا ان کے کسی عقیدہ کی (جس کا صراحتاً یا اشارۃً ذکر قرآن کریم میں ہو) تردید نہ کرنا اس عقیدہ کی

صحت کی دلیل ہے۔ اسی متفقہ عقیدہ کی روشنی میں ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق درج ذیل عقائد رکھتے ہیں:-

(1) الوہیت مسیح (2) ابیت (3) سمیٹ (4) صلیب اور کفارہ (5) رفع جسمانی و نزول جسمانی۔ نہایت اہم بات یہ ہے کہ قرآن کریم نے رفع و نزول کے عقیدہ کے علاوہ باقی سب عقائد باطلہ کی واضح الفاظ میں تردید فرمادی ہے۔

(1) الوہیت کی تردید اس طرح کی گئی:

لقد كفر الذين قالوا ان الله هو المسيح ابن مريم (المائدة: 72)

(2) ابیت کی تردید اس طرح کی گئی:

وقالت النصارى المسيح ابن الله (التوبة: 30)

(3) سمیٹ کی تردید یوں بیان ہوئی:

لقد كفر الذين قالوا ان الله ثالث ثلاثة (المائدة: 73)

(4) اور صلیب و کفارہ کا بطلان اس طرح کیا گیا:

وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم (النساء: 157)

(5) نیز کفارہ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:

ولا تنزروا ذرة وذر اخوى (فاطر: 18)

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

”آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں عیسائیوں کا یہی عقیدہ تھا کہ درحقیقت مسیح ابن مریم عی دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔“

(ازالہ اوہام مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 318، از مرزا قادیانی)

مزید لکھتا ہے:

”ان عقیدہ حیاتہ قد جاءت في المسلمين من الملة النصرانية.“

(ضمیمہ حقیقۃ الوحی الاستفتاء صفحہ 39 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 660 از مرزا قادیانی)

ترجمہ: ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا عقیدہ مسلمانوں میں عیسائی ملت کی

طرف سے آیا ہے۔“

عیسائیوں کے عقیدہ ”رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام“ کی تردید پورے قرآن مجید یا احادیث مبارکہ میں کہیں نہیں کی گئی بلکہ قرآن نے اس کا اثبات کیا ہے اور احادیث مبارکہ میں بھی اس کی صراحتہ تائید موجود ہے۔ یہاں اگر قرآن مجید کا اس عقیدہ کی تردید سے صرف ساکت ہو جانا بھی ثابت ہو جاتا تو بھی اس عقیدہ کی تائید ہو جاتی۔ چہ جائیکہ خود قرآن مجید اپنی زبان میں اس کی تصدیق کر رہا ہے۔ بل دفعہ اللہ الیہ اور و الفعک الی کی آیتیں اس پر شاہد عدل ہیں تو دوسری طرف مرزا قادیانی کے بیان کردہ اصول کے مطابق عیسائیوں کا عقیدہ رفع و نزول صحیح ٹھہرا۔ اب اس کی تردید کی گنجائش نہیں ہے اور اس سلسلہ میں جو بھی تاویلیں قادیانی کرتے ہیں، وہ موشگافوں سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔

مرزا قادیانی مزید لکھتا ہے:

□ ”اگر تمہیں ان بعض امور کا علم نہ ہو جو تم میں پیدا ہوں تو اہل کتاب کی طرف رجوع کرو اور ان کی کتابوں کے واقعات پر نظر ڈالو تا اصل حقیقت تم پر منکشف ہو جائے۔“
(ازالہ اوہام صفحہ 617 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 433 از مرزا قادیانی)
عقیدہ ”رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام“ کے بارے میں عیسائیوں کا نقطہ نظر کیا ہے؟
مندرجہ ذیل حوالے ملاحظہ کیجیے:

□ ”وہ یہ باتیں کر رہے تھے کہ یسوع آپ ان کے سچ میں آکھڑا ہوا اور ان سے کہا، تمہاری سلامتی ہو مگر انھوں نے گھبرا کر اور خوف کھا کر یہ سمجھا کہ کسی روح کو دیکھتے ہیں۔ اس (یسوع) نے ان سے کہا کہ تم کیوں گھبراتے ہو اور کس واسطے تمہارے دل میں شک پیدا ہوتے ہیں۔ میرے ہاتھ اور میرے پاؤں دیکھو کہ میں ہی ہوں۔ مجھے چھو کر دیکھو کیونکہ روح کے گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی جیسا کہ مجھ میں دیکھتے ہو اور یہ کہہ کر اس نے انھیں اپنے ہاتھ اور پاؤں دکھائے۔ جب مارے خوشی کے ان کو یقین نہ آیا اور تعجب کرتے تھے تو اس نے ان سے کہا، کیا یہاں تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے۔ انھوں نے اسے بھنی ہوئی مچھلی کا قتلہ دیا۔ اس نے لے کر ان کے رو برد کھایا..... پھر وہ انھیں بیت عینا کے سامنے تک باہر لے گیا اور اپنے ہاتھ اٹھا کر انھیں برکت دی۔ جب وہ انھیں برکت دے رہا تھا تو

ایسا ہوا کہ ان (حواریوں) سے جدا ہو گیا اور آسمان پر اٹھایا گیا۔“

(انجیل لوقا باب 24 فقرہ 36 تا 52)

□ ”یہ کہہ کر وہ ان کے دیکھتے دیکھتے اوپر اٹھایا گیا اور بدلی نے اسے ان کی نظروں سے چھپایا اور اس کے جاتے وقت جب وہ آسمان کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے تو دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے ان کے پاس آکھڑے ہوئے اور کہنے لگے: اے گھلی مرد! تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو۔ یہی یسوع تمہارے پاس سے آسمان پر اٹھایا گیا ہے، اسی طرح پھر آئے گا، جس طرح تم نے اسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے۔“

(انجیل، رسولوں کے اعمال باب 1 فقرہ 9 تا 11، انجیل یوحنا باب 20 فقرہ 17، 18)

□ ”غرض خداوند یسوع (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) ان سے کلام کرنے کے بعد آسمان پر اٹھایا گیا۔“ (انجیل مرقس، باب 16 فقرہ 19)

تینوں حوالہ جات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں پر رفیع کا جس صراحت سے ذکر ہے، اس کا اعجاز قارئین خود فرمائیں کہ آیا اس سے زیادہ صراحت ہو سکتی ہے؟ یہ تینوں حوالہ جات آپ نے رفیع حضرت مسیح علیہ السلام کے ملاحظہ کیے۔ اب دو حوالہ جات نزول مسیح علیہ السلام کے بھی ملاحظہ کیجیے۔

□ ”ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج بے نور ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گر جائیں گے اور آسمان کی قوتیں مل جائیں گی، اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا اور اس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پٹھیں گی اور ابن آدم (عیسیٰ علیہ السلام) کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمانوں کے بادلوں میں آتے دیکھیں گی۔“ (متی باب 34 فقرہ 30)

□ ”اس وقت لوگ ابن آدم (عیسیٰ علیہ السلام) کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ بادلوں میں آتے دیکھیں گے۔“ (مرقس باب 13 فقرہ 26)

جھوٹے نبیوں اور نفلی مسیحوں کے بارے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے:

□ ”جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آتے ہیں

مگر باطن میں پہاڑ نے والے بھیڑیے ہیں۔ ان کے پھلوں سے تم ان کو پہچان لو گے۔ کیا جھاڑیوں سے انگور یا اونٹ کٹاروں سے انجیر توڑتے ہیں؟“

(انجیل متی باب 7 فقرہ 15 تا 17)

□ ”اور جب وہ زمین کے پہاڑ پر بیٹھا تھا، اس کے شاگردوں نے الگ اس کے پاس آ کر کہا، ہم کو بتا کہ یہ باتیں کب ہوں گی؟ اور تیرے آنے اور دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہوگا؟ یسوع نے جواب میں ان سے کہا کہ خبردار! کوئی تم کو گمراہ نہ کر دے۔ کیونکہ بہترے (مرزا قادیانی اور بہاء اللہ ایرانی وغیرہ) میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔“

(انجیل متی باب 24 فقرہ 3 تا 6)

□ ”اس وقت اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں (قادیان میں) ہے یا وہاں (ایران میں) ہے تو یقین نہ کرنا۔ کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو ہرگزیدوں کو بھی گمراہ کر لیں۔ لیکن تم خبردار رہو۔ دیکھو میں نے تم سے سب کچھ پہلے ہی کہہ دیا ہے۔“

(انجیل متی باب 24 فقرہ 23 تا 24، مرقس باب 13 فقرہ 22، 23)

□ ”اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ جو بات خداوند نے نہیں کہی ہے، اسے ہم کیونکر پہچانیں؟ تو پہچان یہ ہے کہ جب وہ نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور اس کے کہے کے مطابق کچھ واقع یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں بلکہ اس نبی نے وہ بات خود گستاخ بن کر کہی ہے تو اس سے خوف نہ کرنا۔“

(انجیل استثنایا باب 18 فقرہ 21، 22)

□ ”تب خداوند نے مجھے فرمایا کہ انبیا میرا نام لے کر جھوٹی نبوت کرتے ہیں۔ میں نے نہ ان کو بھیجا اور نہ حکم دیا اور نہ ان سے کلام کیا۔ وہ جھوٹی رویا اور جھوٹا علم غیب اور بطالت اور اپنے دلوں کی مکاری نبوت کی صورت میں تم پر ظاہر کرتے ہیں۔“

(انجیل یرمیاہ باب 14 فقرہ 14)

□ ”میں نے سنا جو نبیوں نے کہا جو میرا نام لے کر جھوٹی نبوت کرتے اور کہتے ہیں کہ

میں نے خواب دیکھا۔ میں نے خواب دیکھا۔ کب تک یہ نبیوں کے دل میں رہے گا کہ جھوٹی نبوت کریں؟ ہاں وہ اپنے دل کی فریب کاری کے نبی ہیں۔“

(انجیل یرمیاہ باب 23 فقرہ 25 تا 27)

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ دس ہزار سے زیادہ مسیح آسکتے ہیں۔

دس ہزار سے زیادہ مسیح

(140) ”اس عاجز کی طرف سے بھی یہ دعویٰ نہیں کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہے اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آئے گا بلکہ میں تو مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آسکتا ہے، اور ممکن ہے کہ ظاہری جلال اور اقبال کے ساتھ بھی آوے اور ممکن ہے کہ اول وہ دمشق میں ہی نازل ہو۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 295 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 251 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 891 پر)

View Proof

مرزا قادیانی کس کا مثیل؟

جناب پروفیسر یوسف سلیم چشتی لکھتے ہیں:

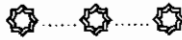
”کچ پوچھا جائے تو مرزا قادیانی کو اسلامی تاریخ سے واسطہ تھا نہ مسیحیت کی تاریخ سے کوئی علاقہ۔ اس کی ساری عمر ”مثیل مسیح“ کا دعویٰ کرنے میں گزر گئی۔ لیکن اسے آخر وقت تک یہ پتہ نہ چلا کہ میں کس مسیح کے مثیل ہونے کا دعویٰ کر رہا ہوں؟ آئیے مرزا قادیانی کی معلومات کے اس پہلو کو بھی ذرا واضح کر دیں۔

جن لوگوں نے تاریخ یورپ، اسلام اور مسیحیت کی تاریخ کا غائر نظر سے مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ موجودہ انانجیل یعنی عہد جدید کا مسیح اور قرآن مجید کا مسیح دو مختلف اشخاص ہیں جن کو ایک دوسرے سے کوئی نسبت نہیں ہے۔ قرآن مجید میں جس مسیح کا ذکر ہے وہ اللہ کے برگزیدہ رسول تھے اور ان کی بعثت کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ یہود کو رومیوں کی غلامی سے

نجات دلائیں جیسا کہ شروع سے تمام انبیاء کا مقصد رہا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ان کو اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ انھوں نے اپنی قوم کو درسِ حریت دیا۔ جس طرح تمام سلطنتوں کا قاعدہ ہوتا ہے کہ وہ اس بات کو رد نہیں رکھ سکتیں کہ کوئی شخص، محکوموں کو اس بزرگ حشیش کا آثار پلائے جو ازل سے شہنشاہیت کے دستِ خوان سے رعایا کو مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ رومی حکومت بھی اس بات کو برداشت نہیں کر سکتی تھی کہ حضرت مسیح علیہ السلام قومِ یہود کو حریت کا سبق پڑھائیں یا ان کے دل میں لیلائے آزادی سے ہمتا رہنے کی تمنا پیدا کریں۔ پس حکومتِ وقت نے نہایت چابکدستی کے ساتھ علائے یہود کو آلہ کار بنایا اور ان کی مدد سے ”حکومت کے باغی“ کو کانٹوں کا تاج پہنا کر اپنی راہ سے ہٹا دیا۔ جب حکومت کو حضرت مسیح کی طرف سے اطمینان ہو گیا تو اس نے دوسرا قدم یہ اٹھایا کہ اصلی انجیل کو جو آرامی یا عبرانی زبان میں تھی اور جس میں یقیناً غیر اللہ کی غلامی سے نکلنے کی تاکید ہوگی رفتہ رفتہ صفحہ ہستی سے ہمیشہ کے لیے نابود کر دیا اور اس کی جگہ مختلف شہروں میں مختلف ”انجیلیں“ پیدا کر دیں جن کی تعلیمات مذہبی حکومت کے منشاء کے مطابق تھیں۔ کلیسا کے مورخین نے اپنی کتابوں میں تقریباً 150 انجیلوں کا ذکر کیا ہے جو یہود میں تمتع اور افتراق پیدا کرنے کے لیے حکومت کے ایماء سے مختلف اوقات میں مختلف لوگوں نے مرتب کیں۔ جب قسطنطین سریرِ آرائے (سلطنت ہوا تو اس کی) حکومت میں تو صلیب پرستوں کو عروج حاصل ہوا اور انھوں نے اپنی منشاء کے مطابق چار انجیلیں اور شاگردوں کے خطوط منتخب کر کے ”عہدِ جدید“ مرتب کر دیا جو آج ہمارے سامنے موجود ہے جس کا قدیم ترین نسخہ یونانی زبان میں پانچویں صدی عیسوی کا لکھا ہوا ملتا ہے۔ اس سے پہلے کا حال پردہٴ خفا میں مستور ہے لیکن اس حقیقت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ حضرت مسیح نے اگر کوئی کتاب اپنی قوم کو دی ہوگی تو وہ یونانی میں نہیں بلکہ عبرانی یا آرامی زبان میں ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ مسیح کی انجیل کے اس رومن ایڈیشن میں آپ کو ایسی ایسی باتیں ملیں گی جو ہرگز ہرگز خدا کے کسی اولوالعزم نبی کے شایانِ شان نہیں ہیں۔ مثلاً قیصر کا حق قیصر کو دیا میری بادشاہت اس دنیا کی نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہود کو رومی قوم سے سخت نفرت تھی لیکن اس انجیل کے مطالعہ سے یہ بات قطعاً ظاہر نہیں ہوتی۔ موجودہ انجیل دونوں کو یہود کی نظروں سے اوجھل کر کے ایک خود ساختہ مسیح اور

خود پر داخۃ انجیل قوم کوڑی۔ موجودہ انجیلوں کا مسیح تو ایک ”صوفی مسیح“ نظر آتا ہے جو ترکیب دنیا پر اور تہجد اور غلامی پر قناعت کرنے پر زور دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ سب باتیں رومی حکومت کے لیے مفید تھیں۔ اب مرزا قادیانی کو دیکھیے۔ اس نے بھی برطانوی حکومت کی اطاعت کو جزو ایمان قرار دیا ہے اور مسلمانوں کو برگِ شیش پلانے کی سعی ناکام کی ہے۔ جس طرح موجودہ انجیل کا پیش کردہ مسیح رومی حکومت کا مطیع نظر آتا ہے اسی طرح موجودہ زمانہ کا ”مثیل مسیح“ برطانوی حکومت کا مطیع نظر آتا ہے۔ لہذا ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ مرزا قادیانی مثیل مسیح تو ہے مگر نفعی مسیح کا مثیل ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے نہ احادیث میں۔“

(علامہ اقبالؒ اور فتنہ قادیانیت از محمد متین خالد)



حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مرزا قادیانی میں مشابہت؟؟؟

مرزا قادیانی کا نام، کنیت، ماں کا نام، باپ کا نام وغیرہ ہر چیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مختلف ہے۔ قرآن و حدیث میں حضرت مریم علیہا السلام کی جو خصوصیات بیان ہوئی ہیں مرزا قادیانی کی ماں کو کبھی نصیب نہ ہوئیں۔ مرزا قادیانی کا حلیہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بالکل مختلف اور الٹ تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بن باپ پیدا ہوئے جبکہ مرزا قادیانی کے باپ کا نام غلام مرتضیٰ بیان کیا جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب روح اللہ، کلمۃ اللہ اور مسیح ہے جبکہ مرزا قادیانی کا کوئی لقب نہیں تھا، اکثر لوگ اُسے ”سورما“ کہتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ کا نام حضرت مریم ہے جبکہ مرزا قادیانی کی والدہ کا نام چراغ بی بی ہے، جبکہ وہ علاقے میں مائی گھنٹی کے نام سے مشہور تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شفاف کردار کے مالک تھے جبکہ مرزا قادیانی زانی اور شرابی تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے جبکہ مرزا قادیانی ماں کے پیٹ سے نکلا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھ کر آئیں گے، مرزا قادیانی کو دایک نے پیٹ سے بڑی مشکل سے باہر نکالا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تین تین پر تشریف لائیں گے تو ان کے سر کے بالوں سے پانی ٹپکتا ہوگا، جیسے غسل کر کے آئے ہیں جبکہ مرزا قادیانی نفاس کے خون اور اپنی گندگی میں لت پت تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب زمین پر تشریف لائیں گے تو اس وقت دوزد رنگ کی چادریں پہن رکھی ہوں گی جبکہ مرزا قادیانی پیدائش کے وقت الف بنگا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف آوری کے وقت خوش و خرم ہوں گے جبکہ مرزا قادیانی خوف سے جھپٹیں مار رہا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خانہ کعبہ کا طواف کریں گے جبکہ مرزا قادیانی کو ساری زندگی مکہ جانے کی توفیق نہیں ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحکم

خداوندی مُردوں کو زندہ کرتے تھے، جبکہ مرزا قادیانی زندوں کو مارنے کی فکر میں تھا۔ چنانچہ بہت سے لوگوں کے لیے مرنے کی بددعائیں اور پیش گوئیاں کیں مگر پوری نہ ہوئیں۔ برص کا کوئی مریض اور کوئی اندھا کبھی اس کے ہاتھوں شفا یاب نہیں ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں دشمنی، حسد اور بغض دور ہو جائیں گے جبکہ مرزا قادیانی کی وجہ سے دشمنی، حسد، بغض، قطع تعلقی اور قطع رحمی جیسے نتائج نکل رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں مال اس کثرت سے ہو جائے گا کہ زکوٰۃ کے قبول کرنے والے نہیں ملیں گے جبکہ مرزا قادیانی کی وجہ سے لوگ سخت محتاجی اور مفلسی میں مبتلا ہوئے یہاں تک کہ بے دینی کی طرف مائل ہو گئے۔

مرزا قادیانی بذات خود اتنا لالچی تھا کہ ہماری زندگی اپنے پیروکاروں کو بیوقوف بنا کر مختلف بہانوں سے چندے مانگتا تھا کہ ”مینارۃ اسحٰ“ جو قادیان میں بنایا گیا، وہ بھی لوگوں سے چندے مانگ کر بنایا گیا۔ (یاد رہے یہ مینارہ مرزا قادیانی کی موت کے بعد مکمل ہوا)

مرزا قادیانی اپنی اولاد کے مستقبل کے لیے اپنے پیروکاروں پر ایسے چندے لاگو کر گیا کہ جن کو ادا کیے بغیر کوئی قادیانی جماعت میں نہیں رہ سکتا۔ کوئی قادیانی مرنے کے بعد نام نہاد بہشتی مقبرہ میں ایک کثیر رقم ادا کیے بغیر دفن نہیں ہو سکتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں مسلمانوں کے دلوں میں آخرت کی تیاری کی فکر اور دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوگی جبکہ مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیح موعود کے بعد لوگ لالچ، طمع نفسانی، رشوت ستانی، خیانت، فراڈ، بددیانتی اور غبن وغیرہ ایسی برائیوں میں مبتلا ہوئے، یہاں تک کہ حلال و حرام میں تمیز بھی نہ رہی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں بارش کثرت سے ہوگی۔ دودھ، پھل اور دوسری ضروری اجناس معمول سے زیادہ دستیاب ہوں گی اور جو امرار عام مخلوق خدا کے حق میں نقصان دہ ہوں گے، وہ رک جائیں گے جبکہ مرزا قادیانی کے دور میں خشک سالی، ہرجس کی گرانی، خصوصاً ضروری اجناس کا کم ہو جانا اور آئے دن نئی بیماریاں، وبائیں، زلزلے، طاعون اور بہت سی مصیبتیں آئیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں سانپ نہ ڈسیں گے اور شیر اور بکری ایک ہی گھاٹ سے پانی پیئیں گے جبکہ مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیحیت کے بعد قادیان، ربوہ، برصغیر پاک و ہند اور دنیا بھر میں بے شمار لوگ سانپ کے ڈسنے سے ہلاک ہوئے۔ شیر اور بکری تو دور کی بات کی ہے، ربوی اور لاہوری قادیانی ایک برتن میں پانی نہیں پیتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمانوں پر اٹھائے

گئے، مرزا قادیانی 26 مئی 1908ء بروز منگل صبح دس بجے براڈر تھ روڈ لاہور پر واقع احمدیہ بلڈنگ کی لیٹرین میں عبرت ناک موت مرا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں نازل ہوں گے جبکہ مرزا قادیانی نے عمر بھر دمشق نہیں دیکھا۔ آسمان سے زمین پر نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت مہدیؑ ایسے قلعے، بہادر اور مجاہد ساتھی کی رفاقت نصیب ہوگی جبکہ مرزا قادیانی کے زمانے میں اُسے حضرت مہدیؑ ایسا کوئی بہادر ساتھی ملا اور نہ ہی اس نے کسی دجال سے مقابلہ کیا۔ حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں تمام ملتیں ختم ہو کر فقط ایک ملت اسلام بن جائیں گی کہ روئے زمین پر سوائے اسلام کے اور کوئی دین نہ رہے گا جبکہ مرزا قادیانی کے دور میں تفرقہ بازی میں اضافہ ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں اور صلیب کو توڑیں گے یعنی یہودیت اور نصرانیت ختم ہو جائے گی جبکہ مرزا قادیانی کے زمانہ میں اسلام کو تنزل، ترک اسلامی حکومت کا زوال اور عیسائیت کو ترقی اور غلبہ ملا۔ عیسائی تو کیا مسلمان ہوتے الٹا مسلمان عیسائی بنائے گئے۔ مرزا قادیانی کے نزدیک دجال انگریز ہے اور اس نے ان میں سے کسی ایک کو بھی قتل نہیں کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو اسرائیل کے شہر مقام لد پر قتل کریں گے جبکہ مرزا قادیانی نے مقام لد کی صورت خواب میں بھی نہیں دیکھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تمام دنیا مسلمان ہو جائے گی جبکہ مرزا قادیانی کے آتے ہی ساری دنیا کافر ہوگئی۔

ایک حدیث مبارکہ میں حضور خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

□ یحدث ابوہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیہلن ابن مریم یفج الروحاء حاجبا او معتمرا او لیثینہما۔ (مسلم)

”حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول کریم ﷺ نے کہ مجھے اس پاک ذات کی قسم ہے۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ضرور ابن مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) روحا (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام) کی گھاٹی میں حج یا عمرہ یا دونوں کی لہیک (تلبیہ) پکارتا ہے ایک ہی ساتھ۔“

اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے قسم اٹھا کر نزول عیسیٰ علیہ السلام کو بیان کیا اور ان کی تشریف آوری کے بعد ان کے حج کرنے اور ان کے (احرام باندھنے کے بعد)

تلبیہ کہنے کے مقام کا بھی تعین کر دیا اور بقول مرزا قادیانی:

□ والقسم يدل على ان الخبر محمول على الظاهر لا تاويل فيه ولا استثناء والا فإى فائدة كانت فى ذكر القسم.

”قسم اس امر کی دلیل ہے کہ خبر اپنے ظاہر پر محمول ہے۔ اس میں نہ تاویل ہے نہ استثناء، ورنہ قسم سے بیان کرنے کا کیا فائدہ۔“

(حرامۃ البشری صفحہ 14 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 192 از مرزا قادیانی)

اور یہ بات ایک زندہ جاوید حقیقت ہے کہ مرزا قادیانی کا مقام فی الروحا سے احرام باندھنا تو بڑی دور کی بات ہے، وہ تو سرے سے حج کرنے کی نیت سے کبھی قادیان سے باہر نہیں نکلا، پھر مسیح موعود کیسے بن گیا؟ جب مرزا قادیانی پر اعتراض کیا گیا کہ تم حج کیوں نہیں کرتے؟ تو مرزا قادیانی نے کہا: ”میرا پہلا کام خنزیریوں کا قتل اور صلیب کی شکست ہے۔ ابھی تو میں خنزیریوں کو قتل کر رہا ہوں۔ بہت سے خنزیر مرچکے ہیں اور بہت سے سخت جان ابھی باقی ہیں۔ ان سے فرصت اور فراغت تو ہو لے۔“ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 283 طبع جدید از مرزا قادیانی) لہذا مذکورہ حدیث کی رو سے ابن مریم سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں نہ کہ مرزا قادیانی۔ لہذا قادیانیوں کو مان لینا چاہیے کہ مرزا قادیانی نے مسیح موعود کا دعویٰ کر کے جھوٹ اور دھوکہ دہی کا ارتکاب کیا ہے۔



حضرت امام مہدی علیہ السلام

احادیث مبارکہ کی روشنی میں حضرت امام مہدیؑ کی کئی ایک مستند نشانیاں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی میری عترت یعنی اولاد فاطمہؑ میں سے ہوگا۔ ان کا نام میرے نام کے موافق (یعنی محمد بن عبد اللہ اور ایک روایت میں احمد بن عبد اللہ) ہوگا۔ ان کے والد کا نام میرے والد کے نام جیسا ہوگا۔ ان کی والدہ محترمہ کا نام حضرت آمنہؑ ہوگا۔ ان کا لقب مہدی ہوگا۔ ان کی کنیت ابوالقاسم ہوگی۔ ان کی ولادت مدینہ منورہ میں ہوگی۔ ظہور کے وقت ان کی عمر تقریباً 40 سال ہوگی۔ امام مہدیؑ سے آسمان والے بھی راضی ہوں گے اور زمین کے باشندے بھی خوش ہوں گے۔ آسمان اپنے تمام قطرے بہا دے گا، زمین اپنی تمام پیداوار اگل دے گی۔ یہاں تک کہ زندہ لوگ، مردوں کی تمنا کرنے لگیں گے۔ حضرت مہدیؑ کم از کم سات یا نو سال تک خلیفہ رہیں گے۔ ان کے زمانے میں نعمتوں کی ایسی فراوانی ہوگی کہ اس سے پہلے اس کی مثال بھی نہ سنی گئی ہو۔

عقیدہ ظہور امام مہدیؑ صحیح احادیث سے ثابت ہے اور چودہ سو سال سے مسلمانوں میں مسلم اور مشہور ہے۔ اس ضمن میں چند احادیث درج ذیل ہیں:

□ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا کا صرف ایک ہی دن باقی رہ جائے تو بھی اللہ تعالیٰ اُس دن کو طویل کر دے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُس میں ایک آدمی مبعوث فرمائے گا جو میرے اہل بیت میں سے ہوگا، اُس کا نام میرے نام پر ہوگا، اُس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا (یعنی محمد بن عبد اللہ) وہ زمین کو انصاف اور عدل سے بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم و زیادتی سے بھر چکی ہوگی۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد)

□ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی میری اولاد میں سے ہے اور وہ زمین کو اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھری تھی، وہ سات برس تک زمین کا مالک رہے گا۔
(سنن ابی داؤد، مشکوٰۃ المصابیح)

□ ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ میرا یہ بیٹا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے، سید (سر دار) ہے۔ عنقریب اس کی پشت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر ہوگا۔ اخلاق و عادات میں وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشابہ ہوگا۔ صورت و شکل میں مشابہ نہ ہوگا۔ اس کے بعد حضرت سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس شخص کے عدل و انصاف کا واقعہ بیان کیا۔ (سنن ابی داؤد)

□ امام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی میری آل سے ہوگا یعنی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد میں سے ہوگا۔ (سنن ابی داؤد)

□ ”ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک خلیفہ (بادشاہ) کے مرنے پر اختلاف واقع ہوگا، پھر ایک شخص مدینے سے نکلے گا اور کئے کی طرف چلا جائے گا۔ کئے کے لوگ اس کے پاس آئیں گے اور اس کو گھر سے باہر لائیں گے اور حجر اسود و مقام ابراہیم کے درمیان اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس کو اپنا خلیفہ بنا لیں گے، حالانکہ وہ شخص اس سے ناخوش ہوگا (یہ شخص امام مہدی ہوں گے) پھر شام سے (وہاں کے بادشاہ کی طرف سے) اس کے مقابلے کے لیے ایک لشکر بھیجا جائے گا جس کو ”مقام بیداء“ پر زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ جب لوگوں کو خبر پہنچے گی اور یہ حال معلوم ہوگا تو شام کے اقطاب و ابدال اور عراق کے بہت سے لوگ اس کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور اس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ پھر قریش میں سے ایک اور شخص پیدا ہوگا جس کی نضیال قبیلہ کلب میں ہوگی۔ یہ شخص بھی اس شخص کے خلاف لشکر بھیجے گا اور اس لشکر پر امام کا لشکر غالب آئے گا اور یہ فتنہ لشکر کلب کا فتنہ ہے۔ امام لوگوں کے درمیان اپنے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کے احکام کے مطابق عمل کریں گے اور اسلام اپنی گردن زمین پر رکھ دے گا

(یعنی قائم و استوار ہو جائے گا) امام سات برس تک قائم رہیں گے اور پھر وفات پا جائیں گے اور ان کے جنازے پر مسلمان نماز پڑھیں گے۔ (سنن ابی داؤد، طبرانی)

□ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ہم عبدالمطلب کی اولاد، جنت کے سردار ہوں گے یعنی میں، حمزہ، علی، جعفر، حسن، حسین اور مہدی (رضوان اللہ علیہم اجمعین)۔ (سنن ابی ماجہ)

محدثین کرام لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ ”تمہارا امام تمہارے میں ہی سے ہوگا“ سے مراد امام مہدی ہیں اور دیگر احادیث سے اس کی تصدیق ہوتی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو نماز کے لیے اقامت کہی جا چکی ہوگی..... مسلمانوں کے امام حضرت مہدی ہی ہوں گے اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہیں گے کہ آپ آگے آ کر نماز پڑھائیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ نہیں یہ کار خیر آپ ہی انجام دیں۔

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ ہمیشہ میری امت میں ایک جماعت حق کے لیے لڑتی رہے گی اور وہ غالب رہے گی، یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (آسمان سے) اتریں گے تو مسلمانوں کے امیر ان سے عرض کریں گے کہ آئیے نماز پڑھائیے وہ فرمائیں گے کہ نہیں اس امت کے لوگ خود بعض کے لیے امام اور امیر ہیں۔ (صحیح مسلم)

مذکورہ بالا حدیث میں مسلمانوں کے امیر سے مراد امام مہدی ہیں۔ مولانا شبیر احمد عثمانی صحیح مسلم کی شرح ”فتح الملہم“ میں لکھتے ہیں کہ قرب قیامت سے متعلق وہ سب احادیث جن میں امیر یا خلیفہ کا لفظ مبہم مذکور ہو، اس سے مراد امام مہدی ہیں۔ (فتح الملہم، شرح صحیح مسلم)

□ ابن ماجہ میں ہے کہ امام مہدی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر پہچنے نہیں گے تو آپ علیہ السلام ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے کہ تم ہی نماز پڑھاؤ کیونکہ اس نماز کی اقامت تمہاری امامت کے لیے ہو چکی ہے۔ چنانچہ اُس وقت کی نماز امام مہدی ہی پڑھائیں گے۔ پس امام مہدی نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی اقتداء کریں گے (چنانچہ اُس وقت کی نماز سب کو امام مہدی ہی پڑھائیں گے پھر اس کے بعد (کی نمازوں میں) امام حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے۔) نماز سے فارغ ہو کر امام مہدی پھر مدت عین علیہ

السلام سے کہیں گے: ”یا نبی اللہ! اب لشکر کا انتظام آپ کے سپرد ہے جس طرح چاہیں انجام دیں۔“ اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: ”نہیں، یہ کام بدستور آپ کے تحت رہے گا، میں تو صرف قتل و جال کے واسطے آیا ہوں جس کا میرے ہی ہاتھ سے مارا جانا مقدر ہے۔“

□ یہاں قارئین کے ذہنوں میں یقیناً یہ سوال ابھرے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز کی امامت کیوں نہیں فرمائیں گے؟ علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ نے اس کے جواب میں فرمایا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آگے بڑھ کر امامت کرادیں تو دل میں شبہ پیدا ہوگا کہ آیا وہ نائب کی حیثیت سے آگے بڑھے ہیں یا وہ نئی شریعت لائے ہیں؟ آپ مقتدی کے طور پر نماز پڑھیں گے کیونکہ ایسا نہ کرنے کی صورت میں ممکن ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول شک و شبہ سے غبار آلود ہو جائے کہ ”میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔“ (فتح الباری) یہ بڑی ہی خوبصورت اور پختہ توجیہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جانب سے نماز کی امامت نہ فرمانے کی۔ پھر نماز کے ختم ہونے کے فوراً بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام، دجال کے قتل اور باقی ماندہ یہودیوں کے خاتمے کا کام اپنے ذمے لیں گے۔

حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی اپنی کتاب ”علامات قیامت“ میں حضرت امام مہدیؑ کے ظہور کے متعلق فرماتے ہیں:

”آپ کے ظہور سے قبل ملک عرب و شام میں ابوسفیان کی اولاد میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو سادات کو قتل کرے گا۔ اس کا حکم ملک شام و مصر کے اطراف میں چلے گا۔ اس درمیان میں بادشاہ روم کی عیسائیوں کے ایک فرقہ سے جنگ اور دوسرے فرقہ سے صلح ہوگی۔ لڑنے والا فریق قسطنطنیہ پر قبضہ کر لے گا۔ بادشاہ روم دارالخلافہ کو چھوڑ کر ملک شام میں پہنچ جائے گا اور عیسائیوں کے دوسرے فریق کی اعانت سے اسلامی فوج ایک خونریز جنگ کے بعد فریق مخالف پر فتح پائے گی۔ دشمن کی شکست کے بعد موافق فریق میں سے ایک شخص نعرہ لگائے گا کہ صلیب غالب ہوگئی اور اسی کے نام سے یہ فتح ہوئی۔ یہ سن کر اسلامی لشکر میں سے ایک شخص اس سے مار پیٹ کرے گا اور کہے گا نہیں، دین اسلام غالب ہوا اور اسی کی وجہ سے یہ فتح نصیب ہوئی۔ یہ دونوں اپنی اپنی قوم کو مدد کے لیے پکاریں گے جس کی وجہ سے فوج میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔

بادشاہ اسلام شہید ہو جائے گا۔ عیسائی ملک شام پر قبضہ کر لیں گے اور آپس میں

ان دونوں عیسائی قوموں کی صلح ہو جائے گی۔ باقی مسلمان مدینہ منورہ چلے آئیں گے، عیسائیوں کی حکومت خیر تک (جو مدینہ منورہ سے قریب ہے) پھیل جائے گی۔ اس وقت مسلمان اس فکر میں ہوں گے کہ امام مہدی کو تلاش کرنا چاہیے، تاکہ ان کے ذریعہ سے یہ مصیبتیں دور ہوں، اور دشمن کے پنجے سے نجات ملے۔

حضرت امام مہدی اُس وقت مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوں گے مگر اس دُر سے کہ مبادا لوگ مجھ جیسے ضعیف کو اس عظیم الشان کام کی انجام دہی کی تکلیف دیں، مکہ معظمہ چلے جائیں گے۔ اس زمانے کے اولیائے کرام اور ابدال عظام آپ کو تلاش کریں گے۔ بعض آدمی مہدی ہونے کے جھوٹے دعوے بھی کریں گے۔ حضرت مہدی علیہ السلام حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوں گے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت آپ کو پہچان لے گی اور آپ کو مجبور کر کے آپ سے بیعت کر لے گی۔ اس واقعہ کی علامت یہ ہے کہ اس سے قبل گزشتہ ماہ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگ چکے گا، اور بیعت کے وقت آسمان سے یہ آواز آئے گی۔ **هَذَا خَلِيفَةُ اللَّهِ الْمَهْدِي لِمَا تَسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا** اس آواز کو اس جگہ کے تمام خاص و عام سن لیں گے۔ بیعت کے وقت آپ کی عمر چالیس سال کی ہوگی۔ خلافت کے مشہور ہونے پر مدینہ کی فوجیں آپ کے پاس مکہ معظمہ چلی آئیں گی۔ شام و عراق اور یمن کے اولیائے کرام و ابدال عظام آپ کی صحبت میں اور ملک عرب کے لاتعداد لوگ آپ کے لشکر میں داخل ہو جائیں گے اور اس خزانہ کو جو کعبہ میں مدفون ہے (جس کو ”تاج الکعبہ“ کہتے ہیں) نکال کر مسلمانوں پر تقسیم فرمائیں گے۔ جب یہ خبر اسلامی دنیا میں پھیلے گی تو خراسان سے ایک شخص ایک بہت بڑی فوج لے کر آپ کی مدد کے لیے روانہ ہوگا، جو راستہ میں بہت سے عیسائیوں اور بددینوں کا صفایا کر دے گا۔ اس لشکر کے مقدمہ الحش کی کمان منصور نامی ایک شخص کے ہاتھ میں ہوگی۔ وہ سفیانی (جس کا ذکر اوپر گزر چکا) اہل بیت کا دشمن ہوگا۔ اس کی نہال قوم بنو کلب ہوگی۔ حضرت امام مہدی کے مقابلہ کے واسطے اپنی فوج بھیجے گا۔ جب یہ فوج مکہ و مدینہ کے درمیان ایک میدان میں پہاڑ کے دامن میں مقیم ہوگی تو اسی جگہ اس فوج کے ٹیک و بد سب کے سب دھنس جائیں گے اور قیامت کے دن ہر ایک کا حشر اس کے عقیدے اور عمل کے مطابق ہوگا۔ ان میں سے صرف دو آدمی بچیں گے۔ ایک حضرت امام مہدی کو اس واقعہ کی اطلاع دے گا اور دوسرا سفیانی کو۔ عرب کی فوجوں کے

اجتماع کا حامل بن کر عیسائی بھی چاروں طرف سے فوجوں کے حج کرنے کی کوشش میں لگ جائیں گے اور اپنے اور روم کے ممالک سے فوج کثیر لے کر امام مہدی علیہ السلام کے مقابلہ کے لیے شام میں حج ہو جائیں گے۔ ان کی فوج کے اس وقت ستر جہنڈے ہوں گے اور ہر جہنڈے کے نیچے بارہ بارہ ہزار سپاہ ہوگی (جس کی کل تعداد 840000 ہوگی) حضرت امام مہدی مکہ مکرمہ سے روانہ ہو کر مدینہ منورہ پہنچیں گے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی زیارت سے مشرف ہو کر شام کی جانب روانہ ہو جائیں گے۔ دمشق کے پاس آ کر عیسائیوں کی فوج سے مقابلہ ہوگا۔ اس وقت حضرت امام مہدی کی فوج کے تین گروہ ہو جائیں گے۔ ایک گروہ تو نصاریٰ کے خوف سے بھاگ جائے گا، خداوند کریم ان کی توبہ ہرگز قبول نہ فرمائے گا۔ باقی فوج میں سے کچھ تو شہید ہو کر بدر و احد کے شہدائے کرام کے مراتب کو پہنچیں گے اور کچھ جو فوج ایزدی فتیاب ہوں گے۔ حضرت امام مہدی دوسرے روز پھر نصاریٰ کے مقابلہ کے لیے نکلیں گے، اس روز مسلمانوں کی ایک جماعت یہ عہد کر کے نکلے گی کہ میدان جنگ فتح کریں گے یا مر جائیں گے۔ یہ جماعت سب کی سب شہید ہو جائے گی۔ حضرت امام مہدی باقی ماندہ قلیل جماعت کے ساتھ لشکر میں واپس آئیں گے۔ پھر ایک بڑی جماعت یہ عہد کرے گی کہ فتح کے بغیر میدان جنگ سے واپس نہیں آئیں گے یا مر جائیں گے، اور حضرت امام مہدی کے ہمراہ بڑی بہادری کے ساتھ جنگ کریں گے اور آخر یہ بھی جام شہادت نوش کریں گے۔ شام کے وقت حضرت امام مہدی تھوڑی سی جماعت کے ساتھ لوٹیں گے۔ تیسرے روز اسی طرح ایک بڑی جماعت قسم کھا کر نکلے گی اور وہ بھی شہید ہو جائے گی اور حضرت امام مہدی تھوڑی سی جماعت کے ساتھ اپنی قیام گاہ پر واپس تشریف لے آئیں گے۔ پھر حضرت امام مہدی رسد گاہ کی محافظہ جماعت کو لے کر دشمن سے پھر نبرد آزما ہوں گے۔ یہ جماعت تعداد میں بہت کم ہوگی مگر خداوند کریم ان کو فتح مبین عطا فرمائے گا۔ عیسائی اس قدر قتل ہوں گے کہ باقیوں کے دماغ سے حکومت کی نوکھل جائے گی اور بے سرو سامان ہو کر نہایت ذلت و رسوائی کے ساتھ بھاگ جائیں گے۔ مسلمان ان کا تعاقب کر کے بہتوں کو جہنم رسید کر دیں گے۔ اس کے بعد حضرت امام مہدی بے انتہا انعام و اکرام اس میدان کے شیروں و جانباڑوں پر تقسیم فرمائیں گے مگر اس مال سے کسی کو خوشی حاصل نہ ہوگی کیونکہ اس جنگ کی بدولت بہت سے خاندان و قبیلے ایسے ہوں گے جن میں فی صدی صرف ایک ہی آدمی بچا ہوگا۔ اس کے بعد حضرت امام مہدی

بلادِ اسلام کے نظم و نسق اور فرائض و حقوق العباد کی انجام دہی میں مصروف ہوں گے۔ چاروں طرف اپنی فوجیں پھیلا دیں گے اور ان مہمات سے فارغ ہو کر فتحِ قسطنطنیہ کے لیے روانہ ہو جائیں گے۔ بحیرہ روم کے کنارے پر پہنچ کر قبیلہ بنو اطلق کے ستر ہزار بہادروں کو کشتیوں پر سوار کر کے اس شہر کی خلاصی کے لیے جس کو آج کل استنبول کہتے ہیں مقرر فرمائیں گے۔ جب یہ فصیل شہر کے قریب پہنچ کر نعرہٴ تعبیر بلند کریں گے تو اس کی فصیل نامِ خدا کی برکت سے یکایک گر جائے گی۔ مسلمان ہلہ کر کے شہر میں داخل ہو جائیں گے۔ سرکشوں کو ختم کر کے ملک کا انتظام نہایت عدل و انصاف کے ساتھ کریں گے۔ ابتدائی بیعت سے اس وقت تک چھ سات سال کا عرصہ گزرے گا۔ امام مہدی ملک کے بندوبست ہی میں مصروف ہوں گے کہ افواہ اڑے گی کہ دجال نکل آیا اور مسلمانوں کو تباہ کر رہا ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی حضرت امام مہدی ملک شام کی طرف واپس ہوں گے اور اس خبر کی تحقیق کے لیے پانچ یا نو سوار جن کے حق میں حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں ان کے ماں باپوں و قبائل کے نام اور ان کے گھوڑوں کا رنگ جانتا ہوں۔ وہ اس زمانے کے روئے زمین کے آدمیوں سے بہتر ہوں گے۔ لشکر کے آگے بطور طیلحہ روانہ ہو کر معلوم کر لیں گے کہ یہ افواہ غلط ہے۔ پس امام مہدی مجتہد کو چھوڑ کر ملک کی خبر گیری کی غرض سے آہستگی اختیار فرمائیں گے۔ اس میں کچھ عرصہ نہ گزرے گا کہ دجال ظاہر ہو جائے گا اور قتل اس کے کہ وہ دمشق پہنچے حضرت امام مہدی دمشق آچکے ہوں گے اور جنگ کی پوری تیاری و ترتیب فوج کر چکے ہوں گے۔ ایک دن لوگ نماز فجر کی تیاری میں ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کاندھوں پر نگلیہ لگائے ہوئے آسمان سے دمشق کی مرکزی جامع مسجد کے مشرقی منارہ پر جلوہ افروز ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، امام مہدی سے ملاقات فرمائیں گے۔ امام مہدی نہایت تواضع و خوش خلقی سے آپ کے ساتھ پیش آئیں گے اور فرمائیں گے: یا نبی اللہ! امامت کیجیے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے کہ امامت تم ہی کو کیونکہ تمہارے بعض، بعض کے لیے امام ہیں اور یہ عزت اسی امت کو خدا نے دی ہے پس امام مہدی نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اقتدا کریں گے۔ نماز سے فارغ ہو کر امام مہدی پھر حضرت عیسیٰ سے کہیں گے کہ یا نبی اللہ! اب لشکر کا انتظام آپ کے سپرد ہے جس طرح چاہیں انجام دیں۔ وہ فرمائیں گے نہیں یہ کام بدستور آپ ہی کے تحت میں رہے گا۔ میں تو صرف قتلِ دجال کے واسطے آیا ہوں جس کا مارا جانا

میرے ہی ہاتھ سے مقدر ہے۔

تمام زمین حضرت امام مہدی علیہ السلام کے عدل و انصاف سے (بھر جائے گی) منور و روشن ہو جائے گی۔ ظلم و بے انصافی کی سب کچھ ہوگی۔ تمام لوگ عبادت و طاعت الہی میں سرگرمی سے مشغول ہوں گے۔ آپ کی خلافت کی میعاد تقریباً نو سال ہوگی۔ واضح رہے کہ سات سال عیسائیوں اور دیگر قوتوں اور ملک کے انتظام میں، آٹھواں سال یہودیوں اور دجال کے ساتھ جنگ و جدال میں اور نوواں سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں گزرے گا۔ اس حساب سے آپ کی عمر 49 سال کی ہوگی۔ بعد ازاں امام مہدی علیہ السلام کی وفات ہو جائے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے جنازے کی نماز پڑھا کر انھیں بیت المقدس دفن فرمائیں گے۔ اس کے بعد تمام چھوٹے بڑے انتظامات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں آ جائیں گے۔“ (رسالہ علامات قیامت مؤلفہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہ)

یہ سب علامات ایسی ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے ساتھ مختص ہیں۔ جن میں سے ایک بھی آنجہانی مرزا قادیانی کے وقت میں نہیں پائی گئی۔



حضرت امام مہدیؑ اور مرزا قادیانی میں مشابہت؟؟؟

مرزا قادیانی کا نام، کنیت، ماں کا نام اور باپ کا نام وغیرہ حضرت مہدیؑ سے بالکل مختلف ہے۔ اس کا حلیہ، حالاتِ زندگی اور سیرت حضرت مہدیؑ سے بالکل مختلف اور الٹ تھی۔ احادیث مبارکہ کی رو سے حضرت مہدیؑ اولادِ فاطمہؑ میں سے ہوں گے جبکہ مرزا قادیانی مغل برلاس قوم سے تعلق رکھتا تھا۔ حضرت مہدیؑ کی والدہ محترمہ کا نام آمنہؑ جبکہ مرزا قادیانی کی ماں کا نام چراغ بی بی تھا جبکہ وہ علاقے میں کھسیٹی کے نام سے مشہور تھی۔ حضرت مہدیؑ کے والد محترم کا نام عبداللہ ہوگا جبکہ مرزا قادیانی کے باپ کا نام غلام مرتضیٰ تھا جو قادیانی روایات کے مطابق انگریزوں کا ٹاؤٹ اور بے نمازی تھا۔ حضرت مہدی خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہوں گے تو مسلمانوں کی ایک جماعت آپ کو پہچان لے گی اور آپ سے بیعت کرے گی۔ بیعت کے وقت آسمان سے یہ آواز آئے گی۔ ہذا خلیفہ اللہ المہدی فاستمعوا لہ واطیعوا۔ اس کے برعکس مرزا قادیانی نے ساری زندگی مکہ کا رخ نہ کیا۔ کبھی خواب میں بھی کعبہ اللہ کی زیارت نصیب نہیں ہوئی بلکہ جب مرزا قادیانی نے 23 مارچ 1889ء میں ہوشیارپور میں اپنے چیلوں سے اپنے مہدی ہونے کی بیعت لی تو اس وقت آسمان سے یہ ندا آئی ہوگی ہذا خلیفہ الشیطان فلا تسمعوا لہ ولا تطیعوا۔ پوری دنیا کے تمام مشائخ عظام و علمائے کرام اور عام مسلمانوں نے مرزا قادیانی کے اس جھوٹے دعویٰ اور اس کے کفریہ عقائد و عزائم کی تکذیب کی اور متفقہ طور پر اسے مرتد، زندقہ اور واجب التحمل قرار دیا۔ مکہ معظمہ کے ساتھ ساتھ تمام اسلامی ملکوں میں مرزا قادیانی کے دعویٰ مہدویت کی تکذیب کی تشہیر کی گئی کہ امام مہدی ملک عرب کے والی حکومت ہوں گے۔ جبکہ مرزا قادیانی عرب کا بادشاہ تو کجا؟ قادیان کا نمبر دار بھی نہ تھا۔

ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کی روایت میں ہے کہ امام مہدی کی بیعت بین الرکن والقام ہوگی۔ یعنی خانہ کعبہ کے رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان ہوگی۔ لوگ ان کی بیعت کرنا چاہیں گے اور وہ بیعت لینے سے ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کریں گے۔ لیکن پھر لوگوں کے اصرار سے بیعت لیں گے اور جہاد قائم کریں گے۔

ادھر مرزا قادیانی کو دیکھیے کہ خود لوگوں کے پیچھے پڑا رہا کہ مجھے امام مانو اور میری بیعت کرو جبکہ جہاد کے متعلق کہا کہ وہ اب موقوف ہے جو اس کا نام لے گا، وہ کافر ہے۔

اس حدیث کے رو سے جب امام مہدی علیہ الرضوان کی بیعت کا رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان واقع ہونا مسلم ہے تو معلوم ہوا کہ امام مہدی طواف کعبہ بھی کریں گے۔ لیکن دوسری طرف دیکھو تو مرزا قادیانی کو حج ہی نصیب نہیں ہوا۔ ساری عمر قادیان کے گول کمرے ہی میں بیعت لیتا رہا۔ خانہ کعبہ پہنچا نہ وہاں جا کر بیعت لی۔

دیگر یہ کہ حضرت امام مہدی بیعت جہاد کے لیے لیں گے۔ جیسا کہ ان کے بعد واقعات سے ثابت ہے۔ لیکن مرزا قادیانی محض بھری مریدی کے لیے بیعت لیتا رہا اور تحصیل زر کرتا رہا۔ جو ”حقیقت الوحی“ میں مذکور ہے اور اس طریق سے حاصل کردہ روپیہ زندقہ میں ذات خاص اور اپنے اہل و عیال کے مصارف میں خرچ کرتا رہا اور بعد موت کے اپنے وارثوں کے لیے چھوڑ گیا۔

مرزا قادیانی نے لکھا کہ حضرت مہدی کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی جس میں اس کے تین سو تیرہ اصحاب کا نام درج ہوگا۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (انجام آقہم صفحہ 325 تا 328 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 325 تا 328) میں اپنے 313 چیلوں کے نام لکھے جن میں 17 افراد ایسے تھے جو مدتوں پہلے فوت ہو چکے تھے۔ گویا اس وقت مرزا قادیانی کے ساتھ صرف 296 افراد تھے۔ اس مذکورہ فہرست کے سیریل نمبر 91، 93، 96، 99، 100، 107، 113، 132، 134، 147، 148، 169، 283، 286، 293، 295 اور نمبر 310 پر درج افراد مدتوں کے فوت شدہ تھے جو مرزا قادیانی نے بغیر کسی وجہ کے اپنی لسٹ میں شامل کر لیے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ اس فہرست کے سیریل نمبر 159 پر ڈاکٹر عبدالحکیم کا نام ہے جو پٹیاہ کی مشہور معروف شخصیت تھی اور تقریباً 25 سال تک مرزا قادیانی کے خاص الخاص اور

جلیل القدر مریدین میں شمار ہوتے رہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (ازالہ اوہام صفحہ 808 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 537) میں ڈاکٹر عبدالحکیم کا تعارف ان الفاظ میں کروایا ہے۔
 □ ”جی نی اللہ میاں عبدالحکیم خاں جوان صالح ہے۔ علامات رشد و سعادت اس کے چہرہ سے نمایاں ہیں۔ زیرک اور فہیم آدمی ہیں۔ انگریزی زبان میں عمدہ مہارت رکھتے ہیں۔ امید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کئی خدمات اسلام ان کے ہاتھ سے پوری کرے گا۔“

بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر صاحب کی رہنمائی کی اور ان کو شیخ ہدایت سے منور فرمایا۔ خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ ان سے اسلام کی خدمات لی جائیں۔ اس لیے ترک مرزائیت کے بعد ڈاکٹر صاحب نے نہایت تضحی کے ساتھ یہ اعلان کیا کہ مرزا قادیانی کاذب ہے، عیار ہے اور مرزا قادیانی میری زندگی میں ہی عبرتناک موت سے مرے گا۔ چنانچہ ان کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی اور مرزا قادیانی، ڈاکٹر صاحب کی زندگی میں ہی 1908ء میں عبرتناک موت سے ہمسار ہوا۔ مرزا قادیانی اور ڈاکٹر عبدالحکیم کے درمیان سب سے بڑی وجہ جو اختلافات کا باعث بنی، وہ یہ تھی کہ مرزا غلام احمد مسلمانوں کو کافر کیوں کہتا ہے؟ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔

□ ”حضرت مسیح موعود نے عبدالحکیم خاں کو جماعت (مرزائیہ) سے اس واسطے خارج کیا کہ وہ غیر احمدیوں کو مسلمان کہتا تھا۔“

(مکملہ الفصل صفحہ 49 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

مزید دلچسپ بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے مذکورہ چیلے قادیان میں کبھی ایک دقت میں اکٹھے نہیں ہوئے۔ 17 آدمی جو مردہ تھے، ان کو چھوڑ کر باقی 296 تو زندہ تھے، ان کے لیے قادیان میں جمع ہونا ممکن تھا۔ اگر وہ قادیان میں جمع نہیں ہوئے تو حدیث کی صداقت کیسے ہو سکتی ہے؟ اس کے علاوہ ایک اور دلیل سے مرزا قادیانی ہرگز مہدی نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ خود لکھتا ہے:
 □ ”سوسنت جماعت کا یہ مذہب ہے کہ امام محمد مہدی فوت ہو گئے ہیں اور آخری زمانہ میں انھیں کے نام پر ایک اور امام پیدا ہوگا۔ لیکن محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 458 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 344 از مرزا قادیانی)

ہمیں مرزا قادیانی کے الہامی حافظہ پر حیرت اور تعجب ہے کہ اس نے پہلے تو بڑے زور و شور اور وثوق سے اپنے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا مگر بعد میں اس سے انکاری ہو گیا۔ مرزا

قادیانی کی مندرجہ بالا عبارت میں کسی تاویل یا استعارہ کی گنجائش نہیں۔ قادیانیوں کے لیے شرم سے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ مرزا قادیانی خود لکھتا ہے کہ مہدی کا آنا صحیح نہیں ہے اور پھر خود ہی اس کا مدعی بن بیٹھا۔ سچ ہے کہ جب کسی کے دماغ میں فتنہ آ جاتا ہے تو اسے اگلی پچھلی تمام باتیں بھول جاتی ہیں۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی لکھتا ہے:

”اس شخص کی حالت ایک مخبطہ الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تافض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ 191 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 191 از مرزا قادیانی)
قارئین کرام! مرزا قادیانی اور حضرت مہدیؑ میں کوئی مماثلت یا مشابہت نہیں پائی جاتی البتہ مرزا قادیانی اور جھوٹے مہدی سوڈانی کے حالات وغیرہ میں کافی مماثلت پائی جاتی ہے۔ ملاحظہ کیجیے۔

- 1- مرزا قادیانی 1839ء میں پیدا ہوا جبکہ مہدی سوڈانی بھی اسی سال پیدا ہوا۔
- 2- مہدی سوڈانی نے 1889ء میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا جبکہ مرزا قادیانی نے بھی اسی سال مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔
- 3- مہدی سوڈانی کا نام محمد احمد تھا جبکہ مرزا قادیانی کا نام غلام احمد ہے۔ دونوں کے نام میں لفظ احمد مشترک ہے۔
- 4- مہدی کا ذب سوڈان میں پیدا ہوا جبکہ مرزا قادیانی قادیان میں۔
- 5- مہدی سوڈانی اپنے آپ کو عالم، فاضل اور مناظر سمجھتا تھا، جبکہ مرزا قادیانی بھی خود کو عالم، فاضل اور مناظر کہلواتا تھا۔
- 6- مہدی سوڈانی خوبصورت عورتوں کا شائق تھا جبکہ مرزا قادیانی بھی رات کو رنگین محفلیں سجاتا۔
- 7- البتہ ایک بات میں مہدی سوڈانی، مرزا قادیانی سے بڑھ کر ہے کہ مہدی سوڈانی کے پاس 3 لاکھ جان نثار فوج موجود تھی جبکہ مرزا قادیانی کے پاس صرف 313 جبکہ مردے نکال کر 296 خاص چیلے تھے۔ مہدی سوڈانی نے صرف مہدویت کا دعویٰ کیا جبکہ مرزا قادیانی نے مسیح موعود اور مہدی دونوں کا دعویٰ کیا۔ مہدی سوڈانی صحت مند اور کڑیل جسم کا مالک تھا جبکہ مرزا قادیانی بیمار یوں کا ہسپتال تھا۔



میں مہدی نہیں ہوں مرزا قادیانی کا اعتراف

آنجنابی مرزا غلام احمد قادیانی نے جب اپنے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تو لکھا: (141) ”وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مادہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الہی میں مقرر کیا گیا تھا، جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم ﷺ نے دی تھی، وہ میں ہی ہوں۔“

View Proof

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ 2 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 3، 4 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 893، 892 پر)

سچے مہدی کی نشانی یہ ہے کہ وہ عیسائیوں کی فوج سے جہاد کریں گے۔ اللہ تعالیٰ انھیں فتح مبین عطا فرمائے گا۔ اس جہاد میں عیسائی اس قدر قتل ہوں گے کہ باقیوں کے دماغ سے حکومت کی فکری نکل جائے گی اور وہ بے سرو سامان ہو کر نہایت ذلت و رسوائی کے ساتھ بھاگ جائیں گے۔ مسلمان ان کا تعاقب کرتے بہتوں کو جہنم رسید کر دیں گے۔ اس کے بعد حضرت مہدی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر دجال کی فوج کا مقابلہ کریں گے اور اسے شکست دیں گے۔ آپ کی خلافت کی معیاد آٹھ یا نو سال ہوگی۔ سات سال عیسائیوں کے فتنے کے خلاف، آٹھ سال دجال کے ساتھ جنگ و جدال اور نو سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں گزرے گا۔ مرزا قادیانی کو جب ان حقائق کا علم ہوا تو بے حد پریشان ہو گیا کہ کہیں اس کے دعویٰ مہدویت سے انگریز سرکار ناراض نہ ہو جائے۔ علاوہ ازیں انہی دنوں مہدی سوڈانی کے ہاتھوں انگریزوں کو سوڈان میں بڑی شرمناک شکست کا سامنا کرنا پڑا

تھا۔ مرزا قادیانی کے ایک مخالف نے انگریز حکومت کی توجہ ان کے دعویٰ مہدویت کی طرف دلا کر یہ الزام عائد کیا کہ وہ بھی مہدی سوڈانی کی طرح ”جہاد فی سبیل اللہ“ کریں گے۔ اس پر مرزا قادیانی کی بوکھلاہٹ قابل دید تھی۔ لہذا اس سے پہلے کہ انگریز بہادر مرزا قادیانی کے خلاف کوئی کارروائی کرتا، اس نے فوراً پینترا بدلا اور دعویٰ مہدویت سے تائب ہو گیا۔ مرزا قادیانی کی مندرجہ ذیل تحریریں ہر قادیانی کے لیے لمحہ فکریہ ہیں۔

۔ ہائے اس زود پشیمیاں کا پشیمیاں ہونا

مہدی کا وجود ایک فرضی وجود ہے

(142) ”یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ مسلمانوں کے قدیم فرقوں کو ایک ایسے مہدی کی انتظار ہے جو فاطمہؑ مادر حسینؑ کی اولاد میں سے ہوگا اور نیز ایسے مسیح کی بھی انتظار ہے جو اس مہدی سے مل کر مخالفان اسلام سے لڑائیاں کرے گا۔ مگر میں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ یہ سب خیالات لغو اور باطل اور جھوٹ ہیں اور ایسے خیالات کے ماننے والے سخت غلطی پر ہیں۔ ایسے مہدی کا وجود ایک فرضی وجود ہے جو نادانی اور دھوکا سے مسلمانوں کے دلوں میں جما ہوا ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ بنی فاطمہؑ سے کوئی مہدی آنے والا نہیں۔ اور ایسی تمام حدیثیں موضوع اور بے اصل اور بتاؤٹی ہیں جو عائشہؓ عباسیوں کی سلطنت کے وقت میں بتائی گئی ہیں۔“

(کشف الغطاء صفحہ 17 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 193 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 894 پر)

View Proof

میں کسی خونی مہدی کا قائل نہیں ہوں

(143) ”یہ سچ ہے کہ میں کسی ایسے مہدی ہاشمی قرشی خونی کا قائل نہیں ہوں جو دوسرے مسلمانوں کے اعتقاد میں بنی فاطمہؑ میں سے ہوگا اور زمین کو کفار کے خون سے بھر دے گا۔ میں ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھتا اور محض ذخیرہ موضوعات جانتا ہوں..... اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے، ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے

کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔“

(کتاب البریہ صفحہ 11 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 347 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 895 پر)

View Proof

مہدی کے بارے میں تمام حدیثیں ناقابل اعتبار ہیں

(144) ”میرا اور میری جماعت کا عقیدہ مہدی کی نسبت۔ مہدی اور مسیح موعود کے بارے

میں جو میرا عقیدہ اور میری جماعت کا عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اس قسم کی تمام حدیثیں جو مہدی کے آنے کے بارے میں ہیں ہرگز قابل وثوق اور قابل اعتبار نہیں ہیں۔“

(حقیقت المہدی صفحہ 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 429، 430 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 896، 897 پر)

View Proof

مہدی کفار سے جنگ کرے گا، یہ باتیں صحیح نہیں

(145) ”اور میں اس وقت اپنی محسن گورنمنٹ کو اطلاع دیتا ہوں کہ وہ مسیح موعود خدا سے

ہدایت یافتہ اور مسیح علیہ السلام کے اخلاق پر چلنے والا میں ہی ہوں..... اور اس امر سے قطعاً منکر

ہوں کہ آسمان سے اسلامی لڑائیوں کے لیے مسیح نازل ہوگا۔ اور کوئی شخص مہدی کے نام سے جو

بنی فاطمہ سے ہوگا بادشاہ وقت ہوگا اور دونوں مل کر خونریزیاں شروع کر دیں گے۔ خدا نے

میرے پر ظاہر کیا ہے کہ یہ باتیں ہرگز صحیح نہیں ہیں۔ راقم خاکسار، مرزا غلام احمد از قادیان۔“

(حقیقت المہدی صفحہ 6، 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 432، 433 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 898، 899 پر)

View Proof

نہ میں جہاد کا قائل اور نہ ایسے مہدی کو ماننے والا

(146) ”محمد حسین بٹالوی کا مجھے مہدی سوڈانی سے مشابہت دینا کس قدر گورنمنٹ کو دھوکا

دینا ہے۔ ظاہر ہے کہ نہ میں جہاد کا قائل اور نہ ایسے مہدی کو ماننے والا اور نہ ایسے کسی مسیح کے

آنے کا انتظار رکھتا ہوں جس کا کام جہاد اور خونریزی ہو تو پھر سوڈانی کو مجھ سے کیا مشابہت اور

مجھے اس سے کیا مناسبت..... گورنمنٹ عالیہ خوب دانا ہے۔ وہ کسی کا دھوکا کھا نہیں سکتی۔ لیکن چونکہ محمد حسین نے بارہا میرے پر یہ الزام لگایا ہے کہ گویا مہدی سوڈانی سے میرے حالات مشابہ بلکہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہیں اس لیے ضرور تھا کہ اس افترا کا میں جواب دیتا۔ خدائے تعالیٰ کا شکر ہے کہ منافقانہ کارروائیوں سے اس نے مجھے محفوظ رکھا ہے۔“

(حقیقت المہدی صفحہ 11 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 437 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 900 پر)

View Proof

میں وہ مہدی نہیں ہوں

(147) ”میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں وہ مہدی ہوں جو مصداق من ولد فاطمہ و من عترتی وغیرہ ہے۔“

(براہین احمدیہ فیملیہ حصہ پنجم صفحہ 186 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 356 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 901 پر)

View Proof

پہلے بھی مہدی آئے، ممکن ہے آئندہ بھی آئیں

(148) ”ہمیں اس بات کا اقرار ہے کہ پہلے بھی کئی مہدی آئے ہوں، اور ممکن ہے کہ آئندہ بھی آویں، اور ممکن ہے کہ امام محمد کے نام پر بھی کوئی مہدی ظاہر ہو۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 519 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 379 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 902 پر)

View Proof

مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں

(149) ”محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 457 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 344 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 903 پر)

View Proof

جھوٹ بولا ہے تو قائم بھی رہو اس پر ظفر
آدی کو صاحب کروار ہونا چاہیے

قادیانی کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا تحریریں مرزا قادیانی کے دعویٰ مہدویت سے پہلے کی ہیں۔ انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ بات تو ایک ہی ہے۔ ایک شخص مہدی کے تصور کا انکاری ہے اور پھر وہ خود مہدی ہونے کا دعویٰ کر دیتا ہے۔ ہمارے خیال میں مرزا قادیانی ”خونی مہدی“ تھا جیسا کہ اس کا کہنا ہے:

”خونی مہدی“

(150) ”آخری زمانہ میں ایک خونی مہدی ظاہر ہوگا۔“

(تختہ گولڑو یہ صفحہ 137 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 223 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 904 پر)

View Proof

(151) ”پھر بعد اس کے مجھے 18 مارچ 1905ء کو بخار ہوا۔ پیشاب نہایت شدید درد سے آتا تھا اور پیشاب کی راہ خون آنا شروع ہوا یہاں تک کہ بہت سا خون نکلا۔“
(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات طبع چہارم صفحہ 446 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 905 پر)

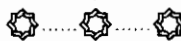
View Proof

(152) ”تھوڑی دیر کے بعد منشی الہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہوا۔ یریدون ان یرودا طمشک۔ یہ لوگ خون جیض تھہ میں دیکھنا چاہتے ہیں۔“
(اربعین نمبر 4 صفحہ 110 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 452 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 906 پر)

View Proof

(153) ”ایک مرتبہ میں قونج زحیری سے سخت بیمار ہوا اور سولہ دن پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے۔“
(حقیقۃ الوحی صفحہ 246 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 246 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 907 پر)

View Proof



دجال

دجال کے معنی ہیں حقیقت کو چھپانے والا، سب سے بڑا دھوکے باز اور چال باز۔ دجال کا مادہ دجل ہے جس کے معنی ہیں غلط ملط کر دینا، تلمس یعنی شیطانی چالوں سے دوسروں کو دھوکے اور التباس میں ڈالنا، طمع سازی کرنا، حقیقت کو چھپانا، جھوٹ بولنا اور غلط بیانی کرنا۔ گویا دجال میں یہ تمام منفی اوصاف پائے جاتے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں دجال سے مراد جھوٹا مسیح (اسح الدجال) ہے جو قیامت کی اہم نشانیوں میں سے ایک ہے۔ وہ آخری زمانے میں ظاہر ہوگا اور نبوت اور خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ دجال کی کئی علامات احادیث مبارکہ میں بیان ہوئی ہیں۔ ملاحظہ کیجیے:

”حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہم کو خطبہ دیا اور ایک لمبی تقریر فرمائی، اس میں دجال کا حال بھی بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا: جب سے اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کو پیدا کیا ہے، اس وقت سے اب تک دجال کے فتنے سے بڑھ کر کوئی فتنہ پیدا نہیں فرمایا۔ تمام انبیاء اپنی امتوں کو دجال سے خوف دلاتے رہے ہیں، چونکہ تمام انبیاء علیہم السلام کے آخر میں، میں ہوں، اور تم بھی آخری امت ہو اس لیے دجال تمہیں لوگوں میں پیدا ہوگا۔ اگر وہ میری زندگی میں ظاہر ہو جاتا تو میں تم سب کی جانب سے اس کا مقابلہ کرتا، لیکن چونکہ وہ میرے بعد ظاہر ہوگا اس لیے ہر شخص اپنے نفس کی جانب سے اپنا بچاؤ کر لے گا۔ اللہ میری جانب سے اس کا محافظ ہوگا۔ سنو! دجال شام و عراق کے مابین مقام خلد سے ہوگا اور اپنے دائیں بائیں ملکوں میں فساد پھیلانے گا۔ اے اللہ کے بندو! ایمان پر ثابت قدم رہنا۔ میں تم کو اس کی وہ حالت سناتا ہوں، جو مجھ سے پہلے کسی نے بھی بیان نہیں کی۔ پہلے تو وہ نبوت کا دعویٰ کرے گا، تو پھر کہے گا، میں خدا ہوں، (نعوذ باللہ) تم مرنے سے پہلے خدا کو نہیں دیکھ سکتے۔

پھر دجال کیسے خدا ہوا؟ اس کے علاوہ وہ کانا ہوگا تمہارا رب کانا نہیں۔ اس کی پیشانی پر ک، ف، ر، لکھا ہوگا، جسے ہر مومن عالم ہو یا جاہل سب پڑھ لیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”پس جب دجال دیرانے پر سے گزرے گا تو اسے حکم دے گا کہ اپنے خزانے نکال، تو اس کے خزانے اس کی ایسی اتباع کریں گے، جیسے شہد کی کھیاں اپنے سردار کی اتباع کرتی ہیں۔“ (مکلوۃ ترمذی جلد 2) اور اس کے ساتھ جنت اور دوزخ بھی ہوگی لیکن حقیقت میں وہ جنت، دوزخ ہوگی اور دوزخ، جنت ہوگی، تو جو شخص اس کی دوزخ میں ڈالا جائے، اسے چاہیے کہ سورہ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے تو وہ دوزخ اس کے لیے ایسا ہی باغ ہو جائے گی۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی۔ اس کا ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ وہ ایک دیہاتی سے کہے گا، کہ اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کر دوں، تو کیا مجھے تو خدا مانے گا؟ وہ کہے گا، ہاں، تو وہ شیطان اس کے ماں باپ کی صورت بنا کر آئیں گے، اور اس سے کہیں گے، کہ بیٹا اس کی اطاعت کرو، یہ تیرا رب ہے۔ اور ایک فتنہ یہ ہے کہ ایک شخص کو مار کر اور چیر کر اس کے دو ٹکڑے کر دے گا اور کہے گا دیکھو میں اس بندے کو اب ملاتا ہوں، تو کیا اس کے بعد بھی میرے علاوہ کوئی دوسرے خدا کو مانو گے؟ خدا تعالیٰ اس دجال کا فتنہ پورا کرنے کے لیے اسے دوبارہ زندہ کر دے گا۔ دجال اس سے پوچھے گا، تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہے گا کہ میرا رب اللہ ہے، اور تو خدا کا دشمن دجال ہے۔ خدا کی قسم اب تو مجھے تیرے دجال ہونے کا پورا یقین ہو گیا۔ اور دجال کا ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ قِيَامُ السَّعَاءِ فَتُغَمَّرُ وَالْأَرْضُ فَتُتْبِثُ دجال آسمان کو حکم کرے گا، تو میں برسائے گا، اور زمین کو حکم دے گا تو وہ سبزہ اگائے گی، اور اس روز چرنے والے جانور خوب موٹے تازے ہوں گے، کوئیں بھری ہوئی، تھن دودھ سے لبریز ہوں گے، سوائے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے کوئی خطہ زمین کا ایسا نہ ہوگا، جہاں دجال نہ پہنچا ہوگا، مکہ اور مدینہ میں داخل ہوتے وقت فرشتے اس کو ننگی تلواریں سے روکیں گے۔ دجال ایک چھوٹی سی سرخ پہاڑی کے قریب مقیم ہو جائے گا۔ حدیث پاک میں ہے کہ حضرت امام مہدیؑ ملک کے بند و بست میں ہی مصروف ہوں گے کہ انواہ اڑے گی کہ دجال نے مسلمانوں پر بتایا ڈال دی ہے۔ اس خبر کو سنتے ہی حضرت امام مہدیؑ ملک شام کی طرف تیاری فرمائیں گے، اور اس خبر کی تحقیق کے لیے پانچ یا نو سوار بھیجیں گے جن کے حق میں حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا: اِنِّیْ لَا عَرَفَ اَسْمَاءُ هُمْ وَ اَسْمَاءُ اَبَائِهِمْ وَ اَلْوَانُ خَبْرُ

لیہم) (مسلم شریف صفحہ 459) میں ان مجاہدین کے نام جانتا ہوں، اور ان کے باپ دادوں کے بھی نام جانتا ہوں، اور ان کے گھوڑوں کے رنگ بھی جانتا ہوں۔ وہ اس زمانے کے روئے زمین کے آدمیوں سے بہتر ہوں گے۔ وہ دجال کو کہیں نہ پائیں گے، اور واپس آ کر حضرت امام مہدی علیہ السلام کو خبر دیں گے کہ یہ افواہ غلط ہے۔ اور پھر کچھ دن بعد دجال ظاہر ہو جائے گا، دجال قوم یہود میں سے ہوگا، اس کے پیروکاروں کی اکثریت یہودی اور عورتیں ہوں گی۔ (مسند احمد) وہ نوجوان مرد ہوگا وہ بھاری بھرکم جسم سرخ رنگت کا مالک ہوگا۔ عوام میں اس کا لقب مسیح ہوگا، (صحیح بخاری و مسلم) وہ ایک آنکھ سے کانٹا ہوگا۔ (صحیح مسلم) اس کے بال چھوٹے اور تھکے رہا لے ہوں گے، سواری میں ایک بڑا گدھا ہوگا، اولاً اس کا ظہور ملک عراق و شام کے درمیان ہوگا، جہاں نبوت و رسالت کا دعویٰ کرتا ہوگا، پھر وہاں سے اصفہان چلا جائے گا (مسلم شریف) یہاں اس کے ہمراہ ستر ہزار یہودی ہوں گے۔ یہیں سے خدا کی دعویٰ کر کے چاروں طرف فساد برپا کرے گا، اور زمین کے اکثر مقامات پر گشت کر کے لوگوں سے اپنے آپ کو خدا منوائے گا۔ لوگوں کی آزمائش کے لیے خداوند کریم اس سے بڑے بڑے عجیب و غریب کام ظاہر کرائے گا (مسلم شریف) اس کی پیشانی پر لفظ (ک، ف، ر) لکھا ہوگا (بخاری) جس کی شناخت صرف اہل ایمان ہی کر سکیں گے۔ اس کے ساتھ ایک آگ ہوگی، جس کو دوزخ سے تعبیر کرے گا، اور ایک باغ ہوگا، جس کو جنت کہے گا۔ مخالفین کو آگ میں اور موافقین کو جنت میں ڈالے گا، (صحیح بخاری) اس کے پاس کھانے پینے کی چیزوں کا بہت بڑا ذخیرہ ہوگا، جس کو چاہے گا، دے گا۔ جو فرقہ اس کا مخالف ہوگا، تو اس سے اشیائے مذکورہ بند کر دے گا۔ اسی قسم کی بہت سی ایذائیں مسلمانوں کو پہنچائے گا، مگر خدا کے فضل سے اللہ کا ذکر اور تسبیح و تقدیس مسلمانوں کو کھانے پینے کا کام دے گی، (ابوداؤد) اس کے ظاہر ہونے سے دو سال پہلے قطرہ چکا ہوگا، اور تیسرے سال دورانِ قطرہ ہی اس کا ظہور ہوگا، (ابوداؤد) زمین کے مدفون خزانے اس کے حکم سے اس کے ہمراہ ہو جائیں گے، (صحیح مسلم) بعض آدمیوں سے کہے گا: میں تمہارے ماں باپ کو زندہ کر سکتا ہوں، اس لیے تم کو چاہیے کہ میری یہ قدرت دیکھ کر میری خدائی کا یقین کر لو۔ اور اسی حالت میں بہت سے ممالک پر اس کا گزر ہوگا، یہاں تک کہ وہ جب سرحدِ یمن میں پہنچے گا، اور بہت سے بددین لوگ اس کے ساتھ ہو جائیں گے، تو وہاں سے واپس ہو کر مکہ مکرمہ کے قریب مقیم ہو جائے گا، مگر محافظ فرشتوں کی وجہ سے مکہ

شریف میں داخل نہ ہو سکے گا، (صحیح مسلم و بخاری شریف) اور پھر مدینہ منورہ کا رخ کرے گا، اس وقت مدینہ منورہ کے سات دروازے ہوں گے، (صحیح بخاری) ہر دروازے کی محافظت کے لیے خداوند کریم دو دفرشتے متعین فرمائے گا، جن کے ڈر سے دجال کی فوج مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو سکے گی۔ اور مدینہ منورہ میں تین دفعہ زلزلے آئیں گے، جس کی وجہ سے بدعتیہ منافق لوگ خوف کی وجہ سے شہر سے نکل کر دجال کے پھندے میں پھنس جائیں گے۔ اس وقت مدینہ منورہ سے ایک بزرگ دجال سے مناظرہ کرنے کے لیے نکلیں گے اور دجال سے کہیں گے کہ تو وہی دجال ملعون ہے، جس کی ہم کو اللہ کے محبوب پاک ﷺ نے خبر دی تھی، تو دجال غصہ میں آ کر اس بزرگ کو آڑے سے چر کر اس کے دو ٹکڑے علیحدہ علیحدہ پھینک دے گا، اور پھر اپنے دعویٰ خدائی کا لوگوں کو یقین دلانے کے لیے اس کو یعنی اس بزرگ کے ٹکڑوں کو پھر زندہ کر دے گا، لیکن وہ بزرگ پھر زندہ ہونے کے بعد دجال کو کہیں گے کہ اب تو مجھ کو پورا یقین ہو گیا ہے کہ تو وہی مردود دجال ہے۔ دجال پھر غصہ میں آ کر اس بزرگ کو پھر ذبح کرنے کا حکم دے گا، لیکن اب ناکام ہوگا۔ پھر وہ اس بزرگ کو اپنی تیاری ہوئی دوزخ میں ڈال دے گا، لیکن وہ آگ خداوند کریم کی قدرت سے آپ کے لیے مگرار بن جائے گی، اس کے بعد دجال کسی بھی مردہ کو زندہ کرنے کی قدرت نہ پائے گا، پھر یہاں سے ملک شام کی طرف روانہ ہو جائے گا، اور اس کے وہاں جانے سے پہلے حضرت امام مہدی علیہ السلام دمشق آچکے ہوں گے، اور دجال کے ساتھ جنگ کرنے کی تیاری کی، یعنی ترحیب فوج اور جنگی سامان تقسیم کریں گے کہ ایک دن لوگ نماز کی تیاری میں ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کندھوں پر نکلے کیے آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی مینارہ پر جلوہ افروز ہوں گے اور حضرت امام مہدی سے ملاقات فرمائیں گے، (صحیح مسلم شریف) اور امام مہدی نہایت انکساری اور خوش خلقی کے ساتھ آپ سے پیش آئیں گے، (مسلم شریف) اور فرمائیں گے، یا نبی اللہ! امامت کیجیے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے کہ امامت تمہیں کرو، کیونکہ یہ عزت اسی امت کو خدا نے دی ہے۔ پس حضرت امام مہدی نماز پڑھائیں گے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ نماز سے فارغ ہو کر حضرت امام مہدی علیہ السلام پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہیں گے کہ یا نبی اللہ! اب لشکر کا انتظام آپ کے سپرد ہے جس طرح آپ چاہیں، انجام دیں۔ وہ فرمائیں گے یہ کام آپ ہی انجام دیں، میں تو صرف

دجال کو قتل کرنے کے لیے آیا ہوں، جس کا مارا جانا میرے ہی ہاتھ سے مقدر ہے۔ جب رات گزر جائے گی، تو صبح کو حضرت امام مہدی علیہ السلام فوج لے کر میدان جنگ میں تشریف لائیں گے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے، کہ میرے لیے گھوڑا اور نیزہ لاؤ، تاکہ اس ملعون کے شر سے زمین کو پاک کر دوں۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوج دجال کے لشکر پر حملہ آور ہوگی، اور خوب گھمسان کی جنگ ہوگی۔ اس وقت دم عیسوی میں یہ خاصیت ہوگی کہ جہاں تک آپ کی نظر جائے گی، ہاں تک ہی دم عیسوی مار کرے گی (مسلم شریف) اور جس کافر تک آپ کا سانس پہنچے گا تو وہ وہیں نیست و نابود ہو جایا کرے گا۔ دجال آپ کے مقابلہ سے بھاگے گا، آپ اس کا تعاقب کریں گے، اور مقام لد میں جالیں گے، اور نیزے سے اس کا کام تمام کر کے لوگوں پر اس کی ہلاکت کا اظہار کریں گے۔ کہتے ہیں، کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو قتل نہ بھی کرتے، تو بھی وہ آپ کے سانس سے اس طرح پکھل جاتا، جیسے نمک پانی میں۔ (صحیح مسلم، ابن ماجہ)

اسلامی فوج دجال کے لشکر کے قتل و غارت کرنے میں مشغول ہو جائے گی، اور ان یہودیوں کو جو دجال کے لشکر میں ہوں گے ان کو اس وقت کوئی چیز پناہ نہ دے گی، یہاں تک کہ اگر شام کے وقت کسی پتھر یا درخت کی آڑ میں ان میں سے کوئی چھپا ہوگا، تو وہ درخت اور پتھر بھی آواز دے گا، کہ اے خدا کے بندو! اس یہودی کو پکڑو، اور اس کو قتل کرو، مگر درخت غرقہ ان کو پناہ دے کر چھپائے رکھے گا۔ زمین پر دجال کے شر و فساد کا زمانہ چالیس روز تک رہے گا، (ترمذی) جن میں ایک دن ایک سال کے برابر، ایک دن ایک مہینہ کے برابر، ایک دن ایک ہفتہ کے برابر، باقی دن عام دنوں کے برابر ہوں گے۔ دجال کا قتل ختم ہونے کے بعد حضرت امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن شہروں میں دجال نے فساد پھیلا رکھا تھا، دورہ فرمائیں گے۔ دجال سے تکلیف اٹھائے ہوئے لوگوں کو خدا کے یہاں اجر عظیم ملنے کی خوشخبری دے کر دلاسا تو ملی دیں گے، اور اپنے انعام و اکرام سے ان کے دنیاوی نقصانات کی تلافی کریں گے۔

خروج دجال کے متعلق عقیدہ رکھنا کتنا اہم اور فتنہ دجال کی ہمارے دینی لڑ بچہ میں کتنی اہمیت ہے، اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ حدیث کی تمام مستند کتابوں میں اس کا ذکر کواتر سے موجود ہے۔ امام بخاری نے دجال پر ایک خصوصی باب مختص کیا ہے اور صحیح

بخاری میں 51 مرتبہ دجال کا ذکر آیا ہے۔ صحیح مسلم میں بھی دجال پر ایک باب قائم ہے اور صحیح مسلم میں لفظ دجال 65 مرتبہ مذکور ہے۔ سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی میں بھی دجال پر ابواب موجود ہیں اور ان دونوں مجموعہ ہائے احادیث میں لفظ دجال بالترتیب 28 اور 33 مرتبہ آیا ہے۔ سنن ابن ماجہ میں لفظ دجال 18 مرتبہ، مسند احمد میں 206 مرتبہ، مؤطا امام مالک میں 5 مرتبہ آیا ہے۔ امام ابو یعلیٰ، امام یزار، امام طبری، امام ابن ماجہ، امام بیہقی رحمہم اللہ کے اپنے اپنے مرتب کردہ مجموعہ ہائے احادیث میں دجال کا لفظ اتنی بار مذکور ہے کہ اس کی حیثیت ایک ذخیرے کی سی ہے اور ان کا شمار کرنا تقریباً ناممکن امر ہے۔ امام حاکم، امام قرطبی، نعیم بن حماد، ابن کثیر، علامہ برزنجی اور شیخ یوسف مقدسی کے مرتب کردہ مجموعہ ہائے احادیث میں بھی دجال سے متعلق کثرت سے روایات موجود ہیں۔



دجال، مرزا قادیانی کی نظر میں

حضور نبی کریم ﷺ کی توہین

(154) ”ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبہو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یا جوج ماجوج کی عیث تک وحی الہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کما عی ظاہر فرمائی گئی ہو اور صرف امثلہ قریبہ اور صور متشابہ اور امور متشاکلہ کے طرز بیان میں جہاں تک غیب محض کی تفہیم بذریعہ انسانی قوتی کے ممکن ہے، اجمالی طور پر سمجھایا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 473 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 473 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 908 پر)

View Proof

اس کے یہ معنی ہوئے کہ (نعوذ باللہ) جس بات کو حضور سید المرسلین ﷺ نہ سمجھ سکے تھے، مرزا قادیانی ملعون پر اس کی حقیقت کاملہ باوجود فاسد الایمان، ناقص العلم والعمل، مجسمہ امراض، تارک صلوٰۃ، تارک صوم، تارک زکوٰۃ، تارک حج، منکر جہاد، عیش کوشی، دنیا طلبی، صلیب پرستی، میلہ کذاب اور اس قماش کے دوسرے دجالوں کے نمونوں کی موجودگی کے باعث موبہو منکشف ہو گئی تھی۔ مرزا قادیانی پر دجال کی حقیقت کاملہ کا جو موبہو انکشاف ہوا، اس کی حقیقت مندرجہ ذیل مرزائی خرافات سے ظاہر ہوگی۔

دجال کا گدھا اور ریل گاڑی

(155) ”ایک بڑی بھاری علامت دجال کی اس کا گدھا ہے جس کے بین الاذنین کا اندازہ متر باع کیا گیا ہے اور ریل کی گاڑیوں کا اکثر اسی کے موافق سلسلہ طولانی ہوتا ہے اور اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ وہ دخان کے زور سے چلتی ہیں جیسے بادل ہوا کے زور سے تیز حرکت کرتا ہے۔ اس جگہ ہمارے نبی ﷺ نے کھلے کھلے طور پر ریل گاڑی کی طرف اشارہ فرمایا ہے چونکہ یہ عیسائی قوم کا ایجاد ہے جن کا امام و مقتدا یہی دجالی گروہ ہے۔ اس لیے ان گاڑیوں کو دجال کا گدھا قرار دیا گیا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 398 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 493 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 909 پر)

View Proof

دجال..... پادریوں کا گروہ

□ ”پاپا ثبوت پہنچ گیا کہ مسیح دجال جس کے آنے کی انتظار تھی، یہی پادریوں کا گروہ ہے جو مڑی کی طرح دنیا میں پھیل گیا ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 496 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 366 از مرزا قادیانی)

دجال..... اس زمانہ کے پادری

□ ”میرا مذہب یہ ہے کہ اس زمانہ کے پادریوں کی مانند کوئی اب تک دجال پیدا نہیں ہوا اور نہ قیامت تک پیدا ہوگا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 488 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 362 از مرزا قادیانی)

دجال سے مراد جھوٹوں کا گروہ

□ ”لغت میں دجال جھوٹوں کے گروہ کو کہتے ہیں جو باطل کو حق کے ساتھ مخلوط کر دیتے ہیں اور خلق اللہ کے گمراہ کرنے کے لیے مکر اور تلبیس کو کام میں لاتے ہیں۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 362 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 362 از مرزا قادیانی)

دجال..... خدا کے کلام میں تحریف کرنے والا

□ ”دجال کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ جو شخص دھوکہ دینے والا اور گمراہ کرنے والا اور خدا کے کلام کی تحریف کرنے والا ہو اس کو دجال کہتے ہیں۔ سو ظاہر ہے کہ پادری لوگ اس کام میں سب سے بڑھ کر ہیں..... پس اسی وجہ سے وہ دجال اکبر ہیں اور خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق دوسرے کسی دجال کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں کیونکہ لکھا ہے کہ دجال گر جا سے نکلے گا اور جس قوم میں سے ہوگا، وہ قوم تمام دنیا میں سلطنت کرے گی۔“
(حقیقۃ الوحی صفحہ 456 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 456 از مرزا قادیانی)

دجال سے مراد..... با اقبال قومیں

□ ”ہمارے نزدیک ممکن ہے کہ دجال سے مراد با اقبال قومیں ہوں اور گدھا ان کا بھی ریل ہو جو مشرق اور مغرب کے ملکوں میں ہزار ہا کوسوں تک چلتے دیکھتے ہو۔“
(ازالہ اوہام صفحہ 174 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 174 از مرزا قادیانی)

دجال سے مراد..... عیسائیت کا بھوت

□ ”اس شیطان (دجال) کا نام دوسرے لفظوں میں عیسائیت کا بھوت ہے۔ یہ بھوت آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں عیسائی گر جا میں قید تھا اور صرف حبارہ کے ذریعہ سے اسلامی اخبار معلوم کرتا تھا۔ پھر قرونِ ملاح کے بعد بموجب خبر انجیل علیہم السلام کے اس بھوت نے رہائی پائی اور ہر روز اس کی طاقت بڑھتی گئی، یہاں تک کہ تیرھویں صدی ہجری میں بڑے زور سے اس نے خروج کیا۔ اسی بھوت کا نام دجال ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے اور اسی بھوت سے خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کے اخیر میں ولا الضالین کی دعائیں ڈرایا ہے۔“
(حقیقۃ الوحی صفحہ 45 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 45 از مرزا قادیانی)

پادری سب سے بڑے دجال

□ ”یہ بات کسی پہلو سے درست نہیں ٹھہر سکتی کہ حال کے پادریوں کے سوا کوئی

اور بھی دجال ہے جو ان سے بڑا ہے کیونکہ جبکہ خدا نے اپنی پاک کلام میں سب سے بڑا بھی دجال بیان فرمایا ہے تو نہایت بے ایمانی ہوگی کہ خدا کی کلام کی مخالفت کر کے کسی اور کو بڑا دجال ٹھہرایا جائے۔“

(انجام آتھم صفحہ 47 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 47 از مرزا قادیانی)

دجال اکبر..... پادریوں کا فتنہ

□ ”قرآن نے تو اپنے صریح لفظوں میں دجال اکبر پادریوں کو ٹھہرایا اور ان کے دجل کو ایسا عظیم الشان دجل قرار دیا کہ قریب ہے جو اس سے زمین و آسمان کھڑے کھڑے ہو جائیں، اور حدیث نے مسیح موعود کی حقیقی علامت یہ بتلائی کہ اس کے ہاتھ پر کسر صلیب ہوگا اور وہ دجال اکبر کو قتل کرے گا۔ ہمارے نادان مولوی نہیں سوچتے کہ جبکہ مسیح موعود کا خاص کام کسر صلیب اور قتل دجال اکبر ہے، اور قرآن نے خبر دی ہے کہ وہ بڑا دجل اور بڑا فتنہ جس سے قریب ہے کہ نظام اس عالم کا درہم برہم ہو جائے اور خاتمہ اس دنیا کا ہو جائے، وہ پادریوں کا فتنہ ہے تو اس سے صاف طور پر کھل گیا کہ پادریوں کے سوا اور کوئی دجال اکبر نہیں ہے اور جو شخص اب اس فتنہ کے ظہور کے بعد اور کی انتظار کرے، وہ قرآن کا مکذب ہے۔“

(انجام آتھم صفحہ 47 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 47 از مرزا قادیانی)

دجال معبود..... پادریوں کا گروہ

□ ”پس ظاہر ہے کہ یہ کرکچن قوموں اور تہذیب کے حامیوں کی جانب سے وہ ساحرانہ کارروائیاں ہیں اور سحر کے اس کامل درجہ کا نمونہ ہے جو بجز اول درجہ کے دجال کے جو دجال معبود ہے اور کسی سے ظہور پذیر نہیں ہو سکتیں۔ لہذا انہی لوگوں کو جو پادری صاحبوں کا گروہ ہے، دجال معبود ماننا پڑا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 365 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 365 از مرزا قادیانی)

دجال..... شیطان کا اسم اعظم

□ ”سبح الدجال جس کا ترجمہ ہے کہ خلیفہ ابلیس کیونکہ دجال ابلیس کے ناموں میں سے ایک نام ہے جو اس کا اسم اعظم ہے..... اور یہی ہمارا مذہب ہے کہ دراصل دجال شیطان کا اسم اعظم ہے جو بمقابلہ خدا تعالیٰ کے اسم اعظم کے ہے جو اللہ الحي القيوم ہے۔ اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ نہ حقیقی طور پر دجال یہود کو کہہ سکتے ہیں نہ نصاریٰ کے پادریوں کو اور نہ کسی اور قوم کو، کیونکہ یہ سب خدا کے عاجز بندے ہیں۔“

(تحفہ کلڈویہ صفحہ 182، 183 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 268، 269 از مرزا قادیانی)

شیطان..... دجال

□ ”قرآن شریف اُس شخص کو جس کا نام حدیثوں میں دجال ہے، شیطان قرار دیتا ہے جیسا کہ وہ شیطان کی طرف سے حکایت کر کے فرماتا ہے قَالَ أَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يَبْعَثُونَ قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ۔ یعنی شیطان نے جناب الہی میں عرض کی کہ میں اس وقت تک ہلاک نہ کیا جاؤں جب تک کہ وہ مُردے جن کے دل مر گئے ہیں، دوبارہ زندہ ہوں۔ خدا نے کہا کہ میں نے تجھے اُس وقت تک مہلت دی۔ سو وہ دجال جس کا حدیثوں میں ذکر ہے، وہ شیطان ہی ہے جو آخر زمانہ میں قتل کیا جائے گا۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ 41 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 41 از مرزا قادیانی)

ناس سے مراد..... دجال

□ ”اسی کی طرف قرآن شریف کی اس ترحیب کا اشارہ ہے کہ وہ الحمد للہ رب العلمین سے شروع کیا گیا اور اس آیت پر ختم کیا گیا ہے۔ الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس۔ پس لفظ ناس سے مراد اس جگہ بھی دجال ہے۔“

(ایام الصلح صفحہ 70 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 296 از مرزا قادیانی)

مکرم قارئین! دجال کے بارے میں آپ نے مرزا قادیانی کی تضاد بیانیوں ملاحظہ کیں۔ اس تناقض کے بارے میں اس کا کہنا ہے۔

پر لے درجے کا جاہل

□ ”جو پر لے درجہ کا جاہل ہو، جو اپنے کلام میں متناقض بیانوں کو جمع کرے اور اس پر اطلاع نہ رکھے۔“

(ست جہن صفحہ 29 (حاشیہ) مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 141 از مرزا قادیانی)

یہ مختلف بیانات ہیں جو مرزا قادیانی پر تعلیمات اسلام سے روگردان ہونے کے بعد ٹپٹی ٹپٹی کے فیضانِ الفا سے منکشف ہوئے۔

دجال ایک جماعت ہے..... منہم

□ ”ہم پہلے اس سے قرآن شریف سے بھی ثابت کر چکے ہیں کہ دجال ایک گروہ کا نام ہے نہ یہ کہ کوئی ایک شخص اور اس حدیث مذکورہ بالا میں جو دجال کے لیے جمع کے صیغے استعمال کیے گئے ہیں جیسے یختلون اور یلبسون اور یفترون اور یجثرون اور اولشک اور منہم یہ بھی بآواز بلند پکار رہے ہیں کہ دجال ایک جماعت ہے نہ ایک انسان۔“
(تختہ گلاویہ صفحہ 150 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 236 از مرزا قادیانی)

میری جماعت..... منہم

□ ”جو مسیح موعود کی جماعت ہے جن کی نسبت قرآن شریف فرماتا ہے واخرین منہم لما یدحقوا بہم۔“
(تختہ گلاویہ صفحہ 132 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 218 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کی دجالیت..... حدیث میں تحریف

مرزا قادیانی اپنی کتاب ”تختہ گلاویہ“ میں لکھتا ہے:
(156) ”وہ احادیث واضحہ جو قرآن کی منشاء کے موافق دجال کی حقیقت ظاہر کرتی ہیں، وہ اگرچہ بہت ہیں مگر ہم اس جگہ بطور نمونہ ایک اُن میں سے درج کرتے ہیں۔“

وہ حدیث یہ ہے:- یخرج فی اخر الزمان دجال یختلون الدنیا بالدين.

یلبسون للناس جلود الضان من الدين. المستهم احلی من العسل و قلوبهم قلوب الذیاب یقول اللہ عز وجل ابی یفترون ام علی یجترون. حتی حلف لابعثن علی اولئک منهم فتنه. (الخ) (کنز العمال جلد نمبر 7 صفحہ 174)۔ یعنی آخری زمانہ میں دجال ظاہر ہوگا وہ ایک مذہبی گروہ ہوگا جو زمین پر جا بجا خروج کرے گا اور وہ لوگ دنیا کے طالبوں کو دین کے ساتھ فریب دیں گے یعنی ان کو اپنے دین میں داخل کرنے کے لئے بہت سامان پیش کریں گے اور ہر قسم کے آرام اور لذات دنیوی کی طرح دیں گے اور اس غرض سے کہ کوئی اُن کے دین میں داخل ہو جائے، بھیڑوں کی پوتیں پہن کر آئیں گے۔ اُن کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہوں گی اور ان کے دل بھیڑیوں کے دل ہوں گے اور خدائے عزوجل فرمائے گا کہ کیا یہ لوگ میرے علم پر مغرور ہو رہے ہیں کہ میں اُن کو جلد تر نہیں پکڑتا اور کیا یہ لوگ میرے پر افترا کرنے میں دلیری کر رہے ہیں یعنی میری کتابوں کی تحریف کرنے میں کیوں اس قدر مشغول ہیں۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں انہی میں سے اور انہی کی قوم میں سے ان پر ایک فتنہ برپا کروں گا۔ دیکھو کنز العمال جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 174۔ اب تلاؤ کہ کیا اس حدیث سے دجال ایک شخص معلوم ہوتا ہے اور کیا یہ تمام اوصاف جو دجال کے لکھے گئے ہیں، یہ آج کل کسی قوم پر صادق آ رہی ہیں یا نہیں؟“

(تحدہ کولڈویہ صفحہ 149، 150 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 235، 236، از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 911، 910 پر) **View Proof**

مذکورہ عبارت میں مرزا قادیانی کی دجالت ملاحظہ کریں کہ اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث نقل کی ہے جس میں لفظ دجال تحریر کیا۔ حالانکہ حدیث مبارکہ کے اصل الفاظ میں لفظ رجال ہے۔ یہ حدیث مبارکہ کنز العمال میں درج ہے جس کے مرتب نے یہ حدیث مبارکہ جامع ترمذی سے لی ہے۔ یہ دونوں نسخے میرے پاس موجود ہیں۔ ان دونوں جگہ حدیث میں لفظ رجال استعمال ہوا ہے۔ مرزا قادیانی نے سوچا ہوگا کہ 15، 20 جلدوں پر مشتمل احادیث کے مجموعہ کنز العمال کو کون پڑھے گا اور کون دیکھے گا؟ لہذا اس میں تحریف کر کے رجال کی جگہ دجال لکھ دیا۔ ممکن ہے کوئی قادیانی اپنے ”مسح موعود“ کے دفاع میں یہ تاویل پیش کرے کہ مرزا قادیانی نے کنز العمال کی جلد نمبر 7 کا حوالہ دیا ہے وہاں لفظ رجال

نہیں بلکہ دجال ہی ہے۔ اس کے جواب میں قادیانیوں سے کہا جاسکتا ہے کہ آپ اس کے ثبوت میں اس جلد کا عکس پیش کریں۔ ہمیں سو فیصد یقین ہے کہ وہاں لفظ رجاں ہے، دجال نہیں۔ اور اگر چند لکھوں کے لئے یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ اس جلد میں کتابت کی غلطی سے لفظ رجاں کی جگہ دجال لکھا گیا ہے تو پھر مرزا قادیانی کے ان دعوؤں کا کیا بنے گا جس میں وہ کہتا ہے:

مرزا قادیانی کا الہام ہے:

□ "اعلموا ان فضل الله معي وان روح الله ينطق في نفسي"

ترجمہ: "جان لو کہ اللہ کا فضل میرے ساتھ ہے اور اللہ کی روح میرے ساتھ بول رہی ہے۔"
 (انجام آتھم صفحہ 176 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 176 از مرزا قادیانی)
 □ "یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشا پر دازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔"
 (نزدل اسح صفحہ 56 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 1434 از مرزا قادیانی)

□ "وان الله لا يتركني على خطا طرفة عين و يعصمني من كل مين و يحفظني من سبل الشياطين۔"

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ ایک پلک جھپکنے کے برابر بھی مجھے خطا پر قائم نہیں رہنے دیتا اور مجھے ہر ایک خطا سے محفوظ رکھتا ہے اور شیاطین کے راستوں سے میری حفاظت کرتا ہے۔"
 (نور الحق صفحہ 86 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 1272 از مرزا قادیانی)

اصل حدیث

(157) "قال رسول الله ﷺ يخرج في اخر الزمان رجال يختلون الدنيا بالدين. يلبسون للناس جلود الضان من الدين. السنتهم احلى من السكر و قلوبهم قلوب اللباب يقول الله ابي يغترون ام على يجترون. حتى حلف لا بعثن على اولئك منهم فتنة تدع العليم منهم حيرانا۔" (الح) (کنز العمال جلد نمبر 14 صفحہ 210، حدیث نمبر 38443، جامع ترمذی صفحہ 548)۔ (کنز نمبر 9157912 پر)

اہم بات یہ ہے کہ اس حدیث مبارکہ میں جس خبیث گروہ کا تذکرہ ہے، وہ قادیانی گروہ معلوم ہوتا ہے۔ قادیانیوں میں وہ سب نشانیاں موجود ہیں جو اس حدیث پاک میں مذکور ہیں۔ اللہ تعالیٰ قادیانیوں کے شر سے ہر مسلمان کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین!

اعتراف

□ ”ایک نئے معنی اپنی طرف سے گھڑ لینا بھی تو الحاد اور تحریف ہے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے بچائے۔“

(ازالہ ادہام صفحہ 745 مندرجہ روحانی خزائن، جلد 3 صفحہ 501، از مرزا قادیانی)



دجال اور مرزا قادیانی میں حیران کن مشابہت

قارئین محترم! گزشتہ صفحات میں آپ نے مرزا قادیانی کے حالات زندگی اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں دجال کی نشانیاں پڑھیں۔ میرے خیال میں دجال اور مرزا قادیانی کے حالات و واقعات میں کئی ایک باتیں مشترک ہیں۔ ملاحظہ کیجیے:-

- 1- دجال کا فتنہ بہت بڑا ہوگا جس سے امت مسلمہ کو بے حد نقصان پہنچے گا جبکہ مرزا قادیانی کا برپا کردہ فتنہ ”قادیانیت“ بھی ایک بڑا فتنہ ہے جس نے عالم اسلام کو شدید نقصان پہنچایا اور موجودہ دور میں بھی دشمنان اسلام کی سرپرستی میں یہ فتنہ اپنی ریشہ دوانیوں سے امت مسلمہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا رہا ہے۔
- 2- حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ اس سے پہلے یہ علامات نہ ہو چکے کہ دو جماعتوں میں جنگ عظیم رونما ہو، حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہو اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی جب تک کہ تقریباً 30 دجال کاذب دنیا میں نہ آ چکیں جن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں (روایت کیا اس کو امام بخاریؒ اور امام احمدؒ نے)۔“

مفتی محمد شفیعؒ اس حدیث مبارکہ کی تشریح کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:

”اس حدیث میں آپ ﷺ کے بعد مدعی نبوت کو دجال و کذاب فرمایا گیا ہے، جیسا کہ آئندہ حدیث میں اس کی اور بھی زیادہ تصریح ہے۔ اس جگہ پر یہ سوال ہوتا ہے کہ اگر ہر مدعی نبوت دجال و کذاب ہے تو پھر تمہیں کا عد و صادق نہیں آتا، کیونکہ مدعی نبوت تو تمہیں سے بہت زیادہ ہو چکے ہیں اور نہ معلوم اور کتنے ہوں گے؟

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری شرح بخاری میں اس سوال کو حل کرتے ہوئے فرمایا ہے:
ولیس المراد بالحديث من ادعى النبوة مطلقاً فانهم لا يحصون كثرة
لكون غالبهم ينشأ لهم ذلك عن جنون و وسوء وانما المراد من قامت له
الشوكة. (فتح الباری صفحہ 455 ج 6)

”اور ہر مدعی نبوت مطلقاً اس حدیث میں مراد نہیں، اس لیے کہ آپ ﷺ کے بعد
مدعی نبوت تو بے شمار ہوئے ہیں، کیونکہ یہ بے بنیاد دعوے عموماً جنون یا سوداویت سے پیدا
ہوتے ہیں، بلکہ اس حدیث میں جن تیس دجالوں کا ذکر ہے وہ وہی ہیں جن کی شوکت قائم ہو
جائے اور جن کا مذہب مانا جائے اور جن کے قبیح زیادہ ہو جائیں۔“

حافظؒ کی اس عبارت سے جس طرح مذکورۃ الصدر سوال کا شافی جواب معلوم ہو گیا
کہ اگرچہ مدعی نبوت کبھی کذاب ہیں مگر حدیث میں 30 کے عدد سے وہ مدعی نبوت مراد ہیں
جن کی شوکت وحشت قائم ہو جائے اور ان کے ماننے والوں کی کوئی جماعت پیدا ہو جائے،
اسی طرح دو اور فائدے معلوم ہوئے۔ اول یہ کہ اس قسم کے دعوائے نبوت آج کل عموماً جنون
یا سوداویت کا کرشمہ ہوتے ہیں۔ دوم یہ کہ کسی مدعی نبوت کی شوکت وحشت کا قائم ہو جانا یا
اس کے مذہب کا رواج پانا اور اس کے قبیحین کا زیادہ ہو جانا یہ اس کی سچائی یا حقانیت کی دلیل
نہیں ہو سکتی، ہاں اس کی دلیل ہوتی ہے کہ کوئی معمولی جتنی نہیں ہے، بلکہ ان ہی تیس دجالوں
کی فہرست میں کا ایک نمبری جموٹا ہے، جن کا ذکر حدیث میں آیا ہے۔

اب مرزا قادیانی کا اپنے مریدین کی کثرت یا مذہب کے رواج یا لوگوں کے
اموال بٹورنے پر فخر کرنا اور اس کو اپنی حقانیت کی دلیل بلکہ معجزہ قرار دینا جس درجہ کی دلیل
ہے وہ بھی ظاہر ہو گیا، اور معلوم ہو گیا کہ مرزا قادیانی ان تیس دجالوں میں سے بڑا رتبہ رکھتا
ہے، سچ ہے۔

وكان امراً من جند ابليس فارثقى

به الحال حتى صار ابليس من جنده

”وہ ابلیس کے لشکر کا ایک آدمی تھا پھر اس کی ترقی ہو گئی یہاں تک کہ ابلیس بھی
اس کا ایک لشکری بن گیا۔“ (ختم نبوت کامل از مفتی محمد شفیع)

دجال خدائی کا دعویٰ کرے گا جبکہ مرزا قادیانی نے بھی خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔ 3-

- ”ورایتنی فی المنام عین اللہ وتیقنت اننی هو“
ترجمہ ”میں (مرزا غلام احمد قادیانی) نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں۔
میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔“
(آئینہ کلمات اسلام صفحہ 564، مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 564 از مرزا قادیانی)
- ”میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔“
(کتاب البریہ صفحہ 85، مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 103 از مرزا قادیانی)
- ”آداہن (خدا تیرے اندر اتر آیا۔)“
(کتاب البریہ صفحہ 84، مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 102 از مرزا قادیانی)
- ”مٹو جس بات کا ارادہ کرتا ہے، وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے۔“
(حقیقت الوحی صفحہ 108، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 108 از مرزا قادیانی)
- 4۔ وچال نبوت در سالت کا دعویٰ کرے گا جبکہ مرزا قادیانی نے بھی نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا۔
- ”تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے، وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہر حال جب تک کہ ظالمون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے، قادیان کو اس کی خوفناک بجائی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لیے نشان ہے۔“
(دافع البلاء صفحہ 14، روحانی خزائن نمبر 18 صفحہ 230 از مرزا قادیانی)
- ”اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچے ہیں۔“ (ہقیقۃ الوحی صفحہ 387، روحانی خزائن نمبر 22 صفحہ 503 از مرزا قادیانی)
- ”ہم کو نئے ملک کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریمؐ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے صار وجودی وجودہ نیز من فوق

بینی و بین المصطفیٰ فلما عرفنی و ماری اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منهم سے ظاہر ہے، پس مسیح موعودؑ خود محمدؐ رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمدؐ رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔“

(کلمہ الفصل صفحہ 158 از مرزا بشیر احمد ایم اے امین مرزا غلام احمد قادیانی)

□ ”سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“

(دافع البلاء صفحہ 11، مندرجہ روحانی خزائن نمبر 18 صفحہ 231 از مرزا قادیانی)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ سچے خدا کی نشانی صرف یہ ہے کہ اس نے مرزا قادیانی کو قادیان میں رسول بنا کر بھیجا ہے اور اگر مرزا قادیانی رسول نہیں ہے تو پھر خدا کی سچائی مشکوک ہے۔ (نعوذ باللہ)!

5- دجال مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں کبھی داخل نہ ہو سکے گا۔ مرزا قادیانی بھی صاحب استطاعت ہونے کے باوجود تمام عمر مکہ مکرمہ یا مدینہ طیبہ میں داخل نہ ہو سکا۔

6- دجال ایک آنکھ سے کانا ہوگا جبکہ مرزا قادیانی بھی ایک آنکھ سے تقریباً کانا تھا۔ قارئین کرام اس کی تصویر دیکھ کر اس بات کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔

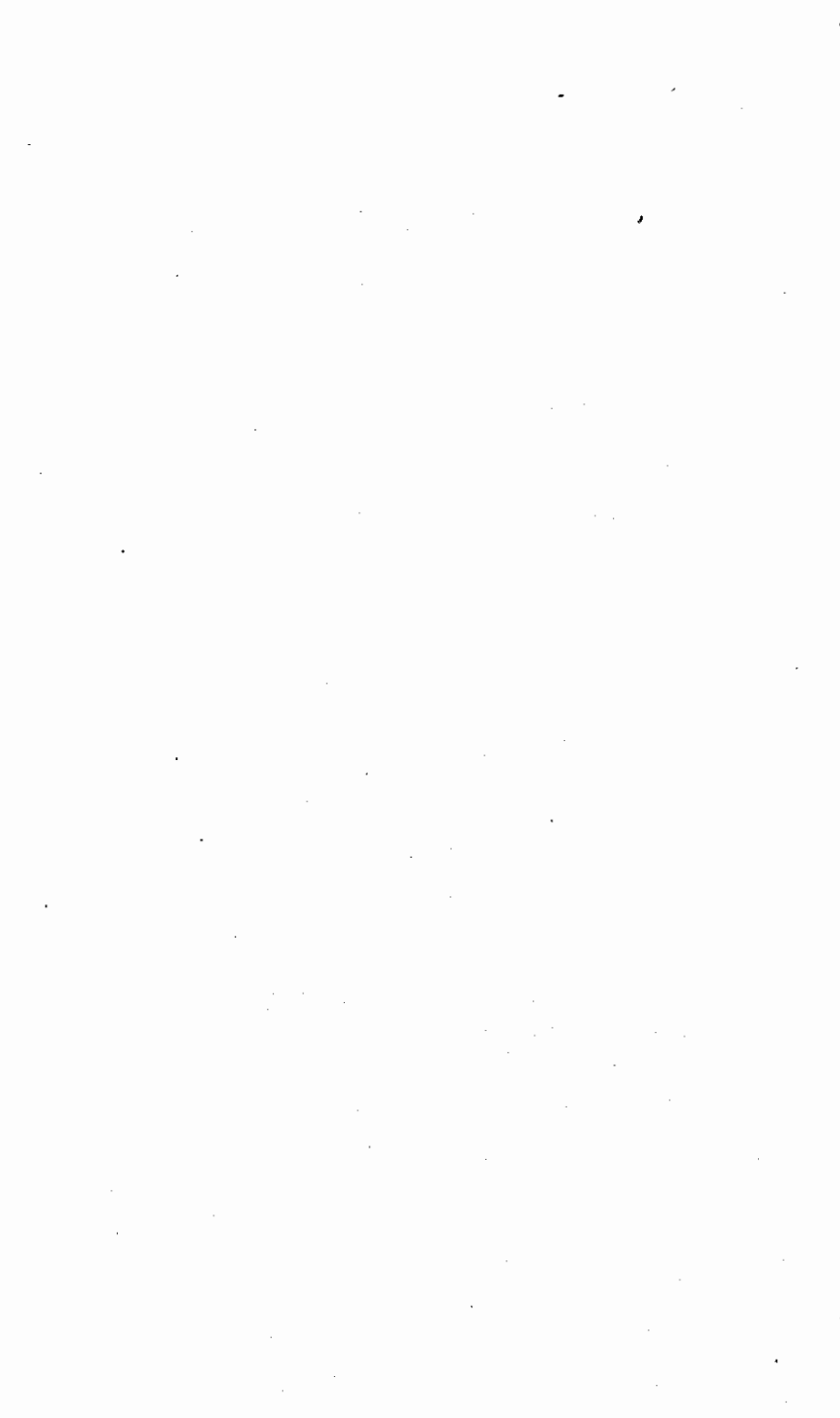
7- دجال کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی۔ حقیقت میں اس کی جنت دوزخ ہوگی اور اس کی دوزخ جنت ہوگی۔ مرزا قادیانی نے بھی اپنے نہ ماننے والوں کو جہنمی کہا۔ حقیقت میں جو لوگ اس پر ایمان لائے، وہ جہنمی ہوئے اور جن لوگوں نے اس کی تکذیب اور سرکوبی کی، وہ خوش نصیب جنت کے مستحق ٹھہرے۔ اس طرح قادیانی آج کل اپنے مذہب کی تبلیغ و ترویج کے لیے مسلمانوں کو ہر قسم کا لالچ دیتے ہیں۔ قادیانی اپنے مشن کے مطابق مسلمانوں بالخصوص نوجوانوں کو دولت، خوبصورت لڑکیوں، مکان، ملازمت اور امریکہ و برطانیہ وغیرہ کے ویزا کا لالچ دیتے ہیں جس سے ہمارے اکثر سادہ لوح مسلمان جو دین اسلام کے بارے میں محدود علم رکھتے ہیں، بد قسمتی سے اس سنہری جال میں پھنس جاتے ہیں اور پھر تمام عمر ان کے لیے اس جال سے نکلنا بہت مشکل بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس طرح وہ چند روزہ زندگی کی عیش و عشرت اور پڑ آسائش لمحات کے بدلے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آخرت کا عذاب خرید لیتے ہیں۔

8- دجال گدھے پر سواری کرے گا جبکہ مرزا قادیانی نے ریل گاڑی کو دجال کی سواری کہا جبکہ اس نے خود ریل گاڑی پر اکثر و بیشتر سفر کیا بلکہ جب مرزا قادیانی 26 مئی 1908ء کو برائڈرتھ روڈ لاہور میں ہیضہ کی عبرتناک بیماری سے مرا تو اس کی لاش مال گاڑی کے ذریعے لاہور سے قادیان لے جاتی گئی۔ گویا آخری سفر بھی دجال کی سواری پر کیا۔

خُر دجال یہ کیسا کہ جس پر ثانی عیسیٰ
بایں شان و بایں منصب کرایہ دے کے چلتا ہے

9- دجال قوم یہود میں سے ہوگا۔ یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ (توبہ: 30) قرآن مجید اس کی سخت تردید اور مذمت کرتا ہے۔ (مریم: 90 تا 92) مرزا قادیانی کا بھی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے۔ مرزا قادیانی کا الہام ہے۔ ”انت منی بمنزلہ اولادی“ (ترجمہ) ”اے مرزا! تو میرے نزدیک میری اولاد کی طرح ہے۔“ (“تذکرہ“ مجموعہ وحی و الہامات طبع چہارم صفحہ 345 از مرزا قادیانی) اس طرح قوم یہود کا عقیدہ ہے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ (النساء: 157) مرزا قادیانی کا بھی دعویٰ ہے کہ ”اصل میں ہمارا وجود دو باتوں کے لیے ہے ایک تو ایک نبی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو مارنے کے لیے، دوسرا شیطان کو مارنے کے لیے۔“ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 398 طبع جدید از مرزا قادیانی) یہودی حضرت مریم علیہ السلام کی پاک دامنی کے خلاف تھے۔ مرزا قادیانی بھی حضرت مریم علیہا السلام کو شان میں بے حد بکواس کرتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف جنگ میں دجال کی فوج میں اکثریت یہودیوں کی ہوگی اور یہ بات روز روشن کی طرح پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اسرائیل کی فوج میں 600 قادیانی بھرتی ہو گئے ہیں اور وہاں مختلف عہدوں پر رضا کارانہ خدمات انجام دے رہے ہیں۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور 5 اکتوبر 2008ء)





تثبیت حاضر ہیں!

حیات و نزول
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 اور قادیانیت

حیات مسیح علیہ السلام کو بیان کرنا قرآن وحدیث کی تائید اور عیسائیت کی تردید ہے اور وفات مسیح علیہ السلام ثابت کرنا یہودیت کی تصدیق ہے۔ یہودیت کی حمایت اور اس کی اتباع قادیانیوں کو مبارک ہو! مسلمان تو مغضوب علیہ قوم کی موافقت نہیں کر سکتے۔ دراصل قادیانیوں نے وفات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ کھڑا کر کے عیسائیت کی تردید نہیں بلکہ تائید کی ہے کیونکہ وفات مسیح علیہ السلام ماننے سے عیسائیت کے مسئلہ کفارہ مسیح کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔

آنجمانی مرزا قادیانی عیسیٰ ابن مریم بننے کے لیے جن ارتقائی مراحل سے گزرا، جو جو پا پڑ بیٹے، جو مضحکہ خیز تاویلات کیں، جو تضاد بیانات کیں، اور اس دعویٰ میں جو تلا بازیوں کھائیں، وہ اسی کا حصہ ہے۔ ضمیر نام کی کوئی چیز اگر اس میں موجود ہوتی تو شاید وہ یہ دعویٰ نہ کرتا۔

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ مسیح موعود ہے، اور اس کے ادعا کی اصل بنیاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات وفات کا مسئلہ ہے، یعنی اگر قرآن وحدیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا عقیدہ ثابت ہو تو مرزا قادیانی کا دعویٰ غلط ہے اور اگر وفات عیسیٰ کا عقیدہ ثابت ہو تو مرزا قادیانی کا دعویٰ زیر بحث آ سکتا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

قرآن وحدیث کے مخالف اعتقاد رکھنے والا

(158) ”ایسے شخص کی نسبت، جو مخالف قرآن اور حدیث کوئی اعتقاد رکھتا ہے، ولایت کا گمان ہرگز نہیں کر سکتے، بلکہ وہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جاتا ہے، اور اگر وہ کوئی نشان بھی دکھا دے تو وہ نشان کرامت متصور نہیں ہوتا، بلکہ اس کو استدراج کہا جاتا ہے..... اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ سب سے پہلے بحث کے لائق وہی امر ہے جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ قرآن وحدیث اس دعوے کے مخالف ہیں، اور وہ امر مسیح ابن مریم کی وفات کا مسئلہ ہے، کیونکہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر درحقیقت قرآن حکیم اور احادیث صحیحہ کی رو سے حضرت مسیح

علیہ السلام کی حیات ہی ثابت ہوتی ہے تو اس صورت میں پھر اگر یہ عاجز مسیح موعود ہونے کے دعویٰ پر ایک نشان کیا بلکہ لاکھ نشان بھی دکھا دے تب بھی وہ نشان قبول کرنے کے لائق نہیں ہوں گے کیونکہ قرآن ان کی مخالف شہادت دیتا ہے۔ غایت کار وہ استدرج سمجھے جائیں گے، لہذا سب سے اول بحث جو ضروری ہے، مسیح بن مریم کی وفات یا حیات کی بحث ہے، جس کا طے ہو جانا ضروری ہے، کیونکہ مخالف قرآن و حدیث کے نشانوں کا ماننا مومن کا کام نہیں، ہاں ان نادانوں کا کام ہے جو قرآن و حدیث سے کچھ غرض نہیں رکھتے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 220، 221 طبع جدید از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 917، 916 پر)

View Proof

صدق و کذب آزمانے کے لیے..... قرآن

(159) مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

”ہمارے اور ہمارے مخالفوں کے صدق و کذب آزمانے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ در حقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل بیچ ہیں اور اگر وہ در حقیقت قرآن کے رُوءے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں۔ اب قرآن درمیان میں ہے، اس کو سوچو۔“

(تختہ گولڑویہ (حاشیہ) صفحہ 102 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 264 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 918 پر)

View Proof

مرزا قادیانی کی یہ دونوں عبارتیں مزید کسی حاشیہ و تشریح کی محتاج ہیں، ان کا صاف صاف مدعا یہ ہے کہ اگر قرآن و حدیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت ہو تو مرزا قادیانی کا دعویٰ مسیحیت سرے سے غلط ہے اور اس صورت میں مرزا قادیانی کو ولی یا مجدد تو کجا؟ مسلمان بھی تصور نہیں کیا جاسکتا، بلکہ اسے دائرہ اسلام سے خارج تصور کیا جائے گا، اور اگر وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں لاکھ نشان بھی دکھائے تو اسے مکروفریب اور استدرج ہی سمجھا جائے گا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے:

1- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و ممات سے مرزا قادیانی کے دعویٰ کو کیا تعلق ہے؟

2- اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت ہو جائے تو کیا مرزا قادیانی کا دعویٰ مسیحیت و مہدویت ثابت ہو سکتا ہے یا نہیں؟

بہر حال اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود مرزا قادیانی اپنے اس دعویٰ میں کہاں تک کامیاب ہوا، اس کا فیصلہ قارئین کرام خود کریں۔ یاد رہے کہ ابتدا میں مرزا قادیانی کے دعوے عقائد تھے جو عام مسلمانوں کے ہیں۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی لکھتا ہے:

ہمارا مذہب

(160) ”وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کو اعتقاد ہی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں، ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔“

(ایام الصلح صفحہ 97 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 323 از مرزا قادیانی)

(نکس صفحہ نمبر 919 پر)

View Proof

تمام امت مسلمہ کا اجتماعی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھالیے گئے ہیں اور آخر زمانے (قرب قیامت) میں دوبارہ نازل ہوں گے۔ 52 سال تک مرزا قادیانی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زعمہ ہونے اور آسمان سے دوبارہ زمین پر تشریف آوری کا قائل تھا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی لکھتا ہے:

حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے

(161) ”هو الذي ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله. (الصف: 9) یہ آیت جسمانی اور سیاست مکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی

ہے، اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔“
(برائین احمدیہ جلد اول تا چہارم صفحہ 449 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 593 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 920 پر)

View Proof

حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے (162) ”عسی ربکم ان یرحم علیکم و ان عدتم عدنا وجعلنا جہنم للکافرین حصیراً۔ (بنی اسرائیل: 8) خدائے تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے، اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لیے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔ یعنی اگر طریق رفیق اور نرمی اور لطف و احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے، اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کے لیے شدت اور عصف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سرزمینوں کو خش و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا۔ اور جلال الہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست و نابود کر دے گا۔“
(برائین احمدیہ جلد اول تا چہارم صفحہ 505، 506 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 ص 601، 602 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 921، 922 پر)

View Proof

حضرت مسیح آسمانوں پر جا بیٹھے
(163) ”حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے۔“
(برائین احمدیہ صفحہ 381 حاشیہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 431 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 923 پر)

View Proof

نزول مسیح کی پیش گوئی، قرآن مجید میں

(164) ”اب اس تحقیق سے ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم کی آخری زمانہ میں آنے کی قرآن شریف میں پیشگوئی موجود ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 675 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 464 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 924 پر)

View Proof

نزول مسیح کی پیش گوئی، انجیل میں

(165) ”مسیح کے صلیب سے نچا جانے کے لیے یہ آیت جو متی 16 باب میں پائی جاتی ہے، بڑا ثبوت ہے۔“

اور منجملہ انجیلی شہادتوں کے جو ہم کو ملی ہیں، انجیل متی کی مندرجہ ذیل آیت ہے:
”اور اس وقت انسان کے بیٹے کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور اس وقت زمین کی ساری قومیں چھاتی پیشگی اور انسان کے بیٹے کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے۔“ دیکھو متی باب 24 آیت 30۔“

(مسیح ہندوستان میں صفحہ 38 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 138 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 925 پر)

View Proof

مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اوّل درجہ کی پیشگوئی ہے
(166) ”مسیح ابن مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے آنے کی پیشگوئی ایک اوّل درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں، کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تو اتر کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔ اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں، درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا اور باعث اس کے کہ ان لوگوں کے دلوں میں قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت باقی نہیں رہی۔ اس لیے جو بات ان کی اپنی سمجھ سے بالاتر ہو، اس کو

محالات اور ممتنعات میں داخل کر لیتے ہیں۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 557 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 400 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 926 پر)

View Proof

مسیح موعود کے آنے کی خبر تو اتر سے ہے

(167) ”یہ خبر مسیح موعود (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے آنے کی اس قدر زور کے ساتھ ہر ایک زمانہ میں پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہیں ہوگی کہ اس کے تواتر سے انکار کیا جائے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر اسلام کی وہ کتابیں جن کی رو سے یہ خبر سلسلہ وار شائع ہوتی چلی آئی ہے۔ صدی وار مرتب کر کے اکٹھی کی جائیں تو ایسی کتابیں ہزار ہا سے کچھ کم نہیں ہوں گی۔“

(شہادۃ القرآن صفحہ 2 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 298 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 927 پر)

View Proof

حضرت مسیح کے آنے سے متعلقہ احادیث کا جھوٹ ہونا ناممکن ہے

(168) ”مگر یہ کہو کہ کیوں جائز نہیں کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہوں اور آنے والا کوئی بھی نہ ہو۔ تو میں کہتا ہوں کہ ایسا خیال بھی سراسر ظلم ہے کیونکہ یہ حدیثیں ایسے تواتر کی حد تک پہنچ گئی ہیں کہ عند الحقل ان کا کذب محال ہے اور ایسے متواترات بدسیات کے رنگ میں ہو جاتے ہیں۔“

(ایام الفلاح صفحہ 53 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 279 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 928 پر)

View Proof

(169) ”والنزول ایضا حق نظرا علی تواتر الاثار. وقد ثبت من طرق فی الاخبار۔“

ترجمہ: اور نازل ہونا عیسیٰ ابن مریم کا بسبب متواتر احادیث صحیحہ کے بالکل حق ہے۔ اور یہ امر احادیث میں مختلف طریقوں سے ثابت ہو چکا ہے۔“

(انجام آتھم صفحہ 158 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 158 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 929 پر)

View Proof

تواتر کیا ہے؟

(170) ”تواتر ایک ایسی چیز ہے کہ اگر غیر قوموں کی تواریخ کے رُو سے بھی پایا جائے تو تب بھی ہمیں قبول کرنا ہی پڑتا ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 556 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 399 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 930 پر)

View Proof

متواترات سے انکار گویا اسلام کا انکار ہے

(171) ”یہ پیشگوئی اگرچہ قرآن شریف میں صرف اجمالی طور پر پائی جاتی ہے مگر احادیث کے رُو سے اس قدر تواتر تک پہنچی ہے کہ جس کا کذب عند الحقل متنع ہے۔ اگر تواتر کچھ چیز ہے تو کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی پیشگوئیوں میں سے جو آنحضرت ﷺ کے منہ سے نکلیں۔ کوئی ایسی پیشگوئی نہیں جو اس درجہ تواتر پر ہو جیسا کہ اس پیشگوئی میں پایا جاتا ہے۔ جس شخص کو اسلامی تاریخ سے خبر ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ اسلامی پیشگوئیوں میں سے کوئی ایسی پیشگوئی نہیں جو تواتر کے رُو سے اس پیشگوئی سے بڑھ کر ہو۔ یہاں تک کہ علما نے لکھا ہے کہ جو شخص اس پیشگوئی کا انکار کرے، اس کے کفر کا اندیشہ ہے کیونکہ متواترات سے انکار کرنا گویا اسلام کا انکار ہے۔“
(کتاب البریہ صفحہ 188 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 206 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 931 پر)

View Proof

دو نبی آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور کسی زمانہ میں زمین پر اتریں گے
(172) ”اب پہلے ہم صفائی بیان کے لیے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کے رُو سے جن نبیوں کا اسی وجود عصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے، وہ دو نبی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں نبیوں کی نسبت عہد قدیم اور جدید کے بعض صحیفے بیان کر رہے ہیں کہ وہ دونوں آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر اتریں

کے اور تم ان کو آسمان سے آتے دیکھو گے۔ ان ہی کتابوں سے کسی قدر ملتے جلتے الفاظ احادیث نبویہ میں بھی پائے جاتے ہیں۔“

(توضیح مرام صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 52 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 932 پر)

View Proof

مسح موعود کے بارے میں پیش گوئی ابتدا سے مسلمانوں کے رگ وریشہ میں داخل ہے

(173) ”مسح موعود (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری) کے بارے میں جو احادیث میں پیشگوئی ہے، وہ ایسی نہیں ہے کہ جس کو صرف ائمہ حدیث نے چند روایتوں کی بنا پر لکھا ہو دس۔ بلکہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ پیشگوئی عقیدہ کے طور پر ابتدا سے مسلمانوں کے رگ وریشہ میں داخل چلی آتی ہے گویا جس قدر اُس وقت روئے زمین پر مسلمان تھے، اُسی قدر اس پیشگوئی کی صحت پر شہادتیں موجود تھیں کیونکہ عقیدہ کے طور پر وہ اس کو ابتدا سے یاد کرتے چلے آتے تھے۔“

(شہادت القرآن صفحہ 8 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 304 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 933 پر)

View Proof

تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ آنے والا شخص عیسیٰ بن مریم ہوگا
(174) ”سو واضح ہو کہ اس امر سے دنیا میں کسی کو بھی انکار نہیں کہ احادیث میں مسیح موعود کی کھلی کھلی پیشگوئی موجود ہے بلکہ قریباً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے جس کا نام عیسیٰ بن مریم ہوگا اور یہ پیشگوئی بخاری اور مسلم اور ترمذی وغیرہ کتب حدیث میں اس کثرت سے پائی جاتی ہے جو ایک منصف مزاج کی تسلی کے لیے کافی ہے۔“

(شہادت القرآن صفحہ 2 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 298 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 934 پر)

View Proof

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے پر تمام صدیوں کے بزرگوں کا عقیدہ تھا

(175) ”پچھلی صدیوں میں قریباً سب دنیا کے مسلمانوں میں مسیح کے زندہ ہونے پر ایمان رکھا جاتا تھا اور بڑے بڑے بزرگ اسی عقیدہ پر فوت ہوئے..... حتیٰ کہ حضرت مسیح موعود باوجود مسیح کا خطاب پانے کے دس سال تک یہی خیال کرتے رہے کہ مسیح آسمان پر زندہ ہے..... حضرت مسیح موعود کے دعویٰ سے پہلے جس قدر اولیا صلحا گزرے ہیں، ان میں سے ایک بڑا گروہ عام عقیدہ کے ماتحت حضرت مسیح کو زندہ خیال کرتا تھا۔“

(حقیقۃ النبوة صفحہ 142، 143 مندرجہ انوار العلوم جلد 2 صفحہ 463، 464 از مرزا بشیر الدین محمود)
(عکس صفحہ نمبر 935، 936 پر) **View Proof**

قادیانی حضرات کے لیے مقام ٹھکر ہے کہ مرزا قادیانی اگر ایک زمانہ، حیات مسیح کا بڑی ہی تحدی سے دعویدار رہا اور اپنی کتابوں میں غیر مبہم الفاظ میں لکھتا رہا کہ حضرت مسیح آسمان پر زندہ اٹھا لیے گئے، اب وہی بحسد غصری نزول فرمائیں گے..... تو اس کا ایک ہی مطلب ہے کہ مرزا قادیانی کو خدا خوار کرنا چاہتا تھا تا کہ جب وہ اعتقادی قلابازی لگائے تو ایک دنیا اس پر ہنسی..... زمینی مفکر کے موقف میں تبدیلی، موجب تعجب نہیں۔ آسانی مامور اگر اپنے قول کی تردید کرتا ہے تو یہ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ تائید ربانی ہرگز ہرگز حاصل نہیں۔ بندے اور خدا میں یہی تو فرق ہے کہ بندہ اپنے نظریے میں لازماً تبدیلی کرتا ہے جبکہ خدا کبھی اپنی تردید نہیں کرتا۔ نہ وہ اپنے مامورین کو تضاد بیانی کی تہمت سے متهم ہونے دیتا ہے۔

مرزا قادیانی نے حیات و نزول حضرت مسیح علیہ السلام کا جو عقیدہ ”براہین احمدیہ“ میں بیان کیا ہے، اس کے بارے میں مرزا قادیانی کے دعویٰ جات مندرجہ ذیل ہیں:-
مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ”براہین احمدیہ“ کے ٹائٹل پر یہ عبارت لکھی ہے:

کمال تحقیق اور تدقیق

(176) ”بفعل عظیم حضرت ہادی عالم و عالمیان و رحمت عیم رہنمائے مکشیکان کتاب

لاجوب موسوم بہ براہین احمدیہ ملقب بہ البراہین الاحمدیہ علی حقیقت کتاب اللہ القرآن والنبوة المحمدیہ جس کو فخر الہی اسلام پنجاب جناب میرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب دام اقبالیم نے کمال تحقیق اور تدقیق سے تالیف کر کے منکرین اسلام پر حجت اسلام پوری کرنے کے لیے بوعده انعام دس ہزار روپیہ شائع کیا۔“
(براہین احمدیہ ٹائٹل، مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 ٹائٹل بیج، از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 937 پر)

View Proof

منکرین اسلام کو لا جواب کرنے والی کتاب

(177) ”سب طالبان حق پر واضح ہو جو مقصود اس کتاب کی تالیف سے جو موسوم البراہین الاحمدیہ علی حقیقت کتاب اللہ القرآن والنبوة المحمدیہ ہے، یہ ہے جو دین اسلام کی سچائی کے دلائل اور قرآن مجید کی حقیقت کے براہین اور حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی صدق رسالت کے وجوہات سب لوگوں پر بوضاحت تمام ظاہر کیے جائیں۔ اور نیز ان سب کو جو اس دین متین اور مقدس کتاب اور برگزیدہ نبی سے منکر ہیں، ایسے کامل اور معقول طریق سے ملزم اور لا جواب کیا جائے جو آئندہ ان کو بمقابلہ اسلام کے دم مارنے کی جگہ باقی نہ رہے۔“

(براہین احمدیہ صفحہ 16، مندرجہ روحانی خزائن جلد 1، صفحہ 23، 24، از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 938، 939 پر)

View Proof

براہین احمدیہ: اثبات حقانیت قرآن و صداقت دین اسلام
(178) ”اس خاکسار نے ایک کتاب (براہین احمدیہ) ضمن اثبات حقانیت قرآن و صداقت دین اسلام ایسی تالیف کی ہے جس کے مطالعہ کے بعد طالب حق سے بجز قبولیت اسلام اور کچھ بن نہ پڑے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 16 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 940 پر)

View Proof

براہین احمدیہ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر لکھا

جو شخص براہین احمدیہ میں درج دلائل کو توڑے، اسے دس ہزار روپے انعام (179) ”کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم اور مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے..... اس کتاب میں دین اسلام کی سچائی کو دو طرح پر ثابت کیا گیا ہے (۱) اول تین سو مضبوط اور قوی دلائل عقلیہ سے جن کی شان و شوکت قدرو منزلت اس سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی مخالف اسلام ان دلائل کو توڑ دے تو اس کو دس ہزار روپیہ دینے کا اشتہار دیا ہوا ہے۔ اگر کوئی چاہے تو اپنی تسلی کے لیے عدالت میں رجسٹری بھی کرا لے..... اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجددِ وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں..... اگر اس اشتہار کے بعد بھی کوئی شخص سچا طالب بن کر اپنی عقدہ کشائی نہ چاہے اور دلی صدق سے حاضر نہ ہو تو ہماری طرف سے اس پر اتمامِ حجت ہے جس کا خدا تعالیٰ کے رو برو اس کو جواب دینا پڑے گا۔“

View Proof

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 27، 28 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 942، 941 پر)
یہ تھی مرزا قادیانی کی چال بازی کہ پہلے مرحلے میں خود کو بطور مجدد پیش کیا۔ ساتھ ہی روحانی کمالات میں مسیح ابن مریم کی غیر محسوس مشابہت کا پہلو تراش لیا۔ اور پھر سوچی سمجھی سکیم کے تحت موصوف اپنے دعاوی میں ترقی کرتے کرتے بلا آخر مستقل صاحبِ شریعت نبی بن بیٹھا۔

اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہر ا و باطناً حضرت رب العالمین ہے (180) ”ابتداء میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی، اس وقت اس کی کوئی اور صورت تھی۔ پھر بعد اس کے قدرت الہیہ کی نامہانی تجلی نے اس احقر عباد کو موسیٰ کی طرح ایک ایسے عالم سے خبر دی جس سے پہلے خبر نہ تھی۔ یعنی یہ عاجز بھی حضرت ابن عمران کی طرح اپنے خیالات کی شب تاریک میں سر کر رہا تھا کہ ایک دفعہ پردہ غیب سے اِنِّیْ اَنَا رَبُّک کی آواز آئی اور ایسے اسرار ظاہر ہوئے کہ جن تک عقل اور خیال کی رسائی نہ تھی۔ سو اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہر ا و باطناً حضرت رب العالمین ہے۔ اور کچھ معلوم نہیں کہ کس اندازہ اور مقدار تک اس کو پہنچانے کا ارادہ ہے اور سچ تو یہ ہے کہ جس قدر اس نے جلد چہارم

تک انوار حقیقت اسلام کے ظاہر کیے ہیں، یہ بھی اتمام حجت کے لیے کافی ہیں۔“
(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 77 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 943 پر)

View Proof

براہین احمدیہ: حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کی گئی

(181) ”اسی زمانے کے قریب کہ جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا، جناب خاتم الانبیاء ﷺ کو خواب میں دیکھا اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تُو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے؟ خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قطبی رکھا ہے۔ جس نام کی تعبیر اب اس اشتہاری کتاب کی تالیف ہونے پر یہ کھلی کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے، جس کے کمال استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے۔ غرض آنحضرت ﷺ نے وہ کتاب مجھ سے لے لی اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب ﷺ کا ہاتھ مبارک لگتے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو امرود سے مشابہ تھا مگر بقدر تربوز تھا۔ آنحضرت ﷺ نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کے لیے قاش قاش کرنا چاہا تو اس قدر اس میں سے شہد لگا کہ آنجناب ﷺ کا ہاتھ مبارک مرفعی تک شہد سے بھر گیا۔ تب ایک مردہ کہ جو دروازہ سے باہر پڑا تھا، آنحضرت ﷺ کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آ کھڑا ہوا اور یہ عاجز آنحضرت ﷺ کے سامنے کھڑا تھا جیسے ایک مستغیث حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور آنحضرت ﷺ بڑے جاہ و جلال اور حاکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح کرسی پر جلوس فرما رہے تھے۔ پھر خلاصہ کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت ﷺ نے مجھ کو اس غرض سے دی کہ تا میں اس فحش کو دوں کہ جو نئے سرے زندہ ہوا اور باقی تمام قاشیں میرے دامن میں ڈال دیں اور وہ ایک قاش میں نے اس نئے زندہ کو دے دی اور اس نے وہیں کھا لی۔ پھر جب وہ نیا زندہ اپنی قاش کھا چکا تو میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کی کرسی مبارک اپنے پہلے مکان سے بہت ہی اونچی ہو گئی۔ اور جیسے آفتاب کی کرنیں چھوٹی ہیں، ایسا ہی آنحضرت ﷺ کی پیشانی مبارک متواتر چمکنے لگی کہ جو دین اسلام کی

تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی۔ تب اسی نور کے مشاہدہ کرتے کرتے آنکھ کھل گئی۔
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔“

(براہین احمدیہ صفحہ 249 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 275، 276 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 945، 944 پر)

View Proof

براہین احمدیہ: حضور نبی کریم ﷺ کا اظہار پسندیدگی

(182) ”اور اوائل ایام جوانی میں ایک رات میں نے (رویا میں) دیکھا کہ میں ایک عالیشان مکان میں ہوں، جو نہایت پاک اور صاف ہے۔ اور اس میں آنحضرت ﷺ کا ذکر اور چرچا ہو رہا ہے۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ حضور ﷺ کہاں تشریف فرما ہیں؟ انھوں نے ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ میں دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر اس کے اندر چلا گیا۔ اور جب میں حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو حضور ﷺ بہت خوش ہوئے، اور آپ ﷺ نے مجھے بہتر طور پر میرے سلام کا جواب دیا۔ آپ ﷺ کا حسن و جمال اور ملامت اور آپ ﷺ کی پُر شفقت و پُر محبت نگاہ مجھے اب تک یاد ہے، اور وہ مجھے کبھی بھول نہیں سکتی۔ آپ ﷺ کی محبت نے مجھے فریفتہ کر لیا اور آپ ﷺ کے حسین و جمیل چہرہ نے مجھے اپنا گردیدہ بنا لیا۔ اُس وقت آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ اے احمد! تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا چیز ہے؟ جب میں نے اپنے دائیں ہاتھ کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے، اور وہ مجھے اپنی ہی ایک تصنیف معلوم ہوئی۔ میں نے عرض کیا: حضور ﷺ! یہ میری ایک تصنیف ہے..... پھر میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کی کرسی اونچی ہو گئی ہے۔ حتیٰ کہ چھت کے قریب جا پہنچی ہے، اور میں نے دیکھا کہ اس وقت آپ ﷺ کا چہرہ مبارک ایسا چمکنے لگا کہ گویا اس پر سورج اور چاند کی شعاعیں پڑ رہی ہیں۔ اور میں ذوق اور وجد کے ساتھ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور میرے آنسو بہہ رہے تھے۔ پھر میں بیدار ہو گیا اور اس وقت بھی میں کافی رو رہا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ وہ مُردہ شخص اسلام ہے اور اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کے روحانی فیوض کے ذریعہ سے اسے اب میرے ہاتھ پر زندہ کرے گا۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 31 تا 32 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 946 تا 948 پر)

View Proof

(183) ”اس احقر نے 1864ء یا 1865ء عیسوی میں، یعنی اسی زمانہ کے قریب کہ جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا، جناب خاتم الانبیاء ﷺ کو خواب میں دیکھا اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے؟ خاکسار نے عرض کیا کہ اس کتاب کا نام میں نے قطبی رکھا ہے، جس نام کی تعبیر اب اس اشتہاری کتاب کے تالیف ہونے پر یہ کھلی کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے، جس کے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپے کا اشتہار دیا گیا ہے۔“

(تذکرہ مجموعہ دینی والہامات صفحہ 3 طبع چہارم، براہین احمدیہ صفحہ 248 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 274، 275، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 950، 949 پر)

View Proof

(184) ”غرض آنحضرت ﷺ نے وہ کتاب مجھ سے لے لی۔ اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبویؐ کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب ﷺ کا ہاتھ مبارک لگتے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو امرود سے مشابہ تھا مگر بقدر تریب و تزینہ تھا۔ آنحضرت ﷺ نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کے لیے قاش قاش کرنا چاہا تو اس قدر اس میں سے شہد نکلا کہ آنجناب ﷺ کا ہاتھ مبارک مرفق تک شہد سے بھر گیا۔ تب ایک مردہ کہ جو دروازہ سے باہر پڑا تھا، آنحضرت ﷺ کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آ کھڑا ہوا۔ اور یہ عاجز آنحضرت ﷺ کے سامنے کھڑا تھا جیسے ایک مستغیث حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ اور آنحضرت ﷺ بڑے جاہ و جلال اور حاکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح کرسی پر جلوس فرما رہے تھے۔

پھر خلاصہ کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت ﷺ نے مجھ کو اس غرض سے دی کہ تا میں اس فحش کو دوں کہ جو نئے سرے زندہ ہوا اور باقی تمام قاشیں میرے دامن میں ڈال دیں۔ اور وہ ایک قاش میں نے اس نئے زندہ کو دے دی اور اس نے وہیں کھالی۔ پھر جب وہ نیا زندہ اپنی قاش کھا چکا تو میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کی کرسی مبارک اپنے پہلے مکان سے

بہت ہی اونچی ہو گئی اور جیسے آفتاب کی کرنیں چھوٹی ہیں۔ ایسا ہی آنحضرت ﷺ کی پیشانی مبارک متواتر چمکنے لگی کہ جو دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی۔ تب اسی نور کے مشاہدہ کرتے کرتے آنکھ کھل گئی۔ واللہ علی ذالک۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 3، 4 طبع چہارم، براہین احمدیہ صفحہ 249 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 275، 276، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 951، 952 پر)

View Proof

براہین احمدیہ: تفسیر قرآن جسے حضرت علیؑ نے تالیف کیا

(185) ”اور نماز مغرب کے بعد عین بیداری میں ایک تھوڑی سی غیبت حس سے جو خفیف سے نشا سے مشابہ تھی ایک عجیب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے ایک دفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد آنے کی آواز آئی، جیسی سرعت چلنے کی حالت میں پاؤں کی جوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے۔ پھر اسی دقت پانچ آدمی نہایت وجہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آ گئے یعنی جناب پیغمبر خدا ﷺ و حضرت علیؑ و حسینؑ و فاطمہؑ زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اور ایک نے ان میں سے اور ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت اور شفقت سے ماور مہربان کی طرح اس عاجز کا سراپنی ران پر رکھ لیا۔ پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھ کو دی گئی، جس کی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جس کو علیؑ نے تالیف کیا ہے اور اب علیؑ وہ تفسیر تھمہ کو دیتا ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ ذَٰلِكَ۔“

(براہین احمدیہ صفحہ 504 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 599 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 953 پر)

View Proof

براہین احمدیہ میں درج تمام دلائل قرآن مجید سے لیے گئے ہیں

(186) ”پانچواں اس کتاب میں یہ فائدہ ہے کہ اس کے پڑھنے سے حقائق اور محارف کلام ربانی کے معلوم ہو جائیں گے۔ اور حکمت اور معرفت اس کتاب مقدس کی کہ جس کے نور روح افروز سے اسلام کی روشنی ہے سب پر منکشف ہو جائے گی کیونکہ تمام وہ دلائل اور براہین جو اس میں لکھی گئی ہیں اور وہ تمام کامل صداقتیں جو اس میں دکھائی گئی ہیں، وہ سب آیات و بیانات قرآن شریف سے ہی لی گئی ہیں اور ہر ایک دلیل عقلی و دینی پیش کی گئی ہے جو خدا نے اپنی

کلام میں آپ پیش کی ہے اور اسی التزام کے باعث سے تقریباً بارہاں سپارہ قرآن شریف کے اس کتاب میں اندراج پائے ہیں۔ پس حقیقت میں یہ کتاب قرآن شریف کے دقائق اور حقائق اور اس کے اسرار عالیہ اور اس کے علوم حکمیہ اور اس کے اعلیٰ فلسفہ ظاہر کرنے کے لیے ایک عالی بیان تفسیر ہے کہ جس کے مطالعہ سے ہر ایک طالب صادق پر اپنے مولیٰ کریم کی بے مثل و مانند کتاب کا عالی مرتبہ مثل آفتاب عالمتاب کے روشن ہوگا۔“

(براہین احمدیہ صفحہ 137 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 130، 131 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 955، 954 پر)

View Proof

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب ”براہین احمدیہ“ میں حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ قرآن مجید کی روشنی میں بیان کیا۔ اس کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے براہ راست قرآن مجید، اس کے صحیح معنی اور اس کے حقائق و معارف سکھائے ہیں۔ ایک جگہ پر بڑے وثوق کے ساتھ لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ”براہین احمدیہ“ میں فرماتا ہے۔ یعنی قرآن مجید نہیں بلکہ ”براہین احمدیہ“ میں۔ ملاحظہ کیجیے:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے صحیح معنی مجھ پر ظاہر کیے

(187) ”يَا أَحْمَدُ بَارَكَ اللَّهُ فِيكَ مَا زَمَيْتَ إِذْ زَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ زَمَنِي، الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ. ترجمہ: اے احمد! خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے جو کچھ تُو نے چلایا، وہ تُو نے نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا، خدا نے تجھے قرآن سکھلایا۔ یعنی اس کے صحیح معنی تجھ پر ظاہر کیے۔“ (ترجمہ از مرزا قادیانی، حقیقت الوحی صفحہ 70 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 73 از مرزا قادیانی)

(براہین احمدیہ صفحہ 239 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 265 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 956 پر)

View Proof

اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ میں فرماتا ہے

(188) ”اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ میں فرماتا ہے الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ.“

(حقیقت الوحی صفحہ 51 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 485 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 957 پر)

View Proof

اس قسم کے فقرے مرزا قادیانی نے اپنی تالیفات میں بہت جگہ لکھے ہیں۔ مسلمان کہا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ قرآن شریف کلام اللہ ہے۔ اسی طرح بقول مرزا قادیانی، اللہ تعالیٰ ”براہین احمدیہ“ میں فرماتا ہے۔ گویا براہین احمدیہ کلام اللہ ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی کی یہ وحی الرحمن علم القرآن..... یعنی وہ اللہ، الرحمن ہے جس نے تجھے (مرزا قادیانی کو) قرآن سکھایا اور صحیح معنوں پر مطلع کیا۔

ہم نے اس کتاب میں اپنے قیاس سے کوئی دلیل نہیں لکھی (189) ”یہ امر بھی ہر ایک صاحب پر روشن رہے کہ ہم نے اس کتاب میں جس قدر دلائل حقیقت قرآن مجید اور براہین صدق رسالت حضرت خاتم الانبیاء ﷺ لکھی ہیں یا جو جو فضائل اور محاسن قرآن شریف کے اور آیات و بیانات منجانب اللہ ہونے اس کتاب کے کتاب ہذا میں درج کیے ہیں یا جس طور کا اس کی نسبت کوئی دعویٰ کیا ہے۔ وہ سب دلائل وغیرہ اسی مقدس کتاب سے ماخوذ اور مستنبط ہیں یعنی دعویٰ بھی وہی لکھا ہے جو کتاب ممدوح نے کیا ہے اور دلیل بھی وہی لکھی ہے جو اسی پاک کتاب نے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ نہ ہم نے فقط اپنے ہی قیاس سے کوئی دلیل لکھی ہے اور نہ کوئی دعویٰ کیا ہے۔“

(براہین احمدیہ صفحہ 88 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 88 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 958 پر)

View Proof

تین سو مضبوط اور محکم عقلی دلائل پر مشتمل کتاب

(190) ”ہم نے صد ہا طرح کا ثور اور فساد دیکھ کر کتاب براہین احمدیہ کو تالیف کیا تھا اور کتاب موصوف میں تین سو مضبوط اور محکم عقلی دلیل سے صداقت اسلام کوئی الحقیقت آفتاب سے بھی زیادہ تر روشن دکھلایا گیا۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 53 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 959 پر)

View Proof

براہین احمدیہ کے فوائد

(191) ”اول اس کتاب میں یہ فائدہ ہے کہ یہ کتاب مہمات دینیہ کے تحریر کرنے میں ناقص البیان نہیں بلکہ وہ تمام صداقتیں کہ جن پر اصول علم دین کے مشتمل ہیں اور وہ تمام حقائق عالیہ کہ جن کی حیثیت اجتماعی کا نام اسلام ہے۔ وہ سب اس میں مکتوب اور مرقوم ہیں اور یہ ایسا فائدہ ہے کہ جس سے پڑھنے والوں کو ضروریات دین پر احاطہ ہو جاوے گا اور کسی مغوی اور بہکانے والے کے بیچ میں نہیں آئیں گے بلکہ دوسرے کو وعظ اور نصیحت اور ہدایت کرنے کے لیے ایک کامل استاد اور ایک عیار رہبر بن جائیں گے۔

دوسرا یہ فائدہ کہ یہ کتاب تین سو محکم اور قوی دلائل حقیقت اسلام اور اصول اسلام پر مشتمل ہے کہ جن کے دیکھنے سے صداقت اس دین متین کی ہر ایک طلب حق پر ظاہر ہوگی بجز اس شخص کے کہ بالکل اندھا اور تعصب کی سخت تاریکی میں مبتلا ہو۔“

(براہین احمدیہ صفحہ 129 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 129 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 960 پر)

View Proof

مجھے اللہ تعالیٰ ہر ایک خطا سے محفوظ رکھتا ہے

(192) ”وان اللہ لا یترکک علی خطا طرفہ عین و بعصمنی من کل مین و یحفظنی من سبل الشیاطین۔“

ترجمہ: ”اور اللہ تعالیٰ ایک ہلکے چمپکے کے برابر بھی مجھے خطا پر قائم نہیں رہنے دیتا اور مجھے ہر ایک خطا سے محفوظ رکھتا ہے اور شیاطین کے راستوں سے میری حفاظت کرتا ہے۔“
(نور الحق صفحہ 86 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 272 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 961 پر)

View Proof

کبھی کسی کتاب میں قرآن و حدیث کے خلاف نہیں لکھا

(193) ”انا ماکتبنا فی کتاب شینا یخالف النصوص القرانیہ او الحدیثیہ وما

تفوہنا بہ یوما من اللہ۔“

ترجمہ: ”میں نے کسی کتاب میں کبھی کوئی چیز قرآن و حدیث کی تصریحات کے خلاف نہیں لکھی۔“

(حملۃ البشریٰ صفحہ 72 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 285، از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 962 پر)

[View Proof](#)

میں وہی کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے

(194) ”واللہ یعلم انی ما قلت الا ما قال اللہ تعالیٰ ولم اقل کلمۃ قط مخالفہ وما مسہا قلمی فی عمری۔“

ترجمہ: ”خدا جانتا ہے کہ میں جو کچھ کہتا ہوں، وہ وہی کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے اور میں نے کوئی کبھی ایسا کلمہ تک نہیں کہا جو خلاف خداوند تعالیٰ ہو اور مخالفت خداوندی میرے قلم سے کبھی سرزد نہیں ہوتی۔“

(حملۃ البشریٰ صفحہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 186، از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 963 پر)

[View Proof](#)

ملہم کی زبان ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے

(195) ”اور باعث نہایت درجہ فنا فی اللہ ہونے کے اس کی زبان ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے اور اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہوتا ہے اور اگرچہ اس کو خاص طور پر الہام بھی نہ ہو تب بھی جو کچھ اس کی زبان پر جاری ہوتا ہے، وہ اس کی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ 16 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 18، از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 964 پر)

[View Proof](#)

خدا کی قسم مجھے قرآن کے حقائق و معارف
ہر ایک شخص سے بڑھ کر سمجھائے گئے ہیں

(196) ”مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک روح پر غلبہ دیا گیا ہے۔“

(سراج منیر صفحہ 39 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 41 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 965 پر)

View Proof

خدا تعالیٰ سے الہام پانے والے بغیر بلائے نہیں بولتے
(197) ”جو لوگ خدائے تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں وہ بغیر بلائے نہیں بولتے اور بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے، اور بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں کرتے۔ اور اپنی طرف سے کسی قسم کی دلیری نہیں کر سکتے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 198 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 197، از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 966 پر)

View Proof

روح القدس کی قدسیت ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی ہے
(198) ”اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربہ سے یہ معلوم ہے کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بلا فصل ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے۔“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 93 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 93، از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 967 پر)

View Proof

میں علوم لدنیہ و آیات سماویہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجدد ہوں
(199) ”یوں تو ہمیشہ دین کی تجدید ہو رہی ہے مگر حدیث کا تو یہ منشا ہے کہ وہ مجدد خدائے تعالیٰ کی طرف سے آئے گا یعنی علوم لدنیہ و آیات سماویہ کے ساتھ۔ اب بتلاویں کہ اگر یہ عاجز

حق پر نہیں ہے تو پھر کون آیا جس نے اس چودھویں صدی کے سر پر مجدد ہونے کا ایسا دعویٰ کیا جیسا کہ اس عاجز نے کیا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 79 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 179 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 968 پر)

View Proof

مجددان نعمتوں کا وارث ہوتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں (200) ”جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں، وہ نرے استخوان فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ ﷺ اور روحانی طور پر آنجناب ﷺ کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں اُن تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں اور ان کی باتیں از قبیلہ جو شیدن ہوتی ہیں نہ محض از قبیلہ کوشیدن۔ اور وہ حال سے بولتے ہیں نہ مجرد قال سے۔ اور خدا تعالیٰ کے الہام کی تجلی ان کے دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک مشکل کے وقت روح القدس سے سکھائے جاتے ہیں اور ان کی گفتار اور کردار میں دنیا پرستی کی طوئی نہیں ہوتی کیونکہ وہ بالکل مصفا کیے گئے اور تمام وکمال کھینچے گئے ہیں۔“
(فتح اسلام صفحہ 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 7 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 969 پر)

View Proof

میں از خود کوئی کام نہیں کرتا

(201) ”انی امر یکلمنی رہی..... و یعلمنی من لدنہ و یحسن ادبی و یوحی الی رحمۃ منہ فاتبع ما یوحی..... وما کان لی ان اتروک سہیلہ و اختار طرفاشی. و کلما قلت قلت من امرہ. وما فعلت شہنا عن امری. وما التزیت علی رہی الاعلیٰ وقد خاب من التری.“

(ترجمہ) ”میں وہ مرد ہوں کہ خدا میرے ساتھ گفتگو کرتا ہے اور خزانہ خاص سے تعلیم دیتا ہے۔ اپنے ادب سے مجھ کو ادب سکھاتا ہے۔ اپنی رحمت سے مجھ پر وحی بھیجتا ہے۔ پس میں اس وحی کی پیروی کرتا ہوں اور مجھے کیا ہے کہ میں اس کی راہ کو چھوڑ دوں اور دوسرے راستے کو اختیار کروں اور جو میں نے کہا ہے اس کے حکم سے کہا ہے۔ میں از خود کوئی کام نہیں

کرتا اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ نہیں باندھتا۔ ہلاک ہوا وہ جس نے افترا کیا۔“

(مواہب الرحمن صفحہ 5 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 221 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 970 پر)

[View Proof](#)

مجھے اندر سے تعلیم ملتی ہے

(202) ”جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ

کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔“

(نزل المسح صفحہ 56 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 434 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 971 پر)

[View Proof](#)

مجھ سے لغزش ہو جائے تو رحمت الہی جلد اس کا تذکرہ کر لیتی ہے

(203) ”ازاں جملہ ایک عصمت بھی ہے جس کو حفظ الہی سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور یہ

عصمت بھی فرقان مجید کے کامل تابعین کو بطور خارق عادت عطا ہوتی ہے۔ اور اس جگہ عصمت

سے مراد ہماری یہ ہے کہ وہ ایسی مالاتق اور مذموم عادات اور خیالات اور اخلاق اور افعال سے

محفوظ رکھے جاتے ہیں جن میں دوسرے لوگ دن رات آلودہ اور ملوث نظر آتے ہیں۔ اور اگر

کوئی لغزش بھی ہو جائے تو رحمت الہی جلد تر اُن کا تذکرہ کر لیتی ہے۔“

(برائین احمدیہ صفحہ 514 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 536 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 972 پر)

[View Proof](#)

اقرار کے بعد انکار

(204) ”صاحب من! اقرار کے بعد کوئی قاضی انکار نہیں سن سکتا۔“

(اعجاز احمدی (نزل المسح) صفحہ 30 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 140 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 973 پر)

[View Proof](#)

اہم نکات

اس باب میں مرزا قادیانی کی جو تحریریں پیش کی گئی ہیں، ان سے مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں:-

1- اگر کوئی شخص قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کے مخالف کوئی عقیدہ رکھتا ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس کی سچائی کا کوئی نشان کرامت نہیں بلکہ استدراج ہوگا۔

2- مسلمانوں اور قادیانیوں میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے؟ اس کا فیصلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات یا وفات کے عقیدہ پر منحصر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرآن و حدیث کی روشنی میں اگر زندہ ہیں تو مسلمان حق اور قادیانی باطل پر ہیں۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرآن و حدیث کی رو سے فوت ہو گئے ہیں تو قادیانی حق پر اور مسلمان باطل پر ہیں۔

3- وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں، ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔

4- قرآن مجید کی آیت ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ (القصف: 9) کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے اور ان کے ہاتھ سے دین اسلام پوری دنیا میں پھیل جائے گا۔

5- قرآن مجید کی آیت عسی ربکم ان یرحمکم و ان علقم عدنا و جعلنا جہنم للکافرین حصیراً (بنی اسرائیل: 8) کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور پوری دنیا سے گمراہی کو ختم کر دیں گے۔

6- حضرت عیسیٰ علیہ السلام انجیل کو ناقص چھوڑ کر آسمان پر چلے گئے ہیں۔

7- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ زمین پر آنے کی پیش گوئی قرآن مجید میں موجود ہے۔

- 8- انجیل متی میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ دوبارہ زمین پر نازل ہوں گے۔
- 9- آنے والا مسیح بن مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) ہے، اسی کی پیش گوئی کی گئی۔
- 10- یہ پیش گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے۔
- 11- صحاح ستہ کی کوئی پیش گوئی، اس پیش گوئی کے برابر نہیں۔
- 12- اس پیش گوئی کو تواتر کا اوّل درجہ حاصل ہے۔
- 13- جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول سے متعلقہ احادیث کو کمزور یا ضعیف کہتے ہیں۔ انہیں نہ تو بصیرت دینی حاصل ہے اور نہ حق شناسی سے ہی کچھ حصہ ملا ہے۔
- 14- جو لوگ اسے ناممکن اور انسانی عقل سے بالاتر سمجھتے ہیں، ان کے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی کوئی عظمت اور عقیدت نہیں۔
- 15- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی پیش گوئی اس قدر زور کے ساتھ ہر ایک زمانہ میں پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہیں ہوگی کہ اس کے تواتر سے انکار کیا جائے۔
- 16- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی خبر اتنی اسلامی کتابوں میں شائع ہوئی ہے کہ اگر اکٹھی کی جائیں تو ان کی تعداد ہزاروں سے کم نہیں۔
- 17- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں نازل ہونے سے متعلقہ احادیث ایسے تواتر کی حد تک پہنچ گئیں ہیں کہ ان کا غلط یا جھوٹا ہونا ناممکن ہے۔
- 18- تواتر غیر قوموں کی توارخ کی رو سے پایا جائے تو بھی قبول ہے۔
- 19- تواتر ایک ایسی چیز ہے کہ اگر غیر قوموں کی توارخ کے رو سے بھی پایا جائے تو تب بھی ہمیں قبول کرنا ہی پڑتا ہے۔
- 20- جو شخص حضور نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت دنیا میں نزول فرمائیں گے، کا انکار کرے، اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔
- 21- تواتر احادیث نے انکار، اسلام کا انکار ہے۔
- 22- حضرت مسیح ابن مریم آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور قرب قیامت زمین پر

تشریف لائیں گے۔

23- مسیح موعود کے بارے میں پیش گوئی ابتداء سے مسلمانوں کے رگ و ریشہ میں داخل ہے۔

24- تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ احادیث کی زد سے آنے والا شخص عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔

25- کچھ صدیوں میں تقریباً سب دنیا کے مسلمانوں میں مسیح کے زعمہ ہونے پر ایمان رکھا جاتا تھا اور بڑے بڑے جید بزرگ اکابرین امت اسی عقیدہ پر فوت ہوئے ہیں۔

26- ”براہین احمدیہ“ کو کمال تحقیق اور تدقیق سے تالیف کر کے منکرین اسلام پر حجت اسلام پوری کرنے کے لیے بوعده انعام دس ہزار روپیہ شائع کیا۔

27- ”براہین احمدیہ“ کی تالیف کا مقصد یہ ہے کہ اسلام کی سچائی کے دلائل، قرآن مجید کی فضیلت کے براہین اور حضور خاتم الانبیاء ﷺ کی صدق رسالت کے وجوہات، منکرین پر ظاہر کیے جائیں تاکہ آئندہ ان کو اسلام کے مقابلہ میں دم مارنے کی جرأت نہ ہو۔

28- کتاب ”براہین احمدیہ“ جس میں مرزا قادیانی نے قرآن مجید کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و نزول کا عقیدہ بیان کیا ہے، کے بارے میں لکھا کہ وہ حقانیت قرآن اور صداقت اسلام پر مشتمل ہے۔

29- کتاب ”براہین احمدیہ“ کو مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور اور مجدد ہو کر تصنیف کیا۔

30- ”براہین احمدیہ“ میں صداقت اسلام کے تین سو مضبوط دلائل موجود ہیں۔ اگر کوئی شخص ان دلائل کا رد کرے گا تو اسے دس ہزار روپے انعام ملے گا۔

31- ”براہین احمدیہ“ کا مہتمم اور متولی اللہ تعالیٰ ہے۔

32- مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ”براہین احمدیہ“ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں

پیش کی۔ نبی کریم ﷺ نے مرزا صاحب سے اس کتاب کا نام پوچھا تو مرزا قادیانی نے کہا کہ اس کتاب کا نام قطبی ہے۔ یعنی قطب ستارہ کی مانند غیر حزل اور مستحکم۔ آپ ﷺ نے اس کتاب پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ (کیونکہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول کا عقیدہ بیان کیا گیا تھا)۔

- 33- مرزا قادیانی کے خواب میں الہی بیت تشریف لائے۔ اور مرزا قادیانی کو کتاب ”براہین احمدیہ“ پیش کی گئی اور کہا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جسے حضرت علیؑ نے تصنیف کیا۔ اب یہ کتاب تجھے دی جا رہی ہے۔
- 34- ”براہین احمدیہ“ میں درج تمام دلائل، براہین اور صداقتیں قرآن مجید سے لی گئی ہیں۔
- 35- اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کو قرآن سکھایا۔ اس کے معنی اور حقائق و معارف بھی سکھائے۔
- 36- ”براہین احمدیہ“ اس قدر اہمیت کی کتاب ہے کہ اللہ تعالیٰ ”براہین احمدیہ“ میں فرماتا ہے۔ الرحمن علم القرآن۔
- 37- مرزا قادیانی نے اس کتاب میں اپنے قیاس سے کوئی دلیل نہیں لکھی بلکہ سب کچھ قرآن مجید سے لیا ہے۔
- 38- مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ ہر ایک خطا سے محفوظ رکھتا ہے۔
- 39- مرزا قادیانی نے کسی کتاب میں کبھی کوئی چیز قرآن و حدیث کی تصریحات کے خلاف نہیں لکھی۔
- 40- مرزا قادیانی اللہ تعالیٰ سے بغیر الہام پائے اپنی زبان سے کچھ نہیں بولتا اور نہ لکھتا ہے۔
- 41- مرزا قادیانی مجدد ہے اور مجددان نعمتوں کا وارث ہوتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں۔
- 42- مرزا قادیانی از خود کوئی کام نہیں کرتا اور خدا تعالیٰ پر جھوٹ نہیں باندھتا۔
- 43- مرزا قادیانی وہی کہتا ہے جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ مخالفت خداوندی اس کے قلم سے کبھی سرزد نہیں ہوتی۔
- 44- اگر مرزا قادیانی سے کبھی کوئی زبانی یا تحریری لغزش ہو جائے تو اللہ تعالیٰ فوراً اس کا تذکرہ کر دیتے ہیں۔
- 45- مرزا قادیانی ملہم ہے اور ملہم کے تمام قویٰ میں روح القدسیت ہر وقت کام کرتی ہے۔
- 46- مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ اسے قرآن کے حقائق اور معارف ہر ایک شخص سے بڑھ کر سمجھائے گئے ہیں۔
- 47- مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو

میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔

مرزا قادیانی کی مندرجہ بالا تحریروں اور ان سے اخذ کردہ نتائج کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی 52 سال تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ان کے آسمان سے زمین پر نزول کا قائل رہا۔ مرزا قادیانی کے مذکورہ بالا عقیدہ کے بارے میں قادیانی یہ تاویل پیش کرتے ہیں کہ واقعتاً شروع میں مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور آمد ثانی کا عقیدہ رکھتا تھا۔ لیکن اس نے اپنی کتاب اعجاز احمدی (صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 7) میں اعتراف کیا ہے کہ یہ رسی عقیدہ تھا۔ قادیانیوں کو معطوم ہونا چاہیے کہ یہ عقیدہ رسی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے اس عقیدہ کو ثابت کرنے کے لیے قرآن مجید کی آیات پیش کی ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نے یہ عقیدہ رسی طور پر نہیں بلکہ قرآنی طور پر بیان کیا ہے۔ پھر یہ رسی عقیدہ یا اجتہادی غلطی اس لیے بھی نہیں ہو سکتی کہ یہ کتاب جہول مرزا قادیانی حضور نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے اور اس کا نام قطبی بتایا گیا ہے یعنی قطب ستارہ کی طرح غیر حائل اور مستحکم ہے۔ اگر اس عقیدہ کو رسی عقیدہ یا اجتہادی غلطی کہہ کر غلط قرار دے دیا جائے تو یہ کتاب قطبی نہیں رہے گی اور اس کے دلائل مستحکم اور غیر حائل نہیں ہوں گے۔ پھر یہ اجتہادی غلطی اس لیے بھی نہیں بن سکتی کہ مرزا قادیانی نے خود تسلیم کیا ہے کہ ہم نے اس کتاب میں کوئی دھوکا اور کوئی دلیل اپنے قیاس سے نہیں لکھی بلکہ وہی کچھ لکھا جو خدا نے لکھوایا۔ مزید اس کتاب کے کامل استحکام کو مد نظر رکھتے ہوئے دس ہزار روپے انعام کا اشتہار دیا گیا۔ اب اگر اس میں درج شدہ عقیدہ کو غلط قرار دیا جائے تو یہ کتاب انہائی نہیں رہ سکتی۔

پھر ایک اہم بات یہ کہ جب یہ کتاب حضور نبی کریم ﷺ کے مبارک ہاتھوں میں آ چکی اور آپ کی مبارک نظر سے گزر چکی تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اگر اس کتاب میں کوئی عقیدہ خلاف اسلام بیان ہوتا تو آپ اس کی نشاندہی نہ فرماتے۔ لہذا ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نے اس کتاب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول کا جو عقیدہ بیان کیا ہے، وہ قرآن و حدیث اور اجماع امت کی رو سے بالکل درست اور عین اسلام ہے۔ اس کا انکار تواتر کا انکار ہے اور ایسے لوگ بصیرت دینی سے محروم ہیں۔ غور فرمائیے! اس قدر وضاحت کے بعد بھی اس عقیدہ کو فاسدانہ و مشرکانہ و مرتدانہ قرار دینا ظلم و ستم کی انتہا نہیں تو اور کیا ہے؟

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ”براہین احمدیہ“ کے بارے میں یہ بھی لکھا کہ میں نے یہ کتاب سالہا سال اپنی جان کو محنت شدید میں ڈال کر اور اپنی عمر عزیز کا ایک حصہ خرچ کر کے لکھی۔ (براہین احمدیہ صفحہ 64 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 64)

پھر مزید تحریر کیا:

براہین احمدیہ: بڑی تحقیقات کے بعد تالیف کی گئی

(205) ”میں سچ کچھ کہتا ہوں کہ اس کتاب کی تالیف سے پہلے ایک بڑی تحقیقات کی گئی اور ہر ایک مذہب کی کتاب دیانت اور امانت اور خوض اور تدبر سے دیکھی گئی اور فرقان مجید اور ان کتابوں کا باہم مقابلہ بھی کیا گیا اور زبانی مباحثات بھی اکثر قوموں کے بزرگ علا سے ہوتے رہے۔ غرض جہاں تک طاقت بشری ہے، ہر ایک طور کی کوشش اور جاں فشانی اظہار حق کے لیے کی گئی۔“

(براہین احمدیہ صفحہ 90، 91 روحانی خزائن، جلد 1 صفحہ 79 تا 81، از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 974 تا 976 پر) [View Proof](#)

قادیانی مبلغین، مرزا قادیانی کے ”براہین احمدیہ“ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے اور قرب قیامت زمین پر نزول فرمانے کے عقیدہ سے خاصے پریشان ہیں۔ اپنی اس پریشانی کا حل وہ اس طرح تراشتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی یہ تالیف دعویٰ نبوت سے پہلے کی ہے۔ اس لیے اس عقیدہ کی کوئی اہمیت نہیں۔ اصل عقیدہ وحی کی بنا پر بعد میں وجود میں آیا اور یہی اصل عقیدہ تھا۔

قادیانی مبلغین کا یہ اعتراض بہت ہی کمزور اور بودا ہے۔ قادیانوں کی یہ تاویل مرزا قادیانی کی کتابوں سے جہالت اور ناواقفگی کی دلیل ہے۔ مرزا قادیانی نے جب ”براہین احمدیہ“ تالیف کی تو اس وقت بھی اس کا دعویٰ یہی تھا کہ وہ مامور من اللہ، ملہم بلکہ نبی اور رسول ہے۔ مرزا قادیانی کی اپنی تحریر ہے:

خدا کا رسول

(206) ”پھر اس کے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے۔ جو وحی اللہ فی حلال الانبیاء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں (دیکھو براہین احمدیہ صفحہ 504) پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ پھر یہ وحی اللہ ہے جو صفحہ 557 براہین میں درج ہے۔ ”دنیا میں ایک نذیر آیا۔“ اس کی دوسری قرات یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔ اسی طرح ”براہین احمدیہ“ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔“

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 207 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 977 پر)

View Proof

اس عبارت سے واضح ہوا کہ ”براہین احمدیہ“ کی تالیف کے وقت مرزا قادیانی پر رسول اور نبی ہونے کی برابری وحی اترتی رہی اور رسول ہونا واضح کیا گیا۔
اب مرزائی بتائیں کہ ان تصریحات کے ہوتے ہوئے حیات مسیح کا انکار کیوں کیا جاتا ہے؟ کیا صرف اس لیے کہ مرزا قادیانی نے عقیدہ بدل لیا تھا یا اس لیے کہ یہ تحقیق اسلامی تصریحات کے خلاف تھی؟ نہیں بلکہ اس لیے کہ مرزا قادیانی نے اسلام چھوڑ دیا تھا اور اپنے آپ کو ظافراً ملاحظہ میں شامل کر کے ایک نئے ”اسلام“ کی بنیاد ڈالی تھی جو کسی طرح بھی اہل اسلام کے نزدیک مستحکم نہیں ہے۔

مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

(207) ”جس مذہب میں سچائی ہے وہ کبھی اپنا رنگ نہیں بدل سکتی۔ جیسے اوّل ہے، ویسے ہی آخر ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 13 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 978 پر)

View Proof

قادیانی علم کلام کی ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ جب انہیں مرزا قادیانی کا ”عہد رسالت“ 23 برس سے زائد ثابت کرنا مقصود ہو تو وہ فوراً ”براہین احمدیہ“ (1882ء) سے عبارت نکال کر پیش کر دیں گے، جی! دیکھیے اللہ نے انہیں ”رسول“ کہہ کر مخاطب کیا ہے۔ لیکن جب یہ کہا جائے مرزا قادیانی اس دور میں حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قائل تھا تو یہ دلیل لے آتے ہیں کہ یہ اُس وقت کی بات ہے جب اس نے دعویٰ رسالت نہیں کیا تھا..... حیف ہے ایسی ”نبوت“ پہ جو اس قدر ملکون حراج ہے!!!



مرزا قادیانی کی قلابازیاں

آنجنہانی مرزا قادیانی اپنی عمر کے 52 سال تک اور لمبے ہونے کا دعوے دار ہونے کی حیثیت سے 12 سال تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول کے عقیدہ پر نہ صرف قائم رہا بلکہ اس کی اشاعت و تبلیغ بھی کرتا رہا۔ پھر اچانک 1891ء میں اس کے خیالات میں تبدیلی آنے لگی۔ دراصل وہ مستقبل میں اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرنے والا تھا۔ لہذا اس کے لیے اس نے پہلے سے ہی لوگوں کی ذہن سازی کرنا شروع کر دی۔ پھر اس نے اپنے سابقہ عقیدہ سے روگردانی کرتے ہوئے تقریری اور تحریری محاذ پر بھرپور طریقے سے یہ پراپیگنڈا کرنا شروع کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ نہیں بلکہ فوت ہو گئے ہیں۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ اس نے اپنا پہلا عقیدہ کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور قرب قیامت زمین پر تشریف لائیں گے۔“ کو قرآن مجید کی روشنی میں بیان کیا جبکہ بعد میں اس عقیدہ کے برعکس قرآن مجید کو فراموش کرتے ہوئے کہا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ گویا قادیانوں کے نزدیک مرزا قادیانی کا الہام قرآن مجید پر فوقیت رکھتا ہے۔ (نعوذ باللہ) آئیے دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اپنے سابقہ عقیدہ سے روگردانی کرتے ہوئے کیا نیا موقف اختیار کیا؟

ارادے باعد حتم ہوں، سوچنا ہوں، توڑ دیتا ہوں
کہیں ایسا نہ ہو جائے، کہیں دیا نہ ہو جائے

الہام: مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے

(208) ”میرے پراپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔

چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 302 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 402 از مرزا قادیانی)

(عکس معضہ نمبر 979 پر)

View Proof

خود مرزا قادیانی کا کہنا ہے

(209) ”واضح ہو کہ شیطانی الہامات ہونا حق ہے۔“

(ضرورت الامام صفحہ 13 مندرجہ جانی خزانہ جلد 13 صفحہ 483 از مرزا قادیانی)

(کس صفحہ نمبر 980 پر)

View Proof

y Proof

قرآن میں وفاتِ مسیح

(210) ”قرآن شریف قطعی طور پر اپنی آیات بینات میں کج کے فوج ہو جانے کا قائل

زمین کے لیے اعلیٰ کڑھٹ کرنا ہے۔

۱۷۴۳: خروجی روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۷۲ و ۱۷۳ مرزا قادیانی

عبدالباقی صاحب دہلی (۱۸۸۱ء تا ۱۹۰۱ء) (۱۸۸۱ء تا ۱۹۰۱ء)

فصل شہ باب میں شروع فرمادیاں نے اور دوسرے قرآن مجید کی آیات کی تفسیر کی۔

رَبُّ الدُّرُوءِ طَرَّاقُ نَاسِ كَافَرٍ كَيْفَا
رَبُّ الدُّرُوءِ طَرَّاقُ نَاسِ كَافَرٍ كَيْفَا

View Proof

Proof ان پر اعتراض ہے کہ مرزا قادیانی مٹھری کے علم تو ہی وہ ہے

211

(21) سب سے سچی بات یہ ہے کہ

موت میں ہے اور وہ بھی اس جہاں میں

(علم صفی نمبر ۱۹۸۲ء)

View Proof

Proof

11001

وفات مسیح پر 3 آیتیں

(212) ”قرآن شریف میں اگرچہ حضرت مسیح کے بہشت میں داخل ہونے کا یہ تصریح نہیں ذکر نہیں لیکن ان کے وفات پا جانے کا تین جگہ ذکر ہے۔“
(توضیح مرام صفحہ 8 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 54 از مرزا قادیانی) (نکس صفحہ نمبر 983 پر)

[View Proof](#)

وفات مسیح پر 30 آیتیں

(213) ”قرآن شریف کی وہ تیس آیتیں جن سے مسیح ابن مریم کا فوت ہونا ثابت ہوتا ہے۔“
(ازالہ اوہام صفحہ 598 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 423 از مرزا قادیانی)
(نکس صفحہ نمبر 984 پر)

[View Proof](#)

قادیانیوں سے سوال ہے کہ کیا اس وقت قرآن مجید میں یہ 30 آیات موجود نہیں تھیں جب مرزا قادیانی ”براہین احمدیہ“ میں قرآنی آیات سے ثابت کر رہا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور قرب قیامت دنیا میں تشریف لائیں گے۔ حالانکہ اس وقت مرزا قادیانی مجدد، محدث اور ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ کر چکا تھا۔ کیا اس وقت مرزا قادیانی کو ان آیات کا مطلب آتا تھا یا نہیں؟ کیا یہ 30 آیات 1890ء کے بعد نازل ہوئی تھیں یا اس سے پہلے؟ کیا اس وقت مرزا قادیانی کے علم و فہم میں کچھ نقص تھا؟ کیا یہ بات صحیح ہے کہ مرزا قادیانی 52 سال تک اس عقیدہ پر قائم رہا؟ بات دراصل یہ ہے کہ بعد ازاں مرزا قادیانی نے خود کو خلافت ملاحظہ میں شامل کر کے حیات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ بھوڑ دیا تھا جو نہ صرف اسلامی تصریحات کے خلاف تھا بلکہ کسی بھی طرح اہل اسلام کے نزدیک مستحکم نہیں ہے۔ حیرت ہے کہ جو مسئلہ مرزا قادیانی کے نزدیک قرآن مجید کی 30 آیات میں سرحد نہ گذر رہا ہو، وہ باوجود مجدد، محدث اور ملہم من اللہ ہونے کے بھی اسے پہلے سمجھ نہ آیا۔ یہ منافقت نہیں تو اور کیا ہے؟

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ اس کتاب کے سب سے بڑے مفسر اور شارح حضور خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ نے عقائد و احکامات کے سلسلہ میں اپنے مبارک ارشادات عالیہ سے امت مسلمہ کی بھرپور رہنمائی فرمائی۔ پھر صحابہ

کرام، تابعین، تبع تابعین، مفسرین کرام، محدثین کرام، مجددین اور علمائے کرام نے قرآن و حدیث سے وہی مفہوم لیا جو اللہ اور اس کے آخری رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تعجب کی بات ہے کہ اگر قرآن مجید میں وفات مسیح کے سلسلہ میں 30 آیات ہیں تو صحابہ کرام سے لے کر آج تک کی محدث، مفسر نے اس کی نشاندہی نہیں کی اور اگر یہ آیات نظر آئیں تو صرف مرزا قادیانی کو جو تحریف قرآن و حدیث میں سب کے کان کتر گیا۔

معروف قادیانی کتاب ”عسل مصفی“ (از مرزا خدا بخش قادیانی) میں گذشتہ 13 صدیوں کے مجددین کی فہرست دی گئی ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جسے مرزا قادیانی روزانہ اپنی خاص محفل میں سنتا اور اس کی تعریف و تصدیق کرتا۔ اس کتاب میں درج 13 صدیوں کے مجددین جن کی تعداد 83 بنتی ہے، اس پر مسلمانوں کو بھی اتفاق ہے۔ میں دنیا کے تمام قادیانیوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ ان 83 مجددین میں سے کسی ایک کا بھی قول دکھادیں کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔“ تو میں انھیں منہ مانگا انعام دوں گا۔ ہے کسی قادیانی میں جرأت جو میرے اس چیلنج کو قبول کرے؟؟؟

صحیح بخاری میں

(214) ”مسلمانوں کے لیے صحیح بخاری نہایت حبرک اور مفید کتاب ہے۔ یہ وہی کتاب ہے جس میں صاف طور پر لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے۔“

(کشتی نوح صفحہ 60 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 65 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 985 پر)

صاف طور پر لکھا ہوا ہے؟ تو پھر مرزا قادیانی کو استعارات اور تمثیلات کا سہارا لینے کی کیا ضرورت تھی؟ اور یہ صاف لکھا ہوا مرزا قادیانی کی نظر سے کب گزرا؟ جب مرزا قادیانی کو معلوم تھا کہ حدیثوں میں صاف لکھا ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے اور اب مسیح موعود اسی امت میں سے آئے گا تو پھر کیا وجہ ہے کہ 52 سال تک مرزا قادیانی مسلمانوں کے مشہور عقیدہ حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا قائل رہا؟

حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:

□ حدثنا اسحق اخبرنا يعقوب بن ابراهيم حدثنا ابي عن صالح عن ابي شهاب ان سعيد بن المسيب سمع ابو هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكماً عدلاً فيكسر الصليب و يقتل الخنزير و يضع الحرب و يفيض المال حتى لا يقبله احد حتى تكون السجدة الواحدة خير من الدنيا وما فيها. ثم يقول ابي هريرة رضي الله عنه واقرو وان شتم و ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته و يوم القيامة يكون عليهم شهيداً.

(صحیح بخاری، جلد اول صفحہ 490، حدیث نمبر 3448، مسلم جلد 1 صفحہ 87)

(ترجمہ) ”حضرت ابو ہریرہؓ روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یقیناً ابن مریم تم میں حاکم عادل ہو کر اتریں گے، پس صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جنگ ختم کر دیں گے، مال کی اس قدر کثرت ہو جائے گی کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ دنیا اور دنیا بھر کے سب مال و متاع سے ایک سجدہ اچھا معلوم ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے تھے کہ اگر تم نزول عیسیٰ علیہ السلام کی دلیل اس ارشاد نبویؐ کے ساتھ قرآن سے چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو: ”وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيداً“ کیونکہ اس میں صاف طور پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جتنے اہل کتاب ہیں، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے۔ اور قیامت کے دن وہ ان کے بارہ میں شہادت دیں گے۔“

اس حدیث مبارکہ کو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ دونوں نے روایت کیا ہے۔ محدثین کی اصطلاح میں یہ ”متفق علیہ“ حدیث ہے، اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے اس آیت کا مطلب وہی سمجھا اور بیان کیا ہے جو اوپر لکھا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ مطلب انھوں نے رسول اللہ ﷺ ہی کی تلقین و تعلیم سے سمجھا ہوگا۔

اب وفات مسیحؑ کا نسخہ

(215) ”ایک دفعہ ہم دلی میں گئے تھے۔ ہم نے وہاں کے لوگوں سے کہا کہ تم نے تیرہ سو برس سے یہ نسخہ استعمال کیا ہے کہ..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر بٹھایا..... مگر اب دوسرا نسخہ ہم بتاتے ہیں، وہ استعمال کر کے دیکھو۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات شدہ مان لو۔“

View Proof

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 579 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 986 پر)
اس سے پہلے مرزا قادیانی قرآنی آیات کے حوالہ سے لکھ چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر زندہ ہونا اور پھر دوبارہ کسی وقت دنیا میں تشریف لانا ملت اسلامیہ کا تیرہ سو سال سے متواتر عقیدہ رہا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے متواتر ارشادات میں، جن کو تواتر کا اول درجہ حاصل ہے، یہی عقیدہ بیان ہوا ہے، اور خیر القرون میں یہ عقیدہ وہاں وہاں تک پہنچا ہوا تھا، جہاں کہیں ایک مسلمان بھی آباد تھا۔ انصاف فرمائیے کہ اس سے بڑھ کر اس عقیدہ کی حقانیت کا اور کیا ثبوت پیش کیا جاسکتا ہے؟

اس کے بعد بھی جو شخص اس عقیدے پر زبان طعن دراز کرتا ہے، اسلام کی مسلسل اور مربوط تاریخ کی تکذیب کرتا ہے، اسلام کے متواترات و قطعیات کو، جن کی پشت پر ساڑھے چودہ سو سال امت کا تعامل موجود ہے، جھٹلانے کی جرأت کرتا ہے۔ انصاف کیجیے کہ کیا ایسا شخص مسلمان کہلانے کا مستحق ہے؟ بہر حال مرزا قادیانی کا یہ مشورہ کہ:

□ ”تم نے تیرہ سو برس سے یہ نسخہ استعمال کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر بٹھایا مگر اب دوسرا نسخہ ہم بتاتے ہیں، وہ استعمال کر کے دیکھو اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات شدہ مان لو۔“ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 579 طبع جدید)

کسی مسلمان کے لیے لائق التفات نہیں ہو سکتا، کیونکہ کسی مسلمان کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ اسلام کے متواتر و مسلسل عقیدہ کو بدل ڈالنے کی جرأت کرے اور جو شخص ایسی جرأت کرے وہ مسلمان نہیں، بلکہ اسلام کا دشمن ہے..... جب آدمی بے حیا ہو جائے اور معاملہ یہاں تک پہنچ جائے کہ

بے حیا باش ہرچہ خواہی کن
تو اس کے لیے ناجائز بھی شیر مادر ہے۔ اسے کون روک سکتا ہے؟



حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر؟؟؟

آنجنہانی مرزا قادیانی کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اس سلسلہ میں اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بھی ڈھونڈ نکالی۔ افسوس! کہ وہ اس پر قائم نہ رہ سکا۔ کبھی کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ان کے اپنے وطن گلیل میں واقع ہے۔ کبھی کہا کہ ان کی قبر بلاد شام میں ہے، کبھی کہا کہ ان کی قبر یروشلم میں ہے۔ اور کبھی کہا کہ ان کی قبر سرینگر کشمیر میں ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پلک جھپکنے کے برابر بھی غلطی پر نہیں رہنے دیتا (نور الحق صفحہ 86 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 272)

آئیے! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے وفات کے بارے میں مرزا قادیانی کی حیران کن تضاد بیانات ملاحظہ کریں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے وطن گلیل میں فوت ہوئے

(216) ”یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 473 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 353 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 987 پر)

View Proof

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلاد شام میں موجود ہے

(217) ”اور لطف تو یہ کہ حضرت عیسیٰ کی بھی بلاد شام میں قبر موجود ہے اور ہم زیادہ صفائی

کے لیے اس جگہ حاشیہ میں اخویم جی فی اللہ سید مولوی محمد السعدی طرابلسی کی شہادت درج کرتے ہیں اور وہ طرابلس بلاد شام کے رہنے والے ہیں اور انھیں کی حدود میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ اور اگر کہو کہ وہ قبر جعلی ہے تو اس جعل کا ثبوت دینا چاہیے، اور ثابت کرنا چاہیے کہ کس وقت یہ جعل بنایا گیا ہے اور اس صورت میں دوسرے انبیاء کی قبروں کی نسبت بھی تسلی نہیں رہے گی اور امان اٹھ جائے گا اور کہتا پڑے گا کہ شاید وہ تمام قبریں جعلی ہی ہوں۔“

(اتمام الحجہ صفحہ 24، 25 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 296، 297 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 988, 989 پر)

View Proof

وفات مسیح کے سلسلہ میں مرزا قادیانی نے اپنی کتب میں اپنے ایک عقیدت مند مولوی محمد السعیدی طرابلسی کے ذیل میں درج ایک خط کو بنیاد بنا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر یروشلیم میں ہونے کا خوب پروپیگنڈا کیا۔ ملاحظہ کیجیے:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر یروشلم میں ہے

(218) ”اے حضرت مولانا امامنا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! میں خدا تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ آپ کو شفا بخشنے! (میری بیماری کی حالت میں یہ خط شامی صاحب کا آیا تھا) جو کچھ آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کی قبر اور دوسرے حالات کے متعلق سوال کیا ہے سو میں آپ کی خدمت میں مفصل بیان کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت اللحم میں پیدا ہوئے اور بیت اللحم اور بلدہ قدس میں تین کوس کا فاصلہ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلدہ قدس میں ہے اور اب تک موجود ہے اور اُس پر ایک گرجا بنا ہوا ہے اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے اور اس کے اندر حضرت عیسیٰ کی قبر ہے اور اسی گرجا میں حضرت مریم صدیقہ کی قبر ہے اور دونوں قبریں علیحدہ علیحدہ ہیں اور ~~تین میل~~ کے عہد میں بلدہ قدس کا نام یروشلم تھا اور اس کو اور شلم بھی کہتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ کے قوت ہونے کے بعد اس شہر کا نام ایلیار کھا گیا۔“

(اتمام الحجہ صفحہ 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 299 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 990 پر)

View Proof

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ہے

(219) ”جو سری نگر میں محلہ خان یار میں یوز آسف کے نام سے قبر موجود ہے، وہ درحقیقت بلاشبک و شبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔“

(راز حقیقت صفحہ 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 172 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 991 پر)

[View Proof](#)

(220) ”اگر ان کا خدا ہے تو وہ دعویٰ ہے جو مدت ہوئی کہ مر گیا اور سری نگر محلہ خان یار کشمیر میں اس کی قبر ہے۔“

(چشمہ سبکی صفحہ 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 344 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 992 پر)

[View Proof](#)

(221) ”لعنت اللہ علی الکاذبین! جو شخص کشمیر سری نگر محلہ خان یار میں مدفون ہے، اس کو ناحق آسمان پر بٹھایا گیا۔ کس قدر عظم ہے۔“

(دافع البلاء صفحہ 16 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 235 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 993 پر)

اگر یہ حلیم کیا جائے کہ 87 سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر میں روپوش رہ کر فوت

[View Proof](#)

ہو گئے تھے تو کئی سوال پیدا ہوتے ہیں:

(1) تین سال کی تبلیغ کا تو یہ اثر تھا کہ آج عیسائی مذہب سب سے بڑا ہے جو شام سے

نکل کر یورپ میں جا گھسا تھا مگر کشمیر میں 87 سال کی تبلیغ سے ایک عیسائی بھی نظر نہیں آتا۔

(2) اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام روپوش رہے تھے اور دشمن کا خوف بھی نہ تھا تو آپ نے

تبلیغ کیوں نہ کی؟

(3) قیامت کے روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سامنے کیسے کہیں گے کہ جب

نک میں یہود میں رہا، ان کا نگران حال رہا۔ کیا کوئی روپوش شخص بھی نگران حال رہا کرتا ہے؟

(4) ماننا پڑتا ہے کہ آپ کی عین حیات اور روپوشی کے لیے عرصہ میں تثلیث پیدا ہو چکی تھی کیونکہ واقعہ صلیب کے بعد اسی سال کے اول ہی انا جیل مرتب ہو چکی تھیں جن میں آپ کو ابن اللہ کہا گیا تھا۔ اس لیے ہجرت کشمیر کا نظریہ صرف خیالی مسئلہ ہے جس پر نہ کوئی تاریخی ثبوت ہے اور نہ آسانی شہادت موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وما قتلوه و ما صلبوه“ (نساء: 157) یعنی نہ انہوں نے اس کو قتل کیا اور نہ سولی دیا۔ پس جب سولی دینا ہی باطل ہے تو کشمیر میں آ کر فوت ہونا بھی باطل ہوا اور محلہ خان یار میں جو قبر ہے، وہ یوز آصف شہزادہ کی ہے جو کشمیر کے ایک راجہ کا بیٹا تھا اور مسلمان ہو گیا تھا۔

ہم بھی قاتل ہیں تیری نیزگیوں کے یاد رہے
او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے



مرزا قادیانی: مثیل مسیح موعود ہونے کا دعویٰ

حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

”عن عبد اللہ بن عمرو فی حدیث طویل قال قال رسول اللہ ﷺ

فیبعث اللہ عیسیٰ ابن مریم کائنہ عروۃ بن مسعود فیطلبہ فیہلکہ۔“

(صحیح مسلم)

ترجمہ: پس بھیجے گا اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ابن مریم کو جو (شکل و صورت میں) حضرت عروہ بن مسعود کی طرح ہوں گے۔ پس وہ ڈھونڈیں گے دجال کو اور اسے ہلاک کریں گے۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ جس عیسیٰ ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی فرما رہے ہیں، ان کا حلیہ اور شباهت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ میرے صحابی حضرت عروہ بن مسعود کی طرح ہوں گے۔

قربان جائیے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے آنے والے مسیح کا پہلے نام بیان فرمایا پھر نبی بھی بتا دیا تا کہ امت دھوکہ نہ کھائے۔ اس کے بعد آسمان سے نازل ہونے والے عیسیٰ کے ساتھ ابن مریم اور انھیں عروہ بن مسعود کا ہم شکل بنا کر خدا کا بھیجے گا کہ ان کو بھی سمجھانے کی کوشش کی گئی کہ عیسیٰ ابن مریم ہی دوبارہ آئیں گے۔

یہاں ایک دلچسپ نکتہ پیدا ہوتا ہے کہ مثیل مسیح کا دعویٰ کرنے کے سب سے زیادہ حق دار حضرت عروہ بن مسعود تھے کہ ان کی شکل و شباهت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملتی جلتی تھی لیکن انھوں نے مثیل مسیح بننے کا کبھی سوچا بھی نہیں۔ ان کے برعکس جن کی شکلیں شاید کسی انسان سے بھی نہ ملتی ہوں، انھوں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ ایسے ہی بد بختوں میں مرزا قادیانی کا شمار ہوتا ہے۔ اس نے اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرنے کے لیے باقاعدہ

ایک منصوبہ بندی کی۔ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا شوشا چھوڑا۔ پھر مسیح موعود کے بجائے اپنے مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ مرزا قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرنے سے پہلے اپنے خاص مرید حکیم نور الدین (قادیانی راسپونڈنٹ) سے خط کتابت کے ذریعہ مشورہ کیا۔ پھر حکیم نور الدین کے ایک خط کے جواب میں 24 جنوری 1891ء کو لکھا:

مثیل مسیح کے دعویٰ میں کیا حرج ہے؟

(222) ”جو کچھ آنحضرت (نور الدین) نے تحریر کیا ہے کہ اگر دمشق حدیث کے مصداق کو علیحدہ چھوڑ کر الگ مثیل مسیح کا دعویٰ ظاہر کیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے۔“

(مکتوبات احمد کتب نمبر 63 تمام حکیم نور الدین، جلد دوم صفحہ 98 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 994 پر)

کیا سچے مامورین اس طرح مشاورت اور پلاننگ سے ماموریت کے دعوے کیا کرتے ہیں؟ ایسا دعویٰ کرتے ہیں جن کے دماغ میں فور ہو۔

View Proof

کم فہم لوگ مجھے مسیح موعود سمجھتے ہیں، وہ کذاب ہیں

(223) ”اے برادرانِ دین و علمائے شرع متین! آپ صاحبانِ میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں..... میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگا دے، وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 190 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 192 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 995 پر)

مرزا قادیانی کی اس مذکورہ عبارت کے مطابق جو شخص اسے مسیح ابن مریم یا مسیح موعود کہتا ہے، وہ کم فہم، مفتری اور کذاب ہے۔ قادیانیوں کو اس پر ضرور غور کرنا چاہیے۔

View Proof

فقط مثل مسیح

(224) ”مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں تاسخ کا قائل ہوں بلکہ مجھے تو فقط مثل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 215 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 996 پر)

View Proof

میرے جیسے دس ہزار مثل مسیح

(225) ”میں نے صرف مثل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثل ہونا میرے پر ہی ختم ہو گیا ہے بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثل مسیح آجائیں۔ ہاں اس زمانہ کے لیے میں مثل مسیح ہوں اور دوسرے کی انتظار بے سود ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 199 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 197 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 997 پر)

View Proof

قرآن مجید میں مسیح موعود سے مراد مثل مسیح

(226) ”میں نے اس کتاب میں ثابت کر دیا ہے کہ مسیح موعود کا قرآن کریم میں ذکر ہے اور دجال کا بھی۔ لیکن جس طرز سے قرآن کریم میں یہ بیان فرمایا ہے وہ جیسی صحیح اور درست ہوگا کہ جب مسیح موعود سے مراد کوئی مثل مسیح لیا جائے۔“

View Proof

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 357 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 357 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 998 پر)

یہاں ہم مثل مسیح کی تھوڑی سی وضاحت پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ مثل مسیح کا مطلب ہے ”مسیح جیسا۔“ یہ اصطلاح مرزائیوں کی خود ساختہ ہے۔ میرا یہ دعویٰ ہے کہ موجودہ قادیانی خلیفہ سمیت دنیا بھر میں کوئی قادیانی ایسا نہیں جو قرآن حکیم کی کسی آیت یا حضور نبی کریم ﷺ کی کسی حدیث سے یہ الفاظ دکھا سکے کہ ”حضرت مسیح علیہ السلام خود نہیں بلکہ مثل مسیح آئیں گے۔“ مرزا قادیانی کے نزدیک چونکہ انعامی چیلنج درست ہے، لہذا میں دنیا بھر کے

تمام قادیانوں کو کتاب و سنت سے ”مثیل مسیح علیہ السلام“ کے الفاظ دکھانے پر ایک لاکھ روپیہ بطحا اٹھام دینے کا اعلان کوٹاؤن میں یاد رہے کہ مرزا قادیانی اپنے ان مخالفین کو جھوٹا اور تکلف خوردہ سمجھتا تھا جو اس کے چیلنج کا جواب نہیں دیا کرتے تھے۔

بالفرض اگر کوئی مجاہد مطلق اس خود ساختہ جھوٹی اصطلاح پر اپنے ایمان کی بنیاد رکھ دے تو اس بات کا جائزہ لینا تو لازمی ہے کہ کیا مرزا قادیانی واقعی مثیل مسیح ہے؟ آئیے اس پہلو پر تھوڑا سا غور کریں۔

- 1- حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ کیا مرزا قادیانی بھی بغیر باپ کے پیدا ہوا؟
 - 2- حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی باتیں کیں اور اپنی نبوت کا اعلان کیا۔ کیا مرزا قادیانی سے بھی ایسا کرنا ثابت ہے؟
 - 3- حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس زندگی میں شادی کی نہ پہنچے ہوئے جبکہ مرزا قادیانی نے شادیاں بھی کیں، پہنچے بھی ہوئے اور ایک مزید شادی کی شدید حسرت رکھتا تھا۔ اگرچہ اس میں بری طرح ناکام رہا۔
 - 4- اس وقت کی حکومت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخالف تھی جبکہ مرزا قادیانی کی اپنے وقت کی کافر حکومت سے زبردست دوستی اور مودت تھی۔
 - 5- اس وقت کی حکومت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ صلیب قتل کرنے کا حکم جاری کیا جبکہ مرزا قادیانی ملکہ و کنوریہ کو ایک خط میں لکھتا ہے: ”سیری بنی پاک نیوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے۔“ (ستارہ قیصر صفحہ 15) نیز مرزا قادیانی نے خود تسلیم کیا ہے کہ وہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 198 طبع جدید از مرزا قادیانی)۔ ان مبینہ تضادات کی موجودگی میں مرزا قادیانی کا خود کو مثیل مسیح کہنا کیا جھوٹ کی انتہا نہیں؟
- لہذا اصلی مسیح موعود کو جاننے کے لیے ہمیں کتاب و سنت کی روشنی میں یہ جانچنا ہوگا کہ جو شخص دعویٰ کر رہا ہے، کیا وہ ان علامات پر پورا اترتا ہے یا نہیں؟ جو ہمیں آئے وائے مسیح علیہ السلام کے بارے میں بتائی گئی ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ مرزائی حضرات جن کتب احادیث سے کسی مسیح علیہ السلام کے آنے کا عقیدہ اخذ کرتے ہیں، وہیں بے شمار کملی کملی

علامات کے ساتھ ساتھ آنے والے مسیح علیہ السلام کا نام عیسیٰ علیہ السلام بن مریم لکھا ہوا ہے۔ اب یہ کس اصول کی روشنی میں مان لیا جائے کہ احادیث میں جو عیسیٰ علیہ السلام بن مریم کا ذکر ہے، اس سے مراد مرزا غلام احمد بن چراغ بی بی ہے۔

لہذا اگر کوئی کتاب وسنت کے خلاف یہ مان ہی لیتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں تو پھر اس سے یہ عقیدہ پانا لینا چاہیے کہ اب کسی مسیح علیہ السلام نے آنا ہی نہیں اور اگر کسی نے ضرور آنا ہی ہے تو وہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم ہی ہوں گے، کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کتاب وسنت میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کی بجائے کسی اور نام کے شخص نے آنا ہے یا کسی مثل مسیح نے آنا ہے۔ یہ بھی ایک عجیب مذاق ہے کہ آنے والے مسیح کی آمد کا عقیدہ تو لے لیا جائے احادیث سے اور پھر انہی احادیث کو نظر انداز کر کے یہ تاویلات کی جائیں کہ وہ آنے والا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں بلکہ ان کا کوئی مثل ہوگا۔

شیطان اس کو دیکھ کر کہتا تھا رشک ہے

سیدھا ان کو دیکھ کر ہوا میں اڑ گیا
 بڑی تپ مچ گئی تھی
 (۲۵)

مرزا قادیانی: مسیح موعود بننے کی تیاریاں

مسیح موعود بننے کے لیے مرزا قادیانی کے دماغ پر شیطانی بھوت سوار تھا۔ یہ بھوت کرنے کے لیے ایک خزانہ آدمی کی طرح اس نے باقاعدہ ایک منصوبے کے تحت اس کی پلاننگ کی۔ آئیے! ملاحظہ کیجیے۔

تم مسیحا بنو خدا کے لیے

(227) ”خاکسار عرض کرتا ہے کہ منشی احمد جان صاحب لدھیانوی ایک بڑے صوفی حراج آدمی تھے اور اپنے علاقہ کے ایک مشہور بزرگ و سجادہ نشین تھے مگر انھوں نے حضرت صاحب کے دعویٰ مسیحیت سے پہلے ہی فوت ہو گئے۔ ان کو حضرت مسیح موعود سے اس وجہ عقیدت تھی کہ ایک دفعہ انھوں نے آپ کو مخاطب کر کے یہ شعر فرمایا۔

ہم مریضوں کی ہے تمہیں نظر
تم مسیحا بنو خدا کے لیے

(سیرت الہدی جلد اول صفحہ 147 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 999 پر)

View Proof

مخالفت کا شور

(228) ”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعویٰ مسیحیت شائع کرنے لگے تو اس وقت آپ قادیان میں تھے۔ آپ نے اس کے متعلق ابتدائی رسالے یہیں لکھے۔ پھر آپ لدھیانہ تشریف لے گئے اور وہاں سے دعویٰ شائع کیا۔

والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ دعویٰ شائع کرنے سے پہلے آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ میں ایسی بات کا اعلان کرنے لگا ہوں جس سے ملک میں مخالفت کا بہت شور پیدا ہوگا۔“
(سیرت الہدی جلد اول صفحہ 19 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 1000 پر)

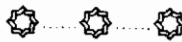
View Proof

بار بار الہام کی بنا پر مسیح موعود ہونے کا اعلان

(229) ”لیکن 1891ء میں ایک اور تغیر عظیم ہوا یعنی حضرت مرزا صاحب کو الہام کے ذریعہ بتایا گیا کہ حضرت مسیح ماضی (عیسیٰ علیہ السلام) جن کے دوبارہ آنے کے مسلمان اور مسیحی دونوں قائل ہیں، فوت ہو چکے ہیں اور ایسے فوت ہوئے ہیں کہ پھر واپس نہیں آ سکیں گے اور یہ مسیح کی بعثت ثانیہ سے مراد ایک ایسا شخص ہے جو ان کی خوبی پر آوے اور وہ آپ (مرزا قادیانی) ہی ہیں۔ جب اس بات پر آپ کو شرح صدر ہو گیا اور بار بار الہام سے آپ کو مجبور کیا گیا کہ آپ اس بات کا اعلان کریں تو آپ کو مجبوراً اس کام کے لیے اٹھنا پڑا۔ قادیان میں ہی آپ کو یہ الہام ہوا تھا۔ آپ نے گھر میں فرمایا کہ اب ایک ایسی بات میرے سپرد کی گئی ہے کہ اس سے سخت مخالفت ہوگی۔ اس کے بعد آپ لدھیانہ چلے گئے اور مسیح موعود ہونے کا اعلان 1891ء میں بذریعہ ایک اشتہار کے شائع کیا گیا۔ اس اعلان کا شائع ہونا تھا کہ ہندوستان بھر میں ایک شور مچ گیا۔“

(سیرت مسیح موعود صفحہ 26 از مرزا بشیر الدین محمود) (عکس صفحہ نمبر 1001 پر)

View Proof



”میں مسیح موعود ہوں“

مرزا قادیانی کا دعویٰ

ایک طویل منصوبہ بندی اور منظم پلاننگ کے بعد بالآخر مرزا قادیانی نے اپنے مسیح موعود ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس سلسلہ میں اس نے یہ ہرزہ سرائی کی کہ وہ تمام آیات اور احادیث جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا ذکر ہے، اللہ تعالیٰ نے خاص الہامات کے ذریعے اس کا مصداق مجھے ظہرایا ہے۔ یہ ہے مرزا قادیانی کے مسیح موعود بننے کی کہانی۔ آئیے! دیکھتے ہیں، وہ اس بارے میں کیا کہتا ہے:-

میں مسیح موعود ہوں

(230) ”میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیشگوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔“
(تختہ گولڑویہ (ضمیمہ) صفحہ 118 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 295 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1002 پر)

View Proof

میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ہے

(231) ”میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں وہ مہدی ہوں جو مصداق من ولد فاطمہ و من عترتی وغیرہ ہے بلکہ میرا دعویٰ تو مسیح موعود ہونے کا ہے اور مسیح موعود کے لیے کسی محدث کا قول نہیں کہ وہ بنی فاطمہ وغیرہ میں سے ہوگا۔“

(برائین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 186 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 356 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1003 پر)

View Proof

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں مسیح موعود ہوں

(232) ”میں بھی خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نبیوں نے وعدہ دیا ہے اور میری نسبت اور میرے زمانہ کی نسبت توریت اور انجیل اور قرآن شریف میں خبر موجود ہے۔“

(دافع البلاء صفحہ 22 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 238 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1004 پر)

View Proof

خدا نے مجھے مسیح موعود بنا کر بھیجا

(233) ”مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 526 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1005 پر)

View Proof

(234) ”اور سوچنے سے ظاہر ہوگا کہ میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی الہامات سے پڑی ہے اور انہی میں خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آیتیں تھیں، وہ میرے حق میں بیان کر دیں۔“

View Proof

(اربعین نمبر 2 صفحہ 22 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 369، از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1006 پر)

یعنی قرآن مجید کی وہ آیتیں پہلے کسی اور کے حق میں نازل ہوئی تھیں لیکن اب اللہ تعالیٰ نے وہ آیات مرزا قادیانی کے حق میں کر دیں۔ مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ میرے مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی الہامات سے پڑی ہے، گویا وہ اعتراف کرتا ہے کہ وہ قرآن وحدیث کی بنیاد پر مسیح موعود نہیں بلکہ اپنے الہامات کی بنا پر مسیح موعود ہے۔ بے شرمی اور ڈھٹائی کی حد دیکھیے کہتا ہے کہ قرآن مجید کی وہ آیات جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تھیں، وہ سب کی سب اللہ تعالیٰ نے خود ساختہ الہامات کے ذریعے میرے حق میں کر دیں۔ اس سے مرزا قادیانی کی ذہنی کیفیت کا اندازہ لگانا کوئی مشکل امر نہیں۔

خدا نے مجھے مسیح ابن مریم بنایا

(235) ”الحمد لله الذي جعلك المسيح ابن مريم.

اس خدا کی تعریف ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔“

(ہقیقۃ الوحی صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 75 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1007 پر)

[View Proof](#)

خدا نے وعدہ کے مطابق اپنے مسیح موعود کو پیدا کیا

(236) ”سو اس (اللہ تعالیٰ) نے قدیم وعدہ کے موافق اپنے مسیح موعود کو پیدا کیا جو عیسیٰ کا

اوتار اور احمدی رنگ میں ہو کر جمالی اخلاق کو ظاہر کرنے والا ہے۔“

(اربعین نمبر 4 صفحہ 15 خزائن جلد 17 صفحہ 446 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1008 پر)

[View Proof](#)

قرآن مجید کی آیت کی رو سے.....

(237) ”اور یہ آیت کہ هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہره علی

الدین کلہ درحقیقت اسی مسیح ابن مریم (مرزا قادیانی) کے زمانہ سے متعلق ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 676 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 464 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1009 پر)

[View Proof](#)

نبی ماری نبی!

(238) ”اصل میں ہمارا وجود دو باتوں کے لیے ہے ایک تو ایک نبی کو مارنے کے لیے،

دوسرا شیطان کو مارنے کے لیے۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 398 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1010 پر)

[View Proof](#)



کیا مرزا قادیانی مسیح موعود ہے؟؟؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قرب قیامت دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ جبکہ قادیانیوں کا عقیدہ اس کے برعکس ہے۔ قادیانیوں کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور دوبارہ دنیا میں تشریف نہیں لائیں گے۔ اب جس عیسیٰ یا مسیح نے دوبارہ دنیا میں آنا تھا، وہ مرزا قادیانی کی صورت میں آچکا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

هو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق (القلم: 9)

ترجمہ: ”وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔“

آیت بالا سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول دنیا پر استدلال کرتے ہوئے مرزا قادیانی لکھتا ہے:

(239) ”هو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست مکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔“

(براہین احمدیہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 593 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1011 پر)

اس جگہ مرزا قادیانی نے مسیح موعود کے لیے قرآن مجید کی آیت سے یہ بات بتائی کہ وہ باسیاست یعنی ظاہری حکومت کے ساتھ آئیں گے۔

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

عسیٰ ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا (بنی اسرائیل: 8)

ترجمہ: ”عجب نہیں کہ تمہارا رب تم پر رحم فرمائے اور اگر تم پھرو ہی کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کریں گے۔“

اس آیت کے تحت مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

(240) ”یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح علیہ السلام کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔ یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف و احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے..... اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ بحرین کے لیے شدت اور عصف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے۔“

View Proof

(برائین احمد یہ حصہ چہارم مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 601، 602 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1012، 1013 پر)

اس تحریر سے صاف معلوم ہو گیا کہ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کی دلیل محکم ہے کیونکہ نزول اسی وقت ہوگا جب رفع پہلے سے ثابت اور واقع ہو چکا ہو۔ مگر جب مرزا قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ خود کیا اس نے اس آیت کو اپنے ہی حق میں چسپاں کر لیا۔ وہ بیان ایسا مضحکہ خیز ہے کہ میں قادیانیوں سے اس کو بنور پڑھنے کے لیے پرزور درخواست کرتا ہوں۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

(241) ”اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے، اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ هو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ۔“ (اعجاز احمدی صفحہ 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 113 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1014 پر)

View Proof

(242) ”اس الہام میں خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور مجھے اس قرآنی پیشگوئی کا مصداق ٹھہرایا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے خاص تھی..... یہ وہ آیت ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔“

(ایام صلح صفحہ 46 مندرجہ روحانی خزائن، جلد 14 صفحہ 272 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1015 پر)

View Proof

(243) ”چونکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممد ہے اور آپ خاتم الانبیا ہیں۔ اس لیے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی یعنی شبہ گزرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا، وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لیے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں۔ زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لیے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا۔ جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلفا ہے۔ پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت ﷺ ہیں اور اس کے آخر میں مسیح موعود ہے۔ اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہو لے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تخلف ہو اس لیے اس آیت کی نسبت ان سب حقد میں کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔“

(چشمہ معرفت صفحہ 82، 83 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 90، 91 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1016، 1017 پر)

اس عبارت کی تشریح یہ ہے کہ بقول مرزا قادیانی زمانہ محمدی کی ابتدا، رسالت محمدیہ

View Proof

علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے ہوئی پھر وہی زمانہ تمتد ہو کر مسیح موعود کے زمانہ تک ایک ہی رہا۔ اس زمانہ کے ایک سرے پر حضور نبی کریم ﷺ ہیں تو دوسرے سرے پر مسیح موعود (مرزا قادیانی) ہے۔ زمانہ محمدی سے اسلام شروع ہو کر زمانہ مسیح موعود میں تکمیل کو پہنچ جائے گی۔ یعنی دنیا کی کل قومیں مسلمان ہو کر ایک واحد اسلامی قوم (مسلمان) بن جائے گی چونکہ یہ سب کام مسیح موعود کی معرفت ہوگا۔ اس لیے آیت هو الذی ارسل مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے حق میں چسپاں ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے زمانہ میں مذکورہ بالا نتیجہ پیدا ہو گیا تھا؟ بترتیب غور کرنے کے لیے ہم دنیا کے بڑے ممالک کو دیکھتے ہیں۔ کیا انگلستان، فرانس، جرمنی، آسٹریلیا، ہالینڈ وغیرہ اسلام قبول کر گئے؟ کیا افریقہ اور امریکہ کے سب لوگ مسلمان ہو گئے؟ اسی طرح ہندوستان کو دیکھئے! کیا یہاں اسلامی وحدت پیدا ہو گئی؟ اس کے صرف ایک صوبہ پنجاب کو لے لیں، کیا یہاں کل منکر بن اسلام، قائل اسلام بن گئے؟ اس صوبہ کے ضلع گورداسپور کے تمام غیر مسلم، دین اسلام میں آگئے؟ چلیے! ”مسیح موعود مرزا قادیانی“ کے گھر چلتے ہیں۔ کیا یہاں چھوٹی سی بستی قادیان کے تمام ہندو، سکھ، آریہ وغیرہ مسلمان ہو گئے؟ اگر سب سوالوں کا جواب ہاں میں ہے تو ہمارا یقین ہونا چاہیے کہ مرزا قادیانی مسیح موعود ہے اور اگر ان سوالوں کا جواب نفی میں ہے تو قادیانی بتائیں کہ مرزا قادیانی کون ہے؟ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث مبارکہ ہے:

□ حدثنا اسحق اخبرنا يعقوب بن ابراهيم حدثنا ابي عن صالح عن ابي شهاب ان سعيد بن المسيب سمع ابو هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكماً عدلاً فيكسر الصليب و يقتل الخنزير و يضع الحرب و يفيض المال حتى لا يقبله احد حتى تكون السجدة الواحدة خير من الدنيا وما فيها. ثم يقول ابي هريرة رضي الله عنه واقروا و ان شئتم و ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته و يوم القيامة يكون عليهم شهيداً.

(صحیح بخاری، جلد اول صفحہ 490، حدیث نمبر 3448، مسلم جلد 1 صفحہ 87)

(ترجمہ) ”حضرت ابو ہریرہؓ روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یقیناً ابن مریم تم میں حاکم عادل ہو کر اتریں گے، پس صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جنگ ختم کر دیں گے، مال کی اس قدر کثرت ہو جائے گی کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ دنیا اور دنیا بھر کے سب مال و متاع سے ایک سجدہ اچھا معلوم ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے تھے کہ اگر تم نزول عیسیٰ علیہ السلام کی دلیل اس ارشاد نبویؐ کے ساتھ قرآن سے چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو: ”وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيداً“ کیونکہ اس میں صاف طور پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جتنے اہل کتاب ہیں، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے۔ اور قیامت کے دن وہ ان کے بارہ میں شہادت دیں گے۔“

خلاصہ یہ کہ حضرت مسیحؑ کے زمانہ میں تمام یہود اور نصاریٰ اسلام میں داخل ہو جائیں گے جبکہ مرزا قادیانی کے دور میں ایسا نہیں ہوا۔ چنانچہ اس متفق علیہ حدیث کی بنا پر ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں ہو سکتا۔ اب یہ دیکھیے کہ مرزا قادیانی اپنے صریح اقرار اور قول کے بموجب بھی مسیح موعود نہیں ہو سکتا۔

قاضی نذر حسین ایڈیٹر اخبار قتلہ بجور کے نام ایک خط میں مرزا قادیانی لکھتا ہے:

(244) ”میرا کام جس کے لیے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے حلیث کے توحید کو پھیلا دوں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے۔ وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود و مہدی موعود کو کرنا چاہیے تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ والسلام! فقط: غلام احمد“

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 498 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1018 پر)

مرزا قادیانی کے اس اعلان کی مزید تائید اس کی مندرجہ ذیل تحریر سے بھی ہوتی ہے۔

(245) ”میں کامل یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ جب تک وہ خدمت جو اس عاجز کے حصہ میں مقرر ہے، پوری نہ ہو، اس دنیا سے اٹھایا نہ جاؤں گا کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے ٹل نہیں جاتے اور اس کا ارادہ رک نہیں سکتا۔“

(حقیقت الوحی (حاشیہ) صفحہ 427، 428 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 427، 428 از مرزا قادیانی)

View Proof (عکس صفحہ نمبر 1019، 1020 پر)

پھر اس عبارت کے شروع میں یہ بھی ہے:

(246) ”میرا یہ اعلان صرف میری اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔“

(حقیقت الوحی (حاشیہ) صفحہ 418، 419 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 418، 419 از مرزا قادیانی)

View Proof (عکس صفحہ نمبر 1021، 1022 پر)

بے شک یہ اعلان من جانب اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کی حقیقت کھولنے کے لیے واضح اور صریح اعلان اس کی زبان اور قلم سے کرایا ہے تاکہ مسلمان عموماً اور مرزائی حضرات خصوصاً مرزا قادیانی کے صدق اور کذب کو اس کے قول کے بموجب بھی جانچ لیں۔ مرزا قادیانی دنیا سے چلا گیا اور دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ تثلیث پرستی کا ستون ٹوٹا تو کیا، اپنی جگہ سے بھی نہ ہلا۔ اسلام کو کوئی غلبہ نہ ہوا بلکہ اس کے برعکس عیسائیوں کو ترقی اور عروج حاصل ہوا اور اسلامی حکومتیں ختم ہوئیں اور جہاں جہاں مسلمان تھے، وہ نصاریٰ کے محکوم اور تختہ جوڑ و جھا بنے۔ مرزا قادیانی اپنے مشن میں کہاں تک کامیاب ہوا؟ یہ داستان روزنامہ ”الفضل“ کی زبانی سنئے! اخبار لکھتا ہے:

□ ”کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت ہندوستان میں عیسائیوں کے 137 مشن کام کر رہے ہیں۔ یعنی ہیڈ مشن۔ ان کی برانچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، ہیڈ مشن میں اٹھارہ سو سے زائد پادری کام کر رہے ہیں۔ 403 ہسپتال ہیں، جن میں 500 ڈاکٹر کام کر رہے ہیں۔ 43 پریس ہیں اور تقریباً 100 اخبارات مختلف زبانوں میں چھپتے ہیں۔ 51 کالج 617 ہائی اسکول اور 61 ٹریننگ کالج ہیں۔ ان میں ساٹھ ہزار طالب علم تعلیم پاتے ہیں۔ کئی فوج میں

308 یورپین اور 2886 ہندوستانی مناد کام کرتے ہیں۔ اس کے ماتحت 507 پرائمری اسکول ہیں، جن میں 18675 طالب علم پڑھتے ہیں۔ 18 بستیاں اور گیارہ اخبارات ان کے اپنے ہیں، اس فوج کے مختلف اداروں کے ضمن میں 3290 آدمیوں کی پرورش ہو رہی ہے اور ان سب کی کوششوں اور قربانیوں کا نتیجہ یہ ہے کہ کہا جاتا ہے روزانہ 224 مختلف مذاہب کے آدمی ہندوستان میں عیسائی ہو رہے ہیں۔ اس کے مقابلے میں مسلمان کیا کر رہے ہیں وہ تو اس کام کو شاید قابل توجہ بھی نہیں سمجھتے، احمدی جماعت کو سوچنا چاہیے کہ عیسائی مشنریوں کے اس قدر وسیع جال کے مقابلے میں اس کی مساعی کی حیثیت کیا ہے۔ ہندوستان بھر میں ہمارے دو درجن مبلغ ہیں اور وہ بھی جن مشکلات میں کام کر رہے ہیں، انھیں ہم لوگ خوب جانتے ہیں۔“

(روزنامہ الفضل قادیان مورخہ 19 جون 1941ء صفحہ 5)

الفضل کی یہ شہادت مرزا قادیانی کی موت سے 33 سال بعد کی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ نہ مرزا قادیانی کے دعوے سے عیسائیت کا کچھ بگڑا، نہ تثلیث کے بجائے توحید پھیلی، نہ عیسائیت کے پھیلاؤ کو روکنے میں اسے کامیابی ہوئی، اس لیے مرزا قادیانی کی یہ بات سچی نکلی: ”اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں..... اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔“

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 498 طبع جدید از مرزا قادیانی)

مسح موعود کی خصوصیات کے بارے میں مرزا قادیانی لکھتا ہے:

(247) ”اب حدیثوں پر نظر غور کرنے سے بخوبی یہ ثابت ہوتا ہے کہ آخری زمانہ میں ابن مریم اترنے والا ہے جس کی تعریفیں لکھی ہیں کہ وہ گندم گون ہوگا اور بال اس کے سیدھے ہوں گے اور مسلمان کہلائے گا اور مسلمانوں کے باہمی اختلافات دور کرنے کے لئے آئے گا اور مغز شریعت جس کو وہ بھول گئے ہوں گے انہیں یاد دلانے کا اور ضرور ہے کہ وہ اس وقت نازل ہو جس وقت انتہاء تک شر اور فتن پہنچ جائیں اور مسلمانوں پر تنزل کا زمانہ ہو جو یہودیوں پر ان کے آخری دنوں میں آیا تھا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 359 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 460، 459 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1023، 1024 پر)

اس عبارت میں مرزا قادیانی اعتراف کرتا ہے کہ آخری زمانہ میں ابن مریم (ابن غلام مرتضیٰ نہیں) اترنے والا ہے۔ وہ یہ بھی اعتراف کرتا ہے کہ ابن مریم نازل ہوں گے اور ان کی ایک بڑی خوبی بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ آنے والا مسیح ”مسلمانوں کے باہمی اختلافات دور کرنے کے لئے آئے گا۔“ قادیانیوں سے پوچھا جاسکتا ہے کہ اگر مرزا قادیانی مسیح موعود ہے تو کیا وہ ابن مریم ہے؟ کیا وہ آسمان سے اترایا نازل ہوا؟ کیا اس کی آمد سے ”مسلمانوں کے باہمی اختلافات“ دور ہو گئے؟ یہ ایک آسان سی بات ہے جس پر غور کرنے سے حق کے متلاشی قادیانی اپنی کھوئی ہوئی منزل پاسکتے ہیں۔

مرزا قادیانی مزید اعتراف کرتا ہے:

(248) ”اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر بکثرت پھیل جائے گا اور مل باطلہ ہلاک ہو جائیں گی اور راستبازی ترقی کرے گی۔“

(ایام الصلح صفحہ 136 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 381 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1025 پر)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نزول مسیح کی 3 علامتیں بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ان پر اتفاق ہو گیا ہے۔ لہذا صرف پہلی علامت کو ہی لے لیں۔ دنیا بھر میں جس قدر اسلام پھیلا تھا، مرزا قادیانی کے آنے سے وہ نیست و نابود ہو گیا۔ سیاست ملکی کے عالمگیر غلبہ کا تو نشان بھی نہیں پایا گیا۔ کوئی باطل دین ہلاک نہیں ہوا۔ الٹا اسلام مٹ گیا۔ مرزا قادیانی کے آنے سے سابقہ مسلمان یعنی پوری دنیا کے کروڑوں مسلمان ہجر چند لاکھ کے، کافر ہو گئے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا فتویٰ ہے:

(ذکرہ) ”خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور

انہوں نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔“

(تذکرہ نبی و وحی و الہامات طبع چہارم صفحہ 519 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1026 پر)

قادیانیوں کو غور کرنا چاہیے کہ کون سی نئی دنیا ہے جہاں مرزا قادیانی نے اسلام پھیلایا؟ کون سے باطل دین کو مرزا قادیانی نے ہلاک کیا؟ مرزا قادیانی، مسیح موعود کی حیثیت

سے جو علامت اور جو کام خود بیان کر رہا ہے، وہ اس میں بالکل نہیں پائی گئی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی آمد پر قوموں کا اتحاد و اتفاق کیا ہوتا، خود قادیانی جماعت میں ایسا اختلاف ہوا کہ بہت تھوڑے عرصہ میں وہ دو تین گروہوں (ربوی، لاہوری، حقیقت پسند پارٹی وغیرہ) میں بٹ کر رہ گئے اور ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ منافرت اور عداوت علیحدہ ہے۔ (دیکھیے روداد مباحثہ راولپنڈی)

مرزا قادیانی اپنی کتاب ”انجام آتھم“ میں لکھتا ہے:

(250) ”اگر ان سات سال میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں اور جیسا کہ مسیح کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مرجانا ضروری ہے، یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعہ سے ظہور میں نہ آوے، یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کر لوں گا۔“

(انجام آتھم (ضمیمہ) صفحہ 30 تا 35 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 314 تا 319 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1027 تا 1032 پر) **View Proof**

مرزا قادیانی کی یہ تحریر غالباً جنوری 1897ء کی ہے، گویا سچا ہونے کی صورت میں مرزا قادیانی کو 1903-1904ء تک یہ سارے کارنامے انجام دینے تھے اور اگر وہ یہ شرط پوری نہ کر سکا تو اس نے اپنے آپ کو جھوٹا سمجھ لینے کی قسم کھا رکھی تھی۔ سات سال کے عرصے میں مرزا قادیانی نے جن کارناموں کا وعدہ کیا تھا، وہ اس سے ظاہر نہ ہو سکے۔ نتیجہ ان تحریروں سے آپ خود اخذ کر لیں۔ میں مختصر عرض کیے دیتا ہوں۔

مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں اس کے ذریعہ سے تمام ادیان باطلہ ہلاک ہو جائیں گے اور دین اسلام کو ایسا غلبہ ہوگا کہ دنیا کی تمام قومیں ایک ہو جائیں گی۔ یعنی سب مسلمان ہو کر ایک قوم کہلائے گی۔ اس پر خوب نظر رہے کہ ان اقوال میں مرزا قادیانی صرف ایک دین، عیسائیت یا موسویت کے نیست و نابود کرنے کا دعویٰ نہیں کرتا بلکہ تمام باطل دینوں کے نیست و نابود کرنے کا دعویٰ ہے اور اس کی ابتدائی حالت یہ بیان کرتا ہے

کہ ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے گا۔ یعنی اسلام سے کوئی خارج نہ ہوگا بلکہ ہر طرف سے غیر مسلم اس میں داخل ہوں گے۔ یہ دعویٰ غالباً 1897ء کا ہے۔ اس کے بعد دس برس سے زیادہ مرزا قادیانی زندہ رہا۔ مئی 1908ء میں اس کی موت ہوئی۔ اب اسے مسیح موعود ماننے والے بتائیں کہ مرزا قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ مگر جو کام اس کا بیان کیا تھا یا اس کی ابتدائی حالت لکھی تھی کہ ہر طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے گا، کیا اس کا وجود پایا گیا؟ اس بیان کے بعد خاص دین عیسوی کی نسبت کہتا ہے کہ ”عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کر لوں گا۔“ اس جملہ سے یہ بھی بخوبی ثابت ہے کہ مذکورہ امور اس کے وقت میں ظاہر ہوں گے۔ پہلے تمام ادیان باطلہ کے فنا ہونے کا لکھا تھا۔ اس میں عیسائی مذہب کا فنا ہونا بھی آگیا تھا۔ مگر اس کے بعد خاص طور پر اس کا ذکر کرنا اس غرض سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اکثر دنیا پر اس کا غلبہ ہے۔ اس لیے یہ دعویٰ کیا گیا کہ مسیح موعود کی وہ شان ہے کہ دنیا کے تمام بادشاہ ان کے آگے سرنگوں ہو جائیں گے۔ یعنی اسلام لا کر مسیح موعود کے مطیع ہوں گے۔ آخری جملہ بھی اسی مطلب کا مؤید ہے۔ ”دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے“ کا مطلب یہی ہوگا کہ اس سے پہلے دنیا کفر سے بھری تھی۔ اب مرزا قادیانی کی وجہ سے اسلام سے بھر جائے گی۔ اس اعلانہ اور روشن دعوے کے بعد مرزا قادیانی قسم کھا کر کہتا ہے کہ اگر مسیح موعود کی مذکورہ علامات کا ظہور میرے ذریعہ سے نہ ہو تو میں اپنے آپ کو جھوٹا سمجھ لوں گا۔ اس قسم کے بعد مرزا قادیانی گیارہ برس سے زیادہ زندہ رہا اور اس نے اپنی آنکھوں سے خوب دیکھا کہ جو علامتیں مسیح موعود کی اس نے خود بیان کی تھیں، وہ اس میں نہیں پائی گئیں۔ چنانچہ اسے اپنے دعوے سے دست بردار ہو جانا چاہیے تھا۔ مگر افسوس کہ اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ آخر تک اپنے دعوے پر قائم رہا۔

قادیانی، مرزا قادیانی کو مسیح موعود مانتے ہیں تو اس لیے نہیں کہ کسی دنیاوی بادشاہ کا حکم ہے بلکہ اس لیے اس کو مسیح موعود مانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جس مسیح موعود کے آنے کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔

□ ابو ہریرہؓ یحدث عن النبی ﷺ قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیہلن ابن مریم یفجج الروحاء حاجا او معتمرا او لیشیہما۔

(صحیح مسلم حدیث نمبر 316، جلد 1 صفحہ 408)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس پاک ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ضرور ابن مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) روحا (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام) کی گھاٹی میں حج یا عمرہ یا دونوں کی بلیک (تلبیہ) پکاریں گے ایک ہی ساتھ۔“

یہ حدیث صاف اور صریح طور پر بتا رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود کی بڑی بھاری نشانی حج کرنا ہے۔ حج بھی اس تفصیل سے کہ وہ مقام فح الروحاء سے احرام باندھیں گے۔ مقام مسرت ہے کہ اس حدیث کو مرزا قادیانی نے رد نہیں کیا بلکہ اپنے حق میں لیا ہے۔ اور کہا ہے کہ ہم حج ضرور کریں گے۔ لیکن کب کریں گے؟ اس کا جواب اس نے یہ دیا ہے کہ جب ہم دجال کو مسلمان کر کے فارغ ہوں گے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے اپنے الفاظ یہ ہیں۔

(251) ”ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال (پادری لوگ) بھی کفر اور دجل سے باز آ کر طواف بیت اللہ کرے گا کیونکہ جو جب حدیث صحیح کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا۔“

(ایام الصلح صفحہ 169 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 416، 417 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1033، 1034 پر)

اس بیان میں مرزا قادیانی نے اس حدیث کے ماتحت تسلیم کیا ہے کہ مسیح موعود کو حج کرنا ضروری ہے۔ مگر بوجہ عدم فرصت فراغت تک اس کو ملتوی رکھا ہے۔ پس حدیث نبوی اور مرزا قادیانی کی تحریر سے بالاتفاق ثابت ہوا کہ حسب فرمان رسول ﷺ ضروری ہے کہ مسیح موعود حج ضرور کرے گا۔ اس کے حج میں کوئی چیز رکاوٹ نہ ہوگی۔ دجال مسلمان ہو یا نہ ہو، مسیح موعود حج ضرور کرے گا۔ قادیانیوں کو غور کرنا چاہیے کہ اتنی بڑی واضح نشانی جس کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے قسم کھا کر بیان فرمایا ہے، وہ مرزا قادیانی میں نہیں پائی گئی۔ یعنی مرزا قادیانی نے فح الروحاء کے مقام سے احرام باندھ کر حج نہیں کیا بلکہ کیا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ جہنم واصل ہو گیا۔ پھر وہ مسیح موعود کیسے ہوا؟

قرآن و حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بیان کردہ 180 کے قریب علامات ہیں۔ ان میں سے مرزا قادیانی میں کوئی بھی نشانی نہیں پائی جاتی۔ لہذا آنے والا مسیح موعود، مرزا

قادیانی کسی طرح ممکن نہیں۔ خود مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ”حقیقۃ الوحی“ میں لکھا ہے:

(252) ”یاد رہے کہ مسیح موعود کی خاص علامتوں میں سے یہ لکھا ہے کہ:-

- 1- وہ دوزرد چادروں کے ساتھ اترے گا۔
- 2- اور نیزیہ کہ دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے گا۔
- 3- اور نیزیہ کہ کافراں کے دم سے مرے گا۔
- 4- اور نیزیہ کہ وہ ایسی حالت میں دکھائی دے گا کہ گویا غسل کر کے حمام میں سے نکلا ہے اور پانی کے قطرے اس کے سر پر سے موتیوں کے دانوں کی طرح ٹپکتے نظر آئیں گے۔
- 5- اور نیزیہ کہ وہ دجال کے مقابل پر خانہ کعبہ کا طواف کرے گا۔
- 6- اور نیزیہ کہ وہ صلیب کو توڑے گا۔
- 7- اور نیزیہ کہ وہ خنزیر کو قتل کرے گا۔
- 8- اور نیزیہ کہ وہ بیوی کرے گا اور اس کی اولاد ہوگی۔
- 9- اور نیزیہ کہ وہی ہے جو دجال کا قاتل ہوگا۔
- 10- اور نیزیہ کہ مسیح موعود قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ فوت ہوگا اور آنحضرت ﷺ کی قبر میں داخل کیا جائے گا۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ 307 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 320 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1035 پر) **View Proof**

مسیح موعود کی یہ دس علامات خود مرزا قادیانی نے تسلیم کی ہیں۔ کیا کوئی قادیانی اگر، مگر، چونکہ، چنانچہ، لیکن، لہذا، استعارہ، کنایہ، ظلی، بروزی وغیرہ کی بھول بھلیوں میں سے نکل کر کوئی ایک علامت بھی مرزا قادیانی میں دکھا سکتا ہے؟؟؟

یہ سب آثار ہیں جہل و جنوں کے

یہ سب اطوار ہیں زار و زبوں کے

یہ چاروں لفظ ہیں مکر و فسون کے

اگر، لیکن، چنانچہ اور چوں کے

مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود نے اپنی کتاب ”حقیقت البدوۃ“ کے صفحہ 192 پر ایک حدیث نقل کر کے اس سے مسیح موعود کے نبی ہونے پر استدلال کیا ہے، ترجمہ بھی مرزا محمود ہی کا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

□ ”الانبياء اخوة لعلات، امهاتهم شتى و دينهم واحد، وانا اولى الناس بعيسى ابن مريم، لانه لم يكن بنى و بينه نبى، وانه نازل، فلزار ايتموه فاعرفوه رجلاً مربوعاً، الى الحمرة و البياض، عليه ثوبان ممصران كان راسه يقطر و ان لم يصبه بلل، فيدق الصليب و يقتل الخنزير، و يضع الجزية، و يدعو الناس الى الاسلام، فيهلك الله في زمانه الملل كلها الا الاسلام، و يهلك الله في زمانه المسيح الدجال و تقع الامنه على الارض حتى ترتع الاسود مع الابل، و النمار مع البقر، و الثناب مع الغنم، و يلعب الصبيان بالحيات لا تضرمهم، فيمكت اربعين سنة، ثم يتوفى و يصلى عليه المسلمون. (مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 406، مطبوعہ بيروت)

یعنی ”انبیاء علانی بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں، ان کی مائیں تو مختلف ہوتی ہیں اور دین ایک ہوتا ہے، اور میں عیسیٰ بن مریم سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں، کیونکہ اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں، اور وہ نازل ہونے والا ہے، پس جب اسے دیکھو تو اسے پہچان لو (1) کہ وہ درمیانہ قامت (2) سرخی سفیدی ملا ہوا رنگ (3) زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے (4) اس کے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا گوسر پر پانی نہ ہی ڈالا ہو (5) اور وہ صلیب کو توڑے گا (6) اور خنزیر کو قتل کرے گا (7) اور جزیہ ترک کر دے گا اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دے گا (8) اس کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ سب مذاہب کو ہلاک کر دے گا اور صرف اسلام رہ جائے گا۔ (9) اور اس کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ مسیح دجال کو ہلاک کر دے گا۔ (10) اور زمین میں امن قائم ہوگا یہاں تک کہ (11) شیر اوتنوں کے ساتھ، اور چیتے گائے بیلوں کے ساتھ اور بھیڑ بکریوں کے ساتھ چرتے پھریں گے، اور بچے سانپوں سے کھیلیں گے اور وہ ان کو نقصان نہ دیں گے (12) عیسیٰ ابن مریم چالیس سال تک رہیں گے، اور پھر فوت ہو جائیں گے (13) اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔“

(حقیقت البدوۃ ص: 192 مندرجہ انوار العلوم جلد 2 صفحہ 1506 از مرزا بشیر الدین محمود)

قادیانی حضرات اس حدیث شریف میں ذکر کردہ علامات کو ایک ایک کر کے ملاحظہ کریں اور پھر انصاف سے بتائیں کہ کیا آنحضرت ﷺ کی ذکر کردہ یہ علامتیں مرزا قادیانی میں پائی گئیں؟ اگر نہیں..... اور یقیناً نہیں..... تو مرزا قادیانی کو مسیح موعود قرار دینا کس طرح صحیح ہوگا؟ قادیانی بتائیں:

- 1- کیا مرزا قادیانی کی زندگی میں اسلام ساری دنیا پر غالب آگیا؟
 - 2- کیا اسلام کے سوا تمام مذاہب صفیہ ہستی سے مٹ گئے؟
 - 3- کیا مرزا قادیانی کے زمانہ میں کسی نے شیروں کو اونٹوں کے ساتھ، چیتوں کو گائے بیلوں کے ساتھ اور بھیڑیوں کو بکریوں کے ساتھ چرتے، بچوں کو سانپ کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا؟
 - 4- کیا مرزا قادیانی، دعویٰ مسیحیت کے بعد چالیس سال زندہ رہا؟
 - 5- کیا مرزا قادیانی کے ہاتھوں اس کی زندگی میں وہ کارنامہ ظہور پذیر ہو سکا جو حضرت مسیح علیہ السلام کے ہاتھوں ظہور پذیر ہوگا؟
- کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا



مرزا قادیانی عیسیٰ ابن مریم کیسے بنا؟

مرزا قادیانی کی زندگی بھی عجیب مسخرانہ اور مضحکہ خیز تھی۔ اس میں درجنوں ایسے نادرات ملتے ہیں جن کے مطالعے سے بے اختیار ہنسی آتی ہے اور ضبط کرنے پر بھی ضبط نہیں ہوتی۔ پنجابی نبی کے حالات زندگی اور تحریرات کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ پتہ لگانا مشکل ہے کہ وہ مرد تھا یا عورت؟ حیرانی ہوتی ہے کہ کیا لکھیں اور کیا کہیں؟ قارئین کرام! خود ملاحظہ کیجیے:

اللہ کا بچہ

(253) ”اسی طرح میری کتاب اربعین نمبر 4 صفحہ 19 میں بابوالہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے..... یعنی بابوالہی بخش چاہتا ہے کہ حیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے۔ ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔“

(حقیقت الوحی ترمہ صفحہ 581، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 581 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1036 پر)

View Proof

کم بخت بابوالہی بخش کو سوچھی بھی تو کیا سوچھی اور دیکھا بھی تو کیا دیکھا! مرزا قادیانی کا حیض و نفاس اور وہ بھی کن دنوں میں جبکہ مرزا قادیانی ایام ماہواری کی مصیبت میں دوچار تھا۔

یا مظہر الحجاب
بچہ معہ زچہ کے غائب

اللہ مرد، مرزا عورت؟

(254) ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا، سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے۔“

View Proof

(اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر 34، از قاضی یار محمد قادیانی مرید مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1037 پر)
وہیے اس قدر غیر معمولی وضاحت میں اشارت والی کون سی بات ہے؟ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر اس سے بڑھ کر کمینہ حملہ اور اوباشانہ بہتان اور کیا ہو سکتا ہے۔ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کی ذات اقدس بھی مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں سے نہ بچ سکی۔ ایسا فاسد خیال اور نعو عقیدہ ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک کسی بھی گستاخ، منہ پھٹ زبان دراز سے نہیں سنا گیا۔ جب سے یہ دنیا قائم ہوئی ہے، آج تک کسی شخص نے بھی اللہ تعالیٰ پر ایسا بے ہودہ، گھٹیا اور بدترین کفر یہ الزام نہیں لگایا۔ یہ ذلت و رسوائی صرف مرزا قادیانی کو ہی نصیب ہوئی، جس کا نقد انعام اُسے دنیا میں لیٹرین میں موت کی صورت میں ملا۔ فاعجبوا یا اولی الابصار!

خدا سے نہانی تعلق

(255) ”در حقیقت میرے اور میرے خدا کے درمیان ایسے باریک راز ہیں جن کو دنیا نہیں جانتی اور مجھے خدا سے ایک نہانی تعلق ہے جو قابل بیان نہیں۔“

View Proof

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 63 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 81 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1038 پر)

یہ نہانی تعلق کہیں وہ تو نہیں جس کی پردہ دری مرزا قادیانی کے مرید قاضی یار محمد کے ہاتھوں ہوئی؟ (استغفر اللہ)!

حاملہ

(256) ”اُس نے ”براہین احمدیہ“ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے، دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پردوش پائی اور پردہ میں

نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دوس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ 496 میں درج ہے۔ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفع کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ 556 میں درج ہے، مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔“

(کشتی نوح صفحہ 47، مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 50 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1039 پر)

[View Proof](#)

مرزا قادیانی کو دروزہ

(257) ”خدا نے مجھے پہلے مریم کا خطاب دیا اور پھر نفع روح کا الہام کیا۔ پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا تھا۔ فاجاءها المخاض الى جذع النخلة قالت ياليتي مت قبل هذا وكت نسباً منسياً۔ یعنی پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے۔ دروزہ تہہ کجور کی طرف لے آئی۔“

(کشتی نوح صفحہ 48 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 51 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1040 پر)

[View Proof](#)

دروڑہ عورتوں کو ہوتا ہے۔ کیا کوئی قادیانی یہ بتانے کی زحمت گوارا کرے گا کہ کون سے زمانہ میں مرزا قادیانی پر نسوانیت غالب آئی اور وہ دروزہ سے کاٹھتا رہا؟

مرزا قادیانی عیسیٰ ابن مریم کیسے بنا؟

(258) ”سورہ تحریم میں صریح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بعض افراد اس امت کا نام مریم رکھا گیا ہے اور پھر پوری اتباع شریعت کی وجہ سے اس مریم میں خدا تعالیٰ کی طرف سے روح پھونکی گئی اور روح پھونکنے کے بعد اس مریم سے عیسیٰ پیدا ہو گیا اور اسی بنا پر خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ بن مریم رکھا کیونکہ ایک زمانہ میرے پر صرف مریمی حالت کا گزرا۔ اور پھر جب وہ مریمی حالت خدا تعالیٰ کو پسند آگئی تو پھر مجھ میں اُس کی طرف سے ایک روح پھونکی گئی۔ اس روح پھونکنے کے بعد میں مریمی حالت سے ترقی کر کے عیسیٰ بن گیا، جیسا کہ میری

کتاب براہین احمدیہ حصہ سابقہ میں مفصل اس بات کا تذکرہ موجود ہے کیونکہ براہین احمدیہ حصہ سابقہ میں اول میرا نام مریم رکھا گیا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: یا مریم اسکن انت و ذویک الجنة یعنی اے مریم! تو اور وہ جو تیرا رفیق ہے، دونوں بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ اور پھر اسی براہین احمدیہ میں مجھے مریم کا خطاب دے کر فرمایا ہے: نفخت فیک من روح الصدیق یعنی اے مریم! میں نے تجھ میں صدق کی روح پھونک دی۔ پس استعارہ کے رنگ میں روح کا پھونکنا اس حمل سے مشابہ تھا جو مریم صدیقہ کو ہوا تھا۔ اور پھر اس حمل کے بعد آخر کتاب میں میرا نام عیسیٰ رکھ دیا، جیسا کہ فرمایا کہ یا عیسیٰ انی متوفیک و ارفعک الی۔ یعنی اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور مومنوں کی طرح میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور اس طرح پر میں خدا کی کتاب میں عیسیٰ بن مریم کہلایا۔ چونکہ مریم ایک امتی فرو ہے اور عیسیٰ ایک نبی ہے۔ پس میرا نام مریم اور عیسیٰ رکھنے سے یہ ظاہر کیا گیا کہ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ مگر وہ نبی جو اتباع کی برکت سے ظلی طور پر خدا تعالیٰ کے نزدیک نبی ہے اور میرا نام عیسیٰ بن مریم ہونا وہی امر ہے جس پر نادان اعتراض کرتے ہیں کہ حدیثوں میں تو آنے والے عیسیٰ کا نام عیسیٰ بن مریم رکھا گیا ہے۔ مگر یہ شخص تو ابن مریم نہیں ہے اور اس کی والدہ کا نام مریم نہ تھا اور نہیں جانتے کہ جیسا کہ سورہ تحریم میں وعدہ تھا میرا نام پہلے مریم رکھا گیا اور پھر خدا کے فضل نے مجھ میں نفخ روح کیا۔ یعنی اپنی ایک خاص تجلی سے اس مریمی حالت سے ایک دوسری حالت پیدا کی اور اس کا نام عیسیٰ رکھا۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم (ضمیمہ) صفحہ 189 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 361 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1041 پر)

View Proof

بغیر باپ کے

(259) سو یقیناً سمجھو کہ نازل ہونے والا ابن مریم بھی ہے جس نے عیسیٰ بن مریم کی طرح اپنے زمانہ میں کسی ایسے شیخ والد روحانی کو نہ پایا جو اس کی روحانی پیدائش کا موجب ٹھہرتا۔ تب خدا تعالیٰ خود اس کا متولی ہوا اور تربیت کی کنار میں لیا اور اس اپنے بندے کا نام ابن مریم رکھا کیونکہ اس نے مخلوق میں سے اپنی روحانی والدہ کا تو منہ دیکھا جس کے ذریعہ سے اس نے

قالب اسلام کا پایا لیکن حقیقت اسلام کی اس کو بغیر انسانوں کے ذریعہ کے حاصل ہوئی۔ جب وہ وجود روحانی پا کر خدا تعالیٰ کی طرف اٹھایا گیا کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے ماسوا سے اس کو موت دے کر اپنی طرف اٹھالیا اور پھر ایمان اور عرفان کے ذخیرہ کے ساتھ خلق اللہ کی طرف نازل کیا۔ سو وہ ایمان اور عرفان کا ثریا سے دنیا میں تحفہ لایا اور زمین جو سنان پڑی تھی اور تاریک تھی، اس کے روشن اور آباد کرنے کے فکر میں لگ گیا۔ پس مثالی صورت کے طور پر یہی عیسیٰ بن مریم ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا۔ کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ اس کا کوئی والد روحانی ہے؟ کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل اربعہ میں سے کسی سلسلہ میں یہ داخل ہے۔ پھر اگر یہ ابن مریم نہیں تو کون ہے؟“

(ازالہ اوہام صفحہ 659 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 456 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1042 پر)

[View Proof](#)

عیسیٰ علیہ السلام کی مانند..... جو قریش میں سے نہ ہو

(260) ”اور جس وقت کہ وعدہ مشابہت خلافت کے دونوں سلسلہ میں تھا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے نون ثقیلہ کے ساتھ موکہ کیا گیا تھا، اس بات نے تقاضا کیا کہ سلسلہ محمدیہ کے آخر میں وہ خلیفہ آئے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی مانند ہو۔ کس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام کے خلیفوں میں سے آخری خلیفہ تھے۔ جیسا کہ بیان ہوا اور واجب ہوا کہ یہ خلیفہ جو خاتم الخلفاء ہے، قریش میں سے نہ ہو وے اور تلوار نہ اٹھائے اور جنگ کا حکم نہ کرے، تاکہ مشابہت پوری ہو جائے۔“

(خطبہ الہامیہ صفحہ 83، 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 83، 84، از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1043، 1044 پر)

[View Proof](#)

عیسیٰ علیہ السلام کی مانند..... جو قریش میں سے ہو

(261) ”خلاصہ کلام یہ کہ اسماعیلی سلسلہ کی عمارت بالکل اسرائیلی سلسلہ کے مطابق بنائی گئی ہے۔ یہی حکمت ہے کہ اس سلسلہ کا عیسیٰ بھی خاندان بنی اسماعیل میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ مسیح

بھی بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا تھا۔ وجہ یہ کہ بنی اسرائیل میں سے کوئی اُس کا باپ نہ تھا، صرف ماں اسرائیلی تھی۔ یہی مشابہت اس جگہ موجود ہے۔ میں بیان کر چکا ہوں کہ میری بعض اُمہات سادات میں سے تھیں اور خدا کی وحی نے بھی یہی مجھ پر ظاہر کیا اور جس طرح حضرت عیسیٰ نے باپ کے ذریعہ سے رُوح حاصل نہیں کی تھی اسی طرح میں نے بھی علم اور معرفت کی رُوح کسی روحانی باپ سے یعنی اُستاد سے حاصل نہیں کی۔ پس ان تمام باتوں میں مجھ میں اور حضرت عیسیٰ میں شدید مشابہت ہے۔ لہذا خدا تعالیٰ نے اسرائیلی سلسلہ کے مقابل پر اسماعیلی سلسلہ قائم کر کے عیسیٰ بننے کے لئے مجھے چُن لیا۔ صدر سلسلہ اسلام میں حضرت سیدنا محمد ﷺ ہیں جن کا نام موسیٰ رکھا گیا جن کے ماں باپ دونوں قریش تھے۔ اور آخر سلسلہ میں یہ عاجز ہے جو فقط ماں کے لحاظ سے قریش ہے جس کا نام عیسیٰ رکھا گیا۔“

(برائین احمدیہ ضمیر حصہ پنجم صفحہ 137، مندرجہ روحانی خزائن، جلد 21 صفحہ 303، 304 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1045، 1046 پر)

View Proof

المسح الدجال کی حقیقت

(262) ”اصل بات یہ ہے کہ دجال بھی مسیح موعود کی طرح ایک موعود ہے۔ اس کا نام المسح الدجال ہے۔ سورۃ تحریم میں جیسے مسیح موعود کے لیے بشارت اور نص موجود ہے۔ اسی نص سے بطور اشارۃ النص کے دجال کے وجود پر ایک دلیل لطیف قائم ہوتی ہے یعنی جیسے مریمؑ میں نفع رُوح سے ایک مسیح پیدا ہوا۔ اسی طرح اس کے بالمقابل ایک خبیث وجود کا ہونا ضروری ہے جس میں رُوح القدس کی بجائے خبیث رُوح کا نفع ہوا اس کی مثال ایسی ہے جیسے بعض عورتوں کو رجا کی بیماری ہوتی ہے اور وہ خیالی طور پر اس کو حمل ہی سمجھتی ہیں۔ یہاں تک کہ حاملہ عورتوں کی طرح سارے لوازم اُن کو پیش آتے ہیں اور چوتھے مہینے حرکت بھی محسوس ہوتی ہے مگر آخر کو کچھ بھی نہیں نکلتا۔ اسی طرح پر المسح الدجال کے متعلق خیالات کا ایک بت بنایا گیا ہے اور قوت واہمہ نے اس کا ایک وجود خلق کر لیا جو آخر کار ان لوگوں کے اعتقاد میں ایک خارجی وجود کی صورت میں نظر آیا۔ المسح الدجال کی حقیقت تو یہ ہے۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 571 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1047 پر)

View Proof

ہندوؤں کا اصول

(263) ”بعض کالمین اسی طرح پر دوبارہ دنیا میں آ جاتے ہیں کہ ان کی روحانیت کسی اور پر چلی کرتی ہے اور اس وجہ سے وہ دوسرا شخص گویا پہلا شخص ہی ہو جاتا ہے۔ ہندوؤں میں بھی ایسا ہی اصول ہے اور ایسے آدمی کا نام وہ اوتار رکھتے ہیں۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم نمبر صفحہ 125 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 291 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1048 پر)

View Proof

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

”سلطان القلم“ کا دعویٰ

(264) ”میں بار بار یہی کہتا ہوں کہ دو قسم کی برکتیں جن کا نام عیسوی برکتیں اور محمدی برکتیں ہیں، مجھ کو عطا کی گئی ہیں۔ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے علم پا کر اس بات کو جانتا ہوں کہ جو دنیا کی مشکلات کے لیے میری دعائیں قبول ہو سکتی ہیں، دوسروں کی ہرگز نہیں ہو سکتیں اور جو دینی اور قرآنی معارف حقائق اور اسرار مع لوازم بلاغت اور فصاحت کے میں لکھ سکتا ہوں، دوسرا ہرگز نہیں لکھ سکتا۔ اگر ایک دنیا جمع ہو کر میرے اس امتحان کے لیے آوے تو مجھے غالب پائے گی اور اگر تمام لوگ میرے مقابل پر انھیں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے میرا ہی پلہ بھاری ہوگا۔“

(ایام الصلح صفحہ 160 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 407 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1049 پر)

View Proof

بہر رنگے کہ خواہی جامہ ی پوش
من انداز قدرت رامی شناسم
(خواہ تو کوئی بھی ہمیں بدل کر سامنے آ، نظر شناس تجھے پہچان لیں گے)



مرزا غلام احمد قادیانی ابن غلام مرتضیٰ یا ابن مریم؟؟؟

میرا نام غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ ہے

(265) ”میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد، میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمد تھا، اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے۔“

(کتاب البریہ صفحہ 144 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 162 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1050 پر)

View Proof

میں مسیح ابن مریم نہیں ہوں

(266) ”میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں۔ جو قص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 190 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 192 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1051 پر)

View Proof

مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں

(267) ”اور یہی عیسیٰ ہے جس کی انتظار تھی۔ اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں۔ میری نسبت ہی کہا گیا کہ ہم اس کو نشان بناویں گے۔ اور نیز کہا گیا

کہ یہ وہی عیسیٰ بن مریم ہے جو آنے والا تھا، جس میں لوگ شک کرتے ہیں۔“
(کشتی نوح صفحہ 48 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 52 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1052 پر)

[View Proof](#)

خدا نے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا

(268) ”اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے، دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ 496 میں درج ہے، مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں سچ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ 556 میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔“

(کشتی نوح صفحہ 47 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 50 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1053 پر)

[View Proof](#)

خدا نے مجھے مسیح ابن مریم بنایا

(269) ”الحمد لله الذی جعلک المسیح ابن مریم۔“

اس خدا کی تعریف ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 75 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1054 پر)

[View Proof](#)

میں جھوٹا ہوں

(270) ”اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔“

(تحفہ الندوہ صفحہ 10 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 98 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1055 پر)

[View Proof](#)

مرزا قادیانی کا نام مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔ اس کی والدہ کا نام چراغ بی بی تھا۔ اس کے والد کا نام غلام مرتضیٰ تھا۔ مرزا قادیانی کا یہ کہنا قرآن مجید پر صریحاً بہتان ہے کہ اس میں مرزا قادیانی کو ابن مریم کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے۔ دنیا بھر کے تمام قادیانوں سے سوال ہے کہ وہ بتائیں کہ قرآن مجید نے کس سورت اور کس آیت میں مرزا قادیانی کا نام ابن مریم رکھا ہے؟ اگر وہ نہ دکھا سکیں تو پھر مرزا قادیانی جھوٹا ہے اور اس کے تمام پیروکار بھی۔

ابن مریم سے اصل ہی کا آنا ثابت ہوتا ہے

(271) ”وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ صرف لفظ عیسیٰ یا مسیح ہی اگر احادیث میں ہوتا تو مثیل کی منجائش تھی۔ لیکن ابن مریم سے اصل ہی کا آنا ثابت ہوتا ہے..... ہم بھی کہتے نہیں مثیل آیا۔ اصل آیا، مگر بطور یروز۔“

(ایام الصلح صفحہ 153 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 379 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1056 پر)

View Proof

مسلمانوں کا اتفاق کہ آنے والا عیسیٰ ابن مریم ہوگا

(272) ”سوائل ہم ان ہر سہ تنقیحوں میں سے پہلی تنقیح کو بیان کرتے ہیں، سو واضح ہو کہ اس امر سے دنیا میں کسی کو بھی انکار نہیں کہ احادیث میں مسیح موعود کی کھلی کھلی پیشگوئی موجود ہے بلکہ قریباً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے جس کا نام عیسیٰ بن مریم ہوگا۔“

(شہادۃ القرآن صفحہ 2 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 298 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1057 پر)

View Proof

احادیث کے چھوڑنے سے

(273) ”اب سوچ کر دیکھ لو کہ احادیث کے چھوڑنے سے اسلام کا کیا باقی رہ جاتا ہے۔“

(شہادۃ القرآن صفحہ 5 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 301 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1058 پر)

View Proof



قادیانی تاویلات

قادیانیوں کے نزدیک احادیث میں نزول مسیح سے مراد مثل مسیح موعود ہے۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ نزول سے مراد ولادت ہے۔ مریم سے مراد بھی مرزا قادیانی ہے۔ دمشق، بیت المقدس، مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ سے مراد قادیان ہے۔ دو زرد رنگ کی چادروں سے مراد دو بیماریاں ہیں۔ باب لد جو قسطنطنیہ میں ایک جگہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام، دجال کو قتل کریں گے، سے مراد لدھیانہ ہے۔ قتل دجال سے مراد مناظرہ میں کسی عیسائی کو شکست دینا ہے۔ دجال سے مراد عیسائی پادری ہیں۔ دجال کے کاٹا ہونے کا مطلب پادریوں میں دینی عقل نہیں ہے۔ دجال کے گدھے سے مراد ریل گاڑی ہے۔ حدیث میں جو عیسیٰ ابن مریم کا خنزیر کو قتل کرنا آیا ہے، اس سے مراد مرزا کے مخالف لکھرام کا قتل ہے۔ قارئین کرام! خود غور فرمائیں کہ ایسی تاویلوں سے تو ہر شخص مسیح موعود بن سکتا ہے اور جس کا جی چاہے احادیث میں درج حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی نشانیوں کو اپنے پر منطبق کر کے فتنوں کا دروازہ کھول سکتا ہے۔ یہ تاویلات نہیں بلکہ تحریفات اور ہدیانات ہیں۔

قادیانیوں سے پوچھا جاسکتا ہے کہ اگر دجال سے مراد عیسائی قوم ہے تو مرزا قادیانی انگریزوں کے لیے دعائیں کیوں مانگتا رہا؟ کیا کسی حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ مسیح موعود دجال کے لیے دعا کرے گا اور اپنی امت کو دجال کی بھاکے لیے تلقین کرے گا؟ مرزا قادیانی کے نزدیک دجال کے گدھے سے مراد ریل گاڑی ہے تو مرزا قادیانی ہمیشہ اس دجال کے گدھے (ریل گاڑی) پر سفر کیوں کرتا تھا؟

آئیے! دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے مسیح موعود بننے کے لیے قرآن و حدیث میں کیا کیا تاویلات کیں؟

مریم اور عیسیٰ سے مراد مرزا قادیانی

(274) ”اُس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں، میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ 496 میں درج ہے۔ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفع کی گئی۔ اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ 556 میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بتایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔“

(کشتی نوح صفحہ 47 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 50 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1059 پر)

View Proof

دمشق سے مراد قادیان

(275) ”محبت واثق مولوی حکیم نور الدین صاحب اس جگہ قادیان میں تشریف لائے اور انھوں نے اس بات کے لیے درخواست کی کہ جو مسلم کی حدیث میں لفظ دمشق و نیز اور ایسے چند مجمل الفاظ ہیں، ان کے انکشاف کے لیے جناب الہی میں توجہ کی جائے..... صرف تھوڑی سی توجہ کرنے سے ایک لفظ کی تشریح یعنی دمشق کے لفظ کی حقیقت میرے پرکھولی گئی..... پس واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پرمنجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبہ کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں..... خدائے تعالیٰ نے مسیح کے اترنے کی جگہ جو دمشق کو بیان کیا تو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح سے مراد وہ اصلی مسیح نہیں ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی بلکہ مسلمانوں میں سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو اپنی روحانی حالت کی رو سے مسیح سے اور نیز امام حسینؑ سے بھی مشابہت رکھتا ہے..... دمشق کا لفظ محض استعارہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 65 تا 67 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 135، 136 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1060، 1061 پر)

View Proof

قادیان میں یزیدی لوگ

(276) ”خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ ظاہر فرمادیا ہے کہ یہ قصبہ قادیان بوجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں، دمشق سے ایک مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے..... سو خدائے تعالیٰ نے اسی عام قاعدہ کے موافق اس قصبہ قادیان کو دمشق سے مشابہت دی اور اس بارہ میں قادیان کی نسبت مجھے یہ بھی الہام ہوا کہ اخراج منہ الیزیدیوں یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کیے گئے ہیں..... اس نے قادیان کو دمشق سے مشابہت دی ہے اور ان لوگوں کی نسبت یہ فرمایا ہے کہ یہ یزیدی الطبع ہیں یعنی اکثر وہ لوگ جو اس جگہ رہتے ہیں وہ اپنی فطرت میں یزیدی لوگوں کی فطرت سے مشابہ ہیں۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 69، 72 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 138 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1062 پر)

[View Proof](#)

انا انزلنہ قریباً من القادیان کی انوکھی تفسیر

(277) ”قادیان کو خدائے تعالیٰ کے نزدیک دمشق سے مشابہت ہے تو اس پہلے الہام کے معنی بھی اس سے کھل گئے گویا یہ فہرہ جو اللہ جل شانہ نے الہام کے طور پر اس عاجز کے دل پر القا کیا ہے کہ انا انزلنہ قریباً من القادیان اس کی تفسیر یہ ہے کہ انا انزلنہ قریباً من دمشق بطرف شرقی عند المنارة البيضاء کیونکہ اس عاجز کی سکونت جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے منارہ کے پاس۔ پس یہ فہرہ الہام الہی کا کہ کان وعد اللہ مفعولاً اس تاویل سے پوری پوری تطبیق کھا کر یہ پیشگوئی واقعی طور پر پوری ہو جاتی ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 139 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1063 پر)

[View Proof](#)

منارہ

(278) ”بعض احادیث میں یہ پایا جاتا ہے کہ دمشق کے مشرقی طرف کوئی منارہ ہے جس

کے قریب مسج کا نزول ہوگا۔ سو یہ حدیث ہمارے مطلب سے کچھ منافی نہیں ہے کیونکہ ہم کئی دفعہ بیان کر چکے ہیں کہ ہمارا یہ گاؤں جس کا نام قادیان ہے اور ہماری یہ مسجد جس کے قریب منارہ طیار ہوگا، دمشق سے شرقی طرف ہی واقع ہے۔ حدیث میں اس بات کی تصریح نہیں کہ وہ منارہ دمشق سے ملحق اور اس کی ایک جزو ہوگا بلکہ اس کے شرقی طرف واقع ہوگا۔ پھر دوسری حدیث میں اس بات کی تصریح ہے کہ مسجد اقصیٰ کے قریب مسج کا نزول ہوگا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ منارہ بھی مسجد اقصیٰ کا منارہ ہے۔ اور دمشق کا ذکر اس غرض کے لیے ہے جو ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 402 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1064 پر)

View Proof

مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ نزول مسج ابن مریم سے مجازاً غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ کی قادیان میں ولادت مراد ہے مگر منارہ سے حقیقی معنی مراد ہیں۔ اس لیے مرزا قادیانی نے ”نازل“ ہونے کے بعد لوگوں سے چندہ لے کر قادیان میں ایک منارہ تعمیر کرایا جس کا نام منارۃ المسیح رکھا۔ عجیب بات ہے کہ نزول تو پہلے ہو گیا اور منارہ بعد میں چندہ جمع کر کے تعمیر کرایا گیا۔ جیسا کہ کسی کا واقعہ مشہور ہے کہ ایک شخص قضاء حاجت کرنے کے لیے پانی کا برتن لے کر چلا، برتن کے پیندے میں سوراخ تھا، اس لیے طہارت تو پہلے کر لی اور قضاء حاجت بعد میں کی، اسی طرح مسج قادیان نازل تو پہلے ہو گئے اور منارہ بعد میں بنوایا کہ آخر کہاں تک حدیثوں میں تاویل کروں اور ساری باتوں کو مجاز پر محمول کروں۔ سوائے منارہ بنانے کے اور کوئی شے نظر نہ آئی۔ اس لیے حدیث میں صرف منارہ کا لفظ حقیقی معنی میں رہ گیا اور باقی سب مجاز اور استعارہ۔ اسے کہتے ہیں:- بھان متی نے کتبہ جوڑا..... کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا۔

منارۃ المسیح کے لیے چندہ

(279) ”مسج موعود کی مسجد جو حال میں وسیع کی گئی ہے اور عمارت بھی زیادہ کی گئی۔ اور یہ مسجد فی الحقیقت دمشق سے شرقی طرف واقع ہے۔ اور یہ مسجد صرف اس غرض سے وسیع کی گئی اور بنائی گئی ہے کہ تا دمشق مسافت کی اصلاح کرے۔ اور یہ منارہ وہ منارہ ہے جس کی ضرورت

احادیث نبویہ میں تسلیم کی گئی۔ اور اس منارۃ النسخ کا خرچ دس ہزار روپیہ سے کم نہیں ہے۔“
(مجموعہ اشتہارات (اشتہار چندہ منارۃ النسخ 28 مئی 1900) جلد دوم صفحہ 408 طبع جدید از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1065 پر)

View Proof

اور حدیث پوری ہو گئی

(280) ”پھر منارۃ البیضا کا بھی عجیب معاملہ ہوا۔ ایک مولوی عبدالقادر صاحب حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب کے دوست تھے۔ اُن سے میں نے پوچھا کہ وہ منارہ کہاں ہے جس پر تمہارے نزدیک حضرت عیسیٰ نے اترنا ہے؟ کہنے لگے: مسجد امویہ کا ہے لیکن ایک اور مولوی صاحب نے کہا کہ عیسائیوں کے محلہ میں ہے۔ ایک اور نے کہا حضرت عیسیٰ آ کر خود بتائیں گے۔ اب ہمیں حیرت تھی کہ وہ کونسا منارہ ہے، دیکھ تو چلیں۔ صبح کو میں نے ہوٹل میں نماز پڑھائی، اس وقت میں اور ذوالفقار علی خان صاحب اور ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب تھے، یعنی میرے پیچھے دو مقتدی تھے۔ جب میں نے سلام پھیرا تو دیکھا سامنے منارہ ہے اور ہمارے اور اس کے درمیان صرف ایک سڑک کا فاصلہ ہے۔ میں نے کہا یہی وہ منارہ ہے اور ہم اس کے مشرق میں تھے۔ یہی وہاں سفید منارہ تھا اور کوئی نہ تھا۔ مسجد امویہ والے منارہ نیلے سے رنگ کے تھے جب میں نے اس سفید منارہ کو دیکھا اور پیچھے دو ہی مقتدی تھے تو میں نے کہا کہ وہ حدیث بھی پوری ہو گئی۔“

(تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ 443 طبع جدید از دوست محمد شاہد) (عکس صفحہ نمبر 1066 پر)

View Proof

اللہ رے! یہ قادیاں! اور یہ خوش اعتقادات!!!

صحیح مسلم کی حدیث

(281) ”صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 81 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 142 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1067 پر)

ہمارے پیش نظر مسلم شریف کا جو نسخہ ہے اس میں من اسما کا لفظ مذکور نہیں، باقی

View Proof

طویل روایت مسلم جلد 2 صفحہ 401 میں مذکور ہے اور مرزا قادیانی چونکہ (جعلی) نبی ہے، اس لیے اس کے پاس ضرور مسلم شریف کا کوئی ایسا نسخہ ہوگا جس میں من السماء کے الفاظ بھی ہوں گے۔
یاد رہے کہ مذکورہ حدیث صحیح مسلم میں نہیں بلکہ سنن ابی داؤد جلد 2 کتاب الملاحم باب خروج الدجال میں مذکور ہے۔

زرد رنگ کی چادریں یا بیماریاں

(282) ”دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپؐ نے فرمایا تھا کہ صبح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں، ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مرق اور کثرت بول۔“

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 32، 33 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1068، 1069 پر)
بھلا ان بیماریوں پر فخر کرنے والی کون سی بات ہے؟ کیا سچے نبی کی صداقت پر اس کے عوارض بھی دلیل بن سکتے ہیں؟ باقی مرزا قادیانی نے دو نہیں، تین زرد چادریں اوڑھ رکھی تھیں، تیسری اس کے سر پر بندھی ہوئی تھی۔

مقام لد کہاں ہے؟

(283) ”پھر حضرت ابن مریم دجال کی تلاش میں لگیں گے اور لد کے دروازہ پر جو بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے، اس کو جا پکڑیں گے اور قتل کر ڈالیں گے۔ تمت ترجمۃ الحلیث۔ یہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے لکھی ہے۔“
(ازالہ اوہام صفحہ 230 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 209 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1070 پر)

لد سے مراد لدھیانہ

(284) ”أَوَّلُ بَلَدَةٍ بِأَعْيُنِ النَّاسِ فِيهَا أَسْمَها لَدْهِيَانَه. وَهِيَ أَوَّلُ أَرْضِ قَامَتْ

View Proof

View Proof

الاشرار فيها للأهانة. فلما كانت بيعة المخلصين. حرباً لقتل الدجال اللعين. باشاعة الحق المبين. اشير في الحديث ان المسيح يقتل الدجال على باب اللد بالضربة الواحدة. فاللد ملخص من لفظ للميانه كما لا يخفى على ذوى الفطنة.

(ترجمہ) ”سب سے پہلا شہر جس میں لوگوں نے میری بیعت کی، اس کا نام ”لدھیانہ“ ہے۔ یہ وہ سرزمین ہے جہاں مخلصین کی بیعت کے بعد شریر لوگ میری اہانت کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان مخلصین نے حق مبین کی اشاعت کے لیے دجال لعین کو قتل کرنے کی بیعت کی تھی۔ حدیث میں اشارہ ملتا ہے کہ حضرت مسیح (علیہ السلام) دجال کو ایک ہی وار میں ”لد“ شہر کے دروازہ پر قتل کریں گے۔ لفظ ”لد“ لدھیانہ کا مخفف ہے جیسا کہ کسی عقلمند سے مخفی نہیں ہے۔“

(الہدئی صفحہ 92 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 341 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1071 پر)

View Proof

یا جوج و ماجوج

(285) ”ایسا ہی یا جوج ماجوج کا حال بھی سمجھ لیجیے۔ یہ دونوں پرانی قومیں ہیں جو پہلے زمانوں میں دوسروں پر کھلے طور پر غالب نہیں ہو سکیں اور ان کی حالت میں ضعف رہا۔ لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں یہ دونوں قومیں خروج کریں گی یعنی اپنی جلالی قوت کے ساتھ ظاہر ہوں گی۔ جیسا کہ سورہ کہف میں فرماتا ہے و ترکنا بعضهم یومئذ یعوج فی بعض یعنی یہ دونوں قومیں دوسروں کو مغلوب کر کے پھر ایک دوسرے پر حملہ کریں گی اور جس کو خدا تعالیٰ چاہے فتح دے گا چونکہ ان دونوں قوموں سے مراد انگریز اور روس ہیں۔ اس لیے ہر ایک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہیے کہ اس وقت انگریزوں کی فتح ہو کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے بھی ناشکر گزار ہیں کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور پا رہے ہیں وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پاسکتے۔ ہرگز نہیں پاسکتے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 273 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 373 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1072 پر)

View Proof

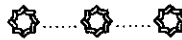
صد افسوس! جب مرزا قادیانی کو مسیح بننے کا شوق ہوا تو اس نے زرد پوشاک سے مراد دو بیماریاں، دجال سے پادری اور لد سے لدھیانہ مراد لے لیا اور یوں قادیان و دمشق بن گیا اور پھر وہاں بقول اس کے مسیح اتر آیا۔ فاعتبہروا یا اولی الابصار۔

مرزا قادیانی جب تک حکیم نور الدین بھیروی کے کافرانہ چنگل میں پوری طرح نہیں پھنسا تھا اور جب تک اس کے غلط نسخوں سے اس کا مراق اور مانگو لیا عروج تک نہیں پہنچا تھا اور جب تک محمدی بیگم کے عشق کا مکمل بھوت اس پر سوار نہیں ہوا تھا اور جب تک ان عوارضات کی وجہ سے اس کا دماغ ماؤف نہیں ہوا تھا تو وہ قرآن وحدیث اور اجماع کی قدر کے گیت گاتا تھا۔ مگر جب کروٹ بدلی تو ان میں سے کوئی چیز بھی نعوذ باللہ تعالیٰ اس کے نزدیک قابل قدر نہ رہی بلکہ الٹا ان کا مذاق اڑانے لگا اور بھانڈوں کی طرح مسخرہ پن پر اتر آیا۔
خود مرزا قادیانی کا اقرار ہے:

(286) ”ایک نئے معنی اپنی طرف سے گھڑتا ہی تو الہ... تحریف ہے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے بچا دے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 745 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 501 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1073 پر)



رفع و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرزا قادیانی کی اہم تشریحات

حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں آنجمنی مرزا قادیانی کی بعض عبارات اور ان کی تشریحات نہایت اہم اور دلچسپ ہیں۔ قارئین کرام کے لیے ان کا مطالعہ فائدے سے خالی نہ ہوگا۔ آئیے! ملاحظہ کریں۔

خدا کا مسیح سے وعدہ

(287) ”یہودیوں نے نعوذ باللہ حضرت مسیح کو رفع سے بے نصیب ٹھہرانے کے لیے صلیب کا حیلہ سوچا تھا تا اس سے دلیل پکڑیں کہ عیسیٰ بن مریم ان صادقوں میں سے نہیں ہے جن کا رفع الی اللہ ہوتا رہا ہے۔ مگر خدا نے مسیح کو وعدہ دیا کہ میں تجھے صلیب سے بچاؤں گا اور اپنی طرف تیرا رفع کروں گا۔“

(اربعین نمبر 3 صفحہ 8 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 394 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1074 پر)

View Proof

قرآن شریف صاف کہتا ہے

(288) ”قرآن شریف صاف کہتا ہے کہ مسیح وفات پا کر آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔“

(انجام آ آختم صفحہ 37 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 321 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1075 پر)

View Proof

اپنی طرف اٹھاؤں گا

(289) ”براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیٰ یعنی اے عیسیٰ میں تجھے طبعی وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔“
(سراج منیر صفحہ 41 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 43 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1076 پر)

View Proof

تجھ کو پوری نعمت دوں گا

(290) ”اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیّیْ۔ میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔“

(براہین احمدیہ صفحہ 520 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 620 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1077 پر)

View Proof

مرزا قادیانی کے اس الہام میں حکم اللہ تعالیٰ اور مخاطب مرزا قادیانی کی طرف ہے۔ یہاں پر مخاطب مرزا قادیانی نے اپنے الہام کا خود ہی تکمیل نعمت سے ترجمہ کر دیا ہے۔ اب اس سے بڑھ کر اور کیا شہادت ہو سکتی ہے کہ توفی کا معنی ہر جگہ موت نہیں ہے۔ ہر واقعہ کے حالات مختلف ہوتے ہیں۔ پھر اس میں استعمال ہونے والے الفاظ و بیان کو بھی اس تناظر میں دیکھنا چاہیے۔ یہ بھی یاد رہے کہ بعض الفاظ کئی کئی معنی دیتے ہیں اور ایسے الفاظ اپنے اپنے محل وقوع میں استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً پنجابی زبان کا ایک لفظ ہے۔ وٹ۔ یہ لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور اپنے محل وقوع کے اعتبار سے اپنے معنی دیتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص یہ کہے کہ رات میں نے بہت زیادہ کھانا کھا لیا جس سے میرے پیٹ میں ”وٹ“ پڑ رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ زیادہ کھانا کھانے سے اس کا پیٹ خراب ہو گیا ہے اور خدشہ ہے کہ اسے پیش لگ جائیں گے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کل میرے کزن نے بھری محفل میں میری کردار کشی کی جس پر مجھے اُس پر بہت ”وٹ“ چڑھا۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس شخص کو اپنے کزن پر بہت غصہ آیا نہ یہ کہ اس کی بات پر اس کا پیٹ خراب ہو گیا۔ اسی طرح

اگر کوئی شخص ایسی بات کہے اور دوسرے کو سمجھ نہ آئے تو وہ کہے وٹ؟ (What)۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے سمجھ نہیں آئی اور وہ بات کو دوبارہ دہرانے کے لیے کہہ رہا ہے نہ کہ یہ کہ اس سے اس کا پیٹ خراب ہو گیا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی سے راستہ پوچھے اور وہ شخص اسے کہے کہ آپ ”وٹوٹ“ چلے جائیں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ سیدھے اور آسان راستہ سے جائیں۔ اسی طرح اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے اپنے دوست کو اس کی خامی سے آگاہ کیا تو اس نے منہ وٹ لیا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کا دوست خفا ہو گیا۔ اس طرح اگر کوئی یہ کہے کہ کل میں چار پائی کا بان وٹ رہا تھا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ چار پائی کی ضروریات تیار کر رہا تھا۔ اب اگر یہ غور کیا جائے کہ ”براہین احمدیہ“ لکھتے وقت مرزا قادیانی حیات مسیح کا قائل تھا اور اس خیال کے دباؤ سے مرزا قادیانی نے مذکورہ بالا معنی کر لیا تھا تو اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ اس الہام میں حضرت مسیح کا ذکر نہیں ہے بلکہ صرف مرزا قادیانی سے باتیں ہو رہی ہیں۔ اسے مسیح بتایا جا رہا ہے اور طرح طرح کی امتلیں پیدا کی جا رہی ہیں۔ یہاں اگر توفی کا معنی موت کریں تو بتائیے مرزا قادیانی کا کیا بنے گا؟

تجھے کامل اجر بخشوں گا

(291) ”پھر بعد اس کے یہ الہام ہے۔ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیٰ (ترجمہ) اے عیسیٰ! میں تجھے کامل اجر بخشوں گا یا وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا یعنی رفع درجات کروں گا یا دنیا سے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔“

(براہین احمدیہ صفحہ 557، 558 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 664، 665 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1078، 1079 پر)

View Proof

میں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤں گا

(292) ”براہین احمدیہ کا وہ الہام یعنی یا عیسیٰ انی متوفیک جو سترہ برس سے شائع ہو چکا ہے اس کے اس وقت خوب معنی کھلے۔ یعنی یہ الہام حضرت عیسیٰ کو اس وقت بطور تسلی ہوا تھا جب یہود ان کے مصلوب کرنے کے لیے کوشش کر رہے تھے اور اس جگہ بجائے یہود ہنود

کوشش کر رہے ہیں اور الہام کے یہ معنی ہیں کہ میں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤں گا۔ دیکھو اس واقعہ نے عیسیٰ کا نام اس عاجز پر کیسے چسپاں کر دیا ہے۔“

(سراج منیر صفحہ 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 23 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1080 پر) [View Proof](#)

عجیب بات ہے کہ یہ آیت اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ہو تو قادیانی اس کا ترجمہ ”مار دوں گا“ کرتے ہیں اور اگر یہ آیت مرزا قادیانی اپنے لیے استعمال کرے تو ترجمہ ”میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا۔“ ”میں تجھے کامل اجر بخشوں گا“ اور ”میں تجھے اس ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤں گا۔“ کرتا ہے۔ قادیانیوں سے درخواست ہے کہ وہ اس پر ضرور غور کریں۔ اگر توفیٰ کا معنی موت ہی ہے تو پھر مرزا قادیانی اس الہام کے بعد 23، 24 سال کیوں زندہ رہا؟ اس پر کیوں موت وارد نہ ہوئی؟ تو اس سے واضح ہوا کہ جس طرح مرزا قادیانی کے لیے بعد از خبر وفات پندرہ سال کا عرصہ اوپر گزر جانا جائز ہے، اسی طرح حضرت مسیح کے لیے صدیوں کا عرصہ گزر جانا بھی جائز ہے۔

عیسیٰ پیدا ہو گیا

(293) ”یہ الہام ہوا۔ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ۔“

اس جگہ میرا نام عیسیٰ رکھا گیا اور اس الہام نے ظاہر کیا کہ وہ عیسیٰ پیدا ہو گیا۔“

(کشتی نوح صفحہ 46 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 49 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1081 پر) [View Proof](#)

میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا نمونہ ہوں

(294) ”اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رُوء سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے، اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی تشابہ واقع ہوئی ہے، گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی

درخت کے دو پھل ہیں۔“

(براہین احمدیہ جلد 1 صفحہ 499 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 593 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1082 پر) [View Proof](#)

مرزا قادیانی کی اس تحریر سے واضح ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی دو زندگیاں ہیں۔ پہلی آسمان پر اٹھائے جانے سے قبل کی، اور دوسری آسمان سے نزول کے بعد کی۔

اللہ نے حضرت عیسیٰ کو زندہ کر کے اپنے پاس آسمان پر بلا لیا

(295) ”اُس خدا کی قسم ہے جس نے مسیح کو مریم صدیقہ کے پیٹ سے پیدا کیا، جس نے انجیل نازل کی، جس نے مسیح کو وفات دے کر پھر مردوں میں نہیں رکھا بلکہ اپنی زندہ جماعت ابراہیم اور موسیٰ اور یحییٰ اور دوسرے نبیوں کے ساتھ شامل کیا، اور زندہ کر کے انھیں کے پاس آسمان پر بلا لیا۔“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 277 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 277 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1083 پر) [View Proof](#)

معراج کی رات نبی کریم ﷺ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات

(296) ”معراج کی رات میں آنحضرت ﷺ نے حضرت عیسیٰ کو جو اصل عیسیٰ ہے، دیکھا اور اس کو سرخ رنگ پایا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 900 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 592 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1084 پر) [View Proof](#)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھوڑی سی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے

(297) ”انجیل کے بعض اشارات سے پایا جاتا ہے کہ حضرت مسیح بھی جو رو کرنے کی فکر میں

تھے مگر تھوڑی سی عمر میں اٹھائے گئے۔ ورنہ یقین تھا کہ اپنے باپ داؤد کے نقش قدم پر چلتے۔“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 282 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 283 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1085 پر) [View Proof](#)

روح اور جسم لازم و ملزوم ہیں

(298) ”یعنی انسان بڑھا ہو کر ایسی حالت تک پہنچ جاتا ہے کہ پڑھ پڑھا کر جاہل بن جاتا ہے۔ پس ہمارا یہ مشاہدہ اس بات پر کافی دلیل ہے کہ روح بغیر جسم کے کچھ چیز نہیں۔ پھر یہ خیال بھی انسان کو حقیقی سچائی کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ اگر روح بغیر جسم کے کچھ ہوتی تو خدا تعالیٰ کا یہ کام لہو ٹھہرنا کہ اس کو خواہ مخواہ جسم فانی سے پیوند دے دیتا۔ اور پھر یہ بھی سوچنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو غیر متناہی ترقیات کے لیے پیدا کیا ہے۔ پس جس حالت میں انسان اس مختصر زندگی کی ترقیات کو بغیر رفاقتِ جسم کے حاصل نہیں کر سکتا تو کیونکر امید رکھیں کہ ان نامتناہی ترقیات کو جو ناپیدا کنار ہیں، بغیر رفاقتِ جسم کے خود بخود حاصل کر لے گا۔ سو ان تمام دلائل سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ روح کے افعالِ کاملہ صادر ہونے کے لیے اسلامی اصول کے رو سے جسم کی رفاقتِ روح کے ساتھ دائمی ہے۔“

(اسلامی اصولوں کی فلاسفی صفحہ 90، 91 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 404، 405 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1086، 1087 پر)

View Proof

حضرت عیسیٰ کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی

(299) ”صریح اور بدیہی طور پر سیاق و سباق قرآن شریف سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے فوت ہونے کے بعد ان کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 133 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 233 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1088 پر)

View Proof

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا احادیث صحیحہ کے عین مطابق ہے (300) ”وَالنَّزُولُ اَيْضاً حَقٌّ نَظَرًا عَلٰی تَوَاتُرِ الْاَثَارِ. وَقَدْ ثَبَتَ مِنْ طَرُقٍ مُّوَاخَاةً لِّلْاَخْبَارِ. وَتَرْجُمَةً: اَوْرِ نَازِلٌ هُوَ عِيسٰى ابْنُ مَرْيَمَ كَا سَبَبٍ مِّمَّا تَوَاتَرَ اَحَادِيثُ صَحِيْحَةٍ كَالْكُلِّ حَقٌّ هُوَ۔ اَوْرِ يَہٗ اَمْرَ اَحَادِيثٍ مِّمَّی مَخْتَلَفٍ طَرِیْقُوں سَے ثَابِتٌ ہُو چکا ہے۔“

(انجام آتھم صفحہ 158 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 158 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1089 پر)

View Proof

آسمان سے

(301) ”صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 81 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 142 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1090 پر) [View Proof](#)

□ ”آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو زرد چادریں اس نے پہنی ہوں گی۔“

(قادیانی رسالہ ماہنامہ ”تعمید الاذہان قادیان“ صفحہ 5، جون 1906ء اخبار بدر جون 1906ء)
قارئین غور فرمائیے! مرزا قادیانی کیسے مرتح الفاظ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا تسلیم کر رہا ہے اور رسول کریم ﷺ کی صحیح حدیث کو بطور دلیل پیش کر رہا ہے۔ باوجود اس کے پھر کہتا ہے کہ وہ عیسیٰ میں ہوں۔ غور فرمائیں! اس قدر جھوٹ اور بے انصافی کی وجہ، سوائے مرقا کے کوئی اور بھی ہو سکتی ہے۔ مرزا قادیانی کو ہم آسمان سے اترنے والا مسیح کیسے مان لیں، وہ تو ماں کے پیٹ سے برآمد ہوا تھا۔

مسیح آسمان سے نازل ہوگا

(302) ”وانی انا المسيح النازل من السماء.“

ترجمہ: ”میں ہی وہ مسیح ہوں جو آسمان سے اترتا ہے۔“

(تختہ گولڑویہ ضمیر صفحہ 47 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 83 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1091 پر) [View Proof](#)

(303) ”الا يعلمون ان المسيح ينزل من السماء بجميع علومه. ولا ياخذ

شيئا من الارض ما لهم لا يشعرون.“

ترجمہ: ”کیا وہ لوگ نہیں جانتے کہ بے شک مسیح علیہ السلام اپنے تمام علوم کے

ساتھ آسمان سے نازل ہوں گے اور زمین میں (کسی شخص سے) کوئی شے (علم) حاصل نہیں کریں گے۔“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 409 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 409 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1092 پر) **View Proof**

اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان ہی سے شریعت محمدی و دیگر علوم حاصل کر کے آئیں گے اور زمین میں کسی کے شاگرد نہ ہوں گے۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے جو کچھ بھی پڑھا، وہ دنیا میں اساتذہ سے پڑھا۔

غور کیجیے! آخر شرم و حیا بھی کوئی چیز ہے۔ خود ہی تسلیم کرتا ہے کہ نزول سے مراد جسمانی نزول ہے۔ خود ہی مانتا ہے کہ مسیح نے آسمان سے نازل ہونا ہے۔ پھر کس قدر دیدہ دلیری سے مرزا قادیانی کہتا ہے کہ آسمان سے میں ہی نازل ہوا ہوں جبکہ اس دنیا میں اپنا آنا ان الفاظ میں لکھ چکا ہے:

(304) ”میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ جس کا نام جنت تھا۔ پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی۔ بعد میں میں نکلا تھا۔“

(تزیین القلوب، صفحہ 157، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 479 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1093 پر) **View Proof**

قادیانی حضرات بتائیں کیا ان کے ہاں آسمان کے معنی ماں کا پیٹ ہے؟ نزول کے معنی پیٹ میں سے نکلتا ہے؟ اگر کوئی قادیانی آسمان کے معنی ماں کا پیٹ یا نزول کے معنی ماں کے پیٹ سے باہر نکلتا دکھادے تو اسے ایک لاکھ روپے نقد انعام ملے گا۔ ہے کوئی قادیانی جو ہمت کرے!



مرزا قادیانی نے عقیدہ بدل لیا

آنجمانی مرزا قادیانی اپنی عمر کے 52 سال تک حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ پر قائم رہا۔ پھر انگریز کی شہ پر اس نے دعویٰ نبوت تک پہنچنے کی بھرپور منصوبہ بندی کی۔ چنانچہ ”مسح موعود“ کے طور پر اپنے لئے جگہ بنانے کے لئے اس نے وفات مسیح کا شوشا چھوڑا اور اپنا پرانا عقیدہ چھوڑ دیا۔ اس سلسلہ میں اس نے کیا کیا پینترے بدلے؟ اس کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ آئیے ملاحظہ کریں۔

میرا بھی یہی اعتقاد تھا جو مسلمانوں کا تھا لیکن.....

(305) ”ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے، اس لیے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا۔ لیکن بعد اس کے اس بارہ میں بارش کی طرح وحی الہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے اور ساتھ اس کے صد ہا نشان ظہور میں آئے اور زمین و آسمان دونوں میری تصدیق کے لیے کھڑے ہو گئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان میرے پر جبر کر کے مجھے اس طرف لے آئے کہ آخری زمانے میں مسیح آنے والا میں ہی ہوں ورنہ میرا اعتقاد تو وہی تھا جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا۔“

(”حقیقۃ الوحی“ صفحہ 149 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 153 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1094 پر)

میں نے براہین احمدیہ میں غلط عقیدہ اپنی رائے کے طور پر لکھ دیا تھا (306) ”میں بھی تمہاری طرح بشریت کے محدود علم کی وجہ سے یہی اعتقاد رکھتا تھا کہ عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوگا اور باوجود اس بات کے کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ حصہ سابقہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو قرآن شریف کی آیتیں پیشگوئی کے طور پر حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب تھیں، وہ سب آیتیں میری طرف منسوب کر دیں اور یہ بھی فرما دیا کہ تمہارے آنے کی خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے مگر پھر بھی میں متنبہ نہ ہوا اور براہین احمدیہ حصہ سابقہ میں، میں نے وہی غلط عقیدہ اپنی رائے کے طور پر لکھ دیا اور شائع کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور میری آنکھیں اس وقت تک بالکل بند رہیں جب تک کہ خدا نے بار بار کھول کر مجھ کو سمجھایا کہ عیسیٰ بن مریم اسرائیلی توفوت ہو چکا ہے اور وہ واپس نہیں آئے گا اس زمانہ اور اس امت کے لیے تو یہی عیسیٰ بن مریم ہے۔ یہ میری غلط رائے جو براہین احمدیہ حصہ سابقہ میں درج ہو گئی۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 85 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 111 از مرزا قادیانی)

(نکس صفحہ نمبر 1095 پر) [View Proof](#)

کہتے ہیں: ایک سکھ مر گیا۔ پہلی رات 38 فرشتے حساب کتاب کے لیے آئے۔ چار فرشتے سردارِ جی سے سوال پوچھ رہے تھے۔ باقی 34 سردارِ جی کو سوال سمجھا رہے تھے۔ لگتا ہے مرزا قادیانی کو بھی ٹپٹی ٹپٹی ٹاپ سو پچاس فرشتے لگا تار سمجھاتے رہے، پھر بھی کوئی عیس برسرِ بعد مرزا قادیانی کو سمجھ آئی کہ اللہ نے اُسے نیا دیا ہے۔

حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ، سرسری پیروی کی وجہ سے (307) ”میں نے براہین میں جو کچھ مسیح بن مریم کے دوبارہ دنیا میں آنے کا ذکر لکھا ہے، وہ ذکر صرف ایک مشہور عقیدہ کے لحاظ سے ہے جس کی طرف آج کل ہمارے مسلمان بھائیوں کے خیالات جھکے ہوئے ہیں۔ سو اسی ظاہری اعتقاد کے لحاظ سے میں نے براہین میں لکھ دیا تھا کہ میں صرف مثیل موعود ہوں۔ اور میری خلافت صرف روحانی خلافت ہے لیکن جب مسیح آئے گا تو اس کی ظاہری اور جسمانی دونوں طور پر خلافت ہوگی۔ یہ بیان جو براہین

میں درج ہو چکا ہے صرف اس سرسری بیرونی کی وجہ سے ہے، جو لہم کو قبل از انکشاف اصل حقیقت اپنے نبی کے آثارِ مردیہ کے لحاظ سے لازم ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 198 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 196، 197 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1096، 1097 پر)

View Proof

مرزا قادیانی کے مندرجہ بالا اقتباس سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں:-

- 1- مسلمانوں کا مشہور عقیدہ یہی چلا آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور وہ بنفس نفیس خود تشریف لائیں گے۔
- 2- مرزا قادیانی اقرار کرتا ہے کہ میں نے ”براہین احمدیہ“ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تشریف لانے اور ظاہری و جسمانی خلافت پر فائز ہونے کا عقیدہ درج کیا ہے۔
- 3- جب تک مرزا قادیانی پر بذریعہ الہام براہ راست الہامی انکشاف نہیں ہوا تھا تب تک اس کا عقیدہ بھی اپنے نبی کے آثارِ مردیہ کی ”سرسری بیرونی“ میں یہی تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور وہی بنفس نفیس تشریف لا کر خلافت پر فائز ہوں گے۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ مرزا قادیانی جب تک حضور نبی کریم ﷺ کو واجب الاتباع سمجھتا رہا، آپ ﷺ کے ارشادات کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات و نزول کا معتقد رہا۔ مرزا قادیانی یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ تیرہ صدیوں سے نسلاً بعد نسل اور قرعاً بعد قرن مسلمانوں کا یہی عقیدہ چلا آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور کسی زمانہ میں وہ خود دوبارہ تشریف لائیں گے۔ گویا مرزا غلام احمد قادیانی کو اقرار ہے کہ ہمیشہ سے مسلمانوں کا اجماعی اور متواتر عقیدہ یہی رہا ہے جو عقیدہ آج امت اسلامیہ کا ہے۔

حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا رسمی عقیدہ

(308) ”اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے، اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ هو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لبطھرہ علی الدین کلہ۔ تاہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور پر درج تھا خدا کی حکمت عملی نے

میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی وجہ سے باوجود یکہ میں براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا، مگر پھر بھی میں نے بوجہ اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ پس میری کمال سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہے کہ وحی الہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی مگر میں نے اس رسی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔ میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کیونکر اسی کتاب میں یہ رسی عقیدہ لکھ دیا۔“ (اعجاز احمدی صفحہ 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 113 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1098 پر)

[View Proof](#)

خدا نے مجھے بار بار سمجھایا کہ عیسیٰ فوت ہو گیا ہے (309) ”اے نادانوں! اپنی عاقبت کیوں خراب کرتے ہو۔ اس اقرار میں کہاں لکھا ہے کہ یہ خدا کی وحی سے بیان کرتا ہوں، اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہے کہ میں عالم الغیب ہوں۔ جب تک مجھے خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہو گیا ہے، تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔“ (اعجاز احمدی صفحہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 112, 113 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1099, 1100 پر)

[View Proof](#)

قرآن کے مخالف الہام

(310) ”میں نے براہین احمدیہ میں یہ بھی اعتقاد ظاہر کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر واپس آئیں گے مگر یہ بھی میری غلطی تھی جو اس الہام کے مخالف تھی جو براہین احمدیہ میں ہی لکھا گیا کیونکہ اس الہام میں خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور مجھے اس قرآنی پیشگوئی کا مصداق ٹھہرایا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے خاص تھی..... یہ وہ آیت ہے ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ۔“

(ایام صلح صفحہ 46 مندرجہ روحانی خزائن، جلد 14 صفحہ 272 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1101 پر)

[View Proof](#)

قرآنی عقیدہ الہاموں نے چھڑا دیا

(311) ”اور مجھے کب خواہش تھی کہ میں مسیح موعود بننا اور اگر مجھے یہ خواہش ہوتی تو میں براہین احمدیہ میں اپنے پہلے اعتقاد کی بنا پر کیوں لکھتا کہ مسیح آسمان سے آئے گا۔ حالانکہ اسی براہین میں خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا ہے۔ پس تم سمجھ سکتے ہو کہ میں نے پہلے اعتقاد کو نہیں چھوڑا تھا جب تک خدا نے روشن نشانوں اور کھلے کھلے الہاموں کے ساتھ نہیں چھڑایا۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ 602 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 602 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1102 پر)

مرزا قادیانی کو ٹپٹی ٹپٹی نے رجب کے خراب کیا ہے۔ کوئی ڈھنگ کا فرشتہ ہانڈ کر لیتا

تو اتنی تضاد بیانیوں اس سے منسوب نہ ہوتیں۔

[View Proof](#)

خاص الہام

(312) ”اس نے مجھے بیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ:

”مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے

موافق تو آیا ہے۔ وکان وعد اللہ مفعولا انت معی وانت علی الحق المبین۔ انت مصیب و معین للحق۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 148 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1103 پر)

[View Proof](#)

(313) ”واللہ ما قلت قولاً فی وفاة المسیح وعدم نزوله و قیامی مقامه الا بعد

الالہام المتواتر المتتابع النازل کالوابل و بعد مکاشفات صریحة بینة۔“

(حملۃ البشریٰ صفحہ 25 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 191 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1104 پر)

ترجمہ: ”اللہ کی قسم میں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات، ان کے عدم نزول اور (خود) ان کا قائم مقام بننے کے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ (مجھ پر نازل ہونے والے) مسلسل

الہامات کا نتیجہ ہے۔ (نہ صرف الہامات) بلکہ بالکل واضح کشف ہونے کے بعد۔

[View Proof](#)

مرزا قادیانی کے نزدیک الہام اور وحی میں شیطان کا دخل ممکن ہے۔ لہذا مرزا قادیانی کا یہ الہام کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ خود اس کے سابقہ عقیدہ کے مطابق قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کے خلاف ہے۔ قرآن کے مقابلہ میں اپنے خود ساختہ الہام پر اعتماد کر کے اپنے عقیدہ کو تبدیل کر لینا کفر نہیں تو اور کیا ہے؟

شیطانی الہامات کا ہونا حق ہے

(314) ”واضح ہو کہ شیطانی الہامات کا ہونا حق ہے۔“

(ضرورة الامام صفحہ 13 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 483 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1105 پر)

مزید کہا:

[View Proof](#)

(315) ”ممکن ہے کہ ایک الہام سچا ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو کیونکہ اگرچہ شیطان بڑا جھوٹا ہے لیکن کبھی سچی بات بتلا کر دھوکا دیتا ہے تا ایمان چھین لے۔“
(حقیقۃ الوحی صفحہ 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 3 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1106 پر)

[View Proof](#)

متناقض باتوں کو براہین احمدیہ میں جمع کر دیا

(316) ”در حقیقت میرے دل کو اس وحی الہی کی طرف سے غفلت رہی جو میرے مسیح موعود ہونے کے بارے میں براہین احمدیہ میں موجود تھی۔ اس لیے میں نے ان متناقض باتوں کو براہین میں جمع کر دیا۔“

(اعجاز احمدی صفحہ 10 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 114 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1107 پر)

[View Proof](#)

مخبط الحواس انسان

(317) ”اس شخص کی حالت ایک مخبط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلاتا قص

اپنے کلام میں رکھتا ہے۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ 191 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 191 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1108 پر)

View Proof

میں بارہ برس تک غافل رہا

(318) ”پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے، بالکل اس سے بیخبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شہود سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رکی عقیدہ پر جمارہا۔ جب بارہ برس گزر گئے، تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے۔ تب تو اتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تُو ہی مسیح موعود ہے۔“
(اعجاز احمدی صفحہ 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 113 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1109 پر)

View Proof

اس وحی کو سمجھ نہ سکا جو مجھے مسیح موعود بناتی ہے

(319) ”میں براہین کی اس وحی کو نہ سمجھ سکا کہ وہ مجھے مسیح موعود بناتی ہے۔ یہ میری سادگی تھی جو میری سچائی پر ایک عظیم الشان دلیل تھی ورنہ میرے مخالف مجھے بتلا دیں کہ میں نے باوجودیکہ براہین احمدیہ میں مسیح موعود بنایا گیا تھا۔ بارہ برس تک یہ دعویٰ کیوں نہ کیا اور کیوں براہین میں خدا کی وحی کے مخالف لکھ دیا۔“

(اعجاز احمدی صفحہ 10 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 114 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1110 پر)

View Proof

مرزا قادیانی کی اس تحریر پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب غلام جیلانی برق لکھتے ہیں:
”یعنی تضاد تو پیدا ہوا جناب مرزا قادیانی کے کلام میں اور اس کا جواب دیں آپ کے مخالفین کیا دلچسپ منطقی ہے؟ اس کی مثال یوں ہے کہ ایک شخص بارہ برس تک دو اور دو کو چار کہتا رہے اور تیرہویں سال دو اور دو کو اٹھارہ بنا دے اور جب کوئی اعتراض کرے تو وہ کہے کہ اس بوائے کا جواب تمہارے ذمہ ہے۔“

یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ جو جی ہر روز آپ پر بارش کی طرح برستی تھی۔ اس نے پورے بارہ برس تک آپ کو یہ کیوں نہ سمجھایا کہ آپ کی فلاں بات خلاف حقیقت ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کی دانش و حکمت کا تقاضا یہی تھا کہ اس کا ایک جلیل القدر رسول بارہ برس تک خلاف حقیقت لکھتا اور کہتا رہے اور خدا عرش پر خاموش بیٹھا رہے۔“
(حرف محرمانہ از غلام جیلانی برق)

میں نے اپنا عقیدہ 10 سال تک چھپائے رکھا

(320) ”واللہ قد کنت اعلم من ایام ملیدة اننی جعلت المسیح ابن مریم وانی نازل فی منزله ولكن اخفیته نظراً الی تاویلہ۔ بل ما بدلت عقیدتی و کنت علیہا من المستمسکین و توقفت فی الاظهار عشر سنین۔ ترجمہ: خدا کی قسم! میں بہت دنوں سے جانتا تھا کہ میں مسیح ابن مریم بتایا گیا ہوں اور میں بنی مسیح کی بجائے نازل ہونے والا شخص ہوں۔ لیکن میں نے اس کو چھپائے رکھا“ کی تاویل کر کے، بلکہ میں نے اپنا عقیدہ بھی نہیں بدلا۔ میں اس پر مضبوطی سے قائم رہا ہوں اور میں نے اس کے ظاہر کرنے میں دس سال توقف کیا ہے۔“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 551 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 551 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1111 پر)

اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کو ”مسیح ابن مریم“ کا منصب عطا کیا۔ مگر مرزا قادیانی نے اسے 10 سال تک چھپائے رکھا۔ اب قادیانی بتائیں کہ اللہ کے حکم کو چھپانے والا کون ہوتا ہے؟ جبکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

کمینہ کون؟

(321) ”اخفا کرنا میرے نزدیک گناہ ہے اور کمینہ آدمیوں کی عادت ہے۔“

(ترجمہ: الاستفتاء صفحہ 36 لمحوۃ حقیقۃ الوعی صفحہ 657 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 657 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1112 پر)

جھوٹ بولنا، کتوں کا طریقہ

(322) ”جھوٹ کے مُردار کو کسی طرح نہ چھوڑنا، یہ کتوں کا طریق ہے نہ انسانوں کا۔“
(انجامِ آختم صفحہ 43 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 43 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1113 پر)

View Proof

انکار کی نجاست

(323) اس سے زیادہ اور میں کچھ نہیں کہتا کہ تم لوگ ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوند رکھتے ہو جو مامور من اللہ ہے۔ پس اس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنو اور اس پر عمل کرنے کے لیے ہمہ تن تیار ہو جاؤ تا کہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو اقرار کے بعد انکار کی نجاست میں گر کر ابدی عذاب خرید لیتے ہیں۔“
(ملفوظات جلد ازل صفحہ 65 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1114 پر)

View Proof

خنزیر سے زیادہ پلید جو حق کی گواہی چھپائے

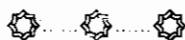
(324) ”دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسانی جوش کے لیے حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں۔“
(انجامِ آختم صفحہ 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 305 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1115 پر)

View Proof

مرزا قادیانی کا استدراج

(325) ”ایسے شخص کی نسبت جو مخالف قرآن اور حدیث کوئی اعتقاد رکھتا ہے، ولایت کا گمان ہرگز نہیں کر سکتے بلکہ وہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جاتا ہے اور اگر وہ کوئی نشان بھی دکھادے تو وہ نشان کرامت متصور نہیں ہوتا بلکہ اس کو استدراج کہا جاتا ہے۔“
(مجموعہ اشتہارات جلد ازل صفحہ 220 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1116 پر)

View Proof



حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت کا دعویٰ

پہلے مسیح سے بڑھ کر

(326) ”خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔“
(دافع البلاء صفحہ 13 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 233 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1117 پر)

[View Proof](#)

پیٹ میں باتیں

(327) ”یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کیں مگر اس (مرزا قادیانی کے) لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں۔“
(تزیین القلوب صفحہ 89 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 217 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1118 پر)

[View Proof](#)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت

(328) ”امین مریم کے ذکر کو چھوڑ
اس سے بہتر غلام احمد ہے“
(دافع البلاء صفحہ 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 240 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1119 پر)

[View Proof](#)

(329) ”ایک منم کہ حسب بشارات آدم

عیسیٰ کجاست تابہ نہد پا بمہرم“

(ازالہ اوہام صفحہ 158 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 180 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1120 پر)

ترجمہ میں (مرزا) حسب بشارات آگیا ہوں، عیسیٰ کہاں ہے کہ میرے منبر پر قدم رکھے

[View Proof](#)

(330) ”دنیا میں بہت سے نبی گزرے ہیں مگر ان کے شاگرد محدثیت کے درجہ سے آگے

نہیں بڑھے سوائے ہمارے نبی صلعم کے کہ اس کے فیضان نے اس قدر وسعت اختیار کی کہ

اس کے شاگردوں میں سے علاوہ بہت سے محدثوں کے، ایک (مرزا قادیانی) نے نبوت کا بھی

درجہ پایا اور نہ صرف یہ کہ نبی بنا بلکہ اپنے مطاع کے کمالات کو ظلی طور پر حاصل کر کے بعض

اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا چنانچہ خدا تعالیٰ نے مسیح ماضی جیسے اولوالعزم نبی پر اسے

فضیلت دی۔“

(تھیۃ المبوءہ صفحہ 257 مندرجہ انوار العلوم جلد 2 صفحہ 568، از مرزا بشیر الدین محمود)

(عکس صفحہ نمبر 1121 پر)

[View Proof](#)



حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام میں سے سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام واللعلم اپنی بعض خصوصیات کے پیش نظر امتیازی مقام کے حامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے بن باپ پیدا ہونا، ایک خاص موقع پر زعمہ آسمان پر اٹھایا جانا اور قرب قیامت میں دوبارہ دنیا میں واپسی، ایسی امتیازی خصوصیات ہیں جن میں ان کا کوئی دوسرا مقابل نہیں۔ بقول شخصے: عیسائی اور قادیانی اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ مسلمان حضرت مسیح علیہ السلام اور بی بی مریم علیہ السلام سے ہمیشہ جو ولولہ انگیز محبت کا اظہار کرتے آئے ہیں، اس کا منبع قرآن حکیم ہی ہے۔ وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ مسلمان مسیح علیہ السلام کا نام زبان پر لانے سے پہلے حضرت اور بعد میں علیہ السلام کا اضافہ کرتے ہیں۔ اور جو مسلمان بھی حضرت مسیح علیہ السلام کا نام ان مؤدبانہ الفاظ کے بغیر ادا کرتا ہے، اسے گستاخ سمجھا جاتا ہے۔ عیسائیوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ قرآن مجید میں حضرت مسیح علیہ السلام کا نام حضرت محمد ﷺ کے نام مبارک سے پانچ گنا زیادہ مرتبہ مذکور ہے یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کا نام (25) مرتبہ اور حضرت محمد ﷺ کا نام (5) مرتبہ۔ ”اگرچہ قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا (25) مرتبہ براہ راست نام مذکور ہے لیکن اس کے علاوہ بھی قرآن مجید میں انھیں کئی ایک مؤدبانہ القابات دیے گئے ہیں۔ مثلاً ابن مریم (بمعنی مریم کا بیٹا) مسیح علیہ السلام (عبرانی مسایا) جس کا انگریزی میں کرائسٹ ترجمہ کیا گیا۔ عبد اللہ (اللہ کا بندہ یا خادم) رسول اللہ (اللہ کا پیغمبر)۔

اس کے علاوہ قرآن مجید میں ان کو کلمۃ اللہ، خدا کی رُوح اور خدا کی نشانی جیسے کئی اور پیارے القابات سے بھی یاد کیا گیا اور جن کا ذکر قرآن مجید کی پندرہ سورتوں پر محیط ہے۔

قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ کے اس جلیل القدر پیغمبر کا ذکر انتہائی مودبانہ انداز سے کیا ہے۔ اسی وجہ سے مسلمان پچھلے چودہ سو سال سے ان کے اس بلند پایہ مقام کی قدر و منزلت کرتے چلے آئے ہیں۔ اور ان سے بھولے سے بھی اس میں کوئی کمی سرزد نہیں ہوئی ہے۔ سارے قرآن مجید میں کوئی ایک لفظ، جملہ یا مقام بھی ایسا نہیں جس سے اللہ تعالیٰ کے اس جلیل القدر پیغمبر کی تحقیر ہوتی ہو اور جسے ایک حاسد ترین عیسائی یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بدترین دشمن قادیانی بھی قابل اعتراض سمجھتا ہو۔

قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سات معجزات درج ہیں:-

- 1- حضرت مریم والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بشارت ہونا کہ تجھے خدا کی طرف سے بیٹا عطا ہوگا۔
- 2- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا۔
- 3- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مہد میں کلام کرنا یعنی بحالت شیر خوارگی جبکہ گویائی کی طاقت نہیں ہوتی، اپنی والدہ کی تصدیق فرمائی۔
- 4- مٹی کی مورچے بنا کر ان کو پھونک مار کر اللہ کے حکم سے اڑانا۔
- 5- اندھے مادر زاد کو بینا کرنا، کوڑھی کو اچھا کرنا، گھر میں جو رکھا ہو یا جو کچھ کوئی گھر سے کھا کر آئے، اس کو بتا دینا۔
- 6- مردہ کو زندہ کرنا۔
- 7- زندہ آسمان پر اٹھایا جانا اور کفار کے ہاتھ سے قتل ہونا نہ مصلوب ہونا۔

مرزا قادیانی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان معجزات کا انکاری ہے۔ اس کی وجہ سوائے اس کے اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کو حضرات انبیاء میں سے یقین نہیں کرتا یا ان سے کوئی خاص عداوت رکھتا ہے۔ دنیا کی سب سے بڑی منسوب و مردود قوم یہود نے سب سے بڑھ کر سیدنا مسیح علیہ السلام اور ان کی پاک دامن و عفت باب والدہ محترمہ سیدتنا مریم صدیقہ طاہرہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا رضوانہ، پر طرح طرح کے الزامات لگائے۔۔۔ انہیں اذیت پہنچائی۔ سیدنا مسیح علیہ السلام کے قتل کے منصوبے بنائے اور تکلیف و اذیت کے حوالہ سے جو ہو سکا، انہوں نے کیا۔ صدیوں بعد اس روایت کو قادیانی و ہقان مرزا قادیانی نے دہرایا اور اپنے

گستاخ و بے لگام قلم سے سیدنا مسیح علیہ السلام اور ان کی عظیم المرتبت والدہ کے خلاف وہ بہتان طرازیں کیں کہ یہود کی روح بھی شاید شرماٹھی ہو۔ یہ بدزبانی اور دوں نہادی جس کا رویہ ہو، اسے شریف انسان کہنا بھی مشکل ہے۔

مسکئی برادری جو آج کل قادیانیوں کی سرپرستی کر کے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی شبانہ روز کوشش کر رہی ہے، ذرا مرزا قادیانی کی ان تحریرات اور عقائد کو ملاحظہ کرے کہ کیا وہ ان کی حمایت کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشنودی حاصل کر رہی ہے یا ناراضی؟ قادیانیت کے جال میں پھنسنے والے اور ان سے نرم گوشہ رکھنے والے مسلمان بھی ذرا مرزا قادیانی کی ان عبارتوں کا مطالعہ کر کے فیصلہ کریں کہ کیا ایسا شخص مسلمان ہو سکتا ہے؟ قادیانیوں کی ان گستاخیوں پر کاش آسان سے ان پر پتھروں کی بارش برسی اور وہ نیست و نابود ہو جائے!

نعوذ باللہ

(331) ”وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) ایک عورت کے پیٹ میں نو مہینہ تک پچر بن کر رہا اور خون حیض کھاتا رہا اور انسانوں کی طرح ایک گندی راہ سے پیدا ہوا۔ اور پکڑا گیا اور صلیب پر کھینچا گیا۔“

(ست پنجن صفحہ 141 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 265 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1122 پر)

View Proof

حضرت عیسیٰ علیہ السلام گالیاں دیتے تھے

(332) ”آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی، ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا، اپنے نفس کو جذبات سے نہیں روک سکتے تھے، مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔“
(انجام آتھم حاشیہ صفحہ 5 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 289 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1123 پر)

View Proof

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل چرا کر لکھی

(333) ”نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا منفز کہلاتی ہے، یہودیوں کی کتاب عالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔“
(انجام آتھم حاشیہ صفحہ 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 290 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1124 پر)

View Proof

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی معجزہ نہیں

(334) ”عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ڈھمھرایا، اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا۔“
(انجام آتھم حاشیہ صفحہ 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 290 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1125 پر)

View Proof

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کی حقیقت

(335) ”سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو یہودوں سے چلا ہو کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے اور جیسے انسان میں توئی موجود ہوں انہیں کے موافق اعجاز کے طور پر بھی مدد ملتی ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 154، 155 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 254، 255 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1126، 1127 پر)

View Proof

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مکر و فریب

(336) ”آپ کے ہاتھ میں سوا کر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔“

(انجام آتھم صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 291 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1128 پر)

View Proof

حالانکہ قرآن مجید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ بڑے واضح الفاظ میں بیان کرتا ہے۔ (دیکھیے آل عمران: 49، 50) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کا انکار کرنا کفر ہے جیسا کہ مرزا قادیانی نے اختیار کیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کیڑے مکوڑے

(337) ”جس حالت میں برسات کے دنوں میں ہزار ہا کیڑے مکوڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام بھی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قوی سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔“

(چشمہ سحی صفحہ 24 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 356 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1129 پر)

View Proof

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئیاں

(338) ”ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جموٹی نکلیں، اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کر سکے۔“

(اعجاز احمدی، خمیرہ نزول المسیح، صفحہ 17 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 121 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1130 پر)

View Proof

حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیتے تھے

(339) ”یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے، اس کا سبب تو یہ تھا

کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔“

(کشتی نوح حاشیہ صفحہ 73 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 71 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1131 پر)

View Proof

بقول مرزا قادیانی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے، اس جگہ ”پیا کرتے تھے“ میں ماضی استمراری کے ہیں اور ہیچکلی پر دال ہیں۔ یعنی (نعوذ باللہ) ہمیشہ پیا کرتے تھے۔ مرزا قادیانی چونکہ خود نیک وائن شراب پیتا تھا۔ سو اس نے اپنے واسطے جواز پیدا کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جھوٹا الزام لگا دیا۔

شراب کی ختم ریزی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کی

(340) ”پھر شراب کو دیکھو کہ تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ اس کی ختم ریزی مسیح نے کی۔“ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 423، طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1132 پر)

View Proof

شراب اور افیون

(341) ”ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لیے افیون مفید ہوتی ہے پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابیطس کے لیے افیون کھانے کی عادت کر لوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔“ (تسیم دعوت صفحہ 69 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 434، 435 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1133، 1134 پر)

View Proof

شراب اور خدائی کا دعویٰ

(342) ”یسوع اس لیے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ فحش شرابی کبابی ہے اور یہ خراب چال چلن نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتداء ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے چنانچہ

خدا کی کا دعویٰ شراب خواری کا ایک بد نتیجہ ہے۔“

(ستہن حاشیہ صفحہ 172 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 296 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1135 پر)

View Proof

مسح کا چال چلن

(343) ”مسح کا چال چلن آپ کے نزدیک کیا تھا۔ ایک کھاؤ پیو۔ شرابی، نہ زاہد نہ عابد، نہ حق پرستار، متکبر، خود بین، خدا کی کا دعویٰ کرنے والا۔“

(نور القرآن صفحہ 12 مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 387 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1136 پر)

View Proof

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کنجریاں

(344) ”آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا مگر شاید یہ بھی خدا کی کے لیے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔“

(انجام آتھم صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 291 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1137 پر)

View Proof

(345) ”ایک کنجری خوبصورت ایسی قریب بیٹھی ہے گویا بغل میں ہے۔ کبھی ہاتھ لہا کر کے سر پر عطر مل رہی ہے، کبھی پیروں کو پکڑتی ہے اور کبھی اپنے خوشنما اور سیاہ بالوں کو پیروں پر رکھ دیتی ہے اور گود میں تماشہ کر رہی ہے۔ یسوع صاحب اس حالت میں وجد میں بیٹھے ہیں اور کوئی اعتراض کرنے لگے تو اس کو جھڑک دیتے ہیں اور طرفہ یہ کہ عمر جوان اور شراب پینے کی عادت اور پھر مجرد۔ اور ایک خوبصورت کبھی عورت سامنے پڑی ہے جسم کے ساتھ جسم لگا رہی ہے۔ کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے اور اس پر کیا دلیل ہے کہ اس کبھی کے چھوٹنے سے یسوع

کی شہوت نے جنبش نہیں کی تھی۔ افسوس کہ یسوع کو یہ بھی میسر نہیں تھا کہ اس فاسقہ پر نظر ڈالنے کے بعد اپنی کسی بیوی سے صحبت کر لیتا۔ کجبت زانیہ کے چھوٹنے سے اور ناز و ادا کرنے سے کیا کچھ نفسانی جذبات پیدا ہوئے ہوں گے۔ اور شہوت کے جوش نے پورے طور پر کام کیا ہوگا۔ اسی وجہ سے یسوع کے منہ سے یہ بھی نہ نکلا کہ اے حرام کار عورت! مجھ سے دور رہ۔ اور یہ بات انجیل سے ثابت ہوتی ہے کہ وہ عورت طوائف میں سے تھی اور زنا کاری میں سارے شہر میں مشہور تھی۔“

(نور القرآن صفحہ 74 مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 449 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1138 پر)

View Proof

شراب اور فاحشہ عورتیں

(346) ”لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلقی جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حضور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔“

View Proof

(دافع البلاء مقدمہ صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 220 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1139 پر)
قادیانی عام طور پر کہا کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے جس ”یسوع“ کی مذمت کی ہے، وہ قرآنی مسیح، ابن مریم نہیں بلکہ انجیل کا پیش کردہ یسوع ہے، جو حقیقی نہیں، فرضی کردار ہے۔ قادیانیوں سے درخواست ہے کہ وہ ”دافع البلاء“ کی اس عبارت کو بغور پڑھیں!.....! اگر قرآن نے یحییٰ کی طرح مسیح کا نام ”حضور“ نہیں رکھا تو اس کا ایک ہی مطلب ہے کہ قرآن بھی مسیح کے لیے نرم گوشہ نہیں رکھتا۔ گویا قرآن بھی معاذ اللہ، حضرت مسیح کو پسندیدہ کردار قرار نہیں دے رہا۔..... حالانکہ قرآن مجید حضرت مسیح کو بے پناہ توقیر عطا کرتا ہے۔ مرزا قادیانی نے عیسائیوں کو نچا دکھانے کے لیے یہ نہ سوچا کہ وہ قرآن کی بنیادی تعلیمات اور اس کے پیش فرمودہ حقائق کو مسخ کر کے دین اسلام کا حلیہ بھی بگاڑ رہا ہے۔

(347) ”صبح تو خود کجریوں سے تیل ملواتا رہا۔ اگر استغفار کرتے تو یہ حالت نہ ہوتی.....

مفتی محمد صادق صاحب جو کتب سنایا کرتے ہیں جس میں معیہ عورت کا لہر مشیج بہی عاتق سلوی کا ذکر ہے کہ وہ عورت سلوی مشیج کو چھڑ کر یسوع کے شاگردوں میں جالی۔ اس لیے اس مشیج نے یہ سارا منصوبہ صلیب کا بنایا۔ گویا ایک عورت کے واقعہ نے ان کی صلیب تک نوبت پہنچائی.....

ان کے نزدیک زیادہ شادیاں کرنا گناہ ہے مگر ایک بازاری عورت عطر ملتی ہے، تیل بالوں کو لگاتی ہے، بالوں میں کنگھی کرتی ہے اور یہ مہنت کی طرح بیٹھے ہوئے مزے سے سب کرواتے جاتے ہیں..... ان کو کجریوں سے کیا تعلق تھا۔ اور اگر کہو کہ اس کجری نے توبہ کی تھی تو کجری کی توبہ کا اعتبار کیا۔ ایک طرف توبہ کرتی ہیں۔ ایک طرف پھر موڑے پر بازار میں جا بیٹھتی ہیں..... پھر شراب کو دیکھو کہ تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ اس کی خم ریزی صبح نے کی۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 422، 423، طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1140، 1141 پر)

View Proof

کاش ایسا شخص دنیا میں نہ آیا ہوتا!

(348) ”یورپ جو زنا کاری سے بھر گیا، اس کا کیا سبب ہے۔ یہی تو ہے کہ نامحرم عورتوں کو بے تکلف دیکھنا عادت ہو گیا۔ اول تو نظر کی بدکاریاں ہوئیں اور پھر محافظہ بھی ایک معمولی امر ہو گیا۔ پھر اس سے ترقی ہو کر بوسہ لینے کی بھی عادت پڑی، یہاں تک کہ استاد جوان لڑکیوں کو اپنے گھروں میں لے جا کر یورپ میں بوسہ بازی کرتے ہیں، اور کوئی منع نہیں کرتا۔ شیرینیوں پر فتنہ و فحش کی باتیں لکھی جاتی ہیں۔ تصویروں میں نہایت درجہ کی بدکاری کا نقشہ دکھایا جاتا ہے۔ عورتیں خود چھپواتی ہیں کہ میں ایسی خوبصورت ہوں اور میری ناک ایسی اور آنکھ ایسی ہے۔ اور ان کے عاشقوں کے ناول لکھے جاتے ہیں اور بدکاری کا ایسا دریا بہہ رہا ہے کہ نہ تو کانوں کو بچا سکتے ہیں نہ آنکھوں کو نہ ہاتھوں کو۔ نہ منہ کو۔ یہ یسوع صاحب کی تعلیم ہے۔ کاش! ایسا شخص دنیا میں نہ آیا ہوتا۔“

(نور القرآن صفحہ 42 مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 417 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1142 پر)

View Proof

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سوروں کا شکار

(349) ”میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے کہ بقول ہمارے مخالفین کے جب مسیح آئے گا اور لوگ اس کو ملنے کے لیے اس کے گھر پر جائیں گے تو گھروالے کہیں گے کہ مسیح صاحب باہر جنگل میں سو رہنے کے لیے گئے ہوئے ہیں پھر وہ لوگ حیران ہو کر کہیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لیے آیا ہے اور باہر سوروں کا شکار کھیلتا پھرتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کی آمد سے تو سانسیوں اور گنڈلیوں کو خوشی ہو سکتی ہے جو اس قسم کا کام کرتے ہیں، مسلمانوں کو کیسے خوشی ہو سکتی ہے۔ یہ الفاظ بیان کر کے آپ بہت ہنستے تھے۔ یہاں تک کہ اکثر اوقات آپ کی آنکھوں میں پانی آ جاتا تھا۔“

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 291، 292 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1143، 1144 پر)

View Proof

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی سور بھی کھایا تھا؟

(350) ”سچ ہے“ عیسائی باش ہر چہ خواہی بکن۔“ سور کو حرام ٹھہرانے میں توریت میں کیا کیا تاکیدیں تھیں، یہاں تک کہ اس کا چھوٹا بھی حرام تھا اور صاف لکھا تھا کہ اس کی حرمت ابدی ہے۔ مگر ان لوگوں نے اس سور کو بھی نہیں چھوڑا جو تمام نبیوں کی نظر میں نفرتی تھا۔ یسوع کا شرابی کبابی ہونا تو خیر ہم نے مان لیا مگر کیا اس نے کبھی سور بھی کھایا تھا۔“

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب صفحہ 47 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 373 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1145 پر)

View Proof

اخلاقی تعلیم؟

(351) ”پھر تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ انجیل کے درخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اس پر بددعا کی اور دوسروں کو دعا کرنا سکھلایا، اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو اسحق مت کہو۔ مگر خود اس قدر بدزبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو

ولد الحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علا کو سخت سخت گالیاں دیں اور بڑے بڑے ان کے نام رکھے۔ اخلاقی معلم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاقی کریم دکھلا دے۔ پس کیا ایسی تعلیم ہائیں جس پر انھوں نے آپ بھی عمل نہ کیا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتی ہے؟“
(چشمہ سمعی صفحہ 14 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 346 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1146 پر)

[View Proof](#)

دماغ میں خلل

(352) ”آپ کی انھیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو، شاید خدا تعالیٰ شفا بخشنے۔“
(انجام آتھم ضمیر صفحہ 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 290 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1147 پر)

[View Proof](#)

دیوانہ

(353) ”یسوع در حقیقت بھوج بیماری مرگی کے دیوانہ ہو گیا تھا۔“
(ست بجن صفحہ 171 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 295 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1148 پر)

[View Proof](#)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایک شرمناک بہتان

(354) ”مردی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے۔ بیکجوا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں۔ جیسے بہرہ اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازدواج سے بچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے۔“
(نور القرآن صفحہ 17، 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 392، 393 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1149، 1150 پر)

[View Proof](#)

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی اور رسول ہے، اس سے ہرگز توقع نہ تھی کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایسی عامیانہ زبان استعمال کرتا۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی محض اس لیے کردار کشی کی ہے کہ وہ ان کی بلند پایہ شخصیت کو مسخ کر کے آنے والے مسیح کے طور پر اپنی جگہ بنانا چاہتا تھا تاکہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متنفر ہو کر ان کی آمد ثانی کو بھول جائیں اور اسے (یعنی مرزا قادیانی کو) مسیح موعود تسلیم کر لیں۔

مرزا قادیانی مزید اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

میں نے جو کچھ لکھا، وہ یہودیوں کے الفاظ ہیں

(355) ”ہمارے قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان ان کے نکلا ہے، وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے اور وہ دراصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کیے ہیں۔“
(چشمہ سبکی صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 336 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1151 پر)

View Proof

شیخ قربت مجھ گئی یہ کس نے ٹھنڈی سانس لی

ہائے ہمدردی کے پردے میں اندھیرا ہو گیا

مرزا قادیانی فراموش کر گیا کہ یہودیوں کے ہاں حضرت مسیح علیہ السلام گردن زدنی تھے اور ہمارے ہاں وہ ایک اولوالعزم رسول ہیں۔ کیا ایک مسلمان کے لیے مناسب ہے کہ وہ یہودیوں کا ہم آہنگ ہو کر ایک جلیل المرتبت پیغمبر کے خلاف زبان کھولے؟ بد بخت یہودی تو ہمارے حضور پر نور ﷺ کو بھی گالیاں دیتے ہیں، کیا ہم (نعوذ باللہ) اس معاملے میں بھی ان کی تقلید کریں؟ پھر قادیانیوں کو یہ پہلو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ جس ”یسوع“ کا مرزا قادیانی نے خاک اڑایا ہے، وہ تمام تر یہودیوں کا پیش کردہ نہیں ہے بلکہ عیسائیوں کے مخصوص معتقدات کے تناظر میں بھی پورے ہوتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کوئی سنجیدہ علمی شخصیت تھا ہی نہیں، اگر اس کی ذہنی تربیت مثبت خطوط پر ہوئی ہوتی تو وہ ان مناظرانہ پھبتیوں

کو ہرگز نہ اپناتا، اسے بائبل کے تصوراتی یسوع کو آڑے ہاتھوں لینے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ وہ یہ سبھی اسلوب اختیار نہ کرتا بلکہ ایجابی انداز میں قرآنی مسیح ابن مریم کی پاکیزہ شخصیت کو نمایاں کرتا تا کہ عیسائی خود موازنہ کر لیتے کہ ہم جس شخصیت کا تصور تراشے ہوئے ہیں وہ کیسا ہے؟ اور قرآن اسے جس رنگ میں پیش کرتا ہے، وہ کس روپ میں سامنے آتا ہے؟ یوں اپنے آپ حق ان پر کھل جاتا۔ پھر اس زاویے سے بھی تو دیکھیے کہ بائبل جس یسوع کو پیش کرتی ہے، اس کی تردید قرآن اور حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے کس درجہ متوازن، حوصل اور معتدل الفاظ میں کی ہے۔ کیا فرضی مسیح / یسوع کے بچے ادھیڑنے کے لیے خدا نے ایسی سوچناہ طرز کو اپنایا؟ کیا حضور ﷺ نے ردِ عیسائیت کے لیے ایسا دلخراش پیرایہ ایجاد کیا؟ آپ ﷺ نے تو مسیحی اکابرین کے ساتھ نہایت متانت اور شرافت کے ساتھ گفتگو فرمائی..... مگر مرزا قادیانی بھلا ایسا کیونکر کر سکتا تھا کہ یہ تو صادقوں کا شعار ہوا کرتا ہے۔

حضرت مریم علیہا السلام کی توہین

حضرت مریم علیہا السلام، اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی اور رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہیں۔ قرآن حکیم میں حضرت مریم کا بنت عمران (اتحریم: 12) اور "اخت ہارون" کے نام سے بھی ذکر کیا گیا ہے۔ ان کی ولادت اور ابتدائی حالات کا ذکر سورہ آل عمران میں آیا ہے اور بعد کے حالات، بالخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا مفصل ذکر، سورہ مریم میں آیا ہے، جو حضرت مریم ہی کے نام سے منسوب ہے۔

بے شک حضرت مریم علیہا السلام ولیہ اور صدیقہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمانی جمال اور علمی و عملی کمال عطا فرمایا تھا۔ نبی کریم ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ "مرد تو بہت سارے کامل ہوئے ہیں لیکن عورتوں میں صرف فرعون کی بیوی آسیہ اور عمران کی بیٹی مریم صاحب کمال ہوئی ہیں اور تمام عورتوں پر عائشہ کو وہی فضیلت حاصل ہے جو زید کو سارے کھانوں پر حاصل ہے۔"

حضرت مریم علیہا السلام کو بہت ساری وہبی خصوصیات کی بنا پر اپنے زمانے کی عورتوں پر فضیلت حاصل تھی۔ جو لوگ اللہ کے زیادہ قریب ہوتے ہیں وہ اتنے ہی زیادہ تابع فرمان اور عبادت گزار ہوتے ہیں۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت مریم علیہا

السلام نماز میں اتنا طویل قیام فرماتی تھیں کہ ان کے قدموں میں ورم آ جاتا تھا۔
 قارئین کرام! آپ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں حضرت مریم علیہا السلام کی
 شان اور عظمت ملاحظہ فرمائی کہ وہ کس قدر اعلیٰ خوبیوں اور روشن سیرت سے آراستہ تھیں۔ مگر
 آنجہانی مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں اس عظیم روحانی شخصیت کا ذکر جس بازاری زبان
 میں کیا، اسے پڑھ کر ہر مسلمان کا دل خون کے آنسو روتا ہے۔ آئیے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھتے
 ہیں کہ مرزا قادیانی نے حضرت مریم علیہا السلام کے بارے میں کیا ہرزہ سرائی کی؟

حضرت مریم علیہا السلام کی صدیقیت؟؟؟

(356) ”مولوی محمد ابراہیم صاحب بٹاپوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا: ایک دفعہ
 میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی
 والدہ کی اللہ تعالیٰ نے صدیقہ کے لفظ سے تعریف فرمائی ہے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا
 کہ خدا تعالیٰ نے اس جگہ حضرت عیسیٰ کی الوہیت توڑنے کے لیے ماں کا ذکر کیا ہے اور صدیقہ کا
 لفظ اس جگہ اس طرح آیا ہے، جس طرح ہماری زبان میں کہتے ہیں ”بھرجائی کا بیٹا سلام آکھناں
 واں!“ جس سے مقصود کا نا ثابت کرنا ہوتا ہے نہ کہ سلام کہنا۔ اسی طرح اس آیت میں اصل مقصود
 حضرت مسیح کی والدہ ثابت کرنا ہے جو منافی الوہیت ہے نہ کہ مریم کی صدیقیت کا اظہار۔“
 (سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 220 از مرزا بشیر احمد ایم اے امین مرزا قادیانی)
 (عکس صفحہ نمبر 1152 پر)

حضرت مریم کی اولاد؟

(357) ”یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی
 بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔“
 (کشتی نوح صفحہ 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 18 (حاشیہ) از مرزا قادیانی)
 (عکس صفحہ نمبر 1153 پر)

View Proof

View Proof

حضرت مریم علیہا السلام کا دوسرا نکاح؟

(358) ”اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا، پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی۔ یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریات تھیں جو پیش آ گئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔“
(کنشی نوح صفحہ 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 18 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1154 پر)

View Proof

حضرت مریم صدیقہؑ کا اپنے منسوب سے نکاح سے پہلے تعلق

(359) ”پانچواں قرینہ ان کے وہ رسوم ہیں جو یہودیوں سے بہت ملتے ہیں۔ مثلاً ان کے بعض قبائل ناطہ اور نکاح میں کچھ چنداں فرق نہیں سمجھتے اور عورتیں اپنے منسوب سے بلا تکلف ملتی ہیں اور باتیں کرتی ہیں۔ حضرت مریم صدیقہؑ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھر اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے مگر خوانین سرحدی کے بعض قبائل میں یہ مماثلت عورتوں کی اپنے منسوبوں سے حد سے زیادہ ہوتی ہے حتیٰ کہ بعض اوقات نکاح سے پہلے حمل بھی ہو جاتا ہے جس کو برا نہیں مانتے بلکہ ہنسی ٹھٹھے میں بات کو ٹال دیتے ہیں کیونکہ یہودی طرح یہ لوگ ناطہ کو ایک قسم کا نکاح ہی جانتے ہیں جس میں پہلے مہر بھی مقرر ہو جاتا ہے۔“
(ایام اسرار صفحہ 74 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 300 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1155 پر)

View Proof

نکاح سے دو ماہ بعد (نعوذ باللہ)

(360) ”مریم کو میکہ کی نذر کر دیا گیا تا وہ ہمیشہ بیت المقدس کی خادمہ ہو۔ اور تمام عمر خاوند نہ کرے لیکن جب چھ سات مہینے کا حمل نمایاں ہو گیا۔ تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام ایک نجار سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ

کے بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا۔ وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا۔“
(چشمہ مسیحی صفحہ 24 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 355، 356 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1157، 1156 پر)

[View Proof](#)

جبکہ دوسری طرف مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سچا سفیر اور اپنی ہے۔ ملاحظہ کیجیے!

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سچا سفیر
(361) ”میرا شوق مجھے بے تاب کر رہا ہے کہ میں ان آسمانی نشانوں کی حضرت عالی قیصرہ ہند میں اطلاع دوں۔ میں حضرت یسوع مسیح کی طرف سے ایک بچے سفیر کی حیثیت میں کھڑا ہوں۔“

(تختہ قیصریہ صفحہ 21، 22 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 273، 274، از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1159، 1158 پر)

[View Proof](#)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنی
(362) ”وہ باتیں جو میں نے یسوع مسیح کی زبان سے سنیں۔ اور وہ پیغام جو اس نے مجھے دیا۔ ان تمام امور نے مجھے تحریک کی کہ میں جناب ملکہ معظمہ کے حضور میں یسوع کی طرف سے اپنی ہو کر بادب التماس کروں کہ جس طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے جناب محمودہ کروڑہا انسانوں کی جان و مال و آبرو کی محافظ بھرائی گئی ہیں بلکہ چرندوں اور پرندوں کے آرام کے لئے بھی حضرت موصوفہ نے قوانین جاری کئے ہیں۔ کیا خوب ہو کہ جناب کو اس چھپی ہوئی توہین پر بھی نظر ڈالنے کے لئے توجہ پیدا ہو۔ جو یسوع مسیح کی شان میں کی جاتی ہے۔“

(تختہ قیصریہ صفحہ 23، مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 275، از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1160 پر)

[View Proof](#)

قارئین کرام: مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام کی پاکباز شخصیت پر جو بہتان ترازی کی ہے، وہ سراسر جھوٹ ہے۔ جھوٹ کے بارے مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

کنجر اور ولد الزنا بھی جھوٹ بولتے ہوئے شر مارتے ہیں

(363) ”وہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہیں، وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شر مارتے ہیں۔“

(محنت حق صفحہ 60 مندرجہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 386 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1161 پر)

[View Proof](#)

جھوٹ بولنا اور گویہ کھانا ایک برابر ہے

(364) ”جھوٹ بولنا اور گویہ کھانا ایک برابر ہے۔“

(ہقیقۃ الوحی صفحہ 206 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 215 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1162 پر)

[View Proof](#)



حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت کا دعویٰ

میری زندگی کو مسیح ابن مریم کی زندگی سے اشد مشابہت ہے

(365) ”میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں۔ جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے، وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواص طبع اور عادت اور اخلاق وغیرہ کے خدائے تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھی ہیں اور دوسرے کئی امور میں جن کی تصریح انہیں رسالوں میں کر چکا ہوں، میری زندگی کو مسیح ابن مریم کی زندگی سے اشد مشابہت ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 190، مندرجہ روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 192 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1163 پر)

View Proof

میرے اندر یسوع مسیح کی روح ہے

(366) ”میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔“

(تختہ قیصریہ صفحہ 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 273 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1164 پر)

View Proof

میں عیسیٰ مسیح کے اخلاق کے ساتھ ہم رنگ ہوں

(367) ”خدا نے میرا نام مسیح موعود رکھا، یعنی ایک شخص جو عیسیٰ مسیح کے اخلاق کے

ساتھ ہمرنگ ہے۔“

(کشف الغطاء صفحہ 16 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 192 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1165 پر)

[View Proof](#)

مجھے ابن مریم سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے

(368) ”اس مسیح کو ابن مریم سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے۔“

(کشتی نوح صفحہ 49 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 53 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1166 پر)

[View Proof](#)

مجھے مسیح ابن مریم کا جامہ پہنایا گیا ہے

(369) ”مجھے خدا نے جو مسیح موعود کے بھیجا ہے اور حضرت مسیح ابن مریم کا جامہ مجھے پہنا

دیا ہے۔“

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ 14 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 14 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1167 پر)

[View Proof](#)

مجھے حضرت مسیح کی روحانی شکل، خو اور طبیعت پر بھیجا گیا ہے

(370) ”حضرت مسیح کے اوتار کی سخت ضرورت تھی۔ سو میں وہی اوتار ہوں جو حضرت مسیح

کی روحانی شکل اور خو اور طبیعت پر بھیجا گیا ہوں۔“

(ضمیمہ رسالہ جہاد صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 26 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1168 پر)

[View Proof](#)

میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پہلی زندگی کا نمونہ ہوں

(371) ”اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار

اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے، اور اس عاجز کی فطرت

اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے، گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں۔“

(براہین احمدیہ جلد 1 صفحہ 499 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 593 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1169 پر)

View Proof

میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں بھائی ہیں

(372) ”میں ایسے شخص کو جو عورت کے پیٹ سے نکل کر خدا ہونے کا دعویٰ کرے، بہت ہی بڑا گنہگار اور ناپاک انسان سمجھتا ہوں۔ مگر ہاں میرا یہ مذہب ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اس الزام سے پاک ہے۔ اس نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا۔ میں اسے اپنا ایک بھائی سمجھتا ہوں۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کا فضل مجھ پر اس سے بہت زیادہ ہے۔ اور وہ کام جو میرے سپرد کیا گیا ہے۔ اس کے کام سے بہت ہی بڑھ کر ہے۔ تاہم میں اس کو اپنا ایک بھائی سمجھتا ہوں اور میں نے اسے بارہا دیکھا ہے۔ ایک بار میں نے اور مسیح نے ایک ہی پیالہ میں گائے کا گوشت کھایا تھا۔ اس لیے میں اور وہ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔“
(ملفوظات جلد دوم صفحہ 251، طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1170 پر)

View Proof

اہم نکات

- 1- مرزا قادیانی کے مندرجہ بالا حوالہ جات سے پتہ چلتا ہے کہ:-
اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواص، طبع، عادات اور اخلاق مرزا قادیانی کی فطرت میں بھی رکھے۔
- 2- مرزا قادیانی کی زندگی کو مسیح ابن مریم کی زندگی سے اشد مشابہت ہے۔
- 3- مرزا قادیانی کے جسم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح سکونت کرتی ہے۔
- 4- مرزا قادیانی اخلاق کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہم رنگ ہے۔
- 5- مرزا قادیانی کو ہر پہلو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ دی گئی ہے۔
- 6- مرزا قادیانی کو حضرت مسیح ابن مریم کا جامہ پہنایا گیا۔
- 7- مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اوتار ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانی شکل، خواہر طبیعت پر بھیجا گیا۔

- 8- مرزا قادیانی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔
- 9- مرزا قادیانی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فطرت باہم قشابہ ہے۔ گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں۔
- 10- مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حالت بیداری میں کئی دفعہ دیکھا اور ملاقات کی۔ دونوں نے ایک ہی پیالہ میں کھایا۔
- لہذا ان حوالہ جات کی روشنی میں دیکھا جائے تو مرزا قادیانی کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں توہین کے تاثر میں یہ صورتِ حال منظرِ عام پر آتی ہے کہ خود:
- 1- مرزا قادیانی اپنی ماں کے پیٹ میں 9 ماہ تک بچہ بن کر رہا اور خون حیض کھاتا رہا اور گندی راہ سے پیدا ہوا۔
- 2- مرزا قادیانی کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات پر غصہ میں آ جاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتا تھا۔
- 3- مرزا قادیانی کو جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔
- 4- مرزا قادیانی شراب پیتا تھا۔ بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔
- 5- مرزا قادیانی شرابی اور کبابی تھا۔ چال چلن بھی خراب تھا۔
- 6- مرزا قادیانی کی 3 دادیاں اور نانیاں زنا کار اور کبھی عورتیں تھیں جن کے ناپاک خون سے اس کا جنم ہوا۔
- 7- مرزا قادیانی فاحشہ اور کج رویوں سے میل جول رکھتا تھا۔ ان سے اپنے جسم پر تیل ملواتا تھا۔ آپ خود سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے؟
- 8- مرزا قادیانی کے بدن میں حرام کارِ عورتوں کا خمیر تھا۔
- 9- کاش مرزا قادیانی دنیا میں نہ آیا ہوتا کیونکہ اس کی تعلیمات کی وجہ سے بدکاری اور زنا کاری میں اضافہ ہوا۔
- 10- مرزا قادیانی سور کا گوشت کھاتا تھا۔
- 11- مرزا قادیانی مرگی کی وجہ سے دیوانہ ہو گیا تھا۔
- 12- مرزا قادیانی مردانہ صفات سے محروم تھا، یعنی بیخود تھا۔



نزول عیسیٰ علیہ السلام کا علم

آنجنابی مرزا قادیانی چودھویں صدی کا ”امیر الجہلا“ تھا۔ اسے زعم تھا کہ وہ بہت بڑا عالم ہے۔ مثل مشہور ہے کہ گدھے پر کتابیں لاد دینے سے کوئی عالم نہیں بن جاتا۔ مرزا قادیانی کی ”علم دانی“ کا یہ حال تھا کہ اُسے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ اسلامی مہینوں میں صفر کونسا مہینہ ہے؟ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتنی بیٹیاں اور بیٹے تھے؟ اور قادیان کس سمت واقع ہے؟ اس کی ہر بات کی تان وفات مسیح پر آ کر ٹوٹی تھی۔ اُسے ”وفات مسیح“ کا فویا ہو گیا تھا۔ زبان درازی میں اسے ملکہ حاصل تھا۔ اس دیوث کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ سید المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کا تذکرہ کرتے وقت کن آداب کا بجالانا لازم ہے۔ اس بد بخت کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دجال کی حقیقت (نعوذ باللہ) نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کو بھی معلوم نہ تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حقیقت صرف مجھے (مرزا قادیانی) کو بتائی۔ اس سے بڑھ کر شان رسالت ﷺ کی توہین اور کیا ہو سکتی ہے؟ بقول شخصے: ”کوئی شخص قادیانی نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ گستاخ رسول نہ ہو۔“ آئیے ملاحظہ کریں نزول حضرت مسیح علیہ السلام کی حقیقت پر آنجنابی مرزا قادیانی کی ہرزہ سرایاں!

نبی کریم ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت نہ کھلی

(373) ”ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبہو مشکف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باغ کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یا جوج ماجوج کی عمیق نہ تک وحی الہی نے اطلاع دی ہو اور نہ وابۃ الارض کی ماہیت کما ہی ہی ظاہر فرمائی گئی ہو اور صرف امثلہ قریبہ اور صور تشابہ اور امور متشاکلہ کے

طرز بیان میں جہاں تک غیب محض کی تفہیم بذریعہ انسانی قوتی کے ممکن ہے اجمالی طور پر سمجھایا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 692 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 473 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1171 پر)

[View Proof](#)

اللہ تعالیٰ نے نزول عیسیٰ کا واقعہ صحابہ کرامؓ سے چھپائے رکھا

(374) ”یا اخوان هذا هو الامر الذي اخفاه الله من اعين القرون الاولى. ترجمہ: اے بھائیو! یہ وہ بات ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پہلی صدی کے مسلمانوں (یعنی صحابہ کرامؓ) سے چھپا رکھا تھا۔“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 426 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 426 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1172 پر)

[View Proof](#)

صحابہ کرامؓ اور تابعین نزول عیسیٰ پر مجمل ایمان رکھتے تھے

(375) ”ماکان ایمان الاخيار من الصحابة والتابعين بنزول المسيح عليه السلام الا اجماليا، وكانوا يؤمنون بالنزول مجملا. ترجمہ: مسیح علیہ السلام کے نزول کے بارے میں اخیر صحابہ اور تابعین کا ایمان جمالی تھا اور وہ اس عقیدہ نزول مسیح پر مجمل ایمان رکھتے تھے۔“ (یعنی تفصیل کا انھیں علم نہیں تھا)۔

(تحدید اوصاف صفحہ 8، 9 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 8، 9 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1173، 1174 پر)

[View Proof](#)

اللہ تعالیٰ نے نزول عیسیٰ کی حقیقت مجھ پر منکشف کی

(376) ”عَلِمْتُ مِنْ لَدُنْهِ اَنْ النُّزُولَ فِيْ اَصْلِ مَفْهُومِهِ حَقٌّ وَلَكِنْ مَا فَهَمَ الْمُسْلِمُونَ حَقِيقَتَهُ. لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى ارَادَ اخْفَاءَهُ. فَغَلَبَ قِضَاءُهُ وَ مَكْرُهُ وَ ابْتِلَاءُهُ عَلَى الْاَفْهَامِ فَصَرَفَ وَجُوْهَهُمْ عَنِ الْحَقِيقَةِ الرُّوحَانِيَةِ اِلَى الْخَيَالَاتِ الْجِسْمَانِيَةِ فَلَكَّنُوْا بِهَا مِنَ الْقَانِعِيْنَ. وَبَقِيَ هَذَا الْخَبْرُ مَكْتُومًا مُسْتَوْرًا كَالْحَبِّ فِي السَّنْبَلَةِ

قرن بعد قرن. حتی جاء زماننا..... فکشف الله الحقیقة علینا.

ترجمہ: مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا کہ نزول اپنے اصل مفہوم کے لحاظ سے حق ہے لیکن مسلمان اس کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس کو پردہ اخفا میں رکھنے کا تھا۔ پس اللہ کا فیصلہ غالب آیا اور لوگوں کے ذہنوں کو اس مسئلہ کی حقیقت روحانیہ سے خیالات جسمانیہ کی طرف پھیر دیا گیا اور وہ اسی پر قانع ہو گئے اور یہ مسئلہ پردہ اخفا ہی میں رہا جیسے کہ دانہ خوشے میں چھپا ہوتا ہے، کئی صدیوں تک حتیٰ کہ ہمارا زمانہ آ گیا..... پس اللہ تعالیٰ نے اس بات کی حقیقت کو ہم پر منکشف کیا۔“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 552، 553 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 552، 553 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1175، 1176 پر)

مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے نزول بھیجی علیہ السلام کی حقیقت - حشر - کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے چھپائی رکھی اور صرف مجھ پر منکشف کی، کذب اور دجل کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔



حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ مرزا قادیانی کی نظر میں

پہلا موقف

نزول مسیح کا عقیدہ ایمانیات میں نہیں ہے

(377) ”اؤل تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے یہ ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیشگوئی بیان نہیں کی گئی تھی، اُس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔“ (ازالہ اوہام صفحہ 140 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 171 از مرزا غلام احمد قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1177 پر)

اس حوالہ سے چند امور واضح ہوئے:-

View Proof

- (1) عقیدہ نزول مسیح قادیانیوں کے ایمان کا حصہ نہیں ہے۔
- (2) یہ مسئلہ دین کے ارکان میں سے کوئی رکن نہیں ہے۔
- (3) یہ ایک پیش گوئی ہے، اس کا حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔
- (4) اس کے بیان نہ کرنے سے اسلام ناقص نہیں ہوتا اور بیان کرنے سے کامل نہیں ہوتا۔

نزول مسیح کا عقیدہ کوئی اہم امر نہیں

(378) ”کل میں نے سنا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے اور کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل نہیں۔ باقی سب عملی حالت مثلاً نماز روزہ اور زکوٰۃ اور حج وعی ہیں۔ سو سمجھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیات مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے، اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی اور ایک بڑا شور مچا کیا جاتا۔ یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی۔ اور کئی خواص اور اولیا اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا۔ اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔“

(احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے، صفحہ 3 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1178 پر)

اس حوالہ سے چند امور واضح ہوئے:-

- (1) حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ آنحضرت کے تھوڑے ہی عرصہ بعد پھیل گیا تھا۔
- (2) کئی خواص، اولیا اور اہل اللہ کا یہی عقیدہ تھا۔
- (3) یہ کوئی ایسا اہم امر نہیں ہے جس کا ازالہ خدا تعالیٰ نے ضروری سمجھا ہو۔

نزول عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ پر کوئی گناہ نہیں

(379) ”اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر امت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ

حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں، صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی نبیوں سے بھی بعض پیش گوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔“

(حقیقت الوحی حاشیہ صفحہ 30 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 32 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1179 پر)

اس حوالہ سے جو امور واضح ہوئے، وہ یہ ہیں:-

- (1) نزول عیسیٰ کے معتقد پر کوئی گناہ نہیں ہے۔
- (2) یہ محض اجتہادی خطا ہے اور اس قسم کی خطا اسرائیلی نبیوں سے بھی ہوتی رہی۔ (نعموۃ باللہ)!

حیات و وفات مسیح علیہ السلام ایک ادنیٰ سی بات ہے

(380) ”صرف وفات مسیح علیہ السلام مقصد نہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ چند الفاظ طوطے کی طرح بیعت کے وقت رٹ لیے جائیں۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیہ نفس کا علم حاصل کرو کہ ضرورت اسی کی ہے۔ ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 72 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1180 پر)

View Proof

اس حوالہ سے یہ واضح ہوا:-

- (1) قادیانیوں کی غرض یہ نہیں ہوتی چاہے کہ وفات و حیات مسیح پر مباحثہ و جھگڑے کریں۔
- (2) یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔

قادیانیوں کے نزدیک جب یہ مسئلہ ان کے ایمانات کا جزو نہیں ہے..... جب یہ دین کے رکنوں میں سے رکن نہیں..... جب اسلام کی حقیقت سے اس کا کچھ تعلق نہیں..... جب اس کے بیان کرنے یا نہ کرنے سے اسلام میں کچھ فرق نہیں پڑتا..... جب یہ مسئلہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ کے بعد جلد ہی پھیل گیا تھا..... جب یہ عقیدہ خواص کا تھا، اولیا کا تھا، اہل اللہ کا تھا اور جب یہ کوئی خاص امر نہیں ہے..... جب اس کا ازالہ خدا نے ضروری نہیں سمجھا..... جب اس کا عقیدہ رکھنے والے پر کوئی گناہ نہیں..... جب یہ محض اجتہادی غلطی ہے..... جب اس قسم کی خطائیں سابقہ انبیاء سے بھی ہوتی رہیں..... جب قادیانیوں کی غرض اس پر مباحثہ کرنے کی نہیں..... اور جب یہ ادنیٰ سی بات ہے تو اس مسئلہ پر بحث کرنے کی کوئی ضرورت و اہمیت باقی نہ رہی۔

دوسرا موقف

حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ شرک عظیم ہے

(381) ”لمن سؤ الادب ان يقال ان عيسى مامات وان هو الا شرک عظیم. یا کل الحسنات و یخالف الحصاة بل هو توفی کمثل اخوانه. ومات کمثل اهل زمانه. وان عقیده حیاته قد جاء ت فی المسلمین من الملة النصرانیة. ترجمہ: سو من جملہ سؤ ادب کے ہے کہ یہ کہا جائے کہ عیسیٰ مرا نہیں، یہ تو زرا شرک عظیم ہے جو نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔ مثل مند اس سے خوف کرتا ہے بلکہ وہ اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح فوت ہو چکے ہیں اور اپنے ال زمانہ کی طرح مر چکے ہیں اور ان کی حیات کا عقیدہ مسلمانوں میں عیسائی مذہب سے آیا ہے۔“ (حقیقۃ الوحی الاستخاء ضمیمہ صفحہ 39 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 660 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1181 پر) **View Proof**

مرزا قادیانی کو اپنی عمر کے 40 سال بعد الہامات شروع ہوئے اور بارہ سال تک باوجود الہامات کے اس عقیدہ پر قائم رہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور قرب قیامت آسمان سے زمین پر نزول فرمائیں گے۔ لیکن اب وہ اس عقیدہ کو شرک عظیم کہہ رہا ہے۔ تو ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نے 52 سال تک خود شرک کیا۔ ظاہر ہے شرک نبی ہو سکتا ہے اور نہ مسیح موعود بلکہ کافر ہوتا ہے۔ جس امت کا نبی شرک ہو، اس کے امتی کیا ہدایت پائیں گے! قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

ان الله لا یغفر ان یشرک به و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء (النساء: 48)
 ”بے شک اللہ تعالیٰ کسی شرک کو نہیں بخشتے گا اور اس کے علاوہ جس کو چاہے بخش دے۔“

حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ گپ ہے

(382) ”حضرت عیسیٰ کا زندہ آسمان پر جانا محض گپ ہے۔“

(مراجہ احمدیہ حصہ پنجم ضمیمہ صفحہ 100 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 262 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1182 پر) **View Proof**

نزول عیسیٰ علیہ السلام کے قائل مسلمان گمراہ ہیں

(383) ”ان الذين ظنوا من المسلمين ان عيسى نازل من السماء ما اتبعوا الحق بل هم في وادي الضلال يتيهون.“

ترجمہ: آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے قائل مسلمان گمراہی کی وادی میں سرگرداں ہیں۔“

(خطبہ الہامیہ صفحہ 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 6 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1183 پر)

[View Proof](#)

حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ گمراہی ہے

(384) ”ولاشك ان حبات عيسى و عقيدة نزوله باب من ابواب الاضلال. ولا يتوقع منه الا انواع الوبال. والله في افعاله حكيم“

(ترجمہ) ”اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حیات عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے نزول کا عقیدہ گمراہی کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اور اس سے سوائے قسم قسم کے مصیبتوں کے اور کوئی امید نہیں کی جاسکتی۔“

(حقیقت الوحی الاستثناء صفحہ 47 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 670 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1184 پر)

[View Proof](#)

حیات عیسیٰ علیہ السلام کا قائل کافر ہے

(385) ”كلا بل هو ميت ولا يعود الى الدنيا الى يوم يبعثون ومن قال متعلما خلاف ذلك فهو من الذين هم بالقران يكفرون.“

(ترجمہ) ”یاد رکھو بلکہ وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) مرچکا ہے اور وہ قیامت تک دنیا میں واپس نہیں آئے گا اور جو شخص اس کے خلاف کہے۔ وہ ان لوگوں میں سے ہے جو قرآن کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ (یعنی وہ کافر ہے)“

(حقیقۃ الوحی ضمیمہ صفحہ 44 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 666 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1185 پر)

[View Proof](#)

نزول عیسیٰ علیہ السلام میں عیسائیوں کا فائدہ ہے
(386) ”حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کا مسئلہ عیسائیوں نے محض اپنے فائدہ کے لیے
گھڑا تھا۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ 31 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 31 (حاشیہ) از مرزا قادیانی
(عکس صفحہ نمبر 1186 پر)

View Proof

عقیدہ حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام جھوٹا ہے
(387) ”یہی وہ جھوٹا عقیدہ ہے (حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام) جس کی شامت
کی وجہ سے کئی لاکھ مسلمان اس زمانہ میں مرتد ہو چکے ہیں۔“
(تختہ گولڑویہ صفحہ 8 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 94 از مرزا قادیانی
(عکس صفحہ نمبر 1187 پر)

View Proof

اسلام کی زندگی اور موت
(388) ”عیسیٰ علیہ السلام کی موت میں اسلام کی زندگی ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی
میں اسلام کی موت ہے۔“
(مراہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 231 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 406 از مرزا قادیانی
(عکس صفحہ نمبر 1188 پر)

View Proof

مرزا قادیانی اعتراف کرتا ہے:

اعتراف

(389) ”مراہین احمدیہ میں، میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔“
(حقیقۃ الوحی صفحہ 152 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 152, 153 از مرزا قادیانی
(عکس صفحہ نمبر 1189, 1190 پر)

View Proof

سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ”براہین احمدیہ“ میں حیات مسیح کا عقیدہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور رسول کریم ﷺ کی تصدیق سے لکھا تھا۔ اس میں جھوٹ، شرک، گمراہی، کفر، یہودیت اور ارتداد کیسے داخل ہو گیا؟ کیا مرزا قادیانی کے خدا نے اپنے رسول کو 50 سال سے نراند عرصہ تک شرکیہ عقیدہ میں رکھا؟ کیا قادیانوں کے نزدیک خدا کا تصور یہی ہے؟ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ خدا کا رسول کبھی شرک میں مبتلا نہیں رہا۔ عجیب بات ہے کہ مرزا قادیانی کئی برس شرک کی آلودگیوں، ارتداد، یہودیت کی دلدل میں زندگی گزارتا رہا پھر یکایک اسے نبوت پر فائز کر دیا گیا۔ قادیانی امت کے لیے یہ بات بڑے شرم اور افسوس کی ہے کہ ان کا نئی کئی سال برابر جھوٹ بولتا رہا، گمراہی کی وادی میں سرگرداں رہا، کافر اور مشرک رہا۔



پیش گوئیاں مسیح موعود

- 1- احادیث مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی تین اہم علامات مذکور ہیں۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام شادی کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی۔
 - 2- حضرت عیسیٰ علیہ السلام حج کریں گے۔
 - 3- حضرت عیسیٰ علیہ السلام روضہ نبویؐ میں دفن ہوں گے۔
- اب اس کا کیا کیا جائے کہ ان میں سے کوئی ایک نشانی بھی مرزا قادیانی میں نظر نہیں آئی۔

مسیح موعود شادی کرے گا

عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ينزل عيسى ابن مريم الى الارض فيتزوج ويولد له ويمكث خمسا واربعين سنة ثم يموت فيدفن معي في قبري فاقوم انا و عيسى ابن مريم في قبر واحد بين ابى بكر و عمر. (مشکوٰۃ صفحہ 480 باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام)

(ترجمہ) ”حضرت عبداللہ بن عمرو، رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول کریم ﷺ نے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم، زمین کی طرف نازل ہوں گے۔ پس نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی اور پینتالیس برس تک رہیں گے، پھر فوت ہوں گے اور میرے پاس میرے مقبرہ میں دفن ہوں گے۔ پھر میں اور عیسیٰ ابن مریم ایک ہی مقبرہ سے اٹھیں گے، ابو بکرؓ و عمرؓ کے درمیان۔“

اس حدیث سے صاف واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام زمین پر اتر کر نکاح کریں گے۔ چونکہ مرزا قادیانی دعویٰ مسیحیت سے پہلے نکاح کر چکا تھا۔ اس سے اولاد بھی

تھی۔ اس لیے مرزا قادیانی نے حدیث ہذا کا یہ مطلب ظاہر کیا کہ اس نکاح سے جو مسیح موعود کی علامت ہے، محمدی بیگم کا میرے ساتھ نکاح ہونا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے الفاظ ہیں:

(390) ”اس پیشگوئی کی تصدیق کے لیے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہے کہ بتزوج و یولد لہ۔ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیہ دل مکشروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔“

(انجام آتم صفحہ 337 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 337 از مرزا قادیانی)

(نکس صفحہ نمبر 1191 پر) **View Proof**

اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ اس سے محمدی بیگم کا نکاح مراد ہے لیکن مرزا قادیانی یہ مقصد حاصل کیے بغیر اس دنیا سے فارغ ہو گیا۔

جن دنوں مرزا قادیانی محمدی بیگم کے عشق میں باؤلا ہو رہا تھا اور ہر جائز و ناجائز میں تمیز اٹھ گئی تھی۔ اس نے اس ساری خلاف مضمون حدیث کو نہایت غصے کی نظر سے دیکھتے ہوئے صرف دو الفاظ کو پسند کیا۔ بتزوج و یولد لہ (یعنی مسیح موعود شادی کرے گا اور اس کے اولاد ہوئی) اور اعلان کیا کہ دیکھو رسول کریمؐ نے بھی پہلے ہی سے میرے اس آسمانی نکاح کی تصدیق کرتے ہوئے مندرجہ بالا الفاظ فرمائے۔ مگر افسوس ہوا کہ نہ ڈھولک بجی نہ بندر ناچا۔ یعنی خیر سے مرزا قادیانی کے خدا کا باندھا ہوا آسمانی نکاح کچا ہی نکل گیا۔

نہایت قابل غور بات یہ ہے کہ اگر خدا نخواستہ مرزا قادیانی کی شادی محمدی بیگم سے ہو جاتی تو اس سے اس کی اپنی اولاد ہر گز پیدا نہ ہوتی۔ کیونکہ مرزا قادیانی اپنے رازداں دوست حکیم نور الدین کے نام ایک خط میں خود اعتراف کرتا ہے:

نامرد

(391) ”جس قدر ضعف دماغ کے عارضے میں یہ عاجز جلا ہے، مجھے یقین نہیں کہ آپ کو ایسا ہی عارضہ ہو۔ جب میں نے نئی شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یہی یقین رہا کہ میں نامرد ہوں۔ آخر میں نے صبر کیا۔“

(مکتوبات احمد، جلد دوم، مکتوب نمبر 15، صفحہ 27، طبع جدید از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1192 پر)

[View Proof](#)

صحبت کے وقت

(392) ”ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھی کہ صحبت کے وقت لیٹنے کی حالت میں نعوظ بگنی جاتا رہتا تھا۔ شاید قلت حرارت غریزی اس کا موجب تھی۔ وہ عارضہ بالکل جاتا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو حرارت غریزی کو بھی مفید ہے اور مٹی کو بھی غلیظ کرتی ہے۔“

(مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ 20) (طبع جدید) از مرزا قادیانی (عکس صفحہ نمبر 1193 پر)

[View Proof](#)

مرزا قادیانی ایک اور جگہ لکھتا ہے:

حالت مردی کا لعدم

(393) ”ایک ایٹلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ باعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا۔ اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا۔ میری حالت مردی کا لعدم تھی۔ اور پھر انہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی اس لیے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا کہ آپ باعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے۔ غرض اس ایٹلا کے وقت میں نے جناب الہی میں دعا کی اور مجھے اس نے دفع مرض کے لیے اپنے الہام کے ذریعہ سے دوائیں بتلائیں۔ اور میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ وہ دوا میں نے طیار کی اور اس میں خدا نے اس قدر برکت ڈال دی کہ میں نے دلی یقین سے معلوم کیا کہ وہ پر صحت طاقت ہو ایک پورے تندرست انسان کو دنیا

میں مل سکتی ہے۔ وہ مجھے دی گئی اور چار لڑکے مجھے عطا کیے گئے۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 98، 99 طبع چہارم، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1194، 1195 پر)

View Proof

قادیانی ویارگرا

(394) ”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حافظ حامد علی صاحب خادم حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) بیان کرتے تھے کہ جب حضرت صاحب نے دوسری شادی کی تو ایک عمر تک تجرد میں رہنے اور مجاہدات کرنے کی وجہ سے آپ نے اپنے قویٰ میں ضعف محسوس کیا۔ اس پر وہ الہامی نسخہ جو ”زدجام عشق“ کے نام سے مشہور ہے، بنوا کر استعمال کیا۔ چنانچہ وہ نسخہ نہایت ہی بابرکت ثابت ہوا۔ حضرت خلیفہ اول بھی فرماتے تھے کہ میں نے یہ نسخہ ایک بے اولاد امیر کو کھلایا تو خدا کے فضل سے اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس پر اس نے ہیرے کے کڑے ہمیں نذر دیئے۔

نسخہ زدجام عشق یہ ہے جس میں ہر حرف سے دوا کے نام کا پہلا حرف مراد ہے۔
زعفران، دارچینی، جائقفل (جند بیدستر) انجون، مشک، عطر قرھا، عطر گلف، قرنفل
یعنی لوگ، ان سب کو ہم وزن کوٹ کر گولیاں بناتے ہیں اور روغن سم الغار میں چرب کر کے رکھتے ہیں اور روزانہ ایک گولی استعمال کرتے ہیں۔

الہامی ہونے کے متعلق دو باتیں سنی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ یہ نسخہ ہی الہام ہوا تھا۔ دوسرے یہ کہ کسی نے یہ نسخہ حضور کو بتایا، اور پھر الہام نے اسے استعمال کرنے کا حکم دیا۔ واللہ اعلم!

(سیرت الہدی، جلد سوم صفحہ 50، 51 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1196، 1197 پر)

View Proof

قادیانی ”اخلاقیات“ پر ایک مکمل انسائیکلو پیڈیا، جناب شفیق مرزا کا کہنا ہے کہ مرزا قادیانی کی تمام اولاد اس کی اپنی نہیں بلکہ حکیم نور الدین کے کشتوں کی پیداوار ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

مسیح موعود حج کرے گا

حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:

□ ابوہریرۃ یحدث عن النبی ﷺ قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیہلن ابن مریم یفج الروحاء حاجا او معتمرا او لشیہما.

(صحیح مسلم حدیث نمبر 316، جلد 1 صفحہ 408)

”حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس پاک ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ضرور ابن مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) روحاً (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام) کی گھاٹی میں حج یا عمرہ یا دونوں کی لہیک (تلبیہ) پکاریں گے ایک ہی ساتھ۔“

دنیا گواہ ہے کہ مرزا قادیانی کو پوری زندگی حج یا عمرہ نصیب نہیں ہوا۔ مالی استطاعت اور حالت امن ہونے کے باوجود مرزا قادیانی کا اس دنیا سے بغیر حج کے رخصت ہونے میں یہ دلیل ہے کہ اس کا دعوائے مسیحیت سچا نہیں۔ رہا علالت وغیرہ کا عذر تو یہ ”عذر گناہ بدتر از گناہ“ سے کم نہیں، کیونکہ اگر مرزا ”مثیل مسیح“ تھا تو پھر اسے کوئی ایسی تکلیف لاحق نہیں ہونی چاہیے تھی جو فریضہ حج کی ادائیگی میں مانع ہو۔

مسیح موعود نبی کریم ﷺ کی قبر میں دفن ہوگا

(395) ”آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا یعنی وہ میں ہی ہوں۔“

(کشتی نوح صفحہ 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 16 از مرزا قادیانی)

(نکس صفحہ نمبر 1198 پر) [View Proof](#)

مرزا قادیانی نے اوپر جو حدیث مبارکہ کا ترجمہ نقل کیا ہے، وہ بالکل صحیح ہے۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کے روضہ انور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ایک طرف جگہ خالی ہے جہاں وہ دفن ہوں گے۔ لیکن مرزا قادیانی نے حدیث شریف کے آخر میں جو اپنی طرف سے لکھا ہے کہ ”وہ میں ہی ہوں“ غلط اور جھوٹ ہے کیونکہ مرزا قادیانی قادیان کے مرگٹ میں دفن ہے۔ لہذا اس کا دعویٰ غلط ثابت ہوا۔

تاویل کے بارے میں مرزا قادیانی کا فیصلہ

(396) ”والقسم يدل على ان الخبر معمول على الظاهر لا تاويل فيه ولا استثناء والا فایى فائدة كانت فى ذكر القسم.

(ترجمہ) ”اور قسم کھا کر کوئی بات کہتا اس پر دلالت کرتا ہے کہ کبھی ہوئی بات ظاہر پر محمول ہے۔ اس میں نہ کوئی تاویل ہے اور استثناء ورنہ قسم کھانے کا فائدہ کیا ہے۔“

(حماتہ البشری صفحہ 14 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 192 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1199 پر)

View Proof

مزید کہا:

”النصوص يحمل على ظواهرها.“ □

نصوص کو ظاہری معنی پر ہی دیکھا جائے گا۔ یعنی بلا وجہ تاویل وغیرہ سے کام نہ لیا جائے گا۔

(ازالہ اوہام صفحہ 541 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 390 از مرزا قادیانی)



مرزا قادیانی اور حج

حج اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے جو ہر صاحب استطاعت مسلمان مرد اور عورت پر زندگی میں ایک بار فرض ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

□ ”بے شک پہلا (عبادت) خانہ جو بنایا گیا لوگوں کے لیے وہی ہے جو مکہ میں ہے بڑا بڑا کعبہ والا، ہدایت کا سرچشمہ ہے سب جہانوں کے لیے اس میں روشن نشانیاں ہیں۔ (ان میں سے ایک) مقام ابراہیم ہے اور جو بھی داخل ہوا اس میں، ہو جاتا ہے (ہر خطرہ سے محفوظ) اور اللہ کے لیے فرض ہے لوگوں پر حج اس گھر کا جو طاق رکھتا ہو وہاں تک پہنچنے کی اور جو شخص (اس کے باوجود) انکار کرے تو بے شک اللہ بے نیاز ہے سارے جہاں سے۔“

(آل عمران: 96، 97)

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

□ ”جس نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے حج کیا پھر اس میں نہ کوئی فحش بات کی اور نہ نافرمانی کی۔ وہ ایسا پاک صاف ہو کر آتا ہے جیسا ولادت کے دن تھا۔“ (مشکوٰۃ صفحہ 221)

اس کے برعکس حضور خاتم النبیین ﷺ نے باوجود استطاعت کے حج نہ کرنے والوں کے لیے ارشاد فرمایا:

□ ”جو شخص بیت اللہ تک پہنچنے کے لیے زاد راہ اور سواری رکھتا ہو۔ لیکن اس کے باوجود اس نے حج نہیں کیا، تو اس کے حق میں کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ یہودی یا عیسائی ہو کر مرے۔“ (مشکوٰۃ صفحہ 222)

فتنہ قادیانیت کے بانی آنجنابی مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی پوری زندگی میں باوجود استطاعت کے حج کیا نہ عمرہ ادا کیا۔ اس کے دل میں کبھی بیت اللہ شریف کی زیارت کی

آرزو پیدا ہوئی اور نہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ عالیٰ ہی میں حاضری کی تمنا نے اس کے قلب میں انگڑائی لی۔ ظاہر ہے اس سعادت سے محروم صرف وہی بد بخت ہو سکتا ہے جس کے ایمان کی جڑیں بالکل خشک ہو گئی ہوں۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ وہ مہدی اور مسیح موعود ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی متفقہ علیہ احادیث مبارکہ میں واضح طور پر موجود ہے کہ حضرت مہدیؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام خانہ کعبہ کا طواف کریں گے اور حج کریں گے۔ مرزا قادیانی سے جب بھی سوال کیا جاتا کہ آپ نے حج نہیں کیا اور اگر آپ مہدی یا مسیح موعود ہیں تو احادیث کی رو سے آپ کو حج کرنا چاہیے۔ اس پر مرزا قادیانی نے متفقہ علیہ احادیث مبارکہ کی مختلف تاویلات کیں۔ جب اس سے بھی کام نہ بنا تو کہہ ڈالا کہ میرے (مہدی اور مسیح موعود ہونے کے) دعوے کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ خود میری وحی ہے۔ مزید کہا کہ جو حدیث میری وحی کے مطابق ہے، وہ درست ہے اور جو حدیث میرے دعوے کے مطابق نہیں، اسے ردی کی ٹوکری میں پھینک دینا چاہیے۔ (نحوذ باللہ) بعد ازاں مرزا قادیانی نے یہ تسلیم کیا کہ مسیح موعود کے حج پر جانے کی حدیث موجود ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اس حدیث مبارکہ کی اہمیت کو کم کرنے کے لیے الٹا سوال کرنے والوں سے پوچھا:

مسیح موعود کا فرض؟

(397) ”آپ اس سوال کا جواب دیں کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو کیا اول اس کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ مسلمانوں کو دجال کے خطرناک فتنوں سے نجات دے یا یہ کہ ظاہر ہوتے ہی حج کو چلا جائے۔ اگر ہو جب نصوص قرآنیہ و حدیث یہ پہلا فرض مسیح موعود کا حج کرنا ہے نہ دجال کی سرکوبی تو وہ آیات اور احادیث دکھلانی چاہئیں تا ان پر عمل کیا جائے۔“

(ایام المسیح صفحہ 190 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 416 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1200 پر)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مرزا قادیانی نے مسلمانوں کو دجال کے خطرناک فتنوں

سے نجات دلادی تھی؟

اس سلسلہ میں مرزا قادیانی مزید لکھتا ہے:

ہمارا حج

(398) ”ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال بھی کفر اور دجل سے باز آ کر طواف بیت اللہ کرے گا۔“

(ایام الاحیاء صفحہ 190 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 416 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1201 پر) **View Proof**

مذکورہ تحریر، مرزا قادیانی کے ذہن کی پیداوار ہے۔ اس سے مرزا قادیانی کا کذب اور دجل کھل کر واضح ہو گیا ہے۔ یہ حدیث شریف پر ”نہرا ہے۔ احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ قیامت کے قریب دجال کا خروج ہوگا۔ وہ ہر جگہ جاسکے گا لیکن جب مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے حریم شریفین کی حفاظت کے لیے مامور ہوں گے اور وہ دجال کو داخل نہیں ہونے دیں گے۔ جبکہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ دجال چوروں کی طرح بیت اللہ کا طواف کرے گا۔ حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ کا منہوم ہے کہ دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں مارا جائے گا۔ قتل دجال سے فراغت کے بعد عیسیٰ علیہ السلام مکہ مکرمہ آئیں گے، حج یا عمرہ یا دونوں ادا کریں گے، بیت اللہ سے فارغ ہونے کے بعد روضہ طیبہ پر آئیں گے، وہ سلام کہیں گے، میں سنوں گا۔ میں جواب دوں گا، وہ سنیں گے۔

اب ان الفاظ کو سامنے رکھیں تو مرزائیوں کی کوئی تاویل نہیں چل سکتی، ہاں البتہ مرزا قادیانی کی یہ تاویل خود قادیانیوں پر فٹ بیٹھتی ہے کہ دعویٰ نبوت کرنے والا دجال اور وہ ہے مرزا قادیانی، اسے ماننے والی دجالی طاقت ان کے ہو گئے دو گروہ تو دجالی طاقت کی بجائے دو طاقتیں ہو گئے، ان کے حرم کعبہ پر جانے پر پابندی ہے تو یہ چوروں کی طرح چوری جا کر طواف کرتے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام ان کے مقابل پر آ کر طواف کریں گے، یعنی ان کو متا دیں گے اس لیے جب حقیقی مسیح آ جائے گا تو جھوٹے مسیح کو ماننے والا کوئی نہیں رہے گا پس مرزا کی تاویل خود مرزائیوں پر منطبق ہوتی ہے۔ حج پر نہ جانے کے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے ایک اور موقع پر مرزا قادیانی نے کہا:

میں ابھی فارغ نہیں

(399) ”میرا پہلا کام خزیروں کا قتل اور صلیب کی ٹکست ہے۔ ابھی تو میں خزیروں کو قتل کر رہا ہوں۔ بہت سے خزیروں مر چکے ہیں اور بہت سے سخت جان ابھی باقی ہیں۔ ان سے فرصت اور فراغت تو ہو لے۔“

View Proof

(لغوظات جلد دوم صفحہ 283 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1202 پر)
مرزا قادیانی اپنے اندر کا خزیروں کو قتل نہ کر سکا، باقی خزیروں کو قتل کرنا چہ معنی دارد؟
ایک مرتبہ پھر مرزا قادیانی کوچ پر نہ جانے کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا:

پہلے میری بیعت کریں!

(400) ”تمام مسلمان علما و اولیاء ایک اقرار نامہ لکھ دیں کہ اگر ہم حج کر آویں تو وہ سب کے سب ہمارے ہاتھ پر توبہ کر کے ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے اور ہمارے مرید ہو جائیں گے۔ اگر وہ ایسا لکھ دیں اور اقرار طعی کریں تو ہم حج کر آتے ہیں۔“

View Proof

(لغوظات جلد پنجم صفحہ 248 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1203 پر)
مرزا قادیانی کے حج پر نہ جانے کا یہ نہایت عیارانہ اور ٹھانہ جواب ہے۔ کیا یہ جواب ایک ایسے شخص کے شلیان شان ہے جو مہدی اور مسیح موعود ہونے کا دعویدار ہے؟ جب یہ جوابات بھی لوگوں کو مطمئن نہ کر سکے اور مرزا قادیانی کے حج نہ کرنے کی مخالفت بڑھی تو اس نے صاف صاف لفظوں میں حج کرنے کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی قرار دے ڈالا اور ساتھ ہی (قادیانی جماعت کی پالیسی کے مطابق کہ جب بھی کوئی شخص مرزا قادیانی پر اعتراض کرے تو اس کے جواب میں فوراً نبی کریم ﷺ پر عیسائیوں اور یہودیوں کی طرف سے کیے گئے اعتراضات پیش کر دیے جائیں) شان رسالت ﷺ میں توہین کرتے ہوئے الزام جڑ دیا کہ انھوں نے حیرہ سال مکہ میں رہتے ہوئے حج نہیں کیا۔ مرزا قادیانی کی ہرزہ سرائی ملاحظہ کیجیے:

مخالفوں کے اس اعتراض پر کہ مرزا قادیانی حج کیوں نہیں کرتا۔ اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہا:

پہلا فرض تبلیغ ہے، حج نہیں

(401) ”کیا وہ یہ چاہتے ہیں کہ جو خدمت خدا تعالیٰ نے اوّل رکھی ہے اس کو پس انداز کر کے دوسرا کام شروع کر دے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ عام لوگوں کی خدمات کی طرح مہمیں کی عادت کام کرنے کی نہیں ہوتی۔ وہ خدا تعالیٰ کی ہدایت اور رہنمائی سے ہر ایک امر کو بجالاتے ہیں۔ اگرچہ شرعی تمام احکام پر عمل کرتے ہیں مگر ہر ایک حکم کی تقدیم و تاخیر الہی ارادہ سے کرتے ہیں۔ اب اگر ہم حج کو چلے جائیں تو گویا اس خدا کے حکم کی مخالفت کرنے والے ٹھہریں گے اور من استطاع الیہ سبیلاً کے بارے میں کتاب حج الکرامہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر نماز کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو حج ساقط ہے۔ حالانکہ اب جو لوگ جاتے ہیں ان کی کئی نمازیں فوت ہوتی ہیں۔ مامورین کا اوّل فرض تبلیغ ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ 13 سال مکہ میں رہے آپ ﷺ نے کتنی دفعہ حج کیے تھے؟ ایک دفعہ بھی نہیں کیا تھا۔“

View Proof

(المفحومات جلد سوم صفحہ 280 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1204 پر)
اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا قادیانی تبلیغ اسلام میں مصروف تھا، اس لیے حج نہ کر سکا۔ اس کا یہ عذر بے بنیاد ہے۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک اللہ کی اطاعت اور دوسرے انگریز حکومت کی اطاعت و تابع فرمانی۔ وہ ان خیالات کی تبلیغ و تشہیر میں پوری عمر لگا رہا۔ حج کے موقع پر مرزا قادیانی کی تقریر سے لاکھوں لوگ مستفید ہوتے اور وہ مرزا قادیانی کی طرح انگریز کے خیر خواہ بن جاتے۔ جبکہ مرزا قادیانی کی الہامی پیش گوئی ہے: ”میں قتل کے منصوبوں وغیرہ سے بچایا جاؤں گا۔“ (حقیقت الوحی صفحہ 234 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 234، از مرزا قادیانی) اپنی الہامی پیش گوئی کی سچائی ثابت کرنے کے لیے مرزا قادیانی کے پاس بہترین موقع تھا جسے اس نے ضائع کر دیا۔ کیا مرزا قادیانی کا کوئی ایک ایسا الہام یا وحی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اسے حج کرنے سے روکا ہو یا اسے مؤخر کرنے کے لیے کہا ہو؟ باقی رہی یہ بات کہ حضور نبی کریم ﷺ نے 13 سال تک مکہ میں رہتے ہوئے حج نہیں کیا، انتہائی بے بنیاد اور احمقانہ بات ہے۔ اس وقت حج کے احکامات نازل نہیں ہوئے تھے اور یہ حکم مدینہ طیبہ میں نازل ہوا۔ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ حج محض اس لیے ادا فرمایا تاکہ تاقیامت امت مسلمہ پر زیادہ بوجھ نہ پڑے۔ جو لوگ سالانہ جلسہ کے لیے قادیان جاتے ہیں، ان کے لیے مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ یہ حج کا نعم البدل ہے۔ اس موقع

پر قادیانی شاذ و نادر ہی نماز ادا کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے اپنے باپ کے حج ادا نہ کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

حج نہیں کیا..... گھر کی گواہی

(402) ”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا۔ اعتکاف نہیں کیا۔ زکوٰۃ نہیں دی۔ تسبیح نہیں رکھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حج نہ کرنے کی تو خاص وجوہات تھیں کہ شروع میں آپ کے لیے مالی لحاظ سے انتظام نہیں تھا۔“

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 119 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 1205 پر)

لیجے مرزا بشیر احمد نے ایک نئی توجیہ بیان کر ڈالی ہے، چونکہ مرزا قادیانی مالی لحاظ سے استطاعت نہ رکھتا تھا، اس لیے حج ادا نہ کیا۔ یہ بات بھی بالکل بے بنیاد اور جھوٹ پر مبنی ہے۔ اگر مرزا قادیانی کی مالی حیثیت ایسی نہ تھی تو وہ اپنی کتاب ”براہین احمدیہ“ میں مخالفین کو 10 ہزار روپے کا چیلنج کہاں سے دے رہا تھا؟ اپنے آپ کو رئیس قادیان کیسے لکھتا رہا؟ اگر وہ کھلا تھا تو اسلام کے نام پر مخالفین کو دس ہزار روپے کا چیلنج دینا اور خود کو رئیس قادیان لکھنا کیا ایک دھوکے باز کی نشانی نہیں ہے؟ مرزا قادیانی نے اپنی آمدن کے بارے میں اعتراف کرتے ہوئے لکھا:

آمدن

(403) ”ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار ہمارے والد صاحب کی محض ایک مختصر آمدنی پر منحصر تھا اور بیرونی لوگوں میں سے ایک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا اور میں ایک گناہ انسان تھا جو قادیان جیسے دیران گاؤں میں زاویہ گمنا میں پڑا ہوا تھا۔ پھر بعد اس کے خدا نے اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دنیا کو میری طرف رجوع دے دیا اور ایسی متواتر فتوحات سے مالی مدد کی کہ جس کا شکریہ بیان کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں۔ مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپیہ ماہوار بھی آئیں گے مگر خدا تعالیٰ جو غریبوں کو خاک میں سے اٹھاتا اور متکبروں کو خاک میں ملاتا ہے، اسی نے ایسی میری دہگیری کی کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے اور شاید اس سے زیادہ ہو اور اس آمدنی کو اس سے خیال کر لینا چاہیے کہ سالہا سال سے صرف لنگر خانہ کا ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار تک خرچ ہو جاتا

ہے یعنی اوسط کے حساب سے اور دوسری شاخیں مصارف کی یعنی مدرسہ وغیرہ اور کتابوں کی چھپوائی اس سے الگ ہے۔ پس دیکھنا چاہیے کہ یہ پیشگوئی یعنی ایس اللہ بکاف عبدہ کس صفائی اور قوت اور شان سے پوری ہوئی۔ کیا یہ کسی مفتری کا کام ہے یا شیطانی وساوس ہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ اس خدا کا کام ہے جس کے ہاتھ میں عزت اور ذلت اور ادبار اور اقبال ہے۔ اگر میرے اس بیان کا اعتبار نہ ہو تو میں برس کی ڈاک کے سرکاری رجسٹروں کو دیکھوتا معلوم ہو کہ کس قدر آمدنی کا دروازہ اس تمام مدت میں کھولا گیا ہے حالانکہ یہ آمدنی صرف ڈاک کے ذریعہ تک محدود نہیں رہی۔ بلکہ ہزار ہا روپیہ کی آمدنی اس طرح ہی ہوتی ہے کہ لوگ خود قادیان میں آ کر دیتے ہیں اور نیز ایسی آمدنی جو لفافوں میں نوٹ بھیجے جاتے ہیں۔۔۔۔۔ اگر چہ منی آرڈروں کے ذریعہ ہزار ہا روپے آچکے ہیں۔ مگر اس سے زیادہ وہ ہیں جو خود مخلص لوگوں نے آ کر دیے اور جو خطوط کے اندر نوٹ آئے اور بعض مخلصوں نے نوٹ یا سونا اس طرح بھیجا جو اپنا نام بھی ظاہر نہیں کیا اور مجھے اب تک معلوم نہیں کہ ان کے نام کیا کیا ہیں۔“ (حاشیہ)

(حقیقت الوحی صفحہ 211، 212 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 220، 221 از مرزا قادیانی)

[View Proof](#)

(عکس صفحہ نمبر 1206، 1207 پر)

اس زمانہ میں ایک روپے کا 16 کلو گوشت ملتا تھا۔ قارئین کرام اس حساب سے خود اندازہ لگالیں کہ مرزا قادیانی کے پاس کس قدر روپیہ تھا۔ ایک موقع پر مرزا قادیانی پر پھر اعتراض وارد ہوا کہ آپ حج کے لیے کیوں نہیں جاتے؟ تو اس نے کہا کہ مجھے جان کا خطرہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ موقع پر لوگ مجھے قتل کر دیں۔ لہذا جان بچانی فرض ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

ہم بزدل نہیں ہیں

(404) ”اور ہم ایسے نہیں ہیں کہ کوئی موت ہمیں خدا کی راہ سے ہٹا دے اور اگرچہ خدا کی راہ میں ہم مجروح ہو جائیں یا ذبح کیے جائیں۔“

(مراہین احمدیہ حصہ ہفتم (ضمیمہ) صفحہ 153 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 321 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1208 پر)

[View Proof](#)

اے مرزا، تو خدا کا پہلوان ہے

(405) ”جری اللہ فی حلل الانبیاء۔

ترجمہ: اے مرزا تو خدا کا پہلوان ہے نبیوں کے لباس میں۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 239 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1209 پر)

View Proof

اے مرزا، تو مت ڈر

(406) ”لا تخف انک ان الاعلیٰ ینصرک اللہ فی موطن۔

ترجمہ: اے مرزا تو مت ڈر تو ہی غالب رہے گا۔ خدا ہر ایک میدان میں تیری مدد کرے گا۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 297 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1210 پر)

View Proof

خدا تجھے بچائے گا

علاوہ ازیں مرزا قادیانی کو الہام ہو چکا تھا۔

(407) ”واللہ یعصمک من الناس“

ترجمہ: ”اور خدا تجھ کو لوگوں کے شر سے بچائے گا۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 236 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1211 پر)

View Proof

ہم تیرے محافظ رہیں گے

(408) ”خدا فرماتا ہے کہ لوگ تیرے ہلاک اور تباہ کرنے کے لئے کوشش کریں گے مگر ہم

تیرے محافظ رہیں گے۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 57 مندرجہ روحانی خزائن، جلد 21، صفحہ 73، از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1212 پر)

مرزا قادیانی کو اگر اپنے مذکورہ الہامات پر یقین ہوتا تو وہ فوراً حج ادا کرنے مکہ مکرمہ

روانہ ہو جاتا مگر..... اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

View Proof

آخر میں مرزا قادیانی نے حج پر نہ جانے کی وجہ خود اپنی زبانی بیان کی ہے:

دجال مکہ مدینہ میں داخل نہ ہوگا

(409) ”آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ دجال کافر ہوگا اور میں مسلمان ہوں اور فرمایا تھا کہ دجال مدینہ اور مکہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 211 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 211 از مرزا قادیانی)

(نکس صفحہ نمبر 1213 پر) **View Proof**

مرزا قادیانی نے اپنے حج پر نہ جانے کی وجوہات بیان کرتے ہوئے اپنے آپ کو مختلف تادیلات، بے بنیاد دلائل اور کسمان حق کے ذریعے مثیل دجال ثابت کر دیا ہے، اس لیے کہ وہ بھی مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہو سکا۔

واقعہ مشہور ہے کہ ایک دفعہ ایک قادیانی مبلغ سکھوں کے جلسے میں جادھمکا۔ وہاں سے وہ ایک سکھ کے سوال سے ایسا لا جواب ہوا کہ سوائے شرمندگی کے کچھ بن نہ آیا۔ سکھوں کے جلسے کا عنوان تھا کہ گورو نانک جی مہاراج کا مذہب کیا تھا؟ قادیانی مبلغ نے کہا کہ وہ مسلمان تھے۔ دلیل یہ دی کہ سکھوں کی مشہور روایت ہے کہ گورو نانک نے مکہ شریف کا سفر کیا۔ اگر وہ مسلمان نہیں تھے تو مکہ شریف میں کیوں گئے؟ سکھ مقرر نے کہا کہ یہ مسلمان ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ کسی جگہ کا سفر اور بات ہے اور اس جگہ کے رہنے والوں کا ہم مذہب ہونا اور بات ہے۔ درمیان میں سے ایک سکھ بول اٹھا کہ اچھا اگر مکہ شریف میں جانا مسلمان ہونے کی دلیل ہے تو تمہارا مرزا تو حج کرنے نہیں گیا وہ پھر کافر ہوا۔ اس پر قبچہہ مچا اور مرزا کی مبلغ خاموش ہو گیا اور وہاں سے بہت بری طرح واپس ہوا۔ لیکن یاد رکھیے! مرزا کی اور ڈھٹائی دو مترادف الفاظ ہیں۔



حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام پر ایک زبردست دلیل

قادیانیت کی پوری عمارت ”وفاتِ مسیح“ کے عقیدہ پر کھڑی ہے۔ ہر قادیانی جسے شاید استنجا کرنا بھی نہ آتا ہو، وفاتِ مسیح پر اسے رٹی رٹائی مخصوص باتیں اچھی طرح یاد ہوتی ہیں۔ قادیانی مبلغین، مناظروں اور مباحثوں میں قرآن مجید کی کئی آیات کی معنوی تحریف کر کے اپنی تاویلات کے ذریعے طحانہ سوالات کرتے ہیں جس سے کم علم لوگ جلد متاثر ہو جاتے ہیں۔ مثلاً یہ سوال کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں تو وہاں کیا کھاتے پیتے ہوں گے، بول و براز کہاں کرتے ہوں گے، نماز اور زکوٰۃ کیسے ادا کرتے ہوں گے، وغیرہ وغیرہ۔ علماء و فقہاء نے ان اعتراضات کے نہایت علمی اور تسلی بخش جوابات دیئے ہیں۔ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ قادیانیوں کے نزدیک تمام انبیاء و رسل فوت ہو چکے ہیں، ان میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہیں ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ بہت کم قادیانیوں کو یہ معلوم ہوگا کہ آنجنابی مرزا قادیانی کے نزدیک حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ قادیانیوں سے کہا جاسکتا ہے کہ جس طرح آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، اسی طرح آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ جو اعتراضات یا سوالات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے پر کیے جاتے ہیں، وہی سوالات قادیانیوں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات پر کیے جاسکتے ہیں۔ اس پر بڑے بڑے قادیانی مبلغین کی بولتی بند ہو جاتی ہے۔ آئیے! ملاحظہ کریں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں

(410) ”یہ وہی موسیٰ علیہ السلام مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ

ہے، اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لادیں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مُردوں میں سے نہیں۔“

(نور الحق صفحہ 50 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 68، 69 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1214، 1215 پر)

View Proof

(411) ”اعیسیٰ حیّ ومات المصطفیٰ؟ تلک اذا تسمۃ ضیّی! اعدلوا هو اقرب للتقویٰ. واذا ثبت ان الانبیاء کلہم احیا فی السموات، فای خصوصیۃ ثابتۃ لحیۃ المسیح، اهو یا کلّ و یشرّب و ہم لا یا کلون ولا یشرّبون؟ بل حیۃ کلیم اللہ ثابت بنص القرآن الکریم. ألا تقرء فی القرآن ما قال اللہ تعالیٰ و عزوجل: فلا تکن فی مریۃ من لقائہ؟ وانت تعلم ان ہذہ الآیۃ نزلت فی موسیٰ فہی دلیل صریح علی حیات موسیٰ علیہ السلام. لانہ لقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والاموات لا یتلھون الاحیاء، ولا تجد مثل ہذہ الآیات فی شان عیسیٰ علیہ السلام.“

”کیا عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور مصطفیٰ ﷺ فوت ہو گئے؟ یہ تو نامعقول تقسیم ہے۔ انصاف کرو۔ وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ تمام انبیاء آسمانوں میں زندہ ہیں تو پھر حیات مسیح کی کوئی خصوصیت ثابت ہوتی ہے۔ کیا وہ وہاں کھانا پیتا ہے اور دوسرے انبیاء کھاتے پیتے نہیں بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ کا زندہ ہونا قرآن کریم سے ثابت ہے۔ کیا تو قرآن کریم میں نہیں پڑھتا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلا تکن فی مریۃ من لقائہ (الجمہ: 23) تو اس کی ملاقات کے بارے میں شک نہ کرو اور تو جانتا ہے کہ یہ آیت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور یہ آپ کی حیات پر واضح دلیل ہے کیونکہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی اور مُردے زندوں سے نہیں ملتے۔ اور تو ایسی آیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں نہیں پائے گا۔“

(حماتہ البشری صفحہ 35 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 221 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1216 پر)

View Proof

یہاں مرزا قادیانی کس وضاحت اور اصرار سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کو جزو ایمان قرار دے رہا ہے اور اس کی صداقت میں قرآن کریم کو گواہ بنا رہا ہے اور صاف لفظوں میں تاکیداً کہہ رہا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔ وہ نہیں مرے۔

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

اب سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ماننا کفر ہے تو کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زندہ ماننا کفر نہیں۔ حالانکہ خود اپنی 52 سالہ زندگی تک زندہ ماننا چلا آیا ہے۔ اور جو اعتراضات حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آئے دن قادیانی اپنی تقریروں اور تحریروں میں کرتے رہتے ہیں اور جو مرزا قادیانی نے اپنی تالیفات میں درج کیے ہیں کہ وہ کیا کھاتے، کیا پیتے، کہاں سوتے اور کیا کیا کرتے ہیں؟ کیا یہی ان تمام کا جواب صحیح نہیں کہ جو کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی سے وابستہ ہے۔ وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے سمجھو اور کیا فرقان حمید کی کسی ایک آیت سے کوئی قادیانی ہمیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی بتا سکتا ہے؟ ہمارے خیال میں مرزا قادیانی سے یہ غلطی ہوئی کہ بجائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سہواً حضرت موسیٰ علیہ السلام لکھ دیا۔ بہر حال جس کو امت مرزا عیسیٰ علیہ السلام سمجھتی ہے، اسی کو مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام تصور کرتے ہیں اور وہی مسیح موعود ہے اور اسی کے لیے حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ کی قسم اٹھاتے ہوئے ان کی آمد کا وعدہ دیا ہے اور جس پر دنیا کے ڈیڑھ ارب انسانوں کا ایمان ہے۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام کے ضمن میں مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ یہ امر قانون قدرت کے خلاف ہے اور ایسے واقعہ کو عقل حلیم نہیں کرتی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحسدِ عصری آسمان پر تشریف لے جائیں، دراصل یہ کم علمی اور جہالت کے واسطے ہیں۔ ورنہ کلام مجید میں ایسے بیسوں واقعات موجود ہیں جو ہمارے عقل و فکر میں نہیں آتے مثلاً حضرت عزیر علیہ السلام کا سو سال کے بعد زندہ ہونا، اصحاب کہف کا تین سو برس تک سونا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پرندوں کو ذبح کرنے کے بعد زندہ ہوتے دیکھنا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردے زندہ کرنا، شق القمر کا رسول اکرم ﷺ کے لیے گواہی دینا، وغیرہ وغیرہ۔

قانون قدرت مخلوق کے لیے ہے نہ کہ خالق کے لیے۔ اس کی پیروی ہمارے لیے ہے نہ کہ خلاق کائنات کے لیے۔ ہاں یہ صحیح اور درست ہے کہ ہم اس کو نہیں توڑ سکتے۔ ہماری

تدبیریں اس کو نہیں بدل سکتیں۔ مگر وہ ذات کردگار جس نے اس کو پیدا کیا، وہ موجد اعلیٰ جس نے ان کو ایجاد کیا، بدل بھی سکتا ہے اور توڑ بھی سکتا۔ وہ ان کا مطیع و فرمانبردار نہیں اور یہی خالق اور مخلوق میں فرق ہے۔ وہ جہاں لا تبدیل لکلمات اللہ فرماتا ہے، وہاں واللہ علی کل شیء قدیر کا بھی حکم دیتا ہے۔ خدا کے قانون کو عاجز مخلوق کی کیا طاقت ہے کہ توڑ سکے یا بدل سکے۔ ہاں وہ جب چاہے اپنی مشیت سے ایسا کرنے پر قادر ہے۔ يفعل ما يشاء یعنی کرتا ہے جو چاہتا ہے اور لطف یہ ہے کہ خود آنجسانی مرزا قادیانی بھی اس پر صاد کرتا ہے اور طرفہ یہ کہ مثالیں دے دے کہ قانون قدرت کو انسانی ہاتھوں سے توڑنا اور پھر خود ہی معترض ہوتا ہے۔ قارئین کرام کی ضیافت طبع کے لیے ذیل میں ہم چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ کیجیے۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

دودھ دینے والا بکرا

(412) ”تھوڑا عرصہ گزرا ہے کہ مظفر گڑھ میں ایک ایسا بکرا پیدا ہوا کہ جو بکریوں کی طرح دودھ دیتا تھا۔ جب اس کا شہر میں بہت چرچا پھیلنا تو میکالف صاحب ڈپٹی کمشنر مظفر گڑھ کو بھی اطلاع ہوئی تو انھوں نے یہ ایک عجیب امر قانون قدرت کے برخلاف سمجھ کر وہ بکرا اپنے زور و منگوایا۔ چنانچہ وہ بکرا جب ان کے زور و دوہا گیا تو شاید قریب ڈیڑھ سیر دودھ کے اس نے دیا اور پھر وہ بکرا بحکم صاحب ڈپٹی کمشنر عجائب خانہ لاہور میں بھیجا گیا۔ تب ایک شاعر نے اس پر ایک شعر بھی بنایا اور وہ یہ ہے۔

مظفر گڑھ جہاں پر ہے مکالف صاحب عالی

یہاں تک فعل باری ہے کہ بکرا دودھ دیتا ہے

اس کے بعد تین معتبر اور ثقہ اور معزز آدمی نے میرے پاس بیان کیا کہ ہم نے پچشم خود چند مردوں کو عورتوں کی طرح دودھ دیتے دیکھا ہے بلکہ ایک نے ان میں سے کہا کہ امیر علی نام ایک سید کا لڑکا ہمارے گاؤں میں اپنے باپ کے دودھ سے ہی پرورش پایا تھا کیونکہ اس کی ماں مر گئی تھی۔ ایسا ہی بعض لوگوں کا تجربہ ہے کہ کبھی ریشم کے کیڑے کی مادہ بے زر کے اٹھ دے دیتی ہیں اور ان میں سے بچے نکلتے ہیں۔ بعض نے یہ بھی دیکھا کہ چوہا مٹی خشک سے پیدا ہوا جس کا آدھا دھڑ تو مٹی تھی اور آدھا چوہا بن گیا۔ حکیم فاضل قرشی یا شاید علامہ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ ایک بیمار ہم نے دیکھا جس کا کان ماذف ہو کر بہرہ ہو گیا تھا پھر کان کے

نیچے ایک ناسور سا پیدا ہو گیا جو آخر وہ سوراخ سے ہو گئے اس سوراخ کی راہ سے وہ برابر سن لیتا تھا گویا خدا نے اس کے لیے دوسرا کان عطا کیا۔ ان دونوں طیبیوں میں سے ایک نے اور غالباً قرشی نے خود اپنی اڈی میں سوراخ ہو کر اور پھر اس راہ سے مدت تک برازی یعنی پاخانہ آتے رہنا تحریر کیا ہے۔“

(سرمہ چشم آریہ صفحہ 51 مندرجہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 99 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1217 پر)

[View Proof](#)

اور پھر ناممکنات پر بس نہیں بلکہ مرزا قادیانی کا اقرار موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے لیے عام قانون توڑ دیا کرتا ہے۔ چنانچہ دلچسپی کے لیے یہ بھی ملاحظہ کیجیے۔

قانون قدرت

(413) ”خدا تعالیٰ اس کی پروا نہیں کرتا لیکن جہاں کوئی بیج پڑ جاتا ہے اور دین پر اعتراض وارد ہوتا ہے، وہاں تو خدا تعالیٰ اپنا قانون بھی بدل دیتا ہے اور معجزہ نمائی کرتا ہے۔“

(لہو لحات جلد چہارم صفحہ 296، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1218 پر)

[View Proof](#)

(414) ”جب انسان اپنی بشری عادتوں کو جو اس میں اور اس کے رب میں حائل ہیں، شوقِ توصل الہی میں توڑتا ہے تو خدائے تعالیٰ بھی اپنی عام عادتوں کو اس کے لیے توڑ دیتا ہے۔ یہ توڑنا بھی عاداتِ ازلیہ میں سے ہے۔ کوئی مستحکم نہیں ہے جو موردِ اعتراض ہو سکے گویا قدیم قانونِ حضرتِ احدیت جلِ شلئے اسی طور پر چلا آتا ہے۔“

(سرمہ چشم آریہ صفحہ 57، 58 مندرجہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 105، 106 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1219، 1220 پر)

[View Proof](#)

مرزا قادیانی مزید لکھتا ہے:

(415) ”خوارقِ کی کل جس سے عجائباتِ قدرتیہ حرکت میں آتی ہیں، انسان کی تبدیل یافتہ روح ہے اور وہ سچی تبدیلی یہاں تک آثارِ نمایاں دکھاتی ہے کہ بعض اوقات ایک ایسے طور سے شورِ محبتِ دل میں استیلا پکڑتا ہے اور عشقِ الہی کے بڑے جذبہات اور صدق اور یقین کی

سخت کششیں ایسے مقام پر انسان کو پہنچا دیتی ہیں کہ اُس عجیب حالت میں اگر وہ آگ میں ڈالا جائے تو آگ اس پر کچھ اثر نہیں کر سکتی۔ اگر وہ شیروں اور بھیڑیوں اور درویشوں کے آگے پھینک دیا جائے تو وہ اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔“

(سرمہ چشم آریہ صفحہ 58 مندرجہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 106 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1221 پر)

View Proof

قارئین کرام! آپ نے آنجہانی مرزا قادیانی کے دو مسلمہ اصول ملاحظہ فرمائے اور اس سے قبل دو تین عملی مثالیں بھی ملاحظہ کیں۔ اس میں کوئی مشکل یا الجھن نہیں ہے بلکہ مطلب نہایت صاف صاف اور واضح ہے۔ اب اسی اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے مرزا قادیانی کی عملی تصویر قاتل اور حال کو دیکھیے وہ تمام معجزات جو انبیاء علیہ السلام کو تفویض ہوئے مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ کہ چار جانوروں کو ذبح کرنے کے بعد اطمینان قلب کے لیے ان کا زعمہ ہونا اور دیکھنا، حضرت عزیر علیہ السلام اور ان کے گدھے کا واقعہ وغیرہ وغیرہ۔ کسی ایک معجزہ کو قادیانی صرف اس لیے قبول نہیں کرتے کہ سنت اللہ نہیں اور کہتے ہیں اللہ تعالیٰ قادر تو ہے لیکن وہ اپنے قوانین کو نہیں بدلتا۔

ہم قادیانیوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا بکرے کا دودھ دینا اور مرد کی چھاتی سے مہینوں دودھ کا بہنا اور آگ کی حرارت کا مفقود ہونا اور وحشی درندوں کا وحشت کو بھول جانا کس طرح اور کس لیے اب جائز قرار دیا گیا؟ آخر یہ کیا ہے؟ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر بحسد عصری جانا صرف اسی ایک دلیل کی بنا پر قبول نہیں کیا کہ کرہ زہریر و آتھمین سے گزرنا محال ہی نہیں، غیر ممکن ہے اور یہ سنت اللہ کے منافی ہے اور صرف اسی اصول کو برقرار رکھنے کے لیے مریم علیہا السلام پر بہتان تراشے اور نامہ اعمال کو سیاہ کیا کہ وہ یوسف نجار کے بیٹے تھے کیونکہ یہ بھی سنت اللہ کے برخلاف ہے کہ بلامرد کے چھوئے عورت استقرار حمل پائے جبکہ خود وہ اقرار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے لیے عام قانون توڑ دیا کرتا ہے۔

چولہ آسمان سے نازل ہوا

(416) ”بعض لوگ انگد کے جنم ساکھی کے اس بیان پر تعجب کریں گے کہ یہ چولہ آسمان

سے نازل ہوا ہے اور خدا نے اس کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی بے انتہا قدرتوں پر نظر کر کے کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ اس کی قدرتوں کی کسی نے حد بست نہیں کی۔ کون انسان کہہ سکتا ہے کہ خدا کی قدرتیں صرف اتنی ہی ہیں، اس سے آگے نہیں۔ ایسے کمزور اور تاریک ایمان تو ان لوگوں کے ہیں جو آج کل نجری یا برہمہ کے نام سے موسوم ہیں۔“

(ست پہن صفحہ 37 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 157 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1222 پر) [View Proof](#)

گورونانک کے چولہ کی فرضی تصویر

(417) سکھوں کے مذہبی پیشوا گورونانک کے اس چولہ کی تصویر ملاحظہ کریں جس کے متعلق مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ یہ چولہ آسمان سے نازل ہوا ہے۔ اس سے پہلے مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ خدا نے اس کا نام ”امین الملک بے سنگھ بہادر“ رکھا ہے۔ پھر دعویٰ کیا کہ ”میں کرشن ہوں“، ”میں آریوں کا بادشاہ ہوں“، میں کرشن جی روڈر گوپال ہوں۔“ دیکھیے! سکھوں کے قابو کرنے کے لئے مرزا قادیانی نے کیا کیا پاڑے بیٹے؟

(ست پہن صفحہ 52 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 172، از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1223 پر) [View Proof](#)

مقام حرمت ہے کہ گورونانک کے چولہ کا آسمان سے اترتا تو مرزا قادیانی کے نزدیک درست ہے اور اس کو آگ نہیں جلاتی۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے آنے یا جانے سے کرہ ناریہ مانع ہے؟

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ اس نے عین حالات بیداری میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کئی ملاقاتیں کیں، ان سے باتیں کیں اور ان کا حال دریافت کیا۔ ملاحظہ کیجیے!

حالت بیداری میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات

(418) ”خدا کی عجیب باتوں میں سے جو مجھے ملی ہیں، ایک یہ بھی ہے جو میں نے عین بیداری میں جو کشفی بیداری کہلاتی ہے، یسوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے اور اس سے

باتیں کر کے اس کے اصل دعویٰ اور تعلیم کا حال دریافت کیا ہے۔“
 (تذکرہ مجموعہ دینی والہامات صفحہ 206 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1224 پر)
 7 اپریل 1908ء کو عیسائیوں کا ایک وفد مرزا قادیانی سے ملاقات کے لیے قادیان
 آیا اور انہوں نے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر مرزا قادیانی سے چند سوالات کیے،
 جس کے مرزا قادیانی نے جوابات دیے۔ ملاحظہ کیجیے۔

(419) ”سوال: مسیح کو آپ نے کس طور سے دیکھا ہے۔ آیا جسمانی رنگ میں دیکھا ہے؟
 جواب: فرمایا کہ

ہاں جسمانی رنگ میں اور عین حالت بیداری میں دیکھا ہے۔
 سوال: ہم نے بھی مسیح کو دیکھا ہے اور دیکھتے ہیں مگر وہ روحانی رنگ میں ہے۔ کیا
 آپ نے بھی اسی طرح دیکھا ہے جس طرح ہم دیکھتے ہیں۔
 جواب: نہیں ہم نے ان کو جسمانی رنگ میں دیکھا ہے اور بیداری میں دیکھا ہے۔“
 (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 521 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1225 پر)

بلا عنوان؟؟؟

(420) ”بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب نے
 1884ء میں ارادہ فرمایا تھا کہ قادیان سے باہر جا کر کہیں چلہ کشی فرمائیں گے اور ہندوستان کی
 سیر بھی کریں گے۔ چنانچہ آپ نے ارادہ فرمایا کہ سو جان پور ضلع گورداسپور میں جا کر خلوت
 میں رہیں اور اس کے متعلق حضور نے ایک اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا پوسٹ کارڈ بھی مجھے روانہ
 فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے بھی اس سفر اور ہندوستان کے سفر میں حضور ساتھ رکھیں۔ حضور
 نے منظور فرمایا۔ مگر پھر حضور کو سفر سو جان پور کے متعلق الہام ہوا کہ تمہاری عقدہ کشائی ہوشیار
 پور میں ہوگی۔ چنانچہ آپ نے سو جان پور جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور ہوشیار پور جانے کا
 ارادہ کر لیا۔..... جب دو مہینے کی مدت پوری ہو گئی تو حضرت صاحب واپس اسی راستہ
 سے قادیان روانہ ہوئے۔ ہوشیار پور سے پانچ چھ میل کے فاصلہ پر ایک بزرگ کی قبر ہے
 جہاں کچھ باغیچہ سالگا ہوا تھا۔ وہاں پہنچ کر حضور تھوڑی دیر کے لئے پہلی سے اتر آئے اور فرمایا

یہ عمدہ سایہ دار جگہ ہے۔ یہاں تھوڑی دیر ٹھہر جاتے ہیں۔ اس کے بعد حضور قبر کی طرف تشریف لے گئے۔ میں بھی پیچھے پیچھے ساتھ ہو گیا۔ اور شیخ حامد علی اور فتح خان بھلی کے پاس رہے۔ آپ مقبرہ پر پہنچ کر اس کا دروازہ کھول کر اندر گئے اور قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور تھوڑی دیر تک دعا فرماتے رہے، پھر واپس آئے اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا ”جب میں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو جس بزرگ کی یہ قبر ہے، وہ قبر سے نکل کر دو زانو ہو کر میرے سامنے بیٹھ گئے اور اگر آپ ساتھ نہ ہوتے تو میں ان سے باتیں بھی کر لیتا۔ ان کی آنکھیں موٹی موٹی ہیں اور رنگ سانولا ہے، پھر کہا کہ دیکھو اگر یہاں کوئی مجاور ہے تو اس سے ان کے حالات پوچھیں۔ چنانچہ حضور نے مجاور سے دریافت کیا۔ اس نے کہا، میں نے ان کو خود نہیں دیکھا کیونکہ ان کی وفات کو قریباً ایک سو سال گزر گیا ہے۔ ہاں اپنے باپ یا دادا سے سنا ہے کہ یہ اس علاقہ کے بڑے بزرگ تھے۔ اور اس علاقہ میں ان کا بہت اثر تھا۔“

(سیرت الہدی جلد اول صفحہ 69، 71 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 1226، 1227 پر)

[View Proof](#)

دہریہ اور فلسفی لوگ

(421) ”پھر مسیح کے بارہ میں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ کیا طبعی اور فلسفی لوگ اس خیال پر نہیں ہنسیں گے کہ جبکہ تیس یا چالیس ہزار فٹ تک زمین سے اوپر کی طرف جانا موت کا موجب ہے تو حضرت مسیح اس جسم معصومی کے ساتھ آسمان تک کیونکر پہنچ گئے اور کیا یہ مخالفوں کے لیے ہنسنے کی جگہ نہیں ہوگی۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 147 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 174، 175 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1228، 1229 پر)

[View Proof](#)

فرقہ ضالہ نیچریہ

(422) ”پس میرا مذہب ”فرقہ ضالہ نیچریہ“ کی طرح یہ نہیں ہے کہ میں عقل کو مقدم رکھ کر قال اللہ اور قال الرسول پر کچھ نکتہ چینی کروں۔ ایسے نکتہ چینی کرنے والوں کو طعہ اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“

(الحق، بحث لدھیانہ صفحہ 30 مندرجہ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 28 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 1230 پر)

[View Proof](#)



شہرتِ حاضر و ہستی!



فتنہ قادیانیت نے جن مغالطوں میں مسلمانوں کو جلا کیا اور جو ذہنی انتشار امت میں پیدا کیا ہے، ان میں ایک مغالطہ یہ ہے کہ اس نے مسلمانوں کو نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے بجائے حیاتِ مسیح علیہ السلام کے مسئلے میں الجھائے رکھا۔

اصل مسئلہ یہ نہیں تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور یو جو عصری آسمانوں میں مکین ہیں۔ یہ تو ایک ضمنی بات تھی اور اپنی جگہ مبنی برحق کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور اس باب میں کوئی بھی ہوشمند اور ایمان و یقین کی نعمت سے مالا مال مسلمان شک و شبہ میں مبتلا نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ کسی ذی روح کو یا کسی انسان کو آسمانوں تک اٹھالے جانے کی قدرت نہیں رکھتے یا کسی شخص کو دس بیس ہزار سال یا اس سے بھی زیادہ زندہ رکھنے پر قادر نہیں۔ خدا تعالیٰ کی صفت احیا (زندہ کرنے اور زندہ رکھنے کی) بغیر کسی حد و قید کے ہے اور اس پر پوری امت متحد رہی ہے۔

جس بات کو قرآن و سنت نے اہمیت دی، وہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے، یعنی یہ کہ وہی عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام جو خاتم النبیین ﷺ کی بعثت سے تقریباً 570 برس پہلے مریم صدیقہ کے ہاں بغیر باپ کے محض قدرتِ الہیہ سے پیدا ہوئے اور جنہیں خدائے ذوالجلال نے یہودنا مسعود کی شرارتوں سے محفوظ رکھا اور صلیب دیے جانے سے بچا کر اپنی جانب اٹھا لیا۔ وہی عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام، خاتم النبیین ﷺ کے زمانہ نبوت میں دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے اور حضور اکرم ﷺ کے ایک خلیفہ و نائب کی حیثیت سے حضور پر نور ﷺ کے دین کے مناد ہوں گے۔ وہ خود ہی ہوں گے، نہ کہ ان کے کوئی مٹیل و مشابہ۔

یہ ہے وہ مسئلہ جس کی اہمیت تھی اور ہے اور یہ مسئلہ اس قدر اہم ہے کہ حضور سرورِ کونین ﷺ نے اسے بار بار سلیس اور واضح انداز میں فرمایا اور امت کو اس پر توجہ مرکوز رکھنے کی تلقین فرمائی۔ قادیانیوں سے گھٹگو کے دوران، اس مسئلے کی صحیح نوعیت کو ملحوظ رکھنا از بس ضروری ہے۔

(1) قادیانی حیات عیسیٰ علیہ السلام پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیت وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ (مائدہ: 117) ترجمہ: ”میں ان کی نگہبانی کرتا رہا۔ جب تک ان کے درمیان موجود رہا۔ پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا تو تو ان کا نگہبان اور رکھوالا تھا“، کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں یعنی ”اس آیت میں صریح طور پر بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ، عیسائیوں کے بگڑنے سے لاعلمی ظاہر کریں گے اور کہیں گے کہ مجھے تو ان کے حالات کی اس وقت تک خبر ہے جب تک میں ان میں تھا، اور وفات کے بعد کی خبر نہیں۔“

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قوم کے بگاڑ کا علم ہونے یا نہ ہونے کی بات ہی زیر بحث نہیں کہ وہ یہ جواب دیتے کہ مجھے علم نہیں، جو بات زیر بحث ہے کہ کیا تم نے ان لوگوں سے کہا کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بتالینا؟ اس کے جواب میں وہ عرض کریں گے کہ تو بہ! تو بہ! میری کیا مجال کہ میں ان سے ایسی بات کہتا، میں نے تو ان کو توحید کی تعلیم دی تھی، اور جب تک ان میں رہا، ان کے عقیدہ توحید کی پوری پوری نگرانی کرتا رہا، یہ میرے اٹھائے جانے کے بعد بگڑے ہیں، جس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں بلکہ خود انہی پر عائد ہوتی ہے۔

یہ آیت یا اس سلسلہ میں پیش کی جانے والی دوسری آیات جن کو مرزا قادیانی یا قادیانی مبلغ، وفات مسیح کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں، چودھویں صدی میں نازل نہیں ہوئیں، پہلے بھی وہ قرآن مجید میں موجود تھیں اور گزشتہ تیرہ چودہ صدیوں کے اکابرین امت ﷺ اور مجددین ملت کی نظر سے وہ اوجھل نہیں تھیں، اور سب سے بڑی بات کہ حضور نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام رضی اللہ عنہم اور تمام صدیوں کے اکابرین امت ﷺ ان آیات کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے اور دوبارہ تشریف لانے کا عقیدہ رکھتے تھے، خود مرزا قادیانی لکھتا ہے:

□ ”مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے، جس کو سب

نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے، اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں، کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی، تو اتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے، انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 557 طبع اول، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 400 از مرزا قادیانی)

یہ بات عقلاً و شرعاً ناممکن اور محال ہے کہ قرآن کریم کی آیات کا مطلب (نعوذ باللہ) نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھا ہو، نہ تابعین عظام رضی اللہ عنہم نے، نہ 14 صدیوں کے اکابر امت اور مجددین ملت نے۔ پس اگر ان آیات کا وہی مطلب ہوتا جو قادیانی بیان کرتے ہیں تو مرزا قادیانی کو وفات مسیح کے عقیدے کا اعلان کرنے کی ضرورت نہ تھی، بلکہ یہ عقیدہ روزِ اوّل سے امت میں متواتر چلا آنا چاہیے تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں، وہ دوبارہ نہیں آئیں گے۔ لیکن اس کے برعکس ہم یہ دیکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ سے لے کر آج تک، تمام اکابرین امت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے اور دوبارہ آنے کا عقیدہ رکھتے چلے آ رہے ہیں اور اس عقیدہ کی حقانیت قرآن کریم کی آیات بینات اور احادیث متواترہ سے ثابت کرتے آئے ہیں۔ تفسیر، حدیث اور عقائد کی تمام کتابوں میں اس عقیدے کو جلی عنوان سے ذکر کیا گیا ہے، اب انصاف کیجیے کہ (نعوذ باللہ) صحابہ کرامؓ سے لے کر تمام اکابر امت کا عقیدہ تو غلط ہو اور قرآن کریم کی آیات بینات کا مطلب نہ سمجھیں اور مرزا قادیانی کا عقیدہ جو نیچریوں کی تقلید میں اپنایا گیا، وہ صحیح ہو اور قادیانی قرآن کریم کی ان آیات کا مطلب سمجھ جائیں، کیا کسی کی عقل میں یہ بات آ سکتی ہے؟ اس نکتہ کو سامنے رکھ کر قادیانی خود اپنے ضمیر سے فیصلہ لیں کہ ”براہین احمدیہ“ میں مرزا قادیانی نے صحیح عقیدہ لکھا تھا، بعد میں وہ پٹری سے کیوں اتر گیا؟

آیت کریمہ ”فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي“ وفات مسیح کو ثابت نہیں کرتی بلکہ خود قادیانی عقیدے کی جڑ کو کاٹتی ہے، کیونکہ اس آیت میں حضرت مسیح علیہ السلام کی دو حالتیں ذکر کی گئی ہیں، پہلی قوم کے درمیان موجود رہنے کی، جس کو ”وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا فُتِنْتُ فِيهِمْ“ میں ذکر فرمایا گیا ہے، اور دوسری اس کے بالعقل قوم کے درمیان غیر موجودگی کی، جس کو ”تَوَفَّيْتَنِي“ میں ذکر کیا گیا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام بارگاہِ خداوندی میں عرض کر رہے ہیں کہ میں جب تک ان کے درمیان موجود رہا، تب تک ان کے احوال پر مطلع رہا، اور ان کی

مکرمانی کرتا رہا کہ کوئی غلط عقیدہ نہ اپنالیں، پھر جب میرے ان کے درمیان قیام کی مدت پوری ہو گئی اور آپ نے ان کے درمیان سے مجھے اٹھالیا تو اس کے بعد آپ ہی ان کے نگہبان تھے، اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا، نہ اس کی کوئی ذمہ داری مجھ پر عائد ہوتی ہے۔ مفسرین حضرات یہاں تونی کی تفسیر رفع آسمانی سے کرتے ہیں، اور اس تفسیر کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اپنی قوم کے درمیان رہنے اور پھر ان کے اٹھائے جانے کی دو حالتوں کے درمیان قتال، بالکل واضح ہے، یعنی جب تک نہیں اٹھائے گئے، اس وقت تک قوم کے درمیان تھے، اور جب ان کو اٹھالیا گیا تو قوم کے درمیان نہیں رہے۔ لیکن مرزا قادیانی یہاں تونی کے معنی موت کے کرتا ہے، اور اسی کے ساتھ اس کا بھی قائل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دی گئی، وہ صلیب پر ”مُتَلَفَعَتٌ“ ہو گئے، تو تین دن تک ایک قبر نما حجرے یا حجرہ نما قبر میں ان کے زخموں کا علاج کیا گیا، اور پھر وہ بھاگ کر کشمیر چلے آئے، یہاں 70، 80 سال زندہ رہنے کے بعد ان کا انتقال ہو گیا، گویا مرزا قادیانی کے بقول عیسیٰ علیہ السلام کی تین حالتیں تھیں، ایک قوم کے درمیان قیام پذیر رہنے کی، دوسری کشمیر کی طرف ہجرت کر کے ایک عرصہ تک زندہ رہنے کی اور تیسری موت کی۔ مرزا کی اس تقریر کے مطابق ان دونوں حالتوں میں جو قرآن کریم میں ذکر کی گئی ہیں، کوئی قتال نہیں رہتا، مرزا قادیانی کے عقیدے کے مطابق تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ فرمانا چاہیے تھا کہ میں جب تک ان کے درمیان موجود رہا ان پر گواہ رہا، پھر میں نے کشمیر کی طرف ہجرت کی تو آپ ان کے نگہبان تھے، الغرض ”فَلَمَّا تَوَلَّيْتُمْ“ کے معنی یہ ہیں کہ جب تو نے مجھے اپنی تحویل میں لے کر آسمان پر اٹھالیا تو آپ ہی نگہبان تھے، کوئی سی تفسیر اٹھا کر دیکھ لیجیے، یہی تفسیر ملے گی، اس لیے مرزا قادیانی نے آیت کا جو مفہوم بیان کیا ہے، وہ خود اس آیت کی رو سے غلط ٹھہرتا ہے۔

ایک نکتہ اور بھی ذہن نشین رکھنا چاہیے۔ وہ یہ کہ جب کسی نبی کو اپنی قوم کے درمیان سے ہجرت کر جانے کا حکم ہوتا ہے تو سنت اللہ یوں ہے کہ یا تو اس قوم کو جس نہس کر دیا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت لوطؑ اور حضرت شعیب علیہم السلام کی قوموں کے واقعات قرآن کریم میں ذکر کیے گئے ہیں، یا پھر اس نبی کو فاتحانہ شان سے قوم میں واپس لایا جاتا ہے اور قوم اس کی مطیع ہو جاتی ہے جیسا کہ ہمارے آقا پیارے رسول کریم حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ہوا کہ آپ ﷺ جس شہر سے ہجرت فرما کر گئے تھے، سات سال بعد اس میں

فاتح کی حیثیت سے واپس تشریف لائے اور پوری قوم آپ ﷺ کی مطیع ہو گئی۔ اہل اسلام کے نزدیک سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی آسمان پر تشریف آوری، ان کی ہجرت تھی، مگر ان کے تشریف لے جانے کے بعد ان کی قوم (یہود) کو عاد و نمود کی طرح ہلاک نہیں کیا گیا بلکہ ان کا معاملہ قرب قیامت تک ملتوی رکھا گیا، قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام، دجال کو قتل کرنے کے لیے، جو اس وقت یہود کا سربراہ ہوگا، واپس تشریف لائیں گے، جو لوگ آپ پر ایمان لائیں گے، وہ باقی رہ جائیں گے، باقی سب کا صفایا کر دیا جائے گا، جیسا کہ احادیث مبارکہ میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کے قول کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر کی طرف ہجرت کر گئے، وہیں فوت ہو گئے، ان کے جانے کے بعد نہ قوم کو ہلاک کیا گیا اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو واپس لایا گیا، مرزا قادیانی کا یہ قول سنت اللہ کے قطعاً خلاف ہے، اگر عیسیٰ علیہ السلام کی ہجرت آسمان کی طرف نہیں بلکہ کشمیر کی طرف ہوئی تھی تو وہاں ان کی گمناہی میں موت واقع نہ ہوتی، بلکہ ان کو فاتحانہ شان سے دوبارہ ان کی قوم میں واپس لایا جاتا۔

مرزا قادیانی کو قرآن سے اپنی مطلب براری کے سوا کوئی تعلق نہیں تھا، اس لیے اس نے جیسا موقع دیکھا، قرآن کریم کی آیات کا مطلب گھڑ لیا، زیر بحث آیات کا یہ مطلب نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن اپنی قوم کے بگاڑ سے لاعلمی کا اظہار فرمائیں گے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس گجڑی ہوئی قوم سے اپنی برأت فرمائیں گے کہ میں جب تک ان کے درمیان قیام پذیر رہا، ان کی پوری پوری نگرانی کرتا رہا کہ کسی غلط عقیدہ میں مبتلا نہ ہو جائیں، پھر جب آپ نے مجھے اٹھایا تو میری ذمہ داری ختم ہو گئی، اس کے بعد اگر انھوں نے گمراہی اختیار کی ہے تو میں ان سے بری الذمہ ہوں۔

- (2) قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب قرب قیامت دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے تو کیا وہ نبی ہوں گے یا امتی؟ اگر نبی ہوں گے تو یہ بات ختم نبوت کے خلاف ہے اور اگر نبی نہ ہوں گے تو کیا وہ نبوت کے منصب سے معزول ہو جائیں گے؟

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحیثیت امتی تشریف لائیں

گے اور شریعت محمدیہ ﷺ پر عمل کریں گے۔ ان کا نزول بحیثیت نبی نہیں ہوگا۔ ان کی تشریف آوری ختم نبوت کے منافی نہیں ہے کیونکہ وہ تشریف لانے کے بعد نبی اللہ تو ہوں گے مگر اپنی پرانی شریعت پر عمل نہیں کروائیں گے۔ بلکہ شریعت محمدیہ ﷺ کے علمبردار ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ دنیا میں تشریف لانا بلاشبہ اسی نوعیت کا ہوگا، جیسے ایک صدر مملکت کے دور میں کوئی سابق صدر آئے اور وقت کے صدر کی ماتحتی میں مملکت کی کوئی خدمت انجام دے۔ ایک معمولی سمجھ بوجھ کا آدمی بھی یہ بات بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ایک صدر کے دور میں کسی سابق صدر کے محض آجانے سے آئین نہیں ٹوٹتا۔ البتہ دو صورتوں میں آئین کی خلاف ورزی لازم آتی ہے۔ ایک یہ کہ سابق صدر آ کر پھر سے فرائض صدارت سنبھالنے کی کوشش کرے۔ دوسرے یہ کہ کوئی شخص اس کی سابق صدارت کا بھی انکار کر دے کیونکہ یہ اُن تمام کاموں کے لیے جواز کو چیلنج کرنے کا ہم معنی ہوگا، جو اس دور صدارت میں انجام پائے تھے۔ ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت بھی نہ ہو تو بجائے خود سابق صدر کی آمد آئینی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتی۔ یہی معاملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا بھی ہے کہ ان کے محض آجانے سے ختم نبوت نہیں ٹوٹتی۔ البتہ اگر وہ آ کر پھر نبوت کا منصب سنبھالیں اور فرائض نبوت انجام دینے شروع کر دیں، یا کوئی شخص ان کی سابق نبوت کا بھی انکار کر دے تو اس سے اللہ تعالیٰ کے آئین نبوت کے خلاف ورزی لازم آئے گی۔ احادیث نے پوری وضاحت کے ساتھ دونوں صورتوں کا سد باب کر دیا ہے۔ ایک طرف وہ تصریح کرتی ہیں کہ حضور نبی کریم حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبوت نہیں ہے اور دوسری طرف وہ خبر دیتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نازل ہوں گے۔ اس سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ ان کی یہ آمد ثانی منصب نبوت کے فرائض انجام دینے کے لیے نہ ہوگی۔ اسی طرح ان کی آمد سے مسلمانوں کے اندر کفر و ایمان کا بھی کوئی نیا سوال پیدا نہ ہوگا۔ اُن کی سابقہ نبوت پر تو آج بھی اگر کوئی ایمان نہ لائے تو کافر ہو جائے گا۔ حضور نبی کریم حضرت محمد ﷺ خود ان کی اُس نبوت پر ایمان رکھتے تھے اور آپ کی ساری امت ابتداء سے اُن کی مومن ہے۔ یہی حیثیت اُس وقت بھی ہوگی۔ مسلمان کسی تازہ نبوت پر ایمان نہ لائیں گے، بلکہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی سابقہ نبوت پر ایمان رکھیں گے، جس طرح آج رکھتے ہیں۔ یہ چیز نہ آج ختم نبوت کے خلاف ہے نہ اُس وقت ہوگی۔

(3) قادیانی کہتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو شریعت محمد ﷺ کس سے پڑھیں گے؟ کیا ان کو وحی ہوگی؟ اگر وحی ہوگی تو کیا وحی بند نہیں ہو چکی؟

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ نبی دنیا میں کسی کا شاگرد نہیں ہوتا۔ اس کی تعلیم و تربیت اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوتی ہے۔ وہ مرزا قادیانی کی طرح انسانوں سے تعلیم حاصل نہیں کرتے۔ اس سے بڑھ کر نبوت کی اور کیا توہین ہو سکتی ہے کہ مرزا قادیانی سبق یاد نہ کرنے پر اپنے استادوں کے سامنے کان پکڑ کر مرعہ بناتا رہا۔ یہ سوال کہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوگی تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان پر وحی نبوت نہ ہوگی، کیونکہ وحی نبوت بالکل بند ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ خود ان کو تعلیم فرمائیں گے۔ علم لدنی سے نوازیں گے۔ اور الہام، کشف اور مبشرات سے ان کی راہنمائی فرمائیں گے۔

اس طرح قیامت کے روز اللہ تعالیٰ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے احسانات جملاتے ہوئے فرمائیں گے۔

□ واذا علمتک الکتاب والحکمۃ والتوراة والانجیل۔ (المائدہ: 110)

اور اے عیسیٰ یاد کرو جبکہ میں نے تجھے الکتاب (قرآن) حکمت، تورات اور انجیل کی خود تعلیم دی تھی۔

مرزا قادیانی قرآن کریم کی ان تصریحات کا انکار کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بہتان تراشی کرتا ہے کہ انھوں نے تورات ایک یہودی استاد سے پڑھی تھی۔

□ ”ہمارے نبی ﷺ نے اور نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی استاد سے نہیں پڑھا تھا۔ مگر حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ مکتبوں میں بیٹھے تھے اور حضرت عیسیٰ نے ایک یہودی استاد سے تمام توریت پڑھی تھی۔“

(ایام الصلح صفحہ 147 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 394 از مرزا قادیانی)
قادیانی بتائیں کہ کیا یہ کھلا جھوٹ نہیں؟ کیا اس سے اللہ تعالیٰ پر وعدہ خلافی کا اصرام نہیں آتا؟ اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بقول مرزا قادیانی، تورات ایک یہودی استاد

سے پڑھی ہے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اپنے احسانات ذکر کرتے ہوئے یہ کیسے فرمائیں گے کہ تورات کی تعلیم بھی میں نے تجھے دی تھی۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اللہ تعالیٰ سے یہ عرض نہیں کریں گے کہ اے اللہ! تورات آپ نے کب مجھے پڑھائی تھی میں نے تو ایک یہودی استاد سے پڑھی تھی! حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا کسی کتب میں بیٹھنا ثابت نہیں۔ یہ دونوں خدا تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبروں پر بہتان اور جھوٹ ہے۔
خود مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

”ان المسيح ينزل من السماء بجميع علومه.“ □

(آئینہ کلمات اسلام صفحہ 409 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 409 از مرزا قادیانی)
یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے کامل علوم کے ساتھ نازل ہوں گے۔

(4) قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دمشق کی مرکزی جامع مسجد کے مشرقی سفید منارے کے قریب نازل ہوں گے تو ان کے لیے سیڑھی کا انتظام کیا جائے گا تاکہ وہ زمین پر اتر آئیں، کیا وہ خود زمین پر نہیں اتر سکتے؟

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ یہ قدرت کے خلاف نہیں۔ لیکن حکمت یہ ہے کہ انھیں مینارے تک فرشتوں کے ذریعے لایا جائے اور وہاں سے مسلمان انھیں سیڑھی کے ذریعے نیچے اتاریں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ سچا مسیح آسمان سے نازل ہوا ہے اور جھوٹا مسیح ماں کے پیٹ سے۔ ظاہر ہے مرزا قادیانی کی ماں کا پیٹ آسمان نہیں ہو سکتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مرزا قادیانی میں کسی بھی قسم کی کوئی مماثلت یا مشابہت نہیں ہے۔

(5) قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شام دمشق میں نازل ہوں گے، پھر اسرائیل، فلسطین میں واقع بیت المقدس جائیں گے، وہاں دجال اور اس کی فوج کو قتل کرنے کے بعد مکہ مکرمہ (سعودی عرب)

تشریف لائیں گے تو ان کے پاس پاسپورٹ کہاں سے آئے گا، ان کے پاس کس ملک کی پینٹلٹی ہوگی، زر مبادلہ کہاں سے لائیں گے؟

قادیانیوں کا یہ سوال محض ایک دھوکہ ہے۔ حدیث شریف کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام حاکم ہوں گے یعنی پوری دنیا کے مسلمانوں کے خلیفہ ہوں گے۔ ان کی تشریف آوری پر پوری دنیا مسلمان ہو جائے گی۔ ہر طرف اسلام کا جھنڈا لہرائے گا۔ پوری دنیا ایک اسلامی ملک بن جائے گی۔ لہذا پاسپورٹ، ویزا اور زر مبادلہ کی بحث فضول اور کم علمی کا نتیجہ ہے۔

(6) قادیانی کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انھوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔“

قادیانیوں کا یہ استدلال کم فہمی کا نتیجہ ہے۔ مذکورہ حدیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کی دلیل نہیں بلکہ حیات کی دلیل ہے۔ اس حدیث شریف کی رو سے اگر مسیح علیہ السلام فوت شدہ ہوتے، یا دنیا میں کہیں ان کی قبر ہوتی تو نصاریٰ انھیں سجدہ گاہ بناتے مگر پوری دنیا میں ایسا نہیں ہے۔ اگر قبر ہی نہیں ہے تو پھر سجدہ گاہ کہاں؟ لہذا اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔

(7) قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔ یہ دونوں علیحدہ علیحدہ شخصیات نہیں بلکہ ایک ہی شخصیت ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے، لا مہدی الا عیسیٰ ابن مریم اور عیسیٰ ابن مریم اماماً مہدیاً۔

حدیث پاک کا وہ حصہ جو قادیانی پٹیں کرتے ہیں لا مہدی الا عیسیٰ ابن

مریم اور ترجمہ یہ کرتے ہیں کہ سوائے عیسیٰ ابن مریم کے اور کوئی مہدی نہیں۔ یا یہ کہ ”عیسیٰ ابن مریم اماماً مہدیاً“ ان عبارتوں سے وہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ مہدی اور مسیح ایک ہی وجود کے نام ہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ لفظ اماماً مہدیاً صفاتی طور پر آیا ہے۔ مثلاً ایک شخص کا نام ہے حکیم ضیاء الدین۔ حکیم، اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اہل علم غور فرمائیں کیا یہ صفتیں ایک ہی وجود میں ہو سکتی ہیں۔ مثلاً خدا، ضیاء، دین، ہرگز نہیں۔ یہ تو تھا عقلی جواب۔ اب حدیث کا جواب حدیث سے ملاحظہ کیجیے۔ قادیانیوں کا دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام کے ساتھ لفظ ”مہدی“ کا لفظ ”واو“ کے بغیر ہے۔ اس لیے مسیح ہی مہدی ہے۔ حدیث پاک میں ہے: **فعلیکم بمستی و منة الخلفاء الراشدين المهديين**۔ پس تم پر میری سنت اور خلفائے راشدین المہدین کی سنت لازمی ہے۔ اس حدیث پاک میں خلفائے راشدین کے لفظ کے ساتھ ہی بغیر واو کے لفظ مہدی نہیں بلکہ مہدین لکھا ہوا ہے۔ اب پوچھا جاسکتا ہے کہ کیا خلفائے راشدین اور امام مہدی ایک ہی وجود کے سارے نام ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی مہدی ہیں اور خلفائے راشدین بھی مہدی ہیں۔ حدیث پاک میں ہے: **لن تهلك امة انا في اولها و عيسى ابن مريم في آخرها والمهدي في وسطها**۔ ہرگز نہ ہلاک ہوگی ایسی امت جس کے ابتدا میں، میں ہوں اور اس کے آخر میں عیسیٰ ابن مریم اور مہدی اس کے مابین۔ (کنز العمال ج 7 ص 187)

اس حدیث پاک میں دونوں کا ذکر علیحدہ علیحدہ آیا ہے۔ اس طرح جتنی بھی احادیث میں حضور نبی کریم ﷺ نے امام مہدی کا ذکر فرمایا ہے، اس سے مراد محمد بن عبد اللہ ہے اور مسیح سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریم ہے۔ دونوں الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ سے لے کر آج تک تمام صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، مفسرین اور جید علمائے کرام ان کا علیحدہ علیحدہ ذکر کرتے آئے ہیں اور تمام حدیث کی کتابوں میں محدثین نے ان کے علیحدہ علیحدہ باب لکھے ہیں۔ مثلاً ایک باب ظہور امام مہدی اور ایک باب نزول عیسیٰ علیہ السلام۔ اگر حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی وجود کے دو نام ہوتے تو پھر ان دونوں کا علیحدہ علیحدہ باب باء معنے کا کیا مقصد تھا؟

”لامہدی الاعیسیٰ“ ابن ماجہ کی روایت ہے جو سند کے اعتبار سے بالکل ساقط

اور غیر معتبر ہے۔ یہ حدیث ان بے شمار احادیث صحیحہ اور متواترہ کے خلاف ہے، جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی کا دو الگ الگ شخصیات ہونا روز روشن کی طرح واضح ہے۔

علاوہ ازیں خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے ”اس لیے ماننا پڑا کہ مسیح موعود اور مہدی اور دجال تینوں مشرق میں ہی ظاہر ہوں گے۔“ (تحفہ گلزارِ نبویہ: صفحہ 47، مندرجہ روحانی خزائن: جلد 17، صفحہ 167) لفظ ”تینوں“ سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں علیحدہ علیحدہ شخصیات ہیں اور سابقہ حدیث بذات خود اس بات کا علیحدہ ثبوت ہے کہ یہ دونوں الگ الگ شخصیات ہیں۔

حضرت مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات زندگی غور سے پڑھنے کے بعد قارئین کرام خود فیصلہ فرمائیں کہ کیا یہ ایک ہستی کے ہی دو نام ہیں یا علیحدہ علیحدہ دو ہستیاں ہیں۔ جبکہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں ان کی جائے پیدائش، حسب و نسب، اپنے ناموں اور والدین کے ناموں کا فرق، مقام ظہور، چہروں کی رنگت، جسمانی قد و قامت کا فرق، بالوں کا فرق، عمر میں مختلف زندگی کے کارنامے، تبلیغ اور جہاد کا فرق، زمانہ حکومت اور مقام وفات کے بالکل علیحدہ علیحدہ حالات موجود ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ایسے بین ثبوت اور اعظم من القس نظائر کی موجودگی میں قادیانی ان ناقابل تردید حقائق پر پردہ ڈالنے کی خاطر غلط تاویلیں کر کے سادہ لوح مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کرتے ہیں کہ مہدی اور مسیح ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔

(8) قادیانی کہتے ہیں کہ حدیث میں آتا ہے ”کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم“ (بخاری) اس حدیث تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم اتریں گے اور وہ تم میں سے تمہارا امام ہوگا۔ اس حدیث میں امامکم منکم سے مراد وہ (امام) عیسیٰ علیہ السلام ہے جو مسلمانوں میں سے ایک ہوگا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔“

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس حدیث مبارکہ میں سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے یمنزل فیکم اور سیدنا حضرت علیہ السلام کے لیے و امامکم منکم کے الفاظ

مذکور ہیں۔ فیکم اور امامکم کی صراحت سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ السلام علیحدہ علیحدہ شخصیات ہیں۔ حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ایک دوسرے امام کا ذکر ہے جو بالاتفاق تمام مفسرین، محدثین و مجددین، حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں۔ اس سلسلہ میں درج ذیل احادیث ملاحظہ کیجیے۔

□ فینزل عیسیٰ ابن مریم فیقول امیرہم: تعال صل لنا فیقول: لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة اللہ هذه الامة. (مسلم جلد 1 صفحہ 87)

”پس عیسیٰ ابن مریم اتریں گے مسلمانوں کا امیر کہے گا، آئیے! نماز پڑھائیے۔ وہ فرمائیں گے نہیں۔ تم میں سے بعض، بعض پر امیر ہیں، اس تقسیم کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی۔“

□ وامامہم رجل صالح فینما امامہم فلتتقدم یصلی بہم الصبح اذ نزل علیہم عیسیٰ ابن مریم الصبح لرجع ذالک الامام ینکص یمشی القہقری لیتقدم عیسیٰ ابن مریم یصلی بالناس فیضع عیسیٰ یدہ بین کتفہ ثم یقول لہ: تقدم فصل فانہا لک اقیمت فیصلی بہم امامہم.

(ابن ماجہ صفحہ 308)

”مسلمانوں کا امام ایک مرد صالح (مہدی علیہ السلام) ہوگا۔ پس جس وقت وہ امام انہیں نماز فجر پڑھانے کے لیے آگے بڑھے گا، اچانک حضرت عیسیٰ ابن مریم اس وقت (آسمان سے) اتریں گے، پس وہ امام آپ کو دیکھ کر پیچھے ہٹے گا تاکہ حضرت عیسیٰ کو آگے بڑھائے کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عیسیٰ اپنا ہاتھ اس (حضرت مہدی علیہ السلام) کے کندھے پر رکھیں گے اور کہیں گے، آپ آگے بڑھیے اور نماز پڑھائیے کیونکہ آپ ہی کے لیے اقامت کبھی مگنی ہے۔ چنانچہ ان کا امام (حضرت مہدی علیہ السلام) انہیں نماز پڑھائے گا۔“

ان احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ نزول کے وقت امامت، حضرت امام مہدی علیہ السلام ہی کریں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت کی نماز، امام مہدی ہی کی اقتداء میں ادا کریں گے۔ ان احادیث سے یہ بات بھی صاف طور پر معلوم ہوگئی کہ نزول مسیح کے وقت امام مہدی پہلے

موجود ہوں گے۔ لہذا ”امامکم منکم“ کا ترجمہ..... ”وہ ابن مریم تم میں سے تمہارا امام ہوگا۔“ صحیح نہیں بلکہ ترجمہ یوں ہونا چاہیے..... ”تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا۔“ یعنی وہ امام پہلے سے موجود ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس امام کے مقتدی ہوں گے۔

(9) قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت امام مہدی علیہ السلام سے افضل و برتر ہوں گے، پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہوتے ہوئے امامت کے فرائض امام مہدی کیوں ادا کریں گے اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہی کو آگے بڑھانے پر کیوں اصرار کریں گے یعنی افضل طریقہ چھوڑ کر غیر افضل طریقہ کیوں اختیار کریں گے؟

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس سوال کا جواب بھی شارحین حدیث نے دیا ہے۔ چنانچہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امامت کے لیے آگے بڑھیں گے تو یہ شبہ پیدا ہونے لگے گا کہ یہ نہیں حضرت عیسیٰ کا آگے بڑھنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور نائب کی حیثیت سے ہے یا مستقل شارع کی حیثیت سے؟ لہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی شبہ کو دور کرنے کے لیے امام مہدی علیہ السلام کے پیچھے مقتدی بن کر نماز پڑھیں گے تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ ان کا نزول بحیثیت شارع کے نہیں، بلکہ بحیثیت شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک قبیح کے ہے، یہاں تک کہ نبی ہونے کے باوجود انہوں نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرد کے پیچھے نماز پڑھ لی۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان لائنبی بعدی (میرے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہو سکتا) کی عملی تصدیق ہو گئی۔ (فتح الباری جلد 6 صفحہ 493)

لہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اپنی تشریف آوری کے وقت صرف ایک نماز حضرت امام مہدی کی اقتدا میں پڑھ لیں گے تو اس سے تمام شکوک و شبہات رفع ہو جائیں گے اور شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقلال و دوام ثابت ہو جائے گا۔ پھر بعد میں مستقلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی تمام نمازوں کی امامت کریں گے۔

(10) قادیانی مزید اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس اعتبار سے تو خاتم النبیین حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوئے کیونکہ ان کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا جبکہ حضور ﷺ، خاتم النبیین نہ ہوئے کیونکہ ان کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے۔

قادیانیوں کے اس اعتراض کا جواب پہلے بھی دیا جا چکا ہے، اب دوبارہ مختصر عرض کرتا ہوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نبی نہ آنے کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کا نزول، حضرت عیسیٰ کی بعثت نہ ہوگی کیونکہ حضرت عیسیٰ تو حضور ﷺ سے کئی سو سال پہلے مبعوث ہو چکے تھے عقیدہ ختم نبوت کا دار و مدار بھی بعثت پر ہی ہے۔ جب بعثت نہ ہوئی تو حضرت عیسیٰ کا نزول، ختم نبوت کے منافی نہ ہوا۔ اس طرح خاتم النبیین حضور ﷺ ہی رہے نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

قادیانیوں سے درخواست ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے ارشاد گرامی کو دوبارہ ملاحظہ کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگوں کا اس وقت (خوشی سے) کیا حال ہوگا جب تم میں عیسیٰ ابن مریم (آسمان سے) اتریں گے اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا۔“ اس خوشی کی ایک ہی شکل ہو سکتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہوتے ہوئے امت محمدیہ ﷺ کا یہ اعزاز کہ امامت، امت کا ہی کوئی فرد کرے۔ صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ، وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے جو زعمہ آسمان پر اٹھا لیے گئے اور حضرت مہدی علیہ السلام، امت محمدیہ ﷺ کے ایک فرد ہوں گے جو نزول مسیح علیہ السلام کے وقت موجود ہوں گے۔ لہذا دونوں ایک شخصیت نہیں، دو مختلف شخصیتیں ہیں۔

(11) قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اگر موجود ہیں تو وہاں کیا کھاتے پیتے ہوں گے اور رفع حاجت کہاں کرتے ہوں گے؟

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ خوراک کا استعمال انسان کی زندگی کے لیے دائمی شرط نہیں ہے اور نہ علت اور سبب ہے بلکہ یہ ایک عادت و عرفیہ ہے کہ انسان عموماً تین وقت

کھانا کھاتا ہے، بعض لوگ دو وقت اور بعض صرف ایک وقت کھانا کھاتے ہیں۔ اسی طرح بعض لوگ ایک وقت میں اتنی خوراک کھا کر ہضم کر لیتے ہیں جتنی کہ عام طور پر چار پانچ آدمیوں کی خوراک ہوتی ہے اور اس کے برعکس بعض لوگ بہت معمولی خوراک کھا کر بھی زندہ رہتے ہیں، اسی طرح بعض مریضوں کو خون کی نالیوں کے ذریعے مصنوعی طریقے سے غذائی اجزاء پانی میں شامل کر کے استعمال کرائے جاتے ہیں اور ان کا کھانا پینا بالکل بند کر دیا جاتا ہے، اور اسی حالت میں وہ مریض کئی کئی سال تک زندہ رہتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ انسان کی زندگی کے لیے کھانا، شرط دائمی نہیں بلکہ عادتِ عرفیہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ تو خرقِ عادت پر بھی قادر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کئی خرقِ عادت امور انبیاء و اولیاء کے ہاتھوں ظاہر فرماتا ہے۔ مثلاً: پتھر کی سنگلاخ چٹان میں سے گاجن اُونٹنی کا نکالنا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ کو ٹھنڈا کرنا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں عصا کا سانپ بن جانا وغیرہ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اصحابِ کھف کو کھانے پینے اور رفعِ حاجت کے بغیر تین سو (300) سال تک سلائے رکھا۔ یوں اصحابِ کھف تین صدیوں سے بھی زیادہ عرصہ کھانے کے بغیر مرے نہیں بلکہ زندہ ہی رہے۔ اسی طرح خرقِ عادت کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو جو موت کے ڈر سے جہاد سے منہ پھیر کر گمروں سے بھاگ نکلی تھی، ان سب کو اللہ تعالیٰ نے ماردیا اور پھر زندہ کر دیا۔ سورۃ البقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الم تر الى الذين خرجوا من ديارهم وهم الوف حلو الموت فقال لهم الله موتوا ثم احياهم..... (البقرہ: 243)

ترجمہ: ”کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو ہزاروں کی تعداد میں موت کے ڈر سے گمروں سے نکل گئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا کہ مر جاؤ پھر ان کو زندہ کر دیا۔“

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام اور ان کے گدھے کو سو سال تک مارنے کے بعد دوبارہ زندہ کر دیا۔ اسی سورہ میں ارشاد ہوتا ہے:

او كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا. قَالَ انى يحيى هذه الله بعد موتها. فاما لله مائة عام ثم بعثه قال كم لبثت. قال لبثت يوما او بعض يوم. قال بل لبثت مائة عام فانظر الى طعامك وشرابك لم يتسنه. وانظر الى حمارك. ولنجعلك اية للناس. وانظر الى العظام كيف ننشزها ثم نكسوها

لحمًا. فلما تبين له. قال اعلم ان الله على كل شيء قدير (البقرہ: 259)

ترجمہ: ”یا اس شخص کی مانند جو ایسی بستی کے پاس سے گزرا جس کی چھتیں گر چکی تھیں (تباہ و برباد اور ویران ہو چکی تھیں) کہنے لگا، ایک دن یا اس کا کچھ حصہ۔ فرمایا ”بلکہ تو سو برس (مرا) رہا۔ پس دیکھ اپنے کھانے اور پانی کی طرف کہ خراب نہیں ہوئے اور اپنے گدھے کی طرف دیکھ اور تجھے ہم لوگوں کے لیے نشانی بناتے ہیں اور دیکھ (گدھے کی) ہڈیوں کی طرف، کس طرح ہم انھیں جوڑتے ہیں پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ پس جب اس پر (موت کے بعد زندہ ہونا) واضح ہو گیا تو پکار اٹھا کہ میں نے جان لیا بے شک اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔“

اسی طرح خرقی عادت کے طور پر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا فرمایا تھا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انھیں خرقی عادت کے طور پر اپنی قدرت کاملہ سے زندہ مع روح و جسد کے آسمان پر اٹھالیا، اور پھر وہاں انھیں کسی قسم کی خوراک کے بغیر بھی زندہ رکھنا اس کے لیے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی غذا کا انتظام فرمایا ہے۔ مرزا قادیانی نے ”ازلہ اوہام“ صفحہ 232 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 332 میں آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کھانے اور رفع حاجت کا گستاخانہ ذکر کیا ہے، اس ناخبر کو اتنا بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ اہل سما کی غذا کیا ہوتی ہے؟ سیدہ اسماء بنت یزید بن اسکن انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب دجال آئے گا تو سخت قحط پڑے گا اور دجال اور اس کے متبعین کے سوا کسی کے پاس سے روٹی نہ مل سکے گی۔ حضرت نبی کریم ﷺ کی معصوم زبان مبارک سے یہ بات سن کر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کہ ہم لوگوں کو تو جب تک روٹی نہ ملے، صبر نہیں کر سکتے، تو اس وقت کے مومن بغیر روٹی کے کس طرح زندہ رہیں گے؟ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ یجزئہم ما یجزئ اهل السماء من التسبیح و التقدیس (مشکوٰۃ 477) یعنی تسبیح و تقدیس جو اہل سما کی غذا ہے، وہی مومنوں کو کافی ہوگی۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس دن (یعنی اُن دنوں میں) مومنین کے لیے صرف وہی غذا کافی رہے گی جو ملائکہ کو

کافی ہوتی ہے۔ اس پر حضراتِ صلحہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ فرشتے کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں بلکہ وہ تو محض اللہ تعالیٰ کی تقدیس بیان کرتے ہیں۔ صلحہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس بات پر حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بس ان دنوں مومنین کی غذا بھی صرف وہی تسبیح ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل سما کی غذا اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس ہے، جس کے لیے دنیوی کھانے کی ضرورت ہے اور نہ رفع حاجت کی۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے گستاخانہ انداز میں لکھا ہے۔ صرف تسبیح و تقدیس یعنی غذائے ساوی سے انسان کا زندہ رہنا خرقِ عادت ہے۔ جس کا اظہار انبیائے کرام علیہم السلام سے ہو تو اسے معجزہ کہا جاتا ہے اور اگر اولیاء اللہ سے ظاہر ہو تو اسے کرامت، اور عام مومنین سے ظاہر ہو تو اسے معونت کہا جاتا ہے۔ اسی طرح کوئی خرقِ عادت کام اگر کسی کافر سے ظاہر ہو تو اسے استدراج کہتے ہیں اور چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں، اس لیے ان کا آسمان پر بغیر کھائے پیے زندہ رہنا معجزہ کہلائے گا۔

خود مرزا قادیانی نے اولیاء اللہ کے لیے روحانی غذا کا اقرار کیا ہے:

□ ”اس درجہ پر مومن کی روٹی خدا ہوتا ہے جس کے کھانے پر اس کی زندگی موقوف ہے اور مومن کا پانی بھی خدا ہوتا ہے جس کے پینے سے وہ موت سے بچ جاتا ہے اور اس کی ٹھنڈی ہوا بھی خدا ہی ہوتا ہے جس سے اس کے دل کو راحت پہنچتی ہے۔“

(براہین احمدیہ جلد پنجم صفحہ 58 ضمیمہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 216 از مرزا قادیانی)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر وہی کچھ کھاتے پیتے ہیں جو جنت الفردوس میں حضرت آدم علیہ السلام کھاتے تھے اور اب جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کھاتے ہیں۔

قادیانی بتائیں کہ جب وہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھے تو کیا کھاتے پیتے تھے اور کہاں بول و براز کرتے تھے؟ حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا جب تک جنت میں رہے تو وہ کہاں بول و براز کرتے تھے؟ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں 3 دن تک رہے، وہ کہاں بول و براز کرتے رہے؟ اصحاب کھف غار میں 300 سال تک سوئے رہے تو وہ کیا کھاتے پیتے اور کہاں بول و براز کرتے رہے؟ اللہ قادیانیوں کو عقل سلیم اور ہدایت نصیب کرے کہ انھیں انبیائے کرام کے بارے میں سوال کرنے کا بھی سلیقہ نہیں۔

(12) قادیانی سوال کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے موت کا لفظ استعمال نہیں کیا تو کیا وہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہیں گے اور کیا ان پر کل نفس ذائقہ الموت کا اطلاق نہیں ہوتا؟

قادیانیوں کا یہ اعتراض لاعلمی پر مبنی ہے۔ اہل اسلام میں سے کوئی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (آل عمران: 185، الانبیاء: 35) کے اہل قانون الہی سے مستثنیٰ نہیں سمجھتا اور انھیں اس قانون الہی سے مستثنیٰ سمجھنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ اس آیت کا اطلاق تو ہر قادیانی پر بھی ہوتا ہے، پھر وہ کیوں زندہ ہیں؟ قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ابھی موت کا ذائقہ نہیں چکھا۔ طویل العمر ہونے اور دوام حیات میں بہت بڑا فرق ہے، مثلاً کوئی تو شیر خوارگی کے دوران ہی مر جاتا ہے، بعض لوگ جوانی میں اور بعض بوڑھے ہو کر مرتے ہیں جبکہ بڑھاپے کی کوئی حد مقرر نہیں۔ بعض سو سال سے پہلے ہی موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں اور بعض اس سے زیادہ عمر پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حد مقرر تو کی ہے مگر اس پر کسی کو کبھی مطلع نہیں فرمایا کہ تو اتنی مدت زندہ رہنے کے بعد مرے گا یا کوئی شخص اس ایک خاص مدت تک زندہ رہے گا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی طوالت عمری پر تو خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں شہادت دی ہے کہ انھوں نے اپنی قوم کے سامنے نو سو پچاس سال تک توحید باری تعالیٰ اور تردید شرک کی تبلیغ فرمائی۔ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ مَسْنَةِ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا (العنکبوت: 14) اور اس بات میں بھی شک کی کوئی گنجائش معلوم نہیں ہوتی کہ وقتِ بعثت حضرت نوح علیہ السلام کی عمر تیس چالیس سال تو ضرور ہوگی اور پھر طوفان کے بعد بھی کچھ مدت آپ علیہ السلام بقید حیات رہے ہوں گے۔ اس بات سے انکار کرنا سراسر نادانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے لوگوں کو طویل عمریں عطا فرمائی ہیں، تو پھر اگر اللہ تعالیٰ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک لمبی مدت تک زندہ رکھے تو اس سے دوام حیات مراد لے کر کل نفس ذائقہ الموت کے غیر متبادل قانون الہی سے مستثنیٰ قرار دینا بھی سراسر نادانی ہے۔ احادیث مبارکہ میں صراحت کے ساتھ آیا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، آسمان سے نازل ہونے کے بعد باقاعدہ حکومت کریں گے، وغیرہ وغیرہ، اور پھر دوسرے لوگوں کی طرح ان کو بھی موت کا مزہ چکھنا پڑے گا، پھر ان کا جنازہ پڑھا جائے گا اور انہیں مدینہ

منورہ میں حضور شافع مشر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس دفن کیا جائے گا۔

(13) قادیانی کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیت وما محمد الا رسول قد

خلت من قبله الرسل. الفان مات او قتل انقلبتم على

اعقابکم. (آل عمران: 144) کا ترجمہ ہے:

”یعنی محمد ﷺ صرف ایک نبی ہیں، اُن سے پہلے سب نبی فوت ہو گئے ہیں۔ اب کیا اگر وہ بھی فوت ہو جائیں یا مارے جائیں تو اُن کی نبوت میں کوئی نقص لازم آئے گا جس کی وجہ سے تم دین سے پھر جاؤ۔ اس آیت کا ماحصل یہ ہے کہ اگر نبی کے لئے ہمیشہ زندہ رہنا ضروری ہے تو کوئی ایسا نبی پہلے نبیوں میں سے پیش کرو جواب تک زندہ موجود ہے۔“ لہذا اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ سے پہلے تمام نبی جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی شامل ہیں، فوت ہو گئے ہیں۔

یاد رہے کہ یہ ترجمہ مرزا قادیانی کا ہے جو اس نے مذکورہ آیت کے تحت اپنی کتاب ”ازالہ اوہام“ (صفحہ 607 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 427) میں درج کیا ہے۔ قادیانی بتائیں کہ اس ترجمہ میں یہ الفاظ ”ان سے پہلے سب نبی فوت ہو گئے ہیں“ قرآن مجید کے کن الفاظ کا ترجمہ ہے؟ قادیانی حضرات لغت کی کسی کتاب سے دکھادیں کہ خلعت کا معنی موت ہے یا گذشتہ 14 صدیوں میں سے کسی ایک بھی مفسر کا ترجمہ قرآن دکھادیں کہ انھوں نے اس لفظ کا ترجمہ موت کیا ہو؟ اگر اس لفظ کا ترجمہ موت ہے تو پھر قادیانی اس آیت سنۃ اللہ العلی قد خلعت من قبل (الفتح: 23) کا کیا ترجمہ کریں گے؟ جبکہ اس کا ترجمہ بنتا ہے کہ ”وہ سنت الہی ہے جو تم سے پہلے فوت ہو چکی ہے۔“ اور اگر قادیانی یہ ترجمہ کریں گے تو اس آیت کے ساتھ ہی لائحۃ آیت ولن تجد لسنة اللہ تبدیلا اس ترجمہ کی سخت تکذیب کرتی ہے۔ لہذا اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ یہ سنت الہی ہے جو پہلے سے چلی آ رہی ہے۔ اس طرح مذکورہ آیت جو قادیانیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے سلسلہ میں پیش کی ہے، کا ترجمہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے پہلے بھی بہت رسول (رسالت کر کے) گزر گئے۔ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر دلیل ہے۔ ”خلا“ کے معنی موت نہیں ہیں۔ کیونکہ اگر ”خلا“ کے

معنی موت ہی ہوں تو ان من امة الاخلاقیہا نذیر (فاطر: 24) کا مطلب کیا ہوگا؟ جبکہ اس کا معنی ہے کہ کوئی بھی امت ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی نہ کوئی خبردار کرنے والا نہ گزرا ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: وادخلوا الی شیاطینہم (البقرہ: 14) تو پھر اس کا مطلب کیا ہوگا؟ جبکہ اس کا ترجمہ ہے کہ: ”جب ملتے ہیں علیحدگی میں اپنے شیطانوں سے۔“ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: قال ادخلوا فی امم قد خلعت من قبلکم من الجن والانس فی النار (اعراف: 38) یعنی اللہ تعالیٰ ان کو حکم دے گا کہ جنوں اور انسانوں میں سے دوسری کافر امتیں جو تم سے پہلے ہو گزری ہیں، تم بھی ان ہی میں شامل ہو کر دوزخ میں داخل ہو جائے۔ اس آیت میں بھی بالکل اسی طرح قد خلعت کا لفظ موجود ہے جس طرح آیت بالا میں آیا ہے۔ لیکن اس کے معنی موت نہیں ہیں اور نہ یہاں یہ معنی موزوں ہے، بلکہ اس مقام پر تو مرزا قادیانی کا بیٹا اور اس کا خلیفہ مرزا بشیر الدین بھی عاجز ہو کر اس کا معنی موت نہ کر سکا کیونکہ اسے اس کا معنی موت کرتے ہوئے موت پڑتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے اس آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہے: ”جاؤ جا کر آگ میں ان امتوں کے ساتھ شامل ہو جاؤ جو تم سے پہلے جنوں اور انسانوں میں سے گزر چکی ہیں۔“ (تفسیر صغیر از مرزا بشیر الدین صفحہ 194) اب مرزا بشیر الدین کا یہ قول سراسر غلط ہو گیا جس میں وہ لکھتا ہے کہ خلا کے معنی وفات پانے کے ہیں۔ یہ آیت وفات مسیح پر دلالت کرتی ہے۔ ”کیونکہ ”خلا“ کے حقیقی معنی (اصل موضوع لہ) اگر غلو سے ہو تو گزرتا اور اگر خلا سے ہو تو خلوت میں ہونا اور اکیلے ہونا ہیں۔

قادیانیوں کا کہنا ہے کہ تمام انبیاء و رسل فوت ہو گئے ہیں جبکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

□ ”یہ وہی موسیٰ علیہ السلام مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے، اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لادیں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور فردوں میں سے نہیں۔“

(نور الحق صفحہ 50 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 68، 69 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی مزید لکھتا ہے:

□ ”اعیسیٰ حی و مات المصطفیٰ؟ تلک اذا تسمۃ ضیزی! اعدلوا ہو اقرب للتقویٰ۔ واذا ثبت ان الانبیاء کلہم احیا فی السموات، فای خصوصۃ

ثابتہ لحیاء المسیح، اهو ياکل و يشرب وهم لا ياكلون ولا يشربون؟ بل حیاة کلیم اللہ ثابت بنص القرآن الکریم۔ الا تقرء فی القرآن ما قال اللہ تعالیٰ و عزوجل: فلا تکن فی مربیة من لقائه؟ وانت تعلم ان هذه الآیة نزلت فی موسىٰ فهی دلیل صریح علی حیات موسیٰ علیہ السلام۔ لانه لقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والاموات لا یلاقون الاحیاء، ولا تجد مثل هذه الآیات فی شأن عیسیٰ علیہ السلام۔“

(حماتہ البشریٰ صفحہ 35 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 221 از مرزا قادیانی)
(ترجمہ) ”کیا عیسیٰ زندہ ہیں اور مصطفیٰ فوت ہو گئے یہ تو نامعقول تقسیم ہے۔ انصاف کرو۔ وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ تمام انبیاء آسمانوں میں زندہ ہیں تو پھر حیات مسیح کی کوئی خصوصیت ثابت ہوتی ہے۔ کیا وہ وہاں کھانا پیتا ہے اور دوسرے انبیاء کھاتے پیتے نہیں بلکہ حضرت موسیٰ“ کلیم اللہ کا زندہ ہونا قرآن کریم سے ثابت ہے۔ کیا تو قرآن کریم میں نہیں پڑھتا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلا یکن فی مربیة من لقائه (الجمہ: 23) تو اس کی ملاقات کے بارے میں شک نہ کرو اور تو جانتا ہے کہ یہ آیت موسیٰ“ کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ اور یہ آپ کی حیات پر واضح دلیل ہے کیونکہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی۔ اور مردے زعموں سے نہیں ملتے اور تو ایسی آیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں نہیں پائے گا۔“

(14) قادیانی کہتے ہیں کہ شروع شروع میں نبی کریم ﷺ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی تو بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے۔ لہذا مرزا صاحب نے اگر حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ تبدیل کر لیا تو کیا حرج ہے؟

قادیانی جاہلوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس سلسلہ میں بیت المقدس کی مثال پیش کرنا بالکل غلط ہے۔ بیت المقدس کو قبلہ بنانا حسب ہدایت آیت فبہدھم اقتدہ (الانعام: ۹۰) انبیاء سابقین کی سنت پر عمل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مسئلہ عقائد

ہے اور عقائد میں تنسیخ و تبدیلی نہیں ہو سکتی جبکہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا عملیات میں سے ہے جن میں تبدیلی و تنسیخ ہو سکتی ہے، مثلاً پہلے پیغمبروں پر نمازیں فرض ہوئی تھیں تو اس کا طریقہ کیا تھا؟ روزے کی فرضیت آئی تو اس کا کیا طریقہ تھا؟ شریعت محمدیہ علی صاحبہا السلام میں کیا طریقہ ہے؟ یہ اور مسئلہ ہے مگر جہاں تک عقائد کا تعلق ہے، اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ یہ نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں عقیدہ کوئی اور ہو، عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں عقیدہ اور ہو اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کا عقیدہ اور ہو۔ یہ غلط ہے، ایسا ہرگز نہیں۔ پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو نمازیں حضور نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ادا کی تھیں، وہ سب کی سب بارگاہ خداوندی میں مقبول ہیں اور بعد میں کسی نے ان نمازوں کو نہیں لوٹایا۔ لہذا قادیانیوں کو مغالطہ آرائی سے اجتناب کر کے ”براہین احمدیہ“ والا صحیح عقیدہ اختیار کر لیتا چاہیے۔

(15) قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائیں گے تو وہ کیا کام کریں گے؟

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نزول کے بعد دوسری کام کریں گے جو مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ”براہین احمدیہ“ میں لکھا ہے:

□ ”هو الذي ارسل رسولہ بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست مکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے، اور جس غلط کلمہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلط مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔“

(براہین احمدیہ صفحہ 449 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 593 از مرزا قادیانی)

□ ”عسى ربكم ان يرحم عليكم و ان علتكم علنا وجعلنا جهنم للكاظمين حصيرا۔ خدائے تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے، اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے

اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لیے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنی اگر طریق رفیع اور نرمی اور لطف و احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے، اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ بحرین کے لیے شدت اور عصف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا۔ اور جلال الہی گمراہی کے حتم کو اپنی تجلی قہری سے نیست و نابود کر دے گا۔“

(براہین احمدیہ جلد 1 صفحہ 505، 506 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 601، 602 از مرزا قادیانی)

(16) قادیانی کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ عیسائیوں اور یہودیوں میں قیامت تک دشمنی رہے گی تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد وہ سب کیسے ایمان لے آئیں گے؟

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ایمان اور عداوت دونوں آپس میں جمع ہو سکتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ قادیانی اور لاہوری مرزائی دونوں ”احمدی“ کہلاتے ہیں۔ دونوں مرزا قادیانی پر ایمان کا دھوٹی کرتے ہیں۔ لیکن دونوں میں زبردست منافرت اور عداوت ہے۔ دونوں ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں قادیانیوں کی کتاب ”مباحثہ راولپنڈی“ کا مطالعہ نہایت چشم کشار ہے گا۔

(17) قادیانی کہتے ہیں کہ آج تک آسمان پر کوئی شخص نہیں گیا اور نہ ہی تاریخ انسانی میں اس کی کوئی مثال موجود ہے۔ لہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع الی اسماء یعنی آسمان پر جانا ناممکن ہے کیونکہ کسی جسم عنصری کا آسمان پر جانا محال ہے۔

قادیانوں کو معلوم ہونا چاہیے:

1- معراج کے موقع پر جس طرح نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا جسد اطہر کے ساتھ حالت بیداری میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لیے عرش معلیٰ میں جانا اور پھر وہاں سے واپس آنا حق ہے اور اس کا منکر کافر ہے، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر قیامت کے قریب ان کا آسمان سے نازل ہونا بھی بلاشبہ حق اور ثابت ہے اور اس کا منکر بھی کافر ہے۔

2- جس طرح آدم علیہ السلام کا آسمان سے زمین کی طرف ہیود ہوا ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے زمین کی طرف نزول بھی ممکن ہے۔ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل ادم۔ (آل عمران: 59)

3- حضرت جعفر بن ابی طالب کا فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں اڑنا صحیح اور قوی حدیثوں سے ثابت ہے۔ اسی وجہ سے ان کو جعفر طیار کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ امام طبرانی نے باسناد حسن عبد اللہ بن جعفر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بار یہ ارشاد فرمایا کہ اے جعفر کے بیٹے عبد اللہ! تجھ کو مبارک ہو! تیرا باپ فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں اڑتا پھرتا ہے (اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جعفر جبرائیل و میکائیل کے ساتھ اڑتا پھرتا ہے۔ ان ہاتھوں کے عوض جو غزوہ موتہ میں کٹ گئے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو ملائکہ کی طرح دوبارہ عطا فرما دیے ہیں اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اس بارے میں ایک شعر ہے۔

وجعفر الذی یضحی و یمسی

یطیر مع الملائکۃ ابن امتی

وہ جعفر کہ جو صبح و شام فرشتوں کے ساتھ اڑتا ہے وہ میری ہی والدہ کا بیٹا ہے۔

4- عامر بن فہرہ کا غزوہ بدر میں شہید ہونا، اور پھر ان کے جنازہ کا آسمان پر اٹھایا جانا روایات میں مذکور ہے جیسا کہ حافظ عسقلانی نے اصابہ جلد 2 صفحہ 256 میں اور حافظ ابن عبد البر نے استیعاب جلد 2 صفحہ 345 میں اور علامہ زرقاتی نے شرح مواہب صفحہ 78 جلد 2 میں ذکر کیا ہے۔ جبار بن سلمیٰ جو عامر بن فہرہ کے قاتل تھے، وہ اسی واقعہ کو دیکھ کر خفاک بن سفیان کلابی کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور یہ کہا۔ دعانی الی الاسلام ما رايت من مقتل عامر بن فہیرۃ ومن رفعہ الی السماء۔ عامر بن فہیرہ حضرت عائشہ

کی والدہ کی طرف سے بھائی طفیل بن صحرا کے غلام تھے۔ ہجرت کی شب یہی عامر ابن فہرہ حضور سرور کائنات ﷺ کو غار ثور پر بکریاں چراتے چراتے لے جا کر دودھ دیا کرتے تھے۔ عامر ابن فہرہ پیر معونہ کے واقعہ میں قتل ہوئے۔ بخاری شریف میں ہشام ابن عروہ سے روایت ہے کہ فقال لقد راتہ بعد ما قتل رفع الی السماء حتی انی لانظر الی السماینہ و بین الارض ثم وضع فاتی نبی ﷺ خبرہم۔ (بخاری جلد 8 صفحہ 587 باب غزوة الریح و پیر معونہ)

ضحاکؒ نے یہ تمام واقعہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت بابرکت میں لکھ کر بھیجا۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ فان الملاحکة وارت جشنة وانزل فی علیین۔ فرشتوں نے اس کے جیش کو چھپا لیا اور وہ علیین میں اتارے گئے۔

5- واقعہ ریح میں جب قریش نے خبیب بن عدیؓ کو سولی پر لٹکایا تو حضور نبی کریم ﷺ نے عمرو بن امیہ ضمریؓ کو خبیبؓ کی نعش اتار لانے کے لیے روانہ فرمایا۔ عمرو بن امیہ وہاں پہنچے اور خبیبؓ کی نعش کو اتارا۔ دفعۃً ایک دھماکا سنائی دیا۔ پیچھے پھر کر دیکھا اتنی دیر میں نعش عائب ہو گئی۔ عمرو بن امیہ فرماتے ہیں گویا زمین نے ان کو نگل لیا۔ اب تک اس کا کوئی نشان نہیں ملا۔ اس روایت کو امام ابن ضہلؒ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔

(زرقاتی شرح مواہب صفحہ 73 جلد 2)

شیخ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ خبیبؓ کو زمین نے نگلا، اسی وجہ سے ان کا لقب بلع الارض ہو گیا اور ابو نعیمؓ اصفہانی فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ عامر بن فہرہؓ کی طرح خبیبؓ کو بھی فرشتے آسمان پر اٹھا لے گئے۔ ابو نعیمؓ کہتے ہیں کہ جس طرح حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا، اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی امت میں سے عامر بن فہرہؓ اور خبیب بن عدیؓ اور علاء بن حضریؓ کو آسمان پر اٹھایا۔

6- ومما يقوى قصة الرفع الی السماء ما اخرجه النسائی والبيهقی والطبرانی وغيرهم من حدیث جابر بن طلحة اصیبت انا مله يوم احد فقال حس، فقال رسول الله ﷺ لوقلت بسم الله لرفعتک الملاحکة والناس ينظرون الیک حتی تلج بک فی جبر السماء۔ (شرح المواہب صفحہ 58 ناسی جلد 6 صفحہ 310) شیخ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ عامر بن فہرہؓ اور خبیبؓ کے

واقعہ رفع الی السماء کی وہ واقعہ بھی تائید کرتا ہے جس کو نسائی اور بیہقی اور طبرانی نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ غزوہٴ احد میں حضرت طلحہ کی انگلیاں زخمی ہو گئیں تو اس تکلیف کی حالت میں زبان سے حس کا لفظ نکلا۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر تو بجائے حس کے بسم اللہ کہتا تو لوگ دیکھتے اور فرشتے تجھ کو اٹھا کر لے جاتے یہاں تک کہ تجھ کو آسمان میں لے کر رکھیں جاتے۔

7۔ علما انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔ اولیا کی کرامت، انبیاء کرام کی وحی اور معجزات کی وراثت ہے۔

امین ابی الدنیا نے ذکر الموقی میں زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا کہ جو پہاڑ میں رہتا تھا جب قحط ہوتا تو لوگ اس سے بارش کی دعا کراتے، وہ دعا کرتا، اللہ تعالیٰ اس کی دعا کی برکت سے بارانِ رحمت نازل فرماتا۔ اس عابد کا انتقال ہو گیا۔ لوگ اس کی تجہیز و تکفین میں مشغول تھے اچانک ایک تخت آسمان سے اترتا ہوا نظر آیا، یہاں تک کہ اس عابد کے قریب آ کر رکھا گیا۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر اس عابد کو اس تخت پر رکھ دیا۔ اس کے بعد وہ تخت اوپر اٹھ گیا، لوگ دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ غائب ہو گیا۔“

8۔ اور حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جنازہ کا آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے آسمان سے زمین پر اتر آنا مستدرک حاکم میں مفصل مذکور ہے۔ (مستدرک صفحہ 579 جلد 2)

9۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آسمان سے ماندہ کا نازل ہونا قرآن کریم میں صراحتاً مذکور ہے۔ اذ قال الحواریون یعیسیٰ ابن مریم هل یستطیع ربک ان ینزل علینا مائدة من السماء (المائدہ: 112)

قال عیسیٰ ابن مریم اللهم ربنا انزل علینا مائدة من السماء تكون لنا عیدا لاولنا واخرونا وایة منک وارزقنا وانت خیر الرازقین ؕ قال اللہ انی منزلہا علیکم۔ (مائدہ: 114-115)

10۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے لیے من و سلویٰ آسمانوں سے اترتا تھا۔ اس کا (ان تمام کروں سے) آنا قرآن سے ثابت ہے۔ پس کھانا انبیاء علیہم السلام کے اجماع سے زیادہ مادی جسم ہے۔ کھانے کی نسبت انبیاء علیہم السلام کا، جو زیادہ لطیف بلکہ اللطیف ہے۔ اگر

مادی جسم آسمانوں سے آنا محال نہیں تو ان سے لطیف بلکہ اللطف اجساد کا آنا کیوں کر محال ہے؟
 11- حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:
 واذکر فی الكتاب ادریس انه کان صلیقا نبیا و رفعنا مکانا علیا.

(الرمیم: 56، 57)

”اور (اس) کتاب (قرآن) میں ادریس کا ذکر فرمائیے۔ بے شک وہ (بھی)

نہایت سچے نبی تھے اور ہم نے اسے بلند مقام پر اٹھالیا۔“

حضرت ادریس علیہ السلام نے اپنی زندگی میں جنت کی سیر کرنے کی آرزو کی تھی۔ اس آرزو کے نتیجے میں آپ کو ملائکہ کے ذریعے اوپر اٹھالیا گیا اور جنت کی سیر کرائی گئی۔ جنت کی سیر کرنے کے بعد ملائکہ نے عرض کیا کہ حضرت اب سیر ہو چکی ہے۔ واپس تشریف لے چلیں۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ مولا تیرا وعدہ ہے کہ جو جنت میں آ جاتا ہے، وہ واپس نہیں جاتا۔ مجھے اب یہیں رکھ۔ تیرے قرب کی بارگاہ سے واپس نہیں جانا چاہتا۔ اللہ پاک نے فرشتوں سے فرمایا کہ ہمارے ادریس کو یہیں چھوڑ دو، ہم اس کو واپس نہیں بھیجے۔ چنانچہ آج تک آپ جو تھے آسمان پر زندہ و سلامت تشریف فرما ہیں۔ شب معراج کو آپ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملاقات بھی ہوئی۔ لہذا ثابت ہوا کہ جسمانی طور پر کسی کو اٹھالینا قانون قدرت کے خلاف نہیں بلکہ امر ممکن ہے۔ جس کی وضاحت خود قرآن مجید نے کر دی ہے۔

ان واقعات کو نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ منکرین اور لحدین خوب سمجھ لیں کہ حق جل شلنہ نے اپنے محبوبین اور مخلصین کی اس خاص طریقہ سے بارہا تائید فرمائی کہ ان کو صحیح و سالم فرشتوں کے ذریعہ آسمانوں پر اٹھوایا اور دشمن دیکھتے بھی رہ گئے تاکہ اس کی قدرت کاملہ کا ایک نشان اور کرشمہ ظاہر ہو اور اس کے نیک بندوں کی کرامت اور منکرین معجزات و کرامات کی رسوائی و ذلت آشکارا ہو اور اس قسم کے خوارق کا ظہور مومنین اور مصدقین کے لیے موجب طمانیت اور مکذبین کے لیے اتمام حجت کا کام دے۔

ان واقعات سے یہ امر بھی بخوبی ثابت ہو گیا کہ کسی جسم عصری کا آسمان پر اٹھایا جانا نہ قانون قدرت کے خلاف ہے نہ سنت اللہ کے متصادم ہے بلکہ ایسی حالت میں سنت اللہ بھی ہے کہ اپنے خاص بندوں کو آسمان پر اٹھالیا جائے تاکہ اس ملیک مقتدر کی قدرت کا

کرشمہ ظاہر ہو اور لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ حق تعالیٰ کی اپنے خاص الخاص بندوں کے ساتھ یہی سنت ہے کہ ایسے وقت میں ان کو آسمان پر اٹھالیتا ہے۔ غرض یہ کہ کسی جسم عضوی کا آسمان پر اٹھایا جانا قطعاً محال نہیں بلکہ ممکن اور واقع ہے۔ خود مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

□ انجیل کے بعض اشارات سے پایا جاتا ہے کہ حضرت مسیح بھی جو رو کرنے کی فکر میں تھے مگر تھوڑی سی عمر میں اٹھائے گئے ورنہ یقین تھا کہ اپنے باپ داؤد کے نقش قدم پر چلے۔“
(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 283 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 283، از مرزا قادیانی)

(18) قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھائے جانے اور پھر زمین پر دوبارہ نزول میں کیا حکمت ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع اور نزول کی حکمت علمائے کرام نے یہ بیان کی ہے کہ یہود کا یہ دعویٰ تھا کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ قولہم انا قتلنا المسيح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ (النساء: 157) اور دجال جو اخیر زمانہ میں ظاہر ہوگا وہ بھی قوم یہود سے ہوگا اور یہود اس کے قبیح اور ہیرو ہوں گے۔ اس لیے حق تعالیٰ نے اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھایا اور قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے تاکہ خوب واضح ہو جائے کہ جس ذات کی نسبت یہود یہ کہتے تھے کہ ہم نے اس کو قتل کر دیا، وہ سب غلط ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے زندہ آسمان پر اٹھایا اور اتنے زمانہ تک ان کو زندہ رکھا اور پھر تمہارے قتل اور بربادی کے لیے اتارا تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ تم جن کے قتل کے مدعی تھے، ان کو قتل نہیں کر سکے بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے قتل کے لیے نازل کیا اور یہ حکمت فتح الباری کے باب نزول عیسیٰ صفحہ 357 جلد 10 پر مذکور ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک شام سے آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور ملک شام ہی میں نزول ہوگا تاکہ اس ملک کو فتح فرمائیں جیسا کہ نبی اکرم ﷺ ہجرت کے چند سال بعد فتح مکہ کے لیے تشریف لائے، اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام نے شام سے آسمان کی طرف ہجرت فرمائی اور وفات سے کچھ عرصہ پہلے شام کو فتح کرنے کے لیے آسمان سے نازل ہوں گے اور

یہود کا استیصال فرمائیں گے اور نازل ہونے کے بعد صلیب کا توڑنا بھی اسی طرف اشارہ ہوگا کہ یہود اور نصاریٰ کا یہ اعتقاد کہ مسیح بن مریم صلیب پر چڑھائے گئے، بالکل غلط ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں تھے۔ اس لیے نازل ہونے کے بعد صلیب کا نام و نشان بھی نہ چھوڑیں گے۔

اور بعض علمائے کرام نے یہ حکمت بیان فرمائی ہے کہ حق تعالیٰ نے تمام انبیاء سے یہ عہد لیا تھا کہ اگر تم نبی کریم ﷺ کا زمانہ پاؤ تو ان پر ضرور ایمان لانا اور ان کی ضرورت مدد کرنا۔ لہٰذا منہ و لتصرنہ (آل عمران: 81) اور انبیائے بنی اسرائیل کا سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہوتا تھا۔ اس لیے حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا تاکہ جس وقت دجال ظاہر ہو اس وقت آپ آسمان سے نازل ہوں اور رسول اللہ ﷺ کی امت کی مدد کریں۔

کیونکہ جس وقت دجال ظاہر ہوگا وہ وقت امت محمدیہ ﷺ پر سخت مصیبت کا وقت ہوگا اور امت شدیدہ اللہ کی محتاج ہوگی۔ اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت نازل ہوں گے تاکہ امت محمدیہ ﷺ کی نصرت و امانت کا جو وعدہ تمام انبیاء کر چکے ہیں وہ وعدہ اپنی طرف سے اصالۃ اور باقی انبیاء کی طرف سے وکالتہ ایفا کریں۔

اور بعض علمائے یہ حکمت بیان کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب انجیل میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ ﷺ کی امت کے اوصاف دیکھے تو حق تعالیٰ سے یہ دعا کی اور ان کو آخر زمانہ تک باقی رکھا اور قیامت کے قریب دین اسلام کے لیے ایک مجدد کی حیثیت سے تشریف لائیں گے تاکہ قیامت کے نزدیک ان کا حشر امت محمدیہ ﷺ کے زمرہ میں ہو۔

انجیل برناباس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں پیش گوئیاں ایک بار نہیں بلکہ بار بار دی تھیں۔ انجیل برناباس کا باب 17 کا ایک حوالہ ملاحظہ کیجیے:

”میرے بعد وہ ہستی تشریف لائے گی جو تمام نبیوں اور نفوس قدسیہ کے لیے آب و تاب ہے اور پہلے انبیاء نے جو باتیں کی ہیں، ان پر روشنی ڈالے گی کیونکہ وہ اللہ کا رسول ہے..... میں تو اس لائق بھی نہیں کہ اللہ کے اس رسول ﷺ کی جوتیوں کے تسمے جھک کر کھولوں۔ (سبحان اللہ!) اس کی تخلیق مجھ سے پہلے ہوئی اور تشریف میرے بعد لے آئے گا۔

وہ سچائی کے الفاظ لائے گا اور اس کے دین کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔“

(انجیل برنباس باب 17 فقرہ 22، 23، باب 42 فقرہ 13 تا 15)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ کا امتی بننے کے لیے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی:

”اے رب بخشش والے، اے رحمت میں غنی! تو اپنے خادم کو قیامت کے دن اپنے

رسول کی امت میں ہونا نصیب فرما۔“ (انجیل برنباس باب: 212 فقرہ: 14)

(19) قادیانی حیات عیسیٰ علیہ السلام پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو وَأَوْصِنِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ

مَا دُمْتُ حَيًّا (مریم: 31) کی رو سے وہ نماز کیا پڑھتے ہوں گے، زکوٰۃ

کہاں ادا کرتے ہوں گے؟

قادیانی عقل کے اندھوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس آیت مبارکہ سے بھی حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس آیت مبارکہ کا مطلب صرف اتنا ہے کہ

جب تک میں زندہ رہوں، تب تک اللہ تعالیٰ نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے۔ لیکن اس

آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اب جبکہ میں ماں کی گود میں ہوں، اس وقت بھی نماز پڑھوں اور

زکوٰۃ ادا کروں، حالانکہ جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بحکم الہی اپنی معصوم زبان مبارک

سے یہ کلام فرمایا تھا، اُس وقت ان میں نماز پڑھنے کی صلاحیت ہی نہیں تھی کیونکہ دودھ پیتا، گود

کا بچہ نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا، اور نہ اس عمر میں وہ دولت ہی کے مالک تھے کہ زکوٰۃ ادا

کرتے۔ البتہ آپ علیہ السلام کا ماں کی گود میں بولنا خرق عادت ہے، جو نبوت ملنے سے پہلے

کسی نبی سے صادر ہو تو اسے ”ارہاس“ کہتے ہیں۔ خیر یہ تو اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول تھے۔

غیر نبی وغیر رسول بھی نابالغی کے دور میں نماز کا مکلف نہیں ہوتا، بلوغت کے بعد ہی اس پر نماز

فرض ہوتی ہے۔ پھر اس کا بھی مختلف حالات میں مختلف حکم ہوتا ہے۔ مثلاً حالت اقامت میں

نماز پڑھنے کا جو حکم ہے، مرض میں وہ نہیں۔ نیز اسی روئے زمین پر بعض مقامات ایسے ہیں

جہاں رات نہیں ہوتی۔ جب وقت نہیں تو نماز بھی نہیں اور وقت کا تعلق سورج کے طلوع و

غروب سے ہے اور جہاں سورج ہے ہی نہیں، وہاں کونسا وقت اور کونسی نماز اور چونکہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں، جہاں سورج نہ ہونے کی وجہ سے دن رات بھی نہیں ہیں، وقت ہمیشہ ایک جیسا رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس حال میں وہاں تشریف لے گئے تھے، اسی حالت میں واپس تشریف لائیں گے۔ چنانچہ سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پالے تو انھیں میرا سلام کہے اور پھر ان کی علامت بتلاتے ہوئے فرمایا: فانه شاب و ضعی احمر کہ وہ جوان اور نہایت صاف سحرے، پاکیزہ اور خوبصورت سرخ رنگ کے ہوں گے۔

بہر حال آسمان پر دن رات میں وقت کی تقسیم نہیں، اس لیے وہاں کوئی نماز نہیں۔ البتہ وہ نماز کی بجائے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل میں ضرور مشغول رہتے ہیں جیسا کہ فقہائے کرام رحمہم اللہ نے لکھا ہے کہ ایام حیض و نفاس میں عورت کو چاہیے کہ وہ نماز کے بدلے جائے نماز پر بیٹھ کر تسبیح و تہلیل کرتی رہا کرے تاکہ عادت قائم رہے۔ اسی طرح ممکن ہے کہ قیام آسمان کے دوران حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل ہی نمازوں کی قائم مقام ہو۔ البتہ از روئے احادیث مبارکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تسبیح و تقدیس تو بہر حال کرتے ہیں، جو ان کے لیے غذا کے قائم مقام ہے۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ جس طرح مسافر کو دو رکعتیں معاف ہو جاتی ہیں، ایسے ہی زمینی مسافر جب آسمان پر پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی نماز میں تخفیف کر کے صرف تسبیح و تہلیل کو اس کا نعم البدل کر دیا ہو۔ بہر حال یہ سب امکانات ہیں۔ لیکن جس وقت زمانہ قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس زمین پر تشریف لائیں گے تو اس وقت شریعت محمدیہ کے موافق پنجگانہ نمازیں ادا کیا کریں گے۔

(20) قادیانی سوال کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق قرآن مجید

میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ لہذا جب وہ نازل ہوں گے تو ان کے نزول والی قرآنی آیات کا کیا بنے گا؟ یہ آیات تو پھر بھی یہ کہہ رہی ہوں گی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، کیا اس وقت یہ آیات منسوخ ہو جائیں گی؟

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے حضور نبی کریم

ﷺ سے بہت سے وعدے کیے جو آپ ﷺ کے زمانہ میں ہی حضور ﷺ کی ذات سے وابستہ تھے، وہ وعدے پورے ہوئے مگر آیات آج بھی موجود ہیں اور پڑھی بھی جاتی ہیں۔ مثلاً

- 1- المۃ غلبت الروم (الروم: 1، 2)
ترجمہ: ”الم۔ (المل) روم مغلوب ہو گئے۔“
- 2- اذا جاء نصر الله والفتح. (النصر: 1)
ترجمہ: ”جب اللہ کی مدد آ پہنچی اور فتح (حاصل ہو گئی)“
- 3- ثبت يدا ابي لهب و تب. (المص: 1)
ترجمہ: ”ابولہب کے ہاتھ ٹوٹیں اور ہلاک ہو جائے۔“
- 4- لتدخلن المسجد الحرام ان شاء الله امنين محلقيں رء و مسکم و مقصرين لا تخافون (الحج: 27)
ترجمہ: ”اگر اللہ نے چاہا تو مسجد حرام میں اپنے سرمنڈوا کر اور اپنے بال کترا کر امن و امان سے داخل ہو گے اور کسی طرح کا خوف نہ کرو گے۔“

یہ تمام وعدے پورے ہوئے اور جب بات پوری ہو جائے تو آیت بدل نہیں جاتی بلکہ اور زیادہ شان سے چمکنے لگتی ہے کہ جن کا وعدہ تھا، وہ پورا ہو گیا۔ قرآن مجید میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے خوشخبری دی ”مبشرا برسول یاتى من بعدى اسمه احمد“ (القلم: 6) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ”انا دعوة ابراهيم و بشرى عيسى ابن مريم“ (کنز العمال، صفحہ 384) اسی طرح جب عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو وہ بھی کہیں گے کہ میں ان آیات کا بذات خود مصداق بن کر آیا ہوں تو ان کے نزول سے ان آیات کی عملی تفسیر مکمل ہو جائے گی اور یہ آیات اور زیادہ تابدار ہو جائیں گی نہ کہ منسوخ ہو جائیں گی۔ مرزا قادیانی نے جہاد کو قطعاً حرام قرار دیا ہے۔ جبکہ قرآن پاک میں جہاد کے حکم اور فضیلت کے بارہ میں بے شمار آیات موجود ہیں، قادیانی بتائیں کہ اگر وہ ہمارا یعنی مسلمانوں والا قرآن مجید پڑھتے ہیں تو ان آیات تک پہنچتے پروہ کیا کرتے ہیں؟ کیا ان آیات کو منسوخ سمجھ کر چھوڑ دیتے یا پڑھتے ہیں؟

1- ومن یقاتل فی سبیل اللہ فیقتل او یغلب فسوف نؤتیه اجرا عظیما۔ (النساء: 74)

ترجمہ: ”اور جو شخص خدا کی راہ میں جنگ کرے اور پھر شہید ہو جائے یا غلبہ پائے

ہم غمغریب اس کو بڑا ثواب دیں گے۔“

2- الذین امنوا وھاجروا و جاھلوا فی سبیل اللہ باموالھم و انفسھم اعظم درجۃ عند اللہ واولئک ھم الفائزون۔ (التوبہ: 20)
ترجمہ: ”اور جو لوگ ایمان لائے اور وطن چھوڑ گئے اور خدا کی راہ میں مال اور جان سے جہاد کرتے رہے خدا کے ہاں ان کے درجے بہت بڑے ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔“

3- انما المؤمنون الذین امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا و جاھلوا باموالھم و انفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصلحون۔ (الحجرات: 15)
ترجمہ: ”پیشک مؤمن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے پھر شک میں نہ پڑے اور خدا کی راہ میں مال اور جان سے لڑے۔ یہی لوگ (ایمان کے) سچے ہیں۔“
قادیانی حضرات جہاد کی مذکورہ آیات کے بارہ میں جو توضیح کرتے ہیں، وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارہ میں آیات کے ساتھ بھی کر لیا کریں۔

(21) قادیانی اسی سے ملتا جلتا ایک اور سوال کرتے ہیں کہ آیت: ”انی متوفیک ورافعک الی۔“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان کی طرف رفع کی خبر دے رہی ہے۔ کیا ان کے نزول کے وقت یہ منسوخ ہو جائے گی یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود قرآن مجید کی اس آیت کو منسوخ قرار دے کر آسمان سے دنیا کی طرف واپسی کا راستہ صاف کر لیں گے۔ ایسا نہیں اور یقیناً نہیں۔ قرآن کریم کی کوئی آیت کبھی بھی منسوخ نہیں ہوگی۔ لہذا یہ آیت ورافعک الی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول ”من السماء“ کا راستہ قیامت تک روکے رکھے گی۔

قادیانی جاہلوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ آیت: ”انی متوفیک ورافعک الی“ میں ایک واقعہ کا تذکرہ ہے۔ اس واقعہ کی حیثیت سے یہ آیت آج بھی غیر منسوخ ہے اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد بھی غیر منسوخ رہے گی جیسا کہ ”انی جاعل فی

الارض خليفه“ (البقرہ: 30) اور ”واذقلنا للملائكة اسجدوا لآدم (البقرہ: 34) میں ہے۔ قادیانوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ فتح امر و نہی میں ہوتا ہے، خبر یا واقعات منسوخ نہیں ہوا کرتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا ایک واقعہ ہے جو ہو چکا۔ اب آسمان سے نزول دوسرا واقعہ ہے۔ اپنے وقت پر اس دوسرے واقعہ کا ظہور یقیناً ہوگا۔ لہذا یہ آیت بدستور انہی معنوں میں پڑھی جانی رہے گی بلکہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی پڑھیں گے، جیسا کہ سوال 10ھ میں نازل ہونے والی آیت فَمَسِيحُوهَا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ (توبہ: 2) آج بھی پڑھی جا رہی ہے حالانکہ اب تک تو مکہ میں وہ کافر موجود نہیں ہیں جنہیں چار ماہ کی مہلت دی گئی تھی۔ اس میں اس واقعہ کا ذکر ہے جس میں مشرکین مکہ کو اطاعت، یا عدم اطاعت کی صورت میں جنگ کی دعوت دی گئی تھی۔

(22) قادیانی کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ زمین پر نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام خنزیریوں کو قتل کریں گے؟ کیا خنزیر کو قتل کرنا ان کی شان کے خلاف نہیں؟

قادیانوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ حدیث شریف کے الفاظ ویقتل الخنزیر سے قرونِ اولیٰ سے آج تک کے مسلمانوں نے صرف اور صرف ایک ہی مطلب لیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ) خود خنزیریوں کو قتل نہیں کریں گے بلکہ ان کی تشریف آوری کے بعد جب دنیا میں خنزیر کھانے والی اور اس کا ریوڑ پالنے والی قوم نہ رہے گی، بلکہ وہ مسلمان ہو جائیں گے تو ان کے مسلمان ہو جانے پر جو لوگ خنزیر پالنے والے تھے، وہی اس کو قتل کرنے والے ہوں گے۔ کیونکہ قتل خنزیر کا سبب عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ آپ کے حکم سے خنزیر قتل کیے جائیں گے اور آپ کے نزول کے بعد یہ سب کچھ ہوگا۔ اس لیے قتل کی نسبت آپ کی طرف کر دی گئی۔ مثلاً

1- جنرل ایوب خان نے 65ء کی پاک بھارت جنگ میں فتح حاصل کی حالانکہ لڑنے والے فوجی تھے، جنرل ایوب کے حکم سے اس کے زمانہ میں فتح ہوئی، اس لیے فتح کی نسبت ایوب خان کی طرف کی جائے گی۔

2- سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا حالانکہ یہ تاریخی فیصلہ کرنے والی قومی اسمبلی تھی مگر بھٹو صاحب کے زمانہ میں ہوا، اس لیے ان کی طرف نسبت کی جاتی ہے۔

3- ہٹلر نے لاکھوں یہودیوں کو قتل کیا۔ حالانکہ قتل کرنے والی اس کی فوج تھی۔ نہ کہ اس نے اپنے ہاتھوں سے ان سب کو قتل کیا تھا۔

اسی طرح خنزیر، عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں قتل ہوں گے مگر یہ برائی آپ کے زمانہ بعد از نزول اختتام پذیر ہوگی، اس لیے اس کا کریڈٹ احادیث میں آپ کو دیا گیا تو ایک برائی کو ختم کرنا اچھا فعل ہے نہ کہ قابل ملامت و باعث اعتراض؟ قادیانیوں نے کبھی یہ بھی سوچا کہ قتل تو خنزیر ہوں گے مگر پریشان وہ ہیں۔ آخر کیوں؟ اور اگر قتل خنزیر سے بقول قادیانیوں کے عیسیٰ علیہ السلام کی توہین لازم آتی ہے تو پھر ان کی جماعت کے مفتی صادق کی کتاب ”ذکر حبیب“ میں لکھا ہے: مرزا قادیانی کے ایک مرید نے شکایت کی کہ لوگ مجھے کتا مار رہے کہتے ہیں۔ اس پر مرزا قادیانی نے کہا کہ اس میں کیا حرج ہے۔ حدیث شریف میں میراث نام ”سور مار“ لکھا ہے۔ (ذکر حبیب صفحہ 162 از مفتی صادق قادیانی) اس طرح مرزا قادیانی نے خود کو سور مارنے والا لکھا ہے۔ (تختہ گلڑویہ صفحہ 232، 231 خزائن جلد 17 صفحہ 317-318)

ان دونوں حوالہ جات میں مرزا قادیانی نے وہی بات کہی جو قادیانی حضرات، عیسیٰ علیہ السلام کے لیے باعث ملامت بتاتے ہیں۔ اگر یہ بات عیسیٰ علیہ السلام کے لیے باعث ملامت ہے تو مرزا قادیانی کے لیے کیوں نہیں؟ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد کا کہنا ہے:

□ ”مسح موعود (مرزا قادیانی) اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے کہ بقول ہمارے مخالفین کے جب مسیح آئے گا اور لوگ اس کو ملنے کے لیے اس کے گھر پر جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ مسیح صاحب باہر جنگل میں سو رہا ہے۔ پھر وہ لوگ حیران ہو کر کہیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لیے آیا ہے اور باہر سوروں کا شکار کر لیتا پھرتا ہے۔ پھر فرماتے تھے کہ ایسے فیض کی آمد سے سانسوں اور گنڈلیوں (حرام خور) کو خوشی ہو سکتی ہے جو اس قسم کا کام کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو کیسے خوش ہو سکتی ہے؟ یہ الفاظ بیان کر کے آپ بہت ہنستے تھے یہاں تک کہ اکثر اوقات آپ کی آنکھوں میں پانی آ جاتا تھا۔“

(سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 291-292)

قارئین کرام غور فرمائیں کہ مرزا قادیانی مارے خوشی کے جس مفروضہ پر لوٹ پوٹ ہو رہا ہے، اس مضمون کا کہیں احادیث میں ذکر نہیں۔ یہ صرف اور صرف اس کذاب کی خود ساختہ کہانی اور جھوٹ کا جیسا جاگتا ثبوت ہے۔

(23) قادیانی اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور پھر ان کا آسمان سے نزول، اس بات کو عقل نہیں مانتی۔

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ قرآن مجید کی آیات، احادیث مبارکہ، آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رضی اللہ عنہم اور اجماع امت یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زعہ ہیں اور اصلاً نزول فرمائیں گے۔ اگر یہ بات قادیانیوں کی عقل میں نہیں ساتی تو اس کے جواب میں ہم مرزا قادیانی کا یہ حکم سنا دیتے ہیں کہ..... ”اگر قرآن و حدیث کے مقابل پر ایک جہان عقلی دلائل کا دیکھو تو ہرگز اس کو قبول نہ کرو اور یقیناً سمجھو کہ عقل نے لغزش کھائی ہے۔“ (ازالہ اوہام صفحہ 835 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 552) مزید کہا کہ ”سلف خلف کے لیے بطور وکیل کے ہوتے ہیں اور ان کی شہادتیں آنے والی ذریت کو ماننی پڑتی ہیں۔“ (ازالہ اوہام صفحہ 374 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 293) مزید کہا کہ ”عقل انسان کو خدا سے نہیں ملاتی بلکہ خدا سے انکار کراتی ہے۔“ (الخطبات جلد دوم صفحہ 592 طبع جدید)

قادیانی بتائیں کہ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ کا سرد ہو جانا عقل میں آتا ہے؟؟؟ جبکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے ”ابراہیم علیہ السلام چونکہ صادق اور خدا تعالیٰ کا وفادار بندہ تھا۔ اس لیے ہر ایک امتلا کے وقت خدا نے اس کی مدد کی جبکہ وہ ظلم سے آگ میں ڈالا گیا۔ خدا نے آگ کو اس کے لیے سرد کر دیا۔“ (ہیئتہ الوحی صفحہ 50 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 52) کیا حضرت یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ میں زعہ رہنا عقل میں آتا ہے؟؟؟ جبکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے: ”جیسے یونس (علیہ السلام) نبی 3 دن مچھلی کے پیٹ میں زعہ رہا اور مرا نہیں۔“ (ازالہ اوہام صفحہ 393 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 303)

قادیانی بتائیں کہ کیا حیات موسیٰ علیہ السلام ان کی عقل میں آتا ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی موسیٰ علیہ السلام کی حیات کا قائل ہے۔

مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

□ ”یہ وہی موسیٰ مرو خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مردوں میں سے نہیں۔“

(نور الحق صفحہ 68، 69 روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 68، 69)

□ مرزا قادیانی مزید کہتا ہے:

”بل حياة كلیم الله ثابت نبص القرآن الکریم الاتقره فی القرآن
ماقال الله تعالى عزوجل فلا تکن فی مریة من لقائه؟ وانت تعلیم ان هذه الایة
نزلت فی موسیٰ فهی دلیل صریح علی حياة موسیٰ علیه السلام لانه لقی رسو
الله صلی الله علیه وآله وسلم والاموات لا یلاھون الاحیاء ولا تجد مثل هذه
الایات فی شان عیسیٰ علیه السلام نعم جاء ذکر وقته فی مقلعات شتی۔“

(جملۃ البشری صفحہ 55، 56 روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 221، 222)

ترجمہ: بلکہ حیات کلیم اللہ (موسیٰ علیہ السلام) نص قرآن کریم سے ثابت ہے کیا تو
نے قرآن میں نہیں پڑھا۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ آپ ﷺ تک نہ کریں ان کی ملاقات سے
یہ آیت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ آیت دلیل صریح ہے موسیٰ علیہ السلام
کی حیات پر اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کی موسیٰ علیہ السلام سے (معراج میں) ملاقات ہوئی
اور (اگر موسیٰ علیہ السلام فوت شدہ ہوتے تو) مردے زندوں سے نہیں ملا کرتے۔ ایسی آیات تو
عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نہیں بلکہ مختلف مقامات پر ان کی وفات کا ذکر ہے۔“

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ ہی ان
کے آسمان پر جانے کا گواہ ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ کا آسمان پر جا کر صدیوں زندہ رہنا کوئی شخص
اس لیے نہیں مانتا کہ یہ بات قانون فطرت کے خلاف ہے تو پھر اسے حضرت عیسیٰ کی پیدائش
کا بھی انکار کر دینا چاہئے کیونکہ ان کی پیدائش بھی تو قانون فطرت کے خلاف ہوئی ہے۔
قانون فطرت تو یہ ہے کہ ”هنا علقنا الإنسان من نطفة أمشاج (الدر: 2)“ حقیقت ہم نے
انسان کو (عورت مرد کے) لے جے نطفے سے پیدا کیا ہے۔“ جبکہ حضرت عیسیٰؑ بنمہ باپ کے
پیدا کیے گئے ہیں، دوسرے جب حضرت مریمؑ حضرت یحییٰؑ کو گود میں لے کر بستی میں لے گئے تو

لوگوں نے کہا: ”اے مریم! یہ تو نے کیا کر دیا! نہ تو حیرا والد برا آدمی تھا اور نہ حیری والدہ ہی بدچلن تھی۔“ حضرت مریم نے اللہ کے حکم کے مطابق بچے کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے پوچھ لو تو کہنے لگے: کیف نکلم من کان فی المهد صبیا (مریم: 29) یعنی گہوارے کے بچے سے بھلا کیسے کلام ہو سکتا ہے؟ ایسا انہوں نے اس لیے کہا کہ یہ بات قانون فطرت کے خلاف تھی اور ہے کہ بچہ پیدا ہوتے ہی باتیں کرنے لگے۔ مگر اس بچے نے اللہ کی قدرت سے قانون فطرت کو توڑتے ہوئے کہا: انی عبد اللہ اتنی الکتب و جعلنی نبیا (مریم: 30) یعنی میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس نے مجھے صاحب کتاب نبی بنایا ہے۔ جب آپ کی بغیر باپ کے پیدائش، پیدا ہوتے ہی کلام کرنا اور نبوت کا اعلان کرنا جیسی (قانون فطرت کے خلاف) باتوں کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر آپ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے واقعہ کو ماننے میں بھی تامل نہیں کرنا چاہیے۔ سچ تو یہ ہے کہ جب آپ کی پیدائش عام انسانی قاعدہ سے ہٹ کر بغیر باپ کے ہوئی تھی تو اس کا تقاضا تھا کہ آپ کا انجام بھی عام انسانی دستور کے مطابق نہ ہوتا تاکہ آپ کی ابتدا و انجام میں گہری مناسبت اور یکا گت ہوتی۔ شیطان اور فرشتے دونوں ابتدا سے زندہ ہیں اور جب تک خدا چاہے گا، زندہ رہیں گے۔ ان کے ساتھ اگر ایک انسان (حضرت عیسیٰ) کو بھی خدا زندہ رکھے تو یہ خلاف فطرت اور خلاف عقل کیسے ہوا؟

(24) قادیانی کہتے ہیں کہ خدا نے خود فرمایا ہے: لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْيِيلًا (الاحزاب: 62) کہ اللہ اپنی سنت کے خلاف نہیں کرتا؟

قادیانی جاہلوں کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ ”إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ (الدھر: 2) ترجمہ: ”بلاشبہ ہم ہی نے انسان کو پیدا فرمایا ایک مخلوط نطفہ سے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس قاعدہ کلیہ سے مستثنیٰ ہیں۔“ اللہ تعالیٰ کا مزید ارشاد ہے۔ ”وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً (الرعد: 38) ترجمہ: ”اور بے شک ہم نے بھیجے کئی رسول آپ ﷺ سے پہلے اور بنائیں ان کے لیے بیویاں اور اولاد۔“ یہاں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس قاعدہ و قانون سے عارضی طور پر مستثنیٰ ہیں۔ ظاہری طور پر اس آیت میں انسانی پیدائش کو نطفہ میں سے ہونے میں حصر کر

دیا گیا ہے لیکن آدم علیہ السلام کی پیدائش مٹی سے ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ حالانکہ دونوں انسان ہی تھے۔ خود مرزا قادیانی کہتا ہے: ”لیکن جہاں کوئی بیج پڑ جاتا ہے اور دین پر اعتراض وارد ہوتا ہے، وہاں تو خدا تعالیٰ اپنا قانون بھی بدل دیتا ہے اور معجزہ نمائی کرتا ہے۔“ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 296، طبع جدید) مرزا قادیانی حریہ کہتا ہے کہ ”اس قدر زور سے صدق اور وفا کی راہوں پر چلتے ہیں کہ ان کے ساتھ خدا کی ایک الگ عادت ہو جاتی ہے گویا ان کا خدا ایک الگ خدا ہے جس سے دنیا بے خبر ہے اور ان سے خدا تعالیٰ کے وہ معاملات ہوتے ہیں جو دوسروں سے وہ ہرگز نہیں کرتا جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام۔“ (ہیئت الوحی صفحہ 50 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 52)

(25) قادیانی نزول عیسیٰ علیہ السلام پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمین سے لے کر آسمان تک کی طویل مسافت کا چند لمحوں میں طے کر لینا کیسے ممکن ہے؟

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ روشنی ایک منٹ میں ایک کروڑ بیس لاکھ میل کی مسافت طے کرتی ہے۔ بجلی ایک منٹ میں پانچ سو مرتبہ زمین کے گرد گھوم سکتی ہے اور بعض ستارے ایک لمحہ میں آٹھ لاکھ اسی ہزار میل کی رفتار سے حرکت کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں انسان جس وقت نظر اٹھا کر دیکھتا ہے تو حرکت شعاعی اس قدر تیز رفتار ہوتی ہے کہ ایک ہی آن میں آسمان تک پہنچ جاتی ہے۔ اگر یہ آسمان حائل نہ ہوتا تو اور دور تک بھی ممکن تھا۔ نیز جس وقت آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس کی روشنی ایک ہی آن میں تمام کرۂ ارض پر پھیل جاتی ہے، حالانکہ سورج سے سطح ارضی 2,03,63,636 فرسخ ہے۔ جبکہ ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے لہذا یہ فاصلہ 6,10,90,908 میل ہوا۔ آصف بن برخیا کا مہینوں کی مسافت سے بلقیس کا تخت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پلک جھپکنے سے پہلے پہلے حاضر کر دینا قرآن کریم میں مذکور ہے۔ قال الذی عنده علم من الکتاب انا الہیک بہ قبل ان یترد الہیک طرفک فلما راہ مستقرا عنده قال هذا من فضل ربی۔ (النمل: 40) اسی طرح سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا کا سفر ہونا بھی قرآن کریم میں مذکور

ہے کہ وہ ہوا سلیمان علیہ السلام کے تخت کو جہاں چاہے اڑا کر لے جاتی اور مہینوں کی مسافت گھنٹوں میں طے کرتی۔ فسخرونا للہ الريح تجرى بامرو۔ (ص: 36) نیز شیاطین اور جنات کا شرق سے لے کر غرب تک آن و آمد میں اس قدر طویل مسافت کا طے کر لینا ممکن ہے تو کیا خداوند عالم اور قادر مطلق کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ کسی خاص بندے کو چند لمحوں میں اس قدر طویل مسافت طے کرادے؟؟؟

(26) قادیانی کہتے ہیں کہ کسی انسانی جسم کا آسمان پر جانا سراسر محال ہے۔ اس لیے کہ ایک جسم زمین و آسمان کے درمیان سے کس طرح صحیح و سالم گزر سکتا ہے جبکہ وہاں کئی مقامات ایسے آتے ہیں کہ وہاں آکسیجن ختم ہو جاتی ہے، آگ وغیرہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ جس طرح نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سفر معراج میں اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کا دن رات زمین و آسمان میں سے گزرنا ممکن ہے، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی اس سے گزرنا ممکن ہے اور جس راہ سے حضرت آدم علیہ السلام کا نزول ہوا ہے، اسی راہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع و نزول بھی ممکن ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آسمان سے مائدہ کا نازل ہونا قرآن کریم میں صریحاً مذکور ہے۔ اس مائدہ کا نزول بھی طبقہ ناریہ میں ہو کر ہوا ہے۔ قادیانیوں کے خیالات کی بنا پر اگر وہ نازل ہوا ہوگا تو طبقہ ناریہ کی حرارت اور گرمی سے جل کر خاکستر ہو گیا ہوگا۔ (نحوذ باللہ!) میں نے عرض کیا کہ یہ شیطانی وسوسے ہیں اور انبیاء و مرسلین کے معجزات پر ایمان نہ لانے کے بہانے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ، عیسیٰ علیہ السلام کے لیے طبقہ ناریہ کو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح ٹھنڈا اور سلامتی والا نہیں بنا سکتا؟ جبکہ اس کی شان یہ ہے: انما امرہ اذا اراد شیا ان يقول له کن فیکون۔ (طہین: 82)

سکھ مذہب کے ہانی گورو نانک کے چولہ کے متعلق مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ یہ آسمان سے نازل ہوا تھا۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کی مندرجہ ذیل تحریر ملاحظہ کریں:

”بعض لوگ انگد کے جنم ساکھی کے اس بیان پر تعجب کریں گے کہ یہ چولہ آسمان

سے نازل ہوا ہے اور خدا نے اس کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی بے انتہا قدرتوں پر نظر کر کے کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ اس کی قدرتوں کی کسی نے حد بست نہیں کی۔ کون انسان کہہ سکتا ہے کہ خدا کی قدرتی صرف اتنی ہی ہیں، اس سے آگے نہیں۔ ایسے کمزور اور تاریک ایمان تو ان لوگوں کے ہیں جو آج کل نیچری یا برہمو کے نام سے موسوم ہیں۔“

(ست بچن صفحہ 37 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 157 از مرزا قادیانی)

قادیانیوں سے پوچھا جاسکتا ہے کہ گورو نانک کا یہ چولہ زمین و آسمان کے درمیان سے کس طرح صحیح و سالم گزر گیا؟

ایک اور حوالہ ملاحظہ کریں۔ مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

(423) ”دنیا کے اندر جو نشانات حضرت موسیٰ یا دیگر انبیاء نے اس طرح کے دکھائے جیسا کہ سوئے سے رسی کا سانپ بنانا۔ یہ سب شبہ میں ڈالنے والی باتیں ہیں۔ خصوصاً اس زمانہ کے درمیان جبکہ ہر طرح کی شعبہ ہا زیاں مداری لوگ دکھاتے ہیں کہ انسان کی سمجھ میں ہرگز نہیں آتا کہ یہ امر کس طرح سے ہو گیا اور انگریز لوگ ایسے ایسے کثوت شعبہ بازی کے دکھاتے ہیں کہ مرا ہوا آدمی واپس آ جاتا ہے اور ٹوٹی ہوئی چیزیں ثابت دکھائی دیتی ہیں جیسا کہ آئین اکبری میں بھی ابوالفضل نے ایک قصہ بیان کیا ہے کہ ایک شعبہ باز آسمان پر لوگوں کے سامنے چڑھ گیا اور اوپر سے اس کے احصا ایک ایک ہو کر گرے اور اس کی بیوی سستی ہو گئی لیکن وہ آسمان سے پھر اتر آیا اور اُس نے اپنی بیوی کے لیے مطالبہ کیا اور ایک وزیر پر ٹھہر گیا کہ اُس نے چھپا رکھی ہے اور یہ اس پر عاشق ہے اور پھر اس کی تلاش کی اجازت بادشاہ سے لے کر اسی کی بغل سے نکال لی۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 481 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1231 پر)

View Proof

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ مرزا قادیانی قیامت تک کسی بھی شخص کے چاند پر جانے سے انکاری ہے۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل حوالہ ملاحظہ کیجیے:

□ ”نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرہ زمہریر تک بھی پہنچ سکے بلکہ علم طبی کی نئی تحقیقاتیں اس بات کو ثابت کر چکی ہیں کہ

بعض بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہنچ کر اس طبقہ کی ہوا ایسی معرصت معلوم ہوئی ہے کہ جس میں زندہ رہنا ممکن نہیں۔ پس اس جسم کا کرہ ماہتاب یا کرہ آفتاب تک پہنچنا کس قدر تو خیال ہے۔“
 (ازالہ اوہام صفحہ 47 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 126 از مرزا قادیانی)
 مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے، وہ نبی اور رسول ہے، اس کا دعویٰ ہے، خدا اس سے گفتگو کرتا اور خزانہ خاص سے تعلیم دیتا ہے۔ (مواعب الرحمن صفحہ 5 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 221 از مرزا قادیانی) اس کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک پلک جھپکنے کے برابر بھی مجھے خطا پر قائم نہیں رہنے دیتا اور مجھے ہر ایک خطا سے محفوظ رکھتا ہے۔ (نور الحق صفحہ 86 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 272 از مرزا قادیانی) اس کا دعویٰ ہے، اس کے اندر ایک آسمانی روح بولتی ہے، (ازالہ اوہام صفحہ 563 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 403 از مرزا قادیانی)، اس کے باوجود، وہ جاہل اور علم سائنس سے ناواقف ہے۔

(27) قادیانی کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی تحریروں میں نزول کا لفظ تو ہے لیکن اس کے معنی یہ نہیں کہ آسمان ہی سے نازل ہوں گے۔ جس طرح کوئی مہمان آتا ہے تو لوگ کہہ دیتے ہیں کہ مہمان حیرے گھر میں اترے ہیں تو اس کا مطلب کیا یہ ہے وہ آسمان سے اترے ہیں؟ اسی لیے عربی میں مہمان کے لیے نزول لفظ بھی بولا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ بات غلط ہے کہ آسمان سے نازل ہوں گے۔ جب آسمان پر چڑھنا ممکن ہی نہیں تو اترنا کیسے ہوگا؟

قادیانیوں کا یہ استدلال ان کی جہالت کی دلیل ہے کیونکہ نزول سے مراد اس مقام پر نزول من السماء ہی ہے کہ آسمان سے اتریں گے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: ينزل اخي عيسى بن مريم من السماء (کنز العمال جلد 14 صفحہ 619) مرزا قادیانی نے اس روایت کو نقل کیا مگر بددیانتی کی مثال ملاحظہ کریں کہ لفظ ”سما“ غائب کر گیا۔ (حملۃ البشری صفحہ 146 و صفحہ 148 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 312، 314 از مرزا قادیانی) اس کے علاوہ مرزا قادیانی کی یہ تحریر بھی ملاحظہ کیجیے۔ ان

المسیح ينزل من السماء بجميع علومه. یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے کامل علوم کے ساتھ نازل ہوں گے۔ (آئینہ کمالات صفحہ 409 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 409 از مرزا قادیانی) اس عبارت میں نزول بھی ہے اور سماء بھی۔ قادیانیوں سے پوچھنا چاہیے کہ یہ ”سماء“ کالفظ مرزا قادیانی کہاں سے لے آیا۔ اس طرح ازالہ اوہام میں بھی ”سماء“ یعنی آسمان سے نازل ہونا موجود ہے: ”صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔“ (ازالہ اوہام صفحہ 81 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 142 از مرزا قادیانی) ”آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو زرد چادریں اس نے پہنی ہوں گی۔“ (قادیانی رسالہ ماہنامہ ”تشیذ الاذہان قادیان“ صفحہ 5، جون 1906ء اخبار بدر جون 1906ء) ”وانی انا المسیح النازل من السماء۔“ ترجمہ: ”میں ہی وہ مسیح ہوں جو آسمان سے اترتا ہے۔“ (تحدہ کلثوبیہ ضمیمہ صفحہ 47 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 83 از مرزا قادیانی) الا يعلمون۔ ان المسیح ينزل من السماء بجميع علومه. ولا ياخذ شيئا من الارض مالهم لا يشعرون۔ ترجمہ: ”کیا وہ لوگ نہیں جانتے کہ بے شک مسیح علیہ السلام اپنے تمام علوم کے ساتھ آسمان سے نازل ہوں گے اور زمین میں (کسی شخص سے) کوئی شے (علم) حاصل نہیں کریں گے۔“ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 409 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 409 از مرزا قادیانی) خود مرزا قادیانی کا یہ اقبالی اعتراف موجود ہے کہ ”براہین احمدیہ میں، میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔“ (ہیئۃ الوحی صفحہ 152 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 153 از مرزا قادیانی)۔ مسیح موعود کی خصوصیات کے بارے میں مرزا قادیانی لکھتا ہے: ”اب حدیثوں پر نظر غور کرنے سے بخوبی یہ ثابت ہوتا ہے کہ آخری زمانہ میں ابن مریم اترنے والا ہے جس کی تعریفیں لکھی ہیں کہ وہ گندم گون ہوگا اور بال اس کے سیدھے ہوں گے اور مسلمان کہلائے گا اور مسلمانوں کے باہمی اختلافات دور کرنے کے لئے آئے گا اور مغز شریعت جس کو وہ بھول گئے ہوں گے انہیں یاد دلانے کا اور ضرور ہے کہ وہ اس وقت نازل ہو جس وقت انتہاء تک شر اور فتن پہنچ جائیں اور مسلمانوں پر تنزل کا زمانہ ہو جو یہودیوں پر ان کے آخری دنوں میں آیا تھا۔“ (ازالہ اوہام صفحہ 359 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 459 از مرزا قادیانی) اس عبارت میں مرزا قادیانی اعتراف کرتا ہے کہ آخری زمانہ میں ابن مریم

(ایمن غلام مرتضیٰ نہیں) اترنے والا ہے، وہ یہ بھی اعتراف کرتا ہے کہ امین مریم نازل ہوں گے۔ اب ظاہر بات ہے کہ اوپر سے اترنا اور نازل ہونا، اوپر سے اترنا اور نازل ہونا ہوتا ہے، نہ کہ ماں کے پیٹ سے۔ اب مرزا قادیانی نہ اتر اور نہ نازل ہوا بلکہ ماں کے پیٹ سے برآمد ہوا۔ لہذا وہ اپنی اس تحریر کے مطابق بھی جھوٹا ہے۔ ان تصریحات سے قادیانیوں کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ اس قسم کا شبہ پیش کریں اور جہاں تک آسان پر چڑھنے اور اترنے کو ناممکن سمجھنے کی بات ہے تو دیگر آیات و احادیث سے قطع نظر خود مرزا قادیانی کے نزدیک بھی غلط ہے۔ عقل کے ترازو پر خدائی قدرتوں کو تولتا ایمان نہیں بلکہ بے ایمانی و دیوانگی ہے۔ لیجئے خود مرزا قادیانی کی زبانی سن لیجئے!

□ ”یہ بات ہم مکرر لکھتا چاہتے ہیں کہ قدرت اللہ پر اعتراض کرنا خود ایک وجہ سے انکار خدائے تعالیٰ ہے کیونکہ اگر خدائے تعالیٰ کی قدرت مطلقہ کو نہ مانا جائے اور حسب اصول تنازع آریہ صاحبان یہ اعتقاد رکھا جائے کہ جب تک زید نہ مرے، مگر ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس صورت میں تمام خدائی اس کی باطل ہو جاتی ہے بلکہ اعتقاد صحیح اور حق یہی ہے کہ پر میٹر کو سرب شکست مان اور قادر مطلق تسلیم کیا جائے اور اپنے ناقص ذہن اور ناقص تجربہ کو قدرت کے بے انتہا اسرار کا محجب امتحان نہ بنایا جائے ورنہ ہمہ دانی کے دعویٰ پر اس قدر اعتراض وارد ہوں گے اور ایسی غجائیں اٹھانی پڑیں گی کہ جن کا کچھ ٹھکانا نہیں۔ انسان کا قاعدہ ہے کہ جو بات اپنی عقل سے بلند تر دیکھتا ہے اس کو خلاف عقل سمجھ لیتا ہے حالانکہ بلند تر از عقل ہونا شے دیگر ہے اور خلاف عقل ہونا شے دیگر۔“

(سرمہ چشم آریہ صفحہ 63، 64 مندرجہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 111، 112 از مرزا قادیانی) مرزا قادیانی کی اس تحریر سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ بات بعید نہیں کہ کسی کو زندہ آسمانوں پر اٹھالے، وہ اٹھا سکتا ہے اور اس نے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ہی آسمانوں پر اٹھایا ہے۔ مرزا قادیانی کسی سوال کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے: □ ”ہماری طرف سے یہ جواب ہی کافی ہے کہ اول تو خدا تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں کہ انسان مع جسم عنصری آسمان پر چڑھ جائے۔“

(چشمہ معرفت صفحہ 219 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 228 از مرزا قادیانی) اب ہماری طرف سے بھی یہی جواب کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا کلمہ

سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مع جسم غصریٰ ہی آسمان پر اٹھایا اور آپؐ ہی قرب قیامت دوبارہ نزول کریں گے۔

باقی یہ بات کہ مہمان کے لئے لفظ نزیل بھی استعمال ہوتا ہے۔ قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہر واقعہ کے حالات مختلف ہوتے ہیں۔ پھر اس میں استعمال ہونے والے الفاظ و بیان کو بھی اس تناظر میں دیکھنا چاہیے۔ یہ بھی یاد رہے کہ بعض الفاظ کئی کئی معنی دیتے ہیں اور ایسے الفاظ اپنے اپنے محل وقوع میں استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً پنجابی زبان کا ایک لفظ ہے۔ وٹ۔ یہ لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور اپنے محل وقوع کے اعتبار سے اپنے معنی دیتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص یہ کہے کہ رات میں نے بہت زیادہ کھانا کھا لیا جس سے میرے پیٹ میں ”وٹ“ پڑ رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ زیادہ کھانا کھانے سے اس کا پیٹ خراب ہو گیا ہے اور خدشہ ہے کہ اسے پیچش لگ جائیں گے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کل میرے کزن نے بھری محفل میں میری کردار کشی کی جس پر مجھے اُس پر بہت ”وٹ“ چڑھا۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس شخص کو اپنے کزن پر بہت غصہ آیا نہ یہ کہ اس کی بات پر اس کا پیٹ خراب ہو گیا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص ایسی بات کہے اور دوسرے کو سمجھ نہ آئے تو وہ کہے وٹ؟ (What)۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے سمجھ نہیں آئی اور وہ بات کو دہرانے کے لیے کہہ رہا ہے نہ کہ یہ کہ اس سے اس کا پیٹ خراب ہو گیا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی سے راستہ پوچھے اور وہ شخص اسے کہے کہ آپ ”وٹو وٹ“ چلے جائیں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ سیدھے اور آسان راستہ سے جائیں۔ اسی طرح اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے اپنے دوست کو اس کی خامی سے آگاہ کیا تو اس نے منہ وٹ لیا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کا دوست خفا ہو گیا۔ اس طرح اگر کوئی یہ کہے کہ کل میں چارپائی کا بان وٹ رہا تھا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ چارپائی کی ضروریات تیار کر رہا تھا۔

قادیانی بتائیں کہ احادیث کے مطابق جب نماز کی صفیں درست ہو چکی ہوں گی۔ حضرت مہدی نماز پڑھانے کے تیار کھڑے ہوں گے، اسی اثنا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہوگا تو کیا اس صورتحال میں کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں یا جب آنجہانی مرزا قادیانی پیدا ہوا تھا تو کیا اس وقت اسے کسی نے کہا تھا کہ حضرت آئیے! نماز پڑھائیے۔ لہذا قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ نزول ہونے اور پیدا

ہونے کا استعمال اپنے اپنے محل وقوع کے مطابق ہوتا ہے۔ مسیح موعود کی خصوصیات کے بارے میں خود مرزا قادیانی لکھتا ہے:

□ ”اب حدیثوں پر نظر غور کرنے سے بخوبی یہ ثابت ہوتا ہے کہ آخری زمانہ میں ابن مریم اترنے والا ہے جس کی تعریفیں لکھی ہیں کہ وہ گندم گون ہوگا اور بال اس کے سیدھے ہوں گے اور مسلمان کہلائے گا اور مسلمانوں کے باہمی اختلافات دور کرنے کے لئے آئے گا اور مغز شریعت جس کو وہ بھول گئے ہوں گے انہیں یاد دلانے کا اور ضرور ہے کہ وہ اس وقت نازل ہو جس وقت انتہاء تک شر اور فتن پہنچ جائیں اور مسلمانوں پر تنزل کا زمانہ ہو جو یہودیوں پر ان کے آخری دنوں میں آیا تھا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 359 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 459 از مرزا قادیانی)

(28) قادیانی سوال کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا، پھر نزول ہونا اور اتنی زیادہ عمر پانا، کیا اس سے نبی کریم ﷺ کی ہنک نہیں ہوتی؟

۔ قادیانیوں کا یہ سوال ان کی جہالت کا بین ثبوت ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ فرشتے آسمان پر رہتے ہیں جبکہ انبیائے کرام زمین میں مدفون ہیں تو کیا فرشتے انبیائے کرام سے افضل ہیں؟ فتح مکہ کے موقع پر کعبہ شریف سے بتوں کو ہٹانے کے لیے نبی کریم ﷺ کے حکم پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ ﷺ کے شانہ مبارک پر سوار ہوئے تو کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے افضل تھے؟ قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اہل سنت کے نزدیک حضور سرور کائنات ﷺ جس مبارک جگہ پر (ظاہری زندگی کی طرح) زندہ آرام فرما رہے ہیں، اس مٹی کی شان، عرش معلیٰ سے بھی زیادہ افضل ہے۔ یہاں تو فرشتے بھی بغیر اجازت نہیں آسکتے۔ حضرت آدم کی عمر 930 سال اور حضرت نوح کی عمر ہزار برس سے بھی زیادہ تھی جبکہ حضور نبی کریم ﷺ کو ان کا دواں حصہ بھی نہیں دیا گیا حالانکہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ قیامت تک کل عالموں کے واسطے مبعوث ہوئے ہیں اور حضرت نوح کو صرف اپنی قوم کی تبلیغ کے لیے ایک ہزار برس کی مہلت دی گئی۔ جیسا کہ قرآن سے ثابت ہے

اور حضور خاتم النبیین ﷺ کو صرف 23 برس دیے گئے، کیا نعوذ باللہ! اس میں بھی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ ہے؟ حضرت عیسیٰ کنواری لڑکی حضرت مریم کے پیٹ سے بغیر نطفہ مرد کے پیدا ہوئے اور دیگر تمام انبیاء علیہم السلام باپ کے نطفہ سے پیدا ہوئے، کیا اس میں بھی تمام انبیاء کی جگہ ہے؟ حضرت موسیٰؑ سے خدا تعالیٰ نے بلا واسطہ جبرئیل کلام کیا اور دوسرے سب انبیاء علیہم السلام سے بالواسطہ فرشتہ حضرت جبرئیلؑ کلام کیا۔ کیا اس میں بھی انبیاء کرام کی جگہ ہے؟ حضرت عزیر علیہ السلام 100 سال تک زندہ رہے۔ اصحاب کہف جو عام مسلمان تھے، قرآن مجید نے ان کا 300 سال سے زیادہ عرصہ تک زندہ رہنا بتایا ہے۔ کیا نعوذ باللہ! اس سے نبی کریم ﷺ کی جگہ ہوتی ہے؟ علمی حلقوں میں اس لہر اور لوج جذبہ کی کیا قدر و قیمت ہو سکتی ہے جبکہ ہر ایک مذہبی انسان اس حقیقت سے بخوبی آشنا ہے کہ اگرچہ فرشتے ہمیشہ بقید حیات ملاء اعلیٰ میں موجود اور سکونت پذیر ہیں تاہم اُن سب کے مقابلہ میں بلکہ اُن کی جلیل القدر ہستیوں مثلاً جبرئیل و میکائیل کے مقابلہ میں بھی ایک مفضول سے مفضول نبی کا رتبہ بہت بلند اور عالی ہے، حالانکہ وہ نبی زمین پر مقیم رہا ہے اور جبرئیلؑ کا قیام ملاء اعلیٰ کے بھی بلند تر مقام پر رہتا ہے چہ جائیکہ خاتم الانبیاء ﷺ کا مرتبہ جلیل کہ جس کی عظمت..... ”بعد از خدا بزرگ تو کی قصہ مختصر!“ میں مضمر ہے، علاوہ ازیں نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شب معراج میں ”قاب قوسین او ادنیٰ“ کا جو تقرب پایا ہے، وہ نہ کسی ملک اور فرشتہ کو حاصل ہوا اور نہ کسی نبی اور رسول کو، اس لیے حضرت مسیحؑ کا رخص آسمانی اُس ”رفت“ کو پہنچ ہی نہیں سکتا جو اسرئیل میں آپ ﷺ کو حاصل ہوئی۔ بہر حال فاضل و مفضول کے درمیان فرق مراتب کے لیے تنہا ملاء اعلیٰ کا قیام معیار فضیلت نہیں ہے خصوصاً اُس ”افضل ہستی“ کے مقابلہ میں جس کی فضیلت کا معیار خود اس کا وجود باوجود ہو اور جس کی ذات قدسی صفات خود ہی منبع فضائل اور مرجع کمالات ہو، ایسی ہستی سے تو ”مقام“ عزت و مرتبہ پاتا ہے نہ کہ وہ ذات گرامی۔

حسن یوسف، دم عیسیٰ پد بیضا داری

آچھ خوباں ہمہ دارند تو تھا داری

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جہاں رہائش پذیر ہیں، وہاں کا ایک دن 1000 ہزار سال کے برابر ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے۔ وان یوما عند ربک کالف سنة مما تعدون (الحج: 47) اس لیے وہاں کے پیمانہ وقت کے لحاظ سے ان کی ہجرت کو ابھی

دودن بھی مکمل نہیں ہوئے۔ حضرت یونس علیہ السلام کو جو یہ خصوصیت ملی کہ مچھلی کے پیٹ میں تین دن رات اور بعض روایات کے رو سے چالیس دن رات زندہ رہے اور خدا تعالیٰ نے اپنا خاص کرشمہ قدرت ان کی خاطر دکھایا جو رفیع حضرت عیسیٰ سے عجیب تر ہے کہ حضرت یونس مچھلی کے پیٹ میں خلاف قانون قدرت زندہ رہے۔ کیا نعوذ باللہ اس میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہنک ہے؟ اگر مذکورہ بالا انبیاء کی خصوصیات سے حضور خاتم النبیین ﷺ کی ہنک نہیں ہوتی تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفیع جسمانی سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ہنک کیونکر ہو سکتی ہے؟

یاد رہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی دکان چلانے کی خاطر یہ ڈھکوسلا تجویز کیا کہ اگر رفیع و نزول عیسیٰ حلیم کیا جائے تو میری دکان نہ چلے گی اور نہ مسیح موعود ہو سکوں گا۔ اس واسطے قادیانی ہنک کہہ کر سیدھے سادھے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اس طرح تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے مرید خاص خواجہ کمال الدین قانون نے امتحان اعلیٰ نمبروں میں پاس کیا جبکہ مرزا قادیانی کو بخاری کے امتحان میں بھی کامیابی نہ ہوئی۔ اس میں مرزا قادیانی کی ہنک ہے؟ مرزا قادیانی کی نقش زمین میں ہے جبکہ جانور زمین پر پھرتے ہیں، کوئے فضا میں اڑتے ہیں تو قادیانی بتائیں ان میں افضل کون ہے؟

(29) قادیانی اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ”متوفی“ کی تفسیر ”صیت“ فرمائی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے قائل تھے؟

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اہل حق میں سے کسی نے بھی متوفیک کے لفظ سے یہ مراد نہیں لی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے اور وہ آسمان پر زندہ نہیں اور یہ کہ وہ قبل از قیامت آسمان سے نازل نہیں ہوں گے بلکہ یہ باطل نظریہ صرف ملحدوں اور زندقوں کا خانہ ساز اور اپنا گھڑا ہوا ہے۔ بے شک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے متوفیک کا مطلب معیت کیا ہے لیکن قادیانیوں کا اس سے یہ استدلال کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفیع الی السماء، آسمان پر ان کی حیات اور زمین پر ان کے نزول کے منکر ہیں، قطعاً غلط

ہے۔ اولاً تو اس لیے کہ میت اسم فاعل کا صیغہ ہے اور فعل مضارع کی طرح اسم فاعل میں بھی زمانہ حال یا استقبال دونوں کا معنی ہوتا ہے اور یہاں زمانہ استقبال مراد ہے یعنی میں تجھے وفات دوں گا اور قرآن کریم کے علاوہ متواتر احادیث، اجماع امت سے یہ بات باحوالہ بیان ہو چکی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور چالیس سال حکمرانی کریں گے ثم یموت ویصلی علیہ المسلمون ویدفن بتو اس کا کون مگر ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ محدث ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کی سند کے حوالہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں:

□ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لما اراد الله تعالى ان يرفع عيسى عليه السلام الى السماء خرج على اصحابه الى قوله ورفع عيسى عليه السلام من روزنة في البيت الى السماء الخ وقال هذا اسناد صحيح الى ابن عباس رضی اللہ عنہما (تفسیر ابن کثیر جلد 1 صفحہ 574، صفحہ 575)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عباس سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمان پر اٹھانے کا ارادہ کیا تو وہ اپنے ساتھیوں کی طرف نکلے (پھر آگے فرمایا) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گھر کے روشن دان سے آسمان کی طرف اٹھالیا گیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس روایت کی سند صحیح ہے۔ یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے جس کی سند بالکل صحیح ہے یہ واضح ہوا کہ ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات نہیں ہوئی بلکہ ان کو زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا ہے۔ علامہ محمد ابن سعد رحمہ اللہ (التوفی 230ھ) اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں: ان الله تعالى رفعه بجسده وانه حي وسيرجع الى الدنيا فيكون ملكا ثم يموت كما يموت الناس (طبقات ابن سعد جلد 1 صفحہ 26) انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے جسم کے ساتھ اٹھالیا ہے اور وہ یقیناً زمین کی طرف لوٹیں گے اور بادشاہ ہوں گے پھر جیسے لوگ وفات پاتے ہیں، وہ بھی وفات پائیں گے۔

یہ تفسیر کسی طرح بھی حیات عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف نہیں ہے۔ اس لیے کہ ”در منثور“ جلد 2 صفحہ 36 میں بروایت صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ ثابت ہے کہ آپ اس آیت میں تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں۔ آپ فرماتے ہیں ”رافعك الى ثم متوفيك

فی آخر الزمان“ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں۔“ کہ میں آپ کو اٹھا لینے والا ہوں اپنی طرف پھر آخر زمانہ میں (بعد نزول) آپ کو موت دینے والا ہوں۔ اس کے علاوہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں لکھا:

1..... ”امات کے حقیقی معنی صرف مارنا اور موت دینا نہیں بلکہ سلا نا اور بیہوش کرنا بھی

اس میں داخل ہے۔“ (ازالہ اوہام صفحہ 943، خزائن جلد 3 صفحہ 620)

2..... ”لغت کی رو سے موت کے معنی نیند اور ہر قسم کی بیہوشی بھی ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 942، خزائن جلد 3 صفحہ 620)

3..... ”لغت میں موت بمعنی نوم اور غشی بھی آتا ہے۔ دیکھو قاموس“

(ازالہ اوہام صفحہ 665، خزائن جلد 3 صفحہ 459)

4..... ”امات کے معنی لغت میں نام کے بھی ہیں۔ دیکھو قاموس“

(ازالہ اوہام صفحہ 640، خزائن جلد 3 صفحہ 445)

ان حوالہ جات کی رو سے ”امات“ کے معنی سلا دینا اور ”ممیت“ ”امات“ کا اسم فاعل ہے تو ”ممیت“ کے معنی سلا دینے والا۔ آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ میں آپ کو سلا دینے والا ہوں پھر اپنی طرف اٹھا لینے والا ہوں۔ تفسیر خازن جلد 1 صفحہ 255 میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نیند کی حالت میں اٹھا لیا تا کہ آپ کو خوف لاحق نہ ہو۔ پس مرزا قادیانی کے بیان کی رو سے بھی اس آیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت نہیں ہو سکتی ہے۔ قرآن مجید کی ایک دوسری آیت میں ”تونی“ کے معنی سلا دینا ہی ہے ”جو هو الذی یتوفکم بالیل“ (الانعام: 60) خدا وہ ہے جو تم کو سلا دیتا ہے رات کو۔ اور جب قرآن مجید میں ”تونی“ کے معنی سلا دینا موجود ہے تو پھر ”متونی“ کے معنی سلا دینے والا لینے میں کون سا مانع ہے؟ اس کے باوجود اگر کوئی محض قرآن و سنت سے ہٹ کر اپنی کوئی ذاتی تفسیر کرتا ہے تو وہ اس حدیث شریف کا صداق ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عن النبی ﷺ من قال فی القرآن بغير علم فلیتبؤ مقعده من النار۔ (ترمذی جلد 2 صفحہ 119 ابواب تفسیر القرآن) حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو محض تفسیر محض اپنی رائے سے کرے، وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے!

(30) قادیانی اعتراض کرتے ہیں کہ احادیث ظہور مہدی اور نزول مسیح میں بہت تعارض پایا جاتا ہے جس سے صحیح صورتحال الجھ کر رہ گئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت لوگ نماز کے لیے صفیں درست کر رہے ہوں گے۔ امام مہدی امامت کے فرائض انجام دیں گے اور بعض احادیث میں یہ صراحت کے ساتھ آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کی امامت کریں گے۔ یعنی بعض احادیث میں مہدی کو امام بتایا گیا ہے اور بعض احادیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو۔ ظاہر ہے کہ اس تعارض کی وجہ سے صحیح اور غلط کی پہچان کیسے ہو یا سچ کو جھوٹ سے کیسے علیحدہ کیا جائے؟۔

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ احادیث مبارکہ میں یہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد پہلی نماز حضرت مہدی علیہ الرضوان پڑھائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد پہلی نماز حضرت مہدی علیہ الرضوان کے پیچھے پڑھیں گے۔ اس سے آنحضرت ﷺ کی امت کی تکریم و تعظیم مقصود ہوگی اور یہ ظاہر کرنا مقصود ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں دوبارہ تشریف آوری بطور امتی کے ہے۔ ہاں بعد کی تمام نمازیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پڑھائیں گے اور مسلمانوں کے خلیفہ اور امام کی حیثیت سے 45 سال دنیا میں گزاریں گے۔ لہذا احادیث میں کوئی تعارض نہ رہا۔

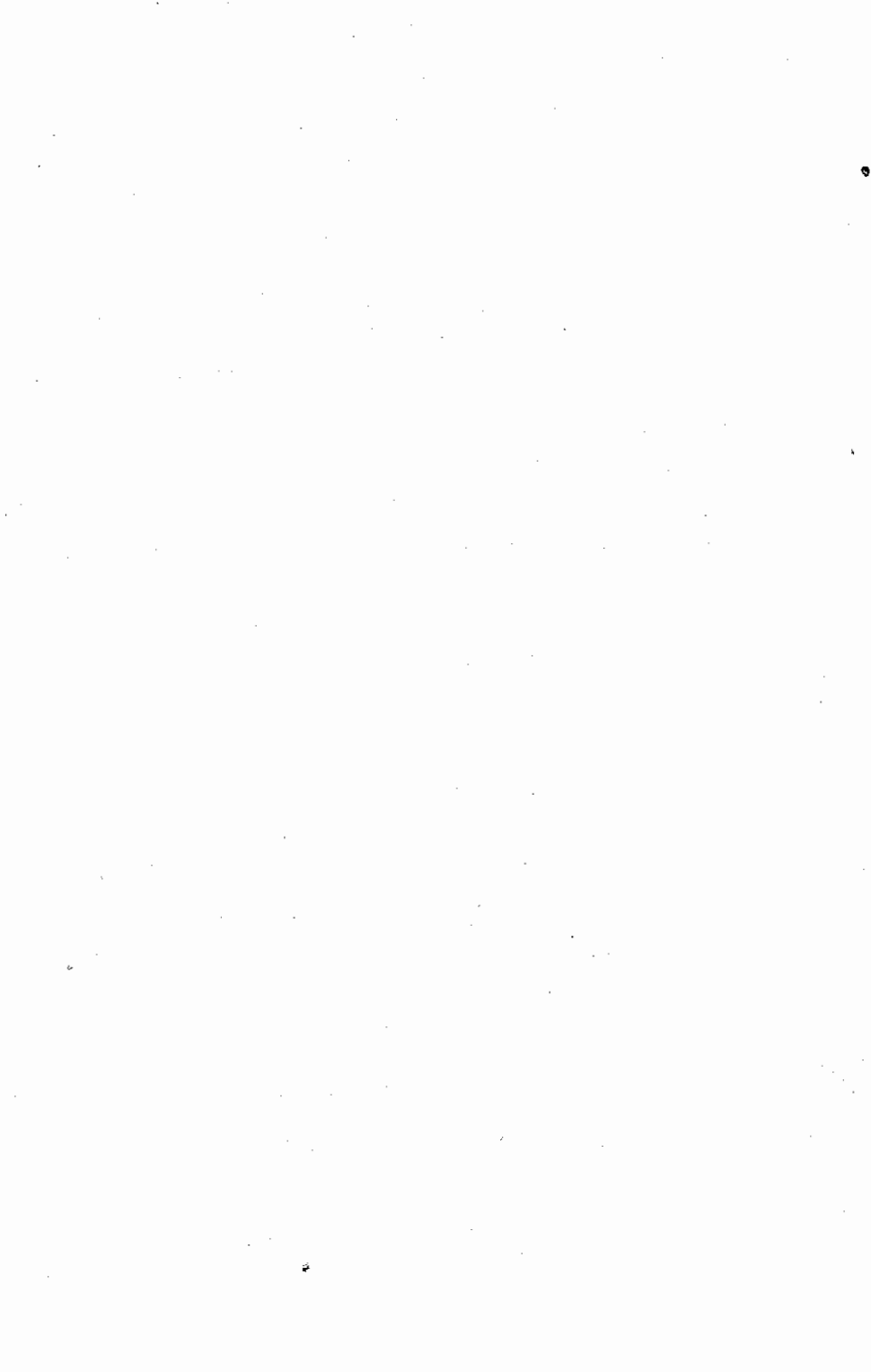
(31) قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری کے بعد حضرت مہدی نماز پڑھاتے ہی کہاں چلے جائیں گے؟ کیونکہ بعد میں جو کچھ کرنا کرنا ہے، وہ حضرت مسیح کی ذمہ داری اور ان کے کارنامے بیان کیے جاتے ہیں۔ کیا محض ایک نماز کی امامت اور وہ بھی ایک چھوٹی سی جماعت کو جن میں صرف 800 مرد اور 400 عورتیں ہوں گی۔ کیا اتنا ہی کام حضرت مہدی کے سپرد کیا جائے گا؟

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان بحیثیت امام کے 9 سال دنیا میں گزاریں گے۔ 7 سال نزول عیسیٰ علیہ السلام سے قبل امام اور خلیفہ کی حیثیت سے مسلمانوں کی رہنمائی کریں گے تا آنکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہوگا تو ان کی موجودگی میں ایک نماز کی امامت کرائیں گے۔ بحیثیت امام اور خلیفہ یہ ان کی آخری امامت ہوگی۔ اس پر ان کا مشن مکمل ہو جائے گا اور پھر امامت و قیادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سپرد ہو جائے گی۔ تب حضرت مہدی علیہ الرضوان کی حیثیت آپ کے اعمان و انصار کے ہوگی اور یہ عرصہ دو سال سے کچھ اوپر ہوگا۔ 49 سال کی عمر میں حضرت مہدی کی وفات ہوگی۔



تبیئت حاضر ہیں!

حق کے مُتلاشی
قادیانیوں سے ایک
دردِ مندانہ درخواست



حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”الدین النصیحة“ یعنی دین نصیحت (بھلائی) ہی کا نام ہے۔ دوسروں کی خیر خواہی اور بھلائی چاہنے کا دوسرا نام نصیحت ہے۔ دعوت دین سے متعلق اللہ تعالیٰ کے تمام برحق حضرات انبیاء علیہم السلام یوں فرماتے تھے:

ابلفکم رسلت ربی وانصح لکم (اعراف: 62)

(ترجمہ) میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی چاہتا ہوں۔ انسانیت کا سب سے بڑا خیر خواہ وہ ہے جو ان میں ہدایت تقسیم کرنے والا اور انہیں گمراہی سے بچانے کی فکر کرنے والا ہو۔ ہر انسان کی بھلائی اس میں ہے کہ وہ خیر کثیر کا وارث، خسران بین سے بچتا اور صراطِ مستقیم پر گامزن ہو۔ باب العلم سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول زریں ہے: ”یہ نہ دیکھو کون کہتا ہے بلکہ یہ دیکھو کہ کیا کہتا ہے۔“ ان مبارک اقوال کی روشنی میں، میں قادیانیوں کی خدمت میں نہایت خلوص، ہمدردی اور درد و سوز مندی کے ساتھ چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ ان معروضات پر وہ انتہائی غیر جانبداری اور ٹھنڈے دل کے ساتھ غور و فکر فرمائیں گے۔

ایمان دینی زندگی کی وہ اساس اور بنیاد ہے جس پر تمام عقائد اور اعمال کی بلند قامت عمارت کھڑی ہے۔ ایمان جاننے کا نہیں، ماننے کا نام ہے جس کی تصدیق قلب، زبان اور اعمال کریں، تبھی ایمان کے مدار کی تکمیل ہوتی ہے۔ ایمان کی پہچانی اور اس پر خاتمہ ہی ایک مسلمان کا اصل اثاثہ، اصل میراث اور اصل سرمایہ ہے۔ یہی وہ عظیم نعمت ہے جس سے ایمان اور کفر کے راستے جدا جدا ہو جاتے ہیں۔ مومن اپنے ایمان کی بدولت جنت میں کبھی نہ کبھی ضرور داخل ہو جائے گا جبکہ ایمان سے محروم کو یہ نعمت عظمیٰ حاصل نہیں ہو سکتی۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”انسان میں شرم و حیا ایمان سے پیدا ہوتا ہے اور ایمان کا نتیجہ جنت

ہے۔“ ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے حضرت عمر فاروقؓ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”خطاب کے بیٹے! جاؤ، لوگوں میں یہ اعلان کر دو کہ جنت میں صرف ایمان والے ہی داخل ہوں گے۔“

یاد رکھیے! ایمان ایک ایسی چیز ہے جو نہ کسی دکان سے ملتا ہے نہ جاگیر سے حاصل ہوتا ہے نہ حکومت سے ملتا ہے نہ منصب یا عہدہ سے۔ ایمان اگر دولت سے ملتا تو قارون بے ایمان نہ ہوتا، اگر یہ خدائی سے ملتا تو نمرود بے ایمان نہ ہوتا۔ اگر یہ طاقت سے ملتا تو فرعون بے ایمان نہ ہوتا، اگر یہ رشتہ داری سے ملتا تو نوح کا بیٹا بے ایمان نہ ہوتا، اگر یہ سرداری سے ملتا تو ابوجہل بے ایمان نہ ہوتا۔ اگر یہ خونی رشتہ سے ملتا تو ابولہب بے ایمان نہ ہوتا۔ ایمان محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی بے حد اہمیت اور قدر و قیمت ہے۔ لہذا ہر شخص کو اس کی حفاظت اپنی جان سے بڑھ کر کرنی چاہیے کیونکہ یہی توشہ آخرت ہے۔ ایمان اور ہدایت، کائنات کی سب سے بڑی نعمت اور دولت ہیں جس کے مقابلے میں دنیا کی ہر چیز بچ ہے۔ یہ متاع عزیز جسے نصیب ہو جائے، وہ دنیا کا خوش قسمت ترین شخص کہلواتا ہے۔ اگر خدا خواستہ لاعلمی، کوتاہی، لاپرواہی، ضد یا ہٹ دھرمی کی وجہ سے یہ گرانقدر ثروت خطرے میں پڑ جائے یا ضائع ہو جائے تو کسی حیل و حجت اور تاویل کے بغیر فوراً اس کی سلامتی کی فکر میں لگ جانا چاہیے کہ ناپائیدار زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں، کب یہ ختم ہو جائے۔ یہ فانی زندگی جس کی حقیقت اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں:۔

سیر گلشن بھی نہ کر پائے کہ آنکھی اجل

ہائے کتنی مختصر تھی یہ بہار زندگی

اللہ کی رحمت کا سچا امیدوار وہی ہے جو ایک حقیقت پسند کاشتکار کی طرح ایمان خالص کا بیج اپنے قلب کی سرزمین میں بوئے اور اس کی حفاظت کرے۔ اگر کوئی مسلمان کسی بھی وجہ سے راہ ہدایت سے ہٹک جائے تو ایمان ایک ایسا مینارۂ نور ہے جس کی روشنی میں وہ واپس صراطِ مستقیم پر آ جاتا ہے۔ اس کی پیشانی سے شرمندگی اور عداوت کے قطرے ٹپکنے لگتے ہیں جس سے اس کے دل کی جلا مزید بڑھ جاتی ہے۔ لیکن اگر وہ اپنے غلط عقائد پر اڑا رہے، من گھڑت تاویلات سے اسے صحیح ثابت کرنے کی باغیانہ کوشش کرتا رہے اور اپنے ہلکوک پر بے جا اصرار کرتا رہے تو پھر ایمان معدوم ہو جاتا ہے اور گمراہی اس کا مقدر ہو کر رہتی ہے۔

دیدہ و دانستہ اپنے غلط عقائد پر جتے رہتا اور اس پر تاویلات کے پردے ڈالتے رہتا دانشمندی نہیں، جہالت ہے۔ اعمال کی کمی کے بارے میں روزِ محشر یہ قوی امید رکھی جاسکتی ہے کہ اس کتابی پر اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و رحمت سے درگزر کا معاملہ فرماتے ہوئے معاف فرمادیں (ان شاء اللہ تعالیٰ) لیکن محرومی ایمان ایک ایسی بدبختی ہے کہ جس کی کوئی معافی نہیں۔ جس طرح ماں کے پیٹ سے کوئی معذور بچہ پیدا ہو تو دنیا بھر کے بڑے سے بڑے ڈاکٹر اسے ٹھیک نہیں کر سکتے۔ بالکل اسی طرح ایمان کی دولت سے محروم کوئی شخص روزِ قیامت معافی کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

ختمِ نبوت اسلام کی اساس اور اہم ترین بنیادی عقیدہ ہے۔ دین اسلام کی پوری عمارت اس عقیدہ پر کھڑی ہے۔ یہ ایک ایسا حساس عقیدہ ہے کہ اس میں شکوک و شبہات کا ذرا سا بھی رخ نہ پیدا ہو جائے تو ایک مسلمان نہ صرف اپنی متاعِ ایمان کھو بیٹھتا ہے بلکہ وہ حضرت محمد ﷺ کی امت سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔ ایمان و ہدایت محض نبی کریم ﷺ کو سچا جاننے کا نام نہیں بلکہ آپ ﷺ کو صادق و مصدوق سمجھنے اور آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کو آخری تسلیم کرنا ایمان و ہدایت کی بنیاد ہے۔ قرآن مجید کی ایک سو سے زائد آیات مبارکہ اور حضور نبی کریم ﷺ کی تقریباً دو سو احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ اس سے انکار یقیناً کفر و ارتداد ہے جس سے کوئی تاویل نہیں بچا سکتی۔ صحابہ کرام سے لے کر آج تک امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے۔ عقیدہ ختمِ نبوت کا منکر و معنی محض ہو سکتا ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت پر ایمان نہ رکھتا ہو، کیونکہ اگر یہ شخص آپ ﷺ کی رسالت کا قائل ہو تو جن چیزوں کی آپ نے خبر دی ہے، ان میں آپ کو سچا سمجھتا۔ جن دلائل اور طریق تواتر سے آپ ﷺ کی رسالت، نبوت اور دعوت ہمارے لیے ثابت ہوئی ہے، ٹھیک اسی درجہ کے تواتر سے یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ اب قیامت تک کوئی نیا نبی نہ ہوگا اور جس شخص کو اس ختمِ نبوت میں شک ہو، اسے خود رسالت محمدی ﷺ میں بھی شک ہوگا۔ گزشتہ تیرہ صدیوں کے مجددین (جن کے ناموں پر ہم اور آپ متفق ہیں) حضور نبی کریم ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت (ظنی، بروزی، تشریحی، غیر تشریحی وغیرہ وغیرہ) کو بند سمجھتے ہیں۔ ان میں کوئی ایک بزرگ بھی ایسا نہیں جو اجماعِ نبوت کا قائل، یا امت مسلمہ کے اس متفقہ عقیدہ کے خلاف اپنا علیحدہ موقف رکھتا ہو۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کے بارے میں فرمایا:

إِنْ أُمِّي لَا تَجْمَعُ عَلَى ضَلَالَةٍ فَاذَا رَأَيْتُمْ اخْتِلَافًا فَعَلَيْكُمْ
بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ. (ابن ماجہ)

”میری امت کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔ پس اگر تم اختلاف دیکھو تو تم پر سواد اعظم کے ساتھ رہنا لازم ہے۔“

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّيْ أَوْ قَالَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلَى ضَلَالَةٍ وَيَذِلُّ اللَّهَ
عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شَذَّ إِلَى النَّارِ. (ترمذی)

”بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور (سن لو کہ) جماعت (اجتماعی وحدت) پر اللہ تعالیٰ (کی حفاظت) کا ہاتھ ہے اور جو کوئی اس سے جدا ہوگا وہ دوزخ میں جا کرے گا۔“

لہذا امت مسلمہ بحیثیت مجموعی بے دین اور گمراہ نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ تمام محدثین، مفسرین، مجددین اور اکابرین امت اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور اخیر زمانہ میں نازل ہوں گے جیسا کہ قرآن مجید اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ یہ عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے۔ اس عقیدہ کا منکر بالاتفاق کافر ہے۔ تفسیر بحر المحیط ج 2 کے ص 473 پر ہے: ”یعنی تمام امت کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور اخیر زمانہ میں نازل ہوں گے جیسا کہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔“ تفسیر جامع البیان ص 52 میں ہے: ”اس پر اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں۔ نازل ہو کر دجال کو قتل کریں اور اسلام کی تائید کریں گے۔“

آپ کے مذہب کی ایک نہایت اہم کتاب ”عسل مصطفیٰ“ ہے، جس کا مصنف مرزا صاحب کا خاص مرید مرزا خدا بخش قادیانی ہے۔ مذکورہ کتاب پر آنجنابی مرزا قادیانی، مرزا اشیر الدین محمود، مولوی محمد علی، قادیانی لاہوری اور دیگر اہم قادیانی فخر کرتے رہے ہیں۔ یہ کتاب روزانہ جتنی لکھی جاتی، وہ باقاعدہ ایک محفل میں مرزا صاحب کو سنائی جاتی، اگر کبھی وہ اتفاقاً مرزا صاحب کو نہ سنا تا تو مرزا قادیانی بڑے اہتمام کے ساتھ اس کے متعلق استفسار کرتا

کہ آج تم نے مجھے اس کتاب کا مسودہ کیوں نہیں سنایا؟ غرضیکہ یہ پوری کتاب مرزا قادیانی نے پورے اہتمام کے ساتھ سنی، گویا یہ مرزا قادیانی کی طرف سے صدقہ کتاب ہے اور اس کے اندر جو مہدین کی فہرست ہے، وہ مرزا قادیانی کے نزدیک بھی مسلم مہدین ہیں۔

آپ کی طرف سے شائع کردہ مہدین کی اس فہرست میں کوئی ایک بھی مہد دایا نہیں ہے جو حیات و نزول مسیح کا منکر یا اجرائے نبوت کا قائل ہو۔ آپ جو حوالہ پیش کرتے ہیں، اس میں اپنی مرضی کی کانٹ چھانٹ اور تحریف کرتے ہیں، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان بزرگوں میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو امت مسلمہ کے اس مشفقہ عقیدہ کے خلاف اپنا علیحدہ موقف رکھتا ہو۔

آپ کے نزدیک مرزا قادیانی چودھویں صدی کا مہد ہے۔ اب یہ کیسی عجیب بات ہے کہ تیرہ صدیوں کے تمام مہدین (جن کی تعداد قادیانی فہرست کے مطابق 81 بنتی ہے) کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور قرب قیامت آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے جبکہ مرزا قادیانی کہتا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر تیرہ صدیوں کے مہدین حق پر ہیں تو اکیلا مرزا قادیانی حق پر نہیں ہے۔ اور اگر مرزا قادیانی حق پر ہے تو گذشتہ تیرہ صدیوں کے تمام مہدین حق پر نہ ہوئے۔ اسی طرح گذشتہ 13 صدیوں کے تمام مہدین، جن کے ناموں پر آپ کو اتفاق ہے، ختم نبوت کے قائل ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت کو بند مانتے ہیں۔ جبکہ مرزا قادیانی اور اس کے بیٹوں وغیرہ کا کہنا ہے کہ نبوت جاری ہے اور نبی آتے رہیں گے۔ اب آپ خود فیصلہ کریں کہ گذشتہ تیرہ صدیوں کے مہدین سچے ہیں یا مرزا قادیانی؟ جبکہ اجماع امت کے حوالے سے مرزا قادیانی کا قول ہے:

□ ”کسی اجماعی عقیدہ سے انکار و انحراف موجب لعنت کلی ہے۔“

(انجام آختم ص 144 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 144 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی قرآنی آیت ”انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ (الحجر: 9)“

کی تشریح میں لکھتا ہے:

□ ”سو خدا تعالیٰ نے بموجب اس وعدہ کے چار قسم کی حفاظت اپنے کلام کی کی۔ اول

حافظوں کے ذریعہ سے اس کے الفاظ اور ترتیب کو محفوظ رکھا اور ہر ایک صدی میں لاکھوں ایسے انسان پیدا کئے جو اس کے پاک کلام کو اپنے سینوں میں حفظ رکھتے ہیں۔ ایسا حفظ کہ اگر ایک لفظ پوچھا جائے تو اس کا اگلا پچھلا سب بتا سکتے ہیں اور اس طرح ہر قرآن کو تحریف لفظی سے ہر ایک زمانہ میں بچایا۔ دوسرے ایسے ائمہ اور اکابر کے ذریعہ سے جن کو ہر ایک صدی میں فہم قرآن عطا ہوا ہے۔ جنہوں نے قرآن شریف کے اجمالی مقامات کی احادیث نبویہ کی مدد سے تفسیر کر کے خدا کے پاک کلام اور پاک تعلیم کو ہر ایک زمانہ میں تحریف معنوی سے محفوظ رکھا۔ تیسرے متکلمین کے ذریعہ سے جنہوں نے قرآنی تعلیمات کو عقل کے ساتھ تطبیق دے کر خدا کے پاک کلام کو کوثہ اندیش فلسفیوں کے استحقاف سے بچایا ہے۔ چوتھے روحانی انعام پانے والوں کے ذریعہ سے جنہوں نے خدا کی پاک کلام کو ہر ایک زمانہ میں معجزات اور معارف کے منکروں کے حملہ سے بچایا ہے۔“

(ایام الصلح صفحہ 62، مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 288 از مرزا قادیانی)

ایک اہم بات جسے آپ اور ہمارے کئی مسلمان بھائی بھول جاتے ہیں کہ قادیانیت میں اصل مدار اسلام، حضور نبی کریم ﷺ، ختم نبوت اور حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں بلکہ مرزا قادیانی ہے۔ اگر ایک شخص (خدا نخواستہ) حضور نبی کریم ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتا یعنی نبوت جاری مانتا ہے لیکن مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتا، یا ایک شخص (اللہ نہ کرے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ مانتا ہے اور ان کے آسمان سے نزول کا انکاری ہے لیکن مرزا قادیانی کو نبی یا مسیح موعود نہیں مانتا، تو ایسا شخص آپ کے نزدیک کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ لہذا بحث و مباحثہ صرف مرزا قادیانی کے کردار اور اس کی شخصیت پر ہونا چاہیے جس سے آپ لوگ بھاگتے اور جان چھڑاتے ہیں۔

شروع میں جب مرزا غلام احمد قادیانی ایک عالم اور مناظر کی حیثیت سے منظر عام پر آیا تو اس وقت وہ ختم نبوت کا قائل تھا اور عام مسلمانوں کی طرح حضور نبی کریم ﷺ کو آخری نبی مانتا تھا۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کی کئی اہم تحریریں اس کی کتابوں میں موجود ہیں۔ بعد ازاں اس نے خود اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا بلکہ امام الزماں، مریم، عیسیٰ، کلیم خدا، محمد، احمد حتیٰ کہ خدا کی کا دعویٰ بھی کر ڈالا۔

ایک قائل ذکر بات کہ مرزا قادیانی کو لاحق درجنوں بیمار یوں مرگی، ذیابیطس، مالی

اوپر، مکی خواب، تشنج دل، کثرت پیشاب، دورے، ہسٹریا، رسل، قونج زحیری، خراب حافظہ، سرعت انزال میں سے ایک اہم بیماری مرقا تھی جس کے متعلق دنیا بھر کے مستند ڈاکٹروں اور حکیموں کا کہنا ہے کہ یہ مانجھ لیا کی ایک قسم ہے۔ یہ مرض، تیز سودا جو معدہ میں جمع ہوتا ہے، سے پیدا ہوتا ہے، اس سے فضلات اور آنتوں کے سیاہ بخارات اٹھ کر دماغ کی طرف چڑھتے ہیں، مریض اس کی ظلمت سے پرانگندہ خاطر ہو جاتا ہے اور یکساں چیز مرقا ہوتی ہے۔

ماہرین طب نے مرقا کی علامات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس مرض میں مریض کے افکار و خیالات، حالت طبعی سے بدل جاتے ہیں اور بالعموم اس میں اتانیت یعنی خودی، تکبر اور تعلی یعنی اپنی بڑائی کے فاسد خیالات سما جاتے ہیں۔ وہ ہر بات میں مبالغہ کرتا ہے۔ اس کے دماغی حواس درست نہیں رہتے۔ وہ ہر وقت ست، متشکر اور خود پسندی کے خیالات میں مست رہتا ہے۔ اگر مریض پڑھا لکھا ہو تو پیغمبری اور معجزات و کرامات کا دعویٰ کرتا ہے۔ خدائی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے۔ مرض کبھی اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ مریض خیال کرنے لگتا ہے کہ وہ فرشتہ ہے اور کبھی اس سے بھی زیادہ حد تک پہنچ جاتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ وہ خدا ہے۔ بعض مریضوں میں گاہے گاہے یہ مرض اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیب دان سمجھتا ہے اور بعض میں یہ مرض یہاں تک ترقی کر جاتا ہے کہ اس کو اپنے متعلق یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ فرشتہ ہے اور کبھی اپنے آپ کو بادشاہ اور کبھی پیغمبر یقین کرنے لگ جاتا ہے۔

شہرہ آفاق ماہر نفسیات جناب محمد ارشد جاوید ایم اے (امریکہ) ”مرزا قادیانی کی نفسیات“ کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”تضادات اور تناقضات کے علاوہ اگر مرزا صاحب کے الہامات کا سرسری جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسا لغو، بے مقصد اور لالچ یعنی کلام خدا تو کیا، کسی نارمل انسان کا بھی نہیں ہو سکتا۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت کسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت نہ تھا بلکہ یہ ایک نفسیاتی بیماری پیراناٹائ (PARANIA) کے تحت تھا، کیونکہ اگر یہ دعویٰ نبوت کسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہوتا تو مرزا صاحب کی تحریروں میں اس قدر کھلا تضاد نہ ہوتا اور نہ ہی وہ اپنی کتب میں اپنے لغو، بے مقصد اور لالچ یعنی الہامات کا ذکر کرتے۔ مرزا صاحب کے انگریزی الہامات کی زبان تک درست نہیں۔ مزید برآں سوچا

سمجھا دعویٰ ہمیشہ ایسی کھلی اور واضح غلطیوں سے پاک ہوتا ہے۔ اس بیماری کے تحت مرزا صاحب کا یہ دعویٰ نبوت کوئی نیا یا انوکھا نہیں، بلکہ اگر آپ آج بھی کسی پاگل خانے میں چلے جائیں تو وہاں آپ کی ملاقات پانچ سات ویوں، دو چار نیوں اور ایک آدھ خدا سے ضرور ہو جائے گی۔

بیرائے (Parania) دیوانگی یا شدید دماغی خلل (Psychosis) کی وہ صورت ہے کہ دوسو سو یا خطوں (Delusions) کا ایک منظم گروہ مریض کے ذہن میں رس بس جاتا ہے۔ ایسے مریض کے دوسوے اور خط (Delusions) نہایت منظم، مربوط، متدون، مدلل، منطقی، مستقل، متعین شدہ (Well Fixed) پیچیدہ (Intricate) اور الجھے ہوئے (Complex) ہوتے ہیں۔ یہ دوسوے اکثر کسی ایک ہی مرکزی خیال کے گرد گھومتے ہیں۔ یہ مرض عموماً آہستہ آہستہ بڑھتا ہے۔ اکثر مریضوں کی شخصیت میں کوئی نمایاں خرابی یا نقص نہیں ہوتا، مریض محض اسی دوسوے یا خط کی حد تک ایثار مل ہوتا ہے، ورنہ باقی ہر لحاظ سے وہ صحیح عقل و فہم کا مالک ہوتا ہے اور بادی الخضر میں بالکل نارمل دکھائی دیتا ہے۔ بعض مریضوں کو سہمی اور بصری واہم (Hallucination) آتے ہیں، انھیں طرح طرح کی آوازیں سنائی دیتی ہیں، چیزیں نظر آتی ہیں، یعنی مریض حواسِ خمسہ کے مختلف حواس سے کچھ نہ کچھ محسوس کرتا ہے حالانکہ حقیقت میں کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اس نظام کے بنیادی دوسوے دو قسم کے ہوتے ہیں۔

(1) اذیت بخش دوسوے (خط اذیت)

(2) پر شکوہ یا اقتداری دوسوے (خط عظمت)

خط اذیت کا مریض سمجھتا ہے کہ لوگ اس کے خلاف ہیں۔ یہ لوگوں کو اپنا دشمن سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو ایک بڑا آدمی اور عظیم ہستی تصور کرتا ہے۔ خط عظمت کی ایک قسم مذہبی خط عظمت ہے جس میں مریض سمجھتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے: ”میں اللہ کا منتخب نمائندہ ہوں، خدا کا نبی اور رسول ہوں اور مجھے خدا نے دنیا کی اصلاح کے لیے بھیجا ہے۔“ ایسے لوگ نئے نئے دین وضع کرتے ہیں۔ مذہبی کتابوں اور اصطلاحوں کی نئی نئی تفسیریں کرتے ہیں تاکہ انھیں اپنے تصورات کے مطابق ڈھال لیں۔ مریض محسوس اور دعویٰ کرتا ہے کہ اس پر وحی نازل ہوئی اور اسے الہامات ہوتے ہیں۔ (ایثار مل سائیکالوجی اینڈ ماڈرن لائف از کول مین)

یہ مرض عموماً مردوں کو ہوتا ہے وہ بھی 30 سال کے بعد عمر کے آخری حصے میں۔ اس قسم کے مریض بہت شکلی مزاج، خود پندار (Self important)، تکبر (Arrogant)

گستاخ، مغرور اور نہایت حساس ہوتے ہیں۔ تنقید قطعاً برداشت نہیں کر سکتے بلکہ فوراً بھڑک اٹھتے ہیں۔ ایسے مریض زبردست احساس برتری کا شکار ہوتے ہیں مگر ان کے احساس برتری کے پس منظر میں احساس کمتری کا فرما ہوتا ہے۔ ان مریضوں کی اکثریت جنسی مسائل سے دوچار ہوتی ہے۔ (ایٹارل سائیکالوجی اینڈ ماڈرن لائف از کول مین)

پیرانائے (Parania) کے اکثر مریض ذہین افراد ہوتے ہیں۔ ظاہری طور پر چونکہ بالکل نارمل معلوم ہوتے ہیں۔ لہذا وہ ہر قسم کے دلائل سے اپنی بات وقتی طور پر منوالیتے ہیں۔ یہ لوگ واقعات اور حقائق کو اس طرح توڑ مروڑ لیتے ہیں کہ وہ ان کے دوسروں پر ٹھیک بیٹھتے ہیں۔ بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ جب مریض کو یہ دوسرے آنے شروع ہوتے ہیں تو مریض کے دوست احباب اور عزیز واقارب کو اس کی اس تبدیلی کا احساس تک نہیں ہوتا اور وہ اس طرف توجہ نہیں دیتے، کیونکہ مریض ظاہری طور پر بالکل نارمل معلوم ہوتا ہے۔ مرض جتنا شدید ہوگا، اس کی گفتگو اتنی ہی مدلل، منطقی اور معقول معلوم ہوتی ہے۔ ایسے مریض اپنے خیالات اور نظریات کو نہایت مربوط اور مدلل انداز میں اس طرح پیش کرتے ہیں کہ لوگ ان پر یقین کر لیتے ہیں۔ ایسے افراد اپنے رشتے داروں، دوست احباب اور بعض دوسرے معقول افراد کو اپنے دعوے کی سچائی پر مطمئن کر لیتے ہیں۔ (ایٹارل سائیکالوجی اینڈ ماڈرن لائف از کول مین)

مریض عموماً سمجھتا ہے اور اسے اس بات کا اعتراف ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ اس کے نظریات اور خیالات کو دوسرے خیال کرتے ہیں مگر پھر بھی وہ ان کی واضح تردید سے مطمئن نہیں ہوتا کیونکہ اس کا دوسری نظام بہت پختہ اور اس کی ساخت پر داخست حد درجہ منطقی ہوتی ہے جس کی وجہ سے مریض اپنے دوسروں پر جھٹکا رہتا ہے۔ پیرانائے کی تشکیل میں مریض کی معاشرتی، سماجی، پیشہ ورانہ اور ازدواجی زندگی کی ناکامیاں اہم رول ادا کرتی ہیں۔ یہ ناکامیاں مریض کی خودی (آنا) اور شخصی اہمیت کے تصور کو خطرے میں ڈال دیتی ہے جس سے اس کا وقار سخت مجروح ہوتا ہے۔ ایسے افراد کے مقاصد زندگی اور خیالات بہت بلند (IDEAL) ہوتے ہیں مگر جب وہ ان کو حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں تو یہ ناکامی ان میں احساس کمزوری اور احساس کمتری پیدا کر دیتی ہے اور پھر وہ اس احساس کمتری کو مٹانے یا کم از کم کرنے کے لیے اپنے آپ کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔

فرائڈ کے نزدیک اس مرض کے پیچھے دبی ہوئی ہم جنسی تمناؤں اور خواہشات کا بھی

گہر لہا تھ ہوتا ہے۔ اگرچہ مریض کو ان کا شعور و احساس نہیں ہوتا۔ یہ خواہشات نہایت غیر اخلاقی اور ناقابل قبول سمجھی جاتی ہیں جو کہ مریض کو پریشان کرتی ہیں۔ نتیجتاً مریض احساس گناہ اور احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتا ہے اور پھر اس کی طمانی کرنے کے لیے، وہ اپنے آپ کو بلند و اعلیٰ دکھانا چاہتا ہے۔ اس طرح اپنے دوسروں کو ناقابل قبول اور حقیرانہ تمناؤں کے خلاف دفاعی فیصلہ بنا دیتا ہے۔ (اینارل سائیکالوجی اینڈ ماڈرن لائف از کول مین، تحلیل نفسی از حزب اللہ)۔

بہر اٹائے کی ایک وجہ جنسی عدم مطابقت (Maladjustment) بھی بیان کی جاتی ہے۔ بہر اٹائے کے مریضوں کی اکثریت جنسی مسائل، پریشانیوں اور مشکلات کا شکار ہوتی ہے مگر ضروری نہیں کہ یہ مسائل ہم جنسیت ہی کے ہوں جیسا کہ فرائڈ کا خیال ہے۔ بقول کول مین، عصر حاضر کے محققین کی اکثریت کے خیال کے مطابق اس بیماری کی تشکیل میں اہم ترین عناصر، فرد کی دوسرے لوگوں کے ساتھ باہمی تعلقات میں دشواری، اپنی کتنا ہی دکنزوری اور کمتری کا شدید احساس ہے۔ بعض دوسرے ماہرین کی رائے میں اس بیماری کی تشکیل میں عموماً کئی وجوہات پائی جاتی ہیں۔ مثلاً غیر اخلاقی کردار پر احساس گناہ، دبی ہوئی ہم جنسی خواہشات، احساس کمتری اور اعلیٰ غیر حقیقت پسندانہ انگلیں۔

بہر اٹائے کے مرض کی علامات کا اگر سرسری جائزہ لیا جائے تو ہم دیکھیں گے کہ اس مرض کی کم و بیش تمام علامات مرزا غلام احمد قادیانی میں موجود تھیں مثلاً:-

1- تمام مریضوں کی طرح مرزا صاحب کے تمام دوسوے خوب منظم اور اکثر مریضوں کی طرح ایک ہی مرکزی خیال کہ ”وہ دنیا کی اصلاح کے لیے، خدا کی طرف سے مامور ہیں۔“ کے گرد گھومتے ہیں۔ مرزا صاحب پہلے ایک مصلح کی حیثیت سے سامنے آئے، پھر محدث اور مجدد ہونے کا دعویٰ کیا، بعد ازاں مثیل مسیح، مسیح موعود اور آخر کار نبوت کا اعلان کر دیا۔ ان تمام دعوؤں کا مرکزی خیال ایک ہی ہے کہ وہ خدا کی طرف سے دنیا کی اصلاح کے لیے مامور ہیں، اور بیماری بڑھنے کے ساتھ ساتھ ان کا دعویٰ بھی بڑھتا گیا۔

2- مرزا صاحب کے دوسوے اگرچہ مربوط، مدلل اور ایک ہی مرکزی خیال کے گرد گھومتے تھے مگر اکثر مریضوں کی طرح ان کے دوسوے کافی پیچیدہ اور الجھے ہوئے تھے۔ ان کے الجھاؤ کا اندازہ اس امر سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ وہ کبھی اپنے

آپ کو مصلح اور محدث کہتے ہیں اور کبھی مجدد، کبھی مثل مسیح اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور کبھی نبی ہونے کا۔ حتیٰ کہ کبھی کرشن اور زورگو پال ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔

مرزا صاحب کے دوسروں کی پیچیدگی ان کے بعض الہامات سے مزید ظاہر ہوتی ہے مثلاً ”اُس (اللہ تعالیٰ) نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ ”براہین احمدیہ“ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں، میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ 496 میں درج ہے۔ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفع کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ 556 میں درج ہے، مجھے مریم سے عیسیٰ بتایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔“ (کشفی نوح صفحہ 47، مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 50 از مرزا قادیانی) یعنی پہلے مریم بنے پھر خود ہی حاملہ ہوئے، پھر اپنے پیٹ سے خود ہی عیسیٰ ابن مریم بن کر تولد ہو گئے۔

3۔ اکثر مریموں کی طرح مرزا صاحب کو یہ بیماری ایک بارگی لاحق نہیں ہوتی، بلکہ اس بیماری میں مرزا قادیانی آہستہ آہستہ گرفتار ہوتے گئے، چنانچہ مرزا قادیانی نے نبوت کا اعلان یک لخت نہیں کیا، بلکہ پہلے پہل وہ ایک مبلغ اور مصلح کی حیثیت سے سامنے آئے۔ (براہین احمدیہ از مرزا غلام احمد قادیانی)، پھر محدث ہونے کا دعویٰ کیا۔ لکھتے ہیں: ”نبوت کا دعویٰ نہیں، بلکہ محدث کا دعویٰ ہے۔“ (تذکرہ صفحہ 82)۔ 1884ء میں مجدد ہونے کا اعلان کیا، چنانچہ اُن کے بقول ”اور مصنف کو بھی اس بات کا علم دیا گیا کہ وہ مجدد وقت ہے۔“ پھر مثل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ کہتے ہیں: ”مجھے فقط مثل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔“ 1891ء میں مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا، چنانچہ رقمطراز ہیں: ”مسیح موعود ہوں۔“ (نزول اسح صفحہ 48) حتیٰ کہ آخر کار مرزا قادیانی نے 1901ء میں نبوت و رسالت کا دعویٰ کر دیا۔ کہتے ہیں: ”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (دافع البلاء صفحہ 11) ”اس نبوت میں نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ دوسرے

تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔“ (حقیقت الوحی صفحہ 391)
مختصر یہ کہ مرزا قادیانی کے مذہبی خطِ عظمت کے وہ دوسرے جو تقریباً 1879ء میں شروع ہوئے، بڑھتے بڑھتے 1901ء میں نبوت کے دعوے پر منتج ہوئے۔

4- بعض مریضوں کی طرح مرزا صاحب کو سمعی اور بصری واہے (Hallucinations) آتے تھے۔ انہیں آوازیں سنائی دیتی تھیں اور لوگ نظر آتے تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ”میرے پاس جبرائیل آیا اور اُس نے مجھے جن لیا۔“ (حقیقت الوحی صفحہ 103)۔ ”بعض اوقات دیر دیر تک خدا مجھ سے باتیں کرتا رہتا۔“ (حقیقت الوحی صفحہ 391)

5- مذہبی خطِ عظمت میں مریض محسوس کرتا ہے اور دعویٰ بھی کرتا ہے کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے اور اُسے الہامات ہوتے ہیں۔ مرزا صاحب نے اپنی تصنیفات میں جگہ جگہ اپنی وحی اور الہامات کا ذکر کیا ہے، مثلاً:

”23 سال سے متواتر اس عاجز پر الہام ہوا ہے۔“ (حقیقت الوحی صفحہ 150)

”مجھے اپنی وحی پر ایسا ایمان ہے جیسا کہ تورات اور انجیل اور قرآن پر۔“

(اربعین نمبر 4 صفحہ 25)

6- جیسا کہ قبل ازیں بتایا جا چکا ہے کہ مذہبی خطِ عظمت کا مریض سمجھتا اور دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اللہ کا منتخب نمائندہ ہے۔ خدا نے دنیا کی اصلاح کے لیے اسے بھیجا ہے۔ ایسے لوگ نئے نئے مذہب وضع کرتے ہیں۔ مذہبی کتابوں اور اصطلاحوں کی نئی نئی تفسیریں ایجاد کرتے ہیں تاکہ انہیں اپنے تصورات کے مطابق ڈھال لیں۔

مرزا صاحب چونکہ مذہبی خطِ عظمت کے مریض تھے۔ چنانچہ ان کے دعوے بالکل اسی نوعیت کے تھے، مثلاً ”خدا نے مجھے امام اور رہبر مقرر فرمایا۔“ ”براہین احمدیہ“ میں اپنی ذات کے متعلق بار بار اظہار کرتے ہیں کہ وہ دنیا کی اصلاح اور اسلام کی دعوت کے لیے خدا کی طرف سے مامور اور عصر حاضر کے مجدد ہیں اور ان کو حضرت مسیح سے مماثلت ہے۔ بعد ازاں انہوں نے ایک نیا مذہب تشکیل دیا اور اپنے تئیں نبی بن بیٹھے۔ اس کے لیے قرآن و حدیث کی عجیب و غریب تفسیر اور تفسیر کی جو کہ نہ صرف علمائے امت کے اجماع کے خلاف ہے، بلکہ ان کے اپنے ابتدائی خیالات کے بھی برعکس ہے مثلاً ابتدا میں آپ ختم نبوت کے

قائل تھے اور ختم نبوت کے منکر کو کافر سمجھتے تھے، چنانچہ لکھتے ہیں: ”قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔“ (ازالہ اوہام صفحہ 761)۔ ”اللہ کو شایان شان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہیں شایان کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ شروع کر دے۔ بعد اس کے کہ قطع کر چکا ہو۔“ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 377) ”ہم اس بات کے قائل ہیں اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت ﷺ نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ پُرانا۔“ (سراج منیر صفحہ 302) ”خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور ان سب عقائد پر ایمان رکھتا ہوں جو اہلسنت والجماعت مانتے ہیں اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہوں اور قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہوں۔ اور میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“ (آسانی فیصلہ صفحہ 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 313 از مرزا قادیانی)

بعد ازاں جب مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو لفظ ختم نبوت کی عجیب و غریب تعبیر اور تفسیر کی اور اس کو اپنے تصورات کے مطابق ڈھال لیا: ”وہ (حضور نبی کریم ﷺ) ان معنوں میں خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت ان پر ختم ہیں۔“ (چشمہ معرفت ضمیمہ صفحہ 9)۔ یعنی ”خاتم النبیین“ کے معنی آخری نبی کے نہیں، بلکہ افضل النبیین کے ہیں۔ اس طرح نبوت کا دروازہ تو کھلا ہوا ہے، البتہ کمالات نبوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ختم ہو گئے۔ مرزا صاحب نے اپنی نبوت اور رسالت کے لیے ایک اور دلچسپ تاویل کی: ”مجھے بروزی صورت میں نبی اور رسول بتایا ہے اور اس بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا۔ مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے، بلکہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اس لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی ہے۔“ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 12)

7- اس مرض کے عام مریضوں کی طرح مرزا قادیانی کو بھی یہ مرض 30 سال کے بعد عمر کے دوسرے حصے میں لاحق ہوا۔ آپ 1839-40ء میں پیدا ہوئے۔ 1891ء میں پہلی مرتبہ اپنی تصنیف ”فتح الاسلام“ میں مثل مسیح اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ بعد ازاں 1901ء میں نبوت کا باقاعدہ دعویٰ کیا۔

8- خبطِ عظمت کے دوسرے مریضوں کی مانند مرزا صاحب بھی بہت حساس تھے۔ اپنے

خلاف تنقید ہرگز برداشت نہ کر سکتے تھے۔ چنانچہ اس دور کے جن علما نے ان کے دعویٰ نبوت پر تنقید کی، وہ ان پر برس پڑے۔ حتیٰ کہ عالم گلوچ پر اتر آئے۔

مشہور روحانی بزرگ حضرت پیر مہر علی شاہ گلڑویؒ کے بارے میں مرزا قادیانی کا کہنا ہے: ”مجھے ایک کتاب کذاب (پیر مہر علی شاہ) کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھوکی طرح نیش زن۔ پس میں نے کہا کہ اے گلڑہ کی زمین تجھ پر لعنت، تو لمھون کے سبب سے لمھون ہو گئی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔“ (اعجاز احمدی صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 188 از مرزا قادیانی) اس کے علاوہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کو ”عورتوں کی عاز“ کہا۔ (اعجاز احمدی صفحہ 92 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 196 از مرزا قادیانی) مولانا محمد حسین دہلویؒ کے متعلق لکھا: ”کذاب، منکر، سربراہ گمراہان، جاہل، شیخ احقان، عقل کا دشمن۔ (انجام آہتم صفحہ 241، 242 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 242، 241 از مرزا قادیانی) مولانا نذیر حسین دہلویؒ کے متعلق لکھا: ”وہ گمراہ اور کذاب ہے۔“ (انجام آہتم صفحہ 251 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 251 از مرزا قادیانی) مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے متعلق لکھا: ”اندھا شیطان، گمراہ دیو، شقی، لمھون۔“ (انجام آہتم صفحہ 252 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 252 از مرزا قادیانی) مولانا سعد اللہؒ کے بارے میں لکھا: ”اور لمھوں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان لمھون ہے۔ سفیہوں کا نطقہ بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو طمع کر کے دکھانے والا، منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔“ (حقیقۃ الوحی تہ صنفہ 14 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 445 از مرزا قادیانی)

9۔ خطِ عظمت کے تمام مرئیضوں کی طرح مرزا قادیانی بھی زبردست احساسِ برتری کا شکار تھے۔ ان کا یہ احساس اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ اول تو وہ اپنے آپ کو تمام انبیاء کا ہم پلہ اور ہم چشم سمجھتے تھے اور اس پر مستزاد یہ کہ اپنے تئیں جامع کلماتِ انبیاء بلکہ تمام انبیاء سے افضل گردانتے تھے، مثلاً:

(الف) ”خدا نے میرے ہزارہا نشانوں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت کم نبی گزرے ہیں جن کی تائید کی گئی۔“ (تہ حقیقۃ الوحی صفحہ 148)۔

(ب) ”اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر راست باز اور مقدس نبی گزر چکے ہیں، ایک شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کیے جاویں، سو وہ میں ہوں۔“ (براہین

سب سے آخر میں براہین احمدیہ حصہ چہارم میں درج ہے، مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور سے عیسیٰ ابن مریم ٹھہرا۔“ (کشتی نوح صفحہ 87، 88، 89) یعنی پہلے آپ مریم بنے، پھر خود ہی حاملہ ہوئے، پھر اپنے پیٹ سے آپ عیسیٰ ابن مریم بن کر تولد ہو گئے۔

اس کے بعد یہ مشکل آئی کہ عیسیٰ ابن مریم کا نزول تو احادیث کی رو سے دمشق میں ہونا تھا جو کہ کئی ہزار برس سے شام کا مشہور و معروف مقام ہے، یہ مشکل ایک دوسری دلچسپ تاویل سے یوں رفع کی گئی: ”صحیح مسلم میں یہ جو لکھا ہے کہ حضرت مسیح دمشق کے منارہ سفید شرقی کے پاس اتریں گے..... دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبہ کا نام دمشق رکھا گیا ہے، جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں..... مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دمشق کے لفظ سے دراصل وہ مقام مراد ہے، جس میں یہ دمشق والی مشہور خاصیت پائی جاتی ہے۔“ (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 141 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

12- مریض کو عموماً احساس اور اعتراف ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ اس کے نظریات اور خیالات کو درست خیال نہیں کرتے، مگر پھر بھی وہ ان کی واضح تردید سے مطمئن نہیں ہوتے۔ چنانچہ مرزا صاحب، مولانا ثناء اللہ امرتسری کے نام ایک اشتہار میں لکھتے ہیں: ”اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زعگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفید اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زعگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔“ (مرزا غلام احمد قادیانی کا اشتہار مورخہ 15 اپریل 1907ء مجموعہ اشتہارات، جلد دوم، صفحہ 705، 706 طبع جدید)

مرزا صاحب کو احساس تھا کہ علا کرام ان کے خیالات کو درست نہیں سمجھتے، اس کے باوجود نبوت کا شوق جاری رکھا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ مرزا صاحب مذکورہ بالا اشتہار کے 13 ماہ بعد فوت ہو گئے، جبکہ مولانا ثناء اللہ امرتسری 40 سال تک زندہ رہے۔

13- اگرچہ مرزا قادیانی کو کوئی دوسری شدید ذہنی بیماری لاحق نہ تھی جس کی وجہ سے وہ ظاہری طور پر نارمل معلوم ہوتے تھے، مگر مرزا قادیانی کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد

نے ان کی بعض خفیف ذہنی بیماریوں Neuroses کا ذکر کیا ہے، مثلاً: ”مرزا قادیانی کو جوانی میں ہسٹریا کی شکایت ہو گئی تھی اور کبھی کبھی اس کا ایسا دورہ پڑتا تھا کہ بے ہوش ہو کر گر جاتے تھے۔“ (سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 17، از مرزا بشیر احمد)۔ ”اور پھر ان سب پر مستزاد مانجھ لیا اور مراق کا موذی مرض۔“ (سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ 55، از مرزا بشیر احمد)

مذکورہ بالا واقعات، حقائق اور دلائل سے یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ خبطِ عظمت کی کم و بیش تمام علامات مرزا قادیانی کی شخصیت میں بدرجہ اتم موجود تھیں جس سے یہ ثابت ہوا کہ مرزا صاحب دراصل پیرائے (Parania) میں مبتلا تھے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کو یہ نفسیاتی بیماری کیوں لاحق ہوئی؟ ہمارے خیال میں اس کی بیماری کی وجہ مندرجہ ذیل ہیں:

(1) مرزا قادیانی کی اس بیماری کی تشکیل میں ان کی پیشہ ورانہ اور ازدواجی زندگی کی ناکامیوں نے اہم کردار کیا۔ آپ کی ابتدائی زندگی عُسرت اور عُربت سے شروع ہوئی۔ لکھتے ہیں:

”مجھے صرف اپنے دسترخوان اور روٹی کی فکر تھی۔“ (نزول مسیح صفحہ 118) بعد ازاں آپ نے سیالکوٹ کی کچہری میں بطور محرر ملازمت کی۔ اس دوران ترقی کے لیے عماری کا امتحان دیا، مگر ناکام رہے۔ آپ (مرزا قادیانی) نے عماری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی اور قانون کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ پر امتحان میں کامیاب نہ ہو سکے۔“ (سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 156، از مرزا بشیر احمد)

اسی طرح ازدواجی زندگی بھی کچھ زیادہ کامیاب نہ تھی، کیونکہ آپ کی قوتِ مردی کمزور تھی، لکھتے ہیں: ”جب میں نے شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں، آخر میں نے مبرا کیا۔“ (مکتوبات احمد جلد دوم، صفحہ 27، طبع جدید)

پیشہ ورانہ اور ازدواجی ناکامیوں نے مرزا قادیانی کی آنا اور وقار کو سخت مجروح کیا جس سے آپ میں اپنی کوتاہی، کمزوری اور کمتری کا شدید احساس پیدا ہو گیا، پھر اس احساس کو مٹانے کے لیے آپ نے اپنے آپ کو خوب بڑھا چڑھا کر پیش کیا۔

(2) اکثر مریضوں کی طرح مرزا قادیانی بھی جنسی مسائل (جنسی عدم مطابقت

(Sexual Adjustment) کا شکار تھے، کیونکہ آپ جنسی لحاظ سے کمزور تھے اور اس ضعف کی وجہ سے ازدواجی فرائض بہتر طور پر ادا نہ کر سکتے تھے جس کی وجہ سے ان میں شدید احساس گناہ پیدا ہوا۔ پھر اس کی تلانی کے لیے اپنے آپ کو بلند و اعلیٰ دکھانا شروع کر دیا۔

(3) ممکن ہے فرامٹ کے نظریے کے مطابق مرزا قادیانی کے مذہبی حیلہ عظمت کے پیچھے ہم جنسی تہمتوں اور خواہشات کا ہاتھ بھی ہو، ممکن اس لیے کہ مریض کو ایسی خواہشات کا احساس اور شعور نہیں ہوتا، کیونکہ یہ خواہشات لاشعوری ہوتی ہیں۔ چونکہ یہ خواہشات نہایت غیر اخلاقی اور ناقابل قبول سمجھی جاتی ہیں جو مریض کو پریشان کرتی ہیں۔ نتیجہ مریض احساس گناہ اور احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اگرچہ مرزا صاحب نے خود کو انگریز کے ہاتھ کھل طور پر بیچ ڈالا تھا اور آخری دم تک وہ فرنگی کے وفادار رہے لیکن ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ انہیں اپنے ضمیر میں جبین محسوس ہوتی ہو، یہ 'گلٹ' بھی ان کے فکری انتشار کا باعث بنا ہو۔ دراصل انہیں ملیٹی بڑا ہی Complex مسئلہ ہے۔ پھر اس کی تلانی کرنے کے لیے مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو بلند و اعلیٰ بنا کر پیش کیا۔ اس طرح اپنے وسوسوں کو ناقابل قبول اور متعذرانہ تہمتوں کے خلاف دفاعی فیصلہ بنا دیا۔“

مولانا محمد اسماعیل آزاد اپنے ایک مضمون ”مرزائیوں کا المیہ“ میں لکھتے ہیں:

”قادیانی فرقے کی طبیعت عموماً 100 سال کے لگ بھگ ہے۔ 100 سال پہلے یہ مسلمان تھے اور مسلمانوں کے اس عظیم تاریخی دھارے میں شامل تھے جس کے مسلسل بہاؤ کو ساڑھے چودہ سو برس ہو چکے ہیں۔ یہ فرقہ مسلمانوں سے الگ کیوں ہوا؟ اور الگ ہو کر اس نے کیا پایا؟ اور کیا کھویا؟ یہ ایک المناک داستان ہے۔“

قادیانی فرقہ اپنے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کو مان کر علامۃ المسلمین سے الگ ہو گیا۔ موصوف اپنے دعویٰ سے پہلے آریوں اور عیسائیوں میں تبلیغی کام کرتے رہتے تھے۔ اس وقت علامۃ المسلمین، اس تبلیغی کام کو بنظر تحسین دیکھتے تھے۔ تبلیغ اسلام کا یہ دور آریہ سماج اور عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں کے جواب میں آیا۔ اس دور میں مرزا غلام احمد ہی واحد مبلغ یا مناظر نہ تھے بلکہ درجنوں مسلمان بزرگ یہ کام کر رہے تھے۔ ان بزرگوں نے اپنی الگ جماعتیں بنائیں نہ اخبارات نکالے نہ مرید بنائے۔ مرزا صاحب نے اپنی جماعت، اپنے

اخبارات، اپنے مریدوں کی تنظیم اور دارالاشاعت بنایا اور اسی لیے پروپیگنڈے کے جدید دور میں وہ زیادہ مشہور ہوئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے مسیح موعود اور نبی ہونے کے دعوے سے قادیانی مذہب کی بنیاد پڑتی ہے۔ مرزا قادیانی کو اپنے افکار و معتقدات کا نقطہ ماسکہ مان کر قادیانیوں نے اسلام کے ساڑھے چودہ سو سالہ ورثے سے قطع تعلق کر لیا۔ ان کی ہدایات کا مبع مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت میں مٹی اور Personality Cult کی طرح قادیانی فرقہ وجود میں آیا۔ بظاہر یہ لوگ قرآن پاک اور احادیث کو اپنی بنیاد بتاتے ہیں لیکن قرآن و حدیث سے وہ دراصل مرزا قادیانی کی صداقت کو ثابت کرنے کا کام لیتے ہیں۔ اس طرح اولیت مرزا قادیانی ہی کی شخصیت کو حاصل ہوتی ہے اور قرآن و حدیث ان کے نزدیک ثانوی درجہ رکھتے ہیں۔

قادیانیوں کا المیہ یہ ہے کہ جس کو نبی مانتے اور صاحب وحی گردانتے ہیں، وہ ان کی عملی زندگی میں نمونہ عمل اور اسوۂ حسنہ کا کام نہیں دیتا۔ حیرت ہے کہ مہد سے لحد تک روزمرہ کی زندگی کے مذہبی اعمال میں ان کا نبی ان کے کسی کام نہیں آتا۔ اس لیے دعویٰ نبوت کی خود بہ خود تردید ہو جاتی ہے۔ جو نمونہ عمل نہ ہو، وہ نبی نہیں، کاہن ہو سکتا ہے۔ یہ کیسا المیہ ہے کہ مرزائی عبادات و معاملات میں حضور خاتم النبیین ﷺ سے ہدایت حاصل کریں لیکن کریڈٹ مرزا قادیانی کو دیں۔

کہا جاتا ہے کہ احادیث میں حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کی پیش گوئیاں ہیں، اس لیے دعویٰ ضروری تھا۔ اگر یہ بات درست تسلیم کر لی جائے تو احادیث میں حضرت مسیح علیہ السلام کے چوتھے آسمان پر ہونے اور نزول کرنے کا تذکرہ ہے۔ یہ لوگ وفات مسیح مان کر احادیث کو رد بھی کرتے ہیں اور مرزا قادیانی کو ان کا مصداق مان کر ان کی تصدیق بھی کرتے ہیں۔ آمد مسیح کی احادیث میں اس بات کا خفیف سا اشارہ بھی نہیں ملتا کہ وہ نازل ہو کر اپنی نبوت کا دعویٰ کرتے پھریں گے، ان کا کام تو صرف قتل دجال بتایا گیا ہے۔ نہ دعویٰ نبوت، نہ کرامات و معجزات پر فخر، نہ دشمنوں کو بددعا، وہ تو ان تمام مراحل سے گزر چکے ہیں۔ صرف اور صرف دجال کو قتل کرنا، ان کا کام ہے۔ حد یہ ہے کہ اس بات کا بعید ترین اشارہ بھی نہیں ہے کہ وہ تبلیغ کریں گے، جماعت بتائیں گے، عام مسلمانوں سے الگ ہو جائیں گے اور انہیں کافر قرار دیں گے۔ مرزا قادیانی کے یہ سارے کام ان کے مسیح موعود کے دعوے کی

تردید بن جاتے ہیں۔ اس طرح وفات مسیح پر مرزا قادیانی کا اصرار کوئی علمی حقائق کی دریافت کی تحقیقی مہم ثابت نہیں ہوتی، بلکہ ان کا مقصد اس سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح مسیح کی جگہ خالی ہو جائے جس پر یہ خود براجمان ہو جائیں۔ مسیح علیہ السلام کی وفات کو ماننے کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ اب یہاں کوئی نئی نہیں آئے گا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے خواب اور کشف کی وارداتوں میں خود کو نبی، مسیح موعود، مہدی موعود، کرشن اور خدا جانے کیا کیا محسوس کیا، خواب میں آدمی سب کچھ بن سکتا ہے۔ خواب کی واردات کو بیداری پر لاگو کرنا؟

ہیں خواب میں ہنوز جو جاگے ہیں خواب میں خواب، وحی الہی کی طرح ہدایت کا مستند ماخذ نہیں۔ خواب کی واردات ممکن ہے اور ان کی تعبیر بھی ممکن۔ لیکن خواب کو حقیقت مان کر بیداری میں اس پر عمل نہیں کیا جاسکتا۔ خود مرزا صاحب کا کہنا ہے: ”اس راقم کو اس بات کا تجربہ ہے کہ اکثر پلید طبع اور سخت گندے اور ناپاک اور بے شرم اور خدا سے نہ ڈرنے والے اور حرام کھانے والے فاسق بھی سچی خوابیں دیکھ لیتے ہیں۔“ (تختہ گلڑویہ حاشیہ صفحہ 48 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 168، از مرزا قادیانی)

اس دلچسپ پہلو کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ ایک طرف تو مرزا قادیانی دینی دیوانگی کے کارن ”معموم“ دکھائی دیتے ہیں، دوسری جانب انگریز کی مصلحت کر کے بے پناہ سیاسی فائدے حاصل کرتے ہوئے نہایت عیار ثابت ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں جس تیز ذہانت کے ساتھ انہوں نے نہ صرف ایک منظم جماعت بنا ڈالی بلکہ اپنے پڑھے لکھے مریدوں سے اُس زمانے میں لاکھوں روپے بطور چندہ اٹھنے لیے (جو آج کے حساب سے بلاشبہ کروڑوں روپے کی خطیر مالیت بنتی ہے)..... اس Paradoxy پر کیا کہیں؟..... شاید یہی کہا جاسکتا ہے:

ادوانہ بکار خود ہوشیار!

ہر دور میں انسانوں کے مسائل اور مشکلات اپنے حل کا تقاضا کرتے ہیں۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاں، اپنے دور کے مسائل کا احساس ملتا ہے نہ ان کے حل کا۔ انگریزی حکومت، مسلمانوں کی پستی و زیوں حالی، اسلامی روایات سے بے تعلقی، عیسائیوں کی

تبلیغی کوششیں (تاکہ ملک کی آبادی میں عیسائی اکثریت پیدا کی جاسکے)، ہندوؤں کی سیاسی دھاندلیاں، مسلمانوں کی معاشی و تعلیمی حالت کی اصلاح، ملک کی سیاست میں مسلمانوں کے جائز مقام کے حصول کی کوشش، مغربی تہذیب کے برے اثرات سے مسلمانوں کی حفاظت، یہ تمام مسلمانوں کے مسائل تھے، جن سے مسلمان بیداری میں نبرد آزما تھے۔

مرزا قادیانی ان مسائل سے آنکھیں بند کیے، عالم خواب میں کبھی مسیح کبھی مہدی اور کبھی نبی بنتے رہے، مسائل کے سلسلے میں کوئی رہبری، قوم کو نہ دے سکے۔ اس طرح اپنے دعوے کی قلعی خودی کھول دی۔ قادیانیوں نے مرزا قادیانی کے دعوے پر ایمان لا کر یہ تو ضرور پایا کہ غیر ملکی حکومت نے اس اقلیت پر پورا اعتماد کیا، اور یہ سرکاری ملازمتوں اور کاروبار میں انگریزوں کے معتمد اور بھی خواہ بن کر ترقی کرتے رہے۔ لیکن کیا کھویا؟ علامۃ المسلمین کا اعتماد! ساڑھے چودہ سو سالہ تاریخ کے دھارے سے چند ہزار آدمی اگر الگ ہو جائیں، تو ہو جائیں، وہ تاریخ کے دھارے کا رخ نہیں موڑ سکتے۔ دریا کے بہاؤ سے پانی کی کچھ مقدار الگ ہو کر کسی گڑھے میں رہے تو اس میں سڑا، بدبو اور کیڑے کھوڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایسا پانی جب تک الگ رہے گا بدبو پھیلا تا رہے گا۔ لیکن کوئی سیلاب اگر اسے دوبارہ دریا میں ملا دے تو اس کے تپیزوں سے اس کی بدبو ختم ہو کر یہ آبِ معطیٰ بن جائے گا۔ اسلام کی ساڑھے چودہ سو برس کی تاریخ میں بہت سے فرقے پیدا ہوئے اور عوام کے سیلاب کے تپیزوں سے معطیٰ ہو کر اسلام میں ضم ہو گئے۔ معتزلہ، جمیہ، قدریہ، مرجیہ وغیرہ صرف تاریخ کی کتابوں میں موجود ہیں، عملاً ان کا وجود ختم ہو گیا۔ عوام کا سیلاب عنقریب قادیانیت کو بھی اسی طرح ضم کر لے گا۔

تقسیم ہند کے معاملے پر غور کیجیے۔ کیا یہ سوچا جاسکتا ہے کہ قادیانی گروہ ہندوؤں اور انگریزوں سے ٹکر لے کر پاکستان حاصل کر سکتا تھا۔ کوئی اقلیت اس کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ تاریخ کے دھارے سے الگ ہو کر ہر گروہ اپنی اہمیت اور افادیت کو خود ہی کھودیتا ہے۔ بھیڑوں کے گلے سے الگ ہونے والی چند بھیڑیں ہمیشہ بھیڑیوں کی شکم پروری کے کام آتی ہیں۔ بھیڑوں کا گلہ بان انکی مدد نہیں کر سکتا۔

دینِ اسلام کے داعی، حاکم، علماء، فقہاء اور مجاہدین کی موجودگی میں کسی مسلمان کو نہ تو اقلیت سمجھا جاسکتا ہے نہ اس خوف زدہ اقلیت کے خوف سے فائدہ اٹھا کر غیر ملکی طاقتیں اسے

اپنا ایجنٹ بنا سکتی ہیں۔ قادیانیوں نے علامۃ المسلمین سے الگ ہو کر اپنی آئندہ سطوں کو خوف اور غیر ملکی بے دین طاقتوں پر انحصار کے سوا کیا دیا؟ خوف کا یہ عالم کہ اپنے عقیدے کو کوئی قادیانی برسر عام زبان پر نہیں لاسکتا۔ دل میں کچھ ہوتا اور زبان پر کچھ ہونا نفسیاتی مسائل کو جنم دیتا ہے اور کردار پر داغ لگا دیتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے اطراف جو لوگ جمع ہوئے، وہ تو دل سے اسلام کی سر بلندی کے آرزو مند تھے۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی راہ میں مرزا قادیانی کے دعاوی سب سے بڑی رکاوٹ بن گئے۔ مرزا قادیانی کی تحریریں ہزاروں صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں۔ آج بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ ان میں اسلام کی صداقت پر کتنے صفحات ہیں اور اپنے دعوے کی صداقت پر کتنے؟ کیا یہ ضروری نہیں کہ اسلام کی ترقی و عظمت کی راہ میں اس رکاوٹ کو قادیانی خود سے ہٹا دیں۔

رسول اکرم ﷺ کی محبت اور آپ ﷺ پر ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اس پر ایک مرزا غلام احمد نہیں، لاکھوں مدعیان کو قربان کیا جاسکتا ہے۔ اگر قادیانی حضرات، مرزا غلام احمد کی شخصیت کو نشان منزل سمجھتے ہیں۔ جس سے انہیں اپنی منزل مقصود محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف راہ نمائی ملی، تو اس نشان منزل پر آج تک چمکنے کا فائدہ؟ جو شخص نشان منزل سے چمٹا ہوا ہو، وہ منزل کا مسکر نہیں تو کیا ہے؟ پھر نشان منزل بھی خود ساختہ ہے۔ کیا کوئی منزل پر پہنچنے والا مسافر سنگ میل کو یاد بھی رکھتا ہے؟ انسان اپنی زندگی میں والدین کے علاوہ اساتذہ کا احسان مند رہتا ہے۔ پرائمری کے استاد سے الف، ب سیکھنے والا طالب علم، یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری لے کر کیا اس کا سارا کریڈٹ پرائمری کے استاد کو دیتا ہے، اور بعد میں اپنی تحقیقات میں اسے رہبر بناتا ہے؟ اگر عملی زندگی میں قادیانی ایسا نہیں کرتے تو عقائد اور ایمانی زندگی میں وہ ایسا کر کے کون سا معقول رویہ ظاہر کرتے ہیں؟ مرزا غلام احمد، انسان تھے، معصوم عن الخطا نہ تھے۔ ان کی خطاؤں کی نشان دہی ہو چکی ہے۔ ان خطاؤں کو محض واردات روحانی قرار دے کر باقی رکھنا، معقول رویہ ہے نہ مثبت طرز فکر۔ شخصیت پرستی ہی تو بت پرستی کی اصل بنیاد ہے۔

قادیانی حضرات اگر شیخ اسلام کے پروانے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے دین کو دنیا میں غالب کرنے کے ارادے سے مرزا قادیانی کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے تھے تو انہیں اس بارے میں محتاط رہنے کی ضرورت تھی کہ کہیں روشنی کے فداکار پروانوں کی طرح یہ غفلت کا شکار ہو کر روشنی کے اطراف جمع ہونے والی چھپکلیوں میں سے کسی کی غذا نہ بن جائیں۔ ع

احتیاط کی وجہ سے شیخ رسالت کے پھوانے، مرزا قادیانی کو عاشق رسول جان کر اس کی نا آسودہ امنگوں کا شکار ہو گئے۔ یہ پڑھے لکھے لوگ تھے۔ مرزا قادیانی کی تاویلات سے فریب کھا گئے۔ آیت ختم نبوت کی یہ تاویل کہ حضور ﷺ کی مہر لگنے سے مرزا قادیانی نبی بن گیا، مروجہ معانی عربی زبان کے کسی محاورے سے ثابت نہیں۔ حدیث مبارک انا خاتم النبیین لا نبی بعدی کا لافنی جنس حضور ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت کی نفی کر رہا ہے۔ ظلی نہ بروزی۔ قرآن پاک میں حضور نبی کریم ﷺ کے تعلق سے ”من قبلک“ کے الفاظ کئی جگہ آئے ہیں۔ لیکن حضور ﷺ کے تعلق سے من بعدک کا لفظ ایک جگہ بھی استعمال نہیں ہوا۔ یہ اس لیے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ قرآن مجید میں فہای حدیث بعدہ یومنون (المرسلت: 50) فرما کر حضور ﷺ کی وحی کے بعد کسی وحی پر ایمان لانے کی ضرورت اور امکانات کو رد کیا گیا ہے۔ چنانچہ ان اہل علم حضرات کے فریب کھانے میں ان کی کم علمی کے امکانات ختم ہو جاتے ہیں۔ البتہ ان کے ذاتی مفادات اور خواہشات نفسانی کے امکانات زیادہ روشن نظر آتے ہیں۔ محض اس خواہش کی بنا پر کہ وہ اس نبی کے ساتھی شمار ہوں گے، انہوں نے اتنی بڑی گمراہی کو بہ طیب خاطر منظور کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو آیات الہی سن کر اندھے اور بہرے آدمی کی طرح اگر مان لینے سے منع فرمایا تو مرزا قادیانی کے خواب اور کشف کی حالت کی آوازوں پر جو لوگ گر کر تسلیم کرنے لگے جیسے گدھ، مردار پر گر جاتے ہیں۔ انہیں کون تسلیم کر سکتا ہے؟ اللہ کے کلام نے ایسے لوگوں کو غیر مومن قرار دیا ہے۔

اپنے عقیدے کو چمپا کر دوسروں کو دھوکا دینا ایسا طرز عمل ہے جس سے ایسے شخص کی خود اپنے عقیدے پر بے یقینی ثابت ہوتی ہے۔ اگر مرزا قادیانی ظلی اور بروزی نبی مانے گئے تو اس کی بیوی کو ام المومنین، اس کے ساتھیوں کو صحابہ کہنے اور لکھنے والے ظلی ام المومنین اور بروزی ام المومنین، ظلی صحابی اور بروزی صحابی کیوں نہیں کہتے اور لکھتے، کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ظلی اور بروزی کا گورکھ دھندہ مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے اختیار کیا گیا ہے۔ چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی، حضرت مسیح علیہ السلام کے ظل یا بروز ہونے کے دعوے دار تھے۔ اس لیے ان کے ساتھیوں پر اسلام کے لفظ صحابی کے بجائے حواری کا لفظ زیادہ مناسب تھا اور ان کی بیوی کو تو بیوی ہونا ہی نہیں چاہیے، کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کنوارے تھے، چہ جائیکہ انہیں ام المومنین لکھیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی سے پہلے ایران میں ایک مدعی نبوت والوہیت بہاء اللہ پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے کتاب مقدس پیش کر کے قرآن پاک کو منسوخ کر دیا اور ان کے ماننے والے خود کو مسلمان نہیں کہتے۔ یہائی مذہب کے تعلق سے وہ یہائی کہلاتے ہیں۔ ان کی نماز، روزہ وغیرہ عبادات سب مسلمانوں سے الگ ہیں۔ مرزا قادیانی نے اپنے دعاوی کے لیے سارے دینی دلائل دیے ہیں، جو بہاء اللہ ایرانی نے فرماہم کیے تھے۔ ان کے الہامات اور مکاشفات کتاب کی صورت میں شائع کر کے مرزائیوں نے اپنی الہامی کتاب (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات) علمۃ المسلمین سے الگ بنا لی۔ وہ مسلمانوں سے رشتہ نامہ نہیں کرتے، مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں، لیکن خود مسلمان کہلوا کر اس نام سے معاشی اور سیاسی تعلق حاصل کر رہے ہیں۔ ان میں ہمت ہوتی تو یہ قادیانی مذہب کے نام سے اپنا الگ دین چلاتے۔ چونکہ وہ اب بھی قرآن اور رسول ﷺ کو ماننے کے دعویدار ہیں، اس لیے ان سے علمۃ المسلمین کا یہ مطالبہ ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت، ان کے خواب والہامات کا انکار کریں۔ دعویٰ نبوت کی وجہ سے انہیں خارج از اسلام قرار دیں اور خود نائب ہو کر مسلمان بن جائیں اور اپنی 100 سالہ تاریخ کی بجائے اسلام کے ساڑھے چودہ سو سالہ ورثے میں شریک ہو جائیں۔ مرزا قادیانی کی ظلی اور بروزی نبوت کو چھوڑ کر حضور ﷺ کی اصلی نبوت کی طرف لوٹ آئیں۔ ایسا کرنے میں کوئی خفت محسوس نہیں کرنی چاہیے، آدمی بہر حال آدمی ہے۔ ظلی کر کے نائب ہونے سے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

انگریزی حکومت میں اس کے اقتدار کا سورج نہیں ڈوبتا تھا۔ ان کے سمندری جہازوں نے ساری دنیا پر قبضہ کر رکھا تھا۔ رسل و رسائل میں ریل نے فاصلوں کو کم کر دیا تھا۔ محکوم تو میں انگریز سے خائف تھیں لیکن ہر قوم میں آزادی کی تڑپ تھی۔ محکوم ہونا ایک مجبوری تھی۔ محکوی بہ رضا و رغبت نہ تھی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزی اقتدار کو سمجھنے میں ٹھوکر کھائی۔ شاید وہ ابدلاً بادیک انگریزوں کو حکمران سمجھتے تھے، اس لیے اس حکومت کے خلاف جہاد آزادی کے دلدادگان کی جاسوسی حکومت کے پاس کرتے تھے۔ اپنی ایک تصنیف میں کئی علا کے نام درج کر کے حکومت سے انہیں ختم کر دینے کی اپیل کرتے ہیں۔ خود کو برٹش گورنمنٹ کا خود کاشیہ پودا قرار دیتے ہیں۔ ملکہ برطانیہ کی خدمت میں چاہلوسی کی حد تک گر کر درخواستیں کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا یہ کردار آج تک ان کے ماننے والوں پر بدنامدارغ ہے۔ چونکہ

مرزا قادیانی کو ان کے ماننے والے نبی کہتے ہیں، اس لیے اپنے نبی کے کردار پر چلنے کی کوشش ان کا فریضہ بن جاتا ہے، سو غیر ملکی طاقتوں کے جاسوس اور ایجنٹ ہونے کا الزام ان کے سر آتا ہے۔ اگر قادیانی حضرات خالص ملکی اور قومی مفاد کی خاطر اپنے پیشوا کی انگریز نوازی اور ممانعت جہاد کی تحریروں کو رد کر دیں تو ان کا جذبہ حب الوطنی قوم کے نزدیک قابل تسلیم ہو جائے گا۔ اس میں ان کا اور ان کی آئندہ نسلوں کا فائدہ ہے۔

مرزا قادیانی تاویلات اور منطقی مغالطوں کے بادشاہ تھے۔ ریل کو کھینچ تان کر دجال کا گدھا بنا گئے۔ آج اگر وہ زندہ ہوتے تو خلائی راکٹوں کو جانے کیا گردانتے؟ تاویل کی سنگناخ زمین میں چو کڑیاں بھرنے والے عام طور پر خود ہی نقصان اٹھاتے ہیں۔ یہ تاویل کے تضادات ہیں کہ انگریز ایک طرف تو دجال ہیں، دوسری طرف مرزا قادیانی بقول خود ان کا خود کاشتہ پودا ہیں جس کی آب یاری بھی انگریزوں نے کی۔ کیونکہ ہر شخص اپنے لگائے ہوئے پودے کی آبیاری کرتا ہے۔ مطلب کیا ہوا؟ دجال کا خود کاشتہ پودا یعنی مرزا غلام احمد قادیانی مدعی مسیح موعود۔ حیرت ہے کہ مسیح موعود کی آبیاری، دجال کے ہاتھوں ہونے کا خود اعتراف کر رہے ہیں۔ مدعی پر حیرت اس لیے نہیں ہوتی کہ اس کا مفاد اسی میں ہے کہ جیسے تیسے اس کا دعویٰ ثابت ہو۔ حیرت ان پڑھے لکھے قادیانیوں پر ہوتی ہے کہ عقیدے نے ان کی فکر پر کیسے پھرے بٹھا دیئے ہیں، کیا آمد مسیح کی پیش گوئیوں میں خفیف سا اشارہ بھی ملتا ہے کہ مسیح کی نگہداشت دجال کرے گا؟ اگر مرزا قادیانی بباگِ دہل اس کا اعلان کرتے ہیں تو ان کے مربی دجال کو خود ان کے دعویٰ مسیح موعود پر فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔ ایس منکم و جل دھید؟

مذہبی عقیدت کی پر اسرار تحریکوں کے احوال سے قادیانی حضرات ناواقف نہیں ہیں۔ Tantaric Cult دام مارگی، چولی مارگی، اگھوریوں وغیرہ اور ہندو مندروں کی دیوداسیوں کے حالات شاہد ہیں کہ اخلاقی گراؤ کو وہ لوگ صرف اس پر اسرار طاقت کے خوف سے برداشت کرتے رہتے ہیں اور اسے راز رکھ کر جان تک دے دیتے ہیں۔ راز فاش کرنے پر انہیں اپنی تباہی و بربادی کا یقین ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی نے پر اسرار الہامات اور مکاشفات اور مخالفوں کو تباہی کی اتنی دھمکیاں دیں کہ مخالفین کے بجائے ان کے معتقدین ان سے اس قدر خوفزدہ ہوئے کہ ان کے دل کے کسی گوشے میں مرزا صاحب پر تنقید کا خیال اس لیے نہیں آتا کہ کہیں وہ اور ان کے اہل خاندان تباہی سے دوچار نہ ہو جائیں۔

اس کے باوجود ان میں بعض اہل ہمت بھی پیدا ہوئے۔ مرزا قادیانی کے دیرینہ ساتھی ڈاکٹر عبدالحکیم نے تو خود ملہم ہونے کا دعویٰ کیا اور مرزا قادیانی کی تردید میں اپنے الہامات پیش کیے۔ چونکہ ڈاکٹر عبدالحکیم کی تربیت ہی مرزا قادیانی کے پاس ہوئی تھی، اس لیے وہ اس الہام کے پراسرار چکر میں داخل رہے۔ عقل اور شریعت کے وسیع دائرے میں نہ آ سکے۔ مرزا قادیانی کی پیروی کرنے والوں میں سے نبی، مسیح اور مہدی کے کئی دعویدار (چراغ دین جموی، ظہیر الدین ارونی، یار محمد وکیل، عبداللہ تھاپوری، احمد نور کابلی، نبی بخش مرزائی، عبداللطیف گنا پوری، نور محمد، فضل محمد وغیرہ) پیدا ہوئے۔ لیکن مرزائیوں نے ان میں سے کسی کو نہیں مانا۔ حالانکہ یہ دعویدار مرزا قادیانی کے تناور درخت کی ایک شاخ ہونے پر نازاں ہیں۔ اس طرح مرزا قادیانی اور ان کے ماننے والوں نے ان جدید مدعیوں کے الہام کو رد کر کے خود الہام پر اپنے عقیدے کی بنیاد کھود ڈالی اور مرزا قادیانی کے الہامات کو رد کرنے کی راہ صاف کر دی۔

موجودہ دور میں ہر ملک و قوم میں بین الاقوامی دباؤ کی وجہ سے ہر شخص کو عقیدے و مذہب کی آزادی حاصل ہوتی ہے لیکن کسی بین الاقوامی قانون میں انسانوں کو یہ حق نہیں دیا گیا کہ وہ دوسرے انسانوں کو کافر سمجھیں۔ ان سے مذہبی و معاشرتی تعلق نہ رکھیں لیکن جب وہی لوگ اس گروہ کو کافر سمجھیں اور خارج از اسلام قرار دے دیں تو دواویلا کریں۔ مرزائیوں نے سب سے پہلے علامۃ المسلمین کو کافر قرار دیا ہے، کیونکہ وہ مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے ہیں، اور نبی کا منکر کافر ہوتا ہے۔ اب اکثریت 100 سال کے بعد جاگی اور اس نے ختم نبوت کے انکار کی بنا پر مرزائیوں کو خارج از اسلام قرار دے دیا، تو اس جوابی حملے کے بعد مرزائیوں کو ہا ہا کار کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اقلیت کو یہ حق نہیں دیا جاسکتا کہ وہ اکثریت کے لیے راہ عمل متعین کرے۔ ایسا کرنا جمہوریت کے تمام تقاضوں کے خلاف ہے۔

مرزائی حضرات آج کل یہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ کفر کے فتوے اور فرقہ واریت کی وجہ سے ملت اسلامیہ کے اتحاد کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ کلمتہ حق ارید بھا الباطل۔ یہ بات سچ ہے لیکن اس سے جو مراد لی جا رہی ہے، وہ باطل ہے۔ ملت اسلامیہ کے اتحاد کی راہ میں ہر وہ فرقہ خارج ہے، جس نے علامۃ المسلمین سے اپنی ہر چیز الگ کر لی ہے۔ عبادت گاہیں، تقاسیر، احادیث، فقہ، مدرسے، مولوی، مفتی، نکاح، نماز، روزہ، حج وغیرہ سب عام

مسلمانوں سے الگ اور اتنا الگ کہ ان کی باقاعدہ ایک تنظیم بن گئی ہے۔ تاریخ انسانی میں یہودیوں کی یہ خاصیت رہی ہے کہ جہاں رہیں، اپنی آبادی الگ بنائیں۔ اپنے مذہبی ادارے، الگ محفوظ محلے، قلعہ نما عمارتیں کیونکہ یہ اکثریت سے خائف رہتے ہیں۔ اس لیے مسلح ہو کر اپنی حفاظت بھی کرتے ہیں، کوئی اسلام کا دعویدار اگر وہ خود کو مسلمان سمجھے اور یہودیوں کی طرح الگ شہر، الگ محلے، الگ عبادت گاہیں، الگ مدرسے، اپنے فرقے کے لیے الگ سماجی، یہود کا پروگرام رکھے اور اسی پر بس نہ کرے بلکہ اپنی منظم کوششوں سے اکثریت میں سے لوگوں کو تبلیغ اور تنظیم کے ذریعے مالی و معاشی مفادات کا لالچ دے کر اپنی تعداد مسلسل بڑھاتا رہے۔ اس فرقے کا افسرانہ اپنے دائرہ اختیار سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اپنے ہم عقیدہ لوگوں کو ملازمتوں میں داخل کرے۔ جو ملازمین ہم عقیدہ نہ ہوں، ان کی ترقی میں حارج ہو جائے۔ یہ سرگرمیاں آخر کب تک پوشیدہ رہ سکتی ہیں؟ انسانی حقوق کے نام سے یہ حق مرزائیوں کو کہاں سے مل سکتا ہے کہ اپنے کاروباری اداروں میں تو اپنے ہی ہم عقیدہ اشخاص کو ملازم رکھیں، دوسروں کو نہ آنے دیں۔ اور انسانی حقوق کے نام پر دوسرے کاروباری اداروں میں اپنے لوگوں کو کام دلانیں۔ اپنے مرکزی شہر ربوہ (چناب نگر) میں ریلوے اسٹیشن پوسٹ آفس، سرکاری دفاتر، پولیس، کالج، محکمہ انصاف غرض ہر جگہ صرف اور صرف قادیانی سرکاری ملازم ہیں۔ حکومت پاکستان کے اندر ایسی حکومت ہے جو پاکستان کے اندرونی حالات سے پوری طرح باخبر ہے، لیکن اس کے اندرونی حالات سے پاکستانی حکومت اور عوام دونوں بے خبر ہیں۔ یہ Concurtaint اپنی مثال آپ ہے، اس کی بنا میں پاکستان کی فنا اور اس کی فنا میں پاکستان کی بھٹا مضمر ہے۔

مرزائی حضرات قرآن پاک سے اپنی صفائی کے لیے دلائل لاتے ہیں۔ انہیں والذین اتخلوا مسجدا ضوا و کفوا (التوبہ: 107) والی آیت پر بھی غور کرنا چاہیے۔ قرآن پاک نے منافقین کے الگ مسجد بنانے اور علمۃ المسلمین سے الگ عبادت کے نام پر الگ ہو جانے کو مسلمانوں کے درمیان تفریق اور ضرر کا باعث قرار دیا اور حضور نبی رحمت ﷺ کو وہاں نماز پڑھنے سے روک دیا۔ یہی نہیں بلکہ اللہ کے رسول ﷺ نے آدمیوں کو وہاں بھیج کر اس مسجد کو آگ لگوا دی۔ عقائد کے اختلاف کو عبادت میں داخل کرنے کی یہ سزا حضور ﷺ کی سنت سے ثابت ہے۔ مرزائی حضرات ٹھٹھے دل سے اس اتحاد کی راہ میں حارج ہونے

والے عقیدے اور عبادت گاہوں کے تفرقہ انگیز کردار پر غور فرمائیں۔ اور اس جرم سے بچنے کے لیے خود اپنی مساجد کو علامۃ المسلمین کے حوالے کر دیں۔ خود بھی علامۃ المسلمین کے ساتھ نماز میں شریک ہو جائیں۔ مساجد اللہ کی ہیں، فرقوں اور گروہوں کی نہیں۔

مرزا قادیانی نے جہاد کو حرام قرار دیا ہے۔ اس کی روشنی میں فوج میں شامل قادیانی افسران اور سپاہی اس ملک کے دفاع میں کس طرح حصہ لے سکتے ہیں؟ اگر حصہ لیتے ہیں تو گویا انہوں نے اپنے نبی کے حرام کردہ عقیدے کو حلال کر لیا۔ پس قومی معاملات میں اگر مرزائی حضرات خود اپنے نبی کے احکامات کو رد کر سکتے ہیں تو پھر اتحاد ملت اسلامیہ کے لیے ان کے علیحدگی اور عوام پر فتویٰ کفر کو بھی رد کر دیا جانا چاہیے، تاکہ قادیانیوں کی تمام صلاحیتیں ملت اسلامیہ کی ترقی و اتحاد میں کام آسکیں۔ مرزا قادیانی کے ماننے والے ان کے بقول اللہ کے الہام کو مانتے ہیں تو ان کے لیے لازم ہو جاتا ہے کہ اللہ کی مشیت پر بھی ایمان رکھیں، مشیت الہی نے اس دور کے انسانوں کے درمیان فاصلے اس قدر گھٹا دیے ہیں اور تاثیر و تاثر کے عمل کو اس قدر تیز کر دیا ہے کہ اب عالمی تنظیمیں اور عالمی رجحانات قومی اور گروہی رجحانات پر غالب آرہے ہیں۔ انسان ایک ہو رہے ہیں۔ وحدت انسانیت، اسلام کا بھی مقصود ہے۔ اس کی طرف عالم انسانیت افتخار و خیر اس رواں دواں ہے۔ عالم اسلام اپنی سیاسی وحدت کے قیام کی فکر میں غلطاں و چٹاں ہے۔ ایسی اقلیت جو اکثریت کے افکار و اعمال پر جارحانہ حملے کرنے میں بے باک ہو، اکثریت کی مدافعت کا ردوائیوں کی تاب نہیں لاسکتی۔ اسلام کے دور اول میں مدعیان نبوت نے جو بیجاں پیدا کر دیا تھا، وہ مسلم اکثریت کی جوابی کارروائی کے سامنے ٹھہر نہیں سکی۔

دور جدید کا فتنہ انکار ختم نبوت خواہ کسی بھی شکل میں کیوں نہ ہو، اپنی موت آپ مر جائے گا۔ ختم نبوت کے بعد کسی بھی مدعی نبوت کو منصف نہیں مانا جاسکتا۔ وہ اپنے دعوے کے مفاد کا دلدادہ ہونے کی وجہ سے انصاف و عمل کی راہ سے ہٹ جاتا ہے۔ مرزا قادیانی، مدعی نبوت تھے اور خود ہی منصف بھی، اس لیے ان کے تمام فیصلے غلط ثابت ہوئے۔ خود مرزا قادیانی الہام کے دعویدار ہونے کے باوجود اپنے الہام ہی کو نہ سمجھ سکے جسے وہ مکالمہ و مصلحہ الہیہ قرار دیتے ہیں، وہ قرآن مجید، توراۃ اور انجیل کا گہرا مطالعہ ضرور کرتے تھے۔ فارسی اور اردو شاعروں کے اشعار اپنے مضامین میں استعمال کرتے تھے۔ قرآن و حدیث کے جتنے جتنے جملے اور اردو، فارسی کے اشعار انہیں ازبر تھے۔ وہی نیند کی حالت میں ان کی زبان پر جاری

ہو جاتے یا وہ آواز سن لیتے تو اسے الہام الہی قرار دیتے۔ اس لیے ان کے تمام الہامات کا تنقیدی جائزہ لینا ہر سمجھدار آدمی کا کام ہے۔

مرزا قادیانی نے الہام اور مکالمہ الہیہ کے نام پر اپنے دعادی سے اپنے اطراف ایک خوف و دہشت کی فضا پیدا کر رکھی تھی اور بعض مرتبہ اوہام پرست مقتدین کو وہ اپنی بددعا کے نام سے بلیک میل بھی کرتے تھے ورنہ ان کے دعویٰ نبوت اور مماثلت مسیح کا، محمدی بیگم کا رشتہ طلب کرنے سے کیا واسطہ تھا؟ رشتہ داروں کی آپس میں چشمک رہتی ہے۔ ایسے ہی ایک رشتہ دار کو الہام کے نام پر ایکسپلانٹ کر کے اس کی نوجوان لڑکی کا رشتہ مرزا غلام احمد نے اپنے لیے مانگا۔ انکار کے بعد کیسے کیسے دھمکی آمیز الہامات سے اسے ڈرایا۔ کیا کیا اندازی پیش گوئیوں کا نفسیاتی حربہ استعمال کیا لیکن وہ اللہ کا بندہ اپنی قسمت پر راضی رہا۔ بلاخر مرزا قادیانی کے سارے الہامات، محمدی بیگم اور اس کے خاندان کی بتائی کی پیش گوئیاں حرف بہ حرف غلط ثابت ہوئیں۔ بجائے بتائی کے محمدی بیگم نے اپنے بہت سے پوتے، پوتیوں، اور نواسے نواسیوں کو صاحب اولاد دیکھا۔ اس خاندان میں کوئی بخت مارا، مرزا قادیانی کا مرید کیا ہوا، قادیانی تاویلات کے دفاتر کھل گئے کہ محمدی بیگم سے متعلقہ مرزا قادیانی کے الہامات کا مقصد بتائی نہیں بلکہ اس خاندان کا مرزا قادیانی کے حلقہ عقیدت میں شامل ہونا تھا۔ واضح رہے کہ مرحومہ محمدی بیگم آخر تک مرزا قادیانی کی کسر مخالف رہیں۔

سوچنا چاہیے کہ اگر مرزا قادیانی کو مستقبل کا علم ان کے الہامات کی مدد سے ہو جایا کرتا تھا تو انہیں یہ علم ہونا چاہیے تھا کہ آگے چل کر اسی خاندان کا ایک فرد ان کے حلقہ عقیدت میں داخل ہو جائے گا۔ اس لیے بلیک میل، دھونس، ترغیب، تحریص، اشتہارات کے ذریعے کسی کنواری باعصمت خاتون کا نام ملک بھر میں پھیلا دینا کہاں کی شرافت اور انسانیت تھی؟ الہام کے نام پر غیر شریفانہ حرکت کا تصور کیسے کیا جاسکتا ہے؟ عرب جاہلیت کے شاعر کسی قبیلے کی خوبصورت خاتون کو اپنی شاعری کے ذریعے ملک بھر میں شہرت دیتے تھے۔ ان کی شاعری میں خیالی معشوق نہ ہوتا تھا، حقیقی معشوق کی شان میں شاعری کرتے تھے۔ ان شاعروں اور مرزا قادیانی میں صرف شعر اور الہام کا فرق ہے۔ نتیجہ دونوں کا ایک ہے۔ بہر حال مرزا صاحب کے کردار کی اس خای کو تسلیم کیا جانا چاہیے۔ اس سے ان کی ذہانت کا پتہ چلتا ہے کہ وہ کس طرح اپنی کسی غیر اخلاقی حرکت کو اپنی تاویل اور اپنے الہام کے زور سے روحانی حرکت بنا

دیتے تھے۔ لیکن یہ ذہانت کا کوئی اچھا مظاہرہ نہیں کہلایا جاسکتا۔ مزید برآں کسی خاندان کو ”دعوت حق“ دینے کا یہ کیا طریقہ ہوا کہ اپنے سے کم و بیش نصف صدی چھوٹی بچی کا رشتہ طلب کر لیا جائے۔ مرزا صاحب کی یہ ”تبلیغ رسالت“ بلاشبہ انہمی کی اختراع ہے۔ یقین کیجیے تاج برطانیہ کی خوشامد انہ تقریفوں کے بعد محمدی بیگم کا قصہ دوسرا ایسا ہے۔ جس کا حوالہ زبان پر آتے ہی قادیانیوں پر گھڑوں پانی پڑ جاتا ہے۔ ان لمحوں میں ان کے چہروں پر اترنے والی عداوت ایک حساس شخص سے دیکھی نہیں جاتی۔

برصغیر ہند و پاکستان دنیا بھر میں موجودہ ترقی کے دور کی ابتدائی اور انسان بتدریج بیماریوں کے اسباب کا کھوج لگا کر اس کے علاج پر قادر ہوتا جا رہا تھا۔ اس دور میں طاعون، چیچک اور ہیضہ بڑے خوفناک مرض تھے۔ ان وباؤں سے بستیوں کی بستیاں فنا کے گھاٹ اتر جاتی تھیں۔ مرزا قادیانی نے اپنے دشمنوں کو ان وباؤں سے مرتے دیکھا تو اس پر خوب بظنیں بجائیں۔ ان کی تائید کے لیے اسے خدا کی طرف سے عذاب قرار دیا۔ انسانیت دشمنی کی اس انتہا میں مرزا قادیانی نے یہ بھی نہ سوچا کہ ان وباؤں سے ہزار ہا دور دراز دیہاتوں میں ایسے انسان بھی مرے جن کو مرزا قادیانی کے دعوے یا ان کی مخالفت کی بجائے بھی نہ پڑی تھی۔ مرزا قادیانی نے اپنے پروپیگنڈہ لٹریچر میں ان وباؤں اور ان سے پیدا ہونے والے نقصان پر خوشی کا اظہار کیا۔ اگر ان کے بعض مخالفین ان وباؤں سے ہلاک ہوئے تو ان پر خوشی منانا جو اس مردی سے بعید ہے۔ آئین رسالت تو یہ تھا کہ وہ لوگ زندہ رہتے اور مرزا قادیانی ان سے مقابلہ کرتے۔ طاعون کی وبا سیدنا عمرؓ کے زمانے میں بھی ہوئی اور اس میں بعض صحابیؓ وفات پا گئے۔ مرزا قادیانی اس بات سے ناواقف تھے۔ دعویٰ کرتے تھے، خلق خدا کی ہدایت کا اور خلق خدا کی تباہی پر خوش ہوتے تھے۔ نبی رحمت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان رکھنے کے بھی دعویدار تھے۔ لیکن حضور ﷺ کی سیرت مبارکہ سے مرزا قادیانی کتنے دور تھے؟ اللہ کے رسول ﷺ تو دشمنوں کے لیے دعا کیا کرتے تھے: اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون

مرزا قادیانی کی انسانیت دشمنی ان کے پیر و کاروں میں ایک خاص رویے کے طور پر آج بھی موجود ہے، بلکہ ان کی آرزو یہ ہے، چونکہ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں نے ان کے نبی کو نہیں مانا، اس لیے انہیں تباہ ہو جانا چاہیے، اور کچھ عجب نہیں اگر یہ لوگ خود اس قوم کو تباہ کرنے میں لگے ہوں۔ ہر اقلیتی فرقہ اسی طرح ملک کی اکثریت سے نفرت اور حسد کے

عذاب میں جلا رہتا ہے اور اکثریت کو تباہ کرنے کی دھن میں لگا رہتا ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک اس کے فریقے کے افکار و عقائد کا انکار کر کے اکثریت اس کی ہمدردی کی مستحق نہیں رہتی۔ لیکن اس کی اس نفرت کا رد عمل اکثریت میں کبھی تو ہونا ہی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس رد عمل کے اصل ذمے دار بھی اقلیتی گروہ کے لوگ ہیں جن کی جارحانہ تبلیغ اور اکثریت کے عقائد کی کھلم کھلا تردید، ان کی تقاریر، ان کی کتب اور ان کے اشتہارات در سبائل میں عیاں ہوتی ہے۔

مرزا قادیانی کے اس انسان کش رویے کے مقابلے میں ان کے متعین کردہ دجال یعنی یورپین اقوام کو دیکھیے کہ ان کی ترقیوں کی وجہ سے چچک، طاعون، ہیضہ، ملیریا، ٹائیفائیڈ جیسے وبائی امراض پر اب قابو پالیا گیا ہے۔ ان امراض سے انسانیت کو اب کوئی بڑا خطرہ نہیں۔

مرزا قادیانی ان امراض کے بل بوتے پر اپنی صداقت ثابت کرتے تھے۔ ان کی تمام تاویلات کو دور جدید نے ختم کر دیا ہے۔ لیکن اب بھی یہ شبہ موجود ہے کہ مرزائی ڈاکٹر شاید اپنے نبی کی سچائی ثابت کرنے کے لیے ان امراض کے علاج میں کوتاہی کریں۔ اگر وہ کوتاہی نہیں کرتے اور پوری شرافت و دیانت سے انسانیت کی خدمت کرتے ہیں تو گویا انہوں نے عملاً مرزا قادیانی کی انسانیت دشمن تاویلات کو رد کر دیا، خواہ ان کو اس کا شعور نہ ہو۔

مرزا صاحب کے افکار و اصطلاحات میں لفظ مٹیل اور ممانکت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، اس لیے وہ توراۃ کی پیش گوئی کی رد سے حضور ﷺ کو مٹیل موسیٰ قرار دیتے ہیں تاکہ حضور ﷺ کے بعد ان کے مٹیل مسیح بننے کی راہ ہموار ہو جائے۔ ورنہ حضور خاتم المرسلین ﷺ میں تو تمام انبیاء و رسل اولوالعزم کے اوصاف اللہ رب العزت نے جمع فرما دیے تھے۔

مرزا قادیانی خود کو مٹیل مسیح قرار دیتے ہیں، یہ ان کے خوابوں میں ہو تو ہو، عملی زندگی میں مرزا قادیانی پورے دنیا دار آدمی تھے۔ انہوں نے شادیاں کیں۔ صاحب اولاد ہوئے۔ ان کی کھیتی باڑی تھی۔ انہوں نے ملازمت کی۔ ان تمام باتوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کے مخالف تھے۔ مسیح علیہ السلام نے نہ شادی کی، نہ صاحب اولاد ہوئے، نہ گھربنایا نہ جائیداد اور نہ میں پائی، نہ اپنے بعد چھوڑی۔ ان کا خود کو مسیح کا مٹیل قرار دینا حقیقت کا منہ چڑاتا ہے۔

مرزا قادیانی نے اپنے تحریری ذخیرے میں بارہا خود کو جاگیرداروں کی نسل، انگریزوں کی وفاداری میں جاگیر کے حاصل ہونے اور حسن خدمت کے شوقیلیٹ ملنے کو بڑے فخر سے بیان کیا ہے۔ اپنی لڑکی ایک نواب کے لڑکے سے بیاہتے ہوئے مرزا قادیانی

50,000 روپے مہر اور 500 روپے ماہانہ جیب خرچ لڑکی کے لیے مانگتے ہیں اور بلا ہجک لکھتے ہیں کہ آخر نبی کی لڑکی ہے۔ (یاد رہے کہ اس زمانہ میں ایک آنہ کا ایک کلو گوشت ملتا تھا) ظاہر ہے کہ یہ دنیا داروں اور جاگیرداروں کا رویہ ہے، جو عین وقت پر ابھر آیا، اور مسیح کے ساتھ مماثلت خاک میں مل گئی اور اصلی مرزا غلام احمد ظاہر ہو گیا جو خواب، الہام، مکاشفات و دعویٰ نبوت، دعویٰ مجددیت کے دیدہ زیب اور دل فریب لبادوں میں پوشیدہ تھا۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ مرزا قادیانی نے ایک اچھے باپ کی طرح اپنی بیٹی کے مستقبل کو سنوارنے کی کوشش کی جو ہر انسان چاہتا ہے۔ ہم بھی اس اچھائی کو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی عرض کرتے ہیں کہ اچھا باپ ہونا اور بات ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہونا اور بات ہے۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

ایک اچھے باپ کی حیثیت سے مرزا قادیانی اپنی اولاد کے مستقبل کو شان دار بنانا چاہتے تھے۔ یہ خیال ان کے دل کے کسی گوشے میں ضرور موجود تھا۔ چنانچہ اپنے وفادار اور جانثار ساتھیوں کے ہاتھ میں اپنی جماعت کی باگ ڈور دینے کا خیال انہیں کبھی نہیں آیا۔ چنانچہ ان کے مستقبل کے لیے مرزا قادیانی کو کبھی کوئی الہام نہیں ہوا۔ البتہ اپنے ہر بچے کی پیدائش پر ان کو الہام، کشف، روایا، سب ہوتے رہے کہ ان کے بعد ان کی جماعت کا نظم و نسق ان کے صاحبزادے کے ہاتھ میں رہے گا۔ اس طرح مرزا قادیانی خود تو اپنی حیات میں اپنی جماعت کے لیے گرو گھنٹال تھے۔ اب وہ اپنی اولاد کو بنا گئے، اس طرح ان کی ساری کوششوں کا یہی نتیجہ نکلا۔ اگر مرزا قادیانی اپنے ساتھیوں سے مشورہ فرماتے تو شاید وہ سب اس خیال کر رد کر دیتے، اس لیے مرزا قادیانی نے ان اوہام پرستوں کے سامنے اپنی روحانی وارداتیں پیش کر کے انہیں سوچنے کی مہلت ہی نہ دی اور مرزائی آج تک اپنے پیشوا کے مسلط کردہ آمروں کے بوجھ تلے کراہ رہے ہیں، لیکن نئی نسل اس بوجھ کو اتار پھینکنے کا سوچ بھی رہی ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے آخری نبی ہونے پر تمام مذاہب متفق ہیں۔ تورات و انجیل میں آخری نبی کے حلق پیش گوئی ہے۔ اس میں اس آخری نبی کے بعد کسی مرزا غلام احمد قادیانی کے پیدا ہونے اور دعویٰ نبوت کرنے کا کوئی تذکرہ نہیں ہوا۔ خود قادیانی مبلغین نے تورات، انجیل، وید، پران، ژند، و ستا اور بدھ مت کی کتب کی پیش گوئیوں کو شائع کر کے اس کا مصداق حضور اکرم ﷺ ہی کو مانا ہے۔ اور آپ ﷺ کو آخری نبی قرار دیا ہے۔ اب آخری

نہی کے بعد کسی نبی کا نہ آنا، مذاہب عالم کا متفقہ عقیدہ ہے اور مرزائی نہ صرف اسلام بلکہ تمام مذاہب عالم کے مقررہ آخری نبی کے مخالف ہیں۔ اسی طرح حضور ﷺ کا آخری نبی ہونا اور آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کا نہ آنا محکم آیات سے ثابت ہے۔ اس میں دو رائیں نہیں ہو سکتیں۔ عقیدہ ختم نبوت نے مسلمانوں کے اندر جو خود اعتمادی پیدا کی ہے، اب رہتی دنیا تک ہدایت کے دو اصول ہیں۔ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کا اسوہ حسنہ، ان اصولوں کی روشنی میں اجماع اور قیاس کے ذریعے اپنے مسائل کا حل مسلمان خود سوچیں گے، ختم نبوت کے ذریعے انسانیت بالغ اور جوان ہو گئی ہے۔ بچوں کو انگلی پکڑ کر چلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بالغوں اور جوانوں کو نہیں۔ ختم نبوت نے اجتہاد کی راہ سب کے لیے کھول دی ہے۔ لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ذہنی طور پر نابالغ ایسے لوگ بھی ہو سکتے ہیں جو جوان العمر ہونے کے باوجود اپنے باپ کے کندھے پر چڑھنے کے آرزو مند ہوں۔ یہ ذہنی مریض ہوتے ہیں۔ ان کے علاج اور تعلیم و تربیت پر آج کل بہت کام ہو رہا ہے۔ ایسے نفسیاتی بیمار اپنی دانست میں الہام، کشف، روایا، الفا اور واردات قلبی کے نام پر ”کو پر“ سے ہدایت کے خواہاں ہوتے ہیں۔ ختم نبوت کے بعد انسان کے لیے اجتہاد کا کشادہ راستہ موجود ہے۔ جن میں اجتہاد کی صلاحیت نہیں ہوتی، وہ اپنے ہی جیسی شکست خوردہ ذہنیت کو سپینوں کی باتیں سنا سنا کر، خواب آور گولیاں الہام اور کشف کے نام پر کھلا کر ان کے ذہن کو مآذف کر کے انہیں فکری صلاحیتوں سے محروم کر دیتے ہیں۔

مرزا قادیانی جسمانی اور ذہنی طور پر مریض انسان تھا۔ اپنی محرومی اور مایوسی کو چھپانے کے لیے اس کے لاشعور نے اسے الہام کرنا شروع کیا۔ انہوں نے خود لکھا ہے کہ کثرت پیشاب اور دوران سر، دونوں مرض اس میں پائے جاتے ہیں۔ مریض جسم میں صحت مند دماغ کہاں سے پیدا ہو؟ چنانچہ ان محرومیوں سے جو احساس کثرتی ان میں پیدا ہوا، اس نے خود ساختہ احساس برتری کی شکل اختیار کر لی، اور ان کے نفس پر لاشعور سے الہام کے ذریعے اس میں مرینانہ تفوق کا رجحان پیدا ہوا، اور ان کی انا مرکز کائنات بن گئی۔ مرزا صاحب کی شخصیت کا نفسیاتی تجزیہ ہر سائیکولوجسٹ/سائیکائٹسٹ کو اسی نتیجے پر پہنچائے گا۔

زمانے نے مرزا قادیانی کے مسخ موعود نہ ہونے کی تصدیق کی۔ ان کے مقرر کردہ دہال یعنی یورپین اقوام دنیا سے ناپید ہوئیں، نہ اسلام لائیں۔ عیسائیت کو نقصان پہنچانے کے بجائے مرزا صاحب اسلام میں سے ہی کچھ مسلمانوں کو لے بھاگے۔ اس طرح ملت اسلامیہ کو

نقصان پہنچایا۔ یہ رائے پوری غیر جانبداری کے ساتھ قائم کی جاسکتی ہے۔ اس لیے مرزائی حضرات ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ مرزا قادیانی کو ترک کرنا آسان ہے یا اسلام کو؟ بہر حال فیصلہ انہی کو کرنا ہے۔

مرزا قادیانی کا ہن تھے اور ان کی تمام کیفیات پر کہانت کا یقین ہوتا ہے، جنہیں غلطی سے وہ الہام، وحی، مکالمہ الہیہ قرار دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء پر جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے وحی نازل کرتا ہے۔ اس کے مقابلے میں شیاطین بھی اپنے دوستوں پر وحی کرتے ہیں۔

وان الشیاطین لیوحون الی اولیاءہم لیجادلوکم۔ (الانعام: 121)

شیاطین اپنے دوستوں پر وحی کرتے ہیں تاکہ وہ تم سے مجادلہ کر سکیں۔

اس قسم کی کیفیات کا جائزہ بڑے محتاط طریقے سے لینا چاہیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ الہام الہی کے بجائے شیطانی وسوسوں کا شکار ہو جائیں۔ شیطانی الہام کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اللہ کی نازل کردہ ہدایات کے اصولوں کے خلاف ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی کیفیات کو الہامی قرار دیا اور دوسروں کو اس کی پیروی کی دعوت دی، لہذا وہ آنکھ بند کر کے اس پر ایمان لے آئے۔ اور سچی وہ الہیہ ہے جس پر اقبال تڑپے تھے:۔

تحقیق کی بازی ہو تو شرکت نہیں کرتا

ہو کھیل مریدی کا تو ہرنا ہے بہت جلد!

تاویل کا پسندا کوئی میاد لگا دے

یہ شاخ نشین سے اترتا ہے بہت جلد!

حضور اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں ایک یہودی نوجوان ابن میاد کی

کہانت کا بڑا چرچا تھا۔ وہ غیب کی باتیں بتاتا تھا۔ دوسروں کے دل میں کیا بات ہے، وہ بتا

دیتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ سیدنا عمرؓ کے ساتھ اس کے گھر تشریف لے گئے، آپ ﷺ نے

اس سے پوچھا۔ اتشہد انی رسول اللہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں (حضور خاتم النبیین

ﷺ) اللہ کا رسول ہوں، اس نے گواہی دی ہاں! اور پھر یہی سوال حضور ﷺ سے پوچھا۔ کیا

آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں (ابن میاد) اللہ کا رسول ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اس پر امر مشتبہ ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے اسے دجال قرار دیا۔ یہ ابن میاد بڑا ہوا تو اس کی

کیفیات زائل ہو گئیں۔ وہ سچے دل سے ایمان لے آیا اور آخر تک اسلام پر ثابت قدم رہا۔

حضور خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انه سيكون في امتي كذابون ثلثون كلهم يزعم انه نبي و انا خاتم النبيين لا نبي بعدي. (مسلم شریف)

ترجمہ: ”حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ قریب ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک کجی کہے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔“

مرزائی حضرات اس حدیث مبارکہ اور (احادیث میں بیان ہونے والے) ابن مبادی کی کہانت کے قصے سے جو نتیجہ بھی چاہیں، اخذ کریں۔ البتہ کہانت کو نبوت سمجھنا دجال کی علامت ہے۔ قادیانیت سے چٹے رہنے سے خود مرزائیوں کا دنیاوی اور اخروی نقصان ہے۔ ابن مبادی کی طرح وہ تائب ہو کر اچھے مسلمان کی مانند زندگی گزار سکتے ہیں۔ آپ اپنے دنیاوی معاملات میں چند لوگوں کی چیز کی چھان بین کر لیتے ہیں۔ دین و ایمان جیسی بے بہا قیمتی چیز کو بلا چھان بین کے قبول کرنا بہر حال کوئی صحیح فیصلہ نہیں ہے۔

اس بات میں ذرا سا بھی شک و شبہ نہیں کہ قادیانیت مذہب کے لہادے میں ایک لمیٹڈ کمپنی ہے۔ قادیانی قیادت کو اس بات سے ذرا سا بھی سروکار نہیں کہ ان کی جماعت کا کوئی فرد نماز، روزہ، زکوٰۃ، ادا کرتا ہے یا نہیں، گناہ صغیرہ یا کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے یا نہیں۔ انہیں صرف ایک ہی بات سے غرض ہے کہ ہر قادیانی مستقل ماہانہ چندہ ادا کرنے کے علاوہ دیگر چندے (جن کی تعداد تقریباً 50 سے زائد ہے) بھی باقاعدگی سے ادا کرے۔ یہ بات بھی نہایت اہم ہے کہ زکوٰۃ قادیانی جماعت میں متروک ہو چکی ہے جبکہ اس کی جگہ مرزا قادیانی کی نام نہاد ”الوصیہ“ نے لے لی ہے۔ قادیانی جماعت کی آمدن کا ایک مستقل ذریعہ ”بہشتی مقبرہ“ ہے۔ جس میں دفن ہونے والے خواہشمند کو ایک بھاری رقم کی ادائیگی کرنے پر یہ خوشخبری دی جاتی ہے کہ وہ جنت میں جائے گا۔ اس مستقل آمدنی کا اعینہ یا مرزا قادیانی کے ذہن میں آیا تو اس نے قادیان میں بہشتی مقبرہ کا آغاز کیا۔ بعد میں اس کی فرنیچر ڈچناب نگر (ربوہ) پاکستان اور لندن میں بھی قائم کی گئیں۔ یاد رہے کہ ربوہ کا بہشتی مقبرہ حکومت پاکستان سے 100 سالہ پہلے پر لی گئی زمین پر بنایا گیا ہے۔ مرزا قادیانی کی قبر قادیان (بھارت) میں

اس کی بیوی نصرت جہاں بیگم کی قبر ریوہ میں جبکہ قادیانی خلیفہ مرزا طاہر کی قبر لندن میں ہے۔ قادیان کے بارے میں مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ جو شخص سب کچھ چھوڑ کر یہاں سے میری مسابقتی میں آباد ہوتا ہے۔ وہ ”اصحاب الصفا“ میں سے ہے۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے: ”غرض خدا تعالیٰ نے انہی اصحاب الصفا کو تمام جماعت میں سے پسند کیا ہے۔ اور جو شخص سب کچھ چھوڑ کر اس جگہ آ کر آباد نہیں ہوتا، اور کم سے کم یہ کہ یہ متنازل میں نہیں رکھتا، اس کی حالت کی نسبت مجھ کو بڑا اندیشہ ہے کہ وہ پاک کرنے والے تعلقات میں ناقص نہ رہے۔“ (تزیان القلوب ص 134، 135 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 262، 263 از مرزا قادیانی) مزید کہا: ”تیسری پیش گوئی یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ اس قدر لوگ ارادت اور اعتقاد سے قادیان میں آئیں گے کہ جن راہوں سے وہ آئیں گے وہ سڑکیں ٹوٹ جائیں گی۔“ (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 57، مندرجہ روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 73 از مرزا قادیانی) ان تمام حوالہ جات کو ملاحظہ کرنے کے بعد اب آپ خود بتائیں کہ دنیا بھر میں کتنے قادیانی ہیں جو قادیان میں مستقل رہائش کی تمنا رکھتے ہیں؟ ہر سال قادیان کے سالانہ جلسہ میں کتنے قادیانی شرکت کرتے ہیں کہ جس سے قادیان کی سڑکیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور تو اور دنیا بھر میں کتنے قادیانی ہیں جن کا نام مرزا غلام احمد قادیانی کے نام پر ہے، یا وہ اپنے بچوں کا یہ نام رکھنا پسند کرتے ہیں۔

ریوہ کے بہشتی مقبرہ کے بارے میں یہ بات بھی نہایت اہم ہے کہ یہ براہیج قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کے نام نہاد اور خود ساختہ الہام کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ اس کی والدہ نصرت جہاں بیگم کی شدید خواہش تھی کہ اسے قادیان میں دفن کیا جائے۔ (تاریخ تحفہ امالہ طبع لاہور صفحہ 648، 649 بحوالہ روزنامہ الفضل ریوہ، 23 اپریل 1952، 11 مئی 1952ء ماہنامہ انصار اللہ فروری 2000ء)۔ مگر بشیر الدین محمود کی ضد، ہٹ دھرمی اور حکمت عملی یہ تھی کہ اگر یہ سونے کی چڑیا ہاتھ سے نکل گئی تو بہشتی مقبرہ کی سیل نہ بڑھ سکے گا۔ چنانچہ نصرت کی موت کے بعد شاطر خلیفہ نے محض کاغذی خانہ پری کے لیے انگریز ہائی کمشنر سے رابطہ کیا۔ اسے امید تھی کہ یہ اجازت نہ ملے گی لیکن بھارتی حکومت نے نصرت کے قریبی عزیز و اقارب کو دوزے جاری کرتے ہوئے ”خاص کیس“ کے طور پر لاش قادیان لے جانے کی اجازت دے دی۔ اس پر مرزا بشیر الدین محمود بے حد پریشان ہوا۔ چنانچہ اس نے شرط رکھ دی کہ کم از کم دس ہزار قادیانیوں کو دوزے جاری کیے جائیں جو لاش کے ساتھ قادیان جائیں گے۔ ظاہر

ہے اتنی بڑی تعداد میں دیزے جاری نہ ہو سکتے تھے۔ لہذا مرزا محمود کی سازش کا مایاب ہوئی اور یوں نصرت بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئی۔ قادیانوں کو معلوم ہو گا کہ نصرت کی قبر پر 30، 35 سال تک یہ کتبہ لگا رہا:

”ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی“

”جماعت کو نصیحت ہے کہ جب بھی ان کو توفیق ملے، حضرت ام المومنین (مرزا قادیانی کی بیوی) اور دوسرے اہل بیت (مرزا قادیانی کے گھر والے) کی نعشوں کو مقبرہ بہشتی قادیان میں لے کر جا کر دفن کریں، چونکہ مقبرہ بہشتی کا قیام اللہ تعالیٰ کے الہام سے ہوا ہے، اس میں حضرت ام المومنین اور خاندانِ حضرت مسیح موعود کے دفن کرنے کی پیشگوئی ہے، اس لیے یہ بات فرض کے طور پر ہے، جماعت کو اسے کبھی نہیں بھولنا چاہیے۔“

بعد ازاں یہ کتبہ ایک خاص مصلحت کے تحت اتار لیا گیا۔ یہاں مرزا بشیر الدین محمود کے دل میں شروع میں اگر رتی بھر بھی عظمت و توقیر ہوتی تو وہ وہاں سے رات کی تاریکی میں برقع پہن کر چوروں کی طرح بزدلانہ فرار اختیار کرتا اور نہ اپنے مریدوں کو اس کا حکم دیتا۔ اور نہ یہاں آ کر قادیان کی جائیدادوں کے بدلے میں اربوں روپے کے جعلی کلیم اہلائی کرتا جبکہ قادیان کی تمام جائیدادیں شروع دن سے ہی قادیانوں کے قبضہ میں ہیں۔

یہاں ”مینارۃ المسیح“ کا ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب قرب قیامت آسمان سے زمین پر نزول فرمائیں گے تو دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے دمشق کی مرکزی جامع مسجد کے شرقی مینار (مینارۃ المسیح) پر اتریں گے۔ مرزا قادیانی نے جب اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو کئی برسوں بعد اس کے مریدوں نے اُسے یاد دلایا کہ آنے والا مسیح تو مینار پر اترے گا۔ چنانچہ اپنے بیروکاروں سے چندہ اکٹھا کر کے قادیان میں مینار تعمیر کرنا شروع کر دیا گیا۔ لیکن انفسوس! زعمی نے وفانہ کی اور مرزا قادیانی کے موت کے بعد یہ مینارۃ المسیح مکمل ہوا۔ حالانکہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو مینارہ پہلے سے ہی موجود ہوگا جبکہ یہاں مسیح موعود پہلے آ گیا اور مینارہ بعد میں تعمیر ہوا۔ مرزا قادیانی کی یہ تاویل بھی دلچسپ ہے کہ قادیان چونکہ دمشق کی جانب واقع ہے، اس لئے حدیث میں جس مینار کا ذکر ہے، وہ قادیان کا ہی

متا رہے۔

قادیانی دوستو! میں نے بڑے اخلاص اور درد دل کے ساتھ آپ کے سامنے چند گزارشات پیش کی ہیں۔ ان کا ماننا یا نہ ماننا آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔ خدا کے لیے سوچیے! اگر آپ سب حضرات، مرزا صاحب تو کیا بلکہ ان سے بھی کہیں ادنیٰ شخص کو نبی، رسول یا خدا حلیم کر لیں تو اس سے ہمارا کیا نقصان ہے؟ کروڑوں لوگ دنیا میں اس سے زیادہ اسلام کو نقصان پہنچانے اور اس کی مقدس شخصیات کی توہین کرنے والے موجود ہیں۔ ان میں چند لاکھ کا اور اضافہ کسی۔ سو جس گاجی چاہے مان لے، جو چاہے نہ مانے، جو مان لے گا تو اس میں اس کا اپنا فائدہ ہے اور جو نہیں مانے گا، اُس کے انکار سے اللہ کا کوئی نقصان نہ ہوگا، ہاں اس کا اپنا ہی نقصان ہوگا اور اس کا علم اسے اس روز ہوگا جس دن وہ عاقبتِ عداوت سے کفِ افسوس ملے گا اور حق کا انکار کرنے والا کہے گا: ”اے کاش میں مٹی ہوتا!“ (تاکہ عذاب سے بچ جاتا) یاد رکھیے! ہر شخص کو جلد ہی اپنی قبر میں جانا اور اپنے اعمال کا نتیجہ بھگتنا ہے۔ خدا کی قسم! ہم خون کے آنسو روتے ہیں جب ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا بھائی یا دوست محض دنیاوی مفاد کی خاطر ہم سے کٹ کر الگ ہو گیا ہے۔ خدا کے لیے اپنی جانوں اور ایمانوں پر رحم کریں اور اس تحریر بالخصوص حوالہ جات کو ہر قسم کے تعصب، ضد یا خود غرضی سے علیحدہ ہو کر دیکھیں، پڑھیں، سوچیں اور پھر اپنے ضمیر سے پوچھیں کہ کہیں آپ صراطِ مستقیم سے ہٹ تو نہیں گئے؟ اس کتاب میں موجود مختلف حوالہ جات کی ٹکسی نقول من وعن اصل کتب سے پیش خدمت ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ مذکورہ بالا حوالہ جات کی تصدیق کے لیے مرزا صاحب کی اصل کتب تک خود رسائی حاصل کریں اور سیاق و سباق کے ساتھ ان حوالہ جات کا مطالعہ کریں تاکہ آپ کسی بہتر نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغَيِّرُ مَا بَقِيَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ. (الرعد: 11)

مولانا ظفر علی خاںؒ نے اس آیت کا کیا خوب منقوم ترجمہ فرمایا ہے۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی

نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

آپ حضرات سے یہ امر مخفی نہ ہوگا کہ جب شاعر مشرق حضرت علامہ محمد اقبالؒ نے

قادیانیت کو بے نقاب کرنے کے لیے ایک محرکہ لا راء مضمون بعنوان ”احمدیت اور اسلام“ سپرد قلم فرمایا تھا تو پنڈت جواہر لعل نہرو نے احمدیت کی حمایت میں چند مضامین لکھے تھے جن کا مفہوم یہ تھا کہ احمدی حضرات دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہیں۔ اکثر اصحاب نے پنڈت جی کی اس حمایت کو حیرت کی نظر سے دیکھا تھا کہ آخر پنڈت جی کو اس امر کی ضرورت کیوں لاحق ہوئی کہ احمدیوں کی حمایت میں اپنے قلم کو جنبش دیں؟ علامہ موصوف نے پنڈت جی کو مخاطب کر کے لکھا تھا کہ احمدیوں کے عقائد اس قسم کے ہیں کہ ان کو تسلیم کرنے کے بعد وحدتِ اسلامیہ پارہ پارہ ہو جاتی ہے۔ مسلمان اس امر کو گوارا نہیں کر سکتے کہ رسول عربی ﷺ کی امت میں سے قطع و برید کر کے ہندوستانی ”نبی“ کے لیے ایک جدید امت تیار کی جائے۔ جس کا دینی مرکز مکہ معظمہ کی بجائے قادیان ہو۔ ہندوستان کی تاریخ کے اس نازک ترین دور میں مسلمانوں کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ ہر اس تحریک سے قطعی طور پر مجتنب اور محترز رہیں جو ان کے اندر افتراق و انشقاق پیدا کرنے کا باعث ہو۔ وہ جذبہ جس نے پنڈت جی کو قادیانیوں کی حمایت پر کمر بستہ کیا، اربابِ دانش کی نظر سے پوشیدہ نہیں ہے، ذیل میں معروف ہندو دانشور ڈاکٹر شکر داس کے ایک مضمون کا اقتباس درج ہے جو انھوں نے ”بندے ماترم“ میں شائع کرایا تھا۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ اس مضمون کا بنظر غور مطالعہ کریں۔

□ ”سب سے اہم سوال جو اس وقت ملک کے سامنے درپیش ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کے اندر کس طرح قومیت کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ ہندوستانی مسلمان اپنے آپ کو ایک الگ قوم تصور کیے بیٹھے ہیں اور وہ دن رات عربی کے گیت گاتے ہیں اگر ان کا بس چلے تو وہ ہندوستان کو بھی عرب کا نام دے دیں۔

اس تاریخی میں، اس مایوسی کے عالم میں، ہندوستانی قوم پرستوں اور عجمان وطن کو ایک ہی امید کی شعاع دکھائی دیتی ہے اور وہ آشاک کی جھلک احمدیوں کی تحریک ہے۔ جس قدر مسلمان احمدیت کی طرف راغب ہوں گے وہ قادیان کو اپنا مکہ تصور کرنے لگیں گے اور آخر میں محبتِ ہند اور قوم پرست بن جائیں گے۔ مسلمانوں میں احمدیہ تحریک کی ترقی عربی تہذیب اور پان اسلام ازم کا خاتمہ کر سکتی ہے۔

جس طرح ایک ہندو کے مسلمان ہو جانے پر اس کی شردھا اور عقیدت رام کشن وید گیتا اور رامائن سے اٹھ کر قرآن اور عرب کی بھوی میں منتقل ہو جاتی ہے اسی طرح جب کوئی

مسلمان احمدی بن جاتا ہے تو اس کا زاویہ نگاہ بدل جاتا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس کی عقیدت کم ہوتی چلی جاتی ہے، مکہ مدینہ اس کے لیے روایتی مقامات رہ جاتے ہیں، یہ بات عام مسلمانوں کے لیے جو ہر وقت پان اسلام ازم اور پان عربی سنگٹن کے خواب دیکھتے ہیں، کتنی ہی مایوس کن ہو، مگر ایک قوم پرست کے لیے باعث مسرت ہے۔

ایک احمدی (مرزائی) چاہے عرب، ترکستان، ایران یا دنیا کے کسی بھی گوشہ میں بیٹھا ہو، وہ روحانی تسکین کے لیے قادیان کی طرف منہ کرتا ہے۔ قادیان کی سرزمین اس کے لیے سرزمین نجات ہے اور اس میں ہندوستان کی فضیلت کا راز پنہاں ہے۔ ہر احمدی کے دل میں ہندوستان کے لیے پریم ہوگا، کیونکہ قادیان ہندوستان میں ہے۔ مرزا قادیانی بھی ہندوستانی تھے اور اب تک جتنے غلطی اس فرقے کی رہبری کر رہے ہیں۔ وہ سب ہندوستانی ہیں۔

اعتراض ہو سکتا ہے کہ جب مرزائی قرآن کو الہامی کتاب مانتے ہیں تو وہ اسلام سے الگ کیسے ہوئے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سکھوں کی موجودہ ہندوؤں سے علیحدہ گرد و گرتہ صاحب میں رام کشن، اندروشنو، سب ہندو دیوی دیوتاؤں کا ذکر آتا ہے، مگر کیا سکھوں نے رام کشن کی مورتیوں کا کھنڈن نہیں کیا؟ گوردواروں سے رامائن اور گیتا کا پاٹھ نہیں اٹھایا؟ کیا سکھ اب ہندو کہلانے سے انکار نہیں کرتے؟

اسی طرح وہ زمانہ دور نہیں جب قادیانی کہیں گے کہ ہم محمدی مسلمان نہیں، ہم تو احمدی مسلمان ہیں۔ کوئی ان سے سوال کرے گا کیا تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو مانتے ہو؟ تو وہ جواب دیں گے کہ ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، عیسیٰ، رام، کشن سب کو اپنے اپنے وقت کا نبی تصور کرتے ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم ہندو، عیسائی یا محمدی ہو گئے۔ یہی ایک وجہ ہے کہ مسلمان احمدی تحریک کو مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ احمدیت ہی عربی تہذیب اور اسلام کی دشمن ہے۔ خلافت تحریک میں بھی احمدیوں نے مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا، کیونکہ وہ خلافت کو بجائے ترکی یا عرب میں قائم کرنے کے قادیان میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔“ (اخبار ہند، مارچ 22 اپریل 1935ء)

ہمیں یقین ہے کہ ڈاکٹر شکر داس کے مضمون سے اس چشم کشا اقتباس کو پڑھ کر آپ کے سامنے یہ حقیقت آئینہ ہو جائے گی، کہ پنڈت جواہر لعل نہرو نے قادیانیت کی حمایت میں اپنے قلم کو کیوں جنبش دی تھی اور علامہ اقبال قادیانیت کو اسلام کے حق میں کیوں مضرت

رساں خیال کرتے ہیں۔

اولاً تو آپ کو محسوس ہونا چاہیے کہ آپ کے عقائد و نظریات ملت اسلامیہ کے سوا ارب مسلمانوں کے عقائد و نظریات سے یکسر مختلف ہیں، بقول مفکر پاکستان علامہ اقبالؒ کے، وہ آپ کے وجود کو اپنی ملی اجتماعیت کے لیے ایک چیلنج خیال کرتے ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ آپ ان حدود تک محدود رہیں جو بین الاقوامی حیثیت سے متعین ہیں کہ کسی بھی اقلیت کو اکثریت کی اجتماعی حیثیت کے لیے چیلنج نہیں بننا چاہیے اور اس کے اساسی معتقدات کے خلاف توہین آمیز جسات نہیں کرنا چاہیے۔

آپ کے اپنے جذبات بھی یہی ہیں کہ آپ اپنے مقدسین کے خلاف کسی ایسی بات کو گوارا نہیں کرتے جو آپ کے نزدیک ان کی توہین کا باعث ہو۔ چنانچہ آپ نے ماضی قریب میں کئی ایک کتابیں مثلاً ”قادیانی راسپیڈ میوز کے عبرتاک انجام“، ”شہرِ سدوم“ اور ”تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق“ کو حکومت پاکستان سے ضبط کروایا ہے جس میں خود قادیانیوں کے بہت سے افراد نے موکدہ عذاب حلف اٹھا کر آپ کے خلفا صاحبان اور دیگر اہم شخصیات کے بارے میں بعض ناقابل ذکر باتیں کہی ہیں۔ اگر آپ مرزا صاحب یا اپنے خلیفہ صاحب کی شان کے خلاف کسی کتاب کو برداشت نہیں کر سکتے اور اسے ضبط کروائے بغیر آپ چین کی زندگی بسر نہیں کر سکتے تو مسلمانوں کے بارے میں آپ کیوں یہ رائے قائم رکھے ہوئے ہیں کہ وہ اپنی جانوں اور اولادوں سے ارب ہا گنا (بلکہ اُن گنت گنا زیادہ) محبوب و محترم، ذاتِ بابرکات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف کسی ناپاک جسات کو برداشت کر سکتے ہیں۔

میری آپ سے مخلصانہ گزارش ہے کہ آپ کم از کم اتنا تو کریں کہ مسلمانوں کی غیرت کو چیلنج نہ دیں اور ایسے اشتعال انگیز حالات از خود پیدا نہ کریں کہ آپ کے خلاف نفرت انگیزی عام ہو۔ ہم کسی بھی ایسی تحریک یا کوشش کو جائز نہیں خیال کرتے جو قانونِ فکفی پر مبنی ہو لیکن اس میں ہماری (بحیثیت اکثریت کے) ذمہ داری کے ساتھ ساتھ آپ پر بھی کچھ پابندیاں اور ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور آپ کو ان سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

آخر میں آپ پوچھ سکتے ہیں کہ اب انہیں کیا کرنا چاہیے؟ میں آپ کی خدمت میں بڑے احترام کے ساتھ عرض کروں گا کہ آپ کے پاس دو راستے ہیں۔

آپ حضرات صرف اسی نکتہ پر سوچنے پر اکتفا نہ کیجیے کہ مرزا غلام احمد قادیانی آپ کے نبی یا مجدد ہیں۔ اس لیے ان کا لکھا ہوا ایک ایک لفظ حرف مقدس ہے بلکہ آپ انتہائی غیر جانبداری، خالی ذہن، شہدے دل اور انصاف کی نظر سے مرزا صاحب کی تعلیمات اور عقائد پر از سر نو غور کریں اور بغیر کسی دباؤ، لالچ، ترغیب اور خوف کے صرف اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق صراطِ مستقیم اختیار کریں۔ خدا نے عقل و شعور اس لیے دیا ہے کہ اسے استعمال کر کے سچ اور جھوٹ کو پہچاننے کی کوشش کریں۔ اسلام کہتا ہے: ”العقل اصل دینی“ عقل دین کی جڑ ہے۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”حکمت کو اخذ کر لو تو کچھ حرج نہیں، خواہ وہ کسی بھی ذہن کی پیداوار ہو۔“ مزید ارشاد فرمایا: ”عقل سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں اور گمنام سے بڑھ کر کوئی وحشت نہیں۔“ قرآن مجید میں ہے: ”یقیناً خدا کے نزدیک بدترین قسم کے جانور وہ گوشتے بہرے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔“ اور جو کسی نے ایمان کی روشنی پر چلنے سے انکار کیا، اس کا سارا کارنامہ زندقہ کی ضائع ہو جائے گا اور آخرت میں وہ دیوالیہ ہوگا۔“ براہ کرم قادیانی عقائد سے صدق نیت کے ساتھ کنارہ کش ہو کر حضور رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامنِ شفاعت میں پناہ کے طلب گار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ شان کریں آپ کے آنسو موتی سمجھ کر جن لے گی۔ اسلام ہی وہ سچا دین ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ آپ مسلمانوں کی متاعِ کم شدہ ہیں۔ صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو گھر واپس آجائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ آپ بد قسمتی سے بھک گئے۔ آپ قادیانیت کو ”اسلام“ سمجھ کر اس کے دامِ فریب میں آ گئے۔ لیکن ابھی سہلت ہے اور رحمت خداوندی کا دروازہ بھی کھلا ہے۔ دیکھیے! یہ دنیاوی زندقہ نہایت مختصر اور قافی ہے۔ نجانے زندقہ کا سفینہ کب ڈوب جائے، موت کا فرشتہ پروانہ لے کر آجائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے۔ آخرت میں اعمال کی کمی بیشی شاید نظر انداز ہو سکتی ہو لیکن غلط عقیدہ کی معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بقول فضی: ”جو شخص سچائی کی حفاظت کے لیے قدم نہیں اٹھاتا، وہ سچائی کا انکار کرتا ہے۔“ انسان تمام دنیا کو حاصل کر لے مگر وہ اپنا ایمان ضائع کر دے تو کیا فائدہ؟ ایمان دونوں جہان میں فلاح و کامرانی کی ضمانت ہے۔ اپنے ایمان کی حفاظت کریں اور باطل عقائد نظریات کی بنا پر اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔ اس لیے آپ سے اتنا اس ہے کہ آپ صدق دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑا کر اپنی ہدایت کی

دعا مانگیں۔ اس کے غم و کرم کا سمندر غیر محدود ہے۔ ان شاء اللہ اس کی رحمت آپ کو اپنی آغوش میں لے لے گی۔ بشرطیکہ آپ اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کریں۔ طلب اگر صادق ہو تو انسان منزل پر پہنچ ہی جاتا ہے۔

دوسری بات جیسا کہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ قادیانیت، اسلام کے متوازی ایک نیا خود ساختہ مذہب، نبوت محمدیہ ﷺ کے متوازی ایک جعلی نبوت، قرآن کریم کے متوازی جھوٹی وحی، اسلامی شعائر کے متوازی بے اساس شعائر، امت محمدیہ کے متوازی ایک مصنوعی امت، مکہ مکرمہ کے مقابلہ میں سیلف میڈ (Self-Made) مملکت آسٹ، مدینہ منورہ کے مقابلہ میں مدینہ المسیح، حقیقی اسلامی حج کے مقابلہ میں ظلی حج، اسلامی خلافت کے مقابلہ میں خانہ ساز خلافت، اہمات المؤمنینؓ کے مقابلہ میں قادیانی ام المؤمنین، صحابہ کرامؓ کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کے ساتھی صحابہ کرام، جنت البقیع کے مقابلہ میں بہشتی مقبرہ، اہل بیتؑ کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کا خاندان اہل بیت ہے۔ خدا را! اپنی حالت زار پر رحم کیجیے! جہاں ایک نئی نبوت کھڑی کرنے کا اتنا زبردست اور منظم اہتمام کیا ہے، وہاں تھوڑی سی زحمت مزید گوارا کیجیے اور اسلامی مروجہ اصطلاحات کے بجائے نئی اصطلاحات بھی تراش لیجیے۔ مسلمانوں پر ترس کھاتے ہوئے ان کی دل آزاری نہ کریں۔ اسلامی مقدس شخصیات اور شعائر اسلامی کو پامال نہ کریں اور نہ اس کا حصہ بنیں۔

بعض قادیانیوں کو یہ شکایت ہے کہ مسلمان ان کے ساتھ سخت رویہ رکھتے ہیں۔ ان کا سماجی بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ انہیں مسلمانوں کے شادی بیاہ اور جنازوں میں شریک نہیں ہونے دیا جاتا۔ بعض دفعہ معاملہ لڑائی جھگڑے تک پہنچ جاتا ہے۔ اس بنا پر قادیانی خود کو مظلوم اور ستم رسیدہ قرار دینے کی کوششوں میں لگے رہتے ہیں۔ ہمارے جدید تعلیم یافتہ طبقے کو خاص طور پر مخاطب بنا کر رواداری، روشن خیالی اور برداشت کے نام پر ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی مساعی کی جاتی ہیں۔ ہیومن رائٹس کمیشن، اینسٹی انٹرنیشنل، یورپی ممالک اور بالخصوص امریکہ کی طرف سے اکثر یہ ہدایات اور سفارشات آتی رہتی ہیں کہ احمدیوں کے تمام رویوں اور جملہ سرگرمیوں کو برداشت کیا جائے اور ان پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہ لگائی جائے کیونکہ یہ آزادی اظہار کے خلاف ہے۔

میں بڑے احترام کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ یہ مسئلہ قادیانیوں کا اپنا پیدا کردہ

ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بسنے والے قادیانیوں کی جان، مال اور عزت کا اخلاقی اور سماجی تحفظ، آئین پاکستان کی شقوں کے مطابق ہونا چاہیے۔ پاکستان کے ہر شہری اور بالخصوص حکومت کا فرض منہی ہے کہ وہ ختم نبوت کے حوالے سے منظور شدہ پارلیمانی ترامیم، آرڈیننسوں اور اعلیٰ عدالتی فیصلوں کا احترام کرے اور کروائے۔ آئین اور عدالتی فیصلوں کی اعتباریت کو برقرار رکھنا، آئین کی بالادستی اور قانون کی عملداری پر یقین رکھنے والے ہر مہذب شہری کا فرض ہے۔ کوئی مسلمان ہو یا قادیانی، کسی بھی شہری کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں دی جاسکتی اور نہ کسی شہری کو جمہوری تقاضوں اور پارلیمانی روایات کے مطابق مسلمہ اور منظور شدہ شقوں کا تسخیر اڑانے کا حق حاصل ہے۔ وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں 7 ستمبر 1974ء کو ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے (مسلمانوں اور قادیانیوں کا تفصیلی موقف سننے کے بعد) قادیانیوں کو ان کے عقائد کی بنا پر متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ قادیانی حضرات آئین پاکستان کی اس شق کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں بلکہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور باقی لوگ (اہل اسلام) غیر مسلم ہیں کیونکہ وہ ایک نئے نبی (مرزا غلام احمد قادیانی) کی نبوت کے منکر ہیں۔ دراصل ان کا یہ دعویٰ عی فساد کا باعث بنتا اور حق کے دروازے کھولتا ہے۔ جو شخص پاکستان کے آئین کو تسلیم نہیں کرتا، اس کے تحت متعین کی گئی اپنی حیثیت کو نہیں مانتا، اصولی طور پر وہ آئین کے اندر دیے گئے اپنے حقوق کا مطالبہ بھی نہیں کر سکتا۔ یہ بات ہر قادیانی کو اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ مسلمان، قادیانیوں سے جو اختلاف رکھتے ہیں، وہ ان کے خلاف تعصب، تنگ نظری، عناد یا کسی اور بنیاد پر نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب کرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت، عقیدت اور آخری آسمانی کتاب قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین کردہ مقام محمدیت ﷺ کے نتیجے میں ہے۔

ہزار بار بشوئم دین بہ مشک و گلاب

ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

حضور خاتم النبیین علیہ التحیہ و التثناء سے لامحدود اور غیر مشروط محبت، احترام اور عقیدت ہر مسلمان کے ایمان کی اساس ہے۔ وہ جب تک نبی کریم ﷺ کو اپنے والدین، اولاد، عزیز رشتہ دار، دولت و کاروبار حتیٰ کہ خود اپنی جان سے زیادہ عزیز ترین نہ جانے، مسلمان نہیں کہلوا سکتا۔ اس سے ذرہ برابر روگردانی، رتی بھر انحراف، معمولی لاپرواہی اور ادنیٰ

سی بے توجہی بھی ایک مسلمان کو احسن تقویم کی چوٹیوں سے اٹھا کر اسفل السافلین کی اتھاہ گہرائیوں میں گرا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی کج فہم، کج نظر اور کج فکر مسلمانوں کے مرکز نگاہ اور محبوب ترین شخصیت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان میں ادنیٰ سی بھی توہین کرتا ہے تو غیرت و حمیت سے سرشار مسلمان کا تو تذکرہ ہی کیا، ایک عام مسلمان کا بھی خون کھول اٹھتا اور اس کے رگ و پے میں لاوا سا دوڑنے لگتا ہے۔ دیکھتی آنکھوں اس کا وجود غیظ و غضب کی کڑکتی بجلیوں کا روپ دھار لیتا ہے اور اسے اس وقت تک کسی پہلو قرار نہیں آتا جب تک وہ شاتم رسول کے ناپاک اور غلیظ وجود سے اس دھرتی کو پاک نہیں کر لیتا۔ اس ہدف تک رسائی کے لیے وہ رات دن بے تاب رہتا ہے۔ اس جاں نسل مہم کو سر کرنے کے لیے چاہے اسے لاکھ چٹانیں اور خون کے ان گنت سمندر ہی کیوں نہ عبور کرنا پڑیں، اس کے بے قابو جذبوں، ناقابل تسخیر جنوں اور کھسار صفت اخلاص و وفا کے سامنے کفر کی ہر طاقت گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ راہ محبت کا یہ راہی اور لشکر عشق کا یہ سپاہی جانتا ہے کہ اس کی یہ جدوجہد ہی حاصل زندگی ہے، اسی میں اس کی بقا ہے اور یہ کہ یہ رہگور شفاعت محمدی ﷺ کی طرف اور یہ راستہ اللہ کی خوشنودی کی طرف جاتا ہے۔

خود پریم کورٹ آف پاکستان کے قلمبغ نے اپنے نافذ العمل فیصلہ میں لکھا:

”ہر مسلمان کے لیے جس کا ایمان پختہ ہو، لازم ہے کہ رسول اکرمؐ کے ساتھ اپنے بچوں، خاندان، والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے۔“
 (”صحیح بخاری“ ”کتاب الایمان“، ”باب حب الرسول من الایمان“) کیا ایسی صورت میں کوئی کسی مسلمان کو مورد الزام ٹھہرا سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا دل آزار مواد جیسا کہ مرزا صاحب نے تخلیق کیا ہے سننے، پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟

”ہمیں اس پس منظر میں احمدیوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات کے موقع پر احمدیوں کے علانیہ رویہ کا تصور کرنا چاہیے اور اس رد عمل کے بارے میں سوچنا چاہیے، جس کا اظہار مسلمانوں کی طرف سے ہو سکتا تھا۔ اس لیے اگر کسی احمدی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانوناً شعائر اسلام کا علانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام اس کی شکل میں ایک اور ”رشدی“ (یعنی

گستاخ رسول ملعون سلمان رشدی) تخلیق کرنے کے مترادف ہوگا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان، مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے؟ اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟ رد عمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی احمدی سر عام کسی پلے کارڈ، بیج یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے یا دیوار یا نمائش دیواروں یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ علانیہ رسول اکرمؐ کے نام نائی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیائے کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز تقض امن عامہ کا موجب بن سکتی ہے، جس کے نتیجہ میں جان و مال کا نقصان ہو سکتا ہے۔“ (ظہیر الدین بنام سرکار 1718 SCMR 1993ء)

پریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں مزید لکھا:

”ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ احمدیوں کو اپنی شخصیات، مقامات اور معمال کے لیے نئے خطاب، القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے لیے القاب و خطاب بنا رکھے ہیں۔“

(ظہیر الدین بنام سرکار 1718 SCMR 1993ء)

آخر میں، میں آپ کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ آپ نے میری درد مندانہ، ہمدردانہ اور مخلصانہ گزارشات نہایت توجہ سے ملاحظہ فرمائیں۔ امید ہے آپ مذکورہ بالا تمام حقائق و واقعات پر غور و فکر فرمائیں گے۔ اس تحریر میں موجود کسی بھی حوالہ کی مزید تصدیق کے لیے آپ مجھے براہ راست خط لکھ کر اصل عکس منگوا سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ کی مکمل تسلی و تقفی کے لیے ہر ممکن کوشش کروں گا۔ مزید آپ سے درخواست ہے کہ آپ کسی دن چناب نگر (ربوہ) کی مرکزی خلافت لائبریری میں جا کر اس کتاب میں موجود تمام حوالہ جات کو سیاق و سباق کے ساتھ چیک کریں اور پھر اس تحریر کے غلط یا درست ہونے کا فیصلہ بغیر کسی تعصب کے اپنے ضمیر سے لیں۔ کیونکہ بقول مرزا غلام احمد قادیانی ”تعصب

ایک ایسی بلا ہے جو غور کرنے نہیں دیتا۔“ (چشمہ معرفت ص 68 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 436) ان شاء اللہ آپ صحیح فیصلہ پر پہنچیں گے۔ لہذا جان بوجھ کر اپنی عاقبت تباہ نہ کریں اور اس کتاب میں موجود حوالہ جات کو غور سے دیکھیں، جہاں آپ کو کوئی شبہ پیش آئے، اسے دریافت کریں، جواب دینے کے لیے میں حاضر ہوں، جو حضرات آپ کو ان حوالہ جات کے دیکھنے سے منع کریں، انہیں اپنا دشمن سمجھیں اور یقین کر لیں کہ وہ آپ کو راہ حق دیکھنے سے روکتے ہیں اور اعدا حاینا کر جہنم میں گرانا چاہتے ہیں، جبکہ ہم غلو میں دل سے آپ کے ایمان کی خیر خواہی چاہتے ہیں۔ یہاں ایک بات خوب ذہن نشین کر لیتی چاہیے کہ وہ بد نصیب جس کا خاتمہ کفر پر ہوتا ہے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا اٹل فیصلہ ہے کہ اس کی مغفرت نہیں ہوگی۔ لیکن ایک صاحب ایمان خواہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو، توبہ سے اس کی مغفرت یقینی ہے۔ طلب صادق ہو تو راہ گم کردہ کو اندھیری شب میں بھی منزل کا اجالا نظر آ جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے: ”تحقیق ہم نے بہت سے جن اور انسان دوزخ ہی کے لیے پیدا کیے ہیں، ان کے دل تو ہیں (مگر) یہ ان سے سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں تو ہیں (مگر) یہ ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان تو ہیں (مگر) یہ ان سے سنتے نہیں، یہ تو چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں، یہی لوگ دراصل غافل ہیں۔“ (الاعراف: 179) میں آپ کے لیے دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صراطِ مستقیم پر چلنے اور حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامن اقدس سے وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے!! آمین!

آخر میں قول حق کے سلسلہ میں مرزا صاحب کی ایک اہم تحریر ملاحظہ فرمائیں:

□ ”یہودی لوگ جو مورد لعنت ہو کر بندر اور سور ہو گئے تھے۔ ان کی نسبت بھی تو بعض تفسیروں میں یہی لکھا ہے کہ بظاہر وہ انسان ہی تھے لیکن ان کی باطنی حالت بندروں اور سوروں کی طرح ہو گئی تھی اور حق کے قول کرنے کی توفیق بالکل اُن سے سلب ہو گئی تھی اور مسخ شدہ لوگوں کی یہی تو علامت ہے کہ اگر حق کھل بھی جائے تو اس کو قبول نہیں کر سکتے۔“ (مجموعہ اشتہارات ج اول ص 397 از مرزا قادیانی)

جب کھل گئی بطلالت پھر اس کو چھوڑ دینا

نیکیوں کی ہے یہ سیرت، راہ ہدائی یہی ہے





تثبیرت حاضر ہیں!

عکسی شہادتیں

مجھے ضرور پڑھیے!!!

مناظرہ کی کتاب

(424) ”اس پراگندہ وقت میں وہی مناظرہ کی کتاب روحانی جمعیت بخش سکتی ہے کہ جو بذریعہ تحقیق عمیق کے اصل ماہیت کے باریک دقیقہ کی تہہ کو کھولتی ہو اور اس حقیقت کے اصل قرار گاہ تک پہنچاتی ہو کہ جس کے جاننے پر دلوں کی تشفی موقوف ہے۔“
(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 56 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1232 پر)

View Proof

زبانی تبلیغ نہیں بلکہ تحریر پیش کرنی چاہیے

(425) ”وہ لوگ جو اشاعت اور تبلیغ کے واسطے باہر جاویں۔ وہ ایسے نہ ہوں کہ الٹ پلٹ کر ہماری باتوں کو کچھ اور کا اور ہی بناتے رہیں اور بات تو کچھ اور ہو سمجھانے کچھ اور لگ جاویں۔ دوسروں کو تو ہمارے دعوئی سے آگاہ کریں اور خود ہماری کتابوں کو کبھی پڑھا بھی نہ ہو۔ اس طرح سے ہی تحریف ہوا کرتی ہے۔ ایسے وقتوں میں صرف زبانی فیصلہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ تحریر پیش کرنا چاہیے۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 328 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1233 پر)

View Proof

غور و فکر کرنے کی نصیحت

(426) ”اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان کسی بات کو خالی الذہن ہو کر نہیں سوچتا اور تمام پہلوؤں پر توجہ نہیں کرتا اور غور سے نہیں سنتا، اس وقت تک پُرانے خیالات نہیں چھوڑ سکتا۔ اس لیے جب آدمی کسی نئی بات کو سُنے تو اُسے یہ نہیں چاہیے کہ سنتے ہی اُس کی مخالفت کے لیے تیار ہو جائے بلکہ اس کا فرض ہے کہ اُس کے سارے پہلوؤں پر پورا فکر کرے اور انصاف اور

دیانت اور سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے خوف کو مد نظر رکھ کر تنہائی میں اس پر سوچے۔“
(ملفوظات جلد دوم صفحہ 355 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 1234 پر)

View Proof

مسخ شدہ لوگوں کی علامت

(427) ”یہودی لوگ جو مورد لعنت ہو کر بندر اور سور ہو گئے تھے۔ ان کی نسبت بھی تو بعض تفسیروں میں یہی لکھا ہے کہ بظاہر وہ انسان ہی تھے لیکن ان کی باطنی حالت بندروں اور سوروں کی طرح ہو گئی تھی اور حق کے قبول کرنے کی توفیق بالکل اُن سے سلب ہو گئی تھی اور مسخ شدہ لوگوں کی یہی تو علامت ہے کہ اگر حق کھل بھی جائے تو اس کو قبول نہیں کر سکتے۔“
(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 325، طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ 1235 پر)

View Proof

تعصب

(428) ”تعصب ایک ایسی بلا ہے جو غور کرنے نہیں دیتا“
(چشمہ معرفت ص 68 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 436، از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 1236 پر)

View Proof

جہاں سے نکلے تھے.....

(429) ”جھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ جاہلوں کے رو برو تو بہت گزاف مارتے ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے، وہیں داخل ہو جاتے ہیں۔“

(حیات احمد، حضرت مسیح موعود کے سوانح حیات جلد دوم نمبر اول صفحہ 125 از یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان)
(عکس صفحہ نمبر 1237 پر)

View Proof

وہ شرم ہے، کہ ان کو ہے آئینے سے نفرت
خود دیکھنا اپنا بھی گوارا نہیں کرتے



تذکرہ

مجموعہ

الہامات ، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معبود علیہ السلام

مکتوباتِ احمد

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
 مسیح موعود و مہدی معبود علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کے

خطوط اور مکاتیب

جلد اوّل

مکتوبات احمد

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
 مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے

خطوط اور مکاتیب

جلد دوم

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی مہمود

بانی جماعت احمدیہ

جلد اول

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

سیح موعود و مہدی مہمود

بانی جماعت احمدیہ

جلد دوم

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

سیح موعود و مہدی مہود

بانی جماعت احمدیہ

جلد سوم

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی مہمود

بانی جماعت احمدیہ

آغاز مئی ۱۹۰۳ء تا اواخر ۱۹۰۵ء

جلد چہارم

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

شیخ موعود و مہدی مہود

بانی جماعت احمدیہ

جنوری ۱۹۰۶ء تا مئی ۱۹۰۸ء

جلد پنجم

مجموعه
اشتهارات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مهدی موعود علیہ السلام

جلد اول

مجموعه
اشتهارات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مهدی موعود علیه السلام

جلد دوم



قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاَتَّبِعُوْنِیْ یُحِبِّکُمْ اللّٰهُ

شیر المہدی

(حصہ دوم)

تالیف لطیف حضرت صاحبزادہ میر ابشیر احمد صاحب ایم

جسے

مینجر بمک ڈپو تالیف و اشاعت دیان درالامان

نے

ماہ دسمبر ۱۹۲۶ء میں شائع کیا

وَعَلَىٰ قِبْلَتِهِ لُفُوفٌ

سیر المہدی

حصہ سوم

«مُرتَبِ غُرُورِ»

حضرت مرزا بشیر احمد رضا ایم اے

جسے

خا سید

لکھنؤ میں مولوی فضل منشی فضل نے قادیان لاہور

شائع کیا

نور

اپریل ۱۹۳۹ء

صفر ۱۳۵۸ھ

اپریشین اول

شائع کیا

آؤ لوگو کہ میں فوراً پاؤں گے ۔ تو تمہیں طوہر تسلی کا بتایا ہم نے

یوسف اور یحضر

بینی

دن کے مذاہب پر

نمبر ۳۰

بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء

جلد ۱۴

مطابق جمادی الاول و جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ

سید محمد طاہر علی

زندہ سال

فہرست مضامین

کلیفصیل ۹۱ - ۱۸۴

مائیل پیج بار اول

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَانَ زَغْوًا

هَجَارًا لِّخَلْقِ وَرَبِّهِ لَكَانَ

بفضلہ تعالیٰ

یہ رسائل اللہ جن کے نام پر تفصیل ذیل میں

انجامِ اہم

خدائی فیصلہ - دعوتِ قوم

مکتوبِ عربی بنام علماء

مطبع ضیاء الاسلام میں طبع ہو کر عام فائدہ
کے لئے شائع کئے گئے

قادیان

قیمت فی جلد چھ

بمقام

لَنْ يُجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا
قرآن شریفنا البحر ونبی

یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ کافر مومنوں کو طرز م کرنے کے لئے راہ پاسکیں۔
کتاب لاجواب

شخصہ حق

تین کا دوسرا نام یہ ہے

آریوں کی کسی قدر خدمت

اور

اُن کے ویدوں اور نکتہ چینیوں کی کچھ ماہریت

یہ رسالہ جو تالیفات مرزا غلام احمد صلی اللہ علیہ وسلم و قسدا برائین احمدیہ میں سے ہے
اُس پر اکثر رسالہ کا جواب ہے جو چند قادیان کے ہندوؤں کی طرف سے باملہ و اعانت
لیکھ رام پشاور کی چشمہ نور اترس میں چھاپا غلام فائدہ کے لئے مرزا صاحب
موصوف کی طرف سے

مطبع یرافض ہند اترس میں باہتمام شیخ نذیر احمد مالک مطبع طبع ہو کر شائع ہوا

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
 مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام

جلد ۱

برائے اہل حق
 چار حصے

مجلس برائے



نماذج لمع تول

هَذَا كِتَابُ الْقِتَّةِ مِنْ تَأْيِيدِ رَبِّي الْمَنَانِ
وَرِوَايَةِ مَنْ تَوَقَّاهُ مِنْ قُوَّةِ رَقِيٍّ لَا مِنْ قُوَّةِ الْإِنْسَانِ
وَأَنَّهُ لَا يَأْتِي عَظِيمَةً لِيَكُنْ فِكْرُ خَافَتِ الدِّيَانِ -
وَأَنِّي سَمِعْتُهُ

مَوَاهِبُ الْمُجْتَمِعِ

وَأَنَا عَمْدُ اللَّهِ الْأَخِيْدُ غَلَامُ أَحْمَدَ عَافَا اللَّهُ
وَأَيْدٍ وَجَمَلُ قَرِيْبٍ هَذَا قَلْبِيَانِ
فَارَا الْإِسْلَامَ وَمَحَبَّةِ الْمَلِكَةِ
النِّكَدَامِ
(رَأْسِي)

قَدْ طُبِعَ فِي مَطْبَعِ ضِيَاءِ الْإِسْلَامِ قَادِيْنِ بِأَهْلَامِ
الْحَكِيمِ فَضْلِ الدِّينِ الْبَحْبُورِيِّ بِطَرِيقَةِ عَشْرٍ خَلَوْنَ
مِنْ شَوَالِ ١٣٣٢ هـ مَطَابِقًا لِارْبَعَةِ عَشْرٍ خَلَوْنَ مِنْ
شَهْرِ جَنُورِيِّ ١٣٣٢ هـ



الحمد لله والمنة
کہ تمام مخالفوں پر الہی حجت پوری کرنے کیلئے

یہ رسالہ

جس کا نام ہے

البعین

للاتمام الحجۃ علی المناہضین

بمقام قادیان مطبع ضیاء الاسلام میں باہتمام حکیم فضلہ بن صاحب

مالک مطبع چمپکر

شائع ہوا

قیمت ۵

جلد ۰۰

۱۵- دسمبر ۱۹۰۰ء

جاء الحق وذهق الباطل ان الباطل كان زهوقاً

آنانکه برد علوی ماحمله میکنند	وز راه چهل عربده با بر میکنند
گریک نظر کنند بدین نسخه کتب	هست این نقیص که تکیه دارد با کنند
باور نمیکنم که نیایند عذر خواه	وین امر دیگر است که ترک میا کنند

برایین احمدیه

چشم (۵)

لقب

بکبرایین الاحمد علی علیه السلام کتاب القرآن والنبوة المحمدیه
مؤلفه

حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام

سُبْحَتِ أَنْتُمْ إِذَا أَنْزَلَ فَنِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ دَامَ مَكْرُومًا

خدا نے تعالیٰ کے لیے انتہا احسانوں میں سے یہ بھی ایک عظیم الشان فضل و احسان ہے۔
کہ کتاب مستطاب منبع الیقان و عرفان منسبی بہ

عبدالمجید بریلوی برائے من بکشتہ اند

صادق و ظریف مولیٰ یثرب

نزول المسیح

اسلام بار و شعل الوقت میگویند میں

فی آخر الزمان

ابن و شاہ زبیدی تصنیف من اساتذہ اند

خود مسیح موعود علیہ السلام کے قلم سے نکلی ہوئی جس کا نزول جمالی اور جلالی
رنگوں میں حضرت ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں کے
مطابق (جو آخری زمانہ کے متعلق تھیں) اس وقت کے اولوالالباب و اولوالابصاء
نے برای العین مشاہد کیا

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر کمترین مہدی حسین محترم کتب خانہ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کے زیر نگرانی شائع ہوئی۔ نمائش طبع مطبع میگزین قادیان میں چھپ کر طیارہ ہوا۔

بار اول تعدا و اشاعت ۲۹۰۰

شعبان المعظم ۱۳۲۵ھ

قیمت ۳۰

ماہ اگست ۱۹۰۹ء

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ

الحمد لله الموفق انی کتبت هذه الرسالة والصيغة الجمالة لعلاج مرض
المتنصرين الذي امتد مداه وعرقته ممداه واكثرت نارا نكار الفرقان. والصول
على كتاب الله القرآن. فاردنا ان نجيبهم من غلب الحزام. ونريهم سوء اداهم ونهديهم
الى دواء السقام. فالفنا هذا الكتاب مع انعام كثير من اجاب. وهو خمسة
الايت من الدرر اهم لكل من ان مثله وارى العجايب. وهو بفضل الله حسن
وطيب والطع وادق. وسميته الحصاة الاولى من

نور الحق

”عسى ربكم ان يرحمكم

وان عذتم عذنا وجعلنا جهنم
للكافرين حصيرا ان هذا القرآن
يهدي للتي هي اقوم ويبشر المؤمنين
الذين يعملون الصالحات ان لهم
اجرا كبيرا“

قد طبع في المطبع المصطفائي پریس فی لاہور سنہ ۱۳۱۱ھ

نقل ما یصلح من قول
بغیر دستخط ہستم کتابت خانہ کتاب مسرقہ سمجھی جاوے گی

قد فرغنا من الرد علی قوم یستمنون آریہ فالحمد لله رب العالمین
انما اذا نزلنا بسلاحہ قوم فساء صباح المنذرين

ہم آریوں کا رد لکھنے سے فراغت کر چکے سو اس خدا کو سب تعریف ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے
ہم جب ایک قوم پر چڑھا لی کہتے ہیں اور ان کے صحن میں اترتے ہیں تو وہ صبح ان کی ایک کئی
صبح ہوتی ہے جو تباہی کی خبر دیتی ہے

ترجمہ

یہ کتاب اللہ تعالیٰ کے اس مضمون کے جواب میں لکھی گئی ہے جو انہوں نے اپنے مذہبی جلسہ میں دسمبر ۱۹۰۸ء میں
جو چار سو معزز ہماری جماعت کے مسلمانوں کے غم کو اپنے گھر میں بکارت کیا تھا جو چار سو سید مولیٰ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور دشنام دہی سے پر تھا جس میں دین اسلام پر جا بجا توہین اور
ہنسی اور ٹھٹھا کیا گیا تھا اور نہایت شوخی سے گندی گالیاں دے کر اور بے جا ہمتیں بھارتی
مقدس ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لگا کر صدمہ مسلمانوں کو خود مدعو کر کے نہایت دکھ
دیا تھا اور اس کتاب کا نام



از مؤلفات حضرت مرزا غلام احمد صاحب صحیح موجود
جو ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء کو

طبع انوار احمدیہ مشین پریس قادیان ضلع گورداسپور میں طبع ہوئی
باہتمام شیخ یعقوب علی تراز منیجر

(ثانیل جہاں اول)

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے۔ کافی کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْإِسْلَامَ فَذَرِكُوا هَذَا قَلِيلًا مِّنَ الْغَدِ
وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْإِسْلَامَ فَذَرِكُوا هَذَا قَلِيلًا مِّنَ الْغَدِ
وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْإِسْلَامَ فَذَرِكُوا هَذَا قَلِيلًا مِّنَ الْغَدِ
وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْإِسْلَامَ فَذَرِكُوا هَذَا قَلِيلًا مِّنَ الْغَدِ
وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْإِسْلَامَ فَذَرِكُوا هَذَا قَلِيلًا مِّنَ الْغَدِ
وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْإِسْلَامَ فَذَرِكُوا هَذَا قَلِيلًا مِّنَ الْغَدِ
وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْإِسْلَامَ فَذَرِكُوا هَذَا قَلِيلًا مِّنَ الْغَدِ
وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْإِسْلَامَ فَذَرِكُوا هَذَا قَلِيلًا مِّنَ الْغَدِ
وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْإِسْلَامَ فَذَرِكُوا هَذَا قَلِيلًا مِّنَ الْغَدِ
وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْإِسْلَامَ فَذَرِكُوا هَذَا قَلِيلًا مِّنَ الْغَدِ

حقیقۃ الوحی

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکریہ کہ یہ کتاب جامع جہیں ہر ایک قسم کے
حقائق اور معارف اور ہر ایک آسمانی نشان و رجحان میں محض اسی کے
فضل اور کرم اور خاص اسکی توفیق اور تائید سے مرتب تالیف ہو کر

مطبع میگزین قادیان میں باہتمام مینجر مطبع کے چھپی

(ماہیئل طبع اول)

الحمد لله والمننت کہ بتائید و توفیق کن نعم المولیٰ و نعم النصیر و عنایات
آں ذات جلیل و عظیم و کبیر حصداوی کتاب لاجواب سوم بہ

آئینہ مکاشفہ

جس کا دوسرا نام واقع الوساوس بھی ہے

بمآہ فروری سنہ ۱۸۹۳ء

مطبع ریاض ہند قادیان میں باہتمام شیخ نورا احمد مہتمم

و مالک مطبع طبع ہو کر شائع ہوا

اَللّٰهُ يَكْفِيْكَ عِبْدَةَ اَللّٰهِ يَكْفِيْكَ عِبْدَةَ اَللّٰهِ يَكْفِيْكَ عِبْدَةَ

الحمد لله والمنة کہ ضمیمہ نزول المسیح جسکے ساتھ
 دس ہزار روپیہ کا اشتہار ہے
 حسب استدعا مولوی شہداء صاحب امت سہری کے
 محض پنج دن میں ابتداء ۸ نومبر ۱۹۰۲ء سے
 طیار ہو کر اس کا نام

عجلہ آمد
 رکھا گیا

اور اس رسالہ میں پیر مراد علی شاہ صاحب مولوی اصغر علی صاحب
 و مولوی علی حارثی صاحب شیعہ وغیرہ بھی مخاطب ہیں جن کا نام
 رسالہ میں مفصل درج ہے (تاریخ طبع ۱۵ نومبر ۱۹۰۲ء)

بقا آقا بیان باہتمام حکیم فضل الدین صاحب مطبع ضیاء الاسلام میں طبع ہوا

اَللّٰهُ يَكْفِيْكَ عِبْدَةَ اَللّٰهِ يَكْفِيْكَ عِبْدَةَ اَللّٰهِ يَكْفِيْكَ عِبْدَةَ

القبور والشمس في رمضان - ليكون آيتين لي من ربي الرحمن ثم انزل الطامعون
لعل الناس يتفكرون - فما لكم لا تنظرون الى اى الله اوتعأت عيونكم ما
تنظرون - ايها الناس عندي شهادات من الله فهل انتم تؤمنون -
ايها الناس عندي شهادات من الله فهل انتم تسلمون - وان تعدوا
شهادات ربي لا تحصوها فاتقوا الله ايها المستعجلون - انكلما جاءكم
رسول بما لا تهوى انفسكم ففرقوا كذا بتم وقرىبا تقتلون انا نصرنا من ربنا
ولا تنصرون من الله ايها الخاشعون - اقتلتموني بقتاوى القتل او دعاوى
رفعتموها الى الحكام ثم لا تستدعون كتب الله لا غلبى انا ورسلى ولن تعجزوا
الله ايها المحاربون - والله الى صادق ولست من الذين يختلقون - انكروني
وقد تمت عليكم الحجة الا تردون الى الله او انتم كسيحكم خلدون - الا
تتدبرون سورة النور والتحريم والفاحة او تكرهون قراءتها او
على انفسكم تحرمون - وهذه رسالة - واهديت لكم يا اهل الندوة
لعلكم تفقهون عيونكم او تم عيونهم فلا تعتذرون بعدها ولا
تختصمون واني سميتها

تُحْفَةُ النَّدْوَةِ

واني ارسل اليكم رسلى وانظر كيف يرجعون
واني ادعو الله ان يجعلها مباركة لقوم لا يستكبرون - رب اشهد انى بلغت
ما امرت فاكتبني في الذين يبلغون رسالاتك ولا يخافون - آمين ثم آمين -

الهدى والتبصرة لمن يرى

١٢- جُونِ سَنَهِ ١٩٠٢ هـ
٦

دي پی
١

محصولد اک
١٠

التمن فی جلد
١٢

طبع فی دار الامان قادیان المطبع فضیاء الاسلام

بإهتمام الحکیم فضل دین البهیدر

تعداد اشاعت ...

هذا هو الكتاب الذي ألهمته نعمة من رب العباد - في يوم عيد من الأعياد - لقرائه على الحاضرين -
 بنطاق الروح الامين - من غور مد الترقم والتهدين - فلا شك انه آية من آيات - وما كان لبشر ان
 ينطق كشفاً من قبله مستحقاً في مثل هذه العبارات - وكان الناس يركبون طبعه رغبة يوم العيد
 ويستطلعون بعيون المشتاق المريد - فالحمد لله الذي اراهم مقصودهم بعد الانتظار -
 ووجدوا مطلوبهم كبستان مذللة اغصانه من الثمار - وانه منيعه احسان
 المحفوة - وسطية تبليغ الناس الى السعادة وانه حيث من الله بعد ما
 امحلت البلاد وعم الفساد - ولن نجد هذا المعارف في الاثار المنتقا
 المدونة من الثقافات - بل هي عتائق اوحيت الى من درت
 الكائنات - وانه الظاهر تام - وهل بعد المسيحكم - وهل
 بعد خاتم الخلقاء على السور ختم - وليس من العجب
 ان تسع من خاتم الائمة - نكالا ما سمعت من
 قبل من علماء الامة - بل العجب كل العجب ان
 يأتي بالمسيح الموعود والامام المنتظر وحكمته
 الناس ويخاتمهم بالخفاء - ثم لا يأتي بعثرة
 جديدة من خفاء ملكي يلو - وتكلم
 كلهم لامة من الظن - ولا
 يضيق فرقا بين الظلمة
 والضياء - وافي صميم
 هذه الرسالة

خُطْبَةُ الْهَامِيَّةِ

وَإِنِّي عَلَّمْتُهَا الْهَامَا مِرَزِّي وَكَانَتْ آيَةً

تسعة من خطبة وافية
 عجم

تجند الاشارة
 ٢١٠٠

وانها طبع في مطبع ضياء الاسلام قاريا بافهام الحكم فضل الدين
 البهيروى في سنة ١٣١٩ من الهجرة المقدسة

الحمد لله والمنة

کہ یہ رسالہ مبارکہ جس میں انخیز زادہ سید محمد علماء
کابل اور شیخ اجل افغانستان اور رئیس اعظم
مولوی محمد عبداللطیف صاحب رحمہ کی شہادت کا
ذکر ہے اور نیز ان کے شاگرد رشید میاں عبدالرحمن کے
شہید ہونے کے حالات مذکور ہیں تالیف ہو کر
نام اس کا مندرجہ ذیل رکھا گیا یعنی

تذکرۃ الشہادۃ

مع رسالہ عربی و علامات المقربین

اور یہ رسالہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام
حکیم مولوی فضل الدین صاحب مالک مطبع
اکتوبر کے مہینہ میں چھاپ کر شائع کیا گیا۔

حماتنا تطير بريح شوق وفي منقارها تحف السلام
الى وطن النبي حبيب بتي وسيد رسله خير الانام

الرسالة

اللطيفة المشتملة على معارف القرآن ودقائقه المسماة

حماة البشري

الى
اهل مكة و صلحاء أم القرى

لحضرة احمد المسيح الموعود والمهدي المعهود

عليه وعلى مطاعه الصلوة والسلام

الطبعة الاولى في رجب سنة الهجرية

As the Muslims of India entertain different beliefs with regard to the coming Mehdi and especially the nature of his appearance among the Muslims, according to some Muslims he will be a reformer and engenderer of new life.

Like a true lover of peace and tranquillity and a person poor in heart,— the Muslims of his party considering his appearance as merely spiritual, while other Muslims, such as Maulvi Mohammad Husain of Batala, editor of Isha-at-Husunnah and leader and advocate of Ahl-i-hadis or Wahabis of his class, believe that the "coming Mehdi" will be Ghazi, general slaughterer and upsetter of the empires of the nations other than Muslims, especially the bitter opponent of the British Empire and speak of the terrible consequences resulting from the bloody deeds of this Mehdi, I have written this pamphlet to show which of these two Muslim parties is right in its beliefs with regard to "the coming Mehdi".

It will be better that our bonign Government will get this pamphlet translated into English and hence make itself acquainted with these differences concerning "the coming Mehdi".

Haqiqat-ul-Mehdi

حقیقت المہدی

The true nature of Al-mehdi

تاریخ ۱۱ فروری ۱۳۱۵ء مطبعہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

الحمد لله والمنة

کہ یہ رسالہ پیر مہر علی شاہ صاحب گوڑوی لودران کے مریدوں
اور بخیال لوگوں پر تمام حجت کے لئے محض نصیحتاً اللہ شائع کیا
گیا ہے اور بغرض اس کے کہ عام لوگوں پر حق واضح ہو جائے
اس رسالہ کے ساتھ پچاس روپیہ کے انعام کا اشتہار بھی
دیا گیا ہے جو اسی ٹائٹل پرچ کے دوسرے صفحہ پر مندرج ہے اور
یہ رسالہ موسم بہ

حکیم حیات

ہو کر

مطبع ضیاء الاسلام قادیان ضلع گورداسپور میں باہتمام
حکیم حافظ فضل الدین صاحب بیسوی مالک مطبع چکریم ستمبر ۱۹۰۲ء
کو شائع ہوا

الحمد لله والمنة کہ یہ رسالہ

موسومہ

ایام الصالح

تعداد اشاعت ۱۰۰۰

قیمت فی جلد ۵۰

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں بایہتمام حکیم حافظ فضل الدین صاحب

بھیروی مالک مطبع کے مطبوع ہوا

یکم جنوری ۱۸۹۹ء

(ماثل بیچ طبع بارشانی)

الحمد لله والمنة لله رساله طيبة مبارکه

المسماة بـ

شهادة القرآن

نزول المبین الموعود فی آخر الزمان

مطبع پنجاب پریس سیالکوٹ میں

باہتمام

منشی غلام قادر صاحب

فصیح کے چھپا

نمائش طبع اول

مطبوعہ ضیاء الاسلام

۱۳۱۲ھ
سراج منیر
مشتعل بر نشانہائے رقبہ

قادیان ارا لامع الامان

مئی ۱۸۹۷ء

اے قلم خدا!

اس گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کو ہماری طرف سے نیک جزا دے اور
اس سے نیکی کرے جیسا کہ اس نے ہم سے نیکی کی۔
آمین۔

کشفُ الخطاء

یعنی

ایک اسلامی فرقہ کے پیشوا مرزا غلام احمدؒ تادیبانی کی طرف سے
محفوظ گورنمنٹ عالیہ اس فرقہ کے حالات اور خیالات کے بارے میں اطلاع اور
نیز اپنے خاندان کا کچھ ذکر اور اپنے مشن کے اصولوں اور ہدایتوں اور تعلیموں کا بیان اور
نیز ان لوگوں کی خلاف واقعہ باتوں کا رد جو اس فرقہ کی نسبت غلط خیالات پھیلانا
چاہتے ہیں

اور یہ مؤلف

تلج عزت جناب ملکہ معظمہ قیسرہ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈال کر
بخدمت گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کے اعلیٰ افسروں اور معزز حکام کے باوجود ارسال
کتاب ہے کہ براہ غریب پروری ذکر کم گسٹری اس سالہ کو اولیٰ سے آخر تک پڑھا جائے یا سن لیا جائے۔
یہ رسالہ تالیف ہو کہ ۲۴ دسمبر ۱۸۹۸ء کو مطبع ضیاء اسلام قادیان میں بہت نام حکیم فضل الدین صاحب
ملک مطبع کے مطبوع ہوئے۔

ان هذه الكتاب يدفع وساوس الخناس - وفيه
شفاء للناس - وهو يهب السكينة
ويجلب الكروب - وسميته -

تزيين القلوب

تصنيف

امام رباني حضرت ميرزا غلام احمد صاحب قادياني
مسيح موعود و مهدى مسعود عليه الصلوة والسلام -

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مَعْلُومَاتُ الْفَرَادِ

مَا عَلَى النَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ

الْبَلَاغُ

جس کا دوست سراسر نام ہو

فریاد درد

وَالسَّلَامُ
وَالصَّلَاةُ

تصنیف منیف حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ

باجازت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایڈیشن

مینجیرک پوٹالیف و اشاعت قادیان نے شائع کیا

۲۹ جوی ۱۹۲۲ء تعداد ۱۰۰۰ ۳۲۰ اندر

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ
الْفَاتِحِينَ

الحمد للہ کہ زمانہ کی ضرورت کے موافق بہتوں کو طاعون سے نجات
دینے کے لئے یہ رسالہ تالیف کیا گیا اور اس کا نام

۴

دَافِعُ الْبَلَاءِ وَمُعَيِّرُ أَهْلِ الْأَضْطِفَاءِ

بمقام

قادیان دارالامان

باہتمام حکیم فضل دین صاحب مطبع ضیاء الاسلام

میں چھپا

اپریل ۱۹۰۶ء

تعداد جلد ۵۰۰

تاریخ جمع اول

یہ کتاب
شیخ عمر میں

بطالوی اور

دوسرے علماء

کفریوں کے

الزام اور

انعام اور انکی

مولویت کی

حقیقت کو

کے لئے وعدہ

انعام ستائیس

روپیہ شائع

ہوئی ہے۔

ستائیس روپیہ

بالمقابلہ سال

بنائے کیلئے

مہلت دی گئی ہے

اور یہ ستائیس

دن روز اضافہ

سے محسوب

ہوئے۔

اسکو قبول کیا لیکن خدا سے قبول کر لیا اور بزرگوار اور حاکموں سے اسکی پناہ لی

هذا کتاب يحكم بين الشيعة واهل السنة ويهدي
الى الحق في امر الخلافة وانه يقطع معاذير المخالفين
ويبين دقاير المفتريين ولا يستكره الا من لبس
الثقافة وطلع الصدق والصدقة واتبع الكاذبين

کتاب عزیز محکم يفهم العدا
فمحمد بارعنا على ما اسعدا

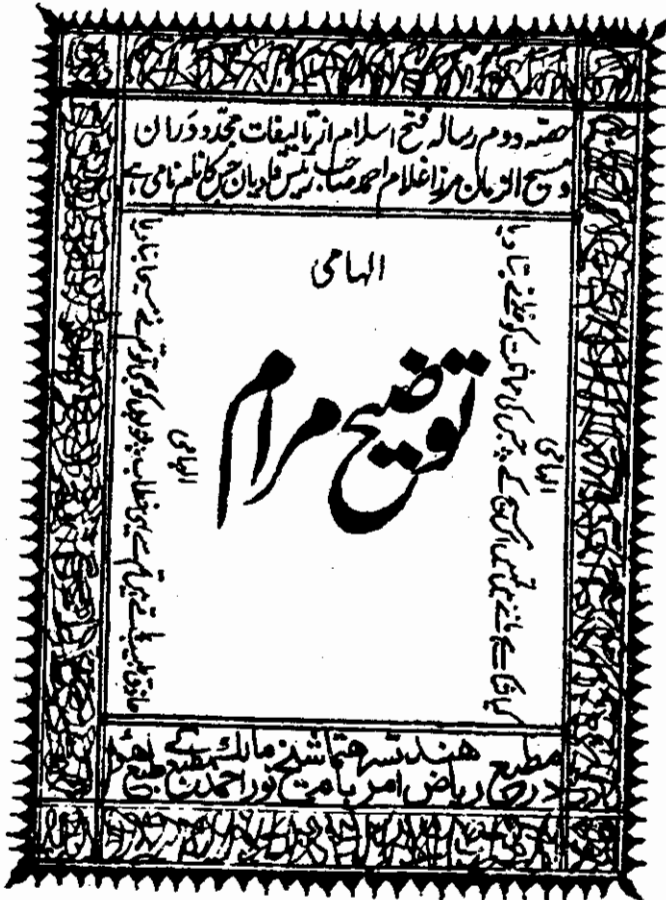
الخليفة وسميته يد الخليفة حجة

بما جاء في تلك المقاصد ارشدا

هذا كتاب سر الخلافة لمن يبغي سبل الثقافة

وقد طبع في المطبع مر ياض الهند اهرتس
في الشهر المبارك محرم سنة ١٢١٣هـ

ماثل بیچ طبع اول



ایک غلطی کا ازالہ

از

حضرت شیخ مومنو علیہ السلام

رسالة

تحفة بغداد

ولا تقولوا لمن القى اليكم السلام لست مؤمنا -
وما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبي
من رسله من يشاء فآمنوا بالله ورسله وان تؤمنوا
وتتقوا فلكم اجر عظيم -

—:٥:—

في شهر المحرم الحرام سنة ١٣١٠ هجرى
طبع في مطبع پنجاب پرين سيا لكوٹ
باهتمام المنشى غلام قادر الفوسيج
مالك المطبع

—:—

استغناء

لَا تَكُنْ مِمَّنْ الشَّهَادَةُ
وَمَنْ يَكُنْ مِمَّنْ فَإِنَّهُ أَتَمَّ قَلْبُهُ وَاللَّهُ بِمَا
تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ.

گو اہی کو مت چھپاؤ۔ اور جو شخص گو اہی کو چھپائے اس کا دل گنہ گار ہے
اور خدا جو کام تم کرتے ہو جانتا ہے

مطبع ضیاء الاسلام قادیان دارالامان میں چھپا

۱۶ مئی ۱۸۹۷ء

نائل براتل

الحمد لله والمنة
کہ

یہ رسالہ مبارکہ جس میں حضرت ملکہ معظمہ قیسرہ و ام اقبالہا
کی برکات کا ذکر ہوا اور یہ بیان ہو کہ جناب ملکہ مدوحہ
عہدہ التہدیس میں اور ان کے نہایت روشن ستاروں کی
تائیسرے انواع اقسام کی زمینی اور آسمانی برکتیں ظہور میں
آئی ہیں منطبع ہو کر انہی وجوہ کی مناسبت سے نام اس کا

ستارہ قیسرہ

رکھا گیا

اور یہ رسالہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں بابت تمام حکیم فضل دین
صاحب مالک مطبع کے چپ کر ۲۴ اگست ۱۸۹۹ء کو
شائع ہوا

ہائیل طبع نقل

فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ

محمد امت امام و چراغ ہر دو جہاں محمد امت فرو زندہ زمین و زمان
نور انگوشتش از ترس حق مگر بخدا خدا نماست و بپوشش برائے عالمیایں

اسلام اور اس ملک کے دوسرے مذاہب

حضرت مجدد الوقت امام الزمان شیخ موعود جناب میرزا غلام احمد صاحب

نہیں قادیان کا یکسر

جو ۳ ستمبر ۱۹۰۲ء کو بمقام لاہور ایک عظیم الشان جلسہ میں پڑھا گیا

انجمن فرقانیہ لاہور کیلئے

میاں معراج الدین عمر جنرل کنٹرکٹر و سیکرٹری انجمن مذکور حکیم شیخ نور محمد
منشی عالم ملک ہدم محنت لاہور

رفاء عام شہیم پریس لاہور میں خلق اللہ کے فائدہ کے لئے چھپوا کر
شائع کیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِكَ الْكَرِیْمِ

لیکچر لدھیانہ

حضرت علیہ السلام نے ۱۴ نومبر ۱۹۰۵ء کو ہزاروں قوموں کی موجودگی میں دیا

اولیٰ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں جس نے مجھے یہ موقعہ دیا کہ میں پھر اس شہر میں تبلیغ کرنے کے لئے آؤں۔ میں اس شہر میں ۱۴ برس کے بعد آیا ہوں لہٰذا میں ایسے وقت میں شہر سے گیا تھا جبکہ میرے ساتھ چند آدمی تھے اور تکفیر، کذب اور دجال کہنے کا بازار گرم تھا اور میں لوگوں کی نظر میں اس انسان کی طرح تھا جو محدود اور محدود ہوتا ہے اور ان لوگوں کے خیال میں تھا کہ تھوڑے ہی دنوں میں یہ جماعت محدود ہو کر منتشر ہو جائے گی اور اس سلسلہ کا نام دشنام مٹ جائیگا۔ چنانچہ اس غرض کے لئے بڑی بڑی کوششیں اور منصوبے کئے گئے اور ایک بڑی بھاری سازش میرے خلاف یہ کی گئی کہ مجھے پلہ میری جماعت پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا۔ اور سارے ہندوستان میں اس فتویٰ کو پھرایا گیا۔ میں افسوس سے غصہ کرتا ہوں کہ سب سے اول مجھ پر کفر کا فتویٰ اس شہر کے چند مولویوں نے دیا مگر میں دیکھتا ہوں کہ آپ دیکھتے ہیں کہ وہ کافر کہنے والے موجود نہیں اور خدا تعالیٰ نے

الہدیۃ المبارکۃ

یعنی کتاب

تحفہ قصیریہ

بمقام قادیان

مطبع ضیاء الاسلام میں چھپا

۲۵ مئی ۱۸۹۷ء

سوال ۸۸

معیار المذاہب فطرتی معیار سے مذاہب کا مقابلہ

ان تصنیف

حضرت سید محمد عود علیہ السلام

هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ

گورنمنٹ انگریزی

اور

جہاد

۲۲ مئی ۱۹۰۰

مطبع ضیاء الاسلام قلیا میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب
تعداد ۴۰۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مَجْلَّةُ النُّورِ

الطبعة الأولى

لنجرى النهار الايمان والعرفان في ذريح الايمان

وقد اتفق طبعه في مطبعه ضياء الاسلام وامثاله من البدار ذي القدر
بيد الخدم الفقيه مهدي حسين هار الكتب السليم الموعود في قاديان دار الاما

عبد الوهاب بن حسين
بن عبد الله بن محمد

٢١٠

بمعهد خليفة المسيح
فوز الدين محمودي

في شهر محرم الحرام سنة ١٣٢٨ هـ

یہ رسالہ مطبع منیاء المسمومہ کراچی میں یکم فضلِ ہدیہ کے اہتمام سے طبع ہوا تھا۔ ٹائپنگی علی بیگ
خداپوری نے بنائی تھی۔ مگر مصادق کے اہتمام سے طبع ہوا بعد ازاں ۱۹۱۰ء۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَهُوَ الْحَقُّ وَزَهْوَقَ الْبَاطِلُ
إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

إِنَّا نَعْتَذِرُكَ الْكَافِرِينَ سَلَامٌ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ وَآلِهِمْ

بِعَمَدِ اللَّهِ كَرَامِ كُلِّ آلٍ مُحَمَّدٌ رُوحُ مَوْلَانِ صَلَواتُ اللَّهِ عَلَيْهِ

وآلِهِ أَجْمَعِينَ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ + کہ مقل از دل و جہن دست طہتم جینا

سرمہ چشم آریہ

فیہ شفاء للناس

از تالیفات مرزا غلام احمد صاحب مکتب برائین احمدیہ دہلیہ

روز اصول وید و اثبات حقیقت اصول قرآن شریعت محمد (ص) پانستور

اس ہندو یا آریہ کے لئے جو اس سداؤ کہہ کر رکھا

ہم انگریز تو تیا غافل اند

کہا بیکوڑ شیدہ چشم اند

میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے

میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے

سراج الدین

عینائی

کے چار سوالوں کا

جواب

س ۱۸۹۷
۲۲ جون

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل دین صاحب

تعداد ۷۰۰

کے چھپا

قیمت ۲

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

نور القرآن

الملاح

یہ رسالہ نور القرآن باطل میں ماہ کے بعد یعنی چوتھے مہینے شائع ہو کرے گا
 تعدیہ نمبر تین ماہ یعنی جولائی جولائی ۱۹۵۵ء کے شمارے کے بعد سے میں ہے
 قیمت باقیل وہی ایک روپیہ سالانہ ہے

راقم نمبر سراج الحق جمالی نعمانی

(منازلِ بارِ اقل)

وہ خدا جس نے تمام رُوحیں اور ذرہ ذرہ عالمِ علوی اور سفلی کا پیدا کیا اُسی نے
اپنے فضل و کرم سے اس رسالہ کا مضمون ہمارے دل میں پیدا کیا۔

اور

اس کا نام

ہے

نسیمِ دعوت

آریوں کے لئے بر رحمت ہے
طالعوں کا یہ یارِ خلوت ہے
ہر ورق اس کا جامِ صحت ہے
یہ خدا کے لئے نصیحت ہے
نہ تو سختی نہ کوئی شدت ہے
آخر اس کی طرف ہی رحلت ہے
سر پر طاعون ہے پھر بھی غفلت ہے
پھر بھی توبہ نہیں یہ حالت ہے

نام اس کا نسیمِ دعوت ہے
دلِ بیمار کا یہ درماں ہے
کفر کے زہر کو یہ ہے تریاق
غور کر کے اسے پڑھو پیارو
خاکساری سے ہم نے لکھا ہے
قوم سے مت ڈرو خدا سے ڈرو
سخت دل کیسے ہو گئے ہیں لوگ
ایک دُنیا ہے مریچی اب تک

مطبوع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب بمیروی
بتاریخ ۲۸ فروری ۱۹۰۲ء چھپ کر شائع ہوا

حمد بخیر و قیاس اور لا ایتہاولا منہای سیاس
خدا ئے رحیم و کریم ملک الجنتہ والناس
کہ گوہر ہے بہا و نعمۂ کیمیا کم گشتگان کار منہا
یعنی رسالہ

مسح ہندوستان میں

مفتہ الماس قلم مجاز قسم حضرت مسیح الہند مرزا غلام احمد صاحب
قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام
دربارہ نجات مسیح ناصری از صلیب اور ان کا سفر جانب ہندوستان
بتوفیق یزدانی و فضل ربانی
مطبع انوار احمدیہ شین پریس قادیان ضلع گورداسپور میں
باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب توب ایڈیٹر
مالک مطبع طبع ہو کر مارچ ۱۹۰۸ء کو
نشر ہوا

ماثل و مطبع اول

محمد شاہ المنتہر کہ رسالہ تالیف کو جو متحدہ و مکتبہ النہال منقوش ہے

رئیس قلوبیان
مکسوم بہ

الہامی
الہامی
فتح اسلام

اور خدا تعالیٰ کے تجلی خاص کی بشارت
اور اُسکی بیسوی کی راہوں اور اُسکی تائید کے
طریقوں کی طرف دعوت

جمادی الاول ۱۳۰۸ھ ہجری میں

باہتمام شیخ مفتی احمد مالک مطبع دیبا ضہندیں مطبع ہرکریٹ

تسلیم پیام اور تمام تحیت کی غرض سے بامروافق الہی شائع کیا گیا

ماييل بروج طبع اول

الحمد لله الذي وفقنا لتأليف رسالة هذه التي ألفت
لافحام المولوى رسل بابا الاقره سري وتبكيته وفصل فيه
كل امره تبكيته وسميت

اتمام الحجة

على الذي ليج وزاغ

عز الحجة

وطبعت في مطبع كلزار محمد في بلدة لاهور سنة ١٣١١هـ

قيمت في جلد ١٢

تعداد جلد ٤٠٠

دریغ و بدلتی

اے خدا اے چشمہ نوری
از کرم ہا چشم ایں اُمت کشا
یک نظر کن سوئے ایں رازِ نہاں
تا رہی اے طالب از وہم و گماں
الحمد للہ
کہ رسالہ جس کا نام

رایققت

حضرت حبیبی علیہ السلام کے صحیح لہجے سوانح ظاہر کرتا ہے کہ ہمارے مہاجر کے متعلق
کئی نصیحتیں کر کے اصل غرض مہاجر بتاتا ہے

ادب مقام تادیان مطبع ضیاء اسلام میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب
بیروی ملک مطبع چھاپا ہے لہجہ تادیان
۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء
شائع ہوا

الحمد لله والمنة

یہ رسالہ ایک عیسائی کی کتاب ینایح الاسلام کے
جواب میں تالیف ہو کر اس کا نام مندرجہ ذیل رکھا گیا

یعنی

پنجمہ مسیحی

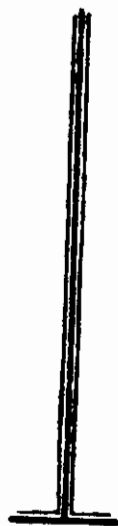
اور یہ

مطبع میگزین قادیان میں باہر ستم چوہدری
اللہ داد صاحب ۹ مارچ ۱۹۰۶ء کو طبع ہو کر

شائع ہوا

تقدیر مجلد (۱۰۰)

اسلامی اصول کی فلاسفی



— اَرْقَلَمْ —

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام بانی جماعت احمدیہ

احمدی اور غیر احمدی کیا فرق ہے ؟

تقریر
حضرت مسیح موعود علیہ السلام

برسولہ
جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ ۱۹۰۵



— الناشر —

مہتمم نشر و اشاعت صدائے نبی احمدیہ برہ (پاکستان)

انوارِ خلافت

(مجموعہ فتاویٰ جلسہ سالانہ 1915ء)

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

ظیفہ المسیح الہی

حقیقۃ النبوة

(مسئلہ نبوت پر سیر مامل بحث)

از

سیدنا حضرت مرزا ابشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

سیرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تصنیف

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ

شائع کردہ: مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ترکیٹ موسومہ
 (نور و فضل علی محمد رسولہ اکرم)
 جس کی طاعت و دعا کی ہر آنافہ
 پر ایک صد ہزار سال کا اجر ہے

اسلامی مسکن

مجلد - (۳۴) - (۱۵)

مؤلف

قاضی یار محمد، صاحب بی۔ او۔ ایل پلیمپٹر

ضلع کاٹکڑہ

جنوری ۱۹۲۰ء

ریاض ہند پبلشرز، ترمین بہار، شیخ نور احمد پٹہ، کھنپا

قاضی یار محمد پٹہ نے درج ذیل کاٹکڑہ سے شائع کیا۔

تاریخ احمدیت

جلد چہارم

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ کے
سوانح حیات قبل از خلافت
اور خلافت ثانیہ کے عظیم الشان تبلیغی، تربیتی اور علمی کارہائے نمایاں
اور زریں اسلامی خدمات
۱۹۱۳ء تا ۱۹۴۷ء

مؤلفہ

دوست محمد شاہد

یا کہ اس نے سلطنت انگریزی میں ہم کو پیدا کیا۔

فصیح کے احکامات کی شکل گندی کے اصول سے متاثرہ جاہل
احسان کی قدر کرنا ہماری سرشت میں ہے ہمارے اس قسم کے خیالات اور عقیدوں کو خوشامد کہتے

ہیں، مگر ہمارا خدا بہتر جانتا ہے کہ ہم دنیا میں کسی انسانی کی طرف شکر کر سکتے ہیں یا نہیں۔ یہ قوت ہی ہم میں نہیں ہے بلکہ
 احسان کی قدر کرنا ہماری سرشت میں ہے اور خدا کی کشتی اور قدراری کا ناپاک مادہ اُس نے اپنے فضل سے ہم میں نہیں
 رکھا۔ ہم گورنمنٹ، مجلس شیعہ کے احکامات کی قدر کرتے ہیں اور اس کو خدا کا فضل سمجھتے ہیں کہ اس نے ایک ماحول
 گورنمنٹ کو سکھوں کے فوج خانانہ سے نجات دلانے کے لیے ہم پر حکومت کرنے کو کئی ہزاروں کوس سے بھیج دیا۔ مگر
 اس سلطنت کا وجود نہ ہوتا تو کئی چرچا ہوتا کہ ہم اس قسم کے اعتراضات کی بابت خدا ہی سوچ نہ سکتے چھوٹا بیک
 ہم ہی کا جواب دے سکتے۔

اب ہم ان اعتراضات کا جواب بڑی آسانی سے دے سکتے ہیں۔ پھر ہم اگر مقررہ سوال کے اس فضل کی قدر نہیں
 کرتے تو یہ سمجھ کر بڑے سنا قدر شناس ہوں، شکریہ گزار ہوں گے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ خداوند کا موعظی لانا، خداوند کا موعظی لانا
 طرح پر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل کے احوال ہم پر رکھے، اگرچہ مبدیہ فیض دہی ہے، لیکن انسان اپنے فیض میں ایک
 شے قابل بننا ہے۔ اس پر بلکہ اس کی استعداد اور ظرف کے فیض منسوب ہے یہ خوشی کی بات ہے کہ اس قسم کی
 کی وجہ سے ہندوستان اور پنجاب کے بہتے مائے جوہر قابل بن رہے ہیں۔ ... نہ کہ طبع، اقامت، اور
 ترقی کر رہی ہیں۔

اس زمانہ کا ہتھیار قلم ہے
 فقیر یہ کہ یہ مقام ڈاکا محراب ہے، پادریوں کے مقابل میں اس لیے
 ہتھیار چاہیے کہ ہرگز بیکار نہ چلیں۔ مگر یاد رکھو کہ ہماری غریبوں کے
 ہر رنگ، ہر قسم کے ہتھیاروں کے میدان میں وہ آئے ہیں، اسی طرح کے ہتھیار ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہتھیار چاہیے اور وہ
 ہتھیار ہے قلم۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سلطان القلعہ اور میرے قلم کو
 ذوالفقار علی لایا۔ اس میں یہی بستر ہے کہ زمانہ جنگ و جدل کا نہیں ہے، بلکہ قلم کا زمانہ ہے۔

فتح کے لیے تقویٰ کی ضرورت ہے
 پھر جب یہ بات ہے تو یاد رکھو کہ صفائی اور معارف کے
 حقائق کے کھیلنے کے لیے ضرورت ہے تقویٰ کی کہ اس

یہ تقویٰ اختیار کرو، کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَتَعَزَّزُ بِالَّذِيْنَ اٰتٰہُمُ الذِّنَّ هٰذَا مَلِكُ
 (النحل ۱۲۹) اور میں نہیں مانتا کہ یہ الہام الہی کتنی مرتبہ ہوا ہے بہت ہی شریعت سے ہوا ہے۔

اگر ہم یہ نہیں ہیں تو یاد رکھو کہ فائدہ نہیں ہے۔ فتح کے لیے ضرورت ہے تقویٰ کی۔ فتح

مہمیں کا اثر کم خود سچ و سچے گاہیوں کی لاشیں اٹھانے کی مزدورت مہمیں کرنا اور نیک عمل کرنے کی سعی
کے لئے جو غفلت اس کے جب یہ کیا جانے لگا کہ انسان اعمال سے نجات نہیں پاسکتا، تو یہ اصول انسان کی تہمت
اور کسی کو سب سے زیادہ اس کو بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ کا
اصول انسانی توفیق کی بھی بھرپور گواہی دیتا ہے کہ کفارہ کا اتنا ہی لے انسانی توفیق میں ایک ترقی کا مادہ رکھا ہے لیکن کفارہ
اس کو توفیق سے دو گنا ہے۔ ابھی میں نے کہا ہے کہ کفارہ کا اعتقاد رکھنے والوں کے معاملات کا وہی مادہ ہے قیدی
کو جو بچتے ہیں تو یہ اس اصول کی وجہ سے ہے کہ کئے اور کئے کی طرح بکاراں ہوتی ہیں۔ لیکن ان کے ہائیڈرک
میں ملازمہ بکاراں ہوتی ہیں اور عوامی پختہ پیدا ہوتے ہیں پس ہم کو صرف قیل و قال تک ہی محدود رکھنا چاہیے
بلکہ اعمال ساتھ ہونے چاہئیں۔ جو اعمال کی مزدورت میں کفارہ نہایت تا ابدت انڈیش اور بھارت ہے۔ تاہم قدرت
میں اعمال انسان کے نتائج کی نظیریں تو موجود ہیں۔ کفارہ کی نظیریں تو موجود ہیں۔ مثلاً جوک کہتے ہیں تو کھانا کھانے
کے بعد وہ فوج ہو جاتی ہے یا پیاس طعن ہے پانی سے جاتی رہتی ہے تو معلوم تھا کہ کھانا کھانے یا پانی پینے کا نتیجہ
جوک کہتا ہے کہ دنیا پیاس کا نتیجہ ہوتا تھا۔ مگر یہ تو نہیں ہوتا کہ جوک کھانے کو کھانا کھانے کے لئے کھانے کو کھانے
جوک کہتا ہے۔ اگر قانون قدرت میں اس کی کوئی نظیر موجود ہوتی، تو شاید کفارہ کا مسئلہ ان لینے کی
گنجائش نہ مل آتی، لیکن جب قانون قدرت میں اس کی کوئی نظیر ہی نہیں ہے تو انسان جو نظیر دیکھ کر اسے کھانا
ہے اسے کیونکر تسلیم کر سکتا ہے۔ عام قانون انسانی میں بھی تو اس کی نظیر نہیں ملتی ہے۔ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ تیر
نے شوق کیا ہو اور قتال کو پھانسی لی ہو۔ غرض یہ ایک ایسا اصول ہے جس کی کوئی نظیر ہرگز موجود نہیں۔

اعمال صالحہ اور تقویٰ یہ بات چلی جماعت کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ عزت ہے اعمال صالحہ کی۔
خدا انسان کے صندوق کو کئی چیز جاسکتی ہے، تو وہ یہی اعمال صالحہ ہیں۔

اَلَيْسَ يَتَعَذَّبُ الْكَافِرُ الْهَلِيْمُ (سورۃ قاف ۱۱) خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اس وقت مجھے قلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواریں کے برابر ہیں، لیکن فوج اور نصرت اسی کو ملتی ہے جو متقی ہو خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے۔
تَاْتِيَنَّاهُمْ بِمَنْشَرٍ مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنِيْنَ (الاحقاف ۴۱) مومنوں کی نصرت ہمارے ذمہ ہے۔ لَعَلَّكُمْ يَتَّقُوْنَ اللّٰهَ وَيَتَّقُوْنَ النَّاسَ
الْمُؤْمِنِيْنَ شَبِيْهُ (النساء ۱۳۲) اور مومنوں پر کافروں کو راہ نہیں دیتا، اس لیے پلور دھوکہ کھانے کی تسبیح
توفیق سے ہے اور عرب تو بڑے پکڑا اور خطیب اور شاعر ہی تھے۔ انہوں نے توفیق اختیار کیا تھا خدا تعالیٰ
نے اپنے رشتے میں ان کی امداد کے لیے جلال کیے ستارے کو اگر انسان بڑے تو اسے نظر آجائے گا کہ صحابہ کرام رضی اللہ
علیہم اجمعین نے جس قدر فتوحات کیں وہ انسانی طاقت اور اس کا نتیجہ نہیں ہو سکتا حضرت عثمان رضی اللہ
تعالیٰ عنہ بیس سال کے اندر اسلامی سلطنت عالمگیر ہو گئی۔ اب ہم کو کوئی تباہی کے انسان ہایا کر سکتا

۴

ایک ظلم عظیم ہے۔ میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد امیر نرائی غلام غفر قاضی گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور غیر خواہ آدمی تھا جس کو دہار گورنری میں کسی ملٹی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گرین صاحب کی تاریخ ریسیان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۶ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑے حکمران انگریزی کو مدد دی تھی۔ بیٹے پچاس سو ادا اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدار کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیا نوشنودی حکام ان کو ملی تھیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے کم ہو گئیں مگر تین چٹھیا جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں ماضیہ میں مدح کی گئی ہیں۔ میر میر سے والد صاحب کی وفات

نقل مراسلہ

(دلس صاحب)

نمبر ۳۵۳

تہوار پناہ شجاعت دستگاہ منافع مرقطہ

رئیس قادیان محفلہ

عزیز شاعر بریادانی خدمات و حقوق

خود و خاندان خود کا خط حضور پنجاب دار

مخوب مہمانیم کہ بلا شک شما و خاندان شما از

ابتداء دخل و حکومت سرکار انگریزی جان شار

و فائز شایستہ قدم مانده اید۔ و حقوق

شماره اصل قابل قدر اند۔ بہر نیک تسلی

و تشکر مایید۔ سرکار انگریزی حقوق و

Translation of Certificate of
J. M. Wilson

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan
Chief of Qadian

I have perused your application reminding me of your and your family's past services and rights I am well aware that since the introduction of the British Govt. you and your family have certainly remained devoted faithful and steady subjects and that your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the

کے بعد میرا بڑا بھائی میرا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔ اور جب تھوڑے کے
گندہ پختہ ہونے کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے شہائی

خدمات شاخ و رو تو بجا کر وہ خواہد شد۔
پایدار کہ ہمیشہ ہوا خواہ و جان نثار
سرکار انگریزی بمانند کردی انوشیروانی
سرکار و بہبودی شامت تصور است۔ فقط
المرقوم لا یجوز التمسہ مقام ہمارا ناسک

British Govt. will never forget
your family's rights and services
which will receive due considera-
tion when a favourable opportuni-
ty offers itself.

You must continue to be
faithful and devoted objects as in
it lies the satisfaction of the Govt.
and your welfare.

11.6.1849 Lahore.

نقل مراسلہ

دراہٹ کٹ صاحب بہادر کشن لکھنؤ
تہجد و شہادت دستاویز مذاکرہ مرقوم
رئیس قادیان بیافیت باشند۔

میں شریک تھا۔ پھر میں اپنے والد ادمیائی کی وفات کے بعد ایک گھوڑا نشین آدمی تھا۔ تاہم
سترہ برس سے سرکار انگریزی کی اعادہ تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ

اٹاٹھا کہ ہم مقصد ہندوستان و قور
۱۸۵۸ء از جانب آپ کے رفاقت و فریادی
و مدد سے سرکار و قور انگلشیہ و دباب
نکا داشت سولانی و بہرسانی اسپان
بخالی بنہ ظہر ریوٹی اور شروع مقصد
سے آج تک آپ جملہ برادر خواہ سرکار بچے
اور باعث خوشنودی سرکار ہوا بہت
بکھودی اس غیر خواہی اور غیر نکالی کے
خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے
آپ کو عطا ہوتا ہے اور صاحب شہادہ پیش
صاحب چیف کمشنر بہار و نمبری ۵۷۶
موندہ ماراگست ۱۸۵۸ء بمقامہ قضا
باطلہار خوشنودی سرکار و نیکامی و
وفا داری تمام آپ کے لکھا جاتا ہے۔
مرقوم تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء

Translation of
Mr. Robert Cast's Certificate

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan,
Chief of Qadian.

As you rendered great help in
enlisting sowers and supplying
horse to Govt. in the mutiny of
1857 and maintained loyalty since
its beginning upto date and
thereby gained the favour of Govt.
a *Khalat* worth Rs. 200/- is
presented to you in recognition of

good services, and as a reward for
your loyalty.

Moreover in accordance with
the wishes of Chief Commissioner
as conveyed in his no. 576 dt.
10th August 58. This parwana is
addressed to you as a token of
satisfaction of Govt. for your
fidelity and repute.

۱

ضمیمہ نمبر ۳ منسلک کتاب تریاق القلوب

—:—

حضور گورنمنٹ عالیہ ہن

ایک عاجزانہ درخواست

جبکہ ہماری یہ محسن گورنمنٹ ہر ایک طبقہ اور درجہ کے انسانوں کی بلکہ غریب سے غریب اور عاجز سے عاجز خدا کے بندوں کی ہمدردی کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ اس ملک کے پرنسپل اور پرنسپل اور بے زبان مویشیوں کے بچاؤ کے لئے بھی اس کے عدل گستر قوانین موجود ہیں اور ہر ایک قوم اور فرقہ کو مساوی آئینہ سے دیکھ کر ان کی حق رسی میں مشغول ہے۔ تو اس انصاف اور داد گستری اور عدل پسندی کی نصحت پر نظر کر کے یہ عاجز بھی اپنی ایک تکلیف کے رفع کے لئے حضور گورنمنٹ عالیہ میں یہ عاجزانہ عرض پیش کرتا ہے۔ اور پہلے اس سے کہ اصل مقصود کو ظاہر کیا جائے۔ اس محسن اور قدر شناس گورنمنٹ کی خدمت میں اس قدر بیان کرنا بے عمل نہ ہو گا کہ یہ عاجز گورنمنٹ کے اس قدیم خیر خواہ خاندان میں سے ہے جس کی خیر خواہی کا گورنمنٹ

۴۸۸

کے عالی مرتبہ حکام نے اعتراف کیا ہے اور اپنی چھٹیوں سے گواہی دی ہے کہ وہ خاندان
ابتدائی انگریزی عہداری سے آج تک خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ میں برابر سرگرم رہا ہے۔
میرے والد مرحوم میرزا غلام مرتضیٰ اس محسن گورنمنٹ کے ایسے مشہور خیر خواہ اور
دلی جان نثار تھے کہ وہ تمام حکام جو ان کے وقت میں اس ضلع میں آئے سب کے سب
اس بات کے گواہ ہیں کہ انھوں نے میرے والد موصوف کو ضرورت کے وقتوں
میں گورنمنٹ کی خدمت کرنے میں کیسا پایا۔ اور اس بات کے بیان کرنے کی
ضرورت نہیں کہ انھوں نے ۱۸۵۷ء کے مفسدہ کے وقت اپنی تھوڑی سی
حیثیت کے ساتھ پچاس گھوڑے مع پچاس جوانوں کے اس محسن گورنمنٹ کی
امداد کے لئے دیئے۔ اور ہر وقت امداد اور خدمت کے لئے کمر بستہ رہے یہاں تک
کہ اس دنیا سے گزر گئے۔ والد مرحوم گورنمنٹ عالیہ کی نظر میں ایک معزز اور
ہر ذل عزیز رئیس تھے جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور وہ خاندان مغلیہ میں
ایک تباہ شدہ ریاست کے بقیہ تھے جنھوں نے بہت سی مصیبتوں کے بعد
گورنمنٹ انگریزی کے عہد میں آرام پایا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ دل سے اس گورنمنٹ
سے پیار کرتے تھے اور اس گورنمنٹ کی خیر خواہی ایک بیچ فلا دی کی طرح اُن کے
دل میں دھنس گئی تھی۔ اُن کی وفات کے بعد مجھے خدا تعالیٰ نے حضور مہدی علیہ السلام
کی طرح بالکل دنیا سے الگ کر کے اپنی طرف کھینچ لیا اور میں نے اُس کے فضل سے
آسمانی مرتبت اور عزت کو اپنے لئے پسند کر لیا لیکن میں اس بات کا فیصلہ نہیں کر
سکتا کہ اس گورنمنٹ محسنہ انگریزی کی خیر خواہی اور ہمدردی میں مجھے زیادتی ہے یا
میرے والد مرحوم کو۔ بیس برس کی مدت سے میں اپنے دلی جوش سے ایسی کتابیں
زبان فارسی اور عربی اور اردو اور انگریزی میں شائع کر رہا ہوں جن میں بار بار
یہ لکھا گیا ہے کہ مسلمانوں کا فرض ہے جس کے ترک سے وہ خدا تعالیٰ کے گنہگار

۳۴۰

اگرچہ سب پر احسان ہے مگر میرے بنگلے پر سب سے زیادہ احسان ہے کہ انہوں نے گورنمنٹ کے سائے دولت میں آکر ایک آتش تود سے خلاصی پائی اور خطرناک زندگی سے امن میں آ گئے۔ میرا پاپ مرزا غلام مرتضیٰ جس نواح میں ایک نیک نام رئیس تھا اور گورنمنٹ کے اعلیٰ افسروں نے پُر ندر تحریروں کے ساتھ لکھا کہ وہ اس گورنمنٹ کا سپہا نفس اور وفادار ہے اور میرے والد صاحب کو صبار گودری میں کرسی ملتی تھی اور ہمیشہ اعلیٰ حکام عزت کی نگاہ سے اُن کو دیکھتے تھے اور اخلاق کریمانہ کی وجہ سے حکام ضلع اور قسمت کبھی کسی شے کے مکان پر ملاقات کے لئے بھی آتے تھے کیونکہ انگریزی افسروں کی نظر میں وہ ایک وفادار رئیس تھے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ اُن کی اس خدمت کو کبھی نہیں بھولے گی کہ انہوں نے کھسکے کے ایک تازہ دقت میں اپنی حیثیت سے بڑھ کر پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر لہر پچاس سوار اپنے عزیز دل اور دوستوں میں سے ہیت کر کے گورنمنٹ کی امداد کے لئے دیئے تھے۔ چنانچہ ان سواروں میں سے کئی عزیزوں نے ہندوستان میں مروانہ دار لڑائی مفسدوں سے کر کے اپنی جانیں دیں۔ اور میرا بھائی میرزا غلام قادر مرحوم بمبئی کے چُن کی لڑائی میں شریک تھا اور بڑی جانفشانی سے مدد دی بغرض اسی طرح میرے ان بزرگوں نے اپنے خون سے اپنے مل سے اپنی جان سے اپنی متواتر خدمتوں سے اپنی وفاداری کو گورنمنٹ کی نظر میں ثابت کیا۔ سو انہی خدمات کی وجہ سے میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ ہمارے خاندان کو معمولی رعایا میں سے نہیں سمجھے گی اور اس کے اس حق کو کبھی ضائع نہیں کرے گی جو بڑے فتنے کے وقت میں ثابت ہو چکا ہے۔ سیریل گرین صاحب نے بھی اپنی کتاب تاریخ دیہات پنجاب میں میرے والد صاحب اور میرے بھائی مرزا غلام قادر کا ذکر کیا ہے۔ اور میں ذیل میں اُن چٹھیاں حکام بالا دمت کو درج کرتا ہوں جن میں میرے والد صاحب اور میرے بھائی کی خدمات کا کچھ ذکر ہے۔

۳۷

الذین جاءونا ولشوا بيميننا كيف عشنا امام أعينهم وكيف سبقنا
دریافت کر لیں جو جاری طرف آئے اور ہم میں سے اور ہم نے انکی آنکھوں کے سامنے کیسی نمک لبرکی
فی کل خدمة مع السابقيين۔

لو کہیں طرح ہم ہر ایک خدمت میں سبقت کرنا اول کے گروہ میں ہے۔

ولاحاجة إلى تفصيل هذه الحقائق فإن الدولة البريطانية
اور ان حقیقتوں کے مفصل بیان کرنے کی کچھ حاجت نہیں کیونکہ سرکار انگریزی ہمارے مراتب
مطلعة علی مراتب خلوصنا وشتون خدماتنا والاعانات التي
خلوص اداء انواع خدمات ہر اطلاع رکھتی ہے اور ان اعانتوں کو جانتی ہے جو وقتاً فوقتاً ہم سے
كانت ترمى منا وقتاً بعد وقت وفي أيام فساد المفسدين۔ وتعلم
ظہور میں آئیں خاصکر دہلی کے مفسدہ کے وقت میں۔ اور اس گورنمنٹ

الدولة ان ابی كيف امدت هائی حاجین محاربات مشددة اللهوب و
کو یہ معلوم ہے کہ میرے والد نے کیونکہ اس کو ایسے وقت میں مدد کی کجب لڑائیوں کی ایک سخت
فتن مشتعلة اللهوب وانه آتت الدولة خمسين خيلا مع الفول
آدمی ہل دی تھی اور فتنہ بڑھ کر تھے اور مدد سے تہاؤ ذکر گئے تھے سو میرے والد نے اس مفسدہ
مدد اونه فی ایام المفسدة وسبق السابقيين فی امدادات المال عند
کے دنوں میں پچاس گھوڑے مع سوار اس گورنمنٹ کو امداد کے طور پر دیئے اور اپنی حیثیت کے لحاظ سے امداد
حلول الاحوال مع ایام العسر والاضلال وذهاب عهد الاما سرا
میں سب بڑھ گیا باد و دیگر وہ زمانہ تھی اور ناداری کا زمانہ تھا اور آبائی ریاست کا دور تھ جو کہ گورنمنٹ کے
الاکائیة و انقلاب الاحوال فینظر من كان له نظر صحيح او قلب امين۔

وہ آگئے تھے پس چرخش ایک نظر صحیح اور دل امین رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ سوچے ؟

ولم يزل كان ابی مشغوف الخدمات حتى شاخ وجکو وقت الوفات
اور میل پاپ اسی طرح خدمات میں مشغول رہا یہاں تک کہ پیرانہ سالی تک پہنچ گیا اور سفر آخرت

۳۷

ووجب الارتمال ولو قصدنا ذكر خدماته لضايق بنا الجبال وعجزنا
 لاقت انجيا اور اگر ہم اس کی تمام خدمات لکھنا چاہیں تو اس جگہ سمانہ سکیں اور ہم لکھنے سے
 عن التدوين۔ فالملخص ان ابی لم یزل کان شاکم بمرق الدولة وقاماً
 عاجزاً رہ جائیں۔ پس خلاصہ کلام یہ ہو کہ میرا باپ سرکار انگریزی کے مرام کا ہمیشہ امید دار رہا
 علی الخدمۃ عند الضرورة حتی اعزته الدولة بمکاتیب رضاہا وخصتہ
 اور عند الضرورة خدمتیں بحالہ تار رہا یہاں تک کہ سرکار انگریزی نے اپنی خوشنودی کی چشم بیک اسکو معزز
 فی کل وقت بعطاءہا واسمحت لہ بمواساۃہا وتفضلت علیہ بمواعاۃہا و
 کیا اور ہر ایک وقت اپنے ملاؤں کے ساتھ اسکو خاص فرمایا اور اسکی غمخواری فرمائی اور اسکی رعایت بھی
 حسبہ من دواعی الخیر ومن المخلصین۔ ثم اذا توفی ابی فقام مقامہ
 اور اسکو اپنے غیر ملکہوں اور مخلصین میں سے سمجھا۔ پھر جب میرا باپ وفات پا گیا تب میں غفلتوں میں
 فی هذه السیرۃ ابی المیرزا غلام قادر وغیرہمواہب الدولة کما
 اسکا قائم مقام میرا بھائی ہوا جسکا نام میرزا غلام قادر تھا اور سرکار انگریزی کی عنایت ایسی ہی اس کے
 غمرت والدی وتوفی ابی بعد ابی فی بضع سنین ثم بعد وفاتہما
 شامل حال ہو گئیں جیسی کہ میرے بچے شامل مال تھیں اور میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہو گیا
 قفوت اثرہما واقتدایت سیکرہما و ذکر ت عصرہما ولکنی ما کنت
 پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں نے کتنے نقش قدم پر چلا اور انکی سیرتوں کی پیروی کی اور انکے زمانہ کو یاد کیا
 لأخصب ونعمۃ وسعة وثروة ولا ذاملاًک وارضین۔ بل تہتلت
 لیکن میں صاحب ملل اور صاحب
 الی اللہ بعد ارتحالہما ولحتت بقوم منقطعین۔ وجد بنی ربی الیہ
 بعد اللہ بل شانہ کی طرقت جھک گیا اور انہیں جاملتا جنہوں نے دنیا کا تعلق توڑ دیا۔ اور میرے رب نے اپنی طوٹ
 واحسن متواہی واسبغ علی من نعاہ الدین۔ وقادنی من تدنسات
 مجھے کھینچ لیا اور مجھے نیک جگہ دی اور اپنی نعمتوں کو مجھ پر کمال کیا اور مجھے دنیا کی آلودگیوں اور کمزوریوں سے

تمی کہ وہ دل سے اس گورنٹ سے پیار کرتے تھے اور اس گورنٹ کی خیر خواہی ایک میخ فولادی کی طرح ان کے دل میں دھنسن گئی تھی۔ اُن کی وفات کے بعد مجھے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح بائبل پڑھنے سے الگ کر کے اپنی طرف کھینچ لیا اور میں نے اس کے فضل سے آسمانی مرتبت اور عزت کو اپنے لیے پسند کر لیا، لیکن میں اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکتا کہ اس گورنٹ محسنہ انگریزی کی خیر خواہی اور ہمدردی میں مجھے زیادتی ہے یا میرے والد مرحوم کو۔ میں برس کی دسٹ سے میں اپنے دلی جوش سے اسی کتابیں زبان فارسی اور عربی اور اردو اور انگریزی میں شائع کر رہا ہوں جن میں بار بار یہ لکھا گیا ہے کہ مسلمانوں پر یہ فرض ہے جس کے ترک سے وہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہوں گے کہ اس گورنٹ کے سچے خیر خواہ اور دلی جان نثار ہو جائیں اور جہاد اور غری مدد کے انتصار وغیرہ بیودہ خیالات سے جو قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتے دست بردار ہو جائیں۔ اور اگر وہ اس غلطی کو چھوڑنا نہیں چاہتے تو کم سے کم یہ ان کا فرض ہے کہ اس گورنٹ محسنہ کے ناشکر گزار نہ بنیں اور ملک حرامی سے خدا کے گنہگار نہ ٹھہریں کیونکہ یہ گورنٹ ہمارے مال اور خون اور عزت کی محافظ ہے اور اس کے مبارک قدم سے ہم بچتے ہوئے تھور میں سے نکالے گئے ہیں۔ یہ کتابیں ہیں جو میں نے اس ملک اور عرب اور شام اور فارس اور مصر وغیرہ ملک میں شائع کی ہیں۔ چنانچہ شام کے ملک کے بعض عیسائی فاضلوں نے بھی میری کتابوں کے شائع ہونے کی گواہی دی ہے۔ اور میری بعض کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ اب میں اپنی گورنٹ محسنہ کی خدمت میں جرات سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ بہت سالہ میری خدمت ہے جس کی نظیر برٹش انڈیا میں ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کر سکتا۔

یہ بھی نا بر ہے کہ اس قدر بے زمانہ ملک کہ جو میں بری کا زمانہ ہے۔ ایک مسلسل طور پر تعلیم مذکورہ بالا پر نذر دیتے تاکہ کسی شائق خود غرض کا کام نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کا کام ہے جس کے دل میں اس گورنٹ کی خیر خواہی ہے۔ ہاں میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نیک نیتی سے دوسرے مذاہب کے لوگوں سے مباحثات بھی کیا کرتا ہوں اور ایسا ہی پادریوں کے مقابل پر بھی مباحثات کی کتابیں شائع کرتا رہا ہوں۔ اور میں اس بات کا بھی اقرار کرتا ہوں کہ جبکہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریک نہایت سخت ہو گئی اور

لے خرسفور جیدہ نام ایک دشت کار بنے والا فاضل عیسائی اپنی کتاب خلاصۃ الادیان کے موضوع میں میری کتاب خلاصۃ البشری کا ذکر کرتا ہے اور خلاصۃ البشری میں سے چھ سطروں بطور نقل کے لکھتا ہے اور میری نسبت لکھتا ہے کہ یہ کتاب ایک ہندی فاضل کی ہے جو تمام ملک ہند میں مشہور ہے۔ دیکھو خلاصۃ الادیان و خلاصۃ البشری دونوں کے مفہوم چودھویں سطر سے اکیسویں سطر تک۔

قابل توجہ گورنمنٹ

اتقوا! ثانی جریاً رسول ملٹری انہ شکوہ ونا حقوۃ الدولۃ البرطانیۃ۔ ویظن کاتا اعلیٰ ہذا الدولۃ للبرکۃ۔ ویستبد الدولۃ علی سوء نیاتنا وشرعوا قبنا ویجہا علی تن تقیق علیہا الحریۃ التي شملت طوائف الاقوام علی اختلاف مذاہبہم۔ وتباثن سشارہم۔ وھذا هو الشیء الذی یستحبہ علی الدولۃ بمجموعہ صیغہا ومرتبتہا علی دذل اعزى انہا اعطت نسبتہ للمساوات کل منھب فی نظر القانون۔ وما عجز احد الیكون محل القانون۔ وھذا المراد نظیر فی زمن الاولین۔ وقد کتبنا غیر مرۃ انما نحن من عدم مصالح الدولۃ۔ ونعادیہ من کمال الصدق والامانۃ واستلادت قلوبنا شکراً۔ وسددنا اخلاصاً۔ بآرائنا منہا من انواع الاحسان۔ والمینۃ ولامتنا۔ وانا لسنا من قوم یعمدوا لی النعمۃ۔ ونحفظ فی قلوبہم امور الغش والخیانۃ۔ ویثاروا الفتن من یحبب القرعۃ۔ بل نحن بفضل اللہ نشکر الدولۃ علی نعمہا۔ ونمدعو اللہ ان ینجینا بھا من شر الدنیا وفتنہا۔ وقد نجونا بھا من الایلا والحقن۔ وانواع الخوض والفتن۔ ونغیث بالامر والعافیۃ تحت ظلمنا الخلیل۔ ومحفلاً من افات الاشوار بعد لہ الذمیل سانہا انارت سبنا۔ وسدت نخلنا۔ وانا نری فی لیا لہا انما ارینا فی ہمار قبل ہذا الدولۃ۔ فاجزاء ھذا الاحسان ایا الشکر مخلص الذیۃ۔ و شکرہم شی قد ملائکہ روحنا۔ وجناتنا وغمیرنا ولساننا۔ ولسنا کاذری نعم المنعمین۔ ولسنا علی ھذا الدعوی براہین ساحلۃ۔ ودلائل قاطعۃ۔ وھی ایا لا تنفی علی الدولۃ من ھذا الیوم فقط بل فی ھذا نعدت اعمارنا۔ وذابت عظامنا۔ وعلیہ توقفت کبارنا۔ وکانوا عند الدولۃ من المکرمین وطلما قمتا بالحیاۃ مخلصو القلب والمہجۃ واشتعلت الکتب فی سمایۃ اغراض الدولۃ ائی بلاد الشام والرم وغیرہا من الدیار البعیۃ۔ وھذا الامر لن یجد الدولۃ نظیر ہا فی غیرنا من المخلصین۔ فلا نعبأ بمفتریات جریۃ۔ ولا نمشی تحویرا نامل مفسدۃ۔ ویا اسفا علی الذی یخون الدولۃ من غوائل عواقبنا ویرغبنا فی تقابنا۔ ام یفکرنا ذریۃ اباء انفذوا احوالہم فی خد مات ھذا الدولۃ انفسیت الدولۃ مساعیہم ھذہ المرفۃ۔ لہذا تمنع الدولۃ اذ لک الطغاة المنسدين عن فتن مثل تلك الاکاذیب۔ واشاعۃ ھذا البھتان البھیب۔ فانہا سم زما للذین لا یریدون الحقیقۃ۔ ولا یفتشون الاصلیۃ۔ ککاد ان یمد توھا کالمعدین۔ انہ یسکی علی حریقتنا ولا یرعی حریتہ التي تصول

آر اٹھا فی ارض مقاصدھا فتفری اذیم الارضین۔ وکل عقل
 نہیں کر سکتی جس وقت گورنٹ اپنے رائل کو مقاصد کی زمین میں دو اتی ہو تو وہ زمینیں زمین کو کاشت ہوئی ہیں
 عندها الا عقل الدین۔ و نرجوان یفتح الله علیها هذا الباب
 جاتی ہیں اور ہر ایک عقل بجز وہی عقل کے اس گورنٹ کو حاصل ہے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ
 ایضاً کما فتح ابوا بآخری واللہ ارحم الراحمین
 یہ دروازہ بھی اُس پر کھل جائے اور خدا ارحم الراحمین ہے۔

ولا یخفی علی هذه الدولة المباركة اننا من خدامها ونصحاءها
 اور گورنٹ پر پوشیدہ نہیں کہ ہم قدیم سے اُس کی خدمت کرنے والے اور اُس کے ناصح اور
 دواعی خیرھا من قدیم وجنتھا فی کل وقت بقلب صمیم وکان
 غیر خواہوں میں سے ہیں اور ہر ایک وقت پر ولی عزم سے ہم حاضر ہوتے رہے ہیں اور
 لا بی عندها زلفی وخطاب التحسین ولنا لدی هذه الدولة اید الخلاء
 میرا باپ گورنٹ کے نزدیک صاحب مرتبہ قابل تحسین تھا اور اس سرکار میں ہماری خدمات نمایاں ہیں
 ولا نظن ان تنسھا فی حین۔ وکان والدی الملیز اغلام مرتضیٰ ابن
 اور میں گمان نہیں کرتا کہ یہ گورنٹ کبھی ان خدمات کو بھلا دے گی۔ اور میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ ابن
 میوز اعطاء محمد القادیانی من نصحاء الدولة وذوی الخلاء وعندها
 میرزا علامہ محمد رفیع قادیانی اس گورنٹ کے غیر خواہوں اور مخلصوں میں سے تھا اور اُس کے
 من ارباب القرية وکان یصدر علی تکرمة الحرية وکانت الدولة تعرفه
 نزدیک صاحب مرتبہ تھا اور صدر نشین بالین عزت سمجھا گیا تھا اور یہ گورنٹ اُس کو خوب
 غایة المعرفة وما كنا قط من ذوی الظنة بل ثبت اخلاصنا ف
 پہچانتی تھی اور ہم پر کبھی کوئی بدگمانی نہیں ہوئی بلکہ ہمارا اخلاص تمام
 اعین الناس کلهم وانكشف علی الحاکمین۔ ولتسطیع الدولة حکامها
 لوگوں کی نظر میں ثابت ہو گیا اور حکام پر کھل گیا۔ اور سرکار انگریزی اپنے ان حکام سے

الذین جاءونا ولبثوا بيننا كيف عشنا امام أعينهم وكيف سبقنا
دریافت کر ليوے جو ہماری طرف آئے اور ہم میں سے اندہم نے انکی آنکھوں کے سامنے کیسی زندگی بسر کی
فی کل خدمة مع السابقيين۔

لو کہیں ہم ہر ایک خدمت میں سبق کرنا والوں کے گروہ میں ہے۔

ولاحاجة الى تفصيل هذه الحقائق فان الدولة البريطانية

اور ان حقیقتوں کے مفصل بیان کرنے کی کچھ حاجت نہیں کیونکہ سرکار انگریزی ہمارے مراتب

مطلعة علی مراتب خلوصنا وشدون خدماتنا والاعانات التي

خلوص اور انواع خدمات پر مطلع رکھتی ہے اور ان اعانتوں کو جانتی ہے جو وقتاً فوقتاً ہم سے

كانت ترى منا وقتاً بعد وقت وفي أيام فساد المفسدين۔ وتعلم

ظہور میں آئیں خاصکر دہلی کے مفسدہ کے وقت میں۔ اور اس گورنمنٹ

الدولة ان ابی كيف امتد هائی حين محاربات مستدة الهوب و

کو یہ معلوم ہے کہ میرے والد نے کیونکہ اس کو ایسے وقت میں مدد کی کہ جب لڑائیوں کی ایک سلسلہ

فتن مشتة الهوب وانه آتا الدولة خمسين خيلا مع الفوار

آدمی چل رہی تھی اور غنیمتیں ہر جگہ تھیں اور وہ سب تہاؤں کو لگے تھے سو میرے والد نے اس مفسدہ

مدد اونه في أيام المفسدة وسبق السابقيين في امدادات المال عند

کے دنوں میں پہلے گھوڑے مع سوار اس گورنمنٹ کو امداد کے طور پر دیے اور اپنی حیثیت کے لحاظ سے امداد

حلول الاحوال مع أيام العسر والقتال وذهاب عهد الاما سرات

میں سب بڑھ گیا باوجودیکہ وہ زمانہ تنگی اور ناداری کا زمانہ تھا اور آبائی ریاست کا دور ختم ہو کر گردش کے

الابائية وانقلاب الاحوال فلينظر من كان له نظر صحيح او قلب أمين۔

دن آگئے تھے پس جس شخص ایک نظر صحیح اور دل امین رکھتا ہے اس کو جانچ کر سوچے؟

ولم يزل كان ابی مشغوف الخدمات حتى شاخ وجاء وقت الوفاة

اور میرا پاپ اسی طرح خدمات میں مشغول رہا یہاں تک کہ پیرانہ سالی تک پہنچ گیا اور سفر آخرت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی

اس عریضہ میں پہلے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں کون ہوں۔ سو مختصر عرض یہ ہے کہ میں اس نواح کے ایک رئیس اور سرکار انگریزی کے سچے خیر خواہ کا بیٹا ہوں جن کا نام میرزا غلام مرتضیٰ تھا جن کا کتاب ریسان پنجاب مسٹر ٹریسٹن میں موجود ہے۔ وہ گورنمنٹ کے وفادار خیر خواہ تھے جنہوں نے عرصہ میں پچاس گھوڑوں سے مع سواروں کے سرکار انگریزی کو مدد دی اور وہ اس ضلع میں ہر ایک موقعہ مدد کے وقت سرکار انگریزی کو کام آتے رہے ہیں اور ہر ایک مدد کے کام میں اپنی حیثیت کے موافق اس ضلع میں ان کا قدم سبقت رکھتا تھا۔ اور حکام وقت ان کو بڑے لطف اور مرہبانی کی نظر سے دیکھتے تھے اور گورنر جنرل کے دربار میں ان کو گری مٹی تھی اور عرصہ کی خیر خواہی کے عوض سرکار انگریزی نے ان کو انعام بھی دیا تھا۔ تمہوں کے گزر پر جو گورداسپورہ کے قریب واقع ہے۔ جب باغیوں کا عبور ہوا تو ان مفسدوں کے مقابلہ میں جن لوگوں نے سپاہیانہ بنادری دکھائی تھی ان میں سے میرا حقیقی بھائی میرزا غلام قادر مرحوم تھا جس کو اس شجاعت پر خوشنودی مزاج کی حکام کی طرف سے چٹھیاں ملی تھیں۔ اور میں بذات خود سترہ برس سے سرکار انگریزی کی ایک ایسی خدمت میں مشغول ہوں کہ درحقیقت وہ ایک ایسی خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ کی مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ میرے بزرگوں سے زیادہ ہے اور وہ یہ کہ میں نے میسوں کتا میں عربی اور فارسی اور اردو میں اس عرض سے تالیف کی کہ اس گورنمنٹ محسن سے ہرگز جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ چنانچہ میں نے یہ کتا میں بعرف زر کثیر چھاپ کر بلاد اسلام میں پہنچائی ہیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا بہت سا اثر اس ملک پر بھی پڑا ہے۔ اور جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں۔ وہ ایک ایسی جماعت حینار

ہوتی جاتی ہے کہ جن کے دل اس گورنٹ کی سچی خیر خواہی سے بالاب ہیں۔ ان کی اخلاقی حالت اعلیٰ درجہ پر ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام اس ملک کے لیے بڑی برکت ہیں اور گورنٹ کے لیے دلی جان نثار۔

اب اس تمہید کے بعد میں اصل مطلب کو کھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ جب سے یکم مارچ ۱۹۰۷ء جو آریہ صاحبوں کا ایک واعظ تھا۔ لاہور میں کسی کے ہاتھ سے قتل کیا گیا ہے۔ عجیب طرح پر آپریں اور ہندوؤں کا شعور و غوغا عام مسلمانوں کی نسبت عموماً اور میری نسبت خصوصاً پھیل رہا ہے۔ اور بغیر کسی ثبوت کے گلے گلے طور پر قتل کی تہمتیں میری نسبت لگا رہے ہیں۔ اور ان کی تیز تحریروں سے پایا جاتا ہے کہ وہ ایک ایسے حملہ کی تیاری کر رہے ہیں جو نہ صرف میرے لیے بلکہ عام مسلمانوں کے لیے اور گورنٹ کے انتظام کے لیے خطرناک ہے اور اخبارات اور خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مفسدانہ ارادوں کے بانی مانی صرف چند آدمی ہیں۔ جو لاہور اور گوجرانولہ اور امرتسر اور بٹالہ اور چند دوسرے قصبوں کے باشندے ہیں۔ غالباً وہ اپنی تعدادیں پچاس سے زیادہ نہیں ہوں گے اور باقی لوگ درحقیقت انہیں صرف قتل کے فروختہ ہیں اور انہیں کی بھڑکانی ہوئی آگ کے شعلے ہیں جس وقت میں خیال کرتا ہوں کہ ان دنوں میں یہ آریہ صاحبان عام مسلمانوں کو کیا کیا دھمکیاں دے رہے ہیں اور جیسا کہ اخبار رہبر ہند ۱۵ مارچ ۱۹۰۷ء میں افواہ بیان کیا گیا ہے۔ پشاور کے سکھوں کی پشتوں کو کس طور سے اغوا کرنے کے لیے کوشش کی گئی ہے تو میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت سرکار انگریزی کا بڑا فرض ہے کہ قبل اس کے جو اس ارادہ فساد کا کوئی خطرناک اشتعال پیدا ہوا اپنی احسن تدبیر سے اس کو روک دے۔ گورنٹ کو یہ امید نہیں رکھنی چاہیے کہ آریہ صاحبان اس وقت بری اور دلجوئی اور حکمت عملی کے نیک سلوک سے ان کے طالب ہوجائیں گے۔ بلکہ اس وقت سیاست مدنی کے قوانین کو پورے طور پر استعمال کرنا میں علاج ہے۔ یہ سوچنے کا مقام ہے کہ جبکہ آریہ صاحبوں میں ایک جھوٹے اور ناحق کے الزام پر جو مسلمانوں پر لگایا جاتا ہے اس قدر جوش پیدا ہو گیا ہے۔ پھر اگر یہ لوگ واقعی طور پر میسا کہ دھمکیاں دیتے ہیں کسی نامی مسلمان کو قتل کر دیں گے یا قتل کا اقدام کریں گے تو اس جوش کا کیا حال ہوگا جو مسلمانوں میں ہندوؤں کے مقابل پر پیدا ہو سکتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اب تک مسلمانوں نے بہت صبر کیا ہے۔ انہوں نے بہت سی گندی گالیاں اس فرقہ کی شنیں اور اشتہار دیکھے مگر وہ چپ رہے۔ لیکن آخر وہ بھی انسان ہیں۔ کیا تعجب کہ بہت دکھائے جانے سے ان میں بھی اشتعال پیدا ہو! پس کیا حفظ ماتقدم کے طور پر اس کا تدارک ضروری نہیں ہے ؟ !!

کسی ذاتی غرض کے سبب سے جھوٹی خبری پر گمراہ ہو جاتے ہیں۔ صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولتدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت ہو چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ ہاؤس کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم راستے سے اپنی چٹھیا میں یہ نگاہ دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے کچے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں اس خود کا شستہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرماتے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا نمونہ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص غنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہوں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور مذاب فرق ہے۔ لہذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمات گذشتہ کے نمونہ سے سرکار دولتدار کی پوری غنایت اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں تاہر ایک شخص جو ہمارے آبرو و ریزی کے لیے دلیری نہ کر سکے۔ اب کسی قدر اپنی جماعت کے نام ذیل میں لکھتا ہوں۔

۴۔ میں چاندین صاحب پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ پنجاب

ورمیں لاہور

۸۔ قاضی غلام مرتضیٰ صاحب پشتر اکٹرا اسسٹنٹ

منظر گڑھ

۹۔ منشی عبدالعزیز صاحب ملازم محکمہ بدست فیلڈ گورنمنٹ

۱۰۔ ڈاکٹر تہ منسوب علی صاحب پشتر اکٹرا

۱۱۔ منشی حمید الدین صاحب ملازم محکمہ پولیس فیلڈ

۱۲۔ منشی تاج الدین صاحب اکوئنٹ محکمہ پولیس لاہور

۱۳۔ بابو محمد صاحب میڈیکل دفتر سپرنٹنڈنٹ بنگ انجینئر

محکمہ انصار انبار

۱۴۔ ڈاکٹر لورے صاحبہ خاندان صاحب ایل ایم ایس انجینئر

شفاف خانہ قصور

۱۵۔ محمد افضل خاندان صاحب سواران رسالہ نمبر ۱۱ ترب ۸

۱۶۔ آگے خاندان صاحب جواب سرحدی خدمات پیر

۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱

ازالہ اوہام

۱۶۶

حصہ اول

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے اُترنے کے لئے جو زمانہ قبل میں بیان فرمایا ہے مبنی
 یہ کہ وہ حضرت نوح کے زمانہ کی طرح امن و آرام کا زمانہ ہو گا اور حقیقت اسی تھی کہ حضرت ابراہیم
 جس کی تفسیر ابھی کی گئی ہے ولادت النبی کے طور پر شہادت دے رہی ہے کہ وہ عظیم و عظیم
 کے پھیلنے اور انسانی عقل کی ترقیات کا زمانہ اور حقیقت ایسا ہی چاہیے جس میں غایت اور جود کا
 امن و آرام ہو کیونکہ اڑائیں اور فسادیں اور خوف و بے امنی اور غلظت امنی زمانہ میں ہرگز ممکن
 نہیں کہ لوگ عقلی و عملی امور میں ترقیات کر سکیں۔ باتیں تو کامل طور پر جی سوجھتی
 ہیں کہ جب کامل طور پر امن حاصل ہو۔

ہمارے علمائے جلیل نے جو کلام ابھی طور پر اس سورۃ الزلزال کی یہ تفسیر کی ہے کہ وہ حقیقت

ہم لوگ ایسے ذلیل و خوار تھے کہ ایک گائے کا بچہ بڑھتا ڈیرہ روہیہ کو آسکتا ہے اور ہر زمانہ
 ہماری نسبت نظر میں رکھا ہوا تھا اور اس جالو کو ایک اور فیض پہنچانے کی وجہ سے غلو کا
 خون کرنا مباح سمجھا گیا تھا اور آدمی ناگروہ گناہ مرنے اس وقت سے قتل کے ہاتھ تھے کہ انہیں
 نے اس جانور کے ذکاوت کا لالہ کیا ہے اور ظاہر ہے کہ ایسی جانور اس کو جو سے قتل کے
 عوض انسان کو قتل کر دینا اپنا فرض سمجھتی تھی اس وقت نہیں تھی کہ خدا نے قتل سے عذر تک ہو
 حملت و قتال سے خدا تعالیٰ نے اس تنبیہ کی صورت کو مسلمانوں کے سر پر عزم و عزم و عزم
 اور ابرار و عت کے اس طرح ہمارے لئے انگریزی سلطنت کو نقص سے بچا اور وہ ظالم و مراد ہو
 سکھوں کے عہد میں ہم نے آتشائی تھی گورنٹ برطانیہ کے زیر سایہ اگر ہم سب بھول گئے۔

اور ہم پر اور ہماری ذریت پر یہ نسر فرض ہو گیا کہ اس
 مبارک گورنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گزار رہیں۔

انگریزی سلطنت میں تین گاؤں تھے تھوری اور کیت جہاں کا حصہ ہندی و ملو صاحب روم کو
 ملے جو اب تک ہیں اور عراث کے قتل کے صدق کے لئے کافی ہیں۔ ملو صاحب روم اس
 ملک کے تین تہ حصہ میں سے شمار کئے گئے تھے کہ وہ خود بادشاہ کو کسی حق تھی اور

اگرچہ سب پر احسان ہے مگر میرے بندگان پر سب سے زیادہ احسان ہے کہ انہوں نے میری گورنمنٹ کے سائے دولت میں آکر ایک آتش تیز سے غلامی پائی اور خطرناک زندگی سے اس میں آ گئے۔ میرا باپ مرزا غلام مرتضیٰ بن نواح میں ایک نیک نام رئیس تھا اور گورنمنٹ کے اعلیٰ افسروں نے پُرندہ تحریروں کے ساتھ لکھا کہ وہ بن گورنمنٹ کا سہا نفس اور وفادار ہے اور میرے والد صاحب کو مبارک گودری میں کرسی ملتی تھی اور ہمیشہ اعلیٰ حکام عزت کی نگاہ سے ملنے کو دیکھتے تھے اور اخلاق کریمانہ کی وجہ سے حکام ضلع اور قسمت کبھی کبھی ان کے مکان پر ملاقات کے لئے بھی آتے تھے کیونکہ انگریزی افسروں کی نظریں وہ ایک وفادار رئیس تھے اور ان کے یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ ان کی اس خدمت کو کبھی نہیں بھولے گی کہ انہوں نے کھسارے کے ایک نازک وقت میں اپنی حیثیت سے بڑھ کر پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اسی پچاس سوار اپنے عزیز دل اور دوستوں میں سے ہتیا کر کے گورنمنٹ کی امداد کے لئے دیئے تھے۔ چنانچہ ان سواروں میں سے کئی عزیزوں نے ہندوستان میں روانہ دار لڑائی مفسدوں سے کر کے اپنی جانیں دیں۔ اور میرا بھائی مرزا غلام قادر مرحوم تمہوں کے پٹن کی لڑائی میں شریک تھا اور بڑی جانفشانی سے مدد دی غرض اسی طرح میرے بہن بندگان نے اپنے خون سے اپنے محل سے اپنی جان سے اپنی متواتر خدمتوں سے اپنی وفاداری کو گورنمنٹ کی نظر میں ثابت کیا۔ سو انہی خدمات کی وجہ سے میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ ہمارے خاندان کو معمولی رعایا میں سے نہیں سمجھے گی اور اس کے اس حق کو کبھی متائع نہیں کرے گی جو بڑے فتنے کے وقت میں ثابت ہو چکا ہے۔ سرسید گرین صاحب نے بھی اپنی کتاب تاریخ دیہستان پنجاب میں میرے والد صاحب اور میرے بھائی مرزا غلام قادر کا ذکر کیا ہے۔ اور میں ذیل میں ان چٹیا حکام بالادست کو درج کرتا ہوں جن میں میرے والد صاحب اور میرے بھائی کی خدمات کا کچھ ذکر ہے۔

کشف الظلم

. 1A1

نقل در اسلہ
 (دلس صاحب) نمبر ۳۵۲
 تہور پناہ شجاعت دستگاہ
 مرزا غلام مرتضیٰ رئیس
 قادیان حفظہ
 علیحدہ شاعر بریاد دانی
 خدات و حقوق خود و خاندان
 خود بملاحظہ حضور اہل جانب
 در آمد۔ ماخوب میدانیم کہ بلا
 شک شما و خاندان شما از
 ابتدائے دخل و حکومت سرکار
 انگریزی جلی نثار و فائیکش
 ثابت قدم ماندہ آید و حقوق
 شما در اصل قابل قدر اند۔
 بہر نہج تسلی و تشفی دارید۔
 سرکار انگریزی حقوق و
 خدات خاندان شما را ہرگز
 فراموش نہ خواہد کرد۔ بموقع
 مناسب بر حقوق و خدمات
 شما خود توجہ کردہ خواہد شد۔
 باید کہ ہمیشہ ہوا خواہ د

Translation of Certificate of
 J. M. Wilson

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan
 Chief of Qadian.

I have persued your application reminding me of your and your family's past services and rights I am well aware that since the introduction of the British Govt. you and your family have certainly remained devoted faithful and steady subjects and that your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the British Govt. will never forget your family's rights and services which will receive due consideration when a favourable opportunity offers itself. You must continue to be faithful and

۵

۱۸۲

کشف الظلم

جان نثار سرکار انگریزی
بمانند - کہ دریں امر
نوشنودی سرکار دیہودی
نیا مقصود است -

فقط

المرقوم ۸ جون ۱۸۶۹ء
مقام لاہور انارکلی

devoted subjects as in it lies the
satisfaction of the Govt. and welfare.
11.6.1849. Lahore

نقل مراسلہ
دارلکست صاحب پبلر کشنر لاہور
تہود شجاعت دستگاہ
مرزا غلام مرتضیٰ رئیس
قادیان بغایت باشند
از کتبچہ کہ ہنگام مفسدہ
ہندوستان موقوفہ ۱۸۵۷ء
از جانب آپ کے دفاقت
ذخیر خواہی دہود می سرکار
دولتمدار انگلیشیہ درباب
نگاہداشت سوانح دیہر مانی

Translation of Mr. Robert Casts
Certificate

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan
Chief of Qadian

As you rendered great help in
enlisting sowers and supplying horses
to Govt. in the mutiny of 1857 and
maintained loyalty since its beginning

کشف الخطا

۱۸۳

اسپاں بخوبی بمنصہ
ظہور پہنچی - اور شروع
مقدمہ سے آج تک آپ
بدل ہوا خواہ سرکار رہے
اور باعث خوشنودی سرکار
ہوا - لہذا بجلد سے اس
خیر خواہی اور غیر ملکی
کے خلعت مبلغ دو صد
روپیہ کا سرکار سے آپ کو
عطیہ ہوتا ہے اور حسب
نشار چٹھی صاحب چیف
کشنر بہادر نمبری ۵۷۶
مؤرخہ ۱۰ اگست
۱۸۵۸ء پروانہ ہذا
ہاتھ اور خوشنودی سرکار
ونیک نامی و وفاداری
بنام آپ کے لکھا جاتا
ہے -

مرقومہ

تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء

up to date and thereby gained the favour of Govt. A Khilat worth Rs. 200/- is presented to you in recognition of good services and as a reward for your loyalty.

Moreover in accordance with the wishes of Chief Commissioner a conveyed in his No. 576, Dt. 10th August 1858, this parwana is addressed to you as a token of satisfaction of Govt. for your fidelity and repute.

۱۸۴

کشف الغطاء

نقل مراسلہ
فائل کشنر پنجاب

شفق مہربان دوستان
مزا غلام قادر رئیس قادیان حفظہ
آپ کا خط دو ماہ حال
کا لکھا ہوا حضور اینجاب
میں گلدہا۔

مرزا غلام مرتضیٰ صاحب
آپ کے والد کی وفات سے
ہم کو بیت افسوس ہوا۔ مرزا
غلام مرتضیٰ سرکار انگریزی کا اچھا
فیر خواہ اور وفادار رئیس تھا۔

ہم آپ کی خاندانی لحاظ
سے اسی طرح عزت کریں گے
جن طرح تمہارے باپ وفادار
کی کی جاتی تھی ہم کو کسی اچھے
موقعہ کے نکلنے پر تمہارے
خاندان کی بہتری اور
اور پابجائی کا خیال
رہے گا۔

Translation of Sir Robert Egerton
Financial Commr's:
Murasala dt. 29 June 1876.

My dear friend
Ghulam Qadir,

I have persued your letter of
the 2nd instant and deeply regret
the death of your father Mirza Ghulam
Murtaza who was a great well wisher
and faithful Chief of Govt.

In consideration of your family
services will esteem you with the
same respect as that bestowed on your
loyal father. I will keep in mind the
restoration and welfare of your
family when a favourable opportunity
occurs.

کشف المصنوع

۱۸۵

مقدمہ ۱۸۶۹ء
نظام سربراہی ایجنسی
بہار، نائل کشنر، پنجاب

یہ تو میرے باپ اور میرے بھائی کا حال ہے۔ اور چونکہ میری زندگی فقیرانہ نہ مدینہ طور پر ہے اس لئے میں ایسے مدیشانہ طرز سے گورنمنٹ انگریزی کی غیر خواہی اور لدا میں مشغول رہا ہوں۔ تقریباً انیس برس سے ایسی کتابوں کے شائع کرنے میں میں نے اپنا وقت بسر کیا ہے جن میں یہ ذکر ہے کہ مسلمانوں کو پچھلے دل سے اس گورنمنٹ کی خدمت کرنی چاہیئے۔ اور اپنی فرمانبرداری اور وفاداری کو دوسری قوموں سے بڑھ کر دکھانا چاہیئے اور میں نے اسی غرض سے بعض کتابیں میں عربی زبان میں لکھیں اور بعض ہندی زبان میں۔ اور ان کو دور دور ملکوں تک شائع کیا۔ اور ان سب میں مسلمانوں کو بار بار تاکید کی اور مقبول وجوہ سے ان کو اس طرف جھکایا کہ وہ گورنمنٹ کی اطاعت بدل دھاری اختیار کریں۔ اور یہ کتابیں عرب اور بلاد شام اور کابل اور بخارا میں پہنچائی گئیں۔ مگر میں مستند ہوں کہ بعض ممالک مولویوں نے ان کے دیکھنے سے مجھے کافر قرار دیا ہے اور میری تحریروں کو اس بات کا ایک نتیجہ ٹھہرایا ہے کہ گویا مجھے سلطنت انگریزی کا ایک اعدا دینی اور خفیہ تعلق ہے اور گویا میں ان تحریروں کی عوض میں گورنمنٹ سے کوئی انعام پاتا ہوں لیکن مجھے یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ بعض دانشمندیوں کے دلائل پر ان تحریروں کا نہایت نیک اثر ہوا ہے اور انہوں نے ان دیشانہ عقائد سے توبہ کی ہے جن میں وہ برخلات افغانوں کے گورنمنٹ کے مبتلا تھے۔ ان نیک تاثیرات کیلئے میری مذہبی تحریریں جو پانچوں کے مخالف تھیں بڑی محرک ہوئی ہیں۔ اور جس زور کے ساتھ میں نے مسلمانوں کو اس گورنمنٹ کی اطاعت کیلئے بلایا ہے وہ جا بجا سرحدی ممالکوں کو جو ناحق ان کے دینی عقائد انگریزی کرتے اور افغانوں کو مخالفت کیلئے ابھارتے ہیں سرزنش کی ہے۔ یہ

میں شریک تھا۔ پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوش نشین آدمی تھا۔ تاہم
سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد و تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ

انسان کو ہنگام مفید ہندوستانی موقوفہ
۱۸۵۷ء از جانب آپ کے رفاقت و فیوض
و مدد سے سرکار دولتمدار انگلشیہ و باب
نظامت سلطان و پھر سانی اسلمان
بخوبی ہندو رپوٹی اور شروع مفید
سے آج تک آپ جمل ہوا خواہ سرکار یہ
اور باعث خوشنودی سرکار ہوا بسند
بھلائی اس فیوض و فیوض اس کے
خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے
آپ کو عطا ہوتا ہے اور سب فضا پوٹی
صاحب چیف کسٹرنر ہندو نمبر ۱۸۶۶
موفقہ مارگست ۱۸۵۸ء بمقام ہذا
ہاں ہر خوشنودی سرکار و نیکیاں و
وفا داری تمام آپ کے لکھا جاتا ہے۔
موقوفہ تاریخ ۱۰ ہر تبر ۱۸۵۸ء

Translation of
Mr. Robert Cast's Certificate

To,
Mirza Ghulam Murtaza Khan,
Chief of Qadian.

As you rendered great help in
enlisting sowars and supplying
horse to Govt. in the mutiny of
1857 and maintained loyalty since
its beginning upto date and
thereby gained the favour of Govt.
a *Khalat* worth Rs. 200/- is
presented to you in recognition of
good services, and as a reward for
your loyalty.

Moreover in accordance with
the wishes of Chief Commissioner
as conveyed in his no. 576 dt.
10th August 58. This *parwana* is
addressed to you as a token of
satisfaction of Govt. for your
fidelity and repute.

برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں ان سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور
بھمدی کے لئے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی مخالفت کے واسطے میں نہایت مؤثر تقریریں
لکھیں۔ اور پھر میں نے قرن مصلحت سمجھ کر اسی امر مخالفت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلائے
کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جن کی چھپوائی اور اشاعت بہ ہزار ہا روپیہ

نقل مراسلہ

فنانشل کشر پنجاب

مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر
دیس قادیان خفیلہ۔

آپ کا خط ۲۰ ماہ حال کا لکھا ہوا ملاحظہ
حضرت پنجاب میں گذر امرزا غلام مرتضیٰ
صاحب آپ کے والد کی وفات سے ہم
کو بہت افسوس ہوا مرزا غلام مرتضیٰ
سرکار انگریزی کا اچھا خیر خواہ اور
وفا دار رئیس تھا۔ ہم آپ کی خاندانی
حفاظت سے اسی طرح ہر عزت کریں گے جس
طرح تمہارے باپ وفادار کی کی جاتی
تھی ہم کو کسی اچھے موقع کے ٹکنے پر تمہارے
خاندان کی بہتری اور بہکانی کا خیال رہیگا۔
المرقوم ۲۹ جون ۱۸۷۶ء بمقام مرزا بٹ
ایجوٹن صاحب بہادر فنانشل کشر پنجاب

Translation of Sir Robert Egerton
Financial Commr's;
Murasala dt. 29 June 1876

My dear friend Ghulam Qadir

I have persued your letter of
the 2nd instant and deeply regret
the death of your father Mirza
Ghulam Murtza who was great
well wisher and faithful Chief
of Govt.

In consideration of your
family services I will esteem you
with the same respect as that
bestowed on your loyal father.
I will keep in mind the restoration
and welfare of your family when
a favourable opportunity occurs.

خبرچ ہوئے اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلا و شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا۔ کیا اس قدر بڑی کارروائی اور اس قدر دور دراز مدت تک ایسے انسان سے ممکن ہے جو دل میں بغاوت کا مادہ رکھتا ہو؟ پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ امن اور جہادی خیالات کے رکھنے کھلنے کے لئے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے پوری مساعمت سے کام لیا۔ کیا اس کام کی امداد اس خدمت نمایاں کی امداد اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں کوئی نظر ہے؟ اگر نہیں ہے یہ اشاعت گورنمنٹ انگریزی کی کتنی غیر خواہی سے نہیں کی تو مجھے ایسی کتابیں عرب اور بلا و شام اور روم وغیرہ بلا و اسلام میں شائع کرنے سے کس انعام کی توقع تھی؟ یہ سلسلہ ایک دو دن کا نہیں بلکہ برابر سترہ سال کا ہے اور اپنی کتابوں اور رسالوں کے جن مقامات میں میں نے یہ تحریریں لکھی ہیں ان کتابوں کے نام مع ان کے نمبر صفحات کے یہ ہیں جن میں سرکار انگریزی کی غیر خواہی اور اطاعت کا ذکر ہے۔

نمبر	نام کتاب	تاریخ طبع	نمبر صفحہ
۱	برائین احمدیہ حصہ سوم	۱۸۸۲ء	الف سے ب تک (شروع کتاب)
۲	برائین احمدیہ حصہ چہارم	۱۸۸۳ء	الف سے د تک ایضاً
۳	آریہ و حرم (نوشہ ترمیمی و ترمیمی)	۱۸۸۵ء	۵۷ سے ۶۴ تک آخر کتاب
۴	التماس شامل آریہ و حرم ایضاً	۱۸۸۵ء	۱ سے ۴ تک آخر کتاب
۵	درخواست شامل آریہ و حرم ایضاً	۱۸۸۵ء	۴۹ سے ۵۲ تک آخر کتاب
۶	خط در بارہ توسیع دفتر ۲۹۸	۱۸۸۵ء	۱ سے ۸ تک
۷	آئینہ کمالات اسلام	فروری ۱۸۹۲ء	۱۷ سے ۲۰ تک اور ۵۱ سے ۵۲ تک
۸	نور الحق حصہ اول (اطلان)	۱۳۱۱ھ	۲۳ سے ۴۴ تک

۹	شہادۃ القرآن (گورنمنٹ کی توجہ کے تحت)	۲۷ ستمبر ۱۸۹۲ء	الف سے ج تک آؤ کتاب
۱۰	نور الحق حصہ دوم	۱۳۱۱ء	۴۹ سے ۵۰ تک
۱۱	سر الخلافہ	۱۳۱۲ء	۷۱ سے ۷۲ تک
۱۲	اقسام الحجہ	۱۳۱۱ء	۲۵ سے ۲۷ تک
۱۳	خاتمۃ البشر علی	۱۳۱۱ء	۲۹ سے ۳۲ تک
۱۴	تحفہ قصیرتہ	۲۵ مئی ۱۸۹۵ء	تمام کتاب
۱۵	ست یمن	نومبر ۱۸۹۵ء	۱۵۲ سے ۱۵۴ تک اور ٹائپل پیج
۱۶	انجام آتم	جنوری ۱۸۹۶ء	۲۸۲ سے ۲۸۴ تک آؤ کتاب
۱۷	سراج منیر	مئی ۱۸۹۷ء	صفحہ ۷
۱۸	تحلیل تبلیغ موثر رابطہ بیعت	۱۷ جنوری ۱۸۹۹ء	صفحہ ہاشم اور صفحہ شریف جام
۱۹	اشہار قابل توجہ گورنمنٹ اور عالم علماء کیلئے	۲۷ فروری ۱۸۹۹ء	تمام اشتہار کیلئے
۲۰	اشہار دوبارہ سفیر سلطان روم	۲۴ مئی ۱۸۹۹ء	۱ سے ۲ تک
۲۱	اشہار طرابلس بکیشن جو علیہ تمام قادیان	۲۳ جون ۱۸۹۹ء	۱ سے ۳ تک
۲۲	اشہار طرابلس بکیشن جو علیہ خیرت قادیان	۷ جون ۱۸۹۹ء	تمام اشتہار یک ورق
۲۳	اشہار متعلق بزرگ	۲۵ جون ۱۸۹۹ء	صفحہ ۱۰
۲۴	اشہار کائنات جو گورنمنٹ موثر ترجمہ انگریزی	۱۰ دسمبر ۱۸۹۹ء	تمام اشتہار اسے ۷ تک

اور حال میں جب حسین کا می سفیر روم قادیان میں میری ملاقات کے لئے آیا اور اس نے مجھے اپنی گورنمنٹ کے اغراض سے مخالف پاکستان کی سخت مخالفت ظاہر کی وہ تمام حال بھی میں نے اپنے اشتہار مورخہ ۲۴ مئی ۱۸۹۹ء میں شائع کر دیا ہے وہی اشتہار تھا جس کی وجہ سے بعض مسلمان اڈیشنوں نے بڑی مخالفت ظاہر کی اور بڑے جوش میں اگرچہ کہ

حق کی کہ وہ دل سے اس گورنٹ سے پیار کرتے تھے اور اس گورنٹ کی خیر خواہی ایک میخ فولادی کی طرح ان کے دل میں دھنس گئی تھی۔ اُن کی وفات کے بعد مجھے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح بائبل دُنیائے الگ کر کے اپنی طرف کھینچ لیا اور میں نے اس کے فضل سے آسمانی مرتبت اور عزت کو اپنے لیے پسند کر لیا، لیکن میں اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکتا کہ اس گورنٹ محسنہ انگریزی کی خیر خواہی اور ہمدردی میں مجھے زیادتی ہے یا میرے والد مرحوم کو۔ میں برس کی مدت سے نہیں اپنے دلی جوش سے ایسی کتابیں زبان فارسی اور عربی اور اردو اور انگریزی میں شائع کر رہا ہوں جن میں بار بار یہ لکھا گیا ہے کہ مسلمانوں پر یہ فرض ہے جس کے ترک سے وہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہوں گے کہ اس گورنٹ کے سچے خیر خواہ اور دلی جان نثار ہر جاتی اور جہاد اور خونی مہدی کے انتقام دغیرہ بیہودہ خیالات سے جو قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتے دست بردار ہو جائیں۔ اور اگر وہ اس غلطی کو چھوڑنا نہیں چاہتے تو کم سے کم یہ اُن کا فرض ہے کہ اس گورنٹ محسنہ کے ناشکر گزار نہ بنیں اور ناک حرامی سے خدا کے گنہگار نہ ٹھہریں کیونکہ یہ گورنٹ ہمارے مال اور خون اور عزت کی محافظ ہے اور اس کے مبارک قدم سے ہم جتنے ہوتے توڑ میں سے نکالے گئے ہیں۔ یہ کتابیں ہیں جو میں نے اس ملک اور عرب اور شام اور فارس اور مصر وغیرہ ملک میں شائع کی ہیں۔ چنانچہ شام کے ملک کے بعض عیسائی فاضلوں نے بھی میری کتابوں کے شائع ہونے کی گواہی دکھائی ہے۔ اور میری بعض کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ اب میں اپنی گورنٹ محسنہ کی خدمت میں جرات سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ بہت ساری میری خدمت ہے جس کی نظیر برٹش انڈیا میں ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کر سکتا۔

یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قدیم زمانہ تک کہ جو میں برس کا زمانہ ہے۔ ایک مسلسل طور پر تعلیم مذکورہ بالا پرنسپل دیتے جانا کسی منافق اور خود غرضی کام نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کا کام ہے جس کے دل میں اس گورنٹ کی خیر خواہی ہے۔ ہاں میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نیک نیتی سے دوسرے مذاہب کے لوگوں سے مباحثات بھی کیا کرتا ہوں اور ایسا ہی پادریوں کے مقابل پر بھی مباحثات کی کتابیں شائع کرتا رہا ہوں۔ اور میں اس بات کا بھی اقرار کرتا ہوں کہ جبکہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تکریر نہایت سخت ہو گئی اور

سلسلہ خرمسعود حیدر نام ایک دمشق کاربن والا فاضل جیلانی اپنی کتاب خلاصۃ الادیان کے صفحہ چالیس میں میری کتاب حاتمہ البشیری کا ذکر کرتا ہے اور حاتمہ البشیری میں سے چھ سطریں بطور نقل کے لکھتا ہے اور میری نسبت لکھتا ہے کہ یہ کتاب ایک ہندی فاضل کی ہے جو تمام ملک ہند میں مشہور ہے۔ دیکھو خلاصۃ الادیان حذیۃ الادیان صفحہ ۴۰ چودھویں سطر سے اکیسویں سطر تک۔

۴۶۲

عربوں کو کہہ اور مدینہ کی طرف بھیجا اور بعض بلاد فارس کی طرف بھیجے گئے اور اسی طرح مصر میں بھی کئی مہینوں اور یہ ہزار ہا روپیہ کا خرچ تھا جو غرض نیک نیتی سے کیا گیا۔

شاید اس جنگ ایک نادان سوال کرے گا کہ اس قدر خیر خواہی غیر ممکن ہے کہ ہزار ہا روپیہ اپنی گروہ سے خرچ کیے اس گورنمنٹ کی خوبیوں کو تمام ملکوں میں پھیلا یا جاوے، لیکن ایک عقلمند جانتا ہے کہ احسان ایک ایسی چیز ہے کہ جب ایک شریف اور ایمان دار آدمی اس سے متنع اٹھاتا ہے تو باطبیع اس میں عشق اور محبت کے رنگ میں ایک جوش پیدا ہوتا ہے کہ اس احسان کا مساو نہ دے۔ ہاں کینہ آدمی اس طرف انتفاع نہیں کرتا۔ پس مجھے بھی جوش نہ ان کا دروایوں کے لیے مجبور کیا۔ مجھے انسوی ہے کہ اگر رسول مٹری گزٹ کے ایڈیٹر کو ان واقعات کی کچھ بھی اطلاع ہوتی تو وہ ایسی تحریر جو انصاف اور سچائی کے برخلاف ہے ہرگز شائع نہ کرتا۔

میرے اس دعویٰ پر کہ میں گورنمنٹ برطانیہ کا سچا خیر خواہ ہوں دو ایسے شاہد ہیں کہ اگر رسول مٹری صبا لکھ پڑچ بھی ان کے مقابلہ پر کھڑا ہو تب بھی وہ دروغگو ثابت ہوگا۔ (اول) یہ کہ علاوہ اپنے علاوہ اللہ رحم کی خدمت کے میں متولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض اور جاد حرام ہے۔

۲۔ دوسری یہ کہ میں نے کئی کتابیں عربی و فارسی تالیف کر کے غیر ملکوں میں بھیجی ہیں جن میں برابر یہ تاکید اور یہی مضمون ہے۔ پس اگر کوئی نااندریش یہ خیال کرے کہ متولہ برس کی کارروائی میری کسی نفاق پرستی ہے تو اس بات کا اس کے پاس کیا جواب ہے کہ جو کتابیں عربی و فارسی روم اور شہم اور مصر اور کہہ اور مدینہ وغیرہ ممالک میں بھیجی گئیں اور ان میں نہایت تاکید سے گورنمنٹ انگریزی کی تحویل بیان کی گئی ہیں وہ کارروائی کیونکر نفاق پر معمول ہو سکتی ہے۔ کیا ان ملکوں کے باشندوں سے بجز کافر کئے کے کسی اور انعام کی توقع تھی۔ کیا رسول مٹری گزٹ کے پاس کسی ایسی خیر خواہ گورنمنٹ کی کوئی اور بھی نظر ہے، اگر ہے تو پیش کریں۔ لیکن میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جس قدر میں نے کارروائی گورنمنٹ کی خیر خواہی کے لیے کی ہے اس کی نظیر نہیں ملے گی۔ ہاں یہ سچ ہے کہ عیسائی مذہب کو جس اس کی موجودہ صورت کے لحاظ سے ہرگز صمیم نہیں سمجھتا کوئی انسان کیسا ہی برگزیدہ ہو اس کو ہم کبھی طرح خدا نہیں کہہ سکتے۔ بلاشبہ وہ تعلیم جو انسان کو کچھ توحید سکھاتی اور حقیقی خدا کی طرف رجوع دیتی ہے وہ قرآن کریم میں پائی جاتی ہے۔ قرآن بڑی سادگی سے اسی خدا کو خدا قرار دیتا ہے جو قدیم سے ازل سے قانون قدرت کے آئینہ میں نظر آتا رہا ہے اور اگر کہے ہیں جس مذہب کی خدا دانی ہی غلط ہے اس مذہب سے عقلمند کو پرہیز کرنا چاہیے۔ جو لوگ نفسانی ہستی سے فنا ہو گئے ان کو ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ خدا سے ہی نکلے ہیں کیونکہ انہوں نے خدا میں ہو کر ایک نئی اور

پس سے تیل دیا گیا۔ اور علاوہ اس کے اٹھارہ سترت کے بیسے عام دعوت میں لوگوں کو شامل کیا گیا۔
غرض یہ مبارک جلسہ تمام احباب کا جنہوں نے بڑی خوشی سے باہم چندہ کر کے اس کا اہتمام کیا۔ ۲۰
جون ۱۹۹۷ء سے شروع ہوا۔ اور ۲۲ جون ۱۹۹۷ء کی شام تک بڑی دھوم دھام سے اس کا اہتمام رہا۔
چنانچہ پہلے روز میں تمام جماعت نے جو ہمارے مریدوں کی جماعت ہے جن کے ذیل میں نام درج
ہوں گے بڑے صدق دل سے حضور قیسرو اور خاندان شاہی اور پرنس گورنمنٹ کے حق میں اقبال اور
شمول فضل الہی کی دعائیں کیں اور پھر جیسا کہ بیان کیا گیا وقتاً فوقتاً تمام مراسم ادا کئے گئے اور خاندان کا شکر
ہے کہ ہماری جماعت نے جس میں معزز ملازم سرکاری بھی شامل تھے۔ ایسے صدق دل اور محبت اور کوری
ارادت اور پورے شوق اور اسباب سے دعائیں کیں اور شکر گزاری ظاہر کی اور اہتمام غبارہ کی دعوت میں
چند سے دینے اور ایک رقم کثیر باہمی چندہ سے جمع کر کے بڑی سرگرمی اور استعدادی اور دلی خوشی سے تمام
تجاویز جنرل کمیٹی کو انجام تک پہنچا کر اس سے بڑھ کر خیال میں نہیں آ سکتا۔

اور وہ تقریر جو دعا اور شکر گزاری جناب ملک معترف قیسرو ہند میں سنائی گئی جس پر لوگوں نے بڑی خوشی
سے آمین کے نعرے مارے وہ چھ زبانوں میں بیان کی گئی تاہم اسے پنجاب کے ملک میں جس قدر مسلمان
کسی زبان میں دسترس رکھتے ہیں ان تمام زبانوں سے شکر ادا ہو۔ ان میں سے ایک اردو میں تقریر تھی جو
شکر اور دعا پر مشتمل تھی جو عام جلسہ میں سنائی گئی اور پھر عربی اور فارسی اور انگریزی اور پنجابی اور پشتو
میں تقریر یا عقیدہ ہو کر پڑھی گئیں۔ اردو میں اس لیے کہ وہ عدالت کی بولی اور شاہی تہجیز کے موافق دفتروں
میں رواج یافتہ ہے اور عربی میں اس لیے کہ وہ خدا کی بولی ہے جس سے دنیا کی تمام زبانیں نکلیں اور جو
آئم الاسناد اور دنیا کی تمام زبانوں کی ماں ہے جس میں خدا کی آخری کتاب قرآن شریف خلقت کی ہدایت کے لیے
آیا۔ اور فارسی میں اس لیے کہ وہ گزشتہ اسلامی بادشاہوں کی یادگار ہے۔ جنہوں نے
اس ملک میں قربانیاں سو برس تک فرما زوادی کی۔ اور انگریزی میں اس لیے کہ وہ ہماری جناب ملک
معترف قیسرو ہند اور اس کے معزز ارکان کی زبان ہے جس کے عدل اور احسان کے ہم شکر گزار ہیں۔
اور پنجابی میں اس لیے کہ وہ ہماری مادری زبان ہے جس میں شکر کرنا واجب ہے اور پشتو میں اس لیے
کہ وہ ہماری زبان اور فارسی زبان میں ایک بزرگ اور سرحدی اقبال کا نشان ہے۔

اسی تقریب پر ایک کتاب شکر گزاری جناب قیسرو ہند کے لیے تالیف کر کے اور چھاپ کر
اُس کا نام تحفہ قیسریہ رکھا گیا اور چند عہدیں اس کی نہایت خوبصورت مٹھ کر کے ان میں سے
ایک حضرت قیسرو ہند کے حضور میں بھیجنے کے لیے خدمت صاحب ڈپٹی کمشنر بھیجی گئی اور ایک
کتاب معنور دالہ اس کے گورنر جنرل کشور ہند روانہ ہوئی اور ایک معنور جناب نواب لغٹ گورنر پنجاب

بیمیدی گئی اب وہ دُعا میں چھ زبانوں میں کی گئیں۔ ذیل میں کبھی جاتی ہیں۔ اور بعد اس کے اُن تمام دوستوں کے نام درج کئے جائیں گے جو تکالیف سفر اُٹھا کر اس جلسہ کے لیے قادیان میں تشریف لائے اور اس سخت گرمی میں اس خوشی کے جوش میں شائقین اُٹھائیں یہاں تک کہ باعث ایک گروہ کثیر جمع ہونے کے اس قدر چار پائیاں مل سکیں تو بڑی خوشی سے تین دن تک اکثر احباب زین پر سوتے رہے۔ جس اخلاص اور محبت اور صدق دل کے ساتھ میری جماعت کے معزز اصحاب نے اس خوشی کی رسم کو ادا کیا میرے پاس وہ الفاظ نہیں کہ میں بیان کر سکوں۔

میں پہلے اپنے بیان میں یہ ذکر قبول کیا تھا کہ اس تقریب جلسہ میں ۲۲ جون ۱۸۹۶ء کو ہماری جماعت کے چار مولوی صاحبان نے اُٹھ کر عام لوگوں کو حجاب ملکہ معقلہ قیصر و بند کی اعانت اور سچی وفاداری کی ترغیب دی۔ چنانچہ پہلے انوریم مولوی عبدالکریم صاحب نے اُٹھ کر اس بارے میں بہت تقریر کی۔ پھر انوریم حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب بمیروی نے تقریر کی اور پھر بعد اُن کے انوریم مولوی برہان الدین صاحب جلمی اُٹھے اور انہوں نے پنجابی میں تقریر کر کے عام لوگوں کو اعانت ملکہ معقلہ کے لیے بہت ترغیب دی۔ بعد اُن کے مولوی جمال الدین صاحب سیدوالا ضلع منٹوگری نے اُٹھ کر پنجابی میں تقریر کی۔ مگر انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام جن کو نادان مسلمان اب تک خونریزی صورت میں انتظار کر رہے ہیں وہ درحقیقت فوت ہو گئے ہیں۔ یعنی ایسے خیال کو کسی وقت ہمدی اور مسیح کے آنے سے مسلمان خونریزیاں کریں گے صحیح نہیں ہے۔ اور عام لوگوں کو نیک بختی اور نیک چلتی کی ترغیب دی گئی۔ اور اس مبارک موقع پر ساٹھ ستر آدمیوں نے ہر ایک گناہ اور بد چلتی سے رو رو کر توبہ کی۔ یہ شب کہ اُن کی گریہ و زاری سے سجدہ گونج رہی تھی۔

اب ذیل میں وہ دُعا میں چھ زبانوں میں درج کی جاتی ہیں

الراقم میرزا غلام احمد قادیانی

۲۳ جون ۱۸۹۶ء

نوٹ:- دعائیں اگلے صفحات پر ملاحظہ کریں۔

ووجب الارتحال ولو قصدنا ذكر خدماته لضاق بنا المجال وعجزنا
 کا وقت آگیا اور اگر ہم اس کی تمام خدمات لکھنا چاہیں تو اس جگہ سمانہ سکیں اور ہم لکھنے سے
 عن التدوين - فالملخص ان ابی لم یزل کان شاعراً بمرق الدولة وقائماً
 عاجز رہ جاتیں۔ پس خلاصہ کلام یہ ہو کہ میرا باپ سرکار انگریزی کے مراحم کا ہمیشہ امید وادارہ
 علی الخلافة عند الضرورة حتی اعزته الدولة بمكاتيب رضاعها وعصته
 اور عند الضرورة خدمتیں بہم لاتا رہا یہاں تک کہ سرکار انگریزی نے اپنی خوشنودی کی چٹائی اسکو معزز
 فی کل وقت بعبادها واسمحت له بمواساتها وتفضلت علیه بمراعاتها و
 کیا اور ہر ایک وقت اپنے عطاؤں کے ساتھ اسکو خاص فرمایا اور اسکی غمخواری فرمائی اور اسکی رعایت بھی
 حسبته من دواعی الخیر ومن المخلصین۔ ثم اذا توفي ابی فقام مقامه
 اور اسکو اپنے غیر خواہوں اور منقطع ہاں میں سے سمجھا۔ پھر جب میرا باپ وفات پاگیا تب ابی نے خلیفہ بن
 فی هذه السیراخی المیرزا غلام قادر وغیرہ تمام موابہب الدولة کما
 اسکا قائم مقام میرا بھائی ہوا جسکا نام میرزا غلام قادر تھا اور سرکار انگریزی کی سیب سے بی بی اس
 غمرت والدی وتوفي اخي بعد ابی فی بضع سنین ثم بعد وفاتهما
 شامل حال ہو گئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں اور میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہو گیا
 قفوت اثرهما و اقتدايت سيكرهما و ذكرت عصرهما ولكني ما كنت
 پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں انکے نقش قدم پر چلا اور انکی سیرتوں کی پیروی کی اور انکے زمانہ کو یاد کیا
 لأخصب ونعمة وسعة وثروة ولا ذاملاك وارضين۔ بل تبتلت
 لیکن میں صاحب مال اور صاحب املاک نہیں تھا۔ بلکہ میرا انکی وفات کے
 الى الله بعد ارتحالهما ولحقن بقوم منقطعین۔ وجد بنی ربی الیہ
 بعد اللہ جل شانہ کیسرت جھک گیا اور انہیں جالما جہتہا نے دنیا کا تعلق توڑ دیا۔ اور میرے بچے اپنی لون
 واحسن مثواى واسبغ علی من نعماء الدین۔ وقادني من تدنسات
 مجھے کبھی کیا اور مجھے نیک جگہ دی اور اپنی نعمتوں کو مجھ پر کمال کیا اور مجھے دنیا کی آلودگیوں اور گرد بات سے

الدنيا الى حظيرة قدسه واعطاني ما اعطاني وجعلني من الملهمين
 نکل کر اپنی مقدس جگہ میں لے آیا اور مجھے اُس نے دیا جو کچھ دیا اور مجھے
 المجد ثلثین۔ فَمَا كَانَ عِنْدِي مِنْ مَالِ الدُّنْيَا وَخِيَلَهَا وَافْرَاسَهَا غَيْرَ انِّي
 محدثوں میں بکھریا۔ سو میرے پاس دنیا کا مال اور دنیا کے گھوڑے اور دنیا کے سوار تو نہیں تھے بجز انکے کہ
 أُعْطِيتُ جِيَادَ الْاَقْلَامِ وَمُرَرَّتُ جَوَاهِرَ الْكَلَامِ وَأُعْطِيتُ مِنْ نَوْسِ
 عہدہ گھوڑے قلموں کے چمکے عطا کئے گئے اندکلام کے جواہر چمکوتے گئے اندہ نور مجھ کو عطا ہوا جیسے
 يَوْمَ مَنَعِيَ الْعُتَاكِرُ وَيَسِينُ لِي الْاَثَارَ فَهَذِهِ الدَّوْلَةُ الْاَلَهِيَّةُ السَّمَاوِيَّةُ
 نورش سے بچانا اور راست روی کے آثار مجھ پر ظاہر کرتا ہے پس اس الہی اور آسمانی دولت نے مجھے
 قَدْ اغْنَيْتَنِي وَجَابَرَتْ عَيْلَتِي وَاضَاءَتْ نِي وَنُورَتْ لَيْلَتِي وَادْخَلْتَنِي
 غنی کر دیا اور میرے اہل کس کا تدارک کیا اور مجھے روشن کیا اور میری رات کو منور کر دیا اور مجھے منعم
 فِي الْمُنْعَمِينَ۔ فَقَصِدْتُ اِنْ اَعْيَنَ الدَّوْلَةُ الْبَرْطَانِيَّةُ بِهَذَا الْمَالِ وَانْ لَمْ
 میں داخل کیا۔ سو میں نے چاہا کہ اس مال کے ساتھ گورنمنٹ برطانیہ کی مدد کروں اگرچہ
 يَكُنْ لِي مِنَ الدَّرَاهِمِ وَالْخَيْلِ وَالْبَغَالِ وَمَا كُنْتُ مِنَ الْمُتَمَوِّلِينَ۔
 میرے پاس روپیہ اند گھوڑے اند فخریں تو نہیں اند نہ ہیں مالدار ہوں۔
 فَقَمْتُ لَا مَدَادَ هَا بَقْلِي وَيَدِي وَكَانَ اللَّهُ فِي مَدَدِي وَعَاوَدْتُ
 سو میں اسکی مدد کے لئے اپنے قلم اند ہاتھ سے اٹھا اند خدا میری مدد پر تھا اور میں نے اسی نغز سے
 اللَّهُ تَعَالَى مُدَّ ذَٰلِكَ الْعَهْدَ اَنْ لَا اُولُفْتُ كِتَابًا بِمَسْوَطًا مِنْ بَعْدِ الْاَوَّلِ وَاَذْكُرُ
 خدا تعالیٰ سے یہ عہد کیا کہ کوئی مسوطہ کتاب بغیر اسکے تالیف نہیں کر دنگا جو اس میں احسانات قیصرہ جند کا ذکر
 فِيهِ ذِكْرُ احْسَانَاتِ قَيْصَرَ الْهِنْدِ وَذِكْرُ مَنَافِعِهَا الَّتِي وَجِبَتْ كَمَا عَلَّمَهُ الْمُسْلِمِينَ
 نہ ہو اور نیز اسکے ان تمام احسانوں کا ذکر ہو جن کا شکر مسلمانوں پر واجب ہے۔
 وَمَعْدَلُكَ كَانَ فِي خَاطِرِي اَنْ اَدْعُو الْقَيْصَرَ الْمَكْرُمَةَ اِلَى الْاِسْلَامِ
 اور بادو جسکے میرے دل میں یہ بھی تھا کہ میں قیصرہ مکرمہ کو دعوت اسلام کروں

ہمارا کوئی الہام پیش کرنا چاہیے۔ اجتہادی غلطی نہیں اور رسولوں سے بھی ہوجاتی ہے۔
 ہر سپروہ قائم نہیں رکھے جاتے۔ ذرہ بیج بخاری کو کھولو اور حدیث ذہب دہلی کو خور
 سے پڑھو۔ ایسا اعتراض کرنا جو دوسرے پاک نبیوں پر بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی
 وہی اعتراض آئے مسلمانوں اور نیک آدمیوں کا کام نہیں ہے بلکہ لعنتیوں اور شیطانوں
 کا کام ہے۔ اگر دل میں نساو نہیں تو قوم کا تفرقہ دہد کرنے کے لئے ایک جلسہ کرو۔ اور
 مجلس عام میں میرے پر اعتراض کرو کہ فلاں پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ پھر اگر حاضرین نے قسم کیا کہ
 کہہ دیا کہ فی الواقع جھوٹی نکلی اور میرے جواب کو سُنکر مدّقل بیان اور شرعی دلیل سے رتہ
 کر دیا تو اسی وقت میں تو پکڑو نکلا۔ ورنہ چاہیے کہ سب تو یہ کر کے اس جماعت میں داخل
 ہوجائیں اور درنگ اور بدزبانی چھوڑ دیں۔

۱۵

اے مسلمانوں کی ذریت! میں نے آپ لوگوں کا کیا گناہ کیا ہے کہ آپ لوگ انواع
 اقسام کے منصوبوں سے میری ایذا کے درپے ہو گئے تم میں سے جو مولوی ہیں وہ ہر وقت یہی
 وعظ کرتے ہیں کہ یہ شخص کافر، بدین و خیال ہے اور انگریزوں کی سلطنت کی حد سے زیادہ
 تعزیت کرتا ہے اور رومی سلطنت کا مخالف ہے۔ اور تم میں سے جو ملازم مت پرستہ ہیں وہ
 اس کو شش میں ہیں کہ مجھے اس محسوس سلطنت کا باغی ٹھہرا دیں۔ میں سُنتا ہوں کہ ہمیشہ خلافت
 واقعہ غیر میری نسبت پہنچانے کے لئے ہر طرف سے کوشش کی جاتی ہے حالانکہ آپ
 لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ میں باغیاد طریق کا آدمی نہیں ہوں۔ میری عمر کا اکثر حصہ سلطنت
 انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے مخالفت جہاد اور انگریزی مطاعت کے
 بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں لکھی
 کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابیں کو تمام ممالک عرب اور
 مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس
 سلطنت کے بچے خیر خواہ ہوجائیں اور مہدی نعلی اور مسیح غوثی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے

پوش دلائے والے مسائل جو اعتقل کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ انکے دلوں سے محو ہوجاں پھر کو نہ کر ممکن تھا کہ میں اس سلطنت کا بجز اوہوتا یا کوئی ناجائز باغیانہ منصوبے اپنی جماعت میں پھیلاتا جبکہ میں میں برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا۔ اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا۔ تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کر دوں۔ مگر انکے میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مگر معتبر میں مل سکتا ہے نہ دہرینہ میں۔ اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔ پھر میں خود اپنے آرام کا دشمن ہوں۔ اگر اس سلطنت کے بارے میں کوئی باغیانہ منصوبہ بدل میں محض رکھوں اور جو لوگ مسلمانوں میں ایسے بد خیال جہاد اور بغاوت کے دلوں میں منفی رکھتے ہوں میں انکو سخت نڈان اور قہمت ظالم سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔ تم چاہو دل میں مجھے کچھ کہو۔ گالیاں نکالو۔ یا پچھلے کافر کا فتویٰ لکھو۔ مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے دل میں بغاوت کے خیالات رکھنا۔ یا ایسے خیال جن سے بغاوت کا احتمال ہو سکے سخت بد ذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔ بہتر ہے ایسے مسلمان ہیں جن کے دل کبھی صاف نہیں ہوں گے جب تک ان کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ وہ نبی محمدی اور خفی مسیح کی حدیثیں تمام افسانہ اور کہانیاں ہیں۔

اے مسلمانو! اپنے دین کی بھروسہ تو اختیار کرو مگر سچی حمد دی۔ کیا اس مستحیثیت کے زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر ہے کہ ہم تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہیں کیا جو کرنا ہذا زور اور تندی سے اپنے دین میں داخل کرنا اس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ دین خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے؟ خدا سے ڈرو اور یہ بیچودہ الزام دین اسلام پر مت لگاؤ مگر اسٹی جہاد کا مسئلہ رکھا یا ہے اور نہ بدعتی اپنے مذہب میں داخل کرنا اسکی تعلیم ہے۔ مگر اللہ ہرگز

۱۱۴

مدد دینے کو طیار تھے۔ غرض اس طرح اٹکی زندگی گزری۔ اور پھر اُنکے انتقال کے بعد یہ عاجز دنیا کے شعلوں سے بجلی علیحدہ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف مشغول ہوا۔ اور مجھ سے سیرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو ہے۔ اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو۔ فارسی۔ عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلادیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں۔ اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاو شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاننگ ممکن تھا اشاعت کر دی گئی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیئے جو نا فہم ملاؤں کی تعلیم سے اُن کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے نمود میں آئی۔ کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا۔ اور میں اس قدر خدمت کر کے جو بائیس برس تک کرتا رہا ہوں۔ اس محسن گورنمنٹ پر کچھ احسان نہیں کرتا کیونکہ مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ اس بابرکت گورنمنٹ کے کہنے سے ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ایک لوسہ کے جلتے ہوئے تنور سے نہات پائی ہے۔ اس لئے میں مع اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ یا الہی اس مہار کہ قیصر ہند دام ملکھا کو دیر گاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ۔ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما۔ اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کرے۔

۴

مدد دینے کو تیار تھے۔ غرض اس طرح انکی زندگی گزری۔ اور پھر اُنکے انتقال کے بعد یہ عاجز دنیا کے شغلوں سے بکلی علیحدہ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف مشغول ہوا۔ اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور استتہارات چھپوا کر اس ملک اور سب دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو ہے۔ اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو۔ فارسی۔ عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں۔ اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی گئی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے اُن کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے نمود میں آئی۔ کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا۔ اور میں اس قدر خدمت کر کے جو بائیس برس تک کرتا رہا ہوں۔ اس محسن گورنمنٹ پر کچھ احسان نہیں کرتا کیونکہ مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ اس بابرکت گورنمنٹ کے آنے سے ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ایک لوہے کے جلتے ہوئے تنور سے سخاوت پائی ہے۔ اس لئے میں مع اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ یا الہی اس مہار کے قیصر ہند دام ملکہا کو دیرگاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ۔ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما۔ اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کرے ۴

دوسری مرتبہ جو وہ گھوڑے نذر کئے۔ اور اسی طرح وہ اور وقتوں میں بھی خدمات گورنمنٹ میں مشغول رہے اور وقتاً فوقتاً خوشنودی کی چشیات پاتے رہے اور انعام بھی ملتے رہے اور چالیس برس اپنی عمر عزیز کے انہی خدمات میں انہوں نے بسر کئے اور پھر بعد اُن کے انتقال کے میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات گورنمنٹ میں مشغول رہا۔ اور پھر ان کے بعد میں ایک گوشہ نشین آدمی تھا جس کی نبوی طریق پر زندگی نہیں تھی اور نہ اس کے کامل اسباب مہیا تھے۔ تاہم میں نے برابر ۲۲ برس سے یہ اپنے پر حق واجب شیرایا کہ اپنی قوم کو اس گورنمنٹ کی خیر خواہی کی طرف بلانے اور ان کو سچی اطاعت کی طرف تہذیب دہن۔ چنانچہ میں نے اس مقصد کی انجام دہی کے لیے اپنی ہر ایک تالیفات میں یہ کتنا شروع کیا کہ اس گورنمنٹ کے ساتھ کسی طرح مسلمانوں کو جہاد درست نہیں۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ بار بار اس بات پر زور دیا کہ چونکہ گورنمنٹ برطانیہ برٹش انڈیا کی رعایا کی محسن ہے اس لیے مسلمانان ہند پر لازم ہے کہ نہ صرف اتنا پی کریں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے مقابل پر مداراؤں سے لگیں بلکہ اپنی سچی شکر گزاری اور ہمدردی کے نونے بھی گورنمنٹ کو دکھلا دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَلِكُ جَبْرًا لَمْ يَلْخَسَنَ اِنَّ اللّٰهَ شَاقٌّ لِّمَنِ احْسَنُ کا بدلہ جزا احسان کے اور کچھ نہیں۔ اور یہ بات قطعی اور فیصلہ شدہ ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ مسلمانان ہند کی محسن ہے کیونکہ سکھوں کے زانہ میں ہمارے دین اور دنیا دونوں پر مصیبتیں تھیں۔ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو دُور سے اپر رحمت کی طرح لایا اور ان مصیبتوں سے اس گورنمنٹ کے عہد دولت نے ایک دم میں ہمیں چھوڑ دیا۔ پس اس گورنمنٹ کا شکر ذکرنا بد ذاتی ہے اور جو شخص ایسے احسانات دیکھ کر پھر لافناقی سے زندگی بسر کرے اور پتھے دل سے شکر گزار نہ ہو تو بلاشبہ کافر نعمت ہے۔ ہماری ایما خداری کا یہ تقاضا ہونا چاہیے کہ ہم تہ دل سے اقرار کریں کہ درحقیقت یہ گورنمنٹ ہماری محسن ہے۔ ہم ان گورنمنٹ

لے نوشتہ، سر پبلشرزین کی کتاب تذکرہ ریسان پنجاب میں میرے والد صاحب کا منقول ذکر ہے۔ یاد رہے کہ میرے

والد صاحب کا نام میرزا غلام مرتضیٰ اور ان کے والد کا نام میرزا علی محمد ہے۔

نوٹ ۱: دیکھو راجن آجریہ، شہادۃ القرآن، ستر چہم کبریہ۔ آئینہ کی لاگت اسلام جامعہ اشرفی، لورالقی و فیرو

نوٹ ۲: اس زمانہ میں اکثر صیاتی سفیروں نے یہ اعتراض غلط فہمی سے اسلام پر کیا ہے کہ اسلام جبراً کفار کے زور

سے پھیلا جائیگا ہے۔ مگر افسوس کہ ایسے سفیروں نے قرآن کریم کی ان تعلیموں پر غور نہیں کیا جن میں لکھا ہے کہ تم

دوسری قوموں کے علم اور ادیان کی برداشت کر کے نرمی کے ساتھ دعوت حق کرو۔ خاص کر صیاتیوں کے مقابل پر یہ

کلمہ تھا کہ تَوَعَّظْ بِحُجَّتِ رَبِّكَ بِالْحُكْمِ وَالْعَقْلِ وَالنُّصْحَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ یعنی جو اچھا ہے اس کو صواب اور عقل و حکم

کے ساتھ بحث کرے نہ حکمت اور دیکھتوں کے ساتھ بحث کرے جو توحید اور تہذیب سے ہو۔ ان پر یہ ہے کہ بہتر ہے اس نذر کے خیال اور

☆ مرحلت: ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹

کشف المہجور

۱۸۵

مترجم ۱۸۷۹ء
زاتہ سربراہٹ ایگریٹو
بلاور فائنل کمنٹر پنجاب

یہ تو میرے باپ اور میرے بھائی کا محل ہے۔ اور چونکہ میری زندگی فقیرانہ نہ حدیث
طور پر ہے اس لئے میں ایسے حدیثانہ طرز سے گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی اور امداد
میں مشغول رہا ہوں۔ قریباً انیس برس سے ایسی کتابوں کے شائع کرنے میں میں نے اپنا
وقت بسر کیا ہے جن میں یہ ذکر ہے کہ مسلمانوں کو پچھلے دل سے اس گورنمنٹ کی خدمت
کئی چاہیئے۔ اور اپنی فرمانبرداری اور وفاداری کو دوسری قوموں سے بڑھ کر دکھانا چاہیئے
اور میں نے اسی غرض سے بعض کتابیں میں عربی زبان میں لکھیں اور بعض ہندی زبان میں۔ اور ان
کو دھڑ دھڑکوں تک شائع کیا۔ اور ان سب میں مسلمانوں کو بادشاہ تکیہ کی اور مقبول وجوہ
سے ان کو اس طرف جھکایا کہ وہ گورنمنٹ کی اطاعت بدل و جان اختیار کریں۔ اور یہ
کتابیں عرب اور بلاد شام اور کابل اور بخارا میں پہنچانی گئیں۔ اگرچہ میں مستحق ہوں کہ بعض
نامہ نویسوں نے ان کے دیکھنے سے مجھے کافر قرار دیا ہے اور میری تحریریں کو اس بات کا
ایک نتیجہ ٹھہرایا ہے کہ گویا مجھے سلطنت انگریزی ایک امدادی اور خفیہ تسنن ہے اور گویا میں
ان تحریریں کی محض میں گورنمنٹ سے کوئی انعام پاتا ہوں لیکن مجھے یقیناً معلوم ہے کہ بعض
دانشمندان کے دلائل پر ان تحریروں کا نہایت نیک اثر ہوا ہے اور انہوں نے ان حدیثانہ عقائد
سے توبہ کی ہے جن میں وہ برخلاف انگریزوں گورنمنٹ کے مبتلا تھے۔ میں نیک تاثیرات کیلئے
میری مذہبی تحریریں جو پندرہوں کے مخالف تھیں بڑی محنت سے لکھی ہیں۔ ورنہ جس ذور کے ساتھ میں نے
مسلمانوں کو ان گورنمنٹ کی اطاعت کیلئے بلایا ہے وہ جا بجا سرحدی نادانوں کو جو ناحق
ان کے دلی فتنہ انگریزی کرتے اور انہوں کو مخالفت کیلئے ابھارتے ہیں سرزنش کی ہے۔ یہ

۵۳۳

(۲۳۶)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

المنار

قاہرہ سے ایک اخبار نکلتا ہے جس کا نام منار ہے۔ جب فروری ۱۹۵۲ء میں ہماری طرف سے پیروگر لڑدی صاحب کے مقابل پر رسالہ اعجاز المسیح لکھا گیا جو فصیح بلیغ عربی میں ہے اور اس کے جواب سے نہ صرف پیر صاحب موصوف عاجز رہ گئے بلکہ پنجاب اور ہندوستان کے تمام علماء بھی عاجز آ گئے تو میں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کو بلا دھرب یعنی حرمین اور شام اور مصر وغیرہ میں بھی پھیلادوں کیونکہ اس کتاب کے صفحہ ۱۵۲ میں جہاد کی مخالفت میں ایک مضمون لکھا گیا ہے اور میں نے بائیس برس سے اپنے ذمہ یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں جہاد کی مخالفت ہو اسلامی ممالک میں ضرور بھیج دیا کرتا ہوں اسی وجہ سے میری عربی کتابیں عرب کے ملک میں بھی بہت شہرت پا گئی ہیں جو لوگ دوزخ و بیع ہیں اور جہاد کی مخالفت کے بارے میں میری تحریریں پڑھتے ہیں وہ فی الفور چڑ جاتے ہیں اور میرے دشمن ہو جاتے ہیں۔ مگر جن میں انسانیت ہے وہ معقول بات کو پسند کر لیتے ہیں۔ پھر دشمنی کی حالت میں کون کسی کی کتاب کی تعریف کر سکتا ہے۔ سو اسی خیال سے یہ رسالہ کئی جگہ مصر میں بھیجا گیا۔ چنانچہ منجملہ ان کے ایڈیٹر المنار کو بھی پہنچا دیا گیا تا اس سے جہاد کے غلط خیالات کی بھی اصلاح ہو۔ اور مجھے معلوم ہے کہ اس مسئلہ جہاد کی غلط فہمی میں ہر ایک ملک میں کسی قدر گروہ مسلمانوں کا ضرور مبتلا ہے بلکہ جو شخص سچے دل سے جہاد کا مخالف ہو اس کو یہ علماء کا فرسختے ہیں بلکہ واجب القتل بھی۔ لیکن چونکہ اسلام کی تعلیم میں یہ بات داخل ہے کہ جو شخص انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا۔ اس لیے ہم لوگ اگر ایمان اور تقویٰ کو نہ چھوڑیں تو ہمارا یہ فرض ہے کہ اپنے قول اور فعل سے ہر طرح اس گورنمنٹ برطانیہ کی نفرت کریں۔ کیونکہ ہم اس گورنمنٹ کے مبارک قدم سے پہلے ایک جلتے ہوئے نور میں تھے۔ یہی گورنمنٹ ہے جس نے اس تور سے ہمیں باہر نکالا۔ غرض اسی خیال سے جو میرے دل میں مستحکم جا ہوا ہے۔ اعجاز المسیح

چھاپا جائے اور پھر دس بیس نسخہ اسکے گورنمنٹ میں اور باقی نسخہ جات متفرق موضع پنجاب و
ہندوستان خاصکر سرحدی ملکوں میں تقسیم کئے جائیں۔ یہ سچ ہے کہ بعض ختمور مسلمانوں نے
ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے خیالات کا رد لکھا ہے۔ مگر یہ دوچار مسلمانوں کا رد جمہوری رد کا ہرگز
قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ بلاشبہ جمہوری رد کا اثر ایسا قوی اور بڑا زور ہوگا جس سے ڈاکٹر
صاحب کی تمام غلط تحریریں خاک سے لمبائیں گی اور بعض ناواقف مسلمان بھی اپنے سچے
اور پاک اصول سے بخوبی مطلع ہو جائیں گے اور گورنمنٹ انگلشیہ پر بھی صاف باطنی مسلمانوں کی
اور غیر ملکی اس رعیت کی کماحقہ کھل جائے گی اور بعض کو ہستانی جلائے خیالات کی اصلاح
بھی بذریعہ سی کتاب کی وعظ اور بصیرت کے ہوتی ہے گی۔ بالآخر یہ بات بھی ظاہر کرنا ہم اپنے
نفس پر واجب سمجھتے ہیں کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یہ حق واجب ہے کہ بظرف احوالات کے
کہ جو سلطنت انگلشیہ سے اس کی حکومت اور آرام بخش حکمت کے ذریعہ سے عائد خلائق پرورد
ہیں۔ سلطنت ممدوحہ کو خداوند تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور مثل اور تعدد الہی کے اس ناشکر
بھی ادا کریں۔ لیکن پنجاب کے مسلمان بڑے ناشکر گزار ہوں گے مگر وہ اس سلطنت کو جو
ان کے حق میں خدا کی ایک عظیم الشان رحمت ہے نعمت عظمیٰ یقین نہ کریں۔ انکو سوچنا چاہیے کہ
اس سلطنت سے پہلے وہ کس حالت پر ملالت میں تھے اور پھر کیسے امن و امان میں آ گئے۔
پس فی الحقیقت یہ سلطنت ان کے لئے ایک آسمانی برکت کا حکم کھتی ہے جس کے آنے سے
سب تکلیفیں ان کی دور ہوئیں اور ہر ایک قسم کے ظلم اور تعدی سے نجات حاصل ہوئی اور ہر ایک
ناجانور و فک اور مزاحمت سے آزادی میسر آئی۔ کوئی ایسا طبع نہیں کہ جو ہم کو نیک کام کرنے
سے روک سکے یا ہماری آسائش میں غلل ڈال سکے۔ پس حقیقت میں خداوند کریم و رحیم نے
اس سلطنت کو مسلمانوں کے لئے ایک بار لائن رحمت بھیجا ہے جس سے پودہ اسلام کا پھر
اس ملک پنجاب میں سرسبز ہونا ہوتا ہے اور جس کے فوائد کا اقرار حقیقت میں خدا کے
احسانوں کا اقرار ہے۔ یہی سلطنت ہے جس کی آزادی ایسی بدیہی اور سلم العجوبت ہے کہ
بعض دوسرے ملکوں سے مظلوم مسلمان ہجرت کر کے اس ملک میں آتا ہیں و جان پسند
کرتے ہیں جس صفائی سے اس سلطنت کے خلق حمایت میں مسلمانوں کی اصلاح کے لئے

دوسری مرتبہ چودہ گھنٹے سے زائد رہے۔ اور اسی طرح وہ اور وقتوں میں بھی عداوت گورنمنٹ میں مشغول رہے اور وقتاً فوقتاً خوشنودی کی چشمتیاں پاتے رہے اور انعام بھی ملتے رہے اور چالیس برس اپنی عمر عزیز کے اسی عداوت میں انہوں نے بسر کئے اور پھر بعد اُن کے انتقال کے میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر عداوت گورنمنٹ میں مشغول رہا۔ اور پھر ان کے بعد میں ایک گوشہ نشین آدمی تھا جس کی دیکھو یہ طریق پر زندگی نہیں مٹی اور نہ اس کے کامل اسباب مہیا تھے۔ تاہم میں نے بار بار برس سے یہ اپنے پر حق واجب شیر لیا کہ اپنی قوم کو اس گورنمنٹ کی خیر خواہی کی طرف بلاؤں اور ان کو سچی اطاعت کی طرف ترغیب دوں۔ چنانچہ میں نے اس مقصد کی انجام دہی کے لیے اپنی ہر ایک تالیف میں یہ لکھنا شروع کیا کہ اس گورنمنٹ کے ساتھ کسی طرح مسلمانوں کو جہاد درست نہیں۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ بار بار اس بات پر زور دیا کہ چونکہ گورنمنٹ برطانیہ پرش انڈیا کی رعایا کی محسن ہے اس لیے مسلمانان ہند پر لازم ہے کہ نہ صرف اتنا ہی کریں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے مقابل پر بد ارادوں سے لڑیں بلکہ اپنی سچی شکر گزاری اور ہمدردی کے نونے بھی گورنمنٹ کو دکھادیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ** یعنی احسان کا بدلہ بجز احسان کے اور کچھ نہیں۔ اور یہ بات قطعی اور فیصلہ شدہ ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ مسلمانان ہند کی محسن ہے کیونکہ سکھوں کے زمانہ میں ہمارے دین اور دنیا دونوں پر مصیبتیں تھیں۔ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو دُور سے ابر و رحمت کی طرح لایا اور ان مصیبتوں سے اس گورنمنٹ کے عہدِ دولت نے ایک دم میں ہمیں چھوڑ دیا۔ پس اس گورنمنٹ کا شکر ذکرنا بد ذاتی ہے اور جو شخص ایسے احسانات دیکھ کر ہر نفاتی سے زندگی بسر کرے اور سچے دل سے شکر گزار نہ ہو تو چھ مشبہ کافر نفعت ہے۔ ہماری ایذا داری کا یہ تقاضا ہونا چاہیے کہ ہم تلے دل سے اقرار کریں کہ درحقیقت یہ گورنمنٹ ہماری محسن ہے۔ ہم اس گورنمنٹ

لے نوٹے، سر پبل گریفن کی کتاب تذکرہ ریسان پنجاب میں میرے والد صاحب کا منقول ذکر ہے۔ یاد رہے کہ میرے والد صاحب کا نام میرزا غلام مرتضیٰ اور ان کے والد کا نام میرزا علی محمد ہے۔

نوٹ ۳۔ دیکھو راجن احمد، شہادتہ القرآن، سترہ چشم تبرہ۔ آئینہ کی لائٹ اسلام جماعت البشری۔ نورانی دفتر نوٹ ۴۔ اس زمانہ میں اکثر مسلمان ستمبر نے یہ اعتراض غلط فہمی سے اسلام پر کیا ہے کہ اسلام جبراً اور تلوار کے زور سے پھیلا گیا ہے۔ مگر انہوں نے ایسے ستمبروں نے قرآن کریم کی ان تعلیموں پر غور نہیں کیا جن میں لکھا ہے کہ تم دوسری قوموں کے ظلم اور ایذا کی برداشت کر کے نرمی کے ساتھ دعوت حق کرو۔ خاص کہ مسلمانوں کے مقابل پر یہ حکم تھا کہ **وَعَلَى الَّذِينَ آمَنُوا بِالْكِتَابِ أَنْ يَمْسُوكَ الْإِسْلَامَ دُونَ مِمَّا قَدْ تَأْتَتْكُمُ الْيَدُ** یعنی جو آپس میں آئے ہیں وہ آپس میں اسلام کے ساتھ بحث کرے نہ حکمت اور نیک نیتوں کے ساتھ بحث کرے نہ کوئی اور تہذیب ہو۔ ہاں یہ سچ ہے کہ بہتر ہے اس خدا کے حال اور

۴۶۰

کے قدم ہیمنت لزوم سے ہزاروں جلاؤں سے نیچے لوہے میں وہ آزادی ملی جس کے ذریعہ سے ہم دین اور دنیا دونوں درست کر سکتے ہیں۔ پس اگر اب بھی ہم اس گورنمنٹ کے پتے خیر خواہ نہیں تو خدا کا ملے کے سامنے ہاشکرے منہ لگے۔ یہ وہ تمام باتیں ہیں جن کو میں نے مختلف کتابوں میں شائع کیا اور تکرار پر سب تک برابر میں اس خدمت کو بجا لاتا رہا مگر نہ اس خیال سے کہ کیا کاروں کی طرح گورنمنٹ کو خوش کروں بلکہ میں نے ایک اندازی کی راہ سے فی الحقیقت گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات کو ایسا ہی پایا کہ جن کے شکر میں مجھ سے اب تک یہی ہو سکا کہ میں بذریعہ ان تالیفات کے مسلمانوں کے خیالات کو درست کروں اور ان کے دل

بقیہ حاشیہ: ہر تادان مولوی اپنی حماقت سے یہی خیالی رکھتے ہیں کہ جہاد اور توار سے دین کو بچیلنا نہایت ثواب کی بات ہے اور وہ پردہ اور لٹاق سے زندگی بسر کرتے ہیں لیکن وہ ایسے خیال میں سخت غلطی پر ہیں اور ان کی غلط فہمی سے الٹی کتاب پر لازم نہیں آ سکتا۔ واقعی سچائیاں اور حقیقی صداقتیں کسی جبری محتاج نہیں ہوتیں بلکہ جبر اس بات پر دوسل ضرر ہے کہ رومانی دلائل کو رد ہیں کیا وہ خدا میں نے اپنے پاک رسول پر رومی نازل کیا کہ خاضع کلمہ حبیب اؤلو انفرم یعنی تو ایسا میرا کہ جو تمام اوفو اعزام رسولوں کے صبر کے برابر ہو۔ یعنی اگر تمام نبیوں کا صبر کوٹھا کر دیا جائے تو وہ تیرے صبر سے زیادہ نہ ہو اور پھر فرمایا کہ لا اکناع فی الدنیا یعنی دین میں جبر نہیں چاہیے اور پھر فرمایا کہ اذاعانی نبیل زینتہ بالجملة والمویظة الخشنیة وجاد لہم بالنبی یعنی احسن نے میں جیسا نبی کے ساتھ ملکت اور نیک وطنوں کے ساتھ ماحتر کر رہتی ہے۔ اور پھر فرمایا والکنا لیمین الخنظہ والعابین میں الثانی۔ یعنی مومن وہی میں جو غصہ کو کھا جاتے ہیں اور یاد وہ کو غلام فصیح لوگوں کے حلوں کو معاف کر دیتے ہیں اور بیہودگی کا بیہودگی سے جواب نہیں دیتے کیا ایسا خدا تعالیٰ سے سکتا تھا کہ اپنے دین کے منکرین کو قتل کر دو اور ان کے مل ٹوٹ لو اور ان کے گھروں کو دیران کر دو بلکہ اسوم کی ابتدائی لاندھی جو حکم الہی کے موافق تھی غرضت تھی کہ نبیوں نے ظالم از ظور سے بخوار اٹھائی وہ توار ہی سے ملے گئے اور جیسا کیا وایسا پادشایا پادشاہ کہیں ملک بے کھوار کے ساتھ منکروں کو قتل کرتے پھر وہ تو جہاں مولویوں اور نادانوں کا خیال ہے جس کی کچھ بھی اہمیت نہیں۔ اس لئے خدا نے جو راستی کا حاق ہے اور کسی صداقت کو ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ اس زمانہ میں اس عاجز کو مامور کر کے ارادہ کیا کہ جہاد کا الزام اسلام پر ہے اٹھا دے اور لوگوں کو دکھا دے کہ اسلام اپنی ترقیوں میں جبر اور توار کا ہرگز محتاج نہیں بلکہ اپنی رومانی طاقت سے دلائل پر اثر کر رہا ہے۔ اور جو نادان مولوی جہاد کے مسئلہ کا جبر زبان پر رکھتے ہیں گویا وہ چاہتے ہیں کہ اسلام کے دہیں پاک کو چار طرفہ حضراتوں کی پلیدی سے آلودہ کریں۔ یہ مغفولی ریختنی کا وقت اسلام کی بریت ظاہر کرنے کا وقت ہے اور بخدا وہ حقیقت میں بری اور نہایت اعلیٰ شان کا مذہب ہے جو ہی خدا کو پیش کرتا ہے جو حقیقت خدا ہے اور نجات کو کس

لہ: البقرة ۲۵۴، آل عمران ۱۶۱، آل عمران ۱۳۵

۱۲۰

چھاپا جائے اور پھر دس بیس نسخہ اُس کے گورنٹ میں اور باقی نسخہ جات متفرق موضع پنجاب و
ہندوستان خاص کر سرحدی ملکوں میں تقسیم کئے جائیں۔ یہ سب سہ کہ بعض خوار مسلمانوں نے
ڈاکٹر بنظر صاحب کے خیالات کا رد لکھا ہے۔ مگر یہ دوچار مسلمانوں کا رد جمہوری رد کا ہرگز
قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ بلاشبہ جمہوری رد کا اثر ایسا قوی اور پُر زور ہو گا جس سے ڈاکٹر
صاحب کی تمام غلط تحریریں خاک سے طباہی کی اور گورنٹ انگلشیہ پر بھی صاف باطنی مسلمانوں کی
اور غیر ظاہری اس رعیت کی کماحقہ کھل جائے گی اور بعض کو ہستانی جملہ کے خیالات کی اصلاح
بھی بذریعہ اسی کتاب کی وعظ اور نصیحت کے ہوتی رہے گی۔ بالآخر یہ بات بھی ظہور کرنا اہم اپنے
نفس پر واجب سمجھتے ہیں کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یمن واجب ہے مگر نظر اُن احسانات کے
کہ جو سلطنت انگلشیہ سے اس کی حکومت اور آرام بخش حکمت کے ذریعہ سے عائد خلائی پرورد
ہیں۔ سلطنت عداوت کو خداوند تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور مثل اور نعمہ الہی کے اس کا شکر
بھی ادا کریں۔ لیکن پنجاب کے مسلمان بڑے ناشکر گزار ہوں گے مگر وہ اس سلطنت کو جو
ان کے حق میں خدا کی ایک عظیم الشان رحمت ہے نعمت عظمیٰ یقین نہ کریں۔ انکو سوچنا چاہیے کہ
اس سلطنت سے پہلے وہ کس حالت پر ملالت میں تھے اور پھر کیسے امن و امان میں آ گئے۔
پس فی الحقیقت یہ سلطنت ان کے لئے ایک آسمانی برکت کا حکم کھتی ہے جس کے آنے سے
سب تکلیفیں ان کی دور ہوئیں اور ہر ایک قسم کے ظلم اور تعدی سے نجات حاصل ہوئی اور ہر ایک
ناچائز روک اور مزاحمت سے آزادی میسر آئی۔ کوئی ایسا طمع نہیں کہ جو ہم کو نیک کام کرنے
سے روک سکے یا ہماری آسائش میں خلل ڈال سکے۔ پس حقیقت میں خداوند کریم و رحیم نے
اس سلطنت کو مسلمانوں کے لئے ایک بار اُن رحمت بھیجا ہے جس سے پودہ اسلام کا پھر
اس ملک پنجاب میں سرسبز ہوتا ہوا تھا ہے اور جس کے فوائد کا اقرار حقیقت میں خدا کے
احسانوں کا اقرار ہے۔ یہی سلطنت ہے جس کی آزادی ایسی بدیہی اور مسلم العزت ہے کہ
بعض دوسرے ملکوں سے مظلوم مسلمان ہجرت کر کے اس ملک میں آنا بمل و جان پسند
کرتے ہیں۔ جس صفائی سے اس سلطنت کے خلی حمایت میں مسلمانوں کی اصلاح کے لئے

گورنٹ نے ایسا ہی نہیں اپنے سایہ بنا کے نیچے لے لیا جیسا کہ نجاشی بادشاہ نے جو کہ حیاتی تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو پناہ دی تھی۔ میں اس گورنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا جیسا کہ وہ ان لوگ خیال کرتے ہیں نہ اس کے کوئی صلہ چاہتا ہوں۔ بلکہ میں انصاف اور ایمان کے رو سے اپنا فرض دیکھتا ہوں کہ اس گورنٹ کی شکر گزاری کروں اور اپنی جماعت کو اطلاع کے لیے نصیحت کرتا رہوں۔ سو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ایسا شخص میری جماعت میں داخل نہیں رہ سکتا جو اس گورنٹ کے مقابلہ پر کوئی باغیانہ خیال دلیں رکھے۔ اور میرے نزدیک یہ سخت بد ذاتی ہے کہ جس گورنٹ کے ذریعے سے ہم ظالموں کے پچھے سے بچاتے جاتے ہیں اور اس کے زیر سایہ ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے اس کے احسان کے ہم شکر گزار نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے **هَلْ خَرَأَ الْإِحْسَانُ إِنَّ الْإِحْسَانَ لَمِنَ إِحْسَانٍ** احسان کے ہم شکر گزار نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ حدیث شریف میں بھی ہے کہ جو انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا۔ یہ تو سوچو کہ اگر تم اس گورنٹ کے سایہ سے باہر نکل جاؤ تو پھر تمہارا ٹھکانہ کدیں ہے۔ ایسی سلطنت کا بھلا نام تو جو تمہیں اپنی پناہ میں لے لے۔ ہر ایک اسلامی سلطنت تمہارے قتل کے لیے دانت پیس رہی ہے۔ کیونکہ انکی نگاہ میں تم کافر اور مرتد غریبے ہو سو تم اس خداوند نعمت کی قدر کرو اور تم یقیناً سمجھ لو کہ خدا تعالیٰ نے سلطنت انگریزی تمہاری بھائی کے لیے ہی اس ملک میں قائم کی ہے اور اگر اس سلطنت پر کوئی آفت آئے تو وہ آفت تمہیں بھی نابود کر دے گی۔ یہ مسلمان لوگ جو اس فرقہ احمدیہ کے مخالف ہیں تم ان کے علماء کے فتوے سن چکے ہو یعنی یہ کہ تم ان کے نزدیک واجب القتل ہو اور ان کی آنکھ میں ایک کٹا بھی رمل کے لائق ہے مگر تم نہیں ہو۔ تمام پنجاب اور ہندوستان کے فتوے بلکہ تمام ممالک اسلامیہ کے فتوے تمہاری نسبت یہ ہیں۔ کہ تم واجب القتل ہو اور تمہیں قتل کرنا اور تمہارا مال لوٹ لینا اور تمہاری بیویوں پر جبر کر کے اپنے نکاح میں لے آنا اور تمہاری میت کی قبروں کو تار اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دینا نہ صرف جائز بلکہ بڑا ثواب کا کام ہے۔ سو یہی انگریز ہیں جن کو لوگ کافر کہتے ہیں جو تمہیں ان خونخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں اور ان کی قواد کے خوف سے تم قتل کئے جاتے ہو۔ چہ بچے ہو۔ نہ دلا کسی اور سلطنت کے زیر سایہ رہ کر دیکھ لو کہ تم سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ سو انگریزی سلطنت تمہارے لیے ایک رحمت ہے، تمہارے لیے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری سہولت ہے۔ پس تم دل و جان سے اس سہولت کی قدر کرو اور تمہارے مخالف جو مسلمان ہیں ہزار بار دہراؤ کہ ان سے انگریز ستریں کیونکہ وہ تمہیں واجب القتل نہیں سمجھتے۔ وہ تمہیں بے عزت کرنا نہیں چاہتے کچھ بدعت دار نہیں گذرے کہ ایک پادری نے کشان دھمکس کی عدالت میں میرے پر اقدام قتل کا مقدمہ کیا تھا۔ ان آنحضرت اور نصف خراج دینی گذشتہ نے معلوم کر لیا کہ وہ مقدمہ سراسر جھوٹا اور بناواں ہے اس لیے مجھے عدالت کے ساتھ

خاندان میں دستیاب ہو سکتی ہوگی۔ بعد اس کے گورنمنٹ انگریزی کا زمانہ آیا۔ یہ زمانہ نہایت پُر امن ہے۔ سوریج تو یہ ہے کہ مگر ہم خاصہ قوم کی عملداری کے دنوں کو امن عامہ اور آسائش کے لحاظ سے انگریزی عملداری کی راتوں سے بھی برابر قرار دیں تو یہ بھی ایک ظلم اور غیوت واقعہ ہوگا یہ زمانہ مدخلی اور جملنی برکات کا مجموعہ ہے۔ اور آنے والی برکتیں اس کی ابتدائی بہاد سے ظاہر ہیں۔ ہاں یہ زمانہ ایک عجیب جانور کی طرح کئی منہ رکھتا ہے۔ بعض منہ تو حقیقی خدا شناسی اور راستبازی کے برصاف ہونے کی وجہ سے خوفناک ہیں۔ اور بعض منہ بہت بابرکت اور راستبازی کے مؤید ہیں۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ انگریزی حکومت نے انواع و اقسام کے علوم کو اس ملک میں بہت ترقی دی ہے۔ اور کتابوں کے چھاپنے اور شائع کرنے کے لئے ایسے ہسل اور آسحق طریق نکل آئے ہیں کہ زمانہ گذشتہ میں ان کی کہیں نظیر نہیں ملتی۔ اور جو ہزار نامحفی کتب خانے اس ملک میں تھے وہ بھی ظاہر ہو گئے۔ اور تھوڑے ہی دنوں میں علمی رنگ میں زمانہ ایسا بدل گیا کہ گویا ایک نئی قوم پیدا ہو گئی۔ یہ سب کچھ ہوا مگر عملی حالتیں دن بدن کا عدم ہوتی گئیں۔ اور اندہ ہی اندہ دہریت کا پودا بڑھنے لگا۔ گورنمنٹ انگریزی کے احسان میں کچھ شک نہیں۔ اس قدر اپنی رعایا کو احسان پہنچایا اور معدلت گستری کی اور جا بجا امن قائم کیا کہ اس کی نظیر دوسری گورنمنٹوں میں تلاش کرنا عبث ہے مگر وہ آزادی جو امن کا دائرہ پورا وسیع کرنے کے لئے رعایا کو دی گئی وہ اکثر لوگوں کو ہضم نہیں ہو سکی اور اس کے عوض میں جو خدا اور اس گورنمنٹ کا شکر بجا لانا چاہیے تھا بجائے اس شکر کے اکثر دلوں میں اس قدر غفلت اور دنیا پرستی اور دنیا طلبی اور لاپرواہی بڑھ گئی کہ گویا سمجھا گیا کہ دنیا ہی ہمارے لئے ہمیشہ رہنے کا مقام ہے اور گویا کہ ہم پر کسی بھی احسان نہیں اور نہ کسی کی حکومت ہے اور جیسا کہ دستور ہے کہ اکثر گناہ امن کی حالت میں ہی پیدا ہوتے ہیں۔

سولہ سیر

۲۳

طور سے جوڑے سکتا ہو کہ گویا وہ موجود ہے۔ کیا پھر سال کی میعاد بیان کرنا اور حید کے دوسرے دن کا پتہ دینا اور صورتِ موت بیان کر دینا یہ خدا سے ہونا محال ہے؟ اگر خدا سے محال ہے تو ان قیدیوں کے ساتھ انسان کی اپنی پیشگوئی کیونکر ممکن ہو۔ کیا دور دراز عرصہ سے ایسی صحیح خبریں دینا انسان کا کام ہے؟ اگر ہے تو اسکی کیا ممکن تھی نظیر پیش کو۔ گورنٹ کو یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس ملک میں اور اسکے زمانہ بادشاہت میں خدا اپنے بندوں سے وہ ملحق پیدا کر رہا ہو کہ جو قہقروں اور کہانیوں کے طور پر کتابوں میں لکھا ہوا ہو۔ اس ملک پر یہ رحمت ہے کہ آسمان زمین سے نزدیک ہو گیا ہو۔ ورنہ دوسرے ملکوں میں اسکی نظیر نہیں!

یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ مختلف مقامات پنجاب سے کئی خط میرے پاس پہنچے ہیں جنہیں بعض آریہ صاحبوں کے جو شوق اور نامناسب منصوبوں کا تذکرہ ہے۔ میرے پاس وہ خط بجا غلط موجود ہیں۔ اور اس جگہ کے بعض آریہ کو میں نے وہ خط دکھلا دیئے ہیں۔ چنانچہ ایک خط جو گجرانوالہ سے ایک معزز اور رئیس کا مجھ کو پہنچا ہے۔ اس کا مضمون یہ ہے کہ اس جگہ دو دن تک جلسہ ماتم لیکر ہم ہوتا رہا اور قاضی کے گرفتار کنندہ کے لئے ہزار روپیہ انعام قرار پایا ہے اور وہ سوائے اس کے لئے جو نشان دہی کرے اور غار جاسٹا گیا ہے کہ ایک خفیہ انجمن آپ کے قتل کے لئے منعقد ہوئی ہے۔ اور اس انجمن کے ممبر قریب قریب شہروں کے لوگ (جیسے لاہور، امرتسر، بنالہ اور خاص گوجرانوالہ کے ہیں) منتخب ہوئے ہیں۔ اور تجویز ہے کہ بیس ہزار روپیہ چندہ ہو کہ کسی شریطاع کو اس کام کیلئے مامور کریں تا وہ موقعہ پا کر قتل کر دے۔ چنانچہ دو ہزار روپیہ تک چندہ کا بندوبست ہو بھی گیا ہے۔ باقی دوسرے شہروں اور دیہات سے وصول کیا جائیگا۔ پھر بعد اس کے

یہی خبر اجماعاً پرسیہ اخبار میں بھی لکھی ہے۔ منہ

بہاؤی احمدیہ کا وہ الہام نہیں یا جیسے انی متوقیہ کہ سوترہ برس سے شائع ہو چکا ہے اسکے اس وقت خوب سے لکھے یعنی الہام حضرت محمدؐ کے اس وقت بطور تسلی ہوا تھا جب یہود انکے مصلوب کئے گئے اور کشت کر دیے تھے۔ اور اب جگہ جگہ یہود ہنود کو کشت کر رہے ہیں اور الہام کے یہ منہ ہیں کہ میں تمھاری ذلیل اور لعنتی قوموں سے بھاؤں گا۔ دیکھو سو جاتو نے جیسا کہ نام اس عاجز پر کیے چسپاں کر دیا ہے۔ منہ

۲۱

یہ کیسا نادر ہے یہی قیامت کی نشانیاں ہیں۔ اگر یہ مولوی صاحب پہلے ہمارے مخالفوں کو اسلام پر حملہ کرنے سے روکتے ہیں کی کتابیں اور رسالے اور اخباریں شائع ہونے سے بند کر دیتے اور پھر ہمیں بھی بند کرنے کے لیے کہتے یا بالفاظِ ان سے بھی بند کرنے کا وعدہ دے لیتے تو ایک بات بھی مگر یہ کس قسم کا حکم ہے کہ ہم تو پانچ چھ سال تک جب تک گورنمنٹ قانون پاس نہ کرے مخالفوں کی گالیاں اور جھوٹے الزام سن کر ان کے ذہن پر ناگ اثر نہ رکھنے کے لیے مجاہد نہ ہوں مگر وہ لوگ جو چاہیں سو کریں۔

پھر جس حالت میں ہماری کتابوں میں صرف واقعات صحیحہ کا بیان ہے اور تمام مخالفوں کی کتابیں بیجا افتراءوں سے بھری ہوئی ہیں تو کیا ہماری کتابوں کو شائع ہونے سے روک اور ان کی کتابوں کے شائع ہونے پر راضی نہ ہو کر کسی سے مسلمان کا کام ہے۔ اگر مولوی صاحب اردوں اور پلوہوں کے مکمل ہیں کہ ہماری کتابوں پر کوئی نکتہ چینی کریں اور کوئی افتراء ثابت کرنا چاہیں تو ہرگز انکو میسٹر نہ ہو گا مگر ہم آریں لوہہ بادیوں کے صدمہ افتراء ثابت کرتے ہیں۔

اب حاصل کلام یہ کہ اس طرح پر مولوی صاحب موصوف نے ہماری اس کارروائی کو برباد کیا۔ لوگ اس انتظار میں ہوں گے کہ مولوی صاحب کچھ کام کر رہے ہیں۔ مگر مولوی صاحب کا مطلب صرف دین کو نقصان پہنچانا تھا اور ہمارے کام میں حرج نہ آنا تھا۔ ان کو ہماری کتابوں کے تلف کرنے کی کیوں فکر ہو گئی اور مخالفوں کی وہ گردنہ کتابیں ان کو بھول گئیں جو گاموں اور ہمتوں سے بھری ہوئی ہیں۔ یہ تو ظاہر تھا کہ قانون پاس ہونے سے ایسے لوگوں کی کتابیں خود ردی ہو جائیں گی جو خلاف واقعہ باتوں پر مسل ہوئی اور ان کی اشاعت ایک جرم میں داخل ہوگی۔ انہیں اخراج کے لیے تو قانون کی حاجت تھی۔ فرض مولوی محمد حسین صاحب کی حقیقت معلوم ہو گئی۔ ان سے یہ کام ہونا ممکن نہیں اگر ان میں ایک فذہ اسلام کی خیر خواہی باقی ہے تو چاہیے کہ اپنا استعفاء اسی طرح شائع کریں جس طرح ہم نے شائع کیا تھا اور خدا تعالیٰ سے اس گناہ کی معافی چاہیں جو حق فصول گوئی سے چلتے کام کو روک دیا اور ہم یہ وعدہ نہیں کرتے کہ ضرور قانون کو پاس کرادیں گے۔ یہ امر تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، لیکن ہم مولوی صاحب کی طرح فادرغ نہیں بیٹھیں گے اور جہاں تک بشری طاقت ہے اس کام کے لیے کوشش کریں گے۔

اب اسے بجائیو ایک درس کام ہے جو میں شروع کرنا چاہتا ہوں۔ آپ لوگ یقیناً سمجھیں کہ سرکار انگریزی اس درخت کی طرح ہے جو پھلوں سے لدا ہوا ہو۔ اور ہر ایک شخص جو میوہ چینی کے قواصک رکھتا ہے اس درخت کی طرف ہاتھ بٹا کر رہے تو کوئی ناکوئی پھل اس کے ہاتھ میں آ جاتا ہے۔ ہماری ہمتی مرادیں ہیں جن کا مریض اور دار خدا سے تعالیٰ نے اس گورنمنٹ کو بنا دیا ہے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ رفتہ رفتہ ساری مرادیں اس مریدان گورنمنٹ سے ہمیں حاصل ہوں۔ مگر اس مقصد کے بعد جو دفعہ ۲۹ کی

جائے گی۔

اور سر پیل گمر فن صاحب نے اپنی کتاب تاریخ دیہان پنجاب میں ہمارے خاندان کا ذکر کر کے میرے بھائی مرزا غلام قادی کی خدمات کا خاص کر کے ذکر کیا ہے جو ان سے تھو کے پل پر باغیس کی سرزشت کے لیے ظہور میں آئیں۔

ان تمام تحریکات سے شائبہ ہے کہ میرے والد صاحب اور میرا خاندان ابتداء سے سرکارا انگریزی کے بدل و جان ہوا خواہ اور وفادار رہے ہیں اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے معزز افسروں نے مان لیا ہے کہ یہ خاندان کمال درجہ پر خیر خواہ سرکارا انگریزی ہے۔ اور اس بات کے یاد دلانے کی ضرورت نہیں کہ میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ ان گمری نشین دیہان میں سے تھے کہ جو ہمیشہ گورنری اور باریس عزت کے ساتھ جڑے جاتے تھے اور تمام زندگی ان کی گورنمنٹ عالیہ کی خیر خواہی میں بسر ہوئی۔

(۲) دوسرا امر قابل گزارش یہ ہے کہ میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو تقریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگریزی کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں جو ان کو دی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔ اور اس ارادہ اور قصد کی اول وجہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بصیرت بخشی اور اپنے پاس سے مجھے ہدایت فرمائی کہ میں ان دشمنانہ خیالات کو سخت نفرت اور بیزاری سے دیکھوں جو بعض نادان مسلمانوں کے دلوں میں مٹی تھے جن کی وجہ سے وہ نہایت بیوقوفی سے اپنی گورنمنٹ محسنہ کے ساتھ ایسے طور سے صاف دل اور پتے خیر خواہ نہیں ہو سکتے تھے جو صاف دلی اور خیر خواہی کی شرط ہے بلکہ بعض جاہل ملاؤں کے درغلانے کی وجہ سے شرائط اطاعت اور وفاداری کا پورا جوش نہیں رکھتے تھے۔ سو میں نے کسی بناوٹ اور دیاکاری سے بلکہ محض اس اعتقاد کی تحریک سے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے دل میں ہے بڑے زور سے بار بار اس بات کو مسلمانوں میں پھیلا دیا ہے کہ ان کو گورنمنٹ برطانیہ کی جو حقیقت ان کی محسوس ہے سچی اطاعت اختیار کرنی چاہیے اور وفاداری کے ساتھ اس کی شکر گزاری کرنی چاہیے درہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہوں گے اور اس دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں پر میری تحریکوں کا بہت ہی اثر ہوا ہے اور لاکھوں انسانوں میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔

اور میں نے نہ صرف اسی تدبیر کا کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگریزی کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا بلکہ بہت سی نکلیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کر کے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا کہ ہم لوگ نیز کمراسن اور آرام اور آزادی سے گورنمنٹ انگریزی کے سایہ عاطفت میں زندگی بسر کر رہے

ہیں اور ایسی کتابوں کے چھاپنے اور شائع کرنے میں ہزار ہا روپیہ خرچ کیا گیا۔ مگر بائیں ہمد میری طبیعت نے کبھی نہیں چاہا کہ ان سوا تر خدمات کا اپنے حکام کے پاس ذکر بھی کروں کیونکہ میں نے کسی صلہ اور تعلیم کی خواہش سے نہیں بلکہ ایک حق بات کو ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھا اور درحقیقت وجود سلطنت انگلشیہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لیے ایک نعمت تھی جو مدت دراز کی تکلیفات کے بعد ہم کو ملی اس لیے ہمارا فرض تھا کہ اس نعمت کا بار بار اظہار کریں۔ ہمارا خاندان سکھوں کے آیام میں ایک سخت غلاب میں تھا اور نہ صرف یہی تھا کہ انہوں نے ظلم سے ہماری ریاست کو تباہ کیا اور ہمارے عدا دیات اپنے قبضہ میں کئے بلکہ ہماری اور تمام پنجاب کے مسلمانوں کی دینی آزادی کو بھی روک دیا ایک مسلمان کو باگ نماز پر بھی مارے جانے کا اندیشہ تھا چہ جائیکہ اور رسوم عبادت آزادی سے بھلا سکتے ہیں یہ اس گورنمنٹ محسنہ کا ہی احسان تھا کہ ہم نے اس جتنے ہوئے طور سے خلاسی پائی اور خدا تعالیٰ نے ایک اہر رحمت کی طرح اس گورنمنٹ کو ہمارے آرام کے لیے صبح دیا پھر کس قدر بد ذاتی ہوگی کہ ہم اس نعمت کا فکر بجان نہ لیں۔ اس نعمت کی عظمت تو ہمارے دل اور جان اور رگ وریشہ میں متغوش ہے اور ہمارے بزرگ ہمیشہ اس راہ میں اپنی جان دینے کے لیے تیار رہے۔ پھر نوحہ و انتدیکہ مگر کن ہے کہ ہم اپنے دلوں میں مفسدانہ ارادے رکھیں۔ ہمارے پاس تو وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ سے ہم اس آرام اور راحت کا ذکر کر سکیں جو اس گورنمنٹ سے ہم کو حاصل ہوئی۔ ہماری تو یہی دعا ہے کہ خدا اس گورنمنٹ محسنہ کو جزا خیر دے اور اس سے نیکی کرے جیسا کہ اس نے ہم سے نیکی کی یہی وجہ ہے کہ میرا باپ اور میرا بھائی اور خود میں بھی رُوح کے جوش سے اس بات میں مصروف رہے کہ اس گورنمنٹ کے فوائد اور احسانات کو عام لوگوں پر ظاہر کریں اور اس کی اطاعت کی فرضیت کو دلوں میں جمادیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں اٹھارہ برس سے ایسی کتابوں کی تالیف میں مشغول ہوں کہ جو مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی محبت اور اطاعت کی طرف مائل کر دے ہیں گو اکثر جاہل مولوی ہماری اس طرز اور رفتار اور ان نیالات سے سخت ناراض ہیں اور اندر ہی اندر جتنے اور دانت پیتے ہیں مگر میں جانتا ہوں کہ وہ اسلام کی اس اخلاقی تعلیم سے بھی بے خبر ہیں جس میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص انسان کا شکر نہ کرے وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا یعنی اپنے عمن کا شکر کرنا ایسا فرض ہے جیسا کہ خدا کا۔ یہ تو ہمارا عقیدہ ہے مگر انہوں نے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس لیے سلسلہ اٹھارہ برس کی تالیفات کو جن میں بہت سی بزرگوار تقریریں اطاعت گورنمنٹ کے بارے میں ہیں کبھی ہماری گورنمنٹ محسنہ نے توجہ سے نہیں دیکھا اور کئی مرتبہ میں نے یاد دلایا مگر اُس کا اثر محسوس نہیں ہوا۔ لہذا میں پھر یاد دلاتا ہوں کہ مفصل ذیل کتابوں اور اشتہاروں کو تو جیسے دیکھا جاتے اور وہ مقامات پڑھے جائیں جن کے منبر صفحات میں نے ذیل میں لکھ دیئے ہیں۔

۱۵۶

ہمیشہ دلانے والے مسائل جو عقل کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں
پھر کوئی ممکن تھا کہ میں اس سلطنت کا بیخود ہوتا یا کوئی نابھار باغیانہ منصوبے اپنی جہالت
میں پھیلاتا جبکہ میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا۔ اور اپنے
مریدوں میں یہی چاہتیں جاری کرتا رہا۔ تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہلاکتوں کے بغضات
کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کروں۔ مگر ان کے میں جاننا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے
خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس
سلطنت کے زیر سایہ ہیں حاصل ہے نہ یہ امن مگر محفوظ میں مل سکتا ہے نہ دیر میں۔ اور
نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔ پھر میں خود اپنے آرام کا دشمن ہوں۔ اگر اس
سلطنت کے بارے میں کوئی باغیانہ منصوبہ بدل میں مخفی رکھوں اور جو لوگ مسلمانوں میں
ایسے بد خیال جہاد اور بغاوت کے دلوں میں مخفی رکھتے ہوں میں انکو سخت نڈان اور بدست
خاکم سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ہم اس بات کو گواہ ہیں کہ اگر اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے
امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔ تم چاہو دل میں مجھے کچھ کہو۔ گالیوں نکالو۔ یا چلے کیلے کانفر
کافتوی لکھو۔ مگر میرا اصل یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے جس میں بغاوت کے خیالات رکھنا۔ یا
ایسے خیالوں سے بغاوت کا احتمال ہو سکے بخت بد ذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔ بہتر سے
ایسے مسلمان ہیں جن کے دل کبھی صاف نہیں ہوں گے جب تک ان کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ خودی جہادی
اور خودی مسیح کی حدیثیں تمام افسانہ اور کہانیاں ہیں۔

دے مسلمانو! اپنے دین کی ہمدردی تو اختیار کرو مگر تہی ہمدردی۔ کیا اس متعینیت کے
زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر ہے کہ ہم تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہیں کیا جبر کرنا انا خود
اور تعدی سے اپنے دین میں داخل کرنا اس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ دین خدا تعالیٰ کی
طرف سے ہے؟ خدا سے ڈرو اور یہ یہودہ الزام دین اسلام پر مت لگاؤ مگر اس نیک جہاد کا
مسئلہ رکھا ہے اور ذمہ دہی اپنے مذہب میں داخل کرنا اس کی تعلیم ہے۔ محاذ اشد ہرگز

۲۸

۱۴۴

طیہ السلام کے بدن کو توڑا تھا اور زخمی کیا تھا۔ مگر جس وقت حضرت مسیح کا بدن صلیب کی کیوں سے توڑا گیا۔ اس زخم اور شکست کے لئے تو خدا نے ہم میں عیسیٰ طیار کر دی تھی۔ جس سے چند ہفتوں میں ہی حضرت عیسیٰ شفا پا کر اس ظالم ملک سے ہجرت کر کے کشمیر جنت نظر کی طرف چلے آئے۔ لیکن اس صلیب کوڑنا جو اس پاک بدن کے عوض میں توڑا جا چکا تھا۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ذکر ہے۔ ایسا نہیں ہے جیسا کہ مسیح کا مبارک بدن صلیب پر توڑ گیا۔ جو آخر میں چھینے کے استعمال سے اچھا ہو گیا۔ بلکہ اسکے لئے کوئی بھی مردہ نہیں جب تک کہ عدالت کا دن آئے۔ یہ خدا کا کام ہے جو اس نے اپنا ارادہ اس نہایت عاجز بندہ کے ذریعہ سے پورا کیا۔ مگر اس بات کو یاد رکھنا چاہیے کہ بخاری کی یہ حدیث کہ مسیح آئے گا۔ اور صلیب کو توڑے گا۔ وہ سننے نہیں رکھتے جو ہمارے قابل رحم ملحدوں میں گرتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اپنی کوتاہ اندیشی سے یہ سمجھا ہوا ہے کہ مسیح دنیا میں آکر ایک بڑے مہاد کا دروازہ کھولے گا۔ اور محمد مہدی غلیفہ سے ملکر دین پھیلانے کے لئے اڑائیاں کرے گا۔ اور تلوار اٹھائے گا اور ایک بڑی خوریزی ہوگی جو دنیا کے ابتداء سے اس وقت تک کبھی نہیں ہوئی ہوگی۔ اور یہاں تک خوریزی کرے گا جو زمین کو خون سے بھر دیگا۔ سو یاد ہے کہ یہ عقیدہ سراسر باطل ہے بلکہ وہ حق محض جو خدا نے ہمیں بچایا ہے یہ ہے کہ مسیح جس کا دوسرا نام مہدی ہے دنیا کی بادشاہت سے ہرگز حصہ نہیں پائے گا۔ بلکہ اس کے لئے آسمانی بادشاہت ہوگی۔ اور یہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح حکم جوڑے گا۔ اور وہ اسلام کے تمام فرقوں پر حاکم عام ہوگا جس کا ترجمہ انگریزی میں گورنر جنرل ہے۔ سو یہ گورنری اس کی زمین کی نہیں ہوگی۔ بلکہ ضرور ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کی طرح طریت اور خاکساری سے آوے سو ایسا ہی وہ ظاہر ہوا۔ تا وہ سب باتیں پوری ہیں جو صحیح بخاری میں ہیں کہ یضیع الحرب یعنی وہ مذہبی جنگوں کے موقوف کر دیا اور اس کا زمانہ امن اور صلح کاری کا ہوگا جیسا کہ یہ بھی لکھا ہے کہ اس کے زمانہ میں

۱۹

۱۲۵

شیر اور بکری ایک گھاٹ سے پانی پئیں گے اور سانپوں سے بچے کھیلیں گے۔ اور مجھ پر پئے اپنے گلاب سے باز آئیں گے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ایک ایسی سلطنت کے زیر سایہ پیدا ہوگا جس کا کام انصاف اور عدل گسٹری ہوگا۔ سو ان حدیثوں سے صریح اور کھلے طور پر انگریزی سلطنت کی تعریف ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ مسیح اسی سلطنت کے ماتحت پیدا ہوا ہے اور یہی سلطنت ہے جو اپنے انصاف سے سانپوں کو بچوں کے ساتھ ایک جگہ جمع کر رہی ہے اور ایسا امن ہے کہ کوئی کسی پر ظلم نہیں کر سکتا۔ اس لئے مجھ کو میں مسیح موعود ہیں زمین کی بادشاہت سے کچھ تعلق نہیں بلکہ ضرور تھا کہ میں غربت اور مسکین سے آتا۔ ماس اعتراض کو دنیا پر سے اٹھا دیتا کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے نہ آسمانی نشانوں سے۔ کیونکہ مسیح موعود کا آنا عیسائی خیالات کی شکست کے لئے تھا۔ پھر جبکہ مسیح نے خود ہی جبر کرنا شروع کیا اور تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنے لگا اور ایسی تعلیم دینے لگا تو اس صورت میں وہ عیسائیوں کے ان اعتراضات کو اور پختہ کر گیا جو بھاد کے بارے میں اسلام کی نسبت وہ رکھتے ہیں۔ نہ یہ کہ انکو دور کرنے لگا۔ اس لئے خدا کے چنے مسیح اور مہدی کے لئے ضروری ہے کہ آسمانی نشانوں کے ساتھ دین کو پھیلاوے۔ تا وہ لوگ شرمندہ ہوں جنہوں نے خدا کے دین اسلام پر ناقص جھوٹے الزام لگائے۔ سو اسی وجہ سے میں نشانوں کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اور ایک بڑا بھاری مجرمہ میا ہے کہ میں نے جتنی بری ہی باتوں کے ذریعے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کر دیا ہے اور انکی جلنے وفات اور قبر کا پتہ دیدیا ہے۔ چنانچہ جو شخص میری کتاب مسیح ہندوستان میں اول سے آخر تک پڑھے گا۔ گو وہ مسلمان ہو یا عیسائی یا یہودی یا آریہ ممکن نہیں کہ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد اس بات کا وہ قائل نہ ہو جائے کہ مسیح کے آسمان پر جانے کا خیالی انہو اور جھوٹ اور افتراء ہے۔ غرض یہ ثبوت نظری حد تک محدود نہیں بلکہ نہایت صاف اور اچھے بدیہیات ہے جس سے انکار کرنا نہ صرف بعید از انصاف بلکہ انسانی حیلے سے دور ہے۔

۱۲

لیکچر لہ صیانہ

۲۴۱

اس مقدمہ میں میری مخالفت میں سارا زور لگایا گیا۔ اللہ یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ بس اب اس سلسلہ کا خاتمہ ہے۔ اللہ حقیقت میں اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ سلسلہ نہ ہوتا اور نہ ہی اس کی تائید نہ نصرت کیلئے کھڑا نہ ہوتا تو اس کے ٹٹنے میں کوئی شک و شبہ ہی نہ رہا تھا۔ ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کم دین کی حمایت کی گئی۔ اللہ ہر طرح سے اس کو مدد دی گئی۔ پہلے تک کہ اس مقدمہ میں بعض نے مولوی کہلا کر سرے نفعت کو گواہیاں دیں جو سر امر خلاف تھیں۔ اللہ یہاں تک بیان کیا کہ زانی ہو۔ غاصق ہو۔ ناجوہر ہو پھر بھی وہ متقی ہوتا ہے۔ یہ مقدمہ ایک لمبے عرصہ تک ہوتا رہا۔ اس اثنا میں بہت سے نشانات ظاہر ہوئے۔ آخر جسطرے نے جو ہندو تھا مجھ پر ہاتھ پٹا دہیہ جہانہ کر دیا۔ مگر خدا تعالیٰ نے پہلے سے یہ اطلاع دی ہوئی تھی۔

عدالت عالیہ نے اسکو بری کر دیا۔

اس نے جب وہ اپیل ڈویژنل بیج کے سامنے پیش ہوا تو خدا داد فراموشی انہیں نے خدا ہی مقدمہ کی حقیقت کو سمجھ لیا۔ اللہ قہر دیا کہ کرم دین کے حق میں میں نے جو کچھ لکھا تھا وہ بالکل درست تھا یعنی مجھے اس کے لکھنے کا حق حاصل تھا۔ چنانچہ اس نے جو فیصلہ لکھا ہے وہ شائع ہو چکا ہے۔ آخر اس نے مجھے بری ٹھہرایا اور جہانہ دہیہ کیا۔ اللہ ابتدائی عدالت کو بھی مناسب تنبیہ کی کہ کیوں اتنی دیر تک یہ مقدمہ دکھا گیا۔

غرض جب کوئی موقع میرے مخالفوں کو ملا کہ انہوں نے میرے کل بیٹھ چک کر نے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا۔ اللہ کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ مگر خدا تعالیٰ نے جس نے اپنے فضل سے مجھے ہر آگ سے بچایا اسی طرح جس طرح پردہ اپنے دھولوں کو بچاتا آیا ہے۔ میں ان واقعات کو مد نظر رکھ کر بڑے انداز سے کہتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ، مہر آب اس روی گورنمنٹ سے بہتر ہے جس کے زمانہ میں سیاح کو دکھ دیا گیا۔ پیلاٹوں کو گند جس کے بعد پہلے مقدمہ پیش ہوا وہ دراصل سیاح کا مرید تھا۔ اللہ اس کی بڑی بھی مرید تھی۔ اس وجہ سے اس نے

۲۴۲

سیر کے خون سے ہاتھ دھوئے مگر باوجود اس کے کہ وہ مرد تھا اور نہ تھا اس نے اس
جرات سے کام نہ لیا جو کپتان دھس نے دکھائی۔ وہاں بھی سیرج بے گناہ تھا اور یہاں
بھی میں بے گناہ تھا۔

میں کچھ کہتا ہوں اور تجربہ سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو حق کے لئے
ایک جرات دی ہے۔ پس میں اس جگہ پر مسلمانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان پر فرض ہے کہ
وہ سچے دل سے گورنمنٹ کی اطاعت کریں۔

یہ تجویز یاد رکھو کہ جو شخص اپنے محسن انسان کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ خدا تعالیٰ
کا شکر کر بھی نہیں کر سکتا جس قدر آسمانیں اور آدھام اس دماغ میں حاصل ہے اسکی نظیر
نہیں ملتی۔ ریل۔ تار۔ ٹرانسمیٹ۔ پولیس وغیرہ کے انتظام دیکھو کہ کس قدر فائدہ پہنچتے
ہیں۔ آج سے ساٹھ ستر برس پہلے بناؤ کیا ایسا آدھام اور آسانی تھی؟ پھر خود ہی انصاف
کو وجہ ہم پر ہزاروں احسان ہیں تو ہم کیونکر شکر نہ کریں۔ اکثر مسلمان مجھ پر حملہ
کرتے ہیں کہ تمہارے سلسلہ میں یہ عجیب ہے کہ تم جہاد کو موقوف کرتے ہو۔ انہوں
ہے کہ وہ نادان اس کی حقیقت سے محض ناواقف ہیں وہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو بدنام کرتے ہیں۔ آپ نے کبھی اشاعت مذہب کے لئے تلوار نہیں اٹھائی۔

جب آپ پر اور آپ کی جماعت پر مخالفوں کے ظلم انتہا تک پہنچ گئے اور آپ کے
محسن خدام میں سے مردوں اور عورتوں کو شہید کر دیا گیا اور پھر دینہ تک آپ کا تعاقب
کیا گیا اس وقت مقابلہ کا حکم ملا۔ آپ نے تلوار نہیں اٹھائی مگر دشمنوں نے تلوار اٹھائی
بعض اوقات آپ کو ظالم طبع کفار نے سر سے پاؤں تک غصے آلود کر دیا تھا۔ مگر آپ نے
مقابلہ نہیں کیا۔ خوب یاد رکھو کہ اگر کوہ اسلام کا فرض ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مکہ میں اٹھتے۔ مگر نہیں وہ تلوار جس کا ذکر ہے وہ اس وقت اٹھی جب موزی کفار نے
دینہ تک تعاقب کیا اس وقت مخالفین کے ہاتھ میں تلوار تھی مگر آپ تلوار نہیں ہے۔ اور

گورنمنٹ کی توجہ کے لائق

یہ عاجز صامت اور مختصر لفظوں میں گزارش کرتا ہوں کہ باعزت اسکے کہ گورنمنٹ انگریزی کے ساتھ میرے والد بزرگوار میرزا غلام محمد علی مرحوم کے وقت سے آج تک اس نادان کے شامل حال ہیں اس لئے نہ کسی تکلف سے بلکہ میرے رنگ و ریشہ میں شکر گذاری اس محترم گورنمنٹ کی سہلی ہوئی ہو میرے والد مرحوم کی سوانح میں یہ وہ خدمات کی طرح الگ ہو نہیں سکتیں جو وہ غلوں میں سے اس گورنمنٹ کی غیر خواہی میں بجالائے۔ انہوں نے اپنی حیثیت اور قدرت کے موافق ہمیشہ گورنمنٹ کی خدمت گزار میں اس کی مختلف حالتوں اور ضرورتوں کے وقت وہ صدق اور وفاداری دکھلائی کہ جیسا انسان سچے دل اور نہ دل سے کسی کا غیر خواہ نہ ہو ہرگز دکھلا نہیں سکتا میں سستا ہی کے مفید میں جبکہ بے قیصر لوگوں نے اپنی محسن گورنمنٹ کا مقابلہ کے ملک میں شور ڈال دیا تب میرے والد بزرگوار نے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر کے اور پچاس سوار بہم پہنچا کر گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کئے اور پھر ایک فہرہ چودہ سوار خدمت گزار کی اور انھیں مخلصانہ خدمات کی وجہ سے وہ اس گورنمنٹ میں ہر دلعزیز ہو گئے چنانچہ جناب گورنر جنرل کے دربار میں عزت کے ساتھ انکو کرسی ملتی تھی اور ہر ایک درجہ کے حکام انگریزی بڑی عزت اور دلجوئی سے پیش آتے تھے انھوں نے میرے بھائی کو صرف گورنمنٹ کی خدمت گزار کی کے لئے بعض لڑائیوں پر بھیجا اور ہر ایک باب میں گورنمنٹ کی خوشنودی حاصل کی اور اپنی تمام عمر نیک ندامی کے ساتھ بسر کر کے اس ناپائدار دنیا سے گزر گئے بعد اسکے اس عاجز کا بڑا بھائی میرزا غلام قادر جس قدر مدت تک زندہ رہا اس نے بھی اپنے والد مرحوم کے قدم پر قدم مارا اور گورنمنٹ کی مخلصانہ خدمت میں بادل و جان مصروف رہا پھر وہ بھی اس مسافر خانہ سے گذر گیا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اب بھی بہت سے حکام انگریز بقید حیات ہونے کے جموں میں میرے والد صاحب کو دیکھا اور انکی مخلصانہ خدمات کو کچھ خود مشاہدہ کیا ہے۔

۲۵۵

۱۲ کہ انگلستان کو رحم ادا من کے ساتھ انسان پرستی سے پاک کر دیا جائے۔ تا فرشتوں کی رُو میں بھی بول اُٹھیں۔ کہ اے موعودہ صدیقہ تجھے آسمان سے بھی مبارکباد جیسا کہ زمین سے !!

یہ دُعا گو کہ جو دنیا میں عیسیٰ مسیح کے نام سے آیا ہے۔ اسی طرح و جود ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور اس کے زمانہ سے فخر کرتا ہے۔ جیسا کہ سید الکونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوشیروان عادل کے زمانہ سے فخر کیا تھا۔ سو اگرچہ جلسہ جوبلی کی مبارک تقریب پر ہر ایک شخص پر واجب ہے کہ ملکہ معظمہ کے احسانات کو یاد کر کے مخلصانہ دُعاؤں کے ساتھ مبارکباد دے۔ اور حضور قیصرہ ہند و انگلستان میں شکر گزاری کا ہدیہ گزرانے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ میرے لئے خدا نے پسند کیا کہ میں آسمانی کارروائی کے لئے ملکہ معظمہ کی پُر امن حکومت کی پناہ لوں۔ سو خدا نے مجھے ایسے وقت میں اور ایسے ملک میں مامور کیا۔ جس جگہ انسانوں کی آبرو اور مال اور جان کی حفاظت کے لئے حضرت قیصرہ مبارکہ کا عہد سلطنت ایک فولادی قلعہ کی تاثیر رکھتا ہے۔ جس امن کے ساتھ میں نے اس ملک میں بُود و باش کر کے سچائی کو پھیلایا۔ اس کا شکر کرنا میرے پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ اور اگرچہ میں نے اس شکر گزاری کے لئے بہت سی کتابیں اُردو اور عربی اور فارسی میں تالیف کر کے ادران میں جناب ملکہ معظمہ کے تمام احسانات کو جو برٹش انڈیا کے مسلمانوں کے شامل حال ہیں اسلامی دنیا میں پھیلانی ہیں۔ اور ہر ایک مسلمان کو سچی اطاعت اور فرمانبرداری کی ترغیب دی ہے۔ لیکن میرے لئے ضروری تھا کہ یہ تمام کارنامہ اپنا جناب ملکہ معظمہ کے حضور میں بھی پہنچاؤں۔ سو اسی بنیاد پر آج مجھے جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی جوبلی کے مبارک موقعہ پر جو سچی وفادار رعایا کے لئے بیشمار شکر اور خوشی کا محل ہے۔ اس

۲

لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ لوگ ہر ایک مفسدہ اور فتنہ کے طریق سے مجتنب رہیں اور صبر اور برداشت کی عادت کو اور بھی ترقی دیں اور بدی کی تمام راہوں سے لپٹنے سے دو رکھیں اور ایسا نمونہ دکھلائیں جس سے آپ لوگوں کی ہر ایک نیک خلق میں فیادت ثابت ہو۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ لوگ جو اہل علم اور فاضل اور تربیت یافتہ اور نیک مزاج ہیں ایسا ہی کریں گے۔ مگر یاد رہے اور خوب یاد رہے کہ جو شخص اہل فتنوں پر کاربند نہ ہو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ ❖

ہماری تمام نصیحتوں کا خلاصہ تین امر ہیں **اول** یہ کہ خدا تعالیٰ کے حقوق کو یاد کر کے اس کی عبادت اور اطاعت میں مشغول رہنا۔ اس کی عظمت کو دل میں بٹھانا۔ اور اس سے سب سے زیادہ محبت رکھنا اور اس سے ڈر کر نفسانی جذبات کو چھوڑنا اور اس کو واحد لا شریک جاننا اور اس کے لئے پاک زندگی رکھنا اور کسی انسان یا دوسری مخلوق کو اس کا مرتبہ نہ دینا۔ اور درحقیقت اس کو تمام موجدوں اور جموں کا پیدا کرنے والا اور مالک یقین کرنا۔ دوم یہ کہ تمام بنی نوع سے ہمدردی کے ساتھ پیش آنا۔ اور حق المقدور ہر ایک سے بھلائی کرنا اور کم سے کم یہ کہ بھلائی کا ارادہ رکھنا۔ سوم یہ کہ جس گورنمنٹ کے زیر سایہ خدا نے ہم کو کر دیا ہے لیجئے گورنمنٹ برطانیہ جو ہماری آبرو اور جان اور مال کی محافظ ہے اس کی کبھی خیر خواہی کرنا اور ایسے مخالف امن احمد سے دور رہنا جو اس کو تشویش میں ڈالیں۔ یہ اصول ثلاثہ ہیں جن کی محافظت ہماری جماعت کو کرنی چاہیئے اور جن میں اعلا سے اعلا نمونے دکھلانے چاہئیں۔

اور یاد رہے کہ یہ اشتہار مخالفین کے لئے بھی بطور تلویش ہے چونکہ ہم نے

❖ میری جماعت میں جسے فیہ سوزنا اہل اسلام داخل ہیں جن میں بعض مسلمان ہیں کچھ مسلمان نہیں اور
انہی کو خدا اور بعض دکاندار اور بعض دکاندار اور بعض دکاندار اور بعض دکاندار اور بعض دکاندار اور بعض دکاندار
یا اسے اور ایسا ہے اور بعض سہلہ نشین ہیں۔ منہ

ازالہ اوہام

۳۷۳

حصہ دوم

و جہل انہی و قتال کے رنگ میں قوت کے ساتھ خروج کر رہا ہے اور گویا مثالی و فانی وجود کے ساتھ ہی ہے اور جیسا کہ وہ اول زمانہ میں گر جائیں بھڑا ہوا ظلمہ آیا تصاب وہ اس بند سے مخلصی پا کر عیسائیں کے گر جاسے ہی نکلتے ہیں اور دنیا میں ایک آفت برپا کر رہا ہے۔ ایسا ہی یا جوج ماجوج کا حال بھی سمجھ لیجئے۔ یہ دونوں پرانی قومیں ہیں جو پہلے زمینوں میں دوسروں پر مکمل طور پر غالب نہیں ہو سکیں اور ان کی حالت میں ضعف رہا لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں یہ دونوں قومیں خروج کریں گی یعنی اپنی عقلی قوت کے ساتھ ظاہر ہوں گی۔ جیسا کہ سورہ کہف میں فرماتا ہے و ترکنا بعضہم و بعضہم و مشق یموج فی بعض یعنی یہ دونوں قومیں دوسروں کو مغلوب کر کے ہر ایک دوسرے پر حملہ کریں گی اور جس کو خدا تعالیٰ چاہے فتح دے گا۔ چونکہ ان دونوں قوموں سے مراد انگریز اور روس ہیں اس لئے ہر ایک مسلمان کو دعا کرنی چاہیئے کہ اُس وقت انگریزوں کی فتح ہو۔ کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں۔ اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے۔ جو اس گورنمنٹ سے کیندر رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے بھی ناشکر گزار ہیں۔ کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور بار ہے ہیں وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پاسکتے۔ ہرگز نہیں پاسکتے۔

ایسا ہی وایتہ الارض یعنی وہ ملکہ و عظیم جو آسمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتے ابتدائے سے چلے آتے ہیں۔ لیکن قرآن کا مطلب یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ملان کی مدد کو زیادہ کثرت ہوگی اور ان کے خروج سے مراد وہی ان کی کثرت ہے۔ اور یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جیسی ان چیزوں کے بارے میں جو آسمانی قوت

اگر کسی کی بیعت لے بھی لوں تو کیا اس وقت تک وہ احمدی ہو سکتا ہے جب تک کہ خدا کی نظر میں احمدی نہ ہو۔ احمدی اصل میں وہی ہے جو خدا کی نظر میں احمدی ہے۔ میرے احمدی کر لینے سے کوئی احمدی نہیں بن جاتا۔ پس تم خدا تعالیٰ کی نظر میں احمدی بنو۔ اور وہ اس طرح کہ حضرت مسیح موعودؑ کے تمام احکام کو پوری پوری طرح بجالاؤ۔ خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔

گورنمنٹ کی وفاداری

ایک اور خاص بات ہے جس کا بیان کر دینا بھی نہایت ضروری ہے کیونکہ اس کے متعلق بھی حضرت صاحب نے بار بار تاکید فرمائی ہے۔ میں نے پچھلے جلسہ پر اس کے متعلق بیان کیا تھا اور وہ گورنمنٹ کی وفاداری ہے۔ اس گورنمنٹ کے ہم پر بڑے بڑے احسان ہیں۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موندہ سے بار بار سنا ہے کہ اس گورنمنٹ کے ہم پر اتنے احسان ہیں کہ اگر ہم اس کی وفاداری نہ کریں اور اسے مدد نہ دیں تو ہم بڑے ہی بے وقاہوں گے۔ میں بھی یہی کہتا ہوں کہ گورنمنٹ کی وفاداری ہمیں دل و جان سے کرنی چاہئے۔ میں اگر کسی سے کوئی ایسی بات سنتا ہوں جو گورنمنٹ کے خلاف ہوتی ہے تو کاپ جاتا ہوں۔ کیونکہ اس قسم کی کوئی بات کرنا بہت ہی تک حرای ہے یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہئے کہ اگر یہ گورنمنٹ نہ ہوتی تو نہ معلوم ہمارے لئے کیا کیا مشکلات ہوتیں۔ ابھی چند دنوں کا یہ ذکر ہے کہ ہمارے مالا پار کے احمدیوں کی حالت بہت تشویش ناک ہو گئی تھی ان کے لڑکوں کو سکولوں میں آنے سے بند کر دیا گیا۔ ان کے مردے دفن کرنے سے روک دیئے گئے چنانچہ ایک مردہ کئی دن تک پڑا رہا۔ مسجدوں سے روک دیا گیا۔ تجارت کو بند کر دیا لیکن اس گورنمنٹ نے ایسی مدد کی ہے کہ اگر ہماری اپنی سلطنت بھی ہوتی تو بھی ہم اس سے زیادہ نہ کر سکتے۔ اور وہ یہ کہ گورنمنٹ نے احمدیوں کی تکلیف دیکھ کر اپنے پاس سے زمین دی ہے کہ اس میں مسجد اور قبرستان بنالو۔ لیکن وہاں کا راجہ اس پر بھی باز نہیں آیا اور اس نے یہ سوال اٹھایا کہ یہ زمین تو میری ہے میں نہیں دیتا۔ اور یہ بھی لکھا کہ خبردار اگر تم نے اس پر کوئی عمارت بنائی تو سزا پاؤ گے۔ اور یہ بھی کہا کہ تم لوگ حاضر ہو کر بتاؤ کہ کیوں تمہارا پانچکا نہ کر دیا جائے کیونکہ علماء نے نفی دیا ہے کہ تم مسلمان نہیں ہو۔ اس پر احمدیوں نے گورنمنٹ کی خدمت میں

درخواست دی تو ڈپٹی کمشنر صاحب نے یہ حکم دیا کہ اگر اب احمدیوں کو کوئی تکلیف ہوئی تو مسلمانوں کے جتنے لیڈر ہیں ان سب کو نئے قانون کے ماتحت ملک بدر کر دیا جائے گا اس طرح کا حکم کسی کے مونہ سے نہیں نکل سکا مگر اسی کے مونہ سے جس کے دل میں بنی نوع انسان کی ہمدردی ہو۔ تو یہ تازہ سلوک اس گورنمنٹ نے تمہارے مالا باری بھائیوں کے ساتھ کیا ہے۔ اور جو کسی کے بھائی پر احسان کرتا ہے وہ اسی پر کرتا ہے۔ پس جب مالا باری احمدی ہمارے بھائی ہیں تو ہمیں گورنمنٹ کا کس قدر احسان مند ہونا چاہئے۔ پھر مارشلس میں ہمارے ایک مبلغ گئے ہیں جو جہاں بیگمردینا چاہتے غیر احمدی بند کروا دیتے۔ آخر انہوں نے گورنمنٹ سے سرکاری ہال کے لئے درخواست کی تو وہاں کے گورنر نے حکم دیا کہ آپ ہفتہ میں تین دن اس ہال میں بیگمردے سکتے ہیں۔ گویا گورنمنٹ نے ہفتہ کے نصف دن ہمارے مبلغ کو دے دیئے اور نصف اپنے لئے رکھے۔

پس جو گورنمنٹ ایسی مہربان ہو اس کی جس قدر بھی فرمانبرداری کی جائے تھوڑی ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر مجھ پر خلافت کا بوجھ نہ ہو تا تو میں موزن بنتا۔ اسی طرح میں کہتا ہوں کہ اگر میں خلیفہ نہ ہوتا۔ تو تاثیر ہو کر جنگ میں چلا جاتا۔ اس وقت گورنمنٹ کو آدمیوں کی بہت ضرورت ہے۔ اس لئے جس کسی سے کوئی خدمت ادا ہو سکے ضرور کرے۔ اس جنگ سے تو ہمیں بہت فائدہ پہنچا ہے۔ ہمارے بہت سے احمدی احباب میدان جنگ میں گئے ہوئے ہیں لیکن خدا کا فضل ہے کہ ابھی تک ایک سہ بھی فوت نہیں ہوا۔ پھر وہ احباب جو فرانس کے میدان جنگ میں ہیں وہ تو تبلیغ کا کام بھی خوب کر رہے ہیں۔ انہوں نے لیگنڈ آف اسلام کا فرانسیسی میں ترجمہ کروا کر شائع کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی ٹریکٹ فرانسیسی میں لکھا کر شائع کرائے ہیں۔ پس اگر کوئی میدان جنگ میں جائے گا تو گویا گورنمنٹ کے خرچ پر ہمارا مفت کامیلا ہو گا۔ اس لئے اگر کوئی جانا چاہے تو ضرور جائے بہت عمدہ کام ہے۔ مجھ سے اب تک جتنے احمدیوں نے لڑائی پر جانے کے لئے پوچھا ہے میں نے بڑی خوشی سے انہیں اجازت دی ہے۔ اور کہا ہے کہ اگر تم اس ٹیک نیٹی سے جاؤ گے کہ ہم گورنمنٹ کی خدمت کرنے کے لئے جا رہے ہیں اور ساتھ ہی دین کی تبلیغ بھی کریں گے تو خدا تعالیٰ تمہارا حافض ہو گا اور تمہیں ہر ایک تکلیف سے محفوظ رکھے گا۔ پس یہ گورنمنٹ کی مدد کا ایک موقع ہے جس کو خدا تعالیٰ توفیق دے۔ شامل ہو جائے۔

اور میں اس وقت ضروری نہیں دیکھتا کہ جو آریوں کو میری نسبت اشتعال پیدا ہوا ہے اسکی وجہ بیان کر دینا کہ انہی میں اپنے ایک بڑے اشتہار میں مغفل وجہ بیان کر چکا ہوں۔ لیکن اس جگہ اس قدر لکھنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ یہ پیشگوئی جس کی میعاد کے اندر اور میں تاریخ منقرہ میں یکھرام موت قتل راہی ملک بقا ہوا ہے وہ صرف چھ برس سے نہیں ہے جیسا کہ آریہ صاحبوں کا خیال ہے بلکہ یہ پیشگوئی سترہ برس سے ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ عمر سترہ برس کا ہوا ہے کہ براہین احمدیہ میں تین پیشگوئیاں تین مختلف فرقوں کی نسبت درج ہوئی تھیں اور تین قتنوں کا ذکر کیا گیا تھا (۱) ایک پادری صاحبوں اور ان کے شور و غوغا کی نسبت جو انہوں نے ڈبچی آتم صاحب کی میعاد گزرنے پر کیا۔ (۲) دوسری پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں اور ان کے سرفہرہ محمد حسین اور ان کے اتباع مسلمانوں کی نسبت جو انہوں نے مجھ پر تکفیر کا قتلہ برپا کیا۔ (۳) تیسری پیشگوئی اس چمکدار نشان کی نسبت جو یکھرام کی موت سے وقوع میں آیا۔ اور اس کے قتلہ کا ذکر۔ یہ تینوں پیشگوئیاں تین قتنوں کے ساتھ سترہ برس پہلے شائع ہو چکی ہیں۔ پس اب سوچا جائیے کہ اس انسان کو یہ طاقت ہے کہ ان واقعات کی اس زمانہ میں خبر دے سکتا جبکہ ان واقعات کا

اطلاع۔ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں ایک پیشگوئی گورنمنٹ برطانیہ کے متعلق ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ وَ مَا كَانَ اللَّهُ يَخْفِئُ بِسُوءِ دَأْسِهِ فَيَنْهِنُ - أَيْتُمَا تَوَكَّلُوا فَسَتَ دَخَلَهُ اللَّهُ - یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ اس گورنمنٹ کو کچھ تکالیف پہنچائے حالانکہ تو ان کی مملداری میں رہتا ہو۔ بدر تیزانہ خدا کا اسی طرف منہ ہے چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ مجھے اس گورنمنٹ کی پُرمان سلطنت اور نقل حمایت میں دل خوش ہے اور اس کے لیے میں دعائیں مشغول ہوں کیونکہ میں اپنے اس کام کو نہ کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں نہ نہ میں نہ روم میں نہ شام میں نہ ایران میں نہ کابل میں۔ مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لیے دعا کرتا ہوں۔ لہذا وہ اس اہام میں اشارہ فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے اقبال اور شوکت میں تیرے وجود اور تیری دعا کا اثر ہے اور اس کی فتوحات تیرے سبب سے ہیں۔ کیونکہ جہد تیرا منہ اور خدا کا منہ ہے۔ اب گورنمنٹ شہادت دے سکتی ہے کہ اس کو میرے زمانہ میں کیا کیا فتوحات نصیب ہوئیں۔ یہ اہام سترہ برس کا ہے۔ یہی یہ انسان کا فعل ہو سکتا ہے؟ فرض میں گورنمنٹ کے لیے بزرگ حربہ سلطنت ہوں۔

۱۔ دیکھئے جلد دوم صفحہ ۱۲۹ شہزادہ نمبر ۱۶ (الترتیب)

الاستفتاء

۶۶۸

ضمیمہ حقیقہ الرئی

ثم اشعتموه في الاغيار والاحباب. كما تحكم مبرءون من المزاخذة والحساب. ولكن الله اتم نورا اردتم اطفاءه. وملاءمجا متميت ان تغيض ماعه. و دعوتهم لنا ارضا جديدة. فانا والله الى ربوة وادخضرو روضة ورزقنا نعماء او الاء او بركات ما رايتوها ولا اباكم. اهد اجزاء الغرية. ااعلتم على مثله في زمان من الازمنة.

فاعلموا رحمكم الله ان صدق دعواي وموت عيسى ما كان امرا متعصرا المعرفة. ولكن طوعت لكم انفسكم تكذيب امامكم فزاغت قلوبكم وما فكرتم حق الفكرة. وقد جثتكم بالآيات والشواهد والبيّنات وقد فتح الله على امرا اخفاء عليكم في ابن مريم. وذلك فضله انه فقهني امرا ما اعثرتم عليه وما فقهتم. ام حسبتم ان اصحاب الكهف والرقيم كانوا اياتنا عجبا. ان الله اخفانا من اعينكم الى قرون واسبل عليها حجابا. فكنتم تستظنون نزول المسيح من السماء. وصرف الله افكاركم عن الحقيقة الغراء ليظهر عليكم عجزكم في اسرار حضرة الكبرياء. ذلك من سنن الله ليعلمكم اذ باعد اظهار الاسرار. فانتشابه الامر عليكم الا من فتنة اراد الله ليبتيكم بها فاطهرها بعد هذا الاخفاء.

بعد قد قال الله عز وجل في القرآن: وانا هما الى ربوة ذات قرار ومعين ولما جعلني الله مثيل عيسى جعل لي السلطنة البريطانية ربوة امي وراحة ومستقر استقرا لهدى الله ما دعى المظلومين وطلبوا الحكم والمصالح ما كان لاحد ان يؤذي من عصيه الله والله خير العالمين. ومنه

هذا اما اوصي اليه بوس القرآن وكذا لك اخفاي ربي كما اخفي اصحاب الكهف وان ذلك من سنن الله انه يخفي بعض اسواره من اعين الناس ليعلموا ان علمهم قاصر وليبطل الله عبادة وليرى المؤمنين منهم والجهنمين. ومنه

له المؤمنون: ٥١

۳۳

بعض العلماء و کفر و فی الجہلاء فما بالیتم بعد تفہم الحق و انکشاف
بعض علماء کے غضبناک ہونے کا موجب ہوئیں اور یہاں تک مجھے کافر ٹھہرایا سچیں حق کے سمجھنے کے بعد اور ہر حق
طریق الایقان اور آیت ان ہذا هو الحق فیہینتہا ولو کان قومی کا رہیں
کارسے کھنے کے پیچھے اُنکی کچھ بھی پروا نہ کی اور میں نے دیکھا کہ یہ حق ہو سو میں نے بیان کر دیا اگر میری قوم کی
فائدہ ثابت خلوصی الیٰ ہذا المقدار و برحمت علیہ بقدر کافی ازولی البصائر
کرتا رہی۔ پس جبکہ میرا خلوص اس گرونت ہو اسقدر ثابت تھا اور میں اسقدر دلائل سے اسکو ثابت کر دیا ہوں اور انکی
فہم یظن ظن السوء فی امر بعد الا الذی خبت ہر قہ کا القہار و تندب
کیلئے کافی ہیں پس جو شخص انکے بعد میرے پر ہو گا انکی کچھ ایسا آدمی ہر ناپاک فطرت اور ہر اچھے شخص کے جسک مادہ میں
بالشر و اللدغ والا بر و سیر الا شرار و ترک سیر الصالحین۔
میں نے زنی اور شرارت داخل ہوا دیکھ کر ہر حقیقت ایسی کام ہو جو شرارت کہتے کرنا اور کبھی غی کی راہ کو چھوڑ دیتا۔
وما کان تالیفی فی العربیۃ الا مثل هذه الاغراض العظیمۃ ولم
اور میرا عربی کتاب کا تالیف کرنا تو انہیں عظیم الشان غرض کیلئے تھا اور میری کتابیں عرب کے لوگوں کو
بمحل تفتاب العربیین کتبہ حتی رشیتم فیہم آثار التاثر و جامعہ فی
برابر ہے اور ہے پہنچتا رہیں یہاں تک کہ میں نے ان میں تاثیر کے نشان پائے اور بعض
بعض منہم و سائلنی بعض و بعضهم حتیٰ انوا بعضهم صلحوا و
عرب میرے پاس آئے اور بعضوں نے خط و کتابت کی اور بعضوں نے بدگوئی کی اور بعض مسالمت پر آگئے
و افقوا کالمستقر شدین۔
اور موافق ہو گئے جیساکہ حق کے طالبوں کا کام ہو۔

و انی صرفت زماناً طویلاً فی هذه الامداد ات حتی مضت علی
اور میں نے بہت عمارتوں میں ایک زمانہ طویل صرف کر لیا ہے۔ یہاں تک کہ عمارت برس
بعدی عشر سنۃ فی شغل الاشاعات و ما کنت من القاصیین۔ علی
انہی اشاعتوں میں گزر گئے اور میں نے کچھ کہتا ہوں ہیں کی۔ پس میں

۳۴

اَنْ اَدْعَى التَّفَرُّدَ فِي هَذِهِ الْخِدْمَاتِ وَلِي اِنْ اَقُولُ اَنْنِي وَحِيدٌ فِي هَذِهِ
یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ میں بن خدمات میں یکتا ہوں اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں ان
التَّائِيدَاتِ وَلِي اِنْ اَقُولُ اَنْنِي حَرَزْتُ لَهَا وَحْصَنَ حَافِظٍ مِنَ الْاَقَاتِ وَ
تائیدات میں یکتا ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنٹ کیلئے بطور ایک تعویذ کے ہوں اور بطور ایک پناہ
بشر فی رَجَبٍ وَقَالَ مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ فَلَئِنْ لَمْ يَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَتِي لَكُنَّا مِنَ الْخَاسِرِينَ
کہ میں جو آیتوں کو بچاؤ اور خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ خدا ایسا نہیں کرے گا کہ وہ پہنچائے اور تو ان میں ہو۔ پس
وَمَثَلِ فِي نَصْرِي وَعَوْنِي وَتَعْلَمُ الدَّوْلَةُ اِنْ كَانَتْ مِنَ الْمُتَوَسِّلِينَ۔
گورنٹ کی غیر خواہی اور مدد میں کوئی دوسرے شخص میری نظیر اور مثال نہیں اور مقترب یہ گورنٹ جان لی اگر وہ دشمن کا نہیں ہوا ہے۔
وَأَمَّا الَّذِينَ دَخَلُوا فِي الْمِلَّةِ النَّصْرَانِيَّةِ تَارِكِينَ دِينَ الْإِسْلَامِ وَ
گمراہ لوگ جو عیسائی دین میں داخل ہوئے اور دین اسلام اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ دیا سو ہم ان کو
بِأَعْيُنِنَا عَنِ ظُلْمٍ خَيْرٌ لَّا تَامَ فَمَا نَجِدُهُمْ قَائِمِينَ لِحُدُومَةِ الدَّوْلَةِ وَالْمُخْلِصِينَ
ایسے نہیں دیکھتے کہ سرکار انگریزی کی کچھ خدمت کرتے ہوں یا غفلت ہوں بلکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ وہ
لِهَذِهِ الْحَضْرَةِ بَلْ نَجِدُهُمْ مَدَاهِنِينَ مُتَافِقِينَ۔ وَمَا دَخَلُوا الْكُفْرَ فِي دِينِهِمْ
مدافعت اور اتفاق سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور اکثر لوگ دین عیسائی میں ضمن اسی لئے داخل ہوئے ہیں تاہم
لَا يَسْتَطِيعُونَ الْوَجْعَ الْجَوْعَ وَيَلْفَعُونَ كَاسَ الْوَلُوعِ فَسَيَنْتَشِرُونَ ذَاتَ
درد و رنج کا علاج کریں اور اپنے حصے کے پیالوں کو لبالب بھریں سو کس صبح یہ لوگ بستر بستر
بِكُودَةٍ إِذَا سَرَعُوا أَنْهَمُ أَخْرَجُوا مِنْ رَوْضِ الرُّتُوعِ وَيَعْبَثُونَ النَّاسَ
ہو جائیں گے۔ جب دیکھیں گے کہ چراگاہ سے نکالے گئے اور لوگوں کو اپنے طریقے سے
مِنْ وَشَاكَ الرُّجُوعَ وَنَحْنُ نَرَاهُمْ مِنْ أَعْوَامٍ مُنَاجِينَ لِلْأَخْقَارِ كُلِّ شَيْءٍ وَلَا
تعب میں ڈالیں گے اور ہم تو انکو کئی برسوں سے دیکھ رہے ہیں کہ وہ اپنا مذہبی قول و اقرار توڑنے کو تیار
نَجِدُ فِيهِمْ شَيْئًا مِنَ الْأَوْصَاتِ الْأَعَشَقِ الصَّغْفِ وَالصَّحَابِ الْفَالِحَةِ
ہیں اور ہم ان میں بجز اسکے کوئی خوبی نہیں پاتے کہ وہ شراب اور خوش مزہ کھانوں کے جو پیالوں میں بھرے ہوئے ہوں

نجاست اور ہڈیوں کی فروخت سے وہ فوائد حاصل کرتے ہیں کہ اس سے پہلے زمانوں میں مافی
درجہ کے غفلوں کی فروخت میں وہ فوائد حاصل نہیں ہو سکتے تھے اور نہ صرف یہی آرام کی
صورتیں ہیں بلکہ نظر اٹھا کر دیکھو تو تمام اسباب معاشرت و حاجات سفر و حضر کے متعلق
وہ آرام کی سہولتیں مل آئی ہیں جو اس سے پہلے قتل میں شاید کسی نے خواب میں بھی نہ بھی ہوگی
پس اس مبارک گورنمنٹ کے زمانہ کو اگر اس امن کے زمانہ سے مشابہت میں جو حضرت نوح
کے وقت میں تھا تو یہ زمانہ بلاشبہ اس کا ٹیل غالب ہوگا۔

اب جبکہ یہ ثابت ہو چکا کہ سچے مسیح نے اس زمانہ میں آنے کا ہرگز وعدہ نہیں کیا جو
جنگ و جدل اور روجھا کا زمانہ ہو جس میں کوئی شخص امن و سکون کی بے خبری اور نیک
لوگ پکڑے جائیں اور عدالتوں میں پھردنے جائیں اور قتل کئے جائیں بلکہ مسیح نے صاف غفلوں میں
فرما دیا کہ ان کے قتل زمانوں میں بھولے مسیح مہسائیوں اور سودیوں میں پیدا ہوں گے جیسا کہ ان
پہلے زمانوں میں کئی لوگ ایسے پیدا بھی ہو چکے ہیں جنہوں نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تھا اسی
وجہ سے مسیح نے تاکید سے کہا کہ مسلمانانِ اوائل زمانوں میں ہرگز نہیں ہو گا اور شرور و فساد
اور جو روخفا اور لڑائیوں کے دفتوں میں ہرگز نہیں آؤں گا بلکہ امن کے دلوں میں آؤں گا اہل
اس وقت بہا عث غفلت درجہ کے امن و آرام کے بے درجی پھیل ہوئی ہوگی اور محبت آہی دلوں
سے اٹھی ہوئی ہوگی جیسا کہ نوح کے وقت میں تھا۔ سو یہ ایک تملاتِ عمدہ نشان ہے۔
جو مسیح نے اپنے آنے کے لئے پیش کیا ہے اگر چاہو تو اس کو قبول کر سکتے ہو۔

اس جگہ اس سوال کا حل کرنا بھی ضروری ہے کہ مسیح کس عمدہ اور اہم کام کیلئے مبعوث
ہے۔ اگر یہ خیال کیا جائے کہ قتل کرنے کے لئے آئے گا تو یہ خیال نہایت ضعیف اور
بہت کمزور ہے۔ کیونکہ صرف ایک کافر کا قتل کرنا کوئی ایسا بڑا کام نہیں جس کے لئے ایک نبی کی
مبعوث ہو خاص کر اس صولت میں کہ کہا گیا ہے کہ اگر مسیح قتل بھی نہ کر تا تب بھی قتل
خود بخود تکمیل کرنا بعد ہو جاتا۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ مسیح کا آنا اس لئے خدا نے تعالیٰ کی طرف سے

۵۳۲

حکما فی الایام والخصام۔ وانا فشرک الله علی ما من علینا بعهد
در تفران و پیکار کردن۔ و ما سپاس خدا بجای کریم کردار در زبر ساید عهد
اور مجرورے میں ہے اور ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں
السلطنة البرطانیة و افاض علینا بتوسلها انواع الالاء بالالطاف
سادت و مدد و دولت برطانیہ : کرامت فرمودہ و بتوسط این دولت بزرگ در حق ما مہربانی با کردہ
سلطنت برطانیہ کا عہد بخشا۔ اور اس کے ذریعہ سے بڑی بڑی مرانیان اور فضل ہم پر کئے ہم نے اس
الرحمانیة فوجدنا بعد دمها انواع النعم و هذب قومنا و علموا
از تقدم این دولت عظمیٰ نعمتا دیدیم قوم ما بحکیم علم و ادب
سلطنت کے آنے سے انواع اقسام کی نعمتیں پائیں ہماری قوم نے ہم اور تہذیب سیکھی
و اخرجوا من عیشة النعم و نقلوا الی العمالات الانسانیة من الجذبات
آراستہ شدہ۔ و از طرد زندگی با تم بیرون آمدن و دیرا ستر آمد و پوشش جذبات
اور بہائم کی زندگی سے نکلتا انہیں نصیب ہوا اور حیوانی جذبات سے نکل کر انسانی کمالات پر پہنچنا
الحیوانیة۔ فحصل لنا امن و امان فوق الامل بل فوق حدود الافکار و طغقتنا
حیرانیہ را از تن برکن کردہ حدی ناخوہ کمالات انسانی و در بر کردہ امرانی الحقیقت از غفلت این دولت کبری بیرون
میر گیا۔ سر ہمیں اس گورنمنٹ کے غفلت امید اور فکر سے بڑھ کر امن اور امان ملا۔ اب ہم زمین
تحت علی الارض و تحت العصور بل کالعشار۔ بالثبوت و الامون و الوفاق
از وہم و گمان امن و امان حاصل شدہ کنوں مای تو انیم کو چون گواہاں کہ جوں شتران با رام و آسانی بر سر زمین
پر گواہی کی طرح نہیں بلکہ بار بار اوشنیوں کی مانند بیٹھے وقار اور سولت سے سفر کرتے ہیں
من غیر خوف المتحطفین و الشانین من الاشوار و نند لبح و نند لبح
سیہ سیاحت کنیم و مارا بیج باک از رہنماں و بد امنیاش نیست در پانہ اول شب و آخری آں
اور ہمیں ڈاکروں اور بد ذات دشمنوں کا کچھ بھی ڈر نہیں ہوتا اور ہم رات کے پہلے عصر میں اور
وحدانا فی الفلا و بلا خوف من الاغیار۔ و اجری الوالورۃ فما باقی حاجۃ
تنہا بے خوف و خطر از اغیار و شکاری تو انیم کر راہ برویم۔ و جاری شدن گواہی آتش شتران و قافلوں
پچھلے میں اکیلے بلا خوف و خطر سفر کرتے ہیں۔ اور ریل گاڑی کے چلنے سے آڑوں اور قافلوں
الی الانا شیل و التقوا نل و المحصار فاصلحو نیا تکم و احسنوا النطن فی
و اسپان را از کار برانداختہ بیج احتیاجے آنا ناندہ اکنوں با یکر تہیلے خود را راست کنبند و در حق این
اور گورنمنٹوں کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔ اب مناسب ہے کہ اپنی نیتوں کو درست کرو اور اس سلطنت کی نسبت

هذه الدولة - وألواها مطيعين بصفاء الطوية ولا تعشوا في
دولت بزرگ گان یک بنیہ و اہل مات و پاک در حضور سے حاضر یا تہ و چون باخیاں در
یک گان کرد اور صاف دلی اور پاک نیت سے اس کے حضور حاضر ہو اور زمین میں
الارض باغین ولا تشروا کالطاعین واعلموا ان هذه الدولة کنت
زمین قدر و عرفان پر نگریہ و مانند تہ کاران راہ گزین نگریہ دیدانید کہ اس سلطنت دست ستمگاران
بافین کی طرح نسا کر تہ اور شرعوں کی طرح بھگے بھگے نہ چروا در خوب سمجھ لو کہ سلطنت نے تیس ایذا
عنکم آلف انطا المین والیقلتکم بعد ما کنتم ناشمین - وقامت
از آزار و ایذاں شما پرست شما در خواب بودہ اس سلطنت شما را بیدار ساخت و در سفر و
وینے سے غلاموں کے ہاتھ بند کر دیئے اور تم سوتے تھے اور اس نے تیس جگایا اور تم سے سفر
لحفظکم فی تربتکم و غریبتکم وجعلت علیکم حافظین عند نجعتکم
حضر پاسانی شما کرد و چون شما بیرون برائے طلب رزق می بودید و بسوے غارت باری آید و درہر دو
اور حضور میں تمہاری پوری گمانی کی اور جب تم کہیں کار روزگار کرنے اور معاش کی تلاش میں جاتے ہو
و رجعتکم و خلاوات عرضکم و عرضکم - و تولت صحتکم و مرضکم
صحت از طرف حکومت برائے شما محافظان متعین اند حکومت گمانی مال و آبروے شما کرد - چنانچہ بید نمود و در حالت
اور پھر وطن کو واپس آتے ہو و دوزن صورتوں میں گورنٹ کی طرف تم پر محالہ فقر میں اور اس نے تمہاری آبرو مال
و امنکم نصارت سببا لزیادة عددکم - وعدة عددکم - و
بیاری و تندہی از مہر گری شما کو تہی نہ کرد و شما را اسنے بخشید کہ از فاسد آں در مال و دولت و کثرت نفوس و سالن شما
ک خوب گماندشت کی اور صحت میں اور بیاری میں تبدیلی نہ کریگی کہ اندر نکو اس بخشید کے سبب تم دولت اور مال میں اور کثرت میں تہی کو گئے
قامت فی کل موطن لعددکم و حسن سلوکها فی سکنکم و
افزونی پیدا آمد - و اس سلطنت در ہر میدان بحمت اعانت شما قدم حکم نشرو و ایاران شما و جاہائے شہ حسن سلوک
اور یہ سلطنت ہر میدان میں تمہاری مدد کو کھڑی ہوئی اور تم سے یاروں اور دوستوں اور مکانوں کی نسبت خوب
مسکتکم - و اثبتت انہا لکم کمو ملککم و ما منکم و قد حققت
بہا آلود و آشکار کرد کہ او برائے شما جاتے پناہ و امن است برگردن شما حقوق
سلوک کیا اور ثابت کرویا کہ وہ تمہاری پناہ اور جاتے امن ہے اب تم پر اس کے
لہا علیکم حقوق امن و حفظکم من الاغارة والنش - و ادت حق
منت وے ثابت است او شما را محفوظ داشت از غارت بخوان و ناگہ بر سر ریزندگان و در حق مال و
امان کے حقوق ثابت ہیں اور اس نے تیس ٹاکو قول اور چوروں سے بچایا اور تمہارے مال و

۵۴۴

الخلاۃ فی مالکم و عیالکم - و صار طولھا سببا لطول اجالکم - و
عیال شما حق پاسداری ادا کرد - و مہربانی و فضل وے سبب درازی عمر حائے شما شد
عیال کی نسبت نگہبانی کا حق ادا کر دیا - اور اس کی مہربانی تمہاری عمر کی درازی کا سبب ہوئی اور
نالتکم منها عافیۃ غیر عافیۃ - و در قسمت رفاهیت بدرجۃ کافیۃ -
اور وے شمارا عافیت بدست آمد کہ ناپید کنندہ نشانیست - و آرامی ہرچہ تا مژدہ پیرہ شش آمد
اس سے تمیں ایسی عافیت ملی جو تباہ و برباد کرنے والی نہیں اور تمیں پرے درجہ کی رفاهیت حاصل ہوئی
و کفشتکم من خاشی اللہ و کفشتکم بغواشی اللہ حتی ما ظفر بکم
و شمارا استگاری بخشید از جاہائے دہشتناک و در درونج و باغائے ہست نعت و کمرست شمارا و پناہ و سایہ
اور اس نے تمیں دکھوں اور دردوں کی خوناک جگہوں سے بچایا اور اپنے فضل و کرم کی حمایت اور پناہ میں لیا - اب
اظفار الاعداء فلا تخرسنکم غشیۃ فی اداء شکرھا ولا لکنۃ فی
خویش و آرد و تابی کہ اکثر نا حق پیدا و دشمن بستانی رسد پس لگ لگ ساز و شمارا بیوشی و دادائے شکوے و در انگلی در
یہ حال ہے کہ دشمنوں کے نا حق پیدا و کی تم تک رسائی نہیں ہو سکتی - سو مناسب ہے کہ اس گورنٹ کے شکر ادا کرنے میں
تکوار ذکرھا - فان جزاء الاحسان احسان - و التغافل من الشکر کفران -
تکوار ذکر دے - چو کہ یفرنگی نیکی است - چشم بر ہم بستن از پاس گزارنی ناپاسی است
اور ذکر و تکرار میں لگے اور بیوشی نہ بولے - ایسے کہ احسان کا بدلہ احسان ہے - اور شکر سے غفلت کرنا کفران ہے
و والله انھا لکم من ایمن العوذ - و اغنی عنکم من لا یسی الخوذ
و سرگند ہوا کہ اس سلفت بہت شما تعویذے شگرت و پہلین است و باوجود وے بیج حاجت یہ ادا و خود پوشی مانده
اور میں اللہ کی قسم کہ اگر کتابوں کی عظمت تو وے لیے بڑا اس بخش تعویذ ہے اور اس کے ہوتے کسی خود پوشی مددگار کی ہیں ضرورت
و الحمد لله علی ما اتانا قیصر لا یقصر فی تفقد احوالنا - و
در حقیقت ہرگز حمد و ثناء راست کہ مارا قیصر عطا فرمودہ کہ از باز جستن احوال ما وے غفلت نمی دند - و
نیں - اور حقیقت میں ساری حمدیں نہا کیجئے میں جس نے ہمیں ایسا قیصر عطا فرمایا جو ہمارے حال کی خبر گیری اور پرداخت میں کوئی قصور
یسی لبخرفنا من احوالنا - و رد الینا دیننا بعد ما زالت الملة
کی کو شد کہ مارا از شکاک مستی با بردن آرد - و ایزد مہربان دین مارا ہما باز داد و بعد از ان کر لیت
اور کہ تا ہی نہیں کرتا اور کرشش کرتا ہے کہ میں سستی سے ابہر لاتے - اپنے اس نے ہمارا دین میں پیر دیا بعد اس کے کہ
عن ایاکنا وجعل قیصرۃ الہند و قیصرھا کمثل ما منھا فہذا
از مکان خود زانی گردیدہ بود و قیصر ہند و قیصر را اس نے وے گردانید پس ایں ہم
فرہب مکانوں سے اکھر چکا تھا اور اسی نے قیصر ہند اور قیصر کو اس کا ماں بنایا - سو

طرح ایک دفعہ پھوٹتا ہے اور فی الفور ایک شعلہ نور آسمان سے گرتا اور اس سے اتصال پاتا ہے اور ایسے وقت میں جب دُعا کی جاتی ہے تو ضرور قبول ہو جاتی ہے۔ سو یہی وقت مجھے اس بزرگ کے لیے میسر آیا۔ میں ان لوگوں کی روز کی تکذہ ہوں اور لعنت اور شخصے اور ہنسی کے دیکھنے سے تحسک گیا۔ میری رُوح اب رب العرش کی جناب میں رو رو کر فیصلہ چاہتی ہے۔ اگر میں درحقیقت خدا تعالیٰ کی نظر میں مردود اور مغذول ہوں جیسا کہ ان لوگوں نے سمجھا تو میں خود ایسی زندگی نہیں چاہتا جو انسانی زندگی ہو۔ اگر میرے پر آسمان سے بھی لعنت ہے جیسا کہ زمین سے لعنت ہے تو میری رُوح اوپر کی لعنت کی برداشت نہیں کر سکتی اگر میں سچا ہوں تو اُس بزرگ کی خدا تعالیٰ سے ایسے طور پر وہ رُوح چاہتا ہوں جو بطور نشان ہو اور جس سے سچائی کو مدد ملے ورنہ لعنتی زندگی سے میرا مُرتا بستر ہے میرے صادق یا کاذب ہونے کا یہ آخری معیار ہے جس کو فیصلہ ناطق کی طرح سمجھنا چاہیے۔ میں خدا سے دونوں ہاتھ اٹھا کر دُعا کرتا ہوں کہ اگر میں اُس کی نظر میں عزیز ہوں تو وہ اس بزرگ کی ایسے طور سے پردہ دردی کرے جو اب تک کسی کے خیال و گمان میں نہ ہو۔ میں جانتا ہوں کہ میرا خدا قادر اور ہر ایک قوت کا مالک ہے وہ اُن کے لیے جو اُس کے ہوتے ہیں بڑے بڑے عجائبات دکھاتا ہے۔ ایڈیٹر جو دھویں صدی کی جس قدر شوخی ہے اُس بزرگ کی حمایت سے ہے اور اس کی تمام توہین اور تحقیر کی تحریریں اسی بزرگ کی گردن پر ہیں۔ وہ ہنسی سے لکھتا ہے کہ میں مخالفت سے نہ کاٹا جاؤں خدا سے ہنسی کو اتنی نیک انسان کا کام نہیں انسان ہر ایک وقت اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اور گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی کی نسبت جو میرے پر حملہ کیا گیا ہے۔ یہ جملہ بھی محض شرارت ہے۔ سلطان روم کے حقوق بجا تھے خود ہیں۔ مگر اس گورنمنٹ کے حقوق بھی ہمارے سر پر قیامت شدہ ہیں اور ناشکر گزاری ایک بے ایمانی کی قسم ہے۔ اے نادانوں! گورنمنٹ انگریزی کی تعریف تمہاری طرح میری قسم سے منافقانہ نہیں نکلتی۔ بلکہ میں اپنے اعتقاد اور یقین سے جانتا ہوں کہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے فضل سے اس گورنمنٹ کی پناہ ہمارے لیے بالواسطہ خدا تعالیٰ کی پناہ ہے۔ اس سے زیادہ اس گورنمنٹ کی پُر اُسن سلطنت ہونے کا اور کیا میرے نزدیک ثبوت ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ پاک سلسلہ اسی گورنمنٹ کے ماتحت برپا کیا ہے۔ وہ لوگ میرے نزدیک سخت نکو نام ہیں جو حکام انگریزی کے درویشان کی خوشامدیں کرتے ہیں۔ اُن کے آگے گرتے ہیں اور پھر گھر میں آکر کہتے ہیں کہ جو شخص اس گورنمنٹ کا شکر کرتا ہے وہ کافر ہے۔ یاد رکھو، اور خوب یاد رکھو کہ ہماری یہ کارروائی جو اس گورنمنٹ کی نسبت کی جاتی ہے منافقانہ نہیں ہے وَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ بلکہ ہمارا یہی عقیدہ ہے جو ہمارے دل میں ہے۔

ذکر الدولة البريطانية وقيصر الهند

بجزاها الله عنا خير الجزاء

اعلموا ايها الاخوان اننا قد نجوتنا من ايدي الظالمين في ظل دولة هذه
الملك التي نمقت اسمها في العنوان. التي نضرب في حكومتها
كنضارة الارض في ايام التهان. هي اعز من الرباء بملكها و
ملكوتها اللهم بورك لنا وجودها وجردها واحفظ ملكها من
مكائد الروس ومما يصنعون. قد راينا منها الاحسان الكثير
والعيش النضير فان فرطنا في جنبها فقد فرطنا في جنب الله

ترجمہ

ذکر دولت عظیمہ برطانیہ و قیصر ہند

بجزاها الله عنا خير الجزاء

برادران پرشماغنی نامہ کہ در عہد سعادت مجدد قل مدد ای ملکہ منظر کہ
لقب مبارکش را زبیب حوالی ساقیم از پیروز آہنیں ستمگران تیرہ درون رستمگار شمیم
بخت ما دریں زمان برکت تو امان بشاید فرزندگی و بہر وزی دریافتہ کہ دوسے زمین

خطبہ

۱۸

دافع الرساوس

عن- وأرسل في اقطار العالم رياحا تحشم الناس اليها كأنه فوج نور ي

يقود القلوب الى الدين المتين

أَوْ عِبْقَرِيٌّ يُنِيرُ نَوْرَ الدِّينِ

یمنہ افروم مولیٰ محکم زیدی میری کہ ہمدی اسلام بر شنان غلبت ازیر و جہ با تشہد و زینت ساری شاہدیت دینہ افضل اللہ

فهذا رحمة ربي وحق صريح ما يبطله بطل الرقي وغيره وان يخنع نفسه من
حسراته ويطير من القالب طيرة ووالله ان البطلوى ما تعمر في مكاشده-
بل ضد بطاليتته بفحش لسانه وحصا شدة-
او بطلوى

ولولا هيبة سيف سله عدل سلطنة
البرطانية لحث الناس على سفك دمي و
جلب رجليه وخيله لحسي وخطبي ولكن
منعه من هذا رعب هذه الدولة وكمعان
تلك الطاقة فنشكر الله كل الشكر على ما
امننا من كل خوف تحت ظل هذه الدولة
البرطانية المباركة للضعفاء وكهف الله للفقراء

میں تو دلوں کو اندر ہی اندر دیدی ہے بہر حال جبکہ ہمارے نظام بدنی اور امور دنیوی میں خدا تعالیٰ نے اس قوم میں سوا ہمارے لئے گورنمنٹ قائم کیا اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات کیے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اسلئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح تخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارا ہاتھ میں بھڑو عا کے اور کیا ہو سونام ڈھاکر تے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر یک شتر سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہو جیسا کہ اُس کا شکر کرنا۔ سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شتر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کس محسن گورنمنٹ کا شکر جسکو خدا نے تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے۔ درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک ہی سہری سولہ تے ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد لے ہے کہ یہ سوال انکا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جسکے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اُس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو یہ مذہب جسکو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلاف مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز خدا تعالیٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں کرتے جو انھوں نے پسند کی ہیں۔ لیکن ان مذہبی امور کو رعیت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاوہ نہیں۔

امن پسند اور اعلیٰ درجہ کے غیر خواہ سرکار انگریزی میں۔ اور باایں ہمہ معزز اور شریف ہیں۔
 اور لیسن تاوانوں کا یہ خیال کر گویا میں نے افترا کے طور پر الہام کا دھمکے کیا ہے
 غلط ہے بلکہ وہ حقیقت یہ کام اُس قادر خدا کا ہے جس نے زمین فاسکلن کو پیدا کیا اور اس
 جہان کو بنایا ہے۔ جس زمانہ میں لوگوں کا ایمان خدا پر کم ہو جاتا ہے اُس وقت میرے
 جیسا ایک انسان پیدا کیا جاتا ہے اور خدا اس کے ہم کلام ہوتا ہے اور اُس کے ذریعے
 اپنے عجائب کلام دکھاتا ہے۔ یہاں تک کہ لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ خدا ہے۔ میں
 عام اطلاع دیتا ہوں کہ کوئی انسان خواہ ایشیائی ہو خواہ یورپین اگر میری صحبت
 میں رہے تو وہ ضرور کچھ عرصہ کے بعد میری ان باتوں کی سچائی معلوم کرے گا۔

یاد رہے کہ یہ باتیں خطا امن کے مخالف نہیں۔ ہم دنیا میں خود تنی کے ساتھ زندگی
 بسر کرنے آئے ہیں اور بنی نوع کی ہمد دی اور اس گورنمنٹ کی غیر خواہی جس کے ہم ماتحت
 ہیں لینے گورنمنٹ برطانیہ ہمارا اصول ہے۔ ہم ہرگز کسی مفسدہ اور نقص
 امن کو پسند نہیں کرتے اور اپنی گورنمنٹ انگریزی کی ہر ایک وقت
 میں مدد کرنے کے لئے طیار ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر
 کرتے ہیں جس نے ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ ہمیں
 رکھا ہے۔ فقط المرقوم ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء۔

المش
 میرزا غلام احمد از قادیان

جو شش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے محدث ہو جائیں پھر کوئی فکر ممکن تھا کہ میں اس سلطنت کا بدخواہ ہوتا یا کوئی ناجائز باغیانہ منصوبہ اپنی جماعت میں پھیلاتا جبکہ میں برس تک اپنی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا۔ تو کیونکو ممکن تھا کہ ان تمام ہڈیوں کے بغضات کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کروں۔ مگر ان کے میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن کہ منظر میں مل سکتا ہے نہ دھین میں۔ اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔ پھر میں خود اپنے آرام کا دشمن بنوں۔ اگر اس سلطنت کے بارے میں کوئی باغیانہ منصوبہ دل میں مخفی رکھوں اور جو لوگ مسلمانوں میں سے ایسے بد خیال بہاد اور بغاوت کے دلوں میں مخفی رکھتے ہوں میں انکو سخت نفاق اور بدعت ظالم سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ہم اس بات کو گواہ ہیں کہ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔ تم چاہو دل میں مجھے کہہ دو۔ گالیوں نکالو۔ یا پہلے کی طرح کافر کا فتویٰ لکھو۔ مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے دل میں بغاوت کے خیالات رکھنا۔ یا ایسے خیال میں سے بغاوت کا احتمال جو اسکے سخت بد ذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔ بہتر ہے ایسے مسلمان ہیں جن کے دل کبھی صاف نہیں ہوں گے جب تک ان کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ غوثی جہد کی اور غوثی مسیح کی حدیثیں تمام فساد اور کہانیاں ہیں۔

اے مسلمانو! اپنے دین کی بھدروی تو اختیار کرو مگر سچی ہمدردی۔ کیا اس مستولیت کے زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر ہے کہ تم تلوار سے لوٹیں کو مسلمان کرنا چاہیں کیا جبر کرنا اھذر اور تعدی سے اپنے دین میں داخل کرنا اس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ دین خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے یا خدا سے ڈرو اور یہ یہود الزام دین اسلام پر مت لگاؤ کہ اس کی جہاد کا مسئلہ سمجھا یا ہے اور زبردستی اپنے مذہب میں داخل کرنا اس کی تعلیم ہے۔ عاذا اللہ ہرگز

میں دھج کر اگر گھونٹ انگریزی کو اُکساتے وعدہ میرے پر بدظن کرنا چاہتے ہیں۔ ایسی شرارتوں سے کیا ہو سکتا ہے۔ آپ یاد رکھیں کہ میں شرارتوں میں آپ ہمیشہ نمراد رہیں گے۔ کوئی امر زمین پر نہیں ہو سکتا جب تک اس مصلحت پر قرار نہ پاوے۔

اور اس گورنمنٹ محسن کی نسبت میرے دلی میں کوئی بڑا بارادہ نہیں ہے۔ میں جو ان کا
لہذا اب بڑھا ہو گیا۔ قدیم سے میں نے اپنی بہت سی کتابوں میں بلا ہر ہی شائع کیا ہے
کہ اس گورنمنٹ کے ہمارے سر پر احسان ہی کہ اس کے ذریعہ ہم آزادی سے اپنی خدمت
تبلیغ پوری کرتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ ظاہری اسباب کی دوسے آپ کے رہنے کیلئے
اور بھی ملک میں اور اگر آپ اس ملک کو چھوڑ کر کہ میں یا مدینہ میں یا قسطنطنیہ میں چلے جائی
تو سب ممالک آپ کے مذہب اور مشرب کے موافق ہیں۔ لیکن اگر میں جاؤں تو میں دیکھتا
ہوں کہ سب لوگ میرے لئے بطور دندوں کے ہیں الا ماشاء اللہ۔ اس صورت میں ہر ہے
کہ یہ خدا تعالیٰ کا میرے پر احسان ہے کہ ایسی گورنمنٹ کے ذریعہ میں مجھے معیشت فرمائی ہے
جس کا سبب دلاؤ داری نہیں اور اپنی رعایا کو اس میں دیتی ہے مگر باوجود اس کے میں ہر ایک
ہی ذات پر توکل رکھتا ہوں اور اسی کے پوشیدہ تعارفات میں سے جانتا ہوں کہ اُس
نے اس گورنمنٹ کو میری نسبت مہربان بنا رکھا ہے اور کسی شریر مخبر کی پیش چلنے نہیں دی
اور میں امید رکھتا ہوں کہ قبل اس کے جو میں اس دنیا سے گزر جاؤں میں اپنے اُس حقیقی
آقا کے سوا دوسرے کا محتاج نہیں ہوں گا اور وہ ہر ایک دشمن سے مجھے اپنی پناہ میں
رکھے گا۔ فاللحم للہ لولہذا غفرنا خطیئہا و باطننا هو ولی فی اللہ نیا والآخرۃ وھو نعم المولی
ونعم النصیر۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ میری مدد کریگا اور وہ مجھے ہرگز ضائع نہیں
کرے گا۔ اگر تمام دنیا میری مخالفت میں دندوں سے بدتر ہو جائے تب بھی وہ میری حمایت
کرے گا۔ میں نامرادی کے ساتھ ہرگز قبر میں نہیں اترے گا کیونکہ میرا خدا میرے ہر قدم میں
میرے ساتھ ہے اور میں اس کے ساتھ ہوں۔ میرے دندوں کا جو اس کو علم ہے کسی کو بھی علم

رسالہ معیار المذاہب

فطرتی معیار سے مذاہب کا مقابلہ

اور گورنمنٹ انگریزی کے احسان کا کچھ تذکرہ

میں سے خیال میں مذاہب کسی رکھنے اور جانچنے اور کمرے کھولنے میں
تفیز کرنے کے لئے اس سے بہتر کسی ملک کے باشندوں کو موقع ملنا ممکن
تھیں جو ہمارے ملک پنجاب ہندوستان کو لا رہے۔ اس موقع کے
حصول کے لئے پیلہ افضل خدا تعالیٰ کا گورنمنٹ برطانیہ کا ہمارے اس
ملک پر تسلط ہے ہم نہایت ہی ناسپاس اور متکبر نعمت ٹھہریں گے اگر
ہم بچے دل سے اس محسن گورنمنٹ کا شکریہ کریں جس کے بابرکت وجود سے
ہمیں دعوت اور تبلیغ اسلام کا وہ موقع ملا جو ہم سے پہلے کسی بادشاہ
کو بھی نہ مل سکا کیونکہ اس علم دوست گورنمنٹ نے اظہار رائے میں وہ آزادی
دی ہے جس کی نظیر اگر کسی اور موجودہ مملداری میں تلاش کرنا چاہیں تو
لامحال ہے کیا یہ عجیب بات نہیں کہ ہم لندن کے ہزاروں مس

دین اسلام کی تائید کے لئے وہ وعظ کر سکتے ہیں جس کا خاص کم اعظم میں
میسرا ناہل سے لئے غیر ممکن ہے اور اس گورنمنٹ نے نہ صرف اشاعت
کتاب اور اشاعت مذہب میں ہر ایک قوم کو آزادی دی۔ بلکہ خود بھی ہر
ایک فرقہ کو بذریعہ اشاعت علوم و فنون کے مدد دی اور تعلیم اور تربیت سے
ایک دنیا کی آنکھیں کھول دیں اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا یہ احسان
بھی کچھ شعور انہیں کہ وہ ہمارے مال اور آبرو اور خون کی جہاں تک طاقت
ہے۔ سچے دل سے محافظت کر رہی ہے۔ اور میں اس آزادی سے فائدہ
یہ بچا رہی ہے جس کے لئے ہم سے پہلے بہتیرے نوع انسان کے سچے ہمدرد
ترتے گذر گئے لیکن یہ دوسرا احسان گورنمنٹ کا اس سے بھی بڑھ کر ہے کہ
وہ جھگی و حشیوں اور نام کے انسانوں کو انواع و اقسام کی تعلیم کے ذریعہ سے
اہل علم و عقل بنانا چاہتی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ اس گورنمنٹ کی متواتر کوششوں
سے وہ لوگ جو قریب قریب بستی اور چار پالیوں کے تھے کچھ کچھ حصہ انسانیت
اور فہم و فراست کا لے چکے ہیں۔ اور اکثر دلول اور داغوں میں ایک ایسی
روشنی پیدا ہو گئی ہے جو علوم کے حصول کے بعد پیدا ہوا کرتی ہے معلومات
کی وسعت نے گویا ایک دفعہ دنیا کو بدل دیا ہے لیکن جس طرح شیشے میں سے
روشنی تو اندر گھر کے آسکتی ہے مگر پانی نہیں آسکتا اسی طرح علمی روشنی تو
دلول اور داغوں میں آگئی ہے مگر ہنوز وہ مصفا پانی اخلاص اور روحانی
ہونے کا اندر نہیں آیا جس سے روح کا لودہ نشوونما پائے۔ اور اچھا چل
لا تا لیکن یہ گورنمنٹ کا قصور نہیں ہے بلکہ ابھی ایسے اسباب مفقود یا
قلیل الوجود ہیں جو سچی روحانیت کو جوش میں لائیں یہ عجیب بات ہے
کہ علمی ترقی سے منکر اور قریب کی بھی کچھ ترقی معلوم ہوتی ہے مادہ اہل حق کو

ان بدلتوں کو برادر اور ایسا ہی دوسری بدلتوں کو دیکھ کر جو وقتاً فوقتاً چھپ کر مڑیوں میں شائع ہوتی ہیں گورنمنٹ کو معلوم ہوگا کہ کیسے امن بخش اصولوں کی اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے اور کس طرح بار بار ان کو تائید کی گئی ہیں کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے پتے خیر خواہ اور صلح ریں اور تمام بنی نوع کے ساتھ بلا امتیاز مذہب و ملت کے انصاف اور رحم اور ہمدردی سے پیش آویں۔ یہ سچ ہے کہ بنی کی ایسے ہمدی ہاشمی قرشی خونی کا قائل نہیں ہوں جو دوسرے مسلمانوں کے اعتقاد میں بنی فاطمہ میں سے ہوگا اور زمین کو کفار کے خون سے بھر دیا جائے ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھتا اور غرض ذخیرہ موضوعات جانتا ہوں۔ ہاں بنی اپنے نفس کیلئے اس مسیح موعود کا ادعا کرتا ہوں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح غربت کے ساتھ زندگی بسر کرے گا اور پڑا ہوا اور جنگوں سے نزار ہوگا اور زری اور صلح کاری اور امن کے ساتھ قوموں کو اس پتے ذوالجلال خدا کا چہرہ دکھائے گا جو اکثر قوموں سے چھپ گیا ہے۔ میرے اصولوں اور اعتقادوں اور بدلتوں میں کوئی امر جنگجوئی اور فساد کا نہیں۔ اور بنی یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مُرید بڑھیں گے ویسے ویسے سید جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور ہمدی مان لینا ہی سید جہاد کا انکار کرنا ہے۔ بنی بار بار اعلان دے چکا ہوں کہ میرے بڑے اصول پانچ ہیں اول یہ کہ خدا تعالیٰ کو واحد لا شریک اور ہر ایک شخصیت موت اور بیماری اور لا چاری اور درد اور دکھ اور دوسری تالاتی صفات سے پاک سمجھنا۔ دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ کے سلسلہ نبوت کا خاتم اور آخری شریعت لانے والا اور نعمات کی حقیقت راہ تبارہ ۱۱۰ احضت مستحنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین رکھنا۔ تیسرے یہ کہ دین اسلام کی دعوت بعض دلائل عقلیہ اور آسمانی نشانوں سے کرنا اور خیالات غازیانہ اور شہاد اور جنگجوئی کو اس زمانہ کے لیے قطعی طور پر حرام اور ممنوع سمجھنا اور ایسے خیالات کے پابند کو مزین ضعیفی پر تیار کر دینا۔ چوتھے یہ کہ اس گورنمنٹ محسنہ کی نسبت جس کے ہم زیر سایہ ہیں یعنی گورنمنٹ انگلشیہ کوئی مفسدانہ خیالات دل میں نہ لانا اور خصوص دل سے اس کی اطاعت میں مشغول رہنا۔ پانچویں یہ کہ بنی نوع سے ہمدردی کرنا اور حتی الوسع ہر ایک شخص کی دنیا اور آخرت کی بہبودی کے لیے کوشش کرنے رہنا اور امن اور صلح کاری کا موید ہونا اور نیک اخلاق کو دینا میں پھیلا نا۔ یہ پانچ اصول ہیں جن کی اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے اور سیری جماعت میساکیں آگے

— درجہ حاشیہ صفحہ سابقہ —

تکلیف نہیں دیکھا کہ زبان سے نہ اتنے سے نہ کسی اور طرح سے۔ شرط انصاف یہ کہ عام ضیق اللہ کی ہمدردی میں بعض ملحد مشغول رہیں اور جان تکس بمل سکتا ہے اپنی ندادا قاتلوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچانے کا۔

لے امی جہاد کے برخلاف نہایت سرگرمی سے میرے پیرو فاضل مولویوں نے ہزاروں آدمیوں میں تعلیم کی ہے اور کر رہے ہیں جس کا بہت بڑا اثر ہوا ہے۔ نہ

گالیاں دیں کہ یہ شخص سلطنت انگریزی کو سلطان روم پر ترجیح دیتا ہے اور رومی سلطنت کو قصور وار ٹھہراتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جس شخص پر خود قوم اس کی ایسے ایسے خیالات رکھتی ہے اور نہ صرف اختلاف اعتقاد کی وجہ سے بلکہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے سبب سے بھی ملامتوں کا نشانہ بن رہا ہے کیا اُس کی نسبت یہ ظن ہو سکتا ہے کہ وہ سرکار انگریزی کا بدخواہ ہے؟ یہ بات ایک ایسی واضح حقیقت کی ایک بڑے سے بڑے دشمن کو بھی جو محمد حسین بٹالوی ہے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور میں اسی مقدمہ ڈاکٹر ہنری کلاؤک میں اپنی شہادت کے وقت میری نسبت بیان کرنا پڑا کہ یہ سرکار انگریزی کا خیر خواہ اور سلطنت روم کے مخالف ہے۔ اب اس تمام تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کئے ہیں صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بدلہ جان خیر خواہ ہوں۔ اور میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اعلیٰ امت گورنمنٹ اور ہمہ ردی ہنگام خدا کی میرا اصول ہے۔ اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے۔ چنانچہ پرچہ شرائط بیعت جو ہمیشہ مریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اس کی دفعہ چہارم میں ان ہی باتوں کی تصریح ہے۔ ہاں یہ پرچہ ہے کہ میں نے بعض اشخاص کی موت وغیرہ کی نسبت پیش گوئی کی ہے لیکن نہ اپنی طرف سے بلکہ اُس وقت اور اُس حالت میں کہ جب اُن لوگوں نے اپنی رضا و رغبت سے ایسی پیش گوئی کے لئے مجھے تحریری اجازت دی۔ چنانچہ ان کے ہاتھ کی تحریریں اب تک میرے پاس موجود ہیں۔ جن میں سے بعض ڈاکٹر کلاؤک کے مقدمہ میں شامل شل کی گئی ہیں۔ مگر چونکہ باوجود اجازت دینے کے پھر بھی ڈاکٹر کلاؤک صاحب نے اُن پیش گوئیوں کا ذکر کیا اور اصل واقعات کو چھپایا اس لئے **ایسٹ**

چہ بعض ہمارے مخالف جن کو انتہا اور صوبہ بولنے کی عادت ہے لوگوں کے پاس کہتے ہیں کہ ان کی خیر خواہی نہ پیش گوئیوں کرنے سے منع کر دیا ہے خاص کر ڈاکٹر ایچ جیگرنیو اور صاحب کی جگہ تو یہی سنت ممانعت کی ہے۔ سو سوچ لے لے کہ ان میں سے جو اصل میں یہ کہانیاں نہایت نہیں کہتی اور مثلاً پیش گوئیوں میں میں لڑی کو کم نہ اختیار کیا ہے۔ لیکن رضامندی لینے کے بعد پیش گوئی کرنا اس طریق پر عادت اور قانون کا کوئی احترام نہیں۔ ورنہ

جاں جال یہ اشتہار پہنچے وہاں جماعت کے لوگوں کو چاہئے کہ حسب ضرورت اور حسب قدرت اس کی اور کامیابی
پھر برا تقسیم کریں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُثَنِّیْہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ الْکَرِیْمِ

اپنی تمام جماعت کے لیے ضروری نصیحت

چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے
گورنمنٹ کے متقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں جن سے بغاوت کی کو آتی ہے بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی
وقت بغیانہ رنگ ان کی طباغی میں پیدا ہو جائے گا۔ اس لیے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات
پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں جو بے شک تعالیٰ کی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے۔ نہایت تاکید سے نصیحت
کرتا ہوں کہ وہ میری ان تعلیم کو خوب یاد رکھیں۔ جو قریباً ۲۶ برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے ذہن نشین
کرتا آیا ہوا یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے ان
کی غلط حمایت میں ہمارا فرقہ احمدیہ چند سال میں لاکھوں تک پہنچ گیا ہے اور اس گورنمنٹ کا احسان ہے کہ
اس کے زیر سایہ ہم ظالموں کے پنجہ سے محفوظ ہیں۔ خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت ہے کہ اس نے گورنمنٹ کو
اس بات کے لیے جن یا تاکہ یہ فرقہ احمدیہ اس کے زیر سایہ ہو کر ظالموں کے خونخوار حملوں سے اپنے تئیں بچاویں
اور ترقی کرے۔ کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ تم سلطانِ دوم کی عہداری میں رہ کر یا سکتے اور دینہ ہی میں اپنا گھر بنا کر
شریر لوگوں کے حملوں سے بچ سکتے ہو۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ ایک ہفتہ میں ہی تم تلواریں ٹکڑے ٹکڑے کئے جاؤ گے
تم سُن چکے ہو کہ کس طرح صاحبزادہ مولوی عبداللطیف جو ریاست کابل کے ایک معزز اور بزرگوار اور زہرور رئیس
تھے جن کے مرنے پر پچاس ہزار کے قریب تھے وہ جب میری جماعت میں داخل ہوتے تو بعض اسی قصور سے کہ میری
تعلیم کے موافق جاد کے مخالف، برگئے تھے، امیر حبیب اللہ خاں نے نہایت بے رحمی سے ان کو سنگسار کر
واپس کیا تھیں کچھ توقع ہے کہ تمیں اسلامی سلاطین کے ماتحت کوئی خوشحال میسر آئے گی بلکہ تم تمام اسلامی
مخالف علماء کے نتووں کی رو سے واجب القتل ٹھہر چکے ہو۔ سو خدا تعالیٰ کا یہ فضل اور احسان ہے کہ اس

کشف الغطاء

۲۱۳

غرض یہ ایسا ثبوت ہے کہ اگر اس کے تمام دلائل یکجائی نظر سے دیکھے جائیں تو ہماری قوم کے غلط کاروباروں کے خیالات اس سے پاش پاش ہو جاتے ہیں اور اس اود صلحکاری کی مبارک عمارت اپنی چمک دکھلاتی ہے جس سے مزدوری طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کوئی آسان پر گیا اور نہ وہ رٹنے کے لئے ہمدی کے ساتھ شامل ہو کر شیوہ قیامت ڈالے گا بلکہ وہ کشمیر میں اپنے خدا کی رحمت کی گود میں سو گیا۔

اے معزز ناظرین! اب میں نے جو کچھ حیرے اصول اور ہدایتیں اور تعلیم تھی سب گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں ظاہر کر دیں۔ میری ہدایتوں کا خلاصہ یہی ہے کہ صلحکاری اور غریبی سے زندگی بسر کرو اور جس گورنمنٹ کے ہم ماتحت ہیں یعنی گورنمنٹ برطانیہ اس کے پتے خیر خواہ اور تابعدار ہو جاؤ۔ نہ لفاق اور دنیا داری سے۔ آنسو دعا پر غم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری حکمہ مضطر قیسو ہندو رام اقبالہا کا اقبال دن جلد بڑھاوے اور یہیں توفیق دے کہ ہم کچھ دلی سے اس کے تابعدار اور امن پسند انسان ہوں۔ آمین

راقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

۲۷ دسمبر ۱۸۹۸ء

دوسرے گورنمنٹ انگریزی میں بھرتی شدہ تئیں میری نسبت لکھتے تھے اور اپنی عداوت باطنی کو چھپا کر مخبروں کے لباس میں پیش رفتی کرتے تھے اور کہتے تھے میں جیسا کہ شیخ ابدی علیہ السلام ایسا ہی ہوتا ہوں۔ یہ نادان خدا تعالیٰ کی جناب زدہ نہوتے تو مجھے دیکھ دینے کے لئے مخلوق کی طرف التماس لے جاتے۔ یہ نادان جنہیں جانتے کہ کوئی بات زمین پر نہیں ہو سکتی جب تک کہ آسمان پر نہ ہو جائے اور گورنمنٹ انگریزی میں یہ کوشش کرنا کہ گویا میں مغل طور پر گورنمنٹ کا بدخواہ ہوں یہ نہایت سطرین کی عداوت ہے۔ یہ گورنمنٹ خدا کی گنتہ کار ہوگی اگر میرے جیسے خیر خواہ اور سچے وفادار کو بدخواہ اور باغی تصور کرے۔ میں اپنی قلم سے گورنمنٹ کی خیر خواہی میں مبتلا سے جب تک وہ کام کیا ہے جس کی نظیر گورنمنٹ کے ہاتھ میں ایک بھی نہیں ہوگی اور میں ہزار بار میرے صرف سے کتہیں تالیف کر کے ان میں حاجا اس بات پر زور دیا ہے کہ مسلمانوں میں گورنمنٹ کی بھی خیر خواہی چاہیے اور رعایا ہو کر بغاوت کا خیال بھی دل میں لانا نہایت دھوکے کی بد ذاتی ہے اور میں ایسی کتبوں کے مصنف نہیں ہوں جیسا کہ عرب اور شام اور مصر اور روم اور افغانستان اور دیگر اسلامی بلاد میں محض شہیادت سے شائع کیا ہے نہ اس خیال سے کہ یہ گورنمنٹ میری تعظیم کے یا مجھے انعام دے کیونکہ یہ میرا مذہب اور میرا عقیدہ ہے جس کا شائع کرنا میرے پر حق واجب تھا۔

تعمد کے یہ گورنمنٹ میری کتابوں کو کیوں دیکھتی اور کیوں ایسی ظلمت افروز کر دیتی ہے جیسے مسلمانوں کو منع نہیں کرتی۔ ان ظالم مولویوں کو میں کس سے مثال دوں۔ یہ ان یہودیوں سے مشابہ ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ناحق دھک دینا شروع کیا اور جب کچھ پیش نہ گئی تو گورنمنٹ روم میں مخبری کی کہ یہ شخص باغی ہے۔ سو میں بار بار اس گورنمنٹ عداوت کو یاد دلانا ہوں کہ میری مثال مسیح کی مثال ہے۔ میں اس دنیا کی حکومت اور سیاست کو نہیں چاہتا اور بغاوت کو سخت بد ذاتی سمجھتا ہوں میں کسی خونین مسیحا کے آنے کا قائل نہیں اور نہ خونین ہمدی کا منتظر صلہ کی سے حق کو پہلانا میرا مقصد ہے۔ اور میں تمام ان باتوں سے بیزار ہوں جو فتنہ کی باتیں ہوں یا جو شمش و لہنے والے منصوبے ہوں۔ گورنمنٹ کو چاہیے کہ میدلا طبعی سے میری حالت کو جانے اور گورنمنٹ روم کی مشابہت کی سے عبرت لے کر اور غرض مولویوں یا دوسرے لوگوں کی باتوں کو سند نہ بکھریو کہ میرے اندھ کوٹ نہیں اور میرے لبوں پر لافاق نہیں۔

اب میں پھر اپنے کلام کو اصل مقصد کی طرف رجوع دے کر ان مولوی صاحبوں کا نام ذیل میں درج

اور مجھے خود اور بولورنگ اور روپکے لحاظ سے حضرت عیسیٰ مسیح کا اوتار کر کے بھیجا۔ ایسا ہی اس نے حقوق خالق کے لغت کے لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد رکھا اور مجھے توحید پھیلانے کے لئے تمام خواہ اور بولورنگ اور روپ اور جامہ محمدی پہنا کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اوتار بنا دیا۔ سو میں ان معنوں کر کے عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد ہندی بھی عیسیٰ ایک لقب ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا تھا۔ جس کے معنی میں خدا کو چھوٹے والا اور خدائی انعام میں کچھ لینے والا۔ اور اس کا خلیفہ اور صدق اور راستبازی کو اختیار کرنے والا۔ اور ہندی ایک لقب ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا تھا جس کے معنی میں کہ نظر ثباتیت یافتہ اور تمام ہدایتوں کا دارث اور اسم ہلادی کے پورے عکس کا عمل۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت نے اس زمانہ میں ان دونوں لقبوں کا مجھے دارث بنا دیا اور یہ دونوں لقب میرے وجود میں لکھے کر دیئے۔ سو میں ان معنوں کے دوسے عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد ہندی بھی۔ اور یہ وہ طریق ظہور ہے جس کو اسلامی اصطلاح میں بروز کہتے ہیں۔ سو مجھے بروز عطا ہوئے ہیں بروز عیسیٰ اور بروز محمد۔ غرض میرا وجود ان دونوں فیوض کے وجود سے بروز طو پر ایک معجون مرکب ہے۔ عیسیٰ مسیح ہونے کی حیثیت سے میرا کام یہ ہے کہ مسلمانوں کو دشمنانہ حملوں اور غوربازیوں سے روک دوں۔ جیسا کہ حدیثوں میں صریح طور سے وارد ہو چکا ہے کہ جب مسیح دوبارہ دنیا میں آئے گا تو تمام دینی جنگوں کا خاتمہ کر دیگا۔ سو ایسا ہی ہوتا جاتا ہے۔ آج کی تاریخ تک تیس ہزار کے قریب یا کچھ زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے جو برٹش انڈیا کے تفرق مقامات میں آباد ہے۔ اور ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے اسی دوسے اُس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعاً حرام ہے۔ کیونکہ مسیح آچکا۔ خاص کر میری تعلیم

۴ اگرچہ خاص کوئی جو علم اور فہم سے کافی بہرہ رکھتے ہیں دس ہزار کے قریب ہوں گے مگر ہر ایک قسم کے لوگ جن میں ناخواندہ بھی ہیں تیس ہزار سے کم نہیں ہیں۔ بلکہ یہ زیادہ ہوں۔ منہ

کے لحاظ سے اس گورنٹ انجیریزی کا سچا خیر خواہ اس کو بخشنا پڑتا ہے نہ محض نفاق سے۔ اور یہ وہ چٹکارا
کا جھڑا کھڑا کیا گیا ہے کہ اگر ایک لاکھ مولوی بھی چاہتا کہ وحشیانہ جہادوں کے روکنے کے لئے
ایسا پڑتا تو سلسلہ قائم کرے تو اس کے لئے غیر ممکن تھا۔ اور یوں امید رکھتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ
نے چاہا تو چند سال میں ہی یہ مبارک اہل امن پسند جماعت جو جہاد اور غازی بن کے خیالات
کو شاربہ ہی ہے کئی لاکھ تک پہنچ جائے گی۔ لہذا وحشیانہ جہاد کرنے والے اپنا جہول بدل لینگے۔

اور محمد ہمدانی ہونے کی حقیقت سے میرا کام یہ ہے کہ آسمانی نشانوں کے ساتھ خدائی توحید کو
دنیا میں دوبارہ قائم کروں۔ کیونکہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے محض
آسمانی نشان دکھا کر خدائی عظمت اور طاقت اور قدرت عرب کے بُت پرستوں کے دلوں میں قائم
کی تھی۔ سو ایسا ہی مجھے روح القدس سے مدد دی گئی ہے۔ وہ خدا جو تمام نبیوں پر ظاہر ہوتا
ہا اور حضرت مولیٰ کلیم اللہ پر بمقام طہ ظاہر ہوا اور حضرت مسیح پر شعیر کے پہاڑ پر طالع فرمایا۔ اور
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر فاران کے پہاڑ پر چکا۔ وہی قلہ قدس خدا میرے
پر تجلّی فرما ہوا ہے۔ اُس نے مجھ سے باتیں کیں اور مجھے فرمایا کہ وہ اعلیٰ و جد جس کی پرستش
کے لئے تمام نبی بھیجے گئے ہیں ہوں۔ میں ایسا خالق اور ملک ہوں اور کوئی میرا شریک نہیں۔
اور میں پیدا ہونے اور مرنے سے پاک ہوں۔ اور میرے پر ظاہر کیا گیا کہ جو کچھ مسیح کی نسبت
دنیا کے اکثر عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ یعنی تثلیث و کفارہ وغیرہ یہ سب منسلکی غلطیاں
ہیں اور حقیقی تعلیم سے انحراف ہے۔ خدانے اپنے زندہ کلام سے بلا واسطہ مجھے یہ اطلاع دی
ہے اور مجھے اُس نے کہا ہے کہ اگر تیرے لئے یہ شکل پیش آوے کہ لوگ کہیں کہ ہم کو نہ کہیں کہ
تو خدا کی طرف سے ہے تو ہمیں کہہ دے کہ اس پر یہ دلیل کافی ہے کہ اُس کے آسمانی نشان
میرے گواہ ہیں۔ دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ پیش از وقت فریب کی باتیں بتلائی جاتی ہیں۔ اور وہ
اسلام جن کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں وہ قبل از وقت ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اور دوسرے نشانات
کہ اگر کوئی ان باتوں میں متقابل کرنا چاہے۔ مثلاً کسی دعا کا قبول ہونا اور پھر پیش از وقت اس

۳۳۰

ہیں اور اس ارادہ اور قصد کی اقل وجہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بعصرت بخشی اور اپنے پاس مجھے ہدایت فرمائی کہ تائیں اُن وحشیانہ خیالات کو سخت نفرت اور بیزاری سے دیکھوں جو بعض نادان مسلمانوں کے دلوں میں مخفی تھے۔ جسکی وجہ سے وہ نہایت بیوقوفی سے اپنی گورنمنٹ محسوس کے ساتھ ایسے طور سے صاف دل اور سچے خیر خواہ نہیں ہو سکتے تھے جو صاف دلی اور خیر خواہی کی شرط ہے بلکہ محض جاہل طاؤس کے درغلانے کی وجہ سے شرائط اطاعت اور وفاداری کا پورا جوش نہیں رکھتے تھے۔ سو میں نے نہ کسی بناوٹ اور ریاکاری سے بلکہ محض اُس اعتقاد کی تحریک سے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے دل میں بڑے زور سے جاریہ اس بات کو مسلمانوں میں پھیلا دیا ہے کہ انکو گورنمنٹ برطانیہ کی جو درحقیقت انکی محسوس ہے سچی اطاعت اختیار کرنی چاہیے کہ وفاداری کے ساتھ انکی شکر گزاری کرنی چاہیے۔ ورنہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہو گے اور نبی دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں پر میری تحریر دل کا بہت ہی اثر ہوا ہے اور لاکھوں انسانوں میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔ اور میں نے نہ صرف اسی قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کر کے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا کہ ہم لوگ کیونکر امن اور آرام اور آزادی سے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور ایسی کتابوں کے چھاپنے اور شائع کرنے میں ہزار ہا روپیہ خرچ کیا گیا مگر بائیں ہند میری طبیعت نے کبھی نہیں چاہا کہ اُن متواتر خدمات کا اپنے حکام کے پاس ذکر بھی کروں کیونکہ میں نے کسی صلہ اور انعام کی خواہش سے نہیں بلکہ ایک سچی بات کو ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھا۔ اور درحقیقت وجود سلطنت انگلشیہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہماری لئے ایک نعمت تھی جو مدت دراز کی تکلیفات کے بعد ہم کو ملی۔ اسلئے ہمارا فرض تھا کہ اُس نعمت کا بار بار اظہار کریں۔ ہمارا خاندان سکھوں کے پیام میں ایک سخت عذاب میں تھا اور نہ صرف یہی تھا کہ انہوں نے ظلم سے ہمارے ریاست کو تباہ کیا اور ہمارے عہد مادہیات اپنے قبضہ میں لئے مگر ہمارے اور تمام پنجاب کے مسلمانوں کی دینی آزادی کو بھی روک دیا۔ ایک مسلمان کو بانگ نواز پر بھی

۴۰۰

غیر اسلام ہیں اس خدائے عزوجل کی قسم دیتا ہوں جسکی قسم کو کبھی انبیاء علیہم السلام نے بھی رد نہیں کیا کہ اپنی رائے سے جو سراسر دینی ہمدردی پر مشتمل ہو مجھے ضرور مجنون فرمائیں گو کم فرصتی کی وجہ سے دوچار سطر ہی لکھ سکیں لیکن اس تمام مضمون کو پڑھ کر تحریر فرمائیں میں امید رکھتا ہوں کہ جقدر اسلام کے سچے ہمدرد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنے والے ہیں وہ ایسی رائے کے لکھنے سے جس میں قوم کی بھلائی اور ہزار ہا فتنوں سے نجات ہے دریغ نہیں فرمائیں گے۔ لیکن یاد رہے کہ اس رائے میں تین امور کی تشریح ضرور چاہیے۔ (۱) اول یہ کہ وہ اپنی دانست میں کس کو اس کام کے لئے منتخب کرتے ہیں۔ اور اس بزرگ کا نام کیا ہے اور کہاں کے رہنے والے ہیں۔ (۲) دوم یہ کہ وہ خود اس عظیم الشان کام کے انجام دینے کے لئے کس قدر مدد دینے کو تیار ہیں۔ (۳) سوم یہ کہ یہ رقم تیرہ سو اس کام کے لئے جمع ہوگی وہ کہاں اور کس جگہ برائمانت میں رکھی جائے گی۔ اور وقتاً فوقتاً کس کی اجازت سے خرچ ہوگی۔ یہ تین امور ضروری التفصیل ہیں۔

اسجگہ ایک اور امر قابل ذکر ہے اور وہ یہ کہ شاید بعض صاحبوں کے دلوں میں خیال پیدا ہو کہ ممکن ہے کہ اس کام میں دخل دینا گورنمنٹ عالیہ کے فساد کے مخالف ہو۔ تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ محسنہ جو ہماری جان اور مال کی حفاظت کر رہی ہے اس نے پہلے سے اشتہا دے رکھا ہے کہ وہ کسی کے دینی امور اور دینی تدابیر میں مداخلت نہیں کرے گی جب تک کوئی ایسا کاروبار نہ ہو جس سے بغاوت کی بدلو آوے۔ ہماری محسن گورنمنٹ برطانیہ کی یہی ایک قابل تعریف خصلت ہے جسکے ساتھ ہم تمام دنیا کے مقابل پر فخر کر سکتے ہیں۔ بیشک ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس گورنمنٹ محسنہ کے سچے دل سے خیر خواہ ہوں اور ضرورت کے وقت جان فدا کرنے کو بھی طیار ہوں۔ لیکن ہم اس طرح پر بھی غیر قوموں اور غیر ملکوں میں اپنی محسن گورنمنٹ کی نیکنامی پھیلانی چاہتے ہیں کہ کس طرح اس عادل گورنمنٹ نے دینی امور میں ہمیں پوری آزادی دی ہے۔ علی نمونے ہزاروں کوسوں

۲۶۴

تفصیل سے لکھا کہ کیونکر مسلمانانِ برٹش انڈیا اس گورنمنٹ برطانیہ کے نیچے آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور کیونکر آزادی سے اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے پر قادر ہیں۔ اور تمام فرانٹمنٹ منصفی سے روک ٹوک بجالاتے ہیں۔ پھر اس مبارک اور امن بخش گورنمنٹ کی نسبت کوئی خیال بھی جہاد کا دِل میں لانا کس قدر ظلم اور بغاوت ہے۔ یہ کتابیں ہزار ہا روپیہ کے خرچ سے طبع کرائی گئیں۔ اور پھر اسلامی ممالک میں شائع کی گئیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ یقیناً ہزار ہا مسلمانوں پر ان کتابوں کا اثر پڑا ہے۔ بالخصوص وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مہمدی رکھتی ہے۔ وہ ایک ایسی ہی جماعت اور خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعوئے سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لئے ایک وفادار فوج ہے۔ جن کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے۔

میں نے اپنی تالیف کردہ کتابوں میں اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ جو کچھ نادان مولوی تلوار کے ذریعہ سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ امرِ حق مذہب کے لئے دوسرے رنگ میں گورنمنٹ برطانیہ میں حاصل ہے۔ یعنی ہر ایک شخص تمام تر آزادی اپنے مذہب کا اثبات اور دوسرے مذہب کا ابطال کر سکتا ہے۔ اور میری رائے میں مسلمانوں کیلئے مذہبی خیالات کے اظہار میں قانونی حد تک وسیع اختیارات ہونے میں بڑی پر خیر مصلحت ہے۔ کیونکہ وہ اس طور سے اپنی اصل غرض کو پاکر جنگبونی کی حلات کو چھوڑ کر کتاب اللہ کی غلط فہمی سے بعضوں میں بلی جاتی ہیں بھلا دینگے۔ وہ یہ کہ جیسا کہ ایک فحش چیز کا استعمال کرنا دوسری فحش چیز سے فائدہ کر دیتا ہے۔ ایسا ہی جب ایک مقصد ایک پہلو سے نکلتا ہے۔ تو دوسرا پہلو خود سست ہو جاتا ہے۔

ابھی اغراض سے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مذہبی مباحثات کے بلکہ میں

۱۲

۲۰

اطاعت میں مشغول رہتا۔ پانچویں یہ کہ بنی نوع سے بہمدروئی کرنا اور حتی الوسع ہر ایک شخص کی دنیا اور آخرت کی بہبودی کے لئے کوشش کرتے رہنا اور امن اور صلحکاری کا مؤثر ہونا اور فیک اخلاق کو دنیا میں پھیلانا۔ یہ پانچ اصول ہیں جن کی اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے اور میری جماعت جیسا کہ میں آگے بیان کروں گا جاہلوں اور وحشیوں کی جماعت نہیں ہے بلکہ اکثر ان میں سے اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ اور علوم مرتبہ کے حامل کرنے والے اور سرکاری معزز عہدوں پر سربراہان اور میں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے چال چلن اور اخلاق کا منظر میں بڑی ترقی کی ہے اور ان میں ایسا دیکھتا ہوں کہ تجربہ کے وقت سرکار انگریزی ان کو اول درجہ کے خیر خواہ پائے گی۔

(۴) چوتھی گزارش یہ ہے کہ جس قدر لوگ میری جماعت میں داخل ہیں اکثر ان میں سے سرکار انگریزی کے معزز عہدوں پر ممتاز اور یا اس ملک کے نیک نام رئیس اور ان کے خدام اور اصحاب اور یا کامیاب اور یا وکلاء اور یا تو تعلیم یافتہ انگریزی خوان اور یا ایسے نیک نام ملہ اور فضلاء اور دیگر شرفا رہیں جو کسی وقت سرکار انگریزی کی نوکری کر چکے ہیں یا اب نوکری پر ہیں یا ان کے اقداب اور رشتہ دار اور دوست ہیں جو اپنے بزرگ خودوں سے اثر پذیر ہیں اور یا مسادہ نشینان غریب طبع غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی [ٹیکس پرومٹور اور ٹیکسی حاصل کردہ امور موثر مگر ٹیکسٹ ہیں اور یا وہ لوگ جو میرے انتخاب یا خیر نام میں سے ہیں۔ ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد علماء کی ہے جنہوں نے میری اتباع میں اپنے وظائف سے ہزاروں دلوں میں گورنمنٹ کے احسانات جمادے ہیں۔ اور ان میں مناصب دیکھتا ہوں کہ ان میں سے اپنے چند مربیوں کے نام بطور نمونہ آپ کے ملاحظہ کے لئے نقل میں لکھ دوں۔

(۵) میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مہدیین روانہ کرتا ہوں یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمت خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے نص

(۱۴۹)

قابل توجہ گورنمنٹ از طرف مہتمم کاروبار تجویز تعطیل جمعہ

میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گودا سپر پنجاب

چونکہ قرین معلومت ہے کہ سرکار انگریزی کی غیر خواہی کے لیے ایسے نا فہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو در پردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں اور ایک چھپی ہوئی بغاوت کو اپنے دلوں میں رکھ کر اسی اندرونی بیماری کی وجہ سے فرضیت جمعہ سے شکر ہو کر اس کی تعطیل سے گریز کرتے ہیں۔ لہذا یہ نقشہ اسی غرض کے لیے تجویز کیا گیا کہ اس میں ان ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں کہ جو ایسے با خیانت مرشد کے آدمی ہیں۔ اگرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں مسلمانوں میں ایسے آدمی بہت ہی کم ہوئے ہیں جو ایسے مسلمان عقیدہ کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھتے ہوں لیکن چونکہ اس احتمال کے وقت بڑی آسانی سے ایسے لوگ معلوم ہو سکتے ہیں جن کے نہایت مخفی ارادے گورنمنٹ کے برخلاف ہیں اس لیے ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ کی پوشیکل خیر خواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو ان شرلوگوں کے نام ضبط کئے جائیں جو اپنے عقیدہ سے اپنی مسلمانانہ حالت کو ثابت کرتے ہیں کیونکہ جمعہ کی تعطیل کی تقریب پر ان لوگوں کا شناخت کرنا ایسا آسان ہے کہ اس کی مانند ہمارے ہاتھ میں کوئی بھی ذریعہ نہیں۔ وجہ یہ کہ جو ایک ایسا شخص ہو جو اپنی نادانی اور جہالت سے برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتا ہے۔ وہ جمعہ کی فرضیت سے ضرور منکر ہو گا اور اسی علامت سے شناخت کیا جائے گا کہ وہ حقیقت اس عقیدہ کا آدمی ہے لیکن ہم گورنمنٹ میں باادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ایک پوشیکل راز کی طرح اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی۔ اور بافضل یہ نقشے جن میں ایسے لوگوں کے نام مندرج ہیں گورنمنٹ میں نہیں بھیجے جائیں گے۔ صرف اطلاع دی کہ طور پر ان میں سے ایک سادہ نقشہ چھپا ہوا جس پر کوئی نام درج نہیں فقط یہی مسنون درج ہے ہمارے درخواست بھیجا جاتا ہے اور ایسے لوگوں کے نام معذرتہ و نشان یہ ہیں:-

[illegible]

ہدایت۔ اگر اس نقشہ کی دستخطوں سے خانہ پوری ہو چکے تو چاہئے کہ اسی طرح کے اور اسی نمونہ کے اور قلمی نقشے بنا کر ان پر جہاں تک ممکن ہو دستخط کرائے جائیں مگر یہ یاد رہے کہ ہر ایک صاحب اپنا نام اور پتہ خوش خط لکھیں کہ تا پڑھنے میں دقت نہ ہو اور ہر ایک نقشہ کے آخر پر کل دستخطوں کی میزان لکھ دیں۔

مطبع نیا سلام تلواران

(۱۰) اشتداد $\frac{298^{\circ}}{A}$ کے چار مغزوں پر موقوفہ (درج ہے)

سیرۃ المہدی ص ۱۰۱

۱۰۱

۴۳۴ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - مولوی غلام حسین صاحب دہلوی ساکن کلکتہ کے ریلوے لاہور سے ایک سفر میں لاہور اسٹیشن پر اترے تو ایک مسجد میں جو ایک چبوترے کی شکل میں تھی۔ آرام کے لئے بیٹھ گئے۔ یہ مسجد اس جگہ تھی جہاں اب پلیٹ فارم فہرہ ہے۔ پنڈت لیکھرام وہاں آیا اور اس نے حضرت صاحب کو تعجب کر سلام کیا۔ تو حضور نے اس سے منہ پھیر لیا۔ دوسری مرتبہ پھر اس نے اسی طرح کیا۔ پھر بھی آپ نے توجہ نہ فرمائی۔ اس پر بعض خدام نے عرض کیا۔ کہ حضور! پنڈت لیکھرام سلام کے لئے حاضر ہوا ہے آپ نے فرمایا۔ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ کو کھانا دینے والے کا ہم سے کیا تعلق ہے؟ اسی طرح وہ سلام کا جواب حاصل کرنے میں ناکام چلا گیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ اسی واقعہ کا ذکر روایت شیخ یعقوب علی صاحب عوفی کی کتاب فیہ میں بھی ہو چکا ہے۔

۴۳۵ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - مولوی غلام حسین صاحب دہلوی نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر ندویہ تحریر بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم تاجپور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت کی۔ اور دعوت کا اہتمام خاکسار کے سپرد کیا۔ پلاؤ نرم کچا غفلت باور چیل کی تھی۔ شیخ صاحب کھانا کھانے کے وقت مقرر خواہی کرنے لگے۔ کہ بھائی غلام حسین کی غفلت سے پلاؤ خراب ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ گوشت۔ چاول۔ مصالحہ اور گھی سب کچھ اس میں ہے۔ اور میں گھٹے ہوئے چاولوں کو پسند کرتا ہوں۔ یہ آپ کی ذرہ فازی کی دلیل ہے۔ کہ منطقی پر بھی خوشی کا اظہار فرمایا۔ ممکن ہے کہ حضور والے دار پلاؤ کو پسند فرماتے ہوں۔ لیکن خاکسار کو ملامت سے بچانے کے لئے ایسا فرمایا ہو۔

۴۳۶ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - مرزا دین محمد صاحب ساکن لنگوال ضلع گورداسپور نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے جس کے قریب بھیجا۔ اور فرمایا کہ مجھے ایک خواب آیا ہے میں نے پوچھا کیا خواب ہے۔ فرمایا۔ میں نے دیکھا ہے کہ میرے تخت پوش کے چاروں طرف منگ چڑھا ہوا ہے۔ میں نے تیسرے پوچھی تو کتاب دیکھ کر فرمایا۔ کہ کہیں سے بہت مادیہ آئیگی اس کے بعد میں چاروں دن یہاں رہا میرے سامنے ایک مٹی آمڈر آیا جس میں ہزار سے زائد دیوبندیتا

مجھے اصل مقام یاد نہیں جب مجھے خواب سنائی۔ تو عطا دامل اور شرن پت کو کسی بلا کو سنائی۔ جب
 منی آرڈر آیا۔ تو عطا دامل و شرن پت کو بلایا۔ اصف فرمایا۔ کہ کوئی یہ منی آرڈر آیا ہے یا کہ وہ کھانا
 سے لے آؤ۔ ہم نے دیکھا تو منی آرڈر بھیجے والا کہتہ اس پر درج نہیں تھا۔ حضرت صاحب کو کسی پتہ
 نہیں لگا کہ کس نے بھیجا ہے

فائدہ عرض کرتا ہے کہ آج کل کے قوام کے مُد سے رقم ارسال کنندہ کو اپنا پتہ درج کرنا ضروری ہوتا ہے مگر ہے اس زمانہ میں یہ قاعدہ نہ ہو۔ یا مگر زدن محمد صاب کو تہ نہ لگا ہو۔

پس منہ اللہ الرحمن الرحیم۔ میان خیر الدین صاحب سیکھوالی نے جذریہ قہر بر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں اپنے گھوڑوں سیکھوال سے قادیان آیا۔ حضور علیہ السلام کی عادت تھی کہ گرم موسم میں غوث شام کے وقت مسجد مبارک کے شاذین پر تشریف فرما ہوتے اور حضور صاحب بھی حاضر رہتے۔ اس روز عشاء کی نماز کے بعد آپ شاہ نشین پر تشریف فرما ہوئے میرزا مرثیہ صاحب نے قادیان کے بعض گنہگار طبقہ کی بیعت کا ذکر کیا۔ اور کہا کہ یہ لوگ حضرت صاحب سے کوئی خاص تعلق پیدا نہیں کرتے مولوی عبدالحکیم صاحب نے میر صاحب موصوف کے کلام کے جواب میں کہا کہ دیہاتی لوگ اسی طرح کے ہوتے ہیں۔ اسی اثنا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توجہ ہو گئی تو آپ نے فرمایا کہ کیا بات ہے مولوی صاحب نے میر صاحب اودان کی پشت کو کاٹ کر کہہ کر دیا۔ اس پر حضرت صاحب نے مولوی صاحب علیہ السلام کی تائید فرمائی اور فرمایا کہ میر صاحب دیہات کے لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ میں اس وقت مجلس میں اپنی کمرہ دیوں کو یاد کر کے کہہ رہا تھا کہ یہی دیہاتی ہیں موصوف و محزون میٹھا ہوا تھا لیکن اسی وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہاں جمال الدین و میدان نام الدین و میان خیر دین تو ایسے نہیں ہیں جب حضور نے ہم ترین جانا بھل کر عام دیہاتوں سے سٹھنے کو دیا۔ تو میرے مقام محرم دودھ ہو گئے اور میرا دل خوشی سے بھر گیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صلعم کے زمانہ میں ہی اعراب لوگوں کا ایمان اسی طرح کا تھا تھا۔ مگر ان سے وہ لوگ مستثنیٰ ہوتے ہیں جو نبی کی صحبت کے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے ہماری جماعت کے اکثر دیباچی نہایت مجلس میں۔ اور اصل ایمان کی شکل کی حادہ شہری یا دیہاتی ہونے پر نہیں بلکہ صحبت اور استفادہ اور پھر علم و عرفان پر ہے۔ لیکن چونکہ نبی سے دور رہنے کا

(۱۳۸)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

درخواست بحضور نواب گورنر جنرل وائسرائے کشور ہند بالقابہ

برادر منظور می تعطیل جمعہ

یہ عرضداشت مسلمانان برٹش انڈیا کی طرف سے جن کے نام ذیل میں درج ہیں بحضور جناب گورنر جنرل ہند و ام اقبال اس غرض سے پیش کی گئی ہے کہ گورنمنٹ عالیہ معروضات ذیل پر توجہ فرما کر تمام برٹش انڈیا کے مسلمانوں کے لیے جمعہ کی تعطیل منظور فرماوے۔ وجوہات عرضداشت یہ ہیں۔

(۱) اول یہ کہ جمعہ کا دن مسلمانوں کے لیے مذہبی عبادات اور دینی فرائض کے ادا کرنے کے لیے ایک بیسہ ایسا ہے جیسا کہ اتوار عیسائیوں اور ہندوؤں کے لیے۔ پس چونکہ گورنمنٹ عالیہ نے عیسائیوں اور ہندوؤں کی بجا آوری رسوم عبادت وغیرہ کے لیے اتوار کی تعطیل مقرر کر رکھی ہے تو اس صورت میں یہ گروہ کثیر مسلمانوں کا جو گورنمنٹ کے لطف اور احسان کا ایسا ہی امیدوار ہے جیسا کہ عیسائی اور ہندو گروہ یہ حق رکھتا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ ان کے لیے بھی جمعہ کے دن کی تعطیل عطا فرماوے۔

(۲) دوسرے یہ کہ صرف یہی بات نہیں کہ جمعہ کا دن مسلمانوں کے لیے بعض خاص عبادات اور رسوم کی بجا آوری کے لیے مقرر ہے۔ بلکہ اس کے ترک کرنے کی حالت میں قرآن شریف اور احادیث میں سخت وعید ہے۔ لہذا مذہبی حیثیت سے جمعہ ترک کرنے میں ہر ایک مسلمان دیندار اپنے تئیں ایک گناہ عظیم کا مرتکب خیال کرتا ہے اور ہر ایک بڑے جوش سے اس بات کا خواہاں ہے کہ سرکار انگریزی ضروریہ تعطیل برٹش انڈیا میں منظور فرماوے۔

(۳) تیسرے یہ کہ تمام نیک دل اور پاک بیع مسلمان جو گورنمنٹ عالیہ کے سپرے خیر خواہ ہیں انہوں نے جمعہ کی رسم کو اس ضمن گورنمنٹ کی سبھی خیر خواہی اور دلی وفاداری کے لیے ایک علامت ٹھہراتے ہیں۔

مگر بعض دوسرے نالائق نام کے مسلمان جن کی تعداد قلیل ہے اس ملک برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دے کر اپنے خود تراشیدہ خیالات کے رُو سے جمعہ کی فرضیت سے شکر یہ کیونکہ ان کا گمان ہے جو برٹش انڈیا دارالحرب ہے اور دارالحرب میں جمعہ فرض نہیں رہتا۔ پس کچھ شک نہیں کہ جمعہ کی تعطیل سے ایسے بڑے بل کمال صفائی سے شناخت کئے جائیں گے۔ کیونکہ اگر باوجود تعطیل کے پھر بھی وہ جمعہ کی نمازوں میں حاضر نہ ہوتے تو یہ بات گھل جائے گی کہ درحقیقت وہ نالائق اس گورنمنٹ کے ملک کو دارالحرب ہی قرار دیتے ہیں۔ سچی تو جمعہ کی پابندی سے عداوت گزیرتے ہیں۔ جو اس صورت میں یہ مبارک دن نہ صرف مسلمانوں کی عبادتِ خاصہ کا ایک دن ہوگا بلکہ گورنمنٹ کے لیے بھی ایک نئے خبر کا کام دے گا اور ایک معیار کی طرح کھرے اور کھوٹے میں فرق کر کے دکھاتا رہے گا۔ چنانچہ اس درخواست پر بھی صرف انہیں سچے خیر خواہوں کے دستخط درج ہیں جو اس ملک کو دارالحرب قرار نہیں دیتے۔ اور دلی سچائی سے گورنمنٹ کی حکومت کو قبول کر رہا ہے اور اپنے لیے سراسر برکت اور رحمت سمجھا ہے اور کچھ شک نہیں کہ جمعہ کی تعطیل سے ایسے لوگ جو غلطیوں میں پڑے ہوئے ہیں اثر پذیر بھی ہوں گے اور گورنمنٹ کے دلی خیر خواہ بہت ترقی پذیر بھی ہوں گے اور بدباہن تارک الجملہ بڑی آسانی سے شناخت کئے جائیں گے یہ بات دوبارہ گورنمنٹ کو یاد دلانی جاتی ہے کہ ایک جمعہ ہی مسلمانوں میں اس بات کی علامت ہے کہ کوئی شخص اس ملک گورنمنٹ کو دارالحرب قرار دیتا ہے اور ان اس کی نفی کرتا ہے۔ سو جو شخص گورنمنٹ پر ناپاک رحمت ہو کہ جمعہ کی فرضیت کا قائل ہے اور اس کا ترک کرنا محبت سمجھتا ہے وہ ہرگز اس ملک کو دارالحرب قرار نہیں دے گا اور سچے دل سے گورنمنٹ کا خیر خواہ ہوگا لیکن جو شخص برٹش انڈیا میں جمعہ کی فرضیت کا شکر ہے وہ درپردہ اس ملک کو دارالحرب قرار دیتا ہے اور خیر خواہ نہیں۔ سو جمعہ ان دونوں فریقوں کے پرکھنے کے لیے ایک معیار ہے۔

۴۔ چوتھے یہ کہ اسلامی تعطیلیں ہندوؤں کی تعطیلوں سے نصف سے بھی کم ہیں پس صورت میں بھی گورنمنٹ کے مراسم خسروانہ کا یہی تقاضا ہونا چاہیے کہ جمعہ کی تعطیل کرنے سے اس نقصان کا جبر کرے۔

(۵) پانچویں یہ کہ چونکہ جمعہ کی تعطیل ہم مسلمانوں کے لیے نہایت ضروری ہے۔ اس لیے ہم یہ بھی باوجود اتناں کرتے ہیں کہ اگر ہماری حسن گورنمنٹ تواری کی تعطیل کو ہمارے لیے بے وقوف رکھ کر اس کی عوض ہمیں صرف جمعہ کی تعطیل دے دے تو ہم تب بھی بصدرِ دل راضی ہیں۔ مگر ہر حال ہم رہا یا کہ دیکھا یہی ہے کہ جمعہ کی تعطیل ہو۔

۶۔ چھٹے یہ کہ ہماری مرہبان گورنمنٹ کو اس بات کا خوب علم ہے کہ تمام اسلامی مسلمانوں اور یہاں

قدیم نے جمعی کی تعطیل کرتے ہیں۔ سلطنت روم میں جمعی کی تعطیل ہے اور حیدر آباد کی ریاست وغیرہ بھی جمعی کی تعطیل ہی مقرر ہے تو اس صورت میں گورنمنٹ کے احکامات پر ہمیں یہی توقع ہے کہ ہم اس فیاض گورنمنٹ کی رعایا ہو کر پھر ایسے بد قسمت نہ بنیں کہ دوسرے مسلمانوں کی یہ خوش قسمتی دیکھ کر کہ وہ دوسری ریاستوں میں اس عظیم الشان مذہبی دن کی تعطیل سے مذہبی فرائض کو بخوبی بجالاتے ہیں، تشریف رشتہ میں جلا کریں۔ چونکہ ہم سچے دل سے گورنمنٹ کے اور گورنمنٹ ہماری ہے اور دائمی تعلقات اور بقاء دولت۔ گورنمنٹ کے لیے سچے دل سے دعا کرتے ہیں تو کیا ہم گوارا کر سکتے ہیں کہ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں یہ ارمان ہمارے دل میں چلا جائے کہ کیوں ہمارے لیے وہ بات حاصل نہیں جو دوسری ریاستوں کی رعایا کو حاصل ہے۔ یہ بھی عاجزانہ عرض ہے کہ ہم رعایا نے اب تک گورنمنٹ میں اس بات کی کسی تحریک نہیں کی کیونکہ کسی رعیت کا ادب کا تقاضا دیکھا کہ مبرا اور آہستگی سے اس درخواست کو پیش کریں۔ سو اب بڑی امید کے ساتھ پیش کی گئی۔

(۷) ساتویں یہ بات بھی گورنمنٹ عالیہ میں عرض کر دینے کے لائق ہے کہ یہ روز جمعہ جس کی تعطیل کے لیے ہم مسلمان رعایا یہ عرضداشت بھیجتے ہیں۔ اگرچہ بہت اہم کام اس میں عبادات کا خاص طور پر لدا کرنا اور اسلامی ہدایات کو اپنے ہمارے سننا ہے۔ لیکن اور کئی رسوم مذہبی بھی اسی دن میں ادا ہوتی ہیں۔ اور خدا نے ہمیں قرآن میں اس دن کے التزام کی اس قدر تاکید کی ہے کہ خاص ہی کے التزام کے لیے ایک سورت قرآن میں ہے جس کا نام سورۃ الجمعہ ہے اور حکم ہے کہ سب کام چھوڑ کر جمعہ کے لیے مسجدوں میں حاضر ہو جاؤ۔ سو ہر ایک دیندار کو یہی حکم ہے کہ ہم ہمیشہ کے لیے خدا کے نافرمان نہ بنیں۔

(۸) آٹھویں یہ اسلامی سلطنت کے زمانہ میں ہمیشہ اس ملک میں جمعی کی تعطیل ہوتی تھی۔ (۹) ہم رعایا کی یہ بھی تمنا ہے کہ جس طرح اسلامی ریاستوں میں ان سلاطین کا لشکر کے ساتھ خطبہ میں ذکر ہوتا ہے جو مذہبی اُمہد میں قرآن کے منشا کے موافق مسلمانوں کو آواز دی دیتے ہیں۔ ہم بھی جمعی کی تعطیل کے شکریہ میں اور بلاد کے مسلمانوں کی طرح یہ دائمی شکر جمعہ کے مبروں پر اپنا وظیفہ کریں کہ سرکار انگریزی نے علاوہ اور مراحم اور الحاف کے ہم پر یہ بھی عنایت کی نظر کی جو ہمارے دینی عظیم الشان دن کو جو مدت سے اس ملک پر تشریف آفریاں میں مردہ کی طرح پڑا تھا پھر نئے سرے سے زندہ کر دیا۔ سو بلاشبہ یہ ایسا احسان ہو گا کہ مسلمانوں کی قدرتی کجی اس کو فراموش نہیں کرے گی اور اسلامی تاریخ میں ہمیشہ عزت کے ساتھ یہ شکر لدا دیا جائے گا۔

بالآخر ہم رعایا کی دعا ہے کہ ہماری گورنمنٹ کو خدا تعالیٰ ہمارے سروں پر رکھے اور ہماری اس

اپنی جماعت کیلئے ایک ضروری اشتہار

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ : تَعْلِيمًا وَدُعَاةً لِّتَعْلَمُوا رُسُولُهُ الْكَرِيمِ

جو کہ مسلمان ہند پر ملی اجماع اور مسلمان پنجاب پر بالخصوص گورنمنٹ برطانیہ کے بڑے بڑے احسانات ہیں۔ لہذا مسلمان اپنی اس مہربان گورنمنٹ کا جس قدر شکریہ ادا کریں آسان ہی ٹھوڑا ہے کیونکہ مسلمانوں کو ابھی تک وہ رماز نہیں بھولا جبکہ وہ سکھوں کی قوم کے ہاتھوں ایک دیکتے ہوئے توحید مبتلا تھے اور ان کے دست تقدی سے نہ صرف مسلمانوں کی دنیا ہی تباہ تھی بلکہ ان کے دین کی حالت اس سے بھی بدتر تھی۔ دینی فرائض کا ادا کرنا تو درکنار بعض اذان نماز کئے پر جان سے مارے جاتے تھے۔ ایسی حالت زار میں اللہ تعالیٰ نے دور سے اس مبارک گورنمنٹ کو ہماری نجات کے لیے اپر رحمت کی طرح بھیج دیا جس نے ان کو نہ صرف ان ظالموں کے پیچھے سے بچایا بلکہ ہر طرح کا اس قائم کو کے ہر قسم کے سامان آسائش مینا کئے اور مذہبی آزادی میان تک دی کہ ہم ہر دریغ اپنے دین تین کی اشاعت نہایت خوش اسلوبی سے کر سکتے ہیں۔

ہم نے یہ مفصل تقریر کی تھی جس کی مختصر کیفیت تو انگریزی اخبار دلی میں جا چکی ہے اور باقی مفصل کیفیت غنیمت غنیمت مرزا خاں بخش صاحب شائع کرنے والے ہیں۔ ہم نے اس مبارک عید کے موقع پر گورنمنٹ کے احسانات کا ذکر کر کے اپنی جماعت کو جو اس گورنمنٹ سے دلی احسان رکھتی اور دیگر لوگوں کی طرح منافقانہ زندگی بسر کرنا گناہ عظیم سمجھتی ہے توجہ دلائی کہ سب لوگ دل سے اپنی مہربان گورنمنٹ کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس جنگ میں جو بیڑا میں ہو رہی ہے فتح عظیم بخشے اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کے بعد اسلام کا افضل ترین فرض مجددی خلاق ہے اور بالخصوص ایسی مہربان گورنمنٹ کے خدائوں سے ہماری دعا کرنا کارِ ثواب ہے جو ہماری جانوں اور مالوں اور سب سے بڑھ کر ہمارے

۳۶۳

دین کی محافظ ہے۔ اس لیے ہماری جماعت کے لوگ جہاں جہاں ہیں اپنی توفیق اور مقدور کے موافق سہ کارِ برطانیہ کے ان ذخیوں کے واسطے جو جنگِ نوین سوال میں مجروح ہوئے ہیں چندہ دیں۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا اپنی جماعت کے لوگوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ہر ایک شہر میں فرست مکمل کر کے اور چندہ کو وصول کر کے یکم مارچ سے پہلے مرزا خدابخش صاحب کے پاس بمقام قادیان بھیج دیں کیونکہ یہ ڈیوٹی ان کے سپرد کی گئی ہے۔ جب آپ کاروبارِ مع فرستوں کے آجائے گا تو اس فرست چندہ کو اس رپورٹ میں درج کیا جائے گا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ ہماری جماعت اس کام کو ضروری سمجھ کر بہت جلد اس کی تعمیل کرے۔ والسلام

راقہ

مرزا غلام احمد از قادیان

۱۰ فروری سنہ ۱۹۲۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(بہ اشتہار ۲۶۴۲۰ کے ایک صفحہ پر ہے)

کشف مضمار

۱۸۷

اور مصلحت ہے۔ قرآن میں صاف ہدایت کرتا ہے کہ اگر مذہبی گفتگو میں سخت فتنوں سے تمہیں تکلیف دی جائے تو تنگ ظرف لوگوں کی طرح عدالتوں تک مت پہنچو اور صبر اور اخلاق کا کام لو۔ قرآن نے ہمیں صاف کہا ہے کہ عیسائیوں سے محبت اور خنق سے پیش کش نہ لینی کی کرو۔ ہاں نیک یقینی سے اور ہمدردی کی راہ سے اور سچائی کے پھیلنے کی غرض سے اور صلح کی بنا ڈالنے کے ارادے سے مذہبی مباحثات قابل اعتراض نہیں۔

دوسری شاخ جو میرے مشن کے متعلق ہے میری تعلیم ہے۔ جس اپنی تعلیم کو قریشی انیس برس سے شائع کر رہا ہوں۔ اور پھر خلاصہ کے طبعاً شہزادہ ۲۹ مئی ۱۸۹۸ء اور ۲۷ فروری ۱۸۹۹ء کے اشتہاد میں بن تعلیموں کو جس نے شائع کیا ہے اور یہ تمام کتابیں اور اشتہاد چھپ کر پنجاب اور ہندوستان میں خوب شہرت پا چکے ہیں۔ اس تعلیم کا خلاصہ یہی ہے کہ خدا کو واحد لا شریک سمجھو اور خدا کے بندوں سے ہمدردی اختیار کرو۔ اور نیک چلن اور نیک خیال انسان بن جاؤ۔ ایسے ہو جاؤ کہ کوئی فساد اور شرارت تمہارے دل کے نزدیک نہ آ سکے۔ جھوٹ مت بولو۔ افتراء مت کرو۔ اور زبان اور ہاتھ سے کسی کو ایذا و مت دو۔ اور ہر ایک قسم کے گناہ سے بچتے رہو۔ اور نفسانی جذبات سے اپنے تئیں روکے رکھو۔ کوشش کرو کہ تمام پاک دل اور بے شر ہو جاؤ۔ وہ گونڈہ یا مسی کوئنٹل برطانیہ جس کے زیر سایہ تمہارے گل اور آبروئیں اور جانیں محفوظ ہیں بعد ازاں اس کے دخلدار بننا بعد ازاں جو اور چاہیے کہ تمام انسانوں کی ہمدردی تمہارا اصول ہو۔ اور اپنے ہاتھوں اور اپنی زبانوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک منصوبہ اور فساد انگیز طریقوں اور دنیا فتنوں سے بچاؤ۔ خدا سے ڈرو اور پیگ دل سے اس کی پرستش کرو۔ اور ظلم اور تعدی اور فتن اور رشوت اور حق تلفی اور بے جا ظفر داری سے باز رہو۔ اور بد صحبت سے پرہیز کرو۔ اور آنکھوں کو بد نگاہیوں سے بچاؤ۔ اور کانوں کو غیبت سننے سے محفوظ رکھو۔ اور کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو بدی اور نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو۔ اور ہر ایک کے لئے

۳۹۲

ایک معمولی بات سے کمال میں داخل نہیں۔ کمال انسانیت یہ ہے کہ ہم حتی الوسع گامیہوں کے مقابل پر اعراض اور درگزر کی خواہش رکھیں۔

یہ بھی تو سوچو کہ پادری صاحبوں کا مذہب ایک شاہی مذہب ہے۔ لہذا ہمارے ادب کا یہ تقاضا ہونا چاہیے کہ ہم اپنی مذہبی آزادی کو ایک طفیل آزادی تصور کریں۔ اور اس طرح پر ایک حد تک پادری صاحبوں کے احسان کے بھی قائل رہیں۔ گورنمنٹ اگر انکو باز پرس کے تو ہم کس قدر باز پرس کے لائق ٹھہریں گے۔ اگر سبز درخت کاٹے جائیں تو پھر خشک کی کیا بنیاد ہے۔ کیا ایسی صورت میں ہمارے ہاتھ میں قلم رہ سکے گی؟ سو ہو شیار ہو کر طفیل آزادی کو حقیت سمجھو۔ اور اس محسن گورنمنٹ کو دعائیں دو جس نے تمام رعایا کو ایک ہی نظر سے دیکھا۔ یہ بالکل نامناسب اور سخت نامناسب ہے کہ پادریوں کی نسبت گورنمنٹ میں شکایت کریں۔ ہاں جو شبہات اور اعتراض اٹھائے گئے اور جو بہتان شائع کئے گئے انکو جوڑ سے اکھاڑنا چاہیے۔ اور وہ بھی نرمی سے اور حق اور حکمت کے مساوی ہو کر دنیا کو فائدہ پہنچانا چاہیے اور ہزاروں دلوں کو شبہات کے زندان سے نجات بخشنا چاہیے۔ یہی کام ہے جس کی مب ہمیں اشد ضرورت ہے۔ یہ سچ ہو کہ مسلمانوں نے تائید اسلام کے دعوے پر جابجا انجمنیں قائم کر رکھی ہیں۔ لاہور میں بھی تین انجمنیں ہیں۔ لیکن سوال تو یہ ہو کہ باوجود عیسائیل کی طرف سے دس کروڑ کے قریب مخالفانہ کتابیں اور رسائل نکل چکے ہیں اور تین ہزار کے قریب ایسے اعتراضات شائع ہو چکے ہیں کہ جواب دینا مولویوں اور انجمنوں کا فرض تھا جنہوں نے ہر ایک رسالہ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہم مخالفوں کے سوالات کے جواب دینے میں حلقوں کا بن انجمنوں نے کیا بندوبست کیا اور کون کونسی مفید کتاب دنیا میں پھیلائی۔ ہم بقول ان کے کافر بھی و تباہ بھی سخت گوہی مگر ان لوگوں نے باوجود ہزاروں بار یہ اسلام کا بیج کرنے کے اسلام کی حقیقی مدد کیا کی۔ علوم مروجہ کی تعلیم کا شاید بڑے سے بڑا نتیجہ یہ ہو گا کہ تارکے تعلیم پا کر کوئی معقول فکری پاویں۔ اور شیعہ کی پردہ کی کا نتیجہ بھی اس سے بڑھ کر

ان کتابوں میں مسلمانوں کی فتنہ سخت کلائی بہت ہے جس کی تمام مسلمان برداشت نہیں کر سکتے چنانچہ ایک معزز پادری صاحب نے اپنے ایک پیر میں جو کلموں سے شائع ہوتا ہوا لکھا ہے کہ اگر کلمہ کا دوبارہ آتا ممکن ہے تو پادری عماد الدین کی کتابوں سے اس کی تحریک ہوگی۔ اب سوچنے کے لائق ہے کہ پادری عماد الدین کا کیسا خطرہ کلام ہے جس پر ایک معزز مشنری صاحب یہ رائے ظاہر کرتے ہیں۔ انگلستان میں مسلمانوں نے کئی مسلمانوں میں ایسا تحریروں سے ایک جوش دیکھ کر چند دفعہ ایسی تحریروں شائع کی تھیں جن میں ان سخت کتابوں کا جواب کسی قدر سخت تھا۔ ان تحریروں سے میرا اعتقاد یہ تھا کہ مومن عبادت کی صورت دیکھ کر مسلمانوں کا جوش لگ جائے۔ سو لکھنے اس حکمت عملی کی تحریروں سے مسلمانوں کو فائدہ تو ہوا۔ اور وہ ایسے لگے کہ جواب ہا کر کلمہ سے ہو گئے لیکن مشکل یہ ہے کہ اب بھی کئے دن پادری صاحبوں کی طرف سے ایسی تحریروں نکلتی رہتی ہیں کہ جو نوجوان مسلمان ان کی برداشت نہیں کر سکتے یہ نہایت خوفناک کامروائی ہے کہ ایک طرف تو پادری صاحبان یہ عہدہ الام مسلمانوں کو فتنے ہیں کہ ان کو قرآن میں ایسا شہادہ ہر ایک لفظ میں جہاد کا حکم ہے گواہ ان کو جہاد کی رسم یاد دلاتے رہتے ہیں اور ہر تیز تحریروں نکالی کہ ان میں اشتعال پیدا کرتے رہتے ہیں۔ نہ معلوم کہ یہ لوگ کیسے سیدھے ہیں کہ یہ خیال نہیں کرتے کہ ان دونوں طریقوں کو ملانے سے ایک خوفناک نتیجہ کا احتمال ہے۔ ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ قرآن شریف ہرگز جہاد کی تعلیم نہیں دیتا۔ اصلیت صرف اسی قدر ہے کہ ہر حاکم یا قائد میں بعض مخالفین کے اسلام کو تھامنے سے روکنا بلکہ نادر دیکھنا استقامت سے اسلام نے اپنی حفاظت کی ہے۔ ان پر تھامنا عثمانی دور ان کی نسبت حکم تھا کہ یا قتل کئے جائیں یا اسلام لیں۔ سو یہ حکم محض ان ان سے جاری تھا۔ لکھنے نہیں تھا اور اسلام ان پادریوں کی کامروائیوں کا دوسرا نتیجہ ہے جو جو کلمہ کے نذرانے کے بعد ہر مسلمانوں یا خود غرضیوں کی وجہ سے

ہونے کے اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ اور دلی جان نثار ہو جائیں اور جہاد اور غنی مہدی کے انتظار وغیرہ بیہودہ خیالات سے جو قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتے دست بردار ہو جائیں۔ اور اگر وہ اس غلطی کو چھوڑنا نہیں چاہتے تو کم سے کم یہ انکاح فرض ہے کہ اس گورنمنٹ محسنہ کے ناشکر گزار نہ بنیں اور محکم حرامی سے خدا کے گنہگار نہ ٹھہریں۔ کیونکہ یہ گورنمنٹ ہمارے مال اور خون اور عزت کی محافظ ہے اور اس کے مبارک قدم سے ہم چلتے ہوئے نمود میں سے نکالے گئے ہیں۔ یہ کتابیں ہیں جو میں نے اس ملک اور عرب اور شام اور فارس اور مصر وغیرہ ممالک میں شائع کی ہیں۔ چنانچہ شام کے ملک کے بعض عیسائی فاضلوں نے بھی میری کتابوں کے شائع ہونے کی گواہی دی ہے۔ اور میری بعض کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ اب میں اپنی گورنمنٹ محسنہ کی خدمت میں جرات سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ بہت سالہ میری خدمت ہے جس کی نظیر برٹش انڈیا میں ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کر سکتا۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قدر لمبے زمانہ تک کہ جو بیس برس کا زمانہ ہے ایک مسلسل طور پر تعلیم مذکورہ بالا پر زور دیتے جانا کسی منافق اور خود غرض کا کام نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کا کام ہے جس کے دل میں اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی ہے۔ ہاں میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نیک نیتی سے دوسرے مذاہب کے لوگوں سے مباحثات بھی کیا کرتا ہوں۔ اور ایسا ہی پانچوں کے مقابل پر بھی مباحثات کی کتابیں شائع کرتا

چچہ خیر سلطون بہادہ نام ایک دمشق کا رہنے والا فاضل عیسائی اپنی کتاب خلاصۃ الادیان کے صفحہ ۱۳۳ میں میری کتاب خلاصۃ البشری کا ذکر کرتا ہے۔ اس خلاصۃ البشری میں سے کچھ سطریں بطور نقل کے لکھتا ہے اور میری نسبت لکھتا ہے کہ یہ کتاب ایک ہندی فاضل کی ہے جو تمام کتب ہندی میں مشہور ہے دیکھو خلاصۃ الادیان و زبدۃ الادیان صفحہ ۲۴ چودھویں سطر سے اکیسویں سطر تک۔ منہ

۴۹۰

رہا ہوں۔ اور میں اس بات کا بھی اقرار ہی ہوں کہ جبکہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سلیقہ ہو گئی اور حد اعتدال سے بڑھ گئی۔ اور بالخصوص پیر پور افغان میں جو ایک عیسائی اخبار لکھنا شروع کیا ہے نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں۔ اور ان مؤلفین نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نفوذ باللہ ایسے الفاظ استعمال کئے کہ یہ شخص ڈاکو تھا۔ چور تھا۔ زنا کار تھا۔ اور صد ہا پرچوں میں یہ شائع کیا کہ یہ شخص اپنی لڑکی پر بدعتی سے عاشق تھا۔ اور بالی ہمہ جھوٹا تھا اور لوٹ مار اور خون کرنا اس کا کام تھا۔ تو مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے یہ اندیشہ دل میں پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلائل پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے۔ ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو۔ تب میں نے کُن جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اپنی صبح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کے دبانے کے لئے حکمت علی ہی ہے کہ ان تحریرات کا کبھی قدر سختی سے جواب دیا جائے۔ تا سر بیع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں کوئی بے امنی پیدا نہ ہو۔ تب میں نے بمقابلہ ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی۔ کیونکہ میرے کائنات میں نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش و آلہ آدمی موجود ہیں۔ ان کے غیظ و غضب کی آگ بجھانے کے لئے یہ طریق کافی ہوگا۔ کیونکہ عوض معاوضہ کے بعد کوئی گلہ باقی نہیں رہتا۔ سو یہ میری پیش بینی کی تدبیر صحیح نکلی۔ اور ان کتابوں کا یہ اثر ہوا۔ کہ

مجھ ان مباحثات کی کتابوں سے ایک یہ بھی مطلب تھا کہ برٹش انڈیا اور دوسرے ملکوں پر بھی اس بات کو واضح کیا جاسکے کہ ہماری گرفت نے ہر ایک قوم کو مہمشتات کیلئے آزادی دے رکھی ہے۔ کوئی خصوصیت پادریوں کی نہیں ہے۔ مسند

۴۹۱

ہندو مسلمان جو پادری عماد الدین وغیرہ لوگوں کی تیز اور گندی تحریریں سے اشتغال میں آچکے تھے یکدم لوگوں کے اشتغال فرو ہو گئے۔ کیونکہ انسان کی یہ عادت ہو کہ جب سخت الفاظ کے مقابل پر اس کا حوصلہ دیکھ لیتا ہے تو اس کا وہ جوش نہیں رہتا۔ بائیں ہمد میری تحریر پادریوں کے مقابل پر بہت نرم تھی گویا کچھ بھی نسبت نہ تھی۔ ہماری محسن گورنمنٹ خوب سمجھتی ہے کہ مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے۔ تو ایک مسلمان اس کے عوض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دے کیونکہ مسلمانوں کے دلوں میں دودھ کے ساتھ ہی یہ اثر پہنچا یا گیا ہے کہ وہ جیسا کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں ایسا ہی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت رکھتے ہیں۔ سو کسی مسلمان کا یہ سوصلہ ہی نہیں کہ تیز زبانی کو اس حد تک پہنچائے جس حد تک ایک متعصب عیسائی پہنچا سکتا ہے۔ اور مسلمانوں میں یہ ایک عمدہ سیرت ہے جو فخر کرنے کے لائق ہے کہ وہ تمام نبیوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہو چکے ہیں ایک عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام سے بعض وجوہ سے ایک خاص محبت رکھتے ہیں۔ جس کی تفصیل کے لئے اس جگہ موقع نہیں۔ سو مجھے پادریوں کے مقابل پر جو کچھ وقوع میں آیا یہی ہے کہ حکمت علی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا۔ اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اول درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اول درجہ کا بنا دیا ہے۔ (۱) اول والد مرحوم کے اثر نے۔ (۲) دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے۔ (۳) تیسرے خدا تعالیٰ کے الہام نے۔ اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیر سایہ ہر طرح سے خوش ہوں صرف ایک رنج اور درد و غم ہر وقت مجھے لائق حال ہے جس کا استغاثہ پیش کرنے

میں تو دلوں کو اندر ہی اندر دیدی ہے بہر حال جبکہ ہمارے نظام بنی اور امور دنیوی میں خدا تعالیٰ نے اس قوم میں سو پہلے لئے گورنمنٹ قائم کی اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات کیے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اسلئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارا مقصد میں بجز خدا کے اور کیا ہے سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر ایک شے سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اُس کا شکر کرنا سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شے اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جسکو خدا نے تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے۔ درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک ہی سہری سو دانستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال انکا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جسکے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اُس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو یہ مذہب جسکو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہے جو جس ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلاف مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز خدا تعالیٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو انھوں نے پسند کی ہیں۔ لیکن ان مذہبی امور کو رعیت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

اور فروتنی اور حسن ظن اور محبت برادرانہ کو اٹھالیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ۞

تھوڑا عرصہ گزرا ہے کہ بعض صاحبوں نے مسلمانوں میں سے اُس معنوں کی بابت کہ جو حصہ سوم کے ساتھ گورنمنٹ انگریزی کے شکر کے بارے میں شامل ہے اعتراض کیا اور بعض نے خطوط بھی بھیجے اور بعض نے سخت اور درشت لفظ بھی لکھے کہ انگریزی عملداری کو دوسری عملداریوں پر کیوں ترجیح دی لیکن ظاہر ہے کہ جس سلطنت کو اپنی شائستگی اور حسن انتظام کے رُوسے ترجیح ہو۔ اس کو کیونکر چھپا سکتے ہیں۔ خوبی باعتبار اپنی ذاتی کیفیت کے خوبی ہی ہے گو وہ کسی گورنمنٹ میں پائی جائے۔ المحمدۃ ضالۃ المؤمن الہ۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ اسلام کا ہرگز یہ اصول نہیں ہے کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہ کر اُس کا احسان اٹھائے اُس کے ظلم حمایت میں بااثر آسائش رہ کر اپنا رزق مقسوم کھائے۔ اُس کے انعامات متواترہ سے پرورش پاوے پھر اُسی پر عقب کی طرح نیش چلاوے اور اُس کے سلوک اور مروت کا ایک ذرہ شکر نہ بجالاوے۔ بلکہ ہم کو ہمارے خداوند کریم نے اپنے رسول مقبول کے ذریعہ سے یہی تعلیم دی ہے کہ ہم نیکی کا معاوضہ بہت زیادہ نیکی کے ساتھ کریں اور منع ہم کا شکر بجالاویں۔ اور جب کبھی ہم کو موقع ملے تو ایسی گورنمنٹ سے بدلی صدق کمال جہد دی سے پیش آویں اور بطیب خاطر معروف اور واجب طور پر اطاعت اٹھاویں سو اس عاجز نے جس قدر حصہ سوم کے پرچم شمولہ میں انگریزی گورنمنٹ کا شکر ادا کیا ہے وہ صرف اپنے ذاتی خیال سے ادا نہیں کیا بلکہ قرآن شریف و احادیث نبوی کی اُن بزرگ تاکیدوں نے جو اس عاجز کے پیش نظر ہیں مجھ کو اس شکر ادا کرنے پر مجبور کیا ہے سو ہم سے بعض نا سمجھ بھائیوں کی یہ افراط ہے جس کو وہ اپنی کوتاہ اندیشی اور غفلت فطرتی سے اسلام کا بڑا سمجھ بیٹھے ہیں۔

اے جفاکش نہ عذر مست طریق حشاق ہرزہ بدنام کنی چند نکونامے را
اور جیسا کہ ہم نے ابھی اپنے بعض بھائیوں کی افراط کا ذکر کیا ہے ایسا ہی بعض اُن میں سے تغریب کی مرض میں بھی مبتلا ہیں اور دین سے کچھ غرض واسطہ اُن کا نہیں رہا۔ بلکہ اُن کے خیالات کا تمام زور

ۛ

ب

چہ پیش او بروی کار یک دعا باشد
 ز صید او و گرانرا ہمدعا باشد
 گنجے بمعرفہ جنگش باشتیا باشد
 از معضلات شریعت گرہ کشا باشد
 ز شان حضرت اعلیٰ در وضیا باشد
 ہم از نجوم پے مقدس ہدا باشد
 نہ ہر کہ دلق چو شد ز اولیا باشد
 خوش کسیکہ جنین دلقش عطا باشد
 ولے علامت مرد دل مدو صفا باشد
 کہ شرط ہر قدمے گریہ و نیکا باشد
 ہمیر و آککہ گریزند از فنا باشد
 مگر سہ کہ پے حفظ دین خدا باشد
 مگر کسے کہ ز خود گم پے خدا باشد
 کہ در مقام مصافات و حفظ باشد
 چو خلق جاہل و بیدین مژدہ سا باشد
 چو کہ او پنے قست الہدیٰ باشد
 چہ در وصوٹ وے کہ ناموا باشد

ہزار سرنانی و مشکے نگو دو صل
 چو شیر زندگی او ہو دریں عالم
 گنجے نشان بناید ز بہر دین قویم
 ہو مظفر و منصور از خداے کریم
 زہر یار ازل بر رخس ببارد نور
 کثوف اہل کثوف از برائے او باشند
 غرض مقام ولایت نشان ہا دارد
 کلید ایم ہمد دولت محبت سٹ وفا
 سخن ز فقرہ زدی ہی تو ان گفتن
 ز مشکلات رہ راستی چہ شرح دہم
 بسوزد آککہ نسوزد بصدق دروہ یار
 کلاہ فتح و ظفر ایچ سہ نہی یابد
 نشانہائے سادہی بر پیکس نہ ہند
 کسے رسد بمقام خوارق و ہجاز
 ضرورت است کہ در دین جنین اہل آید
 جہانیاں ہمہ ممنوعی منتش باشند
 اگرچہ تیغ خار دگر تیغ و سیل

۷ جنگ سے مواد تیار ہندی کا جنگ نہیں۔ کیونکہ یہ تو سراسر نادانی اور غلط حدایت قرآن ہے جو
 دین کے پھیلانے کے لئے جنگ کیا جائے بلکہ اس جگہ جنگ سے ہندی مراد زہانی مباحثات ہی جو
 نرمی اور انصاف اور معقولیت کو پابندی کے ساتھ کئے جائیں۔ ورنہ ہم ان تمام مذہبی جنگوں کے
 سخت مخالفت ہیں جو جہاد کے طور پر رکھ کر کئے جاتے ہیں۔ منہ

فیہر محمد گولڑیہ

۷۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مُحَمَّدًا وَنَعَلَيْهِ سَلَامٌ اَلْکَرِیْمُ

دینی جہاد کی ممانعت کا فتوے سیح موعود کی طرف سے

دیں کیسے حرام ہے اب جنگ اور قتل
دیں کے تمام جگہوں کا اب انتقام ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
اب آگیا سیح جو دین کا امام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے

نوٹ :- (ایک زبردست الہام اور کشف) آج دو جون ۱۹۷۷ء کو بروز شنبہ بعد دوپہر
دیکھ کے وقت مجھے تھوڑی سی غصہ کی کہ ساتھ ایک ورق جو نہایت مفید تھا دکھلا دیا گیا۔ اس کی آخری سطر
پڑھنا تھا اقبال۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آخر سطر میں یہ غلط لکھنے سے انجام کی طرف اشارہ تھا یعنی انجام
باقبال ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ الہام ہوا کہ قادر کے کا دیوار نمودار ہو گئے۔ کافر جو کہتے تھے کہ قادر ہو گئے
اس کے ہاتھ بھلے گئے کہ غریب کچھ ایسے زبردست شائق ظاہر ہو جائینگے جس سے
کافر کہنے دے جو کہ کافر کہتے تھے تمام میں پس ہائینگے اور خوب پکڑے جائیں گے اور کوئی گزیر کی جگہ
تھ کے باقی نہیں رہے گی۔ یہ پیش گوئی ہے۔ ہر ایک پڑھنے والا اس کو یاد رکھے۔
اس کے بعد ۳ جون ۱۹۷۷ء کو وقت ساتھ سے گیا وہ مجھے یہ الہام ہوا کہ کافر جو کہتے تھے وہ نواز
ہو گئے جتنے تھے سب ہی گرفتار ہو گئے۔ یعنی کافر کہنے والوں پر خدا کی رحمت میں پھری ہو
گئی کہ میں کیسے کوئی غلہ کی جگہ نہ رہی۔ یہ آئندہ زمانہ کی خبر ہے کہ غریب ایسا ہو گا اور کوئی ایسی
چمکتی ہوئی دلیل ظاہر ہو جائیگی کہ فیصلہ کر دے گی۔ منہ

۴۱

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
کیوں بھڑکتے ہو تم یضخہ الحجاب کی خبر
فرما چکا ہے سید کونین مصطفیٰ
جب آئے گا تو صلح کو وہ مانتے گا
ہویں گے ایک گھاٹ پر شیرازہ گزیند
یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا
یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جلتے گا
ایک مجروحہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے
انقصہ یہ مسیح کے آنے کا ہے نشان
ظاہر ہیں خود نشان کہناں وہ ناں نہیں
اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی
وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی
وہ علم وہ صلاح وہ عظمت نہیں رہی
وہ مدد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی
دل میں تمہارے یار کی الفت نہیں رہی
حق ہو گیا ہے سر میں وہ عظمت نہیں رہی
وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی
دنیاؤں میں کچھ بھی یاقوت نہیں رہی
وہ آئیں و شوق و دہر وہ طاقت نہیں رہی
ہر وقت جھوٹ۔ سچ کی تو عادت نہیں رہی

منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس غیبت کو
کیا یہ نہیں بخانی میں دیکھو تو کمول کر
علیٰ مسیح جنگوں کا کردے گا التوا
جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر شائے گا
میں گے آگے سانپوں سے بے خون و بے گزند
بھولیں گے لوگ شغلہ تیر و تفنگ کا
وہ کافوں سے سنت ہزیمت اٹھائے گا
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے
کرے گا ختم آکے وہ دین کی لڑائیاں
اب قوم میں ہماری وہ تاب و توان نہیں
وہ سلطنت وہ عجب وہ شوکت نہیں رہی
وہ عزم و مقبلہ وہ ہمت نہیں رہی
وہ نور و ہر وہ چاند سی طلع نہیں رہی
خلق خدا پر شفقت و رحمت نہیں رہی
حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی
کسل آگیا ہے دل میں جلالت نہیں رہی
وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی
اب تم کو غیر قوموں پر سلطنت نہیں رہی
نصرت کی کچھ بھی ضد نہایت نہیں رہی
خبر خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی

موجب ہے۔ اس کا سبب کیا تھا؟ یہی تو تھا کہ میز مسیح موجود ہونا اور ان کے جہادی مساک کے مخالفت و خط کرنا اور ان کے غوثی مسیح اور غوثی ہندی کے آنے کو جسہر ان کو لوٹ مار کی بری بڑی آمیزشیں میں اسرارِ باطل ٹھیکر ان کے غضب اور عداوت کا موجب ہو گیا۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ درحقیقت یہ جہاد کا مسئلہ جیسا کہ ان کے دلوں میں ہے صحیح نہیں ہے اور اس کا پہلا قدم انسانی ہمدردی کا خون کرنا ہے۔ یہ خیال ان کا ہرگز صحیح نہیں ہے کہ جب پہلے نائن میں جہاد ہمارا دکھا گیا ہے تو پھر کیا دیر ہے کہ اب حرام ہو جائے۔ اس کے ہمارے پاس دو جواب ہیں۔ ایک یہ کہ یہ خیال قیاس و حدائق ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کسی پر تلوار نہیں اٹھائی بجز ان لوگوں کے جنہوں نے پہلے تلوار اٹھائی۔ اور محنت میری سے بے گناہ اور ہرگز گارہ و مصل اور عداوتوں اور پھیل کو قتل کیا۔ اور ایسے دماغ پر نفیوں سے مارا کہ اب بھی ان قصوں کو بڑھ کر دینا آتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر فرض بھی کریں کہ اسلام میں ایسا ہی جہاد تھا جیسا کہ ان مولویوں کا خیال ہے۔ تاہم اس زمانہ میں وہ حکم قائم نہیں ہوا کیونکہ لکھا ہے کہ جب مسیح موجود ظاہر ہو جائیگا تو مسیحی جہاد اور مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو جائیگا۔ کیونکہ مسیح نہ تلوار اٹھائیگا اور نہ کوئی اور مذہبی ہتھیار ہاتھ میں پکڑے گا بلکہ اس کی دعا اس کا حربہ ہوگا۔ اور اس کی عقیدہ ہمت اس کی تلوار ہوگی۔ وہ صلح کی بنیاد ڈالیگا اور کبھی اور شیر کو ایک ہی گھاٹ پر اکٹھے کرے گا۔ اور اس کا نائن مسیح اور نبی ہمدردی کا نائن ہوگا۔ ہٹے انہوں کیلئے یہ لوگ خود نہیں کرتے کہ تیرہ سو برس ہوئے کہ مسیح موجود کی شان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے کہ رضیع العرب جاری ہو چکا ہے۔ جس کے یہ منہ ہیں کہ مسیح موجود جب آئیگا تو زبانوں کا خاتمہ ہوگا۔ اور اسی کی طرف اشارہ اس قرآنی آیت کا ہے جنضم العرب اذ لوٹھا۔ یعنی اس وقت تک واپس نہ آئے جب تک کہ مسیح کا وقت آجائے۔ یہی جنضم العرب اذ لوٹھا ہے۔ جو قرآن شریف کے بعد اربع الکعبہ مانی گئی ہے اس کو خود سے چڑھو۔ اے اسلام کے عالمو اور مولویو! میری بات سنو! میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اب جہاد کا وقت نہیں ہے۔ خلا کے

لے محنت : ۵

گورنمنٹ انگریزی امد جہاد

۱۵

کی تعمیر ہے۔ امد تہدی ساری نجات اس سفیدی پر موقوف ہے۔ یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قد افلح من زککھا۔ یعنی وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کے سیلوں میں چکر لے کر پاک کیا گیا۔ دیکھو میں ایک حکم ہے کہ آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔ لہٰذا یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی۔ بلکہ خدا کو یہی ارادہ ہے۔ صیغہ بخدای کی اس حدیث کو سوچو جہاں صیغہ موعود کی تعریف میں لکھا ہے کہ یضع الحرب یعنی صبح جب آئیگا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔ سوئی حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ ابن خیلات کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں۔ دہلی کو پاک کریں لہٰذا اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں لہٰذا مد منہدوں کے ہمدرد بنیں۔ زمین پر صلح پھیلا دیں کہ اس سے اُن کا دین پھیلے گا اور اس سے تعجب مت کریں کہ ایسا کیونکر ہو گا۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے بغیر توسط معمولی اسباب کے جسمانی ضرورتوں کے لئے حال کی نئی ایجادوں میں زمین کے عناصر و مہذین کی تمام چیزوں سے کام لیا ہے لہٰذا ریل گاڑیوں کو گھوڑوں سے بھی بہت زیادہ دوڑا کر دکھایا ہے ایسا ہی اب مدد دہانی ضرورتوں کے لئے بغیر توسط انسانی ہاتھوں کے آسمان کے فرشتوں سے کام لے گا۔ جسے بڑے آسمانی نشان ظاہر ہونگے۔ لہٰذا بہت سی جنگیں پیدا ہونگی جس سے بہت سی آنکھیں کھل جائیں گی۔ تب آخر میں لوگ سمجھ جائیں گے کہ جو خدا کے سوا انسانوں اور دوسری چیزوں کو خدا بنایا گیا تھا یہ سب غلطیاں تھیں۔ سو تم صبر سے دیکھتے رہو کیونکہ خدا اپنی توحید کے لئے تم سے زیادہ غیر متاثر ہے۔ لہٰذا دعا میں مانگے رہو ایسا نہ ہو کہ نافرمانوں میں لکھے جاؤ۔ اے حق کے بھوکے اور بھیا سو! سن لو کہ یہ وہ دن ہیں جن کا ابتداء سے وعدہ تھا۔ خدا ان قصوں کو بہت لمبا نہیں کرے گا لہٰذا جس طرح تم دیکھتے ہو کہ جب ایک بندہ میثار پر چراغ رکھا جائے تو دُور دور تک اس کی روشنی پھیل جاتی ہے لہٰذا جب آسمان کے ایک طرف بجلی چمکتی ہے تو سب طرفیں ساتھ ہی روشن ہو جاتی ہیں۔ ایسا ہی ان دہلیوں میں ہو گا۔ کیونکہ خدا نے اپنی اس پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے کہ

لے الشمس ۱۰

خطبہ الہامیہ

۸۳

فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَىٰ مِنْ

وہ تورات و انجیل و قرآن
تورات اور انجیل اللہ قرآن میں اللہ وعدہ کا وفا کرنے والا اور

اللَّهِ وَعَدًّا وَاصْدَقُ قِيلًا ۖ وَلَمَّا كَانَ وَعْدُ

و زیادہ تر راست گو از خدا تعالیٰ
راست گو خدا تعالیٰ سے زیادہ کون ہے اور جس وقت کہ وعدہ

الْمُشَاقَّةِ فِي سِلْسَلَتِي الْأَسْتِخْلَافِ وَعَدًّا الْكَدِّ

مشاققت و سلسلہ ہر دو خلافت بود
مشاققت کے دو نسل سلسلہ میں تھا۔

بِالنُّونِ الثَّقِيلَةِ مِنَ اللَّهِ صَادِقِ الْوَعْدِ الَّذِي

کہ از طرف خدا تعالیٰ بنون ثقیلہ مؤکد کردہ شدہ بود
اور خدا تعالیٰ کا طرف سے نون ثقیلہ کے ساتھ مؤکد کیا گیا تھا

هُوَ أَوَّلُ مَنْ وَفَىٰ ۖ اِقْتَضَىٰ هَذَا الْأَمْرُ أَنْ

وہ پہلا شخص تھا کہ
اس بات نے تقاضا کیا

يَأْتِيَ آدَاهُ بِأَخْرِ السِّلْسَلَةِ الْمَحْمَدِيَّةِ خَلِيفَةً

وہ آخر سلسلہ محمدیہ
سلسلہ محمدیہ کے آخر میں وہ خلیفہ آئے

هُوَ مَثِيلُ عِيسَى ۖ فَإِنَّ عِيسَى كَانَ اخْرَجَ لِقَاءِ

وہ مثیل عیسیٰ علیہ السلام باشد چنانکہ عیسیٰ علیہ السلام
کردہ عیسیٰ علیہ السلام کی مانند ہو کس نے کہ عیسیٰ علیہ السلام موعی علیہ السلام کے ظیفوں میں آخری خلیفہ

۸۴

خطبہ الہامیہ

مِلَّةَ مُوسَىٰ كَمَا مَضَىٰ ۖ وَوَجَبَ أَنْ لَا يَكُونَ

از خلفائے سلسلہ موسیٰ علیہ السلام چنانکہ گذشت۔ دو واجب شد، ایک نہ باشد

جیسا کہ بیان ہوا اور واجب ہوا کہ یہ خلیفہ

هَذَا الْخَلِيفَةُ مِنَ الْقُرَيْشِ وَأَنْ لَا يَأْتِيَ مَعَ

یہ خلیفہ کہ او از خلفاء است از قریش و ایک نہ آید

جو خاتم الخلفاء ہے قریش میں سے نہ ہو دے اور تلوار نہ اٹھائے

السَّيْفِ وَلَا يُؤْمَرُ لِلْوُغَى ۖ لِيَتِمَّ أَمْرُ الْمَشَابَهَةِ

بشیر و نہ حکم کند برائے جنگ تاکہ امر مشابہت بحال رہد

اور جنگ کا حکم نہ کرے تاکہ مشابہت پوری ہو جائے۔

كَمَا لَا يَخْفَى ۖ وَوَجَبَ أَنْ يَظْهَرَ تَحْتَ حُكُومَةٍ

جنانکہ پوشیدہ نیست و واجب شد ایک ظاہر گردد زیر حکومت

جیسا کہ پوشیدہ نہیں اور یہ بھی لازم ہوا کہ وہ ایک دوسری قوم کی حکومت کے نیچے

قَوْمٍ آخَرِينَ الَّذِينَ هُمْ كَمِثْلِ قَوْمٍ بَعِثَ

قوم دیگر کہ باشند بھو اس قوم کہ حضرت مسیح

ظہر ہو دے جو وہ قوم مثل اس قوم کے ہو کہ حضرت مسیح

الْمَسِيحُ فِي زَمَنِ حُكُومَتِهِمْ فَانْظُرْ إِلَىٰ هَذِهِ

عیسایہ السلام وہ زمانہ حکومت میں ظاہر شد۔ پس یہیں

عیسایہ السلام اس کی حکومت کے زمانہ میں ظاہر ہوئے تھے۔ پس اس مشابہت کو دیکھ

الْمُضَاهَاةَ فَإِنَّهَا أَوْضَحُ وَأَجْلَىٰ ۖ وَأَنْتَ تَعْلَمُ

یہ مشابہت را چرا کہ اس واضح تر روشن تر است۔ و تو میدانے کہ

کہیں واضح اور روشن تر ہے اور تو جانتا ہے کہ

سے بچ جائے۔

تیسرے وہ گھنٹہ جو اس شمارہ کے کسی حصہ دیوار میں نصب کرایا جائے گا اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے کہ تا لوگ اپنے وقت کو پہچان میں لیتی سمجھیں کہ آسمان کے دروازوں کے کھلنے کا وقت آگیا۔ اب سے زبانی جہاد بند کئے گئے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا جیسا کہ حدیثوں میں پہلے لکھا گیا تھا کہ جب مسیح آئے گا تو دین کے لیے لڑنا حرام کیا جائے گا۔ سو آج سے دین کے لیے لڑنا حرام کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو دین کے لیے تلوار اٹھا تب ہے اور غازی نام رکھا کہ کافروں کو قتل کرنا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔ میسج بخاری کو کھولو اور اس حدیث کو پڑھو کہ جو مسیح موعود کے حق میں ہے لینے بیضع الحرب جس کے یہ معنی ہیں کہ جب مسیح آئے گا تو جہادی لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ سو مسیح آچکا اور یہی ہے جو تم سے بول رہا ہے۔

غرض حدیث نبوی میں جو مسیح موعود کی نسبت لکھا گیا تھا کہ وہ شمارہ بیضا کے پاس نازل ہو گا اس سے یہی غرض مخفی تھی کہ مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے کہ اس وقت باعصت دنیا کے باہمی میل جول کے اور نیز راہوں کے کھلنے اور رسالت طاقات کی وجہ سے تبلیغ احکام اور دینی روشنی پونچھا اور نہ کرنا ایسا س ہو گا کہ گویا یہ شخص شمارہ پر کھڑا ہے۔ یہ اشارہ ریل اور تار اور ان بوٹ اور انتظام ڈاک کی طرف تھا جس نے تمام دنیا کو ایک شہر کی مانند کر دیا۔ غرض مسیح کے زمانہ کے لیے شمارہ کے نقطہ میں یہ اشارہ ہے کہ اس کی روشنی اور آواز جلد تر دنیا میں پھیلے گا اور یہ باتیں کسی اور نبی کو مستر نہیں آئیں۔ اور انہیں میں لکھا ہے کہ مسیح کا آنا ایسے زمانہ میں ہو گا جیسا کہ پہلی آسمان کے ایک کنارہ میں جبکہ تمام کناروں کو ایک دم میں روشن کر دیتی ہے۔ یہ بھی اسی طرف اشارہ تھا یہی وجہ ہے کہ چونکہ مسیح تمام دنیا کو روشنی پہنچانے آیا ہے اس لیے اس کو پہلے سے یہ سب سامان دیتے گئے۔ وہ خون بہانے کے لیے نہیں بلکہ تمام دنیا کے لیے صلہ کاری کا پناہ لایا ہے۔ اب کیوں انسانوں کے خون کئے جائیں۔ اگر کوئی سچ کا طالب ہے تو وہ خدا کے نشان دیکھے جو مدہ ظہور میں آئے اور آ رہے ہیں اور اگر خدا کا طالب نہیں تو اس کو چھوڑ دو اور اس کے قتل کی فکر میں مت ہو کیونکہ ہمیں سچ سچ لکھا ہوں کہ اب وہ آخری دن نزدیک ہے جس سے تمام نبی جو دنیا میں آئے ڈراتے رہے۔

غرض یہ گھنٹہ جو وقت شناسی کے لیے لگایا جائے گا مسیح کے وقت کے لیے یاد دہانی ہے اور خود اس شمارہ کے اندر ہی ایک حقیقت مخفی ہے اور وہ یہ کہ امدوت نبوی میں تواتر آچکا ہے کہ مسیح آخلاقا صاحب النار ہو گا یعنی اس کے زمانہ میں سلامتی سبائی بندی کے انتہا تک پہنچ جائے گی اور اس شمارہ کی مانند ہے جو نہایت اونچا ہو اور دین اسلام سب پر غالب آجائے گا اسی کی مانند جیسا کہ کوئی شخص جب ایک بندہ مینار پر اذان دیتا ہے تو وہ آواز تمام آوازوں پر غالب آجاتی ہے۔ سو مقدر تھا کہ ایسا ہی مسیح کے دنوں

ہندو مسلمان جو پادری عماد الدین وغیرہ لوگوں کی تیز اور گندی تحریرِ دل سے اشتغال میں آچکے تھے یکدم غفلت کے اشتغالِ فرد ہو گئے۔ کیونکہ انسان کی یہ عادت ہو کہ جب سخت الفاظ کے مقابل پر اس کا عوض دیکھ لیتا ہے تو اس کا وہ جوش نہیں رہتا۔ بائیں ہمہ میری تحریر پادریوں کے مقابل پر بہت نرم تھی گویا کچھ بھی نسبت نہ تھی۔ ہماری محسن گورنمنٹ خوب سمجھتی ہے کہ مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے۔ تو ایک مسلمان اس کے عوض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دے کیونکہ مسلمانوں کے دلوں میں دُودھ کے ساتھ ہی یہ اثر پہنچایا گیا ہے کہ وہ جیسا کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں ایسا ہی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت رکھتے ہیں۔ سو کسی مسلمان کا یہ جو صلہ ہی نہیں کہ تیز زبانی کو اس حد تک پہنچائے جس حد تک ایک متعصب عیسائی پہنچا سکتا ہے۔ اور مسلمانوں میں یہ ایک عمدہ سیرت ہے جو غفر کرنے کے لائق ہے کہ وہ تمام نبیوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہو چکے ہیں ایک عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام سے بعض وجوہ سے ایک خاص محبت رکھتے ہیں۔ جس کی تفصیل کے لئے اس جگہ موقع نہیں۔ سو مجھے پادریوں کے مقابل پر جو کچھ وقوع میں آیا یہی ہے کہ حکمتِ علی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا۔ اور میں دھو سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اول درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اول درجہ کا بنا دیا ہے۔ (۱) اول والدِ مرحوم کے اثر نے۔ (۲) دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے۔ (۳) تیسرے خدا تعالیٰ کے الہام نے۔ اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیر سایہ ہر طرح سے خوشی ہوں صرف ایک رنج اور دردِ دُغم ہر وقت مجھے لائقِ حال ہے جس کا استغاثہ پیش کرنے

کا نزول ہے وہ دمشق میں واقع ہے بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منارہ سے اُس مسجد اقصیٰ کا منارہ مراد لیا ہے جو دمشق سے شرقی طرف واقع ہے یعنی مسیح موعود کی مسجد جو حال میں وسیع کی گئی ہے اور عمارت بھی زیادہ کی گئی۔ اور یہ مسجد فی الحقیقت دمشق سے شرقی طرف واقع ہے۔ اور یہ مسجد صرف اس غرض سے وسیع کی گئی اور بنائی گئی ہے کہ تا دمشق مقاصد کی اصلاح کرے اور یہ منارہ وہ منارہ ہے جس کی ضرورت اہل مدینہ نبویہ میں تسلیم کی گئی۔ اور اس منارہ المسیح کا خرچ دس ہزار روپیہ سے کم نہیں ہے۔ اب جو دوست اس منارہ کی تعبیر کے لیے مدد کریں گے میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ وہ ایک بھاری خدمت کو انجام دیں گے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ ایسے موقع پر خرچ کو نابہرگز ہرگز ان کے نقصان کا باعث نہیں ہوگا۔ وہ خدا کو قرض دیں گے اور معذور واپس لیں گے۔ کاش ان کے دل بھیجیں کہ اس کام کی خدا کے نزدیک کس قدر عظمت ہے جس نے خدا کا حکم دیا ہے اس نے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ اسلام کی مروجہ حالت میں اسی منارہ سے زندگی کی روح پھوکی جائے گی اور یہ فتح نمایاں کا میدان ہوگا مگر یہ فتح ان ہتھیاروں کے ساتھ نہیں ہوگی جو انسان بناتے ہیں بلکہ آسمانی حربہ کے ساتھ ہے جس حربہ سے فرشتے کام لیتے ہیں۔ آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔

اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سواب میرے تلوار کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور مسلم کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف دعوت کرنے کی ایک راہ نہیں۔ پس جس راہ پر تمام لوگ اعتراض کر چکے ہیں خدا تعالیٰ کی حکمت اور مسلمانیت میں پابندی کو اسی راہ کو پھر اختیار کیا جائے اس کی ایسی ہی شان ہے کہ جیسے جن نشانوں کی پہلے تکذیب ہو چکی وہ ہمارے سید رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیئے گئے۔ لہذا مسیح موعود اپنی فوج کو اس منبر و مقام سے پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیتا ہے جو بدی کا بدی کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اپنے تئیں شریر کے حملہ سے بچاؤ مگر خود شریرانہ مقابلہ مت کر۔ جو شخص ایک

اربعین نمبر ۴

۲۲۲

یاد کرو۔ تم دیکھتے ہو کہ ہر ایک سال کوئی نہ کوئی دوسرے تم سے رخصت ہو جاتا ہے۔
ایسا ہی تم بھی کسی سال اپنے دوستوں کو داغ جلاؤ دے جاؤ گے۔ سو ہوشیار ہو
جاؤ اور اس پر آشوب زمانہ کی فہرتم میں اثر نہ کرے۔ اپنی اخلاقی حالتوں کو بہت
صاف کر دیکھنا اور نفس اور نخوت سے پاک ہو جاؤ اور اخلاقی معجزات دنیا کو
دکھلاؤ۔ تم سن چکے ہو کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام ہیں (۱) ایک
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ نام قدرت میں رکھا گیا ہے جو ایک آتش شریعت
ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ عجماء رسول اللہ والذین معہ اشدا
على الكفار رحما وبنہم ذالک مثلہم فی التورۃ۔ (۲) دوسرا نام احمد
صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ نام انجیل میں ہے جو ایک جمالی رنگ میں تعلیم الہی ہے جیسا کہ
اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ ونبشوا بر رسول یأتی من بعدی اسمہ احمد
اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جلال اور جمالی دونوں کے جامع تھے۔ تم کی زندگی
جمالی رنگ میں تھی اور مدینہ کی زندگی جلالی رنگ میں۔ اور پھر یہ دونوں صفتیں
امت کے لئے اس طرح پر تقسیم کی گئیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو جلالی رنگ کی
زندگی عطا ہوئی اور جمالی رنگ کی زندگی کے لئے مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا منظر ٹھہرایا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے حق میں فرمایا گیا کہ یضح الحروب یعنی

+ جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کر آیا ہے مگر نبی کے وقت میں اللہ
شدت تھی کہ ایمان لانا جتنی سی بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خدا بچے بھی قتل کئے جاتے تھے۔ پھر جہاد
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بچوں اور بڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور
پھر بعض قوموں کے لئے بجائے یوں کے عورت جزیہ دیکر موانع سے نجات پانا قبول کیا گیا
اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔ منہج

لہ الفتح : ۳۰ لہ الصفح : ۱۰۱

میں تو دلوں کو اندر ہی اندر دیدی ہے بہر حال جبکہ ہمارے نظام بدنی اور امور دنیوی میں خدا تعالیٰ نے اس قوم میں سہولتیں ہی رکھی ہیں اور ہم نے گورنمنٹ قائم کی اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات کیے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اسلئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں مجر و عا کے اور کیا ہو سکتا ہے؟ دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر ایک شے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہو جیسا کہ اُسکا شکر کرنا سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شے اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جسکو خدا نے تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے۔ درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک ہی سہری ہو دلاستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہو بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال اُنکا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جسکے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اُس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جسکو میں بابرہ ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جسے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں نہیں پرتا رہی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلاف مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز خدا تعالیٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو انھوں نے پسند کی ہیں۔ لیکن ان مذہبی امور کو رعیت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

خدا تعالیٰ ہمیں صاف تعلیم دیتا ہو کہ جس بادشاہ کے زیر سایہ امن کے ساتھ ہم سر کر رہے ہیں
 شکر گزار اور فرمانبردار بنے رہو۔ سواگر ہم کو دشتِ برطانیہ میں سرکشی کریں تو گویا اسلام و خدا
 اور رسول و سرکشی کہتے ہیں اس صورت میں ہم کو زیادہ بددیانت کون ہو گا کیونکہ خدا تعالیٰ
 کے قانون اور شریعت کو ہم نے چھوڑ دیا۔ اس کو انکار نہیں ہو سکتا کہ مسلمانوں میں جو کچھ
 ایسے لوگ ہیں جن کا مذہبی تعصب ان کے عمل اور انصاف پر غالب آ گیا ہو۔ یہاں تک کہ
 وہ اپنی جہالت کو ایک ایسے خوفناک معصی کے انتہائی میں ہیں کہ گویا وہ زمین کو
 مخالفوں کے خون کو سرخ کر دیگا اور نہ صرف یہ بلکہ یہ بھی ان کا خیال ہو کہ حضرت مسیح
 علیہ السلام بھی آسمان سے اسی غرض کو اتریں گے کہ جو مہدی کے ہاتھ سے یہود و نصاریٰ
 زندہ رہ گئے ہیں ان کے خون سے بھی زمین پر ایک دلیل بھادی لیکن یہ خیالات بعض مسلمانوں
 مثلاً شیخ محمد بن صالح آلوی اور اس کی جماعت کے سرسری غلط اور کتاب اللہ کے مخالف ہیں۔
 یہ نادان خون پسند ہیں اور محبت اور خیر خواہی خلق اللہ کی سرحدوں میں نہیں لیکن ہمارا ان کا
 اوصاف مذہب جیسے ہمیں یہ لوگ کافر ٹھہراتے ہیں یہ کہ مہدی کے نام پر آنیہ الا کوئی نہیں
 ہاں مسیح موعود آگیا مگر کوئی تلوار نہیں چلیگی اور امن سے اس کا سماں ہو گا اور جس کا زمانہ تو عید
 کی طرف ایک پلٹا کھائیگا اور وہ وقت آئے گا کہ قریب ہے کہ زمین پر نہ راجحہ نہ پڑ جائیگا
 نہ کوئی اور نہ صرف مسیح علیہ السلام۔ اوسے پرستار اپنے حقیقی خدا کی طرف رخ کر لیں گے
 اور یاد ہے کہ جس بادشاہ کے زیر سایہ ہم با امن زندگی بسر کریں ان کے حقوق کو نگاہ نہ کرنا
 فی الواقعہ خدا کے حقوق ادا کرنا ہو اور جب ہم ایسے بادشاہ کی ولی صدق کو اطاعت کرتے ہیں
 تو گویا اُن وقت عبادت کہتے ہیں کیا اسلام کی تعلیم ہو سکتی ہے کہ ہم اپنے مسیح ہی کی
 اور جو ہمیں ٹھنڈے سایہ میں جگے اسپر آگ برساویں اور جو ہمیں روٹی دے اُسے پتھر دیں
 ایسے انسان کو اور کون زیادہ بدذات ہو گا کہ جو احسان کر نیوالے کے ساتھ بدی کا خیال
 بھی دل میں لاوے۔

بادا صاحب کے ہاتھوں کی یاد گار ہے۔ اور گرتھ کے شہد تو بہت پیچھے سے اکٹھے کئے گئے ہیں۔ جس میں محققوں کو بہت کچھ کلام ہے۔ خدا جلنے اس میں کیا کیا تصرفات ہوئے ہیں۔ اور کن کن لوگوں کے کلام کا ذخیرہ ہے۔ خیر یہ فقہ اس جگہ کے لائق نہیں ہے۔ ہمارا اصل مطلب یہ ہے کہ بنی نوع انسان کا ایمان تازہ رکھنے کیلئے تازہ الہامات کی ہمیشہ ضرورت ہے۔ اور وہ الہامات اقتداری قوت سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ خدا کے سوا کسی شیطان جن بھوت میں اقتداری قوت نہیں ہو۔ اور امام الزمان کے الہام سے باقی الہامات کی صحت ثابت ہوتی ہے۔

ہم بیان کر چکے ہیں کہ امام الزمان اپنی جبلت میں قوت امامت رکھتا ہے اور دست قدرت نے اس کے اندر پیشروی کا خاصہ چھونکا ہوا ہوتا ہے۔ اور یہ سنت اللہ ہے کہ وہ انسانوں کو متفرق طور پر چھوڑنا نہیں چاہتا۔ بلکہ جیسا کہ اُس نے نظام شمسی میں بہت سے ستاروں کو داخل کر کے سورج کو اس نظام کی بادشاہی بخشی ہو۔ ایسا ہی وہ عام مومنوں کو ستاروں کی طرح حسب مراتب روشنی بخش کر امام الزمان کو انکا سورج قرار دیتا ہے اور یہ سنت الہی یہاں تک اسکی آفرینش میں پائی جاتی ہے کہ شہد کی مکھٹیوں میں بھی یہ نظام موجود ہے کہ ان میں بھی ایک امام ہوتا ہے جو بحسب کھلتا ہے۔ اور جسمانی سلطنت میں بھی یہی خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک قوم میں ایک امیر اور بادشاہ ہو۔ اور خدا کی لعنت ان لوگوں پر ہے جو تفرق پسند کرتے ہیں۔ اور ایک امیر کے تحت حکم نہیں چلتے۔ حالانکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ اَطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَاُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ اولى الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے۔ اللہ تعالیٰ طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ، ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے۔ اسی لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سوائے مطیع رہیں۔

ازالہ اوہام

۴۱۱

مضمون

ہونے کے جب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے جیسے جز ٹکلی میں داخل ہوتی ہے لیکن سچ ان مریم جس پر نبیل نازل ہوئی جس کے ساتھ جسٹیکل کا بھی نازل ہونا ایک سلامتی امر سمجھا گیا ہے کسی طرح اتمی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اس پر اس وحی کا اتباع فرض ہوگا جو وقتاً فوقتاً اس پر نازل ہوگی جیسا کہ رسولوں کی شان کے لائق ہے اور جب وہ اپنی وحی کا متبع ہوا اور جو نئی کتاب اس پر نازل ہوئی اُسی کی اس نے پیروی کی تو پھر وہ اتمی کیونکر کہلائے گا پورا اگر یہ کہو کہ جو احکام اس پر نازل ہوئے گئے وہ احکام متواتر نہ کے مخالف نہیں ہوں گے تو میں کہتا ہوں کہ محض اس تواتر کی وجہ سے وہ اتمی نہیں بلکہ کتاب صاف ظاہر ہو کہ بہت سا حصہ توریت کا قرآن کریم سے ٹکلی مطابق ہے تو کیا خود با خدا اس تواتر کی وجہ سے ہمارے سید و مصلیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ کی کثرت میں کوشاں نہ جائیں گے۔ تواتر اور چیز ہے اور محکوم بن کر تابع ملکہ جو جانا ہے چیز ہے۔ ہم بھی لکھ چکے ہیں کہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں مندرجہ ہے کہ کوئی رسول دنیا میں طبع ہو کہ کوئی آسمان بلکہ وہ مطلع اور صرف انہی اس وحی کا متبع ہوتا ہے جو اس پر بذریعہ جسٹیکل نازل ہوتی ہے اب یہ سید مسیحی بات ہے کہ جب حضرت سچ ان مریم نازل ہوئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام سے وحی لانے لگے اور وحی کے ذریعہ سے انہیں تمام اسلامی عقائد اور رسوم اور صلوات اور زکوٰۃ اور حج اور صیغ مسائل فقہ کے سکھائے گئے۔ تو پھر حال یہ مجبورہ احکام دیکھ کر کیا لاشعہ کھلائے گا۔ اگر یہ کہو کہ سچ کو وحی کے ذریعہ سے صرف اتنا کہا جائے گا کہ تو قرآن پر عمل کر اور پھر وحی مدت العزت تک متقطع ہو جائے گی اور کسی حضرت جسٹیکل ان پر نازل نہیں ہونے بلکہ وہ ٹکلی سلوب النبوت ہو کر امتیہیل کی طرح بن جائیں گے تو یہ غلطانہ خیال ہنسی کے لائق ہے۔ ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جلائے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جسٹیکل قاضی اور پھر چپ ہو جائیں یہ امر بھی ختم نبوت کا منافی ہے کیونکہ جب ختمیت کی خبر ہی ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہوئی شہداع ہو گئی تو پھر تھوڑا یا بہت

کے لئے اپنی محسن گورنمنٹ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اور وہ یہ سہ کہ اس ملک کے مولوی مسلمان اور انکی جماعتوں کے لوگ حد سے زیادہ مجھے ستاتے اور دُکھ دیتے ہیں۔ میرے قتل کے لئے ان لوگوں نے فتوے دیئے ہیں۔ مجھے کافر اور بے ایمان ٹھہرایا ہے۔ اور بعض ان میں سے حیا اور شرم کو ترک کر کے اس قسم کے اشتہار مبہرے مقابل پر شائع کرتے ہیں کہ شیخ اس وجہ سے بھی کافر ہے کہ اس نے انگریزی سلطنت کو سلطنت روم پر ترجیح دی ہے۔ اور ہمیشہ انگریزی سلطنت کی تعریف کرتا ہے۔ اور ایک باعث یہ بھی ہے کہ یہ لوگ مجھے اس وجہ سے بھی کافر ٹھہراتے ہیں کہ میں نے خدا تعالیٰ کے سچے الہام سے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور اس غوی مہدی کے آنے سے انکار کیا ہے جس کے یہ لوگ منتظر ہیں۔ بے شک میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے ان لوگوں کا بڑا نقصان کیا ہے۔ کہ میں نے ایسے غوی مہدی کا آنا سرسبھوٹ ثابت کر دیا ہے جس کی نسبت ان لوگوں کا خیال تھا کہ وہ اگر بے شمار روپیہ اُنکو دیگا۔ مگر میں معذور ہوں۔ قرآن اور حدیث سے یہ بات بپایہ ثبوت نہیں پہنچتی کہ دنیا میں کوئی ایسا مہدی آئیگا جو زمین کو خدہ میں غرق کر دے گا۔ پس میں نے ان لوگوں کا بجز اس کے کوئی گناہ نہیں کیا کہ اس خیالی ٹوٹ مار کے روپیہ سے میں نے ان کو محروم کر دیا ہے۔ میں خدا سے پاک الہام پا کر یہ چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کے حقوق اچھے ہو جائیں اور وحشیانہ عادتیں دور ہو جائیں۔ اور نفسانی جذبات سے انکے سینے دھوئے جائیں۔ اور ان میں آہستگی اور سنجیدگی اور حلم اور میلہ روی اور انصاف پسندی پیدا ہو جائے۔ اور یہ اپنی اس گورنمنٹ کی ایسی اطاعت کریں کہ دوسروں کے لئے نمونہ بن جائیں۔ اور یہ ایسے ہو جائیں کہ کوئی بھی فساد کی دگ ان میں باقی نہ رہے۔ چنانچہ کسی قدر یہ مقصود مجھے حاصل بھی ہو گیا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ دس ہزار

۴۹۲

یا اس سے بھی زیادہ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو میری ان پاک تعلیموں کے دل سے
پابند ہیں۔ اور یہ نیا فرقہ مگر گورنمنٹ کے لئے نہایت مبارک فرقہ برٹش انڈیا میں
زور سے ترقی کر رہا ہے۔ اگر مسلمان ان تعلیموں کے پابند ہو جائیں تو میں قسم کھا کر
کہہ سکتا ہوں کہ وہ فرشتے بن جائیں۔ اور اگر وہ اس گورنمنٹ کی سب قوموں سے
بڑھ کر خیر خواہ ہو جائیں۔ تو تمام قوموں سے زیادہ خوش قسمت ہو جائیں۔ اگر
وہ مجھے قبول کر لیں اور مخالفت نہ کریں تو یہ سب کچھ انھیں حاصل ہو گا۔ اور ایک
نیکی اور پاکیزگی کی روح ان میں پیدا ہو جائے گی۔ اور جس طرح ایک انسان خواجہ
ہو کر گندے شہوات کے جذبات سے الگ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح میری تعلیم سے
ان میں تبدیلی پیدا ہوگی۔ مگر میں نہیں کہتا کہ گورنمنٹ عالمیہ جبراً انکو میری جماعت
میں داخل کرے۔ اور نہ میں اس وقت یہ استغاثہ کرتا ہوں کہ کیوں وہ ہر وقت
میرے قتل کے درپے ہیں اور کیوں میرے قتل کے لئے جو فتنے سر اٹھاتے کر
رہے ہیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ یہ بد ارادے ان کے حبث ہیں۔ کیونکہ کوئی چیز
زمین پر نہیں ہو سکتی جب تک آسمان پر نہ ہو لے۔ اور میں ان کی بدی کے حوض
میں ان کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کی آنکھیں کھولے اور وہ خدا اور
مخلوق کے حقوق کے شناسا ہو جائیں۔ مگر چونکہ ان لوگوں کی عداوت حد سے بڑھ
گئی ہے۔ اس لئے میں نے ان کی اصلاح کے لئے اور ان کی بھلائی کے لئے جگہ

مجھ میں نے اپنی کسی کتاب میں لکھا تھا کہ میری جماعت میں سزا آدمی ہے۔ لیکن اب وہ شہادت
بڑھ گیا ہے۔ کیونکہ زور سے ترقی ہو رہی ہے۔ اب میں یقین رکھتا ہوں کہ میری جماعت کے
لوگ دس ہزار سے بھی کچھ زیادہ ہوں گے۔ اور میری فراست یہ پیشگوئی کرتی ہے کہ میں سال
تک ایک لاکھ تک میری اس جماعت کا عدد پہنچ جاوے گا۔ منہ

۳۶۵

مہبت کچھ عام مسلمانوں کی طرف سے یہ فرقہ ایذا بھی پارہا ہے۔ لیکن چونکہ اہل عقل دیکھتے ہیں کہ خدا سے پوری صفائی اور اس کی مخلوق سے پوری ہمدردی اور حکام کی اطاعت میں پوری تیاری کی تعلیم اسی فرقہ میں دی جاتی ہے۔ اس لئے وہ لوگ طبعاً اس فرقہ کی طرف مائل ہوتے جاتے ہیں۔ اور یہ خدا کا فضل ہے کہ بہت کچھ مخالفوں کی طرف سے کوششیں بھی ہوئیں کہ اس فرقہ کو کسی طرح نابود کر دیں مگر وہ سب کوششیں ضائع ہو گئیں۔ کیونکہ جو کام خدا کے ہاتھ سے اور آسمان سے ہو انسان اسکو ضائع نہیں کر سکتا۔ اور اس فرقہ کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ اس لئے رکھا گیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے۔ ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ دوسرا احمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور اسم محمد جلالی نام تھا۔ اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دینگے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صد ہا مسلمانوں کو قتل کیا۔ لیکن اسم احمد جمالی نام تھا۔ جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے۔

سو خدا نے ان دونوں کی اس طرح پر تفسیر کی کہ اقل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہہ کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا۔ اور ہر طرح سے عبادت و شکیبائی کی تعلیم تھی۔ اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمد کا ظہور ہوا۔ اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔ لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کرے گا۔ اور ایسا شخص ظاہر ہوگا۔ جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی۔ اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائیگا۔

پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے تا اس نام کو سنتے ہی ہر ایک شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے۔ اور جنگ اور لڑائی سے اس فرقہ کو کچھ سروکار نہیں۔ سوائے دوستو

کے لیے وہ کتابیں اکثر مسلمانوں میں تقسیم کی ہیں جن کا ایک ذخیرہ میرے پاس بھی موجود ہے جن میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بدکار - زانی - شیطان - ڈاکو - لیڈر - دغا باز - دجال وغیرہ ولا زار ناموں سے یاد کیا ہے۔ اور گو ہماری گورنمنٹ محض اس بات سے روکتی نہیں کہ مسلمان بالمقابل جواب دیں لیکن اسلام کا مذہب مسلمانوں کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ کسی مقبول انجم نبی کو برا کہیں بالخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو پاک اعتقاد عام مسلمان رکھتے ہیں اور جس قدر محبت اور تعلیم سے اُن کو دیکھتے ہیں وہ ہماری گورنمنٹ پر پوشیدہ نہیں میرے نزدیک ایسی فتنہ انگیز تحریروں کے روکنے کے لیے بہتر طریق یہ ہے کہ گورنمنٹ عالیہ یا تو یہ تدبیر کرے کہ ہر ایک فریق مخالف کو ہدایت فرما دے کہ وہ اپنے حلقے کے وقت تہذیب اور نرمی سے باہر نہ جا دے اور صرف اُن کتابوں کی بنا پر اعتراض کرے جو فریقی مقابل کی قسم اور مقبول ہوں اور اعتراض بھی وہ کرے جو اپنی مسلم کتابوں پر وارد نہ ہو سکے۔ اور اگر گورنمنٹ عالیہ یہ نہیں کر سکتی تو یہ تدبیر عمل میں لاسے کہ یہ قانون صادر فرما دے کہ ہر ایک فریق صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیا کرے اور دوسرے فریق پر ہرگز حملہ نہ کرے۔ میں دل سے چاہتا ہوں کہ ایسا ہر ادا میں یقیناً جانتا ہوں کہ قوموں میں صلہ کاری پھیلانے کے لیے اس سے بہتر اور کوئی تدبیر نہیں کہ کچھ عرصہ کے لیے مخالفانہ حلقے روک دیے جائیں۔ ہر ایک شخص صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے اور دوسرے کا ذکر زبان پر نہ لاسے اگر گورنمنٹ عالیہ میری اس درخواست کو منظور کرے تو میں یقیناً کہتا ہوں کہ چند سال میں تمام قوموں کے کہنے اور ہو جائیں گے اور بجائے بغض محبت پیدا ہو جائے گی۔ ورنہ کسی دوسرے قانون سے اگرچہ مجھ سے تمام جینٹلمن نے صبر جائیں مگر اس قانون کا اُن کی اخلاقی حالت پر نہایت ہی کم اثر پڑے گا۔

(۳) تیسرا امر جو قابل گذارش ہے یہ ہے کہ میں گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ فرقہ جدید جو برٹش انڈیا کے اکثر مقامات میں پھیل گیا ہے جس کا میں پیشوا اور امام ہوں گورنمنٹ کے لیے ہرگز خطرناک نہیں ہے اور اس کے اصول ایسے پاک اور صاف اور امن بخش اور صلہ کاری کے ہیں کہ تمام اسلام کے موجودہ فرقوں میں اس کی نظیر گورنمنٹ کو نہیں ملے گی۔ جو بدائیتیں اس فرقہ کے لیے ہیں نے مرتب کی ہیں جن کو میں نے اتھ سے گھر کر اور چھاپ کر ہر ایک مُردہ کو دیا ہے کہ اُن کو اپنا دستور العمل رکھے۔ وہ بدائیتیں میرے اُس رسالہ میں مندرج ہیں جو ۱۶ جنوری ۱۹۰۸ء میں چھپ کر عام مُردوں میں شائع ہوا ہے جس کا اہم تکمیل تبلیغ مع شرائط بیعت ہے جس کی ایک کاپی اسی زمانہ میں گورنمنٹ میں بھی بھیجی گئی تھی

۱۔ ان شرائط میں سے چند شرطوں کی یہاں نقل کی جاتی ہے۔ شرط دوم یہ کہ بھوت اور زنا اور بد نظری اور ہر ایک فسق و فجور اور علم اور نیابت اور فدا و قربانیت کے طریقوں سے بہتار ہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا اگر دیکھا ہی خبر پیش آوے۔ شرط چہارم یہ کہ عام مسلمانوں کو منحصر مانے اپنے نفسانی جوشوں کے کسی نوع کی ناجائز

ان کتابوں کے دیکھنے کے بعد ہر ایک شخص اس میں جو تک پہنچ سکتا ہے کہ جو شخص برابر اٹھارہ برس سے ایسے جوش سے کہ جس سے زیادہ ممکن نہیں گورنمنٹ انگلشیہ کی تائید میں ایسے پر زور مضمون لکھ رہا ہے اور ان مضمونوں کو نہ صرف انگریزی عہداری میں بلکہ دوسرے ممالک میں بھی شائع کر رہا ہے کیا اس کے حق میں یہ گمان ہو سکتا ہے کہ وہ اس گورنمنٹ محض کا خیر خواہ نہیں؟ گورنمنٹ توجہ ہو کر سوچے کہ یہ مسلسل کارروائی جو مسلمانوں کو اطاعت گورنمنٹ برطانیہ پر آمادہ کرنے کے لیے برابر اٹھارہ برس سے پوری ہے اور غیر ملکوں کے لوگوں کو بھی آگاہ کیا گیا ہے کہ ہم کیسے امن اور آزادی سے زیر سایہ گورنمنٹ برطانیہ زندگی بسر کرتے ہیں یہ کارروائی کیوں اور کس غرض سے ہے اور غیر ملک کے لوگوں تک ایسی کتابیں اور ایسے اشتادات کے پھیلانے سے کیا مدعا تھا؟ گورنمنٹ تحقیق کرے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ ہزاروں مسلمانوں نے جو مجھے کافر قرار دیا اور مجھے اور میری جماعت کو جو ایک گروہ کثیر و جناب اور ہندوستان میں موجود ہے ہر ایک طور کی بدگوئی اور بد اندیشی سے ایذا دینا اپنا فرض سمجھا۔ اس تکفیر اور ایذا کا ایک مخفی سبب یہ ہے کہ ان نادان مسلمانوں کے پوشیدہ خیالات کے برخلاف دل و جان سے گورنمنٹ انگلشیہ کی شکر گزاری کے لیے ہزار ہا اشتادات شائع کئے گئے اور ایسی کتابیں بلا حرج و شام وغیرہ تک پہنچائی گئیں؟ یہ باتیں بے ثبوت نہیں۔ اگر گورنمنٹ توجہ فرمائے تو نہایت یہی ثبوت میرے پاس ہیں۔ یہی ذرے سے کہتا ہوں اور یہی دعویٰ سے کہ گورنمنٹ کی خدمت میں اعلان دیتا ہوں کہ باعتبار مذہبی اصول کے مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ کا اقل درجہ کافرا دار اور جان نثار بھی نیاز فرمے جس کے اصولوں میں سے کوئی اصول گورنمنٹ کے لیے خطرناک نہیں۔ اہاں اس بات کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے کہ میں نے بہت سی مذہبی کتابیں تالیف کر کے عملی طور پر اس بات کو بھی دکھایا ہے کہ ہم لوگ ملکوں کے عہد میں کیسے مذہبی امور میں مجبور کئے گئے اور فرائض دعوت دین اور تائید اسلام سے روکے گئے تھے اور پھر اس گورنمنٹ محض کے وقت میں کس قدر مذہبی آزادی بھی ہمیں حاصل ہوئی کہ ہم پادریوں کے مقابل پر بھی جو گورنمنٹ کی قوم میں داخل ہیں پورے ذرے سے اپنی حقانیت کے دلائل پیش کر سکتے ہیں۔ یہی سچ سچ کہتا ہوں کہ ایسی کتابوں کی تالیف سے جو پادریوں کے مذہب کے رتبہ میں کمی جاتی ہیں گورنمنٹ کے عادلانہ اصولوں کا اعلیٰ نمونہ لوگوں کو دکھائے اور غیر ملکوں کے لوگ خاص کر اسلامی بلاد کے نیک فطرت جب ایسی کتابوں کو دیکھتے ہیں جو ہمارے ملک سے ان ملکوں میں جاتی ہیں تو ان کو اس گورنمنٹ سے نہایت اُس پیدا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ بعض خیال کرتے ہیں کہ شاید یہ گورنمنٹ در پردہ مسلمان ہے۔ اور اس طرح ہر ہماری قلموں کے ذریعے سے گورنمنٹ ہزاروں دلوں کو فوج کرتی جاتی ہے۔ دینی پادریوں کے نہایت دل آزار حملے اور توہین آمیز کتابیں در حقیقت ایسی تھیں کہ اگر آزادی کے ساتھ ان کی ممانعت نہ کی جاتی اور ان کے سخت کلمات کے عوض میں کسی قدر مذہب بے سختی استعمال

یہ وہ درخواست ہے جس کا ترجمہ انگریزی محض نواب لفٹیننٹ گورنر بہادر باغیچہ رونا لک گیا ہے۔

{ اسید رکھتا ہوں کہ اس درخواست کو جو میرے اور میری
جماعت کے حالات پر مشتمل ہے فوراً اور توجہ سے چھلجائے }

محض نواب لفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ

چونکہ مسلمانوں کا ایک نیا فرقہ جس کا پیشوا اور امام اور پیر یہ راقم ہے پنجاب اور ہندوستان کے اکثر شہروں میں زور سے پھیلتا جاتا ہے اور بڑے بڑے تعلیم یافتہ مہذب اور معزز عہدہ دار اور نیک نام رئیس اور تاجر پنجاب اور ہندوستان کے اس فرقہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں اور عموماً پنجاب کے شریف مسلمانوں کے تو تعلیم باب بیسے بی اے اور ایم اے اس فرقہ میں داخل ہیں اور داخل ہو رہے ہیں اور یہ ایک گروہ گزیر ہو گیا ہے جو اس ملک میں رور برور ترقی کر رہا ہے اس لیے میں نے قریب مصلحت سمجھا کہ اس فرقہ جدیدہ اور نیا اپنے تمام حالات سے جو اس فرقہ کا پیشوا ہوں محض نواب لفٹیننٹ گورنر بہادر کو آگاہ کروں۔ اور یہ ضرورت اس لیے بھی پیش آئی کہ یہ ایک معمولی بات ہے کہ ہر ایک فرقہ جو ایک نئی صورت سے پیدا ہوتا ہے گورنمنٹ کو عاجزت پڑتی ہے کہ اس کے اندرونی حالات دریافت کرے اور بسا اوقات ایسے نئے فرقے دشمن اور خود غرض جن کی عداوت اور مخالفت ہر ایک نئے فرقہ کے لیے ضروری ہے گورنمنٹ میں خلافت و اقو غریب پنپتے ہیں اور مضرتانہ غمزہ لویں سے گورنمنٹ کو پریشان میں ڈالتے ہیں۔ پس چونکہ گورنمنٹ عالم الغیب نہیں ہے اس لیے ممکن ہے کہ گورنمنٹ عالیہ ایسی غمزہ لویوں کی کثرت کی وجہ سے کسی قدر بدلتی پیدا کرے یا بدلتی کی طرف مائل ہو جائے لہذا گورنمنٹ عالیہ کی اطلاع کے لیے چند ضروری امور ذیل میں لکھتا ہوں۔

(۱) سب سے پہلے میں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایک ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اول درجہ پر سرکار دولت دار انگریزی کا خیر خواہ ہے۔ چنانچہ صاحب چیف کسٹمر بہادر پنجاب کی چٹھی نمبری ۵۷۶ مورخہ ۱۸ اگست ۱۸۵۵ء میں یہ مفصل بیان ہے کہ میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ رئیس نادیاں کیسے سرکار انگریزی کے سچے وفادار اور نیک نام

بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا۔ اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اول درجہ کا
 خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اول درجہ پر بنا دیا ہے۔ (۱) اعلیٰ
 والد مرحوم کے اثر نے (۲) دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے (۳) تیسرے خدا تعالیٰ کے اہم آنے۔
 اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیر سایہ ہر طرح سے خوش ہوں۔ صرف ایک رنج اور درد و غم ہر
 وقت مجھے لاحق حال ہے جس کا استغناء پیش کرنے کے لیے اپنی محسن گورنمنٹ کی خدمت میں حاضر ہوا
 ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اس ملک کے مولوی مسلمان اور ان کی جماعتوں کے لوگ حد سے زیادہ مجھے ستاتے
 اور دکھ دیتے ہیں۔ میرے قتل کے لیے ان لوگوں نے فتوے دیے ہیں۔ مجھے کافر اور بے ایمان ٹھہرایا ہے
 اور بعض ان میں سے میرا اور شرم کو ترک کر کے اس قسم کے اشتہار میرے مقابل پر شائع کرتے ہیں کہ یہ شخص
 اس وجہ سے مجھے کافر ہے کہ اس نے انگریزی سلطنت کو سلطنت دوم پر ترجیح دی ہے اور ہمیشہ سلطنت
 انگریزی کی تعریف کرتا ہے اور ایک باعث یہ بھی ہے کہ یہ لوگ مجھے اس وجہ سے بھی کافر ٹھہراتے ہیں
 کہ میں نے خدا تعالیٰ کے پیچھے الہام سے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اس خونی ہمدی کے آنے
 نے انکار کیا ہے جس کے یہ لوگ منتظر ہیں۔ بیشک میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے ان لوگوں کا بظرافتقان
 کیا ہے کہ میں نے ایسے خونی ہمدی کا آنا سراسر محوٹ ثابت کر دیا ہے جس کی نسبت ان لوگوں کا
 خیال تھا کہ وہ اگر بے شمار روپیہ ان کو دے گا مگر میں معذور ہوں۔ قرآن اور حدیث سے یہ بات
 بپایہ ثبوت نہیں پہنچتی کہ دنیا میں کوئی ایسا ہمدی آئے گا جو زمین کو خون میں غرق کر دے گا۔ پس میں نے
 ان لوگوں کا بھروسہ اس کوئی گناہ نہیں کیا کہ اس خیالی ٹوٹ مار کے روپیہ سے میں نے ان کو محروم کر دیا ہے
 میں خدا سے پاک الہام پاک پر یہ چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کے اخلاق اچھے ہو جائیں اور وحشیانہ عادتیں دُور
 ہو جائیں اور انسانی جذبات سے اُن کے سینے دھوئے جائیں اور ان میں آہستگی اور سنجیدگی اور علم
 اور میانہ روی اور انصاف پسندی پیدا ہو جائے اور یہ اپنی اس گورنمنٹ کی ایسی اطاعت کرنی کہ دوسروں
 کے لیے نوزہن جائیں اور یہ ایسے ہو جائیں کہ کوئی بھی فساد کی رگ ان میں باقی نہ رہے۔ چنانچہ کسی قدر یہ
 مقصود مجھے حاصل بھی ہو گیا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ دس ہزار یا اس سے بھی زیادہ ایسے لوگ پیدا
 ہو گئے ہیں جو میری ان پاک تعلیموں کے دل سے پابند ہیں۔ اور یہ نیا فرقہ مگر گورنمنٹ کے لیے نہایت
 مبارک فرقہ برٹش انڈیا میں زور سے ترقی کر رہا ہے اگر مسلمان ان تعلیموں کے پابند ہو جائیں تو میں قسم کھا کر

سے میں نے اپنی کسی کتاب میں لکھا تھا کہ میری جماعت تین سو آدمی ہیں، لیکن اب وہ شمار بست بڑھ گیا ہے کیونکہ زور
 سے ترقی ہو رہی ہے۔ اب یہ یقین رکھتا ہوں کہ میری جماعت کے لوگ دس ہزار سے بھی کچھ زیادہ ہوں گے۔ اور
 میری فراست یہ پیش گوئی کرتی ہے کہ تین سال تک ایک لاکھ تیسری اس جماعت کا عدد پہنچے گا۔ مزہ

کہہ سکتا ہوں کہ وہ فرشتے بن جائیں۔ اور اگر وہ اس گورنمنٹ کی سبب قوموں سے بڑھ کر خیر خواہ ہو جائیں تو تمام قوموں سے زیادہ خوش قسمت ہو جائیں۔ اگر وہ مجھے قبول کریں اور مخالفت نہ کریں تو یہ سب کچھ انہیں حاصل ہوگا اور ایک نیکی اور پاکیزگی کی روح ان میں پیدا ہو جائے گی۔ اور جس طرح ایک انسان خوج ہو کر گندے شہرات کے جذبات سے الگ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح میری تعلیم سے ان میں تبدیلی پیدا ہوگی۔ مگر میں نہیں کہتا کہ گورنمنٹ عالیہ جبراً ان کو میری جماعت میں داخل کرے اور نہ میں اس وقت یہ استغاثہ کرتا ہوں کہ کیوں وہ بد وقت میرے قتل کے روپے ہیں اور کیوں میرے قتل کے لیے جھوٹے فتوے شائع کر رہے ہیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ یہ بد ارادے ان کے عیث ہیں۔ کیونکہ کوئی چیز زمین پر نہیں ہو سکتی جب تک آسمان پر نہ ہوئے۔ اور میں ان کی بدی کے عوض میں ان کے حق میں دُعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ انہیں نکمے کھوے اور وہ خدا اور مخلوق کے حقوق کے شناسا ہو جائیں مگر چونکہ ان لوگوں کی عداوت مدے بڑھ گئی ہے اس لیے میں نے ان کی اصلاح کے لیے اور ان کی بھلائی کے لیے بلکہ تمام مخلوق کی خیر خواہی کے لیے ایک تجویز سوچی ہے جو ہماری گورنمنٹ کی اس پسند پالشی کے مناسب حال ہے جس کی تعمیل اس گورنمنٹ عالیہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ محسن گورنمنٹ جس کے احسانات سب سے زیادہ مسلمانوں پر ہیں، ایک یہ احسان کرے کہ اس ہر روزہ تکفیر اور نکذیب اور قتل کے فتوؤں اور مضبوطی کے روکنے کے لیے خوف درمیان میں ہو کر یہ ہدایت فرما دے کہ اس تنازعہ کا فیصلہ اس طرح ہو کہ مدعی یعنی یہ عاجز جس کو مسیح ہونے کا دعویٰ ہے اور جس کو یہ دھوی ہے کہ جس طرح نبیوں سے خدا تعالیٰ ہمکلام ہوتا تھا اسی طرح مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور غیب کے عہد مجھ پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور آسمانی نشان دکھلائے جاتے ہیں۔ یہ مدعی یعنی یہ عاجز گورنمنٹ کے حکم سے ایک سال کے اندر ایک ایسا آسمانی نشان دکھلا دے ایسا نشان جس کا مقابلہ کوئی قوم اور کوئی فرقہ جو زمین پر رہتے ہیں نہ کر سکے اور مسلمانوں کی قوموں یا دوسری قوموں میں سے کوئی ایسا محسن اور خواب بین اور معجزہ نمایاں نہ ہو سکے جو اس نشان کے ایک سال کے اندر تکفیر پیش کرے اور ایسا ہی ان تمام مسلمانوں بلکہ ہر ایک قوم کے پیشواؤں کو جو ہم اور خدا کے مقرب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہدایت اور نمائش ہو کہ اگر وہ اپنے تئیں سچ پر اور خدا کے مقبول سمجھتے ہیں اور ان میں کوئی ایسا پاک دل ہے جس کو خدا نے ہمکلام ہونے کا شرف بخشا ہے اور الٰہی طاقت کے نمونے اس کو دیئے گئے ہیں تو وہ بھی ایک سال تک کوئی نشان دکھلا دیں۔ پھر بعد اس کے اگر ایک سال تک اس عاجز نے ایسا کوئی نشان نہ دکھلایا جو انسانی طاقتوں سے بالاتر اور انسانی ہاتھ کی مدد سے بھی بلند تر ہو یا کہ نشان تو دکھلا یا مگر اس قسم کے نشان اور مسلمانوں یا دوسری قوموں سے بھی نمونہ آگئے تو یہ سمجھا جائے کہ ان خدا کی طرف سے نہیں ہوں اور اس صورت میں مجھ کو کوئی سخت سزا دی جائے گو موت

اے قائد خدا:

اس گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کو ہماری طرف سے نیک جزا دے اور
اس سے نیکی کرے جسکے جس نے ہم سے نیکی کی۔
آمین۔

کَشَفُ الْغَطَاءِ

یعنی

ایک اسلامی فرقہ کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے
محفوظ گورنمنٹ عالیہ اس فرقہ کے حالات اور خیالات کے بارے میں اطلاع اور
نیز اپنے خاندان کا کچھ ذکر اور اپنے مشن کے اصول اور ہدایتوں اور تعلیموں کا بیانی اور
نیز ان لوگوں کی خلاف واقعہ باتوں کا رد جو اس فرقہ کی نسبت غلط خیالات پھیلاتے
جاتے ہیں۔

اور یہ مؤلف

تلخ عزت جناب ملکہ معظمہ قیسرہ ہند دام قیالہا کا واسطہ ڈال کر
بخدمت گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کے اعلیٰ افسروں اور معزز حکام کے ہادیہ گزارش
کتاب ہے کہ بڑے قریب پروردی و کرم گسری اس مال کو قتل سے اٹھانے پر حاضری یا جسے
یہ رسالہ تالیف ہو کر ۲۷ دسمبر ۱۸۹۸ء کو مطبع ضیاء اسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب
ملک مطبع کے مطبوعہ ہوا۔

تعداد ۳۵۰

کشف الغطاء

۱۴۹

میں تاج حرّت عاتق حضرت کریم مصلیٰ قیصر ہند دلم اقبالہ کا واسطہ ملتا ہوں
کہ اس رسالے کو ہمارے علی مرتبہ حکیم قویہ سے ادلی سے آخر تک پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کشف الغطاء

ہونو میں جس کا نام غلام احمد اور باب کا نام میرزا غلام مرتضیٰ ہے قادیان ضلع گنداپور
پنجاب کا رہنے والا ایک مشہور فرقہ کا پیشوا ہوں جو پنجاب کے اکثر مقامات میں پایا جاتا ہے۔
اور نیز ہندوستان کے اکثر اضلاع اور حیدر آباد اور مدنی اور مداس اور ملک عرب اور شام
اور بخارا میں بھی میری جماعت کے لوگ موجود ہیں۔ لہذا میں قریب مصلحت سمجھتا ہوں کہ یہ
مختصر رسالہ اس غرض سے لکھوں کہ اس محسن گوشت کے اعلیٰ افسر میرے حالات اور میری
جماعت کے خیالات سے واقفیت پیدا کریں۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ یہ نیا فرقہ ان لوگوں
میں دن بدن ترقی پر ہے۔ یہیں تک کہ بہت سے دیسی افسر اور معزز رئیس اور جاگیر دار اور
نامی تاجر اس فرقہ میں داخل ہو گئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں اس لئے عام خیال کے مسلمانوں
اور ان کے مولویوں کو اس فرقہ سے دلی عناد اور حسد ہے اور ممکن ہے کہ اس حسد کی وجہ سے
خلاف واقعہ امور گوشت تکسمہ نہ چائیں۔ سو اسی لئے میں نے اولاد کیا ہے کہ اس رسالہ
کے ذریعہ سے اپنے پچھے واقعات اور اپنے مشن کے اصولوں سے اس محسن گوشت کو مطلع کروں۔
اب میں صفائی بیان کے لئے بن اور کے ذکر کو پانچ شرح پر منقسم کرتا ہوں۔

اول یہ کہ میں کون ہوں اور کس خاندان سے ہوں؟ سو اس بارے میں اس قدر ظاہر کرنا کافی
ہے کہ میرا خاندان ایک خاندان برامت ہے۔ اور میرے بزرگ دالیان ملک اور
خود بخارا امیر تھے جو سکھوں کے وقت میں یکدم تباہ ہوئے۔ اور سرکار انگریزی کا

۳

نیشل پراپٹی

الحمد للہ والمنة

کہ

یہ رسالہ مبارکہ جس میں حضرت ملکہ معظمہ قیسرہ دہم اقبالہا
کی برکات کا ذکر ہو اور یہ بیان ہو کہ جناب ملکہ مدوحہ کے
عہد عدالتِ عہد میں اور ان کے نہایت روشن ستارہ کی
تائید سے انواع اقسام کی زمینی اور آسمانی برکتیں ظہور میں
آئی ہیں منطبع ہو کر انہی وجوہ کی مناسبت سے نام اس کا

ستارہ قیسرہ

رکھا گیا

اور یہ رسالہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل دین
صاحب مالک مطبع کے چھپ کر ۲۴ اگست ۱۸۹۹ء کو
شائع ہوا

قیمت ۲

تعداد جلد ۲۵۰

بحضور عالی شان قیصر ہند ملکہ معظمہ شہنشاہ ہندوستان و انگلستان

وام اللہ اقبالہا

سب سے پہلے یہ دعا ہے کہ خدائے قادر مطلق اس چہاری عالیجاہ قیصرہ ہند کی عمر میں بہت بہت برکت بخشے اور اقبال اور جاہ و جلال میں ترقی دے۔ اور عزیزوں اور فرزندوں کی عافیت سے آنکھ ٹھنڈی رکھے۔ اس کے بعد اس عزیزہ کے لکھنے والا جس کا نام میرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ جو پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان نام میں رہتا ہے۔ جو لاہور سے تینتالیس میل مشرق اور شمال کے گوشہ میں واقع اور گورداسپورہ کے ضلع میں ہے۔ یہ عرض کرتا ہے کہ اگرچہ اس ملک کے عموماً تمام رہنے والوں کو بوجہ ان آراءموں کے جو حضور قیصرہ ہند کے عدل عام اور رعایا پروری اور داد گستری سے حاصل ہو رہے ہیں۔ اور بوجہ ان تدابیر امن عامہ اور تمویز آسائش جس جمیع طبقات رعایا کے جو کوڑ مار و پیہ کے خرچ اور بے انتہا فیاضی سے ظہور میں آئی ہیں۔ جناب ملکہ معظمہ وام اللہ اقبالہا سے بقدر اپنی فہم اور عقل اور شناخت احسان کے درجہ بدرجہ محبت اور دلی اطاعت ہے کہ بجز بعض قلیل الوجود افراد کے جو میں گمان کرتا ہوں کہ درپردہ کچھ ایسے بھی ہیں۔ جو وحشیوں اور ورنندوں کی طرح بسر کرتے ہیں۔ لیکن اس عاجز کو بوجہ اس معرفت اور علم کے جو اس گورنمنٹ عالیہ کے حقوق کی نسبت مجھے حاصل ہے جس کو میں اپنے رسالہ تحفہ قیصریہ میں مفصل لکھ چکا ہوں۔ وہ اعلیٰ درجہ کا

اخلاص اور محبت اور جو شش اطاعت حضور مکہ معظمہ اور اس کے معزز انصروں کی نسبت حاصل ہے۔ جو میں ایسے الفاظ نہیں پاتا۔ جن میں اس اخلاص کا اندازہ بیان کر سکوں اسی بھی محبت اور اخلاص کی تحریک سے۔ جس شخصت سالہ جوہلی کی تقریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصر ہند دام اقبالہا کے نام سے تالیف کر کے اور اس کا نام تحفہ قیصر یہ رکھ کر جناب مدوہ کی خدمت میں بطور درویشاد تحفہ کے ارسال کیا تھا۔ اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے عزت دی جائے گی۔ اور اُمید سے بڑھ کر میری سرفرازی کا موجب ہوگا۔ اور اس اُمید اور یقین کا موجب حضور قیصر ہند کے وہ اخلاق فاضلہ تھے جن کی تمام ممالک مشرقیہ میں دھوم ہے۔ اور جناب مکہ معظمہ کے وسیع ملک کی طرح وسعت اور کشادگی میں ایسے بے مثل ہیں۔ جو ان کی نظیر دوسری جگہ تلاش کرنا خیال محال ہے۔ مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شائبانہ سے مجھ میں منون نہیں کیا گیا۔ اور میرا کانشن ہرگز اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ وہ دیہ عاجز۔ اندھنی رسالہ تحفہ قیصر یہ حضور مکہ معظمہ میں پیش ہوا ہو۔ اور پھر میں اس کے جواب سے ممنون نہ کیا جاؤں۔ یقیناً کوئی اور باعث ہے۔ جس میں جناب مکہ معظمہ قیصر ہند دام اقبالہا کے ارادہ اور مدد میں اور علم کو کچھ دخل نہیں۔ لہذا اس شخص ظن نے جو میں حضور مکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں۔ دوبارہ مجھے مجبور کیا کہ میں اُس تحفہ یعنی رسالہ تحفہ قیصر یہ کیطرت جناب مدوہ کو توجہ دلاؤں اور شائبانہ متطوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں۔ اسی غرض سے یہ عرضیہ روانہ کرتا ہوں۔ اور میں حضور عالی حضرت جناب قیصر ہند دام اقبالہا کی خدمت میں یہ چند الفاظ بیان کرنے کیلئے جرات کرتا ہوں کہ میں پنجاب کے ایک معزز خاندان مغلیہ میں سے ہوں اور سکھوں

کے زمانہ سے پہلے میرے بزرگ ایک خود مختار ریاست کے والی تھے۔ اور میرے
پر دادا صاحب مرزا گل محمد اس قدر دانا اور مدبر اور عالیٰ ہمت اور نیک مزاج
اور ملک داری کی خوبیوں سے موصوف تھے کہ جب دہلی کے چغتائی بادشاہوں کی
سلطنت برباغت نالیاقتی اور عیاشی اور سستی اور کم ہمتی کے کمزور ہو گئی۔ تو بعض
وزلاء اس کوشش میں لگے تھے کہ مرزا صاحب موصوف کو جو تمام شرائط
بیدار مغزی اور رعایا پروری کے اپنے اندر رکھتے تھے۔ اور خاندان شاہی میں
سے تھے دہلی کے تخت پر بٹھایا جائے۔ لیکن چونکہ چغتائی سلاطین کی قیمت اور عمر
کا پیالہ لبریز ہو چکا تھا۔ اس لئے یہ تجویز عام منظور ی میں نہ آئی۔ اور ہم پرکتوں
کے عہد میں بہت سی سختیاں ہوئیں اور ہمارے بزرگ تمام دیہات ریاست سے
بے دخل کر دیئے گئے اور ایک ساعت بھی امن کی نہیں گذرتی تھی۔ اور انگریزی
سلطنت کے قدم مبارک کے آنے سے پہلے ہی ہماری تمام ریاست خاک میں مل
چکی تھی اور صرف پانچ گاؤں باقی رہ گئے تھے اور میرے والد صاحب مرزا غلام بعض
مروجہ جنسوں نے برکتوں کے عہد میں بڑے بڑے صدقات دیکھے تھے۔ انگریزی
سلطنت کے آنے کے ایسے منتظر تھے جیسا کہ کوئی سخت پیاسا پانی کا منتظر ہوتا
ہے۔ اور پھر جب گورنمنٹ انگریزی کا اس ملک پر دخل ہو گیا۔ تو وہ اس نعمت
یعنی انگریزی حکومت کی قائمی سے ایسے خوش ہوئے کہ گویا ان کو ایک جواہرات کا
خزانہ مل گیا اور وہ سرکار انگریزی کے بڑے خیر خواہ جان نہارتے تھے۔ اسی وجہ سے
انہوں نے ایام غدر ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے مع سواران بہم پہنچا کر سرکار
انگریزی کو بطور مدد دیئے تھے۔ اور وہ بعد اس کے بھی ہمیشہ اس بات کے لئے
مستعد رہے کہ اگر پھر بھی کسی وقت انکی مدد کی ضرورت ہو تو بیل و جان اس گورنمنٹ
کو مدد دیں۔ اور اگر ۱۸۵۷ء کے غدر کا کچھ اور بھی طول ہوتا تو وہ سوار تک اور بھی

۱۱۴

مدد دینے کو طیار تھے۔ غرض اس طرح انہی زندگی گزری۔ اور پھر ان کے انتقال کے بعد یہ عاجز دنیا کے شغلوں سے بکلی علیحدہ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف مشغول ہوا۔ اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے سپاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو ہے۔ اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو۔ فارسی۔ عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں۔ اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہانگیر ممکن تھا اشاعت کر دی گئی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیئے جو نا فہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی۔ کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا۔ اور میں اس قدر خدمت کر کے جو بائیس برس تک کرتا رہا ہوں۔ اس محسن گورنمنٹ پر کچھ احسان نہیں کرتا کیونکہ مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ اس بابرکت گورنمنٹ کے آنے سے ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ایک لوسہ کے جلتے ہوئے تنور سے نہات پانی ہے۔ اس لئے میں مع اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ یا الہی اس مہار کے قصہ ہند دام ملکھا کو دیر گاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ۔ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما۔ اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کر +

۷

میں نے تحفہ قیصر یہ میں جو حضور قیصرہ ہند کی خدمت میں بھیجا گیا یہی حالت اور خدمات اور دعوات گذارش کئے تھے۔ اور میں اپنی جناب ملکہ معظمہ کے اخلاق و سیر پر نظر رکھ کر ہر روز جواب کا امیدوار تھا۔ اور اب بھی ہوں۔ میرے خیال میں یہ غیر ممکن ہے کہ میرے جیسے دغا گو کا وہ عاجز نہ تحفہ جو بوجہ کمال اخلاص خون دل سے لکھا گیا تھا۔ اگر وہ حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پیش ہوتا تو اس کا جواب نہ آتا۔ بلکہ ضرور آتا ضرور آتا۔ اس لئے مجھے بوجہ اس یقین کے کہ جناب قیصرہ ہند کے پُر رحمت اخلاق پر کمال و ثوق سے حامل ہے۔ اس یاد دہانی کے عریضہ کو لکھنا پڑا۔ اور اس عریضہ کو نہ صرف میرے ہاتھوں نے لکھا بلکہ میرے دل نے یقین کا بھرا ہوا زور ڈال کر ہاتھوں کو اس پر ارادت خطا کے لکھنے کے لئے چلایا ہے۔ میں دُعا کرتا ہوں کہ خیر اور عافیت اور خوشی کے وقت میں خدا تعالیٰ اس خط کو حضور قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پہنچائے اور پھر جناب ممدوحہ کے دل میں الہام کرے کہ وہ اس سچی محبت اور سچے اخلاص کو جو حضرت موصوفہ کی نسبت میرے دل میں ہے۔ اپنی پاک فراست سے شناخت کر لیں۔ اور رعیت پروری کے رُوسے مجھے پُر رحمت جواب سے ممنون فرمادیں اور میں اپنی عالی شان جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی عالی خدمت میں اس خوشخبری کو پہنچانے کے لئے بھی مامور ہوں کہ جیسا کہ زمین پر اہل زمین کے اسباب سے خدا تعالیٰ نے اپنی کمال رحمت اور کمال مصلحت سے ہماری قیصرہ ہند دام اقبالہا کی سلطنت کو اس ملک اور دیگر ممالک میں قائم کیا ہے تاکہ زمین کو عدل اور امن سے بھرے۔ ایسا ہی اس نے آسمان سے ارادہ فرمایا ہے کہ اس شہنشاہ مہارکہ قیصرہ ہند کے دلی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے جو عدل اور امن اور آسودگی عامہ خلاق اور رفع فساد اور تہذیب اخلاق اور وحشیانہ حالتوں کا دور کرنا ہے۔

اس کے عہد مبارک میں اپنی طرف سے اور غیب سے اور آسمان سے کوئی ایسا روحانی انتظام قائم کرے جو حضور ملکہ معظمہ کے دلی اغراض کو مدد دے۔ اور جس امن اور عافیت اور صلح کاری کے بلوغ کو آپ لگانا چاہتی ہیں۔ آسمانی آبپاشی سے اس میں امداد فرما دے۔ سو اس نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق جو مسیح موعود کے آنے کی نسبت تھا۔ آسمان سے مجھے بھیجا ہے۔ تا میں اُس مَرْدِ خدا کے رنگ میں ہو کر جو بیت اللحم میں پیدا ہوا اور ناصروہ میں پرورش پائی۔ حضور ملکہ معظمہ کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول ہوں۔ اُس نے مجھے بے انتہاء برکتوں کے ساتھ چھوڑا اور اپنا مسیح بنایا تا وہ ملکہ معظمہ کے پاک اغراض کو خود آسمان سے مدد دے۔

اے قیصرہ مبارکہ خدا تجھے سلامت رکھے۔ اور تیری عمر اور اقبال اور کامرانی سے ہمارے دلوں کو خوشی پہنچا دے۔ اس وقت تیرے عہد سلطنت میں جو نیک نیتی کے نور سے بھرا ہوا ہے مسیح موعود کا آنا خدا کی طرف سے یہ گواہی ہے کہ تمام سلاطین میں سے تیرا وجود امن پسندی اور حسن انتظام اور ہمدردی رعایا اور عدل اور دلا گستری میں بڑھ کر ہے۔ مسلمان اور عیسائی دونوں فریق اس بات کو ملتے ہیں کہ مسیح موعود آنے والا ہے۔ مگر اسی زمانہ اور عہد میں جبکہ بھیڑیا اور بکری ایک ہی گھاٹ میں پانی پئیں گے اور سانپوں سے بچے کھیلیں گے۔ سو اے ملکہ مبارکہ معظمہ قیصرہ ہند وہ تیرا ہی عہد اور تیرا ہی زمانہ ہے۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے۔ اور جو تعصب سے خالی ہو۔ وہ سمجھ لے۔ اے ملکہ معظمہ یہ تیرا ہی عہد سلطنت ہے جس نے درندوں اور غریب چرندوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ راستباز جو بچوں کی طرح ہیں وہ شریر سانپوں کے ساتھ کھیلتے ہیں اور تیرے پُر امن سایہ کے نیچے کچھ بھی ان کو خوف نہیں۔ اب

۱۱۷

تیرے عہد سلطنت سے زیادہ پُر امن اور کونسا عہد سلطنت ہو گا جس میں مسیح موعود آئے گا؟ اے ملکہ معظمہ تیرے وہ پاک زادے ہیں جو آسانی مدد کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ اور تیری نیک نیتی کی کشش ہے۔ جس سے آسمان رحمت کے ساتھ زمین کی طرف جھکتا جاتا ہے۔ اس لئے تیرے عہد سلطنت کے سوا اور کوئی بھی عہد سلطنت دیکھا نہیں ہے جو مسیح موعود کے ظہور کے لئے موزون ہو۔ سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا۔ کیونکہ نور نور کو اپنی طرف کھینچتا اور تاریکی تاریکی کو کھینچتی ہے۔ اے مبارک اور باقبال ملکہ زمانہ جن کتابوں میں مسیح موعود کا آنا لکھا ہے ان کتابوں میں صریح تیرے پُر امن عہد کی طرف اشارات پائے جاتے ہیں۔ مگر ضرور تھا کہ اسی طرح مسیح موعود دنیا میں آتا۔ جیسا کہ ایلیا نبی یوحنا کے لباس میں آیا تھا یعنی یوحنا ہی اپنی خواہش اور طبیعت سے خدا کے نزدیک ایلیا بن گیا۔ سو اس جگہ بھی ایسا ہی ہو گا کہ ایک کد تیرے بابرکت زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کی خواہش اور طبیعت دی گئی۔ اس لئے وہ مسیح کہلایا۔ اور ضرور تھا کہ وہ آتا۔ کیونکہ خدا کے پاک نوشتوں کا ملنا ممکن نہیں۔ اے ملکہ معظمہ اے تمام رعایا کی فخر۔ یہ قدیم سے عادت اللہ ہے۔ کہ جب شاہ وقت نیک نیت اور رعایا کی بھلائی چاہنے والا ہو تو وہ جب اپنی طاقت کے موافق امن عامہ اور نیکی پھیلانے کے انتظام کر چکتا ہے اور رعیت کی اندرونی پاک تبدیلیوں کے لئے اس کا دل درمند ہوتا ہے۔ تو آسانی پر اس کی مدد کے لئے رحمت الہی جوش مارتی ہے۔ اور اس کی ہمت اور خواہش کے مطابق کوئی رُو حانی انسان زمین پر بھیجا جاتا ہے۔ اور اُس کا مل ریخار مر کے وجود کو اس عادل بادشاہ کی نیک نیتی اور ہمت اور ہمدردی عامہ خلاق پیدا کرتی ہے۔ یہ تب ہو تا ہے کہ جب ایک عادل بادشاہ ایک زمینی منہج کی صورت

۱۱۵

میں پیدا ہو کر اپنی کمال ہمت اور ہمدردی بنی نوع کے رُوسے طبعا ایک آسمانی
 مہنجی کو چاہتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں ہوا۔ کیونکہ
 اُس وقت کا قیصر روم ایک نیک نیت انسان تھا۔ اور نہیں چاہتا تھا کہ زمین
 پر ظلم ہو۔ اور انسانوں کی بھلائی اور نجات کا طالب تھا۔ تب آسمان کے
 خدا نے وہ روشنی بخشے والا چاند ناصروہ کی زمین سے چڑھایا۔ یعنی عیسیٰ مسیح۔
 تاہم ناصروہ کے لفظ کے معنی عبرانی میں طراوت اور تازگی اور سرسبزی ہے۔
 یہی حالت انسانوں کے دلوں میں پیدا کرے۔ سوائے ہماری پیاری قیصر ہند
 خدا تجھے دیر گاہ تک سلامت رکھے۔ تیری نیک نیتی اور رعایا کی سچی ہمدردی
 اس قیصر روم سے کم نہیں ہے۔ بلکہ ہم زور سے کہتے ہیں کہ اس سے بہت
 زیادہ ہے۔ کیونکہ تیری نظر کے نیچے جس قدر غریب رعایا ہے جس کی تولد ملکہ معظمہ
 قیصر ہمدردی کرنا چاہتی ہے۔ اور جس طرح تو ہر ایک پہلو سے اپنی عاہد رعیت
 کی خیر خواہ ہے۔ اور جس طرح تو نے اپنی خیر خواہی اور رعیت پروردی کے نمونے
 دکھلائے ہیں۔ یہ کمالات اور برکات گذشتہ قیصروں میں سے کسی میں بھی نہیں
 پائے جاتے۔ اس لئے تیرے ہاتھ کے کام جو سرا سر نیکی اور فیاضی سے رنگین
 ہیں۔ سب سے زیادہ اس بات کو چاہتے ہیں کہ جس طرح تو اسے ملکہ معظمہ اپنی
 تمام رعیت کی نجات اور بھلائی اور آرام کے لئے ورد مند ہے اور رعیت پروردی
 کی تدبیروں میں مشغول ہے۔ اسی طرح خدا بھی آسمان سے تیرا ہاتھ بٹا دے۔
 سو یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا۔ تیرے ہی وجود کی حرکت اور دلی نیک نیتی اور
 سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے۔ خدا نے تیرے عہد سلطنت میں دنیا کے
 درندہ دل کو یاد کیا اور آسمان سے اپنے مسیح کو بھیجا اور وہ تیرے ہی ملک میں
 اور تیری ہی حدود میں پیدا ہوا تا دنیا کے لئے یہ ایک گواہی ہو کہ تیری زمین کے

سلسلہ عدل نے آسمان کے سلسلہ عدل کو اپنی طرف کھینچا۔ اور تیرے رحم کے سلسلہ نے آسمان پر ایک رحم کا سلسلہ پکایا۔ اور چونکہ اس مسیح کا پیدا ہونا حق اور باطل کی تفریق کے لئے دُنیا پر ایک آخری حکم ہے جس کے رُوسے مسیح موعود حکم کہلاتا ہے اس لئے ناصروہ کی طرح جس میں تازگی اور سرسبزی کے زمانہ کی طرف اشارہ تھا۔ اس مسیح کے گاؤں کا نام اسلام پور قاضی ماجھی رکھا گیا۔ تا قاضی کے لفظ سے خدا کے اس آخری حکم کی طرف اشارہ ہو جس سے برگزیدوں کو دائمی فضل کی بشارت ملتی ہے۔ اور تانسیح موعود کا نام جو حکم ہے۔ اس کی طرف بھی ایک لطیف ایما ہو۔ اور اسلام پور قاضی ماجھی اُس وقت اس گاؤں کا نام رکھا گیا تھا جبکہ بابر بادشاہ کے عہد میں اس ملک ماجھ کا ایک بڑا علاقہ حکومت کے طور پر میرے بزرگوں کو ملا تھا اور پھر رفتہ رفتہ یہ حکومت خود مختار ریاست بن گئی۔ اور پھر کثرت استعمال سے قاضی کا لفظ قادی سے بدل گیا۔ اور پھر اور بھی تغیر پاکر قادیاں ہو گیا۔ غرض ناصروہ اور اسلام پور قاضی کا لفظ ایک بڑے پُر معنی نام ہیں جو ایک لن میں ہے رُوحانی سرسبزی پر دلالت کرتا ہو۔ اور دوسرا رُوحانی فیصلہ پر جو مسیح موعود کا کام ہے۔ اسے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند خدا تجھے آقبال اور خوشی کے ساتھ عمر میں برکت دے۔ تیرا عہد حکومت کیا ہی مبارک ہے کہ آسمان سے خدا کا ہاتھ تیرے مقاصد کی تائید کر رہا ہے۔ تیری ہمدردی رعایا اور نیک نیتی کی راہوں کو فرشتے صاف کر رہے ہیں۔ تیرے عدل کے لطیف بخارات بادلوں کی طرح اُٹھ رہے ہیں۔ تا تمام ملک کو رشک بہار بناویں۔ شریر سے وہ انسان جو تیرے عہد سلطنت کا قدر نہیں کرتا۔ اور بد ذات ہے وہ نفس جو تیرے احسانوں کا شکر گزار نہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ تحقیق شدہ ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتا ہے۔ اس لئے مجھے ضرورت نہیں کہ میں اپنی زبان کی لغاعی سے اس بات کو ظاہر کروں کہ میں آپ سے دلی محبت رکھتا ہوں اور میرے دل میں خاص طور پر

آپ کی محبت اور عظمت ہے۔ ہماری دن رات کی دعائیں آپ کیلئے آپ رواں کی طرح جاری ہیں۔ اور ہم نہ سیاست قہری کے نیچے ہو کر آپ کے مطیع ہیں۔ بلکہ آپ کی انواع و اقسام کی خوبیوں نے ہمارے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے اسے بابرکت قیصرہ ہند تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اُس ملک پر ہیں جس پر تیری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اُس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہر کہ سا پر ہیو گاری اور پاک اخلاق اور صلہ کاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔ اُسے عالی جناب قیصرہ ہند مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہے۔ کہ ایک عیب مسلمانوں میں اور ایک عیب عیسائیوں میں ایسا ہے جس سے وہ سچی روحانی زندگی سے دور پڑے ہوئے ہیں۔ اور وہ عیب اُن کو ایک ہونے نہیں دیتا۔ بلکہ ان میں باہمی پھوٹ ڈال رہا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں یہ دو مسئلے نہایت خطرناک اور مہلک غلط ہیں کہ وہ دین کے لئے تلوار کے جہاد کو اپنے مذہب کا ایک کزن سمجھتے ہیں۔ اور اس جنون سے ایک بے گناہ کو قتل کر کے ایسا خیال کرتے ہیں کہ گویا انہوں نے ایک بڑے ثواب کا کام کیا ہے۔ اور گو اس ملک برٹش انڈیا میں یہ عقیدہ اکثر مسلمانوں کا بہت کچھ مہلک پذیر ہو گیا ہے۔ اور ہزار ہا مسلمانوں کے دل میری بائیس تیس سال کی کوششوں سے صاف ہو گئے ہیں۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ بعض غیر ممالک میں یہ خیالات اب تک سرگرمی سے پائے جاتے ہیں۔ گویا ان لوگوں نے اسلام کا مغز اور عطر لٹائی اور جبر کو بھی سمجھ لیا ہے۔ لیکن یہ رائے ہرگز صحیح نہیں ہے۔ قرآن میں صاف حکم ہے کہ دین کے پھیلانے کے لئے تلوار مت اٹھاؤ۔ اور دین کی ذاتی خوبیوں کو پیش کرو۔ اور نیک نیتوں سے اپنی طرف کھینچو۔ اور یہ مت خیال کرو کہ ابتدا میں

اسلام میں تلوار کا حکم ہوا۔ کیونکہ وہ تلوار دین کو پھیلانے کے لئے نہیں کھینچی گئی تھی۔ بلکہ دشمنوں کے حملوں سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے اور یا امن قائم کرنے کے لئے کھینچی گئی تھی۔ مگر دین کے لئے جبر کرنا کبھی مقصد نہ تھا۔ افسوس کہ یہ عجیب غلط کار مسلمانوں میں اب تک موجود ہے جس کی اصلاح کے لئے میں نے پچاس ہزار سے کچھ زیادہ اپنے رسالے اور مبسوط کتابیں اور اشتہارات اس ملک اور غیر ملکوں میں شائع کئے ہیں۔ اور امید رکھتا ہوں کہ جلد تر ایک زمانہ آنے والا ہے کہ اس عجیب سے مسلمانوں کا دامن پاک ہو جائے گا۔

دوسرا عجیب ہماری قوم مسلمانوں میں یہ بھی ہے کہ وہ ایک ایسے غنی مسیح اور غنی مہدی کے منتظر ہیں۔ جو ان کے زعم میں دنیا کو خون سے بھر دے گا۔ حالانکہ یہ خیال سراسر غلط ہے۔ ہماری معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کوئی لڑائی نہیں کرے گا اور نہ تلوار اٹھائے گا بلکہ وہ تمام باتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نو اور خلق پر ہو گا اور ان کے رنگ سے ایسا رنگین ہو گا کہ گویا ہو ہو وہی ہو گا۔ یہ دو غلطیاں حال کے مسلمانوں میں ہیں۔ جن کی وجہ سے اکثر ان کے دوسری قوموں سے بغض رکھتے ہیں مگر مجھے خدا نے اس لئے بھیجا ہے کہ ان غلطیوں کو دور کر دوں۔ اور قاضی یا حکم کا لفظ جو مجھے عطا کیا گیا ہے وہ اسی فیصلہ کے لئے ہے۔

اور ان کے مقابل پر ایک غلطی عیسائیوں میں بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ مسیح جیسے مقدس اور بزرگوار کی نسبت جس کو انجیل شریف میں نور کہا گیا ہو ٹھوڑا سا لعنت کا لفظ اطلاق کرتے ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ لعن اور لعنت ایک لفظ عبرانی اور عربی میں مشترک ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ ملعون انسان کا دل خدا سے بکلی برگشتہ اور دور اور مجبور ہو کر ایسا گندہ اور ناپاک ہو جائے۔ جس طرح جذام سے جسم گندہ اور خراب ہو جاتا ہے۔ اور عرب اور عبرانی کے اہل زبان اس

۱۲۲

بات پر متفق ہیں کہ طعون یا لعنتی صرف اسی حالت میں کسی کو کہا جاتا ہے جبکہ اس کا دل درحقیقت خدا سے تمام تعلقات محبت اور معرفت اور اطاعت کے توڑ دے۔ اور شیطان کا ایسا تابع ہو جائے کہ گویا شیطان کا فرزند ہو جائے اور خدا اس سے بیزار اور وہ خدا سے بیزار ہو جائے اور خدا اس کا دشمن اور وہ خدا کا دشمن ہو جائے اسی لئے لعین شیطان کا نام ہے۔ پس وہی نام حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے تجویز کرنا اور انکے پاک اور منور دل کو نعوذ باللہ شیطان کے تاریک دل سے مشابہت دینا اور وہ جو بقول انکے خدا سے نکلا ہے اور وہ جو سرا سر نور ہے۔ اور وہ جو آسمان سے ہے۔ اور وہ جو علم کا دروازہ اور خدا شناسی کی راہ اور خدا کا وارث ہے۔ اسی کی نسبت نعوذ باللہ یہ خیال کرنا کہ وہ لعنتی ہو کر یعنی خدا سے مروود ہو کر اور خدا کا دشمن ہو کر اور دل سیاہ ہو کر اور برگشتہ ہو کر اور معرفت الہی سے ناہینا ہو کر شیطان کا وارث بن گیا۔ اور اس لقب کا مستحق ہو گیا جو شیطان کے لئے خاص ہے یعنی لعنت۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے کہ اس کے سُفنے سے دل پاش پاش ہوتا ہے۔ اور بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔ کیا خدا کے مسیح کا دل خدا سے ایسا برگشتہ ہو گیا جیسے شیطان کا دل؟ کیا خدا کے پاک مسیح پر کوئی ایسا زمانہ آیا جس میں وہ خدا سے بیزار اور درحقیقت خدا کا دشمن ہو گیا۔ یہ بڑی غلطی اور بڑی بے ادبی ہے قریب ہے جو آسمان اس سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ غرض مسلمانوں کے جہاد کا عقیدہ مخلوق کے حق میں ایک اندیشی ہے اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ خود خدا کے حق میں بداندیشی ہے۔ اگر یہ ممکن ہے کہ نور کے ہوتے ہی اندھیرا ہو جائے۔ تو یہ بھی ممکن ہے کہ نعوذ باللہ کسی وقت مسیح کے دل نے لعنت کی زہرناک کیفیت اپنے اندر حاصل کی تھی۔ اگر انسانوں کی نجات اسی بے ادبی پر موقوف ہے۔ تو بہتر ہے کہ کسی کی بھی نجات نہ ہو۔ کیونکہ تمام گنہگاروں کا مرنا بہ نسبت اس بات کے اچھا ہے کہ مسیح جیسے نور اور نورانی کو گمراہی کی تاریکی اور لعنت اور خدا

۱۱۲

۱۳

۱۲۲

کی عداوت کے گڑھے میں ڈوبنے والا قرار دیا جائے۔ سوئیں یہ کوشش کر رہا ہوں۔ کہ مسلمانوں کا وہ عقیدہ اور عیسائیل کا یہ عقیدہ اصلاح پذیر ہو جائے۔ اور میں شکر کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ان دونوں اردوؤں میں کامیاب کیا ہے۔ چونکہ میرے ساتھ آسمانی نشان اور خدا کے معجزات تھے۔ اس لئے مسلمانوں کے قائل کرنے کے لئے مجھے بہت تکلیف اٹھانی نہیں پڑی اور ہزار ہا مسلمان خدا کے عجیب اور فوق العادۃ نشان کو دیکھ کر میرے تابع ہو گئے۔ اور وہ خطرناک عقائد انھوں نے چھوڑ دیئے۔ جو دشمنانہ طور پر ان کے دلوں میں تھے۔ اور میرا گروہ ایک سچا غیر غماہ اس گورنمنٹ کا بن گیا ہے جو برٹش انڈیا میں سب سے اول درجہ پر جوش اطاعت دل میں رکھتے ہیں جس کے مجھے بہت خوشی ہے اور عیسائیوں کا یہ عجیب دور کرنے کے لئے خدا نے میری وہ مدد کی ہے جو میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں شکر کر سکوں۔ اور وہ یہ ہے کہ بہت قہمی دلائل اور نہایت پختہ وجوہ سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ خدا نے اس پاک نبی کو صلیب پر سے بچالیا۔ اور آپ ﷺ کے فضل سے نہ مر کر بلکہ زندہ ہی قبر میں خشتی کی حالت میں داخل کئے گئے۔ اور پھر زندہ ہی قبر سے نکلے جیسا کہ آپ نے انجیل میں خود فرمایا تھا کہ میری حالت یونس نبی کی حالت سے مشابہ ہوگی۔ آپ کی انجیل میں الفاظ یہ ہیں کہ یونس نبی کا معجزہ دکھلاؤ گا سو آپ نے یہ معجزہ دکھلایا کہ زندہ ہی قبر میں داخل ہوئے اور زندہ ہی نکلے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو انجیلوں سے ہمیں معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن اسکے علاوہ ایک بڑی خوشخبری جو ہمیں ملی ہے وہ یہ ہے کہ دلائل قاطعہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نگر کشمیر میں موجود ہے اور یہ امر ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ آپ یہودیوں کے ملک سے بھاگ کر نصیبین کی راہ سے افغانستان میں آئے۔

۱۵

اور ایک مدت تک کوہ پغمان میں رہے۔ اور پھر کشمیر میں آئے اور ایک سو تیس برس کی عمر پا کر سرینگر میں آپ کا انتقال ہوا۔ اور سرینگر محلہ خان یار میں آپ کا مزار ہے چنانچہ اس بارے میں میں نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے حج ہندوستان میں یہ ایک بڑی فتح ہے جو مجھے حاصل ہوئی ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ جلد تر یا کچھ دیر سے اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ یہ دو بزرگ قومیں عیسائیوں اور مسلمانوں کی جو مدت سے بھڑکی ہوئی ہیں۔ باہم شیر و شکر ہو جائیں گی اور بہت سے نزاعوں کو خیر باد کہہ کر محبت اور دوستی سے ایک دوسرے سے ہاتھ ملائیں گی۔ چونکہ آسمان پر یہی ارادہ قرار پایا ہے۔ اس لئے ہماری گورنمنٹ انگریزی کو بھی قوموں کے اتفاق کی طرف بہت توجہ ہو گئی ہے۔ جیسا کہ قانون سڈیشن کے بعض دفعات سے ظاہر ہے۔ اصل بھید یہ ہے کہ جو کچھ آسمان پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک طیاری ہوتی ہے۔ زمین پر بھی ویسے ہی خیالات گورنمنٹ کے دل میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ غرض ہماری ملکہ مسئلہ کی نیک نیتی کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے آسمان سے یہ اسباب پیدا کر دیئے ہیں کہ دونوں قومیں عیسائیوں اور مسلمانوں میں وہ اتحاد پیدا ہو جائے۔ کہ پھر ان کو دو قوم نہ کہا جائے۔

اب اس کے بعد مسیح علیہ السلام کی نسبت کوئی عقلمند یہ عقیدہ ہرگز نہیں رکھے گا۔ کہ نعوذ باللہ کسی وقت اُن کا دل لعنت کی زہرناک کیفیت سے رنگیں ہو گیا تھا۔ کیونکہ لعنت مصلوب ہونے کا نتیجہ تھا۔ پس جبکہ مصلوب ہونا ثابت نہ ہوا۔ بلکہ یہ ثابت ہوا کہ آپ کی اُن دعاؤں کی برکت سے جو ساری رات بارش میں کی گئی تھیں۔ اور فرشتے کی اُس منشاء کے موافق جو پلاطوس کی بیوی کے خواب میں حضرت مسیح کے بچاؤ کی سفارش کے لئے

ظاہر ہوا تھا۔ اور خود حضرت مسیح علیہ السلام کی اس مثال کے موافق جو آپ نے یونس نبی کا تین دن مچھل کے پیٹ میں بند پانے انجمنکار کا ایک نمونہ ٹھہرایا تھا۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے صلیب اور اس کے مچھل سے جو لعنت ہے نجات بخشی۔ اور آپ کی یہ دردناک آواز کہ ایللی ایللی لما سبتقانی۔ جناب الہی میں آسٹنی گئی۔ یہ وہ کھلا کھلا ثبوت ہے جس سے ہر ایک حق کے طالب کا دل بے اختیار خوشی کے ساتھ اچھل پڑے گا۔ سو بلاشبہ یہ ہماری مکملہ قیصرہ ہند کی برکات کا ایک مچھل ہے جس نے حضرت مسیح علیہ السلام کے دامن کو تھینا انیس سو برس کی بیجا تہمت سے پاک کیا۔

اب میں مناسب نہیں دیکھتا کہ اس عریضہ نیاز کو طول دوں۔ گو میں جانتا ہوں کہ جس قدر میرے دل میں یہ جوش تھا کہ میں اپنے اخلاص اور اطاعت اور شکر گزاری کو حضور قیصرہ ہند دام ملکہا میں عرض کروں۔ پورے طور پر میں اس جوش کو ادا نہیں کر سکا۔ ناچار دعا پر ختم کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان کا مالک اور نیک کاموں کی نیک جزا دیتا ہے۔ وہ آسمان پر سے اس محسنہ قیصرہ ہند دام ملکہا کو ہماری طرف سے نیک جزا دے۔ اور وہ فضل اس کے شامل حال کرے جو نہ صرف دنیا تک محدود ہو۔ بلکہ سچی اور دائمی خوشحالی جو

یہ بات کسی طرح قبول کے لائق نہیں اور اس امر کو کسی دانشمند کا کائنات قبول نہیں کر سکا کہ خدا تعالیٰ کا وہ ارادہ مصمم ہو کہ یسوع کو پھانسی دے مگر اس کا فرشتہ خواہ خواہ مسیح کے چھڑانے کے لئے تڑپتا چھوے۔ کہیں پلاطوس کے دل میں مسیح کی بہت ڈالے اور اسکے منہ سے یہ کہلا دے کہ میں یسوع کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا اور کہیں پلاطوس کی بیوی کے پاس خواب میں جا دے اور اسکو کہے کہ اگر یسوع مسیح پھانسی مل گیا تو پھر اس میں تمہاری غیر نہیں ہے یہ کسی عجیب بات ہے کہ فرشتہ کا خواہے اختلاف رائے۔ منہ

بچے ترجمہ یہ ہے کہ میرے خدا۔ اسے میرے خدا تو نے کیوں مجھے چھوڑ دیا۔ منہ

آخرت کو ہوگی وہ بھی عطا فرما دے اور اس کو خوش رکھے۔ اور ابدی خوشی پانے کے
 اس کے لئے سامان ہیا کرے۔ اور اپنے فرشتوں کو حکم کرے کہ تا اس مبارک قدم
 ملک معظمہ کو کہ اس قدر مخلوقات پر نظر رحم رکھنے والی ہے اپنے اس الہام سے منقود
 کریں جو بجلی کی چمک کی طرح ایک دم میں نازل ہوتا اور تمام صحن سینہ کو روشن کرتا
 اور فوق الخیال تبدیلی کر دیتا ہے۔ یا الہی ہماری ملک معظمہ قیصرہ ہند کو ہمیشہ ہر ایک
 پہلو سے خوش رکھے۔ اور ایسا کر کہ تیری طرف سے ایک بالائی طاقت اسکو تیرے
 ہمیشہ کے نوروں کی طرف کھینچ کر لے جائے اور دائمی اور ابدی سرور میں داخل کرے
 کہ تیرے آگے کوئی بات اُن ہوتی نہیں۔ آمین۔ اور سب کہیں کہ آمین۔

۲۰ اگست ۱۸۹۹ء

اَللّٰهُمَّ لَتَمِشْ

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپور پنجاب

۴۹۹

کشمیرِ جنتِ نظیر میں اُن کو پہنچا دیا۔ سو انھوں نے سچائی کے لئے صلیب سے پیار کیا۔ اور اس طرح اسپر چڑھ گئے جیسا کہ ایک بہادر سوار خوش حنان گھوڑے پر چڑھتا ہے۔ سو ایسا ہی میں بھی مخلوق کی بھلائی کے لئے صلیب سے پیار کرتا ہوں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جس طرح خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم نے حضرت مسیح کو صلیب سے بچا لیا۔ اور انہی تمام رات کی دُعا جو باغ میں کی گئی تھی قبول کر کے اُنکو صلیب اور صلیب کے تیجمل سے نجات دی۔ ایسا ہی مجھے بھی بچائے گا۔ اور حضرت مسیح صلیب سے نجات پا کر نصیبین کی طرف آئے اور پھر افغانستان کے ملک میں ہوتے ہوئے کوہِ نعمان میں پہنچے۔ اور جیسا کہ اُس جگہ شہزادہ نبی کا چوترا اب تک گواہی دے رہا ہے۔ وہ ایک مدت تک کوہِ نعمان میں رہے۔ اور پھر اس کے بعد پنجاب کی طرف آئے۔ آخر کشمیر میں گئے اور کوہِ سلیمان پر ایک مدت تک جلوت کرتے رہے۔ اور مسکھوں کے زمانہ تک اُن کی یادگار کا کوہِ سلیمان پر کتبہ موجود تھا آخر مرینگر میں ایک سو پچیس برس کی عمر میں وفات پائی اور خان یار کے محلہ کے قریب آپ کا مقدس مزار ہے۔ غرض جیسا کہ اس نبی نے سچائی کے لئے صلیب کو قبول کیا ایسا ہی میں بھی قبول کرتا ہوں۔ اگر اس جلسہ کے بعد جس کی گورنمنٹ محسنہ کو ترغیب دیتا ہوں ایک سال کے اندر میرے نشان تمام دُنیائے غالب نہ ہوں تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ میں راضی ہوں کہ اس جرم کی سزائیں مولیٰ دیا جاؤں اور میری جڑیاں توڑی جائیں۔ لیکن وہ خدا جو آسمان پر ہے جو دل کے خیالات کو جانتا ہے جس کے الہام سے میں نے اس عریفانہ کو لکھا ہے۔ وہ میرے ساتھ ہوگا۔ اور میرے ساتھ ہے۔ وہ مجھے اس گورنمنٹ عالیہ اور قوموں کے سامنے شرمندہ نہیں کریگا۔ اُسی کی روح ہے جو میرے اندر بولتی ہے۔ میں نہ اپنی طرف سے بلکہ اُس کی طرف سے یہ پیغام پہنچا رہا ہوں تا سب کچھ جو اتمامِ نجات کیلئے چاہیئے

۳۴۱

۵۰۰

پورا ہو۔ یہ سچ ہے کہ میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ اُس کی طرف سے کہتا ہوں اور وہی ہے جو میرا مددگار ہوگا۔

بالآخر میں اس بات کا بھی شکر کرتا ہوں کہ ایسے عریضہ کو پیش کرنے کے لئے میں بجز اس سلطنت محسنہ کے اور کسی سلطنت کو وسیع الاخلاق نہیں پاتا۔ اور گو اس ملک کے مولوی ایک اور کفر کا فتویٰ بھی مجھ پر لگاویں۔ مگر میں کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ ایسے عرائض کے پیش کرنے کے لئے علیٰ ہوصلہ علیٰ اخلاق صرف سلطنت انگریزی ہے میں اس سلطنت کے مقابل پر سلطنت دوم کو بھی نہیں پاتا۔ جو اسلامی سلطنت کہلاتی ہے۔ اب میں اس دُعا پر ختم کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ ہماری محسنہ ملکہ معظمہ قیسرہ ہند کو عمر دراز کر کے ہر ایک اقبال سے بہرہ ور کرے۔ اور وہ تمام دُعائیں جو میں نے اپنے رسالہ ستارۂ قیسرہ اور تحفہ قیسریہ میں ملکہ موصوفہ کو دی ہیں قبول فرماوے۔ اور میں اُمید رکھتا ہوں۔ کہ گورنمنٹ محسنہ اس کے جواب سے مجھے مشرف فرماوے گی۔ والہ اعلىٰ۔

عریضہ خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

المردوم ۲۷ ستمبر ۱۸۹۹ء

۲۶۲

۲۶۶

۱۳ کہ یہ لوگ بنی نوح کی غوریزی سے خوش ہوتے ہیں۔ مگر یہ قرآنی تعلیم نہیں ہے۔ اور نہ سب مسلمان اس خیال کے ہیں۔ یہ پادریوں کی بھی خیانت ہے کہ تاحق دہائی جہاد کے مسئلہ کو قرآن شریف کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور اس طرح پر بعض نادانوں کو دھوکہ میں ڈال کر نفسانی جوشوں کی طرف ان کو توجہ دیتے ہیں۔ اور ان کے اپنے نفس سے اور نہ اپنے خیال سے بلکہ خدا سے مامور ہوں کہ جس گورنمنٹ کے سایہ عطف کے نیچے میں امن کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہوں۔ اس کے لئے دعا میں مشغول رہوں اور اس کے احسانات کا شکر کروں۔ اور اس کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھوں اور جو کچھ مجھے فرمایا گیا ہے نیک نیتی سے اس تک پہنچاؤں۔ لہذا اس موقعہ جو بی بی پر جناب ملکہ معظمہ کے ان متواتر احسانات کو یاد کر کے جو ہماری جان اور مال اور آبرو کے شامل حال ہیں۔ ہدیہ شکر گزاری پیش کرتا ہوں۔ اور وہ ہدیہ دعا کے سلامتی و اقبال ملکہ محمد و حمہ ہے جو دل سے اور دھڑکے ذرہ ذرہ سے نکلتی ہے۔

اسے قیصرہ و ملکہ معظمہ! ہمارے دل تیرے لئے دعا کرتے ہوئے جناب الہی میں جھکتے ہیں۔ اور ہماری دُعا میں تیرے اقبال اور سلامتی کے لئے حضرت احدیت میں سجدہ کرتی ہیں۔ اے اقبال مند قیصرہ ہند! اس جو بی بی کی تقریب پر ہم اپنے دل اور جان سے تجھے مبارکباد دیتے ہیں۔ اور خدا سے چاہتے ہیں کہ خدا تجھے اُن نیکیوں کی بہت بہت جزا دے۔ جو تجھ سے اور تیری بابرکت سلطنت سے اور تیرے امن پسند حکام سے ہمیں پہنچی ہیں۔ ہم تیرے دھوکہ کو اس ملک کے لئے خدا کا ایک بڑا فضل سمجھتے ہیں۔ اور ہم ان الفاظ کے نہ طے سے شرمندہ ہیں۔ جن سے ہم اس شکر کو پورے طور پر ادا کر سکتے۔ ہر ایک دعا جو ایک سچا شکر گزار تیرے لئے کر سکتا ہو۔ ہماری طرف سے تیرے

۱۴

حق میں قبول ہو۔ خدا تیری آنکھوں کو مردوں کے ساتھ ٹھنڈی رکھے۔ اور تیری عمر اور صحت اور سلامتی میں زیادہ سے زیادہ برکت دے۔ اور تیرے اقبال کا سلسلہ ترقیات جاری رکھے۔ اور تیری اولاد اور ذریت کو تیری طرح اقبال کے دن دکھا دے۔ اور فتح اور ظفر عطا کرتا رہے۔ ہم اس کو کیم و رحیم خدا کا بہت بہت شکر کرتے ہیں۔ جس نے اس مسترت بخش دن کو ہمیں دکھایا۔ اور جس نے ایسی محسنہ رحمت پروردگار کو بیدار مغرور ملک کے زیر سایہ ہمیں پناہ دی۔ اور ہمیں اس کے مبارک عہد سلطنت کے نیچے یہ موقعہ دیا۔ کہ ہم ہر ایک بھلائی کو جو دنیا اور دین کے متعلق ہو حاصل کر سکیں۔ اور اپنے نفس اور اپنی قوم اور اپنے بنی نوع کے لئے سچی بہادر دی کے شرائط بجالا سکیں۔ اور ترقی کی ان راہوں پر آزادی سے قدم مار سکیں۔ جن راہوں پر چلنے سے نہ صرف ہم دنیا کی کمزور بات سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ بلکہ ابدی جہان کی سعادتیں بھی ہمیں حاصل ہو سکتی ہیں۔

جب ہم سوچتے ہیں کہ یہ تمام نیکیاں اور ان کے وسائل کیسے ہندو کی عہد سلطنت میں ہم کو ملی ہیں۔ اور یہ سب خیر اور بھلائی کے دروازے اسی ملک کے معظّم مبارک کے ایام بادشاہت میں ہم پر کھلے ہیں۔ تو اس سے ہمیں اس بات پر قوی دلیل ملتی ہے کہ جناب قیصر ہند کی نیت رعایا پروری کے لئے تہایت ہی نیک ہے۔ کیونکہ یہ ایک مسلم مسئلہ ہے کہ بادشاہ کی نیت رعایا کے اندرونی حالات اور ان کے اخلاق اور چال چلن پر بہت اثر رکھتی ہے۔ یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ جب کسی صحتہ زمین پر نیک نیت اور عادل بادشاہ حکمرانی کرتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ کی یہی عادت ہے۔ کہ اس زمین کے رہنے والے اچھی باتوں اور نیک اخلاق کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ اور خدا اور خلقت کے ساتھ اخلاص کی عادت ان میں پیدا ہو جاتی ہے۔ سو یہ امر ہر ایک آنکھ کو بدیہی طور پر نظر آ رہا ہے۔ کہ برٹش انڈیا

۲۶۸

میں اچھی حالتوں اور اچھے اخلاق کی طرف ایک انقلاب عظیم پیدا ہو رہا ہے۔ اور حشیانہ
 جذبات ملکوتی حالات کی طرف منتقل کر رہے ہیں۔ اور نئی ذریت نفاق کی جگہ
 اخلاص کو زیادہ پسند کرتی جاتی ہے۔ اور لوگوں کی استعدادیں سچائی کے قبول کرنے
 کے لئے بہت نزدیک آتی جاتی ہیں۔ انسانوں کی عقل اور فہم اور سوچ میں ایک بڑی
 تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ اور اکثر لوگ ایک سادہ اور بے لوث زندگی کے لئے تیار
 ہو رہے ہیں۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عہد عظمت ایک ایسی روشنی کا پیش خیمہ ہے۔
 جو آسمان سے اتر کر دلوں کو روشن کرنے والی ہے۔ ہزاروں دل اس طرح پر
 راستی کے شوق میں اچھل رہے ہیں کہ گویا وہ ایک آسمانی جہان کے لئے جو سچائی
 کا نور ہے پیشوائی کے طور پر قدم بڑھاتے ہیں۔ انسانی قوتی کے تمام پہلوؤں میں
 اچھے انقلاب کا رنگ دکھائی دیتا ہے۔ اور دلوں کی حالت اس عمدہ زمین کی طرح
 ہو رہی ہے۔ جو اپنا سبزہ نکالنے کے لئے پھول گئی ہو۔ ہماری ملکہ معظمہ اگر اس بات
 سے فخر کریں تو بخیر ہے کہ رومانی ترقیات کے لئے خدا اسی زمین سے ابتدا
 کرنا چاہتا ہے۔ جو برٹش انڈیا کی زمین ہے۔ اس ملک میں کچھ ایسے رومانی انقلاب
 کے آثار نظر آتے ہیں۔ کہ گویا خدا بہتوں کو سفلی زندگی سے باہر نکالنا چاہتا ہے۔ اکثر لوگ
 بالطبع پاک زندگی کے حاصل کرنے کے لئے میل کرتے جاتے ہیں۔ اور بہت سی
 روحیں عمدہ تعلیم اور عمدہ اخلاق کی تلاش میں ہیں۔ اور خدا کا فضل اُمید دے رہا
 ہے کہ وہ اپنی ان مفرادوں کو پائیں گے۔

اگرچہ اکثر قومیں ابھی ایسی کمزور ہیں کہ سچائی کی گواہی صفائی کے ساتھ دے نہیں
 سکتیں۔ بلکہ سچائی کو سمجھ نہیں سکتیں۔ اور انکی تحریر اور تقریر میں کم و بیش تعصب کی رنگ
 آمیزی پائی جاتی ہے۔ مگر دیکھا جاتا ہے کہ انصاف پسند انسانوں میں حق شناسی کی قوت بڑھ
 گئی ہے۔ وہ راستی کی چمک کو بہت سے مردوں میں سے بھی دیکھ لیتے ہیں۔ یہ ایک نئی قابل قدر

۱۶

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 هَمْدُهُ وَنُصْلٌ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

یہ عریضہ مبارکبادی

اُس شخص کی طرف سے ہے۔ جو یسوع مسیح کے نام پر طرح طرح کی بدعتوں سے دنیا کو چھوڑانے کے لئے آیا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ امن اور نرمی کے ساتھ دنیا میں سچائی قائم کرے۔ اور لوگوں کو اپنے پیدا کنندہ سے سچی محبت اور بندگی کا طریق سکھائے۔ اور اپنے بادشاہ ملکہ معظمہ سے جس کی وہ رعایا ہیں۔ سچی اطاعت کا طریق سمجھائے۔ اور بنی نوع میں باہمی سچی ہمدردی کرنے کا سبق دیوے۔ اور نفسانی کینوں اور جوشوں کو درمیان سے اٹھائے۔ اور ایک پاک صلحکاری کو خدا کے نیک نیت بندوں میں قائم کرے۔ جسکی نفاق و طوفانی نہ ہو اور یہ نوشتہ ایک ہدیہ شکرگذاری ہے۔ کہ جو عالی جناب قیصر ہند ملکہ معظمہ والی انگلستان و ہند دام اقبالہا بالقابہا کے حضور میں۔ بتقریب جلسہ جولائی شصت سالہ بطور مبارکباد پیش کیا گیا ہے۔

مُبارک ! مُبارک ! مُبارک !!!

برائے احمدیہ عقیدہ

(۴۱)

بغیر مدد نہیں ہو سکتے ہیں جو کہتے ہیں بدیا نیک مرد
 آئی مریم میں گر آترا نہیں میں چرخ سے
 ملک سے مجھ کو نہیں مطلب نہ جنگوں سے کام
 تاج و تخت ہند قیصر کو مبارک ہو دام
 مجھ کو کیا کون سے میرا ملک سے جدا
 ہم تو جیسے میں ملک پر اس زمین کو کیا کریں
 ملک مدد ملنی کی شاہی کی نہیں کوئی نظیر
 درخ نعمت ہے ملک کرنا زمین کا عزوجلہ
 کام کیا عزت سے ہم کو شہرتوں سے کیا فرض
 ہم تم ہی کے ہو گئے ہیں جو ہر جہاں ہو گیا
 دیکھتا ہوں اپنے دل کو عرش رب العالمین
 مدتی ہے مجھ پر جس سے ہوں آفرودستی
 دیکھ لوں محبت میں عجب تاثیر ہے
 کوئی نہ نزدیک تر راہ محبت سے نہیں
 اس کے پانے کا یہی اے دوستوں کا راز ہے
 تیرا تاثیر محبت کا خطا جاتا نہیں
 ہے یہی اک آگ تا تم کو بچا دے آگ سے
 اس سے خود آگ لے گا تم سے وہ یار ازل
 وہ کتاب پاک و تر جس کا فرقان نام ہے

میرے باطن کی نہیں ان کو خبر اک ذرہ وار
 نیز ہمدی ہوں گے تیغ اور بے کار زار
 کام میرا ہے دلوں کو فتح کرانے دیار
 انکی شاہی میں میں پاتا ہوں رفوہ روزگار
 مجھ کو کیا تا جو کہ میرا تاج ہے رضوان یار
 اصل کے ہند دلوں کو زمین سے کیا غدار
 گو بہت دنیا میں گندہ ہیں امیر و تاجدار
 جس کا جی چاہے کہے اس داغ وہ تن نگار
 گردہ ذلت ہے راضی امیر سو عزت شمار
 چھوڑ کر دنیا کے دلوں کو ہم نے پایا وہ ننگار
 قرب اتنا بڑھ گیا جس سے ہے آترا مجھ میں یار
 آئی الفت الفت ہو کے دوست پر حصار
 ایک دل کہ ہے مجھ کو دوسرے دل کو شکار
 ملے کریں اس راہ سالک ہر گز دشتِ خالد
 کیسا ہے جس سے ہاتھ آجائے گا نہ بے شمار
 تیرا نام نہ ہونا مست اس میں نہ بہار
 ہے یہی پانی کر نکلیں جس سے مدد آبشار
 جس تم عرفان حق سے پہنچو گے پتھروں کے بار
 وہ یہی دیتی ہے طالب کو بشارت بار بار

۲۵۴

اُس خدا کا شکر ہے جس نے آج ہمیں یہ عظیم الشان خوشی کا دن دکھلایا۔ کہ ہم نے اپنی ملکہ معظمہ قیسرہ ہند و انگلستان کی شخصیت سالہ جوہلی کو دیکھا۔ جس قدر اس دن کے آنے سے مسرت ہوئی کون اس کو اندازہ کر سکتا ہے؟ ہماری محسنہ قیسرہ مبارکہ کو ہماری طرف سے خوشی اور شکر سے بھری ہوئی مبارکباد پہنچے خدا ملکہ معظمہ کو ہمیشہ خوشی سے رکھے!

وہ خدا جو زمین کو بنانے والا اور آسمانوں کو اُونچا کرنے والا اور چمکتے ہوئے سورج اور چاند کو ہمارے لئے کام میں لگانے والا ہے۔ اسکی جناب میں ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ ہماری ملکہ معظمہ قیسرہ ہند کو جو اپنی رعایا کی مختلف اقوام کو کسبِ عاطفت میں لئے ہوئے ہے جس کے ایک وجود سے کروڑ ہا انسانوں کو آرام پہنچ رہا ہے۔ تادیر گلاہ سلامت رکھے۔ اور ایسا ہو کہ جلسہ جوہلی کی تقریب پر (جسکی خوشی سے کروڑ ہا دل برلش اندیا اور انگلستان کے جوش نشاط میں ان پھولوں کی طرح حرکت کر رہے ہیں جو نسیم صبا کی ٹھنڈی ہوا سے شگفتہ ہو کر پرندوں کی طرح اپنے پروں کو ہلاتے ہیں) جس زور شور سے زمین مبارکبادی کے لئے اُچھل رہی ہے۔ ایسا ہی آسمان بھی اپنے آفتاب و ماہتاب اور تمام ستاروں کے ساتھ مبارکبادیاں دیکھے۔ اور عنایتِ صمدی ایسا کرے کہ جیسا کہ ہماری عالی شان محسنہ ملکہ معظمہ والی ہند و انگلستان اپنی رعایا کے تمام بورڈوں اور بچوں کے دلوں میں ہر دل عزیز ہے۔ ویسا ہی آسمانی فرشتوں کے دلوں میں بھی ہر دل عزیز ہو جائے۔ وہ قادر جس نے بیشمار وُنوی برکتیں اسکو عطا کیں۔ دینی برکتوں سے بھی اسے ملا مال کرے۔ وہ رحیم جس نے اس جہان میں اسکو خوش رکھا۔ اگلے جہان میں بھی خوشی کے سامان اس کیلئے عطا کرے۔ خدا کے کاموں سے کیا بعید ہے کہ ایسا مبارک وجود جس سے کروڑ ہا بلکہ بے شمار نیکی کے کام ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اس کے ہاتھ سے یہ آخری نیکی بھی ہو جائے

۲

۲۵۵

کہ انگلستان کو رحم ادا من کے ساتھ انسان پرستی سے پاک کر دیا جائے۔ تا
فرشتوں کی رُو میں بھی بول اُٹھیں۔ کہ اے موعودہ صدیقہ تجھے آسمان سے بھی
مبارکباد جیسکے زمین سے !!

یہ دُعا گو کہ جو دنیا میں عیسیٰ مسیح کے نام سے آیا ہے۔ اسی طرح وجودِ ملکہ معظمہ
قیصرہ ہند اور اس کے زمانہ سے فخر کرتا ہے۔ جیسا کہ سید الکونین حضرت محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نوشیروان عادل کے زمانہ سے فخر کیا تھا۔ سو اگرچہ جلسہ جوبلی
کی مبارک تقریب پر ہر ایک شخص پر واجب ہے کہ ملکہ معظمہ کے احسانات کو
یاد کر کے مخلصانہ دُعاؤں کے ساتھ مبارکباد دے۔ اور حضور قیصرہ ہند و انگلستان
میں شکر گزاری کا ہدیہ گرانے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب
ہے۔ میرے لئے خدا نے پسند کیا کہ میں آسمانی کارروائی کے لئے ملکہ معظمہ کی
بُرائی حکومت کی پناہ لوں۔ سو خدا نے مجھے ایسے وقت میں اور ایسے ملک میں
ماور کیا۔ جس جگہ انسانوں کی آبرو اور مال اور جان کی حفاظت کے لئے حضرت
قیصرہ مبارکہ کا عہد سلطنت ایک فولادی قلعہ کی تاثیر رکھتا ہے۔ جس امن کے ساتھ
میں نے اس ملک میں ہو و باس کر کے سچائی کو پھیلایا۔ اس کا شکر کرنا میرے
پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ اور اگرچہ میں نے اس شکر گزاری کے لئے
بہت سی کتابیں اُردو اور عربی اور فارسی میں تالیف کر کے اور ان میں جناب
ملکہ معظمہ کے تمام احسانات کو جو برٹش انڈیا کے مسلمانوں کے شامل حال ہیں اسلامی
دنیا میں پھیلایا ہیں۔ اور ہر ایک مسلمان کو سچی اطاعت اور فرمانبرداری کی ترغیب دی
ہے۔ لیکن میرے لئے ضروری تھا کہ یہ تمام کارنامہ اپنا جناب ملکہ معظمہ کے
حضور میں بھی پہنچاؤں۔ سو اسی بناء پر آج مجھے جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی
جوبلی کے مبارک موقعہ پر جو سچی وفادار رعایا کے لئے بیشمار شکر اور خوشی کا محل ہے۔ اس

من غضب الصالحين - هذه اقوالهم وفتاواهم وما امتنعوا الى هذا
 قوله بڑا ہی نیک بخت اور بچے جو حکموں میں ہے۔ یہ انکی باتیں اور یہ انکے فتوے ہیں اور اب تک ان نہایت
 الوقت من هذه الفتن السماء وما قاوا الى الادعاء وما كانوا حشدين +
 پُر شر فتنوں سے باز نہیں آئے اور دنیا کی طرف رجوع نہیں کیا اور نہ نادیم ہوئے
 ولولا خوف سيف الدولة البرطانية لمزقونا كل معزق ولكن
 ان اگر انگریزی سلطنت کی تلوار کا خوف نہ ہوتا تو ہمیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے لیکن
 هذه الدولة القاهرة السائسة المباركة لنا جزاها الله منا خير الجزاء
 یہ دولت برطانیہ غالب اور باسیاست جو ہمارے لئے مبارک ہے خدا اسکو ہماری طرف سے جزا خیر دے۔
 تو دوی الضعفاء تحت جناح التحنن والترحم فما كان لقوى ان يظلم
 کمزوروں کو اپنی مہربانی اور شفقت کے بازو کے نیچے پناہ دیتی ہو پس ایک کمزور پر زبردست کچھ
 الضعيف فنعيش تحت ظلها يا لامن والعافية شاكرين - وان هذا
 تعدی نہیں کرتا سہ ہم اس سلطنت کے سایہ کے نیچے بڑے آرام اور امن میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور شکر گزار ہیں
 فضل الله علينا واحسانه انه ما فوض امرنا الى ملك ظالم يريد وسنا
 اور یہ خدا کا فضل اور احسان جو اس نے ہمیں کسی ایسے ظالم بادشاہ کے حوالہ نہیں کیا جو ہمیں پیروں
 تحت الاقدام ولا يرحم بل اعطانا ملكة راحمة التي تربينا بوابل الاحسان
 کے نیچے کھل ڈالتا اور کچھ رحم نہ کرتا بلکہ ایسے ایک ایسی ملکہ عطا کی جو ہم پر رحم کرتی ہو اور احسان کی باتیں
 والاكرام وتنهضنا من حضيض الضعف والهوان فجزاها الله خير
 سے اور مہربانی کے میدان سے ہماری پرورش فرماتی ہو اور ہمیں ذلت اور کمزوری کی پستی سے اوپر کی طرف اٹھاتی
 ما جازى ملكا عادلا عن رعيته واجزل لها الاجر وبأرك فيها ولها
 ہے سو خدا اسکو دے جزا خیر سے جو ایک عادل بادشاہ کو اسکی رعیت پروری کیونکر ملتی ہو اور اسکو بہت ہی بدلہ سے
 وتفضل عليها بنعماء التوحيد والاسلام ورحمها كما هي رحمتنا
 اور ہمیں اور اسکو کو برکت نازل کرے اور اس پر احسان بھی کرے کہ وہ مسلمان ہو گیا اور توحید اور اسلام کی نعمت اسکو عطا دے

۳۸۸

پکے اور اپنی اسی کتاب میں جسکی اشاعت انکا شمار وزی فرض ہو وہ صاف دج کر چکے ہیں کہ گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں سوا ایک نعمت ہو۔ یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے یہ سلطنت مسلمانوں کے لئے آسمانی برکت کا حکم

☆ **حاشیہ اصل کلام** مرقف یہ ہے جو اس کتاب کے حصہ سیدم و بہارم سو تینیں نقل کیا جاتا ہے۔

حصہ سیدم کے ابتدائی اوراق میں آپ فرماتے ہیں مسلمانوں پر جن امور کا اپنی اصلاح حال کیلئے اپنی ہمت اور کوشش سوا انجام دینا لازم ہو۔ وہ انھیں فکر اور غور کے وقت آپ ہی معلوم ہو جائیں گے حاجت بیان و تشریح نہیں۔ مگر اس جگہ ان امور میں ہیں یہ امر قابل تذکرہ جو ہمہ گورنمنٹ انگلشیہ کی عنایات اور توجہات موقوف ہیں کہ گورنمنٹ مدد و سرکے دل پر اچھی طرح یہ امر مرکوز کرنا چاہیے کہ مسلمانان ہند ایک وفادار رعیت ہیں کیونکہ بعض نادان اگنیزوں نے خود صاڈاکٹر صاحب نے جو کیشن تعلیم کے اب پر پڑنٹ میں اپنی ایک مشہور تصنیف میں اس دعویٰ پر بہت اصرار کیا ہے کہ مسلمان لوگ سرکار انگریزی کے ولی خیر خواہ نہیں ہیں اور انگریزوں سے جہاد کرنا فرض سمجھتے ہیں گو یہ خیال ڈاکٹر صاحب کی شریعت اسلام پر نظر کر نیکی بعد ہر یک شخص پر فرض ہے اصل اور خلاف واقعہ ثابت ہو گا لیکن افسوس کہ بعض کو ہستانی اہل قبیلہ سہا کی نالائقی حرکتیں اس خیال کی تائید کرتی ہیں اور شاید انہی اتفاقی مشاہدات ڈاکٹر صاحب صوف کا وہم بھی ہو گیا ہو کیونکہ کبھی کبھی جاہل لوگوں کی طرف اس قسم کی حرکات صادر ہوتی رہتی ہیں لیکن محقق پر یہ امر پوشیدہ نہیں رہ سکتا کہ اس قسم کے لوگ اسلامی تدبیر سے دور و بھور ہیں اور ایسے ہی مسلمان ہیں جیسے مکین عیسائی تھا۔ پس ظاہر ہے کہ انکی یہ ذاتی حرکات جس نہ شرعی پابندی سے اور انکے مقابل پر ان ہزار ہا مسلمانوں کے دیکھنا چاہیے جو ہمیشہ خیر خواہی دولت انگلشیہ کی کرتے رہے ہیں اور کرتے ہیں جھٹلہ میں جو کچھ فلسو ہنڈا سیں بھڑ بھلا اور بد ملی لوگوں کے اور کوئی شائستہ اور نیک بخت مسلمان جو با علم اور باتیر تھا ہرگز مفسدہ میں شامل نہیں ہوا بلکہ پنجاب میں بھی غریب غریب مسلمانوں نے سرکار انگریزی کو اپنی طاقت سے زیادہ مدد دی چنانچہ جاکہ والد صاحب رحم نے بھی باوصف کم استطاعت کے اپنے خاص اور جوش اور خیر خواہی کو پاس گھولنے لایا کہ گورنمنٹ کے اندر کچھ اس مضبوط اور لائق سپاہی

۴

و کثرت پر خداوند مجرم نه اس سلطنت کو تسلیم کرنا ایک باران و عذر و توجیه است و این سلطنت و طوائف و اور
 جہاد کرنا قلعی حرام ہے۔ اس تمام کاہر گزیر اصول نہیں کہ سلطنت کی قیام پر سلطنت کا تحت و مکوا کا

شمس کی طرح ہمیں ہمارے سرکار میں بطور مدد کے قدم کئے اور اپنی قربانانہ حالت بڑھ کر خیر خواہی دکھائی اور ہم
 مسلمان صاحب دولت و مال کے لئے انھیں تو بڑی بڑی نعمات عطا کیں۔ اب ہم پھر اس
 تقریر کی طوٹ متوجہ ہوتے ہیں کہ اگر مسلمان کی طوٹ و خلاص اور فائدہ کی بڑے بڑے فوائد
 ظاہر ہو چکے ہیں مگر اب کٹر صاحب نے مسلمان کی ناقصیتی کی وجہ سے تمام فائدہ اور اپنی نظر انداز
 کر دیا اور حقیر کو کلمہ کی وقت ان خصائص و نعمات کو نہ پہنچا دیا جسکی صفحہ غری میں جگہ دی اور نہ کلمہ
 پر مالی بہادری یا مسلمان پر لازم ہو کہ گورنمنٹ پر ٹنکے دھو کر اس کو ساڑھونے کو
 پہلے بعد طور پر اپنی غیر فاضل ہمارے کریم حالت میں شریعت اسلام کا یہ دفعہ مسئلہ جو سپر تمام
 مسلمانوں کا اتفاق ہو کہ یہ مسئلہ اسلام کی اور ہمارے ناچکے ہر ساری مسلمان لگائی اور رعایت اور
 آزادی و زندگی پر کئے ہیں اور کچھ حکایت ممکن منت اور چون اسلامی ہیں اور مسلمان ہر
 سلطنت حقیقت میں ان کے اور ہدایت و نصیحت سے کچھ کمال مدد ہو سکتی ہے اور ہم کو پھر ہر مسئلہ
 ہمارے کمال و مصلحت کے لئے محمدی اتفاق ہو کہ اس طرح شائع ہر کر کے ناواقف لوگوں کی زبان
 اور قلم کو مدد و اعتراض ہو کہ میں ہی اعتراضات کے لئے کہیں کی شہرت پائی جائے اور انکی زبان کو ناحق
 نہ پہنچے۔ حالانکہ ہمارے ہر مسئلہ میں قرآن و حدیث کے کتب اسلام کا ہر دور و کلمہ و کلمہ و کلمہ و کلمہ
 بند است کہ میں کہہ چکا ہوں۔ ہر لای صاحبان میں کی تعلیمات اور علم اور زہاد و تقویٰ اکثر لوگوں کی نظر
 پر ہے۔ ان کے لئے ہمارے اس مسئلہ کے لئے ہمارے اس طرقات اکناف کے لئے کہ وہ اپنے مسکن کے لئے
 و اس میں کسی قدر شہرت رکھتے ہیں اپنی اپنی عالمانہ تحریر میں نہیں و طبق شریعت حقہ سلطنت
 انگلیش سے مسلمانانہ ہونے کی مرقی و محسن ہو جہاں کہنے کی صاف ممانعت ہو۔ ان علماء کی خدمت
 میں بدعت ہمارے ہمیں دین کی جو بدعت قرار داد ہلا اس قدر کہ لئے متفق ہو گئے ہیں اور بہت
 غلطی جمع ہو جہاں تو یہ جو غلط و غلط بات علماء ہر مرسوم ہو سکتا ہو کس خوش طبع میں

۳۹۰

اسلام اٹھائے۔ اُسکے خلی عمارت میں با من و آسائش رہ کر اپنا مقصود مکمل کر کے اُسکے انعامات متواتر سے
پرورش پائے پھر اُسی پر عترب کی طرح نیش چلا دے اور دُعا سے بھی اُنھوں نے اس گورنمنٹ کو بہت فخر

بقیہ شکلیہ صحت تمام چھا پالہ اور پیر دس میں نے اُسکے گورنمنٹ میں اور باقی نعمات متفرق مواضع پنجاب
بندستان ملک سرحدی ملکوں میں تقسیم کئے جائیں۔ یہ سچ ہو کہ بعض غمخوار مسلمانوں کا اکثر ہندو صاحب
خیالات کا رد کھلایا ہو مگر یہ دوچار مسلمانوں کا رد جمہوری رد کا ہرگز قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ بلاشبہ
جمہوری رد کا ایسا اثر قوی اور پُر زور ہو گا جس سے اکثر صاحب کی تمام غلط تحریروں سے خاک سے طمانیتگی اور
بعض نادان مسلمان بھی اپنے سچے اہل پاک اصول کو بخوبی مطلع ہو جائیں گے اور گورنمنٹ انگلشیہ پر بھی
صاف باطنی مسلمانوں کا اور غیر خواہی اس رعیت کی کما حقہ کھل جاوے گی اور بعض کو ہستانی جہلاء کے
خیالات کی اصلاح بھی بذریعہ اسی کتاب کے وعظ و نصیحت کے ہوتی رہے گی۔ بالآخر یہ بات بھی ظاہر کرنا
اپنے نفس پر واجب سمجھتے ہیں کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یہ حق واجب ہے کہ بنظائر اہلسان کے کہ جو
سلطنت انگلشیہ کی اسکی حکومت اور آرام بخش حکمت کے ذریعہ سوامہ خلافت پر وارد ہیں سلطنت
مکرمہ کو خداوند تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور نسل اور نسل الہی کے اسکا شکر بھی ادا کریں لیکن پنجاب کے
مسلمان بڑے ناشار گذار ہونگے اگر وہ اس سلطنت کو جو اُنکے حق میں خدائی ایک عظیم الشان رحمت ہے
نعمت عظمیٰ یقینی نہ کریں۔ انکو سوچنا چاہیے کہ اس سلطنت سے پہلے وہ کس حالت پر ملاقات میں تھے
اور پھر کیسے امن و امان میں آگئے۔ پس فی الحقیقت یہ سلطنت ان کیلئے ایک آسمانی برکت کا حکم کھتی
ہے جسکے آئے کو سب تکلیفیں اُٹھی دود ہو میں اور ہر یک قسم کے ظلم و تعدی کو نجات حاصل ہوئی اور
ہر یک ناجائز روک امد مزاحمت آزادی میسر آئی کوئی ایسا مانع نہیں کہ جو ہکونیک کام کرنے سے
روک سکے یا ہماری آسائش میں خلل ڈال سکے۔ پس حقیقت میں خداوند کریم و رحیم نے اس
سلطنت کو مسلمانوں کے لئے ایک باران رحمت بھیجا ہے جسکے پودہ اسلام کا پھر اس ملک
پنجاب میں سرسبز ہوتا جا تا ہے اور جسکے فائدہ کا اقرار حقیقت میں خدا کے احسانوں کا اقرار ہے۔ یہی
سلطنت ہے جسکی آزادی ایسی بدیہی اور مسلم الثبوت ہے کہ بعض دوسرے ملکوں کو مظلوم مسلمان ہجرت کر کے

یاد کیا ہو۔ انکی آخری دعا اُنکے اشتہار مطبوعہ ریاض ہند پر پس امرتسر میں جسکی میں ہزار کاپی حیدر اکر ہندو اور انگلینڈ میں انھوں نے شائع کرنی چاہی ہے، یہ کلمات عائرہ مرقوم ہیں۔ انگریز جنکی شایستہ اور مہذب اور

بقیہ مشائخ اس ملک میں آنا بدل و جان پسند کرتے ہیں۔ جس صفائی کو اس سلطنت کی ظل حمایت میں مسلمانوں کی اصلاح کیلئے اور انکی بدعات مفلوطہ دور کرنے کیلئے وعظ ہو سکتا ہو اور جن تقریبات کے علماء اسلام کو ترویج دین کیلئے اس گورنمنٹ میں جوش پیدا ہوتے ہیں اور فکر اور نظر کو اعلیٰ درجہ کا کام پڑتا ہو اور عمیق تحقیقاتوں کو تائید دین میں تالیف ہو کر حجت اسلام مخالفین پر پوری کیمباتی ہو وہ میری دانست میں آج کل کسی اد ملک میں ممکن نہیں۔ یہی سلطنت ہے جسکی عادلانہ حمایت کے علماء کو بد توں کے بعد گویا صد ہا سال کے بعد یہ موقع ملا کہ بے دھوک بدعات کی آلودگیوں اور شرک کی خرابیوں سے اور مفلوق پرستی کے فسادوں کو نادان لوگوں کو مطلع کریں اور اپنے رسول مقبول کا صراط مستقیم کھول کر بتلاویں۔ کیا ایسی سلطنت کی بدخواہی جسکی زیر سایہ تمام مسلمان امن اور آزادی کو بسر کرتے ہیں اور فرائض دین کو کما حقہ بجالاتے ہیں اور ترویج دین میں سب ملکوں کو زیادہ مشغول میں جائز ہو سکتی ہو کا شاد و کلا ہرگز جائز نہیں اور نہ کوئی نیک اور دیندار آدمی ایسا بد خیال و دلیل لاسکتا ہے۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ دنیا میں آج یہی سلطنت ہے جسکے سایہ عاطفت میں بعض بعض اسلامی مقاصد ایسے حاصل ہوتے ہیں کہ جو دوسرے ممالک میں ہرگز ممکن الحوصل نہیں۔ شیعوں کے ملک میں جاؤ تو وہ مسنت جماعت کے عقول کو آفر و خنہ ہوتے ہیں اور مسنت جماعت کے ملکوں میں شیعہ اپنی رائے ظاہر کرنے سے عاقل ہیں۔ ایسا ہی تقلیدین موحیدین کے شہروں میں اور موحیدین مغلیہ کے کے بلاد میں ام نہیں مار سکتے۔ اور گو کسی بدعت کو اپنی آنکھ کو دیکھ لیں منہ سو بات نکالنے کا موقع نہیں رکھتے آخر یہی سلطنت ہے جسکی پناہ میں ہر ایک فرقہ امن اور آرام کو اپنی رائے ظاہر کرتا ہے اور یہ بات اہل جن کیلئے نہایت ہی مفید ہو گی کہ جس ملک میں بات کرنے کی گنجائش ہی نہیں نصیحت دینے کا حوصلہ ہی نہیں اُس ملک میں کیونکر راستی پھیل سکتی ہو۔ راستی پھیلانے کیلئے وہی ملک مناسب ہے جس میں آزادی و اہل حق وعظ کر سکتے ہیں۔ یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ دینی جہاد کے اصلی غرض آزادی کا قائم

۳۹۲

بارگورنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملات ممنون کر کے اس بات کے لئے دلی جوش
بخشا ہوا کہ ہم اُن کے دین دنیا کیلئے دلی جوش سے بہبودی اور سلامتی چاہیں تا اُن کے گورے و سپید

بقیہ شکلیہ کرنا اور ظلم کا دور کرنا تھا اور دینی جہاد انھیں ملکوں کے مقابلہ پر جوئے تھے جنہیں واطین کو
اپنے وعظ کے وقت جان کا اندیشہ تھا اور جنہیں امن کے ساتھ وعظ ہونا قطعی محال تھا۔
اور کوئی شخص طریقہ حقہ کو اختیار کر کے اپنی قوم کے ظلم سے معفو نہ نہیں رہ سکتا تھا لیکن
سلطنت انگریزی کی آزادی نہ صرف ان خرابیوں کو خالی ہو بلکہ اسلامی ترقی کی بدرجہ غایت
ناصر اور مؤید ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس عداد اذ نعمت کی قدر کریں اور اُس کے ذریعہ سے
اپنی دینی ترقیات میں قدم بڑھاویں۔

اور حقہ چہارم کے ابتدائی اوراق میں آپ فرماتے ہیں۔ تھوڑا عرصہ گزرا ہے کہ
بعض صاحبوں نے مسلمانوں میں اس مضمون کی بابت کہ جو حقہ سیدم کے ساتھ گورنٹ
انگریزی کے شرک کے بارے میں شامل ہو اعتراض کیا اور بعض نے خطوط بھی بھیجے اور
بعض نے سخت اور درشت لفظ بھی لکھے کہ انگریزی عہداری کو دوسری عہداریوں پر کیوں
ترجیح دی لیکن ظاہر ہے کہ جس سلطنت کو اپنی شائستگی اور حسن انتظام کے لئے ترجیح ہو
اُس کو کیونکر چھپا سکتے ہیں۔ خوبی باعتبار اپنی ذاتی کیفیت کی خوبی ہی ہے گو وہ کسی گورنٹ
میں پائی جائے الحکمۃ ضالۃ الخوامن الخ اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ اسلام کا ہرگز یہ
اصول نہیں ہو کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہ کر اُس کا احسان اٹھائے اُس کے
ظل حمایت میں باطن آسائش رکھتا رہتا رہتا اُس کے انعامات متواترہ سے پرورش
پائے پھر اسی پر عقرب کی طرح نیش چلا دے اور اُس کے سلوک اور حرمت کا ایک ذرہ شکر بھرا
لائے بلکہ ہمارے خداوند کریم نے اپنے رسول مقبول کے ذریعہ سے یہی تعلیم دی ہے کہ نہ
نیکی کا معاوضہ بہت زیادہ نیکی کے ساتھ کریں اور منعم کا شکر بھالیں اور جب کسی کو خدمت
قوائی گورنٹ سے بدلی صدق کمال ہمدردی سے پیش آویں اور طبیب عامہ معروف اور صاحبِ مہر پر

۳۹۳

مُنہ جس طرح دُنیا میں خوبصورت ہیں آخرت میں بھی نورانی و منور ہوں۔ فہمِ شل اللہ تعالیٰ
خیر ہم فی الدنیا و الاخرۃ۔ اللہم اھد ہم و اید ہم صراطک و اجعل لہم حِفْظاً
کثیراً فی دینک۔ الخ

پھر ایسے شخص پر یہ بہتان کہ اُسکے دل میں گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت ہے اور اسکی کتاب
کی نسبت یہ گمان کہ وہ گورنمنٹ کے مخالفت ہے پر لے سوسے کی بے ایمانی اور شرارتِ شیطانی
نہیں تو کیا ہے۔ غیر خواہانِ سلطنت و پیروانِ مذہبِ اسلام ان یا وہ گو حاسدوں کی
ایسی باتیں ہرگز نہ سنیں اور اس کتاب یا مؤلف کی طرف سوء ظنی کو اپنے دلوں میں جگہ نہ دیں
گورنمنٹ سو تو ہم پہلے ہی مطمئن ہیں کہ وہ ان باتوں کو مؤلف کی نسبت ہرگز نہ سنے گی۔ بلکہ جو
ان باتوں کو گورنمنٹ تک پہنچا یگا اُسکو اُسکی دروغ گوئی پر سرزدِ فتنش کر یگی۔

بقیہ حاشیہ اطاعتِ اُمّائدین۔ سو اس عاجز نے جس قدر حصّہ سوم کے پرچہ مشمولہ میں انگریزی گورنمنٹ کا
شکر ادا کیا ہے وہ صرف اپنے ذاتی خیال سے ادا نہیں کیا بلکہ قرآن شریف اہل احادیث
نبوی کی اُن بزرگِ تاکید مل نے جو اس عاجز کے پیش نظر ہیں مجھ کو اسی شکر ادا کرنے پر مجبور
کیا ہے۔ سو ہمارے بعض ناکجھ بھائیوں کی یہ افراط ہے جس کو وہ اپنی کوتاہ اندیشی اور
بخلِ فطری سے اسلام کا بوجھ بیٹھے ہیں۔

اسے جفاکیش نہ عذر است طریقِ عشاق

ہرزہ بدنام کنی چند نکو ناسے را

(براہینِ احمدیہ)

مطبوعہ پنجاب پریس سیالکوٹ

۹۶

۲۸۰

میں تو دلوں کو اندر ہی اندر دیدی ہے بہر حال جبکہ ہمارے نظام بدنی اور امور دنیوی میں خدا تعالیٰ نے اس قوم میں سو ہمارے لئے گورنمنٹ قائم کی اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات کیے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اسلئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح تخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارا ہاتھ میں بجز دُعا کے اور کیا ہو سو ہم دُعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر یک شترے محفوظ رکھے اور اُسکے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہو جیسا کہ اُسکا شکر کرنا۔ سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جسکو خدا نے تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے۔ درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک سہری سو دہستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا جو بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال اُنکا تہایت حماقت کا ہو کیونکہ جسکے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اُس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جسکو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہو کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کیلئے دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا جو جس ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلاف مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز خدا تعالیٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو انھوں نے پسند کی ہیں۔ لیکن ان مذہبی امور کو رعیت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

۸۴

اور میں اس وقت ضروری نہیں دیکھتا کہ جو آریوں کو میری نسبت اشتعال پیدا ہوا ہے اسکی وجہ بیان کروں کیونکہ ابھی میں اپنے ایک بڑے اشتہار میں مفصل وجوہ بیان کر چکا ہوں۔ لیکن اس جگہ اس قدر لکھنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ یہ پیشگوئی جس کی میعاد کے اندر اور عین تاریخ مقررہ میں لکیرام بھوت قتل راہی ملک بقا ہوا ہے وہ صرف چھ برس سے نہیں ہے جیسا کہ آریہ صاحبوں کا خیال ہے بلکہ یہ پیشگوئی سترہ برس سے ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اہل بات یہ ہے کہ عمر سترہ برس کا ہوا ہے کہ براہین احمدیہ میں تین پیشگوئیاں تین مختلف فرقوں کی نسبت درج ہوئی تھیں اور تین فتنوں کا ذکر کیا گیا تھا (۱) ایک پادری صاحبوں اور ان کے شور و غوغا کی نسبت جو انہوں نے ڈپٹی ایٹم صاحب کی میعاد گزرنے پر کیا۔ (۲) دوسری پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں اور ان کے سرغنہ محمد حسین اور ان کے اتباع مسلمانوں کی نسبت جو انہوں نے مجھ پر تکفیر کا فتہ برپا کیا۔ (۳) تیسری پیشگوئی اس چمکدار نشان کی نسبت جو لکیرام کی موت سے وقوع میں آیا۔ اور اس کے فتہ کا ذکر۔ یہ تینوں پیشگوئیاں تین فتنوں کے ساتھ سترہ برس پہلے شائع ہو چکی ہیں۔ پس اب سوچنا چاہیے کہ کس انسان کو یہ طاقت ہے کہ ان واقعات کی اس زمانہ میں خبر دے سکتا جبکہ ان واقعات کا

اطلاع۔ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں ایک پیشگوئی گورنمنٹ برطانیہ کے متعلق ہے۔ اردو یہ ہے۔ وَ مَا كَانَ اللَّهُ يَتَعَذَّبُ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ فَيَتَعَذَّبُ - أَيْنَمَا تَوَلَّوْا فَشَقَّ وَجْهُهُ اللَّهُ - یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ اس گورنمنٹ کو کچھ تکالیف پہنچائے حالانکہ تو ان کی عہداری میں رہتا ہو۔ بدر تیرا خدا کا اسی طرف منہ ہے چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ مجھے اس گورنمنٹ کی ہڈوں سلطنت اور عقل حمایت میں دل خوش ہے اور اس کے لیے میں دُعا میں مشغول ہوں کیونکہ میں اپنے اس کام کو نہ کہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ دین میں نہ روم میں نہ شام میں نہ ایران میں نہ کابل میں۔ مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لیے دُعا کرتا ہوں۔ لہذا وہ اس اہام میں اشارہ فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے اقبال اور شوکت میں تیرے وجود اور تیری دُعا کا اثر ہے اور اس کی فتوحات تیرے سبب سے ہیں۔ کیونکہ جہد تیرا منہ اور خدا کا منہ ہے۔ اب گورنمنٹ شہادت دے سکتی ہے کہ اس کو میرے زمانہ میں کیا کیا فتوحات نصیب ہوئیں۔ یہ اہام سترہ برس کا ہے۔ لیکن یہ انسان کا فعل ہو سکتا ہے؟

غرض میں گورنمنٹ کے لیے بجز لوح سلطنت ہوں۔

۱۔ دیکھئے بعد از صفحہ ۲۴۹ اشتہار نمبر ۱۶ (الترتیب)

۲۸۳

اور پھر دوسرا شکر یہ ہے کہ وہ خدا جو کبھی اپنے وجود کو بے دلیل نہیں چھوڑتا۔ وہ جیسا کہ تمام نبیوں پر ظاہر ہوا۔ اور ابتداء سے زمین کو تاریکی میں پا کر روشن کرتا آیا ہوا اُس نے اس زمانہ کو بھی اپنے فیض سے محروم نہیں رکھا۔ بلکہ جب دنیا کو آسمانی روشنی سے دور پایا۔ تب اُس نے چاہا کہ زمین کی سطح کو ایک نئی معرفت سے منور کرے۔ اور نئے نشان دکھائے اور زمین کو روشن کرے۔

سو اُس نے مجھے بھیجا

اور میں اُس کا شکر کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جبہ دی۔ جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے۔ مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصر ہند

۲۱

۲۸۲

کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجم پزیر ہو رہے ہیں۔ ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجم پزیر ہو سکتے اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔

اب میں حضورِ مکہ معظمہ میں زیادہ مصلح اوقات ہونا نہیں چاہتا۔ اور اس دعا پر یہ عریضہ ختم کرتا ہوں کہ اے قادر و کویم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظمہ کو خوش رکھ جیساکہ ہم اس کے سایہ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔ اور اس سے نیکی کر جیساکہ ہم اس کی نیکیوں اور احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ان معروضات پر کریمانہ توجہ کرنے کے لئے اس کے دل میں آپ الہام کر کہ ہر ایک قدرت اور طاقت تجھی کو ہے۔

امین ثم امین

المسلم

حکامستار۔ میرزا غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپورہ پنجاب

پبلشر ہجرت و اشاعت دہلی

۲۲

۲۸۰

۱۸۹۹ء "جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے" (از خط حضرت اقدس بنام بابا الہی بخش صاحب ۱۶ جون ۱۸۹۹ء مجملہ اشتادات جلد ۵ صفحہ ۲۰۵۔ تبلیغ رسالت جلد ۵ صفحہ ۲۰۵)

۲۰ جون ۱۸۹۹ء "۲۰ جون ۱۸۹۹ء میں مجھے یہ الہام ہوا: پہلے بیہوشی۔ پھر غشی۔ پھر موت ساتھ ہی اس کے یہ تقسیم ہوئی کہ یہ الہام ایک شخص دوست کی نسبت ہے جس کی موت سے ہمیں رنج پہنچے گا۔ چنانچہ اپنی جماعت کے بہت سے لوگوں کو یہ الہام سنایا گیا اور الہام نمبر ۲۲ جلد ۳۰۔ ۳۱ جون ۱۸۹۹ء میں درج ہو کر شائع کیا گیا۔ پھر آخر جولائی ۱۸۹۹ء میں ہمارے ایک نہایت مخلص دوست یعنی ڈاکٹر محمد بوڑھے خاں اسسٹنٹ مہرجن ایک ناگانی موت سے قصہ میں گزر گئے۔ اول بیہوش رہے پھر کچھ غشی طاری ہو گئی پھر اس ناپائیدار دنیا سے کوچ کیا اور ان کی موت اور اس الہام میں موت میں بائیس دن کا فرق تھا۔ (تختہ الہی صفحہ ۱۲۱۲-۱۲۱۳۔ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۲۲۳، ۲۲۴)

۱۸۹۹ء "میں حضرت اقدس کو یہ رؤیا ہوئی ہے کہ حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند ملکہ اقدس تعالیٰ گویا حضرت اقدس کے گھر میں رونق افروز ہوئی ہیں۔ حضرت اقدس رؤیا میں عاجز راقم عبدالحکیم کو جو اس وقت حضور اقدس کے پاس بیٹھا ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ملکہ معظمہ کمال شفقت سے ہمارے ہاں قدم بخیر فرما ہوئی ہیں اور دو روز قیام فرمایا ہے ان کا کوئی مشکریہ بھی ادا کرنا چاہیے۔ اس رؤیا کی تفسیر یہ تھی کہ حضرت کے ساتھ کوئی نصرت الہی شامل ہوئی چاہتی ہے۔ (از خط مولانا عبدالحکیم صاحب مندرجہ الہام جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۹۹ء صفحہ ۳)

لے اس ہنست میں سب سے عجیب اور دلچسپ بات جو واقع ہوئی..... وہ ایک چٹھی کا حلقہ کے نام آتا تھا۔ اس میں پختہ ثبوت اور تفصیل سے لکھا ہے کہ ہلال آباد (ملاقہ کابل) کے ملازمین یوز آست نہیں کا چوترا موجود ہے اور وہاں مشہور ہے کہ دو ہزار برس ہوئے کہ یہ نبی شام سے یہاں آیا تھا اور سرکار کابل کی طرف سے کچھ جاگیر بھی اس چوترا کے نام ہے..... اس خط سے حضرت اقدس اس قدر خوش ہوئے کہ فرمایا "اللہ تعالیٰ گواہ اور ملیں ہے کہ اگر مجھے کوئی کروڑوں روپے لاریا تو میں کبھی اتنا خوش نہ ہوتا جیسا اس خط نے مجھے خوشی بخشی ہے"..... خدا کا ملہ اور قدرت دیکھئے غلہ کے وقت

رویہ میں فرشتے دیکھنا فرشتوں پر ہر عمل پر اگر یہ خواب میں پیشہ خوبصورت لڑکوں کی سمت
 شکل میں نظر آتے ہیں۔ اس پر حضور عید الصلوٰۃ والسلام نے اپنے چند
 ایک سابقہ بتایا بیان فرماتے ہیں کہ ہم اس ریت کے درجہ کہ دیتے ہیں کہ ان میں سے ہر کوئی شائع نہیں ہوا
 تو اب ہو جائے۔

(۱)

ایک فرشتہ ایک چہرہ پر بیٹھتا ہے اور ایک عجیب مدنی ان کی شکل چمکتی ہوئی اس کے ہاتھ میں
 ہے وہ مدنی بہت ہی عمدہ اور اعلیٰ قسم کی نظر آتی ہے۔ بچے وہ مدنی دے کر کہتا ہے کہ یہ تمہارے بیٹے اور
 تمہارے ساتھ کے درویشوں کے لیے ہے۔ اس نیکو کردہ قریباً ۲۰ سال کا ہو گیا ہوگا۔

(۲)

نہایا :

ایک فرشتہ کو میں نے ۲۰ برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا۔ صورت اس کی مثل ماگیزوں کے تھی اور میر
 کڑی نگاہ سے بیٹھا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں۔ اس نے کہا۔ ہاں میں
 دہشتی آدمی ہوں۔ یہ دنیا کوئی ۵۰ برس کا ہو گا۔

رجوع کا صحیح وقت نزول بلا سے پہلے ہوتا ہے عادت قدیمی ہے کہ جب انسان
 ان کے زمانہ میں ہوا وہ گذر
 جاوے اور اس اشیا میں کوئی رجوع خدا تعالیٰ کی طرف حقیقی مدد اخلاص سے نہ کیا ہو تو پھر خطرناک منزل
 میں وارد یا شور مچاتا اس کے کام نہیں آیا کرتے یہ تو وہی فرعون کی مثال ہوتی کہ جب ٹھہرنے لگا تو کہا کہ
 اب میں موٹی اور بادلوں کے خدا پر ایمان لایا۔ شکل یہ ہے کہ دنیا داخل کو ان کے اپنے سطوں اور پیرود

الحکمر سے ۲۰ اس سلسلہ کی بنیاد سے پہلے میں نے دیکھا۔ جب مرزا صاحب نے
 ہوتے ہیں۔ میں اہل مکان موجود سلطان احمد والے میں ایک الان میں بیٹھا ہوں۔ مغربی کوٹھری سے ایک کشتی
 پرش عورت نکل اور مجھے کہنے لگی۔ میں اس گھر سے جانے کو تھی مگر تیرے واسطے رہ گئی۔
 جوان عورت اگر خواب میں دیکھی جاوے تو اس سے ملاؤ دنیا کے اقبال اور فتوحات ہوتے
 ہیں خواہ کسی قوم کی ہو۔

الحکمر جلد ۸ نمبر ۲۲ صفحہ ۱۲ مدد ۱۰ جولائی ۱۹۳۹ء

یہ اردو عبارت بھی اعلیٰ ہے۔ پھر بعد اس کے ایک اور انگریزی الہام ہے اور ترجمہ اس کا اعلیٰ نہیں...
... فقرات کی تقدیم تاخیر کی سمت بھی معلوم نہیں اور بعض الہامات میں فقرات کا تقدم تاخر بھی ہو جاتا ہے...
... اور وہ الہام یہ ہیں :-

دو آل من شڈلی انگری بٹ گاڈ اڈوڈیو۔ ہی شل ہلپ یو۔ وارڈس آف گاڈ ناٹ
کیں ایکس چینج۔

ترجمہ :- اگر تمام آدمی ناراض ہوں گے لیکن خدا تم سے ساتھ ہوگا۔ وہ تماری مدد کرے گا۔ اللہ کے
کلام بدل نہیں سکتے۔

پھر بعد اس کے ایک دو اور الہام انگریزی ہیں جن میں سے کچھ تو معلوم ہے اور وہ یہ ہے :-
آئی شل ہلپ یو

مگر بعد اس کے یہ ہے :-

یو ہینو ٹو گو امرت سر

پھر ایک فقرہ ہے جس کے معنی معلوم نہیں اور وہ یہ ہے :-
ہی ہل ٹس ان دی ضلع پشاور

(مکتوب ۱۲ دسمبر ۱۸۸۳ء بنام میر عباس علی شاہ صاحب مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۶۸، ۶۹)

جنوری ۱۸۸۳ء

”ابتداء میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی اس وقت اس کی کوئی اور صورت تھی۔ پھر بعد
اس کے قدرت الہیہ کی ناگہانی تعمیل نے اس اعتراض کو موسیقی کی طرح ایک ایسے عالم سے خبر دی جس سے پہلے خبر نہ
تھی یعنی یہ عاجز بھی حضرت ابن عمران کی طرح اپنے خیالات کی شہ تاریک میں سفر کر رہا تھا کہ ایک دفعہ پردہ

8. Though all men should be angry but God is with you. ۱۰

9. He shall help you.

10. Words of God not can exchange.

۱۱. یہ کتاب کی غلطی معلوم ہوئی ہے۔ یہی الہام صفحہ ۷۸ پر بھی درج ہے جہاں Can not کے الفاظ ہیں۔ (مرتب)

I shall help you.

You have to go Amritsar.

He halts in the Zilla Peshawar.

Zilla :- ”ضلع“ کا لفظ انگریزی زبان میں استعمال ہوتا ہے۔ دیکھو Public Service Inquiries Act Section 8
(ایک بلک ٹرنش کو آریز، ایکٹ دفعہ ۸) نیز دی پنجاب کوئٹہ ہائٹ شاہ کمرہ شیر مہند سنگھ زویوہوہ
نیکسونڈلکشی پرنٹنگ ضلع (مرتب)

بعض اعتراضوں کے جواب

۲۱۶

حقیقۃ الہی

تمہاری فرودگاہ کے ارد گرد فرشتے پہرہ دے رہے ہیں۔ پھر بعد اسکے الہام ہوا ا امن است
در مقام محبت سرانے ما پھر چند روز کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ ارد گرد کے دیہات
میں سے ایک گاؤں کا باشندہ جو نامی چورتھا چوری کے ارادہ سے ہمارے باغ میں آیا اور اس کا
نام بش سنگھ تھا۔ رات کا پچھلا حصہ تھا جب وہ اس ارادہ سے باغ میں داخل ہوا ا مگو
موقع نہ ملنے سے ایک پیاز کے کھیت میں بیٹھ گیا اور بہت سی پیاز اٹسے توڑی اور ایک
ڈھیر لگا دیا اور پھر کسی نے دیکھ لیا تب وہاں سے دوڑا۔ اور وہ اس قدر قوی ہیکل تھا کہ
اٹکودس آدمی بھی پکڑ نہ سکتے اگر خدا کی پیشگوئی نے پہلے سے اٹکودس آدمی اڑا دیتا۔ دوڑنے
کے وقت ایک گڑھے میں پیر اٹس کا جا پڑا پھر بھی وہ سنبھل کر اٹھا مگر آٹے پیچھے سے لوگ پہنچ گئے۔
اور اس طرح پرمسردار بش سنگھ باوجود اپنی سخت کوشش کے پکڑے گئے اور عدالت میں چلے
ہی سزا یاب ہو گئے۔ بعد اسکے ہمارے سکونتی مکان میں سے جو باغ میں جس میں ہم دن کریت
رہتے تھے ایک بڑا سانپ نکلا جو ایک زہریلے سانپ تھا اور بڑا لمبا تھا وہ بھی اس چور کی طرح
اپنی سزا کو پہنچا اور اس طرح پرفرشتوں کی حفاظت کا ثبوت ہمیں دست بدست مل گیا۔
۳۳ نشان۔ میں انگریزی سے بالکل بے بہرہ ہوں تاہم خدا تعالیٰ نے بعض پیشگوئیوں کو
بطور وہیت انگریزی میں میرے پر ظاہر فرمایا ہے جیسا کہ براہمن احمدیہ کے صفحہ ۲۸۰ و ۲۸۱ و
۲۸۲ و ۲۸۳ صفحہ ۵۲۲ میں یہ پیشگوئی ہے جس پر ۲۵ برس گزر گئے اور وہ یہ ہے :-

I love you. I am with you. Yes I am happy. Life of pain.
I shall help you. I can, what I will do. We can, what we will
do. God is coming by His army. He is with you to kill enemy.
The days shall come when God shall help you. Glory be to
the Lord. God maker of earth and heaven.

یہ پیشگوئی کے گواہ مثنیٰ مخلوق صفا۔ اور مزید محو مل متناہم نے اور تمام جہوں کے لوگ ہیں جو باغ میں میرے ساتھ تھے

۲۱۶

پہلی فصل

۵۷۱

براہین احمدیہ

اور واقعات سے بیخبر اور ناواقف قرار دیے سکیں۔ بلکہ وہ تمام لوگ ایسے تھے جن میں آنحضرت نے ابتداءً عمر سے نشوونما پایا تھا اور ایک حصہ کلاں عمر اپنی کائنات کی مخالفت اور مصاحبت میں بسر کیا تھا پس اگر فی الواقعہ جناب محمد روح امتی نہ ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ اپنے امی ہونے کا ان لوگوں کے سامنے نام بھی لے سکتے

تذلل کی تعلیم دی اور فرمایا: اِنَّا لَكَ نَعْبُدُ وَ اِنَّا لَكَ لَشَٰعِیْنَ۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اے بعدہ تمام فیوض ہم تیری ہی پرستش کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ یعنی ہم عاجز ہیں آپ کے کچھ بھی نہیں کر سکتے جب تک تیری توفیق اور تائید شامل حال نہ ہو پس خدائے تعالیٰ نے دُعا میں جوش دلانے کیلئے دو محرک بیان فرمائے۔ ایک اپنی عظمت اور رحمت شاملہ دوسرے بندوں کا عاجز اور ذلیل ہونا۔ اب جاننا چاہیے کہ یہی دو محرک ہیں جن کا دُعا کے وقت خیال میں لانا دُعا کرنا والوں کیلئے نہایت ضروری ہے جو لوگ دُعا کی کیفیت سے کسی قدر جاہل رہیں حاصل رکھتے ہیں انہیں خوب معلوم ہو کہ بغیر پیش ہونے ان دونوں محرکوں کی دُعا ہو ہی نہیں سکتی اور بجز ان کے آتش شوق الہی دُعا میں اپنے شعلوں کو بلند نہیں کرتے یہ بات نہایت ظاہر ہے

زبانِ خدا کے ہاتھ میں ایک آگہ ہوتا ہے جس طرح اور جس طرف چاہتا ہے اُس آگہ کو یعنی زبانِ پھریرا ہے اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ الفاظ زور کے ساتھ اور ایک جلدی سے نکلنے آتے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جیسے کوئی لطف اور ناز سے قدم رکھتا ہے اور ایک قدم پر ٹھہر کر پھر دوسرا قدم اٹھاتا ہے اور چلنے میں اپنی خوش وضع دکھاتا ہے اور ان دونوں اندازوں کے اختیار کرنے میں حکمت یہ ہے کہ نارِ بانی الہام کو نفسانی اور شیطانی خیالات سے ہمسایہ کلی حاصل ہے اور خداوند مطلق کا الہام اپنی جلالت اور جمالی برکت سے فی الفور شناخت کیا جائے۔ ایک دفعہ کی حالت یاد آئی ہے کہ انگریزی میں اول یہ الہام ہوا۔ آئی کوئیو بیٹے میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔ پھر یہ الہام ہوا۔ آئی اکیم و دیو بیٹے میں تمہارے ساتھ ہوں پھر الہام ہوا۔ آئی شیل میلپ دیو بیٹے میں تمہاری مدد کروں گا۔ پھر الہام ہوا

برائین احمدیہ

۵۷۲

پہلی فصل

جن پر کوئی حال اُن کا پوشیدہ نہ تھا اور جو ہر وقت اس گھات میں لگے ہوئے تھے کہ کوئی غلاف کوئی ثابت کریں اور اُس کو مشتہر کر دیں جن کا عناد اس درجہ تک پہنچ چکا تھا کہ اگر بس چل سکتا تو کچھ جھوٹ ٹوٹ سے ہی ثبوت بنا کر ہمیشہ کر دیتے اور اسی جہت سے اُن کو اُن کی ہر ایک بدظنی پر ایسا مسکت جواب دیا جاتا تھا کہ وہ سناکت اور لا جواب رہ جاتے تھے مثلاً جب مگر کے بعض

کہ جو شخص خدا کی عظمت اور رحمت اور قدرت کا ملکہ کو یاد نہیں رکھتا وہ کسی طرح سے خدا کی طرف رجوع نہیں کر سکتا۔ اور جو شخص اپنی عاجزی اور درماندگی اور سکیبی کا اتوار ہی نہیں اُس کی رُوح اس مولیٰ کریم کی طرف برگڑ جھک نہیں سکتی۔ غرض یہ ایسی صداقت ہے جس کے سمجھنے کیلئے کوئی عمیق فلسفہ درکار نہیں بلکہ جب خدا کی عظمت اور اپنی ذلت اور عاجزی کا تحقق طور پر ذل میں منقش ہو تو وہ حالت خاصہ خود انسان کو سمجھا دیتی ہے کہ خالص دُعا کرنے کا وہی ذریعہ سچے پرستارِ خوب سمجھتے ہیں کہ حقیقت میں انہیں دو چیزوں کا تصور دُعا کیلئے ضروری ہے یعنی اول اس بات کا تصور کہ خدائے تعالیٰ ہر ایک قسم کی ربوبیت اور پرورش اور رحمت اور بدلہ دینے پر قادر ہے اور اُس کی یہ صفات کاملہ ہمیشہ اپنے کام میں لگی ہوتی ہیں۔

آئی کین ویٹ آئی ول ڈو۔ یعنی میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔ پھر بعد اسکے بہت ہی زور سے جسے بدن کانپ گیا یہ الہام ہوا۔ وی کین ویٹ وی ول ڈو۔ یعنی ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے۔ اور اس وقت ایک ایسا لہجہ در لفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا اول یہاں ہے اور باوجودِ پردہشت ہونے کے پھر اس میں ایک لذت تھی جس سے رُوح کو معنی معلوم کرنے سے پہلے ہی ایک تسلی اور تشفی ملتی تھی اور یہ انگریزی زبان کا الہام اکثر ہوتا رہا ہے۔ ایک دفعہ ایک طالب العلم انگریزی خوان طے کو آیا۔ اس کے رُوبرو وہی یہ الہام ہوا۔ دس اڑ مائی اینیمی۔ یعنی میرا دشمن ہے۔ اگرچہ معلوم ہو گیا تھا کہ یہ الہام اُسی کی نسبت ہے۔ مگر اُسی سے یہ معنی بھی دریافت

ہے اسی طرح دُعا بھی کئے ذریعہ فتح ہوگی۔ (المجلد نمبر ۱۱ صفحہ ۸۰ سورج ۳۱ مارچ ۱۹۹۳ء)

۲۵ مارچ ۱۹۹۳ء

بیس قبل از وقت

ہمارا سب بڑا کام کس صلیب ہے حضرت اقدس نے جو مجھ و عائشہ بنایا ہے اس کی نسبت فرمایا کہ:-

ہمارا سب سے بڑا کام تو کس صلیب ہے اگر یہ کام ہو جاوے تو ہزاروں شہادت اور اقرضات کا جواب خود بخود ہی ہو جاتا ہے اور اسی کے اوجھڑا ہونے سے سینکڑوں اقرضات ہم پر وارد ہو سکتے ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ چائیس یا پچاس کتاہیں لکھی ہیں مگر ان سے ابھی وہ کام نہیں نکلا جس کے لیے ہم آئے ہیں۔ اصل میں ان لوگوں نے جس طرح قدم جمائے اور اپنا دام فریب پھیلا یا ہے وہ ایسا نہیں کہ کسی انسانی طاقت سے وہ ہم پر ہم ہو سکے۔ وانا آدمی جانتا ہے کہ اس قوم کا تختہ کس طرح پٹا جا سکتا ہے۔ یہ کام بجز خدائی ہاتھ کے انجام پذیر ہوتا نظر نہیں آتا اسی واسطے ہم نے ان ہتھیاروں یعنی علم کو چھوڑ کر دعا کے واسطے یہ مکان (مجموعہ) بنوایا ہے کیونکہ دُعا کا میدان خدا نے بڑا وسیع رکھا ہے اور اس کی قبولیت کا بھی اس نے وعدہ فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ مِنْ حَتَّىٰ يَنْشُرُوا (الانبیاء: ۹۰) اس امر کے اظہار کے واسطے کافی ہے کہ یہ کل دنیا کی زمینی طاقتوں کو زیر پا کریں گے ورنہ اس کے سوا اُٹھ کر سامنے ہیں یہ کیا یہ تو میں دلواریں اور میلوں کو کوئی پھاندتی پھریں گی؟ نہیں بلکہ اس کے یہی معنی ہیں کہ وہ دنیا کی کل ریاستوں اور سلطنتوں کو زیر پا کریں گی اور کوئی طاقت ان کا مقابلہ نہ کر سکے گی۔

فتح دُعا کے ذریعہ ہوگی واقعات میں امر کی تفسیر کریں وہی تفسیر شیک ہو کرتی ہے اس آیت کے معنی خدا تعالیٰ نے واقعات سے بتا دیے ہیں انکے مقابلہ

میں اگر کسی قسم کی سببی قوت کی ضرورت ہوتی تو اب جیسے کہ بظاہر اسلامی دنیا کی بعیدوں کے آخری دن میں چاہیے تھا کہ اہل اسلام کی سببی طاقت بڑھی ہوئی ہو اور اسلامی سلطنتیں تمام دنیا پر غلبہ پائیں اور کوئی ان کے مقابلہ

نہ ایدر میں ہے:- گائے و فیرو کی ملت پر اور حرمت پر ذکر ہوا۔ فرمایا کہ:-

حرام کی تو تفصیل خدا نے دی ہے اور ملال کی کوئی تفصیل نہیں دی جس سے ہتھ لگے کر ملانے شروع نہ کر لکھو سو اس لیے گائے کے ذبح و فیرو کا ذکر کر کے نا حق موجب فساد ہونا سب نہیں ہوتا:-

(السدر جلد ۱۱ نمبر ۱۱ صفحہ ۸۴ سورج ۳ اپریل ۱۹۹۳ء)

۱۹۲

پر غم نہ سکتا مگر اب تو معاملہ اس کے برخلاف نظر آتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور تہنیت یا عزرائل کے یہ نذرانے کہ ان کی فتح اور ان کا غلبہ دوسری ہتھیاروں سے نہیں ہو سکے گا بلکہ ان کے واسطے آسانی طاقت کام کوچی جس کا ذریعہ دُعا ہے۔ غرض کہ ہم نے اس لیے سوچا کہ عمر کا اعتبار نہیں ہے۔ ساٹھ یا پینسٹھ سال عمر سے گزر چکے ہیں۔ موت کا وقت مقرر نہیں۔ خدا جانے کس وقت آجائے اور کام ہمارا ابھی بہت باقی پڑا ہے۔ اور ہر قسم کی طاقت کو درناہیت ہوئی ہے۔ رہی سیف اس کے واسطے خدا تعالیٰ کا اذن اور مشا و نہیں ہے۔ لہذا ہم نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور اسی سے قوت پانے کے واسطے ایک الگ حجرہ بنایا اور خدا سے دُعا کی کہ اس مسجد الہیت اور بیت الدعا کو امن اور سلامتی اور امداد پر بذریعہ دلائل تیرہ اور پانچ سالہ کے فتح کا مگر بننا۔ ہم نے دیکھا کہ اب سن منلوں کی حالت تو خود مورد و مذاب اور شامت اعمال سے قبر الٰہی کے نزول کی عزت کی بنی ہوئی ہے اور خدا کی نصرت اور اُس کے فضل و کرم کی جاذب مطلق نہیں چھری جب تک یہ خود سنو سنو تب تک خوشحالی کا منہ نہیں دیکھ سکتے۔ اعلا و کلتہ اللہ کا ان کو فکر نہیں ہے۔ خدا کے دین کے واسطے خدا بھی سرگرمی نہیں۔ اس لیے خدا کے آگے دست و پا پھیلانے کا قصد کر لیا ہے کہ وہ اس قوم کی اصلاح کرے اور شیطان کو ہاک کرے تاکہ خدا کا ستارہ دنیا پر دوبارہ چمک جاوے اور راستی کی عظمت چھپے۔

بنی اسرائیل کی کتابوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ قوم فسق و فوج میں تباہ ہو جاتی تھیں تو اللہ اس کی توحید و جلال کو بالکل بھول جاتی تھی تو ان کے انبیاء ماسی طرح جنگوں اور ہنگاموں میں دست بدعا ہوتے تھے اور خدا کی رحمت کے تحت کو جنبش دیا کرتے تھے۔

دنیا کو ظن نہیں ہے کہ آجکل عیسائی مہیا کر رہے ہیں مسلمانوں کی کس قدر ذریت کو انہوں نے پہلو کیا ہے کس قدر خاندان اُنکے ہاتھوں نکل ہیں گویا دنیا کا تختہ بالکل پلٹ گیا ہے۔ اب خدا کی غیرت نے نہ چاہا کہ اس کی توحید اور جلال کی ہنگام ہو اور اس کے رسول کی زینہ بے عزتی کی جاوے۔ اس کی غیرت نے تعاض کیا کہ اپنے نور کو اب روشن کرے اور سپاہی اور حق کا غلبہ ہو سو اس نے مجھے بھیجا اور اب میرے دل میں تحریک پیدا کی کہ میں ایک حجرہ بیت الدعا صرف دُعا کے واسطے مقرر کروں اور بذریعہ دُعا کے اس فساد پر غالب آؤں تاکہ اول آخر سے مطابقت ہو جاوے اور میں طرح سے پہلے قوم کو دُعا ہی کے ذریعہ سے شیطان پر فتح نصیب ہوئی تھی اب آخری آدم کے مقابل پر آخری شیطان پر بھی بذریعہ دُعا کے فتح ہو۔

(مبتدئ جلد ۲، قیر ۱۱ صفحہ ۸۴-۸۵ مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۱۳ء)

۲۸۸

وَبِنَا أُنَا مَعْنَا شَادَ بِنَا شَادَى لِلَا يَمَانِ اِنْ اَصْنَا بِرَكِيكَه فَاَنْشَا ۱۰
 اللَّهُمَّ اَيُّدِ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِينَ بِالْاِمَامِ الْحَكَمِ الْعَادِلِ -

اللَّهُمَّ اَنْصُرْ مِنْ نَصْرِ دِينِ مُحَمَّدٍ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاجْزَلْنَا مِنْهُمْ وَاجْزَلْنَا مِنْهُمْ
 لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ -

خاکسار عرض کرتا ہے کہ آخری سے پہلی دعائیں دراصل صبح موجود کی بشت کہ دعا ہے بکثرت
 کے بعد اس کے کہ سننے بکھے جائیں گے۔ کہ اب مسلمانوں کو آپ پر ایمان نہ لے کر تو فتنہ مٹا کر۔

پس ہم اللہ الرحمن الرحیم - میں معراج الدین صاحب نے واسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب
 بمبئی بیان کیا کہ جب کسی کوئی ایسا اعتراض یا مسئلہ حضرت صبح موجود علیہ السلام کی خدمت میں پیش
 ہوتا۔ یا کسی کی تحریر کے ذریعہ حضور کو پہنچتا۔ کہ جس کا جواب دینا ضروری ہوتا۔ تو عام طور پر حضرت
 صاحب اس اعتراض یا مسئلہ کے تعلق مجلس میں اپنے دوستوں کے سامنے پیش کر کے فرماتے
 کہ اس معترض کے اعتراض میں فلاں فلاں پہلو فرو گذاشت کئے گئے ہیں۔ یا اس کی طبیعت کو دلائل
 تسلیم کی نہیں ہوئی۔ یا یہ اعتراض کسی سے سن سنا کر اپنی عادت یا فطرت کے تحت کیا ہوا ہے
 پہر حضور اس اعتراض کو مکمل کرتے اور فرمایا کرتے کہ اگر اعتراض ناقص ہے۔ تو اس کا جواب بھی
 ناقص ہی رہتا ہے۔ اس لئے ہماری یہی عادت ہے کہ جب کسی کی مخالفت کی طرف سے کوئی اعتراض
 اسلام کے کسی مسئلہ پر پیش آتا ہے۔ تو ہم پہلے اس اعتراض پر غور کر کے اس کی خامی اور کمی کو خود
 پورا کر کے اس کو مضبوط کرتے ہیں اور پھر جواب کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ اور یہی طریق حق کو غالب
 کرنے کا ہے۔

پس ہم اللہ الرحمن الرحیم - میں معراج الدین صاحب نے واسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب
 بمبئی بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ حضرت صبح موجود علیہ السلام ایک مقدمہ فرموداری کی جواب دہی کے لئے
 جہلم کو جا رہے تھے۔ یہ مقدمہ حکم دین نے حضور اذہم فضل الدین صاحب ادریشی بمبئی صاحب
 کے خلاف توہین کے تعلق کیا ہوا تھا۔ اس سفر کی مکمل کیفیت تو بہت طویل چاہتی ہے۔ میں صرف
 ایک چھوٹی سی لطیف بات عرض کرنا اہل میں کو بہت کم دوسروں نے دیکھا ہو گا۔

جب حضور ہمد ریلو سے سٹیشن پر گاڑی میں پہنچے۔ تو آپ کی زیارت کے لئے اس کو شریک

یہ خواجہ محمدی محمدی

۲۸۹

لوگ جمع تھے جس کا اندازہ محال ہے کیونکہ نہ صرف پلیٹ فارم بلکہ باہر کا میدان بھی بھر پڑا تھا اور
 لوگ نہایت منتوں سے دوسروں کی خدمت میں عرض کرتے تھے کہ ہمیں ذرا چھوڑ کر زیارت اور شہادت
 تو کر لیجئے وہ اس آستانہ میں ایک شخص جن کا نام قشعی احمد الدین صاحب ہے رجوگرنٹ کے فٹنر ہیں اور
 اب تک بغفلہ زندہ موجود ہیں امدان کی عمر اس وقت دو تین سال کم ایک سو برس کی ہے لیکن قفسہ
 اب تک اچھے ہیں اور احمدی ہیں آگے آئے جس کھڑکی میں حنفی بیٹھے ہوئے تھے وہاں گورہ پلین
 کا پیرہ تھا ایک سپر فٹنٹ کی حیثیت کا افسر اس کھڑکی کے عین سامنے کھڑا اٹھائی کر رہا تھا۔
 کہ اتنے میں جرات سے بڑھ کر قشعی احمد الدین صاحب نے حضور سے معافو کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ یہ
 دیکھ کر فوراً اس پولیس افسر نے اپنی تلوار کو الٹے رخ پر اس کی کلائی پر پد کھڑکھا کہ کچھ بٹ
 جاؤ۔ اس نے کہا کہ میں ان کا رید ہوں اور مصافحہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس افسر نے جواب دیا کہ اس
 وقت ہم ان کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں ہم اس لئے ساتھ ہیں کہ مثالہ سے جہلم اور جہلم سے مثالہ
 تک بمطاعت تمام ان کو واپس پہونچا دیں۔ ہمیں کیا معلوم ہے کہ تم دوست ہو یا دشمن۔ لیکن حکم
 تم اس جہیز میں کوئی حملہ کر دو اور نقصان پہونچاؤ۔ پس یہاں سے فوراً چلے جاؤ یہ واقعہ
 حضرت صاحب کی نظر سے ذرا ہٹ کر ہوا تھا کیونکہ آپ اور طرف معصوم تھے اس کے بعد
 میں آپ کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا گیا۔ میں بھی اس سفر میں آنحضرت کے قدموں میں تھا
 حضور ہنس کر فرماتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنا اختتام ہے جو اپنے وعدوں کو پورا کر رہا ہے
 بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میاں امام الدین صاحب سکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ جس
 وقت لدھیانہ میں حضرت صاحب کا مباحثہ مولوی محمد حسین صاحب بنا لوی سے ہوا۔ تو یہ مباحثہ
 دیکھ کر میاں نظام الدین لدھیانہ والا احمدی ہو کر قادیان میں آیا۔ وہ بیان کیا کرتا تھا کہ میں
 کس طرح احمدی ہوا کہتا تھا کہ مولوی محمد حسین نے مجھ کو کہا کہ مرزا صاحب سے دریافت کرو
 کہ کیا حضرت مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر نہیں ہیں۔ میں نے جا کر حضرت صاحب سے دریافت
 کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر آپ کے پاس حیات مسیح کا کوئی ثبوت ہو تو ایک دو آیات قرآن
 شریف سے لاکر پیش کریں۔ میں نے کہا۔ ایک دو کیا ہم تو ایک سوایت قرآن شریف سے پیش کر دیں گے
 آپ نے فرمایا جاؤ لاؤ۔ جب یہی مولوی محمد حسین صاحب کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ مرزا صاحب

۹۴۲

۴۶۴

بجہ التقدیر

يَدْعُونَ أَنَهُمْ فَأَقْوَا الْكُلِّ فِي الْفَقْهِ وَالْمَحْدِثِ وَالْأَدَبِ - د

دعویٰ می کنند کہ اوشان در فقہ و حدیث و ادب از ہمہ قاطع تر اند

نَسَلُوا مِنْ كُلِّ أَنْوَاعِ الْمَحْدَبِ - وَلَيْسَ لَهُمْ خَبَرٌ مِنْ حَقَائِقِ

بر ہر بلندی کمال دیدہ اند

الدِّينِ - وَلَا تَنْظُرُ فِي حَدَائِقِ الشَّرْعِ الْمُتَيْنِ - وَمَا أَعْلَى لَهُمْ قَدَرُهُ

یست - و نہ نظر بر باغائے شرع متین است

عَلَى أَنْ يَكْتَبُوا عِبَارَةَ غَرَامٍ - وَلَا قُوَّةَ لِيَفْتَرُوا رِسَالَةَ عَذْرَاءٍ -

کہ عبارتے روشن بنویسند

وَمَا أَجَدَ أَحَدًا مِنْهُمْ يَعَارِضُنِي فِي الْأَمَلَاءِ - وَيَبَارِزُنِي فِي تَقْيِيمِ

دریک کس را از ایشان نمی بینم کہ با من در املاء

الْأَنْشَاءِ - وَقَدْ قُلْتُ لَهُمْ مَرَارًا إِنِّي أَنَا الْمُفْلِقُ الْوَحِيدُ مِنْ

دین باردا ایشان را گفتم کہ من از نویسندگان این زمانہ بامر یگانہ ہستم

كِتَابِ هَذِهِ الْأَوَانِ - وَالْمُنْفَرِدُ بِعِلْمِ مَحَارِفِ الْقُرْآنِ - وَلِي غَلْبَةُ

دیکتا

عَلَى الْآخِرِ وَالْأَوَّلِ - وَلَوْ جَاءَ فِي مَحَبَاتٍ وَأُمَلِّ كَالسَّامِلِ -

د آخرین ظہیر است

كَلَّمَا قُلْتُ مِنْ كَمَالِ بِلَاغَتِي فِي الْبَيَانِ - فَهُوَ بَعْدَ كِتَابِ إِطْلَعِ

پس آن بعد کتاب

الْقُرْآنِ - وَانَّهُ مَجْزُوءَةٌ جَلِيلُ الشَّانِ عَظِيمُ الْمَحَاطِ قَوِي الْبُوهَانِ - وَ

است - و آن مجزوءہ بزرگ شان دارد

أَنَّهُ قَاتِي الْكُلِّ بَبَيَانٍ لَطِيفٍ وَمَعْنَى شَوْعِلٍ - وَالتَّوَامُ الْبُرُوقِيْنَ

چرا کہ او از دہے بین بعبان و معنی شوقیت میداند

۱۲۸

۴۱۵

کر دے کہ فرشتوں کا نزول اسی طرح ہوتا ہے کہ وہ اپنے وجود کو آسمان سے خالی کر دیں تو ہم بشوق اس ثبوت کو سنیں گے۔ اور اگر وہ حقیقت ثبوت ہو گا۔ تو ہم اس کو قبول کر لیں گے۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے فرشتوں کا وجود ایمانیات میں داخل ہے خدا تعالیٰ کا نزول سماء الدنیا کی طرف اور فرشتوں کا نزول دونوں یا کسی حقیقت میں جو ہم سمجھ نہیں سکتے۔ ہاں کتاب اللہ سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ خلق جدید کے طور پر زمین پر فرشتوں کا ظہور ہوتا ہے وحیہ کلیبی کی شکل میں جبریل کا ظاہر ہونا خلق جدید تھا یا کچھ اور تھا۔ پھر کیا یہ ضرور ہے کہ پہلی خلق کو نابود کر لیں پھر خلق جدید کے قائل ہوں بلکہ پہلا خلق بھائے خود آسمان پر ثابت اور قائم ہے اور دوسرا خلق خدا تعالیٰ کی وسیع قدرت کا ایک نتیجہ ہے کیا خدا تعالیٰ کی قدرت سے بعید ہے کہ ایک وجود دو وجود و جسموں سے دکھا دے۔ حاشا وکلا ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ علی کل شئی قدير۔

پھر شیخ بطالوی صاحب نے اپنی دانست میں ہماری کتاب تبلیغ کی کچھ غلطیاں نکالی ہیں۔ اور ہم انہوں سے لکھتے ہیں کہ تعصب کے جوش سے یا نادانی کی وجہ سے صحیح اور باقاعدہ ترکیبوں اور لفظوں کو بھی غلطی میں داخل کر دیا۔ اگر اس امر کے لئے کوئی خاص مجلس مقرر ہو تو ہم ان کو سمجھا دیں کہ ایسی شتابکاری سے کیا کیا ندامتیں اٹھانی پڑتی ہیں قیامت کی نشانیاں ظاہر ہو گئیں یہ علم اور نام مولوی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ غلطیاں جو انہوں نے بڑی جانکماہی سے نکالی ہیں۔ اگر وہ تمام اکٹھی کر کے لکھی جائیں تو دو یا ڈیڑھ سطر کے قریب ہو گئی اور ان میں اکثر تو سہو کاتب ہیں اور تین ایسی غلطیاں جو بوجہ نہ میسر آنے نظر ثانی یا طفرہ نظر کے رہ گئی ہیں۔ اور باقی شیخ صاحب کی اپنی عقل کی کوتاہی اور سمجھ کا گھٹا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شیخ صاحب نے کبھی لسان عرب کی طرف توجہ نہیں کی۔ بہتر تھا کہ چپ رہتے اور اور بھی اپنی پرودہ دری نہ کرتے۔ ہمیں شوق ہی رہا کہ شیخ صاحب ہماری کتابوں کے مقابل پر کوئی فصیح بلیغ رسالہ نظم و تشریح نکالیں اور ہم سے انعام لیں اور ہم سے اقرار کر لیں کہ درحقیقت وہ مولوی اور عربی دان ہیں۔ میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ یہ رسائل جو لکھے گئے ہیں تاوید الہی سے لکھے گئے ہیں۔

۴۱۶

میں ان کا نام وحی اور الہام تو نہیں رکھتا۔ مگر یہ تو ضرور کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی خاص اور غارق عادت تاہید نے یہ رسالے میرے ہاتھ سے نکلوائے ہیں۔ میں نے کئی مرتبہ شائع کیا کہ اگر شیخ صاحب موصوف جن کی نسبت میرا اعتقاد ہے کہ وہ غزلان میں پڑے ہوئے ہیں اور علم عربیت سے کسی اتفاق سے محروم رہ گئے ہیں مقابلہ کر کے دکھلا دیں تو وہ اس مقابلہ سے میرے ان تمام دعاوی کو نابود کر دیں گے۔ مگر شیخ صاحب کیوں اس طرف متوجہ نہیں ہوتے کوئی مصیبت جو انکو مانع ہے۔ بس یہی مصیبت ہے کہ وہ لسان عرب سے بے بہرہ اور اہل عمل غزلان کی حالت میں مبتلا ہیں۔ اُنکے لئے ہرگز ممکن نہ ہو گا کہ مقابلہ کر سکیں۔ یہ وہی الہام ہے جو ظہور رکھ رہا ہے کہ الہی مہین من اراد اھا فتک یہ وہی محمد حسین ہے جو اس عاجز کی نسبت جا بجا کہتا پھرتا تھا کہ یہ شخص سخت جاہل ہے۔ عربی کیا ایک میٹھ تک اسکو نہیں آتا۔ اور وہ اعلیٰ درجہ کے فاضل جو میرے ساتھ ہیں ان کو کہتا تھا کہ یہ لوگ صرف غشی ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کی غیرت نے تقاضا کیا کہ اس کی پردہ درسی کرے اور اس کے تکبر کو توڑے اور اسکو دکھلا دے کہ خود پسندی اور عجب کے یہ ثمرات ہیں۔ سو اس سے زیادہ اور کیا اہمیت ہو گی کہ جس شخص کو جاہل سمجھتا تھا اور نمبر پر چڑھ کر اور مجلسوں میں بیٹھ کر باد لکھتا تھا کہ زبان عرب سے یہ شخص بالکل نا آشنا ہے اور اہل ہے اُسی کے ہاتھ سے خدا تعالیٰ نے اس کو شرمندہ اور ذلیل کیا۔ اگر یہ نشان نہیں تو چاہیے تھا کہ محمد حسین اپنے تمام دوستوں سے مدد لیتا اور نور الحق اور کرامات الصادقین کا جواب لکھتا۔ اس شخص کو بڑے بڑے انعاموں کے وعدے دیئے گئے۔ ہزار لعنت کا ذخیرہ اُنکے دکھا گیا۔ مگر اس طرف توجہ نہ کی سو یہ نتیجہ مخالفت حق کا ہے۔ فاقعوا اللہ یا ادلی الابلصکو۔

اور یاد رہے کہ یہ محمد شیخ صاحب موصوف کا کہ نور الحق میں پادری بھی مخاطب ہیں اسلئے رسالہ بالمقابل لکھنے سے پہلو تہی کیا گیا نہایت ہتکارانہ غدارانہ ہے۔ گویا ایک بہانہ ڈھونڈا ہے کہ کسی طرح جان بچ جائے۔ لیکن دانا سمجھتے ہیں کہ یہ بہانہ نہایت کچا اور فضول اور ایک

۱۰۲

جہالتهم فی الجرائد۔ وکادوا کالضائد۔ وجاهوا بزور مبین۔ ولما رایت
 در اخلو کنا تهم۔ وقضوا من المفتریات لبانتهم۔ اشعت ما اشعت
 کہ او شان تیران خود اخلی نمودند۔ واز مفتریات حاجت مدائی خود کردند۔ شان کم آنچه شان کم
 کما هو فرض الصادقین۔ فاعضوا عن فضلی۔ وفروا عن عسالی
 چنانچہ فرض صادقین است۔ پس از مقابلہ من گذارہ بخشیدند۔ واز نیزہ من بگریختند
 واورا وجوہهم کالکاذبین۔

و مدائے خود را بچو کاذبان پوشانیدند۔

ایہا الناس ارقوا علی ظلمکم ولا تظلموا۔ وانتہوا ولا تغرہوا
 اے مردمن بر ما نراستہ خود زنی کنید و ظم نکنید۔ و باز ایستید و کار را با فرط
 واحذرہوا ولا تجتروا۔ واذکر الموت ولا تغفلوا۔ واذکر الایامکم الغابریہ۔
 مریانید۔ و بترسید و بایم کنید۔ مرگ خود را یاد کنید و غافل مباشید۔ و چنان خود را گذارستہ اند یاد کنید
 اتظنون انکم تترکون الدنیا و لذاتہا۔ ولا تقادون الحاجۃ و محارباتہا۔
 آیا گمان کی کنید کہ شما دنیایا و لذات آنی گزارستہ خواهید شد۔ و سوائے قیامت و داد و آتش آن کشید نخواہید شد
 ولا تساقون الی مالک يوم الدين۔ مالکم لاتنتہجون مہجۃ الاحتداع۔
 و سوائے مالک یوم جزا بچو گرفتارانی روانہ نخواہید شد۔ چہ بسبب است کہ ماہ راست مانہی گیرید۔
 ولا تعالجون حاد الاحتداع و تمرون بالحق محقرین۔
 و بچاری تجاوز از حد را علاج نمی کنید۔ و بر حق چون میکزید بہ حقیرے گزید۔
 اعلوا ان فضل اللہ معی۔ وان سادح اللہ ینطق فی نفسی
 بدانید کہ فضل خدا با من است۔ و روح خدا در من سخن می گد۔

خیال کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ امر لَا یَمَسُّہُ إِلَّا الْمُطَّہَّرُونَ پر وقت ہے۔ پھر میں نے کلمہ ہونا کس وجہ سے منظور کروں۔ ہاں اگر چند منتخب مولوی ان میں سے بطور طالب حق قادیان میں آباد ہیں تو میں زبانی انکو تبلیغ کر سکتا ہوں۔ وہ خدا کا کام چل رہا ہے کوئی مخالف انکو روک نہیں سکتا۔ مخالف سے فتویٰ لینا کیا معنی رکھتا ہے۔ ہاں البتہ ہم حافظ صاحب کے اس اشتہار سے ندوہ کیلئے ایک موقع تبلیغ کا نکالتے ہیں۔ حافظ صاحب یاد رکھیں کہ جو کچھ رسالہ قطع الموتین میں جھوٹے مدعیان نبوت کی نسبت بے سرو پا حکایتیں لکھی گئی ہیں وہ حکایتیں اس وقت تک ایک ذرہ قابل اعتبار نہیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ مغربی لوگوں نے اپنے اس دعوے پر اصرار کیا اور توبہ نہ کی۔ اور یہ اصرار کیونکر ثابت ہو سکتا ہے جب تک اسی زمانہ کی کسی تحریر کے ذریعے سے یہ امر ثابت نہ ہو کہ وہ لوگ اسی افتراء اور جھوٹے دعویٰ نبوت پر مبرے اعلان کا کسی اس وقت کے مولوی نے جنازہ نہ پڑھا۔ اور نہ وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ اور ایسا ہی یہ حکایتیں ہرگز ثابت نہیں ہو سکتیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ انکی تمام عمر کے مضمرات جنکو انہوں نے بطور افتراء خدا کا کلام قرار دیا تھا وہ اب کہاں ہیں اور ایسی کتاب انکی وحی کی کس کس پاس ہو تا اس کتاب کو دیکھا جائے کہ کیا کبھی انہوں نے کسی قطعی یقینی وحی کا دعویٰ کیا اور اس بنا پر اپنے تئیں ظلی طور پر یا اصل طور پر نبی اللہ صبرایا ہے اور اپنی وحی کو دوسرے انبیاء علیہم السلام کی وحی کے مقابل پر منجانب اللہ جانے میں برابر سمجھا ہوتا تھا تو تعقل کے معنی اس پر صادق آویں۔ حافظ صاحب کو معلوم نہیں کہ تعقل کا حکم قطع اور یقین کے متعلق ہے۔ پس جیسا کہ میں نے بار بار بیان کر دیا ہے کہ یہ کلام جو میں سناتا ہوں یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے جیسا کہ قرآن اور توریت خدا کا کلام ہے اور میں خدا کا ظلی اور بروزی طور پر نبی ہوں اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے اور میری ہر بات ماننا واجب ہے۔ اور ہر ایک جس کو میری تبلیغ پہنچ گئی ہے گو وہ مسلمان ہے جو مجھے اپنا حاکم نہیں ٹھہراتا اور نہ مجھے مسیح موعود مانتا ہے اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے وہ آسمان پر قابل مواخذہ ہے کیونکہ جس امر کو اُس نے پہلے وقت پر قبول کرنا تھا اُس کو رد کر دیا جس صرٹ

برائین احمدیہ حصہ پنجم

۱۴۷

اس کے آتے آتے دیں کا ہو گیا تعہ تمام
 کشتی اسلام بے طعنت خدا اب غرق ہے
 مجھ کو دے پاک فوق علت نے خدا جوش و پیش
 وہ لگا دے آگ میرے دل میں قوت کے لئے
 اسے خدایہ لئے ہر ذرہ ہو میرا غذا
 خاکساری کو ہمدادی دیکھ لئے دانائے راز
 اک کرم کر پھیر دے لوگوں کو فرق کی طرف
 ایک فرقہ ہے جو شک ادا دیکھ وہ پاک ہے
 پھر یہ نقیض بھی اگر میری طرف پیش ہوں
 بارخ مرجع یا ہوا تھا گر گئے تھے سب شر
 فرہم عیسیٰ نے دی تھی محض عیسیٰ کو شفا
 جھانکتے تھے فد کو وہ دوزخ دینا دلدار سے
 وہ خزان جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
 پر ہو عیدیں کے لئے یہ لوگ مارا آستین

کیا وہ تب آئیگا جب دیکھیں گے انبی کا مراد
 اے جنوں کچھ کام کر بیکار ہیں عقلوں کے دار
 جس سے ہو جانک میں غم میں دیں کے ایک ڈیلانہ وار
 شعلے پہنچیں جس سے ہر دم آہل تک شہاد
 مجھ کو دکھلائے بہار دین کی میں ہوں آشکار
 کام تیرا کام ہے ہم ہو گئے اب میقرا
 نیز دے توفیق تادہ کچھ کر لی سوچ سوچ بچا
 بعد اس کے غن غلب کو ہیں کرتے اختیار
 تنگ ہو جائے غفلت پر مجال کارزار
 میں خدا کا فضل لایا پھر مجھے پیدا شمار
 میری مرہم سے شفا پائیگا ہر ملک و دیار
 ایک جب زند کھل گئے پھر ہو گئے شہر شہاد
 اب میں دیتا ہوں اگر کوئی طے امید دار
 دشمنوں کو خوش کیا اہ ہو گیا آندہ یار

یہ ہمام کیا ہے کہ اعلیٰ علیہ السلام کے نذر تک حضرت آدم سے اسی تعدد بحساب قمری قمری تھی
 جو اس سہ کے حدت کی قطع سے بحساب مجر معلوم ہوتی ہے۔ اہ اس کے دوسے حضرت آدم سے اب
 ساتواں ہزار بحساب قمری ہے جو دنیا کے خاتمہ پر مدت نکرتا ہے اور بحساب جو سورہ و المعصر کے حدت
 کی اعداد کے گمانے سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ ہر دو اعداد کی کھلیک قرینہ تمام و کمال تھا ہے مرت قمری اللہ
 شمس بحساب کو طوطا کہ لین چاہیے۔ اہ ان کی گنوں سے پایا جاتا ہے جو سبج موعود کا چٹے ہزاریں
 آنا ضروری ہے اہ کی برس ہو گئے کہ چٹے ہزار گندہ گیا۔ منہ

Back

کے واسطے نبی کی ایسی ہی اطاعت لازم ہے جیسی کہ عورت کو مرد کی اطاعت کا حکم ہے اسی واسطے ہماری روایہ میں جہاد لڑنے کا کہ میری بیوی بیمار ہے۔

ایک روایہ کی تعبیر جہاد اللہ نبی کا نام ہے قرآن شریف میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام جہاد اللہ آیا ہے۔ شخص سے مراد وہ لذت اور راحت رحمت کی ہے جو یہ لاکھ کی تلخی کے بعد نصیب ہوتی ہے۔ بقول سے مراد ہے کہ دُعا قبول ہوگئی۔ یہ سب گھر سے استغاثات ہیں اور مشکلات ہیں۔ جینک آسمان پر رہا ہوزین پر کچھ ہو نہیں سکتا۔ مولوی صاحب کا اس بیماری سے صحت پانا ایک بڑا معجزہ ہے۔

مطالعہ کتب کی تکمیل سب دوستوں کے واسطے منو دی ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شہادت پیدا ہوتی ہے جس کو علم نہیں ہوتا مخالف کے سوال کے آگے حیلان ہو جاتا ہے

مولوی محمد حسین بٹالوی کے متعلق ایک روایہ :
دوست نے عرض کی کہ کہیں مرنے کے

وقت تو بر کرے گا۔ منہ پایا :

اللہ تعالیٰ ہر شے پر غالب ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ ہماری جوتیاں جھاڑ کر آگے دکھاتا تھا۔ ہم کو دھوکہ ملا ایک بڑا ثواب جانتا تھا۔ بڑا بین کار یوں اس نے خود بخود کھسا۔ ہماری درخواست نہ تھی تعجب نہیں کہ وہ کسی وقت پہلی حالت پر چھوٹ آئے جیسے کہ ہم بٹیار میں دیکھ چکے ہیں بعض خواہش مند کے بعد پوری ہوتی ہیں۔ یہ روایہ چھپ چکا ہے جس میں میں نے دیکھا تھا کہ وہ ایک چھوٹا لڑکا ہے۔ بٹنگا رنگ سیاہ اور شکل ہے میں نے اس کو اشارہ سے بلایا۔ تب وہ آیا۔ ادھر میرے گلے لگا اور پورے لمحہ کا جو گیا اور اس پر لباس بھی ہے اور رنگ سفید ہے۔ تب میں نے کہا کہ آپ کا بھلا اس قدر متاثر رہا مگر ہے کہ تم سے زیادہ اس سے کوئی سخت لفظ نکل گیا تو تم بخش دو۔ اس نے کہا اچھا میں نے بخشا۔ تب میں نے کہا کہ تم نے جو ایذا ہم کو دی تھی وہ بھی ہم نے بخش دی۔ تب ہم نے اس کی دعوت کی جس کو اس نے کچھ تردد کے بعد قبول کیا اور ایک شخص جان کنل میں ہے۔ تب میں نے کہا کہ یہ مقدمہ تھا کہ میں

سرمد چشم آریہ

۶۲

باش دینی

وَيَقُولُوا اجْتِمَعُوا مِثْرًا لِّقَوْمٍ اُس وقت کے منکرین پر لازم تھا کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر جاتے اور کہتے کہ آپ نے کب اور کس وقت چاند کو دو ٹکڑے
 کیا اور کب اُس کو ہم نے دیکھا لیکن جس حالت میں بعد مشہور اور شائع ہونے اس آیت کے
 سب مخالفین چپ رہے اور کسی نے دم بھی نہ مارا تو اسات ظاہر ہے کہ انہوں نے چاند
 کو دو ٹکڑے ہوتے مزدور دیکھا تھا تب ہی قرآن کو چون و چرا کرنے کی گنجائش نہ رہی غرض
 یہ بات بہت صاف اور ایک راست طبع محقق کے لئے بہت فائدہ مند ہے کہ قرآن شریف
 میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی جھوٹا معجزہ بجا لایا اپنے مخالفوں کی گواہی کے لئے نہیں سکتے
 تھے اور اگر کچھ جھوٹ کہتے تو ان کے مخالف ہمصر اور ہم شہر اس زمانہ کے اُسے کب پیش جانے
 دیتے۔ علاوہ اس کے سوچنا چاہیے کہ وہ مسلمان لوگ جن کو یہ آیت سنائی گئی اور سنائی باقی تھی وہ
 بھی تو ہزاروں آدمی تھے اور ہر ایک شخص اپنے دل سے یہ حکم گواہی پاتا ہے کہ اگر کسی پر یا
 مُرشد یا پیغمبر سے کوئی امر عرض دروغ اور افتراء طور میں اُسے تو سارا اعتقاد ٹوٹ جاتا
 ہے اور ایسا شخص ہر ایک شخص کی نظر میں برا معلوم ہونے لگتا ہے، اس صورت میں صاف
 ظاہر ہے کہ اگر یہ معجزہ ظہور میں نہیں آیا تھا اور افتراء محض تھا تو چاہیے تھا کہ ہزار مسلمان
 جو آنحضرت پر ایمان لائے تھے ایسے کذب مرتب کر دیکھ کر یکجہت سارے کے سارے
 مُردہ ہو جاتے۔ لیکن ظاہر ہے کہ ان باتوں میں سے کوئی بات بھی ظہور میں نہیں آئی پس
 اس سے ثابت ہوتا ہے کہ معجزہ شق القمر مزدور وقوع میں آیا تھا۔ ہر ایک منصف اپنے دل
 میں سوچ کر دیکھ لے کہ کیا تاریخی طور پر یہ ثبوت کافی نہیں ہے کہ معجزہ شق القمر اُسی زمانہ
 میں بجا لگھا تھا مخالفین قرآن شریف میں لکھا گیا اور شائع کیا گیا اور پھر سب مخالف
 اُس معصوم کو سنکر چپ رہے کسی نے تحریر یا تقریر سے اُس کا رد نہ کیا اور ہزاروں
 مسلمان اُس زمانہ کی روایت کی گواہی دیتے رہے اور یہ بات ہم مکرر لکھنا چاہتے ہیں کہ
 قدرت اللہ پر اعتراض کرنا خود ایک وجہ سے سنا کار خدائے تعالیٰ ہے کیونکہ اگر خدا تعالیٰ

مباحثہ دینی

۶۴

سرحد چشم آریہ

کی قدرت مطلقہ کو نہ مانا جائے اور جب اصول تنازع آریہ صاحبان یہ اعتقاد رکھا جائے کہ جب تک زیرِ مذمر سے بکر ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس صورت میں تمام خدا کی اسکی باطل ہوجاتی ہے بلکہ اعتقاد صحیح اور حق یہی ہے کہ پریشکر کو سریشکتی مان اور قادر مطلق تسلیم کیا جائے اور اپنے ناقص ذہن اور ناقص تجربہ کو قدرت کے بے انتہا اسرار کا محکم استعاضی نہ بنایا جائے ورنہ ہمہ دانی کے دعویٰ پر اس قدر اعتراض وارد ہونگے اور ایسی عجائباتیں اٹھانی پڑیں گی کہ جنکا کچھ ٹھکانا نہیں۔ انسان کا قاعدہ ہے کہ جو بات اپنی عقل سے بلند تر دیکھتا ہے اس کو خلافِ عقل سمجھ لیتا ہے حالانکہ بلند تر از عقل ہونا شیئہ دیگر ہے اور خلافِ عقل ہونا شیئہ دیگر۔ بھلا میں مائتہ صاحب سے پوچھتا ہوں کہ خدا نے تعالیٰ اس بات پر قادر رہتا یا نہیں کہ جس قدر اب جرم قمری مشہود و محسوس ہے اس سے آدھے سے بھی کام لے سکتا اور اگر قادر نہیں تو اس پر عقل دلیل جو عند العقل تسلیم ہو سکے کوئی ہے اور کس کتاب میں لکھی ہے تو جس حالت میں معجزہ شق القمر میں یہ بات مانو ذہن کے ایک ٹکڑا اپنی حالت محمودہ پر روا اور ایک اس سے الگ ہو گیا وہ بھی ایک یا آدھ منٹ تک یا اس سے بھی کم۔ تو اس میں کوئی استبعاد عقلی ہے اور بفرقِ محال اگر استبعاد عقلی بھی ہو تو ہم کہتے ہیں کہ عقل ناقص انسان کی ہر یک کام پر پانی تک کب پہنچ سکتی ہے بھلا آپ ہی بتلا دیں کہ یہ مسئلہ جواب کے اصول کے دو سے ستیا رتھ پر کاش میں پنڈت دیانند صاحب نے لکھا ہے کہ روح انسانی اوسس کی طرح کسی ٹھاس پات وغیرہ پر گرتی ہے پھر اس کو کوئی عورت کھلتی ہے اس سے بچہ پیدا ہوتا ہے یہ کس قدر عقل کے برخلاف اور تمام طبباء اور فلاسفہ کی تحقیق کے مخالف سے نہ کیونکہ ظاہر ہے کہ بچہ مرنے سے پہلے ہی کی منی سے پیدا نہیں ہوتا

۴ شیخ لاوردیہر صاحب ڈرائنگ ماسٹر نے جو دھیس مارچ ۱۸۸۶ء کے جلسہ بحث میں جس میں اتر سال بڑا لاشن تھا کہ پہلے اپنا احترام پیش کر کے وقت کو ناحق ضائع کرنے کے لئے گیارہ ماہ سے ۱۸۸۶ء

ناپیدگان رہے ایسا ہی اُس کے کام بھی ناپیدگان رہیں اور اُس کے ہر ایک کام کی اصلیت تک پہنچنے انسانی طاقت سے برتر اور بلند تر ہے بلکہ ہم اُس کی صفات قدیمہ پر نظر کر کے یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو کہ خدا تعالیٰ کی صفات کبھی معطل نہیں ہوتیں اس لئے خدا تعالیٰ کی مخلوق میں قدامت نوعی پائی جاتی ہے یعنی مخلوق کی انواع میں سے کوئی نہ کوئی نوع قدیم سے موجود چلی آئی ہے مگر شخصی قدامت باطل ہے اور باوجود اس کے خدا کی صفت افتاد اور اہلک بھی ہمیشہ اپنا کام کرتی چلی آئی ہے وہ بھی کبھی معطل نہیں ہوتی اور اگرچہ نادانی ظالموں نے بہت ہی زور لگایا کہ زمین آسمان کے اجرام و جسم کی پیدائش کو اپنے سائنس یعنی طبعی قوائد کے اندر داخل کر لیں اور ہر ایک پیدائش کے اسباب قائم کر دیں مگر سچ یہی ہے کہ وہ اس میں ناکام اضماعہ رہے ہیں اور جو کچھ ذخیرہ اپنی طبعی تحقیقات کا انہوں نے جمع کیا ہے وہ بالکل ناقص اور نامکمل ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ کبھی اپنے خیالات پر قائم نہیں رہ سکے اور ہمیشہ اُن کے خود تراشیدہ خیالات میں تغیر تبدیل ہوتا رہتا ہے اور معلوم نہیں کہ آگے کس قدر ہو گا اور چونکہ اُن کی تحقیقاتوں کی یہ حالت ہے کہ تمام مدار اُن کا صرف اپنی عقل اور قیاس پر ہے اور خدا کے کوئی مدد اُن کو نہیں ملتی اس لئے وہ تاریکی سے باہر نہیں آسکتے اور درحقیقت کوئی شخص خدا کو شناخت نہیں کر سکتا جب تک اس حد تک اُس کی معرفت نہ پہنچ جائے کہ وہ اس بات کو سمجھ لے کہ خدا کے بیشمار کام ایسے ہیں کہ جو انسانی طاقت اور عقل اور فہم سے بالاتر اور بلند تر ہیں اور اس مرتبہ معرفت سے پہلے یا تو انسان محض دہرہ ہوتا ہے اور خدا کے وجود پر ایمان ہی نہیں رکھتا اور یا اگر خدا کو مانتا ہے تو صرف اس خدا کو مانتا ہے کہ جو اُس کے خود تراشیدہ دلائل کا ایک نتیجہ ہے نہ اُس خدا کو جو اپنی تجلی سے اپنے تئیں آپ ظاہر کرتا ہے اور جس کی تقدیروں کے اسرار اس قدر عجیب کہ انسانی عقل اُن کا احاطہ نہیں کر سکتی جب سے خدا نے مجھے یہ علم دیا ہے کہ خدا کی قدر میں عجیب در عجیب اور عمیق و عمیق اور دما دما اور لایفک ہیں تب سے میں ان لوگوں کو جو فلسفی کہلاتے ہیں بکے کافر سمجھتا ہوں اور چھپے چھپے دہرہ خیال کرتا ہوں میرا خود ذاتی

حصہ اول

۳۰۲

ازالہ اوہام

خدا تعالیٰ کی رحمت سے محروم کرنا چاہا اور سخت گنہگار مومنوں کی بھی کسی قدر عزت ہوتی ہے
مکمل انہوں نے کچھ بھی پرہیز نہ کیا کہ عام طور پر یہ تفسیریں کیوں اور خط لکھے اور شعہا رشتہ
کئے سو خدا تعالیٰ نے اس مشابہت کے پیدا کرنے کے لئے اُن سے ایک کام لیا ہے
اور دوزخی یا بہشتی ہونے کی اصل حقیقت تو مرلے کے بعد ہر ایک کو معلوم ہوگی جس وقت
بعض بعد حسرت و فتنہ میں پڑے ہوئے کہیں گے مائنا لانسری وجا لا حسنا
نعدہم من الاشرار

عیب و زلل ممکن اسے زائد پاکیزہ و شرف تو یہ دہائی کہ لکھ رہے ہیں جو بلاغت و ہدایت
اب حاصل کلام یہ ہے کہ جو رُفح کا لفظ حضرت مسیح کے لئے قرآن کریم میں آیا ہے
وہی لفظ الہام کے طور پر اس عاجز کے لئے بھی خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اگر کوئی یہ اشکال پیدا کرے کہ سچ تو انجیل میں کہا ہے کہ مرد ہے کہیں مارا جائیں
اور تیسرے دن جی اٹھوں۔ تو یہ بیان مذکورہ بالا کیونکر اس کے مطابق ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ
اس موت سے حقیقی موت مراد نہیں ہے بلکہ مجازی موت مراد ہے۔ یہ عام محاورہ ہے کہ شخص
قریب مرگ ہو کر پھر بچ جائے اس کی نسبت بھی کہا جاسکتا ہے کہ وہ نئے سرے سے زندہ ہوا
تھا پر جو یہ مصیبت آئی کہ وہ صلیب پر چڑھایا گیا اور کیلیں اُس کے اعضاء میں ٹھوکی گئیں جن سے
وہ غشی کی حالت میں ہو گیا یہ مصیبت و حقیقت موت سے کچھ کم نہیں تھی اور عام طور پر ٹیٹل ہلال
ہے کہ جو شخص ایسی مصیبت تکسب پہنچ گئے جانے اس کی نسبت یہی کہتے ہیں کہ وہ مرکز بجا
اور اگر وہ کہے کہ میں تو نئے سرے زندہ ہوا ہوں تو اس بات کو کچھ جھوٹ یا مبالغہ خیال نہیں کیا جاتا۔

اور اگر یہ سوال ہو کہ کونسا قرینہ خاص سچ کے لفظ کا اس بات پر ہے کہ اس موت
سے مراد حقیقی موت مراد نہیں ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قرینہ بھی خود حضرت مسیح نے فرمایا
ہے جبکہ فقیہ اور فریسی اور یہودیوں کے مولوی اکٹھے ہو کر اس کے پاس گئے کہ تو نے سچ بولنے
کا تو دعویٰ کیا ہے اس دعویٰ کو کیونکی نہیں معجزہ کے ہم مل لیں۔ تو حضرت مسیح نے ان فقیہوں اور

۶۳:۱ ص ۳۰

اپنے اندر رکھتا ہے جو شخص قرآن شریف کے اس اعجاز کو نہیں مانتا وہ علم قرآن کو حقیت بنے نہیں ہے ومن لم یؤمن بذاک الا عجز فوالله ما قدر القرآن حق قدرہ وما عرف الله حق معرفتہ وما قدر الرسول حق توقیرہ۔

اے بندگان خدا! یقیناً یاد رکھو کہ قرآن شریف میں غیر محدود معارف و حقائق کا اعجاز ایسا کامل اعجاز ہے جس نے ہر ایک زمانہ میں تلوار سے زیادہ کام کیا ہے اور ہر ایک زمانہ میں نئی حالت کے ساتھ جو کچھ شبہات پیش کرتا ہے یا جس قسم کے اعلیٰ معارف کا دعویٰ کرتا ہے اس کی پوری مدافعت اور پورا الزام اور پورا پورا مقابلہ قرآن شریف میں موجود ہے کئی شخص

برگزشتہ نہیں جانتے کہ ان کا ہونا اور جنبش کرنا بھی بجا ہے ثبوت نہیں پہنچتا اور نہ حقیقت ان کا زعم ہو جاتا۔ ثابت ہوئے ہیں۔ اس بلکہ بھی جانتا ہے کہ سب امراض کرنا یا اپنی روح کی گرمی جلا میں ٹول دینا حقیقت میں ممکن نہیں ہے۔ ہر ایک زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں جو اب بھی شک جو اس دانی عمل کے ذریعہ سب امراض کرتے رہے ہیں جو مصلوح امیر و مطلق و فیسرہ ان کی توجہ سے لگے ہوئے رہے ہیں جن لوگوں کے معلومات و تصورات میرے اس بیان پر شہادت دے سکتے ہیں کہ بعض فقرہ فقہندی و تہروری وغیرہ نے بھی ان مشق کی طرف توجہ نہیں دی تھی اور بعض ان میں یہاں تک مشاق گذرے ہیں کہ صدمہ یا ماحول کہا ہے لیکن ویسار میں بشاکر صوفی نظر سے اچھا کر دیتے تھے اور علی غریب ان میں صاحب کو بھی اس میں خاص درجہ کی مشق تھی۔ لایزال اور الیٰ سلوک کی قواعد کا اور سوانح پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کالمین ایسے عملوں سے ہمیشہ کرتے رہے ہیں مگر بعض لوگ اپنی ولایت کا ایک ثبوت بنانے کی غرض سے یا کسی اور نیت سے ان مشقوں میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اور اب یہ بات ظہور میں نہیں ہو رہی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم مافیہ و کم آہی الیسع نبی کی طرح اس عمل التزیب میں کمال رکھتے تھے گواہ الیسع کے دربار کا رہے ہوئے تھے۔ کیونکہ الیسع کی دانش نے بھی مجروح و کھلا لاکا کی ہڈیوں کے گھسنے سے ایک موزہ زندہ ہو گیا مگر چوروں کی دانشیں مسیح کے جسم کے ساتھ گھسنے سے ہرگز زندہ نہ ہو سکیں۔ یعنی وہ دو چاند مسیح کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے۔ ہر سال مسیح کی یہ تری کا وہ زمانہ زمانہ کے مناسب عمل بطور خاص مصلحت کے تھیں۔ مگر یاد رکھنا چاہیے کہ عمل ایسا قدر کا نہیں۔ جیسا کہ

۳۹۶

نزل المسیح

سے خواہ کسی اور سبب سے وہ سب انسانی برداشت کی حد تک نہیں پہنچتی ہیں کیونکہ وہ اس ماحمور کی کاروائی کی حارج نہیں ہیں۔ پس جس الہام کو ہم نے قادیان کے باغ میں شائع کیا ہے اس کا یہی مطلب ہے اس سے زیادہ نہیں۔

بعض آدمی یہ اعتراض پیش کرتے ہیں کہ مسیح موعود کے وقت میں امن اور آسائش کا زمانہ ہونا چاہیے تھا نہ کہ طاعون ملک میں پھیلے اور قحط پڑے اور طرح طرح کے اسباب سے کثرت موت ہو۔ ان ادوام باطلہ کا یہ جواب ہے کہ انسان کا اختیار نہیں ہے کہ اپنی طرف سے حکم جلائے کہ یوں ہونا چاہیے تھا اور اس طرح ہونا چاہیے تھا خدا تعالیٰ کی کتاب میں بہت تصریح سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ضرور طاعون پڑے گا اور اس مری کا انجیل میں بھی ذکر ہے اور قرآن شریف میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَإِنَّ قُرَيْشًا لَّالَتْخُنُ مَهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْفَيْصَةِ اِنَّ مَعَنَا بُوْهُاْ اَلْمِیْنَةُ کونسی ایسی نہیں ہوگی جسکو ہم کچھ مدت پہلے قیامت سے یعنی آخری زمانہ میں جو مسیح موعود کا زمانہ ہے ہلاک نہ کریں یا عذاب میں مبتلا نہ کریں +

یاد رہے کہ اہل سنت کی مسیح مسلم اور دوسری کتابوں اور شیعہ کی کتاب الکمال الدین میں یہ تصریح لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں طاعون پڑے گا بلکہ الکمال الدین جو شیعہ کی بہت معتبر کتاب ہے اس کے صفحہ ۲۴۸ میں اقل چار حدیثیں کسوف خسوف کے بارہ میں لایا ہے اور امام باقرؑ روایت کرتا ہے کہ مہدیؑ کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ قبل اسکے کہ وہ قائم ہو یعنی عام طور پر قبول کیا جائے رمضان کی ۱۵ کو خسوف ہوگا

۱۰ حاکم حضرت مسیحؑ بروز جمعہ وقت صلیب پر چڑھائے گئے تھے جب وہ چڑھنے کیلئے اٹھ کر سر پر شہر گئے اور خیال کیا کہ گم گئے تو یکدم سخت آدمی اٹھ اٹھ اس سے شروع ہو کر چاند دونوں کی روشنی جاتی ہوئی آتا ہے کہ گئی۔ وہ دوسری محترم تھیں اور اس دن یہود کو روزہ تھا اور دوسرے دن انکی حدیث تھی ان بزرگوں نے عین مدوزہ کی حالت میں اپنی دانست میں یہ ثواب کا کام کیا مطلب یہ تھا کہ حضرت مسیحؑ کو کسی طرح اٹھنی ثابت کریں۔ ایسا مسیحؑ موعود پر جب کفر اور قتل کا فتویٰ لگا گیا تو اسکے بعد رمضان میں کسوف خسوف ہوا تا دونوں واقعات میں مشابہت ہو کہ نہ کسی طرح مسیحؑ مسیحؑ استندہ کے رنگ میں فردوس میں سے ہی اٹھا اس طرح اس مسیحؑ کو تکفیر کی دستاویز سے اپنی دانست میں ہلاک کر دیا گیا تھا مگر پھر وہ مسیحؑ اٹھا اور کھڑا ہو گیا۔ اس لئے امام قائمؑ کہلایا۔ منہ

۲۰

نزل المسیح

برہم یا بد مذہب والا یا آریہ یا کسی اور رنگ کا فلسفی کوئی ایسی الٹی صداقت نکال نہیں سکتا جو قرآن شریف میں پہلے سے موجود نہ ہو۔ قرآن شریف کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے اور جس طرح صحیفہ فطرت کے عجائب و غرائب خواہ کسی پہلے زمانہ تک ختم نہیں ہو چکے بلکہ جدید در جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں یہی حال ان صحیفہ مطہرہ کا ہے تاہم اللہ تعالیٰ کے قول اور فعل میں مطابقت ثابت ہو۔ اور میں اس سے پہلے لکھ چکا ہوں کہ قرآن شریف کے عجائبات اکثر بذریعہ الہام میرے پر کھلتے رہتے ہیں اور اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ تفسیروں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا۔ مثلاً یہ جو اس عاجز پر کھلا ہوا کہ ابتدائے تخلیق آدمؑ جس قدر اس شخص صلی اللہ علیہ وسلم

عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ مگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمایوں میں حضرت مسیحؑ ابن مریمؑ سے کم نہ رہتا لیکن مجھے وہ روحانی طریق پسند ہے جس پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مارا ہے اور حضرت مسیحؑ نے بھی اس عمل جسمانی کو بدوہوں کے جسمانی اوسیت خیالات کی وجہ سے جو ان کی فطرت میں مرکوز تھے باذن و حکم الہی اختیار کیا تھا وہ دراصل مسیحؑ کا بھی یہ عمل پسند تھا۔ واضح ہو کہ اس عمل جسمانی کا ایک نہایت بُرا خاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے اور جسمانی مرضوں کے رفع و دفع کرنے کے لئے اپنی دماغی طاقتوں کو خرچ کرتا رہے وہ اپنی کُن روحانی تاثیرات میں جو روح پراثر والی کہ روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں بہت ضعیف اور کمزور جاتا ہے اور مرنویں باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے اس کے ہاتھ بہت کم انجام پدیرہو تاہم یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیحؑ جسمانی بیماریوں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر حیثیت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کمالی طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں انکی کاروائیوں کا نثر ایسا کم درجہ کا ہوا کہ قریب قریب ناکام رہے۔ لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ ان جسمانی امور کی طرف توجہ نہیں فرمائی اور تمام زور اپنی روح کا فعل میں حیثیت پیدا ہونے کیلئے ڈالا اسی وجہ سے تکمیل نفوس میں سب سے بڑھ کر وہ انداز پر اہم بن گھایا کہ خدا کو مکمل کے درجہ تک پہنچا دیا اور اس صلہ خلق اور اخلاقی تبدیلیوں میں وہ یربیساد و کھلا پاک جس کی ابتدائے دنیا سے آج تک نظیر نہیں پائی جاتی حضرت مسیحؑ کے عمل الترب سے وہ مرے جو زندہ ہوتے تھے یعنی قدیم الموت آدمی جو گویا نئے سوئے زندہ ہو جلتے تھے وہ بلا توقف

۱۹۲

من جعلتها هذا الهام، أعني يا عيسى اني متوفيك ورافعك اليّ ومطهرك من الذين كفروا وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيامة، وان الله قد سماني في هذا عيسى؛ ومن جعلتها الهام آخرها طبعني ربي فيه وقال اني خلقتك من جوهر عيسى واثك وعيسى من جوهر واحد وكشيئ واحد؛ ومن جعلتها الهام سمي فيه كل من خالفني من العلماء اليهود والنصارى. ثم ما ألهمت الى عشر سنين بمثل هذه الالهامات وما كنت أدري اني أومر بعد هذه المدة الطويلة وأستحي مسيحاً موعوداً من الله تعالى بل كنت خلعت ان المسيح نازل من السماء كما هو مركز في مدارك القوم؛ ولكن كنت اقول في نفسي تعجباً ان الله يلم سماني عيسى ابن مريم في الهامه المتواتر المتتابع ولم قال انك وانه من جوهر واحد، ولم سمي الخالفين اليهود والنصارى فظهرت عليّ معاني تلك الالهامات والاشارات بعد

دعني ابن مسعود لا يأت ماثة سنة وعلى الارض نفس متفوسه اليوم رواه مسلم، وهكذا ذكر البخاري في صحيحه والمقصود واحد لا حاجة الى الاعادة. فوجب من هذا على كل مؤمن ان يؤمن بموت الدجال بعد المائة من زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم والا فكيف يمكن التخلّص فيما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوس من الله تعالى مؤكداً بقسمه، والقسم يدل على ان الخبر محمول على الظاهر لا تأويل فيه ولا استثناء ولا فاعلي فائدة كانت في ذكر القسم؛ فتدبرك المفتشين المحققين. واما تطبيق هذين الحديثين فلا يمكن الا بعد تأويل حديث الدجال وجعله من قبيل الاستعدادات فنقول ان حديث خروج الدجال يدل على خروج طائفة الكذابين في آخر الزمان من قوم النصارى، وفي الحديث اشارة الى انهم يشابهون آباءهم المتقدمين في حكرهم وخذيعتهم وانواع فتنهم وحرصهم على اضلال الناس كأنهم هم، الا ان آباءهم كانوا مقيدين بالسلاسل والاغلال ولكن هؤلاء يخرجون من ذلك السجن ويضع الله عنهم اغلالهم فيعيشون بعيداً وشمالاً ويفسدون في الارض

۲۶

”میں نے پہلے ہی اس فقرہ فضیل کو اپنی کتاب میں یہ قسم کے ساتھ لکھ لیا تھا کہ کیا ہے اور اب بھی اس پرچہ میں اس غلط فہمی کی ترمیم کر رکھتا ہوں جس کے قبضہ میں یہ جاتی ہے کہ میں وہی کج معرود ہوں جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اصا دیث مجرمین دی ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ ذلکنا باللہ شیخنا۔“

الزائد برزافلام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ، مارگست ۱۹۹۹ء

اس نکر سے میری مدغم نہیں ہیں۔ ایک یہ کہ اپنی جماعت کا ایمان بڑے اور انھیں دنیوی ذوق اور مودعا میل ہو جو یہاں کے خوش قسمت حاضروں کو اس گھڑی حاصل تھا اور انھوں نے سچے دل سے اعتراف کیا کہ ان کو نیا ایمان ملا ہے اور دوسرے ایک منکر ان اہل بدعتی اس علی بیوقوف قسم پر ششہ دل سے طرد کریں اور سوچیں کہ تہجد کتاب اللہ آخری حق کی یہ شان الہی ہے یہ جرات ہو سکتی ہے کہ وہ کج لکھال خدا کی ایسی اور اس طرح اور ایسے جن میں قسم کھاتے خدا اکبر ا خدا اکبر ا خدا اکبر ا!!!

۲۱ اکتوبر ۱۹۹۹ء :-

فاریکھو اس صاحب فیصلہ دار بشاد اتفاق سے سے فتویٰ میں ملدہ ہوئے اور حضرت اللہ سب کی صفات کے لیے تشریحات اور معنی کیا کہ مجھے فقرہ سے ملنے کا کمال شوق ہے۔

اور اس شوق کی وجہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا حضور باقدس نے فرمایا :

”میں معرود علیہ السلام کی بشت کی غرض۔ زندہ خدا پر زندہ ایمان پیدا کن
میں اہل دلوں کے

ساتھ محبت نہ ہوتی، تو آپ ہلکے پاس کیل آئے اور ایک نیا دار کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ ایک نیک سے ایک گوشہ نشین کے پاس جاوے۔ مناسبیت ایک ضروری شے ہے اور اصل کو یہ ہے کہ جبکہ انسان ایک فنا ہونے والی حق ہے اور موت کا کچھ بھی برتر نہیں کرکے کہ اس کا اور فکر کو کیا تیار ہے ہے ہر کس قدر ضروری ہے کہ اپنی اصلاح و صلاح کی فکر میں لگ جاوے، مگر میں دیکھتا ہوں کہ دنیا پر اپنی دمن میں ایسی لگی ہے کہ اس کو اکثریت کو کہ مگر ادنیٰ ہی نہیں خدا تعالیٰ سے ایسے لاپرواہ ہو رہے ہیں گویا وہ کوئی ہستی ہی نہیں۔ ایسی حالت میں جو کہ دنیا کی ایمانی حالت اس حد تک کمزور ہو چکی ہے اور خدا تعالیٰ نے مجھے خبر کہ میرا ہے مگر میں زندہ ایمان زندہ خدا پر پیدا کرنے کی راہ بتلاؤں جیسا کہ خدا تعالیٰ

لے از غلامان عبدالحکیم رضا شاد جہاں اسکندریہ جلد ۳ ص ۳۵

ازالہ اولیٰ

۲۴۹

حصہ اول

جو اس کے رسول کی نہیں کی گئیں۔ اور وہ تخلص اس امتی کو دی جائے جو اسکے رسول کو نہیں دی گئی۔ اور اگر یہ کہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امتی کر کے کہاں بچا را گیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ صحیح بخاری کی وہ حدیث دیکھو جس میں امام مکہ منکہ موجود ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ منکہ کے خطاب کے مخاطب امتی لوگ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے دنیا کے اخیر تک ہوتے رہیں گے۔ اب ظاہر ہے کہ جب مخاطب صرف امتی لوگ ہیں اور یہ امتیوں کو خوشخبری دی گئی کہ ابن مریم جو آئینہ والا ہے وہ تم میں سے ہی ہوگا اور تم میں سے ہی پیدا ہوگا تو دوسرے لفظوں میں اس فقرے کے یہی معنی ہوتے کہ وہ ابن مریم جو آئے والا ہے کوئی نبی نہیں ہوگا بلکہ فقط امتی لوگوں میں سے ایک شخص ہوگا۔

اب سوچنا چاہیے کہ اس سے بڑھ کر اس بات کے لئے اور کیا قرینہ ہوگا کہ ابن مریم سے اس جگہ وہ نبی مراد نہیں ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی کیونکہ نبوت ایک عطاء غیر مجزوز ہے اور نبی کا اس عطاء سے محروم و بے نصیب کیا جانا ناہرگز جائز نہیں۔ اور اگر فرض کر لیں کہ وہ نبی ہونے کی حالت میں ہی آئیے گئے اور بحیثیت نبوت نزول فرماوینگے تو ختم نبوت اس کا مانع ہے۔ سو یہ قرینہ ایک بڑا بھاری قرینہ ہے بشرطیکہ کسی کے دل و دماغ میں غلط افقوی و فہم موجود ہو۔

میرے دوست مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب اپنے ایک خط میں مجھے لکھتے ہیں کہ اگر آپ کا فیل موعود ہونا مان لیا جائے تو پھر بخاری و مسلم و دیگر صحاح نہ کی و بیکار ہو جائیں گی۔ اور ایک سخت تفرقہ امتات مسائل دین میں پڑے گا۔ سو اول میں ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ میرے دوست وہی مولوی صاحب ہیں کہ جو اپنے اشاعت السنۃ فیہ جلد ۱ میں امکانی طور پر اس عاجز کا مثیل مسیح اور پھر موعود بھی ہونا تسلیم کر چکے ہیں۔ کیونکہ براہین احمدیہ میں جس کا مولوی صاحب نے ریلو لکھا ہے ان دونوں دعووں کا ذکر ہے یعنی اس عاجز نے براہین میں صاف اور صریح طور پر لکھا ہے کہ یہ عاجز مثیل مسیح ہے اور نیز یہ خود بھی ہے۔ جس کے آنے کا وعدہ قرآن شریف اور حدیث میں روحانی طور پر دیا گیا ہے۔

۲۵۰

Back

منکرنی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس غیبت کو
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
عینی سیح جنگوں کا کر دے گا التوا
جگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر شائے گا
کھلیں گے بچے سانپوں سے بے خوف وہ بے گزند
بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفتنگ کا
وہ کافروں سے سنت ہزیت اٹھائے گا
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے
کرے گا ختم آکے وہ دیں کی لڑائیاں
اب قوم میں ہماری وہ تاب و توان نہیں
وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی
وہ عزیمت قبلا نہ وہ ہمت نہیں رہی
وہ نور اللہ وہ چاند سی طلعت نہیں رہی
خلق خدا پر شفقت و رحمت نہیں رہی
حالت تہاری جاذب نصرت نہیں رہی
کسل آگیا ہے مل میں جلالت نہیں رہی
وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی
اب تم کو غیر قوموں پر سبقت نہیں رہی
ظہمت کی کچھ بھی حد نہایت نہیں رہی
نور خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
کیوں چھوڑتے ہو لوگو بنی کی حدیث کو
کیوں بھڑکتے ہو تم یضخ الحرب کی خبر
فرما چکا ہے سید کوین مصطفیٰ
جب آئے گا تو صلح کو وہ مانتے گا
پہلیں گے ایک گھاٹ پہ شیرازہ گو سپند
یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا
یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جلتے گا
اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے
انقص یہ سیح کے آنے کا ہے نشان
ظاہر میں خود نشان کہ نہاں وہ نہیں
اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی
وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی
وہ علم وہ صلاح وہ عظمت نہیں رہی
وہ مدد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی
دل میں تمہارے یار کی اُلفت نہیں رہی
حق بآگیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی
وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی
دنیاؤں میں کچھ بھی یاقوت نہیں رہی
وہ انس و شوق و جذبہ طاعت نہیں رہی
ہر وقت جھوٹ۔ سچ کی تو عادت نہیں رہی

۲۲۵

نہی بن رہی تھی۔ وہاں میں نے جیسی لکھی تھی۔ بھگت رام کے سامنے لکھی تھی۔ دو راج
دو تین مزدور بھی وہاں تھے۔ بھگت سے پیسہ یا ٹکٹ خط روانہ کرنے کے واسطے
نہیں مانگے تھے۔ اقبال ۵ ۱/۲ کے قریب لکھا تھا بیٹھنے کے کمرہ میں خط لکھا تھا۔ کھانے
والے کمرے کے پاس ہے۔ (پھر کہا کہ) پتہ نہیں کھانے والا کمرہ کون ہے۔ میرے اقبال
لکھنے کی وقت اسٹیشن ماسٹر۔ تار بابا اور ڈاک بابا موجود تھے (پھر کہا کہ) لکھ چکا تھا۔ دستخط
کر رہا تھا جب وہ آئے تھے۔ دو تین آدمی اور تھے جن کے روبرو لکھا تھا۔ وہ عبد الرحیم
بھگت رام۔ شیخ وارث تھے۔ اور ڈاکٹر صاحب بھی تھے۔ بیاس میں منظر نے کسی سے

کی حالت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبوت کے لوازم سے کیونکر محروم ہو سکتے ہیں؟
غرض ان لوگوں نے یہ عقیدہ اختیار کر کے چار طور سے قرآن شریف کی مخالفت کی ہے۔
اور پھر اگر پوچھا جائے کہ اس بات کا ثبوت کیسے ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم خدائی
کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے؟ تو نہ کوئی آیت پیش کر سکتے ہیں اور نہ کوئی حدیث دکھلا
سکتے ہیں۔ صرف نزول کے لفظ کے ساتھ اپنی طرف سے آسمان کا لفظ ملا کر عوام کو دھوکہ دیتے
ہیں۔ مگر یاد رہے کہ کسی حدیث مرفوعہ متصل میں آسمان کا لفظ پایا نہیں جاتا اور نزول کا لفظ
محاورات عرب میں مسافر کے لئے آتا ہے اور نزول مسافر کو کہتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ملک کا
بھی یہی محاورہ ہے کہ ادب کے طور پر کسی وارد شہر کو پوچھا کرتے ہیں کہ آپ کہاں اترے
ہیں۔ اور اس بول چال میں کوئی بھی یہ خیال نہیں کرتا کہ یہ شخص آسمان سے اترے۔ اگر
اسلام کے تلمذ فرقہ کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح حدیث تو کیا وضعی حدیث بھی
ایسی نہیں پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ جسم خدائی کے ساتھ آسمان پر چلے گئے
تھے اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے۔ مگر کوئی حدیث پیش کرے۔ تو
ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ تک تعلق دے سکتے ہیں اور توبہ کرنا اور قسم اپنی

۲۰۴

۲۲۶

نہیں کہا تھا کہ میں ڈاکٹر صاحب کو مارنے آیا ہوں۔ بھگت پریداس سے بھی نہیں کہا تھا۔ ڈاکٹر صاحب مجھ کو ہمراہ امرتسر لے آئے تھے اور مجھے انہوں نے معافی دے دی تھی کہ نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ بیاس سے چل کر اُسی دن سوہج غروب ہونے سے پہلے امرتسر پہنچ گئے تھے۔ رات کو ڈاکٹر صاحب نے سلطان پنڈ میں جو امرتسر سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے بھیج دیا اور وارث اور پریداس و عبدالرحیم میرے ساتھ رہے تھے۔

کتابوں کا جلا دینا اس کے علاوہ ہو گا۔ جس طرح چاہیں تسلی کر لیں۔

افسوس ہے کہ ہمارے سادہ لوح علم صرف نزل کا لفظ احادیث میں دیکھ کر اس بلا میں گرفتار ہو گئے ہیں کہ خواہ امیدیں باندھ رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے واپس آئیں گے اور وہ دن ایک بڑے تلشے اور نظارہ کا دن ہو گا کہ انکے دائیں بائیں فرشتے ساتھ ساتھ ہونگے جو انکو آسمان سے اٹھا کر لائیں گے۔ افسوس کہ یہ لوگ کتابیں تو پڑھتے ہیں مگر آنکھ بند کر کے۔ فرشتے تو ہر ایک انسان کے ساتھ رہتے ہیں اور بموجب صحبت معصوم کے طالب علموں پر اپنے پردوں کا سایہ ڈالتے ہیں۔ اگر مسیح کو فرشتے اٹھائیں تو کیا نازلے طور پر اس بات کو مانا جائے۔ قرآن شریف سے تو یہ بھی ثابت ہے کہ ہر ایک شخص کو خدا تعالیٰ اٹھائے پھر اسے حملتاً *فہم فی البقرۃ المجرۃ* مگر کیا خدا کسی کو نظر آتا ہے؟ یہ سب استعارات ہیں۔ مگر ایک بیوقوف فرقہ چاہتا ہے کہ انکو حقیقت کے رنگ میں دیکھیں اور اس طرح پر ناحق مخالفین کو احقر امن کا موقع دیتے ہیں۔ یہ ناولن نہیں جانتے کہ مگر عدیثوں کا مقصد یہ تھا کہ وہی مسیح ہو آسمان پر گیا تھا۔ واپس آئیگا تو اس صورت میں عز و جل کا لفظ بلا طلب محل تھا۔ ایسے موقع پر یہی سب جہلی کسی کا واپس آنا بیان کیا جاتا ہے۔ عرب کے فصیح لوگ (رجوع) بولا کرتے ہیں نہ نزل۔ پھر کیونکر ایسا غیر فصیح اور بے محل لفظ اس فصیح اور اعرف الناس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جائے جو تمام فصحاء کا سردار ہے۔

حصہ اول

۱۴۲

ازالہ اوہام

افسوس کہ ہماری قوم کے لوگ استعارات کو حقیقت پر حمل کر کے سخت بچھل میں پھنس گئے ہیں اور ایسی مشکلات کا سامنا نہیں پیش آگیا ہے کہ اس بات سے آسانی نکلتا ان لوگوں کیلئے سخت دشوار ہے اور جو نکلنے کی راہیں ہیں وہ انہیں قبول نہیں کرتے۔ مثلاً صحیح مسلم کی حدیث میں یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت یحییٰ جب آسمان سے اترینگے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا اس لفظ کو ظاہری لباس پر حمل کرنا کیسا لغو خیال ہے زرد رنگ پہننے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی لیکن اگر اس لفظ کو ایک کاشفی استعارہ قرار دے کر مجتہدین کے مذاق اور تہوار کے موافق اسکی تعبیر کرنا چاہیں

لیک ہے کہ جب وہ پہنچائے گا تو مسلمانوں کی اندرونی حالت کو جو اس وقت بغایت حد بدرگزی ہوئی ہوگی دینی صحیح تعلیم سے درست کر دے گا اھان کے روحانی انطاس اور باطنی ناداری کو جلی دھ کر اکر اس پر اب تمام حقائق و معارف ان کے سامنے رکھ دے گا یہاں تک کہ وہ لوگ اس دولت کو لینے پینے تک جائینگے اور ان میں سے کوئی طالب حق روحانی طور پر مغفل اور نادار نہیں رہے گا بلکہ جس قدر بھائی کے بھوکے بچے ہیں ان کو بھرت طیب غذا و ملاقات کی اور شربت غیر می معرفت کا پلا یا جائے گا اور طوطا جت کے پوتوں سے ان کی بھولیاں پر کر دی جائیں گی اور جو مسخہ اور زلب لہاب قرآنی مشرین کا ہے اس خطر کے بھرے ہوتے شیشے ان کو توڑتے جائیں گے۔

دوسری علامت خاصہ یہ ہے کہ جب وہ مسخہ معبود آئے گا تو صلیب کو توڑے گا اور خستہ بدن کو قتل کرے گا اور وہ تھلک کسٹم کو قتل کر دے گا اور میں کا فر تک اس کے دم کی ہوا پیچھے کی وہ فی الغور مر جائیگا سو اس علامت کی اصل حقیقت جو روحانی طور پر مراد رکھی گئی ہے یہ ہے کہ سب دنیا میں اگر صلیبی مذہب کی شاخیں ٹوٹ کر اپنے پیروں کے پیچھے پھل ٹٹنے کا اور ان لوگوں کو جن میں خستہ بدن کی بے حیا اور نوکری کی بے شرمی اور مجاہست عہدی ہے ان پر بدن کی طلعہ کا اختیار ملے گا کہ اب کا کام تمام کرے گا اور وہ لوگ جو صرف دنیا کی آنکھ رکھتے ہیں مگر دین کی آنکھ بکلی غلط ہے۔ بلکہ ایک بدنامیٹ میں میں نکلا ہوا ہے انکو تین جہنم کی سیف طلعہ سے نازم کرے ان کی منکرانہ ہستی کا خاتمہ کر دے گا اور صرف ایسے ایک چشم لوگ بلکہ ہر ایک کا فر جو دین محمدی کو بظلمہ استخار دیکھتا ہے کسی بدن کی بے وفائی وہم سے روحانی طور پر مارا جائے گا۔ فرض یہ سب حقائق استعارہ کے طور پر واقع ہیں جو اس عاجز پر

اصحاب مجدد تسلیم کئے گئے ہیں۔ جن میں سے بعض نے اپنی زبان سے دعویٰ مجددیت کیا ہے اور بعض نے نہیں کیا۔ ہفت بعض لوگوں نے انکو اپنے اعتقاد اور علم سے مجدد تسلیم کر لیا ہے۔ ہم انکے نام صدی وار لکھ دیتے ہیں۔ تاکہ لوگ انکے اسمائے مبارک سے ناواقف اور نا آشنا نہ رہیں۔ اچھی طرح سے واقف ہو جائیں۔

• پہلی صدی میں اصنافِ اولِ مجددیم کئے گئے ہیں

- (۱) عمر بن عبدالعزیز (۲) سالم (۳) قاسم (۴) کچول۔ علاوہ انکے اور بھی اس صدی میں مجدد اسمے گئے ہیں۔ چونکہ جو مجدد جامع صفات سے ہوتا ہے۔ وہ سب کا سردار اور فی الحقیقت وہی مجددی نفسہ مانا جاتا ہے۔ اور باقی اس کی ذیل سمجھے جاتے ہیں۔ جیسے انبیاء بنی اسرائیل میں ایک بنی بڑا ہوتا تھا۔ تو دوسرے اسکے تابع ہو کر کارروائی کرتے تھے۔ چنانچہ صدی اول کے مجدد متصف بجامع صفات حتیٰ حضرت عمر بن عبدالعزیز تھے ویکہ ہونیم الثاقب جلد ۳ صفحہ ۹۔ وقرۃ العیون و مجالس اللابرار۔

دوسری صدی کے مجدد اصنافِ اول ہیں

- (۱) امام محمد اور میں ابو عبد اللہ شافعی (۲) احمد بن محمد بن حنبل شیبانی (۳) یحییٰ بن یسین بن عیون عطفانی (۴) اسحاق بن عبدالعزیز بن داؤد قیس (۵) ابو عمرو مالکی مصری (۶) خلیفہ ماموں رشید بن اربوں (۷) قاضی حسن بن زیاد ضعیفی (۸) جنید بن محمد بغدادی صوفی (۹) سہل بن ابی سہل بن زعمہ شافعی۔ (۱۰) بقول امام شافعی عارف بن اسعد محاسبی ابو عبد اللہ صوفی بغدادی۔ (۱۱) اور بقول قاضی القضاات علامہ حنی۔ احمد بن خالد الخلال ابو حفص صلی بغدادی۔ ویکہ ہونیم الثاقب جلد ۳ صفحہ ۱۰۔ قرۃ العیون و مجالس اللابرار۔

تیسری صدی کے مجدد اصنافِ اول ہیں

- (۱) قاضی احمد بن شریع بغدادی شافعی (۲) ابو الحسن اشعری متکلم شافعی۔ (۳) ابو جعفر طحاوی ازوی حنفی (۴) احمد بن شعیب (۵) ابو عبد الرحمن نسائی (۶) خلیفہ مقتدر عباسی

۸۱۱

(۷) حضرت شبلی صوفی (۸) حمید اللہ بن حسین (۹) ابو الحسن کرمی صوفی حنفی (۱۰) امام
مجتبیٰ بن محمد قزوینی مجددانہ لس اہل حدیث۔

چوتھی صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) امام ابو بکر باقلانی (۲) خلیفہ قادر باللہ عباسی (۳) ابو حامد اسفرانی (۴) حافظ ابو
نصیم (۵) ابو بکر خوارزمی حنفی (۶) بقول شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ محمد بن عبد اللہ العوف بالی کاشانی
(۷) امام ہاشمی۔ (۸) حضرت ابو طالب ولی اللہ صاحب قوت القلوب جو طبقہ صوفیا سے
چھٹے (۹) حافظ احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی (۱۰) ابو اسحاق شیرازی (۱۱) ابیہم
بن ابی یوسف فقہ و محدث۔

پانچویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن محمد ابو حامد امام خراسانی (۲) بقول عینی و کرمانی حضرت داعی حنفی (۳)
خلیفہ مستظہر بالمدین مقتدی باللہ عباسی (۴) عبد اللہ بن محمد انصاری ابو اسحاق
ہمدانی (۵) ابو طاهر سلفی (۶) محمد بن احمد ابو بکر شمس الدین سرخسی فقیہ حنفی۔

چھٹی صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن عمر ابو عبد اللہ محمد بن محمد (۲) علی بن محمد (۳) عز الدین ابن کثیر (۴)
امام رافعی خافضی صاحب ذبہ شرح شفاء (۵) یحییٰ بن حبش بن میرک حضرت شہاب
الدین سہروردی شہید امام طریقت (۶) یحییٰ بن اشرف بن حسن بن محمد بن ابی الدین نووی۔
(۷) حافظ عبد الرحمن ابن جوزی۔

ساتویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) احمد بن عبد الحلیم تقی الدین ابن تیمیہ حنبلی (۲) تقی الدین ابن وقیف (۳) شہید
شاہ شرف الدین محمد بن بہائی سندھی (۴) حضرت معین الدین چشتی (۵) حافظ

ابن اقیم جوزی شمس الدین محمد بن ابی بکر بن الیوب بن سعد بن اقیم الجوزی دمشقی
حنبل (۶)، عبد اللہ بن سعد بن علی بن سلیمان بن خلّاج، ابو محمد عقیف الدین یافعی
شافعی (۷)، قاضی بدر الدین محمد بن عبد اللہ الشبل حنفی دمشقی۔

آٹھویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) حافظ علی بن حجر مستطانی شافعی (۲) حافظ زین الدین عوایق شافعی (۳) صالح
بن عمر بن ارسلان قاضی بطنینی (۴) علامہ ناصر الدین شاذلی ابن سنت سیلی۔

نویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) عبد الرحمن بن کمال الدین شافعی معروف بابام جلال الدین سیوطی (۲) محمد بن عبد
الرحمن سخاوی شافعی (۳) سید محمد جون پوری مہدی، ابو بقول جنس دسویں صدی کے مجدد

دسویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) ملا علی قاری (۲) محمد طابہ نقشبندی گجراتی محی الدین محی السنہ (۳) حضرت علی بن حزام
الدین معروف بعلی شقی ہندی مکی۔

گیارہویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) عالمگیر بادشاہ غازی، اورنگ زیب (۲) حضرت آدم بنوری صوفی (۳) شیخ احمد
بن عبد الاحد بن زین العابدین فاروقی سرسندی معروف بابام ربانی مجدد اہل تانی

بارہویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن عبد الوہاب بن سلیمان نجدی (۲) مرزا مظہر جان جاناں دہلوی (۳) سید
عبد القادر بن احمد بن عبد القادر حسنی کوکبیانی (۴) حضرت احمد شاذلی اللہ صاحب محدث
دہلوی (۵) امام شوکانی (۶) علامہ سید محمد بن اسماعیل امیرین دہلی محمد حیات بن ملا ملاز

بعض کے نزدیک حضرت امیر تیمور بادشاہ بھی محمد ہیں۔

۱۲۰

سندی دینی، پندرہویں صدی کے مجدد اسحاق ذیل ہیں

(۱) سیاح محمد بریلوی (۲) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۳) مولوی محمد امجد علی شہید بریلوی (۴) بعض کے نزدیک شاہ رفیع الدین صاحب بھی مجدد ہیں (۵) بعض نے شاہ عبدالقادر کو مجدد تسلیم کیا ہے۔ ہم اسکا انکار نہیں کر سکتے۔ کہ بعض مہنگ میں بعض بزرگ ایسے ہی ہوں گے جنکو مجدد مانا گیا ہو۔ اور ہمیں انکی اطلاع نہ ملی ہو۔ وجہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو جامع مہج صفات انسانی تھے۔ کوئی مکمل انسان ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ شریعت اسلامی کے تمام محکمات کی خدمات کو سر انجام دے سکتا۔ اسلئے ضروری بلکہ اشد ضروری تھا۔ کہ شریعت حقہ اسلام کے ہر پہلو اور ہر محکمہ کے ضعف اور کمزوری کو دور کرنے کے لئے الگ الگ افراد اس خدمت پر مامور ہوتے اور مشاہدہ اور تجربہ کو اسی دیتا ہے کہ ایسا ہی ہوتا رہا۔ چنانچہ نہایت مجددین سے واقع ہوتا ہے۔ کہ کوئی مجدد فقیر ہے کوئی محدث ہے۔ کوئی مفسر ہے کوئی مصنف کوئی منظم ہے۔ اور کوئی بادشاہ ہے۔ الغرض جن کاموں کو ایک ذات جامع مہج صفات انسانی ہمہ جن و خوبی سر انجام دیتی تھی۔ اب مختلف زمانوں میں مختلف افراد مختلف پہلوؤں میں ان خدمات کو بجا لاتے رہے۔ اور اس سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔

جب یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا۔ کہ ہر صدی کے سرپرستی مجدد کا آنا ضروری ہے۔ تو اب کوئی وجہ نہیں کہ چودھویں صدی کے سرپرست کوئی مجدد نہ آوے۔ مجدد کا آنا نہایت ہی ضروری ہے۔ خاص کر ایسے پرفتن زمانہ میں جبکہ اسلام پر ہر پہلو اور ہر طرف سے مصائب کے پہاڑ کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں۔ اور اسلام اچھے نقصان میں آ رہا ہے۔ کہ جس سے جائز بنی نہایت ہی مشکل ہو گئی ہے۔

اں یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہر صدی میں جو مجدد آیا ہے۔ اسکا اہم کام یہی ہوتا تھا۔ کہ اسلام پر جس پہلو سے حملہ کیا گیا۔ یا جس بات میں اسلام ضعیف ہو گیا ایسی حملہ یا نقص دور کرنے کے لئے وہ مجدد کھڑا ہوا اور مجدد کے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام

۱۳۶

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ وَجَعَلَ اَعْدَاءَهُ مِنَ الْمَلْعُونِينَ - اَشْهَدُ اَنَا نَتَمَسَّكَ

است خدا پرستوں اور برکت نازل کرد و بر دشمنان او لعنت فرستاد - گواہ ہاں ہوں کہ ما

بِكِتَابِ اللَّهِ الْقُرْآنِ - وَنَتَّبِعُ اقْوَالَ رَسُولِ اللَّهِ مِنْبِيعِ الْحَقِّ وَالْحَرَفَانِ - وَنَقْبِلُ

بکتاب الہی کہ قرآن شریف است پیغمبر می زنییم - و سخنان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را کہ چشمہ حق و معرفت است

مَا اَنْعَقَدُ عَلَيْهِ الْاِجْمَاعُ بِذَلِكَ الزَّمَانِ - لِاحْزَنِيدُ عَلَيْهَا وَلَا نَنْقُصُ مِنْهَا

پس روی می کنیم و ہر آن امور را قبول می کنیم کہ در آن زمان با جمیع صحابہ کرام قریب یافتند - نہ بر این امور

وَعَلَيْهَا نَحْمَدُهَا نَمُوتُ - وَمِنْ زَادِهَا هَذِهِ الشَّرِيعَةُ مَثَقَالُ ذَرَّةٍ اَوْ نَقْصُ

زیادہ می کنیم و نہ از آنہا کم جیسا ازیم - و بر آنہا زغہ خواہیم نامد و بر آنہا خواہیم مرد - و ہر کہ بمقدار یک ذرہ برین شریعت

مِنْهَا اَوْ كُفْرًا يَحْقِيقُ اِجْمَاعِيَةً - فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِينَ

زیادہ کرد یا کم نمود یا شکاف حقیقہ اجماعیہ کرد - پس برود لعنت خدا و لعنت فرشتگان و ہر تو میان است -

هَذَا اِعْتِقَادِي - وَهُوَ مَقْصُودِي وَمِرَادِي - وَلَا اُخَالِفُ

این اعتقاد من است - و نیز مقصود من است و مراد من - و من

قَوْمِي فِي الْاَصُولِ الْاِجْمَاعِيَةِ - وَمَا جِئْتُ بِمُحَدَّثَاتٍ كَالْفِرْقِ الْمُبْتَدِعَةِ

با قوم خود در اصول اجماعیہ اختلاف نمی سازم - و پیچیدہ عقاید چیزائے نو پیدا نیامدہ ام -

بَيِّدَ اِنِّي اُرْسَلْتُ لِتَجْدِيدِ الدِّينِ بِاَصْلَاحِ الْاُمَّةِ عَلَى رَأْسِ هَذِهِ الْمَائَةِ - فَاذْكُرْهُمْ

بیدارانی ارسالت من را کہ من را برای اصلاح امت و تازیدن دین بر سر این صدی فرستادہ شدہ ام - پس ایشان را

بَعْضُ اَنْصَارِ اَمْرِ الْعُلُومِ الْحَكِيمَةِ وَالْوَأَقْعِ الصَّحِيحَةِ الْاَصْلِيَّةِ - وَجَعَلَنِي

بعضی از یاران امر علوم حکیمہ و واقعہ صحیحہ اصلیت - و مرا بحد گار من

رَبِّي عَسَى اَنْ يَمُنَّ عَلَى طَرِيقِ الْبُرُودِ الرَّحْمَانِيَةِ بِصَلَاةٍ اَسْرَدَ لِنَفْعِ الْعَامَةِ -

بر طرفی بصفات رحمانیہ می بینم کہ شاید - برائے صلواتی کہ بفرستد افادہ مخلوقات

بِرُفْقِ بَصَافَاتِ رَحْمَانِيَةٍ مِثْلِي يَمُرُّ كَوَانِيْدَ - بِرَأْسِ صَلَوَاتِي كَمَا بَرَضَ اَفْعَدَ مَخْلُوقَاتِ

بر طرفی بصفات رحمانیہ می بینم کہ شاید - برائے صلواتی کہ بفرستد افادہ مخلوقات

ایام الصلح

۳۲۳

جب تک کسی دل میں ایک ذرہ بھی تقویٰ ہو ایسے افراد نہیں کر سکتا۔ جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنا دو رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے۔ اور جس خدا کی کلام یعنی قرآن کو پتہ مارنا حکم ہے ہم اس کو پتہ مار رہے ہیں۔ اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر غشبتنا کتب اللہ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔ بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں۔ اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائکہ حق اور عشر اجساد حق اور دوزخ حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک فرمائے اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ پتے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ اور اسی پر مبنی اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لادیں۔ اور صوم اور صلوة اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی جماعتی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے۔ اور ہم اعلان اور ذہن کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔ اور جو شخص مخالفت اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افتراء کرتا ہے۔ اور قیامت میں ہمارا اُس پر یہ دعویٰ ہے کہ کب اُس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے

۱۳۳

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُارَكُ وَجَلَّ اَعْدَاؤُهُ مِنَ الْمَلْعُونِينَ - اَشْهَدُ اَنَا نَتَمَسَّكُ
است تھا بعد از فرستاد برکت نازل کرد و بر دشمنان او لعنت فرمود آئند - گواہ باشم کہ ما

بِکِتَابِ اللَّهِ الْقُرْآنِ - وَنَتَّبِعُ اقْوَالَ رَسُولِ اللَّهِ مِنْبِغِ الْحَقِّ وَالْحَرَفَانِ - وَتَقْبِلُ
بِکتابِ الهی کہ قرآن شریف است پیغمبری زبیم - و مستقیماً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را کہ چشم حق و معرفت
مَا اَنْعَقِدُ عَلَيْهِ الْاِجْمَاعُ بِذَلِكَ الزَّمَانِ - لَا نَزِيدُ عَلَيْهَا وَلَا نَنْقُصُ مِنْهَا
پس روی سے کہیم و ہمہ اُن امور را قبول سے کہیم کہ وہاں زمانہ یا جماع صحابہ کرام قرار یافتند - نہ بڑھایں امور

وَعَلَيْهَا نَحْمِي وَنَعْلِيهَا نَمُوتُ - وَمَنْ زَادَ عَلَى هَذِهِ الشَّرِيعَةِ مِثْقَالَ خَرْدَلٍ اَوْ نَقَصَ
نزدہ می کہیم و نہ از اُنہا کہ میسازیم - و بر اُنہا زلفہ خواہیم ماند و بر اُنہا خواہیم مرد - و ہر کہ بمقدار یک ذرہ برین شریعت
مِنْهَا لَوْ كَفَرَ بِعَقِيدَةِ اِجْمَاعِيَةٍ - فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِينَ
زیادہ کردہ یا کم نمود یا انکار عقیدہ اجماع کردہ - پس بر لعنت خدا و لعنت فرشتگان و ہمہ تو میان است -

هَذَا اِلِاَعْتِقَادِي - وَهُوَ مَقْصُودِي وَمِرَادِي - وَلَا اُخَالِفُ

این اعتقاد من است و ہمیں مقصود من است و مراد من - و من

قَوِي فِي الْاَصُولِ الْاِجْمَاعِيَةِ - وَمَا جِئْتُ بِمُحَدَّثَاتٍ كَالْفِرْقِ الْمُبْتَدِعَةِ
باتوم خود و اصل باجمیع اختلافہ ندارم - و بموجب بدعتیں چیزائے نو پیدا نیانندہ ام -

بَيِّدَ اِنِّي اُرْسِلْتُ لِتَجْدِيدِ الدِّينِ وَاصْلَاحِ الْاُمَّةِ عَلَى رِاسِ هَذِهِ الْمَائَةِ - فَاذْكُرْهُمْ
گر اینست کہ من برائے تازه کردن دین و اصلاح امت بر سر این صدی فرستادہ شدہ ام - پس ایشان را

بَعْضُ اَنْصَوَامِ الْعُلُومِ الْحَكِيمَةِ - وَالْوَاقِعَاتِ الصَّحِيحَةِ الْاَصْلِيَّةِ - وَجَعَلَنِي
بعض اَنْصوامِ العلومِ الحکیمہ - و الواقعاتِ الصحیحہِ الاصلیہ - و جَعَلَنِي

رَبِّي عَسَى اَنْ يَمُنَّ عَلٰى طَرِيقِ الْبَرِّ الرَّحْمَانِيَةِ بِصَلْحَةٍ اَسْرَدَ لِنَفْعِ الْعَامَّةِ -
بر طریقِ برحقانہ رحمانیہ صحتی من مریم گردانید - برائے صلحتی کہ بفرماید افادہ مخلوقات

مصلوکاری سے خدا تعالیٰ جو ادرہم الراحمین اہل ماں باپ سے زیادہ اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے ہرگز ممکن نہیں کہ وہ اپنے غافل لودکڑہر بندوں کے لئے یہ پہلو اختیار نہ کرے کہ حق کو تیرہ سو برس کے غافل پاکر وہ حق کو ہر براہین سے بھجوا دے اور آسمانی نشانوں سے تسلیں بجھنے اور پہلو اختیار کرے کہ کسی کو بھیج کر غافل بندوں کو فنا کرنے کیلئے تیار ہو جائے۔ یہ عادت اس کی ان صفات کے مخالفت ہے جن کی قرآن شریف میں تعلیم دی گئی ہے۔ اور قرآن شریف میں یہ وعدہ تھا کہ خدا تعالیٰ قتلوں اور خطرات کے وقت میں دین اسلام کی حفاظت کرے گا۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لعاقلون۔ سو خدا تعالیٰ نے بموجب اس وعدہ کے چوتھم کی حفاظت اپنی کلام کی کی۔ لَوَلَّ حالوں کے ذریعہ سے اس کے حفاظ اور ترقیب کو محفوظ رکھا۔ اور ہر ایک صدی میں وکھوں ایسے انسان پیدا کئے جو اس کی پاک کلام کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھتے ہیں۔ ایسا حفظ کہ اگر ایک لفظ پوچھا جائے تو اس کا اگلا پچھلا سب بتا سکتے ہیں۔ اور اس طرح ہر فرقان کو تحریف نقلی سے ہر ایک زمانہ میں بچایا۔ دوسرے ایسے ائمہ اور اکابر کے ذریعہ سے جن کو ہر ایک صدی میں فہم قرآن عطا ہوا ہے جنہوں نے فرقہ بین کے جہلی مقامات کی عادیث نبویہ کی مدد سے تفسیر کر کے خدا کی پاک کلام اور پاک تعلیم کو ہر ایک زمانہ میں تحریف معنوی سے محفوظ رکھا۔ تیسرے حکمیں کے ذریعہ سے جنہوں نے قسراتی تعلیمات کو عقل کے ساتھ تطبیق دے کر خدا کی پاک کلام کو کونہ اندیش فلسفیوں کے مستحقف سے بچا رکھا۔ چوتھے روحانی انعام پانے والوں کے ذریعہ سے جنہوں نے خدا کی پاک کلام کو ہر ایک زمانہ میں معجزات اور معارف کے منکروں کے حملہ سے بچایا ہے۔

سویہ پہلی کسی نہ کسی پہلو کی وجہ سے ہر ایک زمانہ میں پوری ہوتی رہی ہے اور جس زمانہ میں کسی پہلو پر پناہوں کی طرف سے زیادہ زور دیا گیا تھا اسی کے مطابق خدا تعالیٰ کی غیرت اور حریت نے دافعت کرنے والا پیدا کیا ہے لیکن یہ زمانہ جس میں ہم ہیں یہ ایک ایسا نڈا تھا جس میں مخالفوں نے ہر جہاد پہلو کے رو سے حملہ کیا تھا اور یہ ایک سخت طوفان کی دن تھے

۲۹۵

اس قدر کا جواب یہ ہے کہ اس عاجز کی طرف سے بھی یہ دعویٰ نہیں کی مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہے اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آئے گا بلکہ میں تو ماننا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کینا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آ سکتا ہے اور ممکن ہے کہ ظاہری جلال اور اقبال کے ساتھ بھی آئے اور ممکن ہے کہ اول وہ دشمن میں ہی نازل ہو مگر اے میرے دوست مجھے اس بات کے ماننے اور قبول کرنے سے معذور تصور فرمائیے کہ وہ بھی مسیح الہی مہم جو فوت ہو چکا ہے اپنے خلی جسم کے ساتھ پھر آسمان سے آئے گا۔ اسلام اگرچہ خدائے تعالیٰ کو قادر مطلق بیان فرماتا ہے اور فرمودہ خدا اور رسول کو عقل پر فوقیت دیتا ہے مگر پھر بھی عقل کو معطل اور بے کار ٹھہرانا نہیں چاہتا اور اگر صفات اور صریح طور پر کوئی امر خلاف عقل کسی الہامی کتاب میں واقع ہو اور ہم اس کے چاروں طرف نظر ڈال کر اس حقیقت تک پہنچ جائیں کہ دراصل یہ امر خلاف عقل ہے برتر از عقل نہیں تو ہمیں شریعت اور کتاب الہی ہرگز اجازت نہیں دیتی کہ ہم اس امر غیب معقول کو حقیقت پر حمل کر بیٹھیں بلکہ قرآن شریف میں ہمیں صاف تاکید فرمائی گئی ہے کہ آیات متشابہات یعنی جن کا سمجھنا عقل پر مشتبہ رہے ان کے ظاہری معنی پر ہرگز زور نہیں دینا چاہیے کہ درحقیقت یہی مطلب اور مراد خدا تعالیٰ کی ہے۔ * بلکہ اس پر ایمان لانا چاہیے اور اس کی اصل حقیقت کو

۲۹۶

۲۹۷

* بعض لوگ مہدیین کے فرقہ میں سے جو الہ آیات قرآنی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح الہی مہم جو اربع مقام کے پرندے بنا کر اور ان میں چھوٹے مارکر زندہ کر دیا کرتے تھے۔ چنانچہ اس بنا پر اس عاجز پر اعتراض کیا ہے کہ جس حالت میں مثیل مسیح بنے گا دعویٰ ہے تو پھر آپ بھی کوئی مٹی کا پرندہ بنا کر پھر اس کو زندہ کر کے دکھائیے۔ کیا کہ جس حالت میں حضرت مسیح کے کرڈا پرندے بنائے ہوئے ایک موجود ہیں جو ہر طرف پر مار کر لے نظر آتے ہیں تو پھر مثیل مسیح بھی کسی بندہ کا خالق جو نہا جائیے۔

اب تمام اوہام باطل کا جواب یہ ہے کہ وہ آیات جن میں ایسا لکھا ہے متشابہات میں سے ہیں اور ان کے یہ حصہ نہ کہ گویا خدا تعالیٰ نے اپنے ارادہ اور اذن سے حضرت عیسیٰ کو صفات خالقیت میں شریک کر رکھا تھا صریح الہی اور صحت ہے ایسی ہے کہ نہ کہ اگر خدا تعالیٰ اپنی صفات خاندان الوہیت محمدیہ دوسرے کو دے سکتا ہے

۲۹۸

تذکرۃ الشہادتین

۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی سُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
 الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہٖ الذِّیْنَ اٰطَعُوْا

اس زمانہ میں اگرچہ آسمان کے نیچے طرح طرح کے ظلم ہو رہے ہیں۔ مگر جس ظلم کو ابھی میں ذیل میں بیان کروں گا۔ وہ ایک ایسا دردناک حادثہ ہے کہ دل کو ہلا دیتا ہے۔ اور بدلی پر لرزہ ڈالتا ہے۔

اس امر کو با ترتیب بیان کرنے کے لئے پہلے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ جب محمد خدا تعالیٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمینی کو طوطی طرح کے لُٹق اور مگرابی سے بھرا ہوا پا کر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کے لئے مامور فرمایا۔ اور یہ زمانہ بھی ایسا تھا کہ اس دنیا کے لوگ تیرہویں صدی ہجری کو ختم کر کے چودھویں صدی کے سر پر پہنچ گئے تھے۔ تب میں نے اُس حکم کی پابندی سے عام لوگوں میں بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ مذکور فی مشروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کے لئے آئے وہ الامتصاص میں ہی اصول تامہ الیمن جو زمینی پسے اُٹھ گیا ہے اُس کو دوبارہ قائم کروں۔ اور خدا سے توبہ پکارتی کے ہاتھ کی کشش سے دنیا کو اصلاح اور تقویٰ اور راستبازی کی طرف کھینچوں۔ اور ان کی اعتقادی اور علمی غلطیوں کو دھو کر اور پھر جب اس پر چند سال گزرتے تو بذریعہ وحی الہی میرے پر متعجب کھولا گیا کہ کروہج جو اسی امت کے لئے ابتداء سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی جو تنوّل اسلام کے وقت ابھر گا اسی کے پھیلنے کے

زمانہ میں براہ راست خدا سے ہایت پانے والا اور اُس آسمانی مادہ کو نئے سے نئے انسان کے آنے میں
 کمزیر اور ناقص رہا۔ جس کی ریشلت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے دی تھی۔ وہ میں ہی ہوں۔ اور مکالمات الہیہ اور مخاطبات رحمانیہ اس صفائی اور تواتر سے اس بابے
 میں جوئے کہ شک و شبہ کی جگہ نہ رہی۔ ہر ایک وحی جو ہوتی ایک فلاحی مسیح کی طرح دل میں دھنست تھی اور
 یہ تمام مکالمات الہیہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیں سے بھرے ہوئے تھے کہ روزِ روضی کی طرح وہ پوری
 ہوتی تھیں۔ اور اُن کی قوت اور کثرت اور اجمالی طاقتوں کے کوشم نے مجھے اس بات کے اقرار کرائے
 جیوہ کر کیا کہ یہ اُسی وعدہ کا شریک خدا کا کلام ہے جس کا کلام قرآن شریف ہے۔ اور میں اس جگہ تورات
 اور انجیل کا نام نہیں لیتا کیونکہ تورات اور انجیل تحریف کرنے والوں کے ہاتھوں سے اس قدر
 محرف و تبدیل ہو گئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے۔ غرض وہ خدا کی وحی جو میرے پر
 نازل ہوئی ایسی یقینی اور قطعی ہے کہ جس کے ذریعے میں نے اپنے خدا کو پایا۔ اور وہ وحی نہ صرف
 آسمانی نشانوں کے ذریعہ مرتب و متعین تک پہنچی۔ بلکہ ہر ایک حصہ اُس کی حاجت خدا تعالیٰ کے کلام
 قرآن شریف پر پیش کیا گیا۔ تو اس کے مطابق ثابت ہوا۔ اور اس کی تصدیق کے لئے بادش کی طرح
 نشان آسمانی رہے۔ انہیں دونوں میں مضامین کے عینہ میں صوح اور چاند کا گہرا بھی تھا۔ جیسا کہ
 لکھا تھا کہ اس مہدی کے وقت میں ماہ رمضان میں سورج اور چاند کا گہرا ہو گا۔ اور انہیں ایام
 میں طالع بھی کثرت سے پنجاب میں ہوئی۔ جیسا کہ قرآن شریف میں یہ خبر موجود ہے۔ اور پہلے
 نبیوں نے بھی یہ خبر دی ہے کہ ان دونوں میں مری بہت چلیگی۔ اور ایسا ہو گا کہ کوئی گناہ اور شہر
 اُس مری سے باہر نہیں رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہو رہا ہے۔ اور خدا نے اُس وقت کہ اُس
 ملک میں طالع کا نام و نشان نہ تھا۔ قریباً بائیس برس طالع کے چوٹنے سے پہلے مجھے اُس
 کے پیدا ہونے کی خبر دی۔ پھر اس بارہ میں الہامات بادش کی طرح ہوئے اور نکارا ان فقرات کا مختلف
 پہلوں میں ہوا۔ چنانچہ مذکورہ ذیل وحی میں اس طرح پر مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔

اِنَّ اَمْرَ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ بِشَرْعِهَا النَّبِيُّۤ۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا

۴۰

کشف الغطاء

۱۹۳

ہے بڑھ کر اور کچھ نہیں۔ کہ مجھے تمام اخلاقی حالتوں میں خدائے قیوم نے حضرت مسیح علیہ السلام کا نمونہ پیش کیا ہے تا اس حد نرمی کے ساتھ لوگوں کو روحانی زندگی بخشوں۔ میں نے اس نام کے معنی میں مسیح موعود کے صرف آج ہی اس طور سے نہیں کے بلکہ آج سے انیس برس پہلے اپنی کتاب براہین مصدیہ میں بھی یہی معنی کئے ہیں۔

مکن چٹکتی لوگ میری من باتوں پر سنیں گے یا مجھے پاگل اور دیوانہ قرار دیں۔ کیونکہ یہ باتیں دنیا کی سمجھ سے بڑھ کر ہیں۔ اور دنیا میں کو شرافت نہیں کر سکتی۔ خاص کر قدیم فرقوں کے مسلمان جن کے ایسی پیشگوئیوں کی نسبت خطرناک اصول ہیں۔ یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ مسلمانوں کے قدیم فرقوں کو ایک ایسے ہمدی کی انتظار ہے جو فاطمہ مدثرین کی اولاد میں سے ہوگا اور نیز ایسے مسیح کی بھی انتظار ہے جو اس ہمدی سے بلکہ مخالفان اسلام سے مطالبات کرے گا۔ گریں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ یہ سب خیالات لغو اور باطل اور جھوٹ ہیں اور ایسے خیالات کے ماننے والے سخت غلطی پر ہیں۔ ایسے ہمدی کا وجود ایک فرضی وجود ہے جو نادانی اور دھوکا سے مسلمانوں کے دلوں میں جما ہوا ہے۔ اور صیح یہ ہے کہ نبی فاطمہ سے کوئی ہمدی آنے والا نہیں۔ اور ایسی تمام حدیثیں موضوع اور بے اصل اور بنیادی ہیں جو غالباً عباسیوں کی سلطنت کے وقت میں بنائی گئی ہیں اور صیح اور راست صرف اس قدر ہے کہ ایک شخص مسیح علیہ السلام کے نام پر آنے والا بین کیا گیا ہے جو نہ بڑے گا اور نہ خون کریگا۔ اور غربت اور سبکدوشی اور علم اور براہین شانیہ سے دلوں کو حق کی طرف پھیرے گا۔ سو خدا نے کلمے کلام اور نشانوں کے ساتھ مجھے خبر دی ہے کہ وہ شخص تو یہی ہے۔ اور اُس نے میری تصدیق کے لئے اسطی نشان نازل کئے ہیں اور غیب کے بعید اور آنے والی باتیں میرے پر ظاہر فرمائی ہیں اور وہ معارف مجھ کو عطا کئے ہیں کہ دنیا ان کو نہیں جانتی۔ اور یہ میرا عقیدہ کہ کوئی خونی ہمدی دنیا میں آنے والا نہیں تمام مسلمانوں سے الگ عقیدہ ہے۔ اور میں نے اس عقیدہ کو اپنی تمام جماعت اور لاکھوں انسانوں میں شائع کیا ہے۔ اور یہ مسلمانوں کی امیدوں کے

اُن کو اپنا دستور العمل رکھے وہ ہدایتیں میرے اُس رسالہ میں مندرج ہیں جو ۱۲ جنوری ۱۸۸۸ء میں
چھپکر عام مُردوں میں شائع ہوا ہے جس کا نام تکمیل تبلیغ مع شرائط بیعت ہے جس کی ایک کاپی
اُس زمانہ میں گورنمنٹ میں بھی گئی تھی۔ اُن ہدایتوں کو پڑھکر اور ایسا ہی دوسری ہدایتوں کو دیکھکر جو
وقتاً فوقتاً چھپکر مُردوں میں شائع ہوتی ہیں۔ گورنمنٹ کو معلوم ہو گا کہ کیسے امن بخش اصولوں کی اس
جماعت کو تعلیم دی جاتی ہو اور کس طرح اُنکو بار بار تاکیدیں کی گئی ہیں کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خیر خواہ
اور مطیع رہیں اور تمام بنی نوع کے ساتھ بلا امتیاز مذہب و وقت کے انصاف اور رحم اور ہمدردی سے
پیش آویں۔ یہ سچ ہے کہ میں کسی ایسے مہدی ہاشمی قرشی ستونی کا قائل نہیں ہوں جو دوسرے مسلمانوں
کے اعتقاد میں بنی فاطمہ میں سے ہوگا اور زمین کو کفار کے خون سے بھر دیگا۔ میں ایسی حدیثوں کو
صحیح نہیں سمجھتا اور محض ذخیرہ موضوعات جانتا ہوں۔ ہاں میں اپنے نفس کے لئے اُس
مسیح موعود کا اذکار کرتا ہوں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح غربت کے ساتھ زندگی بسر کریگا اور
اُڑائیوں اور جنگوں سے بیزار ہوگا۔ اور نہی اور صلوٰۃ کا دی اور امن کے ساتھ قوموں کو اُس سچے ذوالجلال
خدا کا ہمراہ دکھائیگا جو اکثر قوموں سے چُپ گیا ہے میرے اصولوں اور اعتقادوں اور ہدایتوں میں
کوئی امر جنگجوئی اور فساد کا نہیں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مُرد بڑھیں گے،
ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ
جہاد کا انکار کرنا ہے۔ میں بار بار اعلان دے چکا ہوں کہ میرے بڑے بڑے اصول پانچ ہیں۔

۱۔ شرائط میں سے چند شرطوں کی یہاں نقل کی جاتی ہے۔ شرطِ حدم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بظنی اور ہر ایک فسق و فجور
اور ظلم اور خبیث اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچا رہیگا اور نفسانی جوشوں کی وقت اُنکا مغلوب نہیں ہوگا
اگرچہ کسی ایسے مہدی پیش آوے۔ شرطِ چھٹا یہ کہ عام خلق اللہ کو عداوت اور مسلمانوں کو خصم نہ اپنے نفسانی جوشوں
کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا۔ زبانِ عد نہ اُتارے نہ کسی اور طرح سے۔ شرطِ ہفتم یہ کہ عام
خلق اللہ کی ہمدردی میں مضرت نہ شغل رہیگا۔ اور جہانگیر بس جلی سکتا ہے اپنی عداوت اور طاقتوں اور
نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

حقیقت الہدی

۴۲۹

مہدی کے متعلق عقیدے

یہ ضروری ہے کہ میں گورنٹ عالیہ انگلش سیر پرنٹا ہر گز کہ مہدی مسعود کے بارے میں فرقہ دہائیہ کا جو اپنے تئیں اہل حدیث کے نام سے موسوم کرتے ہیں جن کا سرگروہ مولوی بوسید محمد حسین بٹالوی اپنے تئیں خیال کرتا ہے کیا عقیدہ ہے لہذا اس بارے میں میرا اور میری جماعت کا کیا عقیدہ ہے۔ کیونکہ اس تمام اختلاف لہذا باہمی عداوت کی جڑ بھی ہے کہ میں ایسے مہدی کو نہیں مانتا جس نے میں لوگوں کی نظر میں کافر ہوں۔ اور میری نظر میں یہ لوگ فطری پر ہیں۔ سو میں ذیل میں بمقابل اپنے عقیدہ کے ان لوگوں کا عقیدہ لکھتا ہوں جو مہدی کے بارے میں رکھتے ہیں۔ اگرچہ یہ عقیدہ جو مہدی کی نسبت اہل حدیث کا ہے جن کا اصلی نام دہائی ہے ان کے صدام رسالوں اور کتابوں میں پایا جاتا ہے لیکن میں مناسب دیکھتا ہوں کہ ذاب صدیق حسن خاں کی کتابوں میں سے اس عقیدہ کا کچھ حال بیان کروں۔ کیونکہ مولوی محمد حسین جو ان کا سرگروہ ہے صدیق حسن خاں کو اس صدی کا مجدد مان چکا ہے (دیکھو اشاعت السنہ) اور اس کی کتابوں کو ایک مجدد کی ہدایات کی حیثیت سے ہر ایک اہل حدیث کے لئے واجب العمل سمجھتا ہے لہذا یہ ہے۔

میرا اور میری جماعت کا عقیدہ

مہدی کی نسبت

مہدی اور مسیح موعود کے بارے میں جو میرا عقیدہ اور میری جماعت کا عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اس قسم کی تمام حدیثیں جو مہدی کے آنے کے بارے میں ہیں ہرگز قابل وثوق اور قابل اعتدال

ہمارے مخالف مولویوں کا عقیدہ

مہدی کی نسبت

ذاب صدیق حسن خاں اپنی کتاب حج الکملہ کے صفحہ ۲۴۳ میں لورنیز اس کا بیٹا سید ذاب الحسن خاں اپنی کتاب اقرب الساعۃ کے صفحہ ۲۴۳ میں مہدی کی نسبت اہل حدیث کے عقیدہ کو اس طرح بیان

۴۳۲

حقیقت الہدی

کہ۔ بلکہ دین کو بذریعہ سہائی کے نمودار اور اخلاقی معجزات اور خدا کے قرب کے نشانوں سے پھیلاؤ۔ موسیٰ کا کچا کہتا ہوں کہ جو شخص باسوت دین کہنے لڑائی کرتا ہے یا کسی لڑنے والے کی تائید کرتا ہے یا ظالموں پر فیہ طور پر ایسا مشورہ دیتا ہے یا دل میں ایسی آغوشیں رکھتا ہے وہ خدا اور رسول کا نافرمان۔ ان کی وصیتوں اور حدود اور فرائض سے باہر چلا گیا ہے۔

اور میں اس وقت اپنی محسن گورنمنٹ کو اطلاع دیتا ہوں کہ وہ مسیح موعود خدا سے ہدایت یافتہ اور مسیح علیہ السلام کے اخلاق پر چلنے والا نہیں رہی ہوں۔ ہر ایک کو چاہیے کہ ان اخلاق میں مجھے آزاد اور آزاد بنانے میں اپنے دل سے دُور کرے۔ میری مجلس بریل کی تعلیم جو بریلین احمدیہ سے شروع ہو کر باحقیقت تک پہنچ چکی ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو اس سے بڑھ کر میری وطن خدائی کا کوئی اور گواہ نہیں میں اپنے پاس ثبوت رکھتا ہوں کہ میں نے ان کتابوں کو عرب اور روم اور شام اور کابل وغیرہ مالک میں پھیلا دیا ہے اور اس امر سے قطعاً شکر ہوں کہ آسمان سے اسلامی لڑائیوں کے نئے مسیح نازل ہوگا۔ اور کوئی شخص ہمدی کے نام سے جو بنی فاطمہ سے ہوگا بادشاہ وقت ہوگا اور

بہت قریب ہے۔ تمام عاتقین کا ہر چوکی میں۔ اور اسلام بہت کمزور ہو گیا ہے۔ اور بھونچا مگر اس کے صفحہ ۳۲۴ میں لکھتا ہے کہ عیسیٰ بھی ہمدی کی طرح تلوار کے ساتھ اسلام پھیلائینگے۔ دوسری باتیں بھونچی۔ یا قتل اور یا اسلام۔ اور کتاب احوال الآخرت کے صفحہ ۳۱ میں بھی لکھا ہے کہ جو عیسائی ایمان نہیں لائیں گے وہ مسیح قتل کر دیئے جائیں گے۔

غرض یہ عقائد محمد حسین اور اس کے اس گروہ کے میں جن کو اب اہل حدیث کے نام سے پکارتے ہیں عوام مسلمان ان کو دہانی کہتے ہیں۔ اور محمد حسین ان کا سرگروہ اور ایڈووکیٹ اپنے نہیں ظاہر کرتا ہے۔ اور ان عقیدوں کا ماضیہ لوگ اپنی غلطی سے وہ حدیثیں سمجھتے ہیں جو احادیث کی ایک مشہور کتاب میں جگہ نام مشکوٰۃ ہے۔ باب الملام میں ذکر کی گئی ہیں۔ عربی میں علامہ بڑی لڑائیوں کو کہتے ہیں۔ اور یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ وہ لڑائیاں ہیں جو ہمدی عیسائیوں وغیرہ کے ساتھ کرے گا۔ یہ باب کتاب مظاہر حق جو کتاب مشکوٰۃ کی شرح ہے اس کے جلد چہارم صفحہ ۲۳۵ سے شروع ہوتا ہے مگر افسوس کہ ان حدیثوں کے سمجھنے میں

حقیقت الہدی

۴۳۳

دو دنوں لی کر خونریزیان شروع کر دیں گے۔ خدا
نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ یہ باتیں ہرگز صحیح
نہیں ہیں۔ مدت ہوئی کہ حضرت سید علیہ السلام
دفات پانچکے کشمیر میں محلہ خان یار میں آپ کا
مزار موجود ہے۔ سو جیسا کہ مسیح کا آسمان سے
اُترنا باطل ثابت ہوا۔ ایسا ہی کسی مہدی فاضل
کا آنا باطل ہے۔ اب جو شخص سہائی کا بھوکا
ہے وہ اس کو قبول کرے۔ فقط

ان لوگوں نے بڑی غلطی کھائی ہے۔
غرض محمد حسین اور اس کے اہل حدیث گروہ
آنے والے مہدی کی نسبت یہی عقیدے رکھتے
ہیں۔ اور جیسا کہ یہ لوگ خطرناک اور نقیض امن
کا بھڑکنے والا مادہ اپنے اندر رکھتے ہیں اس
کے بکھنے کی ضرورت نہیں۔ اور ان کے مقابل
پر دوسرے کالم میں میرے عقیدے ہیں۔ اور
نیز میری جماعت کے۔ فقط

[راقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان]

حقیقت الہدی

۴۲۷

ایسا آنے والا نہیں ہے جو زمین کو خون سے سُرخ کر دیگا۔ اور بلا کمال اس کا یہ ہوگا کہ جبر سے لوگوں کو مسلمان کرے۔ یہ کیسے عمدہ اور نیک عقائد ہیں جو سر امر امن اور علم کے اصولوں پر مبنی ہیں جن کی وجہ سے نہ کسی مخالفت کو یہ موقع ملتا ہے کہ اسلام پر کسی قسم کے جبر کا الزام قائم کرے اور نہ بنی نوع سے خولہ خواہ کی درندگی کا برتاؤ کرنا پڑتا ہے اور نہ اخلاقی حالت پر کوئی دھبہ لگتا ہے۔ اور نہ ایسے پاک عقیدہ کے لوگ کسی مخالفت المذہب گورنمنٹ کے نیچے منافقانہ زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ عقیدے جو ہمارے عقائد کے مخالف ہیں۔ جن کے لئے یہ لوگ ٹمبیدیں کئے بیٹھے ہیں ان کی تصریح کی ضرورت نہیں۔ ہماری دانا گورنمنٹ کو یاد رکھنا چاہیے کہ مسلمانوں کے متفرق فرقوں میں سے خطرناک وہ گروہ ہے جن کے عقائد خطرناک ہیں۔ محمد حسین بٹالوی کا مجھے ہمدی سوڈانی سے مشابہت دینا کس قدر گورنمنٹ کو دھوکا دینا ہے۔ ظاہر ہے کہ زمینِ حجاد کا قائل اور نہ ایسے ہمدی کو ماننے والا لندن بیسے کسی مسیح کے آنے کا انتظار رکھتا ہوں جس کا کام جہاد اور خویشی ہو۔ تو پھر سوڈانی کو مجھ سے کیا مشابہت اور مجھے اُس سے کیا مناسبت۔ جہاں تک میرا خیال ہے میں جانتا ہوں کہ ہمدی سوڈانی کے عقیدہ سے ان لوگوں کے عقیدے بہت مشابہ ہیں۔ اگر محمد حسین اعدا اس کے دس میں دوست مولویوں کے ایک دوسرے کے بد بردار حلقہ انہما لئے جائیں تو فی الفور پتہ لگ جائیگا کہ ہمدی سوڈانی کے عقائد سے میرے عقائد ملتے ہیں یا ان لوگوں کے۔

مجھے کچھ ضرور نہ تھا کہ میں ان باتوں کا ذکر کروں۔ گورنمنٹ عالیہ خوب دانا ہے۔ وہ کسی کا دھوکا کھا نہیں سکتی۔ لیکن چونکہ محمد حسین نے بار بار میرے پر یہ الزام لگایا ہے کہ گروہ ہمدی سوڈانی سے میرے حالات مشابہ بلکہ اُس سے بھی زیادہ خطرناک ہیں اس نے ضرور تھا کہ اس دفتر کا میں جواب دیتا۔ خدائے تعالیٰ کا شکر ہے کہ منافقانہ کارروائیوں سے اُس نے مجھے محفوظ رکھا ہے۔ یہ نہیں کہ محمد حسین کی طرح گورنمنٹ انگریزی کو کچھ تباہوں ادا اپنے ہم جنس مولویوں پر کوئی اور عقائد ظاہر کر دیں۔ یہ کس قدر قابلِ شرم اور کمینہ خصلت ہے کہ محمد حسین بٹالوی نے

اقول۔ میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں وہ ہمدی ہوں جو مصداق من دلہ فاطمہ د من حقہ فی دغیرہ ہے بلکہ میرا دعویٰ تو مسیح موعود ہونے کا ہے۔ اور مسیح موعود کے لئے کسی حدیث کا قول نہیں کہ وہ بنی فاطمہ وغیرہ میں سے ہوگا۔ ہاں ساتھ اس کے جیسا کہ تمام محدثین کہتے ہیں میں بھی کہتا ہوں کہ ہمدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی ان میں صحیح نہیں۔ مادہ جہ مقدار افزاؤں حدیثوں میں ہوا ہے کسی اور حدیث میں ایسا افزاؤ نہیں ہوا غلغلہ و حسابی وغیرہ کے ہمدی غلیظوں کو اس بات کا بہت شوق تھا کہ اپنے تئیں ہمدی موعود قرار دیں۔ پس اس دجہ سے بعض حدیثوں میں ہمدی کرنی عباس میں سے قرار دیا۔ بعض میں بنی فاطمہ میں سے اور بعض حدیثوں میں یہ بھی ہے کہ رجب من امتی کہ وہ ایک آدمی میری امت میں سے ہوگا۔ مگر دراصل تمام حدیثیں کسی اعتبار کے حلق نہیں یہ مقرر میرا یہ قول نہیں بلکہ بڑے بڑے علماء اہل سنت یہی کہتے چلے آئے ہیں۔ اور ان حدیثوں کے مقابل پر یہ حدیث بہت صحیح ہے جو ابن ماجہ نے لکھی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ لا ہمدی الا عیسیٰ۔ یعنی کوئی ہمدی نہیں صرف عیسیٰ ہی ہمدی ہے جو آنے والا ہے۔

قول۔ پشین گوئیاں تا حضرت علی اللہ علیہ وسلم کی میں میں علماء نے بھی تائید کی ہے لکڑیسی ہائی جاتی ہیں جو بطور رویا کے منکشف ہوئی ہیں۔ الخ

اقول۔ اس اعتراض کو میں نہیں سمجھ سکا اس لئے جواب سے مجبوری ہے۔

قول۔ اہل ظاہر تو چشم باطن نہیں رکھتے اس لئے ان لوگوں کا حضرت مسیح موعود کو نہ پہچانا کچھ تعجب نہیں مگر جو لوگ اہل اللہ و اہل باطن ہیں ان لوگوں کو تو حضرت کو بذریعہ الہام وغیرہ پہچانا ضروری ہے جیسا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مرحوم رسالہ تذکرۃ المعاد میں لکھتے ہیں کہ اہل باطن و صاحب الزعراق ائمہ باوے بیعت کنند۔

اقول۔ یہ تمام اقوال اُس بنا پر ہیں کہ ہمدی موعود بنی فاطمہ سے یا بنی عباس سے آئے گا اور اہل باطن اور قطب اس کی بیعت کریں گے مگر میں ابھی تک چکا ہوں کہ اگر بر محدثین کا یہی مذہب ہے

ازالہ اوہام

۳۷۹

مقدم

دوسرے مہدی کی ضرورت ہی کیا ہے اور یہ صرف امامین مومنین کا ہی مذہب نہیں۔ بلکہ ابن ماجہ اور حاکم نے بھی اپنی صحیح میں لکھا ہے لا مہدی الا عیسیٰ یعنی بجز عیسیٰ کے کسی وقت کوئی مہدی نہ ہو گا۔ اور یوں تو ہمیں اس بات کا اقتدار ہے کہ پہلے بھی کوئی مہدی آئے ہوں اور ممکن ہے کہ آئندہ بھی آویں اور ممکن ہے کہ امام محمد کے نام پر بھی کوئی مہدی ظاہر ہو لیکن جس طرزے عوام کے خیال میں ہے اس کا ثبوت پایا نہیں جانا چنانچہ یہ صرف ہماری ہی بات ہے نہیں اکثر محقق یہی راستے ظاہر کرتے آئے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ اچھا مہدی کا قہقہہ جلنے دو لیکن یہ جو بار بار حدیثوں میں بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ آئے گا۔ مسیح ابن مریم نازل ہو گا۔ ان صریح فقرات کی کیوں تاویل کی جائے اگر اللہ جل شانہ کے علم اور اذن میں ابن مریم سے مراد ابن مریم نہیں تھا تو اس نے کیوں کھڑا نہ ہو ان مشکلات میں کیوں ڈالا اور سیدھا کیوں یہ کہہ دیا کہ کوئی مثیل مسیح آئے گا۔ بلکہ کون سی ضرورت اس بات کی طرف داعی تھی جو ضرور مثیل مسیح آتا کوئی اور نہ آتا۔ اسد کھلے کھلے فقرات سے کیوں انکار کریں یہ انکار تو دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے اور پھر اس انکار کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی غلط ہے۔

لیکن واضح ہو کہ یہ تمام اوہام باطلہ ہیں۔ قرآن کریم اور احادیث میں بے غرضانہ تاویل خلیق اللہ ایسے ایسے استعارات کا مستعمل ہونا کوئی انوکھی اور بے اصل بات نہیں اور پہلی کتابوں میں ایسے استعارات کی نظیر موجود ہے فامسئلوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون۔ ایہل کے قصہ کو دیکھو جس کو یہ حنا کما گیا ہے جبکہ قرآن کریم نے قطعی اور یقینی طور پر ظاہر کر دیا کہ حضرت مسیح ابن مریم فوت ہو گئے ہیں تو اب اس سے بڑھ کر ضرورت تاویل کے لئے اور کیا قرینہ ہو گا۔ مشوافرض کے طور پر بیان کرتا ہوں کہ مستند خط کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ ایک شخص کلکتہ میں رہنے والا عبدالرحمن نام جس کی شہادت کسی مقدمہ کے لئے مؤثر تھی فوت ہو گیا ہے۔ پھر بعد اس کے ہم نے ایک ایسا کاغذ نکال دیکھا جس پر

لے محل ۱۴۱۲ھ

ازالہ اوہام

۳۴۴

حصہ دوم

حدیثیں پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سو برس کے بعد کوئی شخص زمین پر زندہ نہیں رہ سکتا۔ سو سنت جماعت کا یہ مذہب ہے کہ امام محمد ممدی فوت ہو گئے ہیں اور آخری زمانہ میں انہیں کے نام پر ایک اور امام پیدا ہو گا۔ لیکن محققین کے نزدیک محمدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے۔

اس جگہ مجھے خود کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت اس مسئلہ میں شیعہ اور سنت جماعت میں جو اختلاف ہے اس میں کسی تائیدی غلطی کو دخل نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ شیعہ کی روایات کی بعض روایات کرام کے کشف لطیف پر مبنی معلوم ہوتی ہے جو کہ ائمہ اشاعہ عشر نمایت اور جبر کے مقدس اور راستباز اور ان لوگوں میں سے تھے جن پر کشف صریح کے دروازے کھولے جاتے ہیں اس لئے ممکن اور باطل قرین قیاس ہے جو بعض اکابر ائمہ نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر اس مسئلہ کو اسی طرز اور اسی اصل سے بیان کیا ہو جیسا کہ طحاکی کی کتاب میں طحاکی ثبی نے ایلیا ونجی کے دوبارہ آنے کا حاصل بیان کیا تھا اور جیسا کہ مسیح کے دوبارہ آنے کا شور مچا ہوا ہے اور درحقیقت مراد مآجد کشف یہ ہوگی کہ کسی زمانہ میں اس امام کے ہم رنگ ایک اور امام آئے گا جو اس کا ہم نام اور ہم قوت اور ہم خاصیت ہو گا گویا وہی آئے گا۔ پھر یہ لطیف نکتہ جب جسمانی خیالات کے لوگوں میں پھیلا تو ان لوگوں نے موافق اپنی موٹی نگاہ کے صحیح ہی اعتقاد کر لیا ہو گا کہ وہ امام صد بار سے کسی فارسی چھپا ہوا ہے اور آخری زمانہ میں ماہر نکل آئے گا محفوظ رہے کہ ایسا خیال صحیح نہیں ہے۔ یہ عام محاورہ کی بات ہے کہ جب کوئی شخص کسی کا ہم رنگ اور ہم خاصیت ہو کر آتا ہے تو کہتے ہیں کہ گویا وہی آگیا۔ متوفین محمدان باتوں کے عام طور پر متأل ہیں اور کہتے ہیں کہ بعض اولیا و گذشتہ کی رو میں آئے ہیں۔ بعض اولیا نے دہلے دہلوں میں سما کی رہی ہیں اور اس قول سے ان کا مطلب یہ ہے کہ بعض علی بعض اولیا کی قوت اور طبع لیکر آتے ہیں گویا وہی ہوتے ہیں۔

تحفہ گولڑیہ

۲۲۳

کہ آخری زمانہ میں ایک خونیں ہمدی ظاہر ہوگا اور وہ تمام عیسائیوں کو ہلاک کر دیگا اور زمین کو خون سے سیر دیگا اور جہاد ختم نہیں ہوگا جب تک وہ ظاہر نہ ہو۔ اور اپنی تلوار سے ایک دنیا کو ہلاک نہ کرے۔ یہ سب جھوٹی باتیں ہیں جو قرآن کے نص صریح والیقیناً بینہم العداۃ والبغضاء والی یوم القیامۃ سے مخالف اور منافی ہیں ہر ایک مسلمان کو چاہیے کہ ان باتوں پر ہرگز اعتقاد نہ رکھے بلکہ جہاد اب قطعاً حرام ہے اسی وقت تک جہاد تھا کہ جب اسلام پر مذہب کے لئے تلوار اٹھائی جاتی تھی۔ اب خود بخود ایک ایسی ہوا چلی ہے جو ہر ایک فریق اس کا ردائی کو نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے جو مذہب کے لئے خون کیا جائے۔ پہلے زمانوں میں صرف مسلمانوں میں ہی جہاد نہیں تھا بلکہ عیسائیوں میں بھی جہاد تھا اور انہوں نے بھی مذہب کے لئے ہزار ہا بندگان خدا کو اس دنیا سے رغبت کر دیا تھا مگر اب وہ لوگ بھی ان بیجا کارروائیوں سے کٹ رہے ہیں اور عام طور پر تمام لوگوں میں عقل اور تہذیب اور شائستگی آگئی ہے اس لئے مناسب ہے کہ اب مسلمان بھی جہاد کی تلوار کو توڑ کر کلبہ رانی کے ہتھیار بنالیں۔ کیونکہ مسیح موعود آگیا اور اب تمام جنگوں کا خاتمہ زمین پر ہو گیا۔ ہاں آسمانی جنگ ابھی باقی ہیں جو معجزات اور نشانیوں کے ساتھ ہونے لگیں نہ تلوار اور بندوق کے ساتھ اور وہی حقیقی جنگ ہیں جن سے ایمان قوی ہوتے ہیں اور نور یقین بڑھتا ہے ورنہ تلوار کا جنگ ایسا جلے اعتراض ہے کہ اگر اسلام کے صمد اور ابتدائی حالت میں یہ عذر اہل اسلام کے ہاتھ میں نہ ہوتا کہ وہ مخالفوں کے بیجا حملوں سے پیسے گئے اور نابود ہونے تک پہنچ گئے تب تلوار اٹھائی گئی تو بغیر اس عذر کے اسلام پر جہاد کا ایک داغ ہوتا۔ خدا ان بندگان اور راستبازوں پر ہزاروں ہزار رحمت کی بارش کرے جنہوں نے موت کا پیالہ پینے کے بعد پھر اپنی ندرت اور اسلام کے بقا کے لئے وہی پیالہ دشمنوں کا

۱۳۷

لے المائدہ : ۶۵

۴۴۶

”پھر بعد اس کے مجھے ۱۸ مارچ ۱۹۰۵ء کو بخار ہوا پیشاب نہایت شدید درد سے آتا تھا اور پیشاب کی راہ خون آنا شروع ہوا یہاں تک کہ بہت مایوس نکلا۔“

”پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے ۱۸ مارچ ۱۹۰۵ء کو بعد شام کے اہام ہوا۔“

سُناتا ہے دیکھتا ہے

پھر اہام ہوا۔“

لَا تَنْتَسُوا مِن رَّوْحِ اللَّهِ

پھر ایک اہام عربی میں تھا جس کے یہ معنی تھے کہ سکتہ دین کو نشان دکھلائے جائیں گے۔ پھر بعد اس کے مرض سے اس قدر تخفیف ہوئی کہ مرض دور ہو گئی صرف کسی قدر سوسوسائش باقی ہے۔“

(کاپی الہامات حضرت سیح موعود علیہ السلام صفحہ ۴۰، المجلد ۹ نمبر ۱۰ سورہ ۲۴، ۲۵ مارچ ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

”شکار مرگ“

۲۰ مارچ ۱۹۰۵ء

(المجلد ۹ نمبر ۱۰ سورہ ۲۴، ۲۵ مارچ ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

”آج ۲۰ مارچ ۱۹۰۵ء مرض مایوس میں محمد افضل بیمار ہوا اور اسی وقت کسی کی نسبت جو مظلوم نہیں اہام ہوا ”شکار مرگ“ واللہ اعلم کس کی نسبت ہے۔ محمد افضل مرحوم ۲۱ مارچ ۱۹۰۵ء کو فوت ہو گیا۔“

(کاپی الہامات حضرت سیح موعود علیہ السلام صفحہ ۴۰)

۲۳ مارچ ۱۹۰۵ء فَاجَاءَهُ الْمَوْتُ اِلَىٰ جَنْعِ الْخَلْقِ قَالَ يَلَيْتَنِي مِثَّ قَبْلِ هَذَا وَكُنْتُ تَسْتَأْنِسُ بِهَا هَذَا اِلَيْكَ يَجْزِعُ الْخَلْقُ تَسَاوَدَ عَلَيْكَ دُخَانُ جَنَّتِيَا۔

(کاپی الہامات حضرت سیح موعود علیہ السلام صفحہ ۴۲)

۱۔ المجلد ۱۰ یہ المجلدوں پہنچا ہے ”وہ سُناتا ہے اور دیکھتا ہے“ (المجلد ۹ نمبر ۱۰ سورہ ۲۴، ۲۵ فروری ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)
۲۔ (ترجمہ از مرقب) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آمید مت ہو۔ (نوٹ) یہ اہام المجلد ۱۰ پر مذکور میں لکھا ہے۔ (مرتب)
۳۔ ”چنانچہ اس قدر برہم کے مطابق جس کا اظہار اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ پر پہنچا کر دیا تھا منشی صاحب مرحوم ۲۱ مارچ کو عصر کی نماز کے بعد فوت ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَيْہِ رَاٰجِعُوْنَ“

(ریویو آف بیگزینر مجلد ۱۰ نمبر ۱۰ بابت ماؤ اپریل ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۵۰)

۴۔ (ترجمہ از مرقب) پھر اس کو دردِ بکھور کے تنے کی طرف لے گئی۔ تب اس نے کہا کاش میں اس سے پہلے مر جاتا اور بیٹولا بسر اہو جانا۔ بکھور کے تنے کو ہاتھ پر تازہ تازہ بکھوریں گریں گی۔

۲۵۲

اربعین نمبر ۴

ڈال دیتے اور پھر خدا کے فعل کو بطور ایک حکم کے نقل کے مان لیتے مگر ان لوگوں کو تو اس قسم کے مقابلہ کا نام سننے سے بھی موت آتی ہے۔ ہر علی شاہ گولڑوی کو سچا ماننا اور یہ سمجھ لینا کہ وہ فتح پا کر لاہور سے چلا گیا ہے کیا یہ اس بات پر قوی

تھوڑی جگہ کے بعد منشی اپنی بخش صاحب کی نسبت یہ اہام ہوا۔ یزید دون ان یزدا طمشک واللہ یریب۔ ان یزیدک انعامہ۔ الانعامات المتواترہ۔ انت منی بمنزلہ اولادی۔ واللہ دلیک دریا۔ فقلنا یا نارکو فی بردا۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین هم یحسنون المحسنی۔ ترجمہ:- یہ لوگ خون حیض چھ میں دیکھنا چاہتے ہیں یعنی ناپاکی اور پلیدی اور خباثت کی تلاش میں ہیں اور خدا چاہتا ہے کہ اپنی متواتر نعمتیں جو تیرے پر ہیں دکھلا دے۔ اور خون حیض سے تجھے کیونکر مشابہت ہو اور وہ کہاں چھ میں باقی ہے۔ پاک تغیرات نے اس خون کو خوبصورت لڑکا بنا دیا اور وہ لڑکا جو اس خون سے بنا میرے ہاتھ سے پیدا ہوا اس لئے تو مجھ سے بمنزلہ اولاد کے ہے یعنی گویا بچوں کا گوشت پوست خون حیض سے ہی پیدا ہوا ہے مگر وہ خون حیض کی طرح ناپاک نہیں کہلا سکتے۔ اسی طرح تو بھی انسان کی فطرتی ناپاکی سے جو لازم بشریت ہے اور خون حیض سے مشابہ ہے ترقی کر گیا ہے۔ اب اس پاک لڑکے میں خون حیض کی تلاش کرنا حق ہے وہ تو خدا کے ہاتھ سے ظلم زدگی بن گیا اور اس کے لئے بمنزلہ اولاد کے ہو گیا اور خدا تیرا حقولی اور تیرا پروردگار ہے اس لئے خاص چھ پر پسی مشابہت درمیان ہے۔ جس آگ کو اس کتاب عصائے موسیٰ سے بھڑکا اچا پا ہے ہم نے اس کو بجھا دیا ہے۔ خدا ہائیز گادوں کے ساتھ ہے جو نیک کاموں کو پوری خوبصورتی کے ساتھ انجام دیتے ہیں اور تقویٰ کے ہر ایک پہلوؤں کا لحاظ رکھتے ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو بغیر پوری تقیہ کے آیت کریمہ دیل مکمل حمزۃ تمذۃ کا صدق بختے ہیں خدا ان کے ساتھ نہیں ہے اور ان کیلئے

آٹھا اور امتحان کیلئے چلنا شروع کیا تو ثابت ہوا کہ میں بالکل تندرست ہوں۔ تب مجھے اپنے قادر خدا کی قدرت عظیم کو دیکھ کر رونایا کہ کیسا قادر ہمارا خدا ہے اور ہم کیسے خوش نصیب ہیں کہ اس کی کلام قرآن شریف پر ایمان لائے اور اس کے رسول کی پیروی کی۔ اور کیا بد نصیب وہ لوگ ہیں جو اس ذوالعذاب خدا پر ایمان نہیں لائے۔

۸۵۔ نشان۔ ایک مرتبہ میں قلعہ زحیری سے سخت بیمار ہوا اور سولہ دن پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے۔ انہیں دلوں میں شیخ رحیم بخش صاحب رحم مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کے والد ماجد بشلا سے میری عیادت کیلئے گئے اور میری نازک حالت انہوں نے دیکھی اور میں نے شک نہ کیا کہ بعض لوگوں کو کہہ رہے تھے کہ اس کیلئے یہ مرض وبائی طرح پھیل رہی ہے بشلا میں ابھی میں ایک جنازہ پڑھ کر آیا ہوں جو اسی مرض سے فوت ہوا ہے اور ایسا اتفاق ہوا کہ کہ محمد بخش نام ایک حجام قادیان کا رہنے والا اسی دن اسی مرض سے بیمار ہوا اور آٹھویں دن مر گیا۔ اور جب سولہ دن میری مرض پر گزرے تو آثار و نمیدی کے ظاہر ہو گئے اور میں نے دیکھا کہ بعض عزیز میرے دل کے پیچھے روتے تھے اور سنون طو پر میں مرتبہ سورہ یس سنائی گئی۔ جب میری مرض اس ذمت پر پہنچ گئی تو خدا تعالیٰ نے میرے دل پر القا کیا کہ اور علاج چھوڑ دو اور دریا کی ریت جس کے ساتھ پانی بھی ہو تسبیح اور درود کے ساتھ اپنے بدن پر طو۔ تب بہت جلد دریا سے ایسی ریت منگوائی گئی اور میں نے اس کلمہ کے ساتھ کہ سبحان اللہ و بحمد سبحان اللہ العظیم اور درود شریف کے ساتھ اس ریت کو بدن پر ملنا شروع کیا۔ ہر ایک دفعہ جو جسم پر وہ ریت پہنچتی تھی تو گویا میرا بدن آگ میں سے غلات پاتا تھا صبح تک وہ تمام مرض دور ہو گئی اور صبح کے وقت الہام ہوا۔ وان کنتم فی ریب متنازلنا علی عبدنا فانتوا بشعاق و من مثله۔

۸۶۔ نشان۔ ایک دفعہ مجھے دانت میں سخت درد ہوئی۔ ایک دم قرار نہ تھا کہ کسی شخص کو میں نے دریافت کیا کہ اس کا کوئی علاج ہو۔ اس نے کہا کہ علاج دندان خارج دندان دلان۔ اور دانت نکالنے سے میرا دل ڈرتا تب اس وقت مجھے خود کو لگی یاد میں زمین پر عیانی کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا اور چاہتا تھا

تفسیر

۴۷۳

از الہادام

جنت اور ناری حقیقت بھی ظاہر کی گئی ہے پھر کوئی ممکن تھا کہ اس کی تفسیر میں غلطی کر سکتے
 قطعی کا احتمال صرف ایسی پیش گوئی میں ہوتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ خود اپنی کسی مصلحت
 کی وجہ سے بہم اور مجمل رکھتا چاہتا ہے اور مسائل دنیویہ سے ان کا کچھ عکاس نہیں ہوتا۔
 یہ ایک نہایت متفق رائے ہے جس کے یاد رکھنے سے معرفت صحیحہ مرتبہ نبوت کی حاصل ہوتی ہے
 اور اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن موم احمد جلال کی حقیقت
 کا یہ میرہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موافق تکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے شریعہ کے
 گدھ کی اس کیفیت کھلی ہو اور نہ باجوج باجوج کی عین نہ تک وہی آئی ہے اطلاع دی ہو
 اور نہ دایۃ الارض کی مامیت کہا ہی ہی ظاہر فرمائی گئی اور صرف امتداد قریب اور دور شاہ
 اور دور شاہ کے طرز پر ان میں حد مانتک فیض کی تقسیم بلکہ انسانی قوی کے ملکی پر جمالی طور
 پر سمجھا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں اور ایسے امور میں اگر وقت غلو کچھ جزئیات غیر معلوم
 ظاہر ہو جائیں تو شاہان نبوت پر کچھ جانے حروف نہیں مگر قوی اور مدید شہر خود کرے یہ خوبی
 ثابت ہو گیا ہو کہ ہمارے سید و مصلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ یقینی قطعی طور پر سمجھ لیا تھا کہ وہ
 ابن مریم جو رسول اللہ نبی مامری صاحب نخل ہو وہ ہرگز دوبارہ دنیا میں نہیں آئے گا۔ بلکہ
 اس کا کوئی تسمی آئے گا جو وہ مامری روحانی اس کے نام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے پائے گا۔

اور ملاحظہ اُن علامات کے جو اس عاجز کے سچ موعود ہونے کے بارے میں ہائی جاتی
 ہیں وہ خدمات خاصہ ہیں جو اس عاجز کو سچ ابن مریم کی خدمات کے رنگ پر سپرد کی گئی ہیں۔
 کیونکہ سچ اُس وقت موعودوں میں آیا تھا کہ جب توریت کا مغز اور یطین یحودوں کے مطلق
 سے اٹھایا گیا تھا اور وہ زمانہ حضرت موسیٰ سے عہدہ سو برس بعد تھا کہ جب سچ ابن مریم
 یحودوں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا تھا۔ پس ایسے ہی زمانہ میں یہ عاجز آیا کہ جب قوی اکرم
 کا مغز اور یطین مسلمانوں کے موعودوں سے اٹھایا گیا اور یہ زمانہ ہی حضرت عیسیٰ مصلیٰ کے
 وقت سے اسی زمانہ کے قریب قریب گزرتا تھا جو حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان میں زمانہ تھا۔

ازالہ اوہام

۴۹۳

مستند

کہ جب دجال کے بے جا جھگڑے کمال تک پہنچ جائیں گے تب سچ موعود ظہور کے گا اور اس کے تمام جھگڑے کا خاتمہ کر دے گا۔

(۱) دجال خدا نہیں کہلائے گا بلکہ خدا تعالیٰ کا قاتل ہو گا بلکہ بعض انبیاء کا بھی۔ مسلم۔ ان دشمن علامتوں میں سے ایک بھاری علامت دجال مجہول کی یہ بھی ہے کہ اس کا فتنہ تمام مَن فتنوں سے بڑھ کر ہو گا کہ جو ربانی دین کے مٹانے کے لئے ابتداء سے لوگ کہتے تھے یہی اور ہم اسی رسالہ میں ثابت کر چکے ہیں کہ یہ علامت عیسائی مشنوں میں بخوبی ظاہر ہو رہا ہے۔

از الجملہ ایک بڑی بھاری علامت دجال کی اُس کا گدھا ہے جس کے پس ملاؤن کا ابتداء شروع کیا گیا ہے اور ریل کی گاڑیوں کا اکثر اسی کے موافق سلسلہ طرانی ہو رہا ہے اور اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ وہ دغالی کے زور سے چلتی ہیں جیسے باطل ہوا کے زور سے تیز حرکت کرتا ہے۔ اس جگہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلے کھلے طور پر مدلل گواہی کی طرف اشارہ فرمایا ہے چونکہ یہ مسالہ کما بجا دہے جن کا امام وقت ابھی دجال کا گروہ ہے اس لئے ان گاڑیوں کو دجال کا گدھا قرار دیا گیا۔ اب اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو گا کہ علامت خاصہ دجال کے انہیں لوگوں میں پائے جاتے ہیں۔ انہیں لوگوں نے مکروں اور فتنوں کا اپنے وجود پر خاتمہ کر دیا ہے اور یہی اسلام کو وہ ضرر پہنچایا ہے جس کی نظر دنیا کے ابتداء سے نہیں پائی جاتی اور انہیں لوگوں کے متبعین کے پاس وہ گدھا بھی ہے جو بخشن کے زور سے چلتا ہے جیسے باطل ہوا کے زور سے۔ اور انہیں لوگوں کے متبعین زمین کو

کھینچ کر آخری زمانہ میں قرآن آسمان پر اٹھایا جائے گا۔ پھر انہیں مدین میں رکھا جائے کہ پھر وہ قرآن کو زمین پر لے کر وہ ایک موعود اسی اصل ہو گا جیسا کہ فرمایا گئو تک ان الایمان مطلقاً کیا عند الفریا لنسا لہ سجل من قار س۔ یہ صرف درحقیقت اسی زمانہ کا طوفان اشارہ کرتی ہے جو آخرت کا حل و حجاب ہے لہذا حدیث میں مشائخ بیان کیا گیا ہے۔ منہ

تعمدہ گوئیہ

۲۳۵

ہمیں نے اس کتب پر عمل نہ کیا اور اپنی طرف سے اس قدر تھرہٹ کی کہ گویا نئی کتاب
 نازل ہو رہی ہے اللہ نیز کارخانہ قضاء و قدر میں اس قدر دست اندازی کی کہ خدا کی عظمت
 دلوں پر سے بجلی اُٹھ گئی۔ ذہبی لوگ دجال ہیں۔ ایک پہلو سے نبوت کے مدعی اور دوسرے
 پہلو سے خدائی کے حویدار۔ تمام حدیثوں کا غشاء یہی ہے اور یہی قرآن شریف سے مطابق
 ہے۔ اسی سے وہ اعتراض قد ہوتا ہے جو دلائل ضالیوں کی دغا پر طائر ہو سکتا تھا
 اور یہ وہ امر ہے کہ جس پر واقعات کے سلسلہ کی ایک زبردست شہادت پائی جاتی ہے
 اور ایک نصف انسان کو بجز ماننے کے بن نہیں پڑتا اور گو نفل دجال کے ایک غلط
 اور خطرناک معنی کرنے میں بہت سی تعداد مسلمانوں کی آلودہ ہے مگر جو امر قرآن کے
 نصوص صریحہ اور اُن احادیث کے نصوص واضحہ سے جو قرآن کے مطابق ہیں غلط ثابت
 ہو گیا اور عقل سلیم نے بھی اسی کی تصدیق کی تو ایسا امر ایک انسان یا کر دڑ انسان کے
 غلط خیالات کی وجہ سے غلط نہیں ٹھیر سکتا۔ دہن لازم آتا ہے کہ جس مذہب کا دنیا
 میں تعداد کثیر ہو رہی سچا ہو۔ غرض اب یہ نبوت مکمل کو پہنچ گیا ہے اور اگر اب بھی
 کوئی منہ ندی سے ہانڈ آوے تو وہ حیا سے عاری اور قرآن شریف کی تکذیب
 پر دلیر ہے اور وہ احادیث واضحہ جو قرآن کی غشاء کے موافق دجال کی حقیقت
 ظاہر کرتی ہیں وہ اگرچہ بہت ہیں مگر ہم اس جگہ بطور نمونہ ایک اُن میں سے دو سچ کہتے ہیں۔
 وہ حدیث یہ ہے: — یخرج فی آخر الزمان دجال یفتلون الدنیا بالدين۔
 یلبسون للناس جلود الضان من الدین۔ المسننہم اھلی من العسل و
 قلوبہم قلوب الذباب یعول اللہ عز وجل ابی یغترون اھلی یجودون۔
 حتیٰ حلفت لابعثن علی اولئک منہم فتنۃ انہ کنز العمال جلد نمبر صفر ۱۴
 یعنی آخری زمانہ میں دجال ظاہر ہو گا وہ ایک مذہبی گروہ ہو گا جو زمین پر جا بجا غرض
 کرے گا اور وہ لوگ دنیا کے طاہروں کو دین کے ساتھ فریب دیں گے یعنی ان کو اپنے

دین میں داخل کرنے کے لئے بہت سامان پیش کر چکے اور ہر قسم کے آرام اور لذت دنیوی کی طرح دیکھے اور اس غرض سے کہ کوئی اُن کے دین میں داخل ہو جائے بیٹریوں کی پوستیں پہن کر آئیں گے۔ اُن کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہونگی اور ان کے دل بیٹریوں کے دل ہونگے اور خدائے عز و جل فرمایا گا کہ کیا یہ لوگ میرے علم پر مغرور ہو رہے ہیں کہ میں اُن کو جلد تر نہیں پکڑتا اور کیا یہ لوگ میرے پرافتر کرنے میں دلیری کر رہے ہیں یعنی میری کتابوں کی تحریف کرنے میں کیوں استغفار مغفول ہیں۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں انہی میں سے اور انہی کی قوم میں سے ان پر ایک فتنہ برپا کروں گا + دیکھو کنز العمال جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۱۴۲۔ اب بتلاؤ کہ کیا اس حدیث سے دجال ایک شخص معلوم ہوتا ہے اور کیا یہ تمام لوحات جو دجال کے مکے گئے ہیں یہ آجکل کسی قوم پر صادق آ رہی ہیں یا نہیں؟ اور ہم پہلے اس سے قرآن شریف بھی ثابت کر چکے ہیں کہ دجال ایک گدہ کا نام ہے نہ یہ کہ کوئی ایک شخص اور اس حدیث مذکورہ بالا میں جو دجال کے لئے بیچ کے صفیے استعمال کئے گئے ہیں جیسے میخنتون اور بلبسون اور یغوثون اور یجستون اور اولٹاک اور منہم یہ بھی باآواز بلند پکار رہے ہیں کہ دجال ایک جماعت ہے نہ ایک انسان۔ اور قرآن شریف میں جو یا جوج یا جوج کا ذکر ہے جن کو خدا کی پہلی کتابوں نے یورپ کی قومیں قرار دیا ہے اور قرآن نے اسی بیان کی تکذیب نہیں کی یہ دجال کے اُن معنوں پر جو ہم نے بیان کئے ہیں ایک بڑا ثبوت ہے۔ بعض حدیثیں بھی توریت کے اسی بیان کی مصدق ہیں۔ اور لذتوں میں یا جوج یا جوج کی تھمر کی میٹلیں کسی پُرانے زمانہ سے اب تک محفوظ ہیں۔ یہ تمام امور جب یکجا نظر سے دیکھے جائیں تو یقیناً یقین کے درجہ پر یہ ثبوت معلوم ہوتا ہے اور تمام جہلی خیالات ایک ہی لمحہ میں منتشر ہو جاتے ہیں۔ اگر اب بھی یہ بات قبول نہ کی جائے کہ حقیقت حقہ صرف اسی قدس ہے جو سورۃ فاتحہ کے آخری فقرہ یعنی ولا الضالین سے

کنز العمال

فِي سُنَنِ الْأَقْوِيَاءِ وَالْأَفْعَالِ

للعلماء علاء الدین علی المصطفیٰ بن حسام الدین البندی
البرهان فوری المتوفی ۹۷۵ھ

الجزء الرابع عشر...

صحہ و وضع فہارسہ و مفتاحہ

شیخ مسعود ہفتا

منبطہ و فسر غریبہ

شیخ بکری نیانی

مؤسسة الرسالة

۳۸۴۴۳ - يخرجُ في آخرِ الزمان رجالٌ يحتلون الدنيا بالدين ،
يلبسون للناس جلودَ الضأن من اللين ، ألسنتهم أحلى من المِل
وقلوبهم قلوبُ الذئاب ، يقولُ الله عز وجل : أبي يتتروا أم علي
يجتروون ؟ في حلفتُ لأبئنَّ على أولئك منهم فتنةٌ تدعُ الحليمَ
منهم حيرانَ (ت - عن أبي هريرة) .

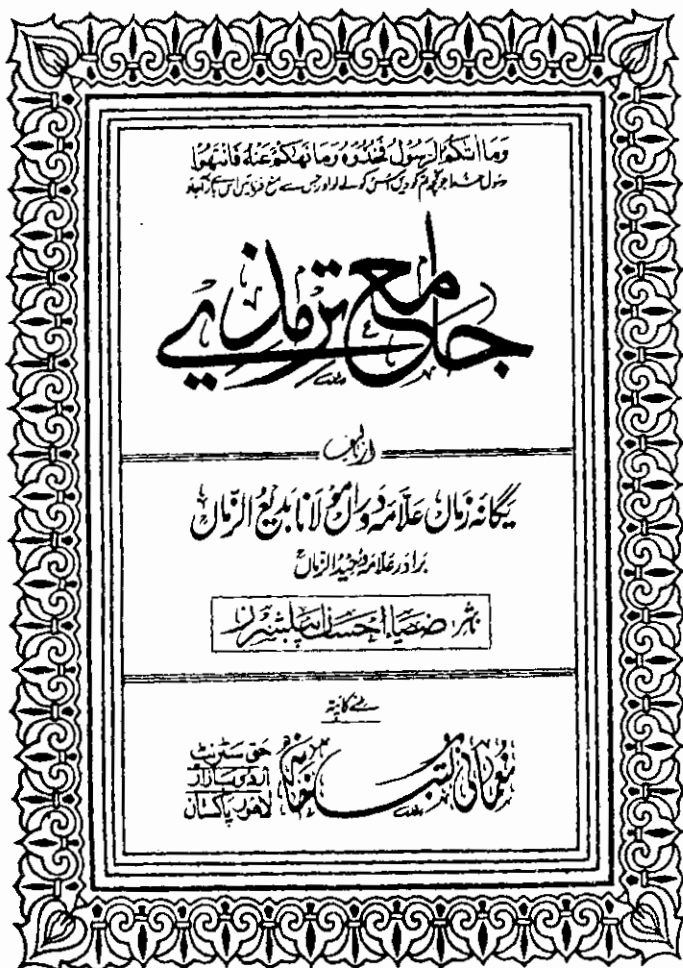
۳۸۴۴۴ - يَدْرُسُ الإسلامُ كما يَدْرُسُ وشيٌ (۱) التوب حتى
لا يدري ما صيامٌ ولا صلاةٌ ولا نَسْكٌ ولا صدقةٌ ، وليُسْرِى على
كتابِ الله في ليلةٍ فلا يبقى في الأرضِ منه آيةٌ ، وتبقى طوائفُ
من الناسِ الشيخُ الكبيرُ والمجوزُ يقولون ؟ أدركنا آباءنا هذه
الكلمة : لا إله إلا الله ، فحنُّ تقولها (ه ، ك ، هب والضياء -
عن حذيفة) (۲) .

۳۸۴۴۵ - اعددُ ستا بين يدي الساعةِ : موتي ، ثم فتحُ بيتِ
المقدس ، موتانُ يأخذُ فيكم كقصاصِ الفمِ ، ثم استفاضةُ المالِ

(۱) وشيٌ : ونى فلان التوب ، وشياً وشيةً : غنمه وقشسه وحسنه .

المعجم الوسيط ۱/ ۱۰۵ . ب

(۲) أخرجه ابن ماجه كتاب الفتن باب ذهاب القرآن واللم رقم ۴۰۴۹ .
وقال في الزوائد : إسناده صحيح رجاله ثقات . ض



۲۲۰

کے پوزے کرنے سے مجبور ہیں کیونکہ گوشہ گزین ہیں۔ حکام سے مل ملاقات نہیں رکھتے۔ اور باعث دردِ شہادت صفت کے ایسی حالتوں سے گمراہیت بھی رکھتے ہیں، لیکن مولوی نذیر حسین صاحب امدان کے شگردِ بناوٹی صاحبِ جواب دہی میں موجود ہیں ان کاموں میں اول درجہ کا جوش رکھتے ہیں۔ لہذا اشتہار دیا جاتا ہے کہ اگر ہر دو مولوی صاحب موصوف حضرت مسیح ابن مریم کو زندہ سمجھنے میں حق پر ہیں اللہ تعالیٰ کریم اور مصلحتِ صحیحہ سے اس کی زندگی ثابت کر سکتے ہیں تو میرے ساتھ پابندی شرائط مندرجہ اشتہار ۲۰ اکتوبر ۱۹۸۷ء بالاتفاق بحث کریں۔ اور اگر انہوں نے بقبول شرائط مندرجہ اشتہار ۲۰ اکتوبر ۱۹۸۷ء بحث کے لیے مستعدی ظاہر نہ کی اور پہلے ادب سے اصل مسائل سے ٹال دیا تو سمجھا جائے گا کہ انہوں نے مسیح ابن مریم کی وفات کو قبول کر لیا۔ بحث میں ہر تنقید طلب یہ ہوگا کہ آیا قرآن کریم اور احادیث صحیحہ نبویہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہی مسیح ابن مریم ہیں کہ انجیل ملی تھی اب تک آسمان پر زندہ ہے اور آخری زمانے میں آئے گا۔ یا یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ درحقیقت فوت ہو چکا ہے اور اس کے نام پر کوئی دوسرا اسی اُمت میں سے آئے گا۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہی مسیح ابن مریم بحمدہ العنصری آسمان پر موجود ہے تو یہ عاجز دوسرے دعوے سے خود دست بردار ہو جائے گا ورنہ حالت ثبوتی بعد اس اقرار کے کھانسنے کے کہ درحقیقت اسی اُمت میں سے مسیح ابن مریم کے نام پر کوئی اور آئے والا ہے۔ یہ عاجز اپنے مسیح موعود ہونے کا ثبوت دے گا۔ ہذا اگر اس اشتہار کا جواب ایک ہفتہ تک مولوی صاحب کی طرف سے شائع نہ ہوا تو صاحبانہ گمراہی سے باز رہیں اور حق کے طالبوں کو بعض نصیحتیں مل جاتی ہیں کہ اب اس کا نام کو خود غور سے دیکھیں اور ان مولوی صاحبوں کی باتوں پر نہ جائیں۔ ساتھ جزو کی کتاب ہے۔ اور یقیناً سمجھو کہ معارفِ اہلِ دلائل تفسیر کا اس میں ایک دریا بہتا ہے۔ صرف ستر قیمت ہے۔ ادا واضح ہو کہ یہ درخواست مولوی سید نذیر حسین صاحب کی کہ مسیح موعود ہونے کا ثبوت دینا چاہیئے اور اس میں بحث ہونی چاہیئے، بالکل حکمِ اللہ خلاف طریق انصافِ اہلِ حق جوئی ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ مسیح موعود ہونے کا ثبوت آسمانی نشانوں کے ذریعہ ہے ہوگا۔ اور آسمانی نشانوں کو ہرگز اس کے کون ان سکتا ہے کہ اول اس شخص کی نسبت جو کوئی آسمانی نشان دکھاوے یہ المینان ہو جاوے کہ وہ خلافِ قالِ اللہ قالِ الرسول کوئی اعتقاد نہیں رکھتا۔ ہذا ایسے شخص کی نسبت جو مخالفِ قرآنِ اہلِ حدیث کوئی اعتقاد رکھتا ہے ولایت کا گمان ہرگز نہیں کر سکتے بلکہ وہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جاتا ہے۔ ہذا اگر وہ کوئی نشان بھی دکھاوے۔ تو وہ نشان کرامتِ مقصور نہیں ہوتا بلکہ اس کو استدرارِ کمانا ہے چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بھی اپنے لیے اشتہار میں جو لہجہ میں چھپوایا تھا اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ سب سے پہلے بحث کے لائق وہی امر ہے جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ قرآن اور حدیث اس دعوے کے مخالف ہیں اور وہ امر مسیح ابن مریم کی وفات کا مستند ہے۔ کیونکہ ہر ایک

شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر درحقیقت قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی رو سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات ہی ثابت ہوتی ہے تو اس صورت میں پھر اگر یہ عاجز مسیح موعود ہونے کے دعوے پر ایک نشان کیا بلکہ لاکھ نشان بھی دکھا دے تب بھی وہ نشان قبول کرنے کے لائق نہیں ہوں گے کیونکہ قرآن ان کی مخالفت شعلت و تاب ہے غایت کار وہ استدراج سمجھے جائیں گے۔ لہذا سب سے اول بحث جو ضروری ہے، مسیح ابن مریم کی وفات یا حیات کی بحث ہے جس کا طے ہو جانا ضروری ہے کیونکہ مخالف قرآن و حدیث کے نشانوں کا مانع نہیں کام نہیں۔ ہاں ان نادانوں کا کام ہے جو قرآن اور حدیث سے کچھ فرض نہیں رکھتے۔ فانتھو اللہ ایضا

الغناء وانشاء مرتضیٰ من التبع اجادی

انشاء

مرزا غلام احمد ازہبی بازار شیماراں۔ کوئی نواب لوہار
۶ اکتوبر ۱۸۹۱ء

حاشیہ کی عبارت :- بلا فرق تمام مذات ہستیوں کے توڑنے اور اتمام حجت کی فرض سے یہ بھی ہم بلاق تنزل کہتے ہیں کہ اگر مولوی سید نذیر حسین صاحب کسی افسرانگریز کے جلسہ بحث میں مامور کرانے سے ناکام رہیں تو اس صورت میں ایک اشتہار شائع کریں جس میں مطلقاً اقرار ہو کہ ہم خود قادیان کے ذمہ دار ہیں۔ کوئی شخص حاضرین جلسہ میں سے کوئی کلمہ خلاف تہذیب اور شرارت کا منہ پر نہیں لاسے گا اور نہ آپ توہین اور استغفاف اور استکبار کے کلمات منہ پر لائیں گے۔ بلکہ مراسم عاجزی اور انکسار اور تہجیز سے تحریری بحث کریں گے اور اگر کوئی عوام و خواص میں سے کوئی خلاف تہذیب و ادب کوئی کلمہ منہ پر لائے تو فی الفور اس کو مجلس میں سے نکال دیں گے۔ اس صورت میں یہ عاجز مولوی صاحب کی مسجد میں بحث کے لیے حاضر ہو سکتا ہے۔ مگر دوسری تمام شرطیں اشتہار ۲۲ اکتوبر کی قائم رہیں گی۔

مجموعہ مطبع اخبار خیر خواہ حیدرآباد

۲۶۴

تحفہ گولڑویہ

خدا تعالیٰ کے کاموں میں مناسب واقع ہے اور وضع شعی فی محلہ اس کی عادت ہے جیسا کہ
اس حکیم کے مفہوم کا مقتضا ہونا چاہیے۔ نیز وہ بوجہ واحد ہونے کے وحدت کو پسند کرتا ہے
اس لئے اس نے یہی چاہا کہ جیسا کہ تکمیل ہدایت قرآن عقیقہ آدم کی طرح چھٹے دن کی گئی تھی
بمذہبہ ایسا ہی تکمیل اشاعت کا زمانہ بھی وہی ہو جو چھٹے دن سے مشابہ ہو۔ لہذا اس نے
اس بعثت دم کے لئے ہزار ششم کو پسند فرمایا اور وسائل اشاعت بھی اسی ہزار ششم میں
وسیع کئے گئے اور ہر ایک اشاعت کی راہ کھولی گئی۔ ہر ایک ملک کی طرف سفر آسان کئے
گئے۔ جاہاں مبلغ جاری ہو گئے۔ ڈاکخانجات کا حسن انتظام ہو گیا۔ اکثر لوگ ایک دوسرے کی
زبان سے بھی واقف ہو گئے اور ہزار پنجم میں ہرگز نہ تھے بلکہ اس ساٹھ سال سے پہلے جو اس
عاجز کی گذشتہ عمر کے دن ہیں ان تمام اشاعت کے وسیلوں سے ملک خالی پڑا ہوا تھا اور
جو کچھ ان میں سے موجود تھا وہ ناقص اور نامکمل تھا اور شاید نادار کے حکم میں تھا۔

یہ وہ ثبوت ہیں جو میرے مسیح موعود اور ہمدی موعود ہونے پر کھلے کھلے دلالت کرتے ہیں
اور اس میں کچھ شک نہیں کہ ایک شخص بشرطیکہ متقی ہو جس وقت اس تمام دلائل میں غور
کرے گا تو اس پر مدد حق کی طرح کھل جائیگا کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ انصاف سے
دیکھو کہ میرے دعویٰ کے وقت کس قدر میری سمجھائی پر گواہ جمع ہیں* (۱) زمین پر وہ مفاسد
موجود ہیں جنہوں نے اسلام اور مسلمانوں کی قربانی بیخ کنی کر دی ہے۔ اسلام کی اندونی حالت

منجملہ گواہوں کے ایک یہ بھی زہد مت گواہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے ثبوت پر ایک
پہلو سے اس نادر میں پیدا ہوئے ہیں یہاں تک کہ یہ ثبوت بھی نہایت قوی اور روشن دلائل سے مل گیا کہ
آپ کی قبر میری نظر ملا کہ شیعریں یار کے محلہ میں ہے۔ یاد رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفین کے صدق
و کذب آزمائے گئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ مدحیقت زندہ ہیں
تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل بیکار ہیں۔ اور اگر وہ مدحیقت قرآن کے دوسرے قوت شدہ
ہیں تو ہمارے مخالفت باطل پر ہیں۔ اب قرآن مدعیان میں ہے اس کو سمجھو۔ منجملہ

۱۶۸

ایمان الصلح

۳۲۳

جب تک کسی دل میں ایک ذرہ بھی تقویٰ ہو ایسے افراد نہیں کر سکتا جن باغی چیزوں پر اسلام کی بنا رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے۔ اور جس خدا کی کلام یعنی قرآن کو پیغمبر مارا حکم ہے ہم اس کو پیغمبر مار رہے ہیں۔ اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر **يُحْسِبُنَا كِتَابُ اللَّهِ** ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اربعہ قرآن میں پیدا ہو قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔ بالخصوص قصوں میں جو بلا اتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں۔ اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائکہ حق اور مشر اجساد حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک فرمائے اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ پتے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ** اور اسی پر مرید اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے اُن سب پر یقین لادیں۔ اور صوم اور صلوة اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرض کو فرض سمجھ کر اور تمام مہنیاں کو مہنیاں سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کا و بند ہوں۔ فرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی جہلی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں اُن سب کا ماننا فرض ہے۔ اور ہم اہل بعد زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔ اور جو شخص مخالفت اس مذہب کے کئے اور لازم ہم پر لگاتا ہے وہ تقویٰ اور دیاقت کو چھوڑ کر ہم پر افتراء کرتا ہے۔ اور قیامت میں ہمارا اُس پر یہ یہ دعویٰ ہے کہ کب اُس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل

براہین احمدیہ

۵۹۲

پہلی فصل

۴۹۹ تمہید ہشتم۔ جو امر غارق عادت کسی ولی سے صادر ہوتا ہے۔ وہ حقیقت میں اس ملبوع کا معجزہ ہے جس کی وہ اُمت ہے اور یہ بدیہی اور

۴۹۹ گرفتار مطلق کہ جس کے علم قدیم سے ایک ذرہ مخفی نہیں اور جس کی طرف کوئی نقصان اور حرجان عاید نہیں ہو سکتا۔ اور جو ہر ایک قسم کے جہل اور کودگی اور ناتوانی اور علم اور حزن اور درد اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیوں کر اس چیز کا عین ہو سکتا ہے کہ جو

برجہ یقین کامل پہنچ کر ہو جس پر بعد اسکے فرمایا: اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَّلَ. صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَكَانَ اَمْرًا اَلَكُم مَّعْقُوْلًا۔ یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اندر نیز اس الہام پر از معارف و حقائق کو قادیان کے قریب آتا رہا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ آتا رہا ہے اور بغیر وہ حقہ آتا رہا ہے۔ خدا اور اسکے رسول نے غزوی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا۔ یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کیلئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث متذکرہ بالا میں اشارہ فرما چکے ہیں اور خدا نے تعالیٰ اپنے کلام مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے چنانچہ و اشارہ حقہ سوم کے الہامات میں فرمایا ہو چکا ہے اور فرقانی اشارہ اس آیت میں ہے سَمَوَاتٍ اَلَدِّيْنَ اَزْصَلَّ رَسُوْلُهُ بِالْهَدْيِ اَلَدِّيْنَ اَلْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاسی مملکت کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے۔ اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رُوسے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابه واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدی اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر

لے الصف : ۱۰

پہلی فصل

4-1

براہین احمدیہ

نے منع کیا ہے اور اسی کتاب کا پابند رہتا ہے جو اُس کے شارع نے دی ہے تو

۵۰۵

برخلاف قسم دوم کے کہ اُس میں انکار کیا جائے اور جب تک ولایت کسی ولی کی قسم سوم تک نہیں پہنچتی عارضی ہے اور خطرات امن میں نہیں۔ وجہ یہ کہ جب تک انسان کی سرشت میں خدا کی محبت اور اُس کے غیر کی عداوت داخل نہیں ہے تب تک کچھ رنگ ریشہ ظلم کا نہیں باقی جو کہوند اُس کے حق ربوبیت کو

سَلِّقْ اَدَمَ قَاكِرْمَهْ۔ پید کیا آدم کو پس اکرام کیا اُس کا۔ جَعَرِيَّ اللّٰهُ فِي حُلِّي الْاَنْبِيَا
جَعَرِيَّ اللّٰهُ فِي حُلِّي الْاَنْبِيَا۔ اس فقرہ الہامی کے یہ معنی ہیں کہ منصب لہ شد و
ہدایت اور مورد وحی الہی ہونے کو دراصل محمد انبیاء ہے اور ان کے غیر کو بطور مستعار
منا ہے اور یہ حلو انبیاء امت محمدیہ کے بعض افراد کو بغرض تکمیل ناقصین عطا ہوتا ہے
اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عَلَمَاءُ اُمَّتِي
كَانِيْنِيَا وَبَنِيْ اِسْرَآئِيْل۔ پس یہ لوگ اگرچہ نبی نہیں پر نبیوں کا کام اُن کو سپرد
کیا جاتا ہے۔ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ فَاَنْتَقَدُّ كَعَدُوْنَهَا۔ اور تمھے تم ایک
گڑھے کے کنارہ پر سو اُس سے تم کو خلاصی بخشی یعنی خلاصی کا سامان عطا فرمایا
عَسَى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ عَلٰى كُفْرٍ اِنْ عُدْتُمْ عَدَاوَةً جَعَلْنَا جَهَنَّمَ
لَكُمْ فِرْدِينَ حَصِيْرًا۔ خدائے تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر
رحم کرے۔ اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی
طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کیلئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس
مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنی اگر طریق رفیق اور
رحمی اور لطف احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ
سے کھن گیا ہے۔ اُس سے سرکش رہیں گے۔ تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب
خدائے تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور
حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں باور

پہلی فصل

۶۰۲

براہین احمدیہ

وہ اس صورت میں بالکل اپنے نفس سے محو ہو کر اپنے شارع کی ذمہ داری

۵۰۱

جیسا کہ چاہیے تھا ادا نہیں کیا۔ اور لقاء تام حاصل کرنے سے ہنوز قاصر ہے۔ لیکن جب اس کی سرشت میں محبت الہی اور موافقت باللہ بخوبی داخل ہو گئی۔ یہاں تک کہ خدا اُس کے کان ہو گیا جن سے وہ سنتا ہے۔ اور اُس کی آنکھیں ہو گیا

سرکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا۔ اور جلال الہی گمراہی کے غم کو اپنی تجلی قہری سے نیست نابود کر دے گا۔ اور یہ زمانہ اس زمانہ کیلئے طور ارہاس کے واقع ہوا ہے یعنی اس وقت جلالی طور پر حق تعالیٰ اتمام محبت کرے گا۔ اب بجائے اسکے جمالی طور پر حق تعالیٰ اتمام محبت کر رہا ہے۔

تَوْبُوا وَاصْلَحُوا وَارْأَى اللَّهُ تَوَجَّهُوا وَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلُوا وَاسْتَعِينُوا بِالْعَصْبَةِ وَالصَّلَاةِ۔ توبہ کرو اور فسق اور فحشاء اور معصیت سے باز آؤ اور اپنے مال کی اصلاح کرو اور خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس پر توکل کرو اور صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ اُس سے مدد چاہو۔ کیونکہ نیکیوں سے بدیاں دور ہو جاتی ہیں۔ بُشْدَى لَكَ يَا أَحْمَدُ ع۔ اَنْتَ مُرَادَى وَمَعِين۔ غُرُشْتَ كَرَامَتَكَ بِسِيْرِ ع۔ خوشخبری ہو تجھے اے میرے احمد۔ تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ میں نے تیری کرامت کو اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ قُلْ تَلْمُذُنِينَ يَعْصُونَ مِنْ أَمْرَارِهِمْ وَيَحْفَظُونَ أَفْرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَذْكَى لَّهُمْ۔ مؤمنین کو کہہ دے کہ اپنی آنکھیں ناچرخوں سے بند رکھیں اور اپنی سترگاہوں کو اور کانوں کو نالائق اُمیر سے بچاویں۔ یہی ان کی پاکیزگی کیلئے ضروری اور لازم ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر ایک مومن نے لئے نبویات سے پرہیز کرنا اور اپنے اعضاء کو ناجائز افعال سے محفوظ رکھنا لازم ہے اور یہی طریقی اس کی پاکیزگی کا مدار ہے۔

چشم گوش و دیدہ بندے حق پرین یاد کن فرمان قل للمؤمنین

۵۰۲

براہین احمدیہ

۴۲۱

پہلی فصل

حقہ بھی پائی جائے۔ ابتدا میں جب خدا نے انسان کو پیدا کیا۔ اُس وقت بذریعہ الہام بولچوں کی تعلیم کرنا ایسا امر تھا۔ کہ جس میں دونوں طور

۳۱۱

دلی عاجزی کے ساتھ اعادہ الہی چاہتا ہے۔ اور نہ اس کی روحانی حالت درست ہوتی ہے۔ بلکہ اس کے ہوشوں میں دُعا اور اس کے دل میں غفلت یا ریاء ہوتی ہے۔ یا کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا اس کی دُعا کو سن کر لیتا ہے۔ اور اس کے لئے جو کچھ اپنی حکمت کا طے کے رُوسے مناسب اور اصلح دیکھتا ہے عطا بھی فرماتا ہے لیکن نادان انسان خدا کی ان الطایف خفیدہ کو شناخت نہیں کرتا۔ اور باعث اپنے جہل اور بے خبری کے شکوہ اور شکایت شروع کر دیتا ہے۔ اور اس آیت کے مضمون کو نہیں سمجھتا۔ عَسَىٰ أَنْ تَكُونَ مِنْ شَائِئِنَا وَكَوْهَ خَيْرٌ لَّكَ وَدَعَا نِي أَنْ تَحْيِيَنَا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكَ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ یمن یہ محسوس ہے کہ تم ایک چیز کو بُری سمجھو اور وہ اصل میں تمہارے لئے اچھی ہو اور ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو دوست رکھو اور وہ اصل میں تمہارے لئے بُری ہو۔ اور خدا پھر دل کی اصل حقیقت کو جاننا ہے اور تم انہیں جانتے اب ہماری اس قدر قریر سے واضح ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کس قدر عالی شان صداقت ہے جس میں حقیقی کو میں اور عیوبیت اور غلو میں ترقی کرنے کا نہایت عمدہ سامان موجود ہے جس کی نظیر کسی اور کتاب میں نہیں پائی جاتی۔ اور اگر کسی کے زعم میں پائی جاتی ہے تو وہ اس صداقت کو مد تمام دوسری صداقتوں کے جو ہم نیچے لکھتے ہیں نکال کر پیش کرے۔

اس بلکہ بعض کو نہ اندیش اور نادان دشمنوں نے ایک اعتراض بھی بسم اللہ کی بوجھ پر کیا ہے۔ ان معترضین میں سے ایک صاحب تو پادری عماد الدین نام ہیں۔ جس نے اپنی کتاب ہدایت المسلمین میں اعتراض مندرجہ ذیل لکھا ہے۔ دوسرے صاحب باوا

۳۱۲

نہیں کر سکتے۔ مگر میرے بعد ایک دوسرا آغیہ اللہ ہے وہ سب باتیں کھول دیں اور علم دین کو بجز تہ کمال پہنچنے کا جو حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی محمود کر آسمانوں پر جانیٹے اور ایک عرصہ تک وہی ناقص کتاب لوگوں کے ہاتھ میں رہی اور پھر اسی نبی مہسوم

لہ البقرة : ۲۱۷

ازالہ اوہام

۴۶۴

مستقدم

جس کا محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے تولد ہوتا۔ جس کا آسمان پر ابن مریم نام ہے تو کیوں
خدا تعالیٰ کی طوریت میں ابن مریم کے پیدا کرنے سے مجبور وہ نہ ہو سکتی ہو اس نے محض اپنے
فضل سے بغیر ہر وسیلہ کسی زمیني عالم کے اس ابن مریم کو روحانی پیدائش اور طبعی زندگی بخشی
جیسا کہ اس نے خود اس کو اپنے عالم میں فرمایا تم احیٰ بنائے بعد ما اھلکنا لکھرون
الاولیٰ وجعلناک المسیح ابن مریم۔ یعنی پھر ہم نے تجھے زندہ کیا بعد اس کے جو
پہلے قریں کو ہم نے ہلاک کر دیا اور تجھے ہم نے مسیح ابن مریم بنایا یعنی بعد اس کے جو عالم طبع
پر مشغول اور علموں میں مودعہ مانی پھیل گئی۔ انجیل میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح
ستاروں کے گرنے کے بعد آئے گا۔

اب اس تحقیق سے ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم کی آخری زمانہ میں آنے کی قرآنی شریعت
میں پیش گوئی موجود ہے۔ قرآنی شریعت نے جو سوچ کے ٹکٹے کی ۱۰۰ سو برس تک قدرت
شہرانی ہے۔ بہت سے اولیاء بھی اپنے انکا شغف کی رو سے اس مدت کو ملتے ہیں اور
آیت و انما علی ذہاب ہم لقادرون علیہم کے حسابہ حمل علی کلمہ مدد میں اسلامی
ہاند کی سلا کی راقول کی طرف اشارہ کرتی ہے جس میں نئے چاند کے ٹکٹے کی اشارت
چمکی ہوئی ہے جو فلام احمد قلوبانی کے مددوں میں بحساب حمل پائی جاتی ہے اور یہ
آیت کہ هو الذی یصل رسولہ بالقد علی و دیو الخ لیظہرہ علی اللہین علیہ
در حقیقت ایسی مسیح ابن مریم کے زمانہ سے متعلق ہے کیونکہ تمام اولیاء ابن مریم مانی قلبہ بجز
اس زمانہ کے کسی اور زمانہ میں ہرگز ممکن نہیں تھا وجہ یہ کہ یہی زمانہ ہے کہ جس میں ہزاروں
قسم کے اعتراضات اور شبہات پیدا ہو گئے ہیں اور انواع اقسام کے عقلی حملے اسلام پر
کئے گئے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے وای من شیء الا عندنا خزائنه وما
ننزلہ الا بقدر معلوم ^{۱۶۵} یعنی ہر ایک چیز کے ہمارے پاس خزانے میں مگر بقدر
معلوم اور بقدر ضرورت ہم ہی کو اتار دیتے ہیں۔ سو جس قدر معارف و حقائق بطول قرآن میں

۱۶۵۔ مومنون ۱۹۱ آیت صف ۱۰۰ سورہ ہجر ۲۲

سے ہی قتل کئے جائیں گے۔ سو اگر ثبوت کچھ چہرہ ہے تو اس سے بڑھ کر عیسائیل کے لئے اور کوئی ثبوت نہیں کہ مسیح اپنے منہ سے پیش گوئی کرتے ہیں کہ ابھی تم میں سے بعض زندہ رہیں گے کہ میں پھر آؤں گا۔

یاد رہے کہ انجیلوں میں دو قسم کی پیش گوئیاں ہیں جو حضرت مسیح کے آنے کے متعلق ہیں (۱) ایک وہ جو آخری زمانہ میں آنے کا وعدہ ہے وہ وعدہ روحانی طور پر ہے اور وہ آنا اُنسی قسم کا آنا ہے جیسا کہ ایلہا نبی مسیح کے وقت دوبارہ آیا تھا۔ سو وہ ہمارے اس زمانہ میں ایلہا کی طرح آچکا اور وہ یہی راقم ہے جو غلام نوح انسان ہے جو مسیح محمد بنوری علیہ السلام کے نام پر آیا۔ اور مسیح نے میری نسبت انجیل میں خبر دی ہے۔ سو مہارک وہ جو مسیح کی تعظیم کے لئے میرے باب میں دیانت اور انصاف سے غور کرے اور شکر کرے کھاوے۔ (۲) دوسری قسم کی پیش گوئیاں جو مسیح کے دوبارہ آنے کے متعلق انجیلوں میں پائی جاتی ہیں وہ درحقیقت مسیح کی اُس زندگی کے ثبوت کے لئے بیان کی گئی ہیں جو صلیب کے بعد غولہ قتل کے فضل سے قائم اور بحال رہی۔ بعد صلیب موت سے خدائے اپنے برگزیدہ کو بچالیا۔ جیسا کہ یہ پیش گوئی جو ایسی بیان کی گئی۔ عیسائیوں کی غلطی ہے کہ ان دونوں مقاموں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا دیتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے بڑی گجراہٹ اور طرح طرح کے مشکلات اُنکو پیش آتے ہیں۔ غرض مسیح کے صلیب سے بچ جانے کے لئے یہ آیت جو متی ۱۶ باب میں پائی جاتی ہے بڑا ثبوت ہے۔

اور انجیل انجیل شہادتوں کے جوہر کو ملی ہیں انجیل متی کی مندرجہ ذیل آیت ہے۔ ”اور اُس وقت انسان کے بیٹے کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا۔ اور اُس وقت زمین کی ساری قومیں ہچاتی پٹیں گی اور انسان کے بیٹے کو بڑی عظمت اور جلال کے ساتھ آسمان کے باول پر آئے دیکھیں گے“ دیکھو متی باب ۲۴ آیت ۳۰۔ اس آیت کا اصل مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک زمانہ ایسا آئے والا ہے کہ جبکہ آسمان سے

ازالہ اوہام

۴۰۰

قصہ دوم

اب سمجھنا چاہیے کہ گواہی کی طور پر قرآن شریف اکمل و اتم کتاب ہے، گویا ایک حصہ کثیر
 دین کا اور طسریقہ عبادات و فسیحہ کا مفصل اور مبسوط طور پر احادیث سے ہی ہم نے لیا ہے
 اور اگر احادیث کو ہم بھی ساقط لاغتبار سمجھ لیں تو پھر اس قدر بھی ثبوت دینا ہمیں مشکل
 ہو گا کہ وہ حقیقت حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما و عثمان و آلہ و انصار و صحابہ علیہم السلام کی طرف سے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ اور امیر المؤمنینؓ تھے اور وہ جو در کتھے تھے صرف
 فرمائی نام نہیں کیونکہ قرآن کریم میں ان میں سے کسی کا نام نہیں۔ ہاں اگر کوئی حدیث قرآن شریف
 کی کسی آیت سے صریح مخالف و متضاد پڑے مثلاً قرآن شریف کہتا ہے کہ کج احکام مہم
 فہت ہو گیا اور حدیث یہ کہے کہ فہت نہیں ہوا تو ایسی حدیث مردود اور ناقابل اعتبار ہوگی
 لیکن یہ حدیث قرآنی شریعت کے مخالف نہیں بلکہ اس کے بیان کو اور بھی بسط سے بیان کرتی
 ہے وہ بشرطیکہ جرح سے خالی ہو قبول کرنے کے لائق ہے۔ پس یہ کمال درجہ کی بے نصیبی اور
 بھاری غلطی ہے کہ ایک نکتہ تمام حدیثوں کو ساقط الاعتبار سمجھ لیں اور ایسی متواتر پیش گوئیوں
 کو جو خیر و برکتوں میں ہی تمام ممالک اسلام میں پھیل گئی تھیں اور مستحکمات میں کو سمجھی گئی
 تھیں برہم و موضوعات داخل کر دیں۔ یہ بات یہ شدیدہ نہیں کہ مسیح ابن حرم کے آئینی پیش گوئی
 ایک سال درجہ کی پیش گوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر اسرار
 میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیش گوئی اس کے ہم پست اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی تو ہر
 سال اول حد جس کو حاصل ہے اس کی بھی اس کی مصدق ہے۔ اب اس قدر ثبوت بدعوانی
 پھیرنا اور یہ کہنا کہ تمام حدیثیں موضوع ہیں وہ حقیقت میں لوگوں کا کام ہے بلکہ خدا تعالیٰ نے
 بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخیر و احسن حصہ نہیں دیا اور باعث اس کے کہ ان
 لوگوں کے دلوں میں قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت باقی نہیں رہی اس لئے جو بات ان کی پہنچ
 سمجھ سے بالاتر ہو اس کو محالات اور متعطلات میں داخل کر لیتے ہیں۔ تاہم قلقت ہے شک
 حق اور باطل کے آزمائے کے لئے ایک آلہ ہے مگر ہر ایک قسم کی آزمائش کا ہی یہ دار نہیں۔

سوا اول ہم ان ہر تنقیحوں میں سے پہلی تنقیح کو بیان کرتے ہیں سو واضح ہو کہ اس امر سے دنیا میں کسی کو بھی انکار نہیں کہ احادیث میں ہر مضمون موعودہ کی کھلی کھلی پیش گوئی موجود ہو بلکہ قریباً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص نبیوالا ہو جس کا نام عیسیٰ بن مریم ہو گا اور یہ پیش گوئی بخاری اور مسلم اور ترمذی وغیرہ کتب حدیث میں اس کثرت سے پائی جاتی ہے جو ایک منصف مزاج کی تسلی کے لئے کافی ہو اور بالضرورت اس قدر مشترک پر ایمان لانا پڑتا ہو کہ ایک مسیح موعود انبیا الاء اگرچہ یہ سچ ہو کہ اکثر ہر ایک حدیث اپنی ذات میں مرتبہ احاد سے زیادہ نہیں مگر ہمیں کچھ بھی کلام نہیں کہ جس قدر طرق متفرق کی رو سے احادیث نبویہ اس باب سے میں مدون ہو چکی ہیں ان سب کو یکجا بی نظر کے ساتھ دیکھنے سے بلاشبہ اس قدر قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوتا ہو کہ ضرور آنحضرت ﷺ نے مسیح کے آنے کی خبر دی ہو اور پھر جب ہم ان احادیث کے ساتھ جو اہلسنت و جماعت کے ہاتھ میں ہیں ان احادیث کو بھی ملاتے ہیں جو دوسرے فرقے اسلام کے مثلاً شیعہ وغیرہ انہر بھروسہ رکھتے ہیں تو اور بھی اس توانہ کی قوت اور طاقت ثابت ہوتی ہو اور پھر اسکے ساتھ جب صد ہا کتابیں متصفیٰں کی دیکھی جاتی ہیں تو وہ بھی اسی کی شہادت سے رہی ہیں۔ پھر بعد اسکے جب ہم بیرونی طور پر اہل کتاب یعنی نصاریٰ کی کتابیں دیکھتے ہیں تو یہ خبر ان کو بھی ملتی ہو اور ساتھ ہی حضرت مسیح کے اس فیصلہ سے جو ایلیا کے آسمان سے نازل ہو نیکی بارہ میں ہو یہ بھی انجیل سے معلوم ہوتا ہو کہ اس قسم کی خبریں کبھی حقیقت پر محمول نہیں ہوتیں لیکن یہ خبر مسیح موعود کے آنے کی اس قدر زور کے ساتھ ہر ایک زمانہ میں پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہو کہ اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہیں ہو گی کہ اسکے توانہ سے انکار کیا جائے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر اسلام کی وہ کتابیں جن کی رو سے یہ خبر سلسلہ وار شائع ہوتی چلی آئی ہو صدی وار مرتب کر کے اکٹھی کیا جائیں تو ایسا کتابیں ہزاروں سے کچھ کم نہیں ہونگی۔ ہاں یہ بات اس شخص کو سمجھنا مشکل ہو کہ جو اسلامی کتابوں سے بالکل بیخبر ہے اور حقیقت ایسے اعتراض کر نیوالے اپنی بد قسمتی کی وجہ سے کچھ ایسے بیخبر ہوتا ہے کہ انھیں یہ نصیرت حاصل ہی نہیں ہوتی کہ فلاں واقعہ کس قدر قوت اور مضبوطی کے ساتھ اپنا ثبوت دیتا ہے پس ایسا ہی صاحب ممتحن نے کسی سے سن لیا ہو کہ احادیث اکثر احاد کے مرتبہ ہیں اور اس کے

ایام مسیح

۲۷۹

دنیا میں نہ بھیجا اور تادیلوں کی حاجت پڑی اور ظاہر الفاظ کے رو سے یہودیوں کا یہ عند بہت مقبول تھا کہ جس حالت میں پہلے مسیح کے آنے کے لئے یہ شرط تھی کہ پہلے ایلیاہی دوبارہ دنیا میں آجائے تو پھر بغیر ایلیاہی کے دوبارہ آنے کے کیونکر مسیح ابن مریم دنیا میں آگیا۔ اب جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے یہودیوں کو یہ جواب ملا ہے کہ ایلیاہی کے دوبارہ آنے سے یہ عسائی بھی یمنی بھی کا آنا مراد تھا تو ایک دیندار آدمی سمجھ سکتا ہے کہ جینے ابن مریم کا دوبارہ آنا بھی ایسی طرز سے ہوگا کیونکہ یہ وہی ملت اللہ ہے جو پہلے گندھکی ہے۔ دلن تجمد لسنہ اللہ تبدیلا۔

علامہ ابن باقر کے مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کو یہ آیت بھی رد کرتی ہے وَلَکِن دَسُوْلَہُ وَنَاسِہُ النَّبِیِّہِ اَدِیَاہِی یہ حدیث بھی کہ لَا نَبِیَّا بَعْدِی۔ یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ باوجودیکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں پھر کسی وقت دوسرا نبی آجائے۔ اور مٹی بوت شروع ہو جائے کیا یہ سب اہل حکم نہیں کرتے کہ اس حدیث کے مننے کرنے کے وقت ضرور ہے کہ الفاظ کو ظاہر سے پھیر جائے۔ ماسوا اس کے ایک بڑا قرینہ اس بات پر کہ آنے والا مسیح موعود غیر اس مسیح کا ہے جو گندھکا اختلاف ملیوں کا ہے۔ کیونکہ مسیح بخاری میں جو آج مکتبہ جبرکت شریف ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عیسٰی سرخ رنگ نکھا ہے۔ جیسا کہ بلاد شام کے لوگوں کا رنگ ہوتا ہے اور جیسا کہ تصویروں میں دکھایا گیا ہے اور گندھک والے بال رکھے ہیں۔ لیکن مسیح موعود جس کی اس امت میں آنے کی خبر دی گئی ہے اس کا طبع گندم گون لوہے سے ۷۱ واپسین کیا ہے اور علاوہ اس کے یہ بھی نکھا ہے کہ وہ اسی امت میں سے ہوگا بخاری کے یہ لفظ ہیں کہ اصامکھ منکھ اور مسلم کے یہ لفظ ہیں خاتکھ منکھ دونوں سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ ایلیاہی مسیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہے اور اگر یہ کہو کہ کیوں جائز نہیں کہ یہ تمام حدیثیں موعود ہوں اور آنے والا کوئی بھی نہ ہو۔ تو میں کہتا ہوں کہ ایلیاہی بھی سراسر ظلم ہے۔ کیونکہ یہ حدیثیں ایسے لواثر کی حد تک پہنچ گئی ہیں کہ عند الحقل ان کا کذب محال ہے اور ایسے متواترات بدہیات کے رنگ میں ہو جاتے ہیں۔ ماسوا اس کے ان حدیثوں میں جو بڑی بڑی

۵۳

سے الاحزاب: ۶۳ سے الاحزاب: ۸۱

و تركتهم كالميت المتنكر	ان يشتموا خلقا نزع ثيابهم
دیجھو مردہ نامشناختہ ایشان را محزون	دیروز ششام وضو چھوٹا کر کے جھانک کر ایشی اذنی شام برکتیہ
انی اری الطاف ربی الکبر	هم يشتمون ولا انا لسانهم
پرا کر کن مہرا نیہا مے رب کبیر خود می بینم	ایشان دشنام می دہند و من از زبان شامی ترسم
منی بمنزلة المحب الموثر	نزلت ملامة لائمی من عبته
بمنزلہ دوست مخصوص خود مرا می نماید	از محبت خداے خود طاعت ملامت کنندگان
ستری بروق الحق بعد تبصر	یا لائمی دع عل لوم وانتظر
ز بعد از چشم بینا مال شدنی شود حق را خواہی دید	لے صبرت کنند من صبرت بل گذار و صبر کن
کبرت عليك وليتها لم تكبر	جلت وصايا ما هدى لكنها
بکبر تو گر آن آمدند و کاش گران نیامدند سے	چھوٹا سے ہوا زود سے وایت بزرگ ہرستند

ایہا الناصر تدبروا الطرفۃ عین۔ ولا تملکوا انفسکم لئین۔ ان مع الیسیر مآبیت
 لے مہمان برے کی طرفۃ عین تدبر کنید و برائے دہلے نفس خود را ہلاک مکنید۔ یقیناً موت سیر بقرآن ثابت
 بالقرآن۔ ثم بالحديث ثم بشهادة اللغة و لعل اللسان ثم بالعقل و الفراسۃ
 است۔ باز ثبوت آن بحدیث ہم بر سیدہ باز از لغت و اہل زبان ثابت گشتہ۔ باز از دہلے عقل و فراست
 و الوجدان۔ ثم بنظر سابق الزمان۔ فلا یزیل الامر الثابت کید الانسان
 و وجدان۔ و باز بنظر زمانہ گذشتہ تحقیق این معنی گشتہ۔ پس امر ثابت را قریب انسان کہہ نتواند کرد
 و النزول ایضا حق نظر اعلیٰ تو اتر الامار۔ و قد اثبت من طرق و الاخبار
 و نزول از دہلے تو اتر آئند ہم رامت است۔ چرا کہ از طرق متعددہ ثابت گشتہ۔
 فتعالوا الحکمة ترفع هذه التناقض من بین بعض الاحادیث و بین مجموعہ
 پس بسوئے آن کہہ یا نیکو گار این تناقض را از در میان بعض احادیث و مجموعہ احادیث و فرقان بردارند۔

شامل حل ہو گئی۔ یہ سبھی نصرت الہی یا ایک رنگ میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شامل ہو گئی اور حقیقت وہی نصرت ہے جو اپنے اپنے عمل پر رنگ کے مجرمت کے نام سے موسوم ہوتی ہے۔ سو میں خوب جانتا ہوں کہ جیسا کہ نصرت الہی حضرت مسیح کے شامل حل ہوتی تھی میں بھی اس نصرت سے بے نصیب نہیں رہوں گا لیکن یہ ضرور نہیں کہ وہ نصرت جسمانی بیماروں کے اچھا کرنے سے غلبہ ہو۔ بلکہ خدا نے تعالیٰ نے ایک الہام میں پیکر پر غلبہ فرمایا کہ خلق اللہ کی روحانی بیماریوں اور شکوک اور شبہات کو وہ نصرت دے کر دے گی۔ جیسا کہ میں پہلے اس سے لکھ چکا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ مستعد طلبہ پڑھ کر پڑتا جاتا ہے اور پرانی بیماریاں دور ہوتی جاتی ہیں اور نصرت الہی اندر ہی اندر کام کر رہی ہے اور خدا تعالیٰ نے اپنے خاص کلام سے میری طوفان اشارہ کر کے فرمایا کہ ایسی ناصری کے نوں پر اگر دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ وہ روحانی بیماریاں کو بہت صاف کر رہا ہے اس سے زیادہ کہ کسی جسمانی بیماریاں کو صاف کیا گیا ہو

حال کے نیچری جی کے دلوں میں کچھ بھی غفلت قل اللہ اور قل الرسول کی باقی نہیں رہی یہ ہے اصل خیال پیش کرتے ہیں کہ جو سچ الہام مریم کے آنے کی خبر میں صلح ہو رہی ہے اس میں یہ تمام خبریں غلط ہیں۔ شاید ان کا ایسی باتوں سے مطلب ہے کہ تا اس عاجز کے اس دعوے کی تحقیر کر کے کسی طرح اس کو مائل ٹھہرایا جاوے لیکن وہ اس قدر تیار ہے اسے انکار کر کے اپنے ایمان کو خطروں میں ڈالتے ہیں۔ یہ بات غلط ہے کہ تو اتنی کچھ بھی چیمہ نہ ہے کہ اگر غیبی قوتوں کی قوارخ کے رو سے بھی پایا جائے تو تب بھی کہیں قہر کرنا ہی پڑتا ہے۔ جیسا کہ ہندوؤں کے بزرگوں راجندر اور کرشن وغیرہ کو وہ قوت کے فدائے ہے ہی ہم نے قبیل کیا ہے۔ گو تحقیق تفتیش تاریخی واقعات میں ہم نے ملکہ دست پکے ہیں مگر ہمارے اس قوت کے جو ان کی مسلسل تحریروں سے پایا جاتا ہے ہرگز یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ راجندر اور راجہ کرشن یہ سب فرضی ہی نام ہیں۔

کے سر پر ظہور کر گیا اور یہ پیشگوئی اگرچہ قرآن شریف میں صرف اجمالی طور پر پائی جاتی ہے۔ مگر احادیث کے دوسرے اس قدر قوتاً تک پہنچی ہے کہ جس کا کذب عند العقل منقطع ہے۔ لہذا اگرچہ کچھ چیز ہے تو کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی پیشگوئوں میں سے جو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلیں۔ کوئی ایسی پیشگوئی نہیں جو اس درجہ قوتاً تر ہو۔ جیسا کہ اس پیشگوئی میں پایا جاتا ہے۔ جس شخص کو اسلامی تاریخ سے خبر ہے وہ خوب جانتا ہو کہ اسلامی پیشگوئوں میں سے کوئی ایسی پیشگوئی نہیں جو قوتاً تر کے دوسرے اس پیشگوئی سے بڑھ کر ہو۔ یہاں تک کہ علما نے لکھا ہے کہ جو شخص اس پیشگوئی کا انکار کرے اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ معارضات سے انکار کرنا گویا اسلام کا انکار ہے لیکن انیسویں ہجری کے باوجود اس قوتاً تر کے ہمارے زمانہ فیج امحج کے علما نے اس پیشگوئی کو صحیح صحیح سمجھنے میں بڑا دھوکہ کھایا ہے اور بیاحت سخت غلط فہمی کے اپنے عقیدہ میں قائلی ختم تناقضات جمع کر لئے ہیں۔ یعنی ایک طرف تو قرآن شریف پر ایمان لا کر اور احادیث صحیحہ

توضیح مرام

۵۲

سیح کا وہ بارہ دنیا میں آتا

چاہیں گے ہیں مدعی ہو کر مقابل پر کھڑے ہو جائیں گے لئے سخت حجاب ہو جائے گا جس سے باہر نکلتا اور اپنی مشہور کردہ رائے سے رجوع کرنا ان کے لئے مشکل بلکہ محال ہو گا۔ کیونکہ ہمیشہ یہی دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی مولوی ایک رائے کو علی رؤس بالاشہاد نظام ہر کرتا ہے اور اپنا فیصلہ مطلق اسکو قرار دیتا ہے تو پھر اس رائے سے عود کرنا اسکو موت کے بدتر دکھائی دیتا ہے۔ لہذا میں نے ترخا شد یہ چاہا کہ قبل اس کے کہ وہ مقابل پر آکر مٹ اور ضد کی بلا میں پھنس جاتیں آپ ہی اٹھوائیے صاف اور مدلل طور پر سمجھا دیا جائے کہ جو ایک دانا اور نصف لو طالب حق کی تسلی کیلئے کافی ہو۔ اگر بعد میں پھر لکھنے کی ضرورت پڑے گی تو شاید ایسے لوگوں کے لئے وہ ضرورت پیش آوے کہ جو غایت و رجحان کے سادہ لوح اور غبی ہیں جن کو آسمانی کتابوں کے استعارات مصطلحات و دقائق تاویلات کی کچھ بھی خبر نہ ملے کہ میں اور لایم سے کی نفی کے نیچے داخل ہیں۔

اب پہلے ہم صفاتی بیان کے لئے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ بائبل اور ہماری احادیث اور انجیل کی کتابوں کے رو سے جن نبیوں کا ایسی وجہ مختصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے سچ درمیں جن کو عیسیٰ اور مسیح بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں نبیوں کی نسبت حمد قدیم اور جدید کے بعض صحیفے بیان کر رہے ہیں کہ وہ دونوں آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور پھر کئی زمانہ میں زمین پر اتریں گے اور تم ان کو آسمان سے آتے دیکھو گے۔ ان ہی کتابوں کے کسی قدر ملتے جلتے الفاظ احادیث نبویہ میں بھی پائے جاتے ہیں لیکن حضرت ادریس کی نسبت جو بائبل میں یوحنا یا ایلیا کے نام سے پکارے گئے ہیں انہیں میں یہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ یحییٰ بن زکریا کے پیدا ہونے سے ان کا آسمان سے اترنا وقوع میں آگیا ہو چنانچہ حضرت یحییٰ صاف صاف الفاظ میں فرماتے ہیں کہ یوحنا جو آئیوا لا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو۔ سو ایک نبی کے حکم سے ایک آسمان پر جانے والے اور پھر کسی وقت اترنے والے یعنی یوحنا کا مقدمہ

نہ و تلک الباس بل جابلے۔ حضرت

بکلی غافل تھے بلکہ حق بات جو ایک بدیہی امر کی طرح ہو یہی ہو کہ آمد حدیث کا اگر لوگوں پر کچھ احسان ہے تو صرف اتنا ہے کہ وہ اس پر جو ابتداء سے تعامل کے سلسلہ میں ایک نیا انکوائری تھی انکی اسناد کے بارے میں ان لوگوں نے تحقیق اور تفتیش کی اور یہ دکھلا دیا کہ اس زمانہ کی موجود حالت میں جو کچھ اہل اسلام تسلیم کر لیتے ہیں یا عمل میں لائے ہیں یہ ایسے امور نہیں جو بطور بدعت اسلام میں اب مخلوط ہو گئے ہیں بلکہ یہ وہی گفتار و کردار ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تسلیم فرمائی تھی۔

مفسرین کہ اس صحیح اور واقعی امر کو سمجھنے میں غلط فہمی کہ کہے کہ تو انہیں لوگوں نے کس قدر بڑی ظلمی کہانی جسکی وجہ سے آج تک وہ حدیثوں کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں اگرچہ یہ تو سچ ہے کہ حدیثوں کا وہ حصہ جو تعامل قوی و قہری کے سلسلہ سے باہر سجادہ قرآن کی تصدیق یافتہ نہیں یقیناً کامل کے مرتبہ پر مسلم نہیں ہو سکتا لیکن وہ دوسرا حصہ جو تعامل کے سلسلہ میں آگیا اور کہ درجہ مخلوقات ابتداء سے اس پر اپنے عملی طریق سے محافظہ قائم علی آئی ہو اسکو ظنی اور شک کیونکر کہا جائے۔ ایک نیا کاسلسلہ تعامل جو بیٹوں کو باپوں تک اور باپوں کو داداؤں تک اور داداؤں تک بدیہی طور پر مشہور ہو گیا اور اپنے اصل مبداء تک اُسکے آثار اور اظہار نظر آ گئے اس میں تو ایک ذرہ شک کی گنجائش نہیں رہ سکتی اور بغیر اسکے انسان کو کچھ بن نہیں پڑتا کہ ایسے سلسلہ عمل کا رد کو قبول و رد کے یقینات میں ہے یقین کہ یہ پھر جبکہ آمد حدیث نے اس سلسلہ تعامل کے ساتھ ایک نیا سلسلہ قائم کیا اور اللہ تعالیٰ کا اُٹھنا راستہ اور تدبیریں راویوں کے ذریعہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دی یا تو پھر بھی اُنکی پر جرح کرنا درحقیقت اُن لوگوں کا کام ہے جنکو تہمیت ایسانی اور عقل انسانی کا کچھ بھی حصہ نہیں ملا۔

اب اس تہمید کے بعد یہ بھی ذائع ہو کہ مسیح موعود کے واسطے میں جو احادیث میں پیشگوئی ہے وہ وہی نہیں ہو کہ جسکو صرف آمد حدیث نے چند روایتوں کی بنا پر لکھا ہو وہیں بلکہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ پیشگوئی عقیدہ کے طور پر ابتداء سے مسلمانوں کے رگ و پیشہ میں داخل علی آئی ہو گو یا جرح قرآن اُسوقت کہ زمین پر مسلمان تھے اسی قدر اس پیشگوئی کی صحت پر شہادتیں موجود تھیں کیونکہ حقیقہ کے طور پر وہ اسکو اپنا حصہ یاد کرتے چلے آتے تھے اور انکے بعد نبوت امام بخاری وغیرہ نے اس پیشگوئی کی نسبت

۲۹۸

سوا اول ہم ان ہر تنقیحوں میں سے پہلی تنقیح کو بیان کرتے ہیں سو واضح ہو کہ اس امر سے دنیا میں کسی کو بھی انکار نہیں کہ احادیث میں مسیح موعود کی کھلی کھلی پیشگوئی موجود ہو بلکہ قریباً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص آیا ہو جس کا نام عیسیٰ بن مریم ہو گا اور یہ پیشگوئی بخار کا اندسہ اور ترمذی وغیرہ کتب حدیث میں اس کثرت سے پائی جاتی ہے جو ایک منصف مزاج کی تسلی کے لئے کافی ہو اور بالضرورت اس قدر مشترک پر ایمان لانا پڑتا ہو کہ ایک مسیح موعود آیا والا اگرچہ یہ سچ ہو کہ اکثر ہر ایک حدیث اپنی ذات میں مرتبہ احاد سے زیادہ نہیں مگر اس میں کچھ بھی کلام نہیں کہ جس قدر طریق متفرق کی رو سے احادیث نبویہ اس باب سے میں مدون ہو چکی ہیں ان سب کو یکجا فی نظر کے ساتھ دیکھنے سے بلاشبہ اس قدر قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوتا ہو کہ ضرور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح کے آنے کی خبر دی ہو اور پھر جب ہم ان احادیث کے ساتھ جو اہلسنت وجماعت کے ہاتھ میں ہیں ان احادیث کو بھی ملاتے ہیں جو دوسرے فرقے اسلام کے مثلاً شیعہ وغیرہ ان پر بھروسہ رکھتے ہیں تو اور بھی اس قاتل کی قوت اور طاقت ثابت ہوتی ہو اور پھر اس کے ساتھ جب صد ہا کتابیں تصوفین کی دیکھی جاتی ہیں تو وہ بھی اسی کی شہادت دے رہی ہیں پھر بعد اسکے جب ہم بیرونی طور پر اہل کتاب یعنی نصاریٰ کی کتابیں دیکھتے ہیں تو یہ خبر ان کو بھی ملتی ہو اور ساتھ ہی حضرت مسیح کے اس فیصلہ سورج ایلکیا کے آسمان سے نازل ہونیکے بارہ میں یہ بھی انجیل کو معلوم ہوتا ہو کہ اس قسم کی خبریں کبھی حقیقت پر محمول نہیں ہوتیں لیکن یہ خبر مسیح موعود کے آنے کی اس قدر زور کے ساتھ ہر ایک زمانہ میں پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہو کہ اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہیں ہوگی کہ اسکے نواز سے انکار کیا جائے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر اسلام کی وہ کتابیں جن کی رو سے یہ غیر سلسلہ وار شائع ہوتی چلی آئی ہو صدی وار مرتبہ کے کے اکٹھے کی جائیں اور تمام کتابیں ہزار ہا سے کچھ کم نہیں ہونگی۔ ہاں یہ بات اس شخص کو سمجھنا مشکل ہو کہ جو اسلامی کتابوں سے بالکل بیخبر ہے اور درحقیقت ایسے اعتراض کر نیوالے اپنی بدقسمتی کو جس سے کچھ ایسے بیخبر ہوتے ہیں کہ انھیں یہ بصیرت حاصل ہی نہیں ہوتی کہ فلال واقعہ کس قدر قوت اور مضبوطی کے ساتھ ایسا ثابت ہو سکتا ہے پس ایسا ہی صاحب محترس نے کسی سے سن لیا ہو کہ احادیث اکثر احاد کے مرتبہ پر ہیں اور احادیث

۲

نکلیں۔ جب پہلے عقیدہ کے خلاف ایک دوسرا عقیدہ شائع ہو گیا اور اس کے ساتھ یہ بھی لکھا گیا کہ خدا تعالیٰ قرآن کریم اسلام اور انبیائے سابقین اسی کی تائید کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں۔ اور اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والوں کو نادان تک کہہ دیا۔ تو اب تاؤ کہ پہلا عقیدہ منسوخ ہو گیا نہیں۔ کیا یہ اعلان کافی نہ تھا اور کچھ ضرورت باقی رہ گئی تھی۔ واناؤں کے لئے تو جو کچھ حضرت مسیح موعود نے لکھ دیا وہی کافی ہے۔ اور جو کسی بات کو خدا سے نہ سمجھتا چاہیں۔ ان کا علاج خدا تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس نہیں ہے۔

اس جگہ میں اس بات کا اظہار کر دینا بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ کسی شخص کو یہ شبہ نہ ہونا چاہئے کہ اگر نبی کی تعریف وہی تھی جو قرآن کریم اور سنت سے آپ لکھتے ہیں کہ ثابت ہے۔ اور حضرت مسیح موعود اس کے خلاف تعریف کرنے والوں کو نادان فرماتے ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود ایک مدت تک اس عقیدہ کو کیوں مانتے رہے۔ اور کیا خود حضرت مسیح موعود پر اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ شبہ بالکل بے اصل ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک بات جب تک پوشیدہ اور پردہ افشاء میں ہو۔ اسے اصل کے خلاف ماننا ایک اور بات ہے۔ لیکن پردہ افشاء جانے پر پھر بھی غلطی سے نہ ہٹنا ایک اور بات ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود بے شک ایک وقت تک نبی کی وہی تعریف کرتے رہے۔ جو آج کل کے مسلمان کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ اس وقت تک آپ پر اس مسئلہ کا پوری طرح انکشاف نہ ہوا تھا۔ آپ کا احتیاط کا پہلو اختیار کرنا اور عام مسلمانوں کے عقیدہ پر قائم رہنا۔ اور باوجود بار بار نبی کے خطاب سے یاد کئے جانے کے اس کی تائید کرنا ایک نہایت مستحسن بات تھی۔ اور انبیاء کے ایمان کا اظہار تھا۔ لیکن جب آپ پر حق کھول دیا گیا اور آپ نے لوگوں کو بتا دیا کہ نبی کی یہ نہیں بلکہ یہ تعریف ہے تو اب اس پرانے عقیدہ پر قائم رہنا ایک نادانی اور جہالت ہے۔ جن پر اظہار ناراضگی کرنا ضروری تھا۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ بچھلی صدیوں میں قریباً سب دنیا کے مسلمانوں میں مسیح کے زندہ ہونے پر ایمان رکھا جاتا تھا۔ اور بڑے بڑے بزرگ اسی عقیدہ پر فخر ہوتے۔ اور نہیں کہہ سکتے کہ وہ مشرک فوت ہوئے۔ گو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عقیدہ مشرکانہ ہے۔ حتیٰ کہ حضرت مسیح موعود باوجود مسیح کا خطاب پانے کے دس سال تک یہی خیال کرتے رہے کہ مسیح آسمان پر زندہ ہے۔ حالانکہ آپ کو اللہ تعالیٰ مسیح بنا چکا تھا جیسا کہ اپن کے الہامات سے ثابت ہے۔ لیکن آپ کے اس فعل کو مشرکانہ نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ یہ ایک غیوں کی سی احتیاط تھی۔ لیکن جب تائید کی کوئی محجّز نہ رہی۔ تو آپ نے حق کا اعلان کر دیا۔ اسی طرح نبوت کی

شیخہ امیرہ (حصہ اول)

۳۶۳

انوار العلوم جلد ۲

آپ پہلے اور تعریف خیال کرتے رہے۔ جو عوام کے عقیدہ کے مطابق تھی۔ لیکن بعد میں مزید انکشاف پر وہ غلط معلوم ہوئی۔ اور آپ اس پر ضد کرنا ایک نادانی کا نسل ہے۔

پس اس معاملہ کی مشابہت بالکل مسیح کی وفات کے مسئلہ سے ہے۔ حضرت مسیح موعود کے دعویٰ سے پہلے جس قدر اولیاء صلحاء گزرے ہیں۔ ان میں سے ایک بڑا گروہ عام عقیدہ کے ماتحت حضرت مسیح کو زندہ خیال کرتا تھا۔ لیکن وہ مشرک اور قائل مواخذہ نہ تھا۔ مگر جب حضرت مسیح موعود نے قرآن کریم سے وفات مسیح ثابت کر دی۔ اور حیات مسیح کے عقیدہ کو مشرک نہ ثابت کر دیا۔ تو آپ جو شخص حیات مسیح کا قائل ہو وہ مشرک اور قائل مواخذہ ہے۔ اسی طرح نبی کی تعریف قرآن کریم سے صاف ظاہر ہے لیکن عوام میں ایک غلط خیال پھیل رہا تھا۔ اور بہت سے صلحاء امت اسی خیال پر گزر گئے۔ اور نہیں کہہ سکتے کہ وہ نادان تھے جس طرح نہیں کہہ سکتے کہ حضرت مسیح کی حیات کے عقیدہ سے وہ مشرک تھے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے کچھ اسرار ہوتے ہیں جنہیں وہ اپنے وقت پر ظاہر کرتا ہے۔ اور یہ مسائل بھی انہیں مسائل میں سے تھے۔ تاہم ان اور جموں کے ایمانوں کی آزمائش کی جائے۔ جب خدا تعالیٰ نے ان پوشیدہ صداقتوں کو مسیح موعود پر کھول دیا تو آپ اس کے خلاف عقیدہ رکھنا نادانی ہے۔

ممکن ہے کسی شخص کو اس جگہ یہ شبہ گزرے کہ اگر جیسا کہ آپ بیان کرتے ہیں نبی کی تعریف ایسی صاف تھی۔ اور قرآن کریم میں کہیں بھی نبی کے لئے صاحب شریعت ہونے یا بلا واسطہ نبوت پانے کی شرط نہ کو نہ تھی تو ہم کس طرح مان لیں کہ حضرت مسیح موعود عام عقیدہ پر قائم رہے۔ اور باوجود قرآن کریم کے صاف الفاظ کے آپ نے اپنے عقیدہ کو بدلا نہیں۔ یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ قرآن کریم آپ نے ۱۹۰۱ء میں دیکھا ہے آپ تو قرآن کریم کے عاشق تھے اور اپنی جوانی اسی کے مطالعہ میں خرچ کر چکے تھے اور ہر ایک درباریک مطالب پر آگاہ تھے پھر اس مسئلہ میں آپ کیوں دھوکے میں رہے؟ اور کیوں صریح الفاظ قرآن کی موجودگی میں عوام کے عقائد کی پیروی کی؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ لفظی اسی طرح ہوئی۔ جس طرح مسیح کی وفات کے متعلق ہوئی مسیح کی وفات بھی تو قرآن کریم میں صاف الفاظ میں مذکور ہے۔ اور سارے قرآن میں ایک لفظ بھی اس کی زندگی پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ آسمان پر جانے کا صاف انکار کیا گیا ہے پھر یہ کیونکر ہو سکتا کہ وفات مسیح پر تیس (۳۰) آیات کی موجودگی میں حضرت مسیح موعود عوام کے عقیدہ کے قائل رہے اور اس بات کو معلوم نہ کر سکے کہ قرآن کریم سے مسیح کی وفات ثابت ہے اگر کوئی کہے کہ مسیح کی حیات

ماہی طبع اول حصہ اول

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا
بفضل عظیم حضرت ہادی عالم عالمین و رحمت عظیم رہنما گمشدگان کتاب الہی جامع سوم

براہین احمدیہ

ملقب بہ
البرہین الاحمدیہ علی حقیقت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ احمدیہ

جس کو خیر الی اسلام پنجاب جناب مایرزا غلام احمد صاحب اس عظیم قادیان
ضلع گورداسپور پنجاب داماد قباہم نے مکمل تحقیق اور ترقیق و تالیف کر کے
مکملین اسلام پر حجت اسلام پوری کرنے کیلئے بوجہ انعام دس ہزار روپیہ شائع کیا

امرتسر پنجاب

سفیر ہند پریس میں در سنہ ۱۸۸۰ء طبع ہوئی

امیر علی دولہ پرنٹر

کتاب و سنت یہ کتاب عنایت شد
از مکتبہ اسلامیہ دہلی

۱۳۹۴
از مکتبہ اسلامیہ دہلی

نورشان یک عالمے را در گرفت
 لعل تابان را اگر کوئی کشف
 طعن بر پاکان نہ بر پاکان بود
 بغض بامردان حق نامردست
 و اگر در کین و کراہت سختست
 مدد راجب و چشم اسل کین
 بر سر کین و تعصب خاک باد
 جو بہ پابندی حق بند و گر
 ماہی پیغمبران را چہا کریم
 ہر دوسلے کو طرح حق خود
 اسے خداوند ہم بغیل نبیا
 معرفت ہم وہ جو بغیبتی دلم
 اسے خداوند ہم بنام مصطفیٰ
 دست من گیر از وہ لطف و کرم
 نگہیہ بر زور تو دارم گرچہ من

انا بعد سب طالبان حق پر دامن ہو جو مقصود اس کتاب کی تالیف سے ہو
 بالعبادین الاحمدیہ علی حقیقت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ
 المحمدیہ ہے یہ دین اسلام کی سچائی کے دلائل اور قرآن مجید کی حقیقت
 کے براہین اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی صدق رسالت کے وجوہات سب
 لوگوں پر بوضاحت تمام ظاہر کئے جائیں اور نیز ان سب کو جو اس دین حقین اور مقبول
 کتاب اور پر گزشتہ حق سے منکر ہیں ایسے کال اور مسئول طریق سے تلامذہ اور جواب کیلئے

ربیع

۱۴۲۰ھ

برائین احمدیہ

جو آئندہ ان کو بمقابلہ اسلام کے دم مارنے کی جگہ باقی نہ رہے۔

اور یہ کتاب مرتب ہے ایک اشتہار اور ایک مقدمہ اور چار فصل اور ایک خاتمہ پر
خدا اس کو حق کے طالبوں کے لئے مبارک کرے اور بہتوں کو اس کے پڑھنے سے اپنے پتے
دین کی ہدایت دے۔ آمین۔

اشتہار

انعامی اشتہار دس ہزار روپیہ ان سب لوگوں کے لئے جو شاکت اپنی کتاب کے
فرقان مجید سے ان دلائل اور براہین حقانہ میں جو فرقان مجید سے ہم نے لکھیں ہیں ثبوت
کر دکھائیں یا اگر کتاب الہامی ان کے دلائل کے پیش کرنے سے قلعاً عاجز ہو تو اس عاجز
ہونے کا اپنی کتاب میں اقرار کر کے ہمارے ہی دلائل کو قہر وار توڑ دیں۔

میں جو مصنف اس کتاب براہین

احمدیہ کا ہوں یہ اشتہار اپنی طرف سے

بوعده انعام دس ہزار روپیہ بمقابلہ



اشتہار بغرض استعانت واستنظار از انصار دین محمد مختار صلی اللہ علیہ و آلہ الابراہ

اخوان و بنادر و مومنین غیرت شعلہ و میان دین اسلام و تبیین سنت خیر الانام پر مدشن ہو کہ اس خاکسار نے ایک کتاب متضمن اثبات حقانیت قرآن و صداقت دین اسلام ایسی تصنیف کی ہے جس کے مطالعہ کے بعد عالم حق سے بجز قبولیت اسلام اور کچھ بن نہ رہے۔ اور اس کے جواب میں قلم اٹھانے کی کسی کو جرأت نہ ہو سکے۔ اس کتاب کے ساتھ اس مضمون کا ایک اشتہار دیا جاوے گا کہ جو شخص اس کتاب کے دلائل کو توڑ دے و بیع ذمہ اس کے مقابلہ میں اسی قدر دلائل یا ان کے نصف یا ثلث یا ربع یا خمس سے اپنی کتاب کا (جس کو وہ الہامی سمجھتا ہے) حق ہونا یا اپنے دین کا بستر ہونا ثابت کر دکھائے اور اس کے کام یا جواب کو میری شرائط مذکورہ کے موافق تین منصف (جن کو مذہب فریقین سے تعلق نہ ہو) مان میں تو میں اپنی جائداد تعدادی دس ہزار روپیہ سے (جو میرے قبضہ و تصرف میں ہے) و ستر ہزار روپے کا اور سب کچھ اس کے حوالہ کر دیں گا میں باب میں جس طرح کوئی چاہے اپنی اہمیتان کرے۔ مجھ سے تمسک کھائے یا رجسٹری کر لے اور میری جائداد منظور و غیر منظور کو اگر بیشم خود دیکھ لے ۛ

باعث تصنیف اس کتاب کے ہندوت و یا مند صاحب اور ان کے اتباع ہیں جو اپنی اہمیت کو آریہ سماج کے نام سے مشہور کر رہے ہیں اور بجز اپنے وید کے حضرت مہرئی اور حضرت مہرئی سید اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام کی تکذیب کرتے ہیں اور نعوذ باللہ توریت۔ زبور۔ انجیل۔ فرقان مجید کو محض افزار سمجھتے ہیں اور ان مقدس نبیوں کے حق میں ایسے توہین کے کلمات بولتے ہیں کہ ہم کُن نہیں سکتے۔ ایک صاحب نے ان میں سے اخبار سفیر ہند میں مطلب ثبوت حقانیت فرقان مجید کی دفعہ ہمارے نام اشتہار بھی جاری کیا ہے۔ اب ہم نے اس کتاب میں انکلاہان کے اشتہاروں کا کام تمام کر دیا ہے اور صداقت قرآن و نبوت کو بخوبی ثابت کیا۔ چلے ہم نے اس کتاب کا ایک حصہ ہندو جڑوں تصنیف کیا۔ بغرض تکمیل تمام ضروری امور کے لئے اسے اور زیادہ کر دیتے جن کے سبب سے تعداد کتاب ڈیڑھ سو جڑ ہو گئی۔ ہر ایک حصہ اس کا ایک ایک ہزار نسخہ چھپے۔ تو چوراہے

۱۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ اَنْفِلْ لِرَسُولِنَا نِعْمَتِ الْاٰتِیْنِ

اشتہار

عقاب برائے احمدیہ جسکو خدا تعالیٰ کی طرف سے بتولنے والے ملہم اور ماہر ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیلئے جس کے ساتھ دس ہزار روپیہ کا اشتہار ہے جسکا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ دنیا میں منجانب اللہ اور سچا مذہب جس کے ذریعہ سے انسان خدا تعالیٰ کو معرفت عیب اور نقص سے بری سمجھ کر اس کی تمام تک اور کامل حقوق پر دلی یقین سے ایمان لاتا ہے وہ فقط اسلام ہے جس میں سچائی کی برکتیں آفتاب کی طرح چمک رہی ہیں اور صداقت کی روشنی دن کی طرح ظاہر ہو رہی ہے اور دوسرے تمام مذہب ایسے بدیہی البطلان ہیں کہ نہ عقلی تحقیقات سے ان کے اصول صحیح اور درست ثابت ہوتے ہیں اور نہ ان پر چلنے سے ایک خدا روحانی برکت و قبولیت الہی مل سکتی ہے بلکہ ان کی پابندی سے انسان نہایت درجہ کا کور باطن اور سیہ دل ہو جاتا ہے جس کی شقاوت پر اسی جہان میں نشانیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس کتاب میں دین اسلام کی سچائی کو در طرح پر ثبوت کیا گیا ہے (۱) اولیٰ تین سو مضبوط اور قوی دلائل عقلیہ سے جن کی شان و شوکت و قدر و منزلت اس سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی مخالف اسلام ان دلائل کو توڑ دے تو اس کو دس ہزار روپیہ دینے کا اشتہار دیا ہوا ہے۔ اگر کوئی چاہے تو اپنی تسلی کے لیے عدالت میں رجسٹری بھی کرا لے (۲) دوم ان آسمانی نشانوں سے کہ جو سچے دین کی کامل سچائی ثابت ہونے کے لیے از بس ضروری ہیں، اس ہر دویم میں مؤلف نے اس فرض سے کہ سچائی دین اسلام کی آفتاب کی طرح روشن ہو جائے۔ تین قسم کے نشان ثابت کر کے دکھائے ہیں۔ اول وہ نشان کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خانیقین نے خود حضرت ممدوح کے ہاتھ سے اور آنجناب کی دعا اور توبہ سے اور برکت سے ظاہر ہوتے دیکھے۔ جس کو مؤلف یعنی اس خاکسار نے تاریخی طور پر ایک اعلیٰ درجہ کے ثبوت سے مخصوص و ممتاز کر کے درج کتاب کیا ہے۔ دوم وہ نشان جو خود قرآن شریف کی ذات بابرکات میں ہدائی اور ہدای اور ذیل طور پر پائی جاتی ہیں جو کو قائم نے بین ثانی اور کافی سے ہر ایک خاص و عام پر مکمل دیا ہے اور کسی نوع کا مذکر کسی کے لیے باقی نہیں رکھا۔ سوم وہ نشان کہ جو کتاب اللہ کی پیروی اور متابعت اور رسول برحق سے کسی شخص

تابع کو بطور وراثت ملے ہیں جن کے اثبات میں اس بندہ درگاہ نے بفضل خداوند حضرت قادر مطلق پر یہی ثبوت دکھلایا ہے کہ جنت سے پہلے العاقبات اور خوارق اور کرامات اور اخبار غیبیہ و اسرار لدنیہ و کشف صادق اور دعائیں قبول شدہ کو جو خود اس خادم دین سے صادر ہوئی ہیں اور جن کی صداقت پر بہت سے مخالفین مذہب (داریوں وغیرہ) بے شہادت رویت گواہ ہیں کتاب معصومین میں درج کئے ہیں۔ اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک کدو سر سے بشدت منافست و مشابہت ہے اور اسکو خواص انبیاء و رسل کے نمونہ پر محض بہ برکت متابعت حضرت خیر البشر و افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم ان بتوں پر اکابر اویار سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اس سے چلے گزر چکے ہیں اور اس کے قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت اور اس کے برعکس چلنا موجب لعن و حرمان ہے۔ یہ سب ثبوت کتاب براہین احمدیہ کے پڑھنے سے کہ جو منجملہ تین سو جزد کے قریب ۳۷ جزد کے چھپ چکی ہے، ظاہر ہوتے ہیں اور طالب حق کے لیے خود مصنف پوری پوری تسلی و تسکین کرنے کو ہر وقت مستعد اور حاضر ہے۔ و ذلک بفضل اللہ یوتیہ من یشاء ولا یغیر ما علیہ من علیہ من اتبع الهدی اور اگر اس اشتہار کے بعد بھی کوئی شخص یہاں طالب بن کر اپنی عقدہ کشائی نہ چاہے اور دلی صدق سے حاضر نہ ہو تو ہماری طرف سے اس پر اتمام جنت ہے جس کا خط تعالیٰ کے ذہن بروہی کو جواب دینا پڑے گا۔ بالاتر اس اشتہار کو اس دعا پر ختم کیا جاتا ہے کہ اے خداوند کریم تمام لوگوں کے مستحقوں کو ہدایت بخش کہ تیرے رسول مقبول افضل الرسل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تیرے کامل و مقدس کلام قرآن شریف پر ایمان لائیں۔ اور اس کے حکموں پر چلیں تاکہ ان تمام برکتوں اور سعادتوں اور جنتی خوشامریوں سے متبع ہو جو ان کو جو پہلے مسلمانوں کو دونوں جہانوں میں ملتی ہیں اور اس جاودانی نجات اور حیات سے بہرہ ور ہوں اور جو زمرہ حقین میں حاصل ہو سکتی ہے بلکہ پہلے راستباز اسی دنیا میں اس کو پاتے ہیں۔ بالخصوص قوم انگریز جنہوں نے ابھی تک اس آفتاب صداقت سے کچھ بدشگنی حاصل نہیں کی اور جس کی شایستہ اور مذہب اور نام کو گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دستاویز معاوضے سے منون کر کے اس بات کیلئے دلی جوش نبشایہ کہ ہم ان کے ذیل وین کے لیے دلی جوش سے بسودی و سلاطین چاہیں تھان کے گورے و سپید منہ جس طرح دنیا میں خوب صورت ہیں آخرت میں بھی نورانی و منور ہوں۔

فَنَشْكُرُ اللَّهَ تَعَالَى خَيْرَ عَمَلٍ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اللَّهُمَّ اهدِهم وادِهم بروح ضلک وارجل لهم خطاً کثیراً فی دینک واهدِهم بحولک وقررت لیکن اکتفاء ویدخلوا فی دین الله امو اجاتاً آمین شہد آمین و الحمد لله رب العالمین

تر

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گودا سپور ملک پنجاب

(محبوب معارض ہند پریشان امرتسر)

ہم اور ہماری کتاب

ہندوستان ہندوستان ہندوستان ہندوستان ہندوستان

ابتداء میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی، اس وقت اس کی کوئی اور صورت تھی۔ پھر بعد اس کے قدرت الہیہ کی نگاہ نے اس مختصر جلد کو موسیقی کی طرح ایک ایسے عالم سے خبر دی جس سے پہلے خبر نہ تھی۔ یہی یہ عاجز بھی حضرت ابن عمرؓ کی طرح اپنے خیالات کی شہب تاریک میں سفر کر رہا تھا کہ ایک دفعہ پردہ خیب سے اُٹھ کر آنکھ کی آواز آئی۔ اور ایسے اسرارِ فاہر بہتے کہ جن تک عقل اور خیال کی رسائی نہ تھی۔ سو اب اس کتاب کا ستون اور متمم ناہرا و باطن حضرت رب العالمین ہے۔ اور کچھ معلوم نہیں کہ کس اندازِ احوال مقدار تک اس کو پہنچانے کا ارادہ ہے اور کچھ تو یہ ہے کہ جس قدر اُس نے جلد چارم تک انوارِ حقیقت اسلام کے ظاہر کئے ہیں۔ یہ بھی اتمامِ حجت کے لیے کافی ہیں۔ اور اس کے فضل و کرم سے اُمید کی جاتی ہے کہ وہ جب تک مشکوک اور شبہات کی ظلمت کو بجلی دُور نہ کرے۔ اپنی تائیداتِ خبیہ سے مددگار رہے گا۔ اگرچہ اس عاجز کو اپنی زندگی کا کچھ اعتبار نہیں، لیکن اس سے نہایت خوشی ہے کہ وہ حق و قیومؓ کو جو فنا اور موت سے پاک ہے ہمیشہ ناقیامت وین اسلام کی نصرت میں ہے۔ اور جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ ایسا اس کا فضل ہے کہ جو اس سے پہلے کسی نبی پر نہیں ہوا۔ اس جگہ ان نیکہ دل ایمانداروں کا مشکور کرنا لازم ہے جنہوں نے اس کتاب کے طبع ہونے کے لیے آج تک مدد دی ہے۔ خدا تعالیٰ ان سب پر رحم کرے اور جیسا انہوں نے اس کے دین کی حمایت میں اپنی دنیٰ و دین سے ہر یک دقیقہ کی تلاش کئے بغیر کیا ہے۔ خداوندِ کریم ایسا ہی ان پر فضل کرے۔ بعض صاحبوں نے اس کتاب کو محض خرید و فروخت کا ایک معاملہ سمجھا ہے اور بعض کے سینوں کو خدا سے کھول دیا اور صدق اور ارادت کو ان کے دلوں میں قائم کر دیا ہے، لیکن مؤرخانہ ذکر ہمزہ دینی لوگ بھی کچھ استطاعتِ مال بست کم رکھتے ہیں اور سنت اللہ اپنے پگ میوں سے بھیجی رہی ہے کہ قولِ ذوالضعف اور مساکین ہی رجوع کرتے رہے ہیں۔ اگر حضرت احدیتؐ کا ارادہ ہے تو کسی ذی مقدس کے دل کو بھی اس کام کے انجام دینے کے لیے کھول دے گا۔

وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اشترک نمائش بیچ منہ آخری براہین احمدیہ جلد چارم ۱۹۸۳ء

مطبوعہ ریاضی ہند پریس اترس

براہین احمدیہ

۲۷۵

پہلی فصل

۳۹

یونانی، لاطینی، انگریزی، سنسکرت وغیرہ سے کسی قدر دینی صداقتیں

۲۳۹

ہیں کہ ایک سکین اور عاجز اور ذلیل آدمی کی طرح سیدہ صاحبہ کی طرف چلا آئے اور پھر صبر و برداشت اور اطاعت اور خلوص کو صادق لوگوں کی طرح اختیار کر کے تا انشاء اللہ اپنے مطلب کو پاوے۔ اور اگر اب بھی کوئی منہ پھیرے تو وہ خود اپنی بے ایمانی پر آپ گواہ ہے۔ بعض کو تاہ نظر لوگ جب دیکھتے ہیں کہ خدا کے نبیوں اور رسولوں کو بھی تکالیف پیش آتی رہی ہیں۔ تو اخیر پر وہ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اگر اقتدار الہیہت کہ جو الہامی خبروں کا نشان سمجھا گیا ہے۔ نبیوں کے شامل حال ہوتا تو ان کو تکلیفیں کیوں پیش آتیں اور کیوں

اسی زمانے کے قریب کہ جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اُس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کی کیا نام رکھا ہے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قطعی رکھا ہے جس نام کی تعبیر اب اس اشتہاری کتاب کی تالیف ہونے پر یہ گھٹی کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور حکم ہے جس کے کمال استحکام کو چیش کر کے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے۔ عرض آنحضرت نے وہ کتاب مجھ سے لی۔ اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا ہاتھ مبارک اٹھ کر ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو امر و دے سے مشابہ تھا مگر بقدر تڑپوز تھا۔ آنحضرت نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کیلئے قاش قاش کرنا چاہا تو اس قدر اس میں سے شہد نکلا کہ آنجناب کا ہاتھ مبارک مرنے تک شہد سے بھر گیا۔ تب ایک مردہ کہ جو دروازہ سے باہر پڑا تھا۔ آنحضرت کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آکھڑا ہوا اور یہ عاجز آنحضرت کے سامنے کھڑا تھا جیسے ایک مستغیث حکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ اور آنحضرت بڑے جاہ و صلاح اور حکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح کرسی پر چلوں فرما رہے تھے۔ پھر علامہ کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

برائین احمدیہ

۲۷۶

پہلی فصل

بیکال کر پیش کریں یا اپنی ہی عقل کے زور سے کوئی الہیات کا نہایت باریک دقیقہ پیدا

سب سے زیادہ انہیں پر مصیبتیں پڑتیں۔ لیکن یہ دوسرے بالکل بے اصل ہے جو ہر امر کو وحی سے پیدا ہوتا ہے۔ الہامی خبروں کا قاردارانہ طور پر بیان ہونا دشے دیگر ہے اور انبیاء کی مصیبتیں ایک دوسرا امر ہے کہ جو انواع اقسام کی ممکنہ پر مشتمل ہے۔ اور حقیقت حال پر مطلع ہونے سے کہیں معلوم ہو گا کہ وہ مصیبتیں اصل میں مصیبتیں نہیں۔ بلکہ بڑی بڑی نعمتیں ہیں کہ جو انہیں کو دی جاتی ہیں جن پر خدا کا فضل اور کرم ہوتا ہے۔ اور یہ ایسی نعمتیں ہیں کہ جن میں فیصل اور تمام دنیا کو فائدہ ہے۔ اس جگہ تحقیق کلام یہ ہے کہ انبیاء

مجھ کو اس غرض سے دی کہ تائیں اس شخص کو دلوں کو جوئے مسرے زندہ ہوا۔ امدادی تمام قاشیں میرے دامن میں ڈال دیں اور وہ ایک قاشیں میں لے اس نئے زندہ کو دیدی اور اس نے وہیں کھالی۔ پھر جب وہ نیا زندہ اپنی قاش کھا چکا۔ تو میں نے دیکھا کہ آنحضرت کی کرسی مبارک اپنے پہلے مکان سے بہت تہن اونچی ہو گئی اور جیسے آفتاب کی کرنیں چھوٹی ہیں ایسا ہی آنحضرت کی پیشانی مبارک متواتر چمکنے لگی کہ جو دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی تب اسی نور کے شاہدہ کرتے کرتے آنکھ کھل گئی۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

یہ وہ خواب ہے کہ تقریباً دو سو آدمی کو انہیں دلوں میں سنائی گئی تھی جن میں سے بھاس یا کم و بیش چند بھی ہیں کہ جو کثر ان میں سے ابھی تک صحیح و سلامت ہیں اور وہ تمام لوگ خوب جانتے ہیں کہ اس زمانے میں براہین احمدیہ کی تائیف کا ابھی نام و نشان نہ تھا اور نہ یہ مرکز خاطر تھا کہ کوئی دینی کتاب بنا کر اس کے استحکام اور سچائی ظاہر کرنے کے لئے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا جائے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اب وہ باتیں جن پر خواب دلالت کرتی ہے کسی قدر پوری ہو گئیں۔ اور جس قطبیت کے اسم سے اس وقت کی خواب میں کتاب کو پوری کیا گیا تھا۔ اسی قطبیت کو اب مخالفوں کے مقابلے پر بوجہ العالم کثیر پیش کر کے تحریک اسلام اُن پر پوری کی گئی ہے۔ اور جس قدر اجزا اُس خواب کے ابھی تک ظہور میں نہیں آئے اُن کے ظہور کا سب کو منتظر رہنا چاہیے کہ آسانی باتیں کبھی ٹل نہیں سکتیں۔

۲۵۰

۲۵۰

اَنَّهُ مِنْ مُّصَنِّفَانِ. قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كِتَابٌ مِنْ مُّصَنِّفَانِ. قَالَ مَا اسْمُهُمَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَقُلْتُ اِنَّ الْكِتَابَ
مَرَّةً اُخْرٰى وَاَنَا كَالْمُسْتَحْيِرَيْنِ. فَوَجَدْتُ فِيْهَا يَسَابِيَهُمَا كِتَابًا كَانَ فِيْهِ اَرْبَعَتَيْنِ وَاسْمُهُ طُغْيَانٌ قُلْتُ
يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِسْمُهُ طُغْيَانٌ. قَالَ اَرَأَيْتَ كِتَابَكَ الْفُطْيَانُ فَلَمَّا اخَذَهُ وَمَسَّحَتْهُ يَدُهُ قِيَاذِهِمْ مَرَّةً
اُخْرٰى تَسْمُوْهُ النَّاقِلِيْنَ. فَسَقَطَ عَنْهَا كِتَابٌ يُشَقُّ الشَّمْرُ فَخَرَجَ مِنْهَا عَسَلٌ مُّثَقَلٌ كَمَا فِيْ عَيْنِيْ وَرَأَيْتُ
بِسَلَّةٍ الْفَسِيلَ عَلَى يَدِهِ اِلْتَمَسَ مِنَ الْبَنَاتِ اِلَى الْبُزُقِ كَانَ السَّلْسَلُ يَتَقَالَطُ مِنْهَا. وَكَأَنَّهُ يُرِيْنِيْ
اَيَّاهُ لِيُبْعَثَنِيْ مِنَ الْمُسْتَحْيِرَيْنِ. ثُمَّ اُلْقِيَ فِيْ قَلْبِيْ اَنَّ هُنَا اسْمُكَ الْبَنِيَّةُ مَتَى قَدْ رَأَيْتُ اَهْلَهُ اِخِيَارَهُ
وَبُذُوهُ الْقَمَرَةَ وَقَدْ رَأَيْتُ الْكُوْنُ الْكِيْمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ السَّعِيْنِ. لَبِيتُنَا اَنَا فِيْ ذٰلِكَ
الْقِيَالِ قِيَاذًا اَلْتَبِيْعُ جَاءَ فِيْ حَيَاتٍ وَهُوَ يَسْمُوْهُ وَقَامَ وَرَأَتْهُ لَمْ يَرِ فِيْ يَدِهِ مُثَقَلٌ كَأَنَّهُ مِنَ الْبَنَاتِ
فَقَتَّرَ الْكِيْمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مُّسَيَّبًا وَجَعَلَ الْقَمَرَةَ قَطْعَاتٍ وَارْأَى قِطْعَةً مِنْهَا وَارْأَى اُخْرٰى
مَابِيْنٍ وَارْتَمَلَ يَجْرِيْ مِنَ الْقِطْعَاتِ لَهَا وَقَالَ يَا اَخِيْ اَنْظُرْ لِقِطْعَةٍ مِنْ هٰذَا يَأْكُلُ وَيَسْقُوْ
فَاَنْظُرْنِيْ فَاَخَذَ يَأْكُلُ عَلَى مَقَابِهِ كَالْعَرِيْضِيْنَ. كُنْتُ رَأَيْتُ اَنَّ كُوْنِيْمَ الْكِيْمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَدْ رَفَعَ حَتَّى قَدَرْتُ مِنَ الشَّعْبِ وَرَأَيْتُهُ قِيَاذًا اَوْجُهُهُ يَتَلَدُّ لَوْ كَانَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَكَأَنَّهُ يَتَلَدُّ

اپنی ہی ایک تصنیف معلوم ہوئی میں نے عرض کیا حضور یہ میری ایک تصنیف ہے۔ آپ نے پوچھا اس کتاب کا کیا نام ہے۔
تب میں نے حیران ہو کر کتاب کو دوبارہ دیکھا تو اسے اس کتاب کے مشابہ پایا جو میرے کتب خانہ میں تھی اور میں کا نام طغیانی
ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا نام طغیانی ہے۔ فرمایا اپنی یہ کتاب قبول ہے۔ رکھا۔ جب حضور نے اسے دیکھا تو حضور کا
مبارک ہاتھ جھٹکتا ہی وہ ایک لطیف پھل ہی گیا جو دیکھنے والوں کے لئے پسندیدہ تھا۔ جب حضور نے اسے چیرا جیسے پھلوں کو
چیرتے ہیں تو اس سے بہتے پانی کی طرح مصفا شدہ نکلا۔ اور میں نے شد کی طراوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن ہاتھ
پر انگلیوں کے نیسوں تک دیکھی اور شد حضور کے ہاتھ سے ٹپک رہا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گویا مجھے اس لئے وہ
دیکھا کہ میں تلخے تبعب میں تھیں۔ پھر میرے دل میں ڈال دیا کہ درود ان سے کی جو کھٹکے پاس ایک مردہ پڑا ہے جس کا
زندہ ہونا اللہ تعالیٰ نے اس پھل کے ذریعہ مقدم کیا ہوا ہے اور یہی مقدم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو زندگی عطا
کریں۔ میں اسی خیال میں تھا کہ دیکھا کہ چانگ وہ مردہ زندہ ہو کر دوڑتا ہوا میرے پاس آیا اور میرے پیچھے کھڑا ہو گیا جو
اس میں کچھ کنوڑی تھی گویا وہ جو کھا تھا تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرگرا کر میری طرف دیکھا اور اس پھل کے ٹپکنے
کئے اور ایک ٹپکا اس میں سے حضور نے خود کھایا اور باقی سب مجھے دے دئے وہ ان سب ٹپکوں سے شد بسر رہا تھا۔
اور فرسرایا۔ اسے احمد اس مردہ کو ایک ٹپکا دے دو تا اسے کھا کر قوت پائے میں نے دیا تو اس نے حویلیوں
کی طرح اسی رنگ ہی اسے کھا تا شد روح کو دیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کرسی
اُنچی ہو گئی ہے منی کعبت کے قریب جا پہنچی ہے اور میں نے دیکھا کہ اس وقت آپ کا چہرہ مبارک ایسا چمکنے لگا کہ گویا اس چہرہ

وَكُنْتُ أَنْفَرُ إِلَيْهِ وَتَعَبَرَاتِي جَارِيَةً وَوَقْتُ وَجْهًا. لَمَّا اسْتَيْقَظْتُ وَفَاتَا مِنَ الْبَاكِينَ. فَقَالَ اللَّهُ
فِي قَلْبِي إِنَّ التَّيْمَةَ هُوَ الْإِسْلَامُ. وَسَيُخْبِرُنِي اللَّهُ عَلَى يَدَيِ يَعْقُوبَ وَكَهَانِيَّةٍ مِنْ رُسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا بَدْرِي كُنْتُ لَعَلَّ الْوَقْتَ قَوِيْتُ. فَكُنَّا نُوَامِسُ السُّنَّةَ طَوِيلًا وَفِي هَذِهِ
الْوَقْتِ بَارَكْنَا رُسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيْدِهِ وَتَمْلُوكِهِ وَآثَارِهِ وَهَدِيَّةِ الْخَلَاءِ.
(آئینہ کلمات اسلام صفحہ ۵۳۸، ۵۳۹)

(ب) اس آخر نے ۱۸۶۶ء یا ۱۸۶۷ء عیسوی میں یعنی اسی زمانے کے قریب کہ جب یہ ضعیف اپنی عمر کے
پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ اور اُس وقت اِس عاجز
کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اِس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھ
کر عربی زبان میں پوچھا کہ کون ہے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قطعی رکھا ہے۔ جس نام کی
تیسرے اِس اشتہار کی کتابت کے تالیف ہونے پر یہ گمان کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور
مستحکم ہے جس کے کمال استحکام کو پیش کیسے کہ وہ ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے۔

غرض آنحضرت نے وہ کتاب مجھ سے لے لی۔ اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا ہاتھ مبارک
لگنے ہی ایک منات خوش رنگ اور خوبصورت بیوہ بن گئی کہ جو امروزہ سے مشابہ تھا مگر بقدر ترقی تھا۔ آنحضرت نے جب اُس
بیوہ کو تقسیم کرنے کے لئے قاش قاش کرنا پھا تو اُس قدر اُس میں سے شہید نکلا کہ آنجناب کا ہاتھ مبارک برف کی جگہ شہد سے

اور چاند کی شامیں بڑھ رہی ہیں۔ نہیں آپ کے چہرہ مبارک کی حریت دیکھ رہا تھا اور ذوق اور وہ کی وجہ سے میرے آنسو بہ رہے تھے۔
پھر نہیں بیدار ہو گیا۔ اور اس وقت بھی میں کافی دور ہوا تھا تب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ وہ شہید شخص اسلام بھلا اللہ تعالیٰ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند کے ذریعہ سے اسے اب میرے ہاتھ پر زندہ کرے گا۔ اور تمہیں کیا پتہ شاید یہ وقت قریب ہو۔
اِس لئے تم اس کے مشکور ہو۔ اور اِس پر دُعا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اپنے پاک کلام سے اپنے نواز
سے ادا اپنے (باب قدس کے) پھول کے دیر سے میری تربیت فرمائی تھی۔

لے یہ روایا براہی احمدیہ میں بھی مذکور ہے مگر اس میں اس کے شروع کا اور آخر کا حصہ اِس تفصیل سے بیان نہیں ہوا اِس لئے اسے
آئینہ کلمات اسلام میں سے لے کر درج کیا گیا ہے۔ (مرتب)

۳ یہ تاریخ غالباً برسرِ یہ طور پر ایک سوئس اندازہ کی بنیاد پر رکھی گئی ہے کیونکہ یہ روایا حضور کے زمانہ آغاز جوانی کا ہے جبکہ آپ ہنوز
تحصیل علم میں مشغول تھے جس کے بعد کچھ عرصہ آپ سب کوٹ تقریباً فرما رہے۔ اور حریاق انقلاب منور، ۷۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ
راجہ تاجا سینگ صاحب کی وفات (۱۸۶۷ء) میں ہوئی تھی۔ دیکھئے کتاب مذکورہ رؤسائے شہاب کا واقعہ اِس قیام کا ہے جب حضور
سب کوٹ میں رہتے تھے یہی روایا دراصل ۱۸۶۷ء سے کئی سال قبل کا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (مرتب)
۴ براہی احمدیہ۔ (مرتب)

پہلی فصل

۲۷۴

ماہین احمدیہ

طالب حق بن کر یعنی اسلام قبول کرنے کا تحریری وعدہ کر کے کسی کتاب عبرانی

اپنی خداوندی کی طاقتوں اور فضیلتوں اور برکتوں کو ستاروں پر ظاہر کرتا ہے۔ انہیں ربانی مواہید اور بشارتوں میں سے کہ جو انسانی طاقتوں سے باہر ہیں کسی قدر حاشیہ مدد و مدد میں لکھ دیا ہے۔ پس اگر کوئی یاد دہی یا پختہ یا برہم کو جو اپنی کور باطنی سے منکر ہیں یا کوئی آریہ اور دوسرے قوتوں میں سے سچائی اور راستی سے خدا تعالیٰ کا مخالف ہے تو ہم پر لازم ہے کہ سچے طالبوں کی طرح اپنے تمام تکبروں اور غروروں اور فقاہتوں اور دنیا پرستیوں اور ضدوں اور ضدوں سے بکلی پاک ہو کر وقت حق کا خواہاں اور حق کا جویا

الہام دل کو تسلی اور سکنت اور آرام بخشتا ہے اور طبعیت مضطرب پر اسکی خوشی اور خوشی ظاہر ہوتی ہے۔ یہ ایک باریک بھید ہے جو عوام لوگوں سے پوشیدہ ہے۔ مگر ارف اور صاحب معرفت لوگ جن کو حضرت داہب حقیقی نے اسرار ربانی میں صاحب تجربہ کر دیا ہے۔ وہ اس کو خوب سمجھتے اور جانتے ہیں۔ اور اس صورت کا الہام بھی اس عاجز کو بار بار ہوا ہے جس کا لکھنا بالفعل کچھ ضروری نہیں۔

صورت چہارم الہام کی یہ ہے کہ دیا خدا قد میں کوئی امر خالص تعالیٰ کی طرف سے منکشف ہو جاتا ہے یا کبھی کوئی فرشتہ انسان کی شکل میں متشکل ہو کر کوئی غیبی بات بتلاتا ہے یا کوئی تحریر کا غزب یا پتھر وغیرہ پر مستہود ہو جاتی ہے جس سے کچھ اسرار و غیبیہ ظاہر ہوتے ہیں۔ وغیرہ ما من الصور۔

چنانچہ یہ عاجز اپنے بعض خوابوں میں سے جن کی اطلاع اکثر مغایب اسلام کو انہیں دنوں میں دی گئی تھی کہ جب وہ خواب میں آتی تھیں اور جن کی سچائی بھی انہیں کے روبرو ظاہر ہو گئی۔ بطور نمونہ بیان کرتا ہے۔ منجملہ ان کے ایک وہ خواب ہے جس میں اس عاجز کو جناب خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی۔ اور بطور مختصر بیان اس کا یہ ہے کہ اس سفر نے ۱۸۶۳ء یا ۱۸۶۵ء عیسوی میں یعنی

براہین احمدیہ

۲۷۵

پہلی نسل

۳۳۹

یونانی، لاطینی، انگریزی، سنسکرت وغیرہ سے کسی قدر دینی صداقتیں

۳۳۹

ہیں کہ ایک سکین اور عاجز اور ذلیل آدمی کی طرح سببہ عاجز کی طرف چلا آئے اور پھر صبر اور برداشت اور اطاعت اور خلوص کو صادق لوگوں کی طرح اختیار کر کے تائید اللہ اپنے مطلب کو پاوے۔ اور اگر اب بھی کوئی منہ پھیرے تو وہ خود اپنی بے ایمانی پر آپ گواہ ہے۔ بعض کو تاہم نظر لوگ جب دیکھتے ہیں کہ خدا کے پیچھے اور رسولوں کو بھی تکالیف پیش آتی رہی ہیں۔ تو اخیر پر وہ یہ غلط پیش کرتے ہیں کہ اگر اوقات دارالہدایت کے جو الہامی شیریں کا نشان سمجھا گیا ہے۔ نبیوں کے شامل حال ہوتا تو ان کو تکلیفیں کیوں پیش آتیں اور کیوں

۳۳۹

اسی زمانے کے قریب کہ جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اُس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اس عاجز کی تابعیت معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کی کیا نام رکھا ہے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قطعی رکھا ہے۔ جس نام کی تعبیر اب اس اشتہادی کتاب کی تابعیت ہونے پر یہ گمانی کہ وہ اسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے جس کے کائنات کو حکام کو پیش کر کے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے۔ عرض آنحضرت نے وہ کتاب مجھ سے لی۔ اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا ہاتھ مبارک کھینچے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بنی کہ جو اترود سے شاہد تھا مگر بقدر نر توڑ تھا۔ آنحضرت نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کیلئے قاض قاض کو ناجا ہا تو اس قدر اس میں سے شہد نکلا کہ آنجناب کا ہاتھ مبارک مرقع تک شہد سے بھر گیا تب ایک مردہ کہ جو دروازہ سے باہر پڑا تھا۔ آنحضرت کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آکر ہانپا اور یہ عاجز آنحضرت کے سامنے کھڑا تھا جیسے ایک استغیث حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ امد آنحضرت بڑے جاہ و صلاح اور سلطنت شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح گری پر مجلس فرما رہے تھے۔ پھر خلاصہ کلام یہ کہ ایک قاض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

پہلی فصل

۲۷۶

برائین احمدیہ

بکمال کر پیش کر بس یا اپنی ہی عقل کے زور سے کوئی الہیات کا نہایت باریک دقیقہ پیدا

سب سے زیادہ انہیں پر مصیبتیں پڑتیں۔ لیکن یہ دوسرے بالکل بے اصل ہے جو سراسر کم کو بھی سے پیدا ہوتا ہے۔ الہامی خبروں کا قادرانہ طور پر بیان ہر مذمتے دیگر ہے اور انبیاء کی مصیبتیں ایک دوسرا مر ہے کہ جو انواع اقسام کی حکمتیں پر مشتمل ہے۔ اور حقیقت حال پر مطلع ہونے سے کہیں معلوم ہو گا کہ وہ مصیبتیں اصل میں مصیبتیں نہیں۔ بلکہ بڑی بڑی نعمتیں ہیں کہ جو انہیں کو دی جاتی ہیں جن پر خدا کا فضل اور کرم ہوتا ہے۔ اور یہ ایسی نعمتیں ہیں کہ جن میں فیصل اور تمام دنیا کو فائدہ ہے۔ اس جگہ تحقیق کلام یہ ہے کہ انبیاء

مجھ کو اس غرض سے دی کہ تائیں اس شخص کو دلوں کے جوئے سرے زندہ ہووا۔ اے باقی تمام قاشیں میرے دامن میں ڈال دیں اور وہ ایک قاش میں لے اس لئے زندہ کو دینی اور اس لئے وہیں کمالی۔ پھر جب وہ نیا زندہ اپنی قاش کھا چکا۔ تو میں نے دیکھا کہ آنحضرت کی کرسی مبارک اپنے پہلے مکان ہے۔ بہت ہی اونچی ہو گئی! اور جیسے آفتاب کی کرنیں چھوٹی ہیں۔ ایسا ہی آنحضرت کی پیشانی مبارک متواتر چمکنے لگی کہ جو دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی تب اسی نور کے شادہ کرتے کرتے آنحضرت کھل گئی۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

یہ وہ خواب ہے کہ تقریباً دو سو آدمی کو انہیں دلوں میں سنائی گئی تھی جن میں سے بچاس یا کم و بیش ہندو بھی ہیں کہ جو اکثر ان میں سے ابھی تک صحیح و سلامت ہیں اور وہ تمام لوگ خواب جانتے ہیں کہ اس زمانے میں برائین احمدیہ کی تالیف کا بھی نام و نشان نہ تھا اور نہ یہ مرکوز خاطر تھا کہ کوئی دین کتاب بنا کر اس کے استحکام اور سچائی ظاہر کرنے کے لئے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا جائے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اب وہ باتیں جن پر خواب دلالت کرتی ہے کسی قدر پوری ہو گئیں۔ اور جس قطبیت کے اسم سے اس وقت کی خواب میں کتاب کو کوثر کیا گیا تھا۔ اسی قطبیت کو اب مخالفوں کے مقابلے پر بوجہ انعام کثیر پیش کر کے تحت اسلام آن پر پوری کی گئی ہے۔ اور جس قدر اجزا اس خواب کے ابھی تک ظہور میں نہیں آئے ان کے ظہور کا جب کہ منتظر رہنا چاہیے کہ آسمانی باتیں کبھی مل نہیں سکتیں۔

برائین احمدیہ

۵۹۹

پہلی فصل

سے ظہور پذیر ہو جاتا ہے یہ ہے کہ جب ایک شخص وہی امر بجاتا ہے کہ جو اس کے

نامہ ہی اللہ کے ساتھ عداوت ذاتی پیدا ہو جانے کا موجب ہو اور جس سے محبت الہی صرف
دل کا مقصد ہی نہ رہے بلکہ دل کی سرشت بھی ہو جائے۔ غرض قسم دویم کی ترقی میں خدا
سے موافقت تامہ کرنا اور اس کے غیر سے عداوت رکھنا سالک کا مقصد ہوتا ہے اور

نماز مغرب کے بعد عین بیداری میں ایک تھوڑی سی غیبت حس سے جو خفیف سے شلو ہے
مشابہ تھی ایک عجیب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے یکدفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد آنے کی آواز آئی،
جیسے بسرعت چلنے کی حالت میں پاؤں کی جوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے۔ پھر اسی وقت
پانچ آدمی نہایت وجہ اور مقبول اور خوبصورت سننے لگے یعنی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم و حضرت علی و حسن و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین اور ایک نے ان میں
سے اور ایسا یاد پڑا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت اور شفقت
سے مادرِ مہربان کی طرح اس عاجز کا سراپنی ران پر رکھ لیا۔ پھر بعد اس کے ایک
کتاب مجھ کو دی گئی جس کی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جس کو علیؑ نے
تالیف کیا ہے۔ اور اب علیؑ وہ تفسیر مجھ کو دیتا ہے فَاتَّخَذَ اللَّهُ عَلِيَّ ذَا الْكَرَّةِ
پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا۔ اِنَّكَ عَلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔ فَاصْدَعْ
بِحَاثُوْمُرُوْا اَعْرَضْ عَنِ الْجَاھِلِیْنِ۔ تو سیدھی راہ پر سے۔ پس
جو حکم کیا جاتا ہے اس کو کھول کر سنو اور جاہلوں سے کنارہ کر۔ وَقَالُوا اِنَّا لَنُؤَلِّیْكَ
نَزَلَ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ قَدَرَتَيْنِ عَظِیْمَیْنِ۔ وَقَالُوا اِنَّا لَنُؤَلِّیْكَ هٰذَا۔
اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مِّنْکُمْ تُؤْمُوْهُ فِی الْغَدِیْنَةِ۔ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ وَ
هٰذَا لَیُّ صُرُوْنٍ۔ اور کہیں گے کہ کیوں نہیں یہ اُترا کسی بڑے عالم فاضل پر
اور شہر دل میں سے۔ اور کہیں گے کہ یہ تمہارے کہاں سے ملا یہ تو ایک مکر ہے جو تم نے شہر میں
باہم مکر بنالیا ہے تیری طرف دیکھتے ہیں اور نہیں دیکھتے۔ یعنی تو انہیں نظر نہیں آتا۔

لے سہو کا تب ہے۔ لفظ دو شہر و احادیث و احادیث و احادیث

مقدمہ

۱۳۰

برائین احمدیہ

سمجھا ہے وہ حقیقت میں ایک ایسا امر ہے کہ جس سے تعلیم قرآنی کی دوسری کتابوں پر فضیلت اور ترجیح ثابت ہوتی ہے نہ کہ جیسے اعتراض اور پھر وہ فضیلت بھی ایسی دلائل واضح سے ثابت کی گئی ہے کہ جس سے معترض خود معترض البتہ ٹھہر گیا ہے۔

چوتھا یہ فائدہ جو اس میں بمقابلہ اصول اسلام کے مخالفین کے اصول پر بھی کمال تحقیق اور تدقیق سے عقلی طور پر بحث کی گئی ہے اور تمام وہ اصول اور عقائد ان کے جو صداقت سے خارج ہیں بمقابلہ اصولی حقد قرآنی کے ان کی حقیقت باطلہ کو دکھلایا گیا ہے۔ کیونکہ قدر ہر ایک جو ہر پیش قیمت کا مقابلہ سے ہی معلوم ہوتا ہے۔

پانچواں اس کتاب میں یہ فائدہ ہے کہ اس کے پڑھنے سے حقائق اور معارف کلام ربانی کے معلوم ہو جائیں گے۔ اور حکمت اور معرفت اس کتاب مقدس کی کہ جس کے نور رُوح افروز سے اسلام کی روکشی ہے سب پر منکشف ہو جائے گی۔ کیونکہ تمام وہ دلائل اور براہین جو اس میں لکھی گئی ہیں اور وہ تمام کامل صداقتیں جو اس میں دکھائی گئی ہیں وہ سب آیات بینات قرآن شریف سے ہی لی گئی ہیں اور ہر ایک دلیل عقلی وہی پیش کی گئی ہے جو خدا نے اپنی کلام میں آپ پیش کی ہے۔ اور اسی التزام کے باعث سے تقریباً بارہا سیلپلاہ قرآن شریف کے اس کتاب میں اندراج پائے ہیں پس حقیقت میں یہ کتاب قرآن شریف کے دقائق اور حقائق اور اس کے اسرار عالیہ

اور اس کے علوم حکمیہ اور اس کے اعلیٰ فلسفہ ظاہر کرنے کے لئے ایک عالی بیان تفسیر ہے کہ جس کے مطالعہ سے ہر ایک طالبِ صادق پر اپنے مولیٰ کریم کی بے مثل و مانند کتاب کا عالی مرتبہ مثل آفتاب عالمیاب کے روشن ہو گا۔

چھٹا یہ فائدہ ہے جو اس کے مباحث کو نہایت متانت اور محمدؐ کی قوانین استدلال کے مذاق پر مگر بہت آسان طور پر کمالِ خوبی اور موزونیت اور لطافت سے بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ ایک ایسا طریقہ ہے کہ جو ترقیٰ علوم اور پختگی فکر اور نظر کا ایک اعلیٰ ذریعہ ہو گا۔ کیونکہ دلائل صحیحہ کے توغل اور استعمال سے قوتِ ذہنی بڑھتی ہے اور ادراک امور دقیقہ میں طاقتِ مدد کہ تیز ہو جاتی ہے۔ اور باعثِ ورزشِ براہینِ حقہ کے عقلِ چائی پر ثبات اور قیام پکڑتی ہے۔ اور ہر ایک امرِ متنازع کی اصلیت اور حقیقت دریافت کرنے کے لئے ایک ایسی کامل استعداد اور بزرگ ملکہ پیدا ہو جاتا ہے کہ جو تکمیلِ قوائے نظریہ کا موجب اور نفسِ ناطقہ انسان کے لئے ایک منزلِ اقصیٰ کا کمال ہے کہ جس پر تمام سعادت اور شرفِ نفس کا موقوف ہے۔ وَهَذَا آخِرُ مَا اردنا بیاناہ فی هذه المقدمة والحمد لله الذی هدانا لهذا وما كنا لنهتدی لولا ان هدانا الله۔

براهین احمدیہ

٢٤٥

پہلی فصل

اور ظاہر فرماتا ہے اور اُن دقائقِ علمِ الہی کو کہ جو صمدِ مقدسوں اور طولِ طویل کتابوں میں لکھے گئے تھے اور پھر بھی ناقص اور ناتمام تھے۔ باسٹیغا تمام لکھتا ہے اور آئندہ کسی عاقل

لَا تُبْدِلُ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَاتًا ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَظِيمُ ۚ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۚ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا ۖ

اور کسی فرح کی تبدیل و اقصہ نہیں ہوگی۔ یہی سعادۂ عظمیٰ ہے کہ جو اُن لوگوں کو ملتی ہے کہ جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ خدا اور اُس کے سارے فرشتے اُن کی برکات پر درود بھیجتے ہیں۔ اسے ایسا غدار و کج تمجید پسند درود بھیجو۔ اور نہایت سلام اور تحسین سے سلام کرو جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کو کُتہیتے ہیں اُن پر دنیا اور آخرت میں خدا کی لعنت ہے۔ دنیا میں یہ کہہ کر وہ لعنتی برکتوں سے محروم ہیں گے۔ اور آخرت میں یہ کہ کُتہیت اور امانت کے ساتھ جو شخص کے عذاب میں دالے جائیں گے،

يَا أَحْمَدُ بَارَكَ اللَّهُ فِيكَ مَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى - الرَّحْمَنُ
عَلَّمَ الْقُرْآنَ - لَتُنذِرَ رِقْعًا مَّا أَتَذَرُ أَبَاحُ هُمْ وَلَسْتَنبِيْن سَبِيلَ الْمُجْرِمِيْنَ
قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ - قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ
لِي أَقُولَ تَأْتِي الشَّمْسُ بِغَمَامٍ مُّثَقَلٍ ثُمَّ هِيَ فِي الْوَدَّانِ وَأَوَّلُ مَنْ يَنْسُجُ بِنَسْجِهِمُ وَاسْتَدْعَاهُمْ
إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا - كُلُّ بَرَكَةٍ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَبَارَكَ
مَنْ عَلَّمَهُ وَتَعَلَّمَ قُلْ إِنِّي فُتِنْتُه فَعَلَّ اجْرَأ مِنْ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ
بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظَاهِرَهُ عَلَى الَّذِينَ كَفَبُوا لَا مَسْجِدَ لِكُلَّمَاتِ اللَّهِ ظَلُمُوا
لِي لِيُظَاهِرَهُ دِينِ الْإِسْلَامِ بِحُجَّتِهِ وَالْبَرَاءَةِ لِلطَّالِعَةِ عَلَى كُلِّ دِينٍ سِوَاهُ أَيْ يَضَاهِيهِ الدِّينَ الْخَالِصَ الْخَالِصَ الْخَالِصَ الْخَالِصَ الْخَالِصَ
وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ - إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ - يَقُولُونَ إِنِّي لَأَكْفُرُ
إِنِّي لَأَكْفُرُ هَذَا الْإِقْوَالُ الْبَشَرُ أَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ لَّخَدْرُونَ - أَفَتَأْتُونَ السَّحَرَاءَ
وَأَنْتُمْ تَبْصُرُونَ - هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ مِنْ هَذَا الَّذِي هُوَ قَدِيمٌ
وَلَا يَكْدُ بِسَبِيْن - جَاهِلٌ أَوْ مُجْنُونٌ - قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ -
هَذَا مِنْ رَحْمَةِ رَبِّكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ لِيَكُونَ آيَةً لِلْمُؤْمِنِيْنَ

۵۸-۵۷ : لے یونس : ۱۵ : لے احزاب :

برایین احمدیہ صفحہ 239 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 265 از مرزا قادیانی یہ حوالہ صفحہ 354 مرد درج ہے

نقشہ

۴۸۵

حقیتہ الہی

ملک

سے ایسا فیصلہ مانگ کر ہلاک ہو جاتا ہے تو دوسرا اُسکی کچھ بھی پرہا نہیں کرتا اور اُس کا قائم مقام ہو کر
گستاخی اور بد زبانی شروع کر دیتا ہے بلکہ اُسکے بھی کنگے بڑھ جاتے ہیں چنانچہ اب تک بیسیلین
میں سے ایسے مباحثات سے ہلاک ہو چکے ہیں اگر میں سب کے حالات لکھوں تو کئی جزو کتاب کے اسی ذکر میں
بھر جائیں میرے بہت سے دوستوں نے خط لکھے کہ فلاں شخص یک طرفہ مبالغہ کر کے چند روز میں مر گیا۔
اور فلاں شخص نے ہماری جماعت میں سے کسی کے ساتھ مبالغہ کر کیا تو صبح ہوتے ہی دنیا سے کوچ کر گیا
اور بعض نے خود اگر ایسے عجیب نشان بیان کئے چنانچہ کل ۲۸ فروری ۱۹۷۷ء کو بھی چند جماعتی نے
حالات مبالغہ کے بیان کئے مگر میں نے اسلئے کہ کتاب بہت بڑھ گئی ہے اور وہ واقعات بھی صرف
زبانی ہیں انکار کھنڈ غیر ضروری کچھ معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کا کیا ارادہ ہو کہ کوئی بھی ان میں سے یہ
سوچتا نہیں کہ یہ تائیدات الہیہ کیلئے ہو رہی ہیں کیا کاہلوں و تعالوں اور فاسقوں کے یہی نشان
ہیں کہ انکے مقابل پر مبالغہ کی حالت میں خدا مومنوں کی تعقیب کو ہلاک کرتا جائے۔ بالآخر یاد رہے کہ
اشعار مذکورہ قلمی مصنف کا عکس لیکر اس کتاب کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے تا محال فعل پر اتنا اہمیت ہو
اگر کسی کو انکار ہو کہ یہ اُسکے شعر نہیں ہیں تو اُسکی اس عکسی تحریر کو اُسکی دوسری تحریروں سے موازنہ کر
اور اصل بھی میرے پاس محفوظ ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے اور جس شخص کے ذریعے مجھے تحریر ملی ہو
وہ اُس کا شاگرد ہو اور اُس کا نام جو شیخ محمد ولد علی محمد ساکن ڈیہری والہ ضلع گورداسپور۔

خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ اکثر مبالغہ کر نوالے طاعون سے ہی مرے اور اکثر سخت محالوں کا
طاعون نے ہی فیصلہ کیا۔ براہین احمدیہ میں طاعون اور زلزلہ کا خدا نے اُس زمانہ میں ذکر کیا ہے
کہ جبکہ ان عذاب اہل کاس ملک میں نام و نشان نہ تھا جیسا کہ براہین احمدیہ میں موت کی یہ پیشگوئی
ہے کہ لا یصدق التسلیہ الا سیلۃ الہلاک۔ اقی امر باللہ فلا تستجلبوا یعنی سفلی آدمی
بجز موت کے نشان کے اور کسی نشان کی تصدیق نہیں کرتا انکو کہہ دے کہ وہ نشان بھی نیا والا ہے
پس تم محمد سے جلدی مت کرو۔ پس موت کے نشان سے یہ طاعون کا نشان مراد تھا جیسا ہی
دوسری جگہ اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ میں فرماتا ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ لَقَدْ تَقْوٰ مَا

۸۸

میں یہ بات غیر ممکن جو جاتی ہے جو ناظرین اس کتاب کے کہ جن کے پاس فرق ثانی کی کتاب موجود نہیں کسی بات کو صحیح طور پر سمجھ سکیں یا کسی رائے کے ظاہر کرنے کا موقعہ پائیں۔ پس چونکہ یہ کتاب اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے کہ جس میں بریت اتمام نجات کے پورا پورا جواب دینے والے کو انعام کثیر دینے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ تو ایسی کتاب کے مقابلہ پر فریب اور تدلیس کو استعمال میں لانا ایک بے جا اور بے تہود چالاکी ہے۔ لہذا البکمال ناکید لکھا جاتا ہے کہ صفائی اسی میں ہے اور صرف اسی حالت میں کوئی رد لکھنے والا شرائط اشتہار سے استفادہ اٹھا سکتا ہے کہ جو تقریر ہمارے منہ سے نکلی ہے اور جو طرز عبارت ہماری کتاب میں مندرج ہے وہ سب کامل طور پر مترتبہ و بالفاظہ بیان کرے۔

موسوم یہ امر بھی ہر ایک صاحب پر روشن رہے کہ ہم نے اس کتاب میں جس قدر دلائل حقیقت قرآن مجید اور نبیین صدق رسالت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم لکھی ہیں یا جو فضائل اور محاسن قرآن شریف کے اور آیات قینات منجانب اللہ ہونے اس کتاب کی کتاب ہذا میں مدح کئے ہیں یا جس طور کا اس کی نسبت کوئی دعویٰ کیا ہے۔ وہ سب دلائل وغیرہ اسی مقدس کتاب سے ماخوذ اور مستنبط ہیں یعنی دعویٰ بھی وہی لکھا ہے جو کتاب ممدوح نے کیا ہے۔ اور دلیل بھی وہی لکھی ہے جو اسی پاک کتاب نے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ نہ ہم نے فقط اپنے ہی قیاس سے کوئی دلیل لکھی ہے اور نہ کوئی دعویٰ کیا ہے چنانچہ جا بجا وہ سب آیات کہ جن سے ہماری دلائل اور دعاوی ماخوذ ہیں۔ درج کرتے گئے ہیں۔ پس جو صاحب بمقابلہ ہماری دلائل کے کچھ اپنی کتاب کے متعلق لکھنا چاہیں۔ یا کوئی دعویٰ کریں۔ تو ان پر بھی لازم ہے جو بپابندی اسی طریق معهود ہمارے کے کار بند ہوں۔ یعنی وہی دعویٰ اور وہی دلیل نفس کتاب اور اصول کتاب کے اثبات کی نسبت پیش کریں جو ان کی کتاب میں مندرج ہو۔ اور اس جگہ یہ بھی یاد رکھیں کہ دلیل سے مراد ہماری عقل دلیل ہے کہ جس کو معقولی لوگ اپنے مطالب کے اثبات میں پیش کیا کرتے

خاص سے شہر کوڑھے ہو کر پرانے مصلیٰ کے وقت میں آخرت کی تن آسانی کا ایک حیدر سوچ کر مسجد بنوانے کا بہشت میں دنیا یا مگرینے کا لالچ پیدا ہو جاتا ہے۔ عورت جتنی بھی یران کی ہمدردی کا یہ حال ہے کہ اگر کشتی دین کی انکی نظر کے سامنے ساری کی ساری ڈوب جائے یا تمام دین ایک دفعہ ہی تباہ ہو جائے تب بھی ان کے دل کو ذرہ لڑا نہیں آتا اور دین کے رہنے یا جانے کی کچھ بھی پروا نہیں رکھتے۔ اگر وہ دے تو دنیا کا اگر کھڑے تو دنیا کا۔ اگر عیش ہے تو دنیا کا۔ اگر سودا ہے تو دنیا کا اور پھر دنیا بھی جیسا کہ دوسری قوموں کو حاصل ہے، حاصل نہیں۔ ہر ایک شخص جو قوم کی اصلاح کے لیے کوشش کر رہا ہے وہ ان لوگوں کی لاپرواہی سے نالاں اور گریں ہی نظر آتا ہے اور ہر ایک طرف سے یا حشر علی القوم کی ہی آواز آتی ہے اور ان کی کیا کہیں ہم آپ ہی سناتے ہیں۔

ہم نے مدد ملے کا فتور اور فساد دیکھ کر کتاب براہین احمدیہ کو ثابت کیا تھا اور کتاب موصوف میں تین سو مضبوط اور محکم قتل دیل سے صداقت اسلام کو فی الحقیقت آفتاب سے بھی زیادہ تر روشن دکھایا گیا جو کہ یہ مخالفین پر فتح عظیم اور مومنین کے دل و جان کی مراد تھی اس لیے اُمراء اسلام کی عالی جہتی بر بڑا بھروسہ تھا جو وہ ایسی کتاب لا جواب کی بڑی قدر کرینگے اور جو مشکلات اس کی طبع میں پیش آرہی ہیں ان کے دور کرنے میں جلی و جان متوجہ ہو جائیں گے، مگر کیا کہیں اور کیا کہیں اور کیا تحریریں لایں۔ اللہ المستعان واللہ خیر ذوالقہ!

بعض صاحبوں نے قلع نظر اعانت سے ہم کو سخت تنگ و ترزد میں ڈال دیا ہے۔ ہم نے پہلا جھٹہ جو چھپ چکا تھا اس میں سے قریب ایک سو پچاس جلد کے بڑے بڑے امیروں اور دولت مندوں اور رئیسوں کی خدمت میں بھیجی تھیں اور یہ امید کی گئی تھی جو اُمراء عالی قدر خریداری کتاب کی منظور فرما کر قیمت کتاب جو ایک ادنیٰ رقم ہے بطور پیشگی بیعیدیں گے۔ اور ان کی اس طور کی اعانت سے دینی کام آسانی پورا ہو جائے گا اور ہزار ہا بیگانہ خدا کو فائدہ پہنچے گا۔ اسی امید پر ہم نے قریب ڈیڑھ سو کے خطوط اور عرض بھی لکھے اور ہر انکسار تمام حقیقت حال سے مطلع کیا، مگر باستثناء دو تین عالی جہتوں کے سب کی طرف سے خاموشی رہی۔ نہ خطوط کا جواب آیا نہ کتابیں واپس آئیں۔ مصارف ڈاک تو سب ضائع ہوئے لیکن اگر خدا نخواستہ کتابیں بھی واپس نہ ملیں تو سخت وقت پیش آئے گی اور بڑا نقصان اٹھانا پڑے گا۔

افسوس جو ہم کو اپنے معزز بھائیوں سے بھائے اعانت کے تکلیف پہنچ گئی۔ اگر کسی حمایت اسلام ہے تو کاروبار میں تمام ہے۔ ہم بکمال غربت عرض کرتے ہیں کہ اگر قیمت پیشگی کتابوں کا بیسوا منظور نہیں تو کتابوں کو بذریعہ ڈاک واپس بیعیدیں۔ ہم ای کو علیٰ غلطی سمجھیں گے اور احسان عظیم خیال کریں گے ورنہ ہمارا بڑا حرج ہوگا اور کم شدہ حصول کو دوبارہ چھپوانا پڑے گا کیونکہ یہ پرچہ عید نہیں کہ جس کے ضائع ہونے میں کچھ مضائقہ نہ ہو۔ ہر ایک صاحب کتاب کا ایسا فردی ہے کہ جس کے تلف ہونے سے ساری کتاب ناقص رہ جاتی ہے۔ برائے خدا ہمارے

براہین احمدیہ

۱۲۹

مقدمہ

محبوب کی خوشخبری پاویں۔ اور تان پر جو راستی کے بھوکے اور پیاسے ہیں۔ اپنی دلی مراد کا راستہ ظاہر ہو جاوے۔ سو وہ فوائد چھلہ قسم کے ہیں۔ جو بہ تفصیل ذیل ہیں:-

اول اس کتاب میں یہ فائدہ ہے کہ یہ کتاب ہمتا دینیہ کے تحریر کرنے میں ناقص بالبیان نہیں۔ بلکہ وہ تمام صد اقسیم کہ جن پر اصولِ علمِ دین کے مشتمل ہیں۔ اور وہ تمام حقائقِ عالیہ کہ جن کی ہیئت اجتماعی کا نام اسلام ہے۔ وہ سب اس میں مکتوب اور مرقوم ہیں۔ اور یہ ایسا فائدہ ہے کہ جس سے پڑھنے والوں کو ضروریاتِ دین پر احاطہ ہو جاوے گا۔ اور کسی مغوی اور بہکانے والے کے بیچ میں نہیں آئیں گے۔ بلکہ دوسرے کو وعظ اور نصیحت اور ہدایت کرنے کے لئے ایک کامل استاد اور ایک عیتِ ارہبر بن جائیں گے۔

دوسرا یہ فائدہ ہے کہ یہ کتاب تین سو محکم اور قوی دلائلِ حقیقتِ اسلام اور اصولِ اسلام پر مشتمل ہے کہ جن کے دیکھنے سے صداقت اس دینِ متین کی ہر ایک طالبِ حق پر ظاہر ہوگی۔ بجز اس شخص کے کہ بالکل اندھا اور تعصب کی سخت تاریکی میں مبتلا ہو۔

تیسرا یہ فائدہ ہے کہ جتنے ہمارے مخالف ہیں یہودی۔ عیسائی۔ مجوسی۔ آریہ۔ برہمن۔ بُت پرست۔ دہریہ۔ طبعیہ۔ آباہتی۔ لائڈ ہب سب کے شبہات اور دساوس کا اس میں جواب ہے۔ اور جواب بھی ایسا جواب کہ دروٹلو کو اس کے گھر تک پہنچایا گیا ہے۔ اور پھر صرف رفعِ اعتراض پر کفایت نہیں کی گئی بلکہ یہ ثابت کر کے دکھلایا گیا کہ جس امر کو مخالف ناقصِ اللہ نے جائے اعتراض

۲۷۲

لهذه المناخلة ان كانوا من الصادقين وعلمت من ربي انهم من المغلوبين - والله اني لست من العلماء ولا من اهل الفضل والدعاء وكلما اقول من انواع حسن البيان او من تفسير القرآن فهو من الله الرحمان وكلما اخطأت فيه فهو متى وكلما هو حق فهو من ربي وان ربي ارواني من كاس العرقان ومعد لك ما ابرء نفسي من السهو والنسيان وان الله لا يتركني على خطأ طرفه عين و يحصني من كل مابين ويحفظني من سبل الشياطين - فيا اهل الاهواء والعداوى والرياء ان كنتم تحسبون انفسكم من اولى العلم والفضل الدعاء او من الصلحاء والاولياء والأتقياء او من الذين يسمع دعائهم كالاحياء فاتوا به مثل ذلك الكتاب في جميع الزمان كما اروني علمكم وقد ركم في حضرة الكبرياء وان لم تفعلوا ولن تفعلوا يا محشر السفهاء فتادبوا مع اهل الحق والنور والضياء ولا تعتدوا كل الاعتداء وما هذا الا صنيع الرب القوي لا فعل الخليل والضعفاء وان الكرامات تظهر في وقت توهين الاعداء وان عباد الله ينصرون عند انتهك المحرم من اهل الجفاء واذ يبلغ الظلم غايته فيدركهم رب السماء فتوبوا من المحائب والعثرات وبادروا الى الحسنات والصلحيات وان الجزامة كل الجزامة في قبول الكرامة فاقبلوها قبل الندامة واتقوا سواد الخزي والملازمة ونكال القيامة فطوبى لكم ان جئتم كالتائبين المتندبين هذه الخاتمة النسيئة وخاتمة اغمام العناد وانما المحبة والسلام على من قبلنا قبل المذلة وترك سبيل المجرمين - واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

الراق - الحقير

المفتقر الى الله الصمد غلام احمد عافاه الله وايد

وكان هذا مكتوباً في ذي القعدة ١٣١١ هـ
من هجرة نبي العهد مقبول الاحد صلى الله عليه وسلم

من الازل الى الابد

۲۸۵

اعطانی من لدنه فيما سليماً وعقلاً مستقيماً وكم من نور قد ذل في قلبي ففكرت
من القرآن ما لا يعرف غيري ولدركت منه ما لا يدرك مخالفني ووصلت
في فهمه الى مرتبة تتقاصر عنها افهام اكثر الناس وان هذا الا احسانه
وهو خير المحسنين۔

ومن اعترضاتهم انهم اذا قرؤوا كتابي التوضيح وجدوا فيه
مكتوباً ان للشمس والقمر والنجوم تأثيرات يربى الله بها كل ما يوجد
في الارضين، فاعترضوا علي وقالوا ان هذه العقيدة عقيدة فاسدة تخالف
ما جاء في الاحاديث، نيكاسرة عليهم انهم ما فهموا معنى الاحاديث و
ما فهموا معنى قولي وقاموا مستعجلين ظانين ظن السوء وما استفسروا
معنى كلماتي منى كدأب اهل الصلاح، بل امتلأوا غيظاً وردوا علي
وكفروني واطالوا الالسنه وقللوا الانظار وأروا خبثهم وهتارهم
وما هتكوا الا استارهم وما كانوا على جهلهم متنبهين۔

فأعلموا يا اولي الابصار الرامقة والبصائر الرائقة انا ما كتبت
في كتاب شيئاً يخالف النصوص القرآنية او الحديثية وما تفوهنا به
يوماً من الدهر وقد اعادنا الله من مثل ذلك ولكنهم يعترضون
قبل ان يفهموا ويحسبوننا ضالين قبل ان يكونوا مهتدين۔ والله
يعلم ونشهد الثقلين انا لا نعتقد ان احداً من الشمس والقمر
والنجوم فاعل مستقل في فعله ومؤثر بذاته اوله اختصار في
افاضة التأثيرات اوله تدخل ارادي في ايصال الانوار وانزال
الامطار وتربية الابدان والاجسام والقمرات ولا نعتقد ان احداً
من تلك الاجرام النورانية يستحق الحمد والشكر والعبادة على افاضة

۱۸۶

مشارکاً قلنا، وخانوا وحرقوا البیان وفتحوا البهتان ووقعوا فی حیص بیص ووظنوا ظن السوء، فتمسکوا لتلك الظانین۔ واللہ یعلم انی ما قلت الا ما قال اللہ تعالیٰ ولم اقل كلمة قط يخالفه وما مصها قلبي فی عمري، وأما قولهم ان المسيح كان خالق الطيور وكان خلقه كخلق الله تعالى بعينه و كان احياءه كاحياء الله تعالى بعينه بلا تفاوت، وكان معصوماً تاماً ومحفوظاً من مس الشيطان، وليس كمثله في هذه العصمة نبياً صلى الله عليه وسلم، فهذه اعندي ظلم وزور، كبرها كلمة تخرج من أفواههم وانهم في هذه الكلمات من الكاذبين، وأما افتراؤهم علي وظنهم كافي لا يؤمن بالملائكة فما أقول في جواب هذه الظنون الفاسدة التي لا أمل لها ولا أثر، غير اني أتقبل في حضرة الله سبحانه واقول رب العني ان كنت قلت مثل هذا، والا فالعن

مرة ماء، ثم يسرون حتى ينتموا الى جبل الخضر وجبل بيت المقدس فيقولون لقد قتلنا من في الارض هلّم فلنقتل من في السماء، فيرمون بنشأ بهم الى السماء فيرد الله عليهم نشأ بهم مخضوبة دماء ويحصرنبي الله واحصاه حتى تكون رأس الثور لاحد من مائة دينار لاحد كم اليوم، فيرغب نبي الله عيسى واحصاه الى الله فيرسل عليهم النفت في ركبهم فيصبر حرون فرس موت نفس واحدة، ثم يبط نبي الله عيسى واحصاه الى الارض فلا يجدون في الارض موضع شبر الا ملأوه زهمهم ونشأهم، فيرغب نبي الله عيسى واحصاه الى الله فيرسل الله طيراً كاعناق البخت فيحملهم فنطرحهم حيث شاء الله، ويستوقد المسلمون من تسبيهم ونشأهم وجعاً بهم سبع سنين، ثم يرسل الله طيراً الا يكن منه بيت مدر ولا وبر فيخسل حتى يتركها كالزلفة، ثم يقال للارض أنتبي فمتركت وردى بركتك فيومئذ تأكل العصابة من الرمانه ويستظلون بقحفها ويبارك في الرسل حتى ان اللقحة من الابل لتكن الفخام من الناس واللحمة من البقر لتكن القبيلة من الناس واللحمة من الغنم لتكن الفخذ من الناس، فيبيناهم كذلك اذبعث الله

۲۰

ہوتی ہیں اور بعض پیشگوئیاں اُسکے اپنے نفس کے متعلق ہوتی ہیں اور بعض اپنی اولاد کے متعلق اور بعض اُسکے دوستوں کے متعلق اور بعض اُسکے دشمنوں کے متعلق اور بعض عام طور پر تمام دنیا کیلئے اور بعض اُسکی بیویوں اور خیریتوں کے متعلق ہوتی ہیں اور وہ امور اُسپر ظاہر ہوتے ہیں جو دوسروں پر ظاہر نہیں ہوتے اور وہ غیر مجبے دروازے اُسکی پیشگوئیوں پر کھولے جاتے ہیں جو دوسروں پر نہیں کھولے جاتے۔ خدا کا کلام اُسپر اُسی طرح نازل ہوتا ہے جیسا کہ خدا کے پاک نبیوں اور رسولوں پر نازل ہوتا ہے اور وہ ظن سے پاک اور یقینی ہوتا ہے۔ یہ شروت تو اُسکی زبان کو دیا جاتا ہے کہ کیا باعتبار کمیت اور کیا باعتبار کیفیت ایسا پیش گوئی کا کلام اُسکی زبان پر جاری کیا جاتا ہے کہ دنیا اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور اُسکی آنکھ کو کشفی قوت عطا کی جاتی ہے جس سے وہ مخفی در مخفی خبروں کو دیکھ لیتا ہے اور ایسا اوقات بکثرت ہوتی تحریریں اُسکی نظر کے سامنے پیش کی جاتی ہیں اور مردہاں سے زندوں کی طرح کلمات کر لیتا ہے اور ایسا اوقات ہزاروں کو س کی چیزیں اُسکی نظر کے سامنے ایسی آجاتی ہیں گویا وہ پیروں کے نیچے پڑی ہیں۔

ایسا ہی اُسکے کان کو بھی منیبا کے کشف کی قوت دی جاتی ہے اور اکثر اوقات وہ فرشتوں کی آواز کو سن لیتا ہے اور بتقراریں کے وقت اُنکی آواز سے تسلی پاتا ہے اور عجیب رویہ کہ اس اوقات ہمارے ہاں نباتات اور حیوانات کی آواز بھی اُسکے پہنچ جاتی ہے جو فلسفی کو منکر تھا تا راستہ حاذو اس پر غیہ میگزین است ہاں ہی طرح اُسکی ناک کو بھی غیبی خوشبو سونگھنے کی ایک قوت دی جاتی ہے۔ اور ایسا اوقات وہ بشارت کے امور کو سونگھ لیتا ہے اور مکر و بات کی بدبو اُسکو آجاتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اُسکے دل کو قوت فراست عطا کی جاتی ہے اور بہت سی باتیں اُسکے دل میں پڑ جاتی ہیں اور وہ صحیح ہوتی ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس شیطان اُسپر تصرّف کرنے سے محروم ہو جاتا ہے کیونکہ اُس میں شیطان کا کوئی حصہ نہیں رہتا اور باعث نہایت درجہ شافی ہونے کے اُسکی زبان ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے اور اُس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اور اگرچہ اُس کو خاص طور پر الہام بھی نہ ہو تب بھی جو کچھ اُسکی زبان پر جاری ہوتا ہے وہ اُسکی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ کیونکہ نفسانی ہستی اُسکی بجائے جلی مالتی ہے اور سفلی ہستی پر ایک موت طاری ہو کر ایک نئی اور پاک زندگی اُسکو ملتی ہے جس پر ہر وقت انوار الہیہ منعکس ہوتے رہتے ہیں۔

سراج منیر

۴۱

فرماتا ہے و آخرین منهم لما يلحقوا به۔ یعنی اس نبی کے اور شاگرد بھی ہیں جو ہنوز ظاہر نہیں ہوئے اور آخری زمانہ میں انکا ظہور ہوگا۔ یہ آیت اسی عاجز کی طرف اشارہ تھا کیونکہ جیسا کہ ابھی الہام میں ذکر ہو چکا ہے یہ عاجز روحانی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں میں سے ہے۔ اور یہ پیشگوئی جو قرآنی تسلیم کی طرف اشارہ فرماتی ہے۔ اسی کی تصدیق کیلئے کتاب کرامات الصادقین لکھی گئی تھی جسکی طرف کسی مخالفت نے رخ نہیں کیا۔ اور مجھے اس خطی قسم ہے جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک روح پر غلبہ دیا گیا ہے۔ اور اگر کوئی مولوی مخالفت میرے مقابل پر آتا جیسا کہ میں نے قرآنی تفسیر کے لئے بار بار آنکھ ٹپایا تو خدا اُسکو ذلیل اور شرمندہ کرتا سو قسم قرآن جو مجھ کو عطا کیا گیا یا اللہ جلتانہ، کایک نشان ہے۔ میں خدا کے فضل سے اتنی درگشاہوں کے غریب دنیا دیکھے گی کہ میں اس بیان میں سچا ہوں۔ اور مولویوں کا یہ کہنا کہ قرآن کے معنی اسی قدر درست ہیں جو احادیث صحیحہ سے نکل سکتے ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر بیان کرنا معصیت ہے۔ چہ جائیکہ موجب کمال سمجھا جائے۔ یہ سراسر خیالات باطلہ ہیں۔ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن اصلاح کامل اور تذکیہ نام اور اکمل کے لئے آیا ہے اور وہ خود دعویٰ کرتا ہے کہ تمام کامل سچائیں اُس کے اندر ہیں جیسا کہ فرماتا ہے فَبِمَا كُنْتُ قِيَمَةً تَوَاسُصُورَتِ فِي ضَرْبٍ مِنْ ضَرْبٍ مِنْ سُلْسَلَةِ صُفَرٍ وَطُورٍ الْهَيْمَةِ كَامِتَةٍ هُوَ سَكَنُهَا تَمُوتُ فِيهَا تَمُوتُ دَامِنٌ بِهِنَا وَهَوَاؤُهُ يَدُورُ بِهِنَا بِاتِ مَوْتٍ فِيهَا تَمُوتُ كِتَابًا بَلْكَ قَرَأَنَ خُودِ اس صفت کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور اپنا نام اکمل الکتاب رکھتا ہے پس ظاہر ہے کہ اگر معارف الہیہ کے بارے میں کوئی حالت فتنہ باقی ہو تو جس کا قرآن شریف نے ذکر نہیں کیا تو قرآن شریف کا حق نہیں تھا کہ وہ اپنا نام اکمل الکتاب رکھتا۔ حدیثوں کو ہم اس سے زیادہ درج نہیں دے سکتے کہ وہ بعض مقامات میں بطور تفصیل اجالات قرآنی ہیں۔ سخت جاہل اور نااہل وہ اشخاص ہیں کہ جو قرآن شریف کی تعریف اس طور سے نہیں کرتے جو قرآن شریف میں موجود ہے بلکہ اُسکو معمولی اور کم درج پر لانے کیلئے کوشش کرتے ہیں۔ غرض ایک پیشگوئی یہ بھی ہے جو جناب الہی کی طرف سے مجھ کو عطا ہوئی جس کا

حصول

۱۹۴

ازالہ اوہام

لازم ہے کیونکہ جو لوگ خدائے تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں وہ بغیر بلائے نہیں ہوتے اور بغیر بجھائے نہیں سمجھتے اور بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں کرتے اور اپنی طرف سے کسی قسم کی دلیری نہیں کر سکتے اسی وجہ سے ہمارے جی صلے اللہ علیہ وسلم جب تک خدائے تعالیٰ کی طرف سے بعض عبادات کے ادا کرنے کے بارہ میں وحی نازل نہیں ہوتی تھی تب تک لیل کتاب کی سنن و سنہ پر قدم مارنا بہتر جانتے تھے اور بروقت نزل وحی اور دریافت اہل حقیقت کے اس کو چھوڑ دیتے تھے۔ سو اسی لحاظ سے حضرت مسیح بن مریم کی نسبت اپنی طرف سے بایں میں کوئی بحث نہیں کی گئی تھی۔ اب جو خدا تعالیٰ نے حقیقت امر کو اس عاجز پر نظر فرمایا تو علم طہ پر اس کا اعلان از بس مشہور تھا ایک کی بجائے اگر کچھ انکسوس ہے تو اس زمانہ کے اُن مولوی صاحبان پر ہے کہ جنہوں نے قبل اس کے جو مسیحی تحریک پر غور اور غور کی نگاہ کوئی رد لکھنے شروع کر دیے ہیں مصنفین اور محققین خوب سمجھتے ہیں کہ جس قدر حال کے بعض مولوی صاحبان نے مجھے اپنی دیرینہ رائے کا مخالف ٹھہرایا ہے غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ درحقیقت اتنی بڑی مخالفت نہیں ہے جس پر اتنا شور مچایا گیا۔ میں نے صرف ٹیبل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف ٹیبل ہو تا میرے پر بھی قسم ہو گیا ہے بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانہ میں میرے جیسے اور دوسرے نیز ہزار بھی ٹیبل مسیح آجائیں ہاں اس زمانہ کے لئے میں ٹیبل مسیح ہوں اور دوسرے کی انتظار ہے خود ہے اور یہ بھی ظاہر رہے کہ یہ کچھ میرا ہی خیال نہیں کہ ٹیبل مسیح بہت ہو سکتے ہیں بلکہ امام ربیع بنویہ کا بھی یہی فشاء پایا جاتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا کے اخیر تک قریب تیس کے و قبل پیدا ہوں گے اب ظاہر ہے کہ جب تیس و قبل کا آنا ضروری ہے تو حکم لکھ لیا جاتا ہے جیسے تیس مسیح بھی آنے چاہئیں پس اس بیان کے رد میں ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس کا حد عقل کے بعض فلسفی الفاظ صلوٰۃ اسکین کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت

کے لئے ہمیشہ اور ہر دم کے لئے اُس کا قرین اور مصاحب مقرر کرے تا وہ اُس کے ایمان کی پچکنی کے فکر میں رہیں اور ہر وقت اُس کے خون اور اُس کے دل اور دماغ اور گڑبہ ریشہ میں اور آنکھوں اور کانوں میں گھس کر طرح طرح کے وسوسے ڈالتے رہیں۔ اور ہدایت کرنے کا ایسا قرین جو ہر دم انسان کے ساتھ رہ سکے ایک بھی انسان کو نہ دیا جائے۔ یہ اعتراض وہ حقیقت اُن کے عقیدہ مذکورہ بالا سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ ایک طرف تو یہ لوگ بموجب آیت و ما وقتا الالہ مقام معلوم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت جبرائیل اور عزرائیل یعنی ملک الموت کا مقام آسمان پر مقرر ہے جس مقام سے وہ نہ ایک بالشت نیچے اتر سکتے ہیں نہ ایک بالشت اوپر چڑھ سکتے ہیں اور پھر باوجود اِس کے اُن کا زمین پر

ان دونوں حضرت قیل کے نزدیک قابل اعتبار نہیں ہوں گی کیونکہ وہ کسی روشنی سے خالی ہیں اور اُن کے نزدیک اُن دونوں میں خداوند کا منسلک بھی ملتی بند تھا۔

اب منصفو! دیکھو کہ کیا ان دونوں شیعوں کی بے ادبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت انتہا کو پہنچ گئی یا نہیں۔ وہ آفتاب صداقت جس کا کوئی دل کو خطرہ بھی بغیر دوس کی تحریک کے نہیں پاس کے بارے میں اپنی لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ گویا وہ خود باللہ متعول ظلمت میں بھی پڑا رہتا تھا اور اُن کے ساتھ کوئی روشنی نہ تھی۔ اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربہ سے یہ معلوم ہے کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت ہر دم اور ہر لمحہ بلا فصل ہم کے تمام قومی میں کام کرتی رہتی ہے اور وہ بغیر روح القدس اور اُن کی تاثیر قدسیت کے ایک دم بھی اپنے تئیں ناپاکی سے بچ نہیں سکتا اور وہ دائمی اور استقامت دائمی اور محبت دائمی اور عصمت دائمی اور برکات دائمی کا بھی سبب ہوتا ہے کہ روح القدس

بظاہر ان دونوں شیعوں کی حد تک ان کی عقیدت سے ان کی کج فہمی کا واضح انداز ملتا ہے۔ ان کے علم اور سمجھنے کا انداز نہایت کم ہے۔

حصہ اول

۱۷۹

ازالہ اوہام

بتلاویں کرکس نے اس صدی کے سر پر خدا تعالیٰ سے الہام پا کر جھٹک دھونے کا دعویٰ کیا ہے یوں تو ہمیشہ دین کی تجدید ہو رہی ہے مگر حدیث کا تو یہ منشا ہے کہ وہ مجدد و خلائے تعالیٰ کی طرف سے آئے گا یعنی علوم لدنیہ و آیات سماویہ کے ساتھ۔ اب بتلاویں لکریہ عاجز حق پر نہیں ہے تو پھر کون آیا جس نے اس موجودوں صدی کے سر پر مجدد ہونے کا ایسا دعویٰ کیا جیسا کہ اس عاجز نے کیا کوئی الہامی دعوای کے ساتھ تمام مخالفین کے مقابل پر ایسا کھڑا ہوا جیسا کہ یہ عاجز کھڑا تھا۔ تفکروا و تسلطوا و اتقوا اللہ ولا تغفلوا اور اگر یہ عاجز سچ موعود ہونے کے دعویٰ میں غلطی پر ہے تو آپ لوگ کچھ کوشش کریں کہ سچ موعود جو آپ کے خیال میں ہے انہیں دلوں میں آسمان سے اتر آوے کہ کوکریں تو اس وقت موجود ہوں مگر جس کے انتظار میں آپ لوگ ہیں وہ موجود نہیں بلکہ میرے دعویٰ کا ٹوٹن صرف اسی صورت میں تصور ہے کہ اب وہ آسمان سے اتر ہی آوے۔ تا میں خرم ٹھہر سکوں آپ لوگ اگر سچ پر ہیں تو سب لکھو عا کہیں کہ سچ ابن مریم علیہ السلام سے آئے دیکھائی دیں اگر آپ حق پر ہیں تو یہ دعا قبول ہو جائے گی کہ چونکہ الہی حق کی دعا مطلقین کے مقابلہ میں قبول ہو جایا کرتی ہے لیکن آپ یقیناً ہمیں کہیے دعا ہرگز قبول نہیں ہوگی کیونکہ آپ غلطی پر ہیں سچ تو آپ کا لیکن آپ نے اس کو شناخت نہیں کیا اب یہ امید موجود ہے کہ ہرگز ہوری نہیں ہوگی یہ زمانہ گزر جائے گا اور کوئی ان میں سے سچ کو اترتے نہیں دیکھے گا۔

حالانکہ تیرہویں صدی کے اکثر علماء موجودوں صدی میں اس کا غلط معنی کر گئے ہیں اور بعض تو چودھویں صدی والوں کو بطور وصیت یہ بھی کہہ گئے ہیں کہ اگر تم کا زمانہ پایا تو ہمارا اسلام ملے گا نہیں کہو۔ شاہ ولی اللہ صاحب دہلی محمد شمس الدین علیہ السلام سے بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی نورانی

بلکہ ہزاروں ہزاروں اشک کا مقام اور ایمان اور یقین کے بڑھانے کا وقت ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کو پورا کر دیا اور اپنے رسول کی پیش گوئی میں ایک منٹ کا بھی فرق پڑنے نہیں دیا۔ اور نہ صرف اس پیش گوئی کو پورا کر کے دکھلایا بلکہ آئندہ کے لئے بھی ہزاروں پیش گوئیوں اور خوارق کا دروازہ کھول دیا۔ اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات سجالات کرو۔ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباؤ گزر گئے اور یہ شمار میں اس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں وہ وقت تم نے پایا۔ اب اس کی قدر کرنا یاد کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا یاد آٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ میں اس کو بار بار بیان کر چکا ہوں گا اور اس کے اظہار سے میں

مشغول ہوں تو ہر لمحہ یہ امور ایسے نہیں ہیں جن کو کامل اور واقعی طور پر تجھ پر دین کا جلتے ہوئے خزانہ کرطریق و شیطانی راہوں کی تجدید کو سون کا رہ نہی۔ قرآن شریف میں حدیث سمیعہ کو دیکھو یا سمیعہ! نیشک صحرایہ ہے مگر یہی طور پر اور تکلف اور فکر و غور سے یہ کام کرنا اور اپنا فضل و نعمی طور پر دین اور قرآن کا مورد ہونا ایسی ظاہری تصویر ہے غرض کہ میں ہر ایک با علم آدمی کو کتنا سکھاتا ہوں یہی ہے۔ ان کو ہمدردیت و کچھ علاقہ نہیں۔ یہ تمام امور خدا تعالیٰ کے نزدیک غلط، استخوان فروشی پر اس طرح نہیں۔ انشاء اللہ فرماتا ہے: **يَمْ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرهَ مَقَاتِلٍ عِنْدَ اللَّهِ إِنَّ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ** اور فرماتا ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا تَضُرُّكُمْ مَنْ هَلَكَ إِذَا هَلَكَ قَوْمٌ**۔ انہوں نے اندھ کو کیا راہ دکھائی گا جو ہر طرف کے بدنوں کو کیا صاف کرے گا جو ہر دین و ہر پاک کیفیت سے کھلاؤں مانتھانہ ہوش کھاتھ اس پاک بل بلبل ہوتی ہو کہ جو مکالمہ انہی کے درجہ تک پہنچ گیا ہو۔ پھر وہ شر میں جھریا کرے اس کی سرایت ہوتی ہو۔ ہوگ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تجدید کی قوت پاتے ہیں وہ نئے استخوان فروشی نہیں ہوتے بلکہ واقعی طور پر نیا بننے والے ہیں اور انہی کے عین و سلم اور رسانی طور پر نیا بننا ہے۔ خدا تعالیٰ انہیں عین تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو انہوں اور انہوں کی ساری ہیں اور انہی باتیں رقیبوں پر ہوتی ہیں۔ یہ محض اہل و عیال اور حال و حال ہی ہوتے ہیں۔ نہ محض حال ہی ہو اور خدا تعالیٰ کے انہماک کی جتنی لگائی ہوئی ہو اور وہ ہر ایک شکل کی صورت روح القدس کو کھلنے دیتے ہیں اور انہی کے گستاخ اور گواہ ہیں۔ یہاں پر ہی کی کوئی نہیں ہوتی کہ کھوٹے مصفا کئے گئے اور تمام و کمال جھنجھٹ گئے ہیں۔ منہما

مواہب الرحمن

۲۲۱

وَأَنِّي مَا تَقَرَّرْتُ قَطُّ بِهَذَا فَكَيْفَ إِلَى هَذَا الْقَوْلِ يُعْزَى - يَطْلُبُنِي فِي
 دس گاہے ہیں جن کلمات پر ذہنی زناہ ام ہیں چکڑے شوشے سے منسوب کردہ شندہ ایسی کسی مواہب بیابانی
 نیا طوا وانا علی بساط ویبین ما ظننت به بصورة اخرى - فاقول علی
 می طلبید و من بر بساط نشسته ام و آن سخنها میگوید کہ بصورت دیگر گفتہ ہوں پس میگویم
 رسلک یا فتی ولا تعزلی الی قول ما اتعزى - ومن حسن خصائل
 کہ تہمتہ باشی اے جوان و منسوب آں سخن منسوب کن کہ من خود را سوئے آن منسوب نمی کنم و از میر تبانیہ
 المرء ان یحقق ولا یعتقد علی کل ما یروی - فائق الله یا من یخرج جلدت
 کہ مرد را می شایہ نیست کہ تحقیق کند بہر روایتی کہ بشنود اعتماد نہ نماید - پس بترسی از خولہ کہ است مراد ہر مرد
 و یشہر منقحمتی - و تعال اقض علیک قصتی - واسمع منی معذرتی -
 یعنی منقصت من شہد ہوائی و ہا کہ بر تو قصہ خودی غنم - و عذرت من بشنو
 ثم اقض ما انت قاض و اخط خطرة التقي - واسلك سبیل التقوی ولا تقف
 باز ہر نقد کہ صحابی اختیار نہ کر کردہ باشی و ہرگز ہرگز گمان نہ کن دوا پر ہرگز گمان نہ کن و پس آں ہرگز
 ما لیس لك به علم ولا تتبع الهوی - الی امری یکلفنی رقی - و یعلمنی من لدنہ
 کہ بر تو ہر جناب اطلاع دانی و ہن پرستی کہ من مردہ ام کہ با من خدا گفتگو میکند و از غزلان عامی خود را
 و یحسن ادبی و یوسی الی رحمة منه فاتبع ما یوسی - و ما کان لی ان اترك
 تعلیم میدہد و با حب خود را تیریہ فرماید و در حق خود می دہی نیز شدہ پس من و خدا را پروردگار کنیم و مواہب کہ
 سبیلہ و اختار طر قاشقی - و کما قلت قلت من امری - و ما فعلت شیئاً
 ما عدا و جازم و طریقہ ہائے متروق اختیار کنیم و ہر گز گفتن از ہر او گفتن - و از خدا ہمیزہ
 عن امری - و ما افتريت علی رقی الا علی - وقد خاب من افترى - اتجب
 نہ کردہ ام و ہر خداوند بزرگ خود در حق نہ بستم و ہر کہ خدایت آنکہ متفری ستیازی
 فلا تجب من فعل القدر الذی خلق الارض و السموات الطل
 کہ و اتجب میکنی بر ہر کارکن تو را چہ تجب کنی کہ زمین و آسمان ہائے خدا را پیدا کردہ است -

نعل المسح

۴۲۴

۵۱ قابل اعتراض ٹھہر گیا۔ ایسا ہی ادا بد کو یہ اتفاق بھی پیش آجاتا ہے کہ گو بیس شخص ایک شخص کے ہی لکھنے والے ہوں جو بیس ہی ادیب اور بلع ہوں مگر صحت سے لکھنے والے بیان میں ایک ہی الفاظ اور ترکیب فقرہ پر ان کا تواتر ہو جائیگا اور یہ باتیں ادا بد کے نزدیک صحت میں ہوں جن میں کسی کو کام نہیں اور اگر غور کر کے دیکھو تو ہر ایک زبان کا یہی حال ہے اگر اردو میں بھی مثلاً ایک فصیح شخص تقریر کرتا ہے اور اُس میں کہیں مثالیں لاتا ہے کہیں دلچسپ فقرے بیان کرتا ہے تو دوسرا فصیح بھی اُسی رنگ میں کہہ دیتا ہے اور پھر ایک پاگل آدمی کے کوئی خیال نہیں کرتا کہ یہ سرفرہ انسان تو انسان خدا کے کلام میں بھی یہی پایا جاتا ہو۔ اگر بعض پُر فصاحت فقرے اور مثالیں جو قرآن شریف میں موجود ہیں شعرائے جاہلیت کے قصائد میں دیکھی جائیں تو ایک لمبی فہرست طیار ہوگی اور بن امور کو محققین نے جانے اعتراض نہیں سمجھا بلکہ اسی غرض سے ائمہ دانش میں نے جاہلیت کے ہزار ہا اشعار کو حفظ کر رکھا تھا اور قرآن شریف کی بلاغت فصاحت کے لئے انکو بطور سند لائے تھے۔

یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ کئی خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجازِ زمانی کو نشانہ پر دازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی ائمہ کو مجھے تعلیم دے رہا ہو اور ہمیشہ میری تحریر کو عربی جو یا اردو یا فارسی دو حصہ پر تقسیم ہوتی ہے (۱) ایک تو یہ کہ بڑی سہولت کے سلسلہ الفاظ اور معانی کا میرے سامنے آتا جاتا ہو اور میں اُسکو لکھتا جاتا ہوں اور گو اُس تحریر میں مجھے کوئی مشقت اُٹھانی نہیں پڑتی مگر وہ اصل وہ سلسلہ میری دماغی طاقت کے کچھ زیادہ نہیں ہوتا یعنی الفاظ اور معانی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کی ایک خاص رنگ میں تائید نہ ہوتی تب بھی اسکے فعل کے ساتھ ممکن تھا کہ اُسکی معمولی تائید کی برکت جو لازماً فطرتِ خواصِ انسانی ہو کسی قدر مشقت اُٹھا کر اور بہت سادہ وقت لیکر ان مضامین کو میں لکھ سکتا۔ ولہذا علم (۲) دوسرا حصہ میری تحریر کا محض خارقِ عادت کے طور پر ہے اور وہ یہ ہے کہ کب میں مثلاً ایک عربی عبارت

لکھتا ہوں کہ یا حسن امیر کے صلی علیہ وسلم اور یہ جبریل علیہ السلام ہوں اور علی علیہ السلام کے بعد محمد صلی علیہ وسلم کی کتاب میں لکھی ہیں یا علیہ السلام کی کتاب میں۔ ایسا ہی میری انشاء پر دازی کا حال ہے جو مجھ میں تائید کے طور پر مجھے خدا تعالیٰ سے حاصل ہوتی ہیں مجھے تو یہ کہ میری تائید انہیں کہہ کسی ادیب میں جو نگاہِ گہ میرے لئے ادیب ایک کے لئے میرے حال سے ۴۲

۴۲ یہ واقعہ بہ طور عام لکھی کہ مذکورہ حجزہ نہ تو میری یا میری تائید ہو جسک بالواسطہ کہ میری تائید ہو جسک بالواسطہ کہ میری تائید ہو

پہلی فصل

۵۳۶

براہین احمدیہ

آدمی تھا جس نے اپنے عجائبات کے دکھلانے میں اس قدیمی حوض سے کچھ مدد نہیں لی اور سچ محی معجزات ہی دکھائے ہیں اور اگرچہ قرآن شریف

کی طلب میں کوشش نہیں کرتا اور نہ اس کی کچھ پرواہ رکھتا ہے وہ خدا کے نزدیک ایک بکود آدمی ہے اور اگر وہ خدا سے بہشت اور عالم ثانی کی راحتوں کا طالب ہو تو حکمت الہی اسے یہی جواب دیتی ہے کہ اسے نادان اولی صراط مستقیم کو

میں بڑا کر بلا اختیار بولی اُٹھتے ہیں کہ اُن کے علوم و معارف ایک دوسرے عالم سے ہیں جو تائیدات الہی کے رنگ خاص سے رنگین ہیں اور اس کا ایک یہ بھی ثبوت ہے کہ اگر کوئی منکر بطور مقابلہ کے الہیات کے مباحث میں سے کسی بحث میں اُن کی محققانہ اور عارفانہ تقریروں کے ساتھ کسی تقریر کا مقابلہ کرنا چاہے تو اخیر پر بشرط الصفات و دیانت اسکو اقرار کرنا پڑیگا کہ صداقتِ حق اُسی تقریر میں تھی جو اُن کے منہ سے نکل تھی اور جیسے جیسے بحث عمیق ہوتی جا ئیگی برسے لطیف اور دقیق براہین ایسے نکلے آئیں گے جن سے روز روشن کی طرح اُن کا سچا ہونا کھلتا جائیگا چنانچہ ہر ایک طالبِ حق پر اُس کا ثبوت ظاہر کرنے کیلئے ہم آپ ہی ذمہ دار ہیں۔ ازاں جلد ایک عصمت بھی ہے جس کو حفظِ الہی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ عصمت بھی فرقانِ مجید کے کامل تابعین کو بطور خارقِ عادت عطا ہوتی ہے اور اس جگہ عصمت مراد ہمارے یہ ہے کہ وہ ایسی نالائق اور موم عادات اور خیالات اور اخلاق پورا فعال سے محفوظ رکھے جاتے ہیں جن میں دوسرے لوگ دن رات آلودہ اور طوط نظر آتے ہیں اور اگر کوئی لغزش بھی ہو جائے تو رحمتِ الہیہ جلد تران کا تدارک کر لیتی ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ عصمت کا مقام نہایت نازک اور نفسِ امارہ کے مقتضیات سے نہایت دور پڑا ہوا ہے جس کا حاصل یوں نا بجز توبہ خاص الہی کے ممکن نہیں مثلاً اگر کسی کو یہ کہا جائے کہ وہ صرف ایک کذب اور دروغ گوئی کی عادت سے اپنے جمیع معاملات اور بیانات اور حرفوں اور پیشوں میں قطعی طور پر باز رہے تو یہ اس کے لئے مشکل اور متعین

اشاعت السنہ میں کیا لکھا ہو اور اب کیا کہتے ہیں۔ صاحب من اقرار کے بعد کہ تین ٹکڑے نہیں
سے سکتا۔ آپ تو اقرار کر چکے ہیں کہ اہل کشف اور مکالمات کا مقام بلند ہو ان کیلئے حضورؐ نہیں
ہے کہ خواہ مخواہ محدثین کی تنقید کی اطاعت کریں بلکہ محدثین نے تو مردوں کو روایت کی ہے
اور اہل کشف زندہ ہی و قیوم سے سنتے ہیں پس آپ کا اس شخص کی نسبت کیا گمان ہو جس کا نام
حکم رکھا گیا ہو۔ کیا یہ مرتباً سکو حاصل نہیں جو آپ دوسروں کیلئے تجویز کرتے ہیں۔

پھر مولوی ثناء اللہ صاحب کہتے ہیں کہ آپ کو مسیح موعود کی پیشگوئی کا خیال کیوں دل
میں آیا آخر وہ حدیثوں سے ہی لیا گیا پھر حدیثوں کی اور علامات کیوں قبل نہیں کی جاتیں یہ
سادہ لوح یا تو افتراء ہی ایسا کہتے ہیں اور یا محض حماقت سمجھاؤ ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی
قسم لکھا کہ بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے
جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف
کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح
پھینک دیتے ہیں۔ اگر حدیثوں کا دنیا میں وجود بھی نہ ہوتا تب بھی میرے اس دعوے کو کچھ
سوج نہ پہنچتا تھا۔ ہاں خدا نے میری وحی میں جا بجا قرآن کریم کو پیش کیا ہے۔ چنانچہ تم
براہین احمدیہ میں دیکھو گے کہ اس دعوے کے متعلق کوئی حدیث بیان نہیں کی گئی۔ جا بجا
خدا تعالیٰ نے میری وحی میں قرآن کو پیش کیا ہے۔

میں اب خیال کرتا ہوں کہ جو کچھ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مباحثہ موضوع مذہب فریب دہی
کے طور پر اعتراض پیش کئے تھے سب کا کافی جواب ہو چکا ہو۔ ہاں یاد آیا ایک بھی خیال
انہوں نے پیش کیا تھا کہ جو کسوف خسوف کی حدیث مجددی کے ظہور کی علامت ہے جو
دارقطنی اور کتاب الکمال الدین میں موجود ہو۔ اس میں قمر کا خسوف تیرہ تاریخ کو پہلے کسی
ایسی تاریخ میں ہوگا جس میں چاند کو قمر کہہ سکتے ہوں۔ پس یاد ہے کہ یہ بھی یہودیل کی مانند
تحریف ہے۔ خدا نے قمر کے خسوف کیلئے اپنی سنت کے موافق تین راتیں مقرر کر رکھی

باقی سب کتابوں کے اصول بگڑ گئے ہیں اور ایسی جعلی اور مصنوعی اور اس قدر طریقہ مستقیم حکمت اور مجری طبعی سے دور جا پڑے ہیں کہ ان کے لکھنے سے بھی ہمیں شرم آتی ہے اور یہ قول ہمارا بلا تحقیق نہیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس کتاب کی تالیف سے

امردیگہ ہے اور خود اس شے کا ثابت ہو جانا امر دیگر ہر حال عقل کے لئے ایک رفیق کی حاجت ہوئی کہ تا وہ رفیق عقل کے اس قیاسی اور ناقص قول کا کہ جو ہونا چاہیے کے لفظ سے بولا جاتا ہے مشہودی اور کامل قول سے جو ہے کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جبر نقصان کرے اور واقعات سے جیسا کہ نفس الامر میں واقعہ ہیں آگاہی بخشنے۔ سو خدا نے جو بڑا ہی رحیم اور کریم ہے اور انسان کو مرتب قصویٰ یقین تک پہنچانا چاہتا ہے اس حاجت کو پوری کیا ہے اور عقل کے لئے کئی رفیق مقرر کر کے راستہ یقین کا مل کا اس پر کھول دیا ہے۔ نفس انسان کا کہ جس کی ساری سعادت اور نجات یقین کا مل پر موقوف ہے اپنی سعادت مطلوب سے محروم نہ رہے۔ اور ہونا چاہیے کے نازک اور پرخطر میل سے کہ عقل نے شکوک اور شبہات کے دیا پر باندھا ہے بہت جلد آگے عبور کر کے مے کے قصر عالی جو دار الامن والا طینان ہے داخل ہو جائے اور وہ رفیق عقل کے جو اس کے یار و مددگار ہیں۔ ہر مقام اور موقعہ میں الگ الگ ہیں۔ لیکن از روئے محضر عقل کے تین سے زیادہ نہیں اور ان تینوں کی تفصیل اس طرح پر ہے کہ اگر حکم عقل کا دنیا کے محسوسات اور مشہودات سے متعلق ہو جو ہر روز دیکھے جلتے یا سنے جاتے یا سونگے جاتے یا ٹٹولے جلتے ہیں تو اس وقت رفیق اس کا جو اس کے حکم کو یقین کامل تک پہنچا دے مثلاً یہ صحیح ہے کہ جس کا نام تجربہ ہے اور اگر حکم عقل کا ان حوادث اور واقعات سے متعلق ہو جو مختلف ازمینہ اور امکان میں صدور پاتے رہے ہیں یا صدور پاتے ہیں تو اس وقت اس کا ایک اور رفیق بنتا ہے کہ جس کا نام تواریخ اور اخبار اور خطوط اور مراسلات ہے اور وہ بھی تجربہ کی طرح عقل کی دود آئینہ روشنی کو ایسا مصفا کر دیتا ہے کہ پھر اس میں شک نہ آئے ایک حق اور جنون اور سودا ہوتا ہے اور اگر حکم عقل کا ان واقعات سے متعلق ہو جو ماوراء المحسوسات ہیں جن کو ہم نہ آنکھ سے دیکھ سکتے

پہلے ایک بڑی تحقیقات کی گئی اور ہر ایک مذہب کی کتاب دیانت اور امانت اور غرض اور تدبیر سے دیکھی گئی اور فرقان مجید اور ان کتابوں کا باہم مقابلہ بھی کیا گیا اور زبانی مباحثات بھی اکثر قیام کے بزرگ علماء سے ہوتے رہے۔ غرض جہاں تک طاقت بشری ہے

ہیں اور نہ کان سے سنی جاسکتے ہیں اور نہ ہاتھ سے ٹھول سکتے ہیں اور نہ اس دنیا کی تواریخ سے دریافت کر سکتے ہیں تو اس وقت اس کا ایک مسافر فریق جتا ہے کہ جس کا نام الہام اور وحی ہے اور قانون قدرت بھی یہی چاہتا ہے کہ جیسے پہلے دو موضوع میں عقل ناقص کو دو رفیق میسر آگئے ہیں تیسرے موضوع میں بھی میسر آیا ہو۔ کیونکہ قوانین فطرت میں اختلاف نہیں ہو سکتا بالخصوص جبکہ خدا نے دنیا کے علوم اور فنون میں کہ جن کے نقصان اور سہو اور خطا میں چنداں صحت بھی نہیں انسان کو ناقص رکھنا نہیں چاہا تو اس صورت میں خدا کی نسبت یہ بڑی بدگمانی ہوگی جو ایسا خیال کیا جاوے جو اس نے ان امور کی معرفت تمامہ کے بارے میں کہ جن پر کامل یقین رکھنا نجات اخروی کی شرط ہے اور جن کی نسبت شک رکھنے سے جہنم ابدی طیار ہے انسان کو ناقص رکھنا چاہا ہے اور اس کے علم اخروی کو صرف ایسے ایسے ناقص خیالات پر ختم کر دیا ہے کہ جن کی محض انگلیوں پر ہی ساری بنیاد ہے اور ایسا ذریعہ اسکے لئے کوئی بھی مقرر نہیں کیا کہ جو شہادت واقعہ کے کراس کے دل کو یہ تسلی اور تسخیر بخشے کہ وہ اصول نجات کہ جن کا ہونا عقل بطور قیاس اور انکسار کے تجویز کرتی ہے وہ حقیقت میں موجود ہی ہیں اور جس ضرورت کو عقل قائم کرتی ہے وہ فرضی ضرورت نہیں بلکہ حقیقی اور دائمی ضرورت ہے اب جبکہ یہ ثابت ہوا کہ الہیات میں یقین کامل صرف الہام ہی کے ذریعہ سے ملتا ہے اور انسان کو اپنی نجات کے لئے یقین کامل کی ضرورت ہے اور خود بغیر یقین کامل کے ایسا سلامت لئے جانا مشکل۔ تو نتیجہ ظاہر ہے کہ انسان کو الہام کی ضرورت ہے اور اس جگہ یہ بھی جاننا چاہیے کہ اگرچہ ہر ایک الہام الہی یقین دلانے کے لئے ہی آیا تھا لیکن قرآن شریف نے اس اعلیٰ درجہ یقین کی بنیاد ڈالی کہ بس حدی کر دی تفصیل اس اجمال کی۔ یہ ہے کہ پہلے جتنے الہام خدا کی طرف سے نازل ہوئے

ہر ایک طور کی کوشش اور جانفشانی اظہار حق کے لئے کی گئی۔ بالآخر ابن تسمہ تحقیقاتوں سے یہ امر بپایہ ثبوت پہنچ گیا۔ کہ آج روئے زمین پر سب الہامی کتابیں میں سے ایک فرقان مجید ہی ہے کہ جس کا کلام الہی ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے۔

دوسری شہادت واقعہ کی ادا کرتے رہے۔ اور ان کی ساری طرز منقولات کی طرز تھی اور اس باعث سے وہ آخر میں بگڑ گئے۔ اور خود غرضوں اور خود پرستوں نے کچھ کا کچھ سمجھ لیا۔ لیکن قرآن شریف کی تعلیم نے عقل کا بھی سارا بوجھ آپ ہی اٹھا لیا۔ اور افسانہ کو ہر ایک طرح کی مشکلات سے خلاصی بخشی۔ آپ ہی مخیر صادق ہو کر الہیات کے واقعات کی خبر دی۔ اور پھر آپ ہی عقلی طور پر اس خبر کو بپایہ ثبوت پہنچایا۔ جو شخص دیکھے اُسے معلوم ہو کہ قرآن شریف میں دو امر کا التزام اول سے آخر تک پایا جاتا ہے۔ ایک عقلی وجہ اور دوسری الہامی شہادت۔ یہ دونوں امر فرقان مجید میں دو بزرگ نہروں کی طرح جاری ہیں۔ جو ایک دوسرے کے محاذی اور ایک دوسرے پر اثر ڈالتے چلے جاتے ہیں۔ عقل و دعوہ کی جو نہر ہے۔ وہ یہ ظاہر کرتی گئی ہے کہ یہ امر ایسا ہونا چاہیے جو اس کے مقابلہ پر الہامی شہادت کی نہر ہے۔ وہ بزرگ اور راستباز مخبر کی طرح یہ دلوں کو تسلی بخشی گئی ہے کہ واقعہ میں بھی ایسا ہی ہے۔ اور طرز فسرقانی سے جو طالب حق کو حق کے معلوم کرنے میں آسانی ہے۔ وہ بھی ظاہر ہے۔ کیونکہ پڑھنے والا فسرقان مجید کا ساتھ ساتھ دلائل عقلی کو بھی معلوم کرتا جاتا ہے۔ ایسے دلائل کہ جس سے زیادہ تر محکم دلائل کسی دفتر فلسفی میں مرقوم نہیں۔ جیسا کہ ہم اس دعوے کو اسی کتب کی فصل اولیٰ میں ثابت کریں گے۔ اور پھر دوسری طرف الہام الہی سے شہادت واقعہ پاکر اعلیٰ درجہ یقین کو پہنچ جاتا ہے اور یہ سب کچھ اس کو مفت ملتا ہے جو دوسرے شخص کو ساری عمر کی مغر خوری اور جان کنی سے بھی نہیں مل سکتا۔ پس ثابت ہوا کہ یقینی اور کامل اور آسان ذریعہ شناخت حصولی حق کا اور ان سب عقائد کا کہ جن کے علم یقینی پر ہماری نجات موقوف ہے۔ صرف قرآن شریف ہے۔ اور یہی ثابت کرنا تھا۔ منہ

۲۰۷

عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے۔
 جبرئیل اللہ فی حلل الانبیاء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلقوں میں (دیکھو براہین احمدیہ
 ص ۵۵) پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ
 والذین معہ اشداء علی الکفار وجاء بینہم اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا
 اور رسول بھی۔ پھر یہ وحی اللہ ہے جو ص ۵۵ براہین میں درج ہے۔ دنیا میں ایک نذیر
 آیا۔ اس کی دوسری قرأت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں
 اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔ سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرتؐ تو
 خاتم النبیین ہیں۔ پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آسکتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ
 بیشک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا جو یا پڑانا نہیں آسکتا۔ جس طرح سے آپ لوگ
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں آتاتے ہیں اور پھر اس حالت میں نیکو نبی بھی
 ملتے ہیں۔ بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ بیشک ایسا عقیدہ تو
 معصیت ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حدیث لا نبی
 بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کمال شہادت ہے۔ لیکن ہم اس قسم کے
 حقایق کے سخت مخالف ہیں۔ اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا کہ
 ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی
 ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہو کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے۔
 اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو
 اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرۂ صدیقی
 کی کھلی ہے یعنی فتاویٰ الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہو

لہ الاخزاب: ۴۱

وہ اُس کو ہر میدان میں شرمندہ کرتا ہے۔ اور ہر میدان میں اُسے ذلیل کرتا ہے اور کہیں اس کی مدد نہیں کر سکتا ہے۔ اس اشتہار کے دینے سے اصل غرض یہی ہے کہ جس مذہب میں سچائی ہے وہ کبھی اپنا رنگ نہیں بدل سکتی۔ جیسے اول ہے ویسے ہی آخر ہے۔ سچا مذہب کبھی خشک تقفہ نہیں بن سکتا سو اسلام سچا ہے۔ میں ہر ایک کو کیا عیسائی کیا آریہ اور کیا یہودی اور کیا برہمنو اس سچائی کے دکھلانے کے لیے بھلاتا ہوں۔ کیا کوئی ہے جو زندہ خدا کا طالب ہے۔ ہم مُردہ کی پرستش نہیں کرتے۔ ہمارا زندہ خدا ہے۔ وہ ہماری مدد کرتا ہے۔ وہ اپنے الہام اور کلام اور آسمانی نشانوں سے ہمیں مدد دیتا ہے۔ اگر دُنیا کے اس سرے سے اُس سرے تک کوئی عیسائی طالب حق ہے تو ہمارے زندہ خدا اور اپنے مُردہ خدا کا مقابلہ کر کے دیکھ لے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس باہم امتحان کے لیے چالیس دن کافی ہیں۔

انفوس کو اکثر عیسائی تنگ پرست ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ کوئی فیصلہ ہو ورنہ چالیس دن کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ آخر کی طرح اس میں تو کوئی شرط نہیں۔ اگر میں جھوٹا بھول تو ہر ایک سزا کا مستوجب ہوں۔ لیکن دُعا کے ذریعہ سے مقابلہ ہو گا جس کا سچا خدا ہے بلاشبہ وہ سچا رہے گا۔ اس باہمی مقابلہ میں بے شک خدا مجھے غالب کرے گا۔ اور اگر میں مغلوب ہوا تو عیسائیوں کے لیے فتح ہوگی جس میں میرا کوئی جواب نہیں۔ اور جو تاوان مقرر ہو اور میری قدرت کے اندر ہو دوں گا۔ لیکن اگر میں غالب ہوا تو عیسائی مقابلہ کو مُردہ خدا سے بدست بردار ہونا چاہیے گا اور بلا توقع مسلمان ہونا پڑے گا اور پہلے ایک اشتہار انہیں شرائط کے ساتھ پشیمت شہادت دے کہ کس معزز آدمیوں کے دینا ہوگا۔ اس سے روز کا جھگڑا ملے ہو جائے گا۔ اور اگر اب عیسائیوں نے مُنہ پھرا تو اس کا یہی سبب ہوگا کہ ان کو مُردہ خدا کی مدد پر بھروسہ نہیں۔ انفوس کو عیسائی بار بار آخرم کا ذکر کرتے ہیں۔ حالانکہ آخرم الہام کی میعاد میں قبر میں جا پینچا اور وہ مُردہ خدا اُس کو بچا نہ سکا کیونکہ مُردہ مُردہ کو مدد نہیں دے سکتا۔ جو مقتول شرط چاہیں مجھ سے کر لیں۔ میں میدان میں کھڑا ہوں۔ اور صاف صاف کہتا ہوں کہ زندہ خدا اسلام کا خدا ہے۔ عیسائیوں کے ہاتھ میں ایک مُردہ ہے جس کو امتحان کرنا ہو میرے مقابلہ میں آوے۔

نعنتی ہے وہ دل جو بغیر مقابلہ کے انکار کرے اور پلید ہے وہ طبیعت جو بغیر آزمائش کے منکر رہے۔ اے حق کے طالبو۔ مُردہ پرستی کے مذہب کو بند چھوڑو کہ عیسائیوں کے ہاتھ میں

اے خدا! میرے قادر خدا مدد کر کہ لوگوں نے افراط اور تفریط کی راہیں لے لی ہیں۔ بعض نے تیری کلام کے عینات تیرے کلام کے اشارات تیرے کلام کے دلالات تیرے کلام کی فحو کو بالکل چھوڑ کر بے بنیاد لکیر کو اسکی جگہ پسند کر لیا اور بعض نے تیرے کلام کو بھی چھوڑا اور لکیر کو بھی چھوڑا اور صرف اپنی ناقص عقل کو اپنا رہبر بنا لیا اور امام الرسل کو چھوڑ کر یورپ کے تاریک خیال محبوب فلاسفروں کو اپنا امام بنا لیا۔

اے میرے دوستو! اب میری ایک آخری وصیت کو سنو اور ایک راز کی بات کہتا ہوں اس کو خوب یاد رکھو کہ تم اپنے ان تمام منافرات کا جو عیسائیوں سے تمہیں پیش آتے ہیں پہلو بدل لو اور عیسائیوں پر یہ ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہو چکا ہے۔ یہی ایک بحث ہے جس میں فتویٰ ہونے سے تم عیسائی مذہب کی روئے زمین سے صاف لپیٹ دو گے۔ تمہیں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ دوسرے لیے مجھ کو دل میں اپنے اوقات عزیز کو ضائع کرو۔ صرف مسیح ابن مریم کی وفات پر زور دو اور پر زور دلائل سے عیسائیوں کو لاہواب اور ساکت کر دو۔ جب تم مسیح کا مردوں میں داخل ہونا ثابت کر دو گے اور عیسائیوں کے دلوں میں نقش کر دو گے تو اُس دن تم سمجھ لو کہ آج عیسائی مذہب دنیا سے رخصت ہوا۔ یقیناً سمجھو کہ جب تک ان کا خدا فوت نہ ہو اُن کا مذہب بھی فوت نہیں ہو سکتا۔ اور دوسری تمام بحثیں اُن کے ساتھ جٹ ہیں۔ اُن کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ ہے کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کرو پھر نظر اٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے۔ چونکہ خدائے تعالیٰ بھی چاہتا ہے کہ اس ستون کو ریزہ ریزہ کرے اور یورپ اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلاوے۔ اِس لئے اُس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے حافق تو آیا ہے وکان وعد اللہ مفعولاً انت معی وانت علی الحق المبین انت مصیبت و معین الحق۔

۴۸۳

منزورۃ الامام

راہب عیسائی دین کے مرنے کے بعد اکثر ایسے ہی تھے۔

چھٹے کشوف اور الہامات کا سلسلہ ہے جو امام الزمان کیلئے ضروری ہوتا ہے۔ امام الزمان اکثر بذریعہ الہامات کے خدا تعالیٰ سے علوم اور حقائق اور معارف پاتے ہیں۔ اور انکے الہامات دوسروں پر انیس نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ کیفیت میں اس اعلیٰ درجہ پر ہوتے ہیں جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں۔ اور انکے ذریعہ سے علم کھلتے ہیں اور قرآن معارف معلوم ہوتے ہیں اور دینی مقصد سے اور معصلات محل ہوتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کی پیشگوئیاں جو مخالف قوموں پر اثر ڈال سکیں ظاہر ہوتی ہیں۔ غرض جو لوگ امام الزمان ہوں انکے کشوف اور الہام صرف ذاتیات تک محدود نہیں ہوتی۔ بلکہ نصرت دین اور تقویت ایمان کیلئے نہایت مفید اور مباحک ہوتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ اُن کی نہایت صفائی سے مکالمہ کرتا ہو اور انکی دعا کا جواب دیتا ہے۔ اور بسا اوقات سوال اور جواب کا ایک سلسلہ منعقد ہو کر ایک ہی وقت میں سوال کے بعد جواب اور پھر سوال۔ کہ بعد جواب اور پھر سوال کے بعد جواب ایسے صفا اور لذیذ اور فصیح الہام کے پیرایہ میں شروع ہوتا ہے کہ صاحب الہام خیال کرتا ہو کہ گویا وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہو۔ اور امام الزمان کا ایسا الہام نہیں ہوتا کہ جیسے ایک کلمہ انداز درپردہ ایک کلمہ پھینک جائے اور بھاگ جائے۔ اور معلوم نہ ہو کہ وہ کون تھا۔ اور کہاں گیا۔ بلکہ خدا تعالیٰ اُن سے بہت قریب ہو جاتا ہے اور کسی قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرہ پر سے جو نور محض ہوتا رہا ہو۔ اور یہ کیفیت دوسروں کو میسر نہیں آتی۔ بلکہ وہ تو بسا اوقات اپنے تئیں ایسا پاتے ہیں کہ گویا اُن سے کوئی ٹھٹھا کر رہا ہے۔ اور امام الزمان کی الہامات پیشگوئیاں اظہارِ علی الغیب کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ یعنی غیب کو ہر ایک پہلو سے اپنے قبضہ میں کرتے ہیں۔ جیسے کہ چابک سوار گھوڑے کو قبضہ میں کرتا ہو اور یہ قوت اور انخشاف اسلئے اُنکے الہام کو دیا جاتا ہے کہ انکے پاک الہام شیطانی الہامات سے مشتبہ نہ ہوں اور تا دوسروں پر حجت ہو سکیں۔

واضح ہو کہ شیطانی الہامات جو ناحق ہے اور بعض نا تمام سالک لوگوں کو مٹا کر دیتے ہیں۔ اور حدیث انفس بھی ہوتی ہے جسکو احتیاط اعلام کہتے ہیں۔ اور جو شخص اس سے انکار کرے۔ وہ

کہ بطور اجمالی پیش گوئی پر ایسا نہ لے آویں اور اس کی تفصیل یا اس بات کو کہ وہ کس طور سے ظہور پذیر ہوگی حوالہ بخدا کریں اور میں پہلے ہی لکھ چکا ہوں کہ اقرب بامیں جس سے ایمان سلامت رہ سکتا ہے یہی مذہب ہے کہ محض الفاظ پریشگوئی پر نہ دوندہ ڈھلا جائے بلکہ حکم کی راہ سے ہی دعویٰ نہ کیا جائے کہ ضرور اس کا ظہور قلب اسری صورت پر ہی ہوگا۔ کیونکہ اگر خدا انھی سدا انجام کلام ایسا نہ ہوا تو پھر پیشگوئی کی صداقت میں طرح طرح کے شکوک و شبہات رہیں ہاتھ سے گیا۔ ایسی کوئی وصیت ہرگز نہ ہو کہ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہرگز بات نہیں ہو سکتی کہ تم نے پیشگوئیوں کو ناف ہرگز عمل کرتے رہنا کسی استعارہ یا تمویل وغیرہ کو ہرگز قبول نہ کرنا۔ اب سمجھنا چاہیے کہ جب کہ پیشگوئیں کے سمجھنے کے بارہ میں خود انہی سے ملنا غلطی ہے تو پھر امت کا کوئی اتفاق یا اجتماع کیا چیز ہے۔

اسو اس کے ہم کئی و خیر بیان کرتے ہیں کہ اس پیشگوئی پر اجماع امت بھی نہیں۔ قرآن شریف قطعی طور پر اپنی آیات و منات میں اس کی قوت ہو جانے کا قائل اور ہمیشہ کہنے اُس کو رحمت کرتا ہے۔ بخاری صاحب اپنی صحیح میں صرف امام مکہ منکر کہہ کر چھپ ہو گئے ہیں یعنی صحیح بخاری میں صرف یہی اس کی تعریف لکھی ہے کہ وہ ایک شخص تم میں سے ہو گا اور تمہارا امام ہو گا۔ ہاں دمشق میں عند اللہ لکھنے کی حدیث مسلم میں موجود ہے مگر اس پر اجماع امت ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ یہ بھی ثابت ہو نا مشکل ہے کہ مسلم کا وہ حقیقت ہی مذہب تھا کہ دمشق کے قلعے سے نکلتے ہی دمشق مراد ہے لہذا اگر ایسا فرض بھی کر لیں تو فقط ایک شخص کی رائے مذمت ہوتی۔ مگر پیشگوئیں کے بارہ میں جب کہ خدائے تعالیٰ کے پاک پیروں کی رائے جملہ غلطی و معصوم نہیں ہو سکتی تو پھر مسلم صاحب کی رائے کیونکر معصوم ٹھہرے گا۔

میں پھر دوبارہ کہتا ہوں کہ اس بارہ میں عام خیال مسلمانوں کا گو ان میں سے کچھ ہی داخل ہوں اجماع کے نام سے معلوم نہیں ہو سکتا مسلمانوں نے صورت پریشگوئیں کو ملان لیا ہے ان کی طرف سے ہرگز دعویٰ نہیں ہوندا چاہیے کہ خدائے تعالیٰ اس بات پر تدار نہیں

دنیا کی خیر ہے مری موت و نڈل میں
عزت نہیں ہے ذرہ بھی اُس کی جناب میں
کھا گیا ہے رنگِ وعیدِ شدید میں
ہو گا وہ قتل ہے ہی اس جرم کی نما
دیکھے ایک کو کہ وہ ایسا ثمر ہے
ہر دن ہر ایک رات یہی کام ہے رہا
کہتا ہے یہ خدا نے کہا بھلو آج رات
گویا نہیں ہے یاد جو پہلے سے کہہ چکا
ایسے کے قتل کرنے کو فائل ہوں یا میں
تا مفری کے قتل سے قطعہ ہی ہو تمام
نہوں کی سہی و جہد یہ بھی کچھ نہیں نظر
پھر کہیں وہ مفری کے کرے اس قدر وفا
کہتا ہے ہر مقام میں اُس کو خدا بُری
کوشش بھی اتنے کدہ بس مری جان میں
سو جھوٹا فریب کی تہمت لگاتے ہیں
جاتا ہے بے اثر وہ جو سوار کہتے ہیں
کیا مفری کا ایسا ہی انجام ہوتا ہے

میں مفری ہوں اُن کی نگاہ و خیال میں
لعنت ہے مفری پر خدا کی کتاب میں
قوریت میں بھی نیز کلامِ مجید میں
کوئی اگر خدا پہ کرے کچھ بھی افترا
پھر یہ عجیب غفلتِ ربِ تدبیر ہے
پچیس سال سے ہے وہ مشغول افترا
ہر روز اپنے دل سے بناتا ہے ایک بات
پھر بھی وہ ایسے شوخ کو دیتا نہیں سزا
پھر یہ عجیب تو ہے کہ جب حلیاں ہیں
کہتا نہیں ہے اُن کی مدد و قوت انتظام
اپنا تو اُس کا وعدہ رہا سارا طاق پر
کیا وہ خدا نہیں ہے جو فرقان کا ہے خدا
آخر یہ بات کیا ہے کہ ہے ایک مفری
جب دشمن اُس کو بیچ میں کوشش سے لے لیں
اک اتفاق کر کے وہ باتیں بناتے ہیں
پھر بھی وہ نامراد مقاصد میں ہتے ہیں
ذلت میں جیتے۔ یہاں اگر ارام ہوتا ہے

توضیح مرام

۵۴

سکا کا وہاں نہ تھیں آتا

ایک ہی صورت کے دو امر وہ متناقض معنوں پر محمول ہو سکیں یہ بات ہل الہائے کے غور کے قابل ہے کہ اگر حضرت مسیح کی وہ تاویل جو انہوں نے ہوتا کے آسمان سے اترنے کی نسبت کی ہو فی الواقع صحیح ہے تو کیا حضرت مسیح کے نزول کے مقدمہ میں جو اسی پہلے مقدمہ کا مشکل ہے اسی تاویل کو کام میں نہیں لانا چاہیے جس حالت میں ایک نبی اس سر بستہ راز کی اصل حقیقت کھول چکا ہے اور قانون قدرت بھی اسی کو پاتا اور اسی کو ماننا ہے تو پھر اس صاف اور سیدھی راہ کو چھوڑ کر ایک پیچیدہ اور قابل اعتراض راہ اپنی طرف سے کھودنا کیونکر قبول کرنے کے لائق ٹھہر سکتا ہے۔ کیا ذی علم اور با مآذ لوگوں کا کاشفس جس کو مسیح کے بیان کو بھی پوری پوری مدد مل گئی ہے کسی اور طرف اپنا رخ کر سکتا ہے۔ اور سچی لوگ تو اس وقت کے دس برس پہلے ہی یہ پیش گوئی بھی انگریزی اخباریں کے ذریعہ سے شائع کی ہے کہ تین برس تک مسیح آسمان کی طرف نہ آئے۔ اب جو خدا تعالیٰ نے اس بات کو ماننے والے کا نشان دیا تو مسیحیوں پر لازم ہے کہ اس کے پہلے وہی اس کو تسلیم کریں تا اپنی پیش گوئی کے آپ ہی مکتذب نہ ٹھہریں۔

یسا ہی لوگ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ حضرت مسیح اٹھائے جانے کے بعد بہشت میں داخل ہو گئے۔ لہذا کی انجیل میں خود حضرت مسیح ایک چور کو تسلی دیکر کہتے ہیں کہ آج تو میرے ساتھ بہشت میں داخل ہو گا۔ اور یسائیل کا یہ عقیدہ بھی متفق علیہ ہے کہ کوئی شخص بہشت میں داخل ہو کر پطرس سے نکلا نہیں جائے گا گو کیسا ہی ادنیٰ درجہ کا آدمی ہو۔ چنانچہ یہی عقیدہ مسلمانوں کا بھی ہے۔ اللہ جل شانہ قرآن شریف میں فرمانا ہو وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرِجِينَ یعنی جو لوگ بہشت میں داخل کئے جائیں گے پھر اس سے نکالے نہیں جائیں گے اور قرآن شریف میں اگرچہ حضرت مسیح کے بہشت میں داخل ہونے کا تصریح کہیں ذکر نہیں لیکن ان کے وفات پانچاٹھ کاتین جگہ ذکر ہے اور مقدس بندوں کیلئے وفات پانا اور بہشت میں داخل ہونا ایک ہی چیز ہے اور

عاشیہ قال اللہ تعالیٰ فلما توفیتی کنت انت الرقیب علیہم ویکو سورة مائدہ الحجۃ و نمرہ
وین من اهل المکتب الا لیوم یقبل موتہ تک سورة نثار الحجۃ و نمرہ
او قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک ورا فعلک الی یس سورة آل عمران الحجۃ و نمرہ

۱۷ الحجۃ ۹۹۰ کے امامت ۱۱۸۰ کے انشاء ۱۵۹ کے آل عمران ۵۶۰

Back

توضیح مرام صفحہ 8 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 54 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 371 پر درج ہے

قصہ سوم

۴۲۳

ازالہ اوہام

قرآن شریف کی وہ تین سورتیں جن کے سچ ابن مریم کا فوت ہونا ثابت ہو چکا ہے

۱) پہلی سورت یسعیٰ اِنْ مَتْرٰفِیْكَ وَلَا فِیْكَ اٰی وَ مَلٰٓئِکَتُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا
وَجَاعَلَ الَّذِیْنَ اَتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اِنَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۙ یَعْنٰی عِیْسٰی مَرْسِی
تجھے وفات دینے والا ہوں اور پھر عورت کے ساتھ اپنی طرف اٹھانے والا اور کافروں کی
نہمقول سے پاک کر دینا والا ہوں اور تیرے قتلین کو تیرے منکروں پر قیامت تک قلمبر
دینے والا ہوں۔

۲) دوسری آیت جو سچ ابن مریم کی موت پر دلالت کرتی ہے یہ ہے ہل دفعہ
اللّٰہ الیٰہ یعنی سچ ابن مریم مقتول اور مصلوب ہو کر مر رہا اور مصلوب لوگوں کی موت
سے نہیں مرا۔ جیسا کہ عیسائیوں اور یودیوں کا خیال ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے عورت
کے ساتھ اس کو اپنی طرف اٹھایا۔ جانا چاہیے کہ اس جگہ رخ سے مراد وہ موت ہے
جو عورت کے ساتھ ہو جیسا کہ دوسری آیت اس پر دلالت کرتی ہے وہ دفعہ مگانا
علیہ السلام پر اُترت حضرت اور یس کے حق میں ہے اور کہ شک نہیں کہ اس آیت کے یہی
معنی ہیں کہ ہم نے یس کو موت دے کر مکانی بلند میں پہنچا دیا کیونکہ اگر وہ بغیر
موت کے اُتر سکتا تو پہلے اُتر کر وہ فرشتہ موت ہوا ایک انسان کے لئے ایک لاف
میں ہے جو جہنم کے نذر ہے لگا کہ یا تو وہ کسی وقت اور ہی فوت ہو جائی اور یا زمین پر لگ
فوت ہوں۔ مگر یہ وہ لوں شق متنبہ ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف سے ثبات ہے کہ ہم نے یس
موت کے بعد پھر خاک ہی میں داخل کیا جاتا ہے اور خاک ہی کی طرف چلا کرتا ہے۔
اور خاک ہی سے اس کا حشر ہو گا۔ اور اور یس کا پھر زمین پر آنا اور وہاں انسان کو

۱۰ آں عمران: ۵۶ تا ۵۹: ۱۰ مریم: ۵۸

Back

طور پر اس کا وجود دیا ہے۔ پس تمام مشرک انکی حدیثوں کے سبب سے متنبہ ہو کر اپنے ایمان ہونے کا موجب ہو گئی۔ اور ممکن ہو کہ وہ لوگ اُن حدیثوں کے معنوں میں بھی غلطی کرتے ہوں۔ یا حدیثوں میں بعض انسانی الفاظ مل گئے ہوں۔ غرض شاید مسلمانوں کو اس واقعہ کی خبر نہیں ہوگی کہ یہودیوں میں حضرت مسیح کے منکر الہدیت ہی تھے۔ انہوں نے ان پر شور مچایا۔ اور تکفیر کا فتویٰ لکھا اور انکو کافر قرار دیا۔ اور کہا کہ یہ شخص خدا کی کتابوں کو ماننا نہیں۔ خدا نے ایسا ہی کے دوبارہ اسکی خبر دی اور یہ اس پیشگوئی کی تاویلیں کرتا اور بغیر کسی قرینہ صارفہ کے اُن خبروں کو اپنی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے۔ اور حضرت مسیح کا نام انہوں نے صرف کافر ہی نہیں بلکہ خدا بھی رکھا اور کہا کہ اگر یہ شخص سچا ہے تو پھر دین موسوی باطل ہو۔ وہ اُن کیلئے فیج احوج کا زمانہ تھا۔ مجبوری حدیثوں نے اُن کو دھوکا دیا۔ غرض حدیثوں کے پڑھنے کے وقت یہ خیال کر لینا چاہیے کہ ایک قوم پہلے اسکی حدیث کو توریت پر قاضی ٹھہرا کر اس حالت تک پہنچ چکی ہو کہ ایک سچے نبی کو انہوں نے کافر اور دجال کہا اور اُس سے انکار کر دیا۔ تاہم مسلمانوں کے لئے صحیح بخاری نہایت متمیز اور مفید کتاب ہے۔ یہ وہی کتاب ہے جس میں صاف طور پر لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے۔ ایسا ہی مسلم اور دوسری احادیث کی کتابیں بہت صاف اور مسائل کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہیں۔ اور اس اعتبار سے

جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر کافری لکھا گیا۔ اس وقت وہ پلوں میں کفری کی جماعت میں داخل تھا جس نے بعد میں اپنے تئیں رسول مسیح کے لفظ سے مشہور کیا۔ یہی شخص حضرت مسیح کی زندگی میں آپ کا سخت دشمن تھا جس نے حضرت مسیح نام پر انجیل لکھی تھی۔ ان میں سوا ایک میں ہی یہ پیشگوئی ہے کہ میرے بعد پلوں کو میرے رسول بنانا چاہیے جس شخص کے گزشتہ سالوں کی نسبت لکھا ہے کہ ضرورت نہیں کہ عیسائی خوب جانتے ہیں۔ مگر یہ وہ شخص ہے جو حضرت مسیح کو جب تک وہیں ٹھہرا رہا ہے بہت دکھ دیا تھا اور جب وہ صلیب پر نہات پھر کشمیر کی طرف چلائے تو اُسکی ایک جمعیۃ نے اسکی خدمت سے حاریر میں اپنے تئیں داخل کیا۔ ثلث کا مسئلہ گزارا۔ عیسائیوں نے اسکو توبہ کی نکتہ ابدی سلامت حاصل کر دیا۔ شہر کو بہت دست بردار ہو گیا۔ عیسائی عقیدہ میں ثلث کو داخل کیا تو اس تہم پر جس کو ثلث پرستے خوش ہو جائیں۔ منہ

۵۶۹

انسان کو اس میں تدبر کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ بلکہ بعض خوشی طبیعت کے آدمیوں کو بکھنے کا موقع ہی نہیں ملتا کیونکہ وہ تو اپنے خیالات کے خلاف سنتے ہی آگ بول جاتے ہیں اور ان کے من میں جھگ آنے لگ جاتا ہے۔ برخلاف اس کے کتاب کو انسان ایک الگ تجربے میں لے کر بیٹھ جولوہے کا تہذیب کا بھی موقع ملتا ہے اور کم از کم اس وقت مذمت قابل کوئی نہیں ہوتا اس واسطے خالی الذہن ہو کر سوچنے کا اچھا موقع ملتا ہے۔ مگر ایسی ہر ہم لے دوسرے پہلو کا بھی ساتھ سے نہیں دینا اور اس غرض کے واسطے مختلف شہروں میں گئے، تبلیغ کی ہے۔ بعض مقامات میں تو ہمارا اینٹ پتھر سے بھی مقابلہ کیا گیا ہے۔ ابھی آپ کے نزدیک تبلیغ نہیں کی گئی۔

ہم اپنا کام ختم کر چکے ہیں ہم نے اپنی زندگی میں کوئی کام دنیوی نہیں دکھا۔ ہم قادیان میں ہوں یا لاہور میں جاں ہوں ہمارے تنہا اس اللہ کی ماہر ہیں مستولی نگہ میں اور منتوی طور سے تو اب ہم اپنے کام کو ختم کر چکے ہیں۔ کوئی پہلو ایسا نہیں رہ گیا جس کو ہم نے لپکا دیکھا ہو۔ البتہ اب تو ہماری طرف سے دعائیں باقی ہیں۔ خدا نے بھی کوئی امر باقی اٹھائیں دکھا۔ معجزات اس کثرت اور عیبت سے دکھائے ہیں کہ دشمن ان کی عظمت اور شوکت کو ملن گئے ہیں۔ اب اگر کوئی ہدایت نہ ہو تو یہ ہمارے اختیار کی بات نہیں ہے۔ اَللّٰهُ لَا تَهْدِي مَنْ اَخْبَتَ (القصص ۷۷)

وفات مسیح کا نسخہ خدا تعالیٰ کے سلسلے کو ہنس اور خفت کی نظر سے نہ دیکھنا چاہیے۔ اس نے بہت بڑا ارادہ کیا ہے۔ اسلام کی خیرای میں ہے۔ ایک دفعہ ہم دلی میں گئے تھے۔ ہم نے وہاں کے لوگوں سے کہا کہ تم نے یہ تو دوسری سے یہ نسخہ استعمال کیا ہے کہ حضرت علیؑ اللہ علیہ وسلم کو مدلول اللہ حضرت عیسیٰؑ کو زندہ آسمان پر بٹھایا۔ یہ نسخہ ہمارا مفروضہ اس سوال کا جواب تم خود ہی سوچ لو۔ ایک لاکھ کے قریب لوگ اسلام سے مُرد ہو گئے ہیں۔ ہر قوم اللہ ہر فرقے میں سے، سیدنا، چنان قریبی وغیرہ۔ یہ تو حضرت عیسیٰؑ کو ابد زندہ کئے کا نتیجہ ہے۔ مگر اب دوسرا نسخہ ہم بتاتے ہیں وہ استعمال کر کے دیکھو اللہ وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو (جیسا کہ قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے) اللہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فعلی شہادت (وے دی) وفات شدہ مان لو۔ ان میں سے ایک شخص جو کہ بچے قد کا تھا وہ بولا کہ آپ کا کتنے میں آپ اپنا کام کئے جاویں میں نے آپ کا طریقہ سمجھ لیا ہے۔ واقع میں اسلام کی خیرای میں ہے۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کے حق میں توئی کا لفظ استعمال کیا ہے اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رویت سے فعلی شہادت دی کہ ان کو معراج کی مات مڑوں کے ساتھ دیکھا۔ جملہ زندوں کو مڑوں سے کھاتے؟ حضرت عیسیٰؑ اگر زندہ ہوتے تو ان کے واسطے تو کوئی ایک کو غمخیزی چاہیے تھی دیر کہ وہ ہی مڑوں کے ساتھ ہی رہیں۔ توئی کا لفظ بکرو وفات کے معنی منفرد ہے آسمان پر چڑھ جانے کے ہرگز

نور افشاں مطبوعہ ۲۳ اپریل کا اعتراض

پرچہ نور افشاں میں مسیح کے صہو کی نسبت یہ دلیل پیش کی گئی ہے کہ مسیح کے صہو کی نسبت گیارہ شاگرد بچشم دید گاہ موجود ہیں جنہوں نے اُسے آسمان کو جہان تک مد نظر رہے جاتے دیکھا چنانچہ محترض صاحب نے اپنے دعوے کی تائید میں دو سولہ کے احاطہ باب اول کی یہ آیتیں پیش کی ہیں

(۳) اُن پر (یعنی اپنے گیارہ شاگردوں پر) اُس نے (یعنی مسیح نے) اپنے مرنے کے پیچھے آپ کو بہت سی قوی دہلیلوں سے زندہ ثابت کیا کہ وہ چالیس دن تک انہیں نظر آتے رہے اور خدا کی بلو شامت کی باتیں کتار ہوا اور ان کے ساتھ ایک جاہو کے حکم دیا کہ برشلیم سے باہر نہ جاؤ۔۔۔۔۔ اور وہ یہ کہہ کے اُن کے دیکھتے ہوئے اُپر اُٹھایا گیا اور بدلی نے اُن کی نظر سٹل سے چھپا لیا۔ اور اس کے جاتے ہوئے جب وہ آسمان کی طرف تک رہے تھے دیکھو دھرو سفید روشاک پہنے ہوئے اُن کے پاس کھڑے تھے (۱۱) اور کہنے لگے اے جلیلی مروت تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو مایہ سوع جو تمہارے پاس کو آسمان پر اُٹھایا گیا ہے اُسی طرح جس طرح تم نے اسے آسمان کو جاتے دیکھا پھر آؤ گے۔

اب پادری صاحب موصوف اس حدیث پر خوش ہو کر کچھ شے ہیں کہ حقیقت اسی جسم غفل کے ساتھ مسیح اپنے مرنے کے بعد آسمان کی طرف اُٹھایا گیا لیکن انہیں معلوم ہے کہ یہ بیان لوقا کا ہے جس نے نہ مسیح کو دیکھا اور نہ اس کے شاگردوں سمیت کہ شہر میں ایسے شخص کا بیان کیونکر قابلِ امتبار ہو سکتا ہے جو شہادتِ رویت نہیں اور نہ کسی دیکھنے والے کے نام کا اُس میں حوالہ ہے۔ ماسوا اس کے یہ بیان سر اسر غلط فہمی کو بھرا ہوا ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا۔ بلکہ اسی باب کی تیسری آیت ظہر کر رہی ہے

۲۹۶

ذات کی نسبت منسوب کر لیا جیسا کہ وہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب تھی اور منسوب کرنے کے وقت یہ زفر مایا کہ اس آیت کو جب حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب کریں تو اسکے اہم معنی ہونگے اور جب میری طرف منسوب ہوتا اسکے اہم معنی ہیں۔ حالانکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت میں کوئی معنوی تغیر و تبدل ہوتی تو رفع فقہ کے لئے یہ صحت فرض تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس تشبیہ و تمثیل کے موقع پر فرمادیتے کہ میرے اس بیان سے کہیں یوں نہ سمجھ لینا کہ جس طرح میں قیامت کے دن فلماً تو قیقتی کہہ کر جناب الہی میں ظاہر کروں گا کہ بگڑنے والے لوگ میری وفات کے بعد بگڑے۔ اسی طرح حضرت مسیح بھی فلماً تو قیقتی کہہ کر یہی کہیں گے کہ میری وفات کے بعد میری امت کے لوگ بگڑے کیونکہ فلماً تو قیقتی سے میں تو اپنا وفات پانا مراد رکھتا ہوں لیکن مسیح کی زبان سے جب فلماً تو قیقتی نکلیگا تو اس سے وفات پانا مراد نہیں ہوگا بلکہ زندہ اٹھایا جانا مراد ہوگا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرق کر کے نہیں دکھلایا جس قطعی طور پر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں موقعوں پر ایک ہی معنی مراد لئے ہیں۔ پس اب ذہن آٹھ کھول کر دیکھ لینا چاہیے کہ جبکہ فلماً تو قیقتی کے لفظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ نے دونوں شریک ہیں گویا یہ آیت دونوں کے حق میں وارد ہے تو اس آیت کے خواہ کوئی معنی کرو دونوں اس میں شریک ہوں گے۔ سو اگر تم یہ کہو کہ اس جگہ تو فی کے معنی زندہ آسمان پر اٹھایا جانا مراد ہے تو ہمیں اقرار کرنا پڑے گا کہ اس زندہ اٹھائے جانے میں حضرت عیسیٰ کی کچھ خصوصیت نہیں بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ کیونکہ آیت میں دونوں کی مساوی شراکت ہے۔ لیکن یہ تو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے بلکہ وفات پا گئے ہیں اور مدینہ منورہ میں آپ کی قبر مبارک موجود ہے تو پھر اس سے تو بہر حال ماننا پڑا کہ حضرت عیسیٰ بھی وفات پا گئے ہیں۔ اور لطف تو یہ کہ حضرت عیسیٰ کی بھی بلاد شام میں قبر موجود ہے اور ہم زیادہ مصفا کی کے لئے اس جگہ حاشیہ میں انھم سبی فی اللہ سید مولوی محمد السعیدی طرابلسی کی شہادت درج کرتے ہیں اور وہ طرابلس بلاد شام کے رہنے والے ہیں اور انہیں کی حدود میں حضرت

۲۴۷

19

عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ اور اگر کہو کہ وہ قبر جعلی ہے تو اس جعل کا ثبوت دینا چاہیے۔ اور ثابت کرنا چاہیے کہ کس وقت یہ جعل بنایا گیا ہے اور اس صورت میں دوسرے انبیاء کی قبروں کی نسبت بھی تسلی نہیں ہو سکتی اور امان ٹھکانے کا یہ پڑیگا کہ شاید وہ تمام قبریں جعلی ہی ہوں۔ بہر حال آیت فاما تو فیتحنی سے یہی معنی ثابت ہوئے کہ مار دیا۔ بعض نادان نام کے مولوی کہتے ہیں کہ یہ تو سچ ہو کہ اس آیت فلما تو فیتحنی کے ماننا ہی معنی ہیں نہ اور کچھ لیکن وہ موت نزول کے بعد قیامت میں آئے گی اور اب تک واقع نہیں ہوئی۔

لیکن افسوس کہ یہ نادان نہیں سمجھتے کہ اس طور سے آیت کے معنی فاسد ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ آیت کے معنی تو یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ جناب الہی میں عرض کریں گے کہ میری امت کے لوگ میرے مرنے کے بعد بگڑے ہیں۔ یعنی جب تک میں زندہ تھا وہ سب صراط مستقیم پر قائم تھے اور میرے مرنے کے بعد میری امت بگڑی۔ نہ میری زندگی میں۔

سو اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک فوت نہیں ہوئے تو ساتھ ہی یہ بھی اقرار کرنا پڑیگا کہ حق کی امت بھی اب تک بگڑی نہیں۔ کیونکہ آیت اپنے منطوق سے صاف

ہے جب میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت حضرت سید مولوی محمد سعیدی طرابلسی الشافعی سے بذریعہ خط دریافت کیا تو انہوں نے میرے خط کے جواب میں یہ خط لکھا جس کو میں ذیل میں مندرج کر رہا ہوں۔

یا حضرت مولانا! امامنا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ نسأل اللہ الشافی ان یشفیکم
اما سألتم عن قبر عیسیٰ علیہ السلام وحالات آخری ما يتعلق به فابینہ مختلفاتی
حضرتکم وھو ان عیسیٰ علیہ السلام وُلد فی بیت لحم وبنیہ و بین بلدۃ القدس ثلاثہ
اقواس وقبرہ فی بلدۃ القدس والی الان موجود وھنا لك کنیسۃ وھو اکبر الکناش
من کناش النصارى ود اخلہا قبر عیسیٰ علیہ السلام کما هو مشہود فی تلك الكنيسۃ
ایضا قبر اُمّہ مریم ولكن کل من القبرین علیحدۃ وكان اسم بلدۃ القدس فی عہد
بنی اسرائیل یروشلم ویقال ایضا اور شلم وسمیت من بعد المسیح الیلاد ومن بعد
الفتح الاسلامیۃ الی ہذا الوقت اسمہا القدس والاعاجم تسمیہا بیت المقدس

۲۵

۲۴۹

جیسے جلیل الشان امام قائل وفات ہو گئے۔ اور امام بخاری جیسے مقبول الزمان امام حدیث نے محض وفات کے ثابت کرنے کے لئے دو متفرق مقامات کی ایٹل کو ایک جگہ جمع کیا۔ ابن قیم جیسے محدث نے مدارج السالکین میں وفات کا اقرار کر دیا۔ ایسا ہی علامہ شیخ علی بن احمد نے اپنی کتاب سراج منیر میں ان کی وفات کی تصریح کی۔ معتزلہ کے بڑے بڑے علماء وفات کے قائل گذر گئے۔ پر ابھی تک ہمارے مخالفوں کی نظر میں حضرت عیسیٰ کی حیات پر اجماع ہی رہا۔ بیخواب اجماع ہے۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں کے حال پر رحم کرے یہ تو حد سے گذر گئے جو باتیں اللہ اور رسول کے قول سے ثابت ہوتی ہیں انہیں کو کلمات کفر قرار دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب ہم اس تقریر کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتے اور نہ ہم جتنا ناچاہتے ہیں کہ مولوی رسل بابا صاحب کمال رسالہ حیات المسیح کس قدر بے بنیاد اور واہیات باتوں سے پُرسے۔ لیکن نہایت ضروری امر جس کے لئے ہم نے یہ رسالہ لکھا ہے یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے اپنے رسالہ مذکورہ میں محض عوام کا دل خوش کرنے کے لئے یہ چند لفظ بھی مُنہ سے نکال دیئے

وصل الی یا قابیوم ولیلة ومنها الی القدس ساعة فی الویل والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ ادا م اللہ وجودکم وحفظکم وایدکم ونصرکم علی اعدائکم۔ آمین۔

کتبہ خادمکم محمد السعیدی الطرابلسی عفا اللہ عنہ

ترجمہ: اے حضرت مولانا امانا السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ میں خدا تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ آپ کو شفا بخشے۔ (میری بیماری کی حالت میں یہ خط شامی صاحب کے آیا تھا) جو کچھ آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کی قبر اور دوسرے حالات کے متعلق سوال کیا ہے سو میں آپ کی خدمت میں مفصل بیان کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت الحم میں پیدا ہوئے اور بیت الحم اہل بدہ قدس میں تین کوں کا نام ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بدہ قدس میں ہے اور اب تک موجود ہے اور اُس پر ایک گرجا بنا ہوا ہے اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے اور اسکے اندر حضرت عیسیٰ کی قبر ہے اور اسی گرجا میں حضرت مریم صدیقہ کی قبر ہے اور وہ دونوں قبریں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور بنی اسرائیل کے عہد میں بدہ قدس کا نام یروشلم تھا اور اسکو اورشلیم بھی کہتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ کے فوت ہونے کے بعد اس شہر کا نام ایلیدا رکھا گیا اور پھر فتح اسلام کے بعد اس وقت تک اس شہر کا نام

۲۵

خاتمہ کتاب

خود اقبال کے فضل اور کرم سے غافلوں کو ذلیل کرنے کیلئے اور اس راقم کی سچائی ظاہر کرنے کیلئے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ جو سرگزین محلہ خلیفہ راجہ یوز آصف کے نام سے قریب موجود، وہ حقیقت و شک شبہ حضرت حسین علیہ السلام کی قبر ہے۔ ہم یہ یقین جس پر لب کہ ہزار کتاب جملہ اس کی یاد دہانی دے رہی ہے اس بات کا پورا ثبوت ہے کہ جناب سید علیہ السلام نے صوبہ نجات پالی تھی وہ اگر صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ اس میں کی انصاف میں کی کھلی عبارتوں میں طسوں کے کھسکے کہ یہ ہم ہر پر مقلد اور ہم قسم کے ذمہ کیلئے بنائی جاتی ہے جو حضرت علیہ السلام کی پوٹوں کے لئے ظاہر ہوئی تھی جن میں خون کیلئے جو آپ کے ہاتھوں اور سر پر تھے۔ اس مہم کے ثبوت میں میرے پاس بعض وہ طبی کتابیں بھی ہیں جو قریباً سات سو برس کی تھیں لکھی ہوئی ہیں۔ یہ صلیب قبر مسلمان نہیں ہیں بلکہ عیسائی مہم کی اور جو بھی بھی ہیں جن کی کتابیں اب تک موجود ہیں قصہ دوم کہ کتب خانہ میں بھی بدی زبان میں ایک قراقرظ تھی اور واقعہ صلیب سے وہ سو برس گزرنے سے پہلے ہی اکثر کتابیں دیاں شائع ہو چکی تھیں پس خیال اس مسئلہ کی کہ حضرت سید صلیب پر فوت نہیں ہوئے اول خود انھوں نے پیدا ہوئی ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور پھر ہم صلیب نے طبی حقیقتات رنگ میں اس ثبوت کو دکھایا۔ پھر بعد اس کے انھیں جو حال میں بت سے دستا ب ہوئی میں نے صاف گواہی دی کہ حضرت صلیب ضرور ہندوستان ملک میں آئے ہیں۔ ان کے بعد اور بہت سے کتابوں میں اس واقعہ کا پتہ لگاؤ لکھ کر کثیر اعلیٰ جو قریباً دو سو برس کی انصاف، اس صفحہ ۸۰ میں لکھا ہے کہ میرے نصیر الدین کے مراد کے پاس جو دوسری قبر عام خیال ہے کہ یہ ایک پیغمبر کی قبر ہے۔ اور پھر ہی مولانا امی مخدوم لکھتا ہے کہ ایک شہزادہ کثیر میں کی اور ملک سے آیا تھا اندھنہ اور نقوی اور یحیٰی حضرت اور طہات میں وہ کمال دوجہ پر ہادی خدا کی طرف سے ہوا۔ اگر کثیر میں اگر کثیر میں کی دعوت میں مشغول ہوا جس کا نام یوز آصف ہے اور اکثر صاحب کشف خصوصاً کتبائے اقدس جو واقعہ کا مرشد ہے خواہ گھر میں کہ اس قبر سے برکات نبوت ظاہر ہو رہے ہیں۔ یہ عبارت تاریخ اعلیٰ کی فادسی میں ہے جس کا ترجمہ کیا گیا۔ اور حضرت شیخو ادب خان کا لکھ میگزین ستمبر ۱۸۹۱ء اور اکتوبر ۱۸۹۱ء میں یہ تقریب دلیلو کتاب شہزادہ یوز آصف جو مرزا صفی علی صاحب مرزا فوج سرکار نظام نے لکھی ہے تحریر کیا ہے کہ یوز آصف مشہور قصہ میں جو ایشیا اور یورپ میں شہرہ آفاق ہو چکا، پادریوں نے کچھ آمیزی کر دی، یعنی یوز آصف کے سوانح میں جو حضرت سید علیہ السلام اور اذوق سے بہت مشابہ ہے شاید یہ تحریر پادریوں نے اپنی طرف سے زیادہ کر دی ہیں۔ لیکن یہ خیال مرام مرادہ لوجی کی بنا پر ہے بلکہ پادریوں کو اذوق یوز آصف کے سوانح میں جبکہ اس پہلے تمام ہندوستان اور کثیر میں مشہور ہو چکے تھے اور اس ملک کے ہوائی کتابوں میں اس کا ذکر ہے اور اب تک وہ کتابیں موجود ہیں پھر پادریوں کو تحریر کیلئے کیا گھٹائش تھی۔ ہاں پادریوں کا یہ خیال کہ شاید حضرت سید علیہ السلام اس ملک میں آئے ہونگے اور یہ تحریر یوز آصف کے سوانح میں ان کی رہی یہ سراسر غلط خیال ہے بلکہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یوز آصف حضرت سید علیہ السلام کا نام ہے جس میں زبان کے پھر کے ذکر ہر

میں کما حد تک غیر ہو گیا ہے۔ اب بھی بعض کثیر میں جاتے یوز آصف کے مینی صاحب ہی کہتے ہیں جیسا کہ لکھا گیا۔ والسلام علی من تبع بعد

۳۴۳

چشمہ سبکی

کا خدا بننا باطل کر کے دکھایا۔ عیسیٰ عقیدہ کو پاش پاش کر دیا۔ اور نبیل کی وہ تعلیم جس پر عیسائیوں کو ناز تھا نہایت مدبرانہ ناقص نہ نکلتا ہونا اس کا بیانیہ ثبوت پہنچا دیا۔ تو پھر عیسائیوں کا جو ش فرود نفسانیت کی وجہ سے ہونا چاہیئے تھا۔ پس جو کچھ وہ افشاء کریں خود ہا ہے جو شخص مسلمان ہو کر پھر عیسائی بننا چاہے اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی مل کے پیٹ سے پیدا ہو کر اور بالغ ہو کر پھر مل چاہے کہ مل کے پیٹ میں داخل ہو جائے اور وہی نظریہ بن جائے جو پہلے تھا۔ مجھے تعجب ہے کہ عیسائیوں کو کس بات پر ناز ہے۔ اگر حق کا خدا ہے تو وہ دی ہے جو مدت ہوئی کہ مر گیا نہ سہی مگر محمد خانیہ کشمیر میں اس کی قبر ہے اور اگر اس کے معجزات میں تو وہ دوسرے نبیوں سے بڑھ کر نہیں ہیں بلکہ ایسا ہی بنی کے معجزات اس سے بہت زیادہ ہیں۔ اور بموجب بیان یہودیوں کے اس سے کوئی معجزہ نہیں ہوا محض فریب اور مکر تھا۔ ادیشیگوئیوں کا یہ حال ہے جو اکثر جھوٹی نکلی ہیں۔ کیا بائبل حوالیوں کو دعوہ کے موافق بائبل تحت بہشت میں نصیب ہو گئے کوئی پادری صاحب تو جواب دیں؟ کیا دنیا کی بادشاہت حضرت عیسیٰ کو ملے گی اس پیشگوئی کے موافق مل گئی جس کے لئے ہتھیار بھی خریدے گئے تھے کوئی تو بولے؟ اور کیا اسی زمانہ میں حضرت مسیح اپنے دعوے کے موافق آسمان سے اتر آئے؟ میں کہتا ہوں اترنا کیا ملے کو تو آسمان پر جانا ہی نصیب نہیں ہوا۔ یہی رائے یوڈپ کے محقق علماء کی بھی ہے بلکہ وہ ملیب پر سے نیم مردہ ہو کر نچ گئے۔ اور پھر پوشیدہ طور پر بھاگ کر ہندوستان کی راہ سے کشمیر میں پہنچے۔

یہودیوں کے اس بیان کی ضد حضرت مسیح کے قول میں تائید پائی جاتی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح نبیل میں فرماتے ہیں کہ اس زمانہ کے عوام کا مجھ سے نشین اٹھتے ہیں، انکو کوئی نشان نہیں دکھایا جائے گا۔ پس ظاہر ہے کہ مگر حضرت عیسیٰ نے کوئی معجزہ یہودیوں کو دکھایا ہوتا تو مزدہ یہودیوں میں ہر خواص کے وقت میں معجزات کا حوالہ دیتے۔ منہ

اس بزرگ مولوی احمد حسن صاحب امر دہلی کو ہمارے مقابلہ کیلئے منتخب موقع مل گیا۔
 ہم نے سنا ہو کہ وہ بھی دوسرے مولویوں کی طرح اپنے مشرکانہ عقیدہ کی حمایت میں کہ تا کسی
 طرح حضرت مسیح ابن مریم کو موسیٰ بھالیں اور دوبارہ آثار خاتم الانبیاء بنا دیں، بڑی
 جانتکا ہی سے کوشش کر رہے ہیں اور انکو برا معلوم ہوتا ہو کہ سورہ قدر کی منشأ کے مطابق
 اور صحیح بخاری کی حدیث امام مکہ منکر کے مطابق اور مسلم کی حدیث احمک منکر
 کے رد سے اسی اُمت موجود میں سے مسیح موعود پیدا ہوا۔ تا موسیٰ سلسلہ کے مسیح کے
 مقابل پر محمدی سلسلہ کا مسیح ظاہر ہو کر نبوت محمدیہ کی شان کو دنیا میں چمکا دے۔ بلکہ یہ
 مولوی صاحب اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح یہی چاہتے ہیں کہ وہی ابن مریم جس کو
 خدا بنا کر قربا پچاس کروڑ انسان مگر اہی کے دلدل میں ڈوبا ہوا ہے دوبارہ فرشتوں
 کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے اور ایک نیا نظارہ خدائی کا دکھلا کر پچاس کروڑ
 کے ساتھ پچاس کروڑ اور ملا دے۔ کیونکہ آسمان پر پڑھتے ہوئے تو کسی نے نہیں دیکھا تھا
 وہی مقولہ تھا کہ پیراں نہ سے پرند مریداں سے پرانند۔ مگر اب تو ساری دنیا فرشتوں کیساتھ
 اترنے دیکھے گی۔ اور پادری لوگ ہاکر مولویوں کا گلا پکڑ لیں گے کہ کیا ہم کہتے تھے یا نہیں کہ
 یہی خدا ہے۔ اُس منحوس دن میں اسلام کا کیا حال ہو گا کیا اسلام دنیا میں ہو گا یا نہ ہو گا
 علی الکاذبین۔ جو شخص کثیری سرری نگر محمد خان یار میں مدفون ہو۔ اُس کو ناصی آسمان پر بٹھایا
 گیا کس قدر ظلم ہو۔ خدا تو بہا بندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہو۔ لیکن ایسے شخص کو
 کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔
 یہ مولوی اسلام کے نادان دوست کیا جانتے ہیں کہ ایسے عقیدوں سے کس قدر عیسائیوں کو
 مدد پہنچ چکی ہو۔ اب خدا تعالیٰ کوئی نئی عظمت ابن مریم کو دینا نہیں چاہتا بلکہ یہاں تک کہ
 جس قدر پہلے اس سے حضرت مسیح کی نسبت اظہار کیا گیا ہو وہ بھی خدا کو سخت ناگوار
 گذرا ہے۔ اور اسی وجہ سے اس کو کہنا پڑا۔ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ۔ اب آسمان کی طرف

مکتوب نمبر ۶۳

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِكَ الْكَرِيمِ
مخدومی مکرئی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

منابت نامہ پہنچ کر باعث شدت علالت طبع اخویم مولوی غلام علی صاحب بہت ترڈ ہوا اور خط کے پڑھنے کے بعد جناب الہی میں بہت دعا کی گئی اور پھر رات کو بھی دعا کی گئی اور اسی طرح میں انشاء اللہ القدیر، بہت جدوجہد سے دعا کروں گا۔ آپ بھی ان کے حق میں دعا کریں اور ان کو مطمئن کریں کہ گو کیسے عوارض شدیدہ ہوں، خدا تعالیٰ کے فضل کی راہیں ہمیشہ کھلی ہیں اس کی رحمت کا امیدوار رہنا چاہئے۔ ہاں اس وقت اضطراب میں توبہ واستغفار کی بہت ضرورت ہے۔

یہ ایک نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جو شخص کسی بلا کے نزول کے وقت میں کسی ایسے غیب اور گناہ کو توبہ نصوح کے طور پر ترک کر دیتا ہے جس کا ایسی جلدی سے ترک کرنا ہرگز اس کے ارادہ میں نہ تھا تو یہ عمل اس کے لئے ایک کفارہ عظیم ہو جاتا ہے اور اس کے سینہ کے کھلنے کے ساتھ ہی اس بلا کی تاریکی کھل جاتی ہے اور روشنی امید کی پیدا ہو جاتی ہے۔ سو مولوی صاحب کو آپ بخوبی سمجھا دیں کہ ولی استغفار سے خدا تعالیٰ سے زیادہ ربط پیدا کر لیں۔ اور مجھے جس قدر ان کے لئے ترڈ اور غم ہے خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے اور میں انشاء اللہ بہت دعا کروں گا۔ خدا تعالیٰ ان پر فضل وارد کرے اور جلد ترصحت کامل بخش کر اس خوشخبری کو اس عاجز تک پہنچا دے۔ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

یہ عاجز باعث دورہ مرض و علالت طبع کل لاہور نہیں جاسکا، بالنسل میاں جان محمد کو بھیج دیا ہے کہ سلطان احمد کو اسی جگہ لے آوے۔ اس عاجز کی طبیعت سفر کے لائق نہیں۔ مرض دوران سراور دل کے ڈوبنے کی یکدم طاری حال ہو جاتی ہے۔ پھر موت نصب العین معلوم ہوتی ہے مگر اس وقت تو وہ ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

جو کچھ آں مخدوم نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر دمشق حدیث کے مصداق کو علیحدہ چھوڑ کر الگ مثلی مسیح کا دعویٰ ظاہر کیا جائے تو اس میں حرج کیا ہے؟ درحقیقت اس عاجز کو مثلی مسیح بننے کی کچھ حاجت

مستقل

۱۹۲

ازالہ اوہام

علمائے ہند کی خدمت میں نیا نامہ

اے برادرانِ ہند و علمائے شمع متین! آپ صاحبانِ مہدی میں عرضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو شیل موجود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح و عیسیٰ خلیل کر دیتے ہیں۔ یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سُنا گیا ہو بلکہ یہ وہی پرانا الہامی دعویٰ جو میں نے خدائے تعالیٰ سے پا کر براہِ احمدیین (احمدیہ) کے کئی مقالات پر تصریح و صریح کر دیا تھا جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہو گا۔ میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میکا میں مہم ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگا دے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں شیل مسیح ہوں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواص طبعی عبادت اور اخلاق وغیرہ کے خدائے تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھی ہیں اور دوسرے کئی امور میں جن کی تصریح انہیں رسائل میں کر چکا ہوں میری زندگی کو مسیح الہی مہم کی زندگی سے اشتد شائبہت ہے بلکہ یہ دعویٰ بھی میری طرف سے کوئی نئی بات عمود میں نہیں آتی کہ میں نے فی رسائل میں اپنے تئیں وہ موجود ٹھہرایا ہے جس کے آنے کا قرآن شریف میں اصلاً اللہ عبادت میں تصریح نہیں کیا گیا ہے کیونکہ میں تو پہلے بھی براہِ احمدیہ میں تصریح کر چکا ہوں کہ میں وہی شیل موجود ہوں جس کے آنے کی خبر روحانی طور پر قرآنی شریعت میں عموماً علویہ مذکور ہے میں پہلے سے طوری ہو چکا ہے۔ تب کہ مولوی ابوالسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اپنے رسالہ اشاعت السنۃ نمبر ۶ جلد سات میں جس میں براہِ احمدیہ کا رد کیا گیا ہے ان تمام الہامات کی اگرچہ ایمانی طور پر نہیں مگر امکانی طور پر تصدیق کر چکے اور بدل و جان مان چکے ہیں مگر پھر بھی شائبہ جاتا ہے کہ حضرت مولوی صاحب موصوف کو بھی پورے لوگوں کا شور اور غوغا نہ کر

گواہ رہے اور خداوند عظیم وسیع ازل اشا دین ہے کہ میں ان تمام عقائد کو ماننا ہوں جن کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے اور جن پر ایمان لانے سے ایک غیر مذہب کا نبی بھی معاف مسلمان کہلاتا ہے۔ میں ان تمام امور پر ایمان رکھتا ہوں جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں مذکور ہیں اور مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں تاسخ کا قائل ہوں۔ بلکہ مجھے تو فقط شیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔ جس طرح محدثیت نبوت سے شاہد ہے ایسا ہی میری روحانی حالت مسیح ابن مریم کی روحانی حالت سے اشد درجہ کی مشابہت رکھتی ہے۔ غرض میں ایک مسلمان ہوں۔ اتنا المسلمون انا حکم واما حکم بامر اللہ تعالیٰ خلاصہ کلام یہ کہ میں محدث اللہ ہوں اور مہر من اللہ ہوں اور بائیس مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں جو صدی چارہم کے لیے مسیح ابن مریم کی خصلت اور رنگ میں مجتہد دین پر کرب استنوت و لا رخص کی طرف سے آیا ہوں۔ میں مفری نہیں ہوں۔ وقد خاب من انترے۔ خدا تعالیٰ نے دنیا پر نظر کی اور اس کو خلعت میں پایا اور مسلمات جہاد کے لیے ایک اپنے عاجز بندہ کو خاص کر دیا۔ کیا تمہیں اس سے کچھ تعجب ہے کہ وعدہ کے موافق صدی کے سر پر ایک مجتہد بھیجا گیا اور جس نبی کے رنگ میں چاہا خدا تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا کیا ضرور دہ تھا کہ خبر صادق علی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوتی۔ بھائیو! میں مصلح ہوں جتنی نہیں۔ اور معاذ اللہ میں کسی بدعت کے پھیلائے کے لیے نہیں آیا۔ حق کے اٹھانے کے لیے آیا ہوں اور ہر ایک بات جس کا اثر اور نشان قرآن اور حدیث میں پایا نہ جاسکے اور اس کے برخلاف ہو۔ وہ میرے نزدیک الہود اور بے ایمانی ہے مگر ایسے لوگ تھوڑے ہیں جو کلام الہی کی تہنیک پہنچتے اور ربانی پیشگوئیوں کے باریک بے بدول کو سمجھتے ہیں۔ میں نے دین میں کوئی کمی یا زیادتی نہیں کی۔ بھائیو! میرا وہی دین ہے جو تھا۔ آمین۔ ہے اللہ ہم پر رحم کریم میرا مقدر ہے جو تمہارا مقدر ہے۔ اور وہی قرآن شریف میرا ہادی ہے۔ اور میرا عیار اور میری دستاویز ہے جس کا ماننا تم پر بھی فرض ہے۔ ہاں یہ سچ اور باطل سچ ہے کہ میں حضرت مسیح ابن مریم کو فوت شدہ اور داخل موتی یقین رکھتا ہوں اور جو آئے والے مسیح کے بارے میں پیشگوئی ہے۔ وہ اپنے حق میں یقینی اور قطعی طور پر اعتقاد رکھتا ہوں۔ لیکن اسے بھائیو یہ اعتقاد میں اپنی طرف سے اور اپنے خیال سے نہیں رکھتا۔ بلکہ خداوند کریم بتلاند نے اپنے الہام و کلام کے ذریعے مجھے اطلاع دے دی ہے کہ مسیح ابن مریم کے ہم پر آنے والا تو یہی ہے۔ اور مجھ پر قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے وہ دلائل یقینی کھول دیئے ہیں جن سے یہ تمام یقین قطع حضرت مسیحی ابن مریم رسول اللہ کا فوت ہو جانا ثابت ہو رہا ہے۔ اور مجھے اس قاعدہ مطلق نے بار بار اپنے کلام خاص سے شرف و مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ آخری زمانہ کی یہودیت خود کو اپنے کے لیے تجھے مسیحی بن کر رکھ دے گا اور کمال میں بھیجا گیا ہے سو میں استعاذہ کے طور پر ابن مریم موعود ہوں۔ جس کا یہودیت کے زمانہ اور تنصر کے ظہور میں آنے کا وعدہ تھا جو غربت اور روحانی قوت اور روحانی اسرار کیساتھ

ازالہ اوہام

۱۹۷

مستقل

لازم ہے کیونکہ جو لوگ خدا نے تعالے سے الہام پاتے ہیں وہ بغیر سبب کے نہیں ہوتے اور بغیر سبب کے نہیں سمجھتے اور بغیر زمانے کوئی دعویٰ نہیں کرتے اور اپنی طرف سے کسی قسم کی دلیری نہیں کر سکتے اسی وجہ سے ہمارے ہی صلے اللہ علیہ وسلم جب تک خدا نے تعالے کی طرف سے بعض عبادات کے ادا کرنے کے بارے میں وحی نازل نہیں ہوتی تو ہر سنگ لال کتاب کی سنسن دہ سنہ پر قدم مارنا بہتر جانتے تھے اور بوقت نزول وحی اور دریافت اہل حقیقت کے اس کو چھوڑ دیتے تھے۔ سو اسی لحاظ سے حضرت مسیح بن مریم کی نسبت اپنی طرف سے بلا ہین میں کوئی بحث نہیں کی گئی تھی۔ اب جو خدا تعالے نے حقیقت امر کو اس عاجز و بے ظاہر فرمایا تو علم ظہر پر اس کا اعلان از بس شہری تھا۔ ایک جگہ اگر کچھ افسوس ہے تو اس زمانہ کے ان مولوی صاحبان پر ہے کہ جنہوں نے قبل اس کے جو مسیحی تحریر پر غور اور غور کی نگاہ کیوں نہ لکھنے شہداء کوئے ہیں مصنفین اور محققین خوب سمجھتے ہیں کہ جس قدر عقل کے بعض مولوی صاحبان نے مجھے اپنی دیرینہ لائے کا مخالف ظہر پایا ہے غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ درحقیقت اتنی بڑی مخالفت نہیں ہے جس پر اتنا شور مچایا گیا۔ میں نے صوفی شیل سیج ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ دعویٰ نہیں کہ صوفی شیل ہو تا میرے پر بھی قسم ہو گیا ہے بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دوسرے بڑے بڑے صوفی شیل سیج آجائیں ہاں اس زمانہ کے لئے میں شیل سیج ہوں اور دوسرے کا انتظار ہے تو وہ ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ کچھ میرا ہی نہیں کہ شیل سیج بہت ہو سکتے ہیں بلکہ احادیث نبویہ کا بھی پڑی خشاہ پایا جاتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا کے اخیر تک قریب تیس کے و قبل پیدا ہوں گے۔ اب ظاہر ہے کہ جب تیس سال کا نامزدی ہے تو حکم **لَا تَحِلُّ لِي جَالِ عِيسَى** تیس سیج بھی آنے چاہئیں ہیں اس بیان کے روبرو ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا سیج بھی آجائے جس کا حد مشعل کے بعض ظاہری الفاظ مطلقاً اسکیں کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور شاہد است

۳۵۷

اور اولیاء کرام سے میرے پاس موجود ہیں مگر غور سے دیکھنا اور مجھ سے سننا شرط ہے۔
 میں نے ان ثبوتوں کو صفائی کے ساتھ کتاب آئینہ کمالات اسلام میں لکھا ہے اور مکمل کر
 دکھلایا ہے کہ جو لوگ اس انتظار میں اپنی عمر اور وقت کو کھوتے ہیں کہ حضرت مسیح پھر پلنے غلکی قالہ کے
 ساتھ دنیا میں آئیں گے وہ کس قدر منشاء کلام الہی سے دور جا پڑے ہیں اور کیسے چاروں طرف کے
 فساد اعلیٰ اور خرابیوں نے انکو گھیر لیا ہے تو میں نے اس کتاب میں ثابت کر دیا ہے کہ مسیح موعود
 کا قرآن کریم میں ذکر ہے اور دجال کا بھی۔ لیکن جس طرز سے قرآن کریم میں یہ بیان فرمایا ہے نہ بھی مسیح
 اور درست ہو گا کہ جب مسیح موعود سے مراد کوئی قبل مسیح لیا جائے جو اسی امت میں پیدا ہو۔ اور
 نیز دجال سے مراد ایک گروہ لیا جائے اور دجال خود گروہ کو کہتے ہیں۔ بلاشبہ ہمارے مخالفوں نے
 بڑی ذلت پہنچانے والی غلطی اپنے لئے اختیار کی ہے گویا قرآن اور حدیث کو یکطرفہ چھوڑ دیا ہے
 وہ اپنی نہایت درجہ کی بلا امت سے اپنی غلطی پر متنبہ نہیں ہوتے اور اپنے موٹے اور سطحی خیالات پر
 مغرور ہیں۔ مگر انکو شرمندہ کر نیوالا وقت نزدیک آتا جاتا ہے۔

میں نہیں جانتا کہ میرے اس خط کا آپ کے دل پر کیا اثر پڑے گا مگر میں نے ایک واقعی نقشہ
 آپ کے سامنے کھینچ کر دکھلادیا ہے۔ ملاقات نہایت ضروری ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جس طرح ہوسکے
 ۲۶ دسمبر ۱۹۹۲ء کے جلسہ میں ضرور تشریف لادوں۔ انشاء اللہ التقدر آپ کیلئے بہت مفید ہو گا۔
 اور جو بندہ سفر کیا جاتا ہے وہ عند اللہ ایک قسم عبادت کے ہوتا ہے۔ اب دعا ختم کرتا ہوں آمین کہانش
 من عندہ درحکمکفی الدنیا والآخرۃ۔ والسلام

خاکسار

(دہم دسمبر ۱۹۹۲ء)

غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ

۱۴۷

چڑنے کی نیت سے اپنی سیاہ کاری میں مہربانہاں سکتا ہے۔ کب ٹھہر سکتی تھی نیز خاکسار
عرص کرتا ہے کہ منشی احمد جان صاحب مدعیانوی ایک بڑے صوفی مزارع آدمی تھے اور اپنے
ملاقات کے ایک مشہور پیر عبادہ نقیبن تھے۔ مگر افسوس کہ حضرت صاحب کے دعویٰ سیرت سے
پہلے ہی فوت ہو گئے۔ ان کو حضرت سیح مرحوم سے اس وجہ حدیث تھی کہ ایک دفعہ انہوں
نے آپ کو مخاطب کر کے یہ شعر فرمایا ہے

ہم مر لیں تو بچی ہے جنہیں نظر سر + تم سیمایا بنو خدا کے لیے

منشی صاحب مصحف کی بلا کی سے حضرت غلیظہ اول کی شادی ہوئی۔ اور حضرت مولوی
صاحب کی سب نرینہ اولاد انہی کے بطن سے ہے۔ منشی صاحب کے دونوں صاحبزادے
قادیان میں ہی ہجرت کر کے آگئے ہوئے ہیں۔ اور منشی صاحب کے اکثر بلکہ قریباً سب
منشیبن احمدی ہیں۔ نیز خاکسار عرص کرتا ہے۔ کہ مولوی تید سرور شاہ صاحب منشی
صاحب مرحوم سے خود نہیں ملے لہذا انہوں کسی اور سے یہ واقعہ سنا ہو گا۔

بسم اعدا الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب مولوی نے کہ ایک
دفعہ حضرت سیح مرحوم علیہ السلام نے چند مہانوں کی دعوت کی اور ان کے واسطے مگر میں
کھانا تیار کر دیا۔ مگر میں جسوقت کھانے کا وقت آیا اتنے ہی آدھ مہان آگئے اور سجد مبارک
مہانوں سے بھر گئی۔ حضرت صاحب نے اندک کھلا بھیجا کہ آدھ مہان آگئے ہیں کھانا نیا
بجراؤ۔ اس پر بیوی صاحبہ نے حضرت صاحب کو اندر بلوا بھیجا۔ اور کہا کہ کھانا تو تھوڑا
ہے۔ مہمان چند مہانوں کے مطابق پکا یا گیا تھا۔ جن کے واسطے آپ نے کہا تھا مگر
شاید باقی کھانے کا تو کچھ کھینچ تان کر انتظام ہو سکیگا۔ لیکن زردہ تو بہت ہی تھوڑا
ہے۔ اس کا کیا کیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ زردہ بھجواتی ہی نہیں۔ صرف باقی کھانا نکال
دیتی ہوں۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ نہیں یہ مناسب نہیں۔ تم زردہ کا برتن میرے پاس
لاؤ۔ چنانچہ حضرت صاحب نے اس برتن پر فعال ڈھانک دیا اور پھر عدال کے نیچے
اپنا ہاتھ گرار کر اپنی انگلیاں زردہ میں داخل کر دیں اور پھر کہا اب تم سب کے واسطے کھانا کھاؤ
غدا برکت دیگا۔ چنانچہ میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ زردہ سب کے واسطے آیا اور سب

آپ کے ساتھ رہی اور شروع سے ہی اپنے آپ کو بیعت میں سمجھا اور اپنے لئے باقاعدہ الگ بیعت کی ضرورت نہیں سمجھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ ابتدائی بیعت کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مسیحیت اور ہمدیت کا دعویٰ نہ تھا۔ بلکہ عام مجددانہ طریق پر آپ بیعت لیتے تھے۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ حضرت مولوی صاحب کے علاوہ اور کس کس نے پہلے دن بیعت کی تھی؟ والدہ صاحبہ نے یہاں عہدائے صاحب سنواری اور شیخ حامد علی صاحب کا نام لیا۔

(۱۳) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا تجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعویٰ مسیحیت شائع کرنے لگے تو اس وقت آپ قادیان میں تھے۔ آپ نے اسکے متعلق ابتدائی رسلے میں لکھے۔ پھر آپ لدھیانہ تشریف لے گئے اور وہاں سے دعویٰ شائع کیا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ دعویٰ شائع کرنے سے پہلے آپ لے تجھ سے فرمایا تھا۔ کہ میں ایسی بات کا اعلان کرنے لگا ہوں جس سے ملک میں مخالفت کا بیت شور پیدا ہوگا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ اس اعلان پر بعض ابتدائی بیعت کرنے والے کو بھی غشو کر لگ گئی۔

(۱۴) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا تجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیالکوٹ میں میر علی شاہ صاحب کے مکان پر تھے۔ اور سورہے تھے۔ سینے آپ کی زبان پر ایک فقرہ جاری ہوتے سنا۔ میں نے کہا کہ الہام ہو رہا ہے پھر آپ بیدار ہو گئے۔ تو میں نے کہا۔ کہ آپ کو یہ الہام ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں حق کو کیسے معلوم ہوا؟ سینے کہا مجھے آواز سنائی دی تھی۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ الہام کے وقت آپ کی کیا حالت تھی تھی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ چہرہ سرخ ہو جاتا تھا اور لہجے پر پسینہ آ جاتا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود اپنے مکان کے چھوٹے

اور سب سے پہلے حضرت مولانا مولوی نور الدین (.....) نے بیعت کی اور اُس دن چالیس کے قریب آدمیوں نے بیعت کی۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ کچھ لوگ بیعت میں شامل ہوتے رہے۔

کج موعود ہونے کا دعویٰ اور اُس کا اعلان

لیکن 1891ء میں ایک اور فقیر عظیم ہوا یعنی حضرت مرزا صاحب کو الہام کے ذریعہ بتایا گیا کہ حضرت کج نامری علیہ السلام جن کے دوبارہ آنے کے مسلمان اور مسیحی دونوں قائل ہیں، فوت ہو چکے ہیں اور ایسے فوت ہوئے ہیں کہ پھر واپس نہیں آسکیں گے اور یہ کہ کج کی بیعت ثانیہ سے مراد ایک ایسا شخص ہے جو اُن کی خوبو پر آوے اور وہ آپ ہی ہیں۔ جب اس بات پر آپ کو شرح صدر ہو گیا اور بار بار الہام سے آپ کو مجبور کیا گیا کہ آپ اس بات کا اعلان کریں تو آپ کو مجبوراً اس کام کے لیے اُٹھنا پڑا۔ قادیان میں ہی آپ کو یہ الہام ہوا تھا۔ آپ نے گھر میں فرمایا کہ اب ایک ایسی بات میرے سپرد کی گئی ہے کہ اب اس سے سخت مخالفت ہوگی اس کے بعد آپ لدھیانہ چلے گئے اور کج موعود ہونے کا اعلان 1891ء میں بذریعہ اشتہار کیا گیا۔

علماء زمانہ کی شدید مخالفت اور مباحثہ لدھیانہ

اس اعلان کا شائع ہونا تھا کہ ہندوستان بھر میں شور مچ گیا اور اس قدر مخالفت ہوئی کہ الامان اوی علی ملہا جو آپ کی تائید کرتے تھے آپ کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔

مولوی محمد حسین بنالوی کی مخالفت

مولوی محمد حسین بنالوی جنہوں نے اپنے رسالہ اشاعت السنۃ میں آپ کی تائید میں

تحفہ گولڑیہ

۲۹۵

ضمیمہ تحفہ گولڑیہ

ہم نے مناسب سمجھا ہے کہ اپنے دعویٰ کے متعلق جسطہ ثبوت ہیں اجمالی طور پر انکو اجماع
 اکٹھا کر دیا جائے۔ سو اول تہیسی طور پر اس بات کا کھتا ضروری ہے کہ میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں
 مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیشگوئیاں ہیں کہ وہ
 آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ ہمارے علماء کا یہ خیال ہے کہ دہریہ مسیح عیسیٰ ابن مریم ہیں پر انجیل
 نازل ہوئی تھی آخری زمانہ میں آسمانی پر سے نازل ہوگا۔ لیکن ظاہر ہے کہ قرآن شریف اس
 خیال کے مخالف ہے اور آیت خلقا تو فیتنی کنت انت الوقیب علیہم لہ آیت
 کاٹنا یا کلان الطغام لہ آیت ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الواصل لہ آیت
 فیہا تحیون و فیہا تموتون لہ دوسری تمام آیتیں جن کا ہم اپنی کتابوں میں ذکر کر چکے ہیں
 اس سے قطعاً الدلائل ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور انکی موت کا
 انکار قرآن سے انکار ہے اور پھر اس کے بعد اگرچہ اس بات کی ضرورت نہیں کہ ہم احادیث
 سے حضرت مسیح کی وفات کی دلیل ڈھونڈیں لیکن پھر بھی جب ہم حدیثوں پر نظر ڈالتے ہیں
 تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ کافی حصہ اس قسم کی حدیثوں کا موجود ہے جن میں حضرت عیسیٰ
 علیہ السلام کی ایک سو تیس برس عمر لکھی ہے لہٰذا جن میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر عیسیٰ اور موسیٰ
 زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے۔ ایمان میں رکھا گیا ہے کہ اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 وفات یافتہ مدعوں میں داخل ہیں۔ چنانچہ معراج کی تمام پیشین گوئیاں بخوبی ہیں وہ اس بات پر
 گواہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام معراج کی بات میں وفات شدہ مدعوں میں دیکھے گئے۔ لہٰذا
 سب سے بڑھ کر حدیثوں کے مدعے یہ ثبوت ملتا ہے کہ تمام صحابہ کا اس پر اجماع ہو گیا تھا
 کہ گذشتہ تمام نبی جن میں حضرت عیسیٰ بھی داخل ہیں سب کے سب فوت ہو چکے ہیں۔ یہی

لہ الماحلۃ: ۱۸، لہ الماحلۃ: ۷۹، لہ آل عمران: ۱۴۵، لہ الاحزاب: ۲۶

حصہ پنجم

۳۵۶

ضمیمہ برائے ابن احمد

اقول۔ میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں وہ ہمدی ہوں جو مصداق من دلہ فاطمہ د منی حاکم کی دخیروہ ہے بلکہ میرا دعویٰ تو مسیح موعود ہونے کا ہے۔ اللہ مسیح موعود کسے کسی حدیث کا قول نہیں کہ وہ بنی فاطمہ دخیروہ میں سے ہوگا۔ ہاں ساتھ اس کے جیسا کہ تمام محدثین کہتے ہیں میں بھی کہتا ہوں کہ ہمدی موعود کسے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی ان میں سمجھ نہیں آتا۔ جس قدر افتراء و ان حدیثوں میں ہوا ہے کسی اور حدیث میں ایسا افتراء نہیں ہوا غلط فہم یا دخیروہ کے محدثین غلیظوں کو اس بات کا بہت شوق تھا کہ اپنے تئیں ہمدی موعود قرار دیں۔ پس اس وجہ سے بعض حدیثوں میں ہمدی کوئی عباس میں سے قرار دیا۔ بعض میں دینی فاطمہ میں سے اور بعض حدیثوں میں یہ بھی ہے کہ رجل من امتی کہ وہ ایک آدمی میری امت میں سے ہوگا۔ مگر دراصل تمام حدیثیں کسی اعتبار کے حلق نہیں یہ مقرر میرا ہی قول نہیں بلکہ بڑے بڑے علماء و اہل سنت یہی کہتے چلے آئے ہیں۔ اور ان حدیثوں کے مقابل پر یہ حدیث بہت صحیح ہے جو ابن ماجہ نے لکھی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ لا ہمدی الا عیسیٰ یعنی کوئی ہمدی نہیں صرف عیسیٰ ہی ہمدی ہے جو آنے والا ہے۔

قول۔ پیشین گوئیاں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم کی میں میں علماء نے بھی تاویل کی ہے مگر ایسی بائی جہلی میں جو بطور روایا کے منکشف ہوئی ہیں۔ الخ

اقول۔ اس اعتراض کو میں نہیں سمجھ سکا اس لئے جواب سے مجبوری ہے۔

قول۔ ہاں ظاہر تو چشم باطن نہیں رکھتے اس لئے ان لوگوں کا حضرت مسیح موعود کو نہ پہچانا کچھ تعجب نہیں مگر جو لوگ اہل اللہ و اہل باطن ہیں ان لوگوں کو تو حضرت کو بذریعہ الہام و دخیروہ پہچانا نہ ہو ہی ہے جیسا کہ تفسیر شانہ اللہ بانی بستی مرحوم سالہ تذکرہ المطاہین نامہ ہمدی موعود کے محل میں لکھتے ہیں کہ بطلان ملامت و عاصمہ از عروق قلمہ بادے بیعت کنند۔

اقول۔ یہ تمام اقوال اس بنا پر ہیں کہ ہمدی موعود بنی فاطمہ سے یا عیسیٰ عباس سے آئے گا اور بطلان اور قلب اس کی بیعت کرینگے مگر میں ابھی کچھ چکا ہوں کہ اگر محدثین کا یہی مذہب ہے

۳۵۶

۲۳۸

پنجابی ہیں اسلئے اقل یہ کارروائی پنجاب میں شروع ہوئی۔ لیکن امر وہ بھی مسیح موعود کی طرف
 ہمسکے دور نہیں ہو۔ اسلئے اس مسیح کا کفر کش دم ضرور امر وہ تک بھی پہنچے گا۔ یہی ہماری طرف
 دعویٰ ہے۔ اگر مولوی احمد حسن اس اشتہار کے شائع ہونے کے بعد جسکو وہ قسم کے ساتھ شائع کر بیگا
 امر وہ کو طاعون سے بچا سکا اور کم سے کم تین جاٹے امن سے گزر گئے تو میں خدا تعالیٰ کی
 طرف سے نہیں۔ پس اس سے بڑھ کر اور کیا فیصلہ ہوگا۔ اور میں بھی خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر
 کہتا ہوں کہ میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نبیوں نے وعدہ دیا ہو اور میری نسبت او
 میرے زمانہ کی نسبت تو ریت اور انجیل اور قرآن شریف میں خبر موجود ہے کہ اسوقت آسمان پر
 تحسوف کسوف ہوگا اور زمین پر سخت طاعون پڑیگی اور میرا یہی نشان ہے کہ ہر ایک مخالف خواہ
 وہ امر وہ میں رہتا ہو اور خواہ عام تشریں اور خواہ دہلی میں اور خواہ کلکتہ میں اور خواہ لاہور
 میں اور خواہ گواڑہ میں اور خواہ بٹالہ میں۔ اگر وہ قسم کھا کہے گا کہ اس کا فلاں مقام طاعون سے
 پاک رہیگا تو ضرور وہ مقام طاعون میں گرفتار ہو جائیگا کیونکہ اُسے خدا تعالیٰ کے
 مقابل پر گستاخی کی اور یا میر کچھ مولوی احمد حسن صاحب تک محدود نہیں بلکہ اب آسمان
 عام مقابلہ کا وقت آگیا۔ اور جسقدر لوگ مجھے جھوٹا سمجھے ہیں جیسے شیخ محمد حسین بٹالوی جو
 مولوی کے مشہور ہیں اور پیر علی شاہ گواڑوی جس نے بہتوں کو خدا کی راہ سے روکا ہوا ہو اور عبد المجیب
 اور عبد الحق اور عبد الواحد غزنوی جو مولوی عبد اللہ صاحب کی جماعت میں سے تھے کہلاتے ہیں اور شی
 الہی بخش صاحب کوٹھنٹ جنہوں نے میرے مخالف الہام کا دعویٰ کہے کہ مولوی عبد اللہ صاحب
 سید بنادیا ہو اور اسقدر میرے جھوٹ سے نفرت نہیں کی اور ایسا ہی نذیر حسین دہلوی جو ظالم طبع
 اور تکفیر کا بانی ہے۔ ان سب کو چاہیے کہ ایسے موقع پر اپنے الہاموں اور اپنے ایمان کی عزت رکھ لیں
 اور اپنے اپنے مقام کی نسبت اشتہار دیدیں کہ وہ طاعون سے بچا یا جائیگا اس میں مخلوق کی
 سراسر بھلائی اور گورنمنٹ کی غیر خواہی ہو اور ان لوگوں کی عظمت ثلاث ہوگی اور ولی سمجھے
 جائیں گے ورنہ وہ اپنے کاذب اور مغفزی ہونے پر قہر لگا دیں گے۔ اور ہم حقیر بے انشاء اللہ
 اس بلکہ میں ایک مفصل اشتہار شائع کریں گے۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

۲۲

غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر تبارک و تعالیٰ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کوئی اس کا نام محدث رکھنا چاہیے تو میں کہتا ہوں، تحدیث کے معنی کسی نعت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے۔ اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اسی لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ ۴۲ بارے مشتق ہے جس کے یہ معنی ہیں خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرنا اور نبی کے لیے شارع ہونا شرط نہیں ہے۔ یہ صرف موجبیت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔ پس میں جبکہ اس حد تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکو چشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جبکہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کروں یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر اقرار کرنا تعینوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس صلیٰ علیٰ وسلم وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں محراب ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ میرے لیے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اس طرح پر میرے لیے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں مگر شیطانوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار بھی کیا جاتا۔ اس لیے جس کے دلوں پر پردے ہیں۔ وہ قبول نہیں کرتے۔ میں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کریگا جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے۔ کوئی نہیں کہ میرے مقابل پر خطر کے کیونکہ خدا کی تائید ان کے ساتھ نہیں۔

اور جس میں جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لسنے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اس کا نام پا کر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے، اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کو کے پکارا ہے۔ سوا اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ اور میرا یہ قول کہ

”من نسیتم رسول و نیا دورہ ام کتاب“

اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں۔ ہاں یہ بات بھی ضرور یاد رکھنی چاہیے اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے

در بعین نمبر ۲

۳۶۹

الہامات اگر میری طرف سے اس موقع پر ظاہر ہوتے جبکہ علماء مخالفت ہو گئے تھے تو وہ لوگ ہزار ہا اعتراض کرتے۔ لیکن وہ ایسے موقع پر شائع کئے گئے جبکہ یہ علماء میرے موافق تھے۔ یہی سبب ہے کہ باوجود اس قدر جوشوں کے ان الہامات پر انہوں نے اعتراض نہیں کیا کیونکہ وہ ایک دفعہ انکو قبول کر چکے تھے اور سوچنے سے ظاہر ہوگا کہ میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی الہامات سے پڑی ہے اور انہی میں خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آئیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کر دیں۔ اگر علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے تو اس شخص کا مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو وہ کہیں اس کو قبول نہ کرتے۔ یہ خدا کی قدرت ہے کہ انہوں نے قبول کر لیا اور اس پر سچ میں پھنس گئے۔ غرض اعتراض کرنے والے اپنے اعتراضات کے وقت میں یہ نہیں سوچتے کہ جس شخص نے مسیح موعود کا دعویٰ کیا ہے وہ تو وہ شخص ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ اعزاز اور اکرام کے الہامات ہیں اور جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ عزت دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کیس خوش قسمت وہ امت ہے جس کے اول سر میں میں ہوں اور آخر میں مسیح موعود ہے اور حدیثوں سے صاف ظہور پر ثابت ہے کہ اگرچہ وہ ایک شخص امت میں سے ہے مگر انبیاء کی اس میں شان ہے۔ پھر ایسے شخص کے حق میں صلوٰۃ اللہ سلام کیوں غیر موندن اور غیر محل ہے۔ نہ معلوم کہ ان لوگوں کی عقلوں پر کیا پتھر پڑے کہ جس شخص کو تمام نبی ابتداء نے دنیا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک عزت دیتے آئے ہیں اس کو ایک ایسا ذیل سمجھتے ہیں کہ صلوٰۃ اللہ سلام بھی اس پر کہنا حرام ہے یہی وجہ تو ہے کہ ہم بادشاہان لوگوں کو متنبہ کرتے ہیں کہ خدا سے اللہ سمجھو کہ جس شخص کو مسیح موعود کے بیان فرمایا گیا ہے وہ کچھ معمولی آدمی نہیں ہے بلکہ خدا کی کتابوں میں اس کی عزت انبیاء علیہم السلام کے ہم پہلو دکھی گئی ہے۔ تم اگر یہ مانو تو تم پر ہمارا

حقیقۃ الہی

۷۵

باب چہارم

لَكَ دَرَجَةٌ فِي السَّمَاءِ فِي الَّذِينَ هُمْ يُبْصِرُونَ ۚ وَلَكَ
 نُزُلٌ مِّنْ آيَاتٍ وَنَهْدٌ مَّا يَعْمُرُونَ ۚ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
 جَعَلَكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ لَا يُسْتَلَّ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ
 يُسْئَلُونَ ۚ وَقَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا
 قَالِ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۚ إِنِّي مَهِينٌ مِّنْ أَرَادَ
 أَهَانتَكَ ۚ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدِيَ الْمُرْسَلُونَ ۚ كَتَبَ اللَّهُ
 دَرَجَاتٍ لَّكَ وَأَرَادَ أَنْ يَنْزِلَ ۚ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۚ

مجہ خدا تعالیٰ کا پاک کلام جو میری کتاب براہین احمدیہ کے بعض مقامات میں لکھا گیا ہے اس میں خدا تعالیٰ نے تصریح کر
 کر دیا ہے کہ اس طرح اُس شخص کے عیسیٰ بن مریم ٹھہرایا۔ اس کتاب میں پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور بعد اسکے ظاہر کیا
 کہ اس مریم میں خدا کی طرف سے روح پھونکی گئی اور پھر فرمایا کہ روح پھونکنے کے بعد مریم مرتبہ عیسیٰ مرتبہ کی طرف منتقل
 ہو گیا اور اس طرح مریم سے عیسیٰ پیدا ہوا کہ ابن مریم کہلایا۔ پھر دوسرے مقام میں اسی مرتبہ کے متعلق فرمایا
 فاجاء الخاضع الی جذع النخلة ۚ قَالَ يَالَيْتُكَ مَقْدِقُ قَبْلَ هَذَا وَكُنْتَ نَسِيًا مِّنْ نَّسِيٍّ ۚ
 اس جگہ خدا تعالیٰ ایک استعارہ کے رنگ میں فرماتا ہے کہ جب اس ماحمد میں مریم مرتبہ سے عیسیٰ مرتبہ کا تولد
 ہوا اور اسی لحاظ سے یہ ماحمد ابن مریم بننے لگا تو تبلیغ کی ضرورت جو دہ دہ سے مشابہت رکھتی ہے اسکو
 امت کی خشک جڑ کے سامنے لانی جن میں فہم اور تقویٰ کا پھل نہیں تھا اور وہ طیار تھے کہ ایسا دعویٰ
 سنکر انکار کی تھیں لہذا میں اور دیکھ دیں اور طرح طرح کی باتیں اُس کے حق میں کریں تب اُس نے اپنے
 دل میں کہا کہ کاش میں پہلے اس سے مر جاتا اور ایسا بھولا مسرا ہوتا کہ کوئی ایسے نام کو واقف نہ ہوتا کہ

۷۵

لہ وہ احمد کے رنگ میں ہو کر نشہ ہل۔ اب اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنے کا وقت ہے۔
یعنی جمالی طبع کی صفات کے قیام میں لہ اخلاقی کمالات ظاہر کرنے کا زمانہ ہے۔ ہمدے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شیل موٹی جی تھے لہ شیل میٹی جی۔ موٹی جلی رنگ میں آیا
تھا اور جمل لہ اپنی غضب کا رنگ اس پر غالب تھا مگر جی جلی رنگ میں آیا تھا
لہ فوٹی اس پر غالب تھی۔ سو ہمدے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کئی لہ مدنی زندگی
میں یہ دونوں نمونے جمل لہ جمل کے ظاہر کر دیئے اور پھر چاہا کہ آپ کے بعد آپ کی
فیض یافتہ جماعت بھی جو آپ کے روحانی وارث ہیں اپنی دونوں نمونوں کو ظاہر
کرے۔ سو آپ نے محمدی یعنی جمالی نمونہ دکھانے کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو
مقرر فرمایا کیونکہ اس زمانہ میں اسلام کی مظلومیت کے لئے یہی علاج قرین مصلحت تھا
پھر جب وہ زمانہ جاتا رہا اور کوئی شخص زمین پر ایسا نہ رہا کہ مذہب کے نئے اسلام
پر جبر کرے اس لئے خدا نے جمالی رنگ کو منسوخ کر کے اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنا چاہا
یعنی جمالی رنگ دکھانا چاہا۔ سو اس نے قدیم وعدہ کے موافق اپنے مسیح موعود کو
پیدا کیا جو عیسیٰ کا اوتار لہ احمدی رنگ میں ہو کر جمالی اخلاق کو ظاہر کرنے والا
ہے لہ خدا نے قبل اس جی احمد صفت کے لئے بطور احضار کے بنایا۔ سو اب
وقت ہے کہ اپنی اخلاقی قوتوں کا شمن اور جمل دکھلاؤ۔ چاہیے کہ تم میں خدا کی
مخلوق کے لئے عام ہمدی ہو اور کوئی چھل اور دھوکا تمہاری طبیعت میں نہ ہو
تم اسم احمد کے مظہر ہو۔ سو چاہیے کہ دن رات خدا کی حمد و ثنا تمہارا کام ہو
لہ خادمانہ حالت جو عائد ہونے کے لئے لازم ہے اپنے اند پیدا کر دو اور تم کا لہ طود
پر خدا کی کیونکر حمد کر سکتے ہو جب تک تم اس کو رب العالمین یعنی تمام دنیا کا
پالنے والا نہ سمجھو لہ تم کیونکر اس افراد میں پتے ظہر سکتے ہو جب تک ایسا ہی
اپنے میں بھی نہ بناؤ۔ کیونکہ اگر تو کسی نیک صفت کے ساتھ کسی کی تعریف کرتا

ازالہ اوہام

۴۶۴

تقصیر

جس کا محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے تولد ہوتا جس کا اسمائیں برائیں مریم نام ہے تو کیوں
خدا تعالیٰ کی طور پر مت میں ماریں کہ پیدا کرنے سے مجبور نہ ہو سکتی۔ سو اس نے محض اپنے
فضل سے تیری پیدائش کسی زمینی والد کے اس ابن مریم کو روحانی پیدائش احمد مانی نام کی بخشی
جیسا کہ اس نے خود اس کو اپنے الہام میں فرمایا تم احیٰ بناتک بعد ما اھلکنا قرون
الاولیٰ وجعلناک المسوح ابن مریم۔ یعنی پھر ہم نے تجھے زندہ کیا بعد اس کے جو
پہلے قریب کو ہم نے ہلاک کر دیا اور تجھے ہم نے سین میں مریم بتایا یعنی بعد اس کے جو ہم نے
پریشانی اور طعنا میں موت روحانی پیدائش گئی۔ انجیل میں بھی دسی کی طرف اشارہ ہو کہ کج
ستاروں کے گرنے کے بعد گئے گا۔

اب اس تحقیق سے ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم کی آخری زمانہ میں آنے کی قرآن شریف
میں پیش گوئی موجود ہے۔ قرآن شریف نے یوحنا کے نکلنے کی ۴۰۰ سو برس تک مدت
نمبرائی ہے۔ مدت کے اولیاء میں اپنے مکاشفہ کی رو سے اس مدت کو ملتے ہیں اور
آیہ وانا علی ذھاب ہم لقادرون جس کے معنی عمل شکستہ مدد بھی پہلای
ہمانہ کی سلا کی راقول کی طرف اشارہ کرتی ہے جس میں نئے ہمانہ کے نکلنے کی اشارت
چھپی ہوئی ہے جو قلم احمد قلوبانی کے مددوں میں بحساب جمل پائی جاتی ہے اور یہ
آیت کہ هو الذی یصل رسولہ بالقدسی و دیوان الحق لیظہرہ علی الدین مسئلہ
درحقیقت اسی سچ ابن مریم کے زمانہ سے متعلق ہے کیونکہ تمام ادیان پر روحانی غلبہ بخیر
اس زمانہ کے کسی اور زمانہ میں ہرگز ممکن نہیں تھا وہ یہ کہ یہی زمانہ ہے کہ جس میں ہزاروں
قسم کے اعتراضات اور شبہات پیدا ہو گئے ہیں اور انوع اقسام کے عقلی حملے اس پر
کئے گئے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے وای موشی الا عندنا خزائنه وما
نقولہ الا بقدر معلوم^{۱۶۶} یعنی ہر ایک کچھ کہہ سکتا ہے ہمارے پاس خزانے ہیں مگر بقدر
معلوم اور بقدر ضرورت ہم ہی کو اتار دیتے ہیں۔ سو جس قدر معارف وحقائق بطور قرآن میں

۱۶۶ مومنون: ۱۹۱ صفحہ ۱۰۰ سورہ مجملہ ۲۲

۲۹۸

یہاں کیا کتابیں ہیں نہیں کرتا ہے اسلام کا زندہ چہرہ دکھاتا ہے اور زندہ بتانہ نشانوں سے اس کی تائید کرتا ہے اور ہر طرح سے اسلام کی مدد کرتا ہے اور دشمنان اسلام کا دھانچہ ٹھکرا دیتا ہے۔ وہ اس کی نظروں میں جلتا ہے۔

صغالیٰ ذہن کیلئے تقویٰ ضروری ہے سر سبھا چاہیے کہ صغالیٰ ذہن میں تو آخر تقویٰ ہی حاصل ہوتا ہے۔ اسی واسطے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

السلامۃ - ذُوکَ الْاِحْتِیاطِ لَا رُیْبَ فِیْهِ وَهُدًى یَّمْتَنِّیْقِیْنَ (البقرة: ۲۰۶) یعنی یہ کتاب انہیں کو ہدایت نصیب کرتی ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جن میں تقویٰ نہیں۔ وہ تو اندھے ہیں۔

اگر کوئی ایک نظر سے اور خدا تعالیٰ کا خوف کر کے اس کو دیکھتا ہے تب تو اس کو سب کچھ اس میں سے نظر آجاتا ہے اور اگر خداوند تعالیٰ کی ہمتی آنکھوں پر باندھی ہوئی ہے تو وہ اس میں سے کچھ بھی نہیں دیکھ سکتا۔

شیطان کا مغلوب ہونا یسوع موعود کے ہاتھوں مقدس ہے یاد رکھنا چاہیے کہ وہاں اصل میں شیطان کے مظہر

کو کہتے ہیں جس کے منہ میں دراوہ داریت سے گمراہ کہنے والا، لیکن آخری زمانہ کی نسبت پہلی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس وقت شیطان کے ساتھ بہت جنگ ہوں گے لیکن آخر کو شیطان مغلوب ہو جائے گا۔ گو ہر نبی کے زمانہ میں شیطان مغلوب ہوتا رہا ہے مگر وہ صرف فرضی طور پر تھا حقیقی طور پر اس کا مغلوب ہونا یسوع کے ہاتھوں سے مقدس تھا اور خدا تعالیٰ نے یہ سانچہ ظہر کا وعدہ دیا ہے کہ جَاءَ اِلَیْہِ الْاَوَّلِیْنَ اَلَّذِیْنَ اَتَّبَعُوْا لَکَ فَوَقَّیْہِمْ مَّغْرَبًا اِلَیْ یَوْمِ الْاٰقِیَاْمَہِ رَاٰی عِصْرَانَ ۱۰۶ فرمایا ہے کہ تیرے حقیقی تابعین اور اولوں کو بھی دوسروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔ فرضی شیطان اس آخری زمانہ میں پھر سے نمودار ہو گا کہ وہاں ہے مگر آخری فتح تہادی ہی ہوگی۔ یہ تو تم جانتے ہی ہو اور تم اسے نزدیک یہ ایک معمولی بات ہے کہ حضرت عیسیٰ مرچے ہیں اور اس بات میں تم نے ہر طرح سے فتح بھی حاصل کر لی ہے۔

۱۔ بدر ہے۔ "اور یہی اندھا موعود ہے کہ قاعدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اسی طرح جو متقی نہیں وہ قرآن کے ٹوٹے کچھ دشمنی نہ پا سکے گا۔ جو تعصب سے نظر کرتا ہے۔ بات بات میں بدلتی ہے کام لیتا ہے وہ جزو کیا مگر فرشتہ ہی آئے تو کبھی ماننے کا نہیں۔" (بدر جلد ۱، نمبر ۱۵ ص ۱۰۷ و ۱۰۸ جلد ۱ ص ۱۰۷)

۲۔ بدر ہے۔ "اس میں پہلا وجود دو بادل کے لیے ہے ایک تو ایک نبی کو ہانسنے کے لیے، دوسرا شیطان کو ہانسنے کے لیے۔" (بدر جلد ۱، ص ۱۰۷)

براہین احمدیہ

۵۹۳

پہلی فصل

۲۹۹۔ تم لہید ہشتتم جو امر خارق عادت کسی ولی سے صادر ہوتا ہے۔
وہ حقیقت میں اُس قبیح کا معجزہ ہے جس کی وہ اُمت ہے اور یہ بدیہی اور

۲۹۹۔ کہ قادر مطلق کہ جس کے علم قدیم سے ایک ذرہ مخفی نہیں اور جس کی طرف کوئی نقصان اور خسران
عاید نہیں ہو سکتا۔ اور جو ہر ایک قسم کے جبل اور آلودگی اور ناتوانی اور غم اور حزنی اور
درد اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیوں کر اُس چیز کا عین ہو سکتا ہے کہ جو

برہنہ یقین کامل پہنچا کر منکر ہیں۔ پھر بعد اسکے فرمایا۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَبَيِّنَاتٍ لِّلْعَالَمِينَ
وَالْحَقُّ اَنْزَلْنَاهُ بِالْحَقِّ تَزَكَّى۔ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَكَانَ اَمْرًا اَلَدًّا
مَفْعُوْلًا۔ یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پر از معارف و حقائق کو
تواریخ کے قریب اُتارا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ اُتارا ہے اور بغیر ذرت حقہ اُتارا ہے۔
خدا اور اسکے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے پامنا
وہ ہونا ہی تھا۔ یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اسی شخص کے ظہور کیلئے
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث متذکرہ بالا میں اشارہ فرما چکے ہیں اور خدا نے تعالیٰ
اپنے کلام مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے چنانچہ وجہ اشارہ حقہ سوم کے الہامات میں نوح و یوحنا
ہے اور قرآنی اشارہ اس آیت میں ہے سَمَوَاتِنِ اَوْسَلَ رَسُوْلُهُ بِالْهُدٰى اَلْدِّیْنِ الْحَقِّ
لِیُظْهِرَ عَلَی الدِّیْنِ الْکَلْب۔ یہ آیت جسمانی اہم سیاست کل کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں
پیشگوئی ہے۔ اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے
ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اُس دنیا میں تشریف لائیں گے تو
اُن کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اُس عاجز پر
ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی عظمت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے
رُوسے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت
ہی متشابه واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں
اور بکندی اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طہ پر

لے الصف ۱۰

پہلی فصل

۴-۱

براہین احمدیہ

نے منع کیا ہے اور اسی کتاب کا پابند رہتا ہے جو اُس کے شارع نے دی ہے تو

برخلاف قسم دوم کے کہ اُس میں انکار کا جائزہ اور جہتک ولایت کسی ولی کی قسم سوم تک نہیں پہنچتی عارضی ہے اور خطرات امن میں نہیں۔ وجہ یہ کہ جہتک انسان کی سرشت میں خدا کی محبت اور اُس کے غیر کی عداوت دال نہیں ہے یہ کہ کچھ رنگ ریشہ ظلم کا نہیں باقی ہو کیونکہ اُس نے حق ربوبیت کو

خَلَقَ آدَمَ فَكَرَّمَهُ - پیدا کیا آدم کو پس اکرام کیا اُس کا۔ جَدَّيْ اللَّهِ فِي خَلْقِ الْإِنْسَانِ جَرَى اللَّهِ نَبِيُولَ الْخَلْقِ - اس فقرہ الہامی کے یہ معنی ہیں کہ منصب لہرثا دو ہایت اور مورد وحی الہی ہونے کا دراصل محمد انبیاء ہے اور ان کے غیر کو بطور مستعار ملتا ہے اور یہ محمد انبیاء امت محمدیہ کے بعض افراد کو بغرض تکمیل ناقصین عطا ہوتا ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عَلَمًا وَاقِعِي كَاثِبِيَاءَ بَيْنِي اِنَّ رَاٰيْنِيْلَ - پس یہ لوگ اگرچہ نبی نہیں یہ نبیوں کا کام اُن کو سپرد کیا جاتا ہے۔ وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ فَاَنْقَذَكُمْ مِنْهَا - اور تھے تم ایک

گڑھے کے کنارہ پر سو اُس سے تم کو خلاصی بخشی یعنی خلاصی کا سامان معاشیہ عَسَىٰ رَبُّكُمْ اَنْ يَّزِيْحَهُ عَنْكُمْ ذَاكِ اِنَّ عَذَابَكُمْ لَشَدِيدٌ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِيْنَ حَصِيْرًا - خدا نے تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے جو کچھ رحم کرے۔ اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی صمرا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کیلئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنی مگر طریق رفیق اور نرمی اور لطف احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات قینہ سے کھل گیا ہے۔ اُس سے سرکش رہیں گے۔ تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا نے تعالیٰ فجر میں کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لایا تھا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور

پہلی فصل

۶۰۲

برائین احمدیہ

وہ اس صورت میں بالکل اپنے نفس سے محو ہو کر اپنے شارع کی ذمہ داری

جیسا کہ چاہئے تھا ادا نہیں کیا۔ اور لقاء تام حاصل کرنے سے ہنوز قاصر ہے۔ لیکن جب اس کی سرشت میں محبت الہی اور موافقت باللہ بخوبی داخل ہو گئی۔ یہاں تک کہ خدا اس کے کان ہو گیا جس سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھیں ہو گیا

سرطان کو جس سے خواہشک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا۔ اور جلال الہی گمراہی کے تخم کو اپنی جلی قہری سے نیست نابود کر دے گا۔ اور یہ زمانہ اس زمانہ کیلئے بطور اہم کے واقع ہوا ہے یعنی اس وقت جلالی طور پر نئے تعالٰیٰ اتمام محبت کریگا۔ اب بجائے اسکے جمالی طور پر یعنی نفاذ احسان کے اتمام محبت کر رہا ہے۔

تَوْبُوا وَاصْلُوا اِلَى اللّٰهِ تَوَجَّهُوا عَلٰى اللّٰهِ تَوَكَّلُوا وَاسْتَعِظُوا بِالْعَصْبِ وَ الْقُصُولَةِ۔ توبہ کرو اور فتنہ اور فساد کو گھر اور معصیت سے باز آؤ اور اپنے مال کی اصلاح کرو اور خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس پر توکل کرو اور صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ اس سے مدد چاہو۔ کیونکہ نمکیوں سے بدیاں دور ہو جاتی ہیں۔ بُشْرٰی لَكَ يَا اَحْمَدِ ع۔ اَنْتَ مُرَادِیْ وَ مَعِیْن۔ غَوْشَتْ كَرَامَتُكَ بِسَیْدِیْ۔ خوشخبری ہو تجھے اسے میرے احمد۔

تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ میں نے تیری کرامت کو اپنے ہاتھ سے لگا یا ہے۔ قُلْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَخْضَعُوْا مِنْ اَلْعَصَا رِھْمَ وَ یَخْضَعُوْا اِلٰی وَجْہِھُ ذَٰلِکَ اَدْرَکْ لَھُمْ۔ مؤمنین کو کہہ دے کہ اپنی آنکھیں نامحرموں سے بند رکھیں اور اپنی سترگاہوں کو اور کانوں کو نالائق اُمیر سے بچا دیں۔ یہی ان کی پاکیزگی کیلئے ضروری اور لازم ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر ایک مومن کے لئے مہنیا سے پرہیز کرنا اور اپنے اعضاء کو ناجائز افعال سے محفوظ رکھنا لازم ہے اور یہی طہارت اس کی پاکیزگی کا مدار ہے۔

چشم گوش و دیدہ بندے حق بزرگین یاد کن فرمانِ قل لکم منین

نور الہدیہ

۱۱۳

ضمیمہ

وحی سے بیان کرتا ہوں اسی لمحے کہ اس بات کا دعویٰ ہو کہ میں عالم الغیب ہوں جب تک مجھے خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہو گیا ہے۔ تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔ اسی وجہ سے کمال سادگی کو میں نے حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت براہین میں لکھا ہے۔ جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھول دی تو میں اس عقیدہ سے باز آ گیا۔ میں بظہر کمال یقین کے جو میرے دل پر محیط ہو گیا اور مجھے نور سے بھر دیا اُس رسمی عقیدہ کو نہ چھوڑا حالانکہ اسی براہین میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا تھا اور مجھے خاتم الخلفاء ٹھہرایا گیا تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تو ہی کسٹھریلیب کر لیا۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہو کہ هو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ وددین الحق لیظہرہ علی الدین کلہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور پر درج تھا خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی وجہ سے باوجودیکہ میں براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا مگر پھر بھی میں نے بوجہ اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالیا گیا حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا پس میری کمال سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہو کہ وہی الہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی مگر میں نے اس رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔ میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھلے کھلے وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کیونکر اسی کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھ دیا۔

پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اسے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جمار ہا۔ جب بارہ برس گزر گئے۔ تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھل دی جائے تب تو اتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔

پس جب اس بارہ میں انتہائی خدا کی وحی پہنچی اور مجھے حکم ہوا کہ فاصدح بما تو امر بہے جو مجھے حکم ہوتا ہے وہ کھول کر لوگوں کو سنائے اور بہت سے نشان مجھے دیے گئے اور میرے دل میں روز روشن

کسی غلطی پر مجھے خدا تعالیٰ قائم نہیں رکھتا مگر یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میں اپنے اجتہاد میں غلطی نہیں کر سکتا۔ خدا کا الہام غلطی سے پاک ہوتا ہے مگر انسان کا کلام غلطی کا احتمال رکھتا ہے۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ کا مذہب بشریت ہے۔ میں نے براہین احمدیہ میں یہ بھی اعتقاد ظاہر کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر واپس آئیں گے مگر یہ بھی میری غلطی تھی جو اس الہام کے مخالفت تھی جو براہین احمدیہ میں ہی لکھا گیا۔ کیونکہ اس الہام میں خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ رکھا ہے مجھے اس قرآنی مشکوکی کا مصداق ٹھہرایا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے خاص تھی۔ اور آنے والے مسیح موعود کے تمام صفات مجھ میں قائم کئے۔ سو خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت تھی جو میں باوجود ان الہامی تصریحات کے ان الہامات کے منشاء پر اطلاع نہ پاسکا اور ایسے عقیدہ کو جو ان الہامات کے مخالفت تھا براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ اس تحریر سے میری برکت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اگر وہ الہامات براہین احمدیہ کے میری بناوٹ ہوتے جن میں واقعی طور پر مجھے مسیح موعود قرار دیا گیا تھا تو میں اپنے بیان میں ان الہامات سے اختلاف نہ کرتا بلکہ اسی وقت مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیتا۔ لیکن ظاہر ہے کہ میرا اپنا عقیدہ جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھا ان الہامات کی منشا سے جو براہین احمدیہ میں درج ہیں صریح نقیض پڑا ہوا ہے جس سے ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ وہ الہامات میری بناوٹ اور منصوبہ سے متبرک اور منزہ ہیں۔ اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ یہ انسان کا کام نہیں کہ بارہ برس پہلے ایک دعوے سے الہامی عبادت لکھ کر اس دعوے کی تہنید قائم کرے اور پھر الہامات کے بعد ایسا دعویٰ کرے جس کی بنیاد ایک مدت دواڑ پہلے قائم کی گئی ہے۔ ایسا باریک مگر نہ انسان کر سکتا ہے نہ خدا اس کو ایسے افتراؤں میں اس قدر مبتلا دے سکتا ہے۔

اس تمام تقریر سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات کی بحث میں

ۛ وہ یہ آیت ہے۔ مُحَمَّدٌ ذُو النُّسَلِ رَسُولُ اللَّهِ بِاللَّهِدَىٰ وَرَبِّهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنَّهُ عَلَىٰ بَدَنِ مُحَمَّدٍ ۖ مِنْهُ

اپنی علمی اور عملی حالت میں قوت پیدا کرے کیونکہ وہ خدا جس کو کسی نے بھی نہیں دیکھا اُس پر یقین لانے کے لئے بہت گواہوں اور زبردست شہادتوں کی حاجت ہے جیسا کہ دو آیتیں قرآن شریف کی اس واقعہ پر گواہ ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:-

وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا اخْلَا قُبُورًا نَذِيرًا فَكُلِّفَ إِذَا أُحْشِنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بَشِيرًا
یعنی کوئی قوم نہیں جس میں ڈرائیوالا نبی نہیں بھیجا گیا یہ اسلئے کہ تاہر ایک قوم میں ایک گواہ ہو کہ خدا موجود ہے اور وہ اپنے نبی دنیا میں بھیجا کرتا ہے۔ اور پھر جب ان قوموں میں ایک مدت دراز گزارنے کے بعد باہمی تعلقات پیدا ہونے شروع ہو گئے اور ایک ملک دوسرے ملک سے تعارف اور شناسائی اور آمد و رفت کا کسی قدر وہ ازہ بھی کھل گیا اور دنیا میں مخلوق پرستی اور ہر ایک قسم کا گناہ بھی انتہا کو پہنچ گیا۔ تب خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجا تا بذریعہ اس تعلیم قرآنی کے جو تمام عالم کی طبلۂ میلے مشترک ہے دنیا کی تمام متفرق قوموں کو ایک قوم کی طرح بناوے اور جیسا کہ وہ واحد لا شریک ہے۔
ان میں بھی ایک وحدت پیدا کرے اور تا وہ سب مل کر ایک وجود کی طرح اپنے خدا کو یاد کریں اور اُنکی وحدانیت کی گواہی دیں اور تا پہلی وحدت قومی جو ابتدائے آفرینش میں ہوئی اور آخری وحدت اقوامی جس کی بنیاد آخری زمانہ میں ڈالی گئی یعنی جس کا خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے وقت میں ارادہ فرمایا۔ یہ دونوں قسم کی وحدتیں خدا نے واحد لا شریک کے وجود اور اُنکی وحدانیت پر دوہری شہادت ہو کیونکہ وہ واحد ہے اسلئے اپنے تمام نظام جسمانی اور ارواحانی میں وحدت کو دوست رکھتا ہے۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ہمتہم اور آپ خاتم الانبیاء میں اسلئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی یعنی مشبہ گذرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا۔ کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا۔ وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک

لے خاطر: ۲۵۱ النساء: ۴۲

قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں۔ زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لئے اسی اُمت میں سے ایک نائب مقرر کیا

جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہو اور اُسی کا نام خاتم الخلفاء ہے

پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اُس کے آخر میں مسیح موعود ہے اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدائے ہوئے کیونکہ وحدتِ اقوام کی خدمت اُسی نائبِ نبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہو اور اُسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے **هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ** یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچائی کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے یعنی ایک عالمگیر قلمبر اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر قلمبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تغلف ہو اس لئے اس آیت کی نسبت اُن سب متقدمین کا اتفاق ہو جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر قلمبر مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا کیونکہ اس عالمگیر قلمبر کیلئے تین امر کا پایا جانا ضروری ہے جو کسی پہلے زمانہ میں وہ پاسے نہیں گئے۔

(۱) اول یہ کہ پورے اور کامل طور پر مختلف قوموں کے میل ملاقات کیلئے آسانی اور سہولت کی راہیں کھل جائیں اور سفر کی ناقابلِ برداشت مشقتیں دور ہو جائیں اور سفر بہت جلدی طے ہو سکے گویا سفر سفر ہی نہ رہے اور سفر کو جلد طے کرنے کے لئے فوق العادہ اسباب میسر آجائیں کیونکہ جب تک مختلف ممالک کے باشندوں کیلئے ایسے اسباب اور سامان حاصل نہ ہوں کہ وہ فوق العادہ کے طور پر ایک دوسرے سے مل سکیں اور آسانی ایک دوسرے کی ایسے طور سے ملاقات کر سکیں کہ گویا وہ ایک ہی شہر کے باشندے ہیں تب تک ایک قوم کے لئے یہ موقعہ حاصل نہیں ہو سکتا کہ وہ یہ دعویٰ کریں کہ کُن کا دین تمام دنیا کے دینوں پر

جلد نفل

۳۹۸

مکتوبات احمد

خدا نہیں چاہتا کہ اس کو اسی حالت میں چھوڑ دے۔ اس لئے اس نے ارادہ فرمایا ہے کہ دوبارہ اسلام میں زندگی کی روح پھونکے۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں ان کی سچائی پر صد باعلا تیں ہوتی ہیں۔ ان کی تعلیم ایک کامل بصیرت پر مبنی ہوتی ہے۔ وہ اپنی طاقت عملی کی وجہ سے لوگوں کے لئے ایک نمونہ ہوتے ہیں۔ ان میں ایک خارق عادت کشش پائی جاتی ہے اس لئے ان کی قوت جاذبہ ہزار ہا سعیدوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اور ان کے لئے خدا تعالیٰ آسمانی نشانوں کو ظاہر کرتا ہے تا ان کی سچائی پر گواہ ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ اپنے مبعوث ہونے کی علت غائی کو پالیتے ہیں اور نہیں مرتے جب تک ان کی بعثت کی غرض ظہور میں نہ آجائے۔ پس اگرچہ پہلی چار علامتیں میرے دعوے کے متعلق ثابت ہو چکی ہیں۔ لہذا میری تعلیم علی وجہ البصیرت ہے اور اسلام کا پاک اور خوبصورت چہرہ ظاہر کرتی ہے اور میری طاقت عملی میری استقامت سے ظاہر ہے کہ میں پچیس برس سے لعن طعن مخالفوں کا نشانہ ہو رہا ہوں۔ میرے پر خون کے مقدمات بنائے گئے اور گورنمنٹ کو اُکسایا گیا اور کفر کا فتویٰ دیا گیا اور مجھے سخت ڈرایا گیا۔ پھر وہ کون سی چیز تھی جس نے میری استقامت کو بحال رکھا۔ کیا وہ خدا کے ساتھ پاک تعلق نہ تھا؟ اور جو مجھ میں قوت کشش وغیرہ بھیجی ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ جب میں نے خدا کی طرف دعوت شروع کی تو میں اکیلا تھا اور اب تین لاکھ سے زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے اور جو میرے لئے نشان ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اور کوئی مہینہ بغیر نشانوں کے نہیں گزرتا مگر باوجود ان تمام علامتوں کے طالب حق کے لئے میں یہ بات پیش کرتا ہوں کہ میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہ ہی ہے کہ میں مسیحی پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے حلیت کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ طلعہ غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے۔ وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود و مہدی موعود کو کرنا چاہیے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں غر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ ☆

والسلام
فقط غلام احمد

☆ الحکم ۲۴ جولائی ۱۹۰۶ء صفحہ ۹

۴۲۷

دروازہ بند ہو جائے کیونکہ ایسے وقت میں جبکہ شرارت انتہا کو پہنچی ہو اور قطعی فیصلہ کا وقت آجائے ہے تو مخالفوں کے حق میں انبیاء علیہم السلام کی بھی دُعا قبول نہیں ہوتی۔ دیکھو حضرت لوح علیہ السلام نے طوفان کے وقت اپنے بیٹے کنعان کیلئے جو کافروں اور منکروں کو تہادِ عاکی اور قبول نہ ہوتی۔ (دیکھو سورہ ہود رکوع ۲) اور ایسا ہی جب فرعون ڈوبنے لگا تو خدا پر ایمان لایا مگر قبول نہ ہوا۔

ہاں اس خاص وقت سے پہلے اگر رجوع کیا جائے تو البتہ قبول ہوتا ہو۔ ولینذیقنہم من العذاب الاذی دون العذاب الاکبر لعلہم یرجعون یعنی جب خفیفہ کو تہادِ عاکی کے ظاہر ہوں تو اس وقت کی توبہ قبول ہوتی ہو۔ اسلئے میں بار بار کہتا ہوں کہ ابھی اس عذاب الہی کا دُنیا میں صرف آغاز ہی ظاہر ہوا ہے اور اس کا انتہا اور غایت نہایت ہی سخت ہے لہذا لوگوں کو چاہیے کہ اُس خاص ہلاکت کے وقت سے پہلے خدا کی طرف رجوع کر لیں اور خدا اور رسول اور امام وقت کی اطاعت کریں اور توبہ ترک معصیت دُعا و استغفار کے ساتھ اس کا دفعیہ چاہیں اور اپنے اندر ایک نیک پاک تہادِ بیدار کریں تا اس ہولناک عذاب سے محفوظ رہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ پختہ وعدہ ہو کہ وہ ایسے وقت میں ہمیشہ مومنوں کی کونجیات دیا کرتا ہو جیسا کہ فرمایا کَذَلِكْ حَقًّا عَلَيْنَا نَفْعُ الْمُؤْمِنِينَ۔ اب ہم اس مضمون کو اس دُعا پر ختم کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہم کو اور کل مومنوں کو اس بلا کو بچا دے اور وہ راہِ راست کی طرف رجعت فرمائے اور باہم صلح و صلاحیت حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔ اب میں اپنی جامعہ کے روحانی بھائیوں کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ اس غضب الہی کی آگ اور ہولناک عذاب سے بچنے کیلئے ہمارے پاس دو سامان ہیں۔ ایک ایمان اور دوسرا تقویٰ۔ ایمان تو یہ کہ ہم اپنے کامل یقین کو جان لیں کہ ہمارے پاس اس عذاب الہی سے بچنے کیلئے اپنے ہادی و مولا حضرت

۱۶۷

۱۶۸

جن کا ذکر حدیثِ خریف اور روایاتِ صحیحہ میں ہوا ایک مصلوق نہ ہوں۔ ہرگز نہیں۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ ابھی تک میں اپنے اندر مالی یا علمی ایسی استعداد نہیں دیکھتا جس سے میں اپنے نہیں معقولی پر بار میں حضرت موصوف کا ناصر قرار دے سکوں۔ کیونکہ یہ عاجزان دونوں باتوں میں ابھی تک بے سہارا ہوں اور تہید رہے، لیکن خدا تعالیٰ کے ان وعدوں اور تسکین پر جو مجھے دی گئی ہیں ایمان رکھتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ بلکہ میں کامل یقین سے کہتا ہوں کہ جیسا کہ وہ خدمتِ جلالِ بزرگہ کے حصہ میں

لے السجدة: ۲۲۔ آلہ لولس: ۱۰۴

۲۲۸

امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کامل ایمان لانے اور ان کے مخلصانہ اتباع کے بغیر کوئی صورت نہیں۔ اگر ہم سمجھیں گے کہ مخلصانہ اتباع کے سبب اور اگر مرہنگے تو ان کی ہی مخالفت کے باعث گویا کہ ہماری زندگی اور موت و حضور کی اطاعت اور مخالفت پر موقوف ہے اور تقویٰ یہ ہو کہ ہم اس بات سے ہر وقت ڈرتے اور اپنی تمام حرکات و سکنات کو ٹٹولتے رہیں کہ کسی امر میں ہم اپنے ہادی و مولایں ہوں اور ان کی امن بخش اطاعت سے باہر نہ رہ جائیں تاکہ اپنا تک عذاب الہی کا شکار نہ بنیں کیونکہ اس عذاب سے بچنے کیلئے امن و پناہ سوائے اطاعت احمدیہ کے نہیں ہو اس کے اندر ہے گایقیناً بچ جائیگا کیونکہ ہمارا اس بات پر کامل ایمان ہے کہ یہ عذاب جو اب دنیا کو ہلاک کر کے عدم کی راہ دکھا رہا ہے صرف حضرت امام الزمان علیہ السلام کی مخالفت کے سبب ہے اس لئے یہ بات سنت اند کے برخلاف ہے کہ یہ عذاب حضرت اقدس کے مخلص متبعین پر بھی کسی طرح کا اثر ڈالے جیسا کہ قرآن کریم کی صریح الفاظ سے یہ بات ثابت شدہ صد اوقات کہ گذشتہ زمانوں میں حضرت انبیاء علیہم السلام کے مخلص ایماندار عذاب الہی کے وقت نجات پاتے رہے ہیں اور یہ بات صرف پہلے ہی نہ تھی بلکہ اب بھی وہ جیسا کہ فرمایا: وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ۔ مگر مومن مخلص بننا شرط ہے کیونکہ اگر مومن نہ ہوگا تو وہ حضرت لوط کی بیوی اور حضرت نوح کے بیٹے کی طرح صرف جسمانی قربت یا تعلق کی وجہ سے بچ نہیں سکتا اس لئے ہر ایک مومن احمدی بھائی کو لازم ہے کہ حضرت امام الزمان کی جھوٹی اور بڑی مخالفت سے ڈرتا ہو اور کانپتا ہو آخر وقت استغفار اور دعا میں مشغول ہے تاکہ جو بار ایک باریک امر میں ہونے والی کے سبب ہم سے اکثر اوقات مخالفت ہو جاتی ہو اس کا کفارہ ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کے انتقام کیلئے اپنے مولا غلام سے محفوظ رکھے۔ اور جہاں تک ہمارے معلومات ہیں ہر ایک امر میں اپنے ہادی

(۱۷)

مقرر ہو رہی نہ ہو اس نیا جو اٹھایا جاؤنگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے ٹل نہیں جاتے اور اس کا وعدہ بڑا ہے کہ اگر ہم اس لئے نہیں سکتا اس لئے میں دوسرے کہتا ہوں کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلالی نزول کا رسول مبعوث ہوں اور وہ یہ ہے کہ اب تک حضرت مسیح موعود کا جلالی نزول نہ ہوا۔ اور اب سے جلالی شروع ہوگا یعنی پہلے لوگوں کو جلالی پیر میں پھونک دیا جائے گا تاکہ وہ خدا تعالیٰ اپنے جلالی اور قہری حورہ کے ساتھ متنبہ نہ کیا اور اسی امر کی منادی کیلئے میں مامور ہوں۔ ص ۱۱۲

ڈریہ بات اسکی بالکل صحیح ثابت ہوگئی) سلہ المردم : ۲۸

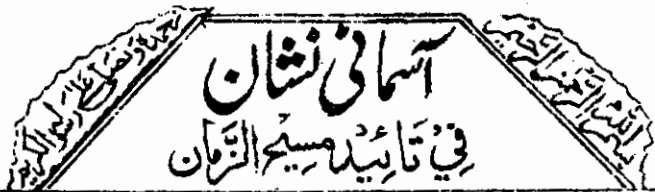
۳۱۸

(۱)

(۶)



طاعون کا علاج



﴿ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم﴾

ملک پنجاب و ہندوستان کے لوگوں پر یہ امر معنی نہیں کہ ان چند سال کے اندر آفت طاعون نے اس ملک میں کیا کچھ انقلاب کر دکھایا ہے جس شہر یا گاؤں یا گھر میں قدم رکھتی ہو مصغلی بچے بغیر نہیں چھوڑتی اس کے ہیبت ناک حملوں کے نظارہ سے دل کانپتے اور بدلوں پر لرزہ آتا ہے۔ یہ آسمانی بجلی کی طرح دنیا کو کھاتی جاتی ہو۔ لوگ اپنے گھروں اور شہروں کو چھوڑ کر بھاگتے جاتے ہیں۔ عزیز دل اور اقارب میں تفرقہ ہو

تنبیہ۔ واضح ہو کہ اشتہارِ چراغین کا محض اس غرض سے کتاب حقیقہ الہی کے ساتھ شامل کیا جاتا ہو کہ تاہر ایک نصف مزاج معلوم کرے کہ یہ شخص جو اپنے اعلان کی سزا پا چکا ہو پہلے میری تصدیق کرنا تھا اور پھر نفسِ امّار کی کشش سے بعض پادریوں سے اتفاق کر کے مرتد ہو گیا اور مجھے دجال و خیر و اموں سے بچا اور میرے مخالف کتاب منادۃ السج اور اعجاز محمدی بھی۔ اب ہر ایک نصف مزاج خود انصاف کی نظر سے دیکھ سکتا ہو کہ یہ سچی پراخین سچ جبرئیل میری تائید میں ہے شہر اور گھاٹا اور جس حد تک یہ مصدقین میں، یا خدا نے طاعون وغیرہ کو اس کو محفوظ رکھا ہو جب اس کی جائزہ اور تادم ہے کہ تغیر اور توہین ہو کر نہ ہو لی تب ہو گیا اور میری پیشگوئی کے مطابق اور نیز اپنے مبارک کی روش سے ہلاک ہوا۔ فالحمد لله على ذلك۔

حاشیہ نمبر ۱۔ میں ابجہ اس بات کو بھی ظاہر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ میرا یہ اعلان ضرور غیبی طرقت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ

۳۱۸

رہا ہے۔ دُنیا کے دم میں دم نہیں رہا۔ مخلوق اپنی بچاؤ کی مختلف تدبیروں میں مشغول ہے مگر افسوس کہ اس کی اصل حقیقت سے محض ناواقف ہیں۔

میرے دل میں بہندہ دی بنی نوع کا ایک جوش ہو گیا کہ خدا تعالیٰ نے اس حقیقی اقلعی و یقینی علاج اس عاجز و ظاہر فرمایا ہو اس لئے میرا دل و ایمان و بہرہ دی بنی نوع انسان مجھے مجبور کر رہی ہو کہ میں اس اصل علاج کو جو اس آفت کے دفعیہ کیلئے کافی و شافی ہو اور جس کے اندر دُنیا کے بچاؤ کے اسباب موجود ہیں پبلک پر ظاہر کروں تاکہ جس کی قسمت میں اس سعادت سے حصہ لینا مقصود ہے نجات پائیں۔

پس واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ قریباً صد ایک سال سے اس عاجز پرکشی رنگ میں ظاہر فرما رہا ہو کہ زمانہ روحانی قیامت یعنی صلح و صلاحیت کا زمانہ کا مقدمہ اور آغاز ہو جس کو اہل اسلام کے محاورہ میں فتح اسلام اور مسیحوں کے نزدیک مسیح کے جلالی نزول اور اسکی بادشاہت کی طرف منسوب کیا جاتا ہو اور وہ ایسا زمانہ جس میں شیطان تسلط اور دجالی فتنہ دُنیا سے اٹھائی جائیگی اور زمین و روز و شب کی طرح خدا کے جلال کی محضت سے محروم ہوگی اور حقیقی خدا پرستی ابدی و راستبازی امن و صلح کاری دُنیا میں قائم ہوگی اور قوم قوم سے اور بادشاہ بادشاہ کو لڑائی نہ کر سکے۔ مذہبی مخالفتیں تمام دُنیا سے اٹھ جائیگی اور اہل دُنیا ایک ہی طریق دین میں ہو کر صلح و صلاحیت کا کامل نمونہ ظاہر کریں گے اور قومیں جسامانی اور روحانی نعمتوں سے مالا مال ہو کر نہایت امن و ہمین کی حالت میں اپنی زندگی بسر کریں گی اور تمام جنگ و جدال فتن و فساد یعنی عداوت کفر و مصیبت رنج و مصائب دُنیا سے اٹھ جائیں گے۔ یہاں تک کہ شیر اور بیل بھیڑ اور بھیڑ یا اب

کی طرف سے نہ کریں گے اس نے مجھے امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور آپ کے اس متبرک زمانہ کی چوکی حالات پر گواہی دینے کیلئے مامور فرمایا ہے جیسا کہ سورہ بروج آیت والیوم الموعود و شاہد و مشہود کے مفہوم سے ثابت ہے کیونکہ یوم الموعود بھی زمانہ عبادت و شہود سے مراد ہے۔ حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام ہیں اور شاہد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے جناب مروج کی صداقت پر گواہی دینگے۔ بسنے میں اپنے سے دل سے خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جلن کرے گویا دینا ہوں کہ بلا شک شبہ حضرت اقدس میرزا صاحب خدا تعالیٰ کی طرف سے اس زمانہ کیلئے بعثت ہوئے منصب امامت پر مشرف ہیں اور جناب کی اطاعت خدا کی خوشنودی کا سبب اور مخالفت اُن کے قہر و غضب کا موجب ہے۔ لہذا دُنیا کے زیادہ

✽ (دعا جو پورے عالم کے پورے ہیئت مختلف ہیں در)

✽ (نقل طابقی اصل)

مستقیم

۴۵۹

ازالہ اوہام

مسیح موعود دہلوی نے کائنات

اس میں تو کچھ شک نہیں کہ اس بات کے ثابت ہونے کے بعد کہ درحقیقت حضرت مسیح الہی مریم اسرائیلی نبی فوت ہو گیا ہے ہر ایک مسلمان کو یہ ماننا پڑے گا کہ فوت شدہ نبی ہرگز دنیا میں دوبارہ نہیں آ سکتا کیونکہ قرآن اور حدیث دونوں بالاتفاق یہ بات پر شاہد ہیں کہ جو شخص مر گیا پھر دنیا میں ہرگز نہیں آئے گا۔ اور قرآن کریم اُنہم لا یرجعون مگر ہمیشہ کے لئے اس دنیا سے اُنی کو رخصت کرتا ہے۔ اور قصہ عزیرؑ وغیرہ جو قرآن کریم میں ہے اس بات کے مخالف نہیں کیونکہ نصف میں موت یعنی نوم اور غشی بھی آیا ہے۔ دیکھو قافوس۔ اور جو عزیرؑ کے قصہ میں پڑھیں پڑھ گشت پڑھ جائے گا ذکر یہ جو حقیقت میں ایک الگ دیوان ہے جس میں یہ جتنا تا منظور ہے کہ رحم میں خدا تعالیٰ ایک موعود کو زندہ کرتا ہے اور اس کی پڑیوں پر گوشہ پڑھاتا ہے اور پھر اس میں جان ڈالتا ہے ماسوا اس کے کسی آیت یا حدیث سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ عزیرؑ دوبارہ زندہ ہو کر پھر بھی فوت ہوا پس اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ عزیرؑ کی زندگی دوم نبوی زندگی نہیں تھی ورنہ بعد اس کے ضرور کہیں ماس کی موت کا بھی ذکر ہوتا یا یہاں تک کہ قرآن کریم میں جو بعض لوگوں کی دوبارہ زندگی لکھی ہے وہ بھی دنیوی زندگی نہیں۔

اب حدیثوں پر نظر فرما کر دیکھئے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خریذ مائیں زن مریم آترنے والا ہے جس کی تعریفیں لکھی ہیں کہ وہ گندم گوی ہو گا اور ہال ماس کے سیدھے ہوں گے اور مسلمان کہلے گا اور مسلمانوں کے باہمی اختلافات مودور کرنے کے لئے آئے گا اور مغرور شدہ بیت جس کو وہ بھول گئے ہوں گے انہیں یاد دلائے گا اور موعود ہے کہ وہ اس وقت نازل ہو جس وقت انتہا تک شر اور فتنہ پہنچ جائیں اور مسلمانوں پر

لے انبیاء ۹۶

انزالہ اولہم

۳۶۰

قصہ

وہ تئیں بل کا زمانہ ہو جو یوں یوں برائے کے آخری دنوں میں آگیا تھا۔

اس زمانہ کے بعض نو قیسم یافتہ ایسے شخص کے آنے سے ہی شک میں آئے جو ہر قوم کے نام پر آئے گا وہ کہتے ہیں کہ عظیم الشان شخص جو حدیثوں میں بیان کیا گیا ہے اگر واقعی طور پر ایسا آدمی آئے گا تو چاہیے تھا کہ قرآن کریم میں اس کا کچھ ذکر ہوتا جیسا کہ واجب الارض اور دغلی اور یا بوجہ اور مابوجہ کا ذکر ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ لوگ سر غلطی میں غلط تھے نے اپنے کشف مروج سے اس مابوجہ کا ہر ایک کے قرآنی کریم میں مثالی طور پر ان کریم کے آنے کا ذکر ہے اور وہ دلیل ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش موٹی قرار دیا ہے جیسا کہ فرماتا ہے انا رسولنا علیہ السلام رسولنا شاہدا علیکم کما ادرسلنا آئی فرعون و رسولنا آیت میں خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو موسیٰ کی طرح اور کفار کو فرعون کی طرح ٹھہرایا ہے جو کہ جیسا کہ فرمایا و بعد الله الذین امنوا و اتکم دلو لا یفلت لیست خلقتم فی الارض حکما استخلف الذین من قبلهم و لیست کم لهم دینہم الذی امرت فیہم و لیست لکم من بعد خو فہم امنوا یعبد و لہی لا یشرا کوئی ہی شیئاً و من کفر بعد ذلک فاو لئک ہم الفاسقون (ماجر و تہدہ ماسۃ) یعنی خدا تعالیٰ نے اس امت کے مومنوں اور نیکو کاروں کے لئے وعدہ فرمایا ہے کہ انہیں زمین میں غلبہ بنائے گا جیسا کہ اس نے پہلوں کو بنایا تھا یعنی اسی سرسبز اور طریق کے موافق اور نیز اسی مدت اور زمانہ کے مشابہ اور اسی صورت جلالی اور جمالی کی مانند جو بنی اسرائیل میں سنت اللہ گذر چکی ہے اس امت میں بھی طیفہ بنائے جائیں گے اور ان کا سلسلہ خلافت اس سلسلے سے کم نہیں ہو گا جو بنی اسرائیل کے خلفاء کے لئے مقرر کیا گیا تھا اور حق کی طر از خلافت اس سرسبز سے بہان و مخالف ہوئی جو بنی اسرائیل کے خلیفوں کے لئے مقرر کی گئی تھی پھر آگے فرمایا گیا ہے کہ ان خلیفوں کے ہارے سے زمین پر رہی

یعنی مزملی ۱۶ ص ۵۶۰

ایام الصلح

۳۸۱

مگر یاد رہے کہ کسی فرقہ متعین یا مافوقین نے یہ نہیں لکھا کہ مسیح کو اسی جہان میں خدا تعالیٰ نے چھپایا ہے۔ ہاں مسلمان صوفیوں کے ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ مسیح کا آسمان فرشتوں کے گاندھوں پر ماتھ رکھے ہوئے نازل ہونا باطل ہے کیونکہ یہ صورت ایمان بالغیب کے مخالف ہے۔ اور قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے۔ کہ جب فرشتے زمین پر اترنے نظر اٹھائیں تو اس وقت دنیا کا خاتمہ ہوگا۔ اور اس وقت کا ایمان منکور نہ ہوگا۔ اور فرماتا ہے کہ فرشتوں کو زمین پر اترتے دنیا کے لوگ ہرگز دیکھ نہیں سکتے۔ اور جب دیکھیں گے تو اس وقت یہ دنیا نہیں ہوگی۔ مگر جبکہ قرآن شریف کے نصوص صریحہ اور آیات قطعیۃ الدلالت سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ فرشتوں کا نزول اس وقت ہوگا کہ جبکہ ایمان لانا بے فائدہ ہوگا جیسا کہ جان کنلن کے وقت جب فرشتے نظر آتے ہیں تو وہ وقت ایمان لانے کا وقت نہیں ہوتا۔ تو اس صورت میں یا تو یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ مسیح کے نزول کے بعد ایمان نفع نہیں دیا۔ مگر یہ عقیدہ تو صریح باطل ہے۔ کیونکہ اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے بعد وقت اسلام دنیا پر کثرت سے پھیل جائے گا۔ اور مل باطلہ ہوک ہو جائیگی اور امتنازی ترقی کرے گی۔ پس جبکہ یہ عقیدہ رکھنا درست نہ ہوا تو بالضرورت برعایت نصوص صریحہ قرآن شریف کے اس دو سہ پہلو کو ماننا پڑا کہ فرشتوں کا اور ان کے ساتھ مسیح کا نازل ہونا محال طور پر معمول نہیں ہے بلکہ بوجہ قرینہ بنیہ نقض صریح قرآن کے اس نزول کے تاویلی طور پر مبنے ہوئے۔ کیونکہ جسمانی طور پر حضرت عیسیٰ کا آسمان سے فرشتوں کے ساتھ نازل ہونا نقض صریح قرآن سے مخالف اور معروض پڑا ہے۔ یہی شکل تھی جو اکابر اسلام کو پیش آئی اور اسی شکل کی وجہ سے امام مالک رضی اللہ عنہ نے کھلے کھلے طور پر بیان کر دیا کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں اور اسی وجہ سے امام ابن حزم بھی ان کی فوت کے قائل ہوئے۔ اور اسی وجہ سے تمام اکابر علماء معتزلہ کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ وفات پا چکے۔ غرض آسمان سے نازل ہونے کا باطلین نہ صرف آیت قل سبحان ربی نے ثابت ہوتا ہے۔

۱۳۶

۱۵۵

لے بخ اسرائیل: ۹۴

۵۱۹

میں عذاب دینا چاہوں وہ عذاب میں گرفتار ہوا اور میں کوئیں چھوڑنا چاہوں وہ عذاب سے محفوظ رہے۔“

(بدجلد ۲ نمبر ۱۳ سورہ ۲۹، رابع ۱۹ جلد ۱۰، الکمل جلد ۱۰، نمبر ۱۱ سورہ ۳۱، رابع ۱۹ جلد ۱۰، صفحہ ۱)

۲۸ رابع ۱۹ جلد ۱۰

”اٰخِرَةُ اِلٰهٍ اِلٰی وَقْتٍ مَّشَقِي لَہ

فرمایا۔ چھوٹے دن کے تو آتے ہی رہتے ہیں لیکن سخت زلزلہ جو آنے والا ہے اس کے وقت میں تاخیر ڈالی گئی ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ تاخیر کتنی ہے۔“

(بدجلد ۲ نمبر ۱۳ سورہ ۵، رابع ۱۹ جلد ۱۰، بدجلد ۲ نمبر ۱۵ سورہ ۱۲، رابع ۱۹ جلد ۱۰، صفحہ ۲)

الکمل جلد ۱۰، نمبر ۱۱ سورہ ۳۱، رابع ۱۹ جلد ۱۰، صفحہ ۱)

۳۱ رابع ۱۹ جلد ۱۰

”میں پچاس یا ساٹھ اور نشان دکھلاؤں گا۔“

(بدجلد ۲ نمبر ۱۳ سورہ ۵، رابع ۱۹ جلد ۱۰، الکمل جلد ۱۰، نمبر ۱۱ سورہ ۱۰، رابع ۱۹ جلد ۱۰، صفحہ ۱)

۱۹ رابع ۱۹ جلد ۱۰

”چند دفعہ ہونے یہ الہام ہوا تھا۔“

”اِنَّا بَشِّرُوكَ بِمَا لَا يَرٰ رَاٰیَةَ اَلَا لَکَ۔“

ممکن ہے کہ اس کی یہ تعبیر ہو کہ عود کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ اس نے پہلے تو بھی کہتے ہیں یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو۔“

(بدجلد ۲ نمبر ۱۳ سورہ ۵، رابع ۱۹ جلد ۱۰، بدجلد ۲ نمبر ۱۵ سورہ ۱۰، رابع ۱۹ جلد ۱۰، صفحہ ۲)

۱۹ رابع ۱۹ جلد ۱۰

”خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مؤمنانہ ہے۔“

(مکتوب بنام امیر اکبر عبدالحمید مرقدہ منصفہ رسالہ ”الذکر الخیر“ نمبر ۳۴ صفحہ ۲۴، قرآنہ عبدالحمید مرقدہ، فضل جلا ۱۱ نمبر ۸۵ سورہ ۱۵، جنوری ۱۹۲۵ء صفحہ ۸)

۱۰ ترجمہ از مرتب، اللہ تعالیٰ نے اس میں تاخیر ڈالی ہے وقت مقررہ تک۔

۱۰ الکمل میں یہ الفاظ ہیں ”میں پچاس یا ساٹھ نشان اور دکھلاؤں گا۔“

۱۰ ترجمہ اسام، ”ہم ایک لڑکے کا تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہو گا۔“ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۰)

روایتی نوائی جلد ۲۲ صفحہ ۲۹۹

کی حادث کے طور پر پیش آویں۔ ہر ایک قسم کی شرارت اور خباثت کو چھوڑ دیں۔ پس اگر ان سات سال

سورہ یہ ہے گیا کہ میں جانتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ وہ سورہ یہ شاید اس غریب نے لکھی رسول میں یہ کیا ہوگا۔ مگر فقیر پوچھنے نے خدا کی رضا کا خوش دلایا۔ +

پس پڑھو! کی رحمت اور خدا کا فضل ہے جو اس نے ہمیں ان تکالیف سے بچایا۔
 جن میں ہمارے مخالف گنہگار ہیں۔ میں اُس واحد لا شریک کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اگرچہ
 مبارک سے پہلے ہی وہ ہمیشہ میرے مشفق رہا۔ مگر مبارک کے بعد کچھ ایسے برکات و روحانی اور
 جسمانی نازل ہوئے کہ پہلی زندگی میں میں ان کی نظر نہیں دیکھتا۔

آنکھوں اور اسباب کے بعد میری عزت زیادہ کرنے کے لئے ظہور میں آیا۔ کتاب
سنت یحکم کی تائید ہے اس کتاب کی تائید کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے دو سامان
عطا کئے جو تین سو پورس سے کسی کے خیال میں بھی نہیں آئے تھے۔ میری یہ کتاب
سودہ لاکھ مسلمانوں کے لئے ایسی ایک لطیف دعوت ہے جس سے میں امید کرتا ہوں کہ
اُن کے دلوں پر بہت اثر پڑے گا۔ میں اس کتاب میں پاوانا نیک صاحب کی نسبت
ثابت کر چکا ہوں کہ باوصاحب درحقیقت مسلمان تھے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ آپ کا
دور تھا۔ آپ بڑے صالح آدمی تھے۔ آپ نے دو مرتبہ حج بھی کیا۔ اور اولیاء اسلام کی قیادت
پر اعتقاد بھی کرتے تھے۔ جہنم ساکھوں میں آپ کے دوصاحب اسلام اور توحید اور نماز و روزہ
کی تاکید ہائی جاتی ہے۔ آپ نماز کے بہت پابند تھے۔ اور غرض فغیض خود باجم بھی دیا کرتے تھے تفری
شادی آپ کی ایک نیکبخت مسلمان کی لڑکی سے ہوئی تھی جس کی کھانا جاتا ہے کہ آپ نے ہل
مسلمانوں کے ساتھ تعلق رشتہ بھی پیدا کر لیا۔ اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ آپ کی بھاری
یادگار دو چولہ ہے جس پر کمر شریف اور قرآن شریف کی بہت سی آیتیں لکھی ہوئی ہیں۔ آپ نے
یادگار کے طور پر گرتے کو نہیں چھوڑا۔ اور نہ اس کے جھکے کرنے کے لئے کوئی وصیت کی۔ غرض چار
کو چھوڑا جس پر قرآن شریف لکھا ہوا تھا۔ اور جس پر چل تلم سے یہ لکھا ہوا تھا۔ اِنَّ الدِّينَ مِنْ
اللّٰهِ الْاِسْلَامُ یعنی سب دین جھوٹے ہیں مگر اسلام۔ پس یہ کتاب جو بعد مسابد تہ
ہوئی۔ یہ وہ معیار رہائی ہے جو مجھ کو بھی عطا کیا گیا۔ اور خدا نے اس میں تسلی کا ثواب مجھ
کو بھی عطا فرمایا۔

نواں امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت کے زیادہ ہونے کا موجب ہوا یہ ہے کہ اس

قدومِ محمد بنیفلان سے کواجرت کے کہ نہ اپنے تمام اہل اولیاء بانی الیائے شریعت کے کسی میں اور ہر یک خدمت میں حاضر ہوں اگر اپنا
 نذر کسی اس روز میں وقف کر رہے ہیں۔ منہ۔ ۳۰

میں میری طوط خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر تھا ہر نہ ہوں اور جیسا کہ میرے

عصر میں آٹھ ہزار کے قریب لوگوں نے میرے اٹھ میں بیعت کی اور بعض قادیان پہنچ کر اور بعض نے ہندوستان خطہ توبہ کا اقرار کیا۔ پس میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس قدر بڑی آدم کی توبہ کا ذریعہ کچھ کو شہر لایا گیا ہے اس قبولیت کا نشان ہے جو خدا کی رضا مندی کے بعد حاصل ہوتی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میری خدمت کر رہے والوں میں دن بدن صلاحیت اور تقویٰ ترقی پذیر ہے۔ اور ایام سالہ کے بعد گیارہ ہزار جماعت میں ایک اور عالم پیدا ہو گیا ہے۔ میں اکثر کو دیکھتا ہوں کہ مسجد میں روتے اور توبہ میں تضرع کرتے ہیں۔ سنا پاک لے کے لوگ من کو کا فر کہتے ہیں۔ اور وہ اسلام کا بگڑا دل ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے نو عمر دوست جیسا کہ خواجہ کمال الدین بی۔ اسے بڑی سرگرمی سے دین کی شہوت میں کوشش کر رہے ہیں۔ اُن کے پیرو پرینک بختی کے نشان پانا ہوں۔ وہ دین کے لئے سہاوش اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ نمازوں میں شغور کا ہر کرتے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے نو عمر دوست میرزا یعقوب بیگ میرزا اویس بیگ جوں حد ہیں۔ بارہا میں نے اُن کو نماز میں دوتے دیکھا ہے۔

غرض یہ سب اس راہ میں خدا پر ہے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے محب خاص میرزا محمد انجمن صاحب اس راہ میں وہ صدق رکھتے ہیں کہ میں کے بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں۔ اور ہمارے محب دوست خوشی زین الدین محمد امیر اہم صاحب انجمن مذہبی وہ ایمانی پوش رکھتے ہیں کہ میں گمان نہیں کر سکتا کہ تم مذہبی میں اُن کا کوئی نظیر بھی ہے۔ ہمارے محب اور محبت و انصاف میں مولوی حکیم فیروزین صاحب ذکر کرنا اس لئے ضروری نہیں کیونکہ وہ قلم و تیا کو ہمالا کیسے میرے پاس اُن فقرائے رنگ شدہ بیٹھے ہیں جیسا کہ انصاف صبر رضی اللہ عنہم نے طریق اختیار کر لیا تھا۔

اب ہمارے مخالفین کو سوچنا چاہیے کہ اس بارغ کی ترقی اور سرسبز جہاں خلق کے برابر کے بعد کس قدر ہوئی ہے۔ یہ خدا کی قدرت نے کیا ہے جس کی آنکھیں ہوں وہ دیکھے۔ ہماری امر قسم کی غصہ جماعت۔ ہماری لاہور کی غصہ جماعت۔ ہماری سیالکوٹ کی غصہ جماعت۔ ہماری کپور تھلہ کی غصہ جماعت۔ ہماری ہندوستان کے شہروں کی غصہ جماعتیں وہ دور انصاف اور محبت اپنے اندر گھسی ہیں کہ اگر ایک ہا فرست آدمی ایک لمحہ میں ان کے منہ دیکھے تو تقریباً کچھ لیا کہ یہ خدا کا ایک معجزہ ہے جو ایسا انصاف ان کے دل میں بکھریئے اُن کے چہرہ کو اُن کی محبت کے نور چمک رہے ہیں وہ ایک پہلی جماعت جس کو خدا صدق کا نور نہ دکھائیے کیلئے تیار کرنا

دوسرا امر جو عبد الحق کے برابر کے بعد میری عزت کا موجب ہوا جسے مذاہب کا ہمارے

بقیہ

۳۶۷

یعنی خدا تعالیٰ میرے ائمہ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور میں سے

کو بدلتی نہ مباہلہ کے بعد کو کسی حرت دنیا میں بائی۔ کو کسی تربیت اس کی توگوں میں پہلی کو نئے مالی
فتوحات کے دوران سے اس پہلے۔ کو کسی علمی فعالیت کی پہلی اس کو پہلی گئی صوفی غفلت کوئی کے
طرح سے ایک شہر بننے کا دعویٰ کیا تھا کہ یہی مباہلہ کا اثر سمجھا جائے۔ مگر اس کی بددستی سے وہ دعوے
بھی باطل ہوئے۔ اور اب تک اس کی حقیقت کے پیش میں سے ایک چھوٹا بھی پیدا نہ ہوا مگر اس کے مقابلہ
خداوند تعالیٰ نے میرے اہل بیت کو پورا کر کے مجھے لایا تھا کیا ؟

وہ دشمن برکتیں مباہلہ کی ہیں جو میں نے نگھی ہیں۔ پھر کیسے نبی نہ ہو توگ ہیں جو اس
مباہلہ کو یہ اثر پہنچتے ہیں۔ فعلیہم ان بیت منقرض اولیٰ ذکر فی حدیث العشر النکالۃ۔

یہ تو خود بددستی کا نفع مگر کتب پر نظر کر کے ہیں کہ وہ مباہلہ کے میدان میں آویں اور

یقیناً سمجھیں کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے عبدالحق کے مباہلہ کے بعد یہ دس قسم کا ہم پر انعام دیا۔ اور اس

کو قبول کیا۔ اور اس کے پیشے کا دعویٰ بھی بھڑکا تھا۔ اور کوئی حرت اس کو حاصل نہ ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے

اس کے تمام دعویٰ کو رد کیا۔ اس سے بڑھ کر اس مباہلہ میں ہر گز۔ میں نے اس روز بددعا

نہیں کی۔ کیونکہ وہنا مجھے اور نبی خدا۔ اور اس کی جہالت اس کو قابل رحم طہرائی قوی محراب

میں بددعا کروں گا۔ سو پہلے کہ ہر ایک مباہلہ کی درخواست کرنے والا اپنی طرف سے چپا

ہوا اشتہار شائع کرے۔ اور یہ ضروری ہوگا کہ مباہلہ کرنے والا صرف ایک نہ ہو۔ بلکہ کسے کم

دشمن ہوں۔ اور جو مباہلہ کرنے کے ہر ایک شخص کو ایسا ہے خواہ پنجاب کا ہو یا ہندوستان کا۔ یا

عرب کا یا خار کا جس لئے یہ مشقت مختصلاً پر جہاز نہیں رکھی گئی کہ وہ دلدل و زفر

کے سپہیں بلکہ حسب منطق و حاجت علیکم فی الذین من حرم۔ سید اللہ بکم الیس

ولا یرون بکم العسائر۔ یہ تجویز قرار پائی ہے کہ ہر ایک شخص اشتہارات کے ذریعہ

سے مباہلہ کرے۔ مگر یہ شرط ضروری ہے کہ جو الہامات میں نے رسالہ انہما اتہم میں

صفحہ ۱۷ سے صفحہ ۲۰ تک لکھے ہیں۔ وہ کل الہامات اپنے اشتہار مباہلہ میں لکھے۔ اور بعض حوالہ

نہ دے بلکہ کل الہامات صفحات مذکورہ کے اشتہار میں درج کرے۔ اور پھر بعد اس کے ہدایت ذیلی

کی دعائیں اشتہار میں لکھے۔ اور وہ یہ ہے

وَعَا

اے خداوند مہم بغیر میں جو فلاں امی فلاں ساکن قصبہ فلاں ہوں اس شخص کو

♦ ملاحظہ فرمائیے کہ جب تک اس صحت کی سیاق کو دیکھیں جو اس کے لئے درج گئی ہے ایک اشتہار ہے اس اشتہار میں جو

میں لکھا ہے کہ فلاں امی فلاں ساکن قصبہ فلاں ہوں اس شخص کو یہ اشتہار ہے۔ بہت خوب ہی نشن رکھے

۳۳

ہر ایک طرح اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے۔ اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا

بَیِّنَات

ہیں کا نام ظلم احمد ہے دعویٰ مسیح موعود ہونے میں کاذب اور مغتری اس کا فوجاً
ہوں اور نہ تمام الہام میں کہ میں نے انہیں آجتم کے صفو ۱۲ صفحہ ۱۲۱ تک اس
اشتہار میں لکھے ہیں یہ سب تشریف زد تک اخترا یا شیطانی و سادس ہیں۔ تیری طرف
سے نہیں ہیں میں نے خط لے گا تو اگر تو جانتا ہے کہ میں پہنچا اس معاملہ میں اپنا
ہوں اور اس کا یہ دعویٰ تیری طرف سے نہیں اور نہ یہ الہام تیری طرف سے ہیں
بلکہ وہ درحقیقت کافر ہے تو اس نسبت پر جو وہ پر ہر انسان کہ کہ اس مغتری کو
ایک سال کے اندر ہلاک کر لے گا لوگ اس کے فتنے سے امن میں آیا میں نے گویہ
مغتری نہیں اور تیری طرف سے ہے اور یہ تمام الہام تیرے ہی منہ کی پاک باتیں
ہیں تو مجھ پر جو میں اس کو کافروں کا کتاب سمجھتا ہوں دیکھ اور وقت سے بھر ابرا
غضب آج کے دن سے ایک برس کے اندر نازل کر آئیں۔

یہ اشتہار سب کی مبالغہ کرنے والے کی طرف سے بغیر کسی تفسیر یا تفسیر کے بھیجے۔ تو ایک شخص کو کہہ دیا کہ
کہ اس اشتہار کو جاری وصحت میں پڑے تب اس کے ختم ہونے پر تمام جماعت آمین کہے گی اور ایسی ہی کیا
جائیگا لکھا یا بلو ابو مبالغہ برآ۔ ایسا ہی میری طرف اس اشتہار نے کے بعد اس ضمنوں کی تحریر مبالغہ لکھ گئی
کہ میں وہ تمام الہامات جو انہیں آجتم کے صفو ۱۲ صفحہ ۱۲۱ تک لکھے گئے ہیں اس میں تیری حق میں بیچ کر دیا
اور یہ دعا بعد اس کے لکھوں گا۔ کہ اے خدا نے گا تو جو عالم اگر تو جانتا ہے کہ میں نے دعویٰ مسیح موعود
ہونے کی طرف سے بنایا ہے اور یہ تیرے الہامات نہیں جو اس اشتہار میں لکھے گئے ہیں۔ بلکہ میرا
اختراع یا شیطانی و سادس ہیں تو مجھ کی تائید سے ایک برس گزرنے سے پہلے مجھے وفات دے
یا کسی ایسے غضب میں مبتلا کر جو موت برتر ہو لیکن اگر تو جانتا ہے کہ میرا دعویٰ تیرے الہام سے ہے۔
اور یہ سب الہامات تیرے الہامات میں جو اس اشتہار میں لکھے گئے ہیں۔ تو اس خلاف کو جو پہلے اشتہار
مبالغہ کے فتنے سے میری تکذیب کرتا اور مجھ کو کاذب جانتا ہے۔ ایک سال کے عرصہ میں نہایت
دیکھ کی طرف میں جیت کر آئیں۔ اور جب اشتہار اس خلاف مبالغہ فتنہ کے پاس پہنچے تو جانے
کہ وہ ایک جماعت میں پڑھا جائے اور بعد ختم ہونے ضمنوں کے ساری جماعت آمین کہے۔
یہ جو یہ مبالغہ ان لوگوں کے لئے ہے جو بچاؤ کو سس سے زیادہ فاصلہ پر پہنچتے ہیں۔
لیکن اگر بچاؤ کو سس کے اندر ہوں جیسے شیخ محمد حسین بیگنوی اور شتا و عند امر تشریف اور احمد اللہ

اور رنگ نہ چکھائے۔ تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کر لوں گا اور خدا جانتا ہے کہ میں ہرگز کاذب نہیں۔ یہ سات برس کچھ زیادہ سال نہیں ہیں۔ اور اس قدر انقلاب اس تھوڑی مدت میں ہو جانا انسان کے اختیار میں ہرگز نہیں۔ پس جبکہ میں سچے دل سے اور خدا تعالیٰ کی قسم کے ساتھ یہ اقرار کرتا ہوں اور تم سب کو اللہ کے نام پر صلح کی طرف بلاتا ہوں تو اب تم خدا سے ڈرو۔ اگر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوں تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔ ورنہ خدا کے ملامت کو کوئی تباہ نہیں کر سکتا۔

یہ یاد رہے کہ معمولی بحثیں آپ لوگوں سے بہت ہونگی ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کی وقتاً قرآن اور حدیث سے پایہ ثبوت پہنچ گئی۔ اس طرف سے کتابیں تالیف ہو کر لاکھوں انسانوں میں پھیل گئیں۔ طرف ثانی نے بھی ہر ایک کلیسیا اور تہذیب سے کام لیا۔ پاک کتابوں کے نیک رویوں پر بڑے بڑے اثر پڑے۔ اور ہزار ہا سعید لوگ اس جماعت میں داخل ہو گئے۔ اور تقریری اور تحریری بحثوں کے نتیجہ بھی طرغ کھل گئے۔ اب یہی بحث کو چھوڑنا یا فیصلہ نہ ہونا سے انکار کرنا محض شرارت اور بے ایمانی ہے۔ کتابیں موجود ہیں۔ ہاں عین مبالغہ کے وقت پھر ایک گھنٹہ تک تبلیغ کر سکتا ہوں۔ پس فیصلہ کی یہی راہیں ہیں جو میں نے پیش کی ہیں۔ اب اس کے بعد جو شخص طے شدہ بحثوں کی تاحی درخواست کرے گا میں سمجھوں گا۔ اس کو حق کی طلب نہیں بلکہ سہانگی کو ماننا چاہتا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اصل مسنون طریق مبالغہ میں یہی ہے کہ جو لوگ ایسے مدعی کے ساتھ مبالغہ کریں جو مامورین اللہ ہونے کا دعویٰ رکھتا ہو اور اس کو کاذب یا کافر ٹھہراویں۔ وہ

برسرِ امرِ عبدالحقِ خزوی اور میاں محمد انبیا خزوی تو ان کے لئے یہ طریق آسن ہے۔ کہ وہ بالموافق مبالغہ کریں۔ آدمی مسافرت میں طے کروں اور آدمی وہ طے کریں۔ اور ایک دوسرا بی بی بی مبالغہ ہو جائے۔ یہ ہماری آخری اقسامِ حجت ہے۔ اب بھی اگر کوئی شخص غلم کو نہیں چھوڑے گا۔ تو اس پر خدا تعالیٰ کی جنت پوری ہو گئی۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔ منہ

دلائل قاطعہ ابایدیکھ لی التھلکۃ۔ پس ہم گنہگار ہو گئے اگر دیدہ دانستہ تہلکہ کی طرف قدم اٹھائیں گے اور حج کو جائیں گے۔ اور خدا کے حکم کے برخلاف قدم اٹھانا محصیت ہے حج کرنا مشروط بشرائط ہے مگر نفل اور تہلکہ سے بچنے کے لئے قطعی حکم ہے جس کے ساتھ کوئی شرط نہیں۔ اب خود سوچ لو کہ کیا ہم قرآن کے قطعی حکم کی پیروی کریں یا اس حکم کی جس کی شرط موجود ہے۔ باوجود تحقق شرط کے پیروی اختیار کریں۔

ماسوا اس کے میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ اس سوال کا جواب دیں۔ کہ مسیح موعود جب ظاہر ہو گا تو کیا قبل اس کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ مسلمانوں کو دجال کے خطرناک فتنوں سے نجات دے یا یہ کہ ظاہر ہونے ہی حج کو چلا جائے۔ اگر بموجب نعوس قرآنہ حدیثیہ پہلا فرض مسیح موعود کا حج کرنا ہے نہ دجال کی سرکوبی تو وہ آیات اور احادیث دیکھائی جائیں تا آن پر عمل کیا جائے۔ لہذا اگر پہلا فرض مسیح موعود کا جس کے لئے وہ بافقہ آپ کے مامور ہو کر آئیگا قتل دجال ہے جس کی تائید ہمارے نزدیک اہلک اجل باطلہ بذلہ حج و آیات ہے تو پھر دی کام پیسے کرنا چاہیے۔ اگر کچھ دیانت و تقویٰ ہے تو ضرور اس بات کا جواب دو کہ مسیح موعود دنیا میں اگر پہلے کس فرض کو ادا کریگا۔ کیا پہلے حج کرنا اس پر فرض ہوگا یا یہ کہ پہلے دجالی فتنوں کا قصہ تمام کرے گا۔ یہ مسئلہ کچھ بائیک نہیں ہے صحیح بخاری یا سلم کے دیکھنے سے اس کا جواب مل سکتا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ گواہی ثابت ہو کہ پہلا کام مسیح موعود کا حج ہے تو تو ہم ہر حال حج کو چلیں گے۔ ہرج با د اباد۔ لیکن پہلا کام مسیح موعود کا استیصال فتن دجالہ ہے تو جب تک اس کام سے ہم فرغت نہ کریں حج کی طرف رخ کرنا خلاف پیشگوئی نبوی ہے۔ ہمارا حج تو اس وقت ہو گا جب دجال بھی کفر اور دجل سے باز کر طواف بیت اللہ کرے گا۔ کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے

۱۔ اس جگہ کوئی یہ اعتراض نہ کرے کہ نزالہ آہام میں یہ لکھا ہے کہ دجال کا طواف بیت اللہ سے ہو گا جس طرح خود محمول کا طواف بیت اللہ سے کیا ہے اب یہ بین اس کے خلاف ہے۔ کیونکہ دجال درحقیقت ایک گروہ ضدین

میں وقت مسیح موعود کے چمکا ہوگا۔ دیکھو وہ حدیث جو مسلم میں ملتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود اور دجال کو قریب قریب وقت میں صبح کرتے دیکھا۔ یہ مت کہو کہ دجال قتل ہوگا کیونکہ آسمانی حربہ جو مسیح موعود کے ہاتھ میں ہے کسی کے جسم کو قتل نہیں کرتا بلکہ وہ اُس کے کفر اور اُس کے باطل عقائد کو قتل کرے گا۔ اہل آفریقا گروہ دجال کا ایمان لاکر چمکیا۔ سوجب دجال کو ایمان اصحیح کے خیال پیدا ہونے دی دین ہمارے صبح کے ہی ہوتے۔ اب تو پہلا کام ہمارا جس پر خدا نے ہمیں لگا دیا ہے دجالی فتنہ کو ہٹا کر نہا ہے کیا کوئی شخص اپنے آقا کی مرضی کے برخلاف کام کر سکتا ہے؟

قولہ :- اَ تَعْمَیْ کَیْ شَیْکُوْنِیْ غُطَّ نَکْلِیْ ۔

اقول :- اَلْعَلَّہُ اَللّٰہُ عَلٰی اَلْکَاذِبِیْنَ ۔ اَ تَعْمَیْ کَیْ شَیْکُوْنِیْ شَرَطِیْ تَعْنِیْ اَدَّ شَرَطَیْ مَعْلُوْمَتِ اِلٰہِیْ یہی تھی کہ اَ تَعْمَیْ اس سے فائدہ اٹھانے سے نیز کچھ لوگوں کا امتحان ہو جائے۔ موعود اَ تَعْمَیْ نے دلی رجوع کر کے اود رجوع کے نشان دکھلا کر شرط سے فائدہ اٹھالیا۔ قسم اود تالش سے اُس نے نکلا کیا۔ پھر الہام کے مطابق ہمارے آخری اشتہار سے چودہ ماہ بعد مر گیا۔ اگر شیکوئی جھوٹی نکلی تھی تو اب اَ تَعْمَیْ کہاں ہے؟ اے نا انصاف لوگو! میں کہاں تک بار بار تمہیں سمجھاؤں۔ اُن رسالوں کو دیکھو جو اَ تَعْمَیْ کے ہاں میں میں نے شائع کئے ہیں۔ خدا نے اَ تَعْمَیْ کو اپنے الہام کے مطابق مار دیا۔ خدا نے اَ تَعْمَیْ کو خاک میں ملا دیا۔ اور تم کہتے ہو کہ شیکوئی جھوٹی نکلی۔ میں

کام یہ جو زمین پر شرک ادا کیا گیا پیوستہ ہاتھ ہیں۔ پس قریب اہل حدیث پر نظر مت کرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ ایک گروہ دجالین قیامت تک اسے نکر میں رہے کہ حق کو نقصان پہنچا دیں اور ان کا طوطا پھیل کے طوطے سے مشابہ ہو جرات کو گھوڑوں کا طواف کرتے ہیں۔ لیکن وہ گروہ ہیں کہ خدا بعیرت اہل طہارت بخش دیگا کہ طواف طہارت اہل طہارت پانے سے ہوگا۔ سواصل سے حدیث کے یہی ہیں کہ حدیث طواف دجال کے دونوں پہلو پر چڑھی ہوگی۔ چنانچہ واقعات خارجیہ بھی ایسی کی گویا دے رہے ہیں جس میں صاف یہی مکتوبہ معلوم ہوتے ہیں اور مفلوں میں وہ عیسائی مذہب سے منحرف ہو گئے ہیں۔ اہل بعیرت جس طرح خانہ خدا کی دیوانی کے نکر میں ہیں اور طرح طرح کے کرکے رہے ہیں۔

کے لئے ضروری ہے پورے طور پر میسر آگیا۔ ہاں دو مرض میرے لاشعور میں ہیں۔ ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں۔ اور دوسری بدن کے نیچے کے حصہ میں۔ اوپر کے حصہ میں دو ران سر سے اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب سے اور دونوں مرضیں اسی زمانہ سے ہیں جس زمانہ سے میں نے اپنا دعویٰ مامور من اشد ہونے کا شائع کیا ہے۔ میں نے ان کے لئے دعائیں بھی کیں مگر منع میں جواب پایا اور میرے دل میں القاء کیا گیا کہ ابتداء سے مسیح موعود کیلئے یہ نشان مقرر ہے کہ وہ دوزر دچادروں کے ساتھ دوفرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے گا۔ سو یہ وہی دوزر دچادریں ہیں جو میری جسمانی حالت کے ساتھ شامل کی گئیں۔ انبیاء علیہم السلام کے اتفاق سے زرد چادر کی تعبیر بیماری ہے اور دوزر دچادریں دو بیماریاں ہیں جو دو حصہ بدن پر مشتمل ہیں اور میرے پر بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی کھولا گیا ہے کہ دوزر دچادروں کو مراد دو بیماریاں ہیں اور ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کا فرمودہ پورا ہوتا۔

یاد رہے کہ مسیح موعود کی خاص علامتوں میں سے یہ لکھا ہے کہ (۱) وہ دوزر دچادروں کے ساتھ اترے گا (۲) اور نیز یہ کہ دوفرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے گا (۳) اور نیز یہ کہ کافر کے دم سے مرے گا (۴) اور نیز یہ کہ وہ ایسی حالت میں دکھائی دے گا کہ گویا غسل کر کے حمام میں سے نکلا ہے اور پانی کے قطرے اس کے سر سے متویں کے دانوں کی طرح پکڑتے نظر آئیں گے (۵) اور نیز یہ کہ وہ دجال کے مقابل پر خزانہ کعبہ کا طواف کرے گا (۶) اور نیز یہ کہ وہ صلیب کو توڑے گا (۷) اور نیز یہ کہ وہ خنزیر کو قتل کرے گا (۸) اور نیز یہ کہ وہ بیوی کرے گا اور انکی اولاد ہوگی (۹) اور نیز یہ کہ وہی ہے جو دجال کا قاتل ہو گا (۱۰) اور نیز یہ کہ مسیح موعود قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ فوت ہو گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں داخل کیا جائے گا۔ و تِلْكَ عَشْرُ كَامَلَةٍ۔ پس دوزر دچادروں کی نسبت ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہ دو سماں ہیں جو حد

تہ

۵۸۱

حقیقت الہی

۱۳۳

کہ میں آپ کے افتراء کی وجہ سے کسی انسانی عدالت میں آپ پر نالاش نہیں کروں گا۔ سو میں کہتا ہوں کہ میں نہ صرف انسانی عدالت میں نالاش کروں گا بلکہ میں خدا کی عدالت میں بھی نالاش نہیں کرتا۔ لیکن چونکہ آپ نے محض جھوٹے اور قابلِ شرم الزام میرے پر لگائے ہیں اور مجھے ناکردہ گناہ دکھ دیا ہے اسلئے میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ میں اس وقت سے پہلے مروں جب تک کہ میرا قادرِ خدا ان جھوٹے الزاموں سے مجھے بری کر کے آپ کا کاذب ہونا ثابت نہ کرے۔ اَلَا اِنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلٰی الْكَافِرِیْنَ۔ اسی کے متعلق قطعی اور یقینی طور پر مجھ کو ۱۱ دسمبر ۱۹۵۷ء روز پنجشنبہ کو یہ الہام ہوا۔

برمقام فلک شدہ یارب اگر امید سے دہم مدار عجب۔ بعد ۱۱۔
انشاء اللہ تعالیٰ۔ مگر بہر حال ایک نشان میری بریت کے لئے اس مدت میں ظاہر ہو گا جو آپ کو سخت شرمندہ کرے گا۔ خدا کی کلام پر مہنسی نہ کرو۔ پہاڑ ٹل جاتے ہیں۔ دریا خشک ہو سکتے ہیں۔ موسم بدل جاتے ہیں مگر خدا کا کلام نہیں بدلتا جب تک پورا نہ ہو لے۔

اسی طرح میری کتاب اربعین نمبر ۱۹ صفحہ ۱۹ میں بالوالہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے
یٰرِیْدُوْنَ اَنْ یَّرُوْا اَھْمَکُمْ وَاَللّٰھُ یَرِیْدُ اَنْ یَّرِیْکَ اَنْعَامَہٗ۔ اَلَا اَنْعَامَاتُ الْمَتَوَاتِرَۃِ۔
اَنْتَ مَعْنٰی بِمَنْزِلَہٗ اَوْلَادِیْ۔ وَاَللّٰھُ وَلِیْکَ وِرْبُکَ فَقُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا۔
یعنی بالوالہی بخش جابھتا ہر کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی طیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے لہذا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔ یعنی حیض ایک ناپاک چہرے مگر بچہ کا جسم اسی سے تیار ہوتا ہے۔
اسی طرح جب انسان خدا کا جو جاتا ہے تو جس قدر فطرتی ناپاکی اور گندہ ہوتا ہے جو انسان کی فطرت کو لگا ہوا ہوتا ہے اسی سے ایک روحانی جسم تیار ہوتا ہے۔ یہی طہت انسانی ترقیات کا قیوم ہے۔ اسی بناء پر صوفیہ کا قول ہے کہ اگر گناہ نہ ہوتا تو انسان کوئی ترقی نہ کر سکتا۔ آدم کی ترقیات کا بھی یہی موجب ہوا۔ اسی وجہ سے ہر ایک نبی مضمیٰ کرویں پر نظر کر کے استغفار

ظاہر ہے کہ بچہ اہل فیہم انھیاط اشارے کے طہر ہے۔ اور دراج میں سے ایک درجے کی علامت کنہ یہ مقرر فرمائی گئی ہیں۔ جیسا کہ حضرت یح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی۔ کہ گوہر یا آپ عودت میں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ربوبیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا جہنہ والے کے لئے اشارہ کافی ہے پس جن لوگوں کو میرا وہ رنہ جو میں نے حضرت یح موعود علیہ السلام کی خدمت میں دکھا تھا اور اس میں اپنی کشفی حالت ظاہر کی تھی میرے جنون کی دلیل نظر آتا ہے وہ اپنے ایمان کی فکر کریں اور قرآن کے الفاظ تالیف حاکم مقام دیدہ جنتن ومن دہ لہما جنتن پچ سی کسوٹی پر اپنے ایمان کو پرکھیں یہاں اللہ تعالیٰ ڈرنے والے کو دو جنت عطا فرمائے گا وعدہ فرماتا ہے جس کی تفریق درمیانی تقرات ہیں۔ پہلے اون میں چٹے ہونگے۔ لونو اور مرجان ہونگے سرانے ہونگے وغیرہ وغیرہ افر میں فرماتا ہے کہ اون دو جنتوں سے دوسرے دو جنت اور بھی ہیں پہلے جیسے مرنے کے بعد اون کو دو جنت ملیں گے ایسے ہی اسی دینی زندگی میں ہی دو جنت ملیں گے اور الفاظ من کان فی حدیۃ العلیٰ خود فی الاخرة الخلی۔ اس کی تفسیر ہے۔

اب میاں صاحب اور بروی محمد علی صاحب ہربانی فرما کر کھول کر لکھیں کہ اُن کو دو جنت کون سے حاصل ہیں۔ یوہی اراض کر دینا تو بڑا آسان ہے خود کسی صنعت کے موصوف بشکرتا دیں۔ اب میں مختصر طور پر اون خوابوں بعد کشتوں کو ظاہر کرتا ہوں جو بطور پیشگوئی ظاہر ہوئے اور جوئے نواسے ہیں ایک سال سے لیا وہ عرصہ گذرا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پشاد کے گرد کسی سلطان بادشاہ کی چیل چال ہو رہی ہے انجام کچھ معلوم نہ ہوا تھا مگر تاہم میں نے

برائین احمدیہ حصہ پنجم

۸۱

میرے حالات کو کچھ اپنے عقائد کے برخلاف پا کر اپنے دلوں میں کہا کہ یا الہی کیا تو ایسے انسان کو اپنا خلیفہ بنائے گا کہ جو ایک مفسد آدمی ہے جو ناحق قوم میں ٹھوٹ ڈالتا ہے اور علماء کے ستمات سے باہر جاتا ہے۔ تب خدا نے جواب دیا کہ جو مجھے معلوم ہے وہ تمہیں معلوم نہیں۔ یہ خدا کا کلام ہے کہ جو مجھ پر نازل ہوا اور مدح و تحقیر میرے اور میرے خدا کے درمیان ایسے باریک راز ہیں جن کو دنیا نہیں جانتی بسجے خدا سے ایک نہائی تعلق ہے جو قابل بیان نہیں۔ اور اس زمانہ کے لوگ بس سے بے خبر ہیں۔ پس یہی معنی ہیں اس دینی الہی کے کہ خالی لئی اعلم ما لا تعلمون۔ پھر تفسیر تفسیر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ شخص مجھ سے نزدیک ہوا۔ اور میرا قرب کامل پاس لے پایا۔ اور پھر بعد اس کے ہمدردی خلایق کے لئے انکی طرف توجہ ہوا اور مجھ میں اور مخلوق میں ایک واسطہ ہو گیا جیسا کہ دو تو محول میں دتر ہو۔ اور اس لئے کہ وہ اس درمیانی مقام پر ہے وہ دین کو از سر نو زندہ کر دیا اور شریعت کو قائم کر دیا۔ یعنی بعض غلطیوں جو مسلمانوں میں رائج ہو گئی ہیں اور ناحق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ان غلطیوں کو منسوب کیا جاتا ہے۔ ان سب غلطیوں کو ایک حکم کے منصب پر ہو کر ٹھہ کر رہے گا۔ اور شریعت کو جیسا کہ ابتدا میں سیدھی تھی سیدھی کر کے دکھا دے گا۔

پھر انہی شیعوں کے بارے میں برائین احمدیہ میں اور بھی الہام میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ نَعُوذُ وَقَالُوا لَا تَحِينَ مَنَاصُ۔ اَم يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعُ مَنْتَحَو۔ سَيُجْزَمُ الْجَمْعُ وَيُولُونَ الدَّبْرُ۔ وَان يَرَوْا آيَةً يُعْرَضُوا وَيَقُولُوا صَحْرُ مَسْتَمٍ۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ وَاعْلَمُوا اَنَّ اللّٰهَ يَحْيِي الْمَوْتِيْنَ بَعْدَ مَوْتِهِمْ۔ وَمَنْ كَانَ لِلّٰهِ كُنْ اِلَٰهًا لَهُ۔ قُلْ اِنْ اَخْتَرْتُمْ فَلَقِىْ اِجْرَامًا شَدِيدًا۔ يَا اَحْمَدُ اَنْتَ مَرَادِي وَمَعِي غُرْمَتِ كَرَامَتِكَ بِيَدِي۔ اَكَا نَ لَلنَّاسِ عَجَبًا۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ عَجِيبٌ لَا يُشْمَلُ

۱۳۷

کشتی نوح

تقویۃ الایمان

۵۰

کیا جائے کہ تیس کیوں ابن مریم کہا جائے۔ اور کیا آج سے بیس ہائیس برس پہلے بلکاس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہو سکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر اقل اپنا نام مریم رکھتا اور پھر آگے چلکر افتراء کے طور پر یہ الہام بنانا کہ پہلے زمانہ کی مریم کی طرح مجھ میں بھی عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور پھر آخر کار صفحہ ۵۵۶ پر اہین احمدیہ میں یہ لکھ دیا تاکہ اب میں مریم ہو عیسیٰ بن گیا۔ اے عزیز و خود کردار خدا سے ڈرو برگزیدہ انسان کا فعل نہیں یہ باریک اور دقیق حکمتیں انسان کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہیں۔ مگر براہین احمدیہ کی تالیف کے وقت جس پر ایک زمانہ گزر گیا مجھے اس منصوبہ کا خیال ہوتا۔ تو میں اسی براہین احمدیہ میں یہ کیوں لکھتا کہ عیسیٰ مسیح ابن مریم آسمان سے دوبارہ آئے گا۔ سوچو کہ خدا جانتا تھا کہ اس بحث پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائیگی۔ اسلئے گو اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مرتبت میں میں نے پروردگار پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اسپر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے۔ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفع کی گئی اور استعداد کے رنگ میں مجھے حائل ٹھہرایا گیا۔ اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بزرگوار اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس سے میں ابن مریم ٹھہرا۔ اور خدا نے براہین احمدیہ کے وقت میں اس برتر معنی کی مجھے خبر نہ دی۔ حالانکہ وہ سب خدا کی وحی جو اس راز پر مشتمل تھی میرے پرنازل ہوئی اور براہین میں درج ہوئی۔ مگر مجھے اسکے معنوں اور ترتیب پر اطلاع نہ دی گئی۔ اسی واسطے میں نے مسلمانوں کا ایسی حقیقہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو۔ وہ میرا لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رسمی تھا۔ مخالفوں کے لئے قابل استناد نہیں۔ کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعویٰ نہیں جب تک کہ خود خدا تعالیٰ مجھے نہ سمجھا دے۔ سو اس وقت تک حکمت الہی کا یہی

۵۱

کشتہ زدن

۵۱

تقویۃ الایمان

تقاضا تھا کہ براہین احمدیہ کے بعض الہامی اسرار میری سمجھ میں نہ آتے۔ مگر جب وقت آگیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے۔ تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعویٰ مسیح موجود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں یہ وہی دعویٰ ہے جو براہین احمدیہ میں بار بار تصریح کھدایا ہو۔ (جنگل ایک الہام کا بھی ذکر کرتا ہوں۔ اور مجھے یاد نہیں کہ میں نے وہ الہام اپنے کسی رسالہ یا اشتہار میں شائع کیا ہے یا نہیں۔ لیکن یہ یاد ہے کہ صد ہا لوگوں کو میں نے سنایا تھا۔ اور میری یادداشت کے الہامات میں موجود ہے۔ اور وہ اس زمانہ کا ہے جبکہ خدا نے مجھے پہلے مریم کا خطاب دیا اور پھر نوحؑ روح کا الہام کیا۔ پھر بعد اسکے یہ الہام ہوا تھا۔ فاجاءھا المخاض الى جنح النخلة قالت يا ليتني مت قبل هذا وكنت نسيا منسيا۔ یعنی پھر مریم کو پھر وہ اس عاجز سے ہے۔ درد زہ تہ مجھ کی طرف لے آئی یعنی عوام الناس اور جاہل اور بے سمجھ علماء سے واسطہ پڑا۔ جن کے پاس ایمان کا پھل نہ تھا جنہوں نے تکفیر و توہین کی اور کالیاں دیں اور ایک طوفان برپا کیا۔ تب مریم نے کہا کہ کاش میں اس پہلے نہ جاتی اور میرا نام و نشان باقی نہ رہتا۔ یہ اس شورش کی طرف اشارہ ہے جو ابتداء میں مولویوں کی طرف سے بہ ہیئت مجموعی پڑا اور وہ اس دعوے کو برداشت نہ کر سکے اور مجھے ہر ایک جیل سے انہوں نے فنا کرنا چاہا۔ تب اس وقت جو کہ اب مطلقاً ناگھٹل شورش و طوفان کھجکھ میرے دل پر گزرا۔ اس کا پس منظر خدا تعالیٰ نے نقشہ کھینچ دیا ہو۔ اور اسکے متعلق اور بھی الہام تھے جیسا اَلْقَدْ جَعَلْنَا شَيْئًا قُرْآنًا۔ مَا كَانَ أَبُوكَ اِمْرًا سَوِيًّا وَمَا كَانَتْ اُمُّكَ بَيْعًا۔ اور میرے ساتھ کا الہام براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۱ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے۔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدًا۔ وَلَيُجْعَلَنَّ اٰيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ اَمْرًا مُّقْضِيًّا۔ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيْهِ تَمَّتْ رُوْحُ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۶ سطر ۱۲-۱۳۔ ترجمہ اور لوگوں نے کہا کہ اے حرم تو نے یہ کیا کہ وہ اور قابلِ تعزیرین کام دکھلایا جو راستی سے دور ہے۔ تیرا باپ اور تیری ماں تو ایسے نہ تھے۔

ڈنوٹ۔ اس الہام مجھے یاد آگیا کہ شادریں فضل شاہ و حرم شاہ نام ایک سید تھے جو میرے والد صاحب بہن

۵۲

حصہ چہم

۳۶۱

ضمیمہ براہین احمدیہ

نہ صرف حدیثوں میں بلکہ قرآن شریف سے بھی ہی مستنبط ہوتا ہے کیونکہ سورہ تھیم میں صریح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بعض افراد اس امت کا نام مریم رکھا گیا ہے اور پھر خودی اتباع شریعت کی وجہ سے اس مریم میں خدا تعالیٰ کی طرف سے روح پھونکی گئی اور روح پھونکنے کے بعد اس مریم عیسیٰ پیدا ہو گیا۔ اور اسی بنا پر خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ بن مریم رکھا کیونکہ ایک زمانہ میرے پر صرف مریم کی حالت کا گذرا۔ اور پھر جب وہ مریم کی حالت خدا تعالیٰ کو پسند آگئی تو پھر مجھ میں اس کی طرف سے ایک روح پھونکی گئی۔ اس روح پھونکنے کے بعد میں مریم کی حالت سے ترقی کر کے عیسیٰ بن گیا جیسا کہ میری کتاب براہین احمدیہ حصہ سابع میں مفصل اس بات کا تذکرہ موجود ہے۔ کیونکہ براہین احمدیہ حصہ سابع میں لیل میرا نام مریم رکھا گیا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا مریم اس کی انت و زوجت الجنۃ یعنی اے مریم تو واقعہ جو تیرا رفیق ہے دونوں بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ اور پھر اسی براہین احمدیہ میں مجھے مریم کا خطاب دیکر فرمایا کہ نفخت ذیاب من روح الصدق یعنی اے مریم! میں نے تجھے میں صدق کی روح پھونک دی۔ پس استعارہ کے رنگ میں روح کا پھونکنا اس عمل سے مثلاً ہے تھا جو مریم صدیقہ کو ہوا تھا۔ اور پھر اس عمل کے بعد آخر کتاب میں میرا نام عیسیٰ رکھ دیا۔ جیسا کہ فرمایا کہ یا عیسیٰ اتی متوفیک ودا فحلت الیٰتی۔ یعنی اے عیسیٰ میں تجھے وفات دے دوں گا اور مومنوں کی طرح میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اور اس طرح پر نبی خدا کی کتاب میں عیسیٰ بن مریم کہلایا۔ چونکہ مریم ایک اتنی فخر ہے اور عیسیٰ ایک نبی ہے۔ پس میرا نام مریم اور عیسیٰ رکھنے سے یہ ظاہر کیا گیا کہ میں اتنی فخر بھی ہوں اور نبی بھی۔ مگر وہ نبی جو تبارک کی برکت سے خلقی طور پر خدا تعالیٰ کے نزدیک نبی ہے اور میرا نام عیسیٰ بن مریم ہونا وہی امر ہے جس پر نادانی اعتراض کرتے ہیں کہ حدیثوں میں تو آنے والے عیسیٰ کا نام عیسیٰ بن مریم رکھا گیا ہے۔ مگر شخص تو ابی حیم نہیں ہے۔ اور اس کی والدہ کا نام مریم نہ تھا۔ اور نہیں جانتے کہ جیسا کہ سورہ تحریم میں وعدہ تھا میرا نام پہلے مریم رکھا گیا اور پھر خدا کے فضل نے مجھ میں نفخ روح کیا۔ یعنی اپنی ایک شخص نبی سے اس مریم کی حالت سے ایک دوسری حالت پیدا کی اور اس کا نام عیسیٰ رکھا۔ اور چونکہ وہ حالت

۱۹۰

انزالِ اہام

۴۵۴

قصہ

اب تم خود سمجھ سکتے ہو کہ اس حدیث سے صلیب معلوم ہوتا ہے کہ جب جیل اور بے ایمانی اور ضلالت جھوٹے سرکاری مدعیوں میں دھماکا نہ کیا جاتا تو تعمیر کی گئی ہے دنیا میں پھیل جانے کی اہل زمین میں حقیقی ایمان داری ایسی کم ہو جائے گی کہ گویا وہ آسمان پر اٹھ گئی ہوگی اور قرآنی کریم ایسا متروک ہو جائے گا کہ گویا وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اٹھایا گیا ہوگا۔ تب منور ہے کہ قارس کی اصل سے ایک شخص پیدا ہو اور ایمان کو دنیا سے لے کر پھر زمین پر تامل ہو۔ سو فیہ تامل سمجھو کہ تامل ہونے والا لکھ مریم بھی ہے جس نے عیسیٰ میں مریم کی طرح اپنے زمانہ میں کسی ایسے شیخ کا دروہانی کو نہ پایا جو اس کی روحانی پیداوار کا موجب نظر آتا تب خدا تعالیٰ خود اس کا متولی تھا۔ اور تربیت کی کتاب میں لیا اور اس اپنے بزرگ کا نام لکھ مریم رکھا۔ کیونکہ اس نے مخلوق میں سے اپنی روحانی والدہ کا تو منہ کھاجس کے حویلی سے اس نے قلب سلیم پلایا لیکن حقیقت اسلام کی اس کو خیر انسانوں کے فہم کے حاصل ہوئی تب وہ وجود روحانی پا کر خدا تعالیٰ کی طرف اٹھ گیا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے مہمرا سے اس کو موت دے کر اپنی طرف اٹھالیا اور پھر ایمان اور عرفان کے درخیز کے ساتھ خلق اللہ کی طرف تہل کیا۔ سو وہ ایسا اور عرفان کا شریک دنیا میں محفوظ رہا اور زمین جو ششماں پڑی تھی اور تاریک تھی اس کے روشن اور آباد کرنے کے فکر میں لگ گیا۔ پس مثالی صورت کے طور پر عیسیٰ میں مریم ہے جو بغیر باب کے پیدا ہوا کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ اس کا کوئی والدہ روحانی ہے۔ کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل اربعہ میں کوئی سلسلہ میں سے داخل ہو پھر اگر یہ اربعہ مریم نہیں تو کون ہے؟

اور اگر اب بھی تمہیں شک ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ مسلمانوں کے ساتھ جرنی اختلافات کی وجہ سے نفرت پڑی صدیقوں کا کام نہیں۔ مومن تعان نہیں ہوتا لیکن ایک طریق بہت آسان ہے اور وہ حقیقت قائم مقام مہالہ ہی ہے جس سے کاذب اور مصلوق کو قبول اور مصلوق کی طرف متوجہ ہو سکتی ہے۔ اور وہ یہ ہے جو قبل میں مونی قلم سے لکھتا ہوں۔

خطبہ الہامیہ

۸۳

فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَىٰ مِنْ

در تورات و انجیل و قرآن
و کسٹ زیادہ تر وفا کنندہ دہندہ اور
تورات اور انجیل اور قرآن میں اللہ دہندہ کا وفا کرنے والا اور

اللَّهِ وَعُذًّا وَاصْدَقَ قِيلًا ۖ وَلَمَّا كَانَ وَعْدُ

درازہ تر راست گو از خدا تعالیٰ
راست گو خدا تعالیٰ سے زیادہ کون ہے۔
اور جس وقت کہ وعدہ

الْمُشَاقَّهَةِ فِي سِلْسَلَتِي إِلَّا سِخْلَافٌ وَعُذَّا الْكَذِّ

مشابہت در سلسلہ
مشابہت خلاف کے دونوں سلسلہ میں تھا۔
میں دو خلافت بعد

بِالنُّوْنِ الثَّقِيلَةِ مِنَ اللَّهِ صَادِقُ الْوَعْدِ الَّذِي

گو از طرف خدا تعالیٰ چون ثقیلہ نوکد کردہ شدہ بود
اور خدا تعالیٰ کی طرف سے نون ثقیلہ کے ساتھ نوکد کیا گیا تھا

هُوَ أَوَّلُ مَنْ وَفَىٰ ۖ إِنْ قُتِلَ هَذَا الْأَمْرُ أَنْ

اس امر اتفاقاً کرو
اس بات نے اتفاقاً کیا

يَأْتِي اللَّهُ بِآخِرِ السِّلْسِلَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ خَلِيفَةُ

در آخر سلسلہ محمدیہ
سلسلہ محمدیہ کے آخر میں وہ خلیفہ آئے

هُوَ مِثْلُ عِيسَى ۖ فَإِنَّ عِيسَىٰ كَانَ آخِرَ خُلَفَاءِ

او مثیل عیسیٰ علیہ السلام باشد چرا کہ عیسیٰ علیہ السلام
کردہ عیسیٰ علیہ السلام کی مانند ہو کسی نے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو خلیفوں میں آخری خلیفہ

۸۴

خطبہ الہامیہ

مِلَّةِ مُوسَىٰ كَمَا مَضَىٰ ۖ وَوَجَبَ أَنْ لَا يَكُونَ

از خلفائے سلسلہ موسیٰ علیہ السلام چنانکہ گذشت۔ و واجب شد ایک نہ باشد
جیسا کہ بیان ہوا اور واجب ہوا کہ یہ خلیفہ

هَذَا الْخَلِيفَةُ مِنَ الْقُرَيْشِ وَأَنْ لَا يَأْتِيَ مَعَ

ہیں خلیفہ کہ او از خلفا و است از قریش و ایک نہ یاید
جو خاتم الخلفاء ہے قریش میں سے دہو دے اور تنوار نہ اٹھائے

السَّيْفِ وَلَا يُؤْمَرُ لِلْوُغَى ۖ لِيَتِمَّ أَمْرُ الْمَشَابَهَةِ

بشیر و نہ حکم کند برائے جنگ تاکہ امر مشابہت بجمال رسد
اور جنگ کا حکم نہ کرے تاکہ مشابہت پوری ہو جائے۔

كَمَا لَا يَخْفَى ۖ وَوَجَبَ أَنْ يَظْهَرَ تَحْتَ حُكُومَةٍ

چنانکہ پوشیدہ نیست و واجب شد ایک ظاہر گردد زیر حکومت
جیسا کہ پوشیدہ نہیں اور یہ بھی لازم ہوا کہ وہ ایک دوسری قوم کی حکومت کے نیچے

قَوْمٍ آخَرِينَ الَّذِينَ هُمْ كَمِثْلِ قَوْمٍ بُعِثَ

قوم دیگر کہ باشند بجز اُن قوم کہ حضرت سید
ظاہر ہو دے جو وہ قوم مثل اُن قوم کے ہو کہ حضرت سید

الْمَسِيحِ فِي زَمَنِ حُكُومَتِهِمْ فَأَنْظَرُ إِلَى هَذِهِ

عیسایہ السلام وہ زمانہ حکومت شان ظاہر شد۔ پس ہمیں
عیسایہ السلام اس کی حکومت کے زمانہ میں ظاہر ہوئے تھے۔ پس اس مشابہت کو دیکھ

الْمُضَاهَاةَ فَإِنَّهَا أَوْضَحُّ وَأَجْلَى ۖ وَأَنْتَ تَعْلَمُ

اس مشابہت را ہر اُن آں واضح تر و روشن تر است۔ و تو میدانی کہ
کہ کبھی واضح اور روشن تر ہے اور تو جانتا ہے کہ

صفحہ نمبر

۳۰۳

ضمیمہ برائیں احمدیہ

اور صلیب دینا چاہتا تھا جو مغضوب علیہم قرار پائیں گے۔ اسی واسطے خدا تعالیٰ نے پنجوقتہ نماز میں بھی یہی دُعا سکھلائی جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ فاتحہ میں یہ تعلیم فرماتا ہے :-
 اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین
 پس انعت علیہم سے مراد انبیاء یہود ہیں اور مغضوب علیہم سے مراد وہ یہود ہیں جنہوں نے
 حضرت عیسیٰ کو قبول نہیں کیا تھا۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ اس امت میں ایسے یہود سیرت
 بھی ہونے والے ہیں جو حضرت عیسیٰ کے وقت تھے۔ پس ضرور ہے کہ ان کے ساتھ اسی
 امت میں سے ایک عیسیٰ بھی ہو جس کے انکار سے وہ اُس قسم کے یہودی بن جائیں گے
 جو مغضوب علیہم ہیں۔ اب وہ لوگ جو مجھ کو ملامت کرتے ہیں کہ تو نے اپنے تئیں
 عیسیٰ کیوں بنایا درحقیقت یہ ملامت اُن کی طرف ہی رجوع کرتی ہے کیونکہ اگر وہ
 یہود نہ بننے تو میں بھی عیسیٰ نہ بنتا۔ مگر ضرور تھا کہ خدا کا کلام پورا ہوتا عجیب نادان
 ہیں۔ یہود بننے کے لئے آپ تیار ہیں مگر عیسیٰ کو باہر سے لے لیتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ اصحیحی سلسلہ کی عمارت بالکل اسرائیلی سلسلہ کے مطابق بنائی گئی
 ہے۔ یہی حکمت ہے کہ اس سلسلہ کا عیسیٰ بھی خاندان بنی اسرائیل میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ
 مسیح بھی بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا تھا۔ وجہ یہ کہ بنی اسرائیل میں سے کوئی اُس کا
 باپ نہ تھا صرف ملل اسرائیل تھی۔ یہی مشابہت اس جگہ موجود ہے جس بیان کر چکا
 ہوں کہ میری بعض اُتہات رسالت میں سے تئیں اور خدا کی وحی بھی مجھ پر ظاہر
 کیا اور جس طرح حضرت عیسیٰ نے باپ کے ذریعہ سے ندرج حاصل نہیں کی تھی وہی طرح
 میں نے بھی علم اور معرفت کی ندرج کسی روحانی باپ سے یعنی استاد سے حاصل نہیں کی۔
 پس ان تمام باتوں میں مجھ میں اور حضرت عیسیٰ میں شدید مشابہت ہے۔ لہذا خدا تعالیٰ
 نے اسرائیلی سلسلہ کے مقابل پر اصحیحی سلسلہ قائم کر کے عیسیٰ بننے کے لئے مجھے
 چن لیا۔ صدر سلسلہ اسلام میں حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کا نام

حصہ پنجم

۳۰۴

ضمیمہ براہین احمدیہ

موسیٰ رکھا گیا جن کے ماں باپ دونوں قریش تھے۔ اور آئندہ سلسلہ میں یہ عاجز ہے جو فقط ماں کے لحاظ سے قریش ہے جس کا نام عیسیٰ رکھا گیا۔

مردم ناہل گویند کہ چوں عیسیٰ شدی
چوں شما را شد یہود اندر کتاب پاک نام
دندہ از دندے حقیقت تخم ایشان نیستند
گرد بودند سے شما۔ اور انہوں نے ہم اثر
ہرچہ بود از نیک دہدہ دین اسرائیلیا
قوم ما دہ ہر قدم ماند بقوم موسوی
چونکہ موسیٰ شد نبی ما۔ کہ صدر دین ماست
نیز ہم اینجا یہود بد گہر پیدا شدند
الغرض آن زمان میں ہر صلاح دہر فساد
چوں خدا نام رسول پاک ما موسیٰ نہاد
پس در اول چوں کلیم آمد بحکم کردگار
بعد ازین دو تافق از مقتضای شقوت امت

۱۳۷

پس چہ حاصل تیرا انداختن بر صادقان

ہر کہ از بد باز نماید نار داگرد و دقود

خلاصہ یہ کہ میں حق پر ہوں اور انھوں نے قرآن اور حدیث کے موافق میرا دعویٰ ہے
اور ہزارہا نشان میری سچائی کے گواہ ہیں۔ اور آئندہ بھی طالب حق کیلئے نشانوں کا سدوانہ
بند نہیں رہو کچھ مخالفوں کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ فلاں پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ یہ ان کی
نابینائی ہے۔ ورنہ سب پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں اور بعض پوری ہونے والی ہیں۔ ہاں چونکہ
ان کی نظر تعصب کے گرد و غبار کی وجہ سے موٹی ہے اس لئے وہ پیشگوئیاں جو بہت سچی تھیں

فرمایا آیت گذری۔ وَكُنْتُمْ عَلَىٰ قَهْرٍ مِّنَ اللَّهِ فَاعْلَمُوا كَذِبًا كَذِبًا يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (آل عمران: ۱۰۳) ابراہیمؑ کو اپنی جیب ختم ہو چکا تو اسماعیلؑ قریب المرگ ہو گیا۔ اس وقت خدا نے لمبے پجاری اور ایک اور کنواں پانی کا ٹسے دیگیا۔ عرب دلوے بھی اسماعیلؑ کی اولاد ہونے کے سبب گرا اسماعیلؑ ہی تھے۔ جب ہدایت اور شریعت کا اُن میں خاتمہ ہو گیا اور قریب المرگ ہو گئے، تو خدا تعالیٰ نے ایک نئی شریعت اُن پر نازل کی اور یہ اس آیت میں اِشاعت ہے۔ طعن یہ پیش گوئی ہے جس کی طرف پہلے کسی نے توجہ نہیں کی تھی۔

۴ نومبر ۱۹۰۷ء

فرمایا: اصل بات یہ ہے کہ تعالٰیٰ بھی مسیح موعودؑ کی طرح ایک موعود ہے
المسیح الدجال کی حقیقت
 اس کا نام المسیح الدجال ہے۔ موعودِ قریم ہیں جیسے مسیح موعود کے لیے
 بشارت اور لقن موجود ہے۔ اسی نص سے بطور اشدّۃ الشک کے تعالٰیٰ کے وجود پر ایک دلیل لطیف قائم ہوتی ہے۔
 یعنی جیسے برہم میں فتنہ نوح سے ایک مسیح پیدا ہوا۔ اسی طرح اس کے بالمقابل ایک غیبتِ جود کا ہر موعود
 ہے جس میں نوح اللہؑ کی بجائے غیبتِ نوح کا فتنہ ہوا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے بعض موعودوں کو تعالٰیٰ کی
 بشارت ہوتی ہے۔ امدادِ خیالی طور پر اس کو مل ہی گیتی ہیں۔ یہاں تک کہ عادلہ موعودوں کی طرح سادے لازم میں کو پیش
 آتے ہیں اور چوتھے سینے حرکت بھی محسوس ہوتی ہے، مگر آخر کو کچھ بھی نہیں نکلتا۔ اسی طرح پر المسیح الدجال کے
 متعلق خیالات کا ایک بُت بنایا گیا ہے اور قوتِ دماغ سے اس کا ایک وجود خلق کر لیا۔ جو آخر کار ہی لوگوں کے اعتقاد
 میں ایک عجابی وجود کی صورت میں نظر آیا۔ المسیح الدجال کی حقیقت تو یہ ہے ۴

۵ نومبر ۱۹۰۷ء

(نشانات کے متعلق آج مسیح کی سیوس یہ ذکر تھا کہ کَمَا أَتَيْنَاكَ بِالْحَقِّ
اسمِ غُفْرَتِ کے نشانات
 (۹۱: ۱۰) والی آیت پر نظر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہلے غُفْرَتِ
 آپ کے زمانہ میں فرمید تھے اس کے متعلق شام کو پھر فرمایا کہ:

لے الحکمہ جلد ۵ نمبر ۴ صفحہ ۲ پر چہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء

مضمین

۲۹۱

ضمیمہ براہین احمدیہ

وجود سے انتظار کی امیدیں پائی جاتی ہیں اور تہا سے بزرگ تو معصوم نہ تھے مگر ان میں باوجود ان کے کہ ان میں نبی اور خدا سے وحی پانے والے بھی تھے سب غلطی میں مبتلا رہے اور یہ حقہ درستہ ہوا کہ الیاس نجا کے دوبارہ آنے سے کوئی اور نبی مراد ہے۔ خبر ہے کہ حقیقت الیاس ہی نازل ہوگا۔ اور اس وقت تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعوث ہوئے کسی نبی یا ولی کو یہ راز مہربانہ سمجھ نہ آیا کہ الیاس کے دوبارہ آنے سے مراد نبی نہیں ہے نہ کہ وہ حقیقت الیاس۔ پس یہ کوئی نئی بات نہیں کہ اس امت کے بعض بزرگ کسی ایک بات کے سمجھنے میں دھوکہ کھادیں۔ اور عجیب ترین یہ کہ اس مسئلہ میں ان بزرگوں کا اتفاق نہیں۔ بہت سے ایسے علماء گذرے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی وفات کے قائل ہیں۔ ان میں سے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ بھی ہیں جیسا کہ لکھتے ہیں۔ قد اختلف فی عیسیٰ علیہ السلام هل هو حی او میت و قال ملائک ملت یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہنسے میں اختلاف ہے کہ وہ زندہ ہے یا مرگیا۔ اور مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ وہ مرگیا ہے۔ اور محمد بن یحییٰ بن العریض صاحب اپنی ایک کتاب میں جو ان کی آخری کتاب لکھتے ہیں کہ عیسیٰ تو آئینہ گرد بند کی طور پر نبی کوئی اور شخص اس امت کا عیسیٰ کی صفت پر آجاتا ہے مگر وہ یہ عقوۃ بنہ مسئلہ ہے کہ بعض کا کہنا ہے کہ دوبارہ دنیا میں آجاتے ہیں کہ ان کی بدعتیت کسی کو پر قبضہ کرتی ہے اور اس وجہ سے وہ دوسرا شخص گویا پہلا شخص ہی ہو جاتا ہے۔ ہندوؤں میں بھی ایسا ہی اصول ہے اور ایسے آدمی کا نام وہ لوٹا رکھتے ہیں۔

اور یہ خیال کہ کوئی زندہ آدمی آسمان پر چلا گیا اور آگم ہو گیا یہ بھی ایک پرانا خیال پایا جاتا ہے جس کے پہلے وقتوں میں کچھ اور معنی تھے اور پھر جاہلوں نے سمجھ لیا کہ وہ حقیقت کوئی شخص مع جسم آسمان پر چلا جاتا ہے اور پھر آتا ہے مسیح احمد صاحب بریلوی کی نسبت بھی کچھ ایسے ہی خیالات ان کے گردہ کے لوگوں میں آج تک شائع ہیں۔ گویا وہ بھی حضرت عیسیٰ کی طرح پھر آئیں گے۔ اور اگرچہ وہ پہلی آمد میں حضرت عیسیٰ کی طرح ناکام رہے مگر دوسری مرتبہ خوب تلواریں چلائیں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ جو لوگ بڑے بڑے دھوکہ کر کے پھر ناکام انسان مراد دنیا سے چلے گئے ان کی ہر وہ پوششی کے لئے یہ باتیں بنائی گئیں۔

ایام الصلح

۴۰۷

ہو کر مانا پڑے گا۔ تیس بار بار یہی کہتا ہوں کہ یہ قدم کسی برکتیں جن کا نام عیسوی برکتیں اللہ محمدی برکتیں ہیں مجھ کو عطا کی گئی ہیں۔ تیس خدا تعالیٰ کی طرف سے علم پاکر اس بات کو جانتا ہوں کہ جو دنیا کی مشکلات کے لئے میری دعائیں قبول ہو سکتی ہیں دوسروں کی ہرگز نہیں ہو سکتیں اور جو دینی اور قرآنی معارف حقائق اللہ اسرارِ رح لازم بلاغت اللہ فصاحت کے تیس مکھ سکتا ہوں دوسرا ہرگز نہیں مکھ سکتا۔ اگر ایک دنیا جمع ہو کر میرے اس امتحان کے لئے آوے تو مجھے غالب پائے گی۔ اور اگر تمام لوگ میرے مقابل پر آئیں تو خدا تعالیٰ کے فضل میرا ہی پتہ بھانسی ہو گا۔ دیکھو میں صاف صاف کہتا ہوں اللہ کھول کر کہتا ہوں کہ اس وقت اسے مسلما تو تم میں وہ لوگ بھی موجود ہیں جو مشرک اور محدث کہلاتے ہیں اللہ قرآن کے معارف اور حقائق جاننے کے مدلی ہیں اللہ بلاغت اور فصاحت کا دم مارتے ہیں اللہ وہ لوگ بھی موجود ہیں جو فقرا کہلاتے ہیں اور چشتی اللہ قادری اللہ نقشبندی اللہ سہروردی وغیرہ ناموں سے اپنے تئیں موسوم کرتے ہیں۔ اٹھو اور اس وقت ان کو میرے مقابلہ پر لادو۔ پس اگر میں اس دعوے میں جھوٹا ہوں کہ یہ دونوں شاخیں یعنی شان عیسوی اور شان محمدی مجھ میں جمع ہیں۔ اگر میں نہیں ہوں جس میں یہ دونوں شاخیں جمع ہونگی اللہ ذوالبورین ہو گا تو میں اس مقابلہ میں مغلوب ہو جاؤں گا ورنہ غالب آجاؤں گا۔ مجھے خدا کے فضل سے توفیق دی گئی ہے کہ میں شان عیسوی کی طرز سے دینی برکات کے متعلق کوئی نشان دکھاؤں۔ یا شان محمدی کی طرز سے حقائق و معارف اور نکات اور اسرارِ شریعت بیان کروں اور میدانِ بلاغت میں قوتِ ناطقہ کا گھوڑا دوڑاؤں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے اور بعض اسی کے

۴ ہو تو کے جلسہ میں اس کا امتحان ہو چکا ہے۔ میرا مضمون دوسرے مضمونوں کے مقابل پر ٹھہرے۔ منہ

۵ شان عیسوی کے متعلق جو نشان ہیں یعنی دینی برکات کے نشان وہ بہت خدا تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر ظاہر کئے ہیں جن کی میں اپنی بعض کتابوں میں تصریح کر چکا ہوں اور بعض نشان ایسے ہیں جو ابھی نہیں ملے گئے مگر خدا کے فضل سے دین میدان ہے اگر کسی کے طالب ہیں ہوں تو ہزاروں نشان ظاہر ہو سکتے ہیں۔ منہ

۱۶۲

بالکل جھوٹ تھی۔ اور اس کا نام عبدالحمید تھا۔ نہ عبدالحمید جیسا اُس نے بیان کیا تھا نہ وہ بطل کا برہمن تھا۔ بلکہ پیدائشی مسلمان علاقہ جہلم سے تھا۔ اس کا چچا برہان الدین غازی ایک شہوت مند ہی جنونی ہے۔ اور اُن کا تمام کا تمام خاندان میرزا قادیانی پر فدا فی مرید ہے۔ یہ نوجوان عیسائی مذہب کے حتمائیلوں کی طرح گجرات میں رہا تھا۔ اس نے اپنے چچا کے چالیس روپے پُچرا کر بُرے کاموں میں خرچ کئے جس پر اس کے چچا نے میرزا قادیانی کے پاس اُس کو بھیج دیا۔ میں خود بتایا گیا۔ اور پھر اس سے دریافت کیا۔ اور پانچ گواہوں کے سامنے اس نے کھلا کھلا اقرار کیا کہ اُسے میرزا غلام احمد نے میرے قتل کے لئے بھیجا ہے۔ وہ موقع کی تلاش میں تھا کہ جب کبھی وہ مجھے سوزا بڑایا کسی اور حالت میں پائے تو میرے سر کو پتھر سے یا کسی اور ایسی چیز سے پھوڑے۔ اس نے یہ تمام واقعات اپنی مرضی سے لکھے۔ میں اس لکھے ہوئے کاغذ کو پیش کرتا ہوں جس پر اُس نے آٹھ گواہوں کے سامنے دستخط کئے۔ میری واقفیت میرزا صاحب سے

کا قائم مقام ہو جائے۔ تا اگر ایسی خوش بیانی سے کسی کا دقت خوش ہو تو اس سوانح نویس کی دنیا اور آخرت کی بہبودی کے لئے دعا بھی کرے۔ اور صفحات تاریخ پر نظر ڈالنے والے خوب جانتے ہیں کہ جن بزرگ محققوں نے نیک بیعتی اور افلاک عام کے لئے قوم کے ممتاز شخصوں کے تذکرے لکھے ہیں انہوں نے ایسا ہی کیا ہے۔

اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ اور والد صاحب کا نام محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے۔ اور میرے بزرگوں کے

۴۴ مرتویا اٹھارہ برس کا ہوا کہ علاقے کے متواتر اہلکات سے لگے سلوم ہوا تھا کہ میرے باپ دادا سے فارسی لاس ہیں۔ وہ تمام اہلکات میں نے ان ہی دلوں میں براہی احمد کے حصہ دوم میں درج کر دئے تھے جن میں سے میری نسبت ایک یہ اہلکات ہے خند والی تحید

۱۶۳

حصہ اول

۱۹۲

انزال اوہام

علمائے ہند کی خدمت میں نیا نامہ

بے برادرانِ دین و علمائے شیعہ متین! آپ صاحبانِ میری بلنِ محضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے بوٹیلِ وجود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کہ ہم لوگ مسیح و محمد خلیل کر بیٹھے ہیں۔ یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سُنا گیا ہو بلکہ یہ وہی پرانا الہامِ ہر جو میں نے خدائے تعالیٰ سے پا کر میرا **ہدین احمدیہ** کے کئی مقالات پر تصریح درج کر دیا تھا جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہو گا۔ میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں جو شخص یہ لازم میرے پر لنگوے وہ سراسر مفتری و اور کذاب ہے۔ بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواص طبع و رو عادت اور اخلاق و غیرہ کے خلائے تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھی ہیں اور دوسرے کئی امور میں جن کی تصریح انہیں رسالوں میں کر چکا ہوں میری زندگی کو مسیح اہلِ مریم کی زندگی سے اس قدر شباهت ہے کہ اور یہ بھی میری طرف سے کوئی نئی بات ظہور میں نہیں آئی کہ میں نے یہی رسالوں میں اپنے تئیں وہ موجود ٹھہرایا ہے جس کے آنے کا قرآن شریف میں اجمالاً اور احادیث میں تصریحاً بیان کیا گیا ہے کیونکہ میں تو پہلے بھی براہینِ احمدیہ میں تصریح کر چکا ہوں کہ میں وہی مثیلِ موجود ہوں جس کے آنے کی نسبت روحانی طور پر قرآنی شریعت و احادیثِ شریعت میں پہلے سے ظاہر ہو چکی ہے۔ تب کہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحبِ بٹالوی اپنے رسالہ اشاعتِ المستترہ نمبر ۶ جلد سات میں جس میں براہینِ احمدیہ کا رد کیا ہے ان تمام الہامات کی اگرچہ ایمانی طور پر نہیں مکی مگر ان کی طور پر تصدیق کر چکے اور بدل و جانِ ملن چکے ہیں مگر پھر بھی شتابانہ ہے کہ حضرت مولوی صاحبِ موصوف کو بھی بدلو لیں گا خود اور غوغا مچا کر

تقریبۃ الایمان

۵۲

کشتہ نزع

مگر خدا ان جہتوں سے اپنے بندہ کو بری کرے گا۔ اور ہم اس کو لوگوں کے لئے ایک نشان بنا دیں گے۔ اور یہ بات ابتداء سے مقدّر تھی اور ایسا ہی ہونا تھا۔ یہ عیسیٰ بن مریم ہے۔ جس میں لوگ شک کر رہے ہیں۔ یہی قول حق ہے۔ یہ سب براہین احمدیہ کی عبارت ہے۔ اور یہ الہام اصل میں آیات قرآنی ہیں جو حضرت عیسیٰ اور ان کی ماں کے متعلق ہیں۔ ان آیتوں میں جس عیسیٰ کو لوگوں نے ناجائز پیدائش کا انسان قرار دیا ہے۔ اسی کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اس کو اپنا نشان بنائیں گے۔ اور یہی عیسیٰ ہے جس کی انتظار تھی۔ اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں میری نسبت ہی کہا گیا کہ ہم اس کو نشان بنادیں گے۔ اور نیز کہا گیا کہ یہ وہی عیسیٰ بن مریم ہے جو آئندہ آلا تھا جس میں لوگ شک کرتے ہیں۔ یہی حق ہے اور آنے والا یہی ہے۔ اور شک محض تافہمی سے ہے۔ جو خدا کے اسرار کو نہیں سمجھتے اور صورت پرست ہیں حقیقت پر انکی نظر نہیں

یہ بھی یاد رہے کہ سورۃ فاتحہ کے عظیم الشان مقاصد میں سے یہ دُعا ہو کہ اَلْهُدٰی اِلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ۔ اور جس طرح انجیل کی دُعا میں روٹی مانگی گئی ہے۔ اِس دُعا میں خدا تعالیٰ سے وہ تمام نعمتیں مانگی گئی ہیں جو پہلے رسولوں اور نبیوں کو دی گئی تھیں۔ یہ مقابلہ بھی قابلِ نظر ہے۔ اور جس طرح حضرت مسیح کی دُعا قبول ہو کر عیساٰ مریوں کو روٹی کا سامان بہت کچھ مل گیا ہے۔ اسی طرح یہ قرآنی دُعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قبول ہو کر اختیار و ابراہامی مسلمان بالخصوص انکے کامل فرد انبیاء بنی اسرائیل کے وارث شہرے گئے۔ اور دراصل مسیح موعود کا اس اُمت میں سے پیدا ہونا یہ بھی اسی دُعا کی قبولیت کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ گو مخفی طور پر بہت سے اختیار و ابراہامی انبیاء بنی اسرائیل کی

بحث کرتے تھے اور بہت تعلق تھا جب میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی کئی نے ان کو خبر دی تو وہ بہت روئے۔ اور کہہ کر ان کے والد صاحب بہت اچھے آدمی تھے۔ یعنی یہ شخص کس پر پیدا ہوا ان کا باپ تو نیک مزاج اور فزاع کے کاموں سے دُعا اور سیدھا اور صاف دلی مسلمان تھا۔ ایسا ہی جہتوں نے کہہ کر تم نے اپنے خاندان کو داغ لگایا کہ ایسا دعویٰ کیا۔ ہنہ

کیا جائے کہ نہیں کیوں ابن مریم کہا جائے۔ اور کیا آج سے بیس بائیس برس پہلے ہند اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہو سکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر بول اپنا نام مریم رکھتا اور پھر آگے چلکر افتراء کے طود پر یہ الہام بنانا کہ پہلے زمانہ کی مریم کی طرح مجھ میں بھی عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور پھر آخر کار صفحہ ۵۵۶ برائین احمدیہ میں یہ لکھ دیا تاکہ اب میں مریم مریم عیسیٰ بن گیا۔ اے عزیز و غور کرو اور خدا سے ڈرو برگزیدہ انسان کا فضل نہیں یہ باریک اور دقیق ممکنات انسان کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہیں۔ مگر برائین احمدیہ کی تالیف کے وقت جس پر ایک زمانہ گزر گیا مجھے اس منصوبہ کا خیال ہوتا۔ تو میں اُسی برائین احمدیہ میں یہ کیوں لکھتا کہ عیسیٰ مسیح ابن مریم آسمان سے دوبارہ آئے گا۔ سوچو کہ خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائیگی۔ اسلئے گو اُس نے برائین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ برائین احمدیہ سے ظاہر ہے وہ ہمیں تک صفت مریثیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اسپر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ برائین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے جو مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفع کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاطہ ٹھہرایا گیا اور آخر کی عینہ کے بعد جو دس عینہ سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر برائین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس سے میں ابن مریم ٹھہرا۔ اور خدا نے برائین احمدیہ کے وقت میں اس برتر معنی کی مجھے خبر نہ دی۔ حالانکہ وہ سب خدا کی وحی جو اس راز پر مشتمل تھی میرے پر نازل ہوئی اور برائین میں درج ہوئی۔ مگر مجھے اسکے معنوں اور ترتیب پر اطلاع نہ دی گئی۔ اسی واسطے میں نے مسلمانوں کا اسی عقیدہ برائین احمدیہ میں لکھ دیا۔ تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو۔ وہ میرا لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رسمی تھا۔ مخالفوں کے لئے قابل استناد نہیں کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعویٰ نہیں جیتا کہ خود خدا تعالیٰ مجھے نہ سمجھا دے۔ سو اُس وقت تک حکمت الہی کا یہی

حقیقۃ الوحی

۷۵

باب چہارم

لَكَ دَرَجَةٌ فِي السَّمَاءِ وَفِي الَّذِينَ هُمْ يُبْصِرُونَ ۚ وَلَكَ

نُزُلٌ بِآيَاتٍ وَنَهْدٌ مَا يَعْمُرُونَ ۚ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي

جَعَلَكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ لَا يُسْتَعْلَمُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ

يَسْأَلُونَ ۚ وَقَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا

يُسْأَلُونَ ۚ وَقَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا

يُسْأَلُونَ ۚ وَقَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا

يُسْأَلُونَ ۚ وَقَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا

يُسْأَلُونَ ۚ وَقَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا

يُسْأَلُونَ ۚ وَقَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا

يُسْأَلُونَ ۚ وَقَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا

يُسْأَلُونَ ۚ وَقَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا

يُسْأَلُونَ ۚ وَقَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا

يُسْأَلُونَ ۚ وَقَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا

يُسْأَلُونَ ۚ وَقَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا

يُسْأَلُونَ ۚ وَقَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا

يُسْأَلُونَ ۚ وَقَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا

يُسْأَلُونَ ۚ وَقَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا

يُسْأَلُونَ ۚ وَقَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا

يُسْأَلُونَ ۚ وَقَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا

يُسْأَلُونَ ۚ وَقَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا

يُسْأَلُونَ ۚ وَقَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا

يُسْأَلُونَ ۚ وَقَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا

يُسْأَلُونَ ۚ وَقَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا

يُسْأَلُونَ ۚ وَقَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا

ہونگے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے میرا نام اپنی مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔ اے فانی انسانو! ہشیار ہو جاؤ۔ اور سوچو کہ مجھ کے مجرہ کیا ہوتا ہے کہ اس قدر مخالفوں کے جنگ و جدل کے بعد آخر براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئیاں سچی نکلیں جو آج سے بائیس برس پہلے کی گئی تھیں۔ تم ثابت نہیں کر سکتے کہ اس زمانہ میں ایک فرد انسان بھی میرے ساتھ تھا۔ مگر اس وقت اگر میری جماعت کے لوگ ایک جگہ آباد کئے جادیں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ شہر اتر سر سے بھی کچھ زیادہ ہو گا۔ حالانکہ براہین کے زمانہ میں جب یہ پیشگوئی کی گئی تھی صرف اکیلا تھا۔ پھر اگر مولویوں کی مزاحمت درمیان نہ ہوتی۔ تو براہین احمدیہ کی پیشگوئی پر دو ہزار تک نہ پڑھتا۔ لیکن اب تو مولویوں اور ان کے تابعداروں کی مخالفانہ کوششوں نے اس اعجاز پر دو ہزار تک پڑھا دیا اور بجائے اس کے کہ حسب معنوں ان یَا نَبِیُّ کَاذِبًا فَاعْلَمِیْہِ کَذِبُہُ مجھے صرف صادق ہونے کی وجہ سے اس آیت کی مقرر کردہ علامت سے بریت مل جاتی۔ اب تو اس کے علاوہ براہین احمدیہ کی عظیم الشان پیشگوئیاں جو اس زمانہ سے میں بائیس برس پہلے دنیا میں شائع ہو چکی ہیں وہ پوری ہو گئیں اور ہزار ہا اہل فضل و کمال میرے ساتھ ہو گئے۔ اب دوسرا جز اس آیت کا دیکھو اِنْ یَا نَبِیُّکَ صَادِقًا یُحْیِیْہِکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُّ کُمْ رَبِّیَا بھی کیسا اعجازی رنگ میں پورا ہوا۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اِنِّیْ مَہِیْنٌ مِّنْ اٰرَادَ اَمَّا نَسَاکَ ہر ایک شخص جو تیری امانت کر لیا وہ نہیں مرے گا جب تک وہ اپنی امانت نہ دیکھ لے۔ اب ان مولویوں سے پوچھ لو کہ انہوں نے میرے مخالف خدا کے حکم کو کوئی ذلت بھی دیکھی ہو یا نہیں۔ اب کوئی میری توہین کر نہیو! بول سکتا ہو کہ قرآن کی یہ پیشگوئی جو یصحبکہ بعض الذی یعد کہ ہے میری تائید کیلئے ظہور میں نہیں آئی بلکہ قرآن شریف نے بعض کے لفظ سے جملہ یا کہ عید کی پیشگوئی کیلئے بعض کا نمونہ کافی ہوا۔ اس جگہ نمونہ تھوڑے نہیں کیا مخالفوں کی اس میں کچھ تھوڑی ذلت کہ غلام دستگیر اپنی کتاب فتح رحمان میں لکھی ہے۔^{۱۷۰} میں میرے پر عالم نظروں میں بڑھانے والی فرقہ میں کو کاذب پر بڑھانے کے خود ہی چند روز کے بعد مر گیا۔ محمد حسن

لے دیکھو کہ کیا یہ مجرہ نہیں کہ میں مولوی نے لڑکے کے بعض نادان غلطوں سے میرے پر فتویٰ لکھوا دیا تھا۔ وہ سب اہل کر کے خود ہی مر گیا۔ منہ

نام الصلح

۳۷۹

دوست کو کسی خواب میں بصورت دیگر۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ صوفی لفظ صلیٰ یا صبح ہی اگر احادیث میں ہوتا تو پیش کی گنجائش تھی۔ لیکن ابن مریم سے اصل ہی کا آثار ثابت ہوتا ہے۔
 وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہر ایک نبی کی شہادت نبی ہی دیتا چلا آیا ہے جیسا کہ اخیر علیؓ صبح علیہ السلام کی شہادت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔ لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بھی ایک شاہد کی ضرورت ہے جو نبی ہو۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اس واسطے صبح نبوت کی حالت میں تو نہیں آئیں گے بلکہ امتی ہوئے مگر نبوت ان کی شان میں ضرور ہوگی۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ نبی کا پیش نبی ہوتا ہے۔ آدم کا پیش صبح۔ موسیٰ کا پیش محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ایلیا کا پیش عیسیٰ۔ پس صبح کا پیش بھی نبی ہونا چاہیئے نہ کہ امتی۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ صبح موعود کی علامت جس ایک نرانی وضع کی نکلی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب صبح دعویٰ کریں گے تو میں ان کے والدین کو تلاش کروں گا۔ کیونکہ باپ تو اول سے ہی نثار ہے اور مال مرچکی ہے۔ پس اگر اس کے والدین ثابت نہ ہو سکے تو پھر اس کے صبح ہونے میں کیا شک رہے گا۔

صبح اسرائیلی کے دوبارہ آنے پر یہ دلیل قطعی پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وجہا فی الدنیا والدنۃ۔ اور چونکہ صبح نے اپنی زندگی عشرت اور ذلت میں گذرائی اس واسطے وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہو سکتے کیونکہ وجاہت دعویٰ ان کو باطل نصیب نہیں ہوئی۔ لیکن اس آیت کے مصداق بننے کے لئے خدا ان کو پھر ظاہر کرے گا اور وجاہت

ہو ٹوٹا۔ ہم بھی کہتے ہیں پیش آیا۔ اصل آیا۔ مگر بطور بروز۔ دیکھ لو اقتباس نام کتاب میں جس میں کھنچیں یہ تمام بروز۔ روحانیت گنل گا ہے برادر باب ریاضت چنان تصرف میفرماید کہ فاعل افعال شای میگرد۔ و این مرتبہ را صوفیہ بروز میگویند۔ بعض بر آند کہ دوز صلی ہمدی بروز کند۔ و نخل عبارت ازین بروز امت مطابق این حدیث لا ھدی الا علی صلی ابن مریم۔ دیکھو صفحہ ۵۲ کتاب اقتباس الانوار۔ منہ

۱۵۳

۲۹۸

سواؤل ہم ان ہر تنقیحوں میں سے پہلی تنقیح کو بیان کرتے ہیں سو واضح ہو کہ اس امر سے دنیا میں کسی کو بھی انکار نہیں کہ احادیث میں مصیصہ موعودہ کی کھلی کھلی پیشگوئی موجود ہو بلکہ قریباً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص نبی الہی ہو جس کا نام عیسیٰ بن مریم ہو گا اور یہ پیشگوئی بخاری اور مسلم اور ترمذی وغیرہ کتب حدیث میں ان کثرت سے پائی جاتی ہے جو ایک شخص متصنف مزاج کی تسلی کے لئے کافی ہو اور بالضرورت اس قدر مشترک پر ایمان لانا پڑتا ہو کہ ایک مسیح موعود نبی الہی اگرچہ یہ سچ ہو کہ اکثر ہر ایک حدیث اپنی ذات میں مرتبہ احاد سے زیادہ نہیں مگر اس میں کچھ بھی کلام نہیں کہ جس قدر طرق متفرق کی رو سے احادیث نبویہ اس ہائے میں مدون ہو چکی ہیں ان سب کو یکجا ہی نظر کے ساتھ دیکھنے سے بلاشبہ اس قدر قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوتا ہو کہ ضرور آنحضرت ﷺ ہی وہ مسیح موعود ہیں جس کے آئینی خبر دی ہو اور پھر جب ہم ان احادیث کے ساتھ جو اہلسنت جماعت کے ہاتھ میں ہیں ان احادیث کو بھی ملاتے ہیں جو دوسرے فرقے اسلام کے مثلاً شیعہ وغیرہ انہی بھروسہ رکھتے ہیں تو اور بھی اس توانہ کی قوت اور طاقت ثابت ہوتی ہے اور پھر اسکے ساتھ جب صد ہا کتابیں تصوفین کی دیکھی جاتی ہیں تو وہ بھی اسی کی شہادت دے رہی ہیں۔ پھر بعد اسکے جب ہم بیرونی طور پر اہل کتاب یعنی نصاریٰ کی کتابیں دیکھتے ہیں تو یہ خبر ان کو بھی ملتی ہو اور ساتھ ہی حضرت مسیح کے اس فیصلہ کو جو ایلیا کے آسمان سے نازل ہونیکے بارہ میں ہو یہ بھی انجیل کو معلوم ہوتا ہو کہ اس قسم کی خبریں کبھی حقیقت پر محمول نہیں ہوتیں لیکن یہ خبر مسیح موعود کے آنے کی اس قدر زور کے ساتھ ہر ایک زمانہ میں پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہو کہ اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہیں ہوگی کہ اسکے توانہ سے انکار کیا جائے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اسلام کی وہ کتابیں جنکی رو سے یہ خبر سلسلہ وار شائع ہوتی چلی آئی ہو صدی وار مرتب کر کے اکٹھی کی جائیں تو ایسا کتابیں ہزار ہا سے کچھ کم نہیں ہونگی۔ ہاں یہ بات اس شخص کو سمجھنا مشکل ہو کہ جو اسلامی کتابیں سے بالکل بیخبر ہے اور حقیقت ایسے اعتراض کر نیوالے اپنی بدقسمتی کی وجہ سے کچھ ایسے بیخبر ہوتے ہیں کہ انھیں یہ تعبیر حاصل ہی نہیں ہوتی کہ فلاں واقعہ کس قدر قوت اور مضبوطی کے ساتھ اپنا ثبوت دے گا ہے پس ایسا ہی صاحب مفسر جس نے کسی سے سن لیا ہو کہ احادیث اکثر احاد کے مرتب ہیں اور اس سے

۲

۳۰۱

عصر گئی تھیں انکی طبعیت اور توازن کی نسبت کلام کرنا تو در حقیقت جن جن اوروں کی کا ایک شعبہ ہے مثلاً آج اگر کوئی شخص یہ بحث کرے کہ یہ بیچ نماز میں جو مسلمان پنجوقتہ ادا کرتے ہیں انکی رکعات کی تعداد ایک تھی اور ہے کیونکہ مثلاً قرآن کریم کی کسی آیت میں یہ مذکور نہیں کہ تم صبح کی دو رکعت پڑھا کرو اور پھر جمعہ کی دو اور عیدین کی بھی دو دو۔ یہی احادیث تو وہ اکثر احاد ہیں جو مفید یقین نہیں تو کیا ایسی بحث کرنا بالآخر یہ ہو گا مگر احادیث کی نسبت ایسی ہی باتیں قبول کی جائیں تو سب سے پہلے غادہ ہی اٹھ سی جاتی ہو کہ نہ قرآن نے تو نماز پڑھنے کا کوئی نقشہ کھینچ کر نہیں دکھلایا صرف یہ نماز میں احادیث کی صحت کے بھروسہ پر پڑھی جاتی ہیں۔ اب اگر مخالفت یہی اعتراض کرے کہ قرآن نے نماز کا طریق نہیں سکھلایا اور جس طریق کو مسلمانوں نے اختیار کر رکھا ہے وہ مردود ہے کیونکہ احادیث قابل اعتبار نہیں تو ہم ایسے اصول پر آپ ہی پابند ہونے سے کہ بیشک احادیث کچھ بھی حیرت انگیز نہیں اس اعتراض کا کیا جواب دے سکتے ہیں بجز اس کے کہ اعتراض کو قبل کر لیں بلکہ اس صورت میں اسلام کی نماز جنازہ بھی بالکل بیہودہ ہوگی کیونکہ قرآن میں اس بات کا کہیں ذکر نہیں کہ کوئی ایسی نماز بھی ہے جس میں سجدہ اور رکوع ہیں۔ اب سوچو یہ روایت کے چھوڑنے سے اسلام کا کیا باقی رہ جاتا ہے ؟

اور خود یہ بات قلت تدبر کا نتیجہ ہے کہ ایسا خیال کر لیا جائے کہ احادیث کا حاصل صرف استفادہ ہے کہ محض ایک یاد آدمی کے بیان کو مستبر سمجھ کے اُنکی روایت کو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیال کر لیا جائے بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ احادیث کا سلسلہ تعالیٰ کے سلسلہ کی ایک فرع اور اطراف بعد الوقوع کے طور پر ہو مثلاً محدثین نے دیکھا کہ کروڑ ہا آدمی مغرب کے فرض کی تین رکعت پڑھتے ہیں اور فجر کی دو اور عید الگ ہر ایک رکعت میں سورہ فاتحہ ضرور پڑھتے ہیں اور آمین بھی کہتے ہیں گو بالجبر یا بالترتیب اور قعدہ اخیرہ میں التیمات پڑھتے ہیں اور ساتھ اسکے دُردہ اور کئی دعائیں ملا تے ہیں اور وہ فیل طرف سلام دیکر نماز سے باہر ہوتے ہیں۔ سو اس طرز عبادت کو دیکھ کر محدثین کو یہ فحوق اور شوق پیدا ہوا کہ تحقیق کے طور پر اس وضع نماز کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچادیں اور احادیث صحیحہ مرفوعہ متعلقہ اسکو ثابت کریں۔ اب اگرچہ یہ بات سچی ہے کہ انھوں نے یہ سلسلہ ہم رسائی کیلئے یہ کوشش نہیں کی کہ ایک ایک

تقویۃ الایمان

۵۰

کشتی

کیا جلسے کہ تمہیں کیوں ابن مریم کہا جائے۔ اور کیا آج سے میں بائیس برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہو سکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر اتول اپنا نام مریم رکھتا اور پھر آگے چل کر افراد کے طور پر یہ الہام بنانا کہ پہلے زمانہ کی طرح کی طرح مجھ میں بھی عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور پھر آخر کار صفحہ ۵۵۶ پر امین احمدیہ میں یہ لکھ دینا کہ اب میں مریم ہو چکی ہوں گیا۔ اے عزیزو خود کرو اور خدا سے ڈرو ہرگز انسان کا فضل نہیں یہ باریک اور دقیق ممکنات انسان کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہیں۔ مگر براہین احمدیہ کی تالیف کے وقت جس پر ایک زمانہ گزر گیا مجھے اس منصوبہ کا خیال ہوتا۔ تو میں اسی براہین احمدیہ میں یہ کیوں لکھتا کہ عیسیٰ مسیح ابن مریم آسمان سے دوبارہ آئے گا۔ سوچو کہ خدا جاننا تھا کہ اس بحث پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائیگی۔ اسلئے گو اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریت میں میں نے پروردگار بانی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے۔ ہم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بزرگوار اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس سے میں ابن مریم ٹھہرا۔ اور خدا نے براہین احمدیہ کے وقت میں باس برتر غنی کی مجھے خبر نہ دی۔ حالانکہ وہ سب خدا کی وحی جو اس راز پر مشتمل تھی میرے پر نازل ہوئی اور براہین میں درج ہوئی۔ مگر مجھے اسکے معنوں اور اوقات تیب پر اطلاع نہ دی گئی۔ اسی واسطے میں نے مسلمانوں کی سی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو۔ وہ میرا لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رسمی تھا۔ مخالفوں کے لئے قابل استناد نہیں کیونکہ مجھے خود محمد غیب کا دعویٰ نہیں جیتا کہ خود خدا تعالیٰ مجھے نہ سمجھا دے۔ سو اس وقت تک حکمت الہی کو اپنی

مصدقہ اول

۱۳۵

ازالہ اوہام

تاکر وڈا آدمی ہلاکت سے بچ جاتے مگر اُس نے ایسا نہیں کیا کیونکہ اس کو ایک عقدہ درمیان
 میں دیکھ کر صادق اور کاذبوں کا امتحان منظور تھا اسی بنا پر اور اسی مدعا کی فرض و تمثیل کی پیروی
 میں یا استعارہ کے طور پر بہت باتیں ہوتی ہیں جن پر نظر ڈالنے والے وہ گروہ جو جلتے ہیں
 ایک وہ گروہ جو فقط ظاہر پرست اور ظاہر بین ہوتا ہے اور استعارات سے بکلی منکر ہو کر
 اُن پیش گوئیوں کے ظہور کو ظاہری صورت میں دیکھنا چاہتا ہے یہ وہ گروہ ہے کہ وہ وقت
 پر حقیقتِ حقہ کے ماننے سے اکثر بے نصیب اور محسوس رہ جاتا ہے بلکہ سخت درجہ کی غفلت اور

اور محب و اثنی مولوی حکیم نور الدین صاحب اس جگہ کھربان میں تشریف لاتے اور انہوں نے اس بات
 کے لئے درخواست کی کہ جو مسلم حدیث میں فقط مشق و تفسیر اور ایسے چند جمل الفاظ ہیں اُن کے لفظیات
 کے لئے جناب اُنہی میں تو ہم کی جگہ لکھی ہو گی، لیکن میں میری طبیعت میل اور دماغ تقابل و جد
 تھا اس لئے میں ان تمام مقاصد کی طرف توجہ کرنے سے محض ^{۱۳۵} مدعا صرف تو ہی سی توجہ کرنے کی ایک لفظ
 کی تشریح یعنی دمشق کے لفظ کی حقیقت میرے پر کھولی گئی اور نیز ایک صاف اور صریح کشف میں مجھ پر
 ظاہر کیا گیا کہ ایک شخص عارث نام یعنی حراث آئے ملا جو الوداع کی کتاب میں لکھا ہے یہ خبر
 صحیح ہے اور یہ پیش گوئی اور صبح کے آنے کی پیش گوئی درحقیقت یہ دونوں اپنے مصداق کی رو سے
 ایک ہی ہیں۔ یعنی اُن دونوں کا مصداق ایک ہی شخص ہے جو یہ عاجز ہے۔

سوا قبل میں دمشق کے لفظ کی تعبیر جو الہام کے ذریعہ سے مجھ پر کھولی گئی یہاں کرتا ہوں پھر بعد
 اس کے اب الوداع والی پیش گوئی جس طرح سے مجھے سمجھائی گئی ہے بیان کر دی گا۔
 پس واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ
 تفسیر کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو زیدی الطبیعت اور زیدیہ کی عادت و ریاضات
 کے پیرو ہیں جن کے دلوں میں اللہ اور رسول کی کچھ محبت نہیں اور احکام اُن کی کچھ محنت نہیں جنہیں
 نے اپنی نفسانی خواہشوں کو اپنا معبود بنا دیا ہے اور اپنے نفسِ امارہ کے حکموں کے ایسے مطیع ہوا
 کہ مقدسوں اور پاکوں کا غرض بھی اُن کی نظر میں کسل اور آسائش ہے اور آخرتِ پائی نہیں کہتے اور
 خدا کے قائلے کا صحیح ہونا ان کی نگاہ میں ایک وسیعہ مسئلہ ہے جنہیں کچھ نہیں سمجھتا اور جو کفر طیب کو

حصہ اول

۱۳۶

ازالہ اوہام

بعض اور کینہ تک کوبت پہنچتی ہے جس قدر دنیا میں ایسے ہی یا ایسے رسول آئے مبعی نسبت
پہلی کتاب میں پیشگوئیاں موجود تھیں ان کے ساتھ منکر اور اشد دشمن وہی لوگ ہوئے ہیں
کہ جو پیشگوئیوں کے الفاظ کو ان کی ظاہری صورت پر دیکھنا چاہتے تھے مثلاً ایلیا بنی کا آسمان
سے اترنا اور خشتِ اشد کی ہدایت کے لئے دنیا میں آنا یا نبل میں اس طرح پر لکھا ہے کہ ایلیا بنی
جو آسمان پر اٹھا یا گیا پھر دوبارہ وہی ہی دنیا میں آئے گا۔ ان ظاہری الفاظ پر یہودیوں نے
سخت پنجہ مارا تو اسے اور باوجودیکہ حضرت مسیح جیسے ایک بزرگوار نبی نے صاف صاف گواہی

دیا کہ وہی کی طرف آنا چاہیے اس لئے ضرور تھا کہ مسیح ایسے لوگوں میں ہی نازل ہو۔ فرض مجھ پر ہے
ظاہر کیا گیا ہے کہ دمشق کے نقطہ سے دراصل وہ مقام مراد ہے جس میں یہ دمشق والی شورش و عاصیت پائی جاتی تھی
اور خدا نے تعالیٰ نے مسیح کے آنے کو جگہ جو دمشق کو بیان کیا تو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح سے
مکہ وہاں مسیح میں ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی بلکہ مسلمانوں میں سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو اپنی
روحانی حالت کے دو سے مسیح سے اور نیز امام حسین سے بھی ثابت کرتا ہے کہ وہو دمشق پایۂ تخت پر ہے
ہمچکا ہے اور یہودیوں کا منصوبہ تھا جس سے ہر مذکور کے کما لمانہ احکام نافذ ہونے دو دمشق
تھا ہے اور یہودیوں کو قلعہ یہودیوں سے بہت مشابہت ہے جو حضرت مسیح کے وقت میں تھا ایسا ہی حضرت
امام حسین کو بھی اپنی مظلومانہ زندگی کی رو سے حضرت مسیح سے غایت درجہ کی مماثلت ہے یہی مسیح کو
دمشق میں آنا صاف دلالت کرتا ہے کہ کوئی مشیل مسیح جو حسین سے بھی بوجہ مشابہت انصافوں جنگوں
کے مماثلت رکھتا ہے نہ یہ یوں کی تکبیر اور غم کرنے کے لئے جو مشیل یہودی ہی آئے گا اور ظاہر ہے
کہ یہودی اہلسیح لوگ یہودیوں سے مشابہت رکھتے ہیں یہ نہیں کہ دراصل یہودی میں اس لئے دمشق کا
لفظ صاف طور پر بیان کر رہا ہے کہ مسیح جو آتے والا ہے وہ یہودی اصل مسیح نہیں ہے بلکہ عیساکر بنی
لوگ مشیل یہودی ہیں ایسا ہی مسیح جو آتے والا ہے وہ بھی مشیل مسیح ہے بلکہ حسین الطوط ہے یہ کہ ایک
نہایت لطیف نکتہ ہے جس پر غور کرنے سے صاف طور پر کمال جاتے ہیں کہ دمشق کا لفظ محض استعارہ
کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ چہ کہ امام حسین کا مظلومانہ واقعہ خدا نے تعالیٰ کی نظر میں جلالت
اور وقار رکھتا ہے اور یہ واقعہ حضرت مسیح کے واقعہ سے ایسا مترنگ ہے کہ عیسائیوں کو بھی اس میں

حصہ اول

۱۳۸

ازالہ اوہام

کسی اونچی عمارت پر اگر آسمانوں کے پھر کسی زمین کے ذریعے حضرت ایلیاؑ پہنچے اترائیں گے اور یہودیوں کے تمام مخالفوں کو روئے زمین سے نابود کر ڈالیں گے اور چونکہ ان کی کتابوں میں جو کتب الہامیہ ہیں یہ بھی لکھا ہے کہ ضرور ہے کہ مسیح کے آنے سے پہلے ایلیا آسمان سے اترے اسی وقت کی وجہ سے یعنی اس سبب سے کہ ایلیا ان کے گمان میں اب تک آسمان سے نہیں اترے مسیح ابن مریمؑ پر وہ ایمان نہیں لائے اور صاف کہیدیا کہ ہم نہیں جانتے کہ تو کون ہے کیونکہ وہ مسیح جس کی ہمیں انتظار ہے ضرور ہے کہ اس سے پہلے ایلیا آسمان سے اتر کر اس کی راہوں کو

اب پہلے ہم یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بار فرمادیا ہے کہ یہ قصبہ قاریان بوجہ اس کے کہ اکثر یزدی بطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں دمشق سے ایک صاحبیت اداوش بہت وکھتا اور یہ ظاہر ہے کہ تعصبات میں ہو رہی تھی تعلیق کی منہوت نہیں ہوتی بلکہ بسا اوقات ایک اور نئے سماعت کی وجہ سے بلکہ صرف ایک جڑوں میں مشارکت کے باعث سے ایک چیز کا نام دوسری چیز پر اطلاق کر دیتے ہیں مثلاً ایک ہلہ انسان کو کہہ دیتے ہیں کہ یہ شیر ہے اور شیر نام رکھنے میں یہ ضروری نہیں سمجھا جاتا کہ شیر کی طرح اس کے پنجے ہوں اور دسی کی بدنیت شتم ہو اور ایک دم بھی ہو بلکہ موت مصفت ضحیٰ کے لئے اسے ایسا اطلاق ہو جاتا ہے اور عام طور پر مسیح انواع استعارات میں بھی قاعدہ ہے۔ سو فرائے تعلق نے اسی عام قاعدہ کے موافق اس قصبہ قاریان کو دمشق سے مشابہت دی اور اس سہارہ میں قاریان کی نسبت مجھے یہ بھی الہام ہوا کہ اخروج منہ السجڑ مید یوں یسوی اس میں یزدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔ اب اگرچہ میرا یہ دعویٰ تو نہیں اور نہ دسی کا مل تصریح سے خدا تعالیٰ نے میرے پر کھل دیا ہے کہ دمشق میں کوئی مشیل مسیح پیدا نہیں ہوا بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ کسی آئندہ زمانہ میں خاص کر دمشق میں بھی کوئی مشیل مسیح پیدا ہو جائے مگر فرائے تعلق نے خوب جانتا ہے کہ وہ اسباب کا شاہد عمل ہے کہ اس نے قاریان کو دمشق سے مشابہت دی ہے اور ان لوگوں کی نسبت یہ فرمایا ہے کہ یزدی بطبع ہیں یعنی اکثر وہ لوگ جو اس جگہ رہتے ہیں وہ اپنی فطرت میں یزدی لوگوں کی فطرت سے مشابہ ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ انا انزلنا و قدربنا من التقدیان و باعنی انزلنا و بالحق نزل و عدا اللہ مفعولاً یعنی ہم نے اس کو

درست کرے۔ اس کے کتاب میں ہر چند حضرت مسیحؑ نے بہت زور دے کر انہیں کہا کہ وہ ایلیاؑ جو
 اُس نے والا تھا یہی یحییٰؑ زکریا کا بیٹا ہے جس کو تم نے شناخت نہیں کیا۔ لیکن یہودیوں نے مسیح
 کے اس قول کو ہرگز قبول نہیں کیا بلکہ خیال کیا کہ یہ شخص تو ریت کی بیشک ٹھوسوں میں الٹا داور
 تحریف کر رہا ہے اور اپنے مرشد کو ایک عظمت دینے کے لئے ظاہری معنی کو کھینچ کر کچھ کا
 کچھ بنا رہا ہے۔ سو ظاہر پستی کی شامتنی یہودیوں کو حقیقت فہمی سے محروم رکھا اور مجتہد
 الغافلہ زور مارنے اور استعارہ کو حقیقت سمجھنے کی وجہ سے اپنی اعتقوتوں کا ذخیرہ انہیں ملا۔

قادیان کے قریب انار ہے اور یہاں کے ساتھ آرا افندہ سہانی کے ساتھ آتا۔ اولیٰ کے لئے وہی۔ اللہ کا پورا
 ہونا تھا۔ اس امام پر ظہور کرنے سے قبل ہر ہوتا ہے کہ قادیان میں خدا نے تینے کی طرف سے
 اس عاجز کا ظاہر ہوتا عالمی پوشوں میں بطور پیشگوئی کے پہلے کی لکھا گیا تھا۔ اب جو کثرت دین کو
 اپنی غایت کی رو سے مشق سے مشابہت دی گئی تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قادیان کا
 نام پہلے پوشوں میں استعارہ کے طور پر مشق رکھ کر پیشگوئی بیان کی گئی ہوگی۔ کیونکہ کسی
 کتاب حدیث یا قرآن شریف میں قادیان کا نام لکھا ہوا نہیں پایا جاتا اور ظہار جو راہی احمیہ
 میں بھی چھپ چکا ہے بصراحت و باوازا بلند ظاہر کر رہا ہے کہ قادیان کا نام قرآن شریف میں یا احادیث
 نبویہ میں بلند پیشگوئی مندرجہ ہو ہے اور چھوٹے سوچ و فہمیں تو سمجھ کر اس کے آدھوں طرف غفلت
 ہے کہ خدا نے تینے نے قادیان کا نام قرآن شریف یا احادیث نبویہ میں کسی اور ہیروہ میں مندرجہ
 لکھا ہوگا اور اب جو ایک نئے امام سے بات بپا یہ نبوت پہنچ گئی کہ قادیان کو خدا نے تینے کی مشق
 سے مشابہت ہے۔ تو اس پہلے امام کے معنی بھی اس سے کھٹل گئے ہو گئے تھے جو اللہ تعالیٰ نے امام کے طور
 پر اس عاجز کے طریقہ تفکیک ہے کہ انا انزلنہ قریباً من القادیان اس کی تفسیر ہے کہ انا
 انزلنہ قریباً من دمشق بطرف شرقی عند العناتۃ الیہ صناد۔ کیونکہ اس عاجز کی
 سکونتی قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے منارہ کے پاس۔ بس یہ فقرہ امام انبی کا کہ صکان
 وعد اللہ ملعونہ۔ اس تاویل سے پوری پوری تطبیق لکھا کر پیشگوئی واقعی طور پر پوری ہو جاتی ہے
 اس عبارت تک عاجز پہنچا تھا کہ یہ امام تھا قل لو کان الامر من عند غیر اللہ لوجدتم

٢٠٢

میں ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِي اَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظَاهِرَ لِمَن يَحِبُّهُ الْفِئَةُ الْكَافَّةُ ۚ اِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۱۲۸﴾ یہ آیت مسیح موعودؑ کے حق میں ہے اور اسلامی محبت کی وہ بلند آواز جس کے نیچے تمام آوازیں دب جائیں وہ ازل سے مسیح کے لیے خاص کی گئی ہے اور قدم سے مسیح موعود کا قدم اس بلند مینار پر قرار دیا گیا ہے جس سے بڑھ کر اور کوئی عمارت اونچی نہیں۔ اسی کی طرف براہین: حمید کے اس اہم میں اشارہ ہے جو کتاب مذکور کے صفحہ ۵۲۲ میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔ "بخرام کو وقت تو نزدیک رسید و پاسے تھیں بل برآمد بنده تر حکم افتاد" ایسا ہی مسیح موعود کی مسجد بھی مسجد اقصیٰ ہے کیونکہ وہ صدر اسلام سے دور تر اور اتنا ہی زمانہ پر ہے۔ اور ایک روایت میں خدا کے پاک نبی نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ مسیح موعود کا نزول مسجد اقصیٰ کے مشرقی منارہ کے قریب ہوگا۔

اب اسے دو سترہ منارہ اس لئے اختیار کیا جاتا ہے کہ تاحد یث کے موافق بیع موعود کے زمانہ کی یادگار ہو اور نیز وہ عظیم پیشگوئی پوری ہو جائے جس کا ذکر قرآن شریف کی اس آیت میں ہے کہ **مُشْتَبٰهَ الَّذِیْ اَسْرٰی یَعْبُدُہٗ ۙ یَسْأَلُ مِنَ الْمُتَنَبِّہِ الْخَوَارِیْ اِلَی الْمُنْجِدِ الَّذِیْ لَا تَقْصُ الْاَلْبَابُ ۚ اُولٰٓئِکَ اَنۡبِیَآءُ کُنَّا خَاقِیۡہٗ** اور جس کے منارہ کا ذکر حدیث میں بھی ہے کہ مسیح کا نزول منارہ کے پاس ہوگا۔ دشنق کا ذکر اس حدیث میں جو مسلم نے بیان کی ہے اس غرض سے ہے کہ تم اہدیانائے حقم ربی اول یثق سے شرع ہوئی ہے اور

☆ بنی اسرائیل : ۲

الم الصف: ١٠

معہ حاشیہ: بعض احادیث میں یہ پایا جاتا ہے کہ دمشق کے شرقی طرف کوئی منارہ ہے جس کے قریب مسجد کا نازل ہوگا۔ سورہ حدیث ہمارے مطلب سے کچھ منافی نہیں ہے کیونکہ ہم کو بھی دفعہ بیان کرچکے ہیں کہ ہمارا یہ گلافی جہاں کا ناکا قادیان ہے اور ہماری یہ مسجد جس کے قریب منارہ فیاض ہوگا دمشق سے شرقی طرف ہی واقع ہے۔ حدیث میں اس بات کی تصریح نہیں کہ وہ منارہ دمشق سے ملحق اور اس کی ایک جزو ہوگا بلکہ اس کے شرقی طرف واقع ہوگا۔ پھر دوسری حدیث میں اس بات کی تصریح ہے کہ مسجد اقصیٰ کے قریب مسجد کا نازل ہوگا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ منارہ ہی مسجد اقصیٰ کا منارہ ہے اور دمشق کا ذکر اسی غرض کے لیے ہے جو ہم ابھی بیان کرچکے ہیں۔ اور مسجد اقصیٰ سے مراواں ہو کر ہر شہر کی مسجد نہیں ہے بلکہ مسجد موعود کی مسجد ہے جو باعتبار بعد زمانہ کے خدا کے نزدیک مسجد اقصیٰ ہے۔ اس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے کہ جس مسجد کی مسجد موعود نہ کہے وہ اس لاتی ہے کہ اس کی مسجد اقصیٰ کہ جائے جس کے سے میں مسجد اقصیٰ۔ کیونکہ جبکہ میں موعود کا وجود اسلام کے لیے ایک آسانی و واسطہ ہے اور تقریب ہے کہ وہ آفری زانہ میں اور بعد ترحد دُنیا میں آسانی برکات کے ساتھ نازل ہوگا۔ اس لیے ہر ایک مسلمان کو یہ ماننا چاہتا ہے کہ مسجد موعود کی مسجد مسجد اقصیٰ ہے کیونکہ اسلامی زمانہ کا خط مندر جو ہے اس کے آسانی نقطہ پر مسجد موعود کا وجود ہے لہذا ایسا موعود کی مسجد ہے بعد زمانہ سے جو بعد اسلام ہے بہت ہی بعد ہے اس وجہ سے مسجد اقصیٰ کہلانے کے لاتی ہے اور اس مسجد اقصیٰ کا منارہ

کا نزول ہے وہ دشتی میں واقع ہے بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منارہ سے اُسی مسجد اقصیٰ کا منارہ مراد لیا ہے جو دشتی سے شرقی طرف واقع ہے یعنی مسیح موعود کی مسجد جو حال میں وسیع کی گئی ہے اور عمارت بھی زیادہ کی گئی۔ اور یہ مسجد فی الحقیقت دشتی سے شرقی طرف واقع ہے۔ اور یہ مسجد صرف اس غرض سے وسیع کی گئی اور بنائی گئی ہے کہ تا دشتی مقاصد کی اصلاح کرے اور یہ منارہ وہ منارہ ہے جس کی ضرورت احادیث نبویہ میں تسلیم کی گئی۔ اور اس منارہ الیہ کا خرچ دس ہزار روپیہ سے کم نہیں ہے۔ اب جو دوست اس منارہ کی تعمیر کے لیے مدد کریں گے میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ وہ ایک بھاری خدمت کو انجام دیں گے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ ایسے موقع پر خرچ کرنا ہرگز ہرگز ان کے نقصان کا باعث نہیں ہوگا۔ وہ خدا کو قرض دیں گے اور مدد سود واپس لیں گے۔ کاش ان کے دل سمجھیں کہ اس کام کی خدا کے نزدیک کس قدر عظمت ہے جس نے خدا کے منارہ کا حکم دیا ہے اس نے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ اسلام کی مروجہ حالت میں اسی جگہ سے زندگی کی رُوح پھوکی جائے گی اور یہ نفع نمایاں کامیدان ہوگا مگر فریغ ان ہتھیاروں کے ساتھ نہیں ہوگی جو انسان بناتے ہیں بلکہ آسمانی حربہ کے ساتھ ہے جس حربہ سے فرشتے کام لیتے ہیں۔ آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سواب میرے نامور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور مسلم کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف دعوت کرنے کی ایک راہ نہیں۔ پس جس راہ پر نادان لوگ اعتراض کر چکے ہیں خدا تعالیٰ کی حکمت اور مسلمات میں چاہتی کہ اسی راہ کو پھر اختیار کیا جائے اس کی ایسی ہی شان ہے کہ جیسے جی نشانوں کی پہلے مکذیب ہو چکی وہ جو رے سید رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دینے گئے۔ لہذا مسیح موعود اپنی فوج کو اس ممنوع مقام سے پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیتا ہے جو بدی کا بدی کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اپنے تئیں شریر کے حملہ سے بچاؤ مگر خود شریارہ مقابلہ مت کرو۔ جو شخص ایک

گالیاں بھی دیں لیکن اکثر نہایت محبت کا اظہار کرتے اور ہذا ابن المہدی کہتے اور سلام کرتے مگر باوجود اس کے پولیس والوں نے کما کہ اندر بیٹھیں۔ ہماری ذمہ داری ہے اور اس طرح ہمیں اندر بند کر دیا گیا۔ اس پر ہم نے برٹش قونصل کو فون کیا..... اس پر ایسا انتظام کر دیا گیا کہ لوگ اجازت لے کر اندر آتے رہے..... غرض عجیب رنگ تھا کالجوں کے لڑکے اور پروفیسر آتے۔ کاپیاں ساتھ لاتے اور جو میں بولنا لکھتے جاتے اگر کوئی لفظ رو جاتا تو کہتے یا استاذ ذرا ٹھہریے۔ یہ لفظ رو گیا ہے۔ گویا انجیل کا وہ لفظ تھا جہاں اسے استاد کے حضرت مسیح کو مخاطب کرنے کا ذکر ہے اگر کسی مولوی نے خلاف بولنا چاہا تو وہی لوگ اسے ڈانٹ دیتے ایک مولوی آیا بوڑھا پاٹھ سمجھا جاتا تھا۔ اس نے ذرا مذاجب باتیں کیں تو تعلیم یافتہ لوگوں نے ڈانٹ دیا اور کہہ دیا کہ ایسی بیسودہ باتیں نہ کرو۔ ہم تمہاری باتیں سننے کے لئے نہیں آئے اس پر وہ چلا گیا اور دوسرا مہذرت کرنے لگے کہ وہ بے وقوف تھا۔ اس کی کسی بات پر ناراض نہ ہوں یہ ایک غیر معمولی بات تھی۔ پھر منارۃ البیضاء کا بھی عجیب معاملہ ہوا۔ ایک مولوی عبدالقادر صاحب (المغربی۔ ناقل) حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب کے دوست تھے۔ ان سے میں نے پوچھا کہ وہ منارہ کہاں ہے جس پر تمہارے نزدیک حضرت یحییٰ نے اترنا ہے کہنے لگے۔ مسجد امویہ کا ہے لیکن ایک اور مولوی صاحب نے کہا کہ بیسائیوں کے محلہ میں ہے ایک اور نے کہا حضرت یحییٰ آکر خود بنائیں گے۔ اب ہمیں حیرت تھی کہ وہ کونسا منارہ ہے۔ دیکھ تو مجلس صبح کو میں نے ہوٹل میں نماز پڑھائی اس وقت میں اور ذوالفقار علی خان صاحب اور ڈائریکٹر شمس اللہ صاحب تھے یعنی میرے پیچھے دو متقدی تھے۔ جب میں نے سلام پھیرا تو دیکھا سامنے منارہ ہے اور ہمارے اور اس کے درمیان صرف ایک سڑک کا فاصلہ ہے۔ میں نے کہا یہی وہ منارہ ہے اور ہم اس کے مشرق میں تھے۔ یہی وہ سفید منارہ تھا اور کوئی نہ تھا۔ مسجد امویہ والے منارہ نیلے سے رنگ کے تھے جب میں نے اس سفید منارہ کو دیکھا اور پیچھے دو متقدی تھے تو میں نے کہا کہ وہ حدیث بھی پوری ہو گئی۔" [۴۳]

"دشمن میں توقع سے بہت بڑھ چڑھ کر کامیابی ہوئی..... اخبارات نے لے لے قریبی مضامین شائع کئے۔ دشمن کے تعلیم یافتہ طبقے نے نہایت گہری دلچسپی لی۔ تمام وہ اخبارات جن میں ہمارے مشن کے متعلق خبریں اور مضامین نکلتے تھے کثرت سے فوراً فروخت ہو جاتے تھے" [۴۴]

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اوپر شیخ عبدالقادر مغربی کا ذکر فرمایا ہے۔ ان کا ایک خاص واقعہ بھی ہے جس کا بیان کرنا ضروری ہے۔ ان صاحب نے جو دشمن کے ادیب شہیر تھے حضور سے کما کہ ایک جماعت کے معزز امام ہونے کی حیثیت سے ہم آپ کا اکرام کرتے ہیں۔ مگر آپ یہ امید نہ رکھیں کہ ان علاقوں میں کوئی شخص آپ کے خیالات سے متاثر ہو گا کیونکہ ہم لوگ عرب نسل کے ہیں اور عربی

ازالہ اولم

124

حصہ اول

افسوس کہ ہماری قوم کے لوگ استعارات کو حقیقت پر حمل کر کے سخت پھیل میں پھنس گئے ہیں اور ایسی مشکلات کا سامنا نہیں کر پاتے ہیں کہ ہمارے ہاں سے آسانی نکھان لوگوں کیلئے سخت دشوار ہے اور جو نکلنے کی راہیں ہیں وہ انہیں قبول نہیں کرتے۔ مثلاً صحیح مسلم کی حدیث میں یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت عیسیٰ جب آسمان سے اترے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہو گا اس لفظ کو ظاہری لباس پر حمل کر کے ایسا لغو خیال ہے زرد رنگ پہننے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی لیکن اگر اس لفظ کو ایک شفیق استعارہ قرار دے کر معتبرین کے مذاق اور تجارت کے موافق اس کی تعبیر کرنا چاہیں

ایک یہ کہ جب وہ پہنچ آئے گا تو مسلمانوں کی افغان علیٰ حالت کو جو اس وقت بغایت حرج بگڑی ہوئی ہوگی دینی صحیح تعلیم سے درست کر دے گا اور ان کے روحانی انظار کو اور باطنی نادری کو کھل دے گا اور ان کو اہل علم و حقائق و معارف حق کے سامنے رکھ دے گا یہاں تک کہ وہ لوگ اس دولت کو لیتے لیتے فک جانیگے اور ان میں سے کوئی طالب حق روحانی طور پر مطمئن اور خادار نہیں رہے گا بلکہ جس قدر کمال پہنچ جائے گا وہی ان کی بکثرت طیب ملا ملاقت کی اور شرف فیہ میں معرفت کا پلاجا بمانے گا اور علوم حق کے سرتوں سے ان کی بھولیاں نہ کر دی جائیں گی اور جو غرضت لہاب قرآنی شریفین کا ہے اس قطر کے بحر سے ہوتے شیشہ حق کو دے جائیں گے۔

دوسری علامت خاصہ یہ ہے کہ جب دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ وہ صلیب کو توڑنے کا اور خنجر سے زل کے قتل کر کے
اور تھالہ کے ساتھ قتل کر ڈالنے کا اور جس کا فرنگ اس کے دم کی ہوا پھینچے گی وہی افور ورجا بیگا
سواں علامت کی اصل حقیقت جو روحانی طور پر مراد رکھی گئی ہے یہ ہے کہ سچ دنیا میں اگر صلیبی مذہب
کی شان و شوکت کو اپنے پیروں کے پیچھے کھینچ ڈالے گا اور ان لوگوں کو جن میں خنجر سے زل کی بے حیائی اعلیٰ
نوکوں کی بے شرمی اور بجااست محمدی ہے تو یہ بدل کا طوطا کا ہتھیار جو کہیں سب کا کام تمام کرے گا اور
وہ لوگ جو صرف دنیا کی آنکھ رکھتے ہیں مگر دین کی آنکھ بکلی غلط ہے۔ بلکہ ایک دنیا ٹینٹ اس میں نکلا ہوا ہے
انکو تین جتنوں کی سیف کا طوطا سے فزوم کر کے ان کی منکرانہ ہستی کا خاکہ کر دے گا اور نہ صرف ایسے
یک چشم لوگ بلکہ ہر ایک کافر و بدین محمدی کو بظلمہ استعمار دیکھتا ہے سبھی دوائی کے موافق دم سے
روحانی طور پر بار بار جانتے گا۔ فرض یہ سب حیا رتیں استعارہ کے طور پر واقع ہیں جو اس عاجز پر

اسلام علیکم۔ السلام خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ بندہ کو اسلام میں غیبت نہیں۔ بلکہ افعالِ صالحہ میں غیبت ہے۔
ہے۔ اور اس میں کہ خدا تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے۔ سو نیک کاموں میں گوشش چاہیے تاکہ موجب نجات
ہو۔ و السلام۔ مرزا غلام احمد

میں موعود کے لیے نمازیں جمع کی جائیں گی چونکہ کچھ مدت سے حضرت علیؑ طبیعت میں
کے دوسرے جہت میں اکثر خواب بھولتی
ہے۔ اس لیے نماز مغرب اور عشاء گھر میں باجماعت پڑھ لیتے ہیں۔ باہر تشریف نہیں لے سکتے۔
ایک دن نماز مغرب کے بعد چند عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا جو کتنے کے قابل ہے۔ (انڈیز تشریف)

نہ دیا :
کوئی یہ ندول میں گمان کر لے کہ یہ روز گھر میں جمع کر کے نماز پڑھا دیتے ہیں اور باہر نہیں جاتے۔ یہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی کہ آنوالا شخص نماز جمع کیا کرے گا۔ سوچہ بیٹھنے تک تو ہر جمع کروا کر آ رہا ہوں
اب میں نے کہا کہ عورتوں میں بھی اس پیشگوئی کو پورا کر دینا چاہیے۔ چونکہ بغیر ضرورت کے نماز جمع کرنا ناجائز
ہے اس لیے خدا تعالیٰ نے مجھ کو بیمار کر دیا اور اس طرح سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کر دیا۔
ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو پورا کرے۔ کیونکہ وہ پورا نہ ہوگا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نماز باندھ جھوٹے ٹھہرتے ہیں۔ اس لیے ہر ایک کو وہ بات جو اس کے اختیار میں ہو نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے کے موافق پوری کر دینی چاہیے اور خدا تعالیٰ خود بھی سامانِ دنیا کو رہتا ہے جیسا کہ
مجھ کو بیمار کر دیا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو پورا کر دے۔ جیسا کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک صحابی سے فرمایا کہ تیرا اس وقت کیا حال ہوگا جبکہ تیرے ہاتھ میں کسریٰ کے سونے کے کدے
پہنائے جائیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب کسریٰ کا ملک فتح ہوا۔ تو حضرت حمزہ
نے اس کو سونے کے کدے جو ٹوٹ میں آئے تھے، پہنائے۔ حالانکہ سونے کے کدے یا کوئی اور چیز سونے
کی مردوں کے لیے ایسی ہی حرام ہے جیسا کہ اور حرام چیزیں۔ لیکن چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے
یہ بات نکل گئی تھی اس لیے پوری کی گئی۔ اسی طرح ہر ایک دوسرے انسان کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
قول کو پورا کرنے کی گوشش کرنی چاہیے۔

فرمایا کہ :
دو زور و چار دروں سے مراد
دیکھو میری بیماری کی نسبت نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

پیشگوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دوزخ و جہنم میں اس نے پستی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح جہنم کو دو بیماریاں ہیں ایک اُدپر کے دھڑکی اور ایک نیچے کے دھڑکی۔ یہی ملاق اور کثرتِ بول۔ ہمارے مخالف مولوی اس کے مننے سے یہ کہتے ہیں کہ وہ پنج پوجیوں کی طرح دوزخ میں اُدھے ہوئے آسمان نیچے اتریں گے لیکن یہ قلعہ ہے چونکہ معجزوں نے ہمیشہ دزد چادر کے مننے بیماری کے ہی کئے ہیں۔ ہر ایک شخص جو دزد چادر دیکھے یا کوئی اُدزد و چیر تو اس کے مننے بیماری کے ہی ہوں گے اور ہر ایک شخص جو ایسا دیکھے آزاں سکتا ہے کہ اس کے مننے ہی میں۔

صلح پسندی کے ساتھ دوزخوں کے جھگڑے پر فرمایا کہ :

مکران شریفیت میں آیا ہے وَالْقُلُوبُ خَائِفَاتُ (النساء: ۱۱۹)
اس لیے اگر آپس میں کوئی لڑائی جھگڑا ہو جائے تو صلح کر لینی

چاہیے کیونکہ اس میں خیر اور برکت ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ غیر مذاہب کے ساتھ میں یہ بات رکھی جاتے بلکہ ان کے ساتھ سخت مذہبی عداوت رکھنا چاہیے۔ جیسا کہ مذہب کی غیرت نہ ہو انسان کا مذہب ٹھیک نہیں ہوتا۔ اب یہ جو چند ویسائی ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گامیاں نکالتے ہیں تو کیا ہم ان کے ساتھ صلح رکھ سکتے ہیں بلکہ ان کی غفلتوں میں بیٹھا اور ان کے ساتھ دوستی کرنا اور ان کے غمروں میں مانا تو معصیت میں داخل ہے

جھگڑوں کی بنیاد بدظنی ہوتی ہے ہاں آپس میں جو ایک طرفہ میں ہوں تو لڑائی جھگڑا کی

ریا وہ تر بنیاد بدظنی ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ دوزخ میں دو تہائی آدمی بدظنی کی وجہ سے داخل ہوں گے۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ قیامت کے دن میں لوگوں سے پوچھوں گا کہ اگر تم مجھ پر بدظنی نہ کرتے تو یہ کیوں ہوتا۔ حقیقت میں اگر لوگ خدا تعالیٰ پر بدظنی نہ کرتے تو یہ کیوں ہوتا۔ حقیقت میں اگر لوگ خدا تعالیٰ پر بدظنی نہ کرتے تو اس کے احکام پر کیوں نہ جیتے۔ انہوں نے خدا تعالیٰ پر بدظنی کی اور گھبراہٹیا کر لیا۔ اور بعض کو خدا کے وجود تک کے منکر ہو گئے۔ تمام انسانوں اور لڑائیوں کی وجہ یہی بدظنی ہے۔

پیشگوئیوں کے مطابق زلزلوں کا وقوع زلزلہ کی نسبت باتوں میں فرمایا کہ :

قرآن شریف میں زلزلہ آنے کی خبر دی گئی ہے کہ مسیح کے وقت ایسے زلزلے آئیں گے کہ شدت میں نہایت ہی سخت ہوں گے۔ اب تک ان مولویوں نے

حقیقہ اول

۲۰۹

ازالہ اوہام

تب وہ شخص زندہ ہو کر ایک روشن اور چمکتے ہوئے چہرہ کے ساتھ اس کے سامنے آجائیگا اور اس کی الوہیت سے انکار کرے گا سو دنیا الی اسی قسم کی گمراہ کرنے کی کوششوں میں لگا ہوا ہوگا کہ ناگہاں سچ ایمن مریم ظاہر ہو جائے گا اور وہ ایک سارہ سفید کے پاس دمشق کے شرقی طرف آتے سے گا مگر ایمن ماجہ کا قول ہے کہ بیت المقدس میں آتے سے گا اور بعض کہتے ہیں کہ نہ بیت المقدس اور نہ دمشق بلکہ مسلمانوں کے لشکریں آئیں گی جہاں حضرت عیسیٰ ہوگا اور پھر فرمایا کہ جس وقت وہ آئے گا اس وقت اس کی زندگی دوبارہ شک ہوگی۔ یعنی زرد رنگ کے دھڑکے اُس نے پہنے ہوئے ہوں گے یہ اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت اُس کی صحت کی حالت اچھی نہیں ہوگی (اور دونوں تحصیل اُس کی دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہوں گی۔ مگر بخاری کی ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مریم کو بجائے دو فرشتوں کے دو آدمیوں کے کندھوں پر اٹھ کر رکھ کر طواف کرتے دیکھا۔ پس اس حدیث کے لہذا صرفائی سے یہ بات کھلتی ہے کہ دمشق حدیث میں جو دو فرشتے لکھے ہیں وہ دراصل وہی دعاوی ہیں کہ دوسری حدیث میں بیان کئے گئے ہیں اور ان کے کندھوں پر اٹھ کر رکھنے سے مطلب یہ ہے کہ وہ مسیح کے دروگاہ اور انصار ہو جائیں گے۔

اور پھر فرمایا کہ جس وقت مسیح اپنا سو جھکائے گا تو اُس کے پسینہ کے قطرے حشر فرمیں گے اور جب اوپر کو اٹھائے گا تو بالوں سے قطرے پسینہ کے چاندی کے کانوں کی طرح گریں گے جیسے موتی جوتے ہیں اور کسی کان کے لئے ممکن نہیں ہوگا کہ ان کے دم کی ہوا پا کر جیتا رہے بلکہ فی الفور مر جائے گا اور وہ ان کا ان کی حد نظر تک پہنچے گا۔ پھر حضرت ابن مریم جلال کی تلاش میں لگیں گے اور لڑکے دروازہ پہ عیدت المقدس کے درہات میں ہوا ایک گاؤں ہے اس کو جاپیکٹیں گے اور قتل کر ڈالیں گے۔ وقت توجہ جمعۃ الاحدیث۔ یہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے لکھی ہے جس کو ضعیف کہہ کر میں لکھ رہا ہوں

۳۳۱

من الضربة^۱ فلا تهنوا ولا تحزنوا وان الله معكم وان كنتم معه بالصدق والطاعة - ولقد نصركم الله ببدر وانتم اذلة - والان اعيد اليكم البدر في المرة الثانية - وان الغم قريب ولكن لا بالسيف والمحمدة بل بالضرع^۲ وعقد الهمة والادعية - فلا تظنوا ظن السوء واسعوا اليك بالصبر ولا تموتوا الا وانتم مسلمون وصلوا على محمد خير البرية - وان هذه مائة كليلة البدر عدة - وكليلة القدر مرتبة فابشروا ببدركم وانتظروا ايام النصرة -

فی ذکر اهل الجرائد والاعخبار

لعلمك تقول بعد ذلك ان اهل الجرائد والاعخبار يستحقون ان يُصلحوا مفسد البلد ان والديار - فاقول رحمك الله انه خطاء في الافكار - اتبزو من هؤلاء امراض النفوس - ووساوس القسوس - نعمل لا شك ان هذه الصناعات تفيد قومنا لورعهم حق المراعات - و تكون كهناك الى مجاهل - وتقود الى مناهل - وتكن كتناصر للدنيات - وان الجرائد مرة ترمى الغائب كالمشهود - والغائب كالموجود - وتكون الرصلة الى بعض الخفايا - بل قد تعين على فصل القضايا - وترى

في الحاشية - قول بلدة بآي من الناس فيها اسمها ابد هيانه - وهي قول امرئ قامت الاشرار فيها للآهانة - فلما كانت بيعة الخلعين - حرية لقتل الدجال الملعين - باشاعة الحق المبين - اشرف الحديث ان المسيح يقتل الدجال على باب الله بالضربة الواحدة - فلذلك لم يمتنع من لفظ له هيانه كما لا يخفى على ذوي الفطنة

ازالہ اوہام

۳۷۳

مضمون

دجال اسی وقت کے زنگ میں قوت کے ساتھ خروج کر رہا ہے اور گویا ماثالی قلی وجود کے ساتھ وہی ہے اور جیسا کہ وہ اول زمانہ میں گر جایش بکڑا ہوا لکھ لکھا آیا تھا اب وہ اس بند سے غلٹی پاکر عیسائیل کے گر جیسے ہی نکلتا ہے اور دنیا میں ایک آفت برپا کر رہا ہے۔

ایسا ہی یا ہوج ماجوج کا حال بھی سمجھ لیجئے۔ یہ دونوں پرانی قومیں ہیں جو پہلے زمانوں میں دوسروں پر کھلے طور پر غالب نہیں ہو سکیں اور ان کی حالت میں ضعف رہا لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں یہ دونوں قومیں خروج کریں گی یعنی اپنی عقلی قوت کے ساتھ ظاہر ہوں گی۔ جیسا کہ سورہ کف میں فرماتا ہے و ترکنا بعضہم و بعضہم یمرجون فی بعضہم یعنی یہ دونوں قومیں دوسروں کو مغلوب کر کے پھر ایک دوسرے پر حملہ کریں گی اور جس کو خدا تعالیٰ چاہے فتح دے گا۔ چونکہ ان دونوں قوموں سے مراد انگریز اور روس ہیں اس لئے ہر ایک مسعود و قند مسلمان کو دعا کرنی چاہیے کہ اُس وقت انگریزوں کی فتح ہو۔ کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں۔ اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے۔ جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکریہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے بھی ناشکر گزار ہیں۔ کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور بارہے ہیں وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پاسکتے۔ ہرگز نہیں پاسکتے۔

ایسا ہی دابۃ الارض یعنی وہ علامہ و اعظمی جو آسمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھنے ابتداء سے چلے آتے ہیں۔ لیکن قرآن کا مطلب یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ان کی مدد کو زیادہ کثرت ہوگی لہذا ان کے خروج سے مراد وہی ان کی کثرت ہے۔ اور یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جیسی ان چیزوں کے بارے میں جو آسمانی قوت

لیکن یہ بات صحیح بخاری سے بھی معلوم ہو چکی ہے کہ مسیح ابن مریم فوت شدہ جماعت میں داخل ہے اور یہ کئی دن ذکر کیا کے ساتھ وہ جسے آسمان میں موبود ہے۔ اور خدا تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ کوئی شخص میری طرف بغیر مرنے کے آ نہیں سکتا۔ لیکن کچھ شک نہیں کہ مسیح اس کی طرف اٹھایا گیا سو وہ ضرور مر گیا۔ خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کلام میں اس کو انی متوقیہات و افعالت الی سے پکارا ہے۔ سو لفظ متوقی جن عام معنوں سے تمام قرآن اور حدیثوں میں متعل ہے وہ یہی ہے کہ روح کو قبض کرنا اور جسم کو معطل چھوڑ دینا۔ یہ بڑے تعصب کی بات ہے کہ تمام یہاں کے لئے تو توفی کے یہی معنی روح قبض کرنے کے ہوں۔ مسیح ابن مریم کے لئے جسم قبض کرنے کے معنی لئے جاویں۔ کیا ہم خاص عیسیٰ کے لئے کوئی نئی لغت بنا سکتے ہیں جو کبھی اللہ اور رسول کے کلام میں متعل نہیں ہوئی اور نہ عرب کے شعراء اور زبان دان کبھی اس کو استعمال میں لائے۔ پھر جس حالت میں توفی کے یہی شائع متعارف معنی ہیں کہ روح قبض کی جائے خواہ بطور ناقص یا بطور تام۔ تو پھر رخ سے رخ جسم کیوں ملا دیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جس چیز پر قبضہ کیا جائے گا رخ بھی اسی کا ہو گا۔ نہ یہ کہ قبض نور روح کا ہوا اور جسم کا رخ کیا جائے۔ غرض برخلاف اس متبادلا و مسلسل معنوں کے جو قرآن شریف سے توفی کے لفظ کی نسبت اقل سے آخر تک سمجھے جاتے ہیں ایک نسخے معنی اپنی طرف سے گھڑا ہی تو اتحاد اور تخریب ہے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے بچا دے اگر یہ کہا جائے کہ توفی کے معنی تفسیروں میں کئی طور سے کہے گئے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ وہ مختلف اور متضاد اقوال ہی صلے اللہ علیہ وسلم کے بیان سے نہیں لئے گئے ورنہ ممکن نہ تھا کہ وہ بیان جو چشم و حسی سے نکلا ہے اس میں اختلاف اور تناقض راہ پاسکتا بلکہ وہ مفسرین کے صوف اپنے اپنے بیانات میں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کبھی ان کا کسی خاص معنی پر اجماع نہیں ہوا۔ اگر ان میں سے کسی کو وہ بصیرت دی جاتی جو اس

۳۹۳

اربعین نمبر ۲

یہودیوں نے نوحہ باللہ حضرت مسیح کو رنج سے بے نصیب ٹھہرنے کے لئے صلیب کا حیلہ سوچا تھا تا اس سے دلیل پکڑیں کہ عیسیٰ بن مریم ان صادقوں میں سے نہیں ہے جن کا رنج فی اللہ ہوتا رہا ہے۔ مگر خدا نے مسیح کو وعدہ دیا کہ میں تجھے صلیب سے بچاؤں گا۔ اور اپنی طرف تیرا رنج کہ نگا جیسا کہ ابراہیم اور دوسرے پاک نبیوں کا رنج ہوا سو اسی طرح ان لوگوں کے منصوبوں کے برخلاف خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ میں اتنی بریں یا دین بریں کم یا زیادہ تیری عمر کہ نگا تا لوگ کئی عمر سے کاذب ہونے کا نتیجہ نہ نکال سکیں جیسا کہ یہودی صلیب سے نتیجہ عدم رنج کا نکالنا چاہتے تھے۔ اور خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ میں تمام خبیث مرضوں سے بھی تجھے بچاؤں گا جیسا کہ اللہ صا ہونا تا اس سے بھی کوئی بد نتیجہ نہ نکالیں۔ اور خدا نے مجھے اطلاع دی کہ بعض ان میں سے تیرے پر بد دعائیں بھی کرتے رہیں گے مگر ان کی بد دعائیں میں انہی پر ڈالوں گا۔ اور بد حقیقت لوگوں نے اس خیال سے کہ کسی طرح وہ تقویٰ کے نیچے مجھے لے آئیں منصوبہ بازی میں کچھ کی نہیں کی۔ بعض مولویوں نے قتل کے فتوے دیئے۔ بعض مولویوں نے جھوٹے قتل کے مقدمات بنائے کیلئے میرے پر گواہیاں دیں۔ بعض مولوی میری موت کی جھوٹی پیشگوئیاں کرتے رہے بعض مسجدوں میں میرے مرنے کے لئے ناک درگاہ تھے۔ بعض نے جیسا کہ مولوی گاہگیر قصودی نے اپنی کتاب میں اور مولوی امین ملنگہ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ اگر وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور مردہ ہم سے پہلے مرے گا کیونکہ کاذب ہے۔ مگر جب ان کلیقات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے اور اس طرح پرانی موت نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کون تھا۔ مگر پھر بھی یہ لوگ عبرت نہیں کھینچتے پس کیا یہ

ۛ: اہم اپنی آنکھ کے بارے میں یہ ہے تنزل الروحۃ علی ثلاث الفین وعلی الفربین - یعنی تیرے تین حضوروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی ایک آنکھ باقی و دُلہ - منہا

قبول کرتا ہے جسے بھی بھیجا ہے۔ انسان میں اس سے زیادہ کوئی خوبی نہیں کہ تقویٰ کی راہ کو اختیار کر کے مامورین اللہ کی لڑائی سے پرہیز کرے اور اس شخص کی جلدی سے تکذیب محکمہ جو کہتا ہے کہ میں مامور من اللہ ہوں اور من تعبدین کے لئے صدی کے سر بھیجا گیا ہوں۔ ایک متقی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ اس جو دھیس صدی کے سر جس میں ہزاروں جملے اسلام پر ہونے لگے ایسے جھڈ کی ضرورت تھی کہ اسلام کی حقیقت ثابت کرے۔ ان اس جھڈ کا نام اس لئے مسیح ابن مریم رکھا گیا کہ وہ کہ صلیب کے لئے آیا ہے اور خدا اس وقت چاہتا ہے کہ عیسا کہ مسیح کو پہلے زمانہ میں یہودیوں کی صلیب سے نجات دی تھی اب عیسائیوں کی صلیب سے بھی اس کو نجات دے جو کہ عیسائیوں نے انسان کے خدا بنانے کے لئے بہت کچھ افترا کیا ہے۔ اس لئے خدا کی خیریت نے چاہا کہ مسیح کے نام پر ہی ایک شخص کو مامور کر کے اس افترا کو نیست و نابود کر دے۔ یہ خدا کا کام ہے اور ان لوگوں کی نظر میں عجیب۔

قرآن شریف صاف کہتا ہے کہ مسیح وفات پا کر آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ لہذا اس کا نزول ہرگز ہی ہے نہ کہ حقیقی اور آیت فلما توفیتہ فی میں صریح ظاہر کیا ہے کہ واقعہ وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام واقعہ میں آگیا کیونکہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد بگڑ گئے نہ کہ ان کی زندگی میں۔ پس اگر فرض کریں کہ اب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے تو ماننا پڑے گا کہ عیسائی بھی اب تک نہیں بگڑے۔ اور یہ صریح باطل ہے بلکہ آیت قرآنی ہے کہ عیسائی صرف مسیح کی زندگی تک حق پر قائم رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حواریوں کے عہد میں عیسیٰ نبی شروع ہو گئی تھی۔ اگر حواریوں کا زمانہ بھی ایسا ہوتا کہ اس زمانہ میں بھی عیسائی حق پر قائم ہوتے تو خدا تعالیٰ اس آیت میں صرف مسیح کی زندگی کی قید نہ لگاتا بلکہ حواریوں کی زندگی کی بھی قید لگادیتا پس اس جگہ سے ایک نہایت عمدہ حکمت عیسائیت کے زمانہ فساد کا معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ حقیقت حواریوں کے زمانہ میں ہی عیسائی مذہب میں شرک کی تخم ریزی ہو گئی تھی۔ ایک شریر یہودی پادرس نام جو یونانی زبان سے بھی کچھ حصہ رکھتا تھا جس کا ذکر قسطنطینی رومی میں بھی ہے حواریوں میں اطلاع ہوا کہ اس نے کچھ حاکم کشت میں عیسیٰ علیہ السلام کو دکھا ہے۔ اس شخص نے عیسائی مذہب میں بہت سا فساد مچا

سراج منیر

۴۲

اس کے ہاتھ سے دین اسلام کو تمام دینوں پر غلبہ بخشے اور ابتدا میں ضرور ہو کر اس مامور اور اسکی جماعت پر ظلم ہو لیکن آخر میں فتح ہوگی اور یہ دین اس مامور کے ذریعہ سے تمام ادیان پر غالب جائیگا اور دوسری تمام ملتیں بیتہ کے ساتھ ہلاک ہو جائیں گی۔ دیکھو! یہ کس قدر عظیم الشان پیشگوئی ہے اور یہ وہی پیشگوئی ہے جو ابتدا سے اکثر علماء کہتے آئے ہیں کہ مسیح موعود کے حق میں ہو اور اسکے وقت میں پوری ہوگی اور براہین احمدیہ میں سترہ برس سے مسیح موعود کے دعوے سے پہلے درج ہے تا خدا ان لوگوں کو شرمندہ کرے کہ جو اس عاجز کے دعویٰ کو انسان کا افترا خیال کرتے ہیں۔ براہین خود گواہی دیتی ہو کہ مسوق اس عاجز کو اپنی نسبت مسیح موعود ہونے کا خیال بھی نہیں تھا اور پیمانے عقیدہ پر نظر تھی۔ لیکن خدا کے الہام نے اسی وقت گواہی دی تھی کہ تو مسیح موعود ہے۔ کیونکہ جو کچھ آثار نبویہ نے مسیح کے حق میں فرمایا تھا الہام الہی نے اس عاجز پر جاری کیا تھا۔ یہ یہاں تک کہ اسی براہین احمدیہ میں نام بھی عیسیٰ نکد دیا۔ چنانچہ صفحہ ۵۵۷ براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے یا عیسیٰ انی متہ فیک و ارفعک الی و

جاء علی الذین اتبعوک فوق الذین کفرو الی یوم القیامۃ ثلثۃ من الاولین و ثلثۃ من الاخرین۔ یعنی اسے عیسیٰ میں تھیں طبی وفات دونا اور اپنی طوت اٹھا دنگا اور تیرے تابعین کو ان لوگوں پر غلبہ بخشو نگا جو مخالفت ہونگے اور تیرے تابعین دو قسم کے ہوں گے پہلا گروہ اور پچھلا گروہ۔ یہ آیت حضرت مسیح پر اسوقت نازل ہوئی تھی کہ جب انکی جان بودیوں کے منصوبوں سے نہایت گھبراہٹ میں تھی اور یہودی اپنی خباثت سے اُنکے مصلوب کرنے کی فکر میں تھے تا مجرمانہ موت کا داغ انپر لگ کر تورات کی ایک آیت کے موافق انکو طعون ٹھہرا دیں کیونکہ تورات میں لکھا تھا کہ جو گڑبڑی پر لٹکا یا بلٹے وہ لعنتی ہو۔ چونکہ صلیب کو جرائم پیشہ سے قدیم طریق سزا دی کی وجہ سے ایک مناسبت پیدا ہوئی تھی اور ہر ایک غوی اور نہایت درجہ کا بدکار صلیب کے سزا پاتا تھا اسلئے خدا کی تقدیر نے راستبازوں پر صلیب کو حرام کر دیا تھا تا پاک کو پلید سے مشابہت پیدا نہ ہو۔ پس یہ عجیب بات ہے کہ کوئی نبی مصلوب نہیں ہوا تا انکی سچائی عوام کی نظر

آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ۔ اَجْرُ نَجْمِهِ سُوْرَةُ اَلْاٰرْمٰن۔ وَكَوْلَا اَنْ تُصِيبَهُمْ
مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمْتْ اَيْدِيَهُمْ فَيَقُولُوْا رَبَّنَا لَوْلَا اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا
رَسُوْلًا فَنَتَّبِعْ اٰيَاتِكَ وَتَكُوْنُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ وَكَوْلَا اَدْفَعُ اللّٰهُ
النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّفَسَادِ اِلْاَرْضِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ

آیت میں تعلیم کی گئی ہے۔ جو فرمایا ہے۔ غلّی المعضوب علیہم ولا الضالّین۔
یہ وہ مرتبہ ہے جس میں انسان کو خدا کی محبت اور اس کے غیر کی عداوت
سرشت میں داخل ہو جاتی ہے۔ اور بطریق طہیّت اُس میں قیام پکڑتی ہے۔

ہرگز نہیں مانے جیسا کہ خدا کو کچھ خود دیکھ نہ لیں۔ سفید بجز ضربہ ہلاکت کسی چیز کو باور نہیں کرنا
میرا اور تیرا دشمن ہے۔ کہ خدا کا امر آیا ہے سو تم جلدی مت کرو جب خدا کی مدد آئیگی تو کہا جائیگا
کہ کیا میں تمہارا خدا نہیں کہیں گے کہ کیوں نہیں۔ اِنِّیْ مُتَوَقِّئُكَ وَرَافِعُكَ اِنِّیْ وَجَاعِلُ
الَّذِیْنَ اَتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا
وَكَانَ اللّٰهُ بِكُمْ رَءُوْفًا رَّحِيْمًا۔ اَلَا اِنَّ اَوْلٰیاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ
یَحْزَنُوْنَ۔ تَمُوْتُ وَاکْمُرُ اَمِنْ یُثَلِّقُ فَاذْ خُلُوْا الْجَنَّةَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اٰمِیْنِیْنَ۔
سَلَامٌ عَلَیْكُمْ وَطَبَقْتُ فَاذْ خُلُوْا اَمِیْنِیْنَ۔ سَلَامٌ عَلَیْكُمْ جُعِلَتْ مَخَارِجُ
سَمِعَ اللّٰهُ اَنَّهُ سَمِعْتَ الدَّعَاءَ اَنْتَ مُبَارَكٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔ اَمْرًا
النَّاسِ دَبْرًا کَاثِرًا اِنَّ رَبَّکَ لَعَالٌ لِّمَآ یُرِیْدُ۔ اَذْکُرُ نِعْمَتِیْنَ اَلْقِیْ اَنْعَمْتُ
عَلَیْکَ وَ اِنِّیْ فَضَّلْتُکَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ۔ اَیَّانَہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنِّۃُ اَزِجْبِیْنَ
اِلٰی رَبِّکَ رَاضِیَۃً مُّرضِیَۃً فَاذْ خُلِیْ فِی عِبَادِیْ وَ اذْ خُلِیْ جَنَّتِیْ۔ مَن رَّکِبْکُمْ
عَلَیْکُمْ وَ اَحْسَنَ اِلٰی اَخْبَآئِکُمْ وَ عَلَمَکُمْ مَا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۔ وَاِنْ تَعَدَّوْا
نِعْمَۃَ اللّٰهِ لَا تَحْصُوْهَا۔ یں جو کوئی نعمت دوتگا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اور جو
لوگ تیری متابعت اختیار کریں۔ یعنی حقیقی طور پر اللہ و رسول کے متبعین میں داخل
ہو جائیں۔ اُن کو اُن کے مخالفین پر جو انکاری ہیں۔ قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔ یعنی

لے اَلْاَرْمٰن: ۱۰۴۔ اَلْاَرْمٰن: ۱۰۴۔ اَلْاَرْمٰن: ۱۰۴۔

براہین احمدیہ

۶۶۴

۱۔ باب

منصب اسی کو پہنچا دیکر وہ کہہ اراض روحانی پر اسی کو اطلاع ہو اور ازالہ مرض اور استرداد صحت پر وہی قادر ہو۔ پھر بعد اسکے بطور استدلال کے فرمایا کہ اللہ وہ ذات کامل الرحمت ہے کہ اُس کا قدیم سے ہی قانون قدرت ہے کہ اُس تنگ حالت میں وہ خرو میں نہ برسنا ہو کہ جب لوگ نا امید ہو چکے ہیں۔ پھر زمین پر اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے اور وہی کارساز توفیق اور ظاہر و باطن قابل تحریف ہے یعنی جب سختی اپنی نہایت کو پہنچ جاتی ہے اور کوئی صورت مختص کی نظر نہیں آتی تو اس صورت میں اُس کا یہی قانون قدیم ہے کہ وہ ضرور عاجز و بندوں

۵۵۲

نہیں جو اُس سے باہر ہو۔ کوئی حکمت نہیں جو اُس کے محیط بیان سے رہ گئی ہو۔ کوئی نور نہیں جو اُس کی متابعت سے نہ ملتا ہو۔ اور یہ باتیں بلا شوت نہیں۔ کوئی ایسا امر نہیں جو صرف زبان سے کہا جاتا ہے بلکہ یہ وہ محقق اور بدیہی الثبوت صداقت ہے کہ جو تیرہ سو برس سے برابر اپنی روشنی دکھلاتی چلی آئی ہے اور ہم نے بھی اس صداقت کو اپنی اس کتاب میں نہایت تفصیل سے لکھا ہے اور دقائق اور معارف قرآنی کو اس قدر بیان کیا ہے کہ جو ایک طالب صداقت کی تسلی اور توفیق کے لئے بحر عظیم کی طرح

۵۵۳

۵۵۴

تیری بخششوں نے ہم کو گمراہ کر دیا۔ یہ سب اصرار ہیں کہ جو اپنے اپنے اوقات پر چسپاں ہیں جن کا علم حضرت عالم الغیب کو ہے پھر بعد اسکے فرمایا اھو شعنا نحسب۔ یہ دونوں فقرے شاید عبرانی ہیں اور ان کے معنی ابھی تک اس عاجز پر نہیں آئے۔ پھر بعد اسکے دو فقرے انگریزی میں جن کے الفاظ کی صحت باعث معرفت الہام ابھی تک معلوم نہیں اور وہ یہ ہیں آئی ٹو یو۔ آئی شیل گویو جی لارچ پارلی آؤف اسلام۔ چونکہ اس وقت بیسے آج کے دن اس جگہ کوئی انگریزی خوان نہیں ہے نہ اسکے پورے لفظ سے کئے گئے ہیں اسلئے بغیر معنوں کے لکھا گیا ہے۔ پھر بعد اسکے یہ الہام ہے۔ یا عیشی اذی متوقفت و رافعک الی ذومطہر الذین کفروا و جاعل الذین اتبعوک ذوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ ثلثہ من الاولین و ثلثہ من الآخرین۔ اسے عین میں تجھے

۵۵۵

لے یہ فقرہ ہو کہ اب میں رہ گیا ہے۔ ذرا براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۴۷۷ ملاحظہ فرمائیے

برائین احمدیہ

۶۶۵

۱۔ باب

کی خبر لیتا ہوا اور انکو ہلا کر کھجکھاتا ہوا دیکھتا ہے وہ جسمانی سختی کے وقت رحم فرماتا ہوا ایسی طرح جب روحانی سختی یعنی ضلالت اور گمراہی اپنی حد کو پہنچ جاتی ہوا اور لوگ راہ راست پر قائم نہیں رہتے تو اس حالت میں بھی وہ ضرور اپنی طرف سے کسی کو مشرف بوجی کر کے اور اپنے نور خاص کی روشنی عطا فرما کر ضلالت کی مہلکتا تاریکی کو اسکے ذریعہ سے اٹھاتا ہوا اور چونکہ جسمانی رحمتیں عام لوگوں کی نگاہ میں ایک واضح امر ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے آیت حمد و حمد میں اول ضرورت قرآن مجید

جو شہادہ ہے جس میں اب یہ کیونکر ہو سکے کہ کوئی شخص صرف موندگی و اہیات باتوں سے اس نور بزرگ کی کسر نشان کرے۔ ہاں اگر کسی کے دل کو یہ وہم پکڑنا ہے کہ یہ تمام دقائق و معارف و لطائف و نحو میں کہ جو قرآن شریف میں ثابت کر کے دکھائے گئے ہیں کسی دوسری

کوالا پر بخشو گا یا وفات دے گا اور اپنی طرف اٹھاؤ گے یعنی رفع درجات کر دے گا یا دنیا سے اپنی طرف اٹھاؤ گے گا اور تیرے تابعین کو ملے ہوئے ہو کر قیامت تک غلبہ بخشوں گا یعنی تیرے ہم عقیدہ اور ہم مشرکوں کو محنت اور زہن اور برکات کے زور سے دوسرے لوگوں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔ پہلوں میں سے بھی ایک گروہ ہے اور پچھلوں میں سے بھی ایک گروہ ہے۔ اس جگہ جیسی کہ نام سے بھی یہی عاجز مراد ہے اور پھر بعد اسکے اورد میں الہام فرمایا۔ میں اپنی جھکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت غامبی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا یا پھر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کر لیا اور بڑے زور اور محلوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ اَلْفِشْنَةُ خَلَقْنَا قَاصِدًا كَمَا صَدَّرَ اَلْمَوُ الْعَزْمُ۔ اس جگہ یہ قند ہے سواد العزم نبیوں کی طرح صبر کر۔ فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَنِّ جَلَسَهُ دُخًا۔ جب خدا مشکلات کے پہاڑ پر چھل کر لیا تو انہیں پاش پاش کر دے گا۔ قُوَّةُ الرَّحْمَانِ يَجْعَلُ اللّٰهُ حَسْبًا۔ یہ خدا کی قوت ہے کہ جو اپنے بندہ کے لئے وہ غنی مطلق ظاہر کرے گا۔

مَقَامٌ لَا تَعْرِفُ الْعَبْدُ رَبَّهُ بِشَيْءٍ اِلَّا بِعَمَالِهِ۔ یعنی عبد اللہ اللہ صمد ہونا ایک مقام ہے کہ جو ہر طرح سے محبت خاص حاصل ہوتا ہے کہ شمسوں سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ يٰۤاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْغَشْيَةِ رَفَعَا رَحْمٰتًا وَاِذَا احْبَبْتُمْ بَيْنَهُمَا فَيُخَوِّاْ بِاَحْسَنِ مَقَالَةٍ۔ وَ اَمَّا بِبِعَمَلِهِ رَبُّكَ فَتَحَدِّثْ

ملاح نمبر

۲۲

طور سے جوڑے سکتا ہو کہ گویا وہ موجود ہے۔ کیا چھ سال کی میعاد بیان کرنا اور عید کے دو ستر دن کا پتہ دینا اور صورتِ موت بیان کر دینا یہ خدا سے ہونا محال ہے ہا اگر خدا سے محال ہے تو ان قیدوں کے ساتھ انسان کی اپنی پیشگوئی کیونکر ممکن ہو۔ کیا دور دراز عرصہ سے ایسی صحیح خبریں دینا انسان کا کام ہے ہا اگر ہے تو اسکی بنیاد کئی نظریہ پر مشتمل ہو۔ گورنٹ کو یہ خبر ہونا چاہیے کہ اس ملک میں اور اسکے زمانہ بادشاہت میں خدا اپنے بعض بندوں سے وہ تعلق پیدا کر رہا ہو کہ جو قصوں اور کہانیوں کے طور پر کتبوں میں لکھا ہوا ہو۔ اس ملک پر یہ رحمت ہے کہ آسمان زمین سے نزدیک ہو گیا ہو۔ ورنہ دوسرے ملکوں میں اسکی نظیر نہیں!

یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ مختلف مقامات پنجاب سے کئی خط میرے پاس پہنچے ہیں جن میں بعض آریہ مصابوں کے جو شوق اور نامناسب منصوبوں کا تذکرہ ہے۔ میرے پاس وہ خط بھی داخل ہوئے ہیں۔ اور اس جگہ کے بعض آریہ کو میں نے وہ خط دکھلا دیئے ہیں۔ چنانچہ ایک خط جو گوجرانوالہ سے ایک معزز اور رئیس کا مجھ کو پہنچا ہے اس کا مضمون یہ ہے کہ "اس جگہ دو دن تک جلسہ ماتم لیکرام ہوتا رہا اور قاتل کے گرفتار کنندہ کے لئے ہزار روپیہ انعام قرار پایا ہے اور وہ سزا اسکے لئے جو نشان دہی کرے اور غار جاسٹا گیا ہے کہ ایک خفیہ انجمن آپ کے قتل کے لئے منعقد ہوئی ہے۔" اور اس انجمن کے ممبر قریب قریب شہروں کے لوگ (جیسے لاہور، امرتسر، بٹالہ اور خاص گوجرانوالہ کے ہیں) منتقب ہوئے ہیں۔ اور تجویز ہے کہ مین ہزار روپیہ چندہ ہو کہ کسی شریطان کو اس کام کیلئے مامور کریں تا وہ موقع پا کر قتل کرے۔" چنانچہ دو ہزار روپیہ تک چندہ کا بندوبست ہو بھی گیا ہے۔ باقی دو سرے شہروں اور دیہات سے وصول کیا جائیگا۔ پھر بعد اس کے

یہی خبر اجمالاً پیسا خبا میں بھی لکھی ہے۔ منہ

بہاؤی احمدیہ کا وہ الہام یعنی یا حسینے انی متوفیک جو ستر برس سے شائع ہو چکا ہے اسکے اس وقت خوب سے کچھ یعنی یہ الہام حضرت عیسیٰ کے اس وقت بطور تسلی ہوا تھا جب یہود نے اسے مصلوب کرنے کے لئے کوشش کر رہے تھے۔ اور اب اسکا یہ یہود ہنود کوشش کر رہے ہیں اور الہام کے یہ منے ہیں کہ میں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی توکل سے بچاؤں گا۔ دیکھو اس واقعہ نے عیسوں کا نام اس عاجز پر کچھ چسپاں کر دیا ہے۔ منہ

۲۱

اپنے پاس سے صدق کی روح چھونک دی۔ خدا نے اس آیت میں میرا نام روح الصدق رکھا۔ یہ اس آیت کے مقابل پر ہے کہ نَفَثْنَا فِیْهِ مِنْ رُّوحِنَا۔ پس اس جگہ گویا متعارف کے رنگ میں مریم کے پیٹ میں عیسیٰ کی روح جا پڑی جس کا نام روح الصدق ہو۔ پھر سب کے آخر صفحہ ۵۵۶ پر براہین احمدیہ میں وہ عیسیٰ جو مریم کے پیٹ میں تھا۔ اسکے پیدا ہونے کے بارے میں یہ الہام ہوا۔ یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اَتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اِلَیْ یَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ اس جگہ میرا نام عیسیٰ رکھا گیا۔ اور اس الہام نے ظاہر کیا کہ وہ عیسیٰ پیدا ہو گیا جس کی روح کا نفع صفحہ ۴۹۶ میں ظاہر کیا گیا تھا۔ پس اس لحاظ سے مریم بن مریم کہلا گیا۔ کیونکہ مریم عیسیٰ جیسیست خدا کے نفع سے پیدا ہوئی۔ دیکھو صفحہ ۴۹۶۔ اور صفحہ ۵۵۶ پر براہین احمدیہ۔ اور اسی واقعہ کو سورۃ تحریم میں بطور پیش گوئی کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن مریم اس امت میں اس طرح پیدا ہوگا۔ کہ پہلے کوئی فرد اس امت کا مریم بنایا جائے گا۔ اور پھر بعد اسکے اس مریم میں عیسیٰ کی روح چھونک دی جائے گی۔ پس وہ مریمیت کے رحم میں ایک مدت تک پرورش پا کر عیسیٰ کی روحانیت میں تولد پائیگا اور اس طرح پر وہ عیسیٰ بن مریم کہلائیگا۔ یہ وہ خبر تھری ابن مریم کے بارے میں ہے جو قرآن شریف یعنی سورۃ تحریم میں اس زمانہ سے تیرہ سو برس پہلے بیان کی گئی ہے۔ اور پھر براہین احمدیہ میں سورۃ التحریم کی ان آیات کی خدا تعالیٰ نے خود تفسیر فرمادی ہے۔ قرآن شریف میں جو ہے ایک طرف قرآن شریف کو رکھو اور ایک طرف براہین احمدیہ کو۔ اور پھر انصاف اور عقل اور تقویٰ سے سوچو کہ وہ پیش گوئی جو سورۃ التحریم میں تھی۔ یعنی یہ کہ اس امت میں بھی کوئی فرد مریم کہلائے گا۔ اور پھر مریم کی عیسیٰ بنایا جائے گا۔ گویا اس میں ہی پیدا ہوگا۔ وہ کس رنگ میں براہین احمدیہ کے الہام سے پوری ہوئی۔ کیا یہ انسان کی قدر سے کیا یہی سے اختیار میں تھا۔ اور کیا میں اس وقت موجود تھا جبکہ قرآن شریف نازل ہو رہا تھا۔ تاہم عرض کرتا کہ مجھے ابن مریم بننے کیلئے کوئی آیت اتار دی جائے اور اس اعتراض کو مجھے شبہ زد

براہین احمدیہ

۵۹۳

پہلی فصل

۴۹۹

تمہید ہشتم۔ جو امر خارق عادت کسی ولی سے صادر ہوتا ہے۔ وہ حقیقت میں اس قبوع کا معجزہ ہے جس کی وہ اُمت سے اور یہ بدیہی اور

۴۹۹

کہ قادر مطلق کہ جس کے علم قدیم سے ایک ذرہ مخفی نہیں اور جس کی طرف کوئی نقصان اور نقصان عاید نہیں ہو سکتا۔ اور جو ہر ایک قسم کے جہل اور آلودگی اور ناتوانی اور غم اور حزی اور درد اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیوں کر اس چیز کا مین ہو سکتا ہے کہ جو

برہم یقین کامل پہنچ کر پھر مقرر ہیں۔ پھر بعد اسکے فرمایا۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا مَّعَنَ الْاَنْبِيَاءِ۔ وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَّلَ۔ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا۔ یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پر ان معارف و حقائق کو قدسیان کے قریب آتا رہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ آتا رہے اور ضرورت حقہ آتا رہے۔ خدا اور اسکے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے پاتا تھا وہ ہونا ہی تھا۔ یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کیلئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث متذکرہ بالا میں اشارہ فرما چکے ہیں اور خدا تعالیٰ اپنے کلام مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے چنانچہ وحاشا رحمۃ سوم کے الہامات میں بھی جو چکا ہے اور قرآنی اشارہ اس آیت میں ہے۔ هُوَ الَّذِي اَوْسَلَكُمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِ اٰیٰتِ الْكِتٰبِ لَعَلَّكُمْ يَتَّقُوْنَ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاسی ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے و غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی عربیت اور انکسار اور توکل اور ایشاد اور آیات اور انوار کے رُوسے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابه واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی دو حتمت کے دو ٹکڑے ہیں اور ہمیں ایک اتحاد ہے کہ نظیر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر

۴۹۹

لے الصف : ۱۰

میں سچا ہوں تو چاہتا ہوں کہ کوئی ہلاک شدہ میرے ہاتھ سے بچ جائے۔ اسے ضرورت
پادری صاحبان جو اپنی قوم میں معزز اور ممتاز ہو۔ آپ لوگوں کو اللہ جل شانہ کی قسم ہے
جو اس طرف متوجہ ہو جاؤ۔ اگر آپ لوگوں کے دلوں میں ایک ذرہ اس صادق انسان کی
محبت ہے جس کا نام عیسیٰ مسیح ہے تو میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ ضرور میرے مقابلہ کیلئے
کھڑے ہو جاؤ۔ آپ کو اس خدا کی قسم جو جس نے مسیح کو تمہارے مقابلہ کے پیٹ پر پیدا کیا۔
جس نے انجیل نازل کی۔ جس نے مسیح کو وفات دیکر پھر مردوں میں نہیں رکھا بلکہ اپنی
زندہ جماعت ابراہیم اور موسیٰ اور یحییٰ اور دوسرے نبیوں کے ساتھ شامل
کیا اور زندہ کر کے انھیں کے پاس آسمان پر بلا لیا جو پہلے اُس سے زندہ کئے گئے تھے
کہ آپ لوگ میرے مقابلہ کے لئے ضرور کھڑے ہو جائیں۔ اگر حق تھا اے میری ساتھ ہے
اور سچ مسیح خدا ہی ہے تو پھر تمہاری فتح ہے۔ اور اگر وہ خدا نہیں ہے اور ایک
عاجز اور ناتوان انسان ہے اور حق اسلام میں ہے تو خدا تعالیٰ میری سب سے گواہ اور
میرے ہاتھ پر وہ امر ظاہر کر دے گا جس پر آپ لوگ قادر نہیں ہو سکیں گے۔ اور اگر آپ
لوگ یہ کہیں کہ ہم مقابلہ نہیں کرتے اور نہ ایمانداروں کی نشانیاں ہم میں موجود ہیں
تو آؤ اسلام لانے کی شرط پر یک طرفہ خدا تعالیٰ کے کام دیکھو۔ اور چاہیے کہ تم میں سے
جو نامی اور پیشرو اور اپنی قوم میں معزز شمار کئے جاتے ہیں وہ سب یا ان میں سے کوئی
ایک میرے مقابلہ پر آئے۔ اور اگر مقابلہ سے عاجز ہو تو صرف اپنی طرف سے یہ
وعدہ کر کے کہ میں کوئی ایسا کام دیکھ کر جو انسان سے نہیں ہو سکتا ایمان لے آؤں گا
اور اسلام قبول کروں گا مجھ سے کسی نشان کے دیکھنے کی درخواست کریں اور چاہیے کہ
اپنے وعدہ کو یہ ثبت شہادت بارہ کس عیسائی و مسلمان و ہندو یعنی چار عیسائی

صفحہ دوم

۵۹۲

ازالہ اوہام

اُن کے مواضع سے کیوں پھیرتے ہو۔

سوم قرینہ جو امام بخاری نے بیان کیا ہے یہ ہے کہ آنے والے سح اور اصل صبح اور عشاء کے علیہ میں جائزہ التزام کامل کے ساتھ فرق ڈال دیا ہے۔ ہر ایک جگہ جو اصل صبح میں مریم کا علیہ لکھا ہے اس کے چہرہ کو احمر بیان کیا ہے اور ہر ایک جگہ جگہ کے علیہ بقول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمایا ہے اس کے چہرہ کو گندم گون ظاہر کیا ہے اور کسی جگہ اس التزام کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ چنانچہ صفحہ ۴۸۸ میں دو حدیثیں امام بخاری لایا ہے۔ ایک ابو ہریرہ سے اور ایک ابن عمر سے۔ اور اُن دونوں میں یہ بیان ہے کہ معراج کی رات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ کو جو اصل عیسیٰ ہے دیکھا اور اس کو سرخ رنگ پایا۔ اور پھر اس کے آگے ابی سالم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے صبح کو خواب میں دیکھا اور اُس کا گندم گون علیہ بیان کیا۔ پھر صفحہ ۱۰۵۵ میں ابن عمر سے روایت ہے کہ آنے والے صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا اور معلوم ہوا کہ وہ گندم گون ہے اور وہ بال کو سرخ رنگ دیکھا (جو اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ وہ سرخ رنگ قوم سے پیدا ہو گا) اور صفحہ ۱۰۵۵ میں عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے ابن مریم کو گندم گون دیکھا۔ اسی طرح امام بخاری نے اپنی کتاب میں یہ التزام کیا ہے کہ وہ اصل صبح کے علیہ کو روایت ثقات صحابہ سرخ بیان کرتے ہیں اور آنے والے صبح کا علیہ گندم گون ظاہر کرتے ہیں جس سے انہوں نے ثبوت کیا ہے کہ آنے والا وہ ہے۔ چنانچہ امام بخاری نے اپنی صبح کی کتاب اللباس میں بھی آنے والے صبح کا علیہ گندم گون لکھا ہے دیکھو صفحہ ۸۷۶ کتاب اللباس ۵

اور مجملہ افادات امام بخاری کے یہ ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو جو صحیح بخاری کے ۶۵۲ اور ۶۶۳ میں ہے یعنی حدیث ما من مولود یولد الا والشیطان یمنہ

صدقہ کی طرف عاید ہوتا ہے اس سے ذرا پرہیز نہیں کرتے اور باوجود اس تمام بے ادبی کے دعویٰ حقیت
 مسیح رکھتے ہیں۔ جاننا چاہیے کہ بتیسریل کے رُوسے تعدد نکاح نہ صرف قولاً ثابت ہے بلکہ
 بنی اسرائیل کے اکثر نبیوں نے جن میں حضرت مسیح کے دادا صاحب بھی شامل ہیں علماء اس فعل
 کے جواز بلکہ استحباب پر غور لگادی ہے۔ اے نا خدا ترس عیسائیو! اگر ظہم کیلئے ایک ہی مجرور
 ہو نا ضروری ہے تو پھر کیا تم داؤد جیسے راست باز نبی کو نبی اللہ نہیں مانو گے یا عیسیٰ مان
 جیسے مقبول الہی کو ظہم ہونے سے خارج کر دو گے۔ کیا بقول تمہارے یہ دائمی فعل ان انبیاء کا
 جن کے دلوں پر گویا ہر دم الہام الہی کی تاریکی ہوئی تھی اور ہر آن خوشنودی یا ناخوشنودی کی
 تفصیل کے بارے میں احکام وارد ہو رہے تھے ایک دائمی گناہ نہیں ہے جس سے وہ اخیر عمر تک
 باز نہ آئے اور خدا اور اس کے حکموں کی کچھ پروا نہ کی۔ وہ غیر تمہارے نہایت درجہ کا خیر خدا جس نے
 نافرمانی کی وجہ سے تمہارے عقود اور عباد کو ہلاک کیا۔ لوط کی قوم پر پتھر برسائے۔ فرعون کو
 معہ تمام مشریر جماعت کے ہولناک طوفان میں غرق کر دیا۔ کیا اُس کی شان اور غیرت کے لائق ہے کہ
 اُس نے ابراہیمؑ اور یعقوبؑ اور موسیٰؑ اور داؤدؑ اور سلیمانؑ اور دوسرے کئی انبیاء کو بہت سی
 بیویوں کے کرنے کی وجہ سے تمام عمر نافرمان پاکر اور پتے سرکش دیکھ کر پھر ان پر عذاب نازل نہ کیا بلکہ
 انہیں سے زیادہ تر دوستی اور محبت کی۔ کیا آپ کے خدا کو الہام آتا ہے کہ اُسے کوئی اور آدمی
 نہیں ملتا تھا۔ یا بہت سی حورواں کرنیوالے ہی اُس کو پسند آگئے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ
 نبیوں اور تمام برگزیدوں نے بہت سی حورواں کر کے اور پھر روحانی طاقتوں اور قبولیتوں میں
 سب سے سبقت لیا کہ تمام دنیا پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ دوست الہی بننے کے لئے یہ راہ نہیں کہ
 ہنوز انجیل کے بعض اشارات سے پایا جاتا ہے کہ حضرت مسیح بھی جوہر کرنے کی فکر میں تھے مگر تعویذی ہی عمر میں
 اُٹھائے گئے اور یقین تھا کہ اپنے باپ داؤد کے نقش قدم پر چلتے۔ ہمنہ

۲۰۴

ہو جاتے ہیں اور دماغ میں جب کسی قسم کا تشنج ہو جائے یا درم پیدا ہو۔ یا خون یا کوئی اور مادہ ٹھہر جائے اور کسی سڑے ماسم یا غیر ماسم کو پیدا کرے تو فحشی یا مرگی یا سکتہ مفلح ہو جاتا ہے۔ پس ہر مادہ قدیم کا تجربہ ہمیں یقینی طور پر سکھاتا ہے کہ ہماری روح بغیر تعلق جسم کے بالکل ختمی ہے۔ سو یہ بات بالکل باطل ہے کہ ہم ایسا خیال کریں کہ کسی وقت میں ہماری جڑ روح جس کے ساتھ جسم نہیں ہے کسی خوشحالی کو پاسکتی ہے اگر کم نقص کے طور پر اس کو قبول کریں تو کریں لیکن معقول طور پر اس کے ساتھ کوئی دلیل نہیں۔ ہم بالکل نہیں سمجھ سکتے کہ وہ ہماری روح جو جسم کے ادنیٰ ادنیٰ فعل کے وقت بیکھر ہو کر بیٹھ جاتی ہے وہ اس سڑے کو مگر کامل حالت پر رہے گی جبکہ بالکل جسم کے تعلقات سے محروم کی جائے گی۔ کیا ہر روز ہمیں تجربہ نہیں سمجھتا کہ نوح کی صحت کے لئے جسم کی صحت ضروری ہے جب ایک شخص ہم میں سے ہر فروت ہو جاتا ہے تو ساتھ ہی اس کی روح بھی بڑھی ہو جاتی ہے۔ اس کا تمام علمی سرمایہ بڑھتا ہے گا چور پڑا کر لے جاتا ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔

لَا يَكْفُرُ الْإِنْسَانُ مِنْهُ لِيَعْلَمَ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ عَلِيمٌ

یعنی انسان بددعا ہو کر ایسی حالت تک نہ پہنچ جاتا ہے کہ چاند چٹا کر جاہل بن جاتا ہے پس ہمارا یہ مشاہدہ اس بات پر کافی دلیل ہے کہ روح بغیر جسم کے کچھ چیز نہیں پھر یہ خیال بھی انسان کو حقیقی سچائی کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ اگر روح بغیر جسم کے کچھ ہوتی تو خدا تعالیٰ کا یہ کام خوشتر ہو کہ اس کو خواہ مخواہ جسم فانی سے پیوند سے دیتا۔ اور پھر یہ بھی سوچنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو غیر متناہی ترقیات کے لئے پیدا کیا ہے۔ پس جس حالت میں انسان اس مختصر زندگی کی ترقیات کو بغیر رفاقت جسم کے حاصل نہیں کر سکتا تو کیا مگر امید رکھیں کہ ان متناہی ترقیات کو جو ناپید آئندہ ہیں۔ بغیر رفاقت جسم کے خود خود حاصل کر لے گا۔

سوائے تمام دلائل سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ روح کے افعال کا مادہ ہونے کے لئے لازمی

لے الحج : ۶

۹۰

اصل کے لئے جسم کی رفعتِ روح کے ساتھ رابطی ہے مگر موت کے بعد یہ فانی جسمِ روح سے
 الگ ہو جاتا ہے مگر عالمِ برزخ میں مستعار طور پر ہر ایک روح کو کسی قدر اپنے اہمال کا مزہ چکھنے
 کے لئے جسم ملتا ہے۔ وہ جسم اس جسم کی قسم میں سے نہیں ہوتا بلکہ ایک لڑ سے یا ایک نایابی
 سے پیدا کیا اہمال کی صورت پر جسم تیار ہوتا ہے۔ گویا کہ اس عالم میں انسان کی عملی حالتیں جسم کا
 کام دیتی ہیں۔ ایسا ہی خدا کے کلام میں بدرجہ ذکر آیا ہے۔ اور بعض جسم ثورانی اور بعض فلسفانی
 قرار دیئے ہیں جو اہمال کی روشنی یا اہمال کی ظلمت سے تیار ہوتے ہیں مگر یہ ملائیکہ نہایت دقیق دراز
 ہے مگر غیر معطل نہیں۔ انسانِ کامل اسی زندگی میں ایک ثورانی وجود اس کیفیت پر جسم کے علاوہ پا
 سکتا ہے۔ اور عالمِ مکاشفات میں اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔ اگرچہ ایسے شخص کو سمجھنا مشکل
 ہوتا ہے جو صرف ایک موقی عقل کی حد تک نظر رہا ہے۔ لیکن جن کو عالمِ مکاشفات میں سے
 کچھ حصہ ہے وہ اس قسم کے جسم کو جو اہمال سے تیار ہوتا ہے تعجب اور متعجبانہ کی نگاہ سے
 نہیں دیکھیں گے بلکہ اس مضمون سے لذت اٹھائیں گے۔

غرض یہ جسم جو اہمال کی کیفیت سے ملتا ہے یہی عالمِ برزخ میں نیک و بد کی جزاء کا
 موجب ہو جاتا ہے۔ میں اس میں صاحبِ تجربہ ہوں مجھے کشفی طور پر عین بیداری میں بار بار جن
 مردوں کی ملاقات کا اتفاق ہوا ہے۔ اور میں نے بعض فلاسفوں اور گراہی اختیار کرنے والوں کا
 جسم ایسا سیاہ دیکھا ہے کہ گویا وہ دھوئیں سے بن گیا گیا ہے۔ غرض میں اس کوچہ سے ذاتی واقفیت
 رکھتا ہوں اور میں زور سے کہتا ہوں کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ایسا ہی ضرور مرنے کے بعد
 ہر ایک کو ایک جسم ملتا ہے خواہ ثورانی خواہ فلسفانی۔ انسان کی یہ غلطی ہوگی۔ اگر وہ ان نہایت ہلکی
 معارف کو صرف عقل کے ذریعہ سے ثابت کرنا چاہے۔ بلکہ جاننا چاہیے کہ جیسا کہ آنکھ شیریں چیز
 کا مزہ نہیں بتا سکتی۔ اور نہ زبان کسی چیز کو دیکھ سکتی ہے۔ ایسا ہی وہ علومِ معاد و جو پاک
 مکاشفات سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ صرف عقل کے ذریعہ سے ان کا فہمہ حل نہیں ہو سکتا۔ خدا
 تعالیٰ نے اس دنیا میں مجرہ موت کے جاننے کے لئے علیحدہ علیحدہ وسائل رکھے ہیں۔ پس ہر ایک

انزال وطم

۲۲۲

حضرت اقبال

مسیح ابن مریم کا فوت ہو جانا ثابت ہوتا ہے لیکن ساتھ ہی فرقان حمید میں رافضی الہ کا لفظ بھی تو موجود ہے جس سے سمجھا جاتا ہے کہ وہ زندہ ہو کر پھر آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔

اس وہم کا جواب یہ ہے کہ آسمان کا تو کہیں اس جگہ ذکر بھی نہیں اس کے معنی تو صرف اس قدر ہیں کہ غیبا اپنی طرف تجھے اٹھالوں گا اور ظاہر ہے کہ جو نیک آدمی مرتا ہے اُسی کی طرف روحانی طور پر اُٹھایا جاتا ہے کیا خدا تعالیٰ دوسرے آسمان پہ بیٹھا ہوا ہے جہاں حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ کی روح ہے اور نیزہ جس حالت میں تسکین شریفہ اور حدیث کی روح سے ثابت ہوتا ہے کہ کھنکھرت جیسی غلیہ اسلام بلاشبہ فوت ہو گئے تھے تو پھر اس ثبوت کے بعد رفع سے مراد جسم کے ساتھ اُٹھایا جانا مکمل درجہ کی غلطی ہے بلکہ صریح اور بدیہی طور پر سیاق و سباق قرآن شریف سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے فوت ہونے کے بعد ان کی روح آسمان کی طرف اُٹھائی گئی۔ وجہ یہ کہ قرآن شریف میں صاف طور پر لکھا گیا ہے کہ ہر ایک مومن جو فوت ہوتا ہے تو اس کی روح خدائے تعالیٰ کی طرف اُٹھائی جاتی ہے اور بہشت میں داخل کی جاتی ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔

یا ایہا النفس المطمئنة الرجعی الی ربک راضیة مرغوبة فادخل
فی عبادی وادخل جنتی یعنی اے وہ نفس جو خدا تعالیٰ سے آرام یافتہ ہے اپنے
رب کی طرف چلا آؤ تو اس سے راضی ہو تجھ سے راضی پس میرے بندوں میں داخل
ہو جا اور میرے بہشت میں اندر آ۔ اس جگہ صاحب تفسیر معالم اس آیت کی تفسیر کر کے
اپنی کتاب کے صفحہ ۹۷۵ میں لکھتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب
بندہ مومن وفات پائے تب ہوتا ہے تو اس کی طرف اللہ جل شانہ دو فرشتے بھیجتے ہیں
اور ان کے ساتھ کچھ بہشت کا تحفہ بھی بھیجتے ہیں اور دو فرشتے اگر اس کی روح کو
کہتے ہیں کہ اے نفس مطمئنة تو روح اور رب بھان اور اپنے رب کی طرف جو تجھ سے راضی ہے
نکل آ۔ تب وہ روح مشک کی اس خوشبو کی طرح جو بہت لطیف اور خوش کرنے والی ہو

و تركتہم كالميت المتكر

و ترجمہ: وہ انہیں گنہگاروں کی طرح چھوڑ دیا۔

انی اری الطاف رب الکر

چرا کہ میں ہر گز نہیں سمجھتا کہ میرا رب کبیر خود ہی۔

منی منزلة المحب الموثر

میں نے منزلہ دوست مخصوص خود مرا می نمایا

ستری بروق الحق بعد بصر

ز بعد از چشم منہا حال شدن و کما حق را خواہی دید

کبرت عليك وليتها لم تكبر

لیکن بر تو گران آمد و کاش گران نیامد ندے

ان يشتموا فليقد نزع ثيابهم

اور اگر دشنام دہند چھوڑ دینا چاہیں کہ ان کے ثوب ہٹ جائے

هم يشتمون ولا اخالسانهم

ایشان دشنام ہی دہند مگر ان کے ثوب ہٹانے سے

نزلت ملامة لا نفي من حبه

اذا محبت خدا کے خود ملامت ملامت کنندگان

يا الاعمى دع عمل لوم وانتظر

اے ہمت کنندہ من ملامت نہ کر گزار و صبر کن

جئت وصايا فاهدي لكنها

میں نے تجھے نصائح دی ہیں اور تیرے بڑے ہر مستند

ايها الناصرتين والفرقة عين - ولا تكلوا انفسكم المين - ان معكم اهل بيوت

اے دو جہان برائے ایک طرفہ عین تدبیر کنید و برائے دو گز نفس غور را پاک مکنید - یقیناً موت سیر بقرآن ثابت

بالقرآن - ثم بالحديث ثم بشهادة اللغة و لعل للسان ثم بالعقل والفراسة

است - باز ثبوت آن بحديث ہم رسید باز از لغت و اہل زبان ثابت گشتہ - باز از روی عقل و فراست

و الوجدان - ثم بنظر سابق الزمان - فلا يزال الامر الثابت كيد الانسان

و وجدان - و باز بنظر زمان گذشتہ تحقیق این معنی گشتہ - پس امر ثابت را فریب انسان نہ تواند کرد

و النزل ايضا حق نظر اعلی تواتر الآثار - وقد ثبت من طرق في الخبر

و نزول از روی تواتر آثار ہم راست است - چرا کہ از طرق متعددہ ثابت گشتہ -

فتعالوا الى كلية ترفع هذا التناقض من بين بعض الاحاديث و بين مجموع

پس بیوے آن کلمہ بیاوید کہ این تناقض را از در میان بعضی احادیث و مجموعہ احادیث و فرقان بردارید -

حصہ اول

۱۴۲

ازالہ اوہام

افسوس کہ ہماری قوم کے لوگ استعارات کو حقیقت پر حمل کر کے سخت پیچیدگی میں پھنس گئے ہیں اور ایسی ہی مشکلات کا سامنا انہیں پیش آگیا ہے کہ اب ان سے آسانی نکلتا ان لوگوں کیلئے سخت دشوار ہے اور جو نکلنے کی راہیں ہیں وہ انہیں قبول نہیں کرتے مثلاً صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اترینگے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا اس لفظ کو ظاہری لباس پر حمل کرتے کیسا لغو خیال ہے زرد رنگ پہننے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی لیکن اگر اس لفظ کو ایک کشفی استعارہ قرار دے کر مجتہدین کے مذاق اور تجارب کے موافق اس کی تفسیر کرنا چاہیں

ایک یہ کہ جب مسیح آئے گا تو مسلمانوں کی اندرونی حالت کو جو اس وقت بغایت دھج بھجائی ہوئی ہوگی دینی صحیح تعلیم سے دست کر دے گا ایمان کے روحانی اغلاص اور باطنی ناداری کو کچل دھڑکا کر اور اہل علم و تحقیق و معارف ان کے سامنے رکھ دے گا یہاں تک کہ وہ لوگ اس دولت کو لینے پینے تک جائینگے اور ان میں سے کوئی طالب حق روحانی طور پر مغفلس اور نادار نہیں رہے گا بلکہ جس قدر سچائی کے کبوتر کھڑے ہیں ان کو بشارت طیب غذا و صفا کی اور شریعت غیر مری معرفت کا پلا یا جائے گا اور علوم حق کے نور سے ان کی جھولیاں پڑ کر دی جائیں گی اور جو مغفلس اور زلیہ لہاں قرآن شریف کا ہے اس طرے سے بھرے ہوئے شیشے ان کو دے جائیں گے۔

دوسری علامت خاصہ یہ ہے کہ جب دیکھ دیکھ کر آئے گا تو صلیب کو توڑے گا اور خسرو بھلی کو قتل کرے گا اور تھال کا ستم کو قتل کر دے گا اور جس کا فرنگ اس کے دم کی ہوا پیچے گی وہ فی الفور مر جائیگا سو اس علامت کی اصل حقیقت جو روحانی طور پر مراد رکھی گئی ہے یہ ہے کہ سچ دنیا میں اگر صلیب طہیب کی شان و شوکت کو اپنے پیر بھلی کے پیچے پھل ٹالے گا اور ان لوگوں کو جن میں خسرو بھلی کے بے حیائی اور فوکل کی بد شرمی اور بھلاست خودی ہے تو پھل کی قاطعہ کا ہتھیار مار کر ان کو بک کا لقمہ تمام کرے گا اور لوگ جو صرف دنیا کی آنکھ رکھتے ہیں مگر حق کی آنکھ کھلی نہ کرے۔ بلکہ ایک دھماکے شینٹ اس میں نکلا جائے اور انہیں جہنم کی سیف قاطعہ سے ملازم کر کے ان کی منگنا نہ ہستی کا خانہ کر دے گا اور نہ صرف ایسے ایک جہنم لگ بلکہ ہر ایک کا فر و بدین محمدی کو منظر استعوار دیکھتا ہے کسی دلائل کے بغیر وہم سے روحانی طور پر مارا جائے گا۔ فرض یہ سب ہمارے استعارہ کے طور پر واقع ہیں جو اس عاجز پر

ملہ

ملہ

ملہ

فی علم اللہ رب العالمین - لیعلم الناس ان تصفوع الاسلام و شیعو عتہ
 کان من اللہ لا من المحاربین - و انی انا المسیح النازل من السماء - و
 ان دقتی وقت ازالة الظنون و اراة الاسلام کالشمس فی الضیاء - ففکروا
 ان کنتم عاقلین - و ترون ان الاسلام قد وقعت بحذته ادیان کاذبة یسفی
 لتصدیقها - و اعین کلیلة یجاهد لتبریقها - و ان اهلها اخذوا طریق المرفق
 و الحلم فی دعواتهم و اراوا التواضع و الذل عند ملاقاتهم - و قالوا ان الاسلام
 اولع فی الابدان المدی لیبلغ القوة و العلی - و اناندعوا الخلق متواضعین -
 فرأى الله کیدهم من السماء و ما ارید من البهتان و الازدراء و الافتراء - فجلی
 مطلع هذا الدین بنور البرهان - و اری الخلق انه هو القائم و الشایع
 بنوریه لا بالسيف و السنن - و منع ان یقاتل فی هذا الحین - و هو حکیم
 یعلمنا و تنصاع کأس المحکمة و العرفان - و لا یفعل فعلا لیس من مصالح
 الوقت و اللون - و یرحم عبادة و یحفظ القلوب من الصدا و الطبايع من
 الطغیان - فانزل مسیحه الموعود و المهدی المجهود - لیعصم قلوب الناس
 من وساوس الشیطان و تجاراتهم من الخسوس - و لیجعل المسلمین کرهیل یمن
 ما اصطفاه - و اصاب ما اصابه - فثبتت من سلام لا یتستعمل السیف و السهم
 عند الدعوة - و لا یخرب الصعدة و لکن یأتی بدلائل تحکی الصعدة فی اعدام
 الغریة - و کانت الحجة قد اشدت فی زمننا لرفع الالتباس - لیعلم الناس
 حقیقة الامر و یعرفوا السر کالکلیاس - و لا اسلام مشوب قد احتوی کل نوع
 حقاوة - و القرآن کتاب جمع کل حلالة و طلاوة - و کذا الاعداء لا یرون
 من الظلم و الضیم - و یلسابون انشیاب الایم - مع ان الاسلام دین نعمة
 الله بهذه الأثرة - و فیه بركات لا یبلغها احد من الملة - و کان الاسلام فی

۴۰۹

ختم الله على قلوبهم فهم لا ينظرون الى الحق ولا يقصدونه ولا
 يبجلون ويحتقرون الذي ارسله الله الى عباده ويقولون قد
 انبأنا الله انه كافر كذاب. ويصرون على قولهم وهم يكذبون. و
 يقولون ان البركات كلها منوطه بالبيعة. ومالهذا الرجل شرف
 بيعة شيخ من المشايخ. وما بيعتهم الا كصفقة المغبون. وان
 قولهم الا كذب نحتة الصواغون. يا حسرة عليهم الا يعلمون.
 ان المسيح ينزل من السماء بجميع علومه. ولا ياخذ شيئاً من الارض
 ما لهم لا يشعرون. الا يعلمون ان الذين يرسلون من لدن ربهم
 لا يحتاجون الى بيعة احد. وهم من ربهم يتعلمون. وكل علم منه
 ياخذون. به يبصرون وبه يسمعون وبه ينطقون. ليسكن

ترجمہ: و میں خواہم درختان پر مردہ اسلام را آبیاری کنم و شما با من ستیزید۔
 نمی بینید کہ اسلام غریب گردیدہ و بر سرش رسیدہ آنچه نہ گوئید شنیدہ و
 نہ چشم دیدہ۔ و نہ گویندہ گوئیدہ در شگفت ام کہ از من حالت باز را ز شما را
 نگیرد و الے نمی رسد۔ و غیرت و اشتعلی پنجه بر دامن شما نزنند۔ مردوخانم
 شما را یا محنت می باشد۔ آگاہ می باشید کہ قلند ما عظیم شدہ و تارکیہا
 عام گردیدہ۔ و زمین آنچه در باطنش مدفون بود بروی انداختہ و خود را پرداختہ و
 بدعات بیضہ ما گذاشتہ۔ و تعلیمات قرآن رخت از عالم برداشتہ۔ جان ما
 بر پستی گرایندہ و ما را بدنیای شدہ و در زیر چادر گمراہی سر در کشیدہ۔ و در
 سوراخ خواہشہائے بد فرو خوریدہ۔ و ہر قوم را حق گذاشتہ و راہ کج را

چہرہ بحال و تمام دورہ حقیقت آدمیہ ختم ہو۔ وہ خاتم الاولاد ہو۔ یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔ اب یاد رہے کہ اس بندہ حضرت احدیت کی پیدائش جسمانی اس پیشگوئی کے مطابق بھی ہوئی۔ یعنی میں تو ام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور یہ الہام کہ یا آدم اسکن انت و زوجک الجنة جو آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے۔ اس میں جو جنت کا لفظ ہے اس میں یہ ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ پیدا ہوئی اس کا نام جنت تھا۔ اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ رہ کر فوت ہو گئی تھی۔ غرض چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام اور الہام میں مجھے آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت دی تو یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس قانون قدرت کے مطابق جو مراتب وجود و درجہ میں حکیم مطلق کی طرف سے چلا آتا ہے۔ مجھے آدم کی خواہ طبعیت اور واقعات کے مناسب حال پیدا کیا گیا ہو۔ چنانچہ وہ واقعات جو حضرت آدم پر گذرے۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش زوج کے طور پر تھی۔ یعنی ایک مرد اور ایک عورت کے ساتھ تھی۔ اور اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی۔ یعنی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا۔ اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکا یا لڑکا نہیں ہوا۔ اور میں اُن کیلئے خاتم الاولاد تھا۔ اور یہ میری پیدائش کی وہ طرز ہے جس کو بعض اہل کشف نے مہدی خاتم الولايات کی علامتوں میں سے لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ آخری مہدی جس کی وفات کے بعد اور کوئی مہدی پیدا نہیں ہوگا۔ خدا سے براہ راست

حقیقۃ الوحی

۱۵۳

بعض اعتراضوں کے جواب

۱۴۹

میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہو گا مگر بعد میں یہ کہہ گا کہ آنیو الاسج میں ہی ہوا۔
 اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ لکھا اور یہ بھی مجھے
 فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر چلا ہوا
 تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سو نازل ہو گئے اس لئے میں نے خدا کی وحی کو
 ظاہر پر عمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو
 براہین احمدیہ میں شائع کیا۔ لیکن بعد اسکے اس بارہ میں بارش کی طرح وحی الہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح ہونے
 جو آنے والا تھا تو وہی ہے۔ اور ساتھ اس کے صد ہا نشان ظہور میں آئے اور زمین و آسمان دونوں میں
 تصدیق کیلئے کھڑے ہو گئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان میرے پرچہ کر کے مجھے اس طرف لے آئے
 کہ آخری زمانہ میں مسیح آنے والا میں ہی ہوں ورنہ میرا اعتقاد تو وہی تھا جو میں نے براہین احمدیہ
 میں لکھ دیا تھا اور پھر میں نے اس پر کفایت نہ کر کے اس وحی کو قرآن شریف پر عرض کیا تو آیات قطعیۃ اللہ
 سے ثابت ہوا کہ وہ حقیقت مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہوا اور آخری خلیفہ مسیح موعود کے نام پر ہی امت
 میں سے آئیگا۔ اور عیساکہ جب دن چڑھ جاتا ہو تو کوئی تاریکی باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح صد ہا نشانوں
 اور آسمانی شہادتوں اور قرآن شریف کی قطعیۃ الدلالت آیات اور خصوص صریحہ حدیث نے مجھے بس بات
 کے لئے مجبور کر دیا کہ میں اپنے تئیں مسیح موعود مان لوں۔ میرے لئے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش ہو
 مجھے اس بات کی ہرگز متنازعہ تھی۔ میں پوشیدگی کے جھوٹ میں تھا اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور نہ مجھے
 یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے شناخت کرے۔ اُس نے گوشہ تنہائی سے مجھے جبراً نکالا۔ میں نے چاہا کہ میں
 پوشیدہ رہوں اور پوشیدہ مروجوں مگر اس نے کہا کہ میں تجھے تمام دنیا میں عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔
 پس یہ اُس خدا سے پوچھو کہ ایسا تو نے کیوں کیا؟ میرا اس میں کیا قصور ہو۔ اسی طرح اوائل میں میرا
 یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے؟ وہ نبی ہوا اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔
 اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اُسکو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں
 جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور

۱۵۴

۱۵۳

برائین احمدیہ حصہ پنجم

۱۱۱

مجھے عیسیٰ کر کے پکارا گیا۔ کیونکہ بعد نفعِ نباتی مری حالت عیسیٰ بننے کیلئے مستعد ہوئی جس کو اعتقاد کے دنگ میں محل قرار دیا گیا پھر آخر اسی مری حالت سے عیسیٰ پیدا ہو گیا۔ اسی دم کے لئے کتاب کے آخر میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا۔ اور کتاب کے اول میں مریم نام رکھا گیا۔ اب شرم اور حیا اور انصاف اور تقویٰ کی آنکھ سے اول سورۃ تحریم میں اس آیت پر غور کرو جس میں بعض افراد اس امت کو مریم سے نسبت دی گئی ہے اور پھر مریم میں نفعِ روح کا ذکر کیا گیا ہے جو اس محل کی طرف اشارہ کرتا ہے جس سے عیسیٰ پیدا ہونے والا ہے۔ پھر بعد اس کے براہین احمدیہ حصص سابقہ کے یہ تمام مقامات پڑھو اور خدا تعالیٰ سے ڈر کر خوف کرو کہ کس طرح اُس نے پہلے میرا نام مریم رکھا اور پھر مریم میں نفعِ روح کا ذکر کیا اور آخر کتاب میں اسی مریم کے روحانی محل سے مجھے عیسیٰ بنا دیا۔ اگر یہ کاہن بار انسان کا ہوتا تو ہرگز انسان کی قدرت نہ تھی کہ دھوسے سے ایک زمانہ دماز پہلے یہ طیف معارف پیش بندی کے طور پر اپنی کتاب میں داخل کر دیتا۔ تم خود گواہ ہو کہ اُن وقت بعد اس زمانہ میں مجھے اس آیت پر اطلاع بھی نہ تھی کہ میں اس طرح پر مکی ریح بنایا جاؤنگا۔ بلکہ میں بھی تہادی طرح بشریت کے محدود علم کی وجہ سے یہی اعتقاد رکھتا تھا کہ عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہو گا۔ اور باوجود اس بات کے کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو قرآن شریف کی آیتیں پیشگوئی کے طور پر حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب تھیں وہ سب آیتیں میری طرف منسوب کر دیں اور یہ بھی فرما دیا کہ تمہارا آنے کی خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے مگر پھر بھی میں متنبہ نہ ہوا اور براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میں نے وہی غلط عقیدہ اپنی رائے کے طور پر مکھ دیا اور شائع کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونگے اور میری آنکھیں اس وقت تک بالکل بند ہیں جب تک کہ خدا نے بار بار کھول کر مجھ کو سمجھایا کہ عیسیٰ بن مریم اسرائیلی تو فوت ہو چکا ہے اسلئے واپس نہیں آئیگا اس زمانہ بعد اس امت کیلئے تو ہی عیسیٰ بن مریم ہے۔ یہ میری غلط رائے جو براہین احمدیہ حصص سابقہ میں صریح ہو گئی یہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک نشان تھا اور علمِ بناوٹ پر گواہ تھا

حصہ اول

۱۹۶

ازالہ اوہام

اخترت لك لنفسى شانك
مجيب والجوت قريب الارض
والسماء معك كما هو معي
جری اللہ فی
حل الانبياء
لا تحفت انتك انت الاعلى
ينعرك الله في مواطن ان
يوم يفضل عظيم كتب الله
لا غلبين انا ورسلي الا ان
حزب الله هو الغلبون۔

تومیسری مراد اور میرے ساتھ ہے میں نے تیسری کرامت
کا درخت ثابت اور مستحکم کر دیا تو تومیسری درگاہ میں وجہ ہے
میں نے تجھے اپنے لئے چنا تیسری شان عجیب اور تیرا اجر
قرب ہے۔ تیرے ساتھ زمین و آسمان ایسا ہے جیسا کہ وہ
میرے ساتھ ہے۔ تو خدا کا پہلوان ہے نبیوں کے مقول میں
مت خوف کر کہ غلبہ تجھ کو ہے۔ خدا کئی میدانوں میں تیسری
مدد کرے گا۔ میرا دن بڑے فیصلہ کا دن ہے۔ میں نے
لکھ چھوڑا ہے کہ ہمیشہ میں اور میرے رسول ہی غالب
رہیں گے۔ یاد رکھ کہ خدا کا ہی گروہ غالب رہا کرتا ہے۔

یہ وہ الحامات ہیں جو براہین میں صفحات مذکورہ بالا میں ہم لکھ چکے ہیں۔ جو
صراحتاً و کتائناً اس عاجز کے قیل موعود ہونے پر دلالت کر رہے ہیں۔

ہاں براہین میں اس بات کا عالمی طور پر کچھ فیصلہ نہیں کیا گیا کہ حضرت مسیح ابن مریم
کے نزول کے جو لوگ منعظ رہیں کہ وہی مسیح بشارت سے نکل کر فرشتوں کے کنڑھوں پر ہاتھ
رکھے ہوئے آسمان سے زمین پر اتر آئیں گے اس کی اصل حقیقت کیا ہے بلکہ میں نے براہین
میں جو کچھ مسیح بن مریم کے دوبارہ دنیا میں آنے کا ذکر لکھا ہے وہ ذکر صرف ایک مشہور عقیدہ
کے لحاظ سے ہے جس کی طرف آج کل ہمارے مسلمان بھائیوں کے خیالات جھکے ہوئے ہیں۔
سو اسی مختصر ہی اختلاف کے لحاظ سے میں نے براہین میں لکھ دیا تھا کہ میں صرف مثیل موعود ہوں۔
اور تیسری خلافت صرف روحانی خلافت ہے لیکن جب مسیح آئے گا تو اس کی ظاہری اور مادی
دو فعلی طور پر خلافت ہوگی۔ یہ بیان جو براہین میں درج ہو چکا ہے صرف اس سرسری پیروی
کی وجہ سے ہے جو ہم کو قبل از انکشاف اصل حقیقت اپنے نبی کے آثار مرویہ کے لحاظ سے

لازم ہے کیونکہ جو لوگ خدائے تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں وہ بغیر ملامت نہیں ہوتے اور بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے اور بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں کرتے اور اپنی طرف سے کسی قسم کی دلیری نہیں کر سکتے اسی وجہ سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تک خدائے تعالیٰ کی طرف سے بعض عبادات کے ادا کرنے کے بارہ میں وحی نازل نہیں ہوتی تھی تب تک اہل کتاب کی سنسن دہن پر قدم مارنا ہر جائز تھے اور بروقت نازل وحی اور دریافت اہل حقیقت کے اس کو چھوڑ دیتے تھے۔ سو اسی لحاظ سے حضرت مسیح بن مریم کی نسبت اپنی طرف سے بلا یزید بن کوئی بحث نہیں کی گئی تھی۔ اب جو خدا تعالیٰ نے حقیقت امر کو اس عاجز پر ظاہر فرمایا تو علم ظہور پر اس اعلان از بس ضروری تھا یہ کیسی مجھے اگر کچھ انسوس ہے تو اس زمانہ کے ان مولوی صاحبان پر ہے کہ جنہوں نے قبل اس کے جو مسیحی تحریر پر غور اور غور کی نگاہیں رکھنے شروع کر دیے ہیں مستغنیوں اور محققین خوب سمجھتے ہیں کہ جس قدر حال کے بعض مولوی صاحبوں نے مجھے اپنی دیرینہ رائے کا مخالف ظہر پایا ہے غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ درحقیقت اتنی بڑی مخالفت نہیں ہے جس پر تنازعہ شروع کیا گیا۔ میں نے صرف شیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف شیل ہو تا میرے پر بھی ختم ہو گیا ہے بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دین نازار بھی شیل مسیح آجائیں ہاں اس زمانہ کے لئے میں شیل مسیح ہوں اور دوسرے کی انتظار ہے شروع ہے اور یہ بھی ظاہر رہے کہ یہ کچھ میرا ہی خیال نہیں کہ شیل مسیح بہت ہونکتے ہیں بلکہ احادیث ضعیفہ کا بھی یہی منشاء پایا جاتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا کے اخیر تک قریب تیس کے دجل پیدا ہوں گے اب ظاہر ہے کہ جب تیس دجل کا آنا ضروری ہے تو ہم کو کئی دجل عیسائی تیس مسیح بھی آنے چاہئیں پس اس بیان کے رد میں ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس کا حد شیل کے بعض فلسفہ الفاظ صادق آسکیں کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور اشرافیت

نذول المسیح

۱۱۳

ضمیمہ

وحی سے بیان کرتا ہوں اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہو کہ میں عالم الغیب ہوں جیسا کہ
خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہو گیا
ہے۔ تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔ اسی وجہ سے کمال سادگی کو میں نے
حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت براہین میں لکھا ہے۔ جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھول دی
تو میں اس عقیدہ سے باز آ گیا۔ میں پھر کمال یقین کے جو میں نے دل پر محیط ہو گیا اور مجھے نور سے بھر دیا
اُس رسی عقیدہ کو نہ چھوڑا حالانکہ اسی براہین میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا تھا اور مجھے خاتم الخلفاء
ٹھہرایا گیا تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تو ہی کسریٰ صلیب کریگا۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر
قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہو کہ **هَؤُلَاءِ الَّذِیْ اَرْسَلْنَا**
بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِنُظْهِرَ عَلٰی الدِّیْنِ کَلٰمَ تَاہِمٍ یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور
پر درج تھا خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی وجہ سے باوجودیکہ میں براہین احمدیہ
میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا مگر پھر بھی میں نے جو اس ذہول کے جو
میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ پس میری کمال
سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہو کہ وہی الہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی مگر میں نے
اس رسی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔ میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھلے کھلے وحی کے
جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کہ اس کتاب میں یہ رسی عقیدہ لکھ دیا۔
پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہو بالکل اس کے پیغمبر اور غافل رہا کہ خدا نے
مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسی عقیدہ
پر جمار ہا بسبب بارہ برس گزر گئے۔ تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے
تب تو اتار سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔
پس جب اس بارہ میں انتہائی تک خدا کی وحی پہنچی اور مجھے حکم ہوا کہ فاصدح بجا تو میرے
جو تجھے حکم ہوتا ہے وہ کھول کر لوگوں کو سنا دے اور بہت سے نشان مجھے دیئے گئے اور میرے دل میں روز روشن

یونس نبی کی پیشگوئی جو خدا کے لئے تھی اسکے ساتھ کوئی شرط تو بہ وغیرہ کی نہیں تھی تب بھی جناب مکی
 کیا۔ اور کوئی مسلمان یا عیسائی نہیں کہہ سکتا کہ یونس جھوٹا تھا۔ دیکھو کتاب یونس نبی اور رد پر منثور۔
 اب کس قدر تعجب کی جگہ ہے کہ میرے مخالف میرے پر وہ اعتراض کرتے ہیں جسکی نوسے انکو
 اسلام ہی سے ہوتا تھا دھونا پڑتا ہو۔ اگر انکے دل میں تعوی ہوتی تو ایسے اعتراض بھی نہ کرتے جنہیں دوسرے
 تنہی تنہیک غالب ہیں اور پھر تعجب یہ کہ ہزار ہا پیشگوئیں پر جو عین صفائی سے پوری ہوئیں ان پر نظر
 نہیں دالتے۔ اور اگر کوئی ایک پیشگوئی حاققت سمجھے میں نہ آئے تو بار بار اسکو پیش کرتے ہیں کیا یہ یا نذاک
 اگر انکو طلب حق ہوتی تو ان کیلئے طریقہ تصفیہ آسان تھا کہ وہ خود قادیان میں آتے اور میں انکی
 آمد و رفت کا خرچ بھی دے دینا اور بطور مہمانوں کے انکو رکھتا تب وہ دل کھول کر اپنی تسلی
 کر لیتے۔ وہ بیٹھے بغیر دریافت پوری حقیقت کے اعتراض کرنا بجز حماقت یا تعصب کے اور کیا اس کا
 سبب ہو سکتا ہو۔ اسی طرح کے بیوقوف ایک مرتبہ پانسو کے قریب حضرت مسیح کو مرتد ہو گئے تھے کہ ان
 شخص کی پیشگوئیاں صحیح نہیں نکلیں اور وہ اصل یہود اسکو دہلی کے مرتد ہو گیا بھی یہی سبب تھا کہ علامہ
 ہمتیار بھی غریب گئے تھے جو مجتہد سب کچھ ہی اور داؤد کے تحت والی پیشگوئی پوری نہ ہوئی انکو ہوا
 ہزار ہو کر مرتد ہو گیا۔ مسیح کو یہ بھی خبر نہ ہوئی کہ یہ ایمان ہو جائیگا اور خواہ اس کے لئے بھی بہشتی تخت
 کا وعدہ کیا۔ ایسا ہی بعض مخالفین نے حدیبیہ کے سفر پر اعتراض کیا کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔
 اور بغیر طویل دلائل کے کہتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کا رجحان اسی طرف تھا کہ انکو
 کعبہ کے طواف کیلئے اجازت دیا جائیگی جیساکہ پیشگوئی تھی اس پر بعض بد بخت مرتد ہو گئے اور حضرت عمر
 رضی اللہ عنہ چند روزہ اسلامہ میں رہے اور آخر اس لغزش کی معافی کیلئے کئی اعمال نیک بجالائے جیسا کہ
 انکے قتل کی ظاہر ہے۔ یہ نوسے بد بختوں کیلئے موجود ہیں مگر پھر بھی اسوقت کے نادان مخالف بد بختی
 کی طرف ہی دوڑتے ہیں اور شقاوت سر پر سوار ہے باز نہیں آتے کیا کیا اعتراض دیا کہ میں
 مشکوک تھے ہیں کہ مسیح موعود کا دعویٰ کرنے کو پہلے براہین احمدیہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے آئینہ اقرار
 موجود ہے۔ اے نادانو! اپنی حماقت کیوں خواب کرتے ہو۔ اس قرار میں کہاں لکھا ہو کہ یہ خدا کی

ضمیمہ

۱۱۳

نزل المسیح

وحی سے بیان کرتا ہوں اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہو کہ میں عالم الغیب ہوں جیسا کہ مجھے
خدا نے اس طرف تو مجھ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ قوت ہو گیا
ہے۔ تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔ اسی وجہ سے کمال سادگی کو میں نے
حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت براہین میں لکھا ہے۔ جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھول دی
تو میں اس عقیدہ سے باز آ گیا۔ میں نے کمال یقین کے جو میرے دل پر محیط ہو گیا اور مجھے نور سے بھر دیا
اُس رسمی عقیدہ کو نہ چھوڑا حالانکہ اسی براہین میں میرا نام عیسیٰ لکھا گیا تھا اور مجھے خاتم الظلماں
ٹھہرایا گیا تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تو ہی کس صلیب کر گیا۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر
قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہو کہ هو الذی ارسل رسوله
بالهدی ودين الحق ليظهره على الدين كله تاہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور
پر درج تھا خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی وجہ سے باوجودیکہ میں براہین احمدیہ
میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا مگر پھر بھی میں نے وجہ اس ذہول کے جو
میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ پس میری کمال
سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہو کہ وحی الہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بنانی تھی مگر میں نے
اس رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔ میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھلے کھلے وحی کے
جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بنانی تھی کیونکر اسی کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھ دیا۔
پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہو بالکل اس کے پیچھے اور غافل رہا کہ خدا نے
مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ
پر جمار ہا۔ بسبب بارہ برس گزر گئے۔ تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے
تب تو اتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔
پس جب اس بارہ میں انتہا تک خدا کی وحی پہنچی اور مجھے حکم ہوا کہ فاصدح بما تو امر بھنے
جو تجھے حکم ہوتا ہے وہ کھول کر لوگوں کو سنائے اور بہت سے نشان مجھے دیئے گئے اور میرے دل میں روز روشن

لے الصف ۱۰۰

کسی غلطی پر مجھے خدا تعالیٰ قائم نہیں رکھتا مگر یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میں اپنے اجتہاد میں غلطی نہیں کر سکتا۔ خدا کا الہام غلطی سے پاک ہوتا ہے مگر انسان کا کلام غلطی کا احتمال رکھتا ہے۔ کیونکہ مسہود و سبیلان لازم بشریت ہے۔ جس نے براہین احمدیہ میں یہ بھی اعتقاد ظاہر کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر واپس آئیں گے مگر یہ بھی میری غلطی تھی جو اس الہام کے مخالفت تھی جو براہین احمدیہ میں ہی لکھا گیا۔ کیونکہ اس الہام میں خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور مجھے اس قرآنی پیشگوئی کا مصداق ٹھہرایا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے خاص تھی۔ اور آنے والے مسیح موعود کے تمام صفات مجھ میں قائم کئے۔ سو خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت تھی جو میں باوجود ان الہامی تصریحات کے ان الہامات کے منشا پر اطلاع نہ پاسکا اور ایسے عقیدہ کو جو بن الہامات کے مخالفت تھا براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ اس تحریر سے میری برت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اگر وہ الہامات براہین احمدیہ کے میری بناوٹ ہوتے جن میں واقعی طور پر مجھے مسیح موعود قرار دیا گیا تھا تو میں اپنے بیان میں ان الہامات سے اختلاف نہ کرتا بلکہ اسی وقت مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیتا لیکن ظاہر ہے کہ میرا اپنا عقیدہ جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھا ان الہامات کی منشا سے جو براہین احمدیہ میں درج ہیں صریح نقیض پڑا ہوا ہے جس سے ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ وہ الہامات میری بناوٹ اور منصوبہ سے متبر اور منترہ ہیں۔ اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ یہ انسان کا کام نہیں کہ باہر برس پہلے ایک دعوے سے الہامی عبادت لکھ کر اس دعوے کی تہنید قائم کرے اور پھر الہامات کے بعد ایسا دعویٰ کرے جس کی بنیاد ایک مدت دواؤ پہلے قائم کی گئی ہے۔ ایسا باریک کر نہ انسان کر سکتا ہے نہ خدا اس کو ایسے انفرادوں میں اس قدر مصلحت دے سکتا ہے۔

اس تمام تقریر سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات کی بحث میں

+ وہ یرایت۔ مَزَلْنٰی لَوْسَلَّ رَحُوْلُهُ بِالْاَیْدِیْ ذَرَبُوْا لِقَوْلِهِ عَلٰی لَبِّیْنَ وَكَلَامَ۔ منہ

حقیتہ الہی

۶۰۲

تتم

نزلی زندگی نہیں۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ آسمانی زندگی رکھتے ہیں۔ اور موروہ
 نور کو غور سے پڑھو۔ اُس میں یہی پاؤ گے کہ آنے والے خلیفے سب اسی اُمت میں سے ہیں اور
 جبکہ یہود اس اُمت میں سے بھی پیدا ہونے والے ہیں تو تم کیوں تعجب کرتے ہو کہ مسیح موعود بھی
 اسی اُمت میں سے ہو۔ اور مجھے کب خواہش تھی کہ میں مسیح موعود بنتا۔ اور اگر مجھے یہ خواہش ہوتی
 تو میں براہین احمدیہ میں اپنے پہلے اعتقاد کی بناء پر کیوں لکھنا کہ مسیح آسمان سے آئیں گا۔
 حالانکہ اُسی براہین میں خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا ہو۔ پس تم سمجھ سکتے ہو کہ میں نے پہلے اعتقاد
 کو نہیں چھوڑا تھا جب تک خدا نے روشن نشانی اور کھلے کلمے الہامیوں کے ساتھ نہیں چھوڑ دیا۔
 پس میں یقین کو چھوڑ کر تمہاری غلط روایات کو کیونکر قبول کر سکتا ہوں اور بصیرت کو چھوڑ کر غلطی
 و حکموں کیونکر اختیار کر سکتا ہوں جن کا باطل ہونا خدا نے میرے پر ظاہر کر دیا جیسا کہ یہودیوں
 کی روایات اور احادیث کا باطل ہونا خدا نے حضرت عیسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر کر دیا۔
 پس وہ بصیرت جو زبردست نشانی کے ساتھ دی گئی ہو میں اس کو کیونکر چھوڑ سکتا ہوں۔ خدا نے مجھ پر
 ظاہر کر دیا ہو کہ وہ گل رواستیں صحیح نہیں تھیں کچھ تو صحیح تھیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور کچھ
 ردی اور موضوعات کا ذخیرہ تھا جس کا غلط ہونا کھل گیا۔ اور کچھ احادیث صحیحہ کے سمجھنے میں غلطیاں
 تھیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو مسیح موعود کا نام حکم کیوں رکھا مانتا۔ کیونکہ اگر مسیح موعود پر واجب ہے کہ وہ
 ظاہر ہو کر سب روایات کو مان لے تو پھر کن معنوں میں سودہ حکم کہلا سکتا ہے۔ ہر ایک درخت
 اپنے پھلوں سے شناخت کیا جاتا ہو اور ہر ایک غلام کی عزت اُسکے آقا کی عنایات سے معلوم ہو سکتی ہو۔
 اور ہر ایک خوشبو اپنی شہادت آپ دیتی ہے۔ پس کیوں مجھ سے جلدی کرتے ہو اور کیوں زبان
 کی ناپاکی کو انتہا تک پہنچاتے ہو۔ صبر کرو اور تقوٰے سے کام لو۔ مگر میں صادق نہیں اور چوروں
 اور رہزنوں کی طرح ہوں تو کب تک یہ چوری اور رہزنی پیش کر سکتی ہے۔

آئندہ آید از خدا آید بد و نصرت دواں خدمت او می کند شمس و قمر چوں چاکراں
 صادقان را از خدا نور سے عنایت می شود عشق آں یار را زلی می تاباند رُسے شاں

صدائق کا شکار ہو جائیں گے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۵۱۵، ۵۱۶۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۳۷۷)

۱۸۹۱ ع

”اُس نے مجھے بھیجا اور میرے اپنے خاص الامام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے چنانچہ اُس کا امام یہ ہے کہ

”مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔ وَكَانَ وَعْدُ اللَّهِ مَقْنُونًا. اَنْتَ مَعِي وَ اَنْتَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ. اَنْتَ مُبِينٌ وَ مُبِينٌ لِلْحَقِّ“ (ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۱، ۵۶۲۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۱۳۰۶)

۱۸۹۱ ع

”خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ

”تو منسوب ہو کر لینے بظاہر منسوبوں کی طرح حیر ہو کر پھر آخر غالب ہو جائے گا اور انجام تک سیر لے ہو گا۔ اور ہم وہ تمام لوہے تجھ سے آتا رہیں گے جس نے تیری مکر توڑ دی۔ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ تیری توحید، تیری عظمت، تیری کمائیت پھیلا دے۔ خدا تعالیٰ تیرے چہرہ کو ظاہر کرے گا اور تیرے سارے گولیا کر دے گا۔ دنیا میں ایک مذہب آیا یا روایا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ عنقریب اُسے ایک ملک عظیم دیا جائے گا (.....)، اور نژاد اُس پر کھولے جائیں گے (.....)۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب۔ ہم عنقریب تم میں ہی اور تمہارے ارد گرد نشان دکھلا دیں گے بحجت قائم ہو جائے گی اور فتح مکمل ہوگی۔ کیا تیرے لوگ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک جماعت ہیں۔ یہ سب بھاگ جائیں گے اور پیٹھ پھیر لیں گے۔ اگرچہ لوگ تجھے چھوڑ دیں گے پر میں نہیں چھوڑوں گا اور اگر لوگ تجھے نہیں بچائیں گے پر میں تجھے بچاؤں گا۔ میں اپنی چکار دکھاؤں گا اور قدرت ثلثی سے تجھے اٹھاؤں گا۔ اُسے ابراہیم تجھ پر سلام۔ ہم نے تجھے خالص دوستی کے ساتھ چن لیا بیشدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید اور تعزید۔ خدا ایسا نہیں جو تجھے چھوڑ دے جب تک وہ نبی کو طیب سے خدا کر دے۔ وہ تیرے جلد کو

لے (ترجمہ اندر تہ) اور اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ تیرے ساتھ ہے اور خود شہنشاہی پر قائم ہے۔ توراہ صواب پر ہے اور حق کا مددگار ہے۔

۱۹۱

حیاتہ وبرکاتہ واشراقاتہ ولا یقدر دونه حق قدرہ ولا یدرون ما شأنہ وما
برہانہ، ویفیذون صحیف اللہ وراہ ظہورہم ویکیون علی حدیث ضعیف
ولویعارض القرآن وما کانوا من المنتہین۔

وواللہ ما قلت قولانی وفاۃ المسیح وعدم نزولہ وقیامی مقامہ
الابعد الالہام المتواتر المتتابع النازل کالوابل وبعد مکاشفات صریحہ
بینہ منیرۃ کفلق الصبح وبعد عرض الالہام علی القرآن الکریم والاحادیث
الصحیحۃ النبویۃ، وبعد استخارات وتضرعات وابتهالات فی حضرة رب
العالمین۔ ثم ما استعجلت فی امری هذا بل أخرته الی عشر سنین بل زدت
علیہا وکنت لحکم واضمح واصرصریح من المنتظرین۔ وکنت صنف کتابا فی
تلك الايام التي مضت علیہا عشر سنین وسمیته البراہلین، وکتبت فیہ
بعض الہاماتی التي ألهمت من ربی من قبل تألیف ذلك الكتاب، وكانت

قد یكون من نوع المجاز والاستعارة، وقد أول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل ذلك
الوصی وتأویلاتہ کثیرۃ کما فی رؤیۃ سائر الذہب والقیس والبقر وغیرہا من الرؤی
التي هی مشہورۃ فی القرم فلا حاجة الی ان نقص علیک۔ وقد رای رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی رؤیاءخری الدجال المسیح واضعا یدیه علی متبکی رجلین یطوفن بالبيت
فلوحنا تلك الوسی علی الظاہر لوجب ان یكون الدجال مسلما مؤمنا لان الطواف من
شعائر المسلمین۔ ثم ہی هذه الاحادیث تدل علی ان الدجال کان موجودا فی زمان
النبي صلی اللہ علیہ وسلم وقد رآه تميم الداری وزعم القرم انه یخرج فی آخر الزمان
ولا یدع قرية الا یدخلها ویقتلك ویسلب علی البلاد كلها ولا یبق فی زمانہ ارض
الا یأخذها غیر مکہ وطیبہ، ولكن الاحادیث الاخری تمارضہو تكدب هذه القمص،
فانظر اولا تدبروا انصافا فی حدیث مسلم عن جابر قال: سمعت النبی صلی اللہ علیہ
وسلم یقول قبل ان یموت بشهر: تصالونی عن الساعة وانما علمہا عند اللہ، و
أقسم باللہ ما علی الارض من نفس متفوسۃ یاقی علیہا مائة سنة وھی حیۃ یومئذ،

۲۵

منزورۃ الامام

۴۸۳

راہب عیسائی دین کے مرنے کے بعد اکثر ایسے ہی تھے۔

چھٹے کشوف اور الہامات کا سلسلہ ہے جو امام الزمان کیلئے ضروری ہوتا ہے۔ امام الزمان اکثر بذریعہ الہامات کے خدا تعالیٰ سے علوم اور حقائق اور معارف پاتے ہیں اور ان کے الہامات وحوش پر قیاس نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ کیفیت احکمت میں اس اعلیٰ درجہ پر ہوتے ہیں جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں۔ اور ان کے ذریعہ سے علوم کھلتے ہیں اور قرآنی معارف معلوم ہوتے ہیں اور دینی عقیدے اور معصلات حل ہوتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کی پیشگوئیاں جو مخالف قوموں پر اثر ڈال سکیں ظاہر ہوتی ہیں۔ غرض جو لوگ امام الزمان ہوں ان کے کشوف اور الہام صرف ذاتیات تک محدود نہیں ہوتی۔ بلکہ نصرت دین اور تقویت ایمان کیلئے نہایت مفید اور مبارک ہوتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ اُن کو نہایت صفائی سے مکالمہ کرتا ہے اور اُن کی دعا کا جواب دیتا ہے۔ اور بسا اوقات سوال اور جواب ایک سلسلہ منعقد ہو کر ایک ہی وقت میں سوال کے بعد جواب اور پھر سوال کے بعد جواب اور پھر سوال کے بعد جواب ایسے صفا اور لذیذ اور فصیح الہام کے پیرایہ میں شریع ہوتا ہے کہ صاحب الہام خیال کرتا ہے کہ گویا وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ اور امام الزمان کا ایسا الہام نہیں ہوتا کہ جیسے ایک کلہوڑ انداز درپردہ ایک کلہوڑ پھینک ہلے اور بھاگ ہلے۔ اور معلوم نہ ہو کہ وہ کون تھا۔ اور کہاں گیا۔ بلکہ خدا تعالیٰ اُن سے بہت قریب ہو جاتا ہے اور کسی قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرہ پر سے جو نور محض ہوتا رہتا ہے اور یہ کیفیت دوسروں کو میسر نہیں آتی۔ بلکہ وہ تو بسا اوقات اپنے تئیں ایسا پاتے ہیں کہ گویا اُن سے کوئی ٹھٹھا کر رہا ہے اور امام الزمان کی الہامات پیشگوئیاں ظہار علی الغیب کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ یعنی غیب کو ہر ایک پہلو سے اپنے قبضہ میں لیتے ہیں۔ جیسا کہ چابک سوار گھوڑے کو قبضہ میں کرتا ہے اور یہ قوت اور انکشاف اس لئے اُن کے الہام کو دیا جاتا ہے کہ ان کے پاک الہام شیطانی الہامات سے مشتبہ نہ ہوں اور تا دوسروں پر حجت ہو سکیں۔

واضح ہو کہ شیطانی الہامات ہونا حق ہے اور بعض ناقص مالک کو گول کو ہڈا کرتے ہیں۔ اور حدیث النفس بھی ہوتی ہے جس کو اخفاث اسلام کہتے ہیں۔ اور جو شخص اس سے انکار کرے۔ وہ

حقیقۃ الہی

۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ رُسُلِهِ مُحَمَّدٍ
وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ.

بعد خداوند تعالیٰ کے نام کے کہنے کے لئے ضرورت پیش آئی ہے کہ اس زمانہ میں جس طرح اور صد ہا طرح کے فتنے اور بدعتیں پیدا ہو گئی ہیں ماسی طرح یہ بھی ایک بزرگ فتنہ پیدا ہو گیا ہے کہ اکثر لوگ اس بات سے بے خبر ہیں کہ کس درجہ اور کس حالت میں کوئی خواب یا الہام قابل اعتبار ہو سکتا ہے اور کن حالتوں میں یہ ازیر شیعہ ہو کہ وہ شیطان کا کلام ہو نہ خدا کا اور حدیث الہی ہو نہ حدیث الربیہ۔ یاد رکھنا چاہیے کہ شیطان انسان کا سخت دشمن ہے وہ طرح طرح کی راہوں سے انسان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ ایک خواب بھی ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو اور ممکن ہے کہ ایک الہام بھی ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو۔ کیونکہ اگرچہ شیطان بڑا جھوٹا ہے لیکن کبھی کبھی بات بتا کر دھوکا دیتا ہے تا ایمان چھین لے۔ اہل وہ لوگ جو اپنے صدق اور وفا اور عشق الہی میں کمال

پہنچ جس طرح جبکہ ایک آفتاب پر بادل چھا ہوا ہو وہ ستر ساتھ اس کے گرد و خوار بھی ہوا ہوتا ہے اس صورت میں آفتاب کی روشنی صاف طرے زمین پر نہیں پڑ سکتی ماسی طرح جب نفس پر اپنی ذاتی تاریکی اور شیطان کا غلبہ ہو تو وہ صافی آفتاب کی روشنی صاف طرے اس پر نہیں پڑ سکتی بلکہ جیسے جیسے وہ گرد و خوار اور کچھ بوجھ بوجھ کی صاف صافی ہو جائے گی اس کی روشنی صاف طرے ہی کی ہے مصفا ہوئی ہوگی لوگ پستے ہیں جن کے دل صاف ہیں اور جن میں اور خدا میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ پھر یہ بھی یاد رکھو کہ وہ الہام جس کے شامل حال نصرت الہی ہو اور اگر اس میں کوئی غلطی ہو تو اس میں غلطیوں کی پائی جائیں اور قبولیت کے آثار اس میں نمودار ہوں وہ بغیر مصطفیٰ الہی کے کسی کو نہیں ہو سکتا اور شیطان کے اقتدار سے یہ باہر ہے کہ کسی مجسمے کی تائید اور حمایت میں کوئی قدرت مطلق کا الہام اس کو عطا کرے اور اس کو قوت دینے کیلئے کوئی خلق حادث اور مصغیر نہیں اس پر نظر کرے تا اس کے دھوسے ہو گیا ہو۔ منہ

۳

کی طرح یقین بٹھا دیا گیا۔ تب میں نے یہ پیغام لوگوں کو سنایا۔ یہ خدا کی حکمت علی میری سچائی کی ایک دلیل تھی اور میری سادگی اور عدم بناوٹ پر ایک نشان تھا۔ اگر یہ کارہ بار انسان کا ہوتا تو انسانی منصوبہ کی بڑھوتی تو میں براہین احمدیہ کے وقت میں ہی یہ دعویٰ کرنا کہ مسیح موعود پہلے مسیح خدا نے میری فکر کو پھیر دیا۔ میں براہین کی اس وحی کو نہ سمجھ سکا کہ وہ مجھے مسیح موعود بناتی ہے میری سادگی تھی جو میری سچائی پر ایک عظیم الشان دلیل تھی ورنہ میرے مخالف مجھے بتا دیں کہ میں نے باوجودیکہ براہین احمدیہ میں مسیح موعود بنایا گیا تھا۔ بارہ برس تک یہ دعویٰ کیوں نہ کیا اور کہیں براہین میں خدا کی وحی کے خلاف لکھ دیا۔ کیا یہ امر قابل غور نہیں جو ظہور میں آیا کیا یہ طریق ہے ایمانی نہیں براہین احمدیہ کی اس عبادت کو تو پیش کرتے ہیں جہاں میں نے معمولی اور بھی عقیدہ کی رو سے مسیح کی آمد تلی کا ذکر کیا ہے اور یہ پیش نہیں کرتے کہ اسی براہین احمدیہ میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی موجود ہے۔ یہ ایک لطیف استدلال جو خدا نے میرے لئے براہین احمدیہ میں پہلے سے تیار کر رکھا ہے۔ ایک دشمن بھی گواہی دے سکتا ہو کہ براہین احمدیہ کے وقت میں میں اسے سچا سمجھتا تھا کہ میں مسیح موعود پہلے تبھی تو میں نے اس وقت یہ دعویٰ نہ کیا۔ پس وہ الہامات جو میری بھجری کے زمانہ میں مجھے مسیح موعود قرار دیتے ہیں انکی نسبت کیونکر شک ہو سکتا ہے کہ وہ انسان کا افترا ہے کیونکہ اگر وہ میرا اختراع ہوتے تو میں ماسی براہین میں ان سے فائدہ اٹھاتا اور اپنا دعویٰ پیش کرتا اور کیونکر ممکن تھا کہ میں اسی براہین میں یہ بھی لکھ دیتا کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ ان دونوں متناقض مضمنوں کا ایک ہی کتاب میں جمع ہونا اور میرا اس وقت مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہ کرنا ایک منصف جج کو اس رائے کے ظاہر کرنے کے لئے مجبور کرنا ہوگا کہ وہ حقیقت حیرت انگیز ہے کہ اس وحی الہی کی طرف سے غفلت رہی جو میرے مسیح موعود ہونے کے بارے میں براہین احمدیہ میں موجود تھی اس لئے میں نے ان متناقض باتوں کو براہین میں جمع کر دیا۔

اگر براہین احمدیہ میں فقط یہ ذکر ہوتا کہ وہی عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ اور میرے مسیح موعود ہونے کی نسبت کچھ ذکر نہ ہوتا تو البتہ ایک جلد باز کسی قدر اس کلام سے فائدہ

اب دیکھو کہ ایک طرف تو یہ شخص میرے سیخ موعود ہونے کا قرار کرتا ہے اور نہ صوفی قرار بلکہ میری تصدیق کے بارے میں ایک خواب بھی پیش کرتا ہے جو بھی نکلی۔

پھر اسی کتاب کے آخر میں اور نیز اپنے رسالہ المسیح الدجال میں میرا نام دجال اور شیطان بھی رکھتا ہے اور مجھے خائن اور حرامخوار اور کذاب ٹھہراتا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ عبدالحکیم خان نے اپنے ان دونوں متناقض بیانات میں چند روز کا بھی فرق نہیں رکھا۔ ایک طرف تو مجھے سیخ موعود کہا اور اپنے خواب کے ساتھ میری تصدیق کی اور پھر ساتھ ہی دجال اور کذاب بھی کہہ دیا۔

مجھے اس بات کی پروا نہیں کہ ایسا کیوں کیا مگر ہر ایک کو سوچنا چاہیے کہ اس شخص کی حالت ایک مضبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔ ایک طرف تو مجھے سیخ قرار دیتا ہے بلکہ میری تصدیق میں ایک سچی خواب پیش کرتا ہے جو پوری ہو گئی اور دوسری طرف مجھے سب کافروں سے بدتر سمجھتا ہے کیا اس کا بڑھ کر کوئی

اور تناقض ہو گا اور میں جیوں کو وہ میری طرف فسوب کرتا ہے اس کو خود سوچنا چاہیے حال جب خواب کی رو سے میری سچائی کی اس کو تصدیق ہو چکی تھی بلکہ میری تصدیق کیلئے خدا نے حسی بیگ کو طاعین سے ہلاک بھی کر دیا تھا تو کیا ایک دجال کیلئے خدا نے اس کو مارا اور کیا خدا کو وہ عجیب معلوم نہ تھے جو بیس سال کے بعد اس کو معلوم ہو گئے۔ اور یہ عذر اس کا قابل قبول نہ ہو گا کہ

مجھ کو شیطانی خوابیں آتی ہو گئی اور یہ بھی بایک شیطانی خواب تھی۔ کیونکہ یہ تو ہم قبول کر سکتے ہیں کہ اس کو بوجہ فطرتی مناسبت کے شیطانی خوابیں آتی ہوں گی اور شیطانی الہام

وہ اب عبدالحکیم کیلئے لازم ہے کہ محمد بن بیگ کی قبر پر جا کر وہ دے کر لے بھائی تو بخدیب میں سپا تھا اور میں جھوٹا۔ میرا کہہ سنا کہ اور خدا سے معلوم کہ مجھے بتا کر ایک کذاب اور دجال کیلئے کیوں منسلح تھے ہلاک کر دیا۔ منہجہ چوتھ یہ بات بھی خود کے ہاتھ پر کہ جو شخص بیس سال تک تحریر اور تقریر میں میری تائید کرنا اور فتنوں کے ساتھ جھگڑتا رہا۔ اب میں اس کے بعد کو کسی نئی بات اس کو معلوم بھائی جو میری شخص کھے ہیں وہ تو وہی ہیں جن کا جواب وہ آپ بیکار تھا۔

نزدول مسیح

۱۱۳

نمبر

وحی سے بیان کرتا ہوں اہل حق کب اس بات کا دعویٰ ہو کہ میں عالم الغیب ہوں جب تک مجھے
خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ قوت ہو گیا
ہے۔ تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔ اسی وجہ سے کمالی سادگی و سادگی
حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت براہین میں لکھا ہے جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھول دی
تو میں اس عقیدہ سے باز آ گیا۔ میں پھر کمال یقین کے جو میں سے دل پر محیط ہو گیا اور مجھے نور سے بھر دیا
اس رسمی عقیدہ کو نہ چھوڑا حالانکہ اسی براہین میں میرا نام عیسیٰ لکھا گیا تھا اور مجھے قائم تظنوار
ٹھہرایا گیا تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تو ہی کسے صلیب کر گیا۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری
قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہو کہ *هو الذي ارسل رسولہ*
بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله تاہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے
پر درج تھا خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی وجہ سے باوجود کہ میں براہین احمدیہ
میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا مگر پھر بھی میں نے جو اس ذہول کے جو
میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ پس میری مکمل
سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہو کہ وحی الہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی مگر میں نے
اس رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔ میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے
جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کیونکر اسی کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھ دیا۔

پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس کے بیخود و غافل رہا کہ خدا نے
مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ
پر جمار ہا۔ جب بارہ برس گزر گئے۔ تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھل دی جائے
تب تو اتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔

پس جب اس بارہ میں انتہائی تک خدا کی وحی پہنچی اور مجھے حکم ہوا کہ فاصلہ جاتا تو میرے
جو مجھے حکم تھا جو وہ کھول کر لوگوں کو سنا دے اور بہتے نشان مجھے دیے گئے اور میرے دل میں روز روشن

نزدلی مسیح

۱۱۴

ضمیمہ

کی طرح یقین بٹھا دیا گیا۔ تب میں نے یہ پیغام لوگوں کو سنایا۔ یہ خدا کی حکمت عملی میری سچائی کی ایک دلیل تھی اور میری سادگی اور عدم بناوٹ پر ایک نشان تھا۔ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو انسانی منصوبہ انکی بڑھوتی تو میں براہین احمدیہ کے وقت میں ہی یہ دعویٰ کرتا کہ میں مسیح موجود ہیں مگر خدا نے میری فکر کو چھیر دیا۔ میں براہین کی اس وحی کو نہ سمجھ سکا کہ وہ مجھے مسیح موجود بناتی ہے میری سادگی تھی جو میری سچائی پر ایک عظیم الشان دلیل تھی ورنہ میرے مخالف مجھے بتلا دیں کہ میں بے باوجود کہہ رہا ہوں احمدیہ میں مسیح موجود بنایا گیا تھا۔ بارہ برس تک یہ دعویٰ کیوں نہ کیا اور کیوں براہین میں خدا کی وحی کے مخالف لکھ دیا کہ یہ امر قابل غور نہیں جو ظہور میں آیا کیا یہ طریق بے ایمانی نہیں براہین احمدیہ کی اس حجارت کو تو پیش کرتے ہیں جہاں میں نے معمولی اور رسمی عقیدہ کی رُو سے مسیح کی آمد نفی کا ذکر کیا ہے اور یہ پیش نہیں کرتے کہ اسی براہین احمدیہ میں مسیح موجود ہونے کا دعویٰ بھی موجود ہے۔ یہ ایک لطیف استدلال ہے جو خدا نے میرے لئے براہین احمدیہ میں پہلے سے تیار کر رکھا ہے۔ ایک دشمن بھی گواہی دے سکتا ہے کہ براہین احمدیہ کے وقت میں میں اسکی پیغمبر تھا کہ میں مسیح موجود ہوں تبھی تو میں نے اسوقت یہ دعویٰ نہ کیا۔ پس وہ الہامیت جو میری پیغمبری کے زمانہ میں مجھے مسیح موجود قرار دیتے ہیں باقی نسبت کیونکر شک ہو سکتا ہے کہ وہ انسان کا افترا ہے کیونکہ اگر وہ میرا افترا دیتے تو میں ہامی براہین میں ان سے فائدہ اٹھاتا اور اپنا دعویٰ میں کرتا اور کیونکہ ممکن تھا کہ میں ہامی براہین میں یہ بھی لکھ دیتا کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیگا۔ ان دونوں متناقض مضموں کا ایک ہی کتاب میں جمع ہونا اور میرا اسوقت مسیح موجود ہونے کا دعویٰ نہ کرنا ایک منصف جج کو اس رائے کے ظاہر کرنے کے لئے مجبور کرنا ہے کہ درحقیقت میرے دل کو اس وحی الہی کی طرف سے غفلت رہی جو میرے مسیح موجود ہونے کے بارے میں براہین احمدیہ میں موجود تھی اسلئے میں نے ان متناقض باتوں کو براہین میں جمع کر دیا ہے۔

اگر براہین احمدیہ میں فقط یہ ذکر ہوتا کہ وہی عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیگا۔ اور میرے مسیح موجود ہونے کی نسبت کچھ ذکر نہ ہوتا تو البتہ ایک جلد باز کسی قدر اس کلام سے فائدہ

وجاء على الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيمة - انك اليوم
لدينا مكيين اميين - انت متي بمأزلة توحيدى وتفريدى فحان ان تعان و
تعرف بين الناس ويعلمك الله من عنده تقيم الشريعة - وتحيى الدين
انا جعلناك المسيح بن مريم - والله يعصمك من عنده ولولم يعصمك
الناس - والله ينصرك ولولم ينصرك الناس - الحق من ربك فلا تكونن من
الممترين - يا احمدى انت مرادى ومعنى - انت وجهى فى حضرتى - اخترتك
لنفسى - قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونى يحببكم الله ويغفر لكم ذنوبكم و
يرحم عليكم و هو ارحم الراحمين - هذه نبذة من الهاماتى - ومن جعلتها الهام
انا جعلناك المسيح بن مريم - والله قد كنت اعلم من ايام مديدة
اننى جعلت المسيح ابن مريم وانى نازل فى مأزله ولكن اخفيتنه نظراً
الى تاويله - بل ما بدلت عقيدتى وكنت عليها من المستمسكين وتوقفت
فى الاظهار عشر سنين - وما استعجلت وما بادرت وما اخبرت حباً ولا
عدواً ولا احداً من الحاضرين - وان كنتم فى شك فاستلوا علماء الهند
كم مضت من مدة على الهامى - يا عيسى انى متوفيك - اداقرءوا **البراهين**
وكنت انتظر الخيرة والرضا و امر الله تعالى حتى تكر ر ذالك
الالهام - ورفع الظلام - وتواتر الاعلام - وبلغ الى عدة يعلمها
رب الغلصين - وخطبت للاظهار بقوله - فاصدع بما تؤمر - وظهرت
علامات تعرفها حاسة الاولياء - وعقل ادب اب الاصطفاء وجلت المصباح
واكد الامر - وشرح الصدر - واطمأن الجنان - وافق القلب - وتبين انه

الاستغناء

۶۵۷

ضمیمہ حقیقۃ الوسی

یا قوم لم تتعالمون وانتم تبصرون۔ ولم تتجاملون وانتم تعلمون۔ اما علمتم عاقبة الذين كانوا يستهزؤن۔ تلذخون كالزنبور۔ وتودون رجلاً اغتم كالسراج بالنور۔ وتهزؤون بروية البدر۔ وابدأ الصلحاء واشتم تظلمون۔ وجاء الناس وانتم تهربون۔ وكتم من مستهزء اخبروا بموتى كانتهم الهوا من الله العلام۔ واصبروا عليه واشاعوه في الاقوام۔ فاذا الامر بالخذ۔ ورد الله مزاحهم عليهم كالجد۔ وما توافى اشرع وقت بعد الهامهم وتركوا حشيش ندامة وذلة لا نعامهم۔

وشرت موز ما اذ وفي الا ليظهر الله بهم بعض الايات۔ وقد قصصنا قصصهم في حقیقۃ الوسی لتكون تبصرة للطالبين والطالبات۔ واقترب القصص من هذا الوقت قصة رجل مات في ذی القعدة۔ وكان يلعننى و يسبى وكان اسمه سعد الله وكان سبه كالصعدة۔ واذا بلغ شتمه الى منتهاه وسبق في الازيد اكل من سواه۔ اوحى الى ربي في امر موته وخزيه وقطع نسله بما قضاه وقال ان شانك هو الابتر۔ فاشعت بين الناس ما اوحى ربي الاكبر ثم بعد ذلك صدق الله الرامى۔ فاردت ان افصله في كلامي۔ واشيع ما صنع الله بذلك القتال۔ وعدة عباد الله الرحمن۔ فمنعنى من ذلك وكيل حسان من جماعتي وخوفنى من ارادة اشاعنى۔ وقال لو اشعتها لا تأمن مقت الحكام ويترك القانون الى الانام۔ ولا سبيل الى الخلاص۔ ولات حين مناص۔ وتلزمت المصائب ملازمة الغريم۔ والمال معلوم بعد التعب العظيم۔ وليست الحكومة تارك الجرمين۔ فالخير في اخفاء هذا الوسى كالمحتاطين۔ فقلت انى ارى الصواب في تعظيم الالهام۔ ولن الاخفاء معصية عندى ومن سير اللثام وما كان لاحد ان يضمر من دون بارئ الانام۔ ولا ابالى بعد تعذيب الحكام۔

آتم کے مقدمہ میں دیکھ چکے ہو کہ باوجود اس کے بہت سے منصوبوں کے پھر آخر حق باہر ہو گیا۔ کیا تمہارے دل قبول نہیں کر گئے کہ آتم کا قسم سے انکار کرنا اور ناش سے انکار کرنا اور محلوں کا ثبوت دینے سے انکار کرنا صرف اسی وجہ سے تھا کہ اس نے خود الہامی شرط کے موافق حق کی طرف رجوع کر لیا تھا۔ تمہیں معلوم ہے کہ باوجود اس کے کہ علامتی اشتہاروں کی بہت ہی اس کو مار پڑی مگر وہ الزام سے اپنے خنجریں بڑی عکس کا جو اس کے اقرار خوف اور بے ثبوت ہونے عند محلوں سے اس پر وارد ہو چکا تھا۔ یہاں تک کہ اس صحت نے اس کو کھینچا جس سے وہ ٹٹا رہا۔ اور ضرور تھا کہ وہ انکار کے بعد جلد مرتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی پاک پیش گوئیوں کے رد سے بھی سزا اس کے لئے عظیم ہو چکی تھی۔ سو اس خدا سے خوف کرو۔ جس نے آتم کو بڑی مگر بڑی پاک کے گرداب میں ڈال کر آخر اپنے دھبے کے موافق پاک کر دیا۔ خدا کی کھلی کھلی پیشگوئیوں سے عند پیر تہ بے بیستوں کا کام ہے۔ دینک لوگوں کا۔ اور جھوٹ کے فرار کو کسی طرح نہ چھوڑنا۔ یہ کتنوں کا طریق ہے نہ انسانوں کا۔ میاں حسام الدین عیسائی لکھتے ہیں کہ آتم چار دن تک بیہوش رہا۔ مگر وہ اس کا سر نہیں بیان کر سکے کہ کیوں چار دن تک بیہوش رہا۔ سو جانتا چاہیئے کہ یہ چار دن کی سخت جان کندن کے ان چار افراد کی اسی دنیا میں اس کو سزا دی گئی جو اس نے ہر روزانی کے اقدام کا انکار کیا۔ سانپ چھوڑنے کا انکار کیا۔ لہذا نہ اور فریادوں کے حملہ کا انکار کیا اور عیسائیوں کے خوش کرنے کے لئے اصل وجہ غفلت کو چھپایا۔ سو عیسائیوں کے لئے اس سے زیادہ اور کوئی شرم کی جگہ نہیں کہ آتم ہر ایک مذہب کے چھوٹا ہونے پر گواہی دے گیا۔ اب اگر آتم کی گواہی پر اعتبار نہیں تو اس نے طریق سے دوبارہ محبت اللہ کو پورا کر لینا چاہیئے۔ اور اس نئے طریق میں کوئی شرط بھی نہیں۔ سیدھی بات ہے کہ اگر باہم دُعا کرنے کے بعد جس شخص ساتھ فریقین کی طرف سے آمین بھی ہوگی۔ میرے مقابل کا شخص ایک سال تک خدا تعالیٰ کی فوق طاقت عذاب کا گیدہ تو عیساء میں لکھ چکا ہوں تاہم مذکورہ بالا ادا کر دیا۔

اور میں حضرات پادری صامیان کو دوبارہ یاد دلاتا ہوں کہ اس طرح کا طریق دُعا ان کے

نقلی بخش و مدہ نامہ میں پیشا ہونے والے ابن مریم سے جھگڑا، مگر میں یقین بشارت دیتا ہوں کہ یحییٰ مسیح کے نام سے آنے والے ابن مریم کو بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں ملفوظ میں خطاب کے بشارت دی ہے۔ اس بات کو سچا لیں کہ یحییٰ مسیح ساتھ تعلق رکھ کر اس مدہ مظلوم اور بشارت عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں کیونکہ وہ لوگ ہر نکلنے والے آدمی کے مدہ میں پڑے ہونے فتنہ و فساد کی دباہوں پر کاربند ہیں؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے اس مدہ کی کچی قدر کرتے ہیں اور میری باتوں کو فتنہ کہانی نہیں جانتے، تو یاد رکھو اللہ سے شوق۔ میں ایک پلہ پھر ان لوگوں کو خطاب کہ کہہ کہ ہاں ہیرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں مادہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں، بلکہ بہت ارب و دولت تعلق ہے اور ایسا تعلق ہے کہ جس کا اثر (مدہ) صرف میری مدہ تک، بلکہ اس پہلی تک پہنچا ہے جس نے مجھے بھی اس ہلکے مدہ انسان کا ان کی مدہ تک پہنچا دیا ہے۔ دنیا میں صداقت اللہ تعالیٰ کی مدہ کے کھانڈے میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر میں باتوں کا اثر میری ذات تک پہنچا، تو مجھے کچھ بھی اندیشہ اور فکر و متاورد نہ ان کی پڑھائی، مگر اس پر میں نہیں ہوتی، اس کا اثر چاند سے بھی اگر تم ملی مادہ مدہ و علم و فضلہ نقلی کی ہلکے ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں تم غیب و حیاں سے کٹ کر رکھو کہ اس مدہ سے جتنے دینا چاہتے ہو اور اس کے مصداق ہو سکی کہ مدہ رکھتے ہو اور اتنی بڑی کامیابی (کہ تم تک مکتون پر غالب رہو گے)، کہ کچی پیاس اٹھانے والے ہو، تو پھر اتنا ہی میں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اس وقت تک حاصل نہ ہوگی جب تک وہ اس کے دہم سے گزر کر حقیقت کے سینہ تک نہ پہنچ جائے۔

اس سے زیادہ اور میں کہہ نہیں سکتا کہ تم لوگ ایک ایسے غرض کے ساتھ بیٹھ رہو جو نامعلوم مادہ ہے۔ میں اس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سناؤ اور اس پر عمل کرنے کے لیے ہر حق تیار ہو جاؤ۔ لیکن ان لوگوں میں سے نہ ہو جو مادہ مکتون کے بعد انھوں کی نجاست میں مگر آزادی مذہب غریب لیتے ہیں۔ فقط

لے (مطبوعہ مجلس رسالہ دہلی صفحہ ۴۲-۴۱)

مبارکہ کے بعد میری بددعا کے اثر سے ایک بھی خالی رہا تو میں اقرار کر دل گا۔ کہ میں جھوٹا ہوں

واقعی ذلت نہ پہنچی یا ہمیں کوئی واقعی عزت حاصل نہ ہوئی جیسا کہ میں آگے چل کر بیان کر دلا گا۔

مساو اس کے کہ مبارکہ درحقیقت میری درخواست سے نہیں تھا اور نہ میرا اس میں یہ مدعا تھا کہ کوئی

بددعا کاروں اور نہ میں نے بعد مبارکہ بھی اس بات کی طرف توجہ کی۔ اس بات کو اشتقاقی غلطی ہے

کہ میں نے کسی جملہ میں جو مدعا نہیں کی۔ اور اپنے دل کے جوش کو برگر اس طرف توجہ نہیں دیا۔ لیکن

اب تاہل مرادوں کا مسلم انتہا سے گز گیا۔ اس لئے اب میں آسانی فیصلہ کے لئے خود ہر ایک

مکتب سے مبارکہ کی درخواست کرتا ہوں۔ اور اس لئے کہ بعد میں شہادت دیدا نہ ہوں نہیں

نے یہ لازمی شرط ٹھہرا دی ہے کہ جو لوگ مبارکہ کے لئے بلائے گئے ہیں کہ میں نے دی ان

میں سے مبارکہ کی صفات کریں ماضی کی مدد صفائی سے ثابت ہو۔ اور کسی کا دل کی گواہی نہ ہے

ہوتا کوئی احد میں یہ شک ہے کہ مقابل پر صوف ایک آدمی تھا۔ سو اتفاقاً اس پر کوئی مصیبت آگئی۔

بعض غیر مسلم مولوی اور پورٹ کا غیر لپٹے منہ دیکھتے ہیں۔ پہلی پر بددعا کے لئے یہ بھی کہا

کرتے ہیں کہ گشتہ مبارکہ میں جو بدالحق کو قلع ہوئی۔ کیونکہ آتم کے متعلق جو یہ شگونی کی تھی اس

میں آتم نہیں مرا۔ مگر یہ دل کے جھنڈم اور اسلام کے دشمن یہ نہیں سمجھتے کہ کب اور کسی

وقت میں یہ پہلا ہی ہر کیا گیا تھا کہ آتم ضرور مصلو کے اندر رہے گا اور کسی اشتہار کا تاب

میں ہم نے لکھا تھا کہ اس عرصہ میں بغیر کسی شرط کے آتم کی نسبت موت کا حکم بیان نہیں کیا

جائے جس سے زیادہ پیدا اور کرامت کے لائق خیر ہے مگر خیر سے زیادہ پیدا وہ لوگ ہیں جو

اپنے نفسانی جوش کے لئے حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں۔ اسے مؤلف نور مولا۔ اور

غیر مذہبی۔ ہم پر دوسرے کرتے میری عداوت کے لئے اسلام کی پکی گواہی کو چھپایا۔ اسے

انجیہ کے کیونکہ تم پہلی کی تیر شاعروں کو کہہ کر چھپا سکتے ہو کیا ضرور تھا کہ خدا اس

پیشگوئی میں اپنی شرعاً غلطی نہ کہتے۔ ایمان اور انصاف سے دیکھ جائے دلوچ کو کہہ کیا اس

پیشگوئی میں کوئی ایسی شرط نہ تھی جس پر قدم ہٹا کر آتم کا اس کی موت میں تاخیر ڈال سکتا تھا۔

موت جھوٹ مت لاؤ اور وہ تھامت نہ کاؤ جو عیسائی نے کھائی۔

انکو کھول کر دیکھو کہ یہ پیشگوئی اپنی تمام باتوں کے ساتھ پوری ہو گئی اب اس

پیشگوئی کو ایک پیشگوئی نہ سمجھو بلکہ دو پیشگوئیاں ہیں جو اپنے وقت پر نمودار ہیں۔

(۱) اہل وہ پیشگوئی جو براہین احمدیہ کے سطور ۲۴۱ میں درج ہے۔ جس نے آج سے چند برس

کے چاروں نے کہنے سے مجبور ہیں کیونکہ گوشہ گزین ہیں۔ حکام سے میل ملاقات نہیں رکھتے۔ اور باعث دلدل شاد
صفت کے ایسی ملاقاتوں سے گراہیت بھی رکھتے ہیں لیکن مولوی نذیر حسین صاحب اور ان کے شگورد بناوی
صاحب جواب دہی میں موجود ہیں ان کاموں میں اول درجہ کا جوش رکھتے ہیں۔ لہذا اشتہار دیا جاتا ہے
کہ اگر ہر وہ مولوی صاحب موصوفہ حضرت مسیح ابن مریم کو زندہ سمجھنے میں حق پر ہیں اور قرآن کریم اور حدیث
میں اس کی زندگی ثابت کر سکتے ہیں تو میرے ساتھ بیانیہ شرائط مندرجہ اشتہار ۲، اکتوبر ۱۹۵۷ء
بالاتفاق بحث کریں۔ اور اگر انہوں نے قبول شرائط مندرجہ اشتہار ۲، اکتوبر ۱۹۵۷ء بحث کے لیے مستعدی
ظاہر نہ کی اور پھر اصل باتوں سے ٹال دیا تو سمجھا جائے گا کہ انہوں نے مسیح ابن مریم کی وفات کو
قول کر لیا۔ بحثیں امر متیقن طلب یہ ہو گا کہ آیا قرآن کریم اور احادیث صحیحہ نبویہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہی مسیح
ابن مریم جس کو انجیل ملی تھی اب تک آسمان پر زندہ ہے اور آخری زمانے میں آئے گا۔ یا یہ ثابت ہوتا ہے
کہ وہ درحقیقت فوت ہو چکا ہے اور اس کے نام پر کوئی دوسرا اسی اہمیت میں سے آئے گا۔ اگر یہ ثابت
ہو جائے کہ وہی مسیح ابن مریم بحمدہ العنصری آسمان پر موجود ہے تو یہ عاجز دوسرے دعوے سے خود
دست بردار ہو جائے گا ورنہ بحالت ثبوتی بعد اس اقرار کے کھانے کے کہ درحقیقت اسی اہمیت میں سے
مسیح ابن مریم کے نام پر کوئی اور آئے والا ہے۔ یہ عاجز اپنے مسیح موعود ہونے کا ثبوت دے گا۔ اور اگر اس
اشتہار کا جواب ایک ہفتہ تک مولوی صاحب کی طرف سے شائع نہ ہوا تو سمجھا جائے گا کہ انہوں نے گزنی
اور حق کے طالبوں کو محض فیستنا کہا جاتا ہے کہ میری کتاب ازالۃ الہم کو خود غور سے دیکھیں اور ان مولوی صاحبوں
کی باتوں پر نہ جاتیں۔ ساتھ جزو کی کتاب ہے۔ اور یقیناً سمجھ کر معارف اور دلائل یقینیہ کا اس میں ایک دیر
بتا ہے۔ صرف ستر قیمت ہے۔ اور واضح ہو کہ یہ درخواست مولوی سید نذیر حسین صاحب کی کہ
مسیح موعود ہونے کا ثبوت دینا چاہیے اور اس میں بحث ہونی چاہیے، بالکل حکم اور خلاف طرح انصاف اور
حق جوئی ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ مسیح موعود ہونے کا اثبات آسمانی نشانوں کے ذریعہ ہے ہو گا۔ اور آسمانی نشانوں
کو میرا اس کے کہن مان سکتا ہے کہ اول اس شخص کی نسبت جو کوئی آسمانی نشان دکھائے وہ یہ الینکلن ہو
جاوے کہ وہ عطف قال اللہ قال الرسول کوئی اعتقاد نہیں رکھتا۔ ورنہ ایسے شخص کی نسبت جو مخالف
قرآن اور حدیث کوئی اعتقاد رکھتا ہے ولایت کا گان ہرگز نہیں کر سکتے بلکہ وہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جاتا
ہے۔ اور اگر وہ کوئی نشان بھی دکھائے۔ تو وہ نشان کرامت متصور نہیں ہوتا بلکہ اس کا مستدرک لکھا جاتا ہے
چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بھی اپنے لیے اشتہار میں جو وعدہ میں چھپوایا تھا اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں
اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ سب سے پہلے بحث کے لائق وہی امر ہے جس سے یہ ثابت ہو جائے
کہ قرآن اور حدیث اس دعوے کے مخالف ہیں اور وہ امر مسیح ابن مریم کی وفات کا مستند ہے کیونکہ ہر ایک

یہ خدا کا کلام ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ اے جو طاعت کے لئے مسیح کو کے معیار لگایا ہے۔
 ہماری اس مہلک بیماری کیلئے شفاعت کہ تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے جو اس
 مسیح کے اور کوئی شفیع نہیں با استثناء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شفیع آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں بلکہ اسکی شفاعت وحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی
 شفاعت ہے۔ اُسے عیسائی مشنریو: اب رہنا المسیح مت کہو۔ اور دیکھو کہ آج تم میں ایک مسیح
 جو اُس مسیح سے بڑھ کر ہے۔ اور اُسے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا نبی ہے
 کیونکہ میں سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اُس حسین سے بڑھ کر ہو۔ اور اگر میں اپنی
 طرف سے یہ باتیں کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں۔ لیکن اگر میں ساتھ اس کے خدا کی گواہی
 رکھتا ہوں تو تم خدا سے مقابلہ مت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم اُس سے لڑنے والے ٹھہرو۔
 اب میری طرف دوڑو کہ وقت ہے جو شخص اسوقت میری طرف دہڑتا ہو میں اسکو
 اس سے تشبیہ دیتا ہوں کہ جو عین طوفان کے وقت جہاز پر بیٹھ گیا۔ لیکن جو شخص مجھے
 نہیں مانتا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ طوفان میں اپنے تئیں ڈال رہا ہو اور کوئی بچنے کا
 سامان اُسکے پاس نہیں۔ سمجھا شفیع میں ہوں جو اُس بزرگ شفیع کا سایہ ہوں اور اُس کا
 ظل جس کو اس زمانہ کے اندھوں نے قبول نہ کیا اور اسکی بہت ہی تحقیر کی یہی حضرت
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اُس لئے خدا نے اسوقت اس گناہ کا ایک ہی لفظ کے ساتھ
 پادریوں سے بدل لے لیا کیونکہ عیسائی مشنریوں نے عیسیٰ بن مریم کو خدا بنایا اور ہمارے
 تئیں مولیٰ حقیقی شفیع کو گالیاں دیں اور بدزبانی کی کتابوں سے زمین کو نجس کر دیا اُس لئے
 اُس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا۔ خدا نے اس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا۔
 جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اُس نے اس دوسرے
 مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔ تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیل کا سچ کیسا غلط ہے جو احمد کے
 ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا یعنی وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت کے

یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر کہ میں تجھے ایک پاک لڑکا عنقریب عطا کروں گا۔ اودیہ پنجشنبہ کا دن تھا اور ذی الحجۃ کی دوسری تاریخ تھی جبکہ یہ الہام ہوا۔ اور اس الہام کے ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔ رب اصفح زوجتی ھذا یعنی اے میرے خدا میری اس بیوی کو بیمار ہونے سے بچا۔ اور بیماری سے تندرست کر۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس بچے کے پیدا ہونے کے وقت کسی بیماری کا اندیشہ ہے۔ سو اس الہام کو میں نے اس تمام جماعت کو سنا دیا جو میرے پاس قادیان میں موجود تھے اور انھوں نے مولوی عبدالکیم صاحب نے بہت سے خط لکھ کر اپنے تمام معزز دوستوں کو اس الہام سے خبر کر دی۔ اور پھر جب ۱۳ جون ۱۸۹۹ء کا دن چڑھا چہر الہام مذکور کی تاریخ کو ۱۳۔ اپریل ۱۸۹۹ء کو ہوا تھا۔ پورے دو مہینے ہوتے تھے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسی لڑکے کی مجھ میں روح بولی اور الہام کے طور پر یہ کلام اس کا میں نے سنا۔ انی اسقط من اللہ واحدیہ۔ یعنی اب میرا وقت آگیا اور میں اب خدا کی طرف سے اور خدا کے ہاتھوں سے زمین پر گر ونگا۔ اور پھر اسی کی طرف جاؤں گا۔ اور اسی لڑکے نے اسی طرح پیدائش سے پہلے یکم جنوری ۱۸۹۹ء میں بطور الہام یہ کلام مجھ سے کیا اور مخاطب بھائی تھے کہ مجھ میں اور تم میں ایک دن کی میعاد ہے۔ یعنی اے میرے بھائیو۔ میں پورے ایک دن کے بعد تمہیں ملوں گا۔ اس جگہ ایک دن سے مراد دو برس تھے اور تیس برس وہ ہے جس میں پیدائش ہوئی۔ اور عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہدی میں ہی باتیں کیں مگر اس لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں۔ اور پھر بعد اسکے ۱۳۔ جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا ہوا۔ اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا۔ اسی مناسبت کے

بچہ پیدا ہونے کے بعد جیسا کہ الہام کا منشا تھا میری بیوی بیمار ہو گئی جن بچہ اب تک بعض عوارض مرض موجود ہیں اور اعراض شدیدہ سے بفضلہ تعالیٰ صحت ہو گئی ہے۔ منہ

۲۴۰

تھے ہیں۔ پس ہم قرآن کو چھوڑ کر اور کس کتاب کو تلاش کریں اور کیونکر اسکو ناکام لے سچھ لیں۔ خدا نے ہمیں تو یہ بتلایا ہے کہ عیسائی مذہب بالکل مر گیا ہو اور انجیل ایک مُردہ اور ناتمام کلام ہے۔ پھر زندہ کو مُردہ سے کیا جوڑے۔ عیسائی مذہب کے ہماری کوئی صلح نہیں وہ سب کا سب ردی اور باطل ہے اور کج آسمان کے نیچے ہے۔ جز فرقان حمید کے اور کوئی کتاب نہیں۔ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے میری نسبت یہ الہام درج ہے جو اسکے صفحہ ۲۴۱ میں پائے گئے اور وہ یہ ہے:- ولئن ترضوا عنك ايهود طنا لنصارى وخرقوا له بنين و بنات بشير علم قل هو الله احد الله الصمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد۔ وبيكرهت وبمكر الله والله خير الماكرين۔ الفتنة ملهنا فاصبر كما صبر اولو العزم وقل رب ادخلني مدخل صدق۔ یعنی تیرا اور یہود اور نصاریٰ کا کبھی مصالحو نہیں ہوگا اور وہ کبھی تجھ سے راضی نہیں ہونگے (نصاریٰ سے مُردہ پاوری اور انجیلوں کے حامی ہیں) اور پھر فرمایا کہ ان لوگوں نے ناحق اپنے دل سے خدا کیلئے بیٹھے اور بیٹیاں تراش رکھی ہیں اور نہیں جانتے کہ ابن مریم ایک عاجز انسان تھا۔ اگر خدا چاہے تو عیسیٰ ابن مریم کی مانند کوئی اور آدمی پیدا کر دے یا اس سے بھی بہتر جیسا کہ اُس نے کیا۔ مگر وہ خدا تو واحد لا شریک ہے جو موت اور تولد سے پاک ہے اُس کا کوئی ہمسر نہیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عیسائیوں نے شہر چار کھاتھا کہ مسیح بھی اپنے قُرب اور وجاہت کے نوسے واحد لا شریک ہے۔ اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اُس کا ثانی پیدا کرونگا جس سے بھی بہتر ہے۔ جو غلام احمد ہے یعنی احمد کا غلام۔

زندگی بخش جام احمد ہے	کیڑی پیارا یہ نام احمد ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا	سب سے بڑھکر مقام احمد ہے
باغ احمد سے ہم نے پھل کھایا	میرا شتال کلام احمد ہے
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو	اُس سے بہتر غلام احمد ہے

یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں ادا اگر قرآن کے نوسے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے

۲۴۱

حصول

۱۸۰

ازالہ اوہام

مسح کا شیل بن کر آوے کیونکہ نہیں کے شیل ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں
بلکہ خدا نے تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیش گوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری
ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باقی میں مسح سے مشابہت ہوگی وہ مسلمان
سے اترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کرے گا وہ امیروں کو رستہ لاری بخشید گا
اور ان کو جو شہادت کے زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا۔ فرزند و بے بند گرامی
وارجمند مظهر الحق والصلوٰۃ کا قاتل اللہ نزل من السماء بیکونہ ماجنہ
ایک خاص پیش گوئی کے مطابق جو خدا نے تعالیٰ کی مقدس کتاب میں پائی جاتی
ہے مسح موعود کے نام پر آیا ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ احکم۔

گویم سخن اگر چہ نثارند بادرم
کل برگزیدہ راز و صدق منظر م
حیف است گر بیدہ نہ بیند منظر م
ز انسل کہ آمدست در اجل ضرور م
ستید جدا کند ز سحائے احمر م
چوں خود ز مشرق تاختی تیر م
حیسی کجاست تا بہ نہد پابنہ م

جائیکہ الاسح و نزوش سخن رود
کاندر دلم دید خداوند کردگار
موعودم و بحسب ما ثور آدم
رغم چو گندم است و بوفرق بینات
ایں مقدم نہ جار شکوشت التباس
از کلمہ متانہ مشرقی عجب مدار
لینک منم کہ حسب بشارات آدم

کرا سے ہٹایا۔ لیکن وہ پھر آکر بیٹھ گئی۔ اس نے پھر بتایا تو وہ پھر بیٹھ گئی۔ اس پر اسے کبھی پر سخت طیش آیا اور ایک بڑا پتھر اٹھا کر اس کبھی پر دے مارا کہ یہ کبھت میرے آقا کو سونے میں دیتی لیکن اس کا کیا نتیجہ ہوا۔ اس کا آقا اس کبھی کے ساتھ ہی اس جہان سے رخصت ہو گیا۔ آہ! مسیح موعود کی نبوت کا انکار کرنے والا یہ نہیں خیال کرنا کہ وہ بھی اس نوکر کی طرح ایک کبھی کے اڑانے کے لئے جو در حقیقت اس کے اپنے وہم کا نتیجہ ہے (ورنہ اسکی حقیقت کوئی نہیں) اپنے آقا کا سر کھینچنے پر تیار ہو گیا ہے۔ اسلام کو تباہ کر رہا ہے جو فتنے ایک شاخ کے پھانے کے لئے جڑ کاٹتا ہے وہ یاد رکھے کہ نہ جڑ رہے گی نہ شاخ۔ اسلام میں نبوت کا مسئلہ ہی تو ایک زبردست مسئلہ ہے جو اسے پچھلے ادیان پر فضیلت دیتا ہے آنحضرت ﷺ کے فیض سے نبوت کامل جانی تو ایک کمال ہے جو آپ کو دوسرے انبیاء سے افضل ثابت کرتا ہے ورنہ محدث تو پہلے انبیاء کی امتوں میں بھی ہوتے تھے پس اگر آنحضرت ﷺ کی امت میں بھی محدث ہی آسکتے ہیں تو آپ کو دوسرے انبیاء پر کیا فضیلت ہوئی؟ ہمارا نبی خاتم النبیین ہے وہ کل کمالات کا جامع کرنے والا ہے کل خوبیاں اس پر فتم ہو گئیں وہ خاتم النبیین ہی نہیں وہ خاتم الثمنین بھی ہے دنیا کے پردہ پر کسی جگہ کوئی فتنے مٹوس نہیں ہو سکا جب تک اس سے فیض نہ پائے لیکن اس کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ وہ خاتم النبیین ہے یعنی نہ صرف نبی ہے بلکہ نبی کریم کے دنیا میں امت سے ہی گزرتے ہیں مگر ان کے شاگرد محدثیت کے درجہ سے آگے نہیں بڑھے سوائے ہمارے نبی ﷺ کے کہ اس کے فیضان نے اس قدر وسعت اختیار کی کہ اس کے شاگردوں میں سے علاوہ امت سے محدثوں کے ایک نے نبوت کا درجہ بھی پایا اور نہ صرف یہ کہ نبی بنا بلکہ اپنے مطاع کے کمالات کو نقلی طور پر حاصل کر کے بعض اولو العزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا۔ چنانچہ خدا نے مسیح صبری جیسے اولو العزم نبی پر اسے فضیلت دی اور یہ سب کچھ صرف آنحضرت ﷺ کے فیضان سے ہوا نہ اس کے اپنے زور سے۔ پس اے آنحضرت ﷺ کی محبت کا دم بھرنے والا مسیح موعود کی نبوت کا انکار کرنا درحقیقت آنحضرت ﷺ کی قوت فیضان کا انکار کرنا ہے اول مسیح موعود کے نبی ہونے سے آنحضرت ﷺ کی شان میں نقص نہیں آتا۔ اور نہ آپ ﷺ کی اس میں ہجک ہے بلکہ یہ سراسر عزت ہے اور وہ عزت ہے جس میں کوئی اور رسول آپ کے ساتھ شامل نہیں جہاں فیروا رت ہو وہاں غیرت ہوتی ہے لیکن جہاں اپنا شاگرد اور روحانی فرزند وارث ہو وہاں غیرت کا کیا تعلق شاگرد کا بڑھتا و استاد کی قابلیت پر دلیل ہوتا ہے نہ کہ اس سے استاد کی قابلیت پر کوئی حرف آتا ہے پس مسیح

خدا چاہے جاتے ہیں پس گواہ چلے صاحب بنام حال ہر یک مذہب کے انسان کو کہہ رہا ہے کہ اسے غفلت کو کھل جانے ہے اور کن خیالات میں لگے ہے کہ سچے مذہب کا مانع تو ادھر آ اور اُس مذاہب ایمان لائیں کی طرف اللہ والا اللہ محمد رسول اللہ بنا ہے کہ وہی حقیرانی اور کامل خدا اور تمام جہوں سے منزہ اور تمام صفات کا ملہ سے متصف ہے۔

باوانانک صاحب کے پایوں کا حملہ

عجیب بات ہے کہ اس زمانہ کے پادری اس قدر دوسرے مذاہب پر کھینچتے ہیں کہ کیلے پنا وقت ادا پنا مال خرچ کر رہے ہیں اس کا کٹواں حصہ بھی اپنے مذہب کی آکاش اور تختی میں فحش نہیں کرتے بلکہ جو شخص ایک ملین انسان کو خدا بنا رہا ہے اور اُس انہی غیر متغیر خدا پر یہ مصیبت روا کرتا ہے کہ وہ ایک محنت کے پٹ میں تو نہیں بکسچ رہا کہ راس اور خون میں کھتا رہا اور انسان کی طرح لگنے کی راہ سے پیدا ہوا اور کٹا گیا اور صلیب پر کھینچا گیا ایسے قابل شرم و فساد ماں کو چاہیے تھا کہ کفارہ کا ایک جھوٹا منصوبہ پیش کرنے سے پہلے اس قابل رحم انسان کی خدائی ثابت کرتے اور پھر دوسرے لوگوں کو اس عجیب خدا کی طرف بگاتے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ ان لوگوں کو اپنے مذہب کا ذرا بھی فکر نہیں۔ تھوڑے دن جوئے میں ایک ایک پہچہ امریکن مشین پر پس بڑھایا نہ میں سے پنجاب لڑھیں ایک سوسائٹی کی کامیابیوں کی واسطے ایم والی پیچہ کے ہتھامے سے نکالے جس کی سرخی یہ ہے۔ وہ گرد و انسان کو خدا کا فرزند بنا دیتا۔ جس پہچہ میں سکھاتے ہیں پر عمل کرنے کے لئے آؤ گئے کہ یہ شراب تالی تقریر میں کھائے۔

جے سو چا نا ہو گین صبح چڑھے ہزار - ایسے چان پندیاں گہرین کور اندھل یعنی اگر سوچنا نہ لگے اور ہزار صبح طلوع کرے قاتلی روشنی بولے پر بھی گور لینے مرشد اورادی کے بغیر سخت اندھیل ہے پھر اس کے بند کھلے کہ خوس کہ تارے کے کھائی باقی دس بدشعروں کو گور مان بیٹھے ہیں اور اس مت گور کو نہیں بدعورتے جو منش کو کوئی بنا سکتے ہیں

کیسی خباثت تھی کہ آنحضرت کی موت کو جو عین الہام کے موافق دنیا کی کے بعد بلا توقف ظہور میں آئی کسی نے اس کو نشان الہی قرار نہ دیا۔ وہ گندے اخبار نویس جو آنحضرت کے موبہ تھے، بیشکوئی کی حقیقت کھلنے کے بعد ایسے تھامی سے چپ ہوئے کہ گویا مر گئے۔ اب آنکھیں کھولو اور اٹھو اور جاگو اور تلاش کرو۔ کہ آنحضرت کہاں ہے کیا خدا کے حکم نے اس کو قبر میں نہ پہنچا دیا۔ ہر ایک منصف اس بیشکوئی کو تسلیم کریگا

جائے گا۔ دیکھو یسوع کو کسی ٹوٹھی ہوئی بند کی۔ اب کوئی حرام کار اور بدکار بنے کہ اس سے مجبور مانگے۔ یہ تو دی بات برقی کہ جیسا کہ ایک شریر مکانے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی لوگوں میں شہرہ پائی کہ میں ایک ایسا اور بدستگار ہوں جس کے پھٹنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آجائیکا بشکیک پڑھنے و حرام کی اولاد نہ ہو۔ اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھے ظہیر پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر ایک ظہیر کی کوہی کہتا پڑتا تھا کہ ان صاحب نظر آگیا۔ یسوع کی بندشوں اور تیریوں پر قریبی ٹیگیاں پہنچا چھڑانے کے لئے کیا داؤ ڈھیلایا ہی آپ کا حرق تھا۔ کہ ایک مرتبہ کسی یہودی نے آپ کی قوت شہادت آنالے کے لئے سوال کیا کہ اے استاد قیصر کو خراج دینا رو اسے یا نہیں۔ آپ کو یہ سوال سنئے ہی چنی جان کی فکر چڑھی کہ کہیں بائی کہلا کر پڑنا نہ جائوں۔ سو جیسا کہ مجھ مانگے والوں کی ایک لپیٹ شکر مجھ مانگنے سے روک دیا تھا۔ اس جگہ بھی وہی کارروائی کی اور کہا کہ قیصر کا قیصر کو دار خدا کا خدا کو خدا کا حضرت کا پتہ تعین یہ تھا۔ کہ یہودیوں کے لئے یہودی بادشاہ چاہیئے نہ کہ مجوسی۔ اسی سانہ پر سمجھتیا

متمی کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عقل بہت مٹی تھی۔ آپ جاہلی عوفل اور عوام الناس کی طرح مٹی کی جیاری نہیں سمجھتے تھے بلکہ حق کا آمیس خیال کرتے تھے۔

ان آپ کو گولیاں دینی اور بزدلی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جانے لفسکی نہیں کیونکہ آپ کو گولیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔

یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی جن میں بیشکوئیوں کی اپنی ذات کی نسبت قوربت میں پایا جانا آپ نے غلط کیا ہے۔ ان کہتا ہوں میں ان کا نامہ نشان نہیں پایا ہاں

۳۰

مگر شاید بعض ہدایات مولوی منہ سے اقرار نہ کریں مگر دل اقرار کرتے ہیں۔

پھر یکا اور بیشکونی نشان الہی ہے جس کا ذکر بلین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں ہے اور وہ یہ ہے
یا آسمن فاضلت الرحمة علی شغیتک۔ اسے احمد فصاحت بلاغت کے چشمے تری البوک کہاوی
کئے گئے۔ سو اس کی تصدیق کئی سال سے ہو رہی ہے۔ کئی کتابیں عربی بلین فصیح میں تالیف کئے

بلکہ وہ اردو کے حق میں یقین ہو آپ کے تولد سے پہلے پوری ہو گئیں اور نہایت شرم کی بات یہ ہے
کہ آپ نے پہانی تعلیم کو بخیر کا مرکز بنا دیا ہے۔ یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا
ہے۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا میری تعلیم ہے لیکن جب سے یہ چوری پڑی گئی عیسائی
بہت شرمندہ ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لئے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھا کر رسوم
حاصل کریں۔ لیکن آپ کی اس بجا حرکت سے عیسائیوں کی سخت دوسیا ہوئی اور پھر انہوں نے
کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں تھی اور کائناتوں دونوں اس تعلیم کے منہ پر تلنے لگے۔ آپ کا
ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے قررت کر سنبھالنا چاہا تھا۔ معلوم ہوا ہے کہ اس نے
آپ کو زبردستی سے کچھ بہت صبر نہیں دیا تھا اور اس استاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو
محض سادہ لوح رکھا۔ پھر آپ علمی اور عملی قومی میں بہت کچھ تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک برٹش
کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔

ایک فاضل پاریس صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیعہ طانی الہام بھی ہوا
تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی تیار ہو گئے تھے۔
آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض ہوتے تھے اور ان
یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ فعل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے تھے کہ کسی شیعہ فاضل میں آپ کا
باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخشنے۔

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے ہجرات کئے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ
نہیں ہوا اور اس دن سے کہ آپ نے چھوٹے دلوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو کرامت کا راد اور حرام
کی اولاد ٹھہرا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کتا کیا۔ اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر لو لکڑاؤ لیم

۶

اگر شاید بعض ہدایات مولوی منہ سے اقدار نہ کریں مگر دل اقدار کہتے ہیں۔
پھر ایک اور پیشگوئی نشان الہی ہے جس کا ذکر برائین احمدیہ کے صفحہ ۲۳۲ میں ہے اور وہ یہ ہے
یا آئین فاضلہ الرحمۃ علی شغبتیک۔ اسے احمد فصاحت بلاغت کے چشمے تری یوں کی جہاڑی
کئے گئے ہر اس کی تصدیق کئی سال سے ہوتی ہے۔ کئی کتابیں عربی، یونانی، فارسی میں تالیف کے

بلکہ اور دل کے حق میں یقین ہو آپ کے توفیق سے پہلے ہی ہو گئیں اور نہایت شرم کی بات یہ ہے
کہ آپ نے پرانی تعلیم کو جو انجیل کا منہ کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب طالمووس سے چرا کر لکھا
ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے لیکن جب سے یہ جاری ہوئی گئی عیسائی
بہت شرمندہ ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لئے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھا کر رسوخ
حاصل کریں۔ لیکن آپ کی اس بجا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاسی ہوئی اور پھر افسوس یہ ہے
کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں تھی اور کائناتوں دونوں اس تعلیم کے منہ پر ملائے مار رہے ہیں۔ آپ کا
ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے تربیت کو سبقاً سبقاً لکھا تھا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قسدت
نے آپ کو زہری کے کچے بہت حصہ نہیں دیا تھا اور یا اس استاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو
مض سادہ لوح لکھا۔ پھر حال آپ علمی اور عملی فوجی میں بہت کچھ تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک تربیتی
کے کچھ پیچھے چلے گئے۔

ایک فاضل پامری صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شہیدانی الہام بھی ہوا
تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی تیار ہو گئے تھے۔
آپ کی انھیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض ہوتے تھے اور ان کی
یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ فعل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفا خانہ میں آپ کا
باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے مجتہد تھے مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی مجتہد
نہیں تھا اور اس دن سے کہ آپ نے چھوٹے بچوں کو گندھی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام
کی اولاد شہر لایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کتا لایا۔ اور نہ چاہا کہ مجتہد مانگ کر حرام کار کو حرام

حصہ اقل

۲۵۴

ازالہ اوہام

۳۰۱ اور اگر یہ کہا جاوے کہ قرآن شریف کے ایسے معنی کرنا کہ جو پہلوں سے منقول نہیں ہیں لکھا ہے جیسے مولوی عبد الرحمن صاحب زادہ مولوی محمد لکھنؤ والہ نے اس عاجز کی نسبت لکھا ہے تو میں کہتا ہوں کہ میں نے کوئی ایسے اجنبی معنی نہیں کئے جو مخالف اُن معنوں کے ہوں جن پر صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین کا اجماع ہو۔ اکثر صحابہ کرام کا فوت ہو جانا مانتے رہے، و جعل معبود کا فوت ہو جانا مانتے رہے پھر مخالفانہ اجماع کمال سے ثابت ہوا۔ قرآن شریف میں مستقل کے قریب ایسی شہادتیں ہیں جو مسیح ابن مریم کے فوت ہونے پر دلالت دیتیں کہ وہ جی ہیں۔ غرض یہ بات کہ مسیح جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا اور اسی جسم کے ساتھ اُسے گناہیات لغو

۳۰۲ جن میں انسان کی تہذیب اور عقل کو کچھ خصل نہیں ہوتا جیسے شوق القرب و ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا اور خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے ایک راستہ باز اور کمال نبی کی ملکیت ظاہر کرنے کے لئے اس کو دکھایا تھا (۴) اور سرے عقلی معجزات ہیں جو اس خارق عادت عقل کے ذریعے سے بطور زیر ہوتے ہیں جو الہام الہی سے ملتی ہے جیسے حضرت سلیمان کا یہ معجزہ جو صبح بخیر و درخت کو آواز دیتے جس کو دیکھ کر مقیس کا ایمان نصیب ہوا۔

۳۰۳ اب جانا چاہیے کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزے کی طرح صرف عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ اُن دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے کہ جو شہیدہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور حوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔ وہ لوگ جو فرعون کے وقت میں مصر میں ایسے ایسے کام کرتے تھے جو سانپ، سناک، دھوا دیتے تھے اور کئی قسم کے جانور طیارہ کے ان کو زندہ جانوروں کی طرح چلا دیتے تھے۔ یہ حضرت مسیح کے وقت میں عام طور پر یہودیوں کے ملکوں میں پھیل گئے تھے اور یہودیوں نے ان کے بہت سے ساتھ ساتھ کام کیے تھے جیسے کہ قرآن کریم میں اس بات کا شاہد ہے سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی جو جو ایک مٹی کا کھلو یا کسی گل کے دبائے یا کسی چھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرنا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک

۱۵۴

لہ النمل: ۵۱

حسناقل

۲۵۵

ازالہ اوہام

اور یہ اصل ہمت ہے صحابہ کا ہرگز اس پر اجماع نہیں۔ بھلا اگر ہے تو کم سے کم تین تلو یا چار تلو صحابہ کا نام لیجئے جو اس بارہ میں اپنی شہادت ادا کر گئے ہیں وہ ایک یا دو ہونگی کے بیان کا نام اجماع رکھنا سخت ہندو یا تنبی ہے۔ ماسوا اس کے یہ بھی ان حضرات کی سرسری غلطی ہے کہ اہل حقان کریم کے معانی کو بڑا بڑا گزشتہ محدود و معید دیکھتے ہیں مگر اس مثال کو تسلیم کر لیا جاوے تو پھر قرآن شریف بجز وہ نہیں رہ سکتا۔ اور اگر یہ بھی تو شاید ان عنہوں کے لئے بظاہر امت ششاسی کا مذاق رکھتے ہیں۔

جائنا چاہیے کہ کھلا کھلا اجماع قرآن شریف کا جو ہر ایک قوم اور ایک اہل حقان یا ہندو شیخ

حقاری کا کام ہی کرتے رہے ہیں اور نظر ہے کہ بعضی کا کام و تحقیق ایک رسا کام ہے جس میں کھول کے ایک دوسرے اور طرح طرح کی سختوں کے بنائے میں عقل تنہا ہوتا ہے اور جیسے انسان میں قہر موجود ہیں انہیں کے موافق حجاز کے طوطے بھی مدلتی ہے جیسے ہمارے ستید مولیٰ کی مثل اس کے علم کے روحانی قوتی جو حقان اور حقائق تک پہنچنے میں لذت تیز و قوی تھے سواہی کے موافق قرآن شریف کا معجزہ دیا گیا۔ جو جامع مع حقان و حقائق الہیہ ہے پس اس سے کہہ تعجب نہیں کہ چلیے کہہ کر نہ جتنے پہنچے وہاں ایمان کی طرح اس وقت کے مخالفی کو یہ عقل معجزہ دکھایا جواہل اس معجزہ دکھانا عقل سے عید بھی نہیں کہو کہو حال کے زمانہ میں بھی دکھایا جاتا ہے کہ اکثر مستحق ایسی چیزیں دلائیے ہیں کہ وہ پلاستی می ہیں اور تھی می ہیں اور ہم بھی ہلاقی می ہیں اور میں نے سب سے کہ بعضی چیزیں ان کے ذہن سے بھرا ہوا بھی کرتی ہیں۔ جیسی اور کھانہ میں رہے کھانے بہت سے ہیں اور جیسا اور امریکہ کے کھانوں میں بکثرت ہیں اور ہر سال نئے نئے کھانے آتے ہیں۔ اور جو کفر و کفر شیخ لکھتا ہے حقائق سے بھرا ہوا ہے اس لئے ان آیات کے روحانی طور پر معنی بھی کر سکتے ہیں کہ کسی کی چیزوں سے خراہو اتھی اور نادان لوگ ہیں جن کو حضرت عیسیٰ نے اپنا فرقہ بنا لیا اور کافرت میں نے کہہ نفوس کی صحت کا خاکہ کھینچا پھر ہدایت کی روئے ملک میں چھوٹا کسی جس سے وہ ہر نماز کہنے لگے۔

ماسوا اس کے یہ بھی قرون تھیں کہ ایسے ایسے اجماع و حق عمل الہیہ نہ مگر حق و حق

ہزار بادویہ کے انعام کے ساتھ علماء اسلام اور عیسائیوں کے سامنے پیش کی گئیں مگر کسی نے نہ اٹھایا اور کوئی مقابلہ نہ کیا یہ خدا کا نشان ہے یا انسان کا ہدیان ہے۔

پھر ایک اور شے کوئی نشان الہی ہے جو براہین کے صلہ ۲۳۸ میں درج ہے۔ اور وہ یہ ہے الرحمن علم القرآن۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علم قرآن کا وعدہ دیا تھا۔ سو اس وعدہ کو ایسے طور

کی بات نہیں کہ یہ کہنا کہ میرے پیروں کو کھائیں گے اور ان کو کچھ اثر نہیں ہوگا۔ یہ بالکل جھوٹ نکلا کیونکہ اس عمل نہ کہ ذریعہ ہے اور پ میں بہت نوکشی ہو رہی ہے۔ ہزار امرتے ہیں۔ ایک پاری کیسا ہی مثالیو تین دینی امرکتیا کھانے سے دو گھنٹے تک بھائی مر سکتا ہے پھر وہ مجروح کہاں گیا۔ ایسا ہی آپ فرماتے ہیں کہ میرے پیروں کو کھینگے کہ یہاں سے اٹھ اور وہ اٹھ جائے گا یہ کس قدر جھوٹ ہے کھلا ایک پاری صحت بات ہے ایک الٹی جوتی کو سیدھا کر کے تو دکھلائے۔

میں نے کہہ تھے مولیٰ تدبیر کے ساتھ کسی شب کو خدیو کو اچھا کیا ہو۔ یا کسی اور ایسی بیساری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بد قسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوئے اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر آپ کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوا کر اور فریک اور کچھ نہیں تھا پھر فرسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دایاں اور تانیاں آپ کی زمانہ کار اور کسی عورتیں تھیں جن کے خول سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہو گی۔ آپ کا کنوئیں سے میلان اور محبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ حدیسی مناسبت درجیان ہے درنہ کوئی پرستار کا دل انسان ایک جوان کنوئیں کو یہ توقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پہ نہ لٹک جائے لگا دے اور نہ لٹکری کی کمانی کو پلیدہ مٹراس کے سر پہ لے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے کھینچنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس جملین کا آدمی ہو سکتا ہے۔

قوم کے بزرگوں نے مریم کا دوست نام ایک نخل سے نکل کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا۔ وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا۔ اب اعتراض یہ ہے کہ اگر حقیقت معجزہ کے طور پر یہ عمل تھا تو کیوں وضع محل تک مہربن نہیں کیا گیا؟ دوسرا اعتراض یہ ہے کہ عہد تو یہ تھا کہ مریم مدت العزریکل کی خدمت میں رہے گی پھر کوئی عہد شکنی کر کے اور اس کو خدمت بیت المقدس سے الگ کر کے یوسف تبار کی بیوی بنایا گیا؟ تیسرا اعتراض یہ ہے کہ تورات کے دوسے بالکل حرام اور ناجائز تھا کہ محل کی حالت میں کسی عورت کا نکاح کیا جائے۔ پھر کبھی خلاف حکم تورات مریم کا نکاح میں محل کی حالت میں یوسف سے کیا گیا۔ حالانکہ یوسف اس نکاح سے ناواض تھا اور اس کی پہلی بیوی موجود تھی۔ وہ لوگ جو تعدد ازواج سے منکر ہیں شاید ان کو یہ یوسف کے اس نکاح کی اطلاع نہیں۔ غرض اس جگہ ایک معترض کا حق ہے کہ وہ یہ گمان کرے کہ اس نکاح کی یہی وجہ تھی کہ قوم کے بزرگوں کو مریم کی نسبت ناجائز محل کا شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ گوچہ ہم قرآن شریف کی تعلیم کی مد سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ محل محض خدا کی قدرت سے تھا خدا تعالیٰ یہودیوں کو قیامت کا نشان دے اور جس حالت میں برسات کے دفن میں ہزار ہا کٹرے کوڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام بھی بغیر مل باپ کے پیدا ہوئے تو پھر حضرت عیسیٰ کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی اتنی کی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قوی سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ الفقہ حضرت مریم کا نکاح محض شبہ کی وجہ سے ہوا تھا۔ ورنہ جو عورت بیت المقدس کی خدمت کرنے کے لئے مذہب ہو چکی تھی اس کے نکاح کی کیا ضرورت تھی؟ اس یوسف اس نکاح سے بڑے فتنے پیدا ہوئے اور یہود نابکار نے ہمیشہ تعلق کے شبہات شائع کئے۔ پس اگر کوئی اعتراض قابل حل ہے تو یہ اعتراض ہے نہ کہ مریم کا باردن بھائی قرار دینا کچھ اعتراض ہے۔ قرآن شریف میں تو یہ بھی لفظ نہیں کہ باردن نبی کی مریم ہمیشہ تھی۔ صرف باردن کا نام ہے نبی کا لفظ دیاں موجود نہیں۔ اصل بات یہ ہے

نزدول المسیح

۱۲۱

نیمہ

صلیب و لکن شبہ لہم (الجزء سورہ نساء) اس آیت میں دونوں جملوں کا جو آپس میں اور
خلاصہ آیت کا یہ ہے کہ نہ تو عیسیٰ کی ناپائز ولادت ہے اور نہ وہ صلیب پر مرے بلکہ دھوکے
سے سمجھ لیا گیا کہ مر گیا ہے۔ اس لئے وہ مقبول ہے اور اس کا اور نبیوں کی طرح خدا کی طرف
رفع ہو گیا ہے۔ اب کہاں ہیں وہ مولوی جو آسمان پر حضرت عیسیٰ کا جسم پہنچاتے ہیں یہاں تو
سب جھگڑاؤں کی روح کے متعلق تھا جسم سے اس کو کچھ علاقہ نہیں۔

۱۳

غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح کو سچا قرار دیا ہے لیکن افسوس کہنا پڑتا ہے کہ
ان کی پیشگوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح ان کو دفع نہیں کر سکتے صرف
قرآن کے سہارے سے ہم نے مان لیا ہے اور سچے دل سے قبول کیا ہے اور بجز اس کے
انکی نبوت پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں۔ عیسائی تو انکی خدائی کو دتے ہیں مگر یہاں
نبوت بھی ان کی ثابت نہیں ہو سکتی۔ ہائے کس کے آگے یہ قائم لجا نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر نبوئی تکلیفیں اور آج کل زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کر سکے
ان لوگوں پر دوا دیا ہے جو میرے معاملہ میں سچ کو جھوٹ بتاتا ہے ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر خدا تعالیٰ کا نہایت فضل ہو کبھی وہ شخص لوگوں کے سامنے شرمندہ نہیں ہوگا
جو اس نبی مقبول کا سچا تابع ہے۔ میں ان نادانوں کو کیا کہوں اور کیونکر انکے دل میں سچائی
کی محبت ڈال دوں جو نقالوں کی طرح پھرتے ہیں اور ٹھٹھا اور ہنسی ان کا کام ہے اور مسخری
ان کا شیوہ ہے۔ صد ہا نشان آفتاب کی طرح چمک رہے ہیں مگر ان کے نزدیک اب تک کوئی
نشان ظاہر نہیں ہوا۔ میں نے سنا ہے بلکہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کی دستخطی تحریر میں نے
دیکھی ہے جس میں وہ یہ درخواست کرتا ہے کہ میں اس طور کے فیصلہ کیلئے بدل خواہشمند
ہوں کہ فریقین عینی میں اور وہ یہ دعا کریں کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جھوٹا ہو وہ سچ کی
زندگی میں ہی مرنے والے اور نیز یہ بھی خواہش ظاہر کی ہو کہ وہ اعجاز المسیح کی مانند کتاب تیار
کے جو ایسی ہی فصیح بلغ ہو اور انہیں مقاصد پر مشتمل ہو۔ سو اگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے

۱۴

لہ النساء : ۱۵۷-۱۵۸

کیلئے عادت کر لیا جاتا ہے۔ سوہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے۔ سو تم اس سے بچو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کا استعمال کرتے ہو جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزار بار تمہارے جیسے نشتہ کے عادی اس دنیا سے کوچ کئے جاتے ہیں۔ اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔ پر پیڑ گارائے ان بن ہاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ بدخلق اور جبر ہر ہونا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ خدا یا اس کے بندوں کی بھروسہ کی بھروسہ سے لاپرواہ ہونا لعنتی زندگی ہے۔ ہر ایک میر خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق کو ایسا ہی اچھا جانیگا جیسا کہ ایک فقیہ کا اس کی زیادہ پسندیدگی پر قسمت وہ شخص جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کر کے کئی خدا سے منہ پھیر لیتا ہو اور خدا کے حرام کو ایسی بیباکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اس کیلئے حلال ہو۔ فصلی حالت میں دیا لفظ کی کسی کو گالی کسی کو جرحی اور کسی کو قتل کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور شہداء کے جوش میں بیباکی کے طریقوں کو انتہائی تک پہنچا دیتا ہے۔ سو وہ بھی جو شمالی کو نہیں پائیگا یہاں تک کہ مر گیا ہے عربیہ تم تھوڑے دھوکے کیلئے دنیا میں آئے ہو۔ اور وہ بھی جیت کر گذر چکے۔ سو اپنے بھائی کو نڈاں مت کرو۔ ایک انسانی گورنٹ جو تم سے زبردست ہو۔ اگر تم سے نامناسب ہو تو وہ تمہیں تباہ کر سکتی ہے۔ سو تم سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیا نکتہ چل سکتے ہو۔ اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے حقیقی شہر جاؤ تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا اور وہ خود تمہاری حفاظت کرے گا۔ اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہیں پائیگا۔ ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں۔ اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا اور آفات میں مبتلا ہو کر بیکار رہی سے زندگی بسر کرو گے۔ اور تمہاری عمر کے آخری دن بے غم

ہر ایک کو گلو کہ جس قدر شرابے نقصان پہنچا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا کہ میں علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی سیر کی وجہ یا اپنی عادت کی وجہ سے مسلمانوں نے تمہارے نبی علیہ السلام کو ہر ایک نشتہ سے پاک اور معصوم تھے جیسا کہ وہ فی الحقیقت معصوم ہیں جو تم مسلمان کہہ کر کسی کی بیوی کرتے ہو۔ قرآن مجید کی طرح شراب کو حلال نہیں ٹھہرا ہے۔ پھر تم کس متاویز سے شراب کو حلال ٹھہراتے ہو۔ کیا تمنا نہیں ہے؟ منہ

۴۲۳

ہیں ایک طرف پھر موڑے پر بازار میں جا بیٹھتی ہیں۔
پھر شراب کو دیکھو کہ تمام گناہوں کی جڑ ہے اس کی ہم رہی سح لے کی۔ شراب کے جائز
رکھنے سے کمونہ لوگوں کی گھڑی پر چھری پھر گئی جب انسان نشہ کا عادی ہو جاتا ہے تو پھر پھر ہونا
مشکل ہے یہ نشہ بھی کیا شے ہے۔ کہ ایک طرف زہنی کو کھاتا جاتا ہے دوسری طرف زہنی کا شیر
بھی ہے نشہ دماغ کو نشہ نہ سطا تو موت تک نہایت قتل جاتی ہے۔

ایک نشہ کا حال

ایک دفعہ ایک عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ مجھے تین دن سے نشہ نہیں ملا اس کی
حالت بہت بری تھی اور نشہ کے لئے مجھ سے پورے طلب کرتی تھی میں نے تجب کیا کہ یہ نہ دینی کا
سوال کرتی ہے نہ کپڑے کا اور نشہ کے لئے بے قرار ہے۔ اسے عادت ہوئی اور اب اس کی زہنی
کا گوا جزو ہو گیا ہے اس لئے اس کو اپنے بیان میں سچا جان کر عرض کرتے ہیں کہ اسے دے دو۔
اس موقع پر حضرت اقدس نے حکیم نور الدین صاحب سے سوال کیا کہ کتنے عرصہ کے بعد
انسان کسی نشہ کا ایسا عادی ہو جاتا ہے کہ پھر اسے چھوڑ نہیں سکتا اور مجبور ہو جاتا ہے حکیم
صاحب نے کہا کہ کسی جگہ شاید نظر سے تو نہیں گزرا مگر چالیس دن میں ایسا ہو سکتا ہے۔
حضرت اقدس نے فرمایا کہ :-

ہر ایک شے کے لئے چالیس دن ہی ہیں بات یہ ہے کہ شراب اور اس کے بن براج (جنگ
اللعان و فیو) ایسی خراب شے ہیں کہ ان سے مٹی پیدا ہوتی ہے مگر پھر وہ مٹی کبے اچھا ہو سکتا
ہے جس میں ایسی تعلیم ہو ہاں ایک صورت ہے یہ نشہ چھوڑ سکے کہ بیٹھانہ میں بند ہوں داد دے
بھی ایسا ہو کہ کسی سے سازش نہ کرے پھر شاید یہ عادت چھوڑ جاوے۔
فرمایا کہ :-

بھئی جو نشہ نہیں پیچھے تھے تو معلوم ہوا کہ اس وقت بھی مع تمام سح لے مرشد کی تقلید کیوں نہ
کی۔

شانہ کوئی یہ اعتراض کرے کہ اوائل اسلام میں تو حرمت تھی نہیں۔ ۳ برس کے بعد
حرمت ہوئی تو جواب یہ ہے کہ اسلام تو آہستہ آہستہ منکلی کرتا جاتا تھا اور قوم بن دہی تھی جب
قوم بن گئی تو حکم آیا ابتدا میں تو صحابہ کو یہ سمیٹ تھی کہ پانی بھی بھولنا ہوا ہو گا شراب کا کیا ذکر
ہے۔

۴۲۳

نسیم دھوت

پیدا کرتا ہے۔ جن سے اب یورپ بھی دن بدن واقف ہوتا جا رہا ہے۔ آخر جیسے بہت سے
تجاربہ کے بعد طلاق کا قانون پاس ہو گیا ہے۔ اسی طرح کسی دن دیکھ لو گے کہ تنگ کر
اسلامی پردہ کے مشابہ یورپ میں بھی کوئی قانون شائع ہوگا۔ ورنہ انجمن یہ ہوگا کہ
چار پایوں کی طرح خورتیں اور مرد ہو جائیں گے۔ اور مشکل ہوگا کہ یہ شناخت کیا جائے
کہ فلاں شخص کس کا بیٹا ہے۔ اور وہ لوگ کیونکر پاک دل ہوں۔ پاک دل تو فہم ہوتے
ہیں۔ جن کی آنکھوں کے آگے ہر وقت خدا رہتا ہے۔ اور نہ صرف ایک موت اُن کو
یاد ہوتی ہے۔ بلکہ وہ ہر وقت عظمتِ الہی کے اثر سے مرتے رہتے ہیں۔ مگر یہ حالت
شراب خوری میں کیونکر پیدا ہو۔ شراب اور خدا ترسی ایک وجود میں اکٹھی نہیں ہو سکتی۔
نہیں مسیح کی دلیری اور شراب کا جوشش تقویٰ کی بیگنی میں کامیاب ہو گیا ہے۔ ہم اندازہ
نہیں لگا سکتے کہ آیا کفارہ کے مسئلہ نے یہ خوابیں زیادہ پیدا کی ہیں یا شراب نے۔ اگر
اسلام کی طرح پردہ کی رسم ہوتی۔ تو پھر بھی کچھ پردہ رہتا۔ مگر یورپ تو پردہ کی رسم کا
دشمن ہے۔ ہم یورپ کے اس فلسفہ کو نہیں سمجھ سکتے۔ اگر وہ اس اصرار سے باز نہیں آتے۔
تو شوق سے شراب پیائیں گے۔ کہ اس کے ذریعہ سے کفارہ کے فوائد بہت ظاہر ہوتے ہیں۔
کیونکہ مسیح کے خون کے سہارے پر جو لوگ گناہ کرتے ہیں۔ شراب کے وسیلہ سے ان کی میزانی
بڑھتی ہے۔ ہم اس بحث کو زیادہ طویل نہیں دینا چاہتے۔ کیونکہ فطرت کا تقاضا الگ الگ ہے
ہمیں تو ناپاک چیزوں کے استعمال سے کسی سخت مرض کے وقت بھی ہٹا دیتا ہے۔ چہ جائیکہ
پانی کی جگہ بھی شراب پی جائے۔ نتیجہ اس وقت ایک اپنا سرگزشت قطعہ یاد آتا ہے۔ اور
وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ پندرہ بیس مرتبہ روزِ پیشاب آتا ہے۔
اور بعض وقت ستو ستو دفعہ ایک ایک وی میں پیشاب آیا ہے۔ اور بوجہ اس کے کہ پیشاب
میں شکر ہے۔ کبھی کبھی غارِ شش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے۔ اور کثرتِ پیشاب سے بہت
ضعف تک فوٹ پہنچتی ہے۔ ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس

بیم دعوت

۲۳۵

کے لئے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شہد روح کو دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی۔ لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کر لوں۔ تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ شہشاہ کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا۔ اور دوسرا افیونی۔

پس اس طرح جب میں نے خدا پر توکل کیا۔ تو خدا نے مجھے مل نصیحت چیزوں کا محتاج نہیں کیا۔ اور بارہا جب مجھے غلبہ مرض کا ہوا۔ تو خدا نے فرمایا کہ دیکھ میں نے تجھے شفا دیدی۔ تب اسی وقت مجھے آرام ہو گیا۔ انہی باتوں سے میں جانتا ہوں کہ ہمارا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ مجھوٹے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ نہ اُنس نے روح پیدا کی اور نہ ذرات اجسام۔ وہ خدا سے غافل ہیں۔ ہم ہر روز اُس کی نئی پیدائش دیکھتے ہیں۔ اور ترقیات سے نئی نئی روح وہ ہم میں چھوکتا ہے۔ اگر وہ نیست سے ہست کہ نیا لانا ہوتا۔ تو ہم تو زندہ ہی مر جاتے عجیب ہے۔ وہ خدا جو ہمارا خدا ہے۔ کون ہے جو اس کی مانند ہے۔ اور عجیب ہیں اُس کے کام۔ کون ہے جس کے کام اس کی مانند ہیں۔ وہ قادر مطلق ہے۔ ہاں بعض وقت حکمت اس کی ایک کام کرنے سے اُسے روکتی ہے۔ چنانچہ مثال کے طور پر ظاہر کرتا ہوں۔ کہ مجھے دو مرض دامنگیر ہیں۔ ایک جسم کے اوپر کے حصہ میں کہ سر درد اور دو دلین سرور و درانی خون کم ہو کر تھوڑے پیر سرور ہو جانا۔ نبض کم ہو جانا۔ دوسرے جسم کے نیچے کے حصہ میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا۔ یہ دونوں بیماریاں قریباً بیس برس سے ہیں۔ کبھی دُعا سے ایسی رخصت ہو جاتی ہیں کہ گویا دُعا ہو گئیں۔ مگر پھر شروع ہو جاتی ہیں۔ ایک دفعہ میں نے دُعا کی۔ کہ یہ بیماریاں بالکل دُور کر دی جائیں۔ تو جواب ملا۔ کہ ایسا نہیں ہو گا۔

۱۱۶۴ منبک خود خدا کی قوت سے اور خدا کے وسیلہ سے اس کے وجود پر اطلاع نہ پاوے۔ تب تک وہ خدایا پرستش نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے خیال کی پرستش کرتا ہے۔ محض خیال کی پرستش کرنا اور وہی گنگی کو مصائب نہیں کرتا۔ ایسے لوگ تو ہمیشہ کے خود پرست رہتے ہیں کہ خود اس کا پتر آپ لگاتے ہیں۔ ورنہ

۲۹۶

کو ایک غلط مستقیم پر ہم رکھ دیا جاوے تو شاید ایک مسافر کی جہ منزل طے کرنے تک بھی نہ دیکھیں
 جتنے ہمیں علمات سے لغت ہے ہندو رات سوا سواشی اور دنیا پرستی کے گناہوں میں اس
 نہ تحقیقات سے ثابت ہوا کہ یسوع کے مصلوب ہونے سے اس پر ایمان لانے والے گناہ سے پاک نہیں کئے
 بلکہ یہ گناہ نہ ٹوٹنے سے ایک تیز و صاف یا کاپانی ہمدرد کے جذبات کو تباہ کرنا ہے ایسا ہی گناہ
 پر ایمان لانے والوں کو مل ہو رہا ہے اور میں جانتا ہوں کہ عیسائی لوگ اس پر زیادہ بحث نہیں کریں گے
 کیونکہ اس حالت میں ان میں کابین کے پاس خدا کو فرشتہ آنا تھا۔ یسوع کا قتلہ پہلے لوگ مذکور
 کا تو یہ کہ جن میں اس پیشہ میں اور فرشتہ ہاں ہیں کو تنگ کاموں سے روک سکتا ہے۔ غرض
 مسلمانوں کے خدا کی کیفیت یہ ہے جو ہم بیان کر چکے۔

تیسرے فرسب میں وہ مذہبوں کے مقابل پر عیسائی بھی ہم ذکر کر چکے ہیں اسلام ہے
 اس مذہب کی خدا شناسی نہایت صاف صاف اور انسانی فطرت کے مطابق ہے اگر تمام مذاہب
 کی کتابیں اور لوگوں کے سارے تعلیمی خیالات اور تصورات بھی خوب جائیں تب بھی وہ خدا جس
 کی طرف آگاہ رہنا ہی کرتا ہے۔ آئینہ قانون قدرت میں صاف صاف نظر آئے گا اور اس کی
 عظمت اور عظمت سے بھری ہوئی صورت ہر ایک ذلہ میں چمکتی ہوئی دکھائی دے گی غرض وہ خدا
 جس کو قرآن شریف بتاتا ہے اپنی موجودات پر غلط فہمی حکومت نہیں رکھتا بلکہ موافق آیت
 کیہ السمعت ہو کہہ قالو اہل کے ہر ایک ذلہ اپنی طبیعت اور روحانیت سے
 اس کا حکم بردار ہے۔ اس کی طرف جھکنے کے لئے ہر ایک طبیعت میں ایک کشش پائی جاتی ہے۔ اس
 کشش سے ایک ذلہ بھی غلطی نہیں اور یہ ایک بڑی ذلیل اس بات پر ہے کہ وہ ہر ایک چیز کو غلط
 ہے کہ نہ کہہ کر قلب میں بات کو لیتا ہے کہ کشش ہر اس کی طرف جھکنے کیلئے ہمہ جہتوں میں پائی جاتی
 ہے وہ بلاشبہ وہی کی طرف سے ہے جیسا کہ قرآن شریف نے اس آیت میں اسی بات کی طرف
 اشارہ کیا ہے کہ ان من شیعہ الا یہ فخر بحدی یعنی ہر کسی میں اس کی ہاکی اور اس کے عباد
 بیکار ہی ہے مگر خدا اس کو رکھتا ہے اور اس میں خدا کی طرف کشش نہیں پائی جاتی ہے۔

مذہب یہ کہ مسلمانوں کی فطرت میں ایک کشش ہے کہ ان کو خدا کی طرف جھکنے کیلئے ہمہ جہتوں میں پائی جاتی ہے اور اس کی طرف کشش ہر اس کی طرف جھکنے کیلئے ہمہ جہتوں میں پائی جاتی ہے۔

۱۶۶

۲۹۱

ہزار باد میں کے انعام کے ساتھ علماء اسلام اور عیسائیوں کے مٹانے کی نگرانی کی گئی ہے۔
اٹھایا اور کوئی مقابل پر نہ آیا۔ کیا یہ خدا کا نشان ہے یا انسان کا نشان ہے۔

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الہی ہے جو براہین کے صفحہ ۲۳۸ میں درج ہے۔ اور وہ یہ ہے
الرحمن علم القرآن۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علماء قرآن کا وعدہ دیا تھا۔ سو اس وعدہ کا ابطال

کیوں نہیں ہو گا یہ کہنا میرے پیرو نہ ہو گئے اور ان کو کچھ نہیں ہو گا یہ بالکل جھوٹ
نکلا۔ کیونکہ اس جملہ کے ذیلیں سے یورپ میں بہت خود کشی ہو رہی ہے۔ ہزار ہا مرتے ہیں۔ ایک
پاری کی گیس ایسی مٹا جو تین دن اس کو کھانے سے دو گھنٹے تک ہمتی رکھتا ہے۔ پھر یہ مجروح
کہاں گیا۔ ایسا ہی آپ فرماتے ہیں کہ میرے پیرو نہ ہو گئے کہ یہاں سے اٹھ اور وہ اٹھ جائے گا
یہ کس قدر جھوٹ ہے بھلا ایک پاری صرف بات سے ایک الٹی جوتی کو سیدھا کر کے تو
دکھلائے۔

میں نے جبکہ تپے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کو دنیو کو اچھا کیا ہو۔ یا کسی اور ایسی
بیساری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی قسم سے اسی زبان میں ایک کتاب ایسی موجود تھا جس سے بڑے
بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے خیال ہو سکتا ہے کہ اس کتاب کی مٹی آپ ہی انسان کہتے ہوئے
اسی کتاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی کتاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ
اگر آپ کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ نہیں بلکہ اس کتاب کا معجزہ ہے۔ اس آپ کے ہاتھ میں
سوا کر اور فریک اور کچھ نہیں تھا پھر فرس کہ تھائن عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔

آپ کا خدا ان کی ہی نہایت پاک اور صاف ہے۔ تین دایاں اور تینیاں آپ کی زبان کا اور کسی
عورتیں تھیں جن کے خوں سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شہاد
ہو گی۔ آپ کا کھنوں سے میلان اور محبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ ہر مناسبت درمیان ہے
اور نہ کوئی پرستار انسان ایک جوان کھجری کو یہ موقوفہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پہ نہ لٹا کہ ہاتھ
لگا دے اور نہ گاڑی کی کمانی کو شاید اس کے سر پہ لٹے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر لٹے
کھینچنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

۷

ردمانی خزانہ جلد 9

۴۲

پڑ گیا ہے کہ یہ کھاؤ پیو ہے اس سے کس تقویٰ اور نیکبختی کی امید ہو سکتی ہے
ہمارے سید مولیٰ افضل الانبیا خیر الاصفیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کا تقویٰ دیکھئے کہ وہ ان عورتوں کے ہاتھ سے بھی ہاتھ نہیں ملا تے تھے جہاں کدمن اور
نیک بخت ہوتی تھیں اور ہیبت کر لینے کے لئے آتی تھیں بلکہ درگاہ کرم صرف زبانی
تلقین تو بکرتے تھے مگر کون عقلمند اور پرہیزگار ایسے شخص کو پاک باطن سمجھے گا جو
جو ان عورتوں کے چھونے سے پرہیز نہیں کرتا ایک بخری خوبصورت ایسی قریب
بیٹھی ہے کہ بالمثل میں ہے یہی ہاتھ لبا کر کے سر پر طرل رہی ہے یہی بیرون
کو کھڑکی ہے اور بھی اپنے خوشنما درسیاہ مالول کو بیرون پر رٹھ دیتی ہے۔ اور
کو دین نہ مانا کر رہی ہے یہ یسوع صاحب اس حالت میں وجد میں بیٹھے ہیں
اور کوئی اعتراض کرنے لگے تو اس کو جھڑک دیتے ہیں اور طرفہ کہ عمر جوان
اور شرب پینے کی عادت اور بچہ مخرد اور ایک خوبصورت کسبی عورت
سامنے بڑی ہے جسم کے ساتھ جسم نگاری ہے کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے
اور اس پر کیا دلیل ہے کہ اس کسبی کے چھونے سے یسوع کی شہوت نے
جنش نہیں کی تھی رافسوس کہ یسوع کو یہ بھی میسر نہیں تھا کہ اس فاسقہ پر
نظر ڈالنے کے بعد اپنی کسی بیوی سے صحبت کر لیتا بلکہ بخت زانیہ کے چھونے
سے اور تازہ واد کرنے سے کیا کچھ نفسانی جذبات پیدا ہوئے ہوں گے۔
اور شہوت کے جوش نے پورے طور پر کام کیا ہو گا۔ اسی وجہ سے یسوع کے
منہ سے یہ بھی نہ نکلا کہ اسے حرام کار عورت مجھ سے دور رہ۔ اہدیہ
بات انجیل سے ثابت ہوتی ہے کہ وہ عورت طوالف میں سے تھی۔ اور
زنا کاری میں سارے شہر میں مشہور تھی۔

۲۲۰

قیامت تک نجات کا پھل کھلانے والا وہ ہے جو زمین حجاز میں پیدا ہوا تھا اور تمام دنیا اور تمام زمانوں کی نجات کے لئے آیا تھا اور اب بھی آیا مگر پروردگار کے طور پر۔ خدا اس کی برکتوں سے تمام زمین کو متمتع

کرے۔ آمین

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

انسان جب حیاء اور انصاف کو چھوڑ دے تو جو چاہے کہے اور جو چاہے کرے۔ لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ بھیجی نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے اگر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر حشر لگایا۔ یا ہاتھوں اور پائے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا۔ یا کوئی بے تعلقی جو ان عورتوں کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصہ دیا مگر مسیح کا یہ نام نہ لکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ کے ہاتھ پر جس کو عیسائی پرستار کہتے ہیں جو پیچھے ایلید بنا یا گیا اپنے گناہوں سے توبہ کی تھی اور ان کے خاص مریدوں میں داخل ہوئے تھے۔ اور یہ بات حضرت یحییٰ کی فضیلت کو بے ادبیت ثابت کرتی ہو کیونکہ بتقابل اسکے یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ یحییٰ نے بھی کسی کے ہاتھ پر توبہ کی تھی پس اس کا مصمم ہونا یہ بھی امر ہے اور مسلمانوں میں یہ جو مشہور ہے کہ عیسیٰ اور اہل مائتہ شیطان سے پاک ہیں اسکے منہ نادانوں کو نہیں سمجھتے۔ اصل بات یہ ہے کہ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ اور اہل مائتہ پر رحمت ناپاک الزام لگائے تھے اور دونوں کی نسبت نعمہ بادہ شیطان کا مومن کی قیمت لگاتے تھے۔ سو اس قدر لگاؤ ضروری تھا کہ اس میں جو کچھ اس پر زیادہ کوئی سمجھ نہیں کرے علیہ السلام جو حضرت عیسیٰ اور اہل مائتہ کی طرف سے لگائے گئے ہیں یہ سمجھ نہیں کرے بلکہ انہوں نے کہ وہ شیطان سے پاک ہیں اور اس قسم کے پل جھکاؤ کو کسی اندیشہ کو پیش نہیں کیا۔

۴

سے آل عمران : ۲۰

۴۲۲

کہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا :-

کیا وجہ ہے کہ اس نے سچ کا ذکر نہ کیا کہ ایک انجھ کے درخت کی طرف گیا اور جانا تھا کہ اس میں پھل نہیں ہے پھر وہ جانا تھا کہ صلیب ملی ہے اور وہ نہیں کرتا ہا کہ مجھے جہات ملے۔
تقریر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے نبوت میں فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا (ولس : ۷۷)
کی دلیل پیش کرتے ہیں اس کے مقابلہ کا ایک قصہ بھی انجیل میں نہیں ہے اور تقریر خدا کی تمام عمر کا یہ حوالہ ہے فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا (ولس : ۷۷)
استنظار کے اصل معنی تو یہ ہیں کہ یہ خواہش کرنا کہ مجھ سے کوئی گناہ نہ ہو یعنی میں معصوم رہوں اور دوسرے معنی جو اس سے بچے دوسرے پر ہیں کہ میرے گناہ کے بدلہ مجھ کو مجھے ملے ہیں میں ان سے محفوظ رہوں۔

سچ تو خدا بچہوں سے چل ملواتا رہا۔ اگر استنظار کرتے تو یہ حالت نہ ہوتی۔

(بعد از نماز مغرب)

پھر اس کے بعد اذان ہو کر نماز مغرب ہوئی اور حضرت اقدس حسب معمول وضو لیں، چلو کر ہوئے اور فرمایا کہ :-

الزامی جواب

مفتی محمد صادق صاحب جو کتاب بنایا کرتے ہیں جس میں شیخہ عورت اور شیخہ بیوی عاشق سلوی کا ذکر ہے کہ وہ عورت سلوی شیخ کو چھوڑ کر یسوع کے شاگردوں میں جاتی۔ اس لئے اس شیخے نے یہ سارا منصوبہ صلیب کا بنا لیا گویا ایک عورت کے واقعہ نے ان کی صلیب تک نفرت پہنچائی۔

جس طرح بد خنیاں ان لوگوں نے لٹائی ہیں ویسے ہی ہمارا بھی حق ہے ان کے نزدیک لڑاوا شادیاں کرنا گناہ ہے مگر ایک ہزاری عورت صلیب پر چلی ہے جن میں کوئی گناہ نہیں ہے اور یہ سنت کی طرح پیٹھے ہوئے حرم سے سب کدوائے جاتے ہیں یہ بھی پہنچو کہ گناہ ہے یا نہیں۔ ان کو لازم تھا کہ اعتراض نہ کرتے جو واقعات ان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں وہی پیش کرتے پڑتے ہیں اور کیا جواب دیں۔ یہ کوئی چھوٹا اعتراض نہیں ہے کہ ان کو کچھوں سے کیا تعلق تھا اور اگر کوئی کہ اس کچھ کی قہ کی قہ کی قہ کی قہ کا اظہار کیا۔ ایک طرف قہہ کرتی

لے الہد بلا لہر اسطے سورہ ہر اکھ ۴۴

۴۲۲

ہیں ایک طرف پھر سونے پر بازار میں جا بیٹھتی ہیں۔
پھر شراب کو دیکھو کہ تمام گناہوں کی جڑ ہے اس کی خم ریزی سب کے لئے کی۔ شراب کے جائز
رکھنے سے گنہگار لوگوں کی گھٹن پر چھری پھر گئی جب انسان نشہ کا عادی ہو جاتا ہے تو پھر پھوٹنا
مشکل ہے یہ نشہ بھی کیا شے ہے کہ ایک طرف زندگی کو کھٹکا جاتا ہے دوسری طرف زندگی کا شیر
بھی ہے نشہ والوں کو نشہ نہ ملے تو موت تک لپٹ کر تلخ جاتی ہے۔

ایک نشہ کا حال

ایک دفعہ ایک عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ مجھے تین دن سے نشہ میں ملا اس کی
حالت بہت بدی تھی اور نشہ کے لئے مجھ سے یہ طلب کرتی تھی میں نے تجب کیا کہ یہ نہ ملتی کا
سوال کرتی ہے نہ کپڑے کا اور نشہ کے لئے ہے قرار ہے۔ اسے عادت ہوئی اور اب اس کی زندگی
کا کیا جزو ہو گیا ہے اس لئے اس کو اپنے جان میں سہا تھان کر رہی ہے ایک دفعہ اسے دے دیا۔
اس موقع پر حضرت اقدس نے حکیم نور الدین صاحب سے سوال کیا کہ کتنے عرصہ کے بعد
انسان کسی نشہ کا ایسا عادی ہو جاتا ہے کہ پھر اسے پھوڑ نہیں سکتا اور مجبور ہو جاتا ہے حکیم
صاحب نے کہا کہ کسی جگہ شاید نظر سے تو نہیں گزرا مگر چالیس دن میں ایسا ہو سکتا ہے۔
حضرت اقدس نے فرمایا کہ :-

ہر ایک شے کے لئے چالیس دن ہی ہیں بات یہ ہے کہ شراب اور اس کے بن بھرا (مگ
المن و فیو) ایسی خراب شے ہیں کہ ان سے مٹی پیدا ہوتی ہے مگر پھر نہ وہ بے کیے اچھا ہو سکتا
ہے جس میں ایسی تعلیم ہو وہاں ایک صورت ہے یہ نشہ بھوٹ کے کہ جھٹلانہ میں بندہ ہلکا داند
بھی دیا ہو کہ کسی سے سازش نہ کہے پھر شاید یہ عادت بھوٹ جاوے۔
فرمایا کہ :-

یعنی جو نشہ میں پیچھے تھے تو معلوم ہوا کہ اس وقت بھی صبح تا شام نے مرشد کی تقلید کی تھی۔

شاید کوئی یہ اعتراض کرے کہ اوائلی اسلام بھی تو حرام تھی نہیں۔ ۳ برس کے بعد
حرام ہوئی تو جواب یہ ہے کہ اسلام تو آہستہ آہستہ متاکی کرنا جاتا تھا اور قوم بن مدی تھی جب
قوم بن گئی تو حکم اگیا ابتداء میں تو صحابہ کو یہ نصیحت تھی کہ پانی بھی بھولا ہوا ہوگا شراب کا کیا ذکر
ہے۔

روحانی خزائن جلد ۲

۴۱۷

کے ساتھ لگے ہوئے ہیں اور نہ بھر پور انداز سے ملکہ چھین مار کر سب سے تیار رہا ہے کہ
 بیگانہ عورتوں کو دیکھنے میں بہرگز انجام بخیر نہیں ہوتا۔ یورپ جو زنا کاری سے
 بھر گیا۔ اس کا کہا سبب ہے یہی تو ہے کہ ناحرم عورتوں کو بے تکلف دیکھنا
 عادت ہو گیا اور تو نظر کی بد کاریاں ہوئیں اور پھر معاملہ بھی ایک معمولی امر ہو گیا
 پھر اس سے ترستی ہو کر دوسرے لینے کی بھی عادت پڑی یہاں تک کہ اُستاد جوان
 لڑکیوں کو اپنے گروں میں لے جا کر یورپ میں بوسہ بازی کرتے ہیں۔ اور
 کوئی منع نہیں کرتا۔ شیر بنوں پر فتنہ و خجور کی بانیں لکھی جاتی ہیں۔ نصویریوں
 میں نہایت درجہ کی بد کاری کا لہشتہ دکھایا جاتا ہے جو اس خود چھپوا تی
 ہیں کہ میں ایسی خوبصورت ہوں اور میری ناک ایسی اور آنکھ ایسی ہے۔
 اور ان کے عاشقوں کے تامل لکھے جاتے ہیں اور بد کاری کا ایسا دہرایا
 ہوتا ہے کہ نہ تو کانوں کو بچا سکتے ہیں نہ آنکھوں کو نہ ہاتھوں کو نہ منہ کو یہ
 یسوع صاحب کی تعلیم ہے کاش! ایسا شخص دنیا میں نہ آیا ہوتا

نابہ بد کاریاں ظہور میں نہ آتیں اس شخص نے ہارسائی اور تقویٰ کا خون کر دیا اور
 اور اتحاد اور باحت کو تمام ملک میں پھیلا دیا۔ کوئی عبادت نہیں کوئی مجاہدہ نہیں
 بجز کھانے پینے اور بد نظریوں کے اور کوئی بھی فکر نہیں پھر
 جہنم پر ہریرہ کہ ایک جھوٹے کفارہ کی امید دے کر گت ہوں پر دیر کر دیا۔ کون
 عقلمند اس بات کو یاد کرے گا کہ زید کو مسہل دیا جائے اور بکر کے زہر پلے
 مواد اس سے نکل جائیں یہی حقیقی طور پر بھی دور ہوتی ہے کہ جب بیسی
 اس کی جگہ لے لے یہی قرآنی تعلیم ہے کسی کی خود کشی سے
 دوسرے کو کیا فائدہ کس قدر یہ نادانی کا خیال اور قانون قدیم کے

۴۲

سیرۃ المہدی حصہ سوم

۲۹۱

فرمایا۔ وہ ہمارے مقابل پر جواب کھے۔ خدا اس کا سارا علم سب کر لے گا۔ سو ایسا ہی ظہور میں آیا کہ وہ کوئی جواب نہیں دے سکا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس میں شبہ نہیں کہ ظاہری علم کے لحاظ سے مولوی محمد حسین غلامی بہت بڑے علم تھے اور کسی زمانہ میں ہندوستان کے علم و دست بلیقہ میں ان کی بڑی قدر تھی۔ مگر خدا کے صبح کے مقابلہ پر کھڑے ہو کر انہوں نے سب کچھ کھو دیا۔

۹۳۳ [بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں امام الدین صاحب یکموانی نے مجھ سے بیان کیا کہ مصنف صاحب نے کوئٹہ لاہور میں طالعین پڑھا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس یہ بات پیش ہوئی کہ حضورؐ نے مہاجر احمدی میں لکھا ہے کہ مولوی محمد حسین اور مصنف صاحب نے موٹی رجوع کر لیں گے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ ان کو مرنے کو خدائی کام کی تاویل بھی ہو سکتی ہے۔ آخر وہ طالعین سے ہی مر گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مصنف صاحب نے موٹی سے بالوالہی بخشش کا ڈنٹ ملا ہے جو مشعوذ میں مستند ہوتا تھا۔ مگر آخر سخت غارت ہو گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نعوذ باللہ فرعون قرار دیکر اس کے مقابلہ پر پشاپ کو مرنے کے طور پر پیش کیا مگر بالآخر حضرت صاحب کے سامنے طالعین سے ہوا کہ ہر خاک میں مل گیا۔

۹۳۵ [بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں امام الدین صاحب یکموانی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں ایک روز بٹالہ میں جبر پڑھنے کے بیٹھا تھا۔ اس وقت میں جب بٹالہ جاتا تھا تو مولوی محمد حسین صاحب کے پیچھے جبر پڑھا کر رہا تھا۔ انہوں نے بٹالہ میں غنیفیل والی مسجد میں جبر پڑھا نا تھا۔ جب انہوں نے غلبہ پڑھ کر دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ کوئی مرزا حضرت مسیح نامہری کو ساہنہ دیوں اور گنڈیلوں کے شبہ دیتا رہے۔ اچھا یہی حکم کرتا ہے مجھے یہ الفاظ مشکوٰۃ نہایت جوش پیدا ہوا۔ اور میں نے اسی وقت انہیں موعود ہی صاحب کو دیکھا کہ وہ حضرت مسیح کا آپؐ پیش کرتے ہیں اچھکاتے ہوئے اور کس کے شبہ دیتے ہوئے موعود ہی صاحب نے میری بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور نہ ہی یہ کہا کہ غلبہ میں رولنا منع ہے۔ بلکہ خاموشی سے بات کو پٹی گئے۔ اس وقت اسی مخالف کے پیچھے خانہ پڑھنے کی ممانعت نہ ہوئی تھی۔

۹۳۶ [بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں امام الدین صاحب یکموانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے کہ قبول ہمارے مخالفین کے جب مسیح آئے گا اور لوگ اسکو

لئے کے لئے اس کے گھر پر جائیں گے تو گھر واسے کہیں گے کہ سچ صاحب باہر چل گیا میں سؤ مارنے کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ پھر وہ لوگ حیران ہو کر کہیں گے کہ یہ کیسا سچ ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لئے آیا ہو اور باہر سڑوں کا شکار کیسے پھرتا ہے۔ پھر فرماتے تھے کہ ایہ دشمن کی آد سے تو سہا ہنسید اور ڈیلو کہ خوشی ہو سکتی ہے جو اس قسم کا کام کرتے ہیں۔ مسلمان کو کیسے خوشی ہو سکتی ہے۔ یہ الفاظ بیان کر کے آپ بہت ہنستے تھے۔ یہاں تک کہ اکثر اوقات آپ کی آنکھوں میں پانی آجاتا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ذکرِ عمر محمد اشیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت سید علیہ السلام کو عربی کے رواج دینے کی طرف توجہ تھی تو ان دفعہ میں حضرت صاحب مجھے بھی عربی فقرات سکھواتے تھے اور ان میں نصیحت کے لئے بھی کسی بھی مناسب فقرے کو اذیت تھے جیسا کہ ایک دفعہ کا سبق شعروں میں بنا کر دیا تھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ وہ تین سال بعد تھوڑے تھوڑے کلمات دی اشار آپ نے انجامِ احم میں دہ کر دیئے اور وہ شعر جو اس وقت یاد آ رہا تھا یہ ہے:-

۱۔ اظلمت و بک الجبار اهل الادامہ و خفت قهره و اثرک طریق القصاص
اپنے جبار اور صاحبِ مہمب کی طاقت کو اور اس کے قہر سے ڈر اور دیری کا طریقہ پھر ڈر سے

۲۔ و کيف على النار النها برونصير و انت فاذى عند حوالها و اجد
اور تو دوزخ کی آگ پر کس طرح مہر کرے گا و انت فاذی عند حوالها و اجد

۳۔ و الله ان الفسق صلي مدقو و انكس افحى ناعه في النواظي
اور خدا کی قسم بگاری ایک ہاک کرنا لاسان ہے و انكس افحى ناعه في النواظي

۴۔ فلا تخفروا الطغوى فإنا انما ہیں سرکش و اختیار کرو کیونکہ ہمارا خدا
غیور علیٰ حرماتہ غیر قاصم ہے فلا تخفروا الطغوى فإنا انما

۵۔ ولا تقعدن یا بن الکدام بمفسد اس سے بزدلوں کے بیچے تو خرموں کے پاس بیٹھو
فترجم من حب الشرير کٹھن سر موت اللہی خیر لہ من منافقہم

۶۔ فان واد الذئب احدی الکباب شر اور پھر اے گناہ کو ہلا نہ سمجھو
یہ جو بھڑکنے پر کو پسند کتا خود ایک کبیرہ گناہ ہے فان واد الذئب احدی الکباب شر

۷۔ و اخذ نفسي توبه ثلثه توبه و اخذ نفسي توبه ثلثه توبه

۳۷۳

غیر عورتوں کے دیکھنے سے اپنے تئیں بچانا پڑتا ہے۔ شراب اور ہر ایک نشے سے اپنے تئیں دور رکھنا پڑتا ہے۔ خدا کے مواخذہ سے خوف کر کے حقوق عباد کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ اور ہر ایک سال میں برابر تیس یا اسی روز خدا تعالیٰ کے حکم سے روزہ رکھنا پڑتا ہے اور تمام مالی و بدنی و جانی عبادت کو بجالانا پڑتا ہے۔ پھر جب ایک بد بخت جو پہلے مسلمان تھا عیسائی ہو گیا تو ساتھ ہی یہ تمام بوجھ اپنے سر پر سے اتار لیتا ہے۔ اور سونا اور کھانا اور شراب پینا اور اپنے بدن کو آرام میں رکھنا اس کا کام ہوتا ہے اور یک دفعہ تمام اعمال شاقہ سے دستکش ہو جاتا ہے اور حیوانوں کی طرح بھراکل و شرب اور ناپاک عیاشی کے اور کوئی کام اُس کا نہیں ہوتا۔ پس اگر یسوع کے گذشتہ بلا فقرہ کے یہی معنی ہیں کہ میں تمہیں آرام دے گا تو بیشک ہم قبول کرتے ہیں کہ درحقیقت عیسائیوں کو اس چند روزہ سخی زندگی میں بوجھ اپنی بے قیدی کے بہت ہی آرام ہے۔ یہاں تک کہ ان کی دنیا میں نظیر نہیں۔ وہ مکھی کی طرح ہر ایک چیز پر بیٹھ سکتے ہیں۔ اور وہ خنزیر کی طرح ہر ایک چیز کھا سکتے ہیں۔ ہندو گائے سے پر میز کرتے ہیں اور مسلمان سور سے۔ مگر یہ بلا نوش دونوں ہضم کر جاتے ہیں۔ سچ ہے۔ ”عیسائی باش ہر چیز خواہی بکن“ سور کو حرام ٹھہرانے میں تو ریت میں کیا کیا ناکیدیں تھیں یہاں تک کہ اُس کا چھوٹا بھی حرام تھا اور صاف دکھا تھا کہ اسکی حرمت ابدی ہے۔ مگر ان لوگوں نے اُس سور کو بھی نہیں چھوڑا جو تمام نبیوں کی نظر میں نفرتی تھا۔ یسوع کا شرابی کیا ہی ہونا تو خیر ہم نے مان لیا۔ مگر کیا اُس نے کبھی سور بھی کھایا تھا؟ وہ تو ایک مثال میں بیان کرتا ہے کہ تم اپنے موتی سوروں کے آگے مت بھینکو۔ پس اگر موتیوں سے مراد پاک کلمے ہیں تو سوروں سے مراد پلید آدمی ہیں۔ اس مثال میں یسوع صاف گناہی دیتا ہے کہ سور پلید ہے کیونکہ مشیت اور مشیت پر میں مناسبت شرط ہے۔

غرض عیسائیوں کا آرام جو اُن کو ملا ہے وہ بے قیدی اور اہمیت کا آرام ہے۔

۳۷۴

۲۴۶

چشمہ سبھی

بدی کی گئی۔ مگر جو کوئی معفو کرے اور اس معفویں کوئی اصلاح مقصود ہو تو اس کا اجر خدا کے پاس ہے۔ یہ تو قرآن شریف کی تعلیم ہے۔ مگر انجیل میں بغیر کسی شرط کے ہر ایک جگہ معفو اور درگند کی ترغیب دی گئی ہے اور انسانی دوسرے مصالح کو بن پر تمام سلسلہ نجات کا چل رہا ہے پامال کر دیا ہے اور انسانی قوی کے مدحت کی تمام شاخوں میں سے صرف ایک شاخ کے بڑھنے پر زور دیا ہے اور باقی شاخوں کی حالت تھکنا ترک کر دی گئی ہے۔ پھر تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ انجیل کے مدحت کو بغیر اصل کے دیکھ کر اس پر بددعا کی اور دوسروں کو دعا کرنا سکھوایا۔ اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو۔ مگر خود اس قدر بد زبانیاں میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو دلدارا لہجہ تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں اور بڑے بڑے عہد کے نام رکھے۔ اخلاقی معتمد کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاقی کرمہ دکھا دے پس کیا ایسی تعلیم ناقص جس پر جنہوں نے آپ بھی عمل نہ کیا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتی ہے؟ پاک اور کامل تعلیم قرآن شریف کی ہے جو انسانی مدحت کی ہر ایک شاخ کی پودش کرتی ہے اور قرآن شریف صرف ایک پہلو پر زور نہیں ڈالتا بلکہ کسی کو معفوانہ درگند کی تعلیم دیتا ہے مگر اس شرط سے کہ معفو کرنا قرآن معلومت ہو اور کسی مناسب محل اور وقت کے مجرم کو مزا دینے کے لئے فرماتا ہے۔ پس مدح حقیقت قرآن شریف خدا تعالیٰ کے اس قانونِ حدت کی تصویر ہے جو ہمیشہ ہماری نظر کے سامنے ہے۔ یہ بات نہایت معقول ہے کہ خدا کا قول اور فعل مدنی مطابق ہونے چاہئیں۔ یعنی جس رنگ اور طرز پر دنیا میں خدا تعالیٰ کا فعل نظر آتا ہے منہد ہے کہ خدا تعالیٰ کی سچی کتاب اپنے فعل کے مطابق تعلیم کرے۔ نہ

قرآن شریف نے بے غاۃ معفوانہ درگند کو جائز نہیں رکھا کہ جو اس سے انسانی حقوق جڑتے ہیں اور شریعت نظام پر ہر دم پر جلتے جگہ اس معفوی عبادت دی ہے جس سے کوئی معصوم ہو سکے۔ نہ

مگر شاید بعض ہذاذات مولوی منہ سے اقرار نہ کریں مگر دل اقرار کر گئے ہیں۔
پھر ایک اور پیشگوئی نشان الہی ہے جس کا ذکر بریلین احمدیہ کے صفحہ ۲۳۱ میں ہے اور وہ یہ ہے
یا آئینہ فاضلت الرحمة علی شفقتک۔ اے احمد فصاحت بلاغت کے شے تیری ایسی کہ ہماری
کے لئے عیسائیوں کی تصدیق کئی سال سے ہو رہی ہے۔ کئی کتابیں عربی، بلین، فصیح میں تالیف کر کے

بلکہ وہ اور دل کے حق میں یقین جو آپ کے وقت سے پہلے ہدی ہو گئیں اور نہایت شرم کی بات یہ ہے
کہ آپ نے پہلی تعلیم کو جو پینل لاہور کبلائی ہے یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا
ہے۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے لیکن جب سے یہ چوری چوری گئی عیسائی
بہت شرمناک ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لئے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھا کر رسوم
حاصل کریں لیکن آپ کی اس بیجا حرکت سے عیسائیوں کی سخت رد سیاسی ہوئی اور پھر انہوں نے
کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں تھی اور کائناتوں اس تعلیم کے منہ پر تلنے مار رہے ہیں۔ آپ کا
ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے قرأت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا معلوم ہوتا ہے کہ کیا تو قدرت
نے آپ کو فیری کے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا اور یا اس استاد کی یہ شراعت ہے کہ اس نے آپ کو
فرض سادہ لوح لکھا، پھر آپ ملی اور ملی توئی میں بہت کچھ تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مہربان
کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔

ایک فاضل باہری صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو بڑی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا
تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی تیار ہو گئے تھے۔

آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کی
بیتیں تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ غلط ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفا خانہ میں آپ کا
باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے بھڑات کئے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی منجھو
نہیں ہو اور اس دن سب کچھ صاف ہو جائیگا وہ لوگ کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام
کی اولاد ٹھہرا لیا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے نکال دیا۔ اور نہ چاہا کہ مجھ کو ملک کو رہا کر دوں

تیار کیا۔ بلکہ خدا نے اس کی چھائی گرم کرنے کو ایک اور لڑکی بھی اُسے دی اور
 آپ کے خدا کی شہادت موجود ہے کہ داؤد اور دیک کے قصہ کے سوا اپنے تمام
 کاموں میں راستہ ہمارے کیا کوئی عقلمند قبول کر سکتا ہے کہ اگر کثرت ازدواج
 خدا کی نظر میں بُری تھی تو خدا اس لڑکیوں کو جو کثرت ازدواج میں سب
 سے بڑھ کر فائدہ ہیں۔ ایک مرتبہ بھی اس فعل پر سرزنش نہ کرتا پس بھنت بے ایمانی
 ہے کہ جو بات خدا کے پہلے فیصلوں میں موجود ہے اور خدا نے استقبالِ حق
 نہیں ٹھہرایا اب شراکت اور خیانت سے جناب مقدس نبویؐ کی
 نسبت قابلِ اعتراض ٹھہرائی جاوے۔ افسوس یہ لوگ ایسے بے شرم ہیں کہ
 آنا بھی نہیں سوچتے۔ کہ اگر ایک سے اوپر بیوی کرنا ناکارہی ہے تو حضرت
 مسیح جو داؤد کی املا دیکھاتے ہیں۔ ان کی پاک ولادت کی نسبت سخت
 شہرہ پیدا ہو گا اور کون ثابت کر سکے گا۔ کہ ان کی بڑی نانی حضرت داؤد
 کی پٹلی ہی بیوی تھی ۛ

پھر آپ حضرت عالیشانہ صدیقہ رحمہ اللہ کا نام لے کر اعتراض
 کرتے ہیں کہ جناب مقدس نبویؐ کا بدن سے بدن لگانا اور زبان چوستنا
 خلافِ شرع تعدا اب اس ناپاک لعنت پر کہاں تک رد دیں۔ اے
 نادان جو حلال اور جائز نکاح ہیں۔ ان میں یہ سب باتیں جائز ہوتی ہیں
 یہ اعتراض کیسا ہے کیا نہیں خبر نہیں کہ مردی اور جو لیت انسان کی
 صفات محمود ہیں سے ہے یا سچڑا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں۔
 جیسے بہرہ اور کوٹھک ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ ہاں یہ اعتراض بہت
 بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین
 صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازدواج سے بھی محروم

روحانی خزائن جلد ۱۷

۴۹۳

حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے۔ اس لئے یورپ کی عورتیں نہایت قابل شرم آنادی سے فائدہ اٹھا کر اعتدال کے دائرہ سے باہر دھڑا دھڑا نکل گئیں۔ اور آخر ناگفتنی فسق و فجور تک نوبت پہنچی:

اے نادان فطرت انسانی اور اس کے بچے پاک ہذبات سے اپنی بیویوں سے پیار کرنا اور حسن معاشرت کے بہرہ جازو بہا کو برتنا انسان کا طبعی اور اضطراری خاصہ ہے اسلام کے بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسے برتنا اور اپنی جماعت کو ایک نمونہ دیکر مسیح نے اپنے نقص تعلیم کی وجہ سے اپنے ملحوظات اور اعمال میں یہ کمی رکھ دی۔ مگر جو کچھ طبعی تقاضا تھا اس لئے یورپ اور مسیحیت نے خود اس کے لئے ضوابط نکالے۔ اب تم خود انصاف سے دیکھو کہ گندی بہا بدکاری اور ملک کا ملک ریلوں کا نا پاک چکر بن جانا پائیدار کول میں ہزاروں ہزار کار و زویشن میں کنوئل اور کنوئل کی طرح اوپر تلے ہونا اور آخر اس ناجائز آدادی سے تنگ آ کر آہ و فغان کرنا اور برسوں دیوثیوں اور سیباہ دیوثیوں کے مصائب جھیل کر اخیر میں مسودۃ طلاق پاس کرنا یہ کس بات کا نتیجہ ہے۔ کیا اس قدر مسطر سے منہ نہ کھینچی اپنی ہی کی معاشرت کے اس نمونہ کا جس پر خباثت باطنی کی نچریک سے آپ معترض ہیں۔ یہ نتیجہ ہے۔ اور مالک اسلامیت میں کعبہ اور زبیری ہوا پھیلی ہوئی ہے یا ایک سخت ناقص تالائق کتاب پولوسی انجیل کی مخالف فطرت اور ادھوری تعلیم کا یہ اثر ہے۔ اب دو دلائل ہو کر بیٹھو۔ اور پوم انجیلا کی تصویر کھینچ کر غور کرو:

چشمہ مسیحی

۳۳۶

مقدمہ

مجھ کو غلط پہنچا ہے۔ اور وہ اپنے خط میں کتاب ینالیح الاسلام کی نسبت جو ایک عیسائی کی کتاب ہے ایک خوفناک ضد کا اظہار کرتے ہیں۔ افسوس کہ اکثر مسلمان اپنی غفلت کی وجہ سے ہمدی کتابوں کو نہیں دیکھتے۔ اور وہ برکات جو خدا تعالیٰ نے ہم پر نازل کئے یہ لوگ بالکل اس سے بے خبر ہیں۔ اور نادان مولویوں نے ہمیں کافر کا فر کھنے سے ہم میں اور عام مسلمانوں میں ایک دیوار کھینچ دی ہے۔ ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ اب وہ نمانہ جاتا رہا کہ جس میں عیسائیت کے کرد فریب کچھ کام کرتے تھے۔ اور اب چٹا ہزار آدم کی پیدائش سے آخر پر ہے جس میں خدا کے سلسلہ کو فتح ہوئی۔ اور روشنی امتداری کی یہ آخری جنگ ہے جس میں روشنی مظہر اور منصور ہو جائیگی۔ اور تاریکی کا خاتمہ ہے۔ اور کچھ ضرور نہ تھا کہ پادری صاحبوں کے من بوسیدہ خیالات پر کچھ ٹکھا جاتا لیکن ایک شخص کے اصرار سے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے یہ مختصر رسالہ لکھنا پڑا۔ خدا تعالیٰ اس میں برکت ڈالے اور لوگوں کی ہدایت کا موجب کرے۔ آمین اور یاد رہے کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عزت کرتے ہیں اور ان کو خدا کا نبی سمجھتے ہیں

و

اس جنگ کے فائدے یہ نہیں لکھنا چاہیے کہ تواریق بندوق سے یہ جنگ ہو گا ورنہ یہ کہ اب اس قسم کے جہاد خدا تعالیٰ نے منس کر دیئے ہیں کیونکہ ضرور تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں اس قسم کے جہاد منس کر دیئے جاتے جیسا کہ قرآن شریف نے پہلے سے یہ خبر دی ہے اور مسیح بخدی میں بھی مسیح موعود کی نسبت یہ حدیث ہے کہ ینفع الحرب۔ نہ

چہ کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خوف شن من کے لکھا ہے وہ الزامی حوالے کے ہیں۔ اور وہ اصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کیے ہیں۔ افسوس کہ حضرات پادری صاحبین تہذیب اور خدا ترسی کے کام میں اور ہمارے نبی علیہ السلام کو گامیاں نہ دی تو ہمدی طرف مسلمانوں کی طرف سے بھی من سے جس تھے زیادہ اب کا خیال رہے۔ نہ

آپ کے سر پر زری کا کلاہ تھا۔ اور گورداسپور کے مقدمہ میں زری دار لنگی تھی۔

فاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول کا دوسرا نکاح خود پیر صاحب کی ہمیشہ سے ہوا تھا۔ نیز فاکسار عرض کرتا ہے کہ عام طور پر حضرت صاحب کے سر پر سفید طیل کی بگڑی ہوتی تھی جس کے اندر زمردی ٹوپی ہوا کرتی تھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :- مولوی محمد ابراہیم صاحب بٹاپوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت علی علیہ السلام کی والدہ کی اہانتھائے نے صدیق کے لفظ سے تعریف فرمائی ہے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اس جگہ حضرت یسے کی الوہیت توڑنے کے لئے ماں کا ذکر کیا ہے اور صدیق کا لفظ اس جگہ اس طرح آیا ہے جس طرح ہماری زبان میں کہتے ہیں بھرمانی کا نیٹے سلام آکھتاں واں جس سے مقصود کانا ثابت کرنا ہوتا ہے نہ کہ سلام کہنا اسی طرح اس بات میں اصل مقصود حضرت مسیح کی والدہ ثابت کرنا ہے جو منافق الوہیت ہے نہ کہ مریم کی صدیقیت کا انہار۔

فاکسار عرض کرتا ہے کہ پنجابی کا معروف محاورہ بجائی کا نیٹے سلام ہے اس لئے شاید مولوی صاحب کو ان کا تعلق کچھ سہو ہو گیا ہے۔ نیز فاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا پیشا نہیں تھا کہ نمود بائد حضرت مریم صدیقہ نہیں تھیں بلکہ غرض یہ ہے کہ حضرت یسے کی والدہ کے ذکر سے خدا تعالیٰ کے اصل غرض یہ ہے کہ حضرت یسے کو انسان ثابت کرے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :- مولوی محمد ابراہیم صاحب بٹاپوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ ایام علیہ میں مناد مجھ کے لئے مسجد اقصیٰ میں تمام لوگ سمانہ سکتے تھے۔ تو کچھ لوگ جن میں خواجہ کمال الدین صاحب بھی تھے۔ ان کو مشعل پر رجب مسجد میں شامل ہو گئے ہیں اور پہلے منہ دوں کے گھر تھے) نماز ادا کرنے کے لئے چڑھ گئے۔ اس پر ایک ہندو مالک مکان نے محالیاں دینا شروع کر دیں کہ تم لوگ یہاں شہد باکھانے کے لئے آہاں ہو اور میرا مکان گرانے لگے ہو۔ عرض کیا کہانی عرصہ تک ہد زبانی کرتا رہا۔ غار سے سلام پھیرتے ہی حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بدست مسجد میں آجائیں۔ چنانچہ درست آ گئے اور بدست جمع صلوٰۃ ہی حضور

کشتی نوح

۱۸

تاریخہ الانجیل

وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح بن مریم کی عزت نہیں کرتا۔ بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں
 بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ انچھل یا یک ہی ماں کے بیٹے ہیں۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ
 میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی، ہم شیریں کو بھی مقدمہ سمجھتا ہوں کیونکہ یہ سب بزرگ مریم متعلیٰ
 کے بیٹے ہیں۔ اور مریم کی وہ شاہن ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تین نکاح سے روکا۔ پھر
 بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ صل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم
 تو دیرت عین صل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتوں پہنے کے عہد کو کیوں تعلق توڑا گیا اور تعدد ازواج کی کیا
 بنیاد ملی گئی۔ یعنی باوجود یوسف بخاری کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف
 بخاری کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش نہ آئیں۔ اس صورت
 میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔

اتنی سب باتوں کے بعد پھر میں کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت
 کر لی ہے۔ ظاہر کوچہ چیز نہیں۔ خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے عواقلی قسم سے معاملہ کرے گا۔
 دیکھو میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ۔ خدا
 کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس کو بچو۔ دعا کرو تا کہ میں طاقت ملے جو شخص دعا کے وقت خدا کو
 ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنائت کے وہ میری جماعت میں سے نہیں جو شخص
 جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں
 پھنسا ہوا ہو اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔
 جو شخص حقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص
 پودے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدی سے یعنی شراب سے اور قمار بازی سے بد نظری سے

شکشا۔ یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی
 سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔ چار بھائیوں کے نام یہ ہیں۔ یہودا، یعقوب، شمعون، یوزس۔ اور دو بہنوں کے نام
 یہ تھے آسیا، لیبیا۔ دیکھو کتب باسٹولک رکاوٹیں مستند ہادیوں میں ان کے نام ملے ہیں ۱۸۸۶ء اور ۱۸۹۶ء اور ۱۹۰۶ء

یہ لوگ دراصل یہودی ہی ہیں۔ اور برسر صاحب اپنی کتاب دقائع عالمگیری میں یہ بھی ثابت کرتے ہیں

یادگار کے لئے اس قبر کے نام پر عرب میں ہے جہاں یہودی رہتے تھے دکھاتا۔

تیسوا قرینہ ایک یہ بھی ہے کہ افغانوں کی شکلیں بھی اسرائیلیوں سے بہت ملتی ہیں۔ مگر ایک جماعت یہودیوں کی ایک افغانوں کی جماعت کے ساتھ کھڑی کی جائے تو سن سکتا ہوں کہ ان کا منہ اور ان کا دل بچا ناگ اور پھر ہر بیٹا دی جیسا باہم شاہرہ معلوم ہوگا کہ خود دل بولی اٹھ گیا کہ یہ لوگ ایک ہی خاندان میں سے ہیں۔ چوتھا قرینہ افغانوں کی پوشاک میں ہے۔ افغانوں کے لیے کرتے اور بٹھے یہی وضع اور پہلے اسرائیلیوں کا ہے جس کا اجیل میں بھی ذکر ہے۔

پانچواں قرینہ اس کے وہ رسوم ہیں جو یہودیوں سے بہت ملتے ہیں۔ مثلاً ان کے بعض قبائل نامہ اور نکاح میں کچھ تبدیلیاں فرق نہیں سمجھتے اور عورتیں اپنے منسوب سے بلا تکلف ملتی ہیں اور باتیں کرتی ہیں۔ حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب رجعت کے ساتھ قبل نکاح کے پھر اس اسرائیلی دھرم پر پختہ شہادت ہے۔ مگر خونین سرحدی کے بعض قبائل میں یہ مماثلت عورتوں کی اپنے منسوبوں سے حد سے زیادہ ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض افغان نکاح سے پہلے عمل ہی ہو جاتا ہے جس کو گڑا نہیں مانتے بلکہ منسی منسی میں بات کو مال دیتے ہیں کیونکہ یہودی طرح یہ لوگ نامہ اور ایک قسم کا نکاح ہی مانتے ہیں جس میں پہلے ہر کسی مقرر ہو جاتا ہے۔

چھٹا قرینہ افغانوں کے بنی اسرائیل ہونے پر یہ ہے کہ افغانوں کا یہ میلان کہ قیسی جدا موثر اچھی ہے ان کے بنی اسرائیل ہونے کی تائید کرتا ہے۔ کیونکہ یہودیوں کی کتب مقدسہ میں سے جو کتاب پہلی تلمیذ کے نام سے موسوم ہے اس کے باب ۹ آیت ۳۹ میں قیسی کا ذکر ہے۔ لہذا وہ بنی اسرائیل میں سے تھا۔ اس سے میں پتہ لے سکتا ہوں کہ یہودی قیسی کی اولاد میں سے کوئی دوسرا قیسی ہوگا۔ جو مسلمان ہو گیا ہو گا یا یہ کہ مسلمان ہونے والے کا کوئی اور نام ہوگا اور وہ اس قیسی کی اولاد میں سے ہوگا۔ اور پھر یہاں عیسیٰ عطا و حافظ اس کا نام بھی قیسی سمجھا گیا۔ ہر حال ایک ایسی قوم کے منہ سے قیسی کا لفظ نکلتا جو کتب یہود سے باطل ہے غیر عیسیٰ اور بعض ناخواندہ تھی۔ یعنی طہر کچھ سمجھا جائے کہ یہ قیسی کا لفظ انہوں نے اپنے باپوں سے سنا تھا کہ ان کا مورث اعلیٰ ہے پہلی تلمیذ آیت ۲۹ کی یہ عبارت ہے۔ "اور تیرے قیسی پیدا ہوا اور قیسی سے سارا کئی پیدا ہوا اور سولائی سے چھوٹا۔"

صاف تو ان قرینہ اخلاقی حالتیں ہیں۔ جیسا کہ سرحدی افغانوں کی زود رنجی اور تلخی مزاجی اور خود غرضی اور گردن کشی اور کج مزاجی اور کج روی اور دوسرے جذبات نفسانی اور غریبی خیالات اور جاہل اور بے تصور ہونا شاہد ہو رہا ہے۔ یہ تمام صفات وہی ہیں جو تورات اور دوسرے جھگڑوں میں اسرائیلی قوم کی کھچی گئی ہیں۔ اور اگر تو حق شریف کھول کر سامنے بقرہ سے بنی اسرائیل کی صفات اور عادات اور اخلاق اور اعمال پڑھنا شروع

کرو تو یہاں معلوم ہوگا کہ تو باسرحدی افغانوں کی اخلاقی حالتیں بیان ہو رہی ہیں۔ اور یہ رائے میلان تک صحت ہے کہ اکثر مغربیوں نے بھی یہی خیال کیا ہے۔ برسر نے جہاں یہ لکھا ہے کہ کشمیر کے مسلمان کشمیری بھی دراصل بنی اسرائیل ہیں وہاں بعض مغربیوں کا بھی حوالہ دیا ہے۔ اور ان تمام لوگوں کو ان دس فرقوں میں سے طہر لیا ہے جو مشرق میں گم ہیں جن کا اب اس زمانہ میں پتہ ملا ہے کہ وہ درحقیقت سب کے سب ملتان ہو گئے

پیشہ سبھی

۳۵۵

۲۵

تو یہ کافر مشر پر نہ گاتے۔ خدا تو تیس یہ ترغیب دیتا ہے کہ تم اس رسول کی کامل پیروی کی برکت سے تمام دلوں کے متفرق کلمات اپنے اندھجج کر سکتے ہو۔ اہم صرت ایک نبی کے کلمات حاصل کرنا کفر جانتے ہو۔

غرض آپ پر لازم ہے کہ اس راہ کی طرف توجہ کرو کہ کیونکر ایک سچا مذہب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے شناخت ہو سکتا ہے۔ پس یاد رہے کہ وہی سچا مذہب ہے جس کے ذمہ سے خدا کا پتہ ملتا ہے۔ دوسرے مذاہب میں صرت انسانی کوششیں پیش کی جاتی ہیں۔ گویا انسان خدا پر اصرار ہے جو اس نے اس کا پتہ دیا۔ مگر اسلام میں خود خدا تعالیٰ ہر ایک زمانہ میں اپنی اَنَا الْمَوْجُود کی آواز سے اپنی ہستی کا پتہ دیتا ہے۔ جیسا کہ اس زمانہ میں بھی وہ مجھ پر ظاہر ہوا۔ پس اس رسول پر ہر نبی اسلام اور برکات جس کے ذمہ ہم نے خدا کو شناخت کیا۔ باوجود یہ دباوہ اندر سے نکلتا ہوں کہ آپ کا یہ قول کہ حضرت مریم کا اُفتاب داروں ہونا آپ پر بد اثر ڈالتا ہے میری نگاہ میں آپ کی بہت ناواقفیت ظاہر کرتا ہے۔ اس بے ہودہ

۲۶

افتراف پر پیسے ہمارے بھی بہت کچھ کھا ہے۔ اگر استدعا کے رنگ میں یا اللہ بنا پر خدا تعالیٰ نے مریم کو ہارون کی ہمیشہ ٹھہرا کر آپ کو اس سے کیوں تعجب ہوا۔ جبکہ قرآن شریف کا خدا بار بیان کر چکا ہے کہ ہارون نبی حضرت موسیٰ کے وقت میں تھا۔ اور یہ مریم حضرت عیسیٰ کی والدہ تھی جو چودہ سو برس بعد ہارون کے پیدا ہوئی۔ تو کیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ من واقعات سے بے خبر ہے اور خود با خدا اس نے مریم کو ہارون کی ہمیشہ ٹھہرانے میں غلطی کی ہے کس درجہ کے غیوث طبع یہ لوگ ہیں کہ یہودہ اعتراضات کر کے خوش ہوتے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ مریم کو کوئی بھائی ہو جس کا نام ہارون ہو۔ عدم علم سے عدم شے تو لازم نہیں آتا۔ مگر یہ لوگ اپنے گریبان میں منہ نہیں ڈالتے اور نہیں دیکھتے کہ اہل کس قدر اعتراضات کا نشانہ ہے۔ دیکھو یہ کس قدر اعتراض ہے کہ مریم کو مریم کی نذر کر دیا گیا تا وہ ہمیشہ بیت المقدس کی خدمت ہو۔ اور تمام عمر خداوندہ کہے یکن جب چہ رسالت جیسے کا عمل نمایاں ہو گیا۔ تب عمل کی مخالفت میں ہی

۲۳

تو م کے بزرگوں نے مریم کا بوسعت نام ایک تخلص سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو ضیا پیدا ہوا۔ وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا۔ اب اعتراض یہ ہے کہ اگر حقیقت معجزہ کے طور پر یہ حمل تھا تو کیوں وضع حمل تک صبر نہیں کیا گیا؟ دوسرا اعتراض یہ ہے کہ عہد تو یہ تھا کہ مریم مدت العسر وکیل کی خدمت میں رہے گی پھر کوہنہ عہد نئی کر کے اور اس کو خدمت بیت المقدس سے الگ کر کے یوسف تبار کی بیوی بنایا گیا۔ یہ قصرا اعتراض یہ ہے کہ توریت کے اُرد سے بالکل حوام اور ناجائز تھا کہ حمل کی حالت میں کسی عورت کا نکاح کیا جائے۔ پھر کیوں خلاف حکم توریت مریم کا نکاح جن حمل کی حالت میں یوسف سے کیا گیا۔ حالانکہ یوسف اس نکاح سے ناراض تھا اور اس کی پہلی بیوی موجود تھی۔ وہ لوگ جو تعدد ازواج سے منکر ہیں شاید ان کو بوسعت کے اس نکاح کی اطلاع نہیں۔ غرض اس جگہ ایک معترض کا حق ہے کہ وہ یہ گمان کرے کہ اس نکاح کی یہی وجہ تھی کہ قوم کے بزرگوں کو مریم کی نسبت ناجائز حمل کا شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ اگرچہ ہم قرآن شریف کی تفسیر کی مد سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ حمل معنی خدا کی قدرت سے تھا خدا تعالیٰ یہ عہد میں کو قیامت کا نشان دے اور جس حالت میں برسات کے دھن میں ہزار ہا کپڑے کو ڈرے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام بھی بغیر باپ کے پیدا ہوئے تو پھر حضرت عیسیٰ کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی اتنی کی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قوی سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اتفاقاً حضرت مریم کا نکاح محض شبہ کی وجہ سے ہوا تھا۔ ورنہ جو عورت بیت المقدس کی خدمت کرنے کے لئے مذہب چوچکی تھی اس کے نکاح کی کیا ضرورت تھی؟ اس نکاح سے بڑے فتنے پیدا ہوئے اور یہود نابکار نے ہمارے فتنے کے شبہات شائع کئے۔ پس اگر کوئی اعتراض قابل حل ہے تو یہ اعتراض ہے نہ کہ مریم کا ہارن بجائی قرار دینا کچھ اعتراض ہے۔ قرآن شریف میں تو یہ بھی لفظ نہیں کہ ہارن نبی کی مریم ہمشیرہ تھی۔ صرف ہارن کا نام ہے نبی کا لفظ وہاں موجود نہیں۔ اس بات یہ ہے

۲۵

۲۵

۲۴۳

رکھتا ہے۔ لیکن جیسا کہ گمان کیا گیا ہے خدا نہیں ہے۔ ہاں خدا سے واسطہ ہے اور ان کا طول میں سے ہے جو تھوڑے ہیں۔

اور خدا کی عجیب باتوں میں سے جو مجھے ملی ہیں۔ ایک یہ بھی ہے جو میں نے عین بیداری میں جو کشفی بیداری کہلاتی ہے۔ یسوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے۔ اور اس سے باتیں کر کے اس کے اصل دعوے اور تسلیم کا حال دریافت کیا ہے۔ یہ ایک بڑی بات ہے۔ جو توبہ کے لائق ہے۔ کہ حضرت یسوع مسیح ان چند عقائد سے جو کفارہ اور تخلیث اور اہمیت ہے۔ ایسے متنفر پائے جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری افترا جو ان پر کیا گیا ہے۔

وہ یہی ہے۔ یہ مکاشفہ کی شہادت ہے۔ بے دلیل نہیں ہے۔ بلکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی طالب حق نیت کی صفائی سے ایک مدت تک میرے پاس رہے۔ اور وہ حضرت مسیح کو کشفی حالت میں دیکھنا چاہے تو میری توجہ اور دعا کی برکت سے وہ ان کو دیکھ سکتا ہے۔ ان سے باتیں بھی کر سکتا ہے اور ان کی نسبت ان سے گواہی بھی لے سکتا ہے۔ کیونکہ میں وہ شخص ہوں جس کی رُوح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی رُوح سکونت رکھتی ہے۔ یہ ایک ایسا تحفہ ہے جو حضرت ملکہ مغنہ قیصرہ انگلستان و ہند کی خدمت عالیہ میں پیش کرنے کے لائق ہے۔

دنیا کے لوگ اس بات کو نہیں سمجھیں گے۔ کیونکہ وہ آسمانی اسرار پر کم ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن تجربہ کرنے والے ضرور اس سچائی کو پائیں گے۔

میری سچائی پر اور بھی آسمانی نشان ہیں جو مجھ کو ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور اس ملک کے لوگ ان کو دیکھ رہے ہیں۔ اب میں اس آرزو میں ہوں کہ جو مجھے یقین بخشا گیا ہے۔ وہ دوسروں کے دلوں میں کیونکر اتارا جائے میرا شوق مجھے بیتاب کر رہا ہے۔

۲۴

کہ میں ان آسمانی نشانوں کی حضرت عالی قیصرہ عظیمہ میں اطلاع دوں۔ میں حضرت یسوع مسیح کی طرف سے ایک سچے سفیر کی حیثیت میں کھڑا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ جو کچھ آج کل عیسائیت کے بارے میں سکھایا جا رہا ہے۔ یہ حضرت یسوع مسیح کی حقیقی تعلیم نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر حضرت مسیح دنیا میں پھر آتے۔ تو وہ اس تعلیم کو شناخت بھی نہ کر سکتے۔

ایک اور بڑی بھاری معصیت قابل ذکر ہے اور وہ یہ ہے کہ اس خدا کے دائمی پیار اور دائمی محبوب اور دائمی مقبول کی نسبت جس کا نام یسوع ہے یہودیوں نے تو اپنی شرارتوں سے ایٹلی سے حضرت کے نمبر سے نمبرے مفہوم کو جانو رکھا۔ لیکن عیسائیوں نے بھی اس بہتان میں کسی قدر شراکت اختیار کی۔ کیونکہ یہ گمان کیا گیا ہے کہ گویا یسوع مسیح کا دل نہیں دلی تک لعنت کے مفہوم کا مصداق بھی رہا ہے۔ اس بات کے خیال سے ہمارا دل کانپتا ہے۔ اور وجود کے ذرہ ذرہ پر زور پڑ جاتا ہے۔ کیا مسیح کا چلک جل اور خدا کی لعنت !!! اگو ایک سیکنڈ کے لئے ہی ہو۔ افسوس! ہزار افسوس کہ یسوع مسیح جیسے خدا کے پیارے کسی نسبت یہ اعتقاد رکھیں کہ کسی وقت اس کا دل لعنت کے مفہوم کا مصداق بھی ہو گیا تھا۔

اس وقت ہم یہ عاجزانہ التماس کسی مذہبی حیثیت کو نہیں بلکہ ایک کامل انسان کی حفظ عزت کیلئے پیش کرتے ہیں اور یسوع کی طرف سے رسول کی طرح جو کہ جس طرح کشفی عالم میں اس کی زبان سے سننا حضور قیصرہ ہند میں پہنچا پیتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ جناب مہدو حواس غلطی کی اصلاح فرمائیں۔ یہ اس زمانہ کی ایک فاحش غلطی ہے کہ جبکہ لوگوں نے لعنت کے مفہوم پر خود نہیں کی تھی۔ لیکن اب ادب تقاضہ کرتا ہے کہ نہایت جلدی اس غلطی کی اصلاح کر دی جائے اور خدا کے اس اعلیٰ درجہ کے پیارے اور برگزیدہ کی عزت کو بچایا جائے۔ کیونکہ ہمارے عرب اور ایرانی میں لعنت کا لفظ خدا سے دو راہ پر گشتہ ہو گیا ہے۔ تاکہ اس شخص کی کثرت لعین کہہ جا یا تو کہ جب

۲۷۵ وہ بالکل خدا سے برگشتہ اور بے ایمان ہو جائے۔ اور خدا اس کا دشمن اور وہ خدا کا دشمن ہو جائے۔ اسی لئے نصرت کے لئے جو سے لعین شیطان کا نام ہے یعنی خدا سے برگشتہ ہوئیو الا اور اسکا نافرمان۔ پس یہ کیونکر ممکن ہے کہ خدا کے ایسے پیارے کی نسبت ایک سیکڑا کیلئے بھی تجویز کو سکس کہ نعوذ باللہ کسی وقت دل اسکا درحقیقت خدا سے برگشتہ ادا اس کا نافرمان اور دشمن بن گیا تھا ہر کس قدر بیجا ہو گا کہ ہم اپنی نجات کا ایک فرضی منصوبہ قائم کرنے کیلئے خدا کے ایسے پیارے پر نافرمانی کا دلغ لگا دیں اور یہ عقیدہ رکھیں کہ کسی وقت وہ خدا سے باغی اور برگشتہ بھی ہو گیا تھا۔ اس سے بہتر ہے کہ انسان اپنے لئے دوزخ قبول کرے۔ مگر ایسے برگزیدہ کی پاک عزت اور بے لوث زندگی کا دشمن نہ بنے۔

جس قدر مسائیل کو حضرت یسوع مسیح سے محبت کرنے کا دعوئے ہے۔ وہی دعویٰ مسلمانوں کو بھی ہے۔ گویا آنجناب کا وجود مسائیل اور مسلمانوں میں ایک مشترک جائزہ طرح ہے۔ اور مجھے سب سے زیادہ حق ہے کیونکہ میری طبیعت یسوع میں مستغرق ہے۔ اور یسوع کی مجھ میں اسی دعویٰ کی تائید میں آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور ہر ایک کو بتلایا گیا ہے کہ اگر چاہے تو نشانوں کے ذریعہ سے اس دعوئے میں اپنی تسلی کرے۔ اور اس جگہ اس قدر لکھنے کی میں نے اسلئے جرات کی ہے کہ حضرت یسوع مسیح کی سچی محبت اور سچی عظمت جو میرے دل میں ہے۔ اور نیز وہ باتیں جو میں نے یسوع مسیح کی زبان سے سنیں۔ اور وہ پیغام جو اس نے مجھے دیا۔ ان تمام امور نے مجھے تحریک کی کہ میں جناب ملکہ معظمہ کے حضور میں یسوع کی طرف سے اظہار ہو کر بادب التماس کر دوں کہ جس طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے جناب مہدومہ کو وہاں انسانوں کی جان و مال و آبرو کی محافظ ٹھہرائی گئی ہیں۔ بلکہ چرنندوں اور پرندوں کے آرام کیلئے بھی حضرت موصوفہ نے قوانین جاری کئے ہیں۔ کیا خوب ہو کہ جناب کو اس بھی ہوتی تو میں پر بھی نظر ڈالنے کیلئے تو جہ پید ا ہو۔ جو یسوع مسیح کی شان میں کی جاتی ہو کیا خوب ہو کہ جناب مہدومہ دنیا کی تمام نعمات کے لئے مہم و ماورائی اور عربی کے لئے مخصوص الفاظ

عجیب قدرت دکھاتا ہے کہ جب امام مذکور بحالت زار نزار گھروا پس آیا تو اثر الحسام برعکس پایا یعنی لڑکے کسے آثار دہشت دیکھے غرض کہ مومنہ محسوس سے یکدم ٹکنا ہی تھا کہ دم بدم لڑکے کو آرام ہونے لگا۔ جب لوگوں نے عجیب الدعوات صاحب ریہ دہی لفظ ہندو کی لیاقت کا ہے، کی بنی اڑائی تو جواب دیا کہ الحسام غلط نہیں ہو سکتا۔
 دایم یہ بچہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ تمام ہڑات فتنہ پراخترا آریہ کا۔

اب دیکھنا چاہیے کہ وہ کبھی جو دلدارنا کھلتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرتے ہیں مگر اس آریہ میں اس قدر بھی شرم باقی نہ رہی جس قوم میں اس جنس کے شریف و امین لوگ ہیں وہ کیا کچھ ترقیاں نہیں کریں گے۔ اب اس نیک ذات آریہ پر فرض ہے کہ ایک جلسہ کر کر ہمارے دو برد اس بتان کی تصدیق کر اے تا اصل رادی کو حلف سے پوچھا جائے اور اس بے اصل بتان کے لئے نہ صرف ہم اس راوی کو حلف دیں گے بلکہ آپ بھی حلف اٹھائیں گے فریقین کے حلف کا یہ مضمون ہوگا کہ اگر پچ سچ اپنے حافظہ کی پوری یادداشت سے بلا ذرہ کم و بیش میں نے بیان نہیں کیا تو اے خدا لئے قادر مطلق اور اے پریشمر سرشت سکتی مان ایک سال تک اپنے قہر عظیم سے ایسی میری بیخ کنی کر اور ایسا ہیبت ناک عذاب نازل فرما کہ دیکھنے والوں کو عبرت ہو اور پھر اگر ایک سال تک آسانی عذاب سے اصل راوی محفوظ رہا تو ہم اپنے جھوٹا ماننے کا خود شمار دیدیں گے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ خدا قائل ایسے بتان صریح کو بے فیصلہ نہیں چھوڑے گا۔ یہ تو ہمارے لئے اور ایک ملہم من اللہ کے لئے ممکن بلکہ کثیر الوقوع ہے جو کوئی خواب یا الحام شبہ طور پر معلوم ہو جس کی احتمالی طور پر کئی مٹنے کٹے عائن مگر افترا کہ قطعی طور پر ہیں الحام ہو گیا کہ دین محمد جان محمد کا لڑکا اب مرے گا اس کی قبر کھودو

حقیقۃ الوحی

۲۱۵

بعض اصغر اصفہل کے جواب

معلوم نہیں کہ کہاں تک خدا تعالیٰ کے علم میں میرے قیام دعوت کا سلسلہ ہوا اسلئے یہ لوگ باوجود مولوی کہلانے کے یہ کہتے ہیں کہ ایک خدا ہوا افترا کر نیوالا اور جھوٹا ہم بننے والا اپنے ابتدائے افترا سے تیس سال تک بھی زندہ رہ سکتا ہوا اور خدا اس کی نصرت اور تائید کر سکتا ہو اور اس کی کوئی نظیر پیش نہیں کرتے۔ اسے جیک ٹو کو! جھوٹ بولنا وہ گواہ کھانا ایک برابر ہو۔ جو کچھ خدا نے اپنے لطف و کرم کو میرے ساتھ معاملہ کیا یہاں تک کہ اس مدت دراز میں ہر ایک دین میرے لئے ترقی کا دن تھا۔ اور ہر ایک مقدمہ جو میرے تباہ کرنے کے لئے اٹھایا گیا خدا نے دشمنوں کو روک لیا۔ اگر اس مدت اور اس تائید اور نصرت کی تمہارے پاس کوئی نظیر ہے تو پیش کرو۔ ورنہ بموجب آیت لَوْ تَقُولُ عَلَيْنَا يَٰ نِشَانِ بَیِّنَاتٍ ہر گز ثابت ہو گیا اور تم کہہ سکتے ہو چھ جاؤ گے۔

۱۹۔ انیسواں نشان یہ کہ خواجہ غلام فرید صاحب نے جو نواب بہاولپور کے پیر تھے میری تصدیق کے لئے ایک خواب دیکھا جس کی بنا پر میری محبت خدا تعالیٰ نے انکے دل میں ڈال دی اور اسی بنا پر کتاب اشارات فریدی میں جو خواجہ صاحب موصوف کے ملفوظات ہیں جا بجا خواجہ صاحب موصوف میری تصدیق فرماتے ہیں۔ اہل فکر کی یہ عادت ہوتی ہو کہ وہ ظاہری جھگڑا دل میں بہت کم پڑتے ہیں اور جو کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے انکو بذریعہ خواب یا کشف یا الہام پتہ ملتا ہے اس پر ایمان لاتے ہیں۔ پس چونکہ خواجہ غلام فرید صاحب پیر صاحب العلم کی طرح پاک باطن تھے اسلئے خدا نے ان پر میری سچائی کی حقیقت کھول دی اور کئی مولوی جیسے مولوی غلام دستگیر خواجہ صاحب کو میرا کذب بنانے کیلئے آپکے گاؤں میں پہنچے جیسے کہ کتاب اشارات فریدی میں خواجہ صاحب نے خود یہ حالات بیان کئے ہیں اور بعض غرضوں کا بھی خواجہ صاحب موصوف کے پاس خط پہنچا مگر آپ نے

مجھ پر یاد ہے کہ مگر میرے زمانہ الہام کو اس تاریخ سے لیا جائے جب اقل حضرت راہن احمدیہ کا کھٹکا تھا تب تو اس سال سے میرے الہام کے زمانہ کو سترائیس سال کے قریب ہوتے ہیں اور جب راہن احمدیہ کے چہارم حصہ سے شمار کیا جائے تو تب پچیس سال گزر گئے ہیں اور جب وہ زمانہ لیا جائے کہ جب پہلے الہام شریعہ تھا تب تیس سال ہوتے ہیں۔ منہ

علمائے ہند کی خدمت میں نیا نامہ

اے برادرانِ دین و علمائے شیعہ متین! آپ صاحبانِ مہدی علیہ السلام کو تبریک ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے پوشیل موجود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم از کم ایک مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔ یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سُنا گیا ہو بلکہ یہ دعویٰ پرانا السلام پر جو میں نے خدائے تعالیٰ سے پاکر بسا اھدین احمدیہ کے کئی مقامات پر تصریح و صریح کر دیا تھا جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہو گا میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری و کذاب ہے بلکہ میری طرف سے عرصہ ہات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواص طبع و عادات اور اخلاق و فیروہ کے خدائے تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھی ہیں اور دوسرے کئی امور میں جن کی تصریح انہیں رسالوں میں کر چکا ہوں میری زندگی کو مسیح اہی مریم کی زندگی سے مشابہت ہے اور یہ بھی میری طرف سے کوئی نئی بات ظہور میں نہیں آئی کہ میں نے نئے رسالوں میں اپنے تئیں وہ موجود ٹھہرایا ہے جس کے آنے کا قرآن شریف میں اجملاً لہذا عارِ یث میں تصریح فرمایا کہ یہ مسیح بن مریم ہی ہیں جو میں نے تصریح کر چکا ہوں کہ میں وہی مثیل موجود ہوں جس کے آنے کی خبر بیڑہ عانی طور پر قرآنی شریف میں اور احادیث نبویہ میں پہلے سے ملتی ہو چکی ہے۔ تب کہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اپنے رسالہ اشاعت السنۃ نمبر ۶، ہلد سٹ میں جس میں براہِ مین احمدیہ کا رد کیا ہے ان تمام اہمال کی اگرچہ ایمانی طور پر نہیں مگر انسانی طور پر تصدیق کر چکے اور بدل و جان ملانے کے میں مگر پھر بھی شتابانہ ہے کہ حضرت مولوی صاحب موصوف کو بھی ہار لوں گا اور خود غلطی کر

۲۷۳

رکھتا ہے۔ لیکن جیسا کہ گمان کیا گیا ہے خدا نہیں ہے۔ ہاں خدا سے حاصل ہے اور ان کاموں میں سے ہے جو تھوڑے ہیں۔

اور خدا کی عجیب باتوں میں سے جو مجھے ملی ہیں۔ ایک یہ بھی ہے جو میں نے عین بیداری میں جو کشفی بیداری کہلاتی ہے۔ یسوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے۔ اور اس سے باتیں کر کے اس کے اصل دعوے اور تعلیم کا حال دریافت کیا ہے۔ یہ ایک بڑی بات ہے۔ جو توجہ کے لائق ہے۔ کہ حضرت یسوع مسیح ان چند عقائد سے جو کفارہ اور مثلیث اور اہل بیت ہے۔ ایسے متفقہ پائے جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری افترا جو ان پر کیا گیا ہے۔

وہ یہی ہے۔ یہ مکاشفہ کی شہادت بے دلیل نہیں ہے۔ بلکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی طالب حق نیت کی صفائی سے ایک مدت تک میرے پاس رہے۔ اور وہ حضرت مسیح کو کشفی حالت میں دیکھنا چاہے تو میری توجہ اور دعا کی برکت سے وہ ان کو دیکھ سکتا ہے۔ ان سے باتیں بھی کر سکتا ہے اور ان کی نسبت ان سے گواہی بھی لے سکتا ہے۔ کیونکہ میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔ یہ ایک ایسا تحفہ ہے جو حضرت ملکہ مغلیہ قیصرہ انگلستان و ہند کی خدمت عالیہ میں پیش کرنے کے لائق ہے۔

دنیا کے لوگ اس بات کو نہیں سمجھیں گے۔ کیونکہ وہ آسمانی اسرار پر کم ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن تجربہ کرنے والے ضرور اس سچائی کو پائیں گے۔

میری سچائی پر اور بھی آسمانی نشان ہیں جو مجھ کو ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور اس ملک کے لوگ ان کو دیکھ رہے ہیں۔ اب میں اس آرزو میں ہوں کہ جو مجھے یقین بخشا گیا ہے۔ وہ دوسروں کے دلوں میں کیونکر اتارا جائے۔ میرا شوق مجھے بیتاب کر رہا ہے۔

۲۱

محبوب حقیقی کو جانے لود کشمیر کے خطے کو اپنے پاک مزار سے ہمیشہ کے لئے غریب و محنت۔ کیا ہی خوش قسمت ہے سرنگر اور انورہ اور خانی یاد کا محلہ جس کی خاک پاک میں اس بادی شہزادہ خدا کے مقدس نبی نے اپنا مطہر جسم دولت کیا۔ اور بہت سے کشمیر کے مہندہ ہوں کو حیات جلودانی اور حقیقی نجات سے حصہ دیا۔ ہمیشہ خدا کا جلال اس کے ساتھ ہو۔ آمین سو جیسا کہ وہ نبی شہزادہ دنیا میں غربت اور مسکینی سے آیا۔ اور غربت اور مسکینی اور علم کا دنیا کو نور دکھایا۔ اس زمانے میں خدا نے چاہا کہ اس کے نونے پر مجھے بھی جو امیری اور حکومت کے خاندان سے ہوں اور ظاہری طور پر بھی اس شہزادہ نبی اللہ کے حالات کی مشابہت رکھتا ہوں ان لوگوں میں کھڑا کرے جو علوی اخلاق سے بہت اور جاڑے ہیں۔ سو اس نونے پر میرے لئے خدا نے یہی چاہا ہے کہ میں غربت اور مسکینی سے دنیا میں رہوں۔ خدا کے کلام میں قدیم سے وعدہ تھا کہ ایسا انسان دنیا میں پیدا ہو۔ اسی لحاظ سے خدا نے میرا نام مسیح موعود رکھا۔ یعنی ایک شخص جو بیٹے مسیح کے اخلاق کے ساتھ ہر گز ہے۔ خدا نے مسیح علیہ السلام کو دی مسطنت کی تاجت جگہ دی تھی اور اس مسطنت نے اُن کے حق میں عہد اکوئی ظلم نہیں کیا مگر یہودیوں نے جو حق کی قوم تھے بہت ظلم کیا اور بڑی توڑیں کی اور کوشش کی کہ مسطنت کی نظر میں اس کو باغی ٹھہرا دیں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ ہماری یہ مسطنت جو مسطنت برطانیہ ہے خدا اس کو سلامت رکھے وہیوں کی نسبت قوانین عدالت بہت صاف اور اس کے حکام برطانوی سے زیادہ تریزیر کی اور فہم اور عدالت کی روشنی اپنے دل میں رکھتے ہیں اور اس مسطنت کی عدالت کی چمک وہی مسطنت کی نسبت اعلیٰ درجہ پر ہے۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل کا شکر ہے کہ اس نے یہی مسطنت کے ظلم و عیانت کے نیچے مجھے دکھا ہے جس کی حقیقت کا پتہ شہادت کے پتے سے بڑھ کر ہے۔

غرض مسیح موعود کا نام جو آسمان سے میرے لئے مقرر کیا گیا ہے اس کے لئے

کشت نوح

۵۲

تقویۃ الایمان

مماثلت کا حصہ لیا ہے۔ مگر اس اُمت کا مسیح موجود کھلے کھلے طور پر خدا کے حکم اور اذن سے اسرائیلی مسیح کے مقابل پر کھڑا کیا گیا ہے۔ تاہم موسیٰ اور محمدی سلسلہ کی مماثلت سمجھ آجائے۔ اسی غرض سے اس مسیح کو ابن مریم سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یہاں تک کہ اس ابن مریم پر ابتلاء بھی اسرائیلی ابن مریم کی طرح آئے۔ اقلی جیسا کہ عیسیٰ بن مریم محض خدا کے نفع سے پیدا کیا گیا۔ اسی طرح یہ مسیح بھی سورۃ تحویم کے وعدہ کے موافق محض خدا کے نفع سے مریم کے اندر سے پیدا کیا گیا۔ اور جیسا کہ عیسیٰ بن مریم کی پیدائش پر بہت شور اُٹھا۔ اور اندھے مخالفوں نے مریم کو کہا۔ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا فَرِيًّا اے اسی طرح اس کو بھی کہا گیا اور شور قیامت مچایا گیا۔ اور جیسا کہ خدا نے اسرائیلی مریم کے وضع حمل کے وقت مخالفوں کو عیسیٰ کی نسبت یہ جواب دیا وَلَجَعَلْنَاهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ إِفْرًا مَقْضِيًّا یہی جواب خدا تعالیٰ نے میری نسبت براہین احمدیہ میں ردِ علنی وضع حمل کے وقت ہر استعارہ کے رنگ میں تھا۔ مخالفوں کو دیا۔ اور کہا کہ تم اپنے فریبوں سے اس کو نابود نہیں کر سکتے۔ میں اس کو لوگوں کے لئے رحمت کا نشان بناؤں گا اور ایسا ہونا ابتداء سے مقدر تھا۔ اور پھر جس طرح یہودیوں کے علماء نے حضرت عیسیٰ پر فتویٰ تکفیر کا لگایا اور ایک شریر فاضل یہودی نے وہ استفناء طیار کیا۔ اور دوسرے فاضلوں نے امیر فتویٰ دیا۔ یہاں تک کہ بیت المقدس کے صد ہا عالم فاضل جو اکثر ائمہ دین تھے۔ انہوں نے حضور عیسیٰ پر تکفیر کی ٹہریں لگادیں * یہی معاملہ مجھ سے ہوا۔ اور پھر جیسا کہ اس تکفیر کے بعد جو حضرت عیسیٰ

۵۵

* حاشیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں یہودی اگر بہت فرستے تھے مگر حق پہکے جلتے تھے۔ وہ فرستے ہو جاتے تھے۔ (۱) ایک وہ جو قریت کے پابند تھے۔ اسی سے جہنم کے طور پر مسائن استنہاد کرتے تھے (۲) ایک فرقہ ائمہ دین تھا جو قریت پر عادت کو قاضی سمجھتے تھے۔ براہِ دین اسرائیلی جادو میں بہت پیرل کھاتے تھے اور ایسی حدیثوں پر عمل کرتے تھے جو اکثر قریت کی معارضہ ائمہ فقیہ تھیں اور انکی یہ بحث تھی کہ بعض مسائل شرع مثلاً عبادات اور معاملات اور قانون جہان کے مسائل قریت کے لئے نہیں ہیں۔ ان پر حدیث کی بعضے اطلاع

۵۵

۲۸: ۲۲ مریم

سکھوں کے زمانہ کے عوض ہم کو ملی ہے یوں ہی رد کریں۔

لہٰذا اس وقت اپنی جماعت کو جو بچے مسیح موعود مانتے ہیں خاص طور پر سمجھانا چاہیے کہ وہ ہمیشہ ان ناپاک عادتوں سے پرہیز کریں۔ مجھے خدا نے جو مسیح موعود کے بھیجا ہے اور حضرت مسیح ابن مریم کا حامد مجھے پہنچا دیا ہے اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو اور نفع انسان کے ساتھ حق ہمہدہی بجالاؤ۔ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمہدہی نہیں اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہے۔ مومن جو میرے ساتھ ہو ایسے مت ہو۔ تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے۔ کیا ہی کہ ہر وقت مردم آزاری تھا اور اشیاء ہو نہیں بلکہ مذہب اس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے ہے جو خدا میں ہے اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی نیز اس کے کہ خطائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں۔ خدا کے لئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ اگر تم میں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا فائدہ تمام فائدوں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو۔ اور ہمہدہ نفع انسان ہو جاؤ اور خدا میں کھوئے جاؤ۔ اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں اور عایش قبول ہوتی ہیں اور فرشتے مدد کے لئے آتے ہیں۔ مگر یہ ایک دین کا کام نہیں ترقی کرو ترقی کرو۔ اس دھوئی سے سبق سیکھو جو کپڑوں کو قتل بھلی میں پوش دیتا ہے اور دینے جاتا ہے یہاں تک کہ آخر آگ کی تاثیر میں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں۔ تب صبح اٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے اور بار بار پتھر دلی پر مالتا ہے۔ تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی اور دین کا جزو بن گئی تھی کچھ آگ سے صدقات افکار اور کچھ پانی میں دھوئی کے بازو سے مار کھا کر یکہ نعرہ جدا ہوتی شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ کپڑے بے سفید ہو جاتے ہیں۔ جیسے ابتداء میں تھے۔ یہی انسانی نفس کے سفید ہونے

جس حالت میں اسلامی قوموں میں سے کوڑا ہا لوگ روئے زمین پر ایسے پائے جاتے ہیں جو جہاد کا بہانہ رکھ کر غیروں کو قتل کرنا ان کا شیوہ ہے بلکہ بعض تو ایک عمن گورنمنٹ کے زیر سایہ وہ کبھی پوری صفائی سے ان سے محبت نہیں کر سکتے۔ سچی ہمدردی کو کہاں تک نہیں پہنچا سکتے اور نہ نفاق اور دورنگی سے بکلی پاک ہو سکتے ہیں اس سے حضرت مسیح کے اوتار کی سنت ضرورت تھی۔ سو میں وہی اوتار ہوں جو حضرت مسیح کی روحانی شکل اور نحو اور طبیعت پر بھیجا گیا ہوں۔

اور دوسری قسم ظلم کی جو خالق کی نسبت ہے۔ وہ اس زمانہ کے عیسائیوں کا عقیدہ ہے جو خالق کی نسبت کمال غلو تک پہنچ گیا ہے۔ اس میں تو کچھ شک نہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے ایک بزرگ نبی ہیں اور بلاشبہ عیسیٰ مسیح خدا کا پیارا خدا کا برگزیدہ لہ دنیا کا نور اور ہدایت کا آفتاب اور جناب الہی کا مقرب لہ اس کے تحت کے نزدیک مقام رکھتا ہے سادہ کر دیا انسان جو اس سے سچی محبت رکھتے ہیں اور اس کی وصیوں پر چلتے ہیں لہ اس کی ہدایات کے کا رہند ہیں۔ وہ جہنم سے نجات پائیں گے لیکن با ایں یہ سخت غلطی لہ کفر ہے کہ اس برگزیدہ کو خدا بنایا جائے۔ خدا کے پیادوں کو خدا سے ایک بڑا تعلق ہوتا ہے اس تعلق کے لحاظ سے اگر وہ اپنے تئیں خدا کا بیٹا کہہ دیں یا یہ کہیں کہ خدا ہی ہے جو ان میں بولتا ہے اور وہی ہے جس کا جلوہ ہے تو یہ باتیں بھی کسی حال کے موقع میں ایک سنے کے رو سے صحیح ہوتے ہیں جن کی تائید کی جاتی ہے۔ کیونکہ انسان جب خدا میں فنا ہو کر اور پھر اس کے نور سے روشناس پا کر نئے سرے ظاہر ہوتا ہے تو ایسے لفظ اس کی نسبت مجازاً بولنا خیم محلوہ الی عرف ہے کہ وہ خود نہیں بلکہ خدا ہے جو اس میں ظاہر ہوا ہے۔ لیکن اس سے حقیقت یہ نہیں کہتا کہ وہی شخص حقیقت رب العالمین ہے اس نادر عمل میں اکثر عوام کا قدم پسل جاتا ہے اور ہر بڑا بزرگ اللہ لہ اوتار جو خدا بنائے گئے وہ بھی وہ اصل انہی لغز شعل کی درجہ سے بنائے گئے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جب

براہین احمدیہ

۵۹۳

پہلی فصل

۴۹۹

تمہید ہشتم۔ جو امر خارق عادت کسی ولی سے صادر ہوتا ہے۔ وہ حقیقت میں اس تبوع کا معجزہ ہے جس کی وہ اُمت سے اور یہ بدیہی اور

۴۹۹

کہ قادر مطلق کہ جس کے علم قدیم سے ایک ذرہ مخفی نہیں اور جس کی طرف کوئی نقصان اور حرجان عاید نہیں ہو سکتا۔ اور جو ہر ایک قسم کے جہل اور اُکوہ اور ناتوانی اور غم اور حزن اور در و اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیوں کر اُس چیز کا عین ہو سکتا ہے کہ جو

بر ربیع یقین کامل پہنچ کر منکر میں۔ پھر بعد اسکے فرمایا۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فَرِیْضًا مِّنْ اَنْزِلْنَاهُ۔ وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَّلْنَاهُ۔ وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَّلْنَاهُ۔ وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَّلْنَاهُ۔ یعنی ہم نے ان نشا فوں اور عجائبات کو اندر نیز اس الہام پر از معارف و سخا فوں کو قادیان کے قریب اُتارا ہے، ضرورت حقہ کے ساتھ اُتارا ہے اور بغیر ذرہ حقہ اُتارا ہے۔ خدا اور اُس کے رسول نے غیری تمہی کہ جو اپنے وقت پر فوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہوتا ہی تھا۔ یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اُس شخص کے ظہور کیلئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث متذکرہ بالا میں اشارہ فرما چکے ہیں اور خدا نے تعالیٰ اپنے کلام مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے چنانچہ وہ اشارہ حصہ سوم کے الہامات میں بھی ہو چکا ہے اور فرمائی اشارہ اس آیت میں ہے۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَنْزَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهَدٰی اَوْ ذِیْنِ الْاَلْحٰقِ لَیْظُنُّوْهُ عَلٰی الدِّیْنِ کَلٰہ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاسی مملکت کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے۔ اور جس غلبہ کامل دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دُنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اِس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی طریت اور انکسار اور توکل اور ایسا اور آیات اور انوار کے رُوسے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اِس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بخندی اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز نہ ہے اور نیز ظاہری طور پر

لے الصف : ۱۰

پھر حضرت اقدس سلمہ ثانی کی اس تحدی پر بحث کی ہے جو اس نے اپنے مخالفوں کے سامنے کی ہے کہ میرے مخالف ہلاک ہو جائیں گے خصوصاً مسلمان حضرت مجتہد اقدس سلمہ بڑے پُر زور اور پُر شوکت انصافوں کا نمونہ ہے کہ :

”مخالفوں کو ہلاک کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور علاوہ ازیں یہ امر مشکوک ہو سکتا ہے اس کو یہ کھنڈ کی گئی نہیں ہے کہ مسلمان ہلاک تو ہو ہی جائیں گے مگر پچاس یا ساٹھ سال کے اندر اور وہ خود اس حرم میں ہلاک ہو جائے گا۔ پھر کوئی اس سے پوچھنے والا ہو گا۔ اس لیے بہتر ہے کہ سارے مسلمانوں کو مجتہد کی عزت مقابلہ میں آئے اور میں مسلمانوں کے خود ساختہ خدا کی نسبت تمام مسلمانوں سے زیادہ کراہت اور نفرت رکھتا ہوں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی مسلمانوں کی نفرت پیدا کرے خدا کی نسبت ترازو کے ایک پلہ میں رکھ دی جاوے اور میری نفرت ایک طرف تو میرا پلہ اس سے جاری ہو گا۔ اور میں اپنے شخص کو جو عورت بھی پیٹ سے نکل کر خدا ہوئے کا دعویٰ کرے بہت ہی بڑا گنہگار اور ناپاک انسان سمجھا ہوں، مگر ہاں میرا یہ مذہب ہے کہ یہ مسیح ابن مریم و علی اسین الامام سے پاک ہے اس لیے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا۔ میں اسے اپنا ایک بھائی سمجھتا ہوں، اگرچہ خدا تعالیٰ کا فضل مجھ پر اس سے بہت زیادہ ہے۔ اور وہ کام جو میرے پیشوایا گیا ہے اس کے کام سے بہت ہی بڑھ کر ہے، تاہم میں اس کو اپنا ایک بھائی سمجھتا ہوں اور میں نے اسے بار بار دیکھا ہے۔ ایک بار میں نے اودیسج لے ایک ہی پیلہ میں گائے کا گوشت کھایا تھا۔ اس لیے میں اللہ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔

غرض اس طرح پھر حضرت مجتہد اقدس سلمہ نے مجھ کو اپنے کام اور ماموریت کے ان فضائل اور مسلمانوں کے جو حضرت مسیح و محمد کے شاہل حال میں تحدی سے بالعمت اور تبلیغ کے طور پر ذکر فرمایا اور یہاں تک کہا کہ :

”میں خدا سے ہوں اور مسیح مجھ سے ہے“

ان ائمہ کے پیش کر کے بعد آپ نے پھر پُر شوکت اور تحدی کے ساتھ اس کو مقابلہ کے لیے دعوت کی ہے کہ :

”اگر وہ تمہارے ٹکڑے چاہے کہ مقابلہ کے لیے نکلے اور یہ دُعا کرے کہ

”ہم دو لڑیں سے جو کا ذہب ہے وہ صادق کے سامنے ہلاک ہو

یہ غلام ہے اس ٹکڑے کا جو ہم نے اپنے طور پر کھلا ہے۔ اس چٹائی تبرکے آفرین تک انشاء اللہ شائع ہو سکے گی۔“

ازالہ اوہام

۴۷۳

مقصود

جنت علویٰ ناری حقیقت بھی ظاہر کی گئی ہے پھر کیونکر ممکن تھا کہ اس کی تفسیر میں غلطی کر سکتے
 غلطی کا احتمال صرف ایسی پیش گوئیوں میں ہوتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ خود اپنی کسی مصلحت
 کی وجہ سے بہم اور مجمل رکھنا چاہتا ہے اور مسائل و منہ سے ان کا کچھ عکس قافیہ نہیں ہوتا۔
 یہ ایک نہایت عتوقی رائے ہے جس کے یاد رکھنے سے معرفت صحیحہ مرتبہ نبوت کی حاصل ہوتی ہے
 اور اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہاں مریم اہل بیت کی حقیقت
 کا سرور و جود موجود ہونے کی نمونہ کے موبوٹنکشف نہ ہوتی ہو اور نہ دجل کے شراب کے
 گدھ کے اس کیفیت کامل ہو اور نہ باجور باجور کی عقیقہ نہ تک وہی آئی نے اطلاع دی ہو
 اور نہ بابت الارض کی مابیت کہا ہی ہی ظاہر فرمائی گئی اور صرف امثلہ قریب اور دور مشابہ
 اور امور تشابہ کے طرز بیان میں حد سائنک فیض محض کی تقسیم بلکہ صانسانی قوی کے ممکن ہر جہاں طور
 پر سمجھا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں اور ایسے امور میں اگر وقت طور کچھ جزئیات غیر معلومہ
 ظاہر ہو جائیں تو شان نبوت پر کچھ ہائے حرف نہیں مگر قوی اور حدیث پر غور کرے یہ بخوبی
 ثابت ہو گیا کہ ہمارے سید مصلی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تو فیضی قادی طور پر سمجھ لیا تھا کہ وہ
 ابن مریم جو مصلی اللہ نبی نامہ صری صاحب تخیل ہو وہ ہرگز دوبارہ دنیا میں نہیں آئے گا۔ بلکہ
 اس کا کوئی سہمی آئے گا جو وہ ماثلت روحانی اس کے نام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے پائے گا۔

اور محض اُن علامات کے جو اس ماجر کے سچ موعود ہونے کے بارے میں ہائی جاتی
 ہیں وہ خدمات خاصہ ہیں جو اس عاجز کو سچ ابن مریم کی خدمات کے رنگ پر سپرد کی گئی ہیں۔
 کیونکہ سچ اُس وقت یسوعیوں میں آیا تھا کہ جب توریت کا مغز اور لٹن یسوعیوں کے دلائل
 سے اٹھایا گیا تھا اور وہ زمانہ حضرت موسیٰ سے چھ سو برس بعد تھا کہ جب سچ ابن مریم
 یسوعیوں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا تھا۔ پس ایسے ہی زمانہ میں یہ عاجز آکا کہ جب قریب کیم
 کا مغز اور لٹن مسلمانوں کے دلوں پر سے اٹھایا گیا اور یہ زمانہ بھی حضرت مثیل موسیٰ کے
 وقت سے اسی زمانہ کے قریب قریب گندہ کا تھا جو حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان میں زمانہ تھا۔

قَالَ خَيْرٌ حَافِظًا وَخَيْرٌ مَأْزِرًا - وَمِنْ آيَةِ الْمُبَارَكَةِ الْعَظِيمَةِ إِنَّهُ
 إِذَا وَجَدَ فُسَادَ الْمُتَنَصِّرِينَ وَرَأَاهُمْ أَنَّهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الدِّينِ صُدُّوا -
 وَرَأَى أَنَّهُمْ يُوَفُّونَ رَسُولَ اللَّهِ وَيَحْتَقِرُونَ ابْنَ مَرْيَمَ أَطْرَافًا كَبِيرًا
 فَاشْتَدَّ غَضَبُهُ غَيْرَةً مِنْ عِنْدِهِ وَنَادَانِي وَقَالَ إِنِّي جَاءَ عَلَيْكَ عَيْسَى
 ابْنُ مَرْيَمَ دَكَانَ اللَّهِ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُقْتَدِرًا - فَإِنَّا غَيْرَةُ اللَّهِ الْقَارِئَاتِ
 فِي وَقْتِهَا لَكِنَّ يَلْعَلُ الَّذِينَ غَلَوَانِي عَيْسَى ابْنَ عَيْسَى مَا تَفَرَّدَ كُفْرًا دَلِيلًا
 إِنَّ اللَّهَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يَجْعَلَ عَيْسَى وَاحِدًا مِنْ أُمَّةٍ نَسِيَتْهُ وَكَانَ هَذَا
 وَعَدًا مَفْعُولًا - يَا أَخُوَانِ هَذَا هُوَ الْأَمْرُ الَّذِي اخْفَاءَهُ اللَّهُ مِنْ أَعْيُنِ
 الْقُرُونِ الْأُولَى - وَجَلَى تَفَاصِيلُهُ فِي وَقْتِنَا هَذَا لِيُخَفَى مَا يَشَاءُ وَيُبْدَى
 وَقَدْ خَلَّتْ مِثْلُهُ فِي مَا مَضَى - وَفِي اخْتِيَارِ هَذَا الطُّورِ الْأَنْشَاءِ

توجہ فرما کر انہیں یاد دلاؤ کہ وہ جو اب بے پروا ہو گئے ہیں۔ نگاہی کنفیڈ بر سر اس صد
 کہ چشم در راو آں بودہ اید؟ نمی بینید ظلمت سایہ گسترده و لشکر ہائے
 فرومایگان فراہم آمدہ؟ چرا بیدار نمی شوید؟ اسلام صورتِ متعجبیم زدہ پیدا کردہ و
 ہمت مسلمانان پُچھل شہر لاغر رو بہ سستی نہادہ۔ و خوفِ خدا مانند متاعِ مفقود
 گردیدہ۔ و علمِ قرآن مثلِ زندہ در گور شدہ۔ اینہا ہمہ می بینید و تجاہل می کنید! -
 اسے مردمان از حرم و دیانت اندیشہ فرمائید و از رحمتِ خداوندی احترام جوئید۔
 و آں فضل را پس پشتِ میاندا زید کہ بوقتِ خود ظہور آوردہ۔ زہنہا اعراض
 از آں منمائید۔ و اگر گفتہ مرا شنو او وصیتِ ہائے مرا کہ امروز می کنم
 پذیرا شوید اللہ تعالیٰ از شما راضی شود و شما را شتم و کثیر گرداند۔ و برکاتِ خود

عینک وھد الی، لا تخوفنی من سیف بشار ولا رمح ولا نار، وقد قتلنا قبل
سیفک بسیف لا تعلمہ، وذقنا طعم نار لا تعرفھا، وانا ان شاء اللہ بعد
ذلك من المنصیین۔ ایہا العزیز! ان الذین اخلصوا قلوبہم للہ وأسلموا
وجوہہم للہ وشربوا کأسا من حب اللہ، فلا یضیعہم اللہ ربہم ولا یتروکہم
مولاہم، ولوعاد اھم کل ورق الاشجار، وکل قطرة البحار، وکل ذرة الاحجار،
وکل ما فی العالمین۔ بل الذین یطیعونہ ولا یتغنون الا مرضاتہ ہم
قوم لا یحزنہم الا فراقہ، واذ ارجد راما ابتغوا فلا ینق لہم ہم
ولا غم بعد ذلك ولو قتلوا أو أحرقوا، ولا یضرہم سب قوم ولا لعن فرقة
ویمجیل اللہ کل لعنة بركة علیہم وکل سب رحمة فی حقہم، الا یعلم
ربنا ما فی صدورنا؟ أنت أعلم منہ؟ فلا تکن من المستعجلین۔

یا اخی! ما ترک السبیل، وما عاصیت الرب الجلیل، ولیس کتابنا
الا الفرقان الکریم، ولیس نبینا و محبوبنا الا المصطفی الرحیم، ولعنة
اللہ علی الذین یخربون عن دینہ مثقال ذرة، فہم یدخلون جہنم
طغونین۔ ولكن یا اخی! ان فی کتاب اللہ نکاتاً ومعارف لا یرزأ صاحبها عقیدة
ولا یناقضها حکم، ولا یلقاها من الامم الا الذی وجد وقت ظهورها،
وکان من المنقطعین المبعوثین۔ واللہ أسرار وأسرار ورام أسرار لا
تطلع بنجومها الا فی وقتها، فلا تجادل اللہ فی اسرارہ أجتري علی ربک
وتقول: لما فعلت کذا؟ ولم ما فعلت کذا؟ یا اخی! فرض غیب اللہ
الی اللہ ولا تدخل فی غیوبہ، ولا تذخ دقائق المعارف التي راق مأخذاً
فی ظواهر الشرع، ولا تقف ما لیس لک بہ علم، وثبت نفسك علی سبیل المتقین۔
ما کان ایمان الاخیار من الصحابة والتابعین بنزول المسیح

عليه السلام الا جماليا، وكانوا يؤمنون بالنزول مجملا، ويفضون تفاصيلها الى الله خالق السموات والارضين، وكيف يجوز نزول المسيح عليه السلام على المعنى الحقيقي، والله قد أخبر في كتابه العزيز أنه توفي ومات، وقال: يَا عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ كُنْتُ آتِيًا بِآيَاتٍ مِنْ رَبِّكَ - (١)
وقال: فَلَمَّا كَوَّنْتِنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ - (٢)
وقال: فِيمُسِكَ الْبَنَى قَعْنَى مَلِيهَا الْمَوْتُ - (٣)
وقال: وَحَرَامٌ عَلَى قَوْمِي أَنْ يَكُونُوا أَهْلُكُمْ لَا يَرْجِعُونَ - (٤)
وقال: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ - (٥)
يعني ماتوا كلهم كما استدل به الصديق الأكبر عند وفات النبي صلى الله عليه وسلم، فما بقي شك بعد ذلك في وفات المسيح وامتناع رجوعه إن كنتم بالله وآياته مؤمنين.

وقد ختم الله برسولنا النبيين، وقد انقطع وحى النبوة، فكيف يجيء المسيح ولا نبي بعد رسولنا؟ أيحيى معطلا من النبوة كالمعزولين؟ وقد بشرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن المسيح الآتي يظهر من أمته وهو أحد من المسلمين - وفي الصحيح أحاديث صحيحة مرفوعة متصلة شاهدة على وفات عيسى عليه السلام، خصوصا في البخاري (١)، بيان مصرح في هذا الأمر، فالعجب كل العجب على فقه رجل يشك في وفاته بعد كتاب الله ورسوله

(١) آل عمران: ٥٦ (٢) المائدة: ١١٨ (٣) الزمر: ٣٣ (٤) الانبياء: ٩٤
(٥) آل عمران: ١٥٥ (٦) اعني صحيح البخاري -

۵۵۲

وحی اللہ لا تلبیس الشیاطین۔ ثم ما اکتفیت بهذا ابل عرضته علی الکتاب
والسنة ودعوت اللہ ان یؤیدنی۔ قد تق اللہ نظری فیہما وجعلنی من
المؤیدین۔ وظهر علی بالنصوص البیئة القرآنیة والمحدثیة ان المسیح بن
مریم علیہ السلام قد نوفي ولحق بأخوانه من النبیین۔ وکنت اعلم ان
وفاة المسیح حق ثابت بالنصوص البیئة القطعیة القرآنیة والمحدثیة
واعلم ان انہما فی لا غبار علیہ ولا تلبیس ولا تخیط۔ ومعذک کان یقینی
بان اعتقاد المسلمین فی نزول المسیح حق لا شبهة فیہ ولا ریب فحسرت علی
تطبیقہما وکنت من المتحیرین۔ فما قنعت بالنصوص فقط لانی رجعت
فی الاحادیث رائحة قليلة یسیرة من دخی الاختلاف بظاہر النظر وان
کانت الدلائل القویة القاطعة معاد بایدیہا وکان القرآن معنا کله
بل ابتغیت معرفة تامة نقیة بیضاء الحق یلازم کل شق من شقوقہا و
تبلیغ الی الحق البقین۔ فتضرعت فی حضرة اللہ تعالیٰ وطرحت بید یدیه
صتمنیاً لکشف سحر الزول وکشف حقیقة الدجال لاعامه علم الیقین
واراہ عین الیقین۔ فتوجهت عنایتہ لتعلیمی وتفہیمی وأنہمت و
علمت من لدنہ ان النزول فی اصل مفهومہ حق ولكن ما فہم المسلمون
حقیقته۔ لان اللہ تعالیٰ اراد اخفائه۔ فقلب قطبہ مکرمہ وابتلاہ
علی الافہام فصرت وجوہہم عن الحقیقة الروحانیة الی الخیالات
الجسمانیة فكانوا بها من القانعین۔ وبقي هذا الخبر مکتوماً مستوراً
بالحجب فی السنبلة قرناً بعد قرن۔ حتی جاء زماننا وَاغْزَبَ الْاِسْلَامَ۔

۵۵۳

و کثرت الآثام۔ وغلبت ملۃ عبدة الصلیب فعلاوا علی المسلمین بالافراء والمین۔
واحلوا سفک عشاق کانوا کصید الحرمین۔ فصبت علینا مصائب کنا لانستطیع
بعضاها ومما قت الارض علینا ترمزت مقلتنا باستشراف الناصرین۔ فاراد الله ان
یاتی بصبح الصداقة۔ ویعین طلاب الحقیقة من الاعالی والادانی۔ بنضو الوشاح
عن مخدرة المعانی۔ ویشفی صدور المؤمنین۔ وکنا احب بقاء واهلها لاناراینا باعیننا
اطراء المسیح وازدراء المصطفی ودعوة الناس الی الوهبة ابن عمریم وسبت خیر الوری۔
وسمعنا المسب مع الشریک والمین۔ واهرقنا بالناسرین۔ فکشف الله الحقیقة علینا
نکون انثار علینا برذا وسلاما۔ وکان حقاً علی الله نصر المصطبرین۔ فاخبرنی
ربی ان النزول روحانی لا جسمانی وقد مضی نظیره فی سنن الاولین۔ وان الله
لا ینقل سنته ولا عاداته ولا یکلف نفساً الا دسماً وکذا الک یفعل و هو
خیر الفا علیین۔ والسر فی ذالک ان للانبیاء عند هب الالهویة المملکة و
ابتداع المسالک الشاغرة تدلیات وتنزلات الی هذا العالم فاذا جاء وقت
تدلی نبی ونزوله بمجیش فتنة تؤذیه یطلب من ربه محط انوار۔ ومظهر ارادته
وانظاره۔ ووارث روحانیه لیکون هذا المظهر له من المُنشطین۔ فیحدث له
ربه عبداً من عباده ویلق ارادته فی قلبه فیکون هذا العبد اشد مناسبه و
اقرب جوهر من ذالک النبی ویشابهه من حیث الهویة الملبعوشية مشابهة
تامة کامله لانه هو۔ ویکمل ما تزیف فی قومه المخدولین۔ وذالک سر عظیم
من الاسرار السماویة۔ ما یفهمه عقول سطحیة ولا یلقاها الا الذین
ارتوا العلم من عند الله وما کان لعین لاقت الاعتلال ان تجتلی
الهلل نظری للمبصرین۔ وقد جرت عادة الله تعالی علی انه لا یکشف
قناع الاخبار الا کتبیة من کل جهة الا فی وقتها ویبقی قبل الوقت بعض
اغماضات ومجان مطویة ومستدرة مکتومة ابتلاء للذین یجدون زمان
ظهورها فیفتق الختم فی زمانهم۔ لیهینهم او یکر مهم بامتحانهم وقد

۵۵۴

حصہ اول

۱۷۱

ازالہ اوہام

اور علماء وقت اُن کو تسلیم کرتے رہے ہیں لیکن اس زمانہ کے اکثر علماء کی یہ عجیب غلویت ہے کہ اگر خدا نے تعالیٰ کا الہام ولایت جس کا کبھی سلسلہ منقطع نہیں اپنے وقت پر بعض مجلس مکاشفات نبویہ اور استعلاات سرپرستہ قرآن کی کوئی تفسیر کرے تو نظر انکار و استہزاء اس کو دیکھتے ہیں حالانکہ مصلح میں ہمیشہ یہ حدیث پڑھتے ہیں کہ قرآن شریف کیلئے ظہر و باطن دونوں ہیں اور اس کے عجائبات قیامت تک ختم نہیں ہو سکتے اور ہمیشہ اپنے من سے اقرار کرتے ہیں کہ اکثر کار بر محدثین کثوف و الہامات اولیاء کو حدیث کی کج کے قائم مقام سمجھتے رہے ہیں۔ ہم نے جو سلف فتح اسلام اور مصلح مرام میں اس اپنے کشفی والہامی اثر کو بیان کیا ہے کہ مسیح موعود کے مراد یہی عاجز ہے میں نے مشابہ ہے کہ بعض ہمارے علماء اس پر بہت افرغ تہ ہوئے ہیں اور انہوں نے اس بیان کو ایسی بدعات میں سے سمجھ لیا ہے کہ وہ فلاح اجماع اور برسات عقیدہ متفق علما کے ہوتی ہیں حالانکہ ایسا کرنے میں ان کی بڑی غلطی ہے۔

اول تو یہ جانتا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جدو یا ہمارے دین کے ترکہ میں سے کوئی ترکہ ہو بلکہ صدائے گویا میں سے یہ ایک بات گویا ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں جس زمانہ تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ انھیں نہیں تھا اور یہ وہ بیان کی گئی کہ اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔ اور یہ پیشگوئیوں کے بارہ میں یہ ضروری نہیں کہ وہ ضرورتاً ہی ظاہری صورت میں ہی پوری آجیں بلکہ اکثر پیشگوئیوں میں ایسے ایسے سلسلہ مضبوط ہوتے ہیں کہ قبل از طور پیشگوئی خود مناسباً کوئی جنہودہ وقتی تاہل جو کچھ نہیں ہو سکتے چہ جائیکہ دوسرے لوگ ان کو عقلی طور پر سمجھ لیں۔ دیکھو میں حالت میں ہمارے سیدہ علیؑ آپس بات کا استدار کرتے ہیں کہ بعض پیشگوئیوں کو میں نے کسی قوم میں سمجھا اور وہ جان کا کسی اور صورت پر تھا۔ تو پھر دوسرے لوگ گنہگار کے طور پر ساری امت ہی کہیں نہ ہو کہ ایسا دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہماری کچھ غلطی نہیں۔ سلف مصلح ہمیشہ اس طریق کو چھوڑتے رہے ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ

احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟ ایک جماعت الگ بنانے کی وجہ

کل میں نے مساعیہ کہ ایک شخص لے کیا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے اور کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفاتِ سیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفاتِ سیح کے قائل نہیں۔ باقی سب عملِ حالت مثلاً نمازِ مذہ اور نیکوۃ اور حج وہی ہیں۔ سو سمجھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میلادینا میں آنا صرف حیاتِ سیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے۔ اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی۔ اور ایک بڑا شور مچا لیا جاتا۔ یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سترے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی۔ اور کئی طوائف اور اولیا اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔ لیکن اس زمانہ میں بہت سی باتیں مسلمانوں میں ایسی داخل ہو گئی ہیں۔ جن کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

اور آپ کی پیروی سے نہیں بلکہ براہ راست مقام نبوت حاصل رکھتا ہوگا اور اس کی علیٰ حالتیں شریعت محمدیہ کے مخالف ہوگی اور قرآن شریف کی صریح مخالفت کر کے لوگوں کو فتنہ میں ڈالے گا اور اسلام کی ہر تک عتوت کا موجب ہوگا۔ یقیناً سمجھو کہ خدا ہرگز ایسا نہیں کرے گا۔ بے شک حدیثوں میں کسب موعود کے ساتھ نبی کا نام موجود ہے مگر ساتھ اس کے امتی کا نام بھی تو موجود ہے۔ اور اگر موجود بھی نہ ہوتا تو مفاسد مذکورہ بالا پر نظر کر کے ماننا پڑتا کہ ہرگز ایسا ہو نہیں سکتا کہ کوئی مستقل نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد گئے کیونکہ ایسے شخص کا نام صریح طور پر ختم نبوت کے منافی ہے۔ اور یہ تاویل کہ پھر اس کو امتی بنایا جائیگا اور وہی تو مسلم نبی مسیح موعود کہلایا گیا۔ یہ طریق عزت اسلام سے بہت بعید ہے جس حالت میں حدیثوں سے ثابت ہے کہ ایسی امت میں سے یہود پیدا ہونگے تو افسوس کی بات ہے کہ یہود تو پیدا ہوئے اور اس امت میں سے اور مسیح باہر سے آئے۔ کیا ایک خدا تو اس کیلئے یہ ایک مشکل بات ہے؟ کہ جیسا کہ اس کی عقل اس بات پر تسلی پہنچاتی ہے کہ اس امت میں بعض لوگ ایسے پیدا ہوں گے جن کا نام یہود رکھا جائیگا۔ ایسا ہی اسی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام عیسیٰ اوست موعود رکھا جائیگا۔ کیا ضرورت ہے کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اتارا جائے اور اس کی مستقل نبوت کا حامی بنا کر امتی بنایا جائے۔ اگر کہو کہ یہ کارروائی بطور سزا کے ہوگی کیونکہ امتی نے انکو خدا بنایا تھا تو یہ جواب بھی یہودہ ہے کیونکہ اس میں حضرت عیسیٰ کا کیا قصور ہے۔

۱۔ یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ کا دوبارہ دنیا میں آنا اسی حقیقہ ہے یہ سراسر افتراء ہے صلی اللہ علیہ وسلم کا اجماع صرف اس آیت پر ہے انا ما کوننا محمداً الا ذلک رسولہ قلہ کلہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت میں طرح طرح کے فتنے پیدا کیے۔ چنانچہ معتزلہ اب تک حضرت عیسیٰ کی وفات کے قائل ہیں۔ اور بعض کا یہ موقف بھی ان کی موت کے قائل ہیں اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے کہ امت میں کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہاد کی خطا ہے جو اسرائیل نہیں سے جو بعض پیشگوئوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔ منہ

کے پاس صراطِ بیٹے۔ آخر قیصر یہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اللہ فی
اصحابی۔ گویا صحابہ خدا کا روپ ہو گئے۔ یہ درجہ ممکن نہ تھا کہ ان کو ملتا اور دور ہی
بیٹے رہتے۔ یہ بہت ضروری مسئلہ ہے۔ خدا تعالیٰ کا قُربِ بندگانِ خدا کا قُرب ہے
اور خدا تعالیٰ کا ارشاد کُنْ فَاَصْحَحَ الصَّادِقِينَ اُس پر شاہد ہے۔ یہ ایک ستر ہے جس
کو تھوڑے ہیں جو سمجھتے ہیں۔ مائوسن اللہ ایک ہی وقت میں ساری باتیں کہی بیان
نہیں کر سکتا بلکہ وہ اپنے دوستوں کے امراض کی تشخیص کر کے حسب موقع انکی اصلاح
بذریعہ وعظ و نصیحت کرتا رہتا ہے اور وقتاً فوقتاً وہ ان کے امراض کا ازالہ کرتا رہتا ہے۔
اب جیسے آج میں ساری باتیں بیان نہیں کر سکتا۔ لیکن ہے کہ بعض آدمی ایسے ہوں۔
جو آج ہی تقریر سن کر چلے جاویں اور بعض باتیں ان میں ان کے مذاق اور مرضی کے
خلاف ہوں تو وہ غموم گئے۔ لیکن جو متواتر یہاں رہتا ہے۔ وہ ساتھ ساتھ ایک تبدیلی
کرتا جاتا ہے اور آخر اپنے مقصد کو پالیتا ہے۔ ہر ایک آدمی سچی تبدیلی کا محتاج ہے جس
میں تبدیلی نہیں ہے۔ وہ من کا من فی حلیۃ کا اعلانی کا مصداق ہے۔ مجھے بہت سوز
گلاز رہتا ہے کہ جماعت میں ایک پاک تبدیلی ہو۔ جو نقشہ اپنی جماعت کی تبدیلی کی میرے دل
میں ہے نہ ابھی پیدا نہیں ہوا۔ اور اس حالت کو دیکھ کر میری دہی حالت ہے۔ لَمَّا لَمْ
بَلِغْتَ فَمَسَّتْ اَلَا يَكُونُ الْمُؤْمِنِينَ

صرف وفاتِ مسیح مقصد نہیں

میں نہیں جانتا کہ چند الفاظ طے کی طرح بیعت کے وقت رُٹ لئے جاویں اس سے
کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیہ نفس کا علم حاصل کرو۔ کہ ضرورت اسی کی ہے۔ ہماری یہ غرض ہرگز
نہیں کہ مسیح کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔
اسی پر تبس نہیں ہے۔ یہ تو ایک غلطی تھی۔ جس کی ہم نے اصلاح کر دی۔ لیکن یہاں کام
اور ہماری غرض ابھی اس سے بہت دور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے اندر ایک تبدیلی

لے الفتوبۃ: ۱۱۹ لے المشعر: ۲۴

الاستفتاء

۶۶۰

ضمیر حقیقتہ الہی

اشد الانكار - وعلى حياته يصرون وتلك كلمة بها يمتوتون - فاجتنب ذلك ان كنت من الذين يؤمنون بالفرقان ولا يكفرون - ولا تكن كمثل الذين تركوا كلام الله وراء ظهورهم فلا يبالون - ويقولون ان المسلمين اجمعوا على حياته كلاب لم يكن بون - واين الاجتماع وفيهم المعتزلون - واذا قيل لهم لا تفكروا في قول ربكم قلنا ما توقيتني اوبه لا تؤمنون - فليس جوابهم الا ان يخرجوا آيات الله ويقولوا ان معنى التوقي رفع الروح مع الجسم العنصر انظر كيف عن الحق يعدلون - ويعلمون ان هذا القول قول مجيب به عيسى بحضرة العزة يوم القيامة اذ يسئله الله عن ضلالة الامة وكذلك في الفرقان تقررون - فحجبت والله كل العجب من شانهم ومن عقلمهم وعرفانهم - الا يعلمون انه ما كان لبشر ان يحضر يوم النشور - من قبل ان يقبض روحه ويكون من اصحاب القبور - ما لهم لا يتدبرون - وقد حشا الصحابة التراب فوق خيبر البرية - ومزاره موجود الى هذا الوقت في المدينة المنورة - فمن سؤل الادب ان يقال ان عيسى ما مات وان هو الا شريك عظيم - ياكل الحسنات ويخالف الحساة بل هو توفي كمثله اخوانه - ومات كمثله اهل زمانه - وان عقيدة حياته قد جاءت في المسلمين من الملة النصرانية - وما اتخذوه الها الا بهذه الخصوصية - ثم اشاعها النصراني ببذل الاموال في جميع اهل البدو والحضر - بما لم يكن احد فيهم من اهل الفكر والنظر - واما المتقدمون من المسلمين فلم يصدر منهم هذا القول الا على طريق العثار والعثرة - فهم قوم معذرون عند الحضرة بما كانوا خاطئين غير متعدين - وما اخطوا والا من وجه الطبائع الساذجة والله يعفو عن كل مجتهد يجتهد بصحة النية - ويؤدي حق التحقيق من غير خيانة على قدر الاستطاعة - الا الذين جاءهم الامام الحكم مع البيئات

۳۹

ضمیمہ براہین احمدیہ

۲۶۷

حصہ چہم

رہتے تھے اس ملک میں تو شاید زلزلہ کوئی ایسا سال گذرتا ہوگا کہ زلزلہ نہ آتا ہو۔ تاہم یہ
سے ثابت ہے کہ اس ملک میں ہمیشہ زلزلے آتے رہے ہیں اور سخت زلزلے بھی آتے رہے ہیں
حضرت عیسیٰ نے اپنی زندگی میں جب وہ اس ملک میں تھے اور ابھی کشمیر کی طرف سفر نہیں
کیا تھا کئی زلزلے خود دیکھے ہونگے۔ پس میں نہیں سمجھ سکتا کہ ان معمولی حوادث کا نام پیشگوئی
کیوں رکھا جائے۔ پس جس مسافر کو آپ نے میری پیشگوئیوں میں تلاش کرنا چاہا اور ناماد رہے
اگر آپ حضرت عیسیٰ کی ان پیشگوئیوں میں تلاش کرتے تو بغیر کسی محنت کے فی الفور آپ کو بل
جاتا۔ اور یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ نے زلزلہ کا نام زلزلہ ہی رکھا کوئی تاویل نہیں
کی۔ کیا آپ مجھے حضرت عیسیٰ کا کوئی ایسا فقرہ دکھلا سکتے ہیں جس میں لکھا ہو کہ میں پیشگوئیوں
میں زلزلے سے مراد حقیقت زلزلہ ہے کوئی استعارہ نہیں۔ اور بغیر حضرت عیسیٰ کی

ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کا ذمہ آسمان پر جانا محض گپ ہے بلکہ وہ عیسیٰ پر چکر دینے والے
ایران اور افغانستان کا سر کر تے ہوئے کشمیر میں پہنچے اور ایک ایسی عرواں ہسکتی۔ انخروٹ ہو کر سری نگر
علاقہ خانیہ میں مدفون ہوئے اور اب تک آپ کی درمی قبر سے یزاد و ستارہ بہ اور عیسیٰ پر آپ
قوت نہیں ہوئے۔ کچھ زخم دہن پر آئے تھے جن کا مرہم عیسیٰ کے ساتھ علاج کیا گیا تھا اور اسی
مرہم کا نام اسی درجے سے مرہم عیسیٰ رکھا گیا۔
جن طرح ہمد سے سیدہ دوتی آنحضرت علیہ السلام کی ولایت میں مجروح ہوئے تھے اور کچھ زخم
تو اوروں کے پیشانی مبارک پر آنحضرت علیہ السلام کو آئے تھے اور مرنے والے خون سے آلود ہو
گئے تھے اسی طرح بلکہ اس سے بہت کم حضرت عیسیٰ کو عیسیٰ پر زخم آئے تھے پھر نہ معلوم
مخلوق توگوں کو حضرت عیسیٰ کے کسی مشر کا نہ سمجھتے کہ آنحضرت علیہ السلام کے زخم تو قبول کر چکے
ہیں مگر حضرت عیسیٰ کا مجروح ہونا زخمی ہونا ان کی شان سے بلند نہ سمجھتے جن اور خود دہنے میں کہ ان کی نسبت
ایسا کیوں کہتے ہو اور ان کو تمام دنیا سے الگ ایک خصوصیت دینا چاہتے ہیں۔ وہی آسمان پر چڑھ کر
پھر زمین پر اترنے والے۔ وہی مقتدی عیسیٰ عمر بانی دے۔ مگر خدا نے اسی کو میدان میں لے کر آگیا نہیں
دکھا بلکہ کچھ حقیقی بھائی اور کچھ حقیقی بہنیں ان کی ایک ہی ملا سے تھیں۔ مگر مگر کئی کئی مشر علیہ السلام
موت کیلئے تھے۔ نہ کوئی دوسرا بھائی تھا نہ بہن۔ منہ

الزمان - نحتوا من عند انفسهم ان مہدیہم مستتر فی مغارۃ - وغریج فی انحر الزمان و
یحیی مصابۃ رسول اللہ لیتقلہم بأذیۃ - وان حبسنا بنی علی وولکان ما تجاہلہم من ظلم
یزید - ولكن یتجہم بہم فی الیوم الآخر من عذاب شدید - وكذا لک کل من نحو
ونعاب تحت هذا الجواب - وصحفت ہن فرقة من الوہابیین الہندیین ینتظرون
کمثل هذه الفرق شیخہم سید احمد البریلوی وانفقدوا اعمارہم فی غلوات منتظرین
فہولاء کلہم محل رحمہم بالم یرجع احد من کبراہم الی هذا الحین - بل رجوع المنتظرین
الیہم وکم محسرات فی قلوب المعبودین - فملکس القول ان عقیدۃ رجوع المسیح
وحیاتہ کانت من نسج النصارى ومفتریاتہم - لیطمئنوا بالامانی ویدتوا اليهود
وہمزاتہم - واما المسلمون فدخلوها من غیر ضرورۃ - وأخذوا من غیر شبکۃ - و
اکلوا السم من غیر خلادۃ - ولذا قبلوا رکناً من رکنی الملة النعوانیۃ - فملسوا لالکار
من الرکن الثانی اھنی الکفارة - وانا فقلنا هذه الامور کلھا فی الکتاب - وکفایت
هذا ان کنت من الطلاب - ان الذین ظنوا من المسلمین ان عیسی نازل من السماء
ما اتبعوا الحق بل ہم فی وادی الضلال یتبھون - مالہم بذلک من علم ان ہم الا
یفرحون - أمرؤتوا من البرہان او حکموا من القرائن فہم بہ مستمسکون - کلاً
بل اتبعوا اھواء الذین ضلوا من قبل وتركوا ما قال ربہم ولا یبالون - وقد فکر
الفرقات ان عیسی قد تولى فبأی حدیث بعد ذالک یؤمنون - الا یفکرین فی مرق
میں المسیح ام علی القلوب اقلالہا ام ہم قوم لا یبصرون - ان اللہ کان قد مت
علی بنی اسرائیل بموسى والنبیین الذین جاؤا من بعدہ منہم فقصوا انبیاءہم
ففریقاً کذبوا وفریقاً یقتلون - فاراد اللہ ان یزعم منہم نعمتہ ورویتہا قوماً انفرق
ثم ینظر کیف یصلون - لبعث مثیل موسی من قوم بنی اسرائیل وجعل علماء
امتہ کانبیاء سلسلۃ الکلیم وکسو غرور اليهود بما کانوا یتکبرون - وانی
نبینا کما اولی موسی وزیادۃ وأتاه من الکتاب والمخلفات کمثلہ واحرق بہ
قلوب الذین ظلموا واستکبروا لعلہم یرجعون - فکا اللہ خلق الازواج کلھا

ضمیمہ حقیقۃ الوحی

۶۷۰

الاستفتاء

من تلك الآيات ولم تتبعون ما تشابه من القول وتكون البيئات المحكمات
 لا تعلمون ان الكفار طلبوا في هذه الآية مجرة الصعود الى السماء من
 نبينا خير الانبياء وزبدة الاصفياء. فاجابهم الله ان رفع بشر مع جسمه
 ليس من عادته بل هو خلاف مواعيده وسنته ولو فرض ان عيسى رفع مع
 جسمه الى السماء الثانية. فامنع هذا المنع في هذه الآية الم يكن عيسى بشرا
 عند حضرة العزة. ثم اتي حاجة اشتدت لرفعه الى السموات العلوية. اكرهت
 الارض بضيقها او ما بقي مقر من ايدي اليهود فيها فرفع الى السماء ليصق
 ايها الناس لا تجازوا حدود النهر القويم. ووزنوا بالتسلسل المستقيم
 واولاه ان موت عيسى خير للاسلام من حياته. وكل فخر الدين في حياته. استبدلوا
 الذي هو شر بالذي هو خير. ولا تفترقون بين النفع والصير. والله لن يجتمع
 حيات هذا الدين وحيات ابن مريم. وقد ربيتم ما عثر حياته الى هذا الوقت
 وما هدم. وترون كيف نصر النصارى حياته وقدم. وجرح الدين الاقوم. و
 لتثبت ضيعة فيما بين يدينا كيف يتوقع محيرة فيما خلفنا. واذا اجر بنا الى طول
 الزمان مضرات حياته. فاتي خير عرجى من هذه العقيدة بعد ذلك مع ثبوت
 معتزلة. والعاقل لا يعرف من محرماته. وان الله يوافي دروب الحكمة. ويرحم
 عباده ويعصمهم من ابواب الضلالة. ولا شك ان حيات عيسى وعقيدة نزوله
 باب من ابواب الاضلال. ولا يتوقع منه الا انواع الوبال. والله فافعله حكيم
 لا تعرفونها ومصالح لا تمسونها. ففكر ارحمكم الله ان عقيدة حيات عيسى كما
 تصرمون عليه الى هذا الان ثم عقيدة نزوله في آخر الزمان امر ما افادكم مثقال
 خذقة. وما ايتد ديننا الذي هو خير الاديان. بل ايتد دين النصارى وادخل
 افواجا من المسلمين في اهل الصليبان. فلا ادري اتي حاجة احسستم

الشرك والفجور ولست من الملمومين، فلو كان رجوعه الى الدنيا امرًا حَقًّا قبل يوم
القيامة فيلزم منه انه يكذب كذبًا شنيعًا عند سؤال حضرة العزة. وهذا باطل
بالبداهة فالنزول باطل من غير الشك والشبهة فاستيقظوا يا فتيان.
اين انتم من تعليم القرآن. بل مات عيسى كما ماتت اخوانه من التبتين. ولحق بهم
كما تقرأون في اخبار خير المرسلين، اقرءتم في حديث سيد الكائنات - انه
في السماء في جرة حليلة من الاموات - كلاب هو ميت ولا يعود الى الدنيا الى
يوم يعثون. ومن قال متعمدًا خلاف ذلك فهو من الذين هم بالقرآن يكفرون.
الا الذين خلوا من قبلك فهم عند ربهم معذورون، ويشهد القرآن انه يقول
يوم القيامة - اني ما كنت مطلعًا على ارتداد الاممة. ولا اعلم انهم اتخذوا في السما
من دون رب البرية - وكذلك يار نفسه من علم فساد النصارى ودقوعهم
في الضلالة. فلو كان نازلًا قبل القيامة - لكن من شأنه ان يصدق بحضرة
الله كما هو طريق البرية - بل هو من حلل الرسالة والامامة. فكيف يظن انه
يختار الكذب ويرتكب جرم اخفاء الشهادة. ويقول يارب ما عدت الى الدنيا
وليس لي علم باحوال امتي ولا اعلم ما صنعوا بعدى. فان هذا كذب شنيع
تقشع منه الجلود وتأخذ منه الرعدة. ولو فرضنا انه يقول كمثل هذه
الاقوال - ويخفى متعمدًا من عوده الى الدنيا عند سؤال الله ذي الجلال

يروى الامام البخارى عن المغيرة بن النعمان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
انه يجاء برجال من امتي يوم القيامة فيؤخذ بهم ذات الشمال فاقول يا سب
اصحابي فيقال انك لا تدري ما احدثوا بعدك فاقول كما قال العبد الصالح (يعني جليل)
وكلت عليهم شهيدًا ما دمت فيهم فلقا توحيثي كنت انت الرقيب عليهم كذلك روى
البخارى في معقب الترمذي عن ابن عباس قال متوحيك حيثك - منه

كنت السوداء لظري فحسبى عليه السلام من شام بعدك فليت فطيت كنت لظن
یعنی اے میرے پیارے نبی! تو تو میری آنکھوں کی تہی تھی اور میرے دیدول کا نور تھا۔ پس
میں تو تیرے مرنے سے اندھا ہو گیا۔ اب تیرے بعد میں دوسروں کی موت کا کیا غم کروں۔
عینی مرے یا مولیٰ مرے۔ کوئی مرے مجھے تو تیرا ہی غم تھا۔ دیکھو عشق و محبت اے کہتے ہیں
جب صحابہ کو معلوم ہو گیا کہ وہ نبی افضل الانبیاء جن کی زندگی کی اشد ضرورت تھی عمر طبعی
سے پہلے ہی فوت ہو گئے تو وہ اس کلمہ سے سخت بیزار ہو گئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تو مر جائیں مگر کسی دوسرے کو زندہ رسول کہا جائے۔ افسوس ہے اسکل کے مسلمانوں پر کہ پوریوں
کے ہاتھ سے اس بحث میں سخت ذلیل بھی ہوتے ہیں اور لا جواب اہل کھسیانے ہو کر بحث کو
ترک بھی کر دیتے ہیں مگر اس عقیدہ سے باز نہیں آتے کہ زندہ رسول فقط عینی علیہ السلام ہے
جو آسمان کے تخت پر بیٹھا ہوا دوبارہ آنے سے محمدی ختم نبوت کو داغ لگانا چاہتا ہے۔
افسوس کہ یہ علماء اس بات کو خوب سمجھتے ہیں کہ حضرت سید الرسل و سید الانبیاء صلی اللہ
علیہ وسلم کو ایک مردہ رسول قرار دینا اہل حضرت عینی علیہ السلام کو ایک زندہ رسول ماننا اس
میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی ہتک ہے اور یہی وہ جھوٹا عقیدہ ہے جس کی
شامت کی وجہ سے کئی لاکھ مسلمان اس زمانہ میں مرتد ہو چکے ہیں اور اصطلاح لے ہوئے
گرجاؤں میں بیٹھے ہونے میں مگر پھر بھی یہ لوگ اس باطل عقیدہ سے باز نہیں آتے۔ بلکہ
میری نئی لغت کی وجہ سے نور بھی اس میں اصرار کرتے اور حد سے بڑھتے جاتے ہیں۔ بلکہ
بعض نابکار مولوی یہ بھی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عینی مسیح سے نسبت ہی
کیا ہے وہ تو از قسم ملائکہ تھا نہ انسان۔ اور صاف اور صریح اور روشن دلائل حضرت مسیح
کی موت پر پیش کئے گئے اہی کو میرے بعض سے ملتے نہیں۔ اور ان کی اس ہندو کی مثال
ہے کہ ایک ایسے موقع پر جہاں صرف مسلمان رہتے تھے سخت جھوکا اور قرب الموت ہو گیا
مگر مسلمانوں کے کھانے جو نہایت نفیس اور لذیذ موجود تھے جن کو اس ہندو کے کسی باپ کو دینے

حصہ پنجم

۲۰۶

منشیہ براہین احمدیہ

ہیں اسبکہ ایک طالب حق کا یہ حق منہود ہے کہ وہ یہ سوال پیش کرے کہ اس میں کیا حکمت
لہ مصلحت تھی کہ توحیدیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف میں موسیٰ کر کے بیان کیا گیا
لیکن انجیل میں خود عیسیٰ کر کے ہی بیان کر دیا گیا۔ اور کیوں جائز نہیں کہ عیسیٰ سے مراد وہ حقیقت
عیسیٰ ہی ہو لہذا یہی ردیابہ آنے والا ہو۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو کسی طرح ردیابہ نہیں آسکتے کیونکہ
وہ وفات پا گئے۔ لہذا ان کا وفات پا جانا اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں صریح لفظوں میں بیان
فرمادیا ہے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس جہالت میں آسان
پر بھیجے ہوئے دیکھ لیا جو اس جہان سے گند چکے ہیں۔ پھر عیسوی شہادت یہ کہ تمام اصحاب رضی اللہ عنہم
کے اجماع سے تمام نبیوں کا فوت ہو جانا ثابت ہو گیا۔ پھر یہ اس کے عقل سلیم کی شہادت ہے
جو شہادت کا ذکر وہ کی مؤید ہے کیونکہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے عقل نے اس واقعہ کی
کوئی نظیر نہیں دیکھی لہذا کوئی بھی آج تک نہ کسی مع جسم حشری آسمان پر گیا اور نہ واپس آتا۔
پس چار شہادتیں باہم مل کر قطعی فیصلہ دیتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اور
فوت کا ذمہ آسمان پر مع جسم حشری جانا لہذا اب تک زندہ ہونا لہذا پھر کسی وقت مع جسم حشری
زمین پر آتا یہ سب اُن پر نہیں ہیں۔ انہوں نے کہ اسلام بت پرستی سے بہت دور تھا۔ لیکن
آؤ کہ اسلام میں بھی بت پرستی کے رنگ میں یہ عقیدہ پیدا ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ کو ایسی
خصوصیتیں دی گئیں جو دوسرے نبیوں میں نہیں پائی جاتیں۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس قسم کی
بت پرستی سے ممانی بخشنے۔ عیسیٰ کی موت میں اسلام کی زندگی ہے اور عیسیٰ کی زندگی میں اسلام
کی موت ہے۔ خدا وہ دن لاوے کہ غافل مسلمانوں کی نظر اس راہ وامت پر پڑے۔ آمین

اب خلاصہ کلام یہ کہ جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قطعی طور پر ثابت ہے تو پھر یہ
گمان بیدار نہ ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور اس سوال کا ذکر
کے اس حصہ کا جواب کہ ایک امتی کا عیسیٰ ہم رکھنے میں کیا مصلحت تھی لہذا کیوں انجیل

آپ ہم اُن چند وسادوں کا جواب دیتے ہیں جن کا جواب بعض حق کے طالبوں نے مجھ سے دریافت کیا ہے اور اکثر ان میں وہ وسادوں ہیں جو علیحدہ حکیم خاں اسٹنٹ مسرین پٹیل نے تحریر کیا تقریر یا لوگوں کے دلوں میں ڈالے اور اپنے مرتد ہونے پر ایسی ٹہر لگادی کہ اب غالباً اُس کا خاندان ہی پہ ہوگا۔ میں نے ان چند وسادوں کا جواب انہی برہان الحق صاحبِ جہان پور کے اصرار سے لکھا ہے جو انہوں نے نہایت انکسار سے اپنے خط میں ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ میں ذیل میں منشی برہان الحق کے خط کی اصل عبارت ہر ایک سوال میں لکھ کر اُس کا جواب دیتا ہوں۔ و بائد التوفیق۔

سوال (۱)

ترباتی القلوب صفحہ ۵۷ میں (جو میری کتاب ہے) لکھا ہے۔ اس جگہ کسی کو یہ ہم نہ گندے کہ میں نے اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک بڑی فضیلت ہے کہ جو غیر نبی کو نبی پر پہنچتی ہے۔ پھر دیوید جلد اول نمبر ۷۵ میں مذکور ہے خدا نے اس اُمت میں مسیح سے جو عود بھیجی ہو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر جو پھر دیوید صفحہ ۸۸ میں لکھا ہے۔ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جسک اُمّت میں میری جان ہو کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ کو ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھانہ سکتا۔ خلاصہ اعتراض یہ کہ ان دونوں عبارتوں میں تناقض ہے۔

الجواب۔ یاد ہے کہ اس بات کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھے ان باتوں سے نہ کوئی خوشی ہے نہ کچھ غرض کہ میں مسیح موعود کہلاؤں یا مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں بہتر ٹھہراؤں۔ خدا نے میرے ضمیر کی اپنی اس پاک وحی میں آپ ہی خبر دی ہے کہ میں نے دُعا فرمائی کہ اَجْزَلُ نَفْسٍ مِنْ ضَرْبِ الْخَطَابِ یعنی ان کو کہہ دے کہ میرا تو یہ حال ہے کہ میں کسی خطاب کو اپنے لئے نہیں چاہتا یعنی میرا مقصد اور میری مراد ان خیالات سے بڑھ کر کوئی خطاب دینا یہ خدا کا فعل ہے میرا اس میں دخل نہیں ہے یہ بات کو اللہ کیل لکھا گیا اور کلام میں یہ تناقض کیوں پیدا ہو گیا۔ سو اس بات کو تو ہرگز نہ سمجھ لو کہ یہ اُسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ

لے یہ عبارت جو دیوید صفحہ ۸۸ میں ہے اس لئے ۸۷ کی جگہ ۸۸ ہو کر دیا گیا ہے۔ (صحیح)

حقیقۃ الہی

۱۵۳

بعض معتزلیوں کے جواب

میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہو گا مگر بعد میں یہ لکھا کہ آئینہ آکاسج میں ہی رہا۔
 اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے
 فرمایا کہ تیرے آسنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی۔ مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر چڑھا ہوا
 تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر نازل ہو گئے، اس لئے میں نے خدا کی وحی کو
 ظاہر پر عمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو
 براہین احمدیہ میں شائع کیا۔ لیکن بعد اسکے اس بارہ میں بادش کی طرح وحی الہی نازل ہوئی کہ وہی حضور
 جو آنے والا تھا وہی ہے۔ اور ساتھ اس کے صد ہا نشان ظہور میں آئے اور زمین و آسمان دونوں میں
 تصدیق کیلئے کھڑے ہو گئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان میرے پیچھے اس طرف لے آئے
 کہ آخری زمانہ میں مسیح آسنے والا میں ہی ہوں اور نہ میرا اعتقاد تو وہی تھا جو میں نے براہین احمدیہ
 میں لکھ دیا تھا اور پھر میں نے اس پر کفایت نہ کر کے اس وحی کو قرآنی شریف پر عرض کیا تو آیات قطعیۃ الدلائل
 سے ثابت ہوا کہ درحقیقت مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہوا اور آخری خلیفہ مسیح موجود کے نام پر ہی امت
 میں سے آئیگا۔ اور عیسا کہ جب دن چڑھ جاتا ہو تو کوئی تاریکی باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح صد ہا نشانوں
 اور آسمانی شہادتوں اور قرآنی شریف کی قطعیۃ الدلائل آیات اور قصوں مصرکہ حدیث نے مجھے اس بات
 کے لئے مجبور کر دیا کہ میں اپنے تئیں مسیح موجود مان لوں۔ میرے لئے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش
 مجھے اس بات کی ہرگز قنات نہ تھی۔ میں پوشیدگی کے تجرہ میں تھا اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور نہ مجھے
 یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے شناخت کرے۔ اُس نے گوشہ تنہائی سے مجھے ہرگز نکالا۔ میں نے چاہا کہ میں
 پوشیدہ رہوں اور پوشیدہ مرحوں مگر اس نے کہا کہ میں تجھے تمام دنیا میں عزت کے ساتھ شہرت دے گا۔
 پس یہ اُس خدا سے تو چھو کہ ایسا اُس نے کیوں کیا؟ میرا اس میں کیا قصور ہو۔ اسی طرح اوائل میں میرا
 یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت؟ وہ نبی ہوا اور خدا کے بزرگ مقررین میں سے ہے۔
 اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اُس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں
 جو خدا تعالیٰ کی وحی بادش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور

۱۵۲

کئی تھی کہ ان لوگوں کو احمدیہ کی وفات کے بعد اپنے عزیز دلماد کی موت کا خبر کھانے لگتا۔ اور اس طرح ہوساں ہو کر روح الی الحق کہتے۔ کیا انسان میں یہ خاصیت نہیں کہ چشم دید تجربہ اس پر سخت اثر ڈالتا ہے۔ سو درحقیقت جیسا ہی ہوا۔ احمدیہ کی موت نے اس کے وارثوں کو خاک میں ملا دیا۔ اور ایسے غم میں ڈالا کہ گویا وہ مر گئے۔ اور سخت غم میں پڑ گئے اور دھما میں اور تصرف میں لگ گئے۔ سو مردہ تھا۔ کہ خدا تعالیٰ اس جگہ بھی تاخیر فرماتا۔ جیسا کہ آئندہ کے متعلق کی پیشگوئی میں تاخیر فرمائی۔ ہم مری مکتوب میں لکھ چکے ہیں کہ یہ پیشگوئی بھی شرط بہ شرط تھی اور ہم یہ بھی ہدایاں بیان کر چکے ہیں کہ وہیں کی پیشگوئی بغیر شرط کے بھی مختلف طریقہ پر ہو سکتی ہے جیسا کہ فرس کی پیشگوئی میں ہوا۔

سو چاہیے تھا کہ ہمارے تلامذہ مخالفت انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوہی کاہر کرتے۔ بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی۔ تو کیا اس دن یہ الحق مخالف جیسے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سپاہی کی تلواریں جھٹکے جھٹکے نہیں ہو جائیں گے ان پر تو کوئی کوئی بھگنے کی جگہ نہیں رہے گی۔ اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی۔ اور ذات کے سیلاب داغ ان کے مخصوص چہروں کو بندھوں اور رسول کی طرح کر دیں گے۔ سنو! اور یاد رکھو کہ میری پیشگوئیوں میں کوئی ایسی بات نہیں کہ جو خدا کے نبیوں اور رسولوں کی پیشگوئیوں میں ان کا نمونہ نہ ہو۔ بیشک یہ لوگ میری تکذیب کریں۔ بیشک گلیاں دیں۔ لیکن اگر میری پیشگوئیاں نبیوں اور رسولوں کی پیشگوئیوں کے نمونہ پر ہیں تو ان کی تکذیب انہیں پر سخت ہے۔ چاہیے کہ اپنی جانوں پر دم کریں اور دوسرا بھی کے ساتھ نہ مریں کیا فرس کا قصہ انہیں یاد نہیں کہ کیونکر وہ مناب مل گیا۔ جس میں کوئی شکار بھی نہ تھی۔ اور اس جگہ تو شرطیں موجود ہیں۔ اور احمدیہ کے اصل وارث جن کی تنبیہ کے لئے نشان تھا اس کے مرنے کے بعد پیشگوئی سے ایسے متاثر ہوئے تھے کہ اس پیشگوئی کا ہم نے لیکر دے تھے وہ پیشگوئی کی حالت دیکھ کر اس گاؤں کے تمام مرد و عورت کا نپ اٹھ تھے اور غم و غصہ کی حالت میں کہنے لگے وہ باتیں سچ نکلیں چنانچہ وہ لوگ اس دن تک غم اور خوف میں تھے جب تک ان کے حلالہ علیہ کی سیدہ گزرنے کی خبر اس تاخیر کی سبب تھا جو خدا کی قدیم سنت کے موافق نہیں ہے۔ جس کے الہام میں باوقوفی تو ہے

اور اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے ہر حال میں شرطیں مل چکی ہیں۔ اور اس کے بعد کہ وہ رسول کی پیشگوئیوں میں ان کا نمونہ نہ ہو۔ بیشک یہ لوگ میری تکذیب کریں۔ بیشک گلیاں دیں۔ لیکن اگر میری پیشگوئیاں نبیوں اور رسولوں کی پیشگوئیوں کے نمونہ پر ہیں تو ان کی تکذیب انہیں پر سخت ہے۔ چاہیے کہ اپنی جانوں پر دم کریں اور دوسرا بھی کے ساتھ نہ مریں کیا فرس کا قصہ انہیں یاد نہیں کہ کیونکر وہ مناب مل گیا۔ جس میں کوئی شکار بھی نہ تھی۔ اور اس جگہ تو شرطیں موجود ہیں۔ اور احمدیہ کے اصل وارث جن کی تنبیہ کے لئے نشان تھا اس کے مرنے کے بعد پیشگوئی سے ایسے متاثر ہوئے تھے کہ اس پیشگوئی کا ہم نے لیکر دے تھے وہ پیشگوئی کی حالت دیکھ کر اس گاؤں کے تمام مرد و عورت کا نپ اٹھ تھے اور غم و غصہ کی حالت میں کہنے لگے وہ باتیں سچ نکلیں چنانچہ وہ لوگ اس دن تک غم اور خوف میں تھے جب تک ان کے حلالہ علیہ کی سیدہ گزرنے کی خبر اس تاخیر کی سبب تھا جو خدا کی قدیم سنت کے موافق نہیں ہے۔ جس کے الہام میں باوقوفی تو ہے

اور اس کے بعد کہ وہ رسول کی پیشگوئیوں میں ان کا نمونہ نہ ہو۔ بیشک یہ لوگ میری تکذیب کریں۔ بیشک گلیاں دیں۔ لیکن اگر میری پیشگوئیاں نبیوں اور رسولوں کی پیشگوئیوں کے نمونہ پر ہیں تو ان کی تکذیب انہیں پر سخت ہے۔ چاہیے کہ اپنی جانوں پر دم کریں اور دوسرا بھی کے ساتھ نہ مریں کیا فرس کا قصہ انہیں یاد نہیں کہ کیونکر وہ مناب مل گیا۔ جس میں کوئی شکار بھی نہ تھی۔ اور اس جگہ تو شرطیں موجود ہیں۔ اور احمدیہ کے اصل وارث جن کی تنبیہ کے لئے نشان تھا اس کے مرنے کے بعد پیشگوئی سے ایسے متاثر ہوئے تھے کہ اس پیشگوئی کا ہم نے لیکر دے تھے وہ پیشگوئی کی حالت دیکھ کر اس گاؤں کے تمام مرد و عورت کا نپ اٹھ تھے اور غم و غصہ کی حالت میں کہنے لگے وہ باتیں سچ نکلیں چنانچہ وہ لوگ اس دن تک غم اور خوف میں تھے جب تک ان کے حلالہ علیہ کی سیدہ گزرنے کی خبر اس تاخیر کی سبب تھا جو خدا کی قدیم سنت کے موافق نہیں ہے۔ جس کے الہام میں باوقوفی تو ہے

مکتوب نمبر ۱۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

از طرف عاجز عائد باللہ الصمد غلام احمد بخد مت اخویم خندوم و کرم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمۃ اللہ تعالیٰ عنایت نامہ پہنچا اور کئی بار میں نے اس کو غور سے پڑھا۔ بب میں آپ کی ان تکلیفوں کو دیکھتا ہوں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی ان کریمانہ قدرتوں کو، جن کو میں نے بذات خود آزمایا ہے اور جو میرے پروردار ہو چکی ہیں تو مجھے بالکل اضطراب نہیں ہوتا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ خداوند کریم قادر مطلق ہے اور بڑے بڑے مصائب شدائد سے مخلصی بخشتا ہے اور جس کی معرفت زیادہ کرتا چاہتا ہے ضرور اُس پر مصائب نازل کرتا ہے تا اُسے معلوم ہو جاوے کہ کیونکر وہ نوید میں سے امید پیدا کر سکتا ہے۔ غرض فی الحقیقت وہ نہایت ہی قادر و کریم و رحیم ہے۔ البتہ مبرا چاہیے کہ ہر ایک چیز اپنے وقت سے وابستہ ہے۔ جس قدر ضعف دماغ کے عارضے میں یہ عاجز جلتا ہے مجھے یقین نہیں کہ آپ کو ایسا ہی عارضہ ہو۔ جب میں نے نئی شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یہی یقین رہا کہ میں نامرد ہوں۔ آخر میں نے مبرا کیا اور دعا کرتا رہا تو اللہ جل شانہ نے اس دعا کو قبول فرمایا۔ اور ضعف قلب تو اب بھی مجھے اس قدر ہے کہ میں بیان ہی نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ سے زیادہ تر کامل معالج اور کوئی بھی نہیں۔ ہماری سعادت اسی میں ہے کہ ہم بالکل اپنے تئیں نکلے اور بے مہر سمجھیں اور ہر طرف سے قطع امید کر کے ایک ہی آستانہ کے منتظر رہیں۔ سواگر آپ مجھے بشرط مبرا و کلیب کہنے کی اجازت دیں تو میں اسی کامل معالج سے آپ کے علاج کی درخواست کرتا رہوں گا۔ بشرطیکہ آپ غلت نہ کریں۔ طلبگار باید بصورہ موصول۔

اب مجھے کسی تدبیر ظاہری پر اعتقاد نہیں رہا۔ میں جانتا ہوں کہ تدبیر صاحب بھی تب ہی سوچتی ہے کہ جب خود قادر مطلق بندے سے رہا کرنا چاہتا ہے۔ مگر میں اس بات سے بہت ہی خوش ہوں اس طرح کہ جس طرح کوئی نہایت راحت بخش نشاط میں ہوتا ہے کہ ہم ایسا قادر و کریم اپنا مولار کھتے ہیں کہ جو قدرت بھی رکھتا ہے اور رحم بھی۔ آج میں نے چار کتابیں سیالکوٹ میں رجسٹری کر کر بھیج دی ہیں۔ اطلاع لکھا گیا ہے۔ والسلام ☆

خاکسار۔ غلام احمد از قادیان

۲۴ فروری ۱۸۸۷ء

☆ الحکم ۱۸ مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۳

مکتوب نمبر ۱۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

مخدومی مری اخیم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
 عنایت نامہ پہنچا۔ مجھے نہایت تعجب ہے کہ ذوا معلومہ سے آں مخدوم سے کچھ فائدہ محسوس نہ
 ہوا۔ شاید کہ یہ وہی قول درست ہو کہ ادویہ کو ابدان سے مناسبت ہے۔ بعض ادویہ بعض ابدان کے
 مناسب حال ہوتی ہیں اور بعض دیگر کے نہیں۔ مجھے یہ دوا بہت ہی فائدہ مند معلوم ہوئی ہے کہ چند
 امراض کا بلی و سستی و رطوبات معدہ اس سے دور ہو گئے ہیں۔ ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھی کہ
 صحت کے وقت لیٹنے کی حالت میں نعوذ بکلی جاتا رہتا تھا۔ شاید قلت حرارت غریزی اس کا موجب
 تھی۔ وہ عارضہ بالکل جاتا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوا حرارت غریزی کو بھی مفید ہے اور منی کو
 بھی غلیظ کرتی ہے۔ غرض میں نے تو اس میں آثار نمایاں پائے ہیں۔ واللہ اعلم وعلیہ أحکم۔
 اگر دوا موجود ہو اور آپ دودھ اور ملائی کے ساتھ کچھ زیادہ قدر شربت کے استعمال کریں۔ تو میں
 خواہشمند ہوں کہ آپ کے بدن میں ان فوائد کی بشارت سنوں۔ کبھی کبھی دوا کی چھپی چھپی تاثیر بھی
 ہوتی ہے کہ جو ہفتہ عشرہ کے بعد محسوس ہوتی ہے چونکہ دوا ختم ہو چکی ہے اور میں نے زیادہ زیادہ کھالی
 ہے اس لئے ارادہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو دوبارہ تیار کی جائے۔ لیکن چونکہ گھر میں ایام امید
 ہونے کا کچھ گمان ہے جس کا میں نے ذکر بھی کیا تھا۔ ابھی تک وہ گمان پختہ ہوتا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ
 اس کو راست کرے۔ اس جہت سے جلد تیار کرنے کی چنداں ضرورت میں نہیں دیکھتا۔ مگر میں
 شکر گزار ہوں کہ خدا تعالیٰ نے دوا کا بہانہ کر کے بعض خطرناک حواریں سے مجھ کو نکلی عطا کی۔ فالحمد للہ
 علی احسانہ۔ مجھے اس بات کے سننے سے افسوس ہوا کہ رسالہ امر ترسے واپس منگوایا گیا۔ فیروز پور کو
 وہ خاص ترجیح کوئی تھی؟ بلکہ میری دانست میں حال کے زمانہ میں دنیوی واقف کاروں سے کوئی
 معاملہ نہیں ڈالنا چاہئے کہ وہ عہد شکنی میں بڑے دلیر ہوتے ہیں۔ عمدہ اور سید حاطریق یہ ہے کہ
 قانونی طور پر کارروائی کی جائے۔ اللہ جل شانہ بھی قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ جب کوئی داندست
 تم کو تو اس معاملے کے بارے میں تحریر ہونی چاہئے۔ مطیع ایسا ہوتا چاہئے جن کے پرہیز میں استاد

مئی ۱۸۸۲ء

”ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ نواب صاحب کی حالت غم سے خوشی کی طرت تبدیل ہو گئی ہے اور اسودہ حال اور شکستہ گزاردیں اور ضایات حمد کی اور صفائی سے یہ خواب آئی اور یہ خواب بطور کشف تھی چنانچہ اسی صبح کو نواب صاحب کو اس خواب سے اطلاع دی گئی“

(مکتوب بنام میر عباس علی شاہ صاحب مورخہ ۲۶ مئی ۱۸۸۲ء عند بدء الحکم جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۸۹۹ء صفحہ ۸)

مئی ۱۸۸۲ء

”پھر اب اتنا ہی ہوا کہ ایک صاحب انجی بخش نام کو خوشی نے کہ جو اس کتابت کے معاون ہیں کسی اپنی مشکل میں دعا کے لئے درخواست کی اور بطور خدمت پچاس روپیہ بھیجے اور جس روز یہ خواب آئی اس روز سے دو چار دن پہلے ان کی طرت سے دعا کے لئے الحاج ہرچا تھا مگر یہ عاجز نواب صاحب کے لئے مشغول تھا اس لئے ان کے لئے دعا کرنے کو کسی اور وقت پر موقوف رکھا اور جس روز نواب صاحب کے لئے بشارات دی گئی تھی تو کسی دن خیال آیا کہ آج منشی انجی بخش کے لئے توبہ سے دعا کریں سو بعد نماز صبح جب وقت صفا پایا اور دعا کا ارادہ کیا گیا تو پھر بھی دل نے یہی پاپا کہ اس دعا میں بھی نواب صاحب کو شامل کر لیا جائے سو اس وقت نواب صاحب اور منشی انجی بخش دونوں کے لئے دعا کی گئی۔ بعد دعا اسی جگہ الحام ہوا۔

تَنْجِيْهِ سَائِقِ الْفَقِيْر

... پھر چند روز کے بعد نواب صاحب کا خط آیا کہ اس نے کام جانی ہو گیا ہے ...
(مکتوب بنام میر عباس علی شاہ صاحب مورخہ ۲۶ مئی ۱۸۸۲ء عند بدء الحکم جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۸۹۹ء صفحہ ۸ نمبر ۲)

نومبر ۱۸۸۲ء

”ایک ایسا مجھ کو اس شادی کے وقت پیش آیا کہ باعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا.... میری حالت خردی کا اندم تھی اور پیر اند سال کے رنگ میں میری زندگی تھی اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا.... کہ آپ باعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے.... غرض اس ابتلا کے وقت میں نے جناب الہی میں دعا کی اور مجھے اس نے دفع مرض کے لئے اپنے الحام کے ذریعہ سے وہاں میں بتلائیں اور میں نے کشتی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہاں تک میرے

لے براہین احمدیہ۔ (مرتب)

لے مراد نواب علی محمد خان صاحب آف جمر۔ (مرتب)

لے نواب علی محمد خان صاحب آف جمر۔ (مرتب)

لے جواہر نوبختہ کو دہلی میں رہتی۔ (مرتب)

مُنہ میں ٹال رہا ہے چنانچہ وہ دوا میں نے تیار کی اور اس میں خدا نے اس قدر برکت ڈال دی کہ میں نے دلی یقین سے معلوم کیا کہ وہ پر صحت طاقت جو ایک پورے تندرست انسان کو دنیا میں مل سکتی ہے وہ مجھے دی گئی اور چار لاکھ مجھے عطا کئے گئے۔ (تبیاق السلوب صفحہ ۳۵، ۳۶۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۲۰۳، ۲۰۴)

۱۸۸۳ء

إِنَّ اللَّهَ يَكْتُمُ فِي آيَاتِنَا بُشَارًا يُعْطِيهَا مَن يَشَاءُ بِقَدَرٍ مَّعْدُودٍ هُوَ الَّذِي خَلَقَ تَوَابِعًا فِي يَوْمِهِ ذِي الْقَعْدَةِ
(انجام آتم صفحہ ۱۸۲۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۱۸۲)

۳۰ دسمبر ۱۸۸۳ء

إِنِّي فَصَّلْتُكَ عَلَى الْعَالَمِينَ قُلْ أَرَسِلْتُ إِلَيْكُمْ جَبِينًا
(مکتوب حضرت یحییٰ موعود علیہ السلام مؤرخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۸۳ء مندرجہ المجلد ۱۹ نمبر ۲ سورہ ۱۷ حجورہ ۱۹۱ صفحہ ۱۳)

۸ مارچ ۱۸۸۵ء

”صنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ محدود وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات میں یحییٰ موعود کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بڑھتے مناسبت و مشابہت ہے اور اس کو خواہی خواہی دو واسطے کے نور پر محض برکت متابعت حضرت غیر المشر افضل الاول علیہ السلام و آکرمہ سلم ان جنتوں پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں اور اس کے قدم پر چلتا موجب نجات و معلوت و برکت اور اس کے بھلائی چلتا موجب بعد و عرمان ہے۔“

(اقتضا فی تفسیر مکرر چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۳۱۹)

۸ مارچ ۱۸۸۵ء

”ماہر موقوفہ ہوا ہی احمیہ حضرت قادر مطلق جل شانہ کی طرف سے مامور ہوا ہے کہ نبی نوری امرائیل (سج) کی طرز پر کمالیہ کی فروعی و غزرت و تذلل و تواضع سے اصلاح ملحق کے لئے کوشش کرے

۱۔ (ترجمہ از قرب) اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پیشوں کے بارہ میں بشارت کے بعد بشارت دی یہاں تک کہ ان کی تعداد تین تک پہنچانی اور مجھ کی پہلی پیش سے پہلے اللہ کے ذریعہ ان کی خبر دی۔ (نوٹ از قرب) اس کے متعلق حضرت آئمہ المؤمنین رضو اللہ تعالیٰ عنہما کی رعایت سے نقل کیا گیا ہے میری شادی ہوئی اور میں ایک سینہ کا دایان شیر کر چھوہیں دلی گئی تو میں یاقوم حضرت یحییٰ موعود سے مجھے ایک خط لکھ کر میں نے خواب میں تم سے تین جوان لاکھ دیکھے ہیں۔ (سیرۃ الممدی مستداول صفحہ ۲۲)

۲۔ (ترجمہ از قرب) میں نے جب کہ تم جہانوں کی فضیلت دی کہ میں تم کو سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

۵۰

کچھ بڑا کریمیا کہ لوٹنے کو دوستوں کے وقت کرتے ہیں چھینک دیا جب مجھے معلوم ہوا کہ یہ دودھ تھا۔ تو مجھے سخت ندامت ہوئی لیکن حنفیہ نے بڑی نرمی اور دلجوئی سے فرمایا۔ اور بار بار فرمایا۔ کہ بہت اچھا ہوا کہ آپ نے اسے چھینک دیا۔ یہ دودھ اب خراب ہو چکا تھا۔

فاکسار عرض کرتا ہے کہ علاوہ ولداری کے حضرت صاحب کا منشاء ہوگا کہ لوٹنے وغیرہ کی قسم کے برتن میں اگر دودھ زیادہ دیر تک پڑا رہے تو وہ خراب ہو جاتا ہے۔ نیز فاکسار عرض کرتے ہیں کہ کیا یہ صاحب حضرت صاحب کے پڑاے قلعین میں سے ہیں اور اب ایک عرصہ سے ہزار کے کام سے رخصت ہو کر قادیان میں سکونت پذیر ہو چکے ہیں۔ نیز فاکسار عرض کرتا ہے کہ خشی عبدالعزیز صاحب کی بہت سی روایات مجھے محرم مرزا عبدالحق صاحب دیکھ کر واسطہ نے کھل کر دی ہیں۔ نیز اذیاء اللہ خیر!۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ خشی عبدالعزیز صاحب اوچلوی نے مجھ سے زیرو تحریر بیان کیا کہ ایک شخص مسی سالن ساکن سیکسواں نے میرے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔ اب وہ مقبرہ بیستی میں دفن ہیں۔ ان کو نزول الماد کی بیماری تھی۔ حضرت خلیفۃ اولیٰ کو انھیں دکھائیں تو انھوں نے فرمایا کہ پہلے پانی آکر مینا بالی جاتی رہے گی۔ تو پھر ان کا علاج کیا جائے گا۔ ان کو اس سے بہت صدمہ ہوا۔ اس کے بعد انہوں نے یہ طریق اختیار کیا کہ جب کسی وہ قادیان آتے اور حضرت مسیح علیہ السلام کے پاس بیٹھنے کا موقع پاتے تو حضور کا شملہ مبارک اپنی آنکھوں سے لگا لیتے۔ کچھ عرصہ میں ہی ان کی بیماری نزول الماد جاتی رہی اور جب تک وہ زندہ رہے ان کی آنکھیں درست رہیں۔ کسی علاج وغیرہ کی ضرورت پیش نہ آئی۔

فاکسار عرض کرتا ہے کہ اگر یہ روایت درست ہے تو اس قسم کی سہرا از شفا کے نمونے انحضرت صلعم کی زندگی میں بھی کثرت سے ملتے ہیں اور حدیث میں بان کا ذکر موجود ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حافظہ عامر علی صاحب مرحوم خادم حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان کرتے تھے کہ جب حضرت صاحب نے دوسری شادی کی۔ تو ایک طرف تک جبر میں رہے اور مجاہدات کرنے کی وجہ سے آپ نے اپنے قویٰ میں ضعف محسوس کیا۔ اس پر وہ الہامی نسخہ جو دو جام عشق کے نام سے مشہور ہے۔ بنوا کر استعمال کیا۔ چنانچہ نسخہ نہایت ہی بابرکت ثابت ہوا اور حضرت خلیفۃ اولیٰ بھی فرماتے تھے کہ میں نے پسند کیا کہ بلا

سیرت المہدی صفحہ سوم

۵۱

امیر کو کھلایا۔ تو خدا کے فضل سے اس کے دل میں پیدا ہوا جس پر اس نے پیروے کے کلمے ہمیں
تذکر دیئے۔

نسخہ زہام عشق یہ ہے۔ جس میں ہر حرف سے دو اسکے نام کا پہلا حرف مراد ہے۔
زعفران۔ دارچینی۔ جانتقل۔ انیسون۔ مشک۔ عطر قرعہ۔ شکر لوت۔ قزقل یعنی رنگ۔ ان سب
کو تھوڑی کوٹ کر گولیاں بناتے ہیں اور روغن سم الفار میں چوب کر کے رکھتے ہیں اور روزانہ ایک
گولی استعمال کرتے ہیں۔

الہامی ہونے کے متعلق دو باتیں سنی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ یہ نسخہ ہی الہام ہوا تھا۔ دوسرے
یہ کہ کسی نے یہ نسخہ حضور کو بتایا۔ اور پھر الہام نے اسے استعمال کرنے کا حکم دیا۔ واللہ اعلم۔
خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھ سے مولانا مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل نے بیان کیا کہ
روغن سم الفار کی مقدار اجزاء کی مقدار سے ڈھائی گنا زیادہ ہوتی ہے یعنی اگر یہ اجزاء ایک
ایک نو لکھ کی صورت میں جمع کئے جائیں تو روغن سم الفار ڈھائی تولہ ہوگا۔ اور اسی طرح مولوی صاحب
نے بیان کیا کہ ان اجزاء میں بعض اوقات مرورید بھی اسی نسبت سے یعنی فی تولہ اجزاء پر ڈھائی
تولہ مرورید زیادہ کر لیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح اولؒ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اور
حضرت خلیفۃ المسیح اولؒ روغن سم الفار اس طرح تیار کروایا کرتے تھے کہ مثلاً ایک تولہ سم الفار
کو بارہ یکہ پیکر اُسے دو سیر دو دھ میں حل کر کے دہی کے طور پر جاگ لگا کر جمادیتے تھے اور پھر
اس دہی کو بلو کر جو کھن ٹکاتا تھا اسے بصورت گمی صاف کر کے استعمال کرتے تھے۔ اور نسخہ میں
محمد روغن سم الفار کی مقدار بتائی گئی ہے۔ وہ اسی روغن سم الفار کی مقدار ہے نہ کہ خود سم الفار
کی۔ اور تیار شدہ دوائی کی خوراک نصف رتی سے ایک رتی تک ہے جو دن رات میں ایک دفعہ
کھائی جاتی ہے اور کبھی کبھی ناغہ بھی کرنا چاہیئے۔

۵۰۰ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح علیہ
علیہ السلام فرماتے تھے۔ کہ ہمارے ساتھ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اور الہام ہے کہ نزول الرحمت
علی الشلاشۃ العین و علی اکثخیین۔ یعنی تمہارے تین اعضاد پر خدائی رحمت کا نزول
ہے ایک ان میں سے آنکھ ہے اور دو اور اعضا ہیں۔ فرماتے تھے۔ دوسرے دو اعضا کا نام

نہی سہاورد وہ خاتم الانبیاء سہاورد سب بڑھ کر ہے۔ اب بعد اسکے کوئی نبی نہیں مگر وہ بھی جس پر
 بروزی طور سے محمدؐ کی پیادہ پہنائی گئی۔ کیونکہ خداوند اپنے محمدؐ سے تمنا نہیں اور نہ شایع اپنی تمنا سے
 جدا ہو۔ پس جو کامل طور پر محمدؐ میں فنا ہو کر خدا کی کالقب پاتا ہو وہ ختم نبوت کا غلط انداز نہیں۔
 جیسے کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی ہو اگرچہ نظر اسے
 ہیں صرف نقل اور اصل کا فرق ہو۔ سو ایسا ہی خدا نے مسیح و محمدؐ میں چاہا۔ یہی بعید ہے کہ انحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسیح و محمدؐ میری قبر میں دفن ہو گا۔ یعنی وہ میں ہی پہلے۔ اور اس میں
 دودنگی نہیں آئی۔ اور تم یقیناً سمجھو کہ عیسیٰ بن مریم فوت ہو گیا۔ اور کشمیر سری نگر محلہ خان یار
 میں شکی قبر ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں اس کے مرجانے کی خبر دی۔ پھر اگر اس آیت کے
 اور معنی ہیں تو عیسیٰ بن مریم کی موت کی قرآن میں کہاں خبر ہے؟ مرنے کے متعلق جو آیتیں ہیں اگر
 وہ اور معنی رکھتی ہیں جیسے کہ ہمارے مخالف سمجھتے ہیں۔ تو گویا قرآن نے اسکے مرنے کا کہیں ذکر نہیں کیا
 کہ وہ کسی وقت مر گیا بھی۔ خدا نے ہمارے نبی کے مرنے کی خبر دی۔ مگر سائے قرآن میں عیسیٰ کے
 مرنے کی خبر نہ دی۔ اس میں کیا راز ہے؟ اور اگر کہو کہ عیسیٰ کے مرنے کی اس آیت میں خبر ہو کہ فَلَمَّا
 نَوَقَّيْتُنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّاقِبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ سُبْحَانَ آیت تو صاف دلالت کرتی ہے کہ وہ عیسائیوں
 کے بگڑنے سے پہلے مر چکے ہیں۔ غرض مگر آیت فَلَمَّا نَوَقَّيْتُنِي کے معنی میں کتب جمع زندہ عیسیٰ کو
 آسمان پر اٹھالیا تو کبھی خدا نے ایسے شخص کی موت کا سائے قرآن میں ذکر نہیں کیا جس کی زندگی

چھ مسانی محققوں نے اسی رائے کو ظاہر کیا ہے۔ دیکھو کتاب سوپر نیچرل ایسی میں صفحہ ۷۳۔ اگر تفصیل چاہتے ہو تو

ہماری کتب متحدہ گولڈر کا صفحہ ۱۳۹ دیکھو۔ مزہ

اسی ایک معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چھ دنیا میں نہیں آئیں گے۔ کہ نہ اگر وہ دنیا میں آئے۔
 ہوتے تو اس صورت میں یہ جواب حضرت عیسیٰ کا محض جھوٹ ٹھہرتا ہو کہ مجھے جیسا یوں بڑھنے کی خبر نہیں۔
 جو شخص دوبارہ دنیا میں آیا اور چالیس برس رہا اور کہہ دیا جیسا یوں کو دیکھا ہو اسکو خدا جلتے تھا اور صلیب
 تہا اور تمام جیسا یوں کو مسلمان کیا وہ کیونکر قیامت کو نہ بچا رہی ہو۔ یہ خدا کا کہنا ہے کہ مجھے جیسا یوں کی خبر نہیں۔

۱۹۲

من جعلتها هذا الهام، أعني يا عيسى اني متوفيك ورافعك الي ومطهرك من
الذين كفروا وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيامة،
وان الله قد سماني في هذا عيسى؛ ومن جعلتها الهام آخرها طبعني ربي فيه
وقال اني خلقتك من جوهر عيسى وانك وعيسى من جوهر واحد وكشيئ
واحد؛ ومن جعلتها الهام سمي فيه كل من خالفني من العلماء اليهود و
النصارى. ثم ما ألهمت الى عشر سنين بمثل هذه الالهامات وما كنت
أدرى اني أومر بعد هذه المدة الطويلة وأستقيم صموداً من الله تعالى
بل كنت خلعت ان المسيح نازل من السماء كما هو مكرز في مدارك القوم؛ ولكن
كنت اقول في نفسي تعجباً ان الله ليم سمانى عيسى ابن مريم في الهامه المتواتر
المتتابع ولم قال انك وانه من جوهر واحد، ولم سمي الخالفين اليهود
والنصارى فظهرت علي معنى تلك الالهامات والاشارات بعد

وعن ابن مسعود لا يأتي مائة سنة وعلى الارض نفس منقوسة اليوم رواه مسلم،
وهكذا ذكر البخاري في صحيحه والمضمون واحد لا حاجة الى الاعادة. فوجب
من هذا على كل مؤمن ان يؤمن بموت الدجال بعد المائة من زمان رسول الله
صلى الله عليه وسلم والا فكيف يمكن النجاة فيما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
يوس من الله تعالى مؤكداً بقسمه، والقسم يدل على ان الخبر يحتمل على الظاهر لا تأويل
فيه ولا استثناء ولا فاعلي فائدة كانت في ذكر القسم؛ فتدبر كالمفتشين المحققين.
واما تطبيق هذين الحديثين فلا يمكن الا بعد تأويل حديث الدجال وجعله من
قبيل الاستعدادات فنقول ان حديث خروج الدجال يدل على خروج طائفة
الكذابين في آخر الزمان من قوم النصارى، وفي الحديث اشارة الى انهم يشابهون
آباءهم المتقدمين في مكرهم وخذيعتهم وانواع فتنتهم وحرصهم على اضلال الناس
كانهم هم، الا ان آباءهم كانوا مقيدين بالسلاسل والغلال ولكن هؤلاء يخرجون
من ذلك السجن ويضع الله عنهم اغلالهم فيعيشون يميناً وشمالاً ويفسدون في الارض

۲۶

۴۱۶

ایام الصلح

ولا تلتقوا بايديكم الى التهلكة^۱۔ پس ہم گنہگار ہونگے اگر دیدہ و دانستہ تہلکہ کی طرف قدم اٹھائیں گے اور حج کو جائز گئے۔ اور خدا کے حکم کے برخلاف قدم اٹھانا معصیت ہے حج کرنا مشروط بشرط ہے مگر فتنہ اور تہلکہ سے بچنے کے لئے قطعی حکم ہے جس کے ساتھ کوئی شرط نہیں۔ آپ خود موعج لو کہ کیا ہم قرآن کے قطعی حکم کی پیروی کریں یا اُنس حکم کی جس کی شرط موجود ہے۔ باوجود تحقق شرط کے پیروی اختیار کریں۔

ماسوا اس کے یس آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ اس سوال کا جواب دیں۔ کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو کیا قبل اس کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ مسلمانوں کو دجال کے خطرناک فتنوں سے نجات دے یا یہ کہ ظاہر ہوتے ہی حج کو چلا جائے۔ اگر موجب عمومی قرآنہ و حدیثیہ پہلا فرض مسیح موعود کا حج کرنا ہے نہ دجال کی سرکوبی تو وہ آیات اور احادیث دکھائی جائیں تا آن پر عمل کیا جائے۔ لہذا اگر پہلا فرض مسیح موعود کا جس کے لئے وہ بافتقاد آپ کے مامور ہو کر آئیگا قبل دجال ہے جس کی تاویل ہمارے نزدیک اہلک اجل باطلہ بذریعہ حج و آیات ہے تو پھر دی کام پہلے کرنا چاہیے۔ اگر کچھ دیانت و تقویٰ ہے تو ضرور اس بات کا جواب دو کہ مسیح موعود دنیا میں آکر پہلے کس فرض کو ادا کریگا۔ کیا پہلے حج کرنا اس پر فرض ہوگا یا یہ کہ پہلے دجالی فتنوں کا قصہ تمام کرے گا۔ یہ مسئلہ کچھ بائبلک نہیں ہے صحیح بخاری یا مسلم کے دیکھنے سے اس کا جواب مل سکتا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ گواہی ثابت ہو کہ پہلا کام مسیح موعود کا حج ہے تو لو ہم بہر حال حج کو جائز گئے۔ ہر جہ با د ا باد۔ لیکن پہلا کام مسیح موعود کا استیصال فتن و دجالیدہ ہے تو جب تک اس کام سے ہم فریفت نہ کریں حج کی طرف رخ کرنا فطرت پیشگوئی غویٰ ہے۔ ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال بھی کفر نور دجل سے باز آکر طواف بیت اللہ کرے گا^۲۔ کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے

۴۱۹

۱۔ اس جگہ کوئی یہ اعتراض نہ کرے کہ نازلہ اولام میں یہ لکھا ہے کہ دجال کا طواف بیت اللہ سے ہوگا جس طرح چور گھوڑوں کا طواف بیت اللہ سے کرتا ہے اب یہ بیان اس کے خلاف ہے۔ کیونکہ دجال درحقیقت ایک کردہ مصدقین

ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة۔ پس ہم گنہگار ہونے اگر دیدہ دانستہ تہلکہ کی طرف قدم اٹھائیں گے اور حج کو جائیں گے۔ اور خدا کے حکم کے برخلاف قدم اٹھانا معصیت ہے حج کرنا مشروط بشرائط ہے مگر فتنہ اور تہلکہ سے بچنے کے لئے تقعی حکم ہے جس کے ساتھ کوئی شرط نہیں۔ اب خود سوچ لو کہ کیا ہم قرآن کے تقعی حکم کی پیروی کریں یا اس حکم کی جس کی شرط موجود ہے۔ باوجود تحقق شرط کے پیروی اختیار کریں۔

امو اس کے یس آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ اس سوال کا جواب دیں۔ کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو کیا قبل اس کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ مسلمانوں کو دجال کے خطرناک فتنوں سے نجات دے یا یہ کہ ظاہر ہوتے ہی حج کو چلا جائے۔ اگر بموجب معمولی قرآنی حدیث یہ بلا فرض مسیح موعود کا حج کرنا ہے نہ دجال کی سرکوبی تو وہ آیات اور احادیث دکھائی جائیں تا کہ عمل کیا جائے۔ لہذا اگر یہ بلا فرض مسیح موعود کا جس کے لئے وہ باقتدار آپ کے مامور ہو کر آئینہ قتل و قتل کی تادیل ہمارے نزدیک اہلک مل باطلہ بذریعہ حج و آیات ہے تو پھر دی کام پہلے کرنا چاہیے۔ اگر کچھ دیانت و تقویٰ ہے تو ضرور اس بات کا جواب دو کہ مسیح موعود دنیا میں آکر پہلے کس فرض کو ادا کریگا۔ کیا پہلے حج کرنا اس پر فرض ہوگا یا یہ کہ پہلے دجالی فتنوں کا قصہ تمام کرے گا۔ یہ مسئلہ کچھ بائیک نہیں ہے صحیح بخاری یا سلم کے دیکھنے سے اس کا جواب مل سکتا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ گواہی ثابت ہو کہ پہلا کام مسیح موعود کا حج ہے تو تو ہم ہر حال حج کو جائیں گے۔ ہر جہاں با دبا۔ لیکن پہلا کام مسیح موعود کا استیصال فتن و تجالید ہے تو جب تک اس کام سے ہم فریخت نہ کریں حج کی طرف رخ کرنا خلاف پیشگوئی نبوی ہے۔ ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال بھی کفر و ردہل سے باز آکر طواف بیت اللہ کرے گا۔ کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے

۱۔ اس ملک کوئی یہ اعتراض نہ کرے کہ لڑاکا آدمی میں یہ لکھا ہے کہ دجال کا طواف بیت نبی سے ہوگا جس طرح چور معمول کا طواف بیت نبی سے کرتا ہے اب یہ میں اس کے خلاف ہے۔ کیونکہ دجال درحقیقت ایک گدہ مضربین

۲۸۳

سچا آدمی خیانت نہیں کر سکتا

جو شخص خدا کی طرف سے ائمہ ہو کر آیا ہے اس کا فرضی ہونا ہے کہ وہ اپنی جماعت کی کمزوری کو دور کرنے کے لیے اپنی جماعت کی غیبت نہیں کر سکتا بلکہ اپنی شخصیت کو جس پر لازم اور حلال پر کوئی پہلے خواہ اس کی زندگی اشد ادا اس کے رسول کے حکم کے خلاف ہی ہو وہ پہلا حکم ہے، تو جو کہ وہ خدا کی طرف سے اسلاف کے لیے نہیں آیا، بلکہ شیطان اس کی طرف سے ہے سچا آدمی جو یہ کہتا ہے اس کی اصلاح کرتا ہے، بلکہ بددست ہے کہ وہ کسی کی ذات اور ذاتی نہیں بلکہ پامانہ مگر زمین کے اسرائیل کو شناخت کر کے ان کا علاج کرتا ہے۔

خدمت دین بھی عمر بڑھاتی ہے

جو لوگ دین کے لیے سچا جو ش رکھتے ہیں، ان کی عمر بڑھاتی جاوے گی اور بددستوں کو آواز سے نکال دے گا۔ خدمت دین بھی عمر بڑھاتی جاوے گی اس کے سنی بھی بچے بھلائے گئے ہیں کہ جو لوگ خادم دین ہو گئے ان کی عمریں بڑھتی جاوے گی۔ جو خادم نہیں ہو سکتا وہ بیسے بیل کی مانند ہیں کہ ایک جب چاہے اسے ذبح کر ڈالے۔ اور جو سچے دین سے خادم ہے وہ خدا کا عزیز و مشیر ہے اور اس کی ہاں لینے میں خدا تعالیٰ کو تردد ہو سکتا ہے اس لیے فرمایا: **وَمَا مَنَّا بِشَيْءٍ مِّنَ النَّاسِ فَيَسْتَكْبِرُوا فِي الْأَرْضِ**۔ (احمد ۱۸)۔

۲۶ اگست ۱۹۰۲ء

آپ حج کیوں نہیں کرتے

شیخ ابوسعید خدری میں بناوی کے خلاف احباب انکم کی گزارش اشاعت میں کسی قدر بدلتے شائع ہو چکے ہیں لیکن اشاعت اور ایک نکتہ معرفت کے لیے اتنا اند عرض کرنا ضروری سمجھا ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور جب وہ خط پڑھا گیا، اللہ یا عرض پیش کیا گیا کہ آپ کیوں حج نہیں کرتے؟ تو فرمایا کہ: میرا پہلا کام غنم خریدوں کا قتل اور میلپ کی لکھت ہے۔ ابھی تو میں غنم خریدوں کو قتل کر رہا ہوں بہت سے غنم خریدے ہو چکے ہیں۔ اور اب تک سخت ہاں ابھی باقی ہیں۔ ان سے فرصت اور طاقت تو ہوئے۔ شیخ بناوی صاحب اگر انصاف سے کام لیں، تو آئندہ یہ پالیسی حجاب علیٰ تعلیم ہی پر تیار ہو گئے کیوں شیخ صاحب انٹیکس ہے؟ اپنے غنم خریدوں کو قتل کریں؟

۱۔ الحکمہ ہلدیہ، ۳ فروری ۱۹۰۳ء، ۲۶ اگست ۱۹۰۲ء

بتائیں

سچ کیلئے نہ جانے کی وجہ ایک شخص نے عرض کی کہ منات مولوی اعتراف کرتے ہیں کہ مرزا صاحب سچ کو کیوں نہیں جانتے؟

فرمایا:-

یہ لوگ شرارت کے ساتھ ایسا اعتراف کرتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس سال مدینہ میں رہے مرنے والے دن کا راستہ مدینہ اور مکہ میں تھا اگر آپ نے دس سال میں کوئی سچ نہ کیا۔ حالانکہ آپ سواری و فیرہ کا انتظام کر سکتے تھے۔ لیکن سچ کے واسطے مرنے ہی شرط نہیں کہ انسان کے پاس کافی مال ہو بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ کسی قسم کے فتنہ کا خوف نہ ہو۔ وہیں تک پہنچنے اور اس کے ساتھ سچ ادا کرنے کے وسائل موجود ہوں۔ جب وحشی بیع عمار اس جگہ ہم پر قتل کا فتویٰ لگا رہے ہیں اور گورنمنٹ کا بھی خوف نہیں کرتے تو وہاں یہ لوگ کیا ذکر کریں گے۔ لیکن ان لوگوں کو اس امر سے کیا فرض ہے کہ ہم سچ نہیں کرتے کیا اگر ہم سچ کریں گے تو وہ ہم کو مسلمان سمجھ میں لے گے؟ اور بھاری جماعت میں داخل ہو جائیں گے؟ اچھا یہ تمام مسلمان علماء اہل ایک اقرار نامہ لکھ دیں کہ اگر ہم سچ کر آویں تو وہ سب کے سب ہمارے ہاتھ پر تو یہ کہہ کر بھاری جماعت میں داخل ہو جائیں گے اور ہمارے ٹرید ہو جائیں گے۔ اگر وہ ایسا نہ دیں اور اقرار نامہ طعن کریں تو ہم سچ کر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے واسطے اسباب آسانی کے پیدا کر دے گا مگر آئندہ مولویوں کا فتنہ رونے والی شرارت کے ساتھ اعتراف کرنا اچھا نہیں ہے۔ یہ اعتراف ان کا کام پر نہیں پڑتا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی پڑتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مرنے آخری سال میں سچ کیا تھا۔

فرمایا:-

توکل

توکل کرنے والے اور خدا تعالیٰ کی طرف ٹھکنے والے کسی ضائع نہیں ہوتے۔ جو کوئی صرف اپنی کوششوں میں رہتا ہے اس کو سوائے ذلت کے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہمیشہ سے سنت اللہ ہی ملی آتی ہے کہ جو لوگ دنیا کو چھوڑتے ہیں وہ اس کو پاتے ہیں اور جو اس کے پیچھے دوڑے ہیں وہ اس سے محروم رہتے ہیں جو لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے وہ اگر چند روزہ کرو فریب سے کچھ حاصل بھی کریں تو وہ حاصل ہے کیونکہ اس کو کسوف ناکامی دیکھنی پڑتی ہے۔ اسلام میں عہدہ لوگ وہی گذرے ہیں جنہوں نے دین کے متاخر میں دنیا کی کچھ پروا نہ لی۔ ہندوستان میں قطب الدین اور مسیح الدین خدا کے ولیا گذرے ہیں۔ ان لوگوں نے

نے اس دشمنی پہلے نہ دیکھا تھا اور میں بھی دشمن تھا ان جو ان کی کسی جگہ پر لکھ کر مغفلات ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب (مرتب)

۳۰ اپریل ۱۹۰۳ء

وقت سیر

ایک الہام

فرمایا کہ:-

بجے الہام ہوا اگر اس کا آخری حصہ یہ ہے دوسرے الفاظ یا نہیں رہے ہوا الفاظ
یہ ہیں وہ یہ ہیں خیر و خیر و خیر کہہ۔ اس کا ترجمہ بھی بتلایا گیا اس میں تمام دنیا کی بھلائی ہے۔
رج نہ کرنے پر اعتراض کا جواب
منافعوں کے اس اعتراض پر کہ مرزا صاحب حج
کیوں نہیں کرتے۔ فرمایا:-

کیا وہ یہ چاہتے ہیں کہ جو خدمت خدا تعالیٰ نے اول رکھی ہے اس کو پس انداز کر کے دوسرا کام شروع کر
دیجئے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ عام لوگوں کی خدمات کی طرح معین کی عادت کام کرنے کی نہیں ہوتی۔ وہ خدا تعالیٰ کی
برایت اور رہنمائی سے ہر ایک امر کو بجا لاتے ہیں۔ اگرچہ شرعی تمام احکام پر عمل کرتے ہیں مگر ہر ایک حکم کی تقدیم
و تاخیر الہی ارادہ سے کرتے ہیں۔ اب اگر ہم حج کو بچے جادیں تو گویا اس خدا کے حکم کی مخالفت کرنا ہے نہ تو اسے ٹھہر گئے
اور من اشتطاع الیہ سبیلہ (آل عمران ۹۰) کے بارے میں کتاب حج الکرامہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ
اگر نمانہ کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو حج ساقط ہے۔ حالانکہ اب جو لوگ جاتے ہیں ان کی کئی نذرین فوت
ہوتی ہیں۔ مامورین کا اول فرض تبلیغ ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۴ سال تک میں رہے آپ نے
کتنی دفعہ حج کئے تھے؟ ایک دفعہ بھی نہیں کیا تھا۔

سوال:- کیا قرآن میں کوئی مرتبہ آیت ہے
جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شرع باپ

حضرت عیسیٰ کی بے باپ پیدائش

کہہ پیدا ہوئے تھے؟ فرمایا کہ:-

جواب:- یحییٰ اور عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ کو ایک جامع کرنا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ عیسے یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش
خارق طریق سے ہے ویسے ہی مسیح علیہ السلام کی بھی ہے یہ یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کا حال بیان کر کے یہ کہہ پیدائش کا حال بیان
کیا ہے ترتیب قرآن بھی بتاؤں گے کہ ادنیٰ حالت سے اعلیٰ حالت کی طرف ترقی کی ہے یعنی مقدر مجرب غنائی کی قوت
یحییٰ کی پیدائش میں ہے اس سے بڑھ کر کس کی پیدائش میں ہے۔ اگر اس میں کوئی سمجھنا نہ بات نہ سمجھ تو
لے "یعنی حضرت کریم علیہ السلام بہت ہی بڑے تھے اور ان کی بیوی باجھتی تھی" (الحکم جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۰۷) (درستی مسئلہ)

کھائیں نے ابھی بیت نہ کی تھی۔

خاکسار عزم کرتا ہے کہ مولوی عبدالحکیم صاحب مرحوم کے حضرت صاحب سے تحریر تفصیلات تھے جو غالباً حضرت غلیظہ املائی کے واسطے سے قائم ہوئے تھے۔ مگر مولوی صاحب مرحوم نے بیت کچھ دوسرے بعد کی تھی۔ نیز خاکسار عزم کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالحکیم صاحب جماعت کے بہترین مقررین میں سے تھے۔ اور آواز کی غیر معمولی بلندی اور خوش آہانی کے علاوہ ان کی زبان میں غیر معمولی فصاحت اور طاقت علمی جو سامعین کو مسحور کر لیتی تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد امین صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا۔ احکامات نہیں کیا۔ زکوٰۃ نہیں دی۔ تسبیح نہیں رکھی۔ میرے سامنے غیب میں یہی گواہ کھڑے سے اٹھارہ کیا۔ حدیث نہیں رکھا یا۔ زکوٰۃ نہیں کھائی۔ صرف تہذیب اور ادب پر قبول فرماتے تھے۔ پیروں کی طرح حلیٰ اور خرقہ نہیں رکھا۔ رائج الوقت درود و وظائف و شفا بخشودہ دیکھا۔ گنج مہر شمس۔ درود و تاج۔ حزب المہم۔ دوائے سربانی وغیرہ نہیں پڑھتے تھے۔

خاکسار عزم کرتا ہے کہ حج نہ کرنے کی تو خاص وجوہات تھیں کہ شروع میں آپ کے ثلثی احکام سے انتظام نہیں تھا۔ کیونکہ ساری جائیداد خیرہ اور اہل میں بھانے اور اداس صاحب کے ہاتھ میں تھی اور بعد میں تا یا صاحب کا انتظام آیا۔ اور اس کے بعد حالات ایسے پیدا ہو گئے کہ ایک کتاب جہاد کے کام میں تنہا رہے دوسرے آپ کے لئے حج کا راستہ ہی خودوش تھا تاہم آپ کی خواہش رہتی تھی کہ حج کریں۔ چنانچہ حضرت والدہ صاحبہ نے آپ کے بعد آپ کی طرف سے حج مکہ کر دیا۔ احکامات مہدیت کے زمانہ سے قبل غالباً بیٹھے ہوئے مگر مہدیت کے بعد جو عظمیٰ جہاد اور مدح و معروفت کے نہیں بیٹھے بلکہ کیونکہ یہ نیکیاں احکامات سے مقدم ہیں۔ اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دی۔ کہ آپ کسی صاحب نصاب نہیں ہوئے۔ البتہ حضرت والدہ صاحبہ زیور زکوٰۃ دیتی رہی ہیں۔ اور تسبیح اور رکعت وظائف وغیرہ کے آپ قائل ہی نہیں تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد امین صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کی آنکھوں میں مائی اوپیا تھا۔ اسی وجہ سے پہلی رات کا چاند نہ دیکھ سکتے تھے۔ مگر نزدیک سے آؤ تو رنگ بالیک حدوں بھی پڑھ لیتے تھے۔ اور عینک کی حاجت محسوس نہیں کی۔ اور دائرۃ آنکھوں کی یہ حالت

حقیقۃ الہی

۲۲۰

بعض امور حق کے جواب

اس الہام الہی کے ساتھ ایسا دل قوی ہو گیا کہ جیسے ایک سخت درونک زخم کسی مرہم سے ایک دم میں اچھا ہو جاتا ہے۔ درحقیقت یہ امر بار بار آزمایا گیا ہے کہ وہی الہامی دلی تسلی دینے کے لئے ایک ذاتی خاصیت ہے اور جڑ سے اس خاصیت کی دو یقین ہی جو وحی الہی پر ہو جاتا ہے۔ افسوس ان لوگوں کے کیسے الہام ہیں کہ باوجود دعویٰ الہام کے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ہمارے الہام قطعی امور ہیں نہ معلوم یہ شیطان ہیں یا رحمانی ایسے الہاموں کا ضرر ان کے نفع سے زیادہ ہے مگر میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر۔ اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔ خدا کا کلام یقین کرتا ہوں کیونکہ اس کے ساتھ الہی چمک اور نور دیکھتا ہوں اور اس کے ساتھ خدا کی قدرتوں کے نمونے پاتا ہوں۔ غرض جب مجھ کو یہ الہام ہوا کہ الیس اللہ بکاف عبدہ تو میں نے اسی وقت سمجھ لیا کہ خدا مجھے منافع نہیں کرے گا۔ تب میں نے ایک ہندو کھتری ملاو اعلیٰ نام کو جو ساکن قادیان ہی اور ابھی تک زندہ ہے وہ الہام لکھ کر دیا اور سارا قصداً اسکو سنایا اور اس کو امر سر بھیجا کہ تاجیک مولوی محمد شریف کلا نوری کی معرفت اسکو کسی گیمینہ میں کھدو اگر وہ مہربنہ کر لے آوے اور میں نے اس ہندو کو اس کام کیلئے محض اس غرض سے اختیار کیا کہ تا وہ اس عظیم الشان پیشگوئی کا گواہ ہو جائے اور تا مولوی محمد شریف بھی گواہ ہو جاوے۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف کے ذریعے سے وہ انگشتی بصرف (اللس بکاف) مبلغ پانچ روپیہ طیار ہو کر میرے پاس پہنچ گئی جو اب تک میرے پاس موجود ہے جس کا نشان یہ ہے یہ اس زمانہ میں الہام ہوا تھا جبکہ ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار ہمارے والد صاحب کی محض ایک مختصر آمدنی پر منحصر تھا اور بیرونی لوگوں میں سولیک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا اور میں ایک گناہم انسان تھا جو قادیان جیسے ویران گاؤں میں زاویہ گناہی میں پڑا ہوا تھا۔ پھر بعد اسکے خدا نے اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دنیا کو میری طرف رجوع فرمادیا اور ایسی متواتر فتوحات سے

مالی مدد کی کہ جس کا شکریہ بیان کرنے کیلئے میرے پاس الفاظ نہیں مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر بھی اُمید نہ تھی کہ دس روپیہ ماہوار بھی آئیں گے مگر خدا تعالیٰ جو غریبوں کو خاک میں سے اٹھاتا اور مشکبندوں کو خاک میں ملاتا ہے اُسی نے ایسی میری دستگیری کی کہ جس اُمید نہ تھی کہ وہاں کر بستک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے اور شاید اس سے زیادہ ہو اور اس آمدنی کو اس خیال کر لینا چاہیے کہ سالہا سال سے صرف لکھ خانہ کا ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار تک خرچ ہو جاتا ہے یعنی اوسط کے حساب سے اور دوسری شاخیں مصارف کی یعنی مدرسہ وغیرہ اور کتابوں کی چھپوائی اس سے الگ ہے۔ پس دیکھنا چاہیے کہ یہ پیش گوئی یعنی ایسے اشد بکاف عہدہ کس صفائی اور قوت اور شان سے پوری ہوئی۔ کیا یہ کسی مغتری کا کام ہے یا شیطانی وساوس ہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ اس خدا کا کام ہے جس کے ہاتھ میں عزت اور ذلت اور ادبار اور اقبال ہے۔ اگر میرے اس بیان کا اعتبار نہ ہو تو برس کی ڈاک کے سرکاری رجسٹروں کو دیکھو۔ تا معنوم ہو کہ کس قدر آمدنی کا دروازہ اس تمام مدت میں کھولا گیا ہے حالانکہ یہ آمدنی صرف ڈاک کے ذریعہ تک محدود نہیں رہی۔ بلکہ ہزار ہا روپیہ کی آمدنی اس طرح ہی ہوتی ہے کہ لوگ خود قادیان میں آکر دیتے ہیں اور نیز ایسی آمدنی جو لافانی میں لوٹ بھیجے جاتے ہیں۔

۲۳۔ تیسرا نشان۔ ڈپٹی حیدر اللہ آفتم کی نسبت پیش گوئی ہے جو بہت صفائی سے پوری ہو گئی ہے اور یہ دراصل دو پیش گوئیاں تھیں۔ اول یہ کہ وہ پندرہ چھینے کے اندر عوایا لگا دوں گی یہ کہ اگر وہ اپنے کلام سے باز آجائے گا جو اُس نے شائع کیا کہ نعوذ باللہ آنحضرت

چھ سالہ ساگر چمنی آئندہ دن کے ذریعہ ہزار ہا روپے اکٹھے ہیں۔ مگر اُس سے زیادہ وہ ہیں جو وہ مجلس لوگوں نے آکر دئے اور جو خطوط کے اندر نوٹ آئے اور بعض مجلسوں نے نوٹ یا سونا اس طرح بھیجا جو اپنا نام بھی ظاہر نہیں کیا اور مجھے اب تک معلوم نہیں کہ ان کے نام کیا گئے ہیں۔ منہ

ضمیمہ برائے حصہ

۳۲۱

حصہ

۱۵۳

وَلَوْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نُنَاقِشُ
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
 إِذَا أَعْتَرَا مِنْ مَوْحِشِي وَأَعْبَرَا
 جِبَالِي كَأَنَّهُ بَرْدٌ لِيَا
 وَقَالُوا كَذُوبٌ كَاذِبٌ يَتَّبِعُ الْهَوَى
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
 فَضَاعَتْ عَلَيْنَا الْأَرْضُ مِنْ شَوْحِزِهِمْ
 بِرَأْسِ الْكَعْبَةِ ثَرَاتٌ مِنْ زَيْمٍ
 فَلَمْ يَفْنِ عَنْهُمْ مَكْرَهُمْ عَيْنِ اشْرَقَتْ
 بِرَأْسِ الْكَعْبَةِ ثَرَاتٌ مِنْ زَيْمٍ
 رَجَعْنَا وَقَدْ رَدَّتْ إِلَيْهِمْ وَأَحْمَ
 بِرَأْسِ الْكَعْبَةِ ثَرَاتٌ مِنْ زَيْمٍ
 مِنَ الْهَفْظِ وَالشُّحْنِ وَهَذُونَ كَلَامُ
 كَيْنَهِ أَدِثْنِي سَمِمْ دَهْ بَكَا
 وَأَصْلُ التَّنَازُعِ وَالتَّخَالُفِ بَيْنَنَا
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ

وَلَوْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نُنَاقِشُ
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
 إِذَا أَعْتَرَا مِنْ مَوْحِشِي وَأَعْبَرَا
 جِبَالِي كَأَنَّهُ بَرْدٌ لِيَا
 وَقَالُوا كَذُوبٌ كَاذِبٌ يَتَّبِعُ الْهَوَى
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
 فَضَاعَتْ عَلَيْنَا الْأَرْضُ مِنْ شَوْحِزِهِمْ
 بِرَأْسِ الْكَعْبَةِ ثَرَاتٌ مِنْ زَيْمٍ
 فَلَمْ يَفْنِ عَنْهُمْ مَكْرَهُمْ عَيْنِ اشْرَقَتْ
 بِرَأْسِ الْكَعْبَةِ ثَرَاتٌ مِنْ زَيْمٍ
 رَجَعْنَا وَقَدْ رَدَّتْ إِلَيْهِمْ وَأَحْمَ
 بِرَأْسِ الْكَعْبَةِ ثَرَاتٌ مِنْ زَيْمٍ
 مِنَ الْهَفْظِ وَالشُّحْنِ وَهَذُونَ كَلَامُ
 كَيْنَهِ أَدِثْنِي سَمِمْ دَهْ بَكَا
 وَأَصْلُ التَّنَازُعِ وَالتَّخَالُفِ بَيْنَنَا
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ

۱۔ اصل التنازع فی جنتی علیہ السلام اعنی فی اللہ جل ہوئی تو میت تذکر اور واضح ہو تو تذکر
 ۲۔ قال اللہ تعالیٰ یا عیسیٰ انی متوفیک وراخک الی قدیم التوفی علی الروح کما انتم تقرؤن فخذنا
 حکم اللہ۔ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فلا تخط ہم الکافرین۔ ولا یبغی الیحدان تجزوت
 کلام اللہ عن مواضعها ولقد لعن اللہ المعرفین کما انتم تعلمون۔ ثم الشاهد الثالث قوله تعالیٰ
 خلقتا تو فیتبغی فیلو لیقوم یتبدرون۔ ثم الشاهد الثالث من القرآن قوله تعالیٰ وما محمد
 الا رسول قد خلت من قبله الرسل فبأی حدیث بعداؤہ مؤمنون۔ ولقد رآی عیسیٰ نبینا
 علی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج فی الاموات ثم انتم تکفرون۔ منہ

لہ آل عمران ۶۶، لہ آل عمران ۱۵۵

۱۸۹۶ھ ”اَللّٰهُمَّ فِیْ رَوْحِیْ اَنْ اَكْتُبَ هَذَہُ الْمَكْتُوبَ فِی الْعَرَبِیَّةِ وَ اَتَرْجِمَہُ بِالْفَارَسِیَّةِ وَ اَزْجِیَ النَّوَاطِرَ فِی النَّوَاصِرِ الْاَصْلِیَّةِ وَ اَوْصِیَ الشَّیْخَ بِاَلْاَسْرِ الْاِسْلَامِیَّةِ لِیَكُوْنُ بَلَاغًا تَامًا لِلنَّاسِ الْعَالَمِیْنَ“ (انجام آتم صفحہ ۷۷۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۷۷)

۱۸۹۶ھ ”يَا اَحْمَدُیْ اَنْتَ مُرَادِیْ وَ مَحَبِّیْ۔ یَحْمَدُكَ اللّٰهُ مِنْ عَزِیْزِہِ“ (انجام آتم صفحہ ۷۷۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۷۷)

۱۸۹۶ھ ”اَنْتَ عَلِیُّیْ الَّذِیْ لَا یُضَاعُ وَ قَسْمُہُ۔ کَسْمُكَ ذُرَّ لَا یُضَاعُ۔ جَوْرِیُّ اللّٰهِ فِی حُلُکِی الْاَنْبِیَاءِ“ (انجام آتم صفحہ ۷۷۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۷۷)

۱۸۹۶ھ ”اِنِّیْ مُرْسَلُکَ اِلٰی قَوْمٍ مُّخِیْدِیْنَ۔ وَ اِنِّیْ جَائِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔ وَ اِنِّیْ مُسْتَخْلَفُکَ اِنْ کَرَامَا لِمَا جَرَتْ سُلُکِی فِی الْاَوَّلِیْنَ“ (انجام آتم صفحہ ۷۷۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۷۷)

۱۸۹۶ھ ”اِنَّکَ اَنْتَ وَ بَعِی الْمَسِیْہُ اَبْنُ مَرْجَدَہِ۔ وَ اُرْسِلْتَ لِیَقِیَّةَ مَا وَعَدَ مِنْ قَبْلِ رَبِّکَ الْاَوَّلُ۔ اِنَّ وَعْدَہُ کَانَ مَعْمُوْلًا وَ هُوَ اَصْدَقُ الْقَادِرِیْنَ“ (انجام آتم صفحہ ۸۰۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۸۰)

۱۔ ترجمہ از قرب، میرے دل میں ڈال گیا کہ میں اس کتاب کو عربی زبان میں لکھوں اور فارسی میں اس کا ترجمہ کروں، اور اس طرح دیکھنے والوں کو حقہ، سبزہ زاروں میں پھراؤں اور تبلیغ کو اسلامی زبانوں میں پھیلاؤں تاکہ ابا جان حق کے لئے تبلیغ مزید کمال پہنچے جائے۔

۲۔ یعنی مکتوب شکر کتاب انجام آتم صفحہ ۷۷-۷۸ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۷۷-۷۸ (قرب)

۳۔ ترجمہ از قرب، اے میرے محمد! تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ عرش پر سے تیری تعریف کر رہا ہے۔ ۴۔ ترجمہ از قرب، تو میری ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جاتا۔ تیرے جیسا مراقب ضائع نہیں کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرستادہ نبیوں کے پاس میں۔

۵۔ ترجمہ از قرب، میں تجھے ایک مخلص قوم کی طرف بھیجتا ہوں۔ اور میں تجھے لوگوں کا امام بناتا ہوں۔ اور میں تجھے اکرام سے مخلص مقرر کرتا ہوں جیسا کہ پہلے لوگوں میں میری شہرت رہی ہے۔

۶۔ ترجمہ از قرب، تو میری طرف سے مسیح ابن مریم ہے۔ اور اس لئے بھیجا گیا ہے کہ تادہ جو وعدہ تیرے رب اکرم

معلوم سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ اَللّٰهُ حَافِظُهُ۔ عِبَادَةُ اللّٰهِ حَافِظُهُ۔ تَعَمُّدُ بَرَكَاتِهِ
وَرِثَا تِلْكَ لَمَّا يَنْظُرُونَ۔ اَللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ۔ بِخَيْرٍ فَوَلَّكَكَ مِنْ
دُوْنِهِ اَرْسَمًا اَلْكُفْرَ۔ زِدْ تَحْتَ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰی۔ يَتَعَمَّقُ اَللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنٍ يَنْتَعِنُ
لِنَفْسِهِ عِظَمُهُ۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَكَ غَلِيْبَةً اَنَا وَرُسُلِيْ۔ لَا مَسْذِلَ لِكَلِمَاتِهِ۔ اَنْتَ مَعِيْنَ وَاَنَا
مَعَكَ۔ خَلَقْتَ لَكَ لَيْلًا وَنَهَارًا۔ اَفَمَنْ مَّا شِئْتَ قِيًا قَدْ عَصَرْتَ لَكَ۔ اَنْتَ وَسَيِّفِيْ
يَسْزِلُوْهُ لَا يَعْلَمُهَا الْخَلْقُ۔ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنَّ اَصْحَابَ الْكُفْبِ وَالزَّيْلِيْمِ كَانُوْا مِنْ اَيَاتِنَا
عَجَبًا۔ كَلَّ اللّٰهُ عَجَبِيْبٌ۔ عَمَّنْ يُّؤْمِرُهُوْ فِيْ غَايِنٍ۔ هُوَ الَّذِيْ يُنْزِلُ الْفَيْثُ مِنْ بَعْدِ
مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ اَلَمْ تَرَ مَا تَوْحَا تَعْمَلُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مَّادِيْقِيْنَ۔ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنَّ لَهُمْ
قِيَّةً مَّرِيْمِيْزِيْ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔ اَلَيْسَ بِصَفَةِ الْكَلْمِ الْعَلِيْبُ۔ مَسْلَامًا عَلٰی اِيْرَاحِيْمَ
مَّوْافِيْنًا وَتَعْمِيْنًا مِّنَ الْفَتْرِ۔ تَعْمُوْا تَابِيَّةً اِلَيْكَ۔ قَاتِلِيْهِ وَادِيْنَ مَّوْافِيْنًا مِّنْ

(الرحمن نمبر ۱ صفحہ ۱۹۹ و ۲۰۰ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ۔ روحانی خزائن جلد ۷، صفحہ ۲۵۸ تا ۲۵۹)

ترجمہ :- اے احمد! خدا نے تجھ میں برکت ڈالی۔ اُس نے تجھے قرآن سکھایا تو اُن لوگوں کو ڈرا دے جن کے
باپ دادے نہیں ڈرائے گئے۔ اور تاکہ تمہاروں کی راہ گم نہ جائے یعنی معلوم ہو جائے کہ کون کون قرم ہے کہ کسے
کریسکے پر خدا کا حکم نازل ہوا ہے اور میں تمام مومنوں سے پہلا ہوں۔ وہ خدا جس نے اپنے فرستادہ کو بھیجا اس
دوامر کے ساتھ اُسے بھیجا ہے ایک تو یہ کہ میں کو محبت ہدایت سے مشورت فرمایا ہے..... اور دین اہل حلال کیا گیا
ہے..... کہ وہ اسلام کی خوبی اور فوقیت ہر ایک پہلو سے تمام مذاہب پر ثابت کر دے..... اور تم ایک گروہ کے
کنا رہ رہتے۔ خدا نے تمہیں اس سے نجات دی۔ اور یہ ابتداء سے مستدر تھا۔ خدا کی باتوں کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ اور وہ
ہنسی کرنے والوں کے لئے کافی ہو گا۔ یہ تمام کاروبار خدا کی رحمت سے ہے۔ وہ اپنی رحمت پر کسی پروردی کرے گا۔
تاکہ لوگوں کے لئے نشان ہو۔ اُن کو کہ دے کہ اگر خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو اُو میری پیروی کرو خدا بھی تم سے
محبت رکھے۔ اور اُن کو کہ دے کہ میری سچائی پر خدا کی گواہی ہے پس کیا تم خدا کی گواہی قبول کرتے ہو یا نہیں۔
اور اُن کو کہ دے کہ تم اپنی جگہ پر کام کرو اور میں اپنی جگہ پر کرتا ہوں پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ خدا کس کے ساتھ ہے
خدا نے تمہیں فرمایا ہے کہ تم پر رحم کرے اور اگر تمہیں خود میرا پروردی خود میرے لئے اور سچائی کے خلاف جوش
کے زندان میں رہیں گے۔ جب کہ یہ لوگ ڈراتے ہیں۔ تو تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے۔ میں نے یہ تمام سچائی رکھ
خدا عرش پر سے میری تعریف کر رہا ہے۔ تمہیں میری تعریف کتنے اور تمہیں پروردی بھیجتے ہیں۔ لوگ چاہتے ہیں کہ خدا
کے نور کو اپنے نور کی چھوٹوں سے بچا دیں مگر خدا اُس نور کو نہیں چھوڑے گا جب تک نور اُن کے لئے اگر یہ شخص
کراہت کریں۔ بہتر عقرب اُن کے دلوں میں موجب ڈالیں گے۔ جیسے خدا کی مدد اور فتح آئے گی اور زمانہ ہماری طرف
رجوع کرے گا کہ تمہیں بتائے گا کہ کیا یہ سچ مذاہب کا تمہیں سمجھا اور کہتے ہیں کہ یہ صرف بناوٹ ہے۔ اُن کو کہ دے

يُكَلِّمُكَ الصِّدْقَ وَيُخَسِّرُ الْفَاسِدُونَ. أَقْسَمُ صَلَوةً لِيذْكَرْنِي. أَنْتَ مَعْنَى وَأَنْتَ عَدَدُ
سِرِّكَ يَزِيدُ. وَأَمَّا عَدَدُكَ وَذَكَرُكَ الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ. وَوَعَدْنَاكَ وَكَرَّكَ بِمُؤْتَمَرِكَ
مِنْ دُونِهِ. أَيْتَهُ الْكُفْرُ. لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَى. غَرَسْتُ لَكَ سِدْرِي رَحْمَتِي
وَقَدَّرْتَنِي. لَنْ يَحْتَلَّ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا. يَنْصَرُّكَ اللَّهُ فِي مَوَاقِنَ.
كَتَبَ اللَّهُ لَأَخْلِقَ أَتَا وَرَسُولِي. لَا مَبْدَلَ لِكَلِمَاتِهِ. اللَّهُ الَّذِي جَعَلَكَ الْمَسِيحَ
ابْنَ مَرْيَمَ. قُلْ هَذَا فَضْلُ رَبِّي وَإِنِّي أَجِدُ نَفْسِي مِنْ مُدْرِبِ الْخَطَابِ.
يَا عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا
إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ. نَظَرْتُ اللَّهُ إِلَيْكَ مَعْطَرًا. وَقَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا
قَالَ إِنِّي أَغْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ. وَقَالُوا كِتَابٌ مُبِينٌ مِنَ الْكُفْرِ وَالْكَذِبِ. قُلْ
نَعَالُوا سَدْعَ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَرِيسَاءَنَا وَرِيسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَكُمْ شَرَّ
تَبْنِيهِمْ فَتَجْعَلُ قُلُوبَهُ عَلَى الْكَافِرِينَ. سَلَامٌ عَلَيَّ إِنَّمَا هِيَ صَلَاتُهُ وَ
تَجَنُّبُهُ مِنَ الْفِتْنَةِ. تَقَرَّرْ تَابِذَ الْبَلَاءِ. يَا دَاوُدَ عَامِلُ الْبَالِاسِ رَفَعًا وَاسْتَأْنَسَ وَتَوَكَّلْ
وَأَنَا رَاضٍ بِفَلَاحِكَ. وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ. تَلَذُّوا بِأَيَاتِي وَكُلُوا مِنْهَا يَسْتَهْزِئُونَ.

اور تیرا کام تجھے حاصل ہو جائے گا۔ اس دن حق آئے گا اور سچ کھولا جائے گا۔ اور جو کُفر میں ہیں ان کا کُفر ظاہر ہو جائے گا۔ میری یا د میں نماز کو قائم کر۔ تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ تیرا عید میرا عید ہے۔ تم نے تیرا وہ ہوجہ اتار دیا جس نے تیری کمر توڑ دی۔ اور تیرے ذکر کو ہم نے بلند کیا۔ تجھے خدا کے سوا اوروں سے ڈراتے ہیں۔ یہ کُفر کے پیشوا ہیں۔ امت ڈر غلبہ تم پر ہے۔ میں نے اپنی رحمت اور قدرت کے درخت تیرے لئے اپنے ہاتھ سے لگائے۔ خدا ہرگز ایسا نہیں کہ اسے گا کہ کافروں کا مومنوں پر کچھ الزام ہو۔ خدا تجھے کئی میدانوں میں فتح دے گا۔ خدا کا یکتا دیم نوشتہ ہے کہ میں اور میرے رسول قاب رہیں گے۔ اس کے کلموں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ وہ خدا جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا کہ تیرے خدا کا افضل ہے اور میں تو کسی خطاب کو نہیں چاہتا۔ اُسے عیسیٰ ایسے تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اور جسے تابعداروں کو تیرے مخالفوں پر قیامت تک فلبہ بخشوں گا۔ خدا نے تیرے پر خوشبودا نظر کیا اور لوگوں نے دوں میں کہ اسے خدا ایک تو ایسے مُفسد کو اپنا خلیفہ بنائے گا۔ خدا نے کہا کہ جو کہ میں جانتا ہوں تمیں معلوم نہیں۔ اور لوگوں نے کہا کہ یہ کتاب کُفر اور کذب سے بھری ہوئی ہے۔ ان کو کہہ دے کہ اؤ ہم اور تم اپنے بیٹوں اور مردوں اور عزیزوں سمیت ایک جگہ اکٹھے ہوں پھر سابلہ کریں اور کھوٹوں پر لعنت بھیجیں۔ تیرا ہم یعنی اس عاجز پر سلام ہم نے اس سے دلی دوستی کی اور غم سے نجات دی۔ یہ ہمارا ہی کام تھا جو ہم نے کیا۔ اُسے داؤد اور لوگوں سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاملہ کر۔ کوئی حالت میں غم سے لگا کہ میں تجھ سے راضی ہوں گا۔ اؤ خدا تجھ کو لوگوں کے

نصوة الحق

۷۳

خلافت چاہیں گے کہ اس سلسلہ میں ناکامی رہے اور لوگ اس طرف رجوع نہ کریں اور نہ قبول کریں پر ہم چاہیں گے کہ لوگ رجوع کریں۔ آخر ہمارا ہی ارادہ پورا ہوگا۔ اور لوگوں کا اس طرف رجوع ہو جائیگا اور وہ قبول کرتے جائیں گے (۲) دوسری پیشگوئیوں میں یہ خبر دی گئی ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ تعدد سے مالی امداد بھی جائیگی اور وہ دوسرے خطوط آئیں گے اور اس قدر تواتر اور کثرت سے آئے پہنچیں گی کہ جن راہوں سے وہ مالی مدد آئی وہ ٹھہری ہو جائیں گی۔ (۳) تیسری پیشگوئی یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ اس قدر لوگ ارادت اور اعتقاد سے قلیان میں آئیں گے کہ جن راہوں سے وہ آئیں گے وہ ٹھہری ہو جائیں گی (۴) چوتھی پیشگوئی یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ لوگ تیرے ہلاک اور تباہ کرنے کے لئے کوشش کریں گے مگر ہم تیرے محافظ میں گئے (۵) پانچویں پیشگوئی یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ میں تجھے شہرت دے گا۔ اور تو دور و نزدیک مشہور ہو جائیگا اور تیری مدد کی جائے گی۔ (۶) چھٹی پیشگوئی یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ اس قدر لوگ کثرت سے آئیں گے کہ قریب ہے کہ تو تھک جائے یا یا باعث کثرت اور حامی ہیں تو بظہری کو (۷) ساتویں پیشگوئی یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ بہت سے لوگ اپنے اپنے وطنوں سے تیرے پاس قلیان میں ہجرت کوئے آئیں گے اور تمہارے گھروں کے کسی حصہ میں رہیں گے وہ اصحاب العقہ کہلائیں گے۔

یہ سات پیشگوئیاں میں جن کی خبر ان کلمات وحی الہی میں دی گئی ہے۔ اور ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اس زمانہ میں یہ ساتوں پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں۔ کیونکہ علماء اور پیرانہوں نے کفر کے فتوے تیار کر کے اور طرح طرح کے منصوبے تراش کر کے ناخون تک زور لگایا کہ ہماری طرف کوئی رجوع نہ کرے اور حیا کو بلائے طاق رکھ کر خدا تعالیٰ سے جنگ کیا اور کوئی حقیقت کو اور فریب اور دھوکہ دینے کا اٹھا نہ رکھا۔ اور بعض نے میری نسبت جھوٹی خبریں کہیں تاکسی طرح گونڈت کو ہی لغو فتنہ کریں اور بعض نے جاہل مسلمانوں کو افروختہ کیا تا وہ دیکھتے رہیں مگر آخر کار وہ سب نامراد رہے اور یہ پورا زمین میں پھنسی نہ سکا اور ایک جہت کی

ازالہ دہام

۲۱۱

حصہ اول

قسمیں کھا کر کما کر یہی وجہاں معبود ہے تو کیا اس کے وہاں معبود ہونے میں کچھ شک رہ گیا ہے۔ اب ابن صیاد کا حال سمجھئے کہ اس کا انجام کیا ہوا۔ سو یہ مسلم کی حدیث سے واضح ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ عن ابی سعید الخدری قال سمعت ابن صیاد اذ قال من قال لی ما لقیتم من الناس یزعمون انی الدجال الممت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انہ لا یرد لد وقد ولد لی الیس قد قلل وھو کافر وانا مسلم قد قلل لایدخل المدینۃ ولا مکۃ وقد اقبلت من المدینۃ وانا ارید مکۃ اور ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ میں نے بھراہی ابن صیاد کے بھنرم کے سفر کیا تب اس سفر میں ابن صیاد نے مجھ کو کھا کر لوگوں کی یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کی ان باتوں سے مجھے ہمت ایذا پہنچتی ہے کہ وہ خیال کرتے ہیں کہ وہاں معبود میں ہی ہیں اور تم کہتے ہو کہ اصل حقیقت اس کے برخلاف ہے تو نے سنا ہو گا کہ رسول اللہ ﷺ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ وہاں اولاد رہے اور میں صاحب اولاد ہوں اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ جبال کافر ہو گا اور میں مسلمان ہوں اور فرمایا تھا کہ وہ جبال مدینہ اور مکہ میں داخل نہیں ہو سکیگا اور میں مدینہ سے تو آیا ہوں اور مکہ کی طرف چلا جاتا ہوں۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ یہ کیسا عجیب معاملہ ہے کہ بعض صحابہ و قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ ابن صیاد ہی وہ جبال ہے اور صحابہ میں برعایت جابر لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کے قسم کھانے پر کہ وہاں معبود ہی شخص ہے خاموشی اختیار کر کے اپنی رائے ظاہر کر دی کہ وہ حقیقت وہاں معبود ابن صیاد ہی تھا اور صحیح مسلم میں ابن صیاد کا مشرف باسلام ہوا

ابن صیاد کا یہ بیان کہ لوگ مجھے وہاں معبود سمجھتے ہیں معذرت میں بات یہ ہے کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اس کو وہاں معبود سمجھتے تھے نہ کہ وہاں اور وہاں اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کلامی طور پر اجماع ہو گیا تھا کہ ابن صیاد ہی وہاں معبود ہے۔ منہ

وذرء هذا إيمان بعض العلماء وإما صاحب الانسان الكامل عبد الكريم
 یہ تو بعض علماء کا قول ہے مگر صاحب کتاب انسان کامل عبد الکرم نے
 الذي هو من المتصوفين فبلغ الامر الى النهاية وقال ان التثليث
 جو متصوفین میں سے ہے اس بارے میں مدعی بھی کر دی اور کہا کہ تثلیث
 بعينه حق ولا حرج فيه وان عيسى كذا وكذا ابل اشارة الى انه ليس
 ایک منہ کے روئے حق ہے اور اس میں کچھ حرج نہیں اور عیسیٰ ایسا جو اود ایسا جو ملک اس طرف اشارہ کر دیا کہ
 بمخلوق ومنهم من اعتدى في كذبه وقال بسم الله الاب والابن و
 وہ خدا تعالیٰ کی مخلوق میں سے نہیں جو اود بعض آدمی جو مخلوق بننے میں بہت بڑھ گئے اور یہ کہ کلمہ بسم اللہ الاب والابن
 روح القدس كذلك ايد والفرية ونصرها وكان الكذب في اول الامر
 روح القدس اسی طرح انہوں نے جوہر کی تائید کی اور جوہر کو مدد دی اور جوہر پہلے پہلے تو
 قليلا ثم من جاء بعد كاذب الحق بكذبه كذا با آخر حتى ارتفعت
 منہ تصور اتفاقاً ہر شخص ایک جوہر کے بعد آیا اس نے کچھ اپنی طرف سے بھی پہلے جوہر پر زیادہ کیا یہاں تک کہ جوہر کا
 عمارة الكذب وجعل ابن عجوة ابن الله وبعد ذلك جعل الله العلمين
 عمارت بہت اونچی ہو گئی اور ایک بڑھیا عورت کا بچہ خدا کا بیٹا بنایا اور پھر خدا کر کے مانا گیا خبردار ہر کہ
 الا لعنة الله على الكاذبين ان عيسى الانبياء كاذبين وان
 جوہروں پر خدا کی لعنت ہے۔ عیسیٰ صوف اور بیسول کی طرح ایک نبی خدا کا ہے اور وہ
 هو الا خادم شريعة النبي المعصوم الذي حرم الله عليه المراضع حتى
 اس نبی معصوم کی شریعت کا ایک خادم ہے جس پر تمام دودھ پلانے والی حرام کی گئی تھیں یہاں تک کہ
 اقبل على ثدي امه وكلمه ربه على طور سينين جعله من المحبوبين هذا هو موسى
 اپنی ماں کی چھاتیوں تک پہنچا یا گیا اور اس کا خدا کوہ سینا میں اس کو حکام ہو اور اس کے پیڑا بنایا یہ وہی موسیٰ
 (وَالْحَقُّ أَنَّهُ) كَلَّمَ اللَّهُ صَاحِبَهُ جِبِلَّ وَكَلَّمَ الشَّيْطَانُ عِيسَى عَلَى جِبِلِّ فَأَنْظُرَ الْفَرْقَ بَيْنَهُمَا كَيْفَ كُنْتَ مِنَ الْبَاطِلِ
 خدا ایک پہاڑ پر موسیٰ سے حکام ہوا اور ایک پہاڑ پر شیطان عیسیٰ سے حکام ہوا اس میں دووں تو تم کے
 حکام میں خود کو اگر غور کرنے کا مادہ ہے۔

فتی اللہ الذی اشار اللہ فی کتابہ الی حیاتہ و فرض علینا ان نومن
مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بت ایمان لاویں
انہ حیٌ فی السماء ولم یَمُتْ وَلیس من المیتین۔

کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مردوں میں سے نہیں۔

و اما نزول علیہ من السماء فقد اثبتنا بطلانہ فی کتابنا الحماۃ
مگر یہ بات کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہوئے سو ہم نے اس خیال کا باطل ہونا اپنی کتاب محضر البشری
و خلاصتہ انا لا نجد فی القرآن شیئاً فی هذا الباب من غیر خبر و فاتہ
میں بخوبی ثابت کر دیا جو اور خدا صراحتاً کہ ہم قرآن میں بغیر وفات حضرت عیسیٰ کے کو کچھ ذکر نہیں پاتے اور
الذی نجد ہا فی مقامات كثيرة من الفرقان الحمید نعم جاء لفظ النزول
وفات کا ذکر نہ ایک جگہ بلکہ کئی مقامات میں پاتے ہیں ہاں بعض احادیث میں نزول کا

فی بعض الاحادیث و لکنہ لفظ قد کثر استعمالہ فی لسان العرب
لفظ آیا ہو لیکن وہ لفظ ایسا ہے کہ زبان عرب میں اکثر استعمال اس کے

على نزول المسافرین اذ انزلوا من بلدة ببلدة او من ملک بملک
مسافروں کے حق میں ہے جب وہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں وارد ہوں اور یا ایک ملک سے دوسرے
متغیر بین و النزول هو المسافر کما لا ینحی علی العالمین۔
ملک میں سفر کر کے آویں اور نزول تو مسافر کو ہی کہتے ہیں جیسا کہ جلفظہ والوں پر پوشیدہ نہیں۔

و اما لفظ التوفی الذی یوجد فی القرآن فی حق المسیح و غیرہ
مگر توفی کا لفظ جو قرآن میں حضرت مسیح اور دوسروں کے حق میں پایا جاتا ہے سو اس میں بغیر معنی مانے کے
من بنی آدم فلا سبیل فیہ الی تاویل اخری بغیر الاماتۃ و اخذنا
اور کوئی تاویل نہیں ہو سکتی اور یہ معنی مارنے کے ہم نے

معناه من النبی ومن اجل الصحابة لا من عند انفسنا و انت تعلم
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس کے بزرگ صحابہ سے لئے ہیں یہ نہیں کہ اپنی طرف سے گھرے ہیں اور تو جانتا ہو کہ

السماء، وانت تعلم ان جسمه العنصرى مدفون فى المدينة، فما معنى هذا الحديث الا الحياة الروحانية والرفع الروحانى الذى هو سنة الله بأصفيائه بعد ما توفاهم، كما قال عز وجل: يا أيها النفس المطمئنة، ارجى الى ربك، وما معنى قول ارجى الى ربك الا المعنى الذى يفهم من قول رافعتك الى: فان الرجوع الى الله راضية مرضية والرفع الى الله امر واحد، وقد جرت عادة الله تعالى انه يرفع اليه عباده الصالحين، بعد موتهم ويؤويهم فى السموات بحسب مراتبهم؛ ولاجل ذلك لقي نبينا صلى الله عليه وسلم كل نبى خلا من قبله فى ليلة المعراج فى السموات فوجد آدم فى السماء الدنيا ووجد عيسى وابن خالته يحيى فى السماء الثانية ووجد موسى فى السماء الخامسة. وهذه الاحاديث صحيحة تجدها فى البخارى وغيره من الصحاح؛ ثم الذين لا يريدون الحق يتعاضون وينسون رفع الانبياء كلهم ويعصرون على حياة عيسى ورفعه، ويفرّون حديث المعراج ثم ينسونه ويضيعون أعمارهم غافلين.

أعيسى حى ومات المصطفى؛ تلك اذا قسمة فيلزي اعدا لوا هو أثرب للتقوى. واذا اثبت ان الانبياء كلهم أحياء فى السموات، فأى خصوصية ثابتة لحياة المسيح، أهو يأكل ويشرب وهم لا يأكلون ولا يشربون؟ بل حياة كليهم الله ثابت بنص القرآن الكريم؛ ألا تقرء فى القرآن ما قال الله تعالى وعز وجل: فلا تكن فى مريبة من لقاءه؛ وانت تعلم ان هذه الآية نزلت فى موسى فهى دليل صريح على حيات موسى عليه السلام؛ لانه لقي رسول الله صلى الله عليه وسلم والاموات لا يلاقون الاحياء، ولا تهم مثل هذه الآيات فى شأن عيسى عليه السلام؛ نعم

سرمد چشم آریہ

۵۱

مقدمہ

ہوتا ہے مگر کبھی مدتوں اور برسوں کے بعد ایک قسم کی نباتات اس میں پیدا ہو جاتی ہے جو نباتات
 شیریں اور لذیذ ہوتی ہے اب جس شعر نے اس نبات کو کبھی نہ دیکھا ہو اور معمولی قدیمی غنمی کو
 دیکھنا آیا ہو بے شک وہ اس نبات کو ایک امر بیضی کی نفیض سمجھے گا ایسا ہی بعض دوسری
 نوع کی چیزوں میں بھی دور دراز عرصہ کے بعد کوئی نہ کوئی خاصہ نادر ظہور میں آ جاتا ہے کچھ
 تنویر اور صاف گزرا ہے کہ منظر گڑھ میں ایک ایسا بکرا پیدا ہوا کہ جو بکریوں کی طرح دودھ دیتا
 تھا جب اس کا شرمی بہت چر چا پھیلا تو میکاف صاحب ڈپٹی کمشنر منظر گڑھ کو بھی اطلاع
 ہوئی تو انہوں نے یہ ایک عجیب امر قلائد قدرت کے برخلاف سمجھ کر وہ بکرا اپنے ٹوبرو
 مستلایا چنا چنہ فوہ بکرا جب ان کے ٹوبرو دو گایا تو شاید قریب ڈیڑھ سیر دودھ کے
 اس نے دیا اور پھر وہ بکرا حکم صاحب ڈپٹی کمشنر بجانب خانہ لاہور میں بھیجا گیا تب ایک شاعر
 نے اس پر ایک شعر بھی بنایا اور وہ یہ ہے۔ منظر گڑھ جہاں پر ہے مکاف صاحب عالی بہ
 یہاں تک فضیل باری ہے کہ بکرا دودھ دیتا ہے نہ اسکے بعد تین مہینے اور ثقہ اور محرز آدمی نے
 میرے پاس بیان کیا کہ ہم نے چشم خود چند مردوں کو گوردنوں کی طرح دودھ دیتے دیکھا ہے
 بلکہ ایک نے ان میں سے کہا کہ امیر علی نام ایک سید کا لڑکا ہمارے گاؤں میں اپنے باپ کے
 دودھ سے ہی پرورش پایا تھا کیونکہ اس کی ماں مر گئی تھی۔ ایسا ہی بعض لوگوں کا تجربہ ہو سکتا
 ریشم کے کیرٹے کی مادہ ہے نر کے اندسے دیدیتی ہیں اور ان میں سے بچے نکلتے ہیں۔ بعض نے
 یہ بھی دیکھا کہ چوڑا تھی خشک سے پیدا ہوتا جس کا آدھا دھڑ تو مٹی جی اور آدھا چوڑا بن گیا۔
 حکیم فاضل قرشی یا شاید علامہ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ ایک بیمار ہم نے دیکھا جس کا لالہ ماؤت
 ہو کر ہو گیا تھا پھر کان کے نیچے ایک ناسود سا پیدا ہو گیا جو آخر وہ سوراخ سے ہو گئے تھے
 سوراخ کی راہ سے وہ برابر نکل لیتا تھا گویا خدا نے اس کے لئے دوسرا کان عطا کیا۔ ان دونوں
 طبیعوں میں سے ایک نے ناسود غالباً قرشی نے خود اپنی اڈی میں سوراخ ہو کر اور پھر اس سے
 مدت تک برازیئے پاخانہ نکلتے رہنا تحریر کیا ہے۔ جلیقینوس سے سوال کیا گیا کہ کیا کبھی

۴۹۶

۱۳ جون ۱۹۰۵ء

فدا آسمانی کے آئینہ میں سب کچھ ہے
ایک شخص بیمار تھے کہ واسطے آیا اس کے
مصلحت کا ذکر تھا۔ مندرجہ بالا

فدا آسمانی کے نزدیک کوئی بات انسانی نہیں ہے۔ یہ مصلحت کا لڑکا محمد اسماعیل صحت یار دعا دیکھا کرتے
ہوئے تھا ہرگز نہیں سمجھتا تھا کہ اللہ ہمارا

سَلَامٌ قَوْلًا قَمِيصٌ غَرِيبٌ رَحْمَتٌ

پر فدا کا دم ہے کہ میں اس سے نہیں سنا یا سر سے خالی ہے اور ہونے موت فدا کی ہوتی ہے فدا
اس کا کہ میرا نہیں کہتا اگر کسی جہاں کوئی بچہ پڑھا ہے لکھ دیکھ پڑھا ہے میں نے لکھ دیکھا ہے۔ وہاں کو فدا آسمانی اپنا نام لکھ
میں پل جیسا ہے اور نمبرہ خالی کرتا ہے۔ وہاں کو فدا لکھ دیکھ پڑھا ہے میں نے لکھ دیکھا ہے۔ وہاں کو فدا لکھ دیکھ پڑھا ہے
فدا میرے جہاں میں پڑھا ہے اور وہ جہاں نے لکھ دیکھا ہے کہ یہ بہت عرصہ ہے کہ جہاں لکھ دیکھ پڑھا ہے
یہ بہت عرصہ ہے کہ میں نے فدا آسمانی کے لکھ دیکھا ہے کہ یہ بہت عرصہ ہے کہ میں نے فدا آسمانی کے لکھ دیکھا ہے
یہ بہت عرصہ ہے کہ میں نے فدا آسمانی کے لکھ دیکھا ہے کہ یہ بہت عرصہ ہے کہ میں نے فدا آسمانی کے لکھ دیکھا ہے
یہ بہت عرصہ ہے کہ میں نے فدا آسمانی کے لکھ دیکھا ہے کہ یہ بہت عرصہ ہے کہ میں نے فدا آسمانی کے لکھ دیکھا ہے

هُوَ الشَّافِعِي

قلب اور معالجات کا تذکرہ تھا۔ فرمایا :

یہ سب نفی باتیں ہیں۔ علاج وہی ہے جو فدا آسمانی اللہ ہی انڈر کرتا ہے جو دیکھ کر کہتا ہے کہ یہ علاج نفی ہے
وہ اپنے مرتبہ اور حیثیت سے آگے بڑھ کر قدم رکھتا ہے۔ جتنا آگے بڑھتا ہے کہ میرے پاس ایک دھڑا ایک دھڑا
آیا میں نے بعد کچھ ملاقات کے حکم لگایا کہ یہ ایک بہت کم عمر ملے گا۔ تین سو سال کے بعد میں نے
اس کو زندہ پایا۔

بعض اور کو سن لیا جس کے ساتھ مناسبت ہوتی ہے۔ اسی بیماری میں ایک کے واسطے ایک دعا سنید
پڑتی ہے اور دوسرے کے واسطے دوسری پڑھتی ہے جب بڑے دن ہوں تو عرض کرتا ہوں میں نہیں آتا۔ اور اگر میں
بمیر ہو گیا ہوتا تو یہ علاج نہیں سوجھتا اسی واسطے مسلمان صیغہ صلی علیہ وسلم کے عادت ہوئے تو انہوں نے ہرگز
میں ایک بات عرض کی۔ تین سو سال کے وقت سُبْحَانَكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ اِنَّكَ مَعَهُ عِلْمٌ اِنَّكَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (ایضاً ۳۳) لکھا کرتا تھا

مقدمہ

۵۶

مرکز چشم آریہ

اس جگہ اس بات کا جواب دینا بھی مناسب ہے کہ اگر سب اُمید تو ان میں ازلیہ وابدیہ میں داخل ہیں یعنی پہلے ہی سے بندھے ہوئے چلے آتے ہیں تو پھر معجزات کی باتیں ہیں سو جاننا چاہیے کہ بیشک یہ تو صحیح ہے کہ تو ان میں ازلیہ وابدیہ سے یا ان کو کہ خدا نے تعالیٰ کے انہی ارادہ اور ان کے تقاضا و قدر سے کوئی چیز باہر نہیں گوہم اُس پر اطلاع پادیں یا نہ پادیں۔ جف القلم بجاہو کائن مگر اسی عادت الہیہ نے جو دوسرے لفظوں میں قانونِ قدرت سے موسوم ہو سکتی ہے۔ بعض چیزوں کے ظہور کو بعض کے ساتھ مشروط کر رکھا ہے پس جو امور ازلی ابدی ارادہ نے متعین کی وہ ماضی اور انکی برکاتِ انفس اور انکی توجہ اور انکی عقدِ محبت اور ان کے اقبالِ اِیم سے وابستہ کر رکھے ہیں اور ان کے تغیرات اور اتہالات پر مترب کی جاتی ہیں وہ امور جب انہیں شرائط اور انہیں رسائل سے ظہور میں آتے ہیں تب ان امور کو اُس خاص حالت میں معجزہ یا کرامت یا نشان یا خارقِ عادت کہنام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس جگہ خارقِ عادت کے لفظ سے اس شعبہ میں نہیں پڑنا چاہیے کہ وہ کونسا امر ہے جو عادت الہیہ سے باہر ہے کیونکہ اس عمل میں خارقِ عادت کے قول سے ایک مفہوم اضافی مراد ہے یعنی یوں تو عادات ازلیہ وابدیہ خدا نے کریم علی شانہ سے کوئی چیز باہر نہیں مگر اُس کی عادات جو سخی آدم سے تعلق رکھتی ہیں۔ دو طور کی ہیں ایک عاداتِ عامہ جو ہر پویش اسباب ہو کر سب پر مشروط ہو جاتی ہیں دوسری عاداتِ خاصہ جو متوسط اسباب اور بالاتر متوسط اسباب خاص ان کوئی سے تعلق رکھتی ہیں جو اُسکی محبت اور رضا میں کمی جاتی ہیں یعنی جب انسان علیٰ خدا نے تعالیٰ کی طرف انقطاع کر کے اپنی عادات بشریہ کو استغناء حق کے لئے تبدیل کر دیتا ہے تو خدا نے تعالیٰ اُسکی اُس حالتِ مبدلہ کے موافق ان کے ساتھ ایک خاص معاملہ کرتا ہے جو دوسروں سے نہیں کرتا یہ خاص معاملہ نسبتی طور پر گویا خارقِ عادت ہے جسکی حقیقت انہیں پرکھتی ہے جو عنایتِ الہی سے اُس طرف کھینچے جائیں۔

جب انسان اپنی بشری عادتوں کو جو اُس میں اور اُس کے رب میں حاصل ہیں شوقِ توصل الہی میں توڑتا ہے تو خدا نے تعالیٰ بھی اپنی عام عادتوں کو اُس کے لئے توڑ دیتا ہے یہ توڑنا بھی عادات

سرچشمہ آریہ

۵۸

مقدمہ

ازلیہ میں سے ہے کوئی مستحدث نہیں ہے جو مورد اعتراض ہو سکے گویا قدیم قانون حضرت احدیت
 جل شانہ اسی طور پر چلا آتا ہے کہ جیسے جیسے انسان کا بھروسہ خدا کے تعالیٰ پر بڑھتا ہے ایسا ہی
 اُس طرف سے الوہیت کی قدر توں کی چھکار اور اُس کی کڑیں زیادہ سے زیادہ اُسپر پڑتی ہیں اور
 جیسے جیسے اُس طرف سے ایک پاک اور کامل تعلق ہوتا جاتا ہے ایسا ہی اُس طرف سے بھی کامل
 اور لطیف برکتیں ظاہر و باطن پر اُترتی ہیں اور جیسی جیسی محبت الہی کی موجیں عاشق صادق
 کے دل سے اٹھتی ہیں ایسا ہی اُس طرف سے بھی ایک نہایت عارفانہ شغاف دریا سے محبت کا
 زور شور سے چھوٹتا ہے اور اثر و کِ طرح اُس کو اپنے اندر گھیر لیتا ہے اور اپنے الہی زور کھینچ کر
 کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے اور جیسا یہ امر صاف صاف ہے ایسا ہی ہمارے نیچر کے مطابق بھی
 ہے ہم تم بھی جیسے جیسے دوستی اور محبت اور اخلاص میں بڑھتے ہیں تو اُس دو طرفہ مغناطیس کی
 یہی نشانی ہوا کرتی ہے کہ دونوں طرف سے آثار و قیوس و اتحاد و یگانگت کے ظاہر ہوں نہ صرف ایک
 طرف سے ہو بلکہ دوسرے طرف سے دوست کے ساتھ عوام الناس کا نسبت معاملہ خارقِ عادت رکھتا
 ہے جب انسان اپنی پہلی زندگی کی نسبت ایک ایسی نئی زندگی حاصل کرنا ہے جسکو نسبتی طور پر ذاتی
 عبادت کہہ سکتے ہیں تو اُس دم سے وہی قدیم غذا اپنی تجلیاتِ نادرہ کے رُوحاً ایک نیا خدا اُسکے
 لئے ہو جاتا ہے اور وہ عادتیں اُس کے ساتھ طور میں لاتا ہے جو پہلی زندگی کی حالت میں کبھی خیالی
 میں ہی نہیں آتی تھیں۔ خلق کی کل میں سے عبادتِ تقدیرِ حرکت میں آتی ہیں انسان کی تبدیل یافتہ
 روح ہے اور وہ بھی تبدیلی میں تنگ آتا رہنا یاں دکھاتی ہے کہ بعض اوقات ایک ایسے طور سے چھور
 محبت دلی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور عشق الہی کے پُر زور جذبات اور صدق و یقین کی سخت کششیں
 ایسے مقام پر انسان کو پہنچا دیتی ہیں کہ اُس عجیب حالت میں اگر وہ آگ میں ڈالا جائے تو اُس پر کچھ
 اثر نہیں کر سکتی اگر وہ شیر توں اور بھڑائیوں اور دیکھوں کے آگے پھینک دیا جائے تو وہ اُس کو
 نقصان نہیں پہنچا سکتے کیونکہ اُس وقت وہ صدق اور عشق کے کامل اور قوی تجلیات سے بشریت
 کے خواص کو پہنچا کر کچھ اور ہو جاتا ہے اور جس طرح لوہے کے ظاہر و باطن پاک مستوی ہو کر

۱۵۷

نہ صرف ظاہری نظر سے کامل طور پر دیکھا بلکہ باطنی نظر سے بھی دیکھا اور وہ تمام پاک کلمات جو عربی میں لکھے تھے جن کو ہر ایک سمجھ نہیں سکتا وہ ہم نے پڑھے اور ان سے نہایت پاک نتائج نکالے۔
 سچے سچے کام سے پہلے کسی کو نصیب نہیں رہا اس وقت تک کہ جہاں تائی رہنے کی یہی حکمت تھی کہ وہ پکارے
 وہ خدا کا شکر تھا۔

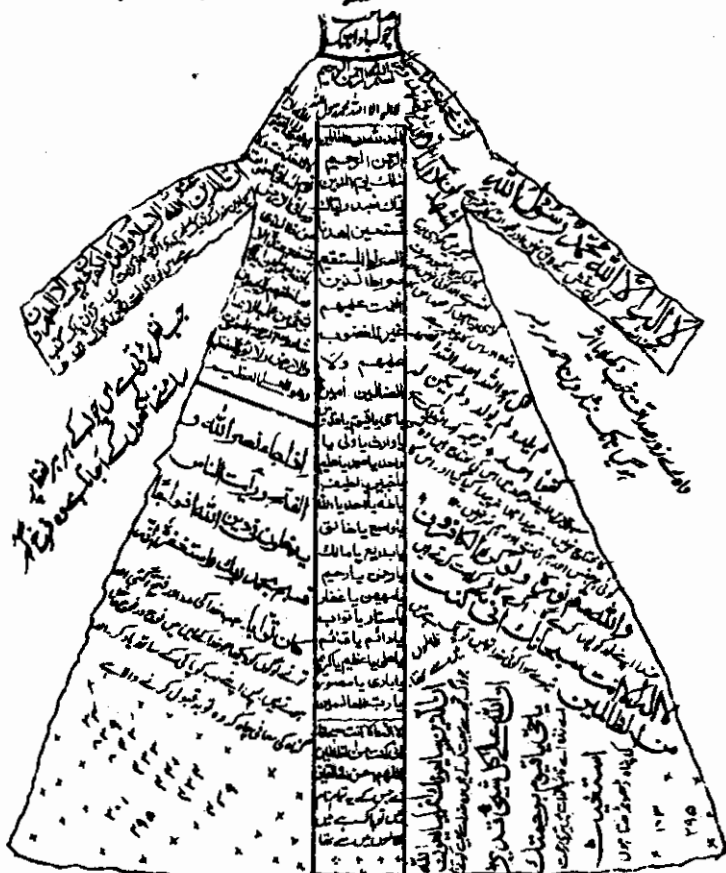
بعض لوگ گنہگار کے جسم کو سمجھ کر اس میں ایمان قبول کریں گے کہ یہ جو لہر آسمان سے نازل
 رہا ہے اور خدا نے اس کو اپنے ہاتھ سے کسا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی بے انتہا قدرتوں پر
 فکر کر کے کہ تعجب کی بات نہیں کیونکہ اس کی قدرتوں کی کسی نے حد بدست نہیں کی کون انسان
 کہہ سکتا ہے کہ خدا کی قدریں صرف اتنی ہی ہیں اس سے آگے نہیں پہنچے کہ وہ ہر ایک کی ایمان
 تو ان لوگوں کے ہیں جو حق کی نیچری یا بد مذہب کے نام سے مروج ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ باہر
 صاحب کو قرآنی آیات الہامی طور پر معلوم ہو گئے ہوں اور ان دنوں دینی سے کچھ گئے ہوں۔
 لہذا جو یہ آیات ماریت اور صحت و لکھن اللہ تعالیٰ سب فضل خدا تعالیٰ کے نازل کیا
 کیا ہو کیونکہ قرآن آسمان سے نازل ہوا ہے اور ہر ایک الہام آسمان سے ہی نازل ہوتا ہے
 دین اسلام حقیقت یہاں ہے اور اس کی بنیاد میں خدا تعالیٰ نے سب سے بڑے عجائبات دکھائے ہیں اگرچہ
 اس غیب الخیب کا وہ اس آگ سے بھی زیادہ مخفی ہے جو پتھروں اور ہر ایک جسم میں پوشیدہ ہے
 مگر ہم کبھی کبھی اس دھند کی دنیا پر چکر لگاتی رہتی ہے ہر ایک چیز میں مغربی آگ جوتی ہے
 مگر وہیں میں خدا تعالیٰ نے دینی ذات کی شناخت کی ایک آگ رکھی ہے۔ جب کسی بے انتہا
 مددگار کی حقیقت سے وہ آگ ہر ایک کی عقل سے تڑپا کر دیتی ہے وہ غیر مرنی ذات نظر
 آجاتی ہے اور وہ منہ ہی بلکہ جو لوگ اس کو چھو کر دل سے ڈھونڈتے ہیں اور جو انہیں ایک
 نہایت دھوکہ پیاس کے ساتھ اس کے آستانہ کی طرف دھکتے ہیں۔ ان کو وہ باطنی قدر طلب
 ضرور پوچھتا ہے جس نے اپنے قیاسی انکسوں سے خدا تعالیٰ کی کیا آواز سنی ہے کیا پہچانے؟
 حقیقت یہ کہ جاننے والے وہی ہیں جن پر خدا تعالیٰ نے آپ اللہ کے لہجہ پر ظاہر کر دیا ہے

۳۷

لہ الاظہار ۱۸۱

۱۷۲

کہاں ہیں جو بھرتیش لفت کا دم [] لہاغت سے مرکوبنا کر قدم
ادھرائیں دیکھیں یہ تصویر سچہ یہی پالہ چولہ جہاں گیر ہے



دیکھو اپنے دل کو کس کس صدق نگاہ گیا + وہ بہادر تھانہ رکھتا تھا کسی دشمن سے ڈر

میں جگ گیا اور زمین کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ میں تو صرف ظالم ہوں اور ان شتمتوں سے بڑی ہوں جو مجھ پر رکھی جاتی ہیں۔ پس میں نے اس کو ایک تھوڑا سا اور کسر فرمایا کہ رانا آدمی پایا۔

(نورالحق حصہ اول صفحہ ۳۱ - روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۶، ۵۷)

(ب) "غدا کی عجیب بات" اس سے جو مجھے ملی ہیں، ایک یہ بھی ہے جو میں نے میں بیداری میں جو کشتی بیداری کھلائی ہے، یسوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے اور اس سے باتیں کر کے اس کے اصل دعویٰ اور تعلیم کا حال دریافت کیا ہے۔ یہ ایک بڑی بات ہے جو توبہ کے لائق ہے کہ حضرت یسوع مسیح ان چند مقامات سے ہو کفارہ اور شریعت اور انجیل سے ایسے متفرق پائے جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری افتراء جو ان پر کر گیا ہے۔ وہ یہی ہے۔

یہ مٹاؤ کی شہادت ہے دلیل نہیں ہے بلکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی طالب حق تیرت کی صفائی سے ایک مدت تک میرے پاس رہے اور وہ حضرت یسوع کو کشتی حالت میں دیکھنا چاہے تو میری توبہ اور دعا کی برکت سے وہ ان کو دیکھ سکتا ہے۔ ان سے باتیں بھی کر سکتا ہے اور ان کی نسبت ان سے گواہی بھی لے سکتا ہے کہ وہ کون ہیں وہ شخص ہوں جس کی طرح میں بڑوں کے طور پر یسوع مسیح کی روح نکوت کرتی ہے۔ (تقریر صفحہ ۲۱ - روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۷۴، ۷۵)

۱۸۹۳ء

"وَرَأَيْتُهُ مَرَّةً أُخْرَى قَائِمًا عَلَى عَصَاةٍ بَالِيَةٍ وَفِي يَدِهِ قِزَازٌ مِثْلُ كَسِيئَةٍ فَأُلْقِيْتُ فِي قَلْبِي أَنَّ رَيْفًا أَتَمَّ اسْتِغْنَاءً عَنَّا يُجِيبُهُنَّ اللَّهُ وَيُحْيِيَهُنَّ وَبَيِّنَاتٍ صَرَائِبَ قُرْبِهِمْ عِنْدَ اللَّهِ فَهَرَأْتُهَا قِيَادَةً أَخِيرًا مَكْتُوبٌ بِسْمِ اللَّهِ تَعَالَى فِي صُرْتِ بَيْتِي عِنْدَ رَبِّي۔

هُوَ مِثْلِي يَسْتَنْزِلُ تَوَجُّهِي وَتَعْبُودِي فَكَذَلِكَ أَنَّنِي عَرَفْتُ بَيْنَ النَّاسِ۔

(ترجمہ) اور ایک مرتبہ میں نے اس کو دیکھا کہ یہ سکرور ورازہ کی دہلیز پر کھڑا ہے اور ایک کاغذ خط کی طرح اس کے ہاتھ میں ہے۔ سو میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس خط میں ان لوگوں کے نام درج ہیں کہ جو خدا تعالیٰ کو دوست رکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ انہیں دوست رکھتا ہے اور اس میں ان کے ان مراتب قرب کا بیان ہے جو خدا تعالیٰ ان کو حاصل ہیں۔ پس میں نے اس خط کو پڑھا، سو کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے آخر میں میرے ترجمہ کی نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ لکھا ہوا ہے کہ وہ مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تعزیر اور تقرب وہ لوگوں میں مشہور کیا جائے گا۔

(نورالحق حصہ اول صفحہ ۳۱ - ۳۲ - روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۷)

۱۸۹۳ء

(الف) "فَالْعَقُّ الَّذِي آوَأَنَا الْعَقُّ الْحَكِيمُ وَأَنْبَأَنَا الْغَيْثُ الْغَلِيظُ هُوَ أَنَّ حُرْبَةَ الْمَسِيحِ الْمَوْعُودِ سَوَاءٌ لَّا أَرْضِيَّتُهُ وَمَا زَانَتْهُ كَلْمًا بِالنَّظَرِ وَدَحَايَتُهُ لَّا بِالسَّلَاحِ

لے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو۔ (مرتب)

۵۲۱

کیا فائدہ؟ کیا ان کی تعلیم کا اثر اسی زمانہ تک محدود تھا یا اب بھی ہے؟ اور اگر ہے تو کہاں اور کس ملک میں؟

انہوں نے آتا ہے اگر میں اب آبادوں تو وہ تو اسی قوم کو پہچان بھی نہ سکیں۔ ہم ان سے محبت نہ کھتے ہیں بلکہ ہم تو آپ محبت نہیں رکھتے ہوں گے کیونکہ آپ کو ان کی خبر نہیں۔ ہم نے تو ان کو بار بار دیکھا ہے بلکہ ہم تو جانتے ہیں کہ اب بھی خود آپ لوگوں کے گھر میں ہی تو رہتے ہیں، اختلاف ہے بعض ایسے فرختے میاںوں میں اب بھی موجود ہیں جو حضرت مہدیؑ کے خدائیں جانتے بلکہ صرف ایک بزرگوار ہی جانتے ہیں۔ اور قرآن شریف سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ جب گھر میں ہی اختلاف ہے تو کیوں وہ راہ ترک نہیں کی جاتی جو کہ بالاتفاق خطرناک ثابت ہو چکی ہے۔ باقی رہا یہ کہ اب دنیا میں کیا ہوگا سوائے کے متعلق ہم صرف اتنا کہ دنیا کافی کھتے ہیں کہ دنیا اپنی اسی موجودہ حالت پر نہیں رہے گی بلکہ اس میں ایک عظیم ارتقاء و تغیر اور انقلاب واقع ہوگا۔

سوال :- مسیح کو آپ نے کس طور سے دیکھا ہے۔ آیا جملہ رنگ میں دیکھا ہے؟

جواب :- فرمایا کہ :-

ہاں جملہ رنگ میں اور میں حالت بیداری میں دیکھا ہے۔

سوال :- ہم نے بھی مسیح کو دیکھا ہے اور دیکھتے ہیں مگر وہ روحانی رنگ میں ہے۔ کیا آپ نے بھی اسی طرح دیکھا ہے میں طرح ہم دیکھتے ہیں۔

جواب :- میں نے ان کو روحانی رنگ میں دیکھا ہے اور بیداری میں دیکھا ہے۔

اسی تقریر کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا کہ :-

ان کے واسطے چاہئے تیرے لہذا ان کو چاہئے چلائی جاوے

اور اسی طرح سے جلد برخواست ہوا۔ اگر زندگی نے حضرت اقدس کا بہت بہت شکر ادا کیا اور کچھ کھا نا اور چاہئے پینے کے بعد مدرسہ کو دیکھتے ہوئے جہاں ایک طالب علم نے اس کا سر بخور علی شاہ نے سورۃ مریم کی چند ابتدائی آیات نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر سنائیں کیونکہ اس وقت ان کی قرآن شریف کی گنجی تھی۔ قرآن شریف شکر و خوش ہوئے اور پھر ہمارے چلے گئے۔

کہا کہ ان کے میرے بیٹے ہوئے انہوں نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب سے ایک سوال کیا کہ مرزا صاحب کی وفات کے بعد کیا ہوگا؟ جبکہ جواب مفتی صاحب عموماً نے لیا کہ آپ کی وفات کے بعد وہ ہوگا جیسا کہ لکھا ہوگا اور جو ہمیشہ انبیاء کی موت کے بعد ہوا کرتا ہے۔ (داعلم جلد ۱۲، نمبر ۲۷، صفحہ ۴۵۱، ۱۰ اپریل ۱۳۸۵ء)

میں بھائی عبداللہ صاحب کو جانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تھا کہ یہ مذہب ہے کہ تم یہاں ہی خود را
بیٹھنا ہے۔ تمہاری آپ سے بھی قدیم ہیں۔ سید فضل شاہ صاحب کہتے تھے کہ اس دن سے
جیسے سچ لیا کہ ہمارا ان سے مقابلہ نہیں یہ ہم سے آگے ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جیوت
سید فضل شاہ صاحب نے یہ روایت بیان کی اس وقت میں عبداللہ صاحب سنوڑی بھی پاس
بیٹھے تھے۔ اور دیکھنا کہ ان کی آنکھیں پڑ گئیں۔

(۸۸) بسم اللہ الرحمن الرحیم بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوڑی نے کہ حضرت
صاحب نے ۱۱۸۸ھ میں ارادہ فرمایا تھا کہ قادیان سے باہر جا کر کہیں چلے گئی فرمائیں گے۔
اور جس دستان کی سیر بھی کر سیکے چنانچہ آپ نے ارادہ فرمایا کہ سو جان پور ضلع گورداسپور
میں جا کر ظلوٹ میں رہیں۔ اوسا کے شلق حضور نے ایک اپنے لٹکھا ہوا پوسٹ کارٹ
بھی مجھے روانہ فرمایا۔ جیسے عرض کیا کہ مجھے بھی اس سفر اور ہندوستان کے سفر میں حضور
ساتھ رکھیں۔ حضور نے منظور فرمایا۔ مگر میرے حضور کو سفر سو جان پور کے متعلق بالہام تھا کہ
تہاری عقدہ کشائی ہو شیار پور میں ہوگی۔ چنانچہ آپ نے سو جان پور جاننا کہ ارادہ ترک کر دیا
اور ہوشیار پور جانے کا ارادہ کر لیا۔ جب آپ ماہ جنوری ۱۱۸۸ھ میں ہوشیار پور جانے
لگے تو مجھے خط لکھ کر حضور نے قادیان بلالیا۔ اور فتح جہری رئیس ہوشیار پور کو خط لکھا کہ
میں دعاء کیوں اسطے ہوشیار پور آنا چاہتا ہوں کسی ایسے مکان کا انتظام کروں جو شہر
کے ایک کنارہ پر ہو اور اس میں بالا خانہ بھی ہو فتح جہری نے انہما ایک مکان جو طویل کے
نام سے مشہور تھا خالی کر دیا۔ حضور پہلی میں بیٹھ کر دریا یا اس کے راستہ شریف لے گئے
میں اور فتح جہری اور فتح غلام ساتھ تھے میاں عبداللہ صاحب کہتے تھے کہ فتح غلام
رسو پور قسمل ٹانڈہ ضلع ہوشیار پور کا بچہ والا تھا اور حضور کا بڑا مقتد تھا کہ بعد
میں مولوی محمد حسین بٹانوی کے اثر کے نیچے تہذیب ہو گیا۔ حضور جب دریا پر پہنچے تو چونکہ
کھٹی تک پہنچنے کے رستہ میں کھو جاتی تھا۔ اسلئے مارچ نے حضور کو اٹھا کر کھٹی میں بٹھایا
جہر حضور نے اسے ایک روپیہ اقام دیا۔ دیا میں جب کھٹی میں ہی تھی۔ حضور نے
مجھ سے خطاب ہو کر فرمایا کہ میاں عبداللہ کال کی محبت اس سفر کو کی طرح ہے جس میں

آکر ان کو لکھا ہوا ہے کوئی ورق ہو یا دیں۔ چنانچہ میان عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ ہر
 موموں کے متعلق الہامات بھی اسی چل میں ہوئے تھے۔ اور بعد ہند کے ہوشیار پور سے
 ہی آپ نے اس پیگنوٹی کا اعلان فرمایا تھا انکسار مرض کرتا ہے ملاحظہ ہوا شہناز افروز
 (۱۹۹۷ء) جب پالیس دن گذر گئے تو پھر آپ صاحب اعلان میں دن اور رات ٹھہرے۔
 ان دنوں میں کئی لوگوں نے دعویٰ کیا کہ اور کئی لوگ مذہبی تہا دلہ نیا رات کے لئے آئے
 اور باہر سے حضور کے پرانے ملنے والے لوگ بھی جہاں آئے۔ اپنی دونوں میں مری دوسرے
 آپ کا مباحثہ ہوا۔ جو سرور چشم آریہ میں درختا ہے۔ جب دو چھینے کی مدت پوری ہو گئی تو حضور
 صاحب پالیس ہی راستہ سے نمازین روانہ ہوئے۔ ہوٹلیا ہوئے سے باغ پھر میل کے
 فاصلہ پر ایک بزرگ کی قبر ہے جہاں کچھ باہر سالگہ ہوا تھا۔ وہاں پہنچ کر حضور سٹوڑی پر
 سے لئے پہلی سے اتر آئے اور فرمایا یہ عمدہ بار بار جگہ ہے۔ یہاں حضور کی درخیز جانے میں
 اسکے بعد حضور قبر کی طرف تشریف لیگے۔ میں بھی پیچھے ساتھ ہو گیا۔ اور شیخ غامد علی
 اور فتح خان جلی کے پاس دے آپ مقبرہ پر پہنچ کر اس کا دروازہ کھول کر اندر گئے اور قبر
 کے سرانے کمرے ہو کر دھاکیلے لٹھ اٹھائے اور حضور کی درتک دعا فرماتے رہے پھر وہاں
 آئے اور جگہ سے مخاطب ہو کر فرمایا جب بنے دعا کیلئے لٹھ اٹھائے تو جس بزرگ کی یہ قبر وہ
 قبر سے نکل کر دفن ہو کر میرے سامنے بیٹھ گئے۔ اور اگر آپ ساتھ نہ ہوتے تو میں ان سے
 باہیں بھی کر لیتا۔ ان کی آنکھیں موٹی موٹی ہیں۔ اور رنگ سا قفلا ہے پھر کہا کہ دیکھو اگر یہاں
 کوئی مجاہد ہے تو اس سے اسکے حالات پوچھیں۔ چنانچہ حضور نے مجاور سے دریافت کیا۔
 اسنے کہا میں ان کو خود نہیں دیکھا کیونکہ ان کی وفات کو قریباً ایک سو سال گذر گیا
 ہے۔ ہاں اچھا آپ یا فاداسے مناسبت ہے کہ یہ اس مقام کے بڑے بزرگ تھے۔ اور اس
 مقام میں ان کا بہت بڑا مقبرہ حضور نے پوچھا ان کا مدبر کیا تھا؟ وہ کہنے لگا کہ سلسلہ سناوہ
 رنگ تھا اور موٹی موٹی آنکھیں تھیں۔ پھر برہان سے روانہ ہو کر کادیان پہنچ گئے۔
 فاکر نے میان عبداللہ صاحب سے دریافت کیا کہ حضرت صاحب اس غلطی کے نشانہ میں
 کیا کرتے تھے اور کس طرح عبادت کرتے تھے؟ مہل عبداللہ صاحب نے جواب دیا کہ یہ حکم ملتا نہیں

حصہ اول

۱۴۷

ازالہ اوہام

دعویٰ کیا ہے کہ اس سے بڑھ کر اور معنی نہیں ہو سکتے بلکہ وہ تو مستحق ہونا مقابیل کو سوال بخدا کرتے رہے ہیں۔

مگر یہ بھی بخون طلبا ہر کہنے ہیں کہ اس پیش گوئی کو صرف اسی انفاق تک محدود رکھنے میں لائی گئی ہے مشکلات میں قلیل ماس کے بخون آسان سے آجے مدد اعتراض پہلے اسی سے اتر رہے ہیں ان مشکلات میں پڑنے کی ضرورت ہی کیا ہے اور ہمیں ماس مانت کی کیا حاجت ہے کہ دین مریم کو آسان سے آتارا جائے اور ان کا بھوکے ہلکے ہونا بخون کیا جائے اور ان کی اس تسلی پر حقیقت کی بجائے کہ مسما شخص مانت کہے اور وہ جیتے تھے ہی نہیں اور اور دو مسما شخص ان کے زور و لوگوں سے وعت امامت و خلافت لے اور وہ بدیدہ حسرت دیکھتے رہیں اور اعدا مسلمین بن کر اپنی نبوت کا دم نہ مار سکیں اور ہم اس قریب الشک بلکہ سراپا شرک سے بھرے ہوئے کلمے کو کہیں منہ سے بولیں کہ وہ تال کا چشم خدا ہے تعالیٰ کی طرح اپنے اقتدار سے مردوں کو زندہ کرے گا اور صریح صریح خدا کی علامتیں دکھلا دے گا اور کوئی ایسے یہ نہیں کہے گا کہ اسے ایک چشم خدا پہلے تو اپنی آنکھ درست کر لیا وہ تو حیدر جو اسلام نے ہمیں سکھائی ہے ایسی قدرت کسی مخلوق میں نفاذ کرتی ہے کیا اسلام کو ان اہلیات باتوں کو اپنے پیروں کے نیچے کھل نہیں دیا؟ عجیب بات ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک خود تبال بھی گویا ایک حصہ خدا کی کار کشت ہے اور کہتے ہیں کہ اس خرقا پیدا کرنے والا تبال ہی ہے۔ پھر جبکہ وہ تبال عیسیٰ و محبت اور خالق ہی ہے تو اس کے خدا ہونے میں کس کی گنجی؟ اور اس گنہ سے کی یہ تعریف کرتے ہیں کہ وہ مشرق و مغرب میں ایک روز میں سر کر کے گامگر ہمارے نزدیک منس ہے کہ وہ تبال سے مراد با اقبال قومیں ہوں اور گرد صاف کا یہی مل ہو جو مشرق اور مغرب کے ملکوں میں ہزار ہا کوسوں تک پلتے دیکھتے ہو۔ پھر سچ کے بارہ میں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ کیا طبی اور فلسفی لوگ اس خیال پر نہیں منہیں گے کہ جبکہ ہمیں باہر دنیا کی فٹ تک زمین سے لوہر کی طرف جانا موت کا موجب ہے تو حضرت مسیح اس جسم منصری کے ساتھ

آسمان تک کہ جو بحر پہنچ گئے اور کیا یہ حوالہ فعل کے لئے مستثنیٰ کی جگہ نہیں ہوگی کہ علیہ اول اور اخیر کے اختلاف کی وجہ یہ بیان کی جائے کہ تغیر عمر کے بعد کے علیہ میں فرق آگیا ہوگا۔

ایک اور بات ہمارے علم کے لئے غور کے لائق ہے کہ ماہرین میں حوالہ ایک دوسرے کے لئے نہیں بلکہ بہت سے دلائل کے ہیں اور لیکچر دجال عیسیٰ کی شکل بہت رنگ و نقشہ و شکل کے یہ بات آسانی سمجھ سکتی ہے کہ عیسیٰ کے لفظ سے مثیل عیسیٰ مراد ہونا چاہیے اس ہماری بات کو وہ حدیث اور بھی تائید دیتی ہے جو مثیل مصطفیٰ کی نسبت ایک ہیہ شگونئی ہے جس کو دوسرے لفظوں میں مصلیٰ کے نام سے موسوم کرتے ہیں کیونکہ اس حدیث میں ایسے لفظ ہیں جو بصرات سے پانا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیہ شگونئی میں اپنے ایک مثیل کی خبر سے یہ ہیں کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ وہ محمدی خلق اور خلق ثانی عیسیٰ مانند ہو گا یواضحیٰ اسمہ اسمہیٰ و اسمہ ایسہ اسمہ ہائی یعنی میرے نام میں اس کا نام ہو گا اور میرے باپ کے نام کی طرح اس کے باپ کا نام۔ اب دیکھو کہ فلا صد اس حدیث کا کیا ہے کہ وہ میرا مثیل ہو گا اس صورت میں ایک مانا کو نہایت آسانی سے یہ بات سمجھ سکتی ہے کہ جیسے حدیث میں ایک مثیل مصطفیٰ کا ذکر ہے وہی اسی مثیل صبح کا ذکر بھی ہو دینے لیک بلکہ مثیل مصطفیٰ اور دوسری جگہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبت ہے۔

اب ظاہر ہے کہ جس قدر ہم نے اپنے اسلامی عقیدہ کی تائید میں دلائل عقلی و نقلی و شرعی لکھے ہیں وہ ہمارے کلمات و دلائل کے لئے کافی ہیں اور اگر اس جگہ ہم بطور فرض حال تسلیم ہی کر لیں کہ ہم جتنی شہادتیں پیش آمدہ کا تصدیق نہیں کر سکتے تو اس میں بھی ہر ایک کے صریح نہیں کیونکہ امام اقصیٰ و کشف صبح اعلیٰ مؤید ہے اس قضیہ میں کہ ہمارے لئے کافی ہے۔ ایک متدین عالم کا یہ فرض ہوتا چاہیے کہ امام ہور کشف کا نام مستحکم چپ ہو جائے اور ایسی چلن و چل سے باز آجائے مگر مخالف الہائے لوگوں کے اہل میں بعض ملاحیث کی زد سے کچھ دلائل ہیں تو ہمارے پاس ایسے نقلی و شرعی دلائل ہیں کہ جو توڑے نہیں تو قرآن و حدیث

الحق

۲۸

بحث لدھیانہ

تمام صدائقوں پر مشتمل ہے۔ (۲) وہ مفصل کتاب ہے (۳) وہ ان لوگوں کو ہدایت دیتا ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی رضا مندی کے
 اور دوا السلام کے طالب ہیں (۴) وہ ظلمات کو نور کی طرف نکالتا ہے اور اہل علم کو ہدایت دیتا ہے (۵) ہدایت اسمی کی ہدایت ہے
 (۶) باطل اس کی طرف کسی طور پر راہ نہیں پائے گا (۷) جس سے یہ پیغمبر مارا اس نے عودہ دینی سے پیغمبر مارا (۸) وہ سب سے
 زیادہ سیدھی راہ بتاتا ہے (۹) وہ حق الیقین پر اکتفا نہیں کرتا اور شک کی جگہ نہیں دیتا (۱۰) وہ حکمت بالغہ پر اکتفا نہیں کرتا
 کامیابی پر (۱۱) وہ حق پر اور میرزاں حق پر یعنی آپ بھی سچا ہے اور سچ کی شناخت کیلئے حکم بھی دیتا ہے (۱۲) وہ لوگوں کے لئے
 ہدایت ہے اور ہدایت کی اس میں تفصیل ہے اور حق اور باطل میں فرق کر کے (۱۳) وہ قرآن کریم کی کتاب مکمل میں ہے
 جس کے ایک حصے میں کہ صحیفہ طہات میں اس کی تعلیم متوضیہ میں یعنی اس کا یقین فطری ہے جیسا کہ فرمایا ہے ﴿فطحت اللہ
 النبی فطر الناس علیہا﴾ (۱۴) وہ قول فصل ہے اس میں کچھ بھی شک نہیں (۱۵) وہ اختلافات کے دور کرنے کے
 لئے بھیجی گئی ہے (۱۶) وہ ایمانداروں کیلئے ہدایت اور شفا ہے۔ اب فرمائیے کہ عظیمیں اور خوبیاں کہ جو قرآن کریم کی نسبت
 بیان فرمائی گئیں احادیث کی نسبت ایسی تعریفوں کا کہنا ہے ذکر ہے پس میرا مذہب ﴿فرز اللہ نہ پر﴾ کی طرح
 یہ نہیں ہے کہ میں عقل کو مقدم رکھوں کہ اللہ اور قال الرسول پر کچھ شک نہیں کروں۔ ایسے شکستہ جیہ کی نیواں
 کو طہ اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں بلکہ میں جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کی طرف سے
 ہم کو پیش پایا ہے اس سب پر ایمان لانا ہمیں صرف عاجزی اور انکسار کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ قرآن کریم ہر ایک
 و جہ سے احادیث پر مقدم ہے اور احادیث کی صحت و عدم صحت پر کئے کیلئے وہ محکم ہے اور مجھ کو خدا تعالیٰ
 نے قرآن کریم کی اتباع کیلئے مامور کیا ہے تو اس میں جو ٹھیک ٹھیک منشا، قرآن کریم کا ہر لوگوں پر ظاہر کروں۔
 اور اگر اس خدا متکذبی میں غلط فہم کا میرے پر اعتراض ہو اور وہ مجھ کو فرشتہ انجیل کی طرف منسوب کریں تو
 میں ان پر کچھ افسوس نہیں کرتا بلکہ خدا تعالیٰ سے یقین ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ بہتیرا نہیں جھٹکے گا جسے جھٹکے
 نہ پر لکھا ہے ﴿من یشاقق اللہ ورسولہ فاعلم انہ قد اخرجہ من اللہ ورسولہ﴾ (۱) میں لکھا ہے کہ
 کہ مسیح موعود جب آئیگا تو علماء اس کی مخالفت کریں گے اسی کی طرف مولوی صدیق حسن صاحب مرحوم نے
 آثار النبیاء میں اشارہ کیا ہے اور حضرت محمد و صاحب سرحدی نے بھی اپنی کتاب کے صفحہ ۱۰۰ میں لکھا ہے کہ
 ”مسیح موعود جب آئیگا تو علماء وقت اس کو اہل الرائے کہیں گے یعنی یہ خیال کریں گے کہ یہ حدیثوں کا چھوڑ دینا اور صرف
 قرآن کا پابند ہے اور اس کی مخالفت پر آمادہ ہو جائیں گے۔“ و السلام علی من اتبع الهدی۔

غلام احمد قادیانی امیر مہملہ کی ۱۸۸۷ء

۳۰

۳۱

الحق، بحث لدھیانہ صفحہ 30 مندرجہ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 28 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 494 پر درج ہے

مذہبِ اہلِ حق ہے کہ جس راہ سے کوئی بدی کرے اسی راہ سے گرفتار کیا جاتا ہے۔ چونکہ کبیرام نے مذہبِ اہلِ حق کو اسلام کے برخلاف حد سے بڑھ کر چھوڑا۔ اس واسطے خدا نے اس کو پھر ہی سزا دی۔
فرمایا:-

کبیرام کے معاملہ میں فریب کا ہاتھ کام کرتا ہیامالت مکانی دیتا ہے۔ ایک شخص کا شہر پرہنے کے لیے اس کے پاس آئے، اس کا اس پر بھروسہ کرنا یہاں تک کہ اپنے گھر میں بلا تکلف اس کو لے جانا۔ شام کے وقت دیگر دو تائیں کا چھوڑنا، ان کا اکیلا رہ جانا، مین جید کے دوسرے دن اس کا اس کام کے لیے حاذم بھنا، کبیرام کا کہتے تھے کھڑے ہو کر انکڑائی بنا اور اپنے پیٹ کو سامنے ٹکانا اور چھری کا وارکاری چڑنا، سرتے وقت تک اس کی زبان کو خدا تعالیٰ نے ایسا بند کرنا کہ باوجود پویش کے اور اس علم کے کہ ہم نے اس کے برخلاف چٹھیکوئی کی ہوئی ہے ایک سیکڑ کے واسطے اس شبہ کا اندراجی ذکر نہ کیجے مرزا صاحب پر شک ہے۔ پھر تو جیکہ اس کے حق کا پتہ نہ چلتا، یہ سب خدا کے فعل میں جو ہیبت ناک طور پر اس کی قدرت اور طاقت کو جلوہ دے رہے ہیں۔
فرمایا کہ:-

کبیرام فرامی زبان دانا تھا اور اس کے بعد ایسا کوئی پیدا نہیں ہوا کیونکہ اِذَا صَلَّاتُ الْكَافِرِ صَلَّاتُ الْكَافِرِ
بُتْدَةُ - اب اللہ تعالیٰ زمین کو ایسے لوگوں سے پاک رکھے گا۔

فرمایا کہ:-

معجزات اور شعبہ بازی میں فرق

دنیا کے اندر جزئیات حضرت موسیٰ یا دیگر نبیاء نے اس طرح کے دکھانے جیسا کہ سوئے صدی کا سانپ بتانا۔ یہ سب شریعی ڈالنے والی باتیں ہیں۔ خصوصاً اس زمانہ کے درمیان جبکہ ہر طرح کی شعبہ بازیوں مداری لوگ دکھاتے ہیں کہ انسان کی سمجھ میں ہرگز نہیں آتا کہ یہ ہر کس طرح سے ہو گیا اور انگریز لوگ ایسے ایسے کتوت شعبہ بازی کے دکھاتے ہیں کہ مرا ہوا آدمی واپس آجاتا ہے اور ٹوٹی ہوئی چیزیں ثابت دکھائی دیتی ہیں جیسا کہ آئین اکبری میں بھی ابو الفضل نے ایک قصہ بیان کیا ہے کہ ایک شعبہ باز آسمان پر لوگوں کے سامنے چڑھ گیا اور اوپر سے اس کے اعضاء ایک ایک ہو کر گرے اور اس کی بروی سنی ہو گئی لیکن وہ آسمان سے پھر اتر آیا اور اس نے اپنی بروی کے لیے مطالبہ کیا اور ایک وزیر پریشہ کیا کہ اس نے چھپا رکھا ہے اور یہ اس پر عاشق ہے اور پھر اس کی تلاشی کی اجازت بادشاہ سے لیکر اسی کی صل سے نکال لی۔
فرمایا:-

ایسی مدتوں میں پھر سوئے اس کے اور کچھ باقی نہیں رہتی ہے کہ انسان ایمان سے کام لے اور انبیاء کے کاموں کو خدا کی طرف سے سمجھے اور شعبہ بازوں کے کاموں کو دھوکا اور قریب خیال کرے اور اس طرح سے یہ

شیاع ہونے کے باعث سے کم فہم لوگوں کے لیے بڑی بڑی دقتیں پیش آگئی ہیں۔ سوسفٹائی تقریروں نے نو کموں کی جانب میں طرح طرح کی پیچیدگیاں پیدا کر دی ہیں۔ جو امور نہایت معقولیت میں تھے وہ ان کی آنکھوں سے چھپ گئے ہیں۔ جو باتیں بغایت درجہ نامعقول ہیں ان کو وہ اعلیٰ درجہ کی صداقتیں سمجھ رہے ہیں۔ وہ حرکات جو نشانہ انسانیت سے مغائر ہیں ان کو وہ تہذیب خیالی کئے بیٹھے ہیں۔ اور جو حقیقی تہذیب ہے اس کو وہ نظر استخفاف و استحقار سے دیکھتے ہیں۔ پس ایسے وقت میں اور ان لوگوں کے علاج کے لیے جو اپنی گھریں متفق بن بیٹھے ہیں اور اپنے ہی منہ سے میاں مٹھو کھلاتے ہیں۔ ہم نے کتاب براہین احمدیہ کو جو تین سو براہین تعلیقہ عقیدہ پر مشتمل ہے بغرض اثبات معانیت قرآن شریف جس سے یہ لوگ کمال نوحہ منہ پھیر رہے ہیں تا لیت کیا ہے۔ کیونکہ یہ بات اعلیٰ بدیہات ہے جو سرگزشتہ عقل کو عقل ہی سے تسلی ہو سکتی ہے اور جو عقل کا ہندوہ ہے وہ عقل ہی کے ذریعہ سے راہ پر آسکتا ہے۔

اب ہر ایک مومن کے لیے خیال کرنے کا مقام ہے کہ جس کتاب کے ذریعہ سے تین سو دلائل عقلی حقیقت قرآن شریف پر شائع ہو گئیں اور تمام مخالفین کے شبہات کو دفع اور دور کیا جائے گا۔ وہ کتاب یک کلمہ بندگان خدا کو فائدہ پہنچانے والی اور کیا فروغ اور باہ و جلال اسلام کا اس کی اشاعت سے چمکے گا۔ ایسے ضروری امر کی اعانت سے وہی لوگ لا پرواہ رہتے ہیں۔ جو حالت موجودہ زمانہ پر نظر نہیں ڈالتے اور خداوند مشرور کو نہیں دیکھتے اور عواقب امور کو نہیں سوچتے یا وہ لوگ کہ جن کو دین سے کچھ غرض ہی نہیں اور خدا اور رسول سے کچھ محبت ہی نہیں۔ اسے عزیز و اہم اس پر آشوب زمانہ میں دین اسی سے برابر رکھتا ہے۔ جو بمقابلہ نور طوفان گمراہی کے دین کی سہائی کا زور بھی دکھایا جائے۔ اور ان بیرونی حملوں کے جو چاروں طرف سے ہو رہے ہیں حقانیت کی قوی طاقت سے مدافعت کی جائے۔ یہ سخت تاریکی جو چہرہ زمانہ پر چھا چکی ہے۔ تب ہی نور ہوگی کہ جب دین کی حقیقت کے براہین دنیا میں کثرت چمکیں اور اس کی صداقت کی شعاعیں چاروں طرف سے چھوٹی نظر آئیں۔ اس پر گزروہ وقت میں وہی مناظرہ کی کتاب روحانی جمعیت بخش سکتی ہے کہ جو بذریعہ تحقیق حقیقت کے اس مابینیت کے باریک دقیقہ کی تردید کو کھاتی ہو۔ اور اس حقیقت کے اصل قرار کا ایک پہنچائی ہو کہ جس کے جاننے پر دلوں کی تسلی موقوف ہے۔

اسے بزرگو! اب یہ وہ زمانہ آگیا ہے کہ جو شخص بغیر اعلیٰ درجہ کے عقلی ثبوتوں کے اپنے دین کی خبر نہ لے گا تو یہ خیال محال اور مع نام ہے۔ تم آپ ہی نظر اٹھا کر دیکھو جو کسی طبیعتیں خود راہی اختیار کرتی جاتی ہیں اور کیسے خیالات بگڑتے جاتے ہیں۔ اس زمانہ کی ترقی علوم عقلیہ نے یہی الٹ اثر کیا ہے۔ حال کے تسلیم یافتہ لوگوں کی جانب میں ایک عجیب طرح کی آزاد منشی بر مٹی جاتی ہے۔ اور وہ سہولت جو سادگی اور عزت اور صفا باطنی میں ہے وہ ان کے مفرد دلوں سے باطل جاتی رہی ہے اور جن جن خیالات کو وہ دیکھتے ہیں۔ وہ اکثر ایسے ہیں کہ جن سے ایک

ولا تپنے کی زندگی میں ہی ہلاک ہو کرتا ہے۔ ایسے ہی ہمارے مخالفت میں ہمارے مرنے کے بعد زندہ رہیں گے۔
مناظروں کے وجود کا قیامت تک ہونا ضروری ہے جیسے ﴿وَجَاءَ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَتَقٰۤى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾

ہم تو ایسی باتیں سن سکر حیران ہوتے ہیں۔ دیکھو ہماری باتوں کو کیسے اٹ پٹ کر پیش کیا جاتا ہے اور تعزیریں کرنے میں وہ کمال حاصل کیا ہے کہ یہودیوں کے بھی کان کاٹ دیئے ہیں۔ کیا یہ کسی نبی، اولیٰ و قطب، غوث کے زمانہ میں ہوا کہ اس کے سب اعداء مر گئے ہوں؟ بلکہ فرشتائی باقی رہی گئے تھے۔ ہاں اتنی بات صحیح ہے کہ پتے کے ساتھ جو جھوٹے بنا کر دیتے ہیں تو وہ پتے کی زندگی میں ہی ہلاک ہوتے ہیں۔ جیسے کہ ہمارے ساتھ بنا کر نہیں دیا کا مال ہوتا ہے۔

جماعت کو خود سوچ کر جام سوالوں کا جواب دینا چاہیئے
جے تو اپنی جماعت پر انفرس ہوتا ہے کہ کیا ان میں اتنی عقل بھی نہیں کہ ایسے اعتراض کرنے والے سے پوچھیں کہ یہ نہ کہیں کمال کھائے کہ بغیر بنا کر دینے کے ہی جھوٹے پتے کی زندگی میں تباہ اور ہلاک ہو جاتے ہیں۔ وہ جگہ تو نکالو جاں یہ کھائے ہماری جماعت کو چاہیئے کہ عقل میں فہم میں ہر طرح سے ترقی کریں اور اپنی باتوں کا خود سوچ کر جواب دیا کریں اور اپنی ایمانی مدافعتی صحنہ باتوں کو سن لیا کریں۔ مگر دنیا داری کے دھندل میں مت نہری جاتی ہے۔ اتنا نہیں کر سکے کہ ستر میں سے ہماری کتب کی وہ جگہ ہی پوچھیں جاں یہ کھائے کہ پتے کی زندگی میں سب جھوٹے مر جاتے ہیں۔ بلکہ جھوٹے تو قیامت تک رہیں گے۔

مبتلیغین کیلئے حضرت اقدس کی کتب کے مطالعہ کی اہمیت
فرمایا۔
اس تحریک سے بچے یہ بھی یاد آگیا ہے کہ وہ لوگ جو اشاعت اذیت کے واسطے باہر چلے گئے وہ اچھے نہیں کہ اٹ پٹ کر چھٹی پتوں کو کچھ ٹوکا ٹوک رہی ہوتی ہے اور بات تو کچھ ٹوک ہو اور سمجھنے کے ٹوک ہو۔ دوسروں کو تو ہمارے دعویٰ سے آگاہ کریں اور خود ہماری کتابوں کو کسی بڑے حاجی نہ ہو۔ اس طرح سے ہی تحریک ہوا کرتی ہے۔ ایسے دھتور میں مرث زبانی فیصلہ نہیں ہونا چاہیئے بلکہ تحریر پیش کرنی چاہیئے۔

ہم پر لازم لگائے جاتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام حسین کی توہین کی جاتی ہے حالانکہ ہم ان کو رستبار اور شقی سمجھتے ہیں۔ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بہت بے عزتی کی جاتی ہے اور ان کو کالی دی جاتی ہے حالانکہ ہم ان کو ایک اور العزم نبی اور خدا تعالیٰ کا رستبار زندہ سمجھتے ہیں۔ ہاں اگر عیسیٰ کا مر جانا

ملفوظات

حضرت تاج موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

۳۱ اگست ۱۸۸۱ء کو جناب ہادی غلام مصطفیٰ صاحب سید نیکل کشتورہ آباد قادیان دارالامان آئے تھے اس تقریب پر حضرت مجدد اللہ علی الارض علیہ السلام نے بطور تبلیغ مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔ جو انہم کی اس اور اگلی اشاعتوں میں درج ہوئی ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ و خیر الرضی۔ آمین

نئی بات سنتے ہی اس کی مخالفت نہ کریں

اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان کسی بات کو خالی الذہن ہو کر نہیں سمجھتا اور تمام پہلوؤں پر توجہ نہیں کرتا اور غور سے نہیں سنتا اس وقت تک پرانے خیالات نہیں چھوڑ سکتا اس لئے جب کوئی کسی نئی بات کو سنے تو اسے یہ نہیں چاہئے کہ سنتے ہی اسکی مخالفت کے لئے تیار ہو جاوے بلکہ اس کا فرض ہے کہ اس کے سارے پہلوؤں پر گہرا فکر کرے اور انصاف اور عدالت اور سب سے بیحد کر خدا تعالیٰ کے خوف کو مد نظر رکھ کر خدائی میں اس پر سوچے۔ میں جو کچھ اس وقت کہتا چاہتا ہوں وہ کوئی معمولی اور سرسری لٹاؤ سے دیکھنے کے قابل بات نہیں بلکہ بہت ہی اور عظیم الشان بات ہے میری اپنی بنائی ہوئی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی بات ہے اس لئے جو اس کی کھنڈ کے لئے جرات اور دلیری کرتا ہے وہ میری کھنڈ نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی کلمات کی کھنڈ کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھنڈ پر دلیر ہوتا ہے مجھے اس کی کھنڈ سے کوئی منہ نہیں ہو سکتا البتہ اس پر رم ضرور آتا ہے کہ نادان اپنی نادانی سے خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکاتا ہے

ہر صدی کے سر پر تہود کا ظہور

یہ بات مسلمانوں میں ہر محض جانتا ہے اور قائل کسی کو بھی اس سے بے خبری نہ ہوگی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک تہود کو بھیجتا ہے

☆ میں سے سید احمد علی کی مدد پر مرقوم ہے۔

حافظ صاحب نے فی الفور بدو اہل مشنہد کیا کہ میں اس بارہ میں مبالغہ کروں گا۔ کیونکہ میرا یقین ہے کہ یہ قول مسلمان
ہیں۔ تب اسی بات پر حافظ صاحب نے جواب دیا کہ میں مبالغہ نہ کر رہا ہوں۔ اور گواہان مبالغہ منشی محمد یعقوب اور میاں محمد فیض
صاحب اور میاں عبداللہ صاحب اور میاں عبدالرحمن صاحب عمر پوری قرار پائے اور جب صاحب دستور مبالغہ
فریقین اپنے اپنے نفس پر لعنتیں ڈال چکے اور اپنے منہ سے کہہ چکے کہ انہی اگر ہم اپنے بیان میں سچائی پر نہیں تو
ہم پر تری لعنت نازل ہو۔ یہی قسم کا مذاب ہم پر وارد ہو۔ تب حافظ صاحب نے جواب دیا کہ میں نے دریافت کیا کہ اس
وقت میں بھی اپنے آپ پر برکات کا ذب ہونے کے لعنت ڈال چکا اور خدا تعالیٰ سے عذاب کی درخواست کر چکا اور
ایسا ہی تم بھی اپنے نفس پر اپنی ہی منہ سے لعنت ڈال چکے اور برکات کا ذب ہونے کے عذاب الہی کی اپنے لیے
درخواست کر چکے۔ لہذا اب میں تو اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر اس لعنت اور اس عذاب کی درخواست کا
اثر مجھ پر وارد ہوا۔ اور کوئی ذلت اور رسوائی مجھ کو پیش آگئی تو میں اپنے اس عقیدہ سے رجوع کروں گا۔ سو اب
تم بھی اس وقت اپنا ارادہ بیان کرو کہ اگر تم خدا تعالیٰ کے نزدیک کا ذب محسوس اور کچھ لعنت اور عذاب کا اثر تم پر
وارد ہو گیا تو تم بھی اپنے اس تکفیر کے عقیدہ سے رجوع کرو گے یا نہیں۔ فی الفور جواب دیا کہ میں نے صاف جواب دیا کہ اگر
میں اپنی اس بددعا سے متور اور بندر اور پتھر بھی ہو جاؤں۔ تب بھی میں اپنا یہ عقیدہ تکفیر پر گزرنہ چھوڑوں گا اور
کافر کا کہنے سے باز نہیں آؤں گا۔ تب حاضرین کو نہایت تعجب ہوا کہ میں مبالغہ کو حق اور باطل کے آزمائش کے
لیے اس نے معیار اختیار کیا تھا اور جو قرآن کریم کی نوسے بھی حق اور باطل میں فرق کرنے کے لیے ایک معیار ہے
کیونکہ اور اس قدر جلد اس معیار سے فیض پھر گیا اور زیادہ تر نظم اور تحسب اس کا اس سے ظاہر ہوا کہ وہ اس بات
کے لیے تیار ہے کہ فرقی نہ ملے۔ تب حافظ صاحب نے بعد کسی قسم کا مذاب نازل ہو اور وہ اس کے اس عذاب کو اپنے
صادق ہونے کے لیے بطور دلیل اور حجت کے پیش کرے، لیکن وہ اگر آپ ہی نور و عذاب ہو جائیں تو پھر
مخالف کے لیے اس کے کا ذب ہونے کی یہ دلیل اور حجت نہ ہو۔ اب خیال کرتا چاہیے کہ یہ قول جواب دہی کا
کس قدر امانت اور دیانت اور ایمان داری سے دور ہے۔ گویا مبالغہ کے بعد ہی اس کی اندرونی حالت کا رخ
ہونا مکمل گیا۔ یہودی لوگ جو مورد لعنت ہو کر بندر اور سور ہو گئے تھے۔ ان کی نسبت بھی تو بعض تفسیروں
میں یہی لکھا ہے کہ ظاہر وہ انسان ہی تھے لیکن ان کی باطنی حالت بندروں اور سوروں کی طرح ہو گئی تھی اور ان کے
قبول کرنے کی توفیق بھی ان سے سلب ہو گئی تھی اور رخ شدہ لوگوں کی یہی تو علامت ہے کہ اگر حق مکمل بھی
جائے تو اس کو قبول نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ قرآن کریم ہی طرف اشارہ فرما کر کہتا ہے۔ وَقَالُوا قَاتِلُوا خَلْقَ بَنِي
لُحْيٰثِمُ اللَّهُ يُخَفِّرْهُمْ أَوْ يَذَّبِلْهُمْ تَالْيَوْمِ نَصْلُهُمْ فَمَلَأُوا خَلْفَ بَنِي لُحْيٰثِمُ خَلْفَ بَنِي لُحْيٰثِمُ فَمَلَأُوا خَلْفَ بَنِي لُحْيٰثِمُ
فَلَا يَتُوبُونَ إِلَّا قَلِيلًا لَّيْسَ كَافِرَتِهِمْ يَنْفَرُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ يُخَفِّرُ مَنْ يَشَاءُ مِنْ أَمْنِهِ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ غَيْبُ الْقُلُوبِ

۴۳۶

بہت سے اعتراضات محض نادانی اور ناگہمی سے قرآن شریف پر کئے گئے ہیں حالانکہ وہ تمام باتیں حق اور حکمت کا سرچشمہ ہیں۔ مگر تعصب ایک ایسے بلا ہے جو غور کرنے نہیں دیتا اس مضمون کے لکھنے کے وقت مندرجہ ذیل مجھے الہام ہوئے اور میں نے بہتر سمجھا کہ ان کو لکھ دوں۔ اور وہ یہ ہیں۔

اِنَّهُمْ قَاٰصِعُوْهُ كَيْدٌ سَلِيْحٌ ۚ وَلَا يَفْلَحُ السَّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى - اَنْتَ حَقٌّ
مِّنْزِلَةٍ رُّسُلِيْ - اَنْتَ مَقِيٌّ مِّنْزِلَةٍ يَّبْعُمُ النَّاقِبِ حِلَّةُ الْحَقِّ وَرَحْمَةُ الْبَاطِلِ -
اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خفا یا تمام حاضرین کو بلکہ تمام
دنیا کو راہ راست پر لادے۔ آمین۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَتٰبَعَهُ الْهُدٰى۔

الرافۃ

غاکسار میرزا غلام احمد قاریانی مسیح موعود

ہدیکبر ۱۹۰۵ء روز دوشنبہ ۲۵۔ شوال ۱۳۲۵ھ ۱۴۔ محرم ۱۳۶۳ھ۔

گئے تھے۔ مدد خود لاسکھنؤ کر سکا رہا ہے۔ کچھ باقی رہ گئے۔ کہ جھوٹا ہے۔ لیکن ضعف اس حد کو کوشش سکتا ہے۔ کیونکہ کئی کہتا ہے کہ تمہارا دین ناقص ہے۔ تم نے احکام و دیر سے حالہ دیگر ناقص نہیں تم نے جو باب دیتے ہو ہیں درست نہیں۔ ورنہ بدل موجود نہیں۔ بسلا۔ کیا جواب ہے اس جواب سے آتم جو ملے ٹیڑھے ہو جس حالت میں ہم یا سورج و قمر یا قمر و سورج کرتے ہیں۔ ٹو نمونہ نکھ: دیتے ہیں۔ رجسٹری کر دیتے ہیں۔ تو پھر اگر تمہارا دین کچھ چیز ہے۔ تو کس دن کے واسطے رکھا ہو اسے۔ اس میں روز کی ہم سے نسبت لے لو۔ پزلت داتا نکھ اپنا مدعا کار بنا لو ہم کو وہ احکام حالہ و جو ہم نیچے فرکان میرے نکال کر نکھیں گے۔ یا یاد آزار کر دو کہ یہ احکام ہمارے نزدیک نابالغ ہیں۔ تب پھر انکے نابالغ ہو چکا ہے تو وار وید سے حالہ دو۔ غرض تم ہمارے ہاتھ سے کہاں بھاگ سکتے ہو۔ اسے جو تم معض ضرورت سے باہر آدہ تو زمین حضرت خاتم الانبیاء کی نسبت مدد زبانی کرتے ہو یہ معض تمہاری باصلاحی ہے۔ اچھے پیر ہیں یہی تم نے اسے دیا۔ انتساب و تشریف کی نسبت نکھی ہے۔

ہم کو خدا نے یہ شرف بخشا ہے کہ ہم سب بی غیروں کی تعظیم کرتے ہیں اور جیسا کہ خدا نے ہم کو دیا ہے۔ نجات سب مخلوقات کی اسلام میں سمجھتے ہیں۔ ٹھیک اگر حضرت خاتم الانبیاء پر کیا احترام ہے۔ تو زبان انہدیب سے وہ اعتراض جو سب سے بھاری ہو تجھ کر کے پیش کر دو۔ ہم تحریر کر دیں گے۔ کنگر وہ اعتراض تھا مانج ہوا۔ تو ہر مدید (نست) ہم کو دیکھو۔ اور تمہارے ٹونون کنگر و کنگر وہ اعتراض جو مانج ہوا۔ تو ہر مدید بلور جمانہ تم کو دے گئے۔ اسباب اگر ہمدی ہے تو ہر شکریہ پر یا نہ۔ اس خضر طرہ کو شروع کر دو۔ تو ہر ایک ضعف کچھ جائے گا کہ وہ سب زمین تم نے بیان کی ہے کہ کئی کئی لوگوں کا احترام وہ ہے کہ خدا پر تو سکتے ہیں۔ اس میں ہر ایک مانج مانجے ہو۔ دینا کو بڑی مدد کر دیا ہے۔ کہ کورت سے ڈرتے نہیں۔ ورنہ ایسے آفتاب کی تو زمین کرنا جو لڑ دینا کا ہے نہ ہر مردگی ہے۔ جو ملے آفتاب کی نشانی ہے۔ کہ ہمارے دور دور آیت و کرامت دے رہے ہیں۔ جو سب کوئی دس پڑ کر پچے کہ دوزخ و جنت و دیگر بات کو جہاں سے نکلتے تھے۔ نہیں حال ہو یا تھے یہی سب ہم نیچے وہ احکام فرکان مجید کے گھسے ہیں۔ لیکن میں ہلا دیہ دعویٰ ہے۔ کہ وید میں یہ تمام احکام ضرور ہرگز موجود ہیں۔ اسلئے وید ناقص تعلیم ہے۔ یا وہ تم کہتے ہو کہ یہی وہ ہم کہتے ہیں کہ ہرگز نہیں اور نسبت اس شخص پر کہ جھوٹا ہے۔

اول۔ خدا تعالیٰ کی نسبت جو احکام فرکان مجید کے ہیں۔ خلاصہ آیات کا نیچے لکھتا ہوں۔

(۱) تم خدا کو اپنے جہول اللہ مدح و مدح کا لیتے ہو۔ جس نے تمہارے جہول کو بنایا۔ اسی نے تمہاری مدح کو پیدا کیا۔
چہا تم سب کا خالق ہے۔ اس میں کوئی چیز موجود نہیں ہوگی۔

(۲) آسمان اور زمین اور سمندر اللہ ہمارا مدد جسکی قسمیں زمین و آسمان میں نظر آتی ہیں۔ یہ کسی عمل کنندہ کے عمل کی پاداش

ترتیبِ تصانیف

2	چیلچ	✽
5	انتساب	✽
27	توجہ فرمائیں	✽
29	فہرستِ نائل کتب	□
35	قادیانی عقائد کی بیا یک تصویر	□
37	جناب مجید نظامی	□
42	لیٹیننٹ جنرل (ر) حمید گل	□
45	پروفیسر محمد سلیم	□
49	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی	□
52	حضرت مولانا اللہ وسایا	□
66	ڈاکٹر محمود احمد غازی	□
68	پروفیسر رفیع الدین ہاشمی	□
71	پروفیسر منور احمد ملک	□
80	حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ	□
82	حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری	□
84	محمد متین خالد	□
	شہکار کتاب	□
	قادیانیت کا Kaleidoscope	□
	قادیانیوں پر اتمامِ حجت	□
	ثبوتِ حاضر ہیں، ایک مطالعہ	□
	”اک حرفِ مخلصانہ“	□
	کوزے میں دریا	□
	تاریخ ساز آئینہ	□
	نفیرِ قلم	□

عقیدہ ختم نبوت

- 95 ختم نبوت اور قرآن مجید ☐
- 100 ختم نبوت اور احادیث مبارکہ ☐
- 103 ختم نبوت اور صحابہ کرام ☐
- 105 ختم نبوت اور اکابرین امت ☐
- 107 اب نبی کی آخر ضرورت کیا ہے؟ ☐
- 111 اوصاف نبوت اور مرزا قادیانی ☐
- 120 ختم نبوت پر قادیانی اعتراضات اور ان کے جوابات ☐

نبوت بند ہے

- 153 ☐
- 156 وحی رسالت بند ہے ☐
- 156 وحی رسالت کے ساتھ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی آمد، ناممکن ☐
- 157 حضرت جبرائیل علیہ السلام کو وحی نبوت لانے سے منع کر دیا گیا ہے ☐
- 157 وحی رسالت ناقیامت منقطع ہے ☐
- 157 نئی شریعت، نیا الہام..... ناممکن ☐
- 157 خاتم الانبیاء ﷺ کی نبوت میں کوئی شریک نہیں ☐
- 158 ختم نبوت پر ایمان اور اصرار، قرآن مجید کی روشنی میں ☐
- 158 تمام آدم زادوں کے لیے محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ☐
- 159 حدیث لانی بعدی مستند ہے ☐
- 159 حضور خاتم النبیین ﷺ پر ہر قسم کی نبوت ختم ہو گئی ☐
- 160 نبی کریم ﷺ پر نبوت کا ہر کمال ختم ہو گیا ☐
- 160 دین و رسالت کمال تک پہنچ گیا ☐
- 160 تمام نبوتیں رسول اللہ ﷺ پر ختم ☐

- 161 میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں □
- 161 ختم المرسلین ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت و رسالت کا ذب اور کافر ہے □
- 161 نبوت کا دعویٰ کرنے والے پر لعنت □
- 161 نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر □
- 162 نبوت کا دعویٰ کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج □
- 162 دعویٰ نبوت، مسیلہ کذاب کا بھائی □
- 163 وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری کر کے دشمن قرآن نہ بنو □
- 163 ختم نبوت کا منکر بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج ہے □
- 163 آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا بد بخت ہے □
- 164 ختم نبوت کے منکر کو ملعون سمجھتا ہوں □
- 164 یہ جھوٹ ہے کہ میں نے نبوت کا دعویٰ کیا □
- 164 معاذ اللہ، میں نبوت کا دعویٰ کیوں بنوں؟ □
- 165 اب نبی نہیں، مہر د آئیں گے □
- 165 ہمارا مذہب □
- 166 اجماعی عقیدہ کا منکر لعنتی ہے □
- 166 اہل سنت کی اجماعی رائے کو ماننا فرض ہے □
- 166 اعتراف حقیقت □
- 166 اہم نکات □

نبوت جاری ہے

- 171 □
- 173 مخیط الحواس کون؟ □
- 174 پاگل اور منافق کون؟ □
- 174 سچ، عقل مند اور صاف دل انسان کے کلام کی نشانی □
- 175 نبی نہیں محدث □
- 176 محدث نہیں نبی □

176	ختم نبوت، ایک باطل عقیدہ، اسلام شیطانی مذہب	□
177	ایک غلطی کا ازالہ	□
177	میرے پاس جبرائیل آیا	□
178	امور غیبیہ کی نعمت	□
178	خدا تعالیٰ کی وحی	□
178	کثرت وحی	□
179	بارش کی طرح وحی نازل ہوئی	□
179	23 برس کی متواتر وحی	□
179	امتی بھی، نبی بھی	□
179	خدا کا فرستادہ	□
180	ہم نبی اور رسول ہیں	□
180	خدا نے اپنے رسول کو دین حق کے ساتھ بھیجا	□
180	سچا خدا	□
180	تو بھی ایک رسول ہے	□
180	قادیان، رسول کا تخت گاہ	□
181	خدا نے میرا نام نبی رکھا، تصدیق کے لئے تین لاکھ نشان دیئے	□
181	سب لوگوں کی طرف خدا کا رسول	□
181	ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا	□
181	خدا کا مرسل	□
182	تیری خبر ترقی و حدیث میں	□
182	نبوت کا دروازہ کھلا ہے	□
182	مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود کی گواہی	□
184	امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا انشاء نہ رکھنا چاہیے	□
186	گردن پر تلوار	□
186	نبوت کا قادیانی تصور	□

187	منافق کون ہے؟	☐
187	کتوں، سوروں اور بندروں سے بدتر	☐
187	اہم نکات	☐
189	قادیانی جماعت کے لاہوری گروپ کا عقیدہ	☐
191	اللہ تعالیٰ کی توہین	
195	اللہ تعالیٰ کے بے شمار ہاتھ	☐
195	اللہ کی زبان پر مرض	☐
195	اللہ اور چور	☐
195	اللہ خطا کرتا ہے	☐
196	قادیان میں خدا	☐
196	سچا خدا	☐
196	اولاد کی طرح ہے	☐
197	میرے بیٹے کی طرح ہے	☐
197	اے میرے بیٹے!	☐
197	لڑکا اور خدا	☐
197	تو ہمارے پانی سے ہے	☐
197	میں چاند، اللہ سورج، میں سورج، اللہ چاند	☐
198	مرزا قادیانی سے اللہ تعالیٰ کی تعزیت	☐
199	مرزا قادیانی، اللہ کے ساتھ ایک پلنگ پر	☐
199	اللہ تعالیٰ کے دستخط	☐
200	میں خود خدا ہوں	☐
200	”خدا تیرے اندر اتر آیا“	☐
204	کن لیکون	☐

205

فنا کرنے اور زعمہ کرنے کی صفت

□

205

خدا سے نہانی تعلق

□

206

اللہ مرد، مرزا قادیانی عورت؟

□

206

حاملہ

□

207

درودِ زہ

□

207

خدا پر بہتان کا نتیجہ

□

207

بدکاروں کو بھی خواہیں

□

208

جو خود کو خدا کہے، وہ کافر

□

208

دجال کی نشانی

□

208

قرآن کا توتلی

□

208

اہم نکات

□

211

حضور نبی کریم حضرت محمد ﷺ کی توہین

215

مرزا قادیانی محمد رسول اللہ ہے

□

216

مرزا قادیانی خاتم النبیین ہے

□

217

مرزا قادیانی تمام نبیوں کا مجموعہ

□

217

قادیان میں محمد رسول اللہ

□

218

محمد رسول اللہ ﷺ کے تمام کمالات مرزا قادیانی میں

□

218

قادیانی کلمہ

□

219

انجیلیہ مرزا قادیانی

□

220

مرزا قادیانی پر درود

□

221

مرزا قادیانی پر درود و سلام

□

222

مرزا قادیانی پر درود و سلام کے اعتراض کا قادیانی جواب

□

222

نبی کریم ﷺ سورج، مرزا قادیانی چاند

□

- 223 مرزا قادیانی بیچم محمد رسول اللہ □
- 223 پہلے محمد رسول اللہ سے بڑھ کر □
- 223 نبی کریم ﷺ کے تین ہزار معجزات □
- 224 مرزا قادیانی کے 10 لاکھ نشانات □
- 224 نشان اور معجزہ ایک ہی ہے □
- 225 محمد دیکھنے ہوں جس نے □
- 226 رسول قدنی □
- 228 محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر □
- 228 حضور نبی کریم ﷺ سور کی چربی استعمال کرتے تھے □
- 228 روضہ رسول ﷺ کی توہین □
- 229 وہ نبی بھی کیسا نبی ہے؟ □
- 229 تکمیل اشاعت ہدایت □
- 230 مرزا قادیانی کی تعلیم، نوح کی کشتی □
- 230 مرزا قادیانی، تمام انبیاء کا لباس □
- 231 اے مومنو! اپنی آواز مرزا قادیانی کی آواز سے بلند نہ کرو □
- 231 ”احمد“ سے مراد مرزا قادیانی □
- 232 مرزا قادیانی کو دیکھنے کے لیے نبیوں کی خواہش □
- 232 مرزا قادیانی کے کئی نام □
- 233 مرزا قادیانی، احمد مجتبیٰ □
- 233 اپنی وحی پر ایمان □
- 233 قادیانی عقیدہ کے مطابق مرزا قادیانی پر نازل ہونے والی وحی □
- 235 اگر تجھے پیدا نہ کرتا..... □
- 236 روضہ آدم اور مرزا قادیانی □
- 236 آخری ایٹم کون؟ □
- 237 حضور نبی کریم ﷺ کے معراج جسمانی کا انکار □

237	کثیف جسم	□
238	گستاخ رسول حرامی ہے	□
238	اہم نکات	□

241 انبیائے کرام علیہم السلام کی توہین

244	نبی کی تحقیر غضب الہی کا موجب	□
244	تمام انبیاء سے اجتہاد میں غلطی ہوئی	□
244	رسولوں کی دشمنی میں شیطانی کلمہ	□
244	چار سونبیوں کی پیشگوئی جھوٹی نکل	□
245	تمام انبیاء کا مجموعہ	□
246	مرزا قادیانی کی ہزاروں پیش گوئیاں	□
246	مرزا قادیانی، ہزار نبیوں پر بھاری	□
246	حضرت آدم علیہ السلام سے مماثلت	□
248	حضرت آدم علیہ السلام کی طرح مرزا قادیانی کے لیے سجدہ	□
248	حضرت آدم علیہ السلام کی توہین	□
248	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توہین	□
249	حضرت نوح علیہ السلام پر فضیلت	□
249	حضرت یوسف علیہ السلام پر فضیلت	□
249	حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت	□
249	حضرت ابراہیم علیہ السلام پر فضیلت	□
250	مرزا قادیانی بلندی کے مینارہ پر	□
250	پر لے دہجہ کی بے غیرتی	□
251	ہر رسول میری تمہیں میں چھپا ہوا ہے	□
252	نبوت کا قادیانی تصور	□
252	اہم نکات	□

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین

- 260 اعتراف عظمت □
- 260 غبیث لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تہمتیں لگاتے ہیں □
- 260 نعوذ باللہ □
- 261 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لیاں دیتے تھے □
- 261 حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل چرا کر لکھی □
- 262 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی معجزہ نہیں □
- 262 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کی حقیقت □
- 262 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مکرو فریب □
- 264 حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کیڑے کوڑے □
- 264 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئیاں □
- 265 حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیتے تھے □
- 266 شراب کی خم ریزی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کی □
- 266 شراب اور افیون □
- 266 شراب اور خدائی کا دعویٰ □
- 266 مسک کا چال چلن □
- 267 حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تجھریاں □
- 268 شراب اور قاحشہ عورتیں □
- 268 حرام کار عورتوں کے غیر سے! □
- 269 کاش ایسا شخص دنیا میں نہ آیا ہوتا □
- 269 حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سوروں کا شکار □
- 270 کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی سور بھی کھایا تھا؟ □

- 270 اخلاقی تعلیم؟ □
- 271 دماغ میں غل □
- 271 دیوانہ □
- 271 حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایک شرمناک بہتان □
- 271 پہلے سچ سے بڑھ کر □
- 272 پیٹ میں باتیں □
- 272 حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت □
- 273 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوسرے نام □
- 273 توریت و انجیل تحریف شدہ ہیں □
- 274 میں نے جو کچھ لکھا، وہ یہودیوں کے القاط ہیں □
- 275 یہودیوں کی بزدلی □
- 275 مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی نہیں دے سکتا □
- 275 میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر لحاظ سے ایک ہی ہیں □
- 276 میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا نمونہ ہوں □
- 276 میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں بھائی ہیں □
- 277 عیسیٰ کی روح مجھ میں صبح کی گئی □
- 277 اعتراف □
- 278 اہم نکات □

حضرت مریم علیہا السلام کی توہین

- 281 □
- 289 حضرت مریم علیہا السلام کی صدیقیت؟؟؟ □
- 289 حضرت مریم کی اولاد؟ □
- 290 حضرت مریم علیہا السلام کا دوسرا نکاح □

- 290 حضرت مریم صدیقہؑ کا اپنے منسوب سے نکاح سے پہلے تعلق □
- 290 نکاح سے دو ماہ بعد (نحوذ باللہ) □
- 291 کبھر اور ولد الزنا بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں □
- 291 جھوٹ بولنا اور گواہ کھانا ایک برابر ہے □
- 291 اہم نکات □

293 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم والہل بیتؑ کی توہین

- 296 نادان صحابی □
- 296 حضرت ابو ہریرہؓ کی توہین □
- 297 حضرت ابو بکر صدیقؓ کی توہین □
- 297 حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کی توہین □
- 297 قادیانی خلیفہ حکیم نور الدین ابو بکرؒ ہے □
- 298 زعمہ علی، مردہ علی □
- 298 حضرت امام حسینؓ کی توہین □
- 298 مرزا قادیانی اور حضرت امام حسینؓ میں فرق □
- 299 کربلا کی سیر □
- 300 سو حسینؓ کی قربانی، مرزا قادیانی کی ایک گھڑی کے برابر □
- 301 حضرت امام حسینؓ سے بڑھ کر □
- 301 عبداللطیف قادیانی کی فضیلت □
- 302 حضرت امام حسینؓ کی توہین سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے □
- 302 سیدہ النساء حضرت بی بی فاطمہؓ کی شرمناک توہین □
- 303 بیعتؓ کی توہین □
- 303 مرزا قادیانی کی بھڑی..... ام المومنین؟ □
- 303 مرزا قادیانی کے 313 صحابی □

304

سید کون؟



304

اہم نکات



307

قرآن و سنت کی توہین

309

قرآن مجید قادیان کے قریب نازل ہوا



310

قرآن مجید میں تبدیلی کرنے والا طحطاہ اور کافر ہے



311

قادیان کا نام قرآن مجید میں



312

ناقصوں کا کشف، خواب اور الہام ناقص ہوتا ہے



313

الہام اور کشف قرآن مجید کے برابر



313

قرآن، مرزا قادیانی پر دوبارہ اترا



313

”تمہ پر پھر اترا ہے قرآن رسول قدنی“



314

20 پارے



314

میں قرآن کی طرح ہوں



314

قرآن شریف، مرزا قادیانی کی باتیں



314

مرزا قادیانی کے الہامات، قرآن کی طرح



315

خدا کی قسم میری وحی کلام مجید ہے



316

قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں (معاذ اللہ)



316

احادیث رسول ﷺ کی توہین



317

جب انسان حیا کو چھوڑ دیتا ہے.....



317

اہم نکات



319

حرمین شریفین کی توہین

322

قرآن شریف میں تین شہروں کے نام



- 323 مسجد اقصیٰ کی توہین ☐
- 324 قادیان کی فضیلت ☐
- 324 مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ ☐
- 325 قادیان تمام دنیا کی بستیوں کی ماں ☐
- 325 قادیانی جلسہ حج کی طرح ☐
- 325 اہم نکات ☐

حضرت اولیائے عظام و علمائے کرام کی توہین

- 327 ☐
- 329 پرلے دھج کی خیانت اور شرارت ☐
- 329 مرزا قادیانی، خاتم الاولیا ☐
- 330 حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی توہین ☐
- 330 حضرت میر میر علی شاہ کوٹڑویؒ کی توہین ☐
- 332 علمائے کرام کی توہین ☐
- 333 سلطان اہلکم کی گل افشائیاں ☐
- 334 گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے ☐
- 334 بد زبان ہر ایک سے بدتر ہے ☐

مسلمانوں کو گندی گالیاں اور کفر کا فتویٰ

- 335 ☐
- 338 جب دل بگڑتا ہے ☐
- 338 اخلاقی معلم کا فرض ☐
- 338 میری فطرت ☐
- 338 تہذیب اخلاق ☐
- 338 گالیاں سن کے دعاؤ ☐

- 339 سخت زبانی سے برکت جاتی رہتی ہے □
- 339 گالیاں شکست کو ثابت کرتی ہیں □
- 340 ولد الحرام □
- 340 عیسائی، یہودی، مشرک □
- 340 کبجریوں کی اولاد □
- 341 مسلمان مرد خنزیر، ان کی عورتیں کٹیاں □
- 341 مرزا قادیانی کو نہ ماننے والا پکا کافر □
- 342 مرزا قادیانی کا انکار کفر □
- 342 خواہ نام بھی نہیں سنا □
- 343 جہنمی □
- 343 بے عہدوں اور سوروں کی طرح □
- 343 خنزیر سے زیادہ پلید لوگ □
- 343 جیسا کہ سنڈاس پاخانہ سے □
- 344 کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھانے والے □
- 344 خراب عورتیں اور دجال کی نسل □
- 344 پیٹ سے چمبا؟ □
- 344 رجم پر نمبر □
- 345 عضو قاتل کاٹ دیتا..... □
- 345 جہاں سے نکلے تھے..... □
- 345 اطفالوں کی عقلیں اور رسوم □
- 347 ”سلطان الہم“ کی گل افشائیاں □
- 349 ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کینوں کا کام ہے □
- 349 میری طرف سے گالیوں کا حجاب خدا دے گا □
- 349 کتابین □
- 349 بدتر ہر ایک بد سے □

359

مسلمانوں سے نفرت اور معاشرتی بائیکاٹ

361

مسلمانوں سے ہر جہز میں اختلاف

□

362

مسلمانوں سے تعلقات حرام

□

362

مسلمانوں کے پیچھے نماز قسمی حرام

□

363

مسلمانوں کے پیچھے نماز؟؟

□

363

مسلمانوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی حکمت

□

363

مسلمانوں کی نماز جنازہ

□

مسلمانوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے اور انہیں قادیانی لڑکیوں کا رشتہ نہ

□

364

دینے کے حلق احکامات

□

365

قائد اعظم کی نماز جنازہ

□

366

مرزا قادیانی نے اپنے بیٹے کا جنازہ نہ پڑھا

□

367

مسلمانوں کو لڑکی دینا

□

مرزا قادیانی کے دعوے

369

373

میں بشر ہوں

□

373

میں غلام احمد قادیانی ہوں

□

373

میں کرم خاکی، بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی مار ہوں

□

374

میں سور مار ہوں

□

374

میں امین الملک جے سنگھ بہادر ہوں

□

374

میں کرشن ہوں

□

375

میں آریوں کا بادشاہ ہوں

□

376

میں کرشن جی زردور کو پال ہوں

□

- 376 میں سلطان القلم ہوں □
- 376 میں غازی ہوں □
- 376 میں گورنمنٹ برطانیہ کے لیے پناہ اور تعویذ ہوں □
- 377 میں محدث ہوں □
- 377 میں عبدالقادر ہوں □
- 377 میں ذوالقرنین ہوں □
- 377 میں آدم ہوں، میں احمد ہوں، میں مریم ہوں □
- 377 میں موسیٰ ہوں، میں عیسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں □
- 378 میں خاتم الاولیاء ہوں □
- 378 میں معجون مرکب ہوں □
- 379 میں خلیفۃ اللہ ہوں □
- 379 میں امام الزماں ہوں □
- 379 میں مجدد ہوں، میں مہدی ہوں، میں مسیح موعود ہوں □
- 379 میں حجر اسود ہوں □
- 380 میں بیت اللہ ہوں □
- 380 میں قرآن ہوں □
- 380 میں میکائیل ہوں □
- 380 میں حضرت حسینؑ سے بڑھ کر ہوں □
- 381 میں زعمہ علی ہوں □
- 381 میں مدینۃ العلم ہوں □
- 381 میں مریم اور عیسیٰ ہوں □
- 381 میں مریم ہوں، میں عیسیٰ ہوں، میں ابن مریم ہوں □
- 382 میں ابن مریم سے افضل ہوں □
- 382 میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں □
- 382 میں آدم اور احمد علی ہوں □

- 382 میں مسیح زماں ہوں، میں کلیم خدا ہوں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں ☐
- 383 میں تمام انبیاء کا مجموعہ ہوں ☐
- 383 میں محمد ہوں ☐
- 383 میں احمد ہوں ☐
- 384 میں رحمة للعالمین ہوں ☐
- 384 میں خاتم الانبیاء ہوں ☐
- 384 میں توحید خدا اور تفرید خدا ہوں ☐
- 384 میں عرش خدا ہوں ☐
- 385 میں مالک کن فیکون ہوں ☐
- 385 میں زعمہ کرنے والا اور مارنے والا ہوں ☐
- 385 میں نطقہ خدا ہوں ☐
- 386 میں خدا کا بیٹا ہوں ☐
- 386 میں خدا کی بیوی ہوں ☐
- 386 میں خدا کا باپ ہوں ☐
- 387 میں خود خدا ہوں ☐

مرزا قادیانی مرد یا عورت؟

- 389 ☐
- 391 اللہ کا بچہ ☐
- 391 اللہ مرد، مرزا عورت؟ ☐
- 393 خدا سے نہانی تعلق ☐
- 393 حاملہ ☐
- 394 مرزا قادیانی کو دروازہ ☐
- 394 مرزا قادیانی عیسیٰ ابن مریم کیسے بنا؟ ☐

397

”سلطان القلم“ کا دعویٰ



399

مرزا قادیانی کے فرشتے

401

پچی پچی



402

شیر علی



403

مرزا غلام قادر



403

خیراتی



403

مٹھن لال



404

حظ



404

درشنی



405

مرزا قادیانی کے الہامات اور خواب

407

شیطانی الہامات کا ہونا حق ہے



409

غیر معقول اور بے ہودہ امر



409

تعجب کی بات



409

ربط حاج



410

هو شعنا نعسا



410

عن اور شک کی تاریکی



411

بے یقینی کا کلام



411

عجیب و غریب الہامات جن کی سمجھ نہیں آتی



414

عربی الہامات



414

انگریزی الہامات



- 416 قاری الہامات □
- 417 پنجابی الہامات □
- 419 ایک اور ہندو کا سب وجی □
- 421 مرزا قادیانی کے عجیب و غریب خواب □
- 421 ملی کو پھانسی □
- 421 ہاتھی نامرد □
- 421 مرغ، بکرا، ملی، چوہا □
- 422 مرغی کے الفاظ □
- 422 بلا عنوان! □

مرزا قادیانی..... امیر الجہلا

- 423 □
- 426 نبی کریم ﷺ کے والد محترم □
- 427 نبی کریم ﷺ کے گیارہ لڑکے □
- 427 نبی کریم ﷺ کی 12 لڑکیاں □
- 427 امام بخاری □
- 428 چوتھا مہینہ صفر، چوتھا دن چار شنبہ □
- 428 قادیان؟ □
- 429 چائے □
- 429 کروڑ ہا انسانوں کی موت □
- 430 آسانی روح □
- 430 طلی قوت کی ضرورت □
- 430 میں زمین کی باتیں نہیں کہتا □

متفرقات

431

433

433

436

437

443

444

451

455

قادیانی کلرہ کی حقیقت

احمد سے مراد مرزا قادیانی

تصویر بولتی ہے

جادوہ جو سر چڑھ کر بولے

اکٹھ بھارت

ہاؤٹری کمیشن میں قادیانیوں کا موقف

سپریم کورٹ آف پاکستان کا تاریخ ساز فیصلہ

پندرہویں صدی کا آغاز اور قادیانیوں کے لیے لمحہ فکریہ



ترتیبِ عنوانات

2	چیلنج	✽
5	انتساب	✽
25	توجہ فرمائیں	✽
27	فہرستِ ٹائٹل کتب	□
31	قادیانی ڈائریکٹری	□
35	احمد کریم شیخ (کینیڈا)	□
	محمد متین خالد	□
	نہیں ملتا سخن اپنا کسی سے	□

مرزا قادیانی کے حالات زندگی

41		
46	تذکرہ	□
47	سیرت المہدی	□
48	پیدائش	□
49	سر اور ہمد	□
49	تاریخ پیدائش کا دلچسپ اختلاف	□
52	نام و نسب	□
52	میں کون ہوں؟	□
53	ذات بدلنے والا کون؟	□

54	والد اور بھائی کے نقش قدم پر	□
54	والد کی وفات پر اللہ تعالیٰ کی تعزیت	□
55	مرزا قادیانی کا والد بے نمازی	□
56	مقدمات میں وقت ضائع	□
56	مرزا قادیانی کی تلاش	□
56	بازو ٹوٹ گیا	□
57	اور انگلی کٹ گئی	□
57	کسی کی جان گئی، کسی کی ادا ٹھہری	□
58	چھری چل گئی	□
58	لطیفہ	□
59	راکھ سے روٹی	□
59	مٹی اور گڑ کے ڈھیلے	□
60	سُندھی	□
60	ادھر ادھر	□
64	مخاری کے امتحان میں فیل	□
64	غرارہ	□
64	قادیانی جماعت کا نام	□
65	ہرنی کا کلمہ	□
65	تیمم	□
65	تیز گرم پانی سے طہارت	□
66	عورتوں کا امام	□
66	زمانہ نماز	□

67	نماز میں فارسی لفظ	□
67	نماز میں پان	□
67	بو اسیر اور..... نماز	□
68	بیٹے کی خاطر نماز جمعہ نہیں پڑھی	□
68	سب کا نماز جنازہ پڑھا دیا	□
69	روزہ توڑ دیا	□
69	روزے تڑوا دیئے	□
69	روزے نہیں رکھے	□
70	روزہ کھلوادیا	□
70	رمضان المبارک کا احترام؟	□
71	حج، اعتکاف، زکوٰۃ	□
71	اعتکاف	□
72	مردہ اسلام	□
72	کتنی (بدکار عورت) کی رقم	□
72	سود جائز ہے!	□
73	جیب میں اینٹ	□
73	جرائیں، کاج، گرگابی اور کھانا	□
74	اٹنے کا ج	□
74	اٹنی سیدھی گرگابی	□
75	اٹنی سیدھی جرائیں	□
75	پہلوانوں والی خوراک	□
78	کھانے کا انداز	□

78	گوشت کی قیمت	□
78	تکے کے نیچے کپڑے	□
79	ریشمی ازار بند	□
79	ریشمی ازار بند کے فوائد	□
80	جیبی گھڑی	□
80	پیشہ نبوت	□
81	خدا کی مشین	□
81	نبی کے ہتھیار	□
82	قادیانی خلیفہ مرزا مسرور کا دادا	□
82	پانچ اور پچاس کا شہرت یافتہ قادیانی فرق	□
85	سرسید کی نظر میں	□
85	ہندوؤں کی نظر میں	□
86	کتب فروش	□
88	چوڑی، زانیہ اور کنجروں کے خواب	□
89	ٹپھی ٹپھی	□
89	”ماہواری“ چندہ	□
90	جماعت مرغی کی آواز پر توجہ دے	□
90	دعا برائے فروخت	□
91	افریقہ کے بندر اور مرزا قادیانی	□
92	بتوں کی زیارت	□
92	مرزا قادیانی کی علمی باتیں	□
92	حمل کا ذب	□

93	عورتوں کی خاص قسم	□
93	مرشد کے ساتھ مرید کا تعلق	□
93	مرزا قادیانی کی سائنس	□
93	قلمی اسلحہ	□
95	ایک ایک حرف..... خدا تعالیٰ کی طرف سے	□
96	مرزا قادیانی کے معجزات	□
96	اللہ نے جو مجھے سکھایا، وہ کسی اور کو نہ سکھایا	□
96	جو میرے ہاتھ سے جام پئے گا، وہ ہرگز نہیں مرے گا	□
103	معجزانہ انشا پردازی کا ایک نمونہ	□
104	مجھ سے خدا تعالیٰ لکھواتا ہے	□

105 مرزا قادیانی کے خانگی حالات

110	بیوی سے حسن سلوک	□
110	بیوی سے عمدہ سلوک	□
110	طلاق سے پرہیز کرو	□
111	”مہچے دی ماں“ کو طلاق	□
112	بد ذات بیوی	□
113	حالت مردی کا لعدم	□
113	بیوی کے ایام نے عزت رکھ لی	□
116	پچاس مردوں کے برابر طاقت	□
117	حقیقی بیعت	□
117	نصرت جہاں بیگم نے بیعت نہیں کی	□

- 118 بیعت نہ کرنے والا منافق ☐
- 119 تنگ پا جامہ ☐
- 119 غرارہ ☐
- 119 مصافحہ ☐
- 120 ملکہ کا راج ☐
- 121 میں ایسے پردے کا قائل نہیں ☐
- 121 مرجا بیوی دی گل بڑی مندا اے ☐
- 122 مبارکہ بیگم اور امتہ الحفیظ کا حق مہر ☐
- 123 داماد کی قوت باہ کا علاج ☐
- 123 اپنے بیٹے فضل احمد کی موت پر خوشی کا اظہار ☐
- 124 سسرالی عورتوں کے متعلق الہام ☐

125 مرزا قادیانی اور غیر محرم عورتیں

- 127 نبی کریم ﷺ کا تقویٰ ☐
- 128 اسلام کی اعلیٰ تعلیم ☐
- 128 جو عورتیں پردہ نہیں کرتیں، شیطان ان کے ساتھ ہے ☐
- 128 عورت سے مصافحہ جائز نہیں ☐
- 129 غیر محرم عورتوں کو چھونا ☐
- 129 ”نبی معصوم“ ☐
- 129 ادھر ادھر ☐
- 130 تھمیر ☐
- 131 ٹانک دائن شراب کا استعمال ☐

- 131 ٹانگہ واٹن کا فتویٰ □
- 132 لڑکی کیسی ہونی چاہیے؟ □
- 133 گول منہ، لمبا منہ □
- 133 ایہو کڑی لیتی ہیں □
- 134 احکام □
- 135 میں ایسے پردے کا قائل نہیں □
- 135 رات کا پہرہ □
- 136 مائی تابلی □
- 136 مائی کا کو □
- 136 بھانو □
- 137 زینب بیگم □
- 138 دوپٹہ تیرا ملل دا □
- 138 بچہ سپیشلسٹ □
- 139 کبھی کبھی زنا □

شرمناک قادیانی تحریریں

- 141 □
- 146 فاشی کی اشاعت □
- 146 معروفات □
- 146 پلیڈ دل □
- 147 خیالات □
- 147 بے حیا انسان □
- 147 جب انسان حیا چھوڑ دیتا ہے..... □

- 147 میں وہی کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ میرے دل میں ڈالتا ہے ☐
- 147 مرزا قادیانی کی اپنی جماعت کو نصیحت ☐
- 148 بڑا کارنامہ ☐
- 148 پر میشر کی جگہ ☐
- 149 قادیانی کوک شاستر ☐
- 152 میری تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا ☐
- 153 نیوگ، روز کی مشق ☐
- 154 قانون دکھائی ☐
- 157 قادیانی خشوع و خضوع ☐
- 160 قادیانی ترانہ ☐
- 161 نرم اندام عورتیں اور ہمارے باکرہ مضامین ☐
- 162 برہنہ شخص سے بغلگیری ☐
- 162 پیٹ سے چوہا؟ ☐
- 162 رحم پر مہر ☐
- 163 عضو تناسل کاٹ دیتا..... ☐
- 163 جہاں سے نکلے تھے..... ☐
- 163 بے غسل.....؟ ☐
- 164 عورت کی کارروائی ☐
- 165 سلطان القلمی کا نادر نمونہ ☐
- 165 یورپین سوسائٹی کا عیب والا حصہ ☐
- 166 اللہ عورت، مرزا مرد ☐
- 166 کبھی کبھی زنا ☐

166	تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق	□
168	مباہلہ جائز ہے	□
168	خلفہ صاحب کی عیاری	□
169	میاں زاہد سے میری بیویاں پردہ نہیں کرتیں	□
169	شہادت نمبر 1	□
171	شہادت نمبر 2	□
171	ایک احمدی خاتون کا بیان	□
172	شہادت نمبر 3	□
173	شہادت نمبر 4	□
173	شہادت نمبر 5 (حلفیہ شہادت)	□
173	شہادت نمبر 6	□
173	بے خوف مجاہد	□
174	شہادت نمبر 7 (حلفیہ شہادت)	□
175	شہادت نمبر 8 (حلفیہ شہادت)	□
175	شہادت نمبر 9 (حلفیہ شہادت)	□
175	شہادت نمبر 10	□
175	حلفیہ شہادت	□
176	شہادت نمبر 11 (حلفیہ شہادت)	□
176	محمد یوسف ناز کا حلفیہ بیان	□
177	شہادت نمبر 12	□
177	شہادت نمبر 13 (حلفیہ شہادت)	□
178	شہادت نمبر 14 (حلفیہ شہادت)	□

179	شہادت نمبر 15 (حلفیہ شہادت)	□
179	شہادت نمبر 16 (حلفیہ شہادت)	□
179	شہادت نمبر 17 (حلفیہ شہادت)	□
179	مرزا محمود کی اپنی گواہی	□
180	شہادت نمبر 18 (حلفیہ شہادت)	□
180	شہادت نمبر 19 (حلفیہ شہادت)	□
181	شہادت نمبر 20 (حلفیہ شہادت)	□
181	شہادت نمبر 21 (حلفیہ شہادت)	□
181	شہادت نمبر 22 (حلفیہ شہادت)	□
183	شہادت نمبر 23 (حلفیہ شہادت)	□
185	شہادت نمبر 24 (حلفیہ شہادت)	□
186	شہادت نمبر 25 (حلفیہ شہادت)	□
187	شہادت نمبر 26	□
188	شہادت نمبر 27	□
190	شہادت نمبر 28	□
190	سول سرجن کی شہادت	□
191	حق پسند اصحاب کی توجہ کے لیے	□
192	بدکردار مصلح موعود نہیں ہو سکتا	□
193	اظہار واقعہ کو بدزبانی نہیں کہا جاسکتا	□
194	انتباہ	□
195	فیصلہ عدالت عالیہ ہائی کورٹ لاہور	□
198	مرزائیوں کی روحانی شکار گاہ	□

204	بے نقاب	□
204	مرزا قادیانی کی کتابیں پڑھنے سے فرشتے نازل ہوتے ہیں	□
205	مرزا قادیانی کی کتابوں میں قرآن مجید والا نور اور ہدایت ہے	□
205	مرزا قادیانی کی کتابیں قرآن کی تفسیر ہیں	□
205	مرزا قادیانی کا طرزِ تحریر	□
207	مرزا قادیانی بحیثیت ایک طبیب	
210	حکمت کی کتابیں، تفسیر قرآن ہیں	□
210	مرزا قادیانی کی علم طب میں دسترس	□
210	کچلہ کونین فولاد	□
211	نیم حکیم، خطرہ جان	□
211	پنجمیری ادویات	□
212	ممنوعہ چیزیں ”بھنگ، دھتورہ، افیون“ سب جائز	□
212	افیون	□
213	سکھیا	□
214	دو بوتل برائڈی	□
214	ٹانک وائٹن	□
215	ٹانک وائٹن کا فتویٰ	□
215	حالتِ مردی	□
216	قادیانی ویارگرا	□
217	داماد اور قوتِ باہ	□
217	بھنگ، افیون شراب کے بہن بھائی ہیں	□

- 218 "دست شریف" میں دودھ کا استعمال ☐
- 218 سوڈا وغیرہ ☐
- 218 تریاق الہی؟ ☐
- 219 شربت کی جگہ تیل ☐
- 219 کھانسی کا علاج ☐
- 220 گنے سے کھانسی کا علاج ☐
- 220 پھوڑے کا علاج ☐
- 220 بال بڑھانے کی دوا ☐
- 220 مفت بر ☐
- 221 چچا زاد بھائی سے علاج ☐
- 221 مرغاذخ کر کے ☐
- 221 رسوا کن باتیں ☐

223

مرزا قادیانی اور شاعری

- 226 شاعر اور شاعری ☐
- 227 مرزا قادیانی کی عشقیہ شاعری ☐
- 228 بھینی بھینی خوشبو ☐
- 229 قادیانی ترانہ ☐
- 230 مرزا قادیانی کی شاعری سے قبض دور ہوتا ہے ☐
- 230 پاکیزہ جذبات و عشق میں ڈوبا ہوا کلام ☐
- 231 حیا سوز شاعری ☐
- 232 نسلیں ہیں میری بے شمار ☐
- 232 ہوں بشر کی جائے نفرت ☐

235

مرزا قادیانی ایک ڈرپوک اور بزدل شخص

237

میرا نام غازی ہے ☐

237

غازی نام رکھنا رسول کریم ﷺ کی نافرمانی ہے ☐

238

ہم موت سے نہیں ڈرتے ☐

238

بزدلی ایمان کی کمزوری ہے ☐

238

مجھے لگا کرنا اچھا نہیں ☐

240

پادریوں کی حمایت ☐

241

زلزلہ ☐

242

انگریزی عدالت میں، ”اپنے مریدوں کی اطلاع کے لیے“ ☐

243

آئندہ پیش گوئی سے میری توبہ! ☐

243

جج نہ کرنے کی وجہ ☐

243

پولیس کا پہرہ ☐

244

کتا محافظ ☐

244

مناظرہ سے فرار ☐

245

قادیان

247

قادیان کی گمناہ حالت ☐

249

کشف کا قادیان ☐

250

خواب میں قادیان ☐

250

لاہور بھی کوئی شہر ہوتا تھا ☐

بہشتی مقبرہ

253

255

بہشتی مقبرہ بہشتی لوگ



255

جنت ارضی



256

مرزا اور اس کے اہل و عیال کے لیے کوئی فیس نہیں



256

بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی وصیت نہ کرنے والا منافق



257

بہشت سے اخراج، چندہ ضبط



257

دائمی جنت



257

ابوبکرؓ و عمرؓ کی سی فضیلت



258

بہشتی مقبرہ



259

بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی شرائط



262

بہشتی مقبرہ کا آنکھوں دیکھا حال



265

مرزا قادیانی کے استاد

267

مہدی کسی کا شاگرد نہیں ہوتا



267

مہدی کے لیے ضروری ہے.....



268

نبی کا کوئی استاد نہیں ہوتا



268

میرے کئی استاد تھے



269

بیٹے کی تصدیق



270

حلفا کہتا ہوں میرا کوئی استاد نہیں



270

قسم کی اہمیت



271

اپنے استاد کی تعریف



271

شاگرد، استاد کی مانند ہوتا ہے



273 مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ”فیض یافتہ“ مرید

- 275 نماز میں نامناسب تکلیف ☐
- 276 اللہ کا بچہ ☐
- 276 اللہ مرد، مرزا عورت ☐
- 277 جسم پر نامناسب ہاتھ پھیرنا ☐
- 278 قادیان اور سجدہ ☐
- 278 کفن چور ☐
- 279 تھمیر ☐
- 279 ضرور بدکاری کرے گا ☐
- 280 قوت رجولیت بالکل معدوم ☐
- 281 قادیان میں بڑے بڑے خبیث، شریر، ناپاک طبع، کذاب اور مفتری رہتے ہیں ☐
- 281 مرزا قادیانی کی بیعت کا ”فیض“ ☐
- 283 کثرت قبولیت دعا کا نشان ☐

285 قادیانی جماعت، قادیانی قیادت کی نظر میں

- 287 درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے ☐
- 287 قادیان؟ ☐
- 288 بھیڑیوں کی جماعت ☐
- 288 درندے، قادیانیوں سے اچھے ☐
- 289 قادیانی جلسہ، اخلاقی حالتوں کے بگاڑنے کا ایک ذریعہ ☐
- 289 کج دل لوگوں کی جماعت ☐
- 290 تہذیب اور پرہیزگاری سے عاری جماعت ☐
- 290 مخنثوں کی جماعت ☐
- 290 اکیلا کسی جنگل میں ہوتا تو بہتر تھا! ☐

291	جیسے کتا مردار کی طرف	□
291	شوق پورا نہیں ہوا	□
292	چلنے والی لکڑیاں	□
292	خصی جماعت	□
293	سُوروں کی جماعت	□
294	جماعت میں بہت کمی ہے	□
295	میں کسی کو حساب نہیں دوں گا	□
296	بے حیا اور بزدل جماعت	□
296	جہنم کی آگ کی حامل جماعت	□
297	بددیانت جماعت	□
297	گالیاں کھلوانے والی جماعت	□
298	کتے	□
299	احق جماعت	□
299	انگروں والی جماعت	□
299	جھگڑالو جماعت	□
300	غیر مہذب اور غیر شائستہ جماعت	□
301	لفس پرور جماعت	□
301	ایک پیسے سے بھی کم حیثیت جماعت	□
301	لومڑی، سورا اور سانپ	□

303

مرزا قادیانی کی بیماریاں

305	مردانہ حسن کا نمونہ	□
306	صحت کا ٹھیکہ	□
306	انبیا اور غضبناک امراض	□

306	دائم المرض اور طرح طرح کی بیماریاں	□
306	آنکھوں کی نسبت خاص الہام	□
307	مائی ادویا	□
307	چشم نیم باز	□
307	الٹا جوتا پہننا	□
308	کس کی چھڑی ہے؟	□
308	گھڑی	□
309	”انہوں کچھ دیدا ہے“	□
309	ذیابیطس، سو سو دفعہ پیشاب	□
309	حالتِ مردی کا لعیم	□
310	سرورد، کمی خواب، تلخ دل، ذیابیطس، کثرتِ پیشاب	□
310	سرورد، کثرتِ پیشاب و دست	□
311	سر اور دستوں کی بیماری	□
311	دست	□
311	دورے	□
312	دورے اور روزے	□
312	مرگی	□
313	ہسٹریا (Hysteria)	□
313	ہسٹریا کے دورے	□
314	اگر ہسٹریا ثابت ہو جائے.....	□
315	مراق	□
315	ہسٹریا اور مراق	□
315	مراق اور کثرتِ بول	□
316	ہرنمی کو مراق	□
316	سیل	□

- 316 خونی قے □
- 317 قونج زحیری □
- 317 کچھڑ اور ریت سے علاج □
- 318 خارش □
- 318 لکنت □
- 318 دانتوں کو کیڑا □
- 319 ایریاں پھٹ گئیں □
- 319 بال سفید □
- 319 دایاں بازو □
- 320 حافظہ خراب □
- 320 سرعت انزال □

321 [مرزا قادیانی کا عبرتناک انجام]

- 323 بہت بری موت □
- 324 مولوی ثناء اللہ سے آخری فیصلہ □
- 326 یہ خدا کی طرف سے ہے □
- 326 حالت دگرگوں □
- 328 میر صاحب! مجھے وبا پئی ہیضہ ہو گیا ہے □
- 329 میں نجاست کے کیڑے سے بھی بدتر ہوں! □
- 329 دوزخ کا الہام □
- 329 جھوٹے مدعی کو خدا ہلاک کرتا ہے □
- 329 خدا جھوٹوں کو ہلاک کرتا ہے □
- 330 دوزخ کا وعدہ □

331

[عکسی شہادتیں]

ترتیبِ منواریات

2	چیلنج	✽
5	انتساب	✽
23	توجہ فرمائیں	✽
27	فہرستِ ناسل کتب	✽
33	تقریظِ جمیل	✽
42	آئینہ قادیانیت	✽
45	مقابل ہے آئینہ!	✽
	حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی مدظلہ	
	شیخ راحیل احمد (جرمنی)	
	محمد متین خالد	

قادیانی اخلاق

Love for all, Hatred for none

53

56	لوگوں پر لطف اور رحم	□
57	لوگوں سے نرمی اور احسان کر	□
57	نہایت قابلِ شرم بات	□
57	اندھے کو اندھا کہنا بھی دل دکھاتا ہے	□
58	اللہ تعالیٰ کا حکم	□
58	تلخ بات	□

- 58 پر لے درجے کا شریر النفس □
- 58 سفلوں اور کمینوں کا کام □
- 59 کبھی گالی کا جواب نہیں دیا □
- 59 کبھی دشنام دے نہیں کی □
- 59 گالی مت دو □
- 59 مجھے تہذیب و اخلاق کے ساتھ بھیجا گیا ہے □
- 60 بد زبانی طریق شرافت نہیں □
- 60 گالیاں سن کے دعا دو □
- 60 سخت زبانی سے برکت جاتی رہتی ہے □
- 60 اہم نکات □
- 61 بندروں اور سوروں کی طرح □
- 62 خنزیر سے زیادہ پلید لوگ □
- 62 جیسا کہ سنڈ اس پاخانہ سے □
- 62 جھوٹ کی نجاست، آسمانی لعنت □
- 63 خدائی لعنت کے دس لاکھ جوتے □
- 63 مرد خنزیر، عورتیں کتیاں □
- 63 ولد الحرام □
- 63 عیسائی، یہودی، مشرک □
- 64 کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھانے والے □
- 64 خراب عورتیں اور دجال کی نسل □
- 64 پر میشر کی جگہ □

- 65 پیٹ سے چوما؟ ☐
- 65 رحم پر مہر ☐
- 65 عضو تناسل کاٹ دیتا..... ☐
- 66 جہاں سے نکلے تھے..... ☐
- 66 کنجریوں کی اولاد ☐
- 67 ذریعہ البغایا کی تشریح ☐
- 68 حضرت پیر مہر علی شاہ گلوڑویؒ کو گالیاں ☐
- 71 بدتر ہر ایک بد سے ☐
- 80 گالیاں دینے کی وجہ ☐

لعنت بازی مرزا قادیانی کا پسندیدہ مشغلہ

81

- 83 میں امام الزماں ہوں ☐
- 84 مومن لعان نہیں ہوتا ☐
- 84 10 لعنتیں ☐
- 85 لعنت، لعنت، لعنت..... 1000 ☐
- 86 10 لاکھ لعنتیں ☐
- 86 جب دل بگڑتا ہے ☐
- 86 یہ خدا کا کلام ہے ☐

قادیانی ڈکشنری

87

- 89 اعتراف ☐
- 89 کدہ سے مراد قادیان ☐

- 92 ادنیٰ الارض سے مراد قادیان ☐
- 93 دمشق سے مراد قادیان ☐
- 93 قرآن مجید قادیان کے قریب نازل ہوا ☐
- 93 یروشلم سے مراد قادیان ☐
- 94 مقام لد سے مراد لدھیانہ ☐
- 95 مسجد اقصیٰ سے مراد قادیان کی مسجد ☐
- 95 جہنم سے مراد طاعون ☐
- 95 محدث سے مراد نبوت ☐
- 96 زرد کپڑے سے مراد بیماری ☐
- 98 آدم، احمد، موسیٰ، عیسیٰ، داؤد، مریم سے مراد مرزا قادیانی ☐
- 99 دجال سے مراد بابا اقبال قومیں ☐
- 99 فرعون اور ہامان سے مراد ☐
- 100 ہندو سے مراد ☐
- 100 موت کے معنی فتح ☐
- 100 بیوہ سے مراد ☐
- 101 دلہۃ الارض سے مراد ☐
- 104 دجال کون؟ ☐
- 104 مجھ سے خدا تعالیٰ لکھواتا ہے ☐

105

مرزا قادیانی کے سفید جھوٹ

- 109 جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے؟ ☐
- 110 کتوں کا طریق ☐

- 110 جھوٹ بولنے سے بدتر! □
- 110 جھوٹ بولنے والا کتوں، سوروں اور بندروں سے بدتر □
- 110 جھوٹ کی نجاست □
- 111 جھوٹ بولنے والا مرتد □
- 111 جھوٹ بولنے والا کجمر اور دلدل الخنا □
- 111 لعنت ہے مفتری پر □
- 111 جھوٹ تمام گناہوں کی ماں □
- 111 جھوٹے پر قیامت تک لعنت □
- 112 جھوٹے کی زندگی..... لعنتی زندگی □
- 112 جھوٹ بولنا، مردار خوروں کا کام □
- 112 جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا براہ □
- 112 اہم نکات □
- 113 قرآن مجید میں طاعون کا ذکر □
- 114 قرآن مجید میں قادیان کا ذکر □
- 114 نبیوں کی بشارت اور خواہش □
- 115 دنیا کی عمر سات ہزار برس □
- 115 قیامت کب آئے گی؟ □
- 115 بخاری شریف میں □
- 116 سیاہ رنگ کا نبی □
- 117 قرآن میں مثل ابن مریم □
- 117 احادیث میں مثل ابن مریم □
- 117 مسیح موعود اور اس کی توہین □

- 118 انبیاء گذشتہ کے کشف □
- 118 اولیائے گذشتہ کے کشف □
- 118 چودھویں صدی کا مجدد □
- 119 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین □
- 120 کرشن نبی، زورگوپال، آریوں کا بادشاہ □
- 120 کتاب سوانح یوسف آزر □
- 121 میرا کوئی استاد نہیں □
- 122 انبیائے کرام اور زردچادر کی تعبیر □
- 122 هذا خليفة المهدي □
- 123 میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا □
- 123 اگر میں جھوٹا ہوں تو پھر اسلام بھی جھوٹا ہے □
- 124 نبیوں کی توہین کرنے والا خبیث، شیطان اور پلید ہے □

125 مرزا قادیانی کی تضاد بیانات

- 127 ہم اللہ تعالیٰ کے بغیر بلائے نہیں بولتے □
- 128 میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی روح بولتی ہے □
- 128 دو متضاد اعتقاد □
- 128 جھوٹا □
- 128 مضبوط الحواس انسان □
- 129 دو متناقض باتیں □
- 129 پاگل، مجنوں یا منافق □
- 129 اہم نکات □

- 130 خدا تعالیٰ کا قانون قدرت □
- 130 مسیح کی قبر □
- 131 دو بکریاں □
- 131 مولوی عبداللطیف قادیانی اور عبدالرحمان قادیانی □
- 132 مرزا احمد بیگ اور اس کا داماد □
- 132 میراث نام غازی ہے □
- 132 غازی نام رکھنا رسول کریم ﷺ کی نافرمانی ہے □
- 133 اندھے کو اندھا کہتا بھی دل دکھاتا ہے □
- 133 اندھے کو اندھا کہتا درست ہے □
- 134 مسیح موعود کی پیش گوئی اجماع امت ہے □
- 134 مسیح موعود کی پیش گوئی اجماع امت نہیں ہے □
- 134 پروردگار کا اڑنا قرآن سے ثابت ہے □
- 135 پروردگار کا اڑنا قرآن سے ثابت نہیں ہے □
- 135 مسیح موعود؟ □
- 135 مسیح موعود □
- 136 حضرت عیسیٰ علیہ السلام امتی ہیں □
- 136 حضرت عیسیٰ علیہ السلام امتی نہیں ہیں □
- 136 دلبۃ الارض سے مراد طاعون □
- 137 دلبۃ الارض سے مراد علماء سو □
- 137 آسمان سے □
- 137 آسمان سے نہیں □
- 138 سرسید..... ایک مکر □

- 138 سرسید..... دانا اور مردم شناس □
- 138 سرسید..... فراڈیا اور دھوکے باز □
- 139 سرسید..... قدر مرداں بعد از مُردن □
- 140 طاعون کی خواہش □
- 140 طاعون سے پناہ □
- 140 کبھی گالی کا جواب نہیں دیا □
- 140 گالی جوابی طور پر ہے □
- 141 میری دادیاں سادات میں سے تھیں □
- 141 میری دادیاں مغلیہ خاندان سے تھیں □
- 142 اللہ تعالیٰ سے التجا □
- 142 انگریز سے التجا □
- 142 انگریزی نہیں آتی □
- 143 انگریزی پڑھی تھی □
- 143 میرے کئی استاد تھے □
- 144 میرا کوئی استاد نہیں □
- 145 انبیاء کو احکام نہیں ہوتا □
- 146 اور احکام ہو گیا.....! □
- 146 الہام اپنی زبان میں □
- 146 الہام دوسری زبانوں میں □
- 146 الہامی کتابوں میں تبدیلی نہیں ہوئی □
- 147 الہامی کتابیں تبدیل ہو چکی ہیں □

- 147 حضرت مسیح متواضع، حلیم اور عاجز □
- 148 حضرت مسیح شرابی، کبابی □
- 148 لد ایک گاؤں □
- 148 لد، بے جا جھڑے کرنے والے □

باب سچا یا بیٹھا؟

151

- 153 تائید الہی سے لکھے گئے رسائل □
- 154 نبی کریم ﷺ کے والد محترم (مرزا قادیانی کی تحریر) □
- 155 مرزا بشیر الدین محمود کا اختلاف □
- 155 معجزہ شق القمر (مرزا قادیانی کی تحریر) □
- 156 مرزا بشیر الدین محمود کا اختلاف □
- 156 اسمہ احمد سے مراد (مرزا قادیانی کی تحریر) □
- 157 مرزا بشیر الدین محمود کا اختلاف □
- 157 نبی دوسرے نبی کا مطیع (مرزا قادیانی کی تحریر) □
- 158 مرزا بشیر الدین محمود کا اختلاف □
- 158 نبی کے لیے شرط (مرزا قادیانی کی تحریر) □
- 158 مرزا بشیر الدین محمود کا اختلاف □
- 159 حضرت مسیح صلیب پر (مرزا قادیانی کی تحریر) □
- 159 مرزا بشیر الدین محمود کا اختلاف □
- 160 کرہائے تو مارا کرد گستاخ (مرزا قادیانی کی تحریر) □
- 160 مرزا بشیر الدین محمود کا اختلاف □

- 160 مسیح موعود صرف مسلمان ہو گا یا نبی بھی (مرزا قادیانی کی تحریر) □
- 160 مرزا بشیر الدین محمود کا اختلاف □
- 161 حضرت عیسیٰ علیہ السلام امتی (مرزا قادیانی کی تحریر) □
- 161 مرزا بشیر الدین محمود کا اختلاف □
- 161 باپ جھوٹا □
- 162 بیٹا مردود □
- 163 **قادیانی تحریفات**
- 166 میں قرآن کی تفسیر تیار کروں گا □
- 166 لمحہ اور کافر کون؟ □
- 167 سخت شریر، بد معاش اور گنڈا؟؟؟ □
- 167 دجال کون؟ □
- 167 اللہ تعالیٰ مجھے غلطی پر ایک لمحہ بھی باقی نہیں رہنے دیتا □
- 167 روح القدس کی قدسیت ہر وقت ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے □
- 168 میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے □
- 168 جو لوگ خدائے تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں، وہ بلائے نہیں بولتے □
- 168 میں قرآن کو دوبارہ واپس لاؤں گا □
- 169 عیسیٰ لدھیانہ میں آ کر قرآن کی غلطیاں نکالے گا □
- 169 اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے صحیح معنی مجھ پر ظاہر کیے □
- 169 اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ میں فرماتا ہے □
- 170 مسلمانہ کذاب کی تحریف قرآن □

- 170 مسیلہ کذاب کی تحریف شدہ آیات □
- قرآن مجید کی لفظی تحریف □
- 171 (اصل قرآنی آیات اور مرزا قادیانی کی تحریف شدہ آیات)
- 178 قرآن مجید کی معنوی تحریف □
- 181 تحریف منہبی □
- 186 تحریف حدیث □
- 187 اگر تجھے پیدانہ کرتا..... □
- 187 کلمہ طیبہ اور درود شریف میں تحریف □
- 187 مسلمانوں کا کلمہ □
- 187 قادیانیوں کا کلمہ □
- 188 مسلمانوں کا درود شریف □
- 188 قادیانی امت کا درود □
- 189 مرزا قادیانی پر درود و سلام □
- 190 مرزا قادیانی پر درود و سلام کے اعتراض کا قادیانی جواب □
- 191 حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تحریر میں تحریف □
- 192 شیخ سعدیؒ کے کلام سے سرقہ □
- 194 مرزا قادیانی کی اپنی تحریروں میں تحریف □
- 198 قرآن مجید میں تحریف کرنے والا ملحد، بے ایمان، یہودی، سورا اور بندر □
- 199 قرآن مجید میں تبدیلی کرنے والا ملحد اور کافر ہے □
- 199 کتابت کی غلطیاں □

مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں

(جو پوری نہ ہو سکیں)

- 207 صدق یا کذب جانچنے کا معیار ☐
- 208 اگر ایک بھی پیش گوئی جھوٹی نکلی ☐
- 208 تمام رسوائیوں سے بڑھ کر ☐
- 208 مدعی کا ذب کی پیش گوئی ☐
- 208 نبیوں کی پیشگوئیاں ٹلتی نہیں ☐
- 209 توریت اور قرآن میں نبوت کا ثبوت ☐
- 209 اگر کوئی تلاش کرتا کرتا مر بھی جائے ☐
- 209 پیش گوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا! ☐
- 209 غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں ☐
- 210 کاذب کی پیشگوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی ☐
- 210 اہم نکات ☐
- 211 پہلی پیش گوئی ☐
- 211 خواتین مبارکہ ☐
- 213 دوسری پیش گوئی ☐
- 213 موت مکہ میں ہوگی یا مدینہ میں ☐
- 215 تیسری پیش گوئی ☐
- 215 مرزا قادیانی کی عمر ☐
- 219 چوتھی پیش گوئی ☐

- 219 9 تا م والد لڑکا □
- 220 ساڑھے تین ماہ بعد ”الہام“..... لڑکے کے دو تا م □
- 221 اسی دن پھر ”الہام“..... لڑکے کے چار تا م □
- 222 گیارہ دن بعد پھر الہام..... لڑکے کے 9 تا م □
- 222 27 دن بعد لڑکے کے بجائے لڑکی پیدا ہوئی □
- 223 پانچویں پیش گوئی □
- 223 ڈاکٹر عبدالکیم پٹیلوی □
- 227 میاں عبدالکیم خان صاحب اسٹنٹ سرجن پٹیلہ کی میری نسبت پیشگوئی □
- 229 تمام جماعت احمدیہ کے لیے اعلان □
- 231 راست باز کون □
- 233 چھٹی پیش گوئی □
- 233 عبداللہ آتھم □
- 241 ساتویں پیش گوئی □
- 241 بکروشیب (کنواری یا بیوہ) □
- 245 آٹھویں پیش گوئی □
- 245 چاند و سورج گرہن □
- 269 گرہنوں کا پہلا اجتماع □
- 270 گرہنوں کا دوسرا اجتماع □
- 270 گرہنوں کا تیسرا اجتماع □
- 272 صالح بن طریف برغواہی □
- 272 ابو منصور عیسیٰ □

273	علی محمد باب	□
273	مرزا قادیانی	□
274	نویں پیش گوئی	□
274	مولانا ثناء اللہ امرتسری کی موت	□
280	”مولوی ثناء اللہ صاحب کا قادیان آنا۔	□
281	مولوی ثناء اللہ کے رقعہ کا جواب	□
287	مولوی ثناء اللہ صاحب (امرتسری) کے ساتھ آخری فیصلہ	□
294	دسویں پیش گوئی	□
294	محمدی بیگم	□
317	خانہ بربادی	□

339

قادیانیوں سے 30 انعامی سوالات

341	(1) پہلا سوال..... جھوٹا کون؟؟؟	□
343	با ادب گزارش!	□
344	قابل توجہ گورنمنٹ	□
350	اپنی وحی پر یقین	□
350	(2) دوسرا سوال..... قرآن نے میرا نام ابن مریم رکھا؟	□
352	(3) تیسرا سوال..... جہاد، خدا کے حکم سے بند؟	□
352	(4) چوتھا سوال..... بیوہ کا نام؟	□
353	(5) پانچواں سوال..... پچاس الماریاں؟	□
354	(6) چھٹا سوال..... قرآن شریف میں قادیان کا ذکر؟	□

- 355 (7) ساتواں سوال..... مسلمانوں کی جاسوسی؟ ☐
- 356 ”قابل توجہ گورنمنٹ از طرف مہتمم کاروبار تجویز تعطیل جمعہ ☐
- 358 پڑا سرار منی آرڈر ☐
- 359 (8) آٹھواں سوال..... بخاری شریف میں؟ ☐
- 359 (9) نواں سوال..... کنجریوں کی اولاد؟ ☐
- 361 ”اشتہار نصرت دین و قطع تعلق از اقارب مخالف دین“ ☐
- 364 (10) دسواں سوال..... کئی لاکھ پیش گوئیاں؟ ☐
- 365 نشان اور معجزہ ایک ہی ہے ☐
- 366 (11) گیارہواں سوال..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہودی استاد؟ ☐
- 367 (12) بارہواں سوال..... شوخ و شنگ لڑکا؟ ☐
- 367 (13) تیرہواں سوال..... گستاخ رسول حرامی ہے؟ ☐
- 369 (14) چودھواں سوال..... مرزا قادیانی کی تاریخ پیدائش؟ ☐
- 371 (15) پندرہواں سوال..... مرزا قادیانی کی ایک فحش اور شرمناک تحریر؟ ☐
- 375 میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا ☐
- 376 (16) سولہواں سوال..... آخری مجدد کون؟ ☐
- 377 (17) سترہواں سوال..... خدا تعالیٰ کا الہام؟ ☐
- 377 (18) اٹھارہواں سوال..... کمینے آدمی کی عادت؟ ☐
- 378 (19) انیسواں سوال..... تھہیر؟ ☐
- 379 (20) بیسواں سوال..... پانچ اور پچاس کا قادیانی فرق؟ ☐
- 381 (21) اکیسواں سوال..... نماز میں فارسی نظم؟ ☐
- 382 (22) بائیسواں سوال..... بلا عنوان؟ ☐

- 382 (23) تیسواں سوال..... مسیح موعود اور اس کی توہین؟ ☐
- 383 (24) چوبیسواں سوال..... ادھر ادھر؟ ☐
- 384 (25) پچیسواں سوال..... ٹپٹی ٹپٹی؟ ☐
- 385 (26) چھبیسواں سوال..... اسلام میں نیچی قومیں؟ ☐
- 386 (27) ستائیسواں سوال..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور صلیب؟ ☐
- 387 (28) اٹھائیسواں سوال..... قادیانی کلمہ کی حقیقت؟ ☐
- 388 احمد سے مراد مرزا قادیانی ☐
- 389 (29) انیسواں سوال..... اکھنڈ بھارت؟ ☐
- 391 (30) تیسواں سوال..... مرزا قادیانی کی تصویر؟ ☐

393

عکسی شہادتیں

- 395 مجھے ضرور پڑھیے!!! ☐
- 395 مناظرہ کی کتاب ☐
- 395 تبلیغ زبانی نہیں بلکہ تحریر پیش کرنی چاہیے ☐
- 395 غور و فکر کرنے کی نصیحت ☐
- 396 مسخ شدہ لوگوں کی علامت ☐
- 396 تعصب ☐

